بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

روح القرآن

مع

تفسیر جلالین

اردو ترجمہ جلالین

فقیہ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ

مفتی اول دار العلوم دیوبند

حاشیہ و اردو تفسیر

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی

جامعہ دار السلام مالیر کوٹلہ

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

روح القرآن

مع

تفسیر جلالین

اردو ترجمہ جلالین

فقیہ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ

مفتی اول دار العلوم دیوبند

حاشیہ و اردو تفسیر

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی

جامعہ دار السلام مالیر کوٹلہ

جلد سوم (پارہ ۱۱ تا ۱۵)

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

Tafseer Roohul Quraa'n
ma'
Tafseer Jalalain

Volume : 3
Para 11 ta' 15

edition : 2009

Distributor for
International Market

FAISAL INTERNATIONAL

Regd Off 468,Gal [illegible] Chatta Lal Mian Daryaganj New Delhi 2
Working Off Faisal Complex, Jama Masjid Deoband 247554 UP
Phones +91-11-42797871 +91-1336-224110,[illegible] Fax +91-1336-[illegible]
e-mail [illegible] website www.faisal.co.in

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

FAISAL PUBLICATIONS

Jama Masjid Deoband.247554 UP India
Phones : +91-1336-224110,[illegible] Fax [illegible]
e-mail : [illegible] web : [illegible]

فہرست عنوانات تفسیر روح القرآن جلد ۳ پارہ ۱۱ تا پارہ ۱۵

عنوان	صفحہ
پارہ ۱۱	
منافقین کے عذر معذرت قابل قبول نہیں۔	۲۱
منافقین ایک گندگی کی طرح ہیں ان سے قطع تعلق کر لو۔	۲۲
اللہ تو ان سے راضی نہیں ہے۔	"
بدوی عرب اسلام کے تقاضوں کو نہیں سمجھتے۔	"
اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہوئے ان کا دم نکلتا ہے۔	۲۵
بدویوں میں مومنین مخلصین بھی ہیں۔	"
آگے بڑھ کر سب سے پہلے اللہ کے دین کا دامن تھامنے والے	۲۶
مدینہ اور اطراف کے انتہائی چالاک منافق	۲۷
وہ مخلص جنھوں نے اپنے قصور کا اعتراف کیا۔	۲۸
ان کے صدقات قبول کرو اور ان کے لئے دعا کرو۔	۳۰
مخلص بندوں کی توبہ اور انکی خیر خیرات قبول ہوتی ہے۔	"
تمہارا عمل تمہارے اخلاص کا گواہ ہوگا۔	"
غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانیوالوں میں سے کچھ کے بارے میں حکم الٰہی کا انتظار۔	۳۱
مسجد ضرار ایک فتنہ ایک سازش۔	۳۴
عبادت کے لئے وہ مسجد موزوں اور مناسب ہے جکی بنیاد پرہیزگاری پر ہے۔	۳۵

عنوان	صفحہ
کھوکھلی زمین پر زندگی کی عمارت کھڑی کرنے کے بجائے مضبوط بنیادوں پر زندگی کی تعمیر ہونی چاہیئے۔	۳۵
مکر و دغا کے بنائے ہوئے جال سے یہ منافق کبھی نہ نکل سکیں گے۔	۳۷
ایمان اللہ اور بندے کے درمیان ایک معاہدہ	۳۸
مومن کی صفات۔	۴۰
انسانی ہمدردی اپنی جگہ لیکن اللہ سے بے لاگ وفاداری مطلوب ہے۔	۴۱
حضرت ابراہیمؑ کی اپنے والد کے لئے دعائے مغفرت۔	۴۲
ہدایت و گمراہی کا الٰہی اصول۔	۴۳
زمین و آسمان میں سب کچھ اللہ کی سلطنت ہے لہٰذا اسی کے حکم پر چلنا چاہیئے۔	۴۵
غزوہ تبوک کی آزمائش کے بعد اللہ کی عنایتیں۔	"
غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے تین صحابیوں کا واقعہ۔	۴۷
سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔	۴۸
اللہ تعالیٰ محسنین کی قدر دانی کرتے ہیں۔	۵۰
ہر قدم پر اجر۔	۵۲
دین میں پھیلاؤ کے ساتھ اس کی سمجھ بھی ضروری ہے۔	"
منکرین حق کے معاملے میں نرمی کی ضرورت نہیں۔	۵۴

عنوان	صفحہ
منافقین کی گراوٹ۔	۵۴
منافقین کے دل کی بیماری اور بڑھ جاتی ہے۔	"
منافقین ہر آزمائش میں ناکام ہو جاتے ہیں۔	۵۷
قرآن مجید سے منافقین کا فرار	"
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت نوازی۔	"
سورۃ یونس	۵۹
نام۔ تعارف۔	"
حکمت و دانش سے لبریز محکم کلام۔	۶۲
کیا انسان کا رسول ہونا تعجب کی بات ہے۔ کیا اس رسول میں جادوگروں والی باتیں ہیں۔	"
تمہارا رب صرف اللہ ہے لہٰذا اسی کے ہو کر رہو۔	۶۵
آخرت کا حساب کتاب اور جزا و سزا برحق ہے۔	"
کائنات کی حکیمانہ تخلیق عقیدۂ آخرت کی دلیل ہے۔	۶۷
مظاہر قدرت حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں	"
دنیا و آخرت کی صحیح بنیادوں پر تعمیر کیلئے عقیدۂ آخرت کی ضرورت۔	۶۸

عنوان	صفحہ
منکرین آخرت کا غلط رویہ ان کو جہنم میں پہنچا دے گا۔	۷۰
ایمان سیدھی راہ پر چلاتا ہے اور اس کا بہترین نتیجہ سامنے آئے گا۔	״
جنت میں زندگی کا نقشہ کیسا ہو گا؟	״
اللہ تعالیٰ مجرموں کو ڈھیل دیتا ہے۔	۷۲
جب انسان مصیبت میں گھر جاتا ہے تو رب کو یاد کرتا ہے۔	״
تاریخ ظالموں کا انجام بیان کرتی ہے۔	۷۳
پچھلی قوموں کی ناکارگی کے بعد اب تمہارے امتحان کی باری ہے۔	۷۵
قرآن کی دعوت مکمل تابعداری۔	״
قرآن اللہ کا کلام، حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔	۷۷
جھوٹے کو کبھی حقیقی فلاح حاصل نہیں ہو سکتی۔	۷۸
بت پرستی بے اصل ہے۔	״
مذہبوں کا اختلاف بعد کی پیداوار ہے، پہلے تمام انسانوں کا مذہب ایک تھا	۷۹
نبی کی صداقت پر نشانی کا بیجا مطالبہ	۸۰
کیا اتنی بڑی مصیبت ٹلنے کے بعد تمہیں کسی اور نشانی کی ضرورت ہے اگر ایسا ہے تو آخر وقت کا انتظار کرو	۸۱
ایک نشانی جو خود انسان کے اندر موجود ہے	۸۳
دنیا چند روزہ ہے پھر پلٹ کر اللہ کی طرف جانا ہے۔	۸۴
دنیا کی زندگی کی ایک مثال	۸۶
انسان کی منزل جنت ہے جو اللہ کی رضا کا تحفہ ہے۔	۸۷

عنوان	صفحہ
نیک عمل والوں کو اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ اور اپنا دیدار نصیب فرمائیں گے۔	۸۷
بدکاروں کو ان کے جرم کے مطابق سزا دی جائے گی۔	۸۸
میدانِ حشر میں مشرکین کا حشر۔	۸۹
جن کو معبود بنایا تھا وہ اللہ کو گواہی میں پیش کریں گے۔	۹۰
اللہ کی عدالت میں ہر شخص اپنے کیے کا مزہ چکھ لے گا۔	״
اللہ ہی رب حقیقی ہے۔	۹۱
تمہاری بندگی کا حقدار صرف اللہ ہے۔	۹۳
کھلی کھلی دلیلوں کے باوجود جنکو نہیں ماننا ہے وہ نہیں مانیں گے۔	״
اے پیغمبر ڈنکے کی چوٹ کہو کہ جس نے پہلے پیدا کیا وہ دوبارہ بھی پیدا کرے گا	״
اللہ تعالیٰ ضروریاتِ زندگی کی کفالت ہی نہیں کرتے بلکہ انسانوں کو ہدایت و رہنمائی بھی عطا فرماتے ہیں	۹۵
مذہب کا معاملہ اٹکل پچو نہیں ہے۔	״
قرآن بلاشبہ فرمانروائے کائنات کا کلام ہے اور پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔	۹۶
اگر تم اس کو پیغمبر کی تصنیف سمجھتے ہو تو اس جیسی ایک سورت بنا کر لاؤ۔	۹۹
قرآن کو جھٹلانے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے	״
اللہ تعالیٰ شرارتی لوگوں کو خوب جانتے ہیں۔	״
یہ اپنے عمل کے خود ذمہ دار ہیں۔	״
کچھ سننے والے سنکر بھی نہیں مانتے۔	۱۰۰
انکی آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں۔	״

عنوان	صفحہ
یہ لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔	۱۰۲
دنیا کی زندگی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہے۔	״
اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔	״
رسول کے آنے کے بعد حجت پوری ہو جاتی ہے۔	۱۰۴
عذاب کا وعدہ کب پورا ہو گا۔	״
فیصلے کا نفاذ اللہ کی مشیت پر ہے۔	״
کیا عذاب بھی کوئی مانگنے کی چیز ہے۔	۱۰۶
کیا جب عذاب سر پر آ پڑے گا جب ہی مانو گے۔	۱۰۶
حق کا انکار کرنے والوں کو ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھایا جائے گا۔	״
تعجب سے پوچھتے ہیں کیا واقعی ہم مرنے کے بعد زندہ کیے جائیں گے۔	۱۰۸
روئے زمین کی ساری دولت دیکر بھی وہ اپنے آپکو نہ بچا سکیں گے۔	״
زمین و آسمان میں ہر جگہ اللہ کی فرماں روائی ہے۔	״
زندگی اور موت کا مالک اللہ ہے۔	۱۰۹
قرآن مجید سامانِ ہدایت اور دل کے روگوں کی دوا ہے۔	״
تمہیں اللہ کی اس نعمت پر خوش ہونا چاہیے۔	۱۱۱
حلال و حرام کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے	״
اللہ نے رہنمائی فرما کر ہم پر مہربانی کی ہے۔	״
اللہ کو ذرے ذرے کا علم ہے۔	۱۱۲
اللہ کے وفاداروں کو کسی غم اور خوف کی ضرورت نہیں۔	״

عنوان	صفحہ
یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے راہِ تقویٰ اختیار کی۔	۱۱۴
اللہ کے وفاداروں کے لئے بلاشبہ دنیا و آخرت کی بشارتیں ہیں۔	〃
اے نبیؐ آپ ان کی باتوں سے دل گرفتہ نہ ہوں۔	۱۱۷
خدا کی خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے۔	〃
دن رات کی گردش میں اللہ کی نشانیاں۔	〃
مذہب کی بنیاد قیاس و گمان پر نہیں علم پر ہے۔	〃
افترا بازی کرنے والے کامیاب نہیں ہو سکتے۔	۱۱۸
اللہ پر جھوٹ باندھنے والے دنیا و آخرت میں رسوا ہوں گے۔	〃
حضرت نوحؑ کے واقعے میں عبرت کا سامان ہے۔	۱۲۰
قوم نے حضرت نوحؑ کی نصیحت نہیں مانی ان کا کیا بگاڑا اپنا ہی نقصان کیا۔	〃
نوح اور نوح کے ماننے والے بچ گئے اور جھٹلانے والے ڈوب گئے۔	۱۲۲
ہر دور میں پیغمبر آتے رہے، ماننے والوں نے مانا نہ ماننے والوں نے نہیں مانا	〃
حضرت موسیٰ اور ہارون کو فرعونیوں کے سمجھانے کیلئے بھیجا گیا۔	۱۲۴
فرعونیوں نے حق کو جادو کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا۔	〃
رسول اور جادوگر کا فرق	
بندگیٔ حق کی دعوت نے نظامِ باطل کو خطرہ۔	۱۲۵
ماہر جادوگروں کی طلبی۔	۱۲۵
جادوگروں کی طرف سے پہل۔	۱۲۶
جادوگروں کا جادو۔	〃
سچائی ہمیشہ غالب رہتی ہے۔	۱۲۸
حق و باطل کی اس کشمکش میں بہت کم لوگ حضرت موسیٰؑ کا ساتھ دے سکے۔	〃
اہل ایمان کو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا چاہیے۔	〃
حضرت موسیٰؑ کی نصیحت پر مومنین صادقین کا جواب۔	۱۳۰
ظالموں کی محکومی سے نجات کی دعا۔	〃
اہل ایمان میں اجتماعی نظام قائم کرنے کیلئے پہلا قدم۔	〃
مال و جاہ آزمائش کے لئے ہے۔	۱۳۲
اہل باطل کی ظاہری شان و شوکت سے متاثر نہ ہوں۔	〃
فرعون کی غرقابی۔	۱۳۴
عذابِ خداوندی کے بعد فرعون کا ایمان ناقابل قبول۔	〃
فرعون کی لاش کو نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔	۱۳۵
بنی اسرائیل نے نئے نئے فرقے بنا ڈالے۔	۱۳۷
قرآن کی دعوت وہی ہے جو پچھلی کتابوں کی تھی۔	۱۳۹
اللہ کی نشانیوں کو جھٹلا کر نقصان مت اٹھاؤ۔	〃
جھٹلانے کا وہ مقام جب دل پر مہر لگ جاتی ہے	۱۴۰
ایسے ہٹ دھرم جو مان کر نہیں دیتے۔	۱۴۰
قوم یونس کا ایمان لانا جو آثارِ عذاب کے بعد بھی معتبر ہوا۔	۱۴۲
اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو ایمان لانے یا نہ لانے کا اختیار دیا ہے۔	۱۴۴
طالبِ حق کو توفیق دی جاتی ہے۔	〃
حق کی نشانیاں انہیں کے لئے ہیں جو ایمان لانا چاہتے ہیں۔	〃
جو لوگ دیکھنے کے باوجود نہ دیکھیں اب وہ اللہ کے عذاب کا انتظار کریں	۱۴۵
جھوٹے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں اور سچے لوگوں کو بچا لیا جاتا ہے۔	〃
معبودِ حقیقی وہ ہے جو موت و حیات کا مالک ہے۔	۱۴۶
یکسو ہو کر دین پر جم جاؤ کسی قسم کے شرک کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں ہے	۱۴۷
جو نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں۔	〃
اللہ تو ہر چیز پر قادر ہیں۔	۱۴۸
حق واضح ہو چکا ہے حجت پوری ہو چکی ہے۔	۱۴۹
اہل باطل کی ایذارسانیوں سے رنجیدہ نہ ہوں۔	۱۵۰
سورۂ ھود	۱۵۱
خلاصہ مضامین۔	〃
قرآن مجید کی عظمت و خصوصیات۔	۱۵۴
قرآن مجید کے نازل کرنیکا مقصد۔	〃
دونوں جہان کی حقیقی عزت اور کامیابی اللہ کے راستے پر چلنے میں ہے۔	۱۵۷

عنوان	صفحہ
آخرت یقینی ہے۔	۱۵۷
اللہ تعالیٰ کو ہر کھلی چھپی چیز کا علم ہے۔	״
پارہ ۱۲	۱۵۹
اللہ تعالیٰ ہر ایک کو رزق دیتا ہے اور ہر ایک کے بارے میں جانتا ہے۔	۱۶۰
اللہ تعالیٰ نے کائنات کو انسان کے لئے اور انسان کو امتحان کے لئے پیدا کیا ہے۔	״
اللہ کا عذاب اپنے مقررہ وقت پر آئیگا۔	۱۶۱
انسان بڑا چھچھورا ہے۔	۱۶۲
انسان کو مصیبت کے بعد نعمت ملتی ہے تو اکڑنے لگتا ہے۔	״
نیکوکار بندے صابر و شاکر ہوتے ہیں۔	۱۶۴
حضرت محمد ﷺ کی بے پناہ استقامت۔	״
قرآن مجید کا چیلنج قرآن جیسا کلام بنا کر دکھاؤ۔	۱۶۵
قرآن یقیناً اللہ کا کلام ہے۔	۱۶۶
دنیا پرستوں کے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی مل جائے گا۔	۱۶۹
دنیا کے طلبگاروں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔	״
اسلام کی حقانیت کی گواہ خود انسانی فطرت اور دوسری شہادتیں ہیں۔	״
اللہ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا سب سے بڑا جرم ہے۔	۱۷۰
اللہ کے کلام کو جھٹلانے والے آخرت کے منکر اللہ کے راستے سے روکنے والے ان سب پر اللہ کی لعنت ہے۔	۱۷۲
بلا دلیل اللہ کی طرف غلط باتیں منسوب کرنے والے خود گمراہ ہوئے دوسروں کو گمراہ کیا۔	״
انکے لئے ابدی عذاب ہے۔	״
آخرت میں سب سے زیادہ گھاٹے میں رہنے والے۔	״
جنت والے لوگ۔	۱۷۴
حق پرست اور باطل پرست کے طرزِ عمل اور انجام دونوں میں فرق ہے۔	״
حضرت نوح ؑ کو خبردار کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔	״
حضرت نوح ؑ کی دعوت۔	״
رسول کامل سیرت کا انسان ہوتا ہے۔	۱۷۶
حضرت نوح ؑ کا جواب۔	״
میں تم سے کسی اجر کا طلبگار نہیں ہوں۔	۱۷۷
مخلص بندوں کو میں کیسے دھتکار دوں۔	۱۷۹
حضرت نوح ؑ نے کہا بیشک میں انسان ہوں مگر اللہ کا رسول ہوں۔	״
بہت جھگڑ چکے اب عذاب لے آؤ۔	״
عذاب دینا اللہ کے اختیار میں ہے۔	۱۸۰
اگر تم بھٹکنا چاہو تو میری کوشش کارگر نہ ہو سکے گی۔	״
اگر حضرت نوح کا قصہ میں نے گھڑا ہے تو اس کا ذمہ دار میں ہوں مگر تمہارا جرم اپنی جگہ ہے۔	۱۸۲
قوم نوح کو جتنی مہلت دینی تھی دی جا چکی۔	״
حضرت نوح کو کشتی بنانے کا حکم	״
قومِ نوح کے لوگ کشتی بنانے پر ہنستے تھے۔	۱۸۳
بس اب عذاب آنے ہی والا ہے۔	۱۸۵
طوفان آ پہنچا۔	״
اللہ کا نام لیکر کشتی میں سوار ہو جاؤ۔	۱۸۶
حضرت نوح کی اپنے بیٹے کو نصیحت۔	״
پسر نوح کا جواب۔	۱۸۷
آخر طوفان تھم گیا۔	۱۹۰
بیٹے کے حق میں حضرت نوح کی درخواست۔	״
اللہ تعالیٰ کا حضرت نوح کو جواب۔	״
حضرت نوح کی توبہ	״
اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت نوح ؑ کو بشارت	۱۹۱
اے محمد ﷺ حضرت نوح کی طرح آپ کا بھی بول بالا ہو گا۔	۱۹۲
اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود ؑ کو قوم عاد کے لئے پیغمبر مقرر کیا۔	۱۹۴
حضرت ہود نے کہا کہ اس دعوت میں میری ذاتی غرض شامل نہیں ہے۔	״
آجاؤ اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ کامیابی تمہاری منتظر ہے۔	״
قوم عاد کی ہٹ دھرمی۔	۱۹۶
حضرت ہود پر آسیب کا الزام اور حضرت ہود کا جواب۔	״

عنوان	صفحہ
میرا جو بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو۔	۱۹۶
ہر چیز اللہ کے اختیار میں ہے۔	۱۹۸
میں اپنا فرض پورا کرچکا۔	//
آخر اللہ کے عذاب نے قوم عاد کو جالیا	//
قوم عاد عبرت کا ایک نمونہ۔	۲۰۱
دونوں جہان کی لعنت قوم عاد پر۔	//
قوم ثمود کے لئے حضرت ہود کو نبی بنانا اور ان کی دعوت۔	//
قوم صالح کا جواب کہ جو پہلے سے ہوتا آرہا ہے اسکو بدلا نہیں جاسکتا۔	۲۰۲
تمہارے کہنے سے میں اللہ کے روشن راستے کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔	۲۰۳
اللہ کی نشانی حضرت صالح ؑ کی اونٹنی	۲۰۴
اونٹنی کا قتل اور حضرت صالح ؑ کی تنبیہ۔	۲۰۵
قوم ثمود پر اللہ کا عذاب۔	//
قوم ثمود پر عذاب کی نوعیت۔	۲۰۶
نافرمان قوم ثمود کا انجام	//
حضرت لوط کے واقعہ کی تمہید حضرت ابراہیم ؑ کا واقعہ۔	۲۰۸
فرشتوں کا نہ کھانا اور حضرت ابراہیم ؑ کا خوف۔	//
حضرت سارہ کو حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب کی بشارت	//
حضرت سارہ کی حیرت انگیز فرحت	۲۰۹
حضرت ابراہیم کے گھر والوں کے لئے فرشتوں کی دعا۔	//
قوم لوط کے بارے میں حضرت ابراہیم کا فرشتوں سے جھگڑنا۔	۲۱۰
حضرت ابراہیم کا حلم اور نرمی۔	//

عنوان	صفحہ
اللہ کا عذاب قانون مکافات ہے ٹلنے والا نہیں ہے۔	۲۱۱
فرشتے حضرت لوط کے پاس پہنچے۔	۲۱۳
قوم لوط کی بے حیائی کی حرکتیں۔	//
قوم لوط نے جواب دیا ہمیں لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں جو ہم چاہتے ہیں وہ تم جانتے ہو۔	//
حضرت لوط کی شدید گھبراہٹ	۲۱۵
فرشتوں کی حضرت لوط کو تسلی اور عذاب کی اطلاع۔	//
قوم لوط پر شدید عذاب	//
ظالم آج بھی عذاب کی زد میں ہے۔	۲۱۸
اہل مدین کی اصلاح کے لئے حضرت شعیب کا تقرر۔	//
حقوق العباد کی ادائیگی کرو۔	//
رزق حلال کی برکت۔	//
قوم شعیب کا طنز، کیا دینداری یہ ہے کہ سب چھوڑ کے اسی ایک کے ہو جاؤ۔	۲۲۰
پاکیزہ روزی اور فہم و بصیرت اللہ کی قابلِ شکر نعمتیں ہیں۔	//
جو پچھلی قوموں نے کیا وہ تم مت کرنا۔	۲۲۱
اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔	//
حضرت شعیب کی دردمندانہ باتوں کے باوجود قوم کی ہٹ دھرمی۔	//
کیا اللہ کے بجائے برادری سے ڈرتے ہو۔	//
اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔	//
اللہ کا عذاب آپہنچا۔	۲۲۴

عنوان	صفحہ
قوم شعیب پر بھی ثمود کی طرح پھٹکار پڑی۔	۲۲۵
حضرت موسیٰ ؑ کی بعثت۔	۲۲۶
فرعونیوں کی گمراہی۔	//
قیامت کے روز بھی فرعون ان کا پیشوا ہوگا۔	//
دنیا میں بھی لعنت آخرت میں بھی لعنت	//
یہ واقعات عبرت کے لئے ہیں۔	//
گذشتہ قومیں خود اپنے کرتوتوں کیوجہ سے ہلاک کی گئیں۔	۲۲۷
اللہ کی پکڑ بڑی شدید ہوتی ہے۔	۲۲۹
قوموں پر عذاب کی تاریخ قانونِ مکافات کی دلیل ہے۔	//
حساب کا دن مقررہ وقت پر آئیگا۔	//
حساب کتاب کا وہ دن کیسا ہوگا۔	//
بدبختوں کا حال۔	۲۳۰
بدنصیب ہمیشہ دوزخ میں رہینگے۔	//
نیک بخت جنت میں رہینگے۔	۲۳۱
جھوٹے معبودوں کی پوجا پاٹ اندھی تقلید کے سوا کچھ نہیں ہے۔	۲۳۳
حق کی مخالفت پہلے بھی ہوتی رہی ہے۔	//
اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہیں	۲۳۴
اپنی جگہ جمے رہو۔	//
حق کے خلاف چلنے والوں کیطرف ذرا جھکاؤ نہ ہو۔	۲۳۶
تمہارا جھکاؤ اللہ کی طرف ہونا چاہیے۔	//
صبر اختیار کرو ثابت قدم رہو۔	//
نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔	۲۳۸
قوموں کی تباہی کے اسباب۔	//

عنوان	صفحہ
حق و ناحق کا اختلاف کیوں۔	۲۴۰
اختیار کی آزادی کا صحیح استعمال کرنے والے جنت میں اور غلط استعمال کرنیوالے جہنم میں جائینگے	″
گذشتہ پیغمبروں کے واقعات بیان کرنے کی حکمت۔	۲۴۱
ہر گروہ اپنے طریقے پر چلتا رہے۔	۲۴۲
انجام کا انتظار کریں۔	″
اللہ کی سلطنت میں اندھیر نہیں ہے۔	″
سورۂ یوسف	۲۴۳
تعارف۔	″
قصۂ یوسف پر ایک طائرانہ نظر۔	۲۴۳
قرآن کا اللہ کی کتاب ہونا بالکل واضح ہے۔	۲۵۳
یہ کتاب پڑھنے کے لئے ہے اور سمجھنے کے لئے۔	″
اس واقعہ کا بیان جسکی آپ کو بھی خبر نہ تھی۔	″
حضرت یوسف کا خواب۔	۲۵۴
حضرت یعقوب کی نصیحت کہ اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو مت بتانا	۲۵۶
حضرت یعقوب کی پیش گوئی کہ اللہ تم کو تمہیں اپنے کام کے لئے منتخب کریگا۔	″
حضرت یوسفؑ کے واقعہ میں سوال کرنے والوں کے لئے ہدایت و عبرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔	۲۵۸
برادرانِ یوسف کا حضرت یوسف سے حسد کرنا۔	۲۵۹

عنوان	صفحہ
حضرت یوسف کے خلاف انکے بھائیوں کی سازش۔	۲۵۹
یوسف کو کنویں میں پھینکنے کی تجویز۔	″
حضرت یعقوب کو اعتماد میں لینے کی تجویز۔	۲۶۰
حضرت یعقوب کو آمادہ کرنے کی کوشش کہ وہ یوسف کو ہمارے ساتھ بھیجیں۔	″
حضرت یعقوب کا اندیشہ کہ کہیں یوسف کو بھیڑیا نہ کھالے۔	۲۶۱
برادرانِ یوسف کا تسلی دینا کہ ہمارے ہوتے ہوئے ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔؟!	″
برادرانِ یوسف نے ان کو کنویں میں پھینک دیا۔	۲۶۲
برادرانِ یوسف روتے پیٹتے باپ کے پاس آئے۔	۲۶۳
برادرانِ یوسف کی گھڑی ہوئی کہانی	″
حضرت یوسف کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون۔	۲۶۴
قافلے کا حضرت یوسف کو کنویں سے نکالنا۔	۲۶۵
حضرت یوسف مصر کے بازار میں بیچے گئے۔	۲۶۶
حضرت یوسف عزیز مصر کے گھر میں۔	″
حضرت یوسف منصب نبوت پر۔	۲۷۰
حضرت یوسف کی سخت آزمائش۔	″
حضرت یوسف کی پاکبازی۔	″
حضرت یوسف کا قمیص پھٹ گیا۔	۲۷۱
حضرت یوسف کا الزام سے انکار۔	۲۷۲
قمیص پیچھے سے پھٹا ہو تو یوسف سچے ہیں۔	″
یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی تھی۔	۲۷۳

عنوان	صفحہ
عزیز مصر کی طرف سے اس معاملہ میں درگزر کرنے کی درخواست۔	۲۷۳
شہر کی عورتوں میں زلیخا کی محبت کے چرچے۔	۲۷۶
عزیز مصر کی طرف سے عورتوں کی دعوت۔	″
جادو سر چڑھ کر بولا، زلیخا کی زبان سے حضرت یوسف کی پاکدامنی کا اقرار۔	″
حضرت یوسف کی اللہ سے درخواست۔	۲۷۷
حضرت یوسف کی دعا قبول ہوئی۔	۲۷۷
حضرت یوسف قید خانے میں۔	۲۷۹
قید خانے میں حضرت یوسف کی نیکی کے چرچے اور دو قیدیوں سے ملاقات۔	″
حکیمانہ انداز میں حضرت یوسف کی دعوتِ توحید۔	۲۸۰
دعوتِ یوسفی میں شرک کی نفی۔	۲۸۱
ایک آقا کا غلام ہونا بہتر ہے یا بہت سے آقاؤں کا۔	۲۸۲
توحید اور شرک کا فرق۔	″
خوابوں کی تعبیر۔	۲۸۴
بادشاہ سے حقیقت حال بیان کرنا۔	۲۸۶
شاہِ مصر کا خواب۔	″
اہلِ دانش خواب کی تعبیر نہیں بتاسکے۔	۲۸۸
شاہی ساقی کو حضرت یوسف کی یاد آئی۔	″
شاہی ساقی کا حضرت یوسف سے ملنا اور خواب بیان کرکے اس کی تعبیر معلوم کرنا۔	″
حضرت یوسف خواب کی تعبیر بتاتے ہیں۔	۲۹۱
خواب کے مطابق سات سال مشکلات کے آئینگے۔	″

عنوان	صفحہ
ایک سال بھر خوشحالی کا آئیگا	۲۹۱
شاہِ مصر کی طرف سے حضرت یوسف کو بلاوہ اور حضرت یوسف کا جیل سے نکلنے سے انکار۔	״
شاہِ مصر کے سامنے مصر کی خواتین اور زلیخا کی حضرت یوسف کی پاکدامنی پر گواہی۔	۲۹۳
حضرت یوسف کی عالی ظرفی۔	״
پارہ ۱۳	۲۹۵
حضرت یوسف کی طرف سے اپنی بشری عاجزی کا اعتراف۔	۲۹۶
شاہ مصر کی پیش کش۔	״
حضرت یوسف نے بادشاہ کی پیشکش کو قبول کرلیا۔	״
حضرت یوسف کا ہمہ گیر اقتدار۔	۲۹۷
آخرت کا اجر کہیں زیادہ بہتر ہے۔	۳۰۰
حضرت یوسف کی خدمات اور بھائیوں سے ملاقات۔	״
حضرت یوسف کا حکم کہ اب کے آؤ تو بن یامین کو لیکر آنا۔	״
اب کے مرتبہ بھائی کو نہ لائے تو ہم سمجھیں گے تم جھوٹے ہو۔	״
برادرانِ یوسف کا وعدہ کہ ہم بھائی کو لانے کی کوشش کریں گے۔	״
حضرت یوسف کا بھائیوں پر احسان۔	۳۰۲
برادرانِ یوسف کی اپنے والد سے بن یامین کو اپنے ساتھ بھیجنے کی درخواست	״

عنوان	صفحہ
حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب اب تم پر کیا بھروسہ کروں میرا اللہ نگہبان ہے۔	۳۰۲
برادرانِ یوسف غلے کی دی ہوئی قیمت سامان میں واپس پاکر خوشی سے اچھل پڑے اور بن یامین کو ساتھ لیجانے کیلئے والد سے اصرار کرنے لگے۔	۳۰۳
حضرت یعقوبؑ نے کہا مجھ سے بن یامین کی حفاظت کا وعدہ کرو۔	۳۰۴
حضرت یعقوب کی بیٹوں کو نصیحت کہ مصر میں الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔	۳۰۷
تقدیر اور تدبیر۔	״
برادرانِ یوسف دوبارہ حضرتؑ کے دربار میں۔	״
بن یمین کو روکنے کی تدبیر۔	۳۰۸
برادرانِ یوسف کا سوال تمہاری کیا چیز کھو گئی ہے۔	״
محافظین نے کہا شاہی پیالہ گم ہوگیا ہے۔	۳۰۹
برادرانِ یوسف کا جواب کہ ہم چور نہیں ہیں	״
محافظین کا سوال اگر تم جھوٹے نکلے تو کیا سزا ہے۔	۳۱۲
برادرانِ یوسف کا شریعتِ ابراہیمی کے مطابق جواب۔	״
اپنے بھائی کے روکنے کا موقعہ۔	״
یہ کیا اس کا بھائی بھی چور تھا۔	۳۱۳
برادرانِ یوسف کی درخواست کہ بن یمین کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجیے۔	۳۱۴

عنوان	صفحہ
حضرت یوسف کا جواب کہ یہ بات انصاف کے خلاف ہے۔	۳۱۴
برادرانِ یوسف کا باہمی مشورہ۔	۳۱۶
تم لوگ جاؤ والد صاحب کو سب صورتِ حال بتا دو۔	״
واقعہ کی سچائی معلوم کرنے کے لئے آپ معتبر آدمیوں سے معلوم کرسکتے ہیں	۳۱۸
حضرت یعقوب کی استقامت۔	״
حضرت یعقوب صبر کا پہاڑ۔	״
آپ تو یوسف کو ہی یاد کرتے رہینگے۔	۳۲۰
دردِ دل کی شکایت صبر کے خلاف نہیں ہے۔	״
حضرت یعقوب کا بیٹوں کو حکم کہ جاکر یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو۔	״
برادرانِ یوسف دوبارہ مصر گئے۔	۳۲۱
بھائیوں کی حالت دیکھ کر حضرت یوسفؑ تڑپ اٹھے۔	۳۲۲
کیا آپ ہی یوسف ہیں ؟۔	״
برادرانِ یوسف کی ندامت۔	۳۲۵
آج تم پر کوئی داروگیر نہیں۔	״
پیراہنِ یوسفی کا اثر۔	״
حضرت یوسف کی خوشبو	۳۲۷
حضرت یعقوبؑ کی ناقدری۔	״
حضرت یعقوبؑ کی بینائی لوٹ آئی۔	״
گھر والوں کا اعترافِ خطا۔	۳۲۹
حضرت یعقوب کا وعدہ کہ میں تمہارے گناہوں کی بخشش کی دعا کروں گا۔	״
فلسطین سے بنی اسرائیل کا مصر منتقل ہونا۔	״
حضرت یوسف کی طرف سے والدین کی توقیر۔	۳۳۱
حضرت یوسف کی دلآویز دعا۔	۳۳۴

عنوان	صفحہ
قصۂ یوسف حضرت محمد کی نبوت کی سچائی کی دلیل ہے۔	۲۲۴
کیا انکار کرنے والے اس کے بعد بھی مان لیں گے۔	″
قرآن دنیا والوں کے لئے عام نصیحت ہے۔	″
زمین و آسمان میں اللہ کی بیشمار نشانیاں ہیں۔	۲۲۶
غفلت کا نتیجہ شرک ہے۔	″
عذاب خداوندی اور قیامت سے غافل کیوں ہیں۔	″
آپ کہدیں میرا راستہ توحید خالص کا ہے۔	۲۲۹
ہمارے سب رسول بشر تھے۔	″
نہ ماننے والوں کو تنبیہ ماننے والوں کو بشارت	″
انسان کی ہدایت و رہنمائی کیلئے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب قرآن میں موجود ہیں۔	۲۴۰
سُورَةُ الرَّعْدِ	۲۴۱
نام و تعارف۔	″
قرآن مجید کلام برحق	۲۴۵
آفاق میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں۔	″
عالم ارضی میں اللہ کی قدرت اور حکمت کی بے شمار نشانیاں	۲۴۶
زمین کے خطوں کی رنگارنگی۔	۲۴۹
کیا وہ قادر مطلق موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے	″
باطل پرستوں کی طرف سے عذاب کا مطالبہ ہے۔ مگر	۲۵۱
اللہ تعالیٰ حلیم و بردبار ہے۔	
مطلوبہ نشانی کا بیجا مطالبہ۔	
یہ اس خدا کی خدائی ہے جو ہر چیز کو جانتا ہے۔	۲۵۳
علم الٰہی کی لامحدود وسعت۔	″
اللہ کا علم ہر ہر چیز کو گھیرے ہوئے۔	″
مسبب الاسباب کی پہرے داری اور قوموں کے عروج و زوال کا الٰہی دستور	۲۵۵
بادلوں کی گرج میں بھی اللہ کی نشانیاں ہیں۔	″
کڑکتی ہوئی تجلی اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔	۲۵۸
غیر اللہ سے حاجت مانگنے کی ایک مثال۔	″
زمین و آسمان میں ہر ہر چیز اللہ کی فرماں بردار ہے۔	″
اللہ ہی سب کا رب اور سب پر غالب ہے۔	۲۶۰
حق و باطل کی کشمکش کی مثال۔	۲۶۲
حق و باطل کا انجام۔	۲۶۴
حق و باطل یکساں نہیں ہیں۔	″
دانشمند عہد کا پاس کرتے ہیں۔	۲۶۶
اہل فہم تمام روابط کا پاس کرتے ہیں۔	″
اہل ایمان کی صفت۔	″
اہل ایمان کا اعزاز۔	۲۶۸
اہل ایمان کو ملائکہ کی بشارت۔	″
اللہ کے عہد کو توڑنے والے لعنت کے مستحق ہوں گے۔	″
دنیا کی خوشحالی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں بھی مقبول ہو۔	۲۷۰
پھر وہی کرشماتی نشانی کا مطالبہ۔	۲۷۰
ایمان کا فائدہ دنیا میں بھی دلوں کا چین۔	۲۷۱
ایمان اور عمل صالح کا نتیجہ۔	۲۷۳
اللہ تعالیٰ اپنی شان رحمت کی وجہ سے ہر دور میں رسولوں کو بھیجتا رہا ہے۔	″
بات نشانیوں کی نہیں طلب حق کی ہے۔	۲۷۶
تم سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا مگر ہم نے ان کو ڈھیل دی۔	″
خدائے واحد علیم و خبیر ہے۔	۲۷۸
گمراہوں کے لئے دونوں جہان کا عذاب ہے۔	″
پرہیزگاروں کے لئے جنت کی نعمتیں اور منکرین حق کیلئے دوزخ کا عذاب	۲۷۹
اسلام اللہ کا خالص اور بے میل دین ہے۔	۲۸۱
یہ قرآن عربی زبان میں ہے اور اس میں جو علم عظیم ہے تم صرف اسی کی پیروی کرو	″
انسان ہونا رسول کا کمال ہے۔	۲۸۲
تمام آسمانی کتابوں کا سرچشمہ ایک ہے۔	۲۸۴
ہر اندیشے کو چھوڑ کر آپ اللہ کے دین کے کام میں لگے رہیں۔	″
باطل کے لیے زمین تنگ ہوتی جارہی ہے۔	″
باطل نے پہلے بھی تدبیریں کی تھیں مگر وہ ناکام رہی ہیں۔	۲۸۶
خاتم الانبیاء کی صداقت پر اللہ بھی گواہ ہے اور اہل علم بھی۔	″
سُورَةُ اِبْرَاهِيْمُ	۲۸۷

عنوان	صفحہ
تعارف	۳۸۷
قرآن بڑی شان والی عظیم مقصد والی کتاب ہے۔	۳۹۰
حق کا یہ راستہ شہنشاہِ کائنات کا راستہ ہے، اس پر نہ چلنے والے سزا کا انتظار کریں۔	″
آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دینا ٹیڑھا پن ہے۔	۳۹۱
اللہ کی ہدایت کو واضح طور پر سمجھنے کے لئے ہر پیغمبر اپنی قوم کی زبان میں بات کرتا آیا ہے۔	۳۹۲
اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے ہمیشہ رسول بھیجتا رہا ہے۔	۳۹۵
قوم موسیٰ سخت آزمائش سے گذری۔	″
شکر سے نعمتیں بڑھتی ہیں اور ناشکری سزا کا سبب بنتی ہے۔	″
انسان کی شکرگزاری یا ناشکری سے اللہ کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں ہوتا۔	۳۹۷
اللہ بے نیاز ہیں مگر انکی رحمت کا تقاضا ہے کہ ہر دور میں رہبری کا انتظام کیا جاتا ہے۔	۳۹۸
انبیاء کرام کی طرف سے توحید و رسالت کی دعوت۔	۴۰۱
اسلام میں رسول کا تصور۔	″
انبیاء کرام کا اللہ پر بھروسہ اور ثابت قدمی۔	۴۰۳
نبوت کے دعوے کے بعد کشمکش کا آغاز۔	″
اللہ کی زمین اللہ والوں کی ہے۔	″

عنوان	صفحہ
ہر ظالم کا انجام یہی ہے۔	۴۰۴
ظالموں کا آخرت میں انجام۔	″
دوزخ کا بھیانک عذاب	۴۰۵
ایمان کے بغیر اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔	۴۰۷
کائنات کا نظام حق پر قائم ہے۔	″
اللہ کے لئے کچھ بھی دشوار نہیں۔	۴۰۹
آج کے یہ جھوٹے پیشوا آخرت میں کچھ کام نہ آسکیں گے۔	″
دوزخیوں کے مہان لیڈر ابلیس کی دوزخیوں کے سامنے تقریر	۴۱۱
اہل دوزخ کے مقابلے میں اہلِ ایمان پر اللہ کے انعامات	۴۱۳
کلمہ طیبہ کی مثال۔	″
کلمہ طیبہ کے مفید نتائج۔	″
نظامِ باطل کلمۂ خبیثہ کی طرح۔	۴۱۵
کلمۂ توحید اہل ایمان کی قوت ہے۔	″
دین حق کی نعمت کی ناشکری کرنیوالے۔	۴۱۶
وہ ہلاکت کا گھر جہنم کا عذاب ہے۔	″
علم حقیقی سے بغاوت۔	۴۱۹
اہل ایمان کی روش۔	″
اللہ کی کچھ بڑی بڑی نعمتوں کا تذکرہ۔	″
اللہ نے چاند سورج دن رات تمہارے لئے بنا دیئے۔	″
فطرت کی ہر مانگ کو پورا کرنیوالی اللہ کی بیشمار نعمتیں۔	۴۲۱
مکہ کی تاریخ اور حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں اور تمناؤں کو یاد کرو۔	″
صنم پرستی نے بہت سوں کو گمراہ کیا ہے۔	″

عنوان	صفحہ
حضرت اسماعیل کے ذریعہ مکہ کی آبادی اور حضرت ابراہیم کی دعا۔	۴۲۲
اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے۔	″
اولاد کی نعمت پر حضرت ابراہیمؑ کی شکرگزاری۔	۴۲۴
اولاد کیلئے دین پر قائم رہنے کی دعا۔	″
حضرت ابراہیم کی اپنے والدین کے لئے دُعا۔	۴۲۶
اللہ کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔	″
محشر کے میدان میں ظالموں کی حالت کیا ہو گی۔	″
بس تھوڑی سی مہلت اور۔	۴۲۷
عبرت کے سامان تمہارے آس پاس ہی تھے۔	۴۲۹
انکی چالوں کی شکست بھی تم دیکھ چکے تھے۔	″
اللہ کے وعدے پورے ہو کر رہینگے۔	″
جب ایک دوسرا عالم برپا ہوگا۔	۴۳۱
میدان حشر میں مجرموں کا حال۔	۴۳۲
اہل دوزخ کا لباس۔	″
ہر انسان کو اسکے اعمال کا بدلہ ملیگا۔	″
یہ دین اللہ کا پیغام ہے۔	″
سورۃ الحجر	۴۳۳
تعارف	″
قرآن کی عظمت اور خصوصیت۔	۴۳۵
پارہ ۔ ۱۴	۴۳۷

عنوان	صفحہ
منکرینِ حق کا پچھتاوا۔	۴۳۷
انکو جھوٹی امیدوں کے سہارے جینے دو۔	۴۳۸
ہمارا دستور مہلت دینے کا ہے۔	"
وقت سے پہلے سزا ملتی نہیں اور وقت کے بعد ٹلتی نہیں۔	۴۳۹
دیوانگی کے طعنے۔	"
اگر یہ سچے رسول ہیں تو ان کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں آتے۔	۴۴۰
فرشتوں کا نزول اللہ کی حکمت کے ساتھ ہوتا ہے۔	"
قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔	۴۴۱
رسول بہت سی گزری ہوئی قوموں میں بھیجے گئے ہیں۔	"
ہر رسول کا مذاق اڑایا گیا۔	۴۴۲
حق کے جھٹلانے والوں کے دلوں میں اللہ کا کلام تیر بنکر لگتا ہے۔	"
حق کے جھٹلانے والوں کا طریقہ یہی چلا آرہا ہے۔	۴۴۳
جن کو نہیں ماننا ہے وہ کسی حال میں نہیں مانیں گے۔	"
کہیں گے کہ ہم پر جادو ہے۔	۴۴۵
کائنات کی بناوٹ اس کے بنانے والے کا پتہ دیتی ہے۔	"
عالم بالا پر غیب کی خبروں تک کسی کی رسائی نہیں ہے۔	"
غیب کی سن گن لینے والے کو روشن شعلے سے بھگادیا جاتا ہے۔	"

عنوان	صفحہ
قدرت کے نظام میں ضبط و توازن اسکی قدرت کی نشانی ہے۔	۴۴۷
تمہارے لئے زمین میں اسبابِ معیشت پیدا کئے۔	"
اللہ کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں۔	"
پانی کا حیرت انگیز نظام۔	۴۴۸
موت و حیات ہمارے قبضے میں ہے۔	"
پہلے والے بعد والے سب ہماری نگاہ میں ہیں۔	۴۵۰
اللہ تعالیٰ ایک دن سب کو ایک جگہ اکٹھا کرلے گا۔	"
اللہ نے انسان کو کیسے پیدا کیا۔	"
جنات کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا گیا۔	"
فرشتوں کو تخلیقِ انسانی کی اطلاع۔	۴۵۱
مٹی کا پتلا تیار ہو کر اسمیں روحِ انسانی داخل ہوجائے تو تم سب اس کو سجدہ کرنا۔	"
اللہ کے حکم کے مطابق سب آدم کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے۔	۴۵۳
ابلیس کا سجدہ کرنے سے انکار۔	"
تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا۔	"
سجدے سے انکار کی دلیل۔	"
ابلیس کو نکال دیا گیا۔	"
لعنت یوم قیامت تک۔	"
ابلیس کی درخواست کہ مجھے مہلت دی جائے۔	"
ابلیس کی درخواست منظور ہوئی۔	۴۵۴
مہلت کی مُدت قیامت کے دن تک ہے۔	"

عنوان	صفحہ
ابلیس کا چیلنج۔	۴۵۴
آپ کے مخلص بندے شاید میرے جال میں نہ پھنسیں۔	۴۵۵
صراطِ مستقیم پر قائم رہنے والے۔	"
میرے بندوں پر تیری زبردستی نہیں چلے گی۔	"
گمراہوں کے لئے دوزخ کی وعید۔	۴۵۶
دوزخ کے سات دروازے۔	"
پرہیزگاروں کے لئے جنت کی نعمتیں	۴۵۸
نیک لوگوں کو کہا جائیگا کہ تم بیفکر ہوکر جنت میں داخل ہوجاؤ۔	"
جنت والوں کے دل ایک دوسرے کی طرف سے صاف ہونگے۔	"
جنت میں کوئی مشقت نہ ہوگی۔	"
اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت۔	"
اللہ تعالیٰ کی صفتِ غضب۔	۴۶۰
جب فرشتے مہمان بن کر حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے۔	"
انسانی شکل میں فرشتوں کی حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات۔	"
حضرت اسحاق کی بشارت	"
بیٹے کی بشارت پر حضرت ابراہیم کی حیرت۔	۴۶۲
ملائکہ کا جواب کہ آپ مایوس نہ ہوں۔	"
اللہ کی رحمت سے مایوسی گمراہی ہے۔	"
فرشتوں سے حضرت ابراہیم کا سوال کہ آپ کی مہم کیا ہے؟	"
فرشتوں نے کہا کہ ہم قوم لوط پر عذاب کیلئے بھیجے گئے ہیں۔	"

عنوان	صفحہ
حضرت لوط کے گھر والے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔	۴۶۲
لوط کے گھر والوں میں ان کی بیوی شامل نہیں ہے۔	۴۶۳
فرشتے انسانی شکل میں حضرت لوط کے گھر پہنچے۔	״
فرشتے اجنبی شکل میں تھے۔	״
فرشتوں نے کہا کہ ہم عذاب لے کر آئے ہیں۔	۴۶۵
ہم سچے ہیں حق کیساتھ آئے ہیں۔	״
حضرت لوط کو حکم کہ آپ اپنے گھر والوں کے ساتھ بستی چھوڑ کر چلے جائیں۔	״
صبح تک ساری قوم کا نام ونشان مٹ جائے گا۔	״
خوبصورت لڑکوں کے بارے میں سنکر قوم لوط کی بے تابی۔	״
حضرت لوط نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں کچھ تو خیال کرو۔	۴۶۷
حضرت لوط نے کہا اللہ سے ڈرو۔	״
قوم لوط کی ڈھٹائی۔	״
حضرت لوط نے سمجھانے کی کوشش کی۔	״
قوم لوط اپنے نشے میں مدہوش تھی۔	״
آخر عذاب نے ان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔	״
قوم لوط پر عذاب کی صورت۔	۴۶۹
ان واقعات میں عبرت کے پہلو ہیں۔	״
قوم لوط پر عذاب کی جگہ عام گذرگاہ پر واقع ہے۔	״

عنوان	صفحہ
اہلِ ایمان کے لئے سامانِ عبرت۔	۴۶۹
ایکہ والوں کا ظالمانہ رویہ۔	״
ایکہ والوں پر عذاب۔	۴۷۰
حجر والوں کا انجام۔	״
ہم نے انکو اپنی نشانیاں دکھائیں۔	۴۷۱
یہ لوگ پہاڑ کو تراش کر مکانات بناتے تھے۔	״
آخر اللہ کے عذاب نے انکو آن پکڑا۔	۴۷۳
مضبوط عمارتیں ان کے کچھ کام نہ آئیں۔	״
زمین و آسمان کی تخلیق حق پر ہوئی ہے۔	״
رب کو سب کچھ علم ہے۔	״
سبع مثانی اور قرآن عظیم کی دولت۔	۴۷۵
ان کی دولت پر نظر نہ کرو۔	״
آپ کا کام خبردار کرنا ہے۔	״
دین کے ٹکڑے ٹکڑے کرنیوالوں کو بھی ہم نے اسیطرح خبردار کیا تھا۔	״
اہل قرآن کو تنبیہ۔	۴۷۶
سوال ان سب سے ہوگا۔	״
عمل کے بارے میں سوالات ہونگے۔	״
آپ اللہ کا پیغام پہنچاتے رہیں۔	۴۷۷
مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لئے ہم کافی ہیں۔	״
اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے جلد ہی دیکھ لیں گے۔	״
ہم جانتے ہیں کہ آپ کے دل کو ان کی حرکتوں سے تکلیف ہوتی ہے۔	۴۷۸
آپ کی پریشانی کا علاج اللہ کا ذکر ہے۔	״

عنوان	صفحہ
آپ آخیر تک بندگیٔ رب میں لگے رہیں۔	۴۷۸
سورۃ النحل	۴۷۹
تعارف۔	״
فیصلے کی گھڑی آپہونچی۔	۴۸۲
اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنا رسول مقرر کرتے ہیں۔ اور اس پر اپنی وحی نازل کرتے ہیں۔	״
زمین و آسمان کا نظام اللہ کی گواہی دے رہا ہے۔	۴۸۲
ذرا انسان اپنی تخلیق پر غور تو کرے۔	״
مختلف جانوروں کے فائدے۔	۴۸۴
جانوروں کے چرنے کیلئے جانے آنے میں بھی ایک خاص رونق ہوتی ہے	״
جانوروں سے باربرداری کا فائدہ بھی ہوتا ہے۔	۴۸۶
بہت سے جانور سواری کے کام آتے ہیں۔	״
مادی زندگی کے لئے انتظامات کے ساتھ اللہ نے انسان کی ہدایت کا بھی انتظام فرمایا ہے۔	۴۸۷
اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے۔	۴۸۹
پانی کے اس نظام میں غور کرنے والوں کیلئے اللہ کی نشانیاں موجود ہیں۔	״
دن رات کا ہونا چاند سورج کا مسخر ہونا یہ بھی اللہ کی نشانی ہے۔	״
زمین میں تمہارے لئے طرح طرح کی مخلوقات ہیں۔	۴۹۱

عنوان	صفحہ
اب ذرا سمندری مخلوقات پر نظر ڈالو۔	۴۹۱
پہاڑوں اور دریائی راستوں کو دیکھو۔	〃
زمین میں مختلف قسم کی علامتیں اور رہنمائی کے لئے ستارے	۴۹۲
پھر کیا خالق و مخلوق برابر ہو سکتے ہیں۔	〃
اللہ کی نعمتیں اَن گنت ہیں۔	۴۹۴
یہ فیاضی ہے بے خبری نہیں۔	〃
یہ کیسے معبود ہیں جو خود مخلوق ہیں	〃
بھلا مُردوں کی پوجا جنھیں یہ بھی معلوم نہیں کہ انہیں کب زندہ کرکے اٹھایا جائے گا؟	〃
اللہ کی وحدانیت کی روشن اور ناقابلِ انکار دلیلیں موجود ہیں مگر۔	۴۹۵
ان کا گھمنڈ ان کو لے ڈوبے گا۔	〃
منکرینِ حق کا قرآن کے ساتھ مذاق۔	۴۹۷
منکرین حق اپنے ساتھ دوسروں کا بوجھ بھی ڈھو رہے ہیں۔	〃
حق کے خلاف یہ مکاریاں نئی نہیں ہیں۔	〃
قیامت کے دن بھی یہ لوگ رسوا ہوں گے۔	۴۹۸
حق کے انکار پر ڈٹے رہے آخر اسی حالت میں موت کا وقت آگیا۔	۴۹۹
جاؤ اپنے ٹھکانے پر جہنم میں۔	〃
پرہیزگاروں کا حال۔	۵۰۰
نیک لوگوں کے لئے جنت کی نعمتیں۔	۵۰۲
موت کے وقت نیک لوگوں کا اکرام۔	〃
منکرین حق کو بہت سمجھایا جاچکا اب موت کے انتظار کے سوا رہ کیا گیا ہے۔	〃
ان کے کرتوتوں کی خرابیاں ان کے سامنے آئیں۔	۵۰۵
اللہ نے انسان کو بااراده اور بااختیار مخلوق بنایا ہے۔	〃
اللہ کے رسولوں نے سمجھانے میں کمی نہیں کی۔	〃
انسان خود ارادہ نہ کرے تو اللہ بھی ہدایت نہیں دیتے۔	۵۰۷
حیات بعد الموت کا انکار لاعلمی ہے۔	〃
حیات بعد الموت ایک عقلی اور اخلاقی ضرورت ہے۔	〃
اللہ کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں۔	۵۰۹
اللہ کی خاطر ہجرت کرنیوالوں کے مرتبے۔	〃
اللہ کی خاطر صبر کرنے والوں کا مقام۔	〃
رسول ہر زمانے میں بھیجے جاتے رہے ہیں۔	۵۱۲
رسول ہر زمانے کے لئے نمونہ رہے ہیں۔	〃
کیا منکرین حق اللہ کے عذاب سے نڈر ہو گئے ہیں۔	〃
اللہ تم کو کسی وقت بھی پکڑ سکتے ہیں۔	〃
قدرت کے باوجود اللہ تعالیٰ مہربان ہیں۔	〃
ہر چیز اللہ کے قانون سے بندھی ہے۔	۵۱۴
زمین و آسمان کی تمام چیزیں اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہیں	〃
فرشتے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اس کا حکم بجا لاتے ہیں۔	۵۱۴
ایک سے زیادہ معبود نہیں ہو سکتے۔	۵۱۶
ساری کائنات کا دین ایک ہے۔	〃
توحید کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ انسان مصیبت کے وقت اللہ ہی کو پکارتا ہے۔	〃
مصیبت ٹل جاتی ہے تو اللہ کو بھول جاتا ہے۔	〃
دوسروں کی نیاز مندی اللہ کی ناشکری ہے۔	۵۱۸
بلا دلیل اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی سزا مل کر رہے گی۔	〃
اپنے لئے بیٹے اللہ کیلئے بیٹیاں۔	〃
بیٹی پیدا ہونے کی خبر پر چہرہ اُتر جاتا ہے۔	۵۲۰
خدا کے لئے بیٹیاں یہ کہاں کا انصاف ہے۔	〃
یہ وہ لوگ ہیں جن کا آخرت پر ایمان نہیں ہے۔	〃
ڈھیل تو ہے مگر مقررہ مدت تک۔	۵۲۲
جھوٹی آرزوئیں جھوٹے خواب۔	〃
ہر دور میں پیغمبروں کو جھٹلایا گیا ہے۔	۵۲۳
قرآن صداقت کی پائیدار بنیاد سامنے رکھتا ہے۔	۵۲۶
مُردہ زمین کی طرح مُردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائیگا۔	〃
اللہ کی قدرت کے نشان چوپائے میں بھی پائے جاتے ہیں۔	〃

عنوان	صفحہ
پھلوں کی پیداوار میں بھی اللہ کی نشانی موجود ہے۔	۵۲۶
شہد کی مکھی میں اللہ کی نشانیاں موجود ہیں۔	۵۲۷
شہد کی مکھی کے نظام اور طریقہ کار میں اللہ کی نشانی پائی جاتی ہے۔	۵۳۰
موت وحیات اور انسانی وجود کے مختلف مرحلوں میں اللہ کی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔	〃
کیا مالک اور غلام برابر ہیں۔	۵۳۲
اللہ تعالیٰ کے احسانات۔	〃
اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کا مستحق کیسے ہوسکتا ہے۔	〃
اللہ کو دنیوی بادشاہوں پر قیاس مت کرو۔	۵۳۶
اللہ تعالیٰ مثال کے ذریعہ تمہیں بات سمجھاتا ہے۔	〃
دوسری مثال	
غیب کا علم صرف اللہ کو ہے قیامت کے وقت کا بھی اسی کو پتہ ہے۔	۵۳۸
انسان اپنے وجود پر غور کرے اس میں بھی اللہ کی بیشمار نشانیاں ہیں۔	〃
فضا میں اڑتے ہوئے پرندے ان میں بھی اللہ کی نشانیاں ہیں۔	〃
انسانوں کے رہنے کے لئے ٹھکانا اسمیں بھی اللہ کی نشانی ہے۔	۵۳۹
موسم کے لحاظ سے سردی گرمی سے بچانے والی بہت سی چیزیں اللہ نے بنائی ہیں۔	۵۴۱
پیغمبر کی ذمہ داری پہونچانا ہے کوئی مانے یا نہ مانے۔	۵۴۱
اللہ کے احسانوں کو پہچاننے کے بعد ہی اکثر اس کے منکر ہیں۔	〃
فیصلے کے دن کا انتظار کرو۔	۵۴۲
اللہ کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا۔	〃
معبودانِ باطل وہاں کچھ کام نہ آئیں گے۔	〃
وہاں سب لن ترانیاں بھول جائینگے۔	۵۴۵
راہ خدا میں روکنے کی وجہ سے دوگنا عذاب دیا جائیگا۔	〃
اللہ کی عدالت میں ہر پیغمبر کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لئے شہادت۔	〃
انسانی معاشرے کی فلاح کے لئے تین بنیادی چیزیں۔	۵۴۶
عہد کی پابندی۔	۵۴۸
عہد وپیمان تمہارے کردار کی آزمائش ہیں۔	۵۵۰
انسانی آزادی اور اختیار کو چھیننے کا کسی کو حق نہیں ہے۔	۵۵۲
اخلاق اور معاملات کی خرابی دینِ حق کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔	〃
آخرت کی بے بہا دولت کو حقیر دنیا کے بدلے میں مت بیچو۔	〃
حسنِ عمل کے بہترین نتائج آخرت میں سامنے آئیں گے۔	〃
پاکیزہ زندگی آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی کامیابی لاتی ہے۔	۵۵۵
قرآن مجید سے رہنمائی کے لئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو۔	〃
اللہ پر بھروسہ کرنے والوں پر شیطان کا زور نہیں چل سکتا۔	〃
شیطان کی سرپرستی۔	۵۵۷
قرآن مجید میں احکام کے مختلف پہلو پائے جاتے ہیں۔	〃
قرآن بلاشبہ اللہ کا کلام ہے۔	〃
قرآن میں کسی بشر کا کوئی دخل نہیں۔	۵۵۸
کھلی نشانیوں کے باوجود جو شخص سچائی کو نہیں مانتا اللہ بھی اسکو زبردستی ہدایت نہیں دیتے۔	۵۵۹
اللہ کی نشانیوں کو نہ ماننے والے جھوٹ گھڑا کرتے ہیں۔	〃
سب کچھ سہہ کر ایمان پر قائم رہنا اعلیٰ درجہ ہے مگر رخصت کی گنجائش بھی ہے۔	۵۶۱
فیصلہ یہ کرنا ہے کہ دنیا پسند ہے یا آخرت۔	〃
دنیا کی محبت نے انکے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کردی ہے	۵۶۲
یہ دنیا کا ہی نہیں آخرت کا بھی نقصان ہے۔	〃
وہ بھی ہیں جنھوں نے وطن چھوڑدیا مگر ایمان نہیں چھوڑا۔	〃
پورا پورا بدلہ اللہ کے یہاں ملیگا۔	〃
اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کا نتیجہ۔	۵۶۵

عنوان	صفحہ
اللہ کی عظیم نعمت بعثتِ رسول۔	۵۶۵
اللہ کی بندگی کا تقاضا شکرِ نعمت۔	۵۶۷
حلال وحرام میں اللہ کی اطاعت۔	〃
حرمت و حلت کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔	〃
دنیا کا عیش چند روزہ ہے۔	۵۶۹
بعض اوقات کوئی چیز، کسی حکمت کی بنا پر وقتی طور پر حرام کردی جاتی ہے۔	〃
نادانی کی وجہ نافرمانی کر بیٹھے اور پھر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتے ہیں۔	〃
حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات میں ایک امت تھے۔	۵۷۰
حضرت ابراہیم اللہ کے شاکر بندے اور صراطِ مستقیم پر قائم تھے۔	〃
حضرت ابراہیم ؑ کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں دی گئیں۔	۵۷۲
اللہ کی شریعت میں تضاد نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم ؑ کے طریقے پر ہیں۔	〃
سبت کا قانون۔	〃
دعوت و تبلیغ میں تین اصولوں کا لحاظ رکھا جائے۔	۵۷۴
بدلے کی گنجائش ہے مگر صبر بہتر ہے۔	〃
ان کی چالبازیوں سے تنگ دل مت ہو۔	۵۷۶

عنوان	صفحہ
اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔	۵۷۶
پارہ ۱۵	۵۷۷
سورۂ بنی اسرائیل	〃
تعارف۔	〃
معراج کے واقعہ پر ایک نظر۔	۵۷۹
اَسریٰ کا لفظ جسمانی معراج کی دلیل ہے۔	۵۸۸
حضرت موسیٰ ؑ کے ذریعہ ہم نے بتایا تھا کہ اپنے معاملات صرف اللہ کے سپرد کرنا۔	۵۸۹
تم کشتیٔ نوح میں سوار ہونے والوں کی اولاد ہو۔	〃
بنی اسرائیل کو تنبیہ۔	۵۹۰
بنی اسرائیل کا جرم اور اسکی سزا۔	۵۹۲
بنی اسرائیل کو ایک موقعہ اور دیا گیا۔	〃
جتنا تم نے اچھا کیا تھا اس کا اچھا نتیجہ سامنے آیا	۵۹۴
اب دوبارہ بگڑے ہو تو اس کا نتیجہ بھی بھگتو۔	〃
اپنی روش نہ بدلی تو پھر یہی ہوتا رہے گا۔	〃
قرآن سارے عالم انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔	۵۹۶
آخرت پر ایمان کی اہمیت۔	〃

عنوان	صفحہ
ناعاقبت اندیش انسان خیر کے بجائے شر مانگتا ہے۔	۵۹۷
یکسانی اور یک رنگی کے لئے بے چین نہ ہو۔	۵۹۸
خوش نصیبی اور بدبختی کے اسباب خود انسان کے اندر ہیں۔	〃
پڑھو اپنا اعمال نامہ۔	۶۰۰
ہر شخص اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔	〃
جب اصلاح کی کوئی تدبیر باقی نہیں رہتی تب اللہ کی طرف سے عذاب کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔	〃
حضرت نوح کی قوم اور اس کے بعد کتنی ہی قومیں اسطرح ہلاکت میں مبتلا ہوئیں۔	۶۰۲
دنیا کے طلبگار کو دنیا اور آخرت کے طالب کو آخرت ملے گی۔	〃
وہ مومن جو آخرت کے طلبگار ہیں۔	〃
دنیا میں سامانِ زندگی سب کو دیا جارہا ہے۔	۶۰۴
دنیا کی طرح آخرت میں بھی فضیلت کے مراتب ہونگے۔	〃
آخرت کی کامیابی کی پہلی شرط توحید پر ایمان	〃
اسلامی زندگی کا دوسرا اصول عبادت و اطاعت صرف اللہ کی اور والدین کیساتھ حسن سلوک	۶۰۶
والدین کی پوری تعظیم کرو۔	〃

عنوان	صفحہ
والدین کی تعظیم اخلاص نیت سے ہونی چاہیئے۔	۶۰۸
اسلامی زندگی کا تیسرا اور چوتھا اصول رشتہ داروں کے حقوق اور فضول خرچی سے ممانعت۔	〃
فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں۔	〃
سوال کرنے والوں کا سوال پورا کرنے کی گنجائش نہ ہو تو نرمی سے جواب دیدو۔	۶۱۰
خرچ میں اعتدال۔	۶۱۱
اسلام نے معاشی فرق کو اس طرح قائم رکھا ہے کہ وہ بے انصافی کے بجائے اخلاقی فائدوں کا ذریعہ بنجائے۔	〃
غربت کے خوف سے اولاد کا قتل مت کرو	۶۱۲
زنا کے پاس بھی مت پھٹکو۔	۶۱۴
انسانی جان کی حرمت۔	〃
یتیم کا مال بیجا طور پر نہ کھاؤ اپنے وعدے پورے کرو۔	〃
ناپ تول میں کمی مت کرو۔	۶۱۶
ہر معاملے میں حقیقت تک رسائی کی کوشش کرو۔	〃
اکڑ اور تکبر سے بچو۔	〃
اوپر بیان کردہ احکام کی پابندی کی جائے۔	۶۱۷
یہ سب حکیمانہ باتیں ہیں اور دیکھو کہیں اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ بنا لینا۔	〃

عنوان	صفحہ
کیسی گستاخی ہے اللہ کیلئے اولاد اور وہ بھی بیٹیاں۔	۶۱۹
قرآن مختلف انداز میں حقیقت کو پیش کرتا ہے۔	〃
اللہ کے ایک ہونے کی عقلی دلیل۔	〃
کائنات کی ہر شے اپنے مکمل وجود سے حقیقت کی گواہ ہے۔	۶۲۱
کائنات کی ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ کے کمالات کا اظہار کر رہی ہے	〃
ایمان نہ لانے والوں پر معنوی پردہ پڑجاتا ہے۔	〃
قرآن کی قوت تاثیر کے باوجود نہ ماننے والوں پر اثر کیوں نہیں ہوتا۔	۶۲۲
قرآن کو فائدہ اٹھانے کے لئے نہیں سنتے اور تمہیں بہکی بہکی باتیں کرنے والا بتاتے ہیں۔	〃
حقیقت میں یہ خود بہکے ہوئے ہیں۔	۶۲۴
موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر حیرانی۔	〃
مٹی ہی کیوں پتھر یا لوہا بنکر دیکھ لو۔	۶۲۷
جس نے پہلی بار پیدا کیا وہی دوبارہ زندگی دے گا	〃
موت اور نئی زندگی کے درمیان فاصلہ بہت کم محسوس ہوگا۔	〃

عنوان	صفحہ
مخالفین کی دل آزاری کے جواب میں تحمل سے کام لیں۔	۶۲۷
آخری فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے۔	۶۲۹
پیغمبروں کے مراتب کی بلندی۔	〃
معبود وہ ہے جو کامل قدرت والا ہو۔	〃
تمہارے خیالی معبود خود اپنے رب سے حاجت روائی کے طالب ہیں۔	۶۳۰
اللہ کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔	۶۳۱
معجزے دکھانے کی فرمائش پوری کیوں نہیں کی گئی۔	۶۳۳
اللہ کے فیصلے نافذ ہو کر رہیں گے۔	۶۳۴
مخالفین کا ماننے سے انکار ایسا ہی ہے جیسے ابلیس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔	۶۳۶
ابلیس کا تکبر اور چیلنج۔	〃
اللہ کی طرف سے ابلیس کو مہلت۔	〃
شیطانی جال اور اس کے سبز باغ۔	۶۳۷
مخلص بندے شیطان کے قابو میں نہ آئیں گے۔	۶۳۹
سمندر کے سینے پر دوڑتی ہوئی کشتیاں اللہ کی کارسازی کا نمونہ ہیں۔	〃

❊ ❊ ❊

عنوان	صفحہ
مصیبت کے وقت انسان کی فطرت بے نقاب ہوجاتی ہے	۶۳۹
کیا خشکی پر خدا نہیں ہے۔	۶۴۲
کیا پھر تم دوبارہ سمندر میں نہیں گھر سکتے۔	"
اولادِ آدم کا مقامِ فضیلت۔	"
اپنے مقامِ فضیلت کا پاس رکھنے والے قیامت میں بھی سرخ رُو ہونگے۔	۶۴۳
جسے یہاں نظر نہیں آیا اُسے وہاں بھی راہ نہ سوجھے گی۔	۶۴۵
خود تو اندھے ہیں ہی دوسروں کو بھی بچلانا چاہتے ہیں۔	"
اللہ کی توفیق اور مدد نے ان کی فریب بازیوں سے بچائے رکھا۔	"
آنحضرت ﷺ کا عزم و شرف کہ آپ نصرت الٰہی سے پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے۔	۶۴۶
اگر یہ آپ کو نکالیں گے تو خود بھی زیادہ دیر تک نہ پائیں گے۔	۶۴۷
اللہ کی سنت۔ جس بستی میں پیغمبر کو نہ رہنے دیا بستی والے خود نہ رہے۔	"
مشکلات زندگی میں نماز سے مدد۔	۶۴۹
نبی ﷺ کو تہجد کا حکم اور مقامِ محمود کی بشارت۔	"
عزت و غلبۂ حق کی دعا۔	۶۵۰

عنوان	صفحہ
غلبۂ حق کی بشارت۔	۶۵۱
قرآن مجید کی رہنمائی شفا اور رحمت ہے۔	۶۵۲
غفلت و مایوسی انسان کی عجیب خصلتیں ہیں۔	۶۵۳
ہر ایک کے اپنے رنگ ڈھنگ سیدھی راہ کا علم اللہ کو ہے	"
قرآنی وحی کی روح سے باطنی زندگی حاصل کرنی چاہیے۔	۶۵۴
کسی مخلوق کے کمالات ذاتی نہیں عطیۂ خداوندی ہیں	۶۵۷
قرآن پیغمبر کا گھڑا ہوا کلام نہیں ہے یہ ہم نے عطا کیا ہے۔	"
قرآن کا چیلنج، تمام جن و انس مل کر بھی قرآن جیسی کتاب نہیں بنا سکتے۔	۶۵۸
قرآن مختلف پیرائے میں صداقت پیش کرتا ہے۔	۶۶۰
احمقانہ مطالبے۔	"
کھجوروں کے باغ میں نہریں بہتی دکھائی دیں۔	۶۶۱
آسمان ہمارے اوپر گر پڑے اللہ تعالےٰ اور فرشتے ہمارے سامنے آکر کھڑے ہوجائیں۔	"
کیا کیا فرمائشیں۔ میں اللہ کا پیغام لانے والا انسان ہوں	۶۶۲
بشر ہونا رسول کا ایک کمال ہے۔	۶۶۳
رسول کو بشر ہی ہونا چاہیے۔	۶۶۴
رسالت محمدی پر فعلی شہادت۔	۶۶۶

عنوان	صفحہ
جو خود ہدایت چاہتا ہے اسی سعادت مند کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازتے ہیں۔	۶۶۷
یہ سزا ہے موت کے بعد جی اٹھنے سے انکار کی۔	۶۶۸
موت کے بعد زندگی کا انکار اللہ کی قدرت کا انکار ہے۔	"
اللہ کے خزانے کھلے ہیں اس نے قرآن جیسی نعمت اور بندے کو اپنی رحمت سے نوازا۔	۶۶۹
حضرت محمد ﷺ کی طرح اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ ؑ کو بھی اپنی نشانیوں سے نواز چکے ہیں۔	۶۷۱
جادو نہیں اللہ کی نشانیاں۔	"
فرعون کا انجام اپنے ساتھیوں سمیت سمندر میں غرق ہوگیا۔	۶۷۳
ہر فرعونے را موسیٰ۔	"
معجزات موسوی اپنی جگہ سب سے بڑا علمی معجزہ یہ قرآن ہے۔	"
ذہن نشین کرانے کے لئے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا گیا ہے۔	۶۷۵
آسمانی کتابوں کو جاننے والے قرآن کو سنکر اس کے سامنے جھک جاتے ہیں۔	"
وعدۂ الٰہی کی تکمیل پر جھوم اٹھتے ہیں۔	"
صالحین اہل کتاب کا رویہ۔	۶۷۶

عنوان	صفحہ
مقصود ذات باری ہو کسی بھی نام سے پکارو۔	۶۷۸
توحید خالص کو مضبوطی سے تھام لو۔	۶۸۲
اَلْکَہْف	۶۸۳
تعارف	״
خلاصۂ مضامین۔	۶۸۴
قرآن مجید خط مستقیم کی طرح ہے۔	۶۸۶
ماننے والوں کے لیئے بشارت دینے والی اور نہ ماننے والوں کو خبردار کرنے والی۔	״
آخرت کا اجر کبھی ختم نہ ہوگا۔	״
اللہ کے لئے اولاد تجویز کرنے والوں کو خبردار کردو	״
شرک کی بنیاد علم پر نہیں ہے۔	۶۸۷
اے پیغمبر نتیجے کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے۔	۶۸۸
دنیا سامان عیش نہیں دار الامتحان ہے۔	۶۸۹
یہ دنیا چٹیل میدان ہوجائے گی۔	״
اصحاب کہف کے واقعہ پر ایک نظر۔	۶۹۰
اللہ کی قدرت کا ایک چھوٹا سا نمونہ اصحاب کہف کا واقعہ بھی ہے۔	۶۹۲
اصحاب کہف اللہ کی رحمت کے امید وار چند نوجوان تھے	״
اللہ نے انکو تھپک کر غار میں سلادیا۔	״

عنوان	صفحہ
نیند کی مدت کتنی تھی۔	۶۹۴
اصحاب کہف کا اصل واقعہ اور ان کی ثابت قدمی۔	״
غار والے نوجوانوں نے اللہ پر توکل کیا۔	۶۹۵
شرک کی آخر دلیل کیا ہے۔	۶۹۸
شرک و اوہام پرستی کے اس ماحول میں ہمارا گذر نہ ہوگا۔	״
وہ غار جس میں نوجوانوں نے پناہ لی۔	״
غار کا منظر۔	۷۰۱
اصحاب کہف جب نیند سے بیدار ہوئے۔	״
کسی کو ہماری سن گن نہ لگے۔	۷۰۳
اصحاب کہف کے واقعے سے آخرت کی صداقت سامنے آگئی۔	״ ״
اصحاب کہف کی گنتی کتنی تھی۔	۷۰۶
بندہ اپنے افعال میں خودمختار نہیں ہے۔	״
ہر کام میں انشاء اللہ کہا کرو۔	۷۰۸
اصحاب کہف کی نیند کی ٹھیک ٹھیک مدت کا معلوم ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔	״
اصحاب کہف کے سونے کی صحیح مدت کا علم اللہ کو ہے۔	۷۱۰

عنوان	صفحہ
آپ کے پاس کتاب محکم ہے اس کی تعلیمات کو پیش کرتے رہیئے۔	۷۱۰
قابل قدر وہ ہے جو پورے خلوص کے ساتھ اللہ اور اسکے رسول کی پیروی کرے۔	۷۱۲
آپ حق بات کہتے رہیئے۔	۷۱۴
سچائی کو ماننے والے۔	״
جنت والوں کے لئے نعمتیں۔	۷۱۷
باغ والے دو آدمیوں کا قصہ۔ ایک دنیوی مال و دولت اور ظاہر شان و شوکت پر اترانے والا۔ دوسرا اللہ پر بھروسہ رکھنے والا۔	״
باغ خوب پھلے پھولے۔	״
خوب کمائی ہوئی۔	۷۲۰
میری یہ دولت لافانی ہے۔	״
میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دوسری زندگی بھی ہے۔ اور اگر ہے تو وہاں بھی ٹھاٹ سے رہونگا۔	״
پڑوسی نے کہا کیا تم رب کے اختیارات کے منکر ہو۔	״
میں یقین رکھتا ہوں کہ وہی تنہا ہمارا رب ہے۔	״
تمہیں باغ میں داخل ہوتے وقت ماشاء اللہ کہنا چاہیئے تھا	۷۲۱
اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بھی عطا فرماسکتے ہیں۔	۷۲۳
تمہارے باغ کی نہر کا پانی خشک بھی ہوسکتا ہے۔	״

عنوان	صفحہ
سارا باغ تباہ ہوگیا۔	۷۲۳
اس مصیبت میں کوئی اس کے کام نہ آیا۔	۷۲۴
کارسازی کا اختیار صرف اللہ کا ہے۔	〃
دنیا کی زندگی کی شادابی اور زوال۔	۷۲۶
وہ نیکیاں جو باقی رہیں گی۔	〃
قیامت کا وہ دن۔	۷۲۷
قیامت کے دن موت کے بعد دوبارہ زندگی سامنے آجائے گی۔	۷۲۸
میدانِ حشر میں مکافاتِ عمل۔	۷۳۱
گمراہ انسان ازلی دشمن ابلیس کے پھندے میں ہیں۔	۷۳۲
بندگی کا مستحق صرف خالق ہے۔	۷۳۴
اللہ کے مقابلے میں دوسروں کی پیروی کرنا بھی شرک ہے	〃
ان سب کو جہنم میں ڈالدیا جائیگا۔	۷۳۴
انسان بڑا کٹ حجت ہے۔	۷۳۸
حق کے قبول کرنے میں اب کوئی عذر باقی نہیں ہے۔	〃
رسول خبردار کرنے کے لئے ہی بھیجے جاتے ہیں۔	〃
خیرخواہانہ نصیحت نظر انداز کرتے رہنے سے دلوں پر تالے پڑجاتے ہیں۔	〃
اللہ کی طرف سے ڈھیل اس کی رحمت کی وجہ سے ہوتی ہے۔	۷۴۰
یہ اجڑے دیار پکار پکار کر ہلاکت کی کہانیاں سنا رہے ہیں۔	〃
حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے قصے پر ایک نظر۔	۷۴۱
حضرت موسیٰ کے سفر کا آغاز۔	۷۴۴
حضرت خضر سے ملاقات کے لئے جگہ کی علامت۔	۷۴۵
حضرت موسیٰ ؑ نے خادم سے ناشتہ طلب کیا۔	۷۴۷
ناشتہ طلب کرنے پر خادم کو مچھلی یاد آئی۔	〃
ہمیں اسی جگہ کی تلاش تھی۔	〃
حضرت خضر سے ملاقات۔	۷۴۹
حضرت موسیٰ کی طرف سے رفاقت کی درخواست۔	〃
حضرت خضر کا جواب۔	۷۵۱
آپ کا خاموش رہنا بھی مشکل ہے۔	〃
حضرت موسیٰ کا وعدہ۔	〃
حضرت خضر کی شرط کہ آپ کوئی بازپرس نہیں کریں گے۔	〃
حضرت خضر نے کشتی توڑدی۔	۷۵۲
حضرت خضر کا جواب۔	۷۵۴
حضرت موسیٰ کی معذرت۔	〃
معصوم بچے کا قتل۔	〃

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ

يَعْتَذِرُوْنَ	اِلَيْكُمْ	اِذَا	رَجَعْتُمْ	اِلَيْهِمْ	قُلْ	لَا تَعْتَذِرُوْا	لَنْ ۔ نُّؤْمِنَ	لَكُمْ
عذر لائیں گے	تمہارے پاس	جب	تم لوٹ کر جاؤ گے	انکی طرف	آپ کہدیں	عذر نہ کرو	ہرگز ہم یقین نہ کریں گے	تمہارا

جب تم انکی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے پاس عذر لائیں گے۔ آپ کہدیں عذر نہ کرو، ہم ہرگز یقین نہ کرینگے تمہارا

قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ

قَدْ ۔ نَبَّاَنَا	اللّٰهُ	مِنْ ۔ اَخْبَارِكُمْ	وَسَيَرَى	اللّٰهُ	عَمَلَكُمْ	وَ	رَسُوْلُهٗ	ثُمَّ
ہمیں بتا چکا ہے	اللہ	تمہاری سب خبریں (حالات)	اور ابھی دیکھے گا	اللہ	تمہارے کام	اور	اس کا رسول	پھر

اللہ ہمیں تمہاری سب خبریں بتا چکا ہے۔ اور ابھی اللہ اور اس کا رسول تمہارے کام دیکھے گا۔ پھر

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۹۴)

تُرَدُّوْنَ	اِلٰى	عٰلِمِ	الْغَيْبِ	وَالشَّهَادَةِ	فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ + تَعْمَلُوْنَ
تم لوٹائے جاؤ گے	طرف	جاننے والا	پوشیدہ	اور ظاہر	پھر وہ تمہیں جتا دیگا	وہ جو	تم کرتے تھے۔

تم پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے (اللہ) کیطرف لوٹائے جاؤ گے، تم جو کرتے تھے پھر وہ تمہیں جتا دیگا۔

(۹۴) يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ فِي التَّخَلُّفِ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ مِنَ الْغَزْوِ قُلْ لَهُمْ لَا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ نُصَدِّقُكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ اَيْ اَخْبَرَنَا بِاَحْوَالِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ بِالْبَعْثِ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَيِ اللّٰهِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ فَيُجَازِيْكُمْ عَلَيْهِ

(۹۴) يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ الخ
منافقین تم سے اپنے پیچھے رہجانے کی معذرت کرتے ہیں جبکہ تم غزوہ سے واپس آئے ان سے کہدو کہ عذر نہ کرو ہم تمہاری بات کا اعتبار ہرگز نہ کرینگے بیشک ہم کو اللہ نے تمہارے حالات کی خبر کردی ہے اور عنقریب اللہ اور اس کا پیغمبر تمہارے عملوں کو دیکھیں گے پھر تم کو قیامت میں اللہ کی طرف جانا ہے جو چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے سو وہ تم کو خبر دیگا جو تم کرتے تھے پھر اس کا عوض تم کو دیگا۔

تشریح

(۹۴) منافقین کے عذر معذور قابل قبول نہیں | جب غزوہ تبوک کے لئے اسلامی لشکر کی تیاریاں چل رہی تھیں اور لوگوں کو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے شرکت کی دعوت دی جا رہی تھی تو منافقین طرح طرح کے بہانے بنا کر جہاد میں شرکت سے معذوری کا اظہار کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم تبوک سے واپس پہنچو گے تو پھر یہ طرح طرح کے بہانے بنائیں گے کہ ہمارا تو پکا ارادہ تھا مگر کیا کریں عین وقت پر فلاں بات ہوگئی اور ہم جانے سے رہ گئے۔ اے پیغمبر! تم صاف صاف کہدینا کہ بہانہ سازی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہم تمہاری کسی بات کا اعتبار نہیں کرینگے۔ اللہ نے تمہارے حالات ہمیں بتا دئے ہیں۔ تمہارے دل میں نہ ایمان ہے اور نہ کسی قربانی کا جذبہ ہے۔ اب تو آئندہ اللہ اور اسکا رسول تمہارے طرز عمل کو دیکھے گا۔ دیکھتے ہیں تم کہاں تک اپنے ایمان کے دعوے کو نبھاتے ہو جھوٹ سچ سب ظاہر ہو کر رہیگا اس سے کوئی طرز عمل یا نیت چھپی نہیں رہ سکتی جو عالم الغیب والشہادۃ ہے اسکے حضور میں سب کو حاضر ہونا ہے حساب کتاب کے وقت سب ظاہری اور باطنی عمل کھل سامنے آجائیگا اور اسی کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ

سَيَحْلِفُونَ	بِاللَّهِ	لَكُمْ	إِذَا	انْقَلَبْتُمْ	إِلَيْهِمْ	لِتُعْرِضُوا	عَنْهُمْ
اب قسمیں کھائیں گے	اللہ کی	تمہارے آگے	جب	واپس جاؤ گے تم	ان کی طرف	تاکہ تم درگزر کرو	اُن سے

جب تم انکی طرف واپس جاؤ گے۔ اب تمہارے آگے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو

فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا

فَأَعْرِضُوا	عَنْهُمْ	إِنَّهُمْ	رِجْسٌ	وَمَأْوَاهُمْ	جَهَنَّمُ	جَزَاءً	بِمَا	كَانُوا
سو خیال نہ کرو	اُن کا	بیشک وہ	پلید	اور ان کا ٹھکانہ	جہنم	بدلہ	اس کا جو	تھے

سو اُن کا خیال نہ کرو۔ بیشک وہ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اس کا بدلہ جو وہ کماتے

يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ

يَكْسِبُونَ	يَحْلِفُونَ	لَكُمْ	لِتَرْضَوْا	عَنْهُمْ	فَإِنْ	تَرْضَوْا	عَنْهُمْ
وہ کماتے	وہ قسمیں کھاتے ہیں	تمہارے آگے	تاکہ تم راضی ہوجاؤ	ان سے	سو اگر	تم راضی ہوجاؤ	ان سے

تھے۔ وہ تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہوجاؤ سو اگر تم ان سے راضی (بھی) ہوجاؤ

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ

فَإِنَّ اللَّهَ	لَا يَرْضَىٰ	عَنِ	الْقَوْمِ	الْفَاسِقِينَ	الْأَعْرَابُ	أَشَدُّ
تو بیشک اللہ	راضی نہیں ہوتا	سے	لوگ	نافرمان	دیہاتی	بہت سخت

تو بیشک اللہ راضی نہیں ہوتا نافرمان لوگوں سے۔ دیہاتی کفر اور نفاق میں

كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ

كُفْرًا	وَنِفَاقًا	وَأَجْدَرُ	أَلَّا يَعْلَمُوا	حُدُودَ	مَا	أَنْزَلَ	اللَّهُ	عَلَىٰ
کفر میں	اور نفاق میں	اور زیادہ لائق	کہ وہ نہ جانیں	احکام	جو	نازل کئے	اللہ	پر

بہت سخت ہیں، اور زیادہ لائق ہیں کہ وہ نہ جانیں جو احکام اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر

رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٩٧﴾

رَسُولِهِ	وَاللَّهُ	عَلِيمٌ	حَكِيمٌ
اپنا رسول	اور اللہ	جاننے والا	حکمت والا

نازل کئے اور اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

(۹۵) سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ رَجَعْتُمْ
اِلَيْهِمْ مِنْ تَبُوْكَ اَنَّهُمْ مَعْذُوْرُوْنَ فِى التَّخَلُّفِ
لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ بِتَرْكِ الْمُعَاتَبَةِ فَاَعْرِضُوْا
عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ قَذَرٌ لِخُبْثِ بَاطِنِهِمْ وَّمَاْوٰىهُمْ
جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

(۹۶) يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا
عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ
الْفٰسِقِيْنَ ○ اَىْ عَنْهُمْ وَلَا يَنْفَعُ رِضَاكُمْ مَعَ
سَخَطِ اللّٰهِ۔

(۹۷) اَلْاَعْرَابُ اَهْلُ الْبَدْوِ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا
مِنْ اَهْلِ الْمُدُنِ لِجَفَائِهِمْ وَغِلَظِ طِبَاعِهِمْ وَ
بُعْدِهِمْ عَنْ سَمَاعِ الْقُرْاٰنِ وَاَجْدَرُ اَوْلٰى اَنْ
اَىْ بِاَنْ لَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنَ الْاَحْكَامِ وَالشَّرَائِعِ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ بِخَلْقِهٖ حَكِيْمٌ ○ فِىْ صُنْعِهٖ بِهِمْ۔

(۹۵) عنقریب منافقین تم سے اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے جبکہ تم تبوک سے ان کی طرف واپس ہوگے کہ ہم پیچھے رہنے میں معذور تھے تاکہ تم ان سے اعراض کرو اور ان پر عتاب نہ کرو۔ سو تم ان سے منہ پھیر و بیشک وہ لوگ پلید ہیں بسبب ناپاکی باطن کے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے عوض ان افعال کا جو وہ کسب کرتے تھے۔

(۹۶) وہ تمہارے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے خوش ہو جاؤ سو اگر تم ان سے خوش ہو جاؤ گے تو بلاشبہ اللہ نہیں خوش ہوتا اس قوم سے جو حکم حق تعالیٰ سے خارج ہے یعنی ان منافقوں سے اللہ خوش نہیں اور اے مسلمانوں تمہارا خوش ہو جانا باوجود ناخوشی اللہ کے انکو نفع نہیں پہنچا سکتا۔

(۹۷) گاؤں والے کفر اور نفاق میں شہر کے رہنے والوں سے سخت اور زیادہ ہیں کیونکہ وہ بے سمجھ اور سخت طبیعت اور قرآن کے سننے سے دور ہیں۔ اور وہ اس لائق ہیں کہ اللہ کے احکام اور مسائل شریعت کو جو اس نے اپنے پیغمبر پر اتارے نہ جانیں اور جاہل رہیں اور اللہ اپنی خلقت کو جاننے والا ہے جو امر بندوں کے لئے تجویز فرماتا ہے حکمت کا ہوتا ہے۔

تشریح

(۹۵) منافقین ایک گندگی کی طرح ہیں ان سے قطع تعلق کر لو | اب یہ قسمیں کھا کھا کر تمہیں اپنی سچائی کا یقین دلانے کی کوشش کرینگے تاکہ تم ان سے صرفِ نظر کر لو اور بازپرس نہ کرو اور انکی قسموں کا یقین کر لو، بیشک تم ان سے صرفِ نظر یعنی قطع تعلق ہی کر لو کیونکہ یہ انتہائی پلید اور شریر لوگ ہیں۔ یہ اتنے گندے ہیں کہ انکے پاک و صاف ہونیکی کوئی امید نہیں ہے۔ اس غلاظت کی پوٹلی کا ٹھکانہ انکے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے جہنم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

(۹۶) اللہ تعالیٰ ان سے راضی نہیں ہے | یہ کوشش کریں گے کہ جھوٹی قسمیں کھا کر چکنی چوپڑی باتیں بنا کر لوگوں کو خوش کر لیں۔ یہ بیوقوف یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ کے آگے کوئی چالاکی نہیں چل سکتی اور جس سے اللہ راضی نہ ہو اس سے کوئی مومن کیسے راضی ہو سکتا ہے۔ اگر کسی کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ یہ منافق ہے اور اسکا طرزِ عمل بتا رہا ہو کہ اسکے دل میں ایمان نہیں ہے تو اس سے کوئی مومن محبت و یگانگت کیسے رکھ سکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس سے صرفِ نظر اور اعراض کرتا رہے۔

(۹۷) بدوی عرب اسلام کے تقاضوں کو نہیں سمجھتے | دینِ حق کا معاملہ یہ ہے کہ یہ ایمان و اعتقاد کے بعد اپنے ماننے والوں پر اخلاقی بندشیں لگاتا ہے۔ نظم و ضبط کے شکنجے میں کستا ہے، نماز روزہ کی پابندی، زکوٰۃ کی وصولیابی، اللہ کے راستے میں قربانی دینے کیلئے آمادگی اور ایک بلند نصب العین کیلئے اپنے آپکو پوری طرح وقف کر دینے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسلام کا معاملہ یہ ہے کہ اس بات کا پورا شعور ہو کہ حق کیا ہے اور انسانوں کی حقیقی فلاح دنیا اور آخرت دونوں میں کس چیز کے اندر ہے۔ اسلام اس طرح کی عقیدت کا نام نہیں ہے جو دنیاوی مطلب کیلئے پیروں فقیروں کی رکھی جاتی ہے کہ انکے آگے نذر و نیاز پیش کر کے اسکے بدلے میں کوئی دنیاوی فائدے حاصل کرنیکے لئے دعائیں کرالی جائیں۔
مدینے کے آس پاس جو قبیلے دیہاتی اور بدو لوگوں کے آباد تھے وہ وقتی مصلحت کے تحت اسلام کے دائرے میں داخل تو ہو گئے تھے لیکن صحیح معنی میں اسلام انکے حلق سے نیچے نہیں اترا تھا اور اُسنے انکے دلوں میں جگہ نہیں بنائی تھی۔ دیہاتی زندگی کا کھردرا پن اور خشونت بھی انمیں موجود تھیں انکو ایسے موقعے نہیں ملتے تھے کہ عالموں اور نیک لوگوں کی صحبت میں رہکر دینیات و تہذیب کے وہ آداب اور سلیقے سیکھ سکیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر نازل کئے۔ علم اور معرفت انسان کے دل کو نرم کرتی ہے اور اسے تہذیب یافتہ بناتی ہے جہالت میں ڈوبے ہوئے ان لوگوں میں دل کی سختی تھی اور کفر و نفاق کے جس راستے پر چل پڑے تھے جانوروں کی طرح اس پر اندھا دھند آگے چلے جا رہے تھے اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے اور حکمت والے ہیں۔ انسانوں کے ہر طبقے کا علم اللہ کو ہے اور اپنی حکمت سے ہر طبقے کیساتھ اسکی استعداد اور قابلیت کے مطابق معاملہ فرماتے ہیں۔

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ

وَمِنَ	الْأَعْرَابِ	مَنْ	يَتَّخِذُ	مَا يُنْفِقُ	مَغْرَمًا	وَ	يَتَرَبَّصُ	بِكُمُ
اور سے (بعض)	دیہاتی	جو	لیتے ہیں (سمجھتے ہیں)	جو وہ خرچ کرتے ہیں	تاوان	اور	انتظار کرتے ہیں	تمہارے لئے

اور بعض دیہاتی ہیں جو (اللہ کی راہ میں) جو خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے لئے گردشوں کا انتظار

الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ

الدَّوَائِرَ	عَلَيْهِمْ	دَائِرَةُ	السَّوْءِ	وَاللَّهُ	سَمِيعٌ	عَلِيمٌ	وَمِنَ
گردشیں	ان پر	گردش	بُری	اور اللہ	سننے والا	جاننے والا	اور سے (بعض)

کرتے ہیں، انہی پر ہے بُری گردش اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور بعض

الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ

الْأَعْرَابِ	مَنْ	يُؤْمِنُ	بِاللَّهِ	وَالْيَوْمِ + الْآخِرِ	وَيَتَّخِذُ	مَا يُنْفِقُ
دیہاتی	جو	ایمان رکھتے ہیں	اللہ پر	اور آخرت کا دن	اور سمجھتے ہیں	جو وہ خرچ کریں

دیہاتی ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو وہ خرچ کرتے ہیں اسے

قُرُبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ

قُرُبَاتٍ	عِنْدَ اللَّهِ	وَصَلَوَاتِ	الرَّسُولِ	أَلَا	إِنَّهَا	قُرْبَةٌ
نزدیکیاں	اللہ سے	اور دعائیں	رسول	ہاں ہاں	یقیناً وہ	نزدیکی

اللہ سے نزدیکیوں اور رسول ﷺ کی دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہاں، ہاں یقیناً وہ نزدیکی (کا ذریعہ) ہے

لَهُمْ ۚ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ

لَهُمْ	سَيُدْخِلُهُمُ	اللَّهُ	فِي	رَحْمَتِهِ	إِنَّ
ان کے لئے	جلد داخل کرے گا انہیں	اللہ	میں	اپنی رحمت	بیشک

ان کے لئے اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بیشک اللہ

اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٩٩﴾ ع ۱۲ ع ۱۰ ۱

اللَّهَ	غَفُورٌ	رَحِيمٌ
اللہ	بخشنے والا	نہایت مہربان

بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

(۹۸) وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یَّتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰهِ مَغْرَمًا غَرَامَةً وَخُسْرَانًا لِاَنَّهٗ لَا یَرْجُوْا
ثَوَابَهٗ بَلْ یُنْفِقُهٗ خَوْفًا وَهُمْ بَنُوْ اَسَدٍ وَغَطْفَانُ
وَیَتَرَبَّصُ یَنْتَظِرُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ دَوَائِرَ الزَّمَانِ
اَنْ یَنْقَلِبَ عَلَیْكُمْ فَیَتَخَلَّصُ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ
بِالضَّمِّ وَالْفَتْحِ اَیْ یَدُوْرُ الْعَذَابُ وَالْهَلَاكُ
عَلَیْهِمْ لَا عَلَیْكُمْ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ لِاَقْوَالِ عِبَادِهٖ
عَلِیْمٌ ۝ بِاَفْعَالِهِمْ

(۹۹) وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ
الْاٰخِرِ كَجُهَیْنَةَ وَمُزَیْنَةَ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ
فِیْ سَبِیْلِهٖ قُرُبٰتٍ تُقَرِّبُهٗ عِنْدَ اللّٰهِ
وَ وَسِیْلَةً اِلٰی صَلَوٰتِ دَعَوَاتِ الرَّسُوْلِ لَهُمْ
اَلَآ اِنَّهَا اَیْ نَفَقَتُهُمْ قُرْبَةٌ بِضَمِّ الرَّاءِ وَسُكُوْنِهَا
لَّهُمْ عِنْدَهٗ سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ جَنَّتِهٖ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ لِاَهْلِ طَاعَتِهٖ رَّحِیْمٌ ۝ بِهِمْ

(۹۸) اور گاؤں والوں میں سے بعض وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کو تاوان اور موجب خسارہ کا سمجھتے ہیں کیونکہ یہ لوگ جو کچھ خرچ کرتے ہیں امید ثواب سے نہیں کرتے بلکہ ڈر کی وجہ سے خرچ کرتے ہیں (یہ حال بنی اسد اور بنی غطفان کا ہے) اور تم پر زمانے کی گردشوں اور فتنوں کے منتظر ہیں کہ زمانہ پلٹ جائے اور بجائے ترقی اور عروج کے تنزل اور مصائب تم پر آ دیں کہ وہ زکوٰۃ وغیرہ سے چھوٹ جاویں انہیں پر گردش بڑی یعنی عذاب و ہلاکی کی گردش ان پر آ دیگی نہ کہ تم پر اور اللہ اپنے بندوں کی باتوں کو سُننے والا ہے انکے افعال کو جاننے والا ہے۔

(۹۹) اور بعض گاؤں والے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں یعنی قبیلہ جہینہ اور مزنیہ اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس سے اللہ کی نزدیکی اور ثواب ڈھونڈتے ہیں اور اس کو وسیلہ پیغمبرؐ کی دعاؤں کا اپنے لیے بناتے ہیں۔ آگاہ رہو کہ بیشک ان کا خرچ کرنا ان کے لیے باعث اللہ کی نزدیکی اور ثواب کا ہے عنقریب انکو اللہ اپنی رحمت میں اور جنت میں داخل فرما دے گا بیشک اللہ بخشنے والا ہے ان کو جو اس کے فرمانبردار ہیں ان پر مہربان ہے۔

تشریح

(۹۸) اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہوئے ان کا دم نکلتا ہے | کیونکہ دل میں ایمان نہیں ہے اور دکھاوے کیلئے اپنی مصلحتوں کیوجہ سے مسلم برادری میں اپنے آپ کو شامل کرتے ہیں، اس لئے ان اعراب منافقین کا یہ حال ہے کہ اگر کسی وقت خدا کے راستے میں خرچ کرنا پڑتا ہے تو اس کو اپنے اوپر زبردستی کا جرمانہ سمجھتے ہیں۔ زکوٰۃ ان کے نزدیک تاوان ہے، مسافروں کی خدمت، مہمان کا حق ادا کرنا نہیں چاہتے۔ انتظار میں بیٹھے ہیں کہ زمانہ کی گردش سے اہل ایمان کسی چکر میں پھنسیں تو خوشیاں منائیں اور اس نظام سے باہر نکل آئیں جس نے انہیں کس رکھا ہے وہ تمہارے لئے بدی کے چکر کے انتظار میں ہیں حالانکہ بدی کا چکر خود ان پر مسلط ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے اور سنتے ہیں اللہ کو معلوم ہے کہ کون عزت و کامیابی کا اہل ہے اور کون ذلت و رسوائی کا مستحق ہے۔

(۹۹) بدویوں میں مؤمنین مخلصین بھی ہیں | ایسے تندخو گنوار جو کفر و نفاق اور جہالت و سرکشی کی وجہ سے اس قابل ہی نہ تھے کہ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے اور تہذیب سیکھ سکیں۔ قرآن پاک کی تاثیر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت نے ان میں ایسے مخلص لوگ پیدا کر دئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور صرف اللہ کے قرب کے لئے اس کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرنے کو اللہ کے رسولؐ کی دعائیں لینے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ بے شک ان کا اخلاص اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے اور اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرینگے۔ بیشک اللہ تعالیٰ درگذر کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم و تربیت وہی ہے مگر کچھ لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور کچھ لوگوں کو اس کا فیض پہنچتا ہے۔ جیسے سورج سب کو روشنی دیتا ہے اگر کوئی دروازے اور کھڑکیاں بند کر کے بیٹھ جائے تو یہ قصور اپنا ہے سورج کا نہیں ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ

وَالسّٰبِقُوْنَ	الْاَوَّلُوْنَ	مِنَ	الْمُهٰجِرِيْنَ	وَالْاَنْصَارِ	وَالَّذِيْنَ
اور سبقت کرنیوالے	سب سے پہلے	سے	مہاجرین	اور انصار	اور جن لوگوں

اور سب سے پہلے (ایمان اور اسلام میں) سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے، اور جنھوں نے

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ

اتَّبَعُوْهُمْ	بِاِحْسَانٍ	رَّضِيَ	اللّٰهُ	عَنْهُمْ	وَرَضُوْا ۔ عَنْهُ	وَاَعَدَّ	لَهُمْ
انہوں نے پیروی کی	نیکی کے ساتھ	راضی ہوا	اللہ	ان سے	اور وہ راضی ہوئے اس سے	اور تیار کیا اُسنے	انکے لئے

نیکی کے ساتھ پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا، اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ اور اس نے ان کیلئے باغات

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (١٠٠)

جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	تَحْتَهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا	ذٰلِكَ	الْفَوْزُ	الْعَظِيْمُ
باغات	بہتی ہیں	انکے نیچے	نہریں	ہمیشہ رہینگے	انمیں	ہمیشہ	یہ	کامیابی	بڑی

تیار کر رکھے ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے

١٠٠ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَهُمْ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا اَوْ جَمِيْعُ الصَّحَابَةِ
وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ بِاِحْسَانٍ
فِي الْعَمَلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِطَاعَتِهٖ وَرَضُوْا
عَنْهُ بِثَوَابِهٖ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِزِيَادَةِ مِنْ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ○

١٠٠ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ
بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الخ اور سب میں پہلے ایمان لانے
والے مہاجرین اور انصار (مراد ان سے وہ صحابہ ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے یا مراد
تمام صحابہ ہیں کہ وہ بہ نسبت پچھلے مسلمانوں کے ایمان میں سابق اور مقدم ہیں)
اور وہ لوگ جو اُن کے پیرو ہونگے عمل میں قیامت تک ان سب سے اللہ خوش ہے
بسبب انکی فرماں برداری کے اور یہ اللہ سے خوش بوجہ اسکے ثواب اور بخشش
کے اور اللہ نے انکے واسطے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں کہ انکے نیچے پانی کی نہریں
بہتی ہیں یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے یہ بہت بڑی نجات
اور فلاح ہے۔

تشریح

آگے بڑھ کر سب سے پہلے اللہ کے دین کا دامن تھامنے والے | جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ دین کا آغاز فرمایا تو چند لوگوں کے علاوہ کسی نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا آپ ثابت قدمی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو پورا فرماتے رہے سخت کشمکش اور مخالفت کا وہ دور بھی گزرا کہ اسلام قبول کرنا مشکلات کو دعوت دینا تھا۔ مخالفت اتنی بڑھی کہ وطن چھوڑ کر مدینہ طیبہ جانا پڑا وہاں بھی سخت ترین مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ ان حالات میں جو لوگ ایمان لائے اور دین کے لئے قربانیاں دیں وہ بڑی قابل قدر ہیں۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ مہاجر و انصار جنھوں نے ایمان کی دعوت پر لبیک کہنے میں سب سے پہلے سبقت کی پھر وہ لوگ جو راست بازی کے ساتھ انکے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے ان کا انعام یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی جنت کے وہ باغ عطا کریگے جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان کی عظیم الشان کامیابی یہ ہے کہ وہ اس اعلیٰ مقام میں تا ابد رہیں گے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا

وَمِمَّنْ	حَوْلَكُمْ	مِّنَ	الْأَعْرَابِ	مُنٰفِقُوْنَ	وَمِنْ	اَهْلِ + الْمَدِيْنَةِ	مَرَدُوْا
اور انمیں جو	تمہارے اردگرد	سے بعض	دیہاتی	منافق (جمع)	اور سے (بعض)	مدینہ والے	اڑے ہوئے ہیں

اور جو دیہاتی تمہارے اردگرد ہیں ان میں سے بعض منافق ہیں، اور مدینہ والوں میں سے بعض نفاق پر اڑے

عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ

عَلَى	النِّفَاقِ	لَا تَعْلَمُهُمْ	نَحْنُ	نَعْلَمُهُمْ	سَنُعَذِّبُهُمْ	مَرَّتَيْنِ
پر	نفاق	تم نہیں جانتے ان کو	ہم	جانتے ہیں انہیں	جلد ہم انہیں عذاب دینگے	دو بار

ہوئے ہیں، تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں۔ اور ہم جلد انہیں دو بار عذاب دینگے

ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ (۱۰۱)

ثُمَّ	يُرَدُّوْنَ	اِلٰى	عَذَابٍ	عَظِيْمٍ
پھر	وہ لوٹائے جائینگے	طرف	عذاب	عظیم

پھر وہ عذاب عظیم کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

(۱۰۱) وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ كَأَسْلَمَ وَأَشْجَعَ وَغِفَارٍ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مُنَافِقُوْنَ أَيْضًا مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَجُّوْا فِيْهِ وَاسْتَمَرُّوْا لَا تَعْلَمُهُمْ خِطَابٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِالْفَضِيْحَةِ أَوِ الْقَتْلِ فِي الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ فِي الْآخِرَةِ إِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ هُوَ النَّارُ

(۱۰۱) اور اے مدینہ والو بعض ان گاؤں والوں میں سے جو تمہارے گردونواح میں رہتے ہیں منافق ہیں جیسے قبیلہ اسلم اشجع اور غفار اور بعض مدینہ والوں سے بھی منافق ہیں کہ وہ نفاق پر مُصر اور مستمر رہے۔ تم اے محمد ان کو نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں عنقریب ہم ان کو دو مرتبہ گرفتار عذاب کریں گے۔ دنیا میں ذلت اور قتل کی مار اُن پر پڑے گی اور عذاب قبر میں گرفتار ہونگے پھر آخرت میں بڑے عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے۔ یعنی دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

تشریح

(۱۰۱) **مدینہ اور اطراف کے انتہائی چالاک منافق** مدینہ اور اس کے اطراف میں ایسے منافق بھی موجود ہیں جو اپنی منافقت کو چھپانے میں انتہائی مشاق ہو چکے ہیں وہ اپنی چالاکی سے اپنی منافقت کو اسطرح چھپاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب تک اللہ تعالیٰ خود نہ بتادیں اپنی کمال فراست کے باوجود ان کو پہچان نہیں پاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے منافقین کو ہم دوہری سزا دینگے۔ دنیا میں تو ان کی سزا یہ ہے کہ حرص دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر یہاں کی جھوٹی عزت حاصل کرنے کیلئے انہوں نے ایمان اور اخلاص کی بجائے منافقت کی روش اختیار کی ہے وہ دنیا کی عزت بھی انکے ہاتھ نہیں آئیگی اور اسلام کی دعوت جسکو یہ لوگ اپنی فریب کاریوں سے ناکام کرنا چاہتے ہیں وہ کامیاب ہو کر رہیگی اور سب سے بڑی سزا جو آخرت کی سزا ہے اسکے لئے انکو اللہ کے حضور میں حاضر ہونا ہی ہوگا۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا

وَاٰخَرُوْنَ	اعْتَرَفُوْا	بِذُنُوْبِهِمْ	خَلَطُوْا	عَمَلًا + صَالِحًا	وَّاٰخَرَ	سَيِّئًا
اور کچھ اور	انہوں نے اعتراف کیا	اپنے گناہوں کا	انہوں نے ملایا	ایک عمل اچھا	اور دوسرا	برا

اور کچھ اور ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ انہوں نے ایک اچھا اور دوسرا برا عمل ملا لیا

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾

عَسَى	اللّٰهُ	اَنْ	يَّتُوْبَ + عَلَيْهِمْ	اِنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	
قریب ہے	اللہ	کہ	معاف کردے انہیں	بیشک	اللہ	بخشنے والا	نہایت مہربان ہے	

قریب ہے کہ اللہ انہیں معاف کردے، بیشک اللہ بخشنے والا، نہایت مہربان ہے

(۱۰۲) وَقَوْمٌ اٰخَرُوْنَ مُبْتَدَأٌ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ
مِنَ التَّخَلُّفِ نَعْتُهٗ وَالْخَبَرُ خَلَطُوْا عَمَلًا
صَالِحًا وَهُوَ جِهَادُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ اَوِ اعْتِرَافُهُمْ
بِذُنُوْبِهِمْ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ وَّاٰخَرَ سَيِّئًا وَهُوَ
تَخَلُّفُهُمْ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ نَزَلَتْ فِيْ اَبِيْ
لُبَابَةَ وَجَمَاعَةٍ اَوْثَقُوْا اَنْفُسَهُمْ
فِيْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ لَمَّا بَلَغَهُمْ
مَا نَزَلَ فِي الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَحَلَفُوْا اَنْ لَا
يَحُلَّهُمْ اِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَحَلَّهُمْ لَمَّا نَزَلَتْ

(۱۰۲) اور ایک دوسری جماعت ہے جو اپنے گناہوں کی مقر ہوئی اور پیچھے رہنے کا بلا عذر اقرار کر لیا انہوں نے نیک عمل برے کاموں سے ملائے یعنی بعض اچھے کام کئے کہ اس سے پہلے اور غزوات میں شریک ہوئے اور جہاد کیا یا نیک عمل ان کا یہ ہے اقرار کرنا ہے ان کے گناہوں کا یا اس کے سوا۔ اور بعض دوسرے افعال برے کئے ہیں یعنی یہ کہ اس مرتبہ جہاد کے پیچھے رہے عنقریب اللہ تعالیٰ انکی توبہ قبول فرما دیگا۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہ آیت ابولبابہ اور ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھا جبکہ ان کو معلوم ہوا وہ حکم کہ پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں نازل ہوا اور ان لوگوں نے قسم کھالی کہ ہم کو پیغمبرؐ ہی ان ستونوں سے کھولیں گے جبتک آپؐ کھولینگے ہم یہیں بندھے رہیں گے سو آپ نے انکو کھولدیا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی۔

تشریح

(۱۰۲) وہ مخلص جنہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کیا | غزوۂ تبوک میں پیچھے رہنے والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے عذر لنگ پیش کرنے کے بجائے صاف طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خطا کا اعتراف کیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہؐ ہمارا ارادہ جہاد میں شرکت کا تھا۔ آج اور کل پر بات ٹلتی رہی اور ہمارے نفس کی کمزوری ہم پر غالب آگئی۔ یہ آیت حضرت ابولبابہؓ اور ان کے چند ساتھیوں کے بارے میں ہے۔ ابولبابہ بن عبدالمنذر ان صحابہ میں سے ہیں جو ہجرت سے پہلے بیعت اولیٰ کے موقع پر ایمان لائے تھے اور غزوۂ بدر اور غزوۂ احد وغیرہ میں شریک رہے۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر کسی شرعی عذر کے بغیر شرکت نہ کر سکے۔ انہوں نے صاف طور پر اپنی کوتاہی کا اقرار کیا۔ ان لوگوں میں نیکی کا جذبہ موجود، مگر نفس کی کمزوری بھی ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بعید نہیں کہ اللہ ان پر پھر مہربان ہو جائے کیونکہ وہ درگذر کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ

خُذْ	مِنْ	اَمْوَالِهِمْ	صَدَقَةً	تُطَهِّرُهُمْ	وَتُزَكِّيْهِمْ	بِهَا	وَصَلِّ	عَلَيْهِمْ
لے لیں آپ	سے	انکے مال (جمع)	زکوٰۃ	تم پاک کردو انہیں	اور صاف کردو	اس سے	اور دعا کرو	ان پر

آپؐ اُن کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے لیں۔ آپؐ انہیں پاک اور صاف کر دیں اس سے اور اُن پر دُعا (خیر)

اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا

اِنَّ	صَلٰوتَكَ	سَكَنٌ	لَّهُمْ	وَاللّٰهُ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ	اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا
بیشک	آپکی دعا	سکون	ان کیلئے	اور اللہ	سننے والا	جاننے والا	کیا انہیں علم نہیں

کریں۔ بیشک آپکی دعا ان کے لئے (باعث) سکون ہے۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ کیا انہیں علم نہیں

اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ

اَنَّ	اللّٰهَ	هُوَ	يَقْبَلُ	التَّوْبَةَ	عَنْ	عِبَادِهٖ	وَيَاْخُذُ	الصَّدَقٰتِ	وَاَنَّ
کہ	اللہ	وہ	قبول کرتا ہے	توبہ	سے۔ کی	اپنے بندے	اور قبول کرتا ہے	صدقات	اور یہ کہ

کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور قبول کرتا ہے صدقات۔ اور یہ کہ

اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ

اللّٰهَ	هُوَ	التَّوَّابُ	الرَّحِيْمُ	وَقُلِ	اعْمَلُوْا	فَسَيَرَى	اللّٰهُ
اللہ	وہ	توبہ قبول کرنے والا	نہایت مہربان	اور کہدیں آپ	تم کئے جاؤ عمل	پس اب دیکھے گا	اللہ

اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ اور آپؐ کہدیں تم عمل کئے جاؤ، پس اب دیکھے گا اللہ

عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ

عَمَلَكُمْ	وَرَسُوْلُهٗ	وَالْمُؤْمِنُوْنَ	وَسَتُرَدُّوْنَ	اِلٰى	عٰلِمِ	الْغَيْبِ	وَ
تمہارے عمل	اور اس کا رسول	اور مومن (جمع)	اور جلد لوٹائے جاؤ گے	طرف	جاننے والا	پوشیدہ	اور

اور اس کا رسولؐ اور مومن تمہارے عمل اور تم جلد پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے اللہ کی طرف لوٹائے

الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

الشَّهَادَةِ	فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
ظاہر	سو وہ تمہیں جتادیگا	وہ جو	تم کرتے تھے

جاؤ گے۔ سو وہ تمہیں جتادے گا جو تم کرتے تھے۔

﴿۱۰۳﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ
وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا مِنْ ذُنُوْبِهِمْ فَاَخَذَ ثُلُثَ

۱۰۳ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ الخ لو تم اے محمدؐ ان کے مالوں سے
صدقہ زکوٰۃ وغیرہ جو ان کو پاک کردے اور تم ان سے صدقہ لیکر ان کو گناہوں

اَمْوَالِهِمْ وَتَصَدَّقْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اُدْعُ لَهُمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ رَحْمَةٌ لَهُمْ وَقِيْلَ طُمَانِيْنَةٌ بِقُبُوْلِ تَوْبَتِهِمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

سے پاک صاف کردو. سو موافق ارشاد باری تعالٰے کے آپ نے ان کا ایک تہائی مال لیکر فقراء پر صدقہ کردیا اور اے محمدؐ ان کے لئے دعائے خیر کرو بلاشبہ تمہارا دعا کرنا ان کے حق میں رحمت ہے اور تسلی اور اطمینان اس امر کا ہے کہ انکی توبہ قبول ہوئی اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے

(۱۰۴) اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ يَقْبَلُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ عَلٰى عِبَادِهٖ بِقُبُوْلِ تَوْبَتِهِمْ الرَّحِيْمُ ○ بِهِمْ وَالاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيْرِ وَالْقَصْدُ بِهٖ تَهْيِيْجُهُمْ اِلَى التَّوْبَةِ وَالصَّدَقَةِ

(۱۰۴) کیا وہ نہیں جانتے کہ بیشک اللہ ہی قبول کرتا ہے توبہ کو اپنے بندوں سے اور قبول فرماتا ہے صدقات کو اور بیشک اللہ توجہ فرمانے والا ہے اپنے بندوں پر ساتھ قبول کرنے توبہ کے مہربان ہے ان پر (اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا میں استفہام تقریری ہے اور مقصود اس سے ان لوگوں کو توبہ اور صدقہ پر آمادہ کرنا ہے)

(۱۰۵) وَقُلْ لَهُمْ اَوْ لِلنَّاسِ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ بِالْبَعْثِ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَيِ اللّٰهِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ

(۱۰۵) اور ان سے کہدو کہ جو چاہو عمل کرو پس عنقریب اللہ اور اس کا پیغمبر اور ایمان والے تمہارے کاموں کو دیکھیں گے اور عنقریب تم قیامت کو زندہ ہوکر لوٹائے جاؤگے طرف اللہ کے جو جاننے والا ہے چھپی اور ظاہر باتوں کا پس خبر کرے گا تم کو جو تم کرتے تھے پھر عوض اس کا تم کو دے گا

تشریح

(۱۰۳) ان کے صدقات قبول کرو اور ان کے لئے دعا کرو | یہ لوگ جھوٹے ایمان کے مدعی نہیں ہیں بلکہ مومن مخلص ہیں البتہ ان سے قصور سرزد ہوگیا ہے. اگر یہ خدا کی راہ میں صرف کرنے کے لئے مال پیش کریں تو ان کا مال قبول کرو اور ان کے لئے دعائے رحمت کرو. آپ کی دعا انکے لئے تسکین کا سامان ہوگی. اللہ تعالٰی سب کچھ جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ ان کے دل میں کیا ہے اور جو اس سے مغفرت طلب کرتا ہے وہ اس کی مغفرت کرسکتا ہے.

(۱۰۴) مخلص بندوں کی توبہ اور ان کی خیرات قبول ہوتی ہے | کیا ان کو معلوم نہیں کہ جو اخلاص قلب کے ساتھ اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہے اللہ تعالٰی اس کی توبہ قبول کرتے ہیں اور جو مال وہ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اللہ تعالٰے اس کو قبولیت سے نوازتے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالٰی بہت معاف کرنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں.

(۱۰۵) تمہارا عمل تمہارے اخلاص کا گواہ ہوگا | اللہ تعالٰے نے تمہیں معاف کردیا تمہاری توبہ قبول کرلی اور جو تم اللہ کے راستے میں خرچ کروگے وہ بھی قبول کیا جائے گا. مگر اے پیغمبر ان سے کہدو کہ تم اخلاص کے ساتھ عمل کرتے رہو. تمہارا طرز عمل آئندہ کیا رہتا ہے اور دین کے لئے تم قربانی دینے کے لئے تیار رہتے ہو کہ نہیں اللہ اور اس کے رسول اور مومنین یہ سب دیکھیں گے اور آخر کار معاملہ تو اسی کے سامنے پیش ہوگا جو کھلے چھپے سب چیز کا جاننے والا ہے.

ہوسکتا ہے دنیا میں کوئی اپنی چالاکی اور عیاری سے اپنے نفاق کو چھپانے میں کامیاب ہوجائے لیکن اس سے کیسے چھپا سکتا ہے جو خوب جانتا ہے کہ تم کیا کرتے رہے ہو

وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا يَتُوْبُ

وَ اٰخَرُوْنَ	مُرْجَوْنَ	لِاَمْرِ اللّٰهِ	اِمَّا	يُعَذِّبُهُمْ	وَ اِمَّا	يَتُوْبُ
اور کچھ اور	موقوف رکھے گئے	اللہ کے حکم پر	خواہ	وہ انہیں عذاب دے	اور خواہ	توبہ قبول کرے

اور کچھ اور ہیں وہ اللہ کے حکم پر موقوف رکھے گئے ہیں، خواہ وہ انہیں عذاب دے اور خواہ ان کی توبہ قبول

عَلَيْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

عَلَيْهِمْ	وَ اللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ
ان کی	اور اللہ	جاننے والا	حکمت والا

کرلے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

(۱۰۶) وَاٰخَرُوْنَ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ مُرْجَؤُوْنَ بِالْهَمْزَةِ وَتَرْكِهٖ مُؤَخَّرُوْنَ عَنِ التَّوْبَةِ لِاَمْرِ اللّٰهِ فِيْهِمْ بِمَا يَشَاءُ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ بِاَنْ يُّمِيْتَهُمْ بِلَا تَوْبَةٍ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِخَلْقِهٖ حَكِيْمٌ ○ فِيْ صُنْعِهٖ بِهِمْ وَهُمُ الثَّلٰثَةُ الْاٰتُوْنَ بَعْدُ مُرَارَةُ ابْنُ الرَّبِيْعِ وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ وَهِلَالُ ابْنُ اُمَيَّةَ تَخَلَّفُوْا كَسَلًا وَمَيْلًا اِلَى الدَّعَةِ لَا نِفَاقًا وَلَمْ يَعْتَذِرُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَغَيْرِهِمْ نُوْقِفَ اَمْرُهُمْ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَهَجَرَهُمُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَلَتْ تَوْبَتُهُمْ بَعْدُ۔

(۱۰۶) اور بعض دوسرے آدمی ہیں پیچھے رہنے والے جہاد سے کہ انکی توبہ ابھی موقوف ہے اللہ جو چاہے ان کے بارے میں حکم فرما دے یا انکو عذاب دے اس طرح کہ ان کو بدون توبہ موت دیوے کہ وہ بوجہ مخالفت امر الہٰی گرفتار عذاب الہٰی ہوں یا انکی توبہ قبول فرمائے اور اللہ اپنی مخلوق کو جاننے والا ہے جو معاملہ کرتا ہے حکمت سے کرتا ہے۔ اور یہ لوگ جن کا حال اس آیت میں مذکور ہوا وہ تین شخص ہیں جن کا ذکر آگے آویگا۔ مرارہ ابن ربیع، کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ کہ جو از راہ سستی و آرام طلبی کے جہاد سے پیچھے رہے تھے نہ بوجہ منافق ہونے کے اور ان لوگوں نے جھوٹا عذر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان نہیں کیا جیسے منافقوں نے عذر کیا۔ سو پچاس روز تک ان کا امر توقف میں رہا ان کے بارے میں

تشریح

(۱۰۶) غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانیوالوں میں سے کچھ کے بارے میں حکم الہٰی کا انتظار | جو لوگ غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ تین قسم کے لوگ تھے

۱۔ منافقین۔ جو اپنے دلی نفاق کی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہو سکے۔

۲۔ مخلص مسلمان۔ جو سستی اور تن آسانی کی وجہ سے شرکت نہ کرسکے ۔۔۔ ان مخلص مسلمانوں میں ایک وہ تھے جو نبی ؐ کی واپسی کی اطلاع پاکر حاضر ہوئے۔ صاف صاف اپنی خطا کا اقرار کیا اور خود اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ ہماری توبہ قبول نہ کرینگے ہم اسی طرح اپنے آپ کو باندھے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرلی۔

ان مخلص مسلمانوں میں دوسری قسم ان لوگوں کی تھی جنھوں نے صاف صاف نبی ؐ کے سامنے اپنی کوتاہی کا اقرار کیا کوئی عذرِ لنگ نہیں تراشا مگر پہلی قسم کے مخلص مسلمانوں کی طرح اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں بندھوایا، ان کے بارے میں کیا حکم ہے ۔۔۔؟ فی الحال ان کا معاملہ اللہ کے حکم پر ٹھہرا ہوا ہے وہ جیسا چاہیں گے فیصلہ فرمائیں گے چاہے سزا دیں چاہے ان پر پھر مہربانی فرمائیں اللہ تعالیٰ سب کے دلوں کا حال جانتے ہیں اور ان کا ہر فیصلہ حکیمانہ اور عادلانہ ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا

وَالَّذِيْنَ	اتَّخَذُوْا	مَسْجِدًا	ضِرَارًا	وَّكُفْرًا	وَّتَفْرِيْقًا	بَيْنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ	وَاِرْصَادًا
اور وہ لوگ جو	انہوں نے بنائی	مسجد	نقصان پہنچانے کو	اور کفر کیلئے	اور پھوٹ ڈالنے کو	درمیان	مومن (جمع)	اور گھات کی جگہ بنانے کیلئے

اور وہ لوگ جنہوں نے مسجد ضرار (نقصان پہنچانے کیلئے) بنائی اور کفر کرنے کیلئے اور مومنین کے درمیان پھوٹ ڈالنے کیلئے اور اسکے واسطے گھات کی جگہ بنانے

لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ

لِّمَنْ	حَارَبَ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	مِنْ	قَبْلُ	وَلَيَحْلِفُنَّ	اِنْ	اَرَدْنَآ	اِلَّا	الْحُسْنٰى
اسکے واسطے جو	اس نے جنگ کی	اللہ	اور اس کا رسول	سے	پہلے	اور البتہ قسمیں کھائینگے	نہیں	ہم نے چاہا	مگر (صرف)	بھلائی

کے لئے جس نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی اس سے پہلے۔ اور وہ البتہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے صرف بھلائی چاہی، اور

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَي

وَاللّٰهُ	يَشْهَدُ	اِنَّهُمْ	لَكٰذِبُوْنَ	لَا تَقُمْ	فِيْهِ	اَبَدًا	لَمَسْجِدٌ	اُسِّسَ	عَلَي
اور اللہ	گواہی دیتا ہے	وہ یقیناً	جھوٹے ہیں	آپ کھڑے ہونا	اسمیں	کبھی	بیشک وہ مسجد	بنیاد رکھی گئی	پر

اللہ گواہی دیتا ہے وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ آپ اس میں کبھی نہ کھڑے ہونا، بیشک وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے

التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ

التَّقْوٰى	مِنْ	اَوَّلِ	يَوْمٍ	اَحَقُّ	اَنْ	تَقُوْمَ	فِيْهِ	فِيْهِ	رِجَالٌ	يُّحِبُّوْنَ	اَنْ	يَّتَطَهَّرُوْا
تقویٰ	سے	پہلے	دن	زیادہ لائق	کہ	آپ کھڑے ہوں	اسمیں	اسمیں	ایسے لوگ	وہ چاہتے ہیں	کہ	وہ پاک رہیں

تقویٰ پر رکھی گئی ہے زیادہ لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ اسمیں ایسے لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ وہ پاک رہیں اور

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ

وَاللّٰهُ	يُحِبُّ	الْمُطَّهِّرِيْنَ	اَفَمَنْ	اَسَّسَ	بُنْيَانَهٗ	عَلٰي	تَقْوٰى	مِنَ	اللّٰهِ
اور اللہ	محبوب رکھتا ہے	پاک رہنے والے	سو کیا وہ جو	بنیاد رکھی	اپنی عمارت	پر	خوف	سے	اللہ

اللہ محبوب رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔ سو کیا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور (اس کی) خوشنودی پر

رِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ

وَرِضْوَانٍ	خَيْرٌ	اَمْ	مَّنْ	اَسَّسَ	بُنْيَانَهٗ	عَلٰي	شَفَا	جُرُفٍ	هَارٍ	فَانْهَارَ	بِهٖ	فِيْ	نَارِ
اور خوشنودی	بہتر	یا	جو	بنیاد رکھی	اپنی عمارت	پر	کنارہ	کھائی	گرنے والا	سو گر پڑی	اسکو لیکر	میں	آگ

رکھی، وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد رکھی گرنے والی کھائی (گڑھے) کے کنارہ پر، سو وہ اسکو لیکر دوزخ کی

جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

الظّٰلِمِيْنَ	الْقَوْمَ	لَا يَهْدِى	وَاللّٰهُ	جَهَنَّمَ
ظالم (جمع)	لوگ	ہدایت نہیں دیتا	اور اللہ	دوزخ

آگ میں گر پڑی۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا

۱۰۷ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا وَهُمْ
اِثْنَا عَشَرَ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ ضِرَارًا مُضَارَّةً
لِاَهْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَّكُفْرًا لِاَنَّهُمْ بَنَوْهُ بِاَمْرِ
اَبِىْ عَامِرِ الرَّاهِبِ لِيَكُوْنَ مَعْقِلًا لَهٗ يَقْدَمُ فِيْهِ
مَنْ يَاْتِىْ مِنْ عِنْدِهٖ وَكَانَ ذَهَبَ لِيَاْتِىَ بِجُنُوْدٍ مِّنْ
قَيْصَرَ لِقِتَالِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفْرِيْقًا
بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ بِقُبَاءٍ بِصَلٰوةِ
بَعْضِهِمْ فِىْ مَسْجِدِهِمْ وَاِرْصَادًا تَرَقُّبًا لِّمَنْ حَارَبَ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ اَىْ قَبْلَ بِنَائِهٖ وَ
هُوَ اَبُوْ عَامِرِ الْمَذْكُوْرُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ مَا اَرَدْنَا
بِبِنَائِهٖ اِلَّا الْفَعْلَةَ الْحُسْنٰى مِنَ الرِّفْقِ
بِالْمِسْكِيْنِ فِى الْمَطَرِ وَالْحَرِّ وَالتَّوْسِعَةِ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ فِىْ ذٰلِكَ
۱۰۸ وَكَانُوْا سَاَلُوا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّىَ
فِيْهِ فَنَزَلَ لَا تَقُمْ تُصَلِّ فِيْهِ اَبَدًا فَاَرْسَلَ
جَمَاعَةً هَدَمُوْهُ وَحَرَّقُوْهُ وَجَعَلُوْا مَكَانَهٗ كُنَاسَةً
تُلْقٰى فِيْهِ الْجِيَفُ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ بُنِيَتْ قَوَاعِدُهٗ
عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ وُّضِعَ يَوْمَ حَلَلْتَ
بِدَارِ الْهِجْرَةِ وَهُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ كَمَا فِى الْبُخَارِىِّ
اَحَقُّ مِنْهُ اَنْ اَىْ بِاَنْ تَقُوْمَ تُصَلِّىَ فِيْهِ فِيْهِ
رِجَالٌ هُمُ الْاَنْصَارُ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○ اَىْ يُثِيْبُهُمْ وَ
فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِى الْاَصْلِ فِى الطَّاءِ۔ رَوَى ابْنُ
خُزَيْمَةَ فِىْ صَحِيْحِهٖ عَنْ عُوَيْمِرِ بْنِ سَاعِدَةَ اَنَّهٗ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُمْ فِىْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ فَقَالَ

۱۰۷ اور بعض منافقین میں سے وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے مسجد بنائی۔ (یہ بارہ آدمی منافقین میں سے تھے) مسجد قبا والوں کی مخالفت میں انکو نقصان پہنچانے کے لئے اور از راہ کفر و انکار کے نہ از راہ ایمان کے کیونکہ یہ مسجد منافقوں نے ابو عامر راہب کے کہنے سے بنائی تھی تاکہ یہ مسجد اسکے لئے جائے پناہ ہو اور جو کوئی اس کے پاس آیا کرے اسی مسجد میں ٹھہرے اور یہ ابو عامر اسلئے گیا تھا کہ روم سے لشکر لا دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کیلئے۔ اور غرض انکی اس مسجد کے بنانے سے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا اور مسجد قبا کے نمازیوں کو متفرق کرنا ہے کہ ان نمازیوں میں سے کچھ آدمی انکی مسجد میں بھی نماز پڑھنے لگیں اور غرض انکی بنا مسجد سے انتظار کرنا ہے اس شخص کے آنے کا جو اس مسجد کی تعمیر سے پہلے اللہ اور اس کے پیغمبر سے مقابلہ اور لڑائی کرتا تھا۔ یعنی ابو عامر مذکور، اور البتہ وہ قسم کھاتے ہیں کہ ہماری غرض اس مسجد کے بنانے سے صرف نیک کام ہے کہ محتاج آدمی کو بارش اور گرمی میں آرام ملے اور مسلمانوں کے لئے جگہ کی فراغت ہو کر دو
۱۰۸ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ بھی نماز پڑھ لیں اس پر یہ حکم آیا۔ نہ نماز پڑھو تم اے محمدؐ اس مسجد میں کبھی پس آپ نے صحابہ کی ایک جماعت کو بھیجا کہ انہوں نے اسکو منہدم کر دیا اور اسکو جلا دیا اور اس کو کوڑی کر دی کہ وہاں مردار اور ناپاک چیزیں ڈالی جائیں۔ البتہ وہ مسجد کہ جسکی بنیاد اللہ کے خوف پر رکھی گئی ہے جب سے وہ بنائی گئی یعنی جس وقت سے کہ تم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آئے اچھی نیت سے بنائی گئی اور وہ مسجد قبا ہے جیسا کہ بخاری میں روایت ہے، وہ مسجد اسکی زیادہ مستحق ہے کہ تم اے محمدؐ اسمیں نماز پڑھو اسکے نمازی وہ لوگ ہیں جو پاکی کو پسند کرتے ہیں یہ انصار ہیں جو قبا میں رہتے تھے اور اللہ پاکی حاصل کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے یعنی ان کو ثواب عطا فرماویگا۔ ابن خزیمہ نے اپنی کتاب صحیح میں عویمر بن ساعدہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبا کے پاس انکی مسجد میں تشریف لائے پس فرمایا کہ بیشک اللہ تعالےٰ نے تمہاری مسجد کے قصہ کے بیان میں تمہاری پاکی کی بہت تعریف کی ہے سو وہ کیا پاکی ہے

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ أَحْسَنَ عَلَيْكُمُ الثَّنَاءَ فِي الطُّهُوْرِ
فِيْ قِصَّةِ مَسْجِدِكُمْ فَمَا هٰذَا الطُّهُوْرُ الَّذِيْ
تَطَهَّرُوْنَ بِهٖ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَعْلَمُ
شَيْئًا إِلَّا أَنَّهٗ كَانَ لَنَا جِيْرَانٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَكَانُوْا
يَغْسِلُوْنَ أَدْبَارَهُمْ مِنَ الْغَائِطِ فَغَسَلْنَا كَمَا غَسَلُوْا
وَفِيْ حَدِيْثٍ رَوَاهُ الْبَزَّارُ فَقَالُوْا كُنَّا نَتْبَعُ
الْحِجَارَةَ بِالْمَاءِ فَقَالَ هُوَ ذَاكَ فَعَلَيْكُمُوْهُ

(۱۰۹) أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى
مَخَافَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ رَجَاءَ رِضْوَانٍ مِّنْهُ خَيْرٌ
أَمْ مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا طَرَفِ
جُرُفٍ بِضَمِّ الرَّاءِ وَسُكُوْنِهَا جَانِبٍ هَارٍ مُشْرِفٍ
عَلَى السُّقُوْطِ فَانْهَارَ بِهٖ سَقَطَ مَعَ بَانِيْهِ فِيْ نَارِ
جَهَنَّمَ خَيْرُ تَمْثِيْلٍ لِلْبِنَاءِ عَلٰى ضِدِّ التَّقْوٰى بِمَا
يَؤُوْلُ إِلَيْهِ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيْرِ أَيِ الْأَوَّلُ خَيْرٌ
وَهُوَ مِثَالُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَالثَّانِيْ مِثَالُ مَسْجِدِ ضِرَارٍ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

جو تم کرتے ہو؟ پس ان لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بخدا ہم کو کچھ خبر نہیں مگر بیشک بات یہ ہے کہ چند یہودی ہمارے ہمسایہ تھے وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے انکو دیکھ کر ہم بھی ایسا ہی کرنے لگے اور ایک حدیث میں ہے جسکو بزاز نے روایت کیا کہ اہل قبا نے عرض کیا کہ ہم ڈھیلے سے استنجار کرتے ہیں پس آپنے فرمایا کہ وہ پاکی جس کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی یہ ہی ہے کہ ڈھیلے کے بعد پانی سے استنجار کرتے ہو سو اس کو لازم پکڑلو اور برابر کرتے رہو۔

(۱۰۹) پس آیا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف پر اور اسکی رضا جوئی پر رکھی یا وہ شخص بہتر ہے جس کی بنیاد ندی کھائی ہوئی گرنے والے کنارہ پر ہے پس وہ کنارہ گر گیا ساتھ بنانے والے اپنے کے دوزخ کی آگ میں یعنی دونوں دوزخ میں گر گئے عمارت و اس کا بنانے والا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مثال بیان فرمائی جو تقویٰ کے خلاف رکھے گئے خوف الٰہی پر اس کی بنا نہیں کہ انجام اس کا یہ ہے کہ اس کا بانی دوزخ میں جلے گا۔ اور استفہام تقریری ہے یعنی وہ بہتر ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور یہ مثال مسجد قبا کی ہے کہ اس کی بنیاد خوف الٰہی پر ہے اور دوسری مثال مسجد ضرار کی ہے کہ جو منافقین نے بنائی تھی اور اللہ نہیں راہ دکھاتا ظالموں کو

تشریح

(۱۰۷) مسجد ضرار۔ ایک فتنہ ایک سازش | غزوہ تبوک کے موقع پر ایسے بھی لوگ تھے جو پورے خلوص کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کیلئے آمادہ تھے مگر سستی اور کاہلی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔ ان کی نیتیں صحیح تھیں۔ گو ظاہر میں ان سے ایک بُرا کام ہو گیا کہ جہاد میں شرکت نہ کرسکے ان کا ظاہر بُرا تھا اور باطن اچھا تھا۔ اب ان کا بیان ہے جن کا ظاہر اچھا تھا اور باطن خراب تھا۔ بظاہر وہ مسجد کی تعمیر کرکے ایک اچھا کام کررہے تھے لیکن اس کے پیچھے ایک زبردست فتنہ اور سازش تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرماکر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کا قیام مدینہ سے باہر "بنی عمرو بن عوف" کے محلہ میں ہوا جہاں لوگوں نے ایک مسجد تعمیر کی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ہفتہ کے روز اس مسجد میں تشریف لیجاکر دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور اس کی بڑی فضیلت حدیثوں میں بیان ہوئی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرماکر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں قبیلہ خزرج کا ایک شخص تھا جس کا نام ابو عامر تھا یہ عیسائی مذہب اختیار کرکے راہب بن گیا تھا۔ اسکا شمار نصرانی علماء میں ہوتا تھا اور درویشی کی وجہ سے لوگ اسکی عزت کرتے تھے جس زمانہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ پہنچے اس وقت اس شخص کا سکہ چل رہا تھا اور لوگ بڑی تعداد میں اسکو مانتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے اسلام قبول کرنیکے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مشیخت کے راستے میں روڑا سمجھ کر آپکی مخالفت کرنی شروع کردی۔ شروع میں تو اسے یہ امید رہی کہ قریش کی طاقت کے مقابلہ پر یہ لوگ ٹِک نہ سکینگے لیکن غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کو دیکھ کر اسے اندازہ ہوا کہ یہ کوئی معمولی طاقت نہیں ہے۔ اور اس شخص ابو عامر نے مختلف قبیلوں میں جاجاکر اسلام کے خلاف لوگوں کو ابھارنا شروع کردیا۔ جنگ احد جن لوگوں کی وجہ سے برپا ہوئی انمیں ابو عامر بھی شامل تھا۔ احد کے میدان میں اس نے پوشیدہ طور پر ایسے گڑھے کھدوائے تھے جن کو اوپر سے گھاس سے ڈھکدیا گیا تھا۔ ایسے ہی ایک گڑھے میں گر کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی

ہو گئے تھے بغرض جنگ حنین تک جتنی بھی لڑائیاں ہوئیں انمیں ابو عامر اسلام کے خلاف سرگرم رہا جب وہ اس بات سے مایوس ہو گیا کہ عرب کی کوئی طاقت اسلام کو روک نہ سکے گی تو اس نے روم کا رخ کیا اور قیصر کو چڑھائی کیلئے آمادہ کیا جسکی اطلاع سنکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا لشکر لیکر تبوک کا سفر کرنا پڑا۔

ابو عامر نے مدینہ کے منافقین سے ملکر یہ سازش کی کہ مسجد کے نام پر ایک عمارت بنائی جائے جو اسلام مخالف سرگرمیوں کے لئے ایک مرکز کا کام دے یہی وہ ناپاک سازش تھی جس کے تحت مدینہ کے منافقین نے مسجد کے نام پر ایک عمارت بنانے کی تیاریاں شروع کیں۔ پہلے یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کیا کہ بارش اور جاڑے میں وہ لوگ جو مسجد قبا اور مسجد نبوی ؐ سے دُور رہتے ہیں خاص طور پر کمزور اور معذور لوگ انکے لئے مسجد میں جماعت کیلئے آنا مشکل ہوتا ہے اسلئے انکی آسانی کے لئے مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور جب یہ مسجد بن کر تیار ہوئی تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ خود ایک مرتبہ اس مسجد میں نماز پڑھ کر اس کا افتتاح فرمادیں۔ آپؐ نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اسوقت جنگ کی تیاریوں میں مشغولیت ہے واپس آکر دیکھونگا۔ اس کے بعد آپ تبوک کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپؐ کی عدم موجودگی میں یہ لوگ اس مسجد میں اپنی سازشوں میں لگے رہے اور طے کیا کہ اُدھر رومی، مسلمانوں کا قلع قمع کر دینگے اور اِدھر ہم مدینہ میں عبداللہ بن اُبی کو بادشاہ بنا کر اپنی حکومت قائم کر دیں گے۔ لیکن تبوک کے واقعہ سے ان کی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ جب آپ تبوک سے واپس تشریف لارہے تھے اسوقت اللہ تعالٰے کا یہ حکم نازل ہوا کہ یہ کچھ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کے دین کی دعوت کو نقصان پہنچانے کے لئے ایک مسجد بنائی ہے تاکہ اسمیں اللہ کی عبادت کی بجائے کفر و شرک کریں اور مومن بندوں میں پھوٹ ڈالیں۔ یہ بظاہر عبادت گاہ ہے لیکن حقیقت میں اس شخص کی کمین گاہ ہے جو اللہ اور رسول کے خلاف برسر پیکار رہ چکا ہے۔ یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر یقین دلانے کی کوشش کرینگے کہ ہمارا ارادہ بھلائی کے سوا کچھ نہیں ہے لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں۔ جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قریب ذی اوان کے مقام پر پہنچ چکے تھے آپؐ نے اسی وقت مالک بن دخشم اور معن بن عدی کو حکم دیا کہ آپؐ کے شہر میں داخل ہونے سے پہلے پہلے مسجد ضرار کو گرا کر زمین کے برابر کر دیں۔ ابو عامر کا انجام یہ ہوا کہ وہ ملک شام میں اکیلا بے بسی کی موت مر گیا۔

(۱۰۸) <u>عبادت کے لئے وہ مسجد موزوں اور مناسب ہے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر ہے</u> اللہ کی عبادت اس لئے کیجاتی ہے کہ انسان کے عمل میں پاکیزگی پیدا ہو اس کا ظاہر و باطن پاک و صاف ہو۔ جس عبادت گاہ کی بنیاد ہی شرارت، کفر و نفاق اللہ اور رسول کی مخالفت پر ہو وہ جگہ کب اس لائق ہے کہ وہاں اللہ کی عبادت کی جائے اسلئے آپ اس عمارۃ میں ہرگز عبادت کے لئے کھڑے نہ ہوں۔ عبادت کے لئے وہ مسجد ہی موزوں اور مناسب ہے جس کی بنیاد تقوٰی پرہیزگاری اور خدا ترسی پر رکھی گئی ہے۔ وہاں وہ لوگ ہیں جو ظاہری اور باطنی پاکی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالٰے کو پاکیزگی اختیار کرنے والے لوگ ہی پسند ہیں۔ اہل قبا استنجے کے لئے مٹی کا ڈھیلا اور پانی دونوں چیزیں استعمال کرتے تھے ان کی اس طبعی نظافت کی اللہ تعالٰے نے تعریف کی۔

(۱۰۹) <u>کھوکھلی زمین پر زندگی کی عمارت کھڑی کرنے کی بجائے مضبوط بنیادوں پر زندگی کی تعمیر ہونی چاہیئے</u> ہم سب جانتے ہیں کہ دنیا کی زندگی ہمیشہ باقی رہنے والی نہیں ہے فنا ہونے والی اور ایک دن ختم ہوجانے والی ہے۔ اگر ہمارے عمل کی بنیاد دنیا طلبی پر ہو تو یہ زندگی کو کھوکھلی بنیادوں پر تعمیر کرنا ہے جو ایک دن ساری کی ساری نیچے آپڑے گی۔ آخرت طلبی تقوٰی اور پرہیزگاری وہ مضبوط بنیاد ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ اگر ہمارے عمل کی بنیاد آخرت طلبی پر ہو تو وہ ایسی تعمیر ہے جس کے نیچے ٹھوس بنیاد موجود ہے۔ اب دونوں حالتوں کا موازنہ کر کے فیصلہ کرو کہ کیا وہ انسان بہتر ہے جس نے اپنے عمل کی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضا طلبی پر رکھی ہو؟ یا وہ جس نے اپنی عمارت کھوکھلی زمین پر اٹھائی ہو اور وہ اسے لیکر سیدھے جہنم کی آگ میں جاگرے ان دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر اپنے عمل کے بارے میں خود فیصلہ کرو۔ جو لوگ خود اپنے اوپر زیادتی کرتے ہیں اللہ تعالٰی بھی ان کو سیدھا راستہ نہیں دکھاتے۔ سیدھے راستے کی توفیق اسی کو ہوتی ہے جو خود بھی راہ راست کی طلب رکھتا ہو۔

لَا یَزَالُ بُنْیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ

لَا یَزَالُ	بُنْیَانُهُمُ	الَّذِیْ	بَنَوْا	رِیْبَةً	فِیْ	قُلُوْبِهِمْ	اِلَّآ	اَنْ	تَقَطَّعَ
ہمیشہ رہیگی	ان کی عمارت	جو کہ	بنیاد رکھی	شک کی	میں	ان کے دل	مگر	یہ کہ	ٹکڑے ہوجائیں

وہ عمارت جس کی انہوں نے بنیاد رکھی ہے ہمیشہ شک ڈالتی رہے گی ان کے دلوں میں مگر یہ کہ انکے دل ٹکڑے

ع ۳ / ۱۱ / ۲

قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

قُلُوْبُهُمْ	وَاللّٰهُ	عَلِیْمٌ	حَکِیْمٌ	اِنَّ	اللّٰهَ	اشْتَرٰی	مِنَ	الْمُؤْمِنِیْنَ
ان کے دل	اور اللہ	جاننے والا	حکمت والا	بیشک	اللہ	خرید لئے	سے	مومن (جمع)

ٹکڑے ہوجائیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ بیشک اللہ نے خرید لیں مومنوں سے ان کی

اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ

اَنْفُسَهُمْ	وَاَمْوَالَهُمْ	بِاَنَّ	لَهُمُ	الْجَنَّةَ	یُقَاتِلُوْنَ	فِیْ	سَبِیْلِ
ان کی جانیں	اور ان کے مال	اسکے بدلہ	انکے لئے	جنت	وہ لڑتے ہیں	میں	راستہ

جانیں اور ان کے مال، اس کے بدلے کہ ان کے لئے جنت ہے۔ وہ لڑتے ہیں اللہ کی

اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ قف وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ

اللّٰهِ	فَیَقْتُلُوْنَ	وَیُقْتَلُوْنَ	وَعْدًا	عَلَیْهِ	حَقًّا	فِی	التَّوْرٰىةِ
اللہ	سو وہ مارتے ہیں	اور مارے جاتے ہیں	وعدہ	اس پر	سچا	میں	توریت

راہ میں سو وہ مارتے ہیں اور مارے (بھی) جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ ہے، توریت میں اور

الْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

وَالْاِنْجِیْلِ	وَالْقُرْاٰنِ	وَمَنْ	اَوْفٰی	بِعَهْدِهٖ	مِنَ	اللّٰهِ	فَاسْتَبْشِرُوْا
اور انجیل	اور قرآن	اور کون	زیادہ پورا کرنیوالا	اپنا وعدہ	سے	اللہ	پس خوشیاں مناؤ

انجیل میں اور قرآن میں۔ اور اللہ سے زیادہ کون اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے؟ پس اپنے اس سودے

بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِکَ هُوَ

بِبَیْعِکُمُ	الَّذِیْ	بَایَعْتُمْ	بِهٖ	وَ	ذٰلِکَ	هُوَ
اپنے سودے پر	جو کہ	تم نے سودا کیا	اس سے	اور	یہ	وہ

پر خوشیاں مناؤ جو تم نے اس سے سودا کیا ہے۔ اور یہ

الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (۱۱۱)

الْفَوْزُ	الْعَظِیْمُ
کامیابی	عظیم

عظیم کامیابی ہے

(۱۱۰) لَا یَزَالُ بُنْیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً شَکًّا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ تَنْفَصِلَ قُلُوْبُهُمْ بِاَنْ یَّمُوْتُوْا وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِخَلْقِهٖ حَکِیْمٌ ○ فِیْ صُنْعِهٖ بِهِمْ۔

(۱۱۰) ان کی عمارت جس کی انہوں نے بنیاد رکھی ہمیشہ انکے دلوں کے اندر شک وشبہ بڑھاتی رہےگی مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں یعنی وہ مرجاویں اور اللہ اپنی خلقت کو جاننے والا ہے جوکچھ اپنی خلقت کیساتھ کرتا ہے مصلحت سے کرتا ہے۔

(۱۱۱) اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ یَّبْذُلُوْهَا فِیْ طَاعَتِهٖ کَالْجِهَادِ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ جُمْلَةٌ اِسْتِئْنَافٌ بَیَانٌ لِلشِّرَاءِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِتَقْدِیْمِ الْمَبْنِیِّ لِلْمَفْعُوْلِ اَیْ فَیُقْتَلُ بَعْضُهُمْ وَیُقَاتِلُ الْبَاقِیْ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا مَصْدَرَانِ مَنْصُوْبَانِ بِفِعْلِهِمَا الْمَحْذُوْفِ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ اَیْ لَا اَحَدٌ اَوْفٰی مِنْهُ فَاسْتَبْشِرُوْا فِیْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَیْبَةِ بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِکَ الْبَیْعُ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ اَلنَّیْلُ غَایَةُ الْمَطْلُوْبِ

(۱۱۱) اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ بِاَمْوَالِهِمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ الخ بیشک اللہ نے خرید لیا ایمان والوں سے انکی جانوں اور مالوں کو بعوض اس کے کہ ان کے لئے جنت ہے یعنی مسلمان اپنی جان ومال کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں اسکے عوض انکو اللہ نے جنت دی وہ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پس مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں یُقَاتِلُوْنَ الخ جملہ مستانفہ ہے بیان ہے اس خریدنے کا جو اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی میں مذکور ہے اور ایک قرأۃ میں فَیُقْتَلُوْنَ وَیَقْتُلُوْنَ یعنی مجہول کا مقدم ہے اس صورت میں معنیٰ یہ ہیں کہ بعض مومنین اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اور جو باقی رہے وہ کافروں کو مارتے ہیں اللہ نے سچا وعدہ کیا ہے توریت میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ کوئی پورا کرنے والا وعدہ کا نہیں سوائے ایمان والو خوش ہوجاؤ اس اپنے معاملہ سے جو تم نے اللہ سے کیا کہ اپنی جانوں اور مالوں کو بعوض جنت کے فروخت کردیا یہ ہی ہے بڑی نجات کہ اس سے مقصود حاصل ہوا۔

تشریح

(۱۱۰) مکرودغا کے بنائے ہوئے جال سے یہ منافق کبھی نکل نہ سکیں گے | حق کی مخالفت کرنے والے ایک قسم کے لوگ تو وہ ہوتے ہیں جن پر حق واضح نہیں ہوسکا اور وہ کھلم کھلا مخالفت کی راہ پر چل رہے ہیں ایسے لوگوں کے اندر راست بازی، اخلاص اور اخلاقی جرأت کا جوہر اپنی جگہ موجود رہتا ہے اور جب وہ باطل سے حق کی طرف آتے ہیں تو وہی جوہر جو باطل کے کام آتا تھا اب حق کے لئے کام آتا ہے اس بات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح تعبیر فرمایا ہے کہ: خِیَارُکُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ تم میں سے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں اپنے اوصاف میں ممتاز تھے وہ اسلام کے زمانے میں بھی ممتاز رہیںگے۔
دوسری قسم کے منکرینِ حق وہ ہیں جن پر حق واضح ہوچکا ہے۔ وہ سمجھ چکے ہیں کہ حق یہی ہے لیکن بزدل، جھوٹے، مکار اور

منافق لوگ ہیں اور اپنے مکروِ دغا کو چھپانے کے لئے خدا پرستی کا پرفریب لبادہ اوڑھ کر دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں ان کی سیرت کو نفاق کی دیمک لگ چکی ہے ان کے دل ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایمان کی صلاحیت سے محروم ہو چکے ہیں اب ان کے راہ حق پر واپس آنے کی کوئی امید باقی نہیں ہے چاہے ان کے دلوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ ہر چیز سے باخبر ہیں انھیں معلوم ہے کہ ان کے دل ایمانی صلاحیت کھو چکے ہیں۔ وہ حکیم و دانا ہیں ان کا ہر فیصلہ حکمت و دانائی کے ساتھ ہوتا ہے، سزا بھی ملے گی تو عدل و انصاف کے مطابق۔

(۱۱۱) ایمان، اللہ اور بندے کے درمیان ایک معاہدہ ہے | یہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے۔ وہی اس کے خالق ہیں اور بلا شرکتِ غیرے اس کے مالک بھی ہیں۔ اس کائنات میں ایک چھوٹا سا حصہ ہے جس کو زمین کہتے ہیں اس زمین پر ہم اللہ تعالیٰ کی پیدائشی رعیت (BORN SUBJECT) ہیں۔ ہماری حیثیت یہ ہے کہ ہم اسی خالق کی مخلوق ہیں اسی پروردگار کے پروردہ ہیں اس کے جلائے جی رہے ہیں۔ نہ ہمیں اپنی زندگی پر کوئی اختیار ہے اور نہ اپنی موت پر۔ ہمارے خالق و مالک نے ہمیں ایک محدود دائرے میں کچھ اختیارات عطا کئے ہیں۔ یہ محدود اختیارات بھی تفویض کردہ اور عطا کردہ (DELEGATED) ہیں۔ وہ اختیار اور آزادی یہ ہے کہ ہم چاہیں تو اپنے مالک کی فرماں برداری کریں جو پیدائشی رعیت ہونے کی وجہ سے ہمیں کرنی چاہئے اور چاہیں تو اس محدود دائرے میں خود مختاری اور بغاوت کا رویہ اختیار کریں جو اپنی فطرت اور حقیقت کے اعتبار سے ہمیں کرنا نہیں چاہئے۔

آزادی عمل کے دائرے میں اطاعت کا رویہ اختیار کرنے کا نام ایمان ہے گویا ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم اپنے ارادے اور مرضی سے اپنی زندگی کے اختیاری دائرے میں اپنے پروردگار کے اقتدارِ اعلیٰ (SOVEREIGNTY) کو تسلیم کرتے ہیں۔

اس ایمان کے ذریعے ہمارے اور ہمارے رب کے درمیان ایک معاہدہ قرار پاگیا ہے کہ ہم جان و مال نے ذہن و فکر کی تمام قوتوں سے اپنے مالک حقیقی کے فرماں بردار اور وفادار رہیں گے اس کیلئے ہر طرح کی قربانی دینگے۔ جان مانگیں گے تو جان دینگے مال مانگیں گے تو مال دینگے۔ اس اطاعت شعاری کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ بہترین نعمتوں سے سرفراز کئے جائیں گے۔ یہ وعدہ اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید میں بھی ہے اور اس سے پہلے جو کتاب حضرت موسیٰ ؑ پر نازل کی گئی اس میں بھی یہ وعدہ ہے۔ جیسا کہ تورات میں ہے کہ :۔

"سن اے اسرائیل! خداوند ہمارا ایک ہی خداوند ہے تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت کر۔" (استثناء ۶: ۴، ۵)

توراۃ ہی میں دوسری جگہ ارشاد ہے کہ :۔

"کیا وہ تمہارا باپ نہیں جس نے تم کو خریدا ہے؟ اسی نے تم کو بنایا اور قیام بخشا۔" (استثناء ۳۲-۶)

اسی طرح حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا قول موجودہ انجیل میں ملتا ہے کہ :۔

"مبارک ہے وہ جو راست بازی کے سبب ستائے گئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہیں کی ہے۔" (متی ۵: ۱۰)

دوسری جگہ فرمایا کہ :۔

"جس نے گھروں یا بھائیوں یا بہنوں یا ماں باپ کو یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اس کو سو گنا ملیگا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا۔" (متی ۱۹ : ۲۹)

اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر اپنے وعدے کو پورا کرنے والا اور کون ہوگا پس اس سودے اور معاہدے پر خوشیاں مناؤ اور اپنی قسمت پر ناز کرو کہ خود رب العزت ہمارا خریدار ہے اور یہ سب سے بڑھ کر کامیابی ہے۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ

الرّٰكِعُوْنَ	السَّآئِحُوْنَ	الْحٰمِدُوْنَ	الْعٰبِدُوْنَ	اَلتَّآئِبُوْنَ
رکوع کرنے والے	سفر کرنے والے	حمد وثنا کرنے والے	عبادت کرنیوالے	توبہ کرنے والے

توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے حمد وثنا کرنے والے (راہِ خدا میں) سفر کرنیوالے، رکوع کرنیوالے

السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ

عَنِ	وَالنَّاهُوْنَ	بِالْمَعْرُوْفِ	الْاٰمِرُوْنَ	السّٰجِدُوْنَ
سے	اور روکنے والے	نیکی	حکم دینے والے	سجدہ کرنے والے

سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، اور برائی سے روکنے والے

الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

	الْمُؤْمِنِيْنَ	وَبَشِّرِ	لِحُدُوْدِ اللّٰهِ	وَالْحٰفِظُوْنَ	الْمُنْكَرِ
	مومن (جمع)	اور خوشخبری دو	اللہ کی حدود	اور حفاظت کرنے والے	برائی

اور اللہ کی (قائم کردہ) حدود کی حفاظت کرنے والے اور مؤمنوں کو خوشخبری دو۔

﴿۱۱۲﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ رَفْعٌ عَلَى الْمَدْحِ
بِتَقْدِيْرِ مُبْتَدَأٍ مِنَ الشِّرْكِ
وَالنِّفَاقِ الْعٰبِدُوْنَ الْمُخْلِصُوْنَ
الْعِبَادَةَ لِلّٰهِ الْحٰمِدُوْنَ
لَهٗ عَلٰى كُلِّ حَالٍ السَّآئِحُوْنَ
الصَّآئِمُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ
السّٰجِدُوْنَ اَيِ الْمُصَلُّوْنَ
الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ
الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ
لِاَحْكَامِهٖ بِالْعَمَلِ بِهَا
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ بِالْجَنَّةِ

﴿۱۱۲﴾ یہی لوگ ہیں توبہ کرنے والے شرک سے اور نفاق سے خالص اللہ کی عبادت کرنے والے اللہ کی حمد وثنا کرنے والے، ہر حال میں روزہ رکھنے والے۔
رکوع سجدہ کرنے والے۔
یعنی نمازی۔
حکم کرنے والے لوگوں کو اچھے کام کا،
اور منع کرنے والے بُرے کاموں سے،
اور حفاظت کرنے والے اللہ کے حکموں کی، یعنی ان پر عمل کرنیوالے۔
اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنادو۔

تشریح

(۱۱۲) مومن کی صفات: اللہ کے یہ بندے جنھوں نے اطاعت اور وفاداری کا عہد کیا ہے اور ایک طرح سے اپنے جان و مال اللہ کے ہاتھوں فروخت کر دئے ہیں ان کی پسندیدہ اور قابل قدر صفات یہ ہیں۔

○ اَلتَّآئِبُوْنَ اللہ کے سامنے ہمہ وقت توبہ کرتے رہتے ہیں کہ ان سے کوئی خطا سرزد نہ ہو جائے۔ کوئی لغزش ہوتی ہے تو فوراً وفاداری کی راہ پر پلٹ آتے ہیں۔ کوئی غفلت ہوتی ہے تو فوراً چونک جاتے ہیں اور وفاداری کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ نہ اپنی خطا پر جمتے ہیں اور نہ اپنی بھول پر قائم رہتے ہیں ذرا سا پھسلے تو فوراً سنبھل جاتے ہیں۔

○ اَلْعٰبِدُوْنَ اللہ کی بندگی بجا لانے والے اس کی عبادت کے لئے ہمہ وقت حاضر اس کی عبادت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنے والے آداب بندگی کو پورا کرنے والے، دین و دنیا کے ہر کام کو اس طرح انجام دینے والے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق ہو اس کے بتائے ہوئے طریقے پر ہو اور اسی کی رضا کے لئے ہو تاکہ پوری زندگی بندگی کے سانچے میں ڈھل جائے۔

○ اَلْحٰمِدُوْنَ۔ اس کی تعریف کے گن گانے والے، ہر خوبی اور کمال اللہ کی عطا کردہ ہے اسلئے اسی کو اس تعریف کا مستحق سمجھنے والے۔

○ اَلسَّآئِحُوْنَ۔ ہر ہستی سے بے تعلق ہو کر اسی کے لئے حرکت کرنے والے، چاہے وہ جہاد ہو، ہجرت ہو، دعوتِ دین کیلئے سرگرمی ہو، مخلوق کی اصلاح کا کام ہو، علم کی طلب اور آثار الٰہی کا مشاہدہ کرنا ہو۔ غرض یہ کہ حقیقی مومن ایمان کا دعویٰ کر کے چین سے نہیں بیٹھتا بلکہ اس کا بول بالا کرنے کے لئے دوڑ دھوپ اور سعی و جہد کرتا رہتا ہے۔

○ اَلرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ۔ اُسی کے آگے رکوع اور سجدے کرنے والے۔ نہ وہ غیر اللہ کے آگے جھکتے ہیں نہ اللہ کے سوا کسی کے لئے رسوم عبادت ادا کرتے ہیں ان کی نذر و نیاز صرف اللہ کے لئے ہے ان کا سر نیاز صرف اُسی کے آگے جھکتا ہے۔

○ اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ نیکی کا حکم دینے والے بدی سے روکنے والے وہ خود بھی نیکی پر چلتے ہیں اور بدی سے رُکتے ہیں اور دوسروں کو بھی نیکی پر چلنے کی اور برائی سے رکنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے دائرۂ اختیار کے مطابق سوال کیا جائے گا۔ حاکم کا کام ہے کہ وہ اللہ کے قانون کو لوگوں پر جاری اور نافذ کرے۔ علماء کا کام ہے کہ وہ زبان سے دین کی افہام و تفہیم کریں اور عوام کا کام ہے کہ وہ دل سے ان باتوں کو قبول کریں۔ غرض یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنے اپنے درجے اور دائرے کے مطابق ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔

○ اَلْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ یعنی نیکی اور بدی کی جو حدیں اللہ نے مقرر فرما دی ہیں ان سے تجاوز نہ کریں۔ انفرادی اور اجتماعی عمل کو ان ہی حدود میں محدود رکھیں نہ تو من مانی کارروائیاں کریں اور نہ خود ساختہ قوانین کو اپنی زندگی کا ضابطہ بنائیں۔ غرض یہ کہ وہ صاحب ایمان اللہ کی حدود کی نگہبانی کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ یہ حدیں ٹوٹنے نہ پائیں۔

اے نبی ایسے مومنین کو ہماری طرف سے بشارت دیدو کہ دنیا اور آخرت کی فلاح ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے

مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ

مَا كَانَ	لِلنَّبِيِّ	وَ	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اَنْ	يَّسْتَغْفِرُوْا	لِلْمُشْرِكِيْنَ	وَلَوْ	كَانُوْٓا	اُولِيْ
نہیں ہے	نبی کیلئے	اور	جو لوگ ایمان لائے (مومن)	کہ	وہ بخشش چاہیں	مشرکوں کے لئے	خواہ	وہ ہوں	والے

نبیؐ کے لئے اور مومنوں کے لئے (شایاں) نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش چاہیں، خواہ وہ ان کے قرابدار

قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾

قُرْبٰى	مِنْۢ بَعْدِ	مَا تَبَيَّنَ	لَهُمْ	اَنَّهُمْ	اَصْحٰبُ + الْجَحِيْمِ
قرابت (قرابدار)	اسکے بعد	جب ظاہر ہوگیا	ان پر	کہ وہ	دوزخ والے

ہوں، اس کے بعد جبکہ ان پر ظاہر ہوگیا کہ وہ دوزخ والے ہیں۔

(۱۱۳) وَنَزَلَ فِیْ اِسْتِغْفَارِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَمِّہٖ اَبِیْ طَالِبٍ وَاِسْتِغْفَارُ بَعْضِ الصَّحَابَۃِ لِاَبَوَیْہِ الْمُشْرِکِیْنَ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی ذَوِیْ قَرَابَۃٍ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمْ اَنَّہُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ○ اَلنَّارُ بِاَنْ مَاتُوْا عَلَی الْکُفْرِ

(۱۱۳) اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کی بخشش اللہ تعالیٰ سے چاہی اور نیز بعض صحابہ نے اپنے ماں باپ مشرکوں کے لئے بخشش چاہی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا الخ پیغمبر اور مسلمانوں کو یہ زیبا نہیں کہ مشرکوں کے لئے بخشش چاہیں اگرچہ وہ مشرکین انکے رشتہ دار قریب ہوں بعد اس کے کہ انکو ظاہر ہو چکا کہ یہ مشرکین دوزخی ہیں کفر پر پڑے ہیں۔

تشریح

(۱۱۳) انسانی ہمدردی اپنی جگہ لیکن اللہ سے بے لاگ وفاداری مطلوب ہے جہاں تک انسانوں سے ہمدردی کا تعلق ہے اسلام نے تعلیم دی ہے کہ تمام انسان اللہ کے بندے ہیں اور انسان ہونے کی حیثیت سے سب برابر ہیں ان سے دنیاوی تعلقات رکھنا منع نہیں ہے۔ مصیبت زدہ انسان کی مدد کرنا انسانیت کا تقاضہ ہے کوئی حاجت مند ہے تو اس کو سہارا دینا، یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنا اسلامی اخلاق ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی، رحمت و شفقت کا برتاؤ اسمیں مسلم غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں ہے لیکن اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ ہمارا تعلق بے لاگ وفاداری کا ہو جو اللہ کا دشمن ہے وہ ہمارا دشمن ہے جو اللہ کا دوست ہے وہ ہمارا دوست ہے۔ کسی گناہگار اور فاسق کے لئے معافی کی درخواست کرنا درست ہو سکتا ہے لیکن جو شخص اللہ کا باغی ہے اسکے ساتھ ہماری ہمدردی کا مطلب یہ ہے کہ خود ہماری وفاداری بھی مشتبہ ہے۔ اللہ کے ساتھ ہماری وفاداری کا احساس اتنا تیز ہونا چاہئے کہ ہم اللہ کے باغی کے لئے مغفرت کی دعا کرنا چاہے وہ اپنا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو انتہائی نازیبا محسوس کریں۔ اسلئے ارشاد ہوا کہ نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں یہ بات زیبا نہیں دیتی کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے جیسے گھناؤنے جرم پر اُن کے لئے بخشش کے طلب گار ہوں۔

جبکہ یہ بات ان پر واضح ہو چکی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو ساجھی اور شریک کرنا ناقابل معافی جرم ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔ چاہے یہ لوگ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لئے کہ اللہ کا رشتہ تمام رشتوں سے اوپر ہے۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ

وَمَا كَانَ	اسْتِغْفَارُ	اِبْرٰهِيْمَ	لِاَبِيْهِ	اِلَّا	عَنْ مَّوْعِدَةٍ	وَّعَدَهَآ	اِيَّاهُ
اور نہ تھا	بخشش چاہنا	ابراہیم ؑ	اپنے باپ کیلئے	مگر	ایک وعدہ کے سبب	جو اس نے وعدہ کیا	اس سے

اور ابراہیم ؑ کا اپنے باپ کے لئے بخشش چاہنا نہ تھا مگر ایک وعدہ کے سبب جو وہ اس سے کر چکے تھے

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

فَلَمَّا	تَبَيَّنَ	لَهٗ	اَنَّهٗ	عَدُوٌّ لِّلّٰهِ	تَبَرَّاَ	مِنْهُ	اِنَّ	اِبْرٰهِيْمَ	لَاَوَّاهٌ	حَلِيْمٌ
پھر جب	ظاہر ہوگیا	اس پر	کہ وہ	اللہ کا دشمن	وہ بیزار ہوگیا	اس سے	بیشک	ابراہیم ؑ	نرم دل	بُردبار

پھر جب ان پر ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہوگئے بیشک ابراہیم ؑ نرم دل بُردبار تھے

﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ بِقَوْلِهٖ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ رِجَاءَ اَنْ يُّسْلِمَ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ بِمَوْتِهٖ عَلَى الْكُفْرِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۚ وَتَرَكَ الْاِسْتِغْفَارَ لَهٗ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ كَثِيْرُ التَّضَرُّعِ وَالدُّعَاءِ حَلِيْمٌ ○ صَبُوْرٌ عَلَى الْاَذٰى

﴿۱۱۴﴾ اور بخشش چاہنا ابراہیم کا اپنے باپ کافر کے لئے صرف بوجہ ایک وعدہ کے تھا جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا اس طمع میں کہ وہ مسلمان ہو جائے چنانچہ وعدہ ابراہیم کا اس آیت میں مذکور ہے سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ یعنی عنقریب تیرے لئے اپنے رب سے بخشش چاہونگا۔ پھر جب اس پر ظاہر ہوگیا یہ امر کہ میرا باپ اللہ کا دشمن ہے بسبب کفر پر مرنے کے تو اس سے بیزار ہوگیا اور استغفار چھوڑ دیا بیشک ابراہیم بہت عاجزی کرنے والا اور دعا مانگنے والا ہے بہت صبر کرنیوالا ہے تکلیفوں پر۔

تشریح

﴿۱۱۴﴾ حضرت ابراہیم ؑ کی اپنے والد کے لئے مغفرت کی [illegible] اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں حضرت ابراہیم ؑ کی صفت بیان کرتے ہوئے ان کو اَوَّاهٌ اور حَلِيْمٌ فرمایا ہے ــــ [illegible]وّاهٌ کا مطلب ہے بہت ڈرنے والا، آہ وزاری کرنے والا اور حَلِيْمٌ کا مطلب ہے انتہائی بُردبار جو غصے اور دشمنی موافقت اور مخالفت ہر حال میں اعتدال پر قائم رہے اور حد سے آگے نہ بڑھے ــــ حضرت ابراہیم ؑ کو اپنے والد کی وفات تک یہ امید رہی کہ شاید اللہ ان کو توفیق دے کہ وہ شرک کی حالت سے نکل کر اسلام کی آغوش میں آجائیں اور اسلام قبول کرنا ان کی پچھلی تمام خطاؤں کی معافی کا سبب بن جائے اور انہوں نے اپنے والد سے [illegible] تھا کہ میں آپ کے لئے اپنے رب سے معافی کی دُعا کرونگا جیسا کہ سورۂ مریم میں ہے سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا (آیت نمبر ۴۷) اپنے والد سے تعلقات منقطع کرتے ہوئے گھر سے نکلتے وقت کہا تھا کہ ابا جان! آپ کو سلام ہے میں آپ کے لئے اپنے رب سے دعا کرونگا کہ وہ آپ کو معاف کردے وہ میرے اوپر بہت مہربان ہے۔ دوسری جگہ سورۂ ممتحنہ میں ہے لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ (آیت نمبر ۴) میں آپ کے لئے معافی کا طلبگار رہوں گا اگرچہ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ آپ کو اللہ کی پکڑ سے بچا سکوں۔ جب تک حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ واضح نہیں ہوگیا کہ ان کے والد کا انتقال شرک کی حالت پر ہوا ہے تو وہ اپنے والد کی بدسلوکی کے باوجود اپنی نرم دلی اور شفقت کی وجہ سے دعا کرتے رہے کہ ان کے والد کو ہدایت کی توفیق نصیب ہو جائے جو اُن کے لئے مغفرت وبخشش کا سبب بن جائے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ

وَمَا كَانَ	اللّٰهُ	لِيُضِلَّ	قَوْمًا	بَعْدَ	اِذْ هَدٰىهُمْ	حَتّٰى	يُبَيِّنَ	لَهُمْ
اور نہیں ہے	اللہ	کہ وہ گمراہ کرے	کوئی قوم	بعد	جب انہیں ہدایت دیدی	جب تک	واضح کردے	ان پر

اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کسی کو اس کے بعد گمراہ کرے جب کہ انہیں ہدایت دیدی جب تک ان پر واضح نہ کردے

مَا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

مَا	يَتَّقُوْنَ	اِنَّ	اللّٰهَ	بِكُلِّ	شَيْءٍ	عَلِيْمٌ	
جس	وہ پرہیز کریں	بیشک	اللہ	ہر	شے	جاننے والا	

جس سے وہ پرہیز کریں بیشک اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

﴿۱۱۵﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ لِلْاِسْلَامِ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ ۚ مِنَ الْعَمَلِ فَلَا يَتَّقُوْهُ فَيَسْتَحِقُّوا الْاِضْلَالَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَمِنْهُ مُسْتَحِقُّ الْاِضْلَالِ وَالْهِدَايَةِ۔

﴿۱۱۵﴾ اور اللہ کسی قوم کو اسلام کے بعد گمراہ نہیں کرتا یہانتک کہ انکے اوپر ظاہر کر دیتا ہے کہ فلاں کام سے بچنا چاہیئے پھر جب اس سے نہیں بچتے تو مستحق گمراہی کے ہوجاتے ہیں بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے جو لائق گمراہ کرنے کے ہے اور جو لائق راہ دکھلانے کے ہے اسکو خوب جانتا ہے۔

تشریح

﴿۱۱۵﴾ **ہدایت و گمراہی کا الٰہی اصول** اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں اور اپنی کتابوں کے ذریعہ انسان کے سامنے ہدایت کا راستہ رکھ دیتا ہے۔ اور اس نے انسان کی فطرت بھی ایسی بنائی ہے جو ہدایت کو قبول کرتی ہے۔ اب اگر انسان ہدایت پر چلنے کا ارادہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت کی توفیق دیدیتے ہیں اور اگر انسان ہدایت پر چلنے کے لئے آمادہ نہ ہو اور اس کے خلاف چلنے پر اصرار کرے تو اللہ تعالے اس کو زبردستی ہدایت کے راستے پر نہیں ڈالتے۔ کیونکہ اللہ کی حکمت اور مصلحت یہی ہے کہ انسان اپنی آزاد مرضی سے اپنا راستہ چنے اسلئے ارشاد ہوا کہ اللہ تعالےٰ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ہدایت کا راستہ سامنے رکھ دینے کے بعد لوگوں کو گمراہی میں مبتلا کرے جب تک انھیں صاف صاف نہ بتادے کہ انہیں کن اعمال اور کن طریقوں سے بچنا چاہیئے جب وہ خود ہی مبتلا ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ڈھیل ڈال دیتے ہیں کہ جو کرنا ہے کرو۔ بیشک اللہ تعالےٰ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھتے ہیں۔ انسان کے ارادہ کو بھی جانتے ہیں اور اس کے دل کا حال بھی انہیں معلوم ہے۔ اتمام حجت اور اظہار حق سے پہلے اللہ تعالےٰ خود کسی کو گمراہ نہیں کرتے جب تک انسان ہی گمراہی کے راستے پر قدم نہیں رکھ دیتا۔

إِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَ

إِنَّ	اللّٰهَ	لَهٗ	مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	يُحْيٖ	وَيُمِيْتُ	وَ
بیشک	اللہ	اسکے لئے	بادشاہت	آسمانوں	اور زمین	وہ زندگی دیتا ہے	اور وہ مارتا ہے	اور

بیشک اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں اور زمین کی ، وہ زندگی دیتا ہے اور (وہی) مارتا ہے اور

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ

مَا لَكُمْ	مِّنْ	دُوْنِ	اللّٰهِ	مِنْ	وَّلِيٍّ	وَّلَا نَصِيْرٍ	لَقَدْ تَّابَ
تمہارے لئے نہیں	کوئی	سوا	اللہ	سے	کوئی حمایتی	اور نہ مددگار	البتہ توجہ فرمائی

تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار ۔ البتہ توجہ فرمائی

اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

اللّٰهُ	عَلَى	النَّبِيِّ	وَالْمُهٰجِرِيْنَ	وَالْاَنْصَارِ	الَّذِيْنَ	اتَّبَعُوْهُ
اللہ	پر	نبی	اور مہاجرین	اور انصار	وہ جنہوں نے	اس کی پیروی کی

اللہ نے نبی ؐ پر ، اور مہاجرین وانصار پر ، جنہوں نے تنگی کی گھڑی میں

فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ

فِيْ	سَاعَةِ	الْعُسْرَةِ	مِنْۢ بَعْدِ	مَا كَادَ	يَزِيْغُ	قُلُوْبُ	فَرِيْقٍ	مِّنْهُمْ
میں	گھڑی	تنگی	اس کے بعد	جب قریب تھا	پھر جائیں	دل (جمع)	ایک فریق	ان سے

اس کی پیروی کی اس کے بعد جب کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک فریق کے دل پھر جائیں.

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

ثُمَّ	تَابَ	عَلَيْهِمْ	اِنَّهٗ	بِهِمْ	رَءُوْفٌ	رَّحِيْمٌ	
پھر	وہ متوجہ ہوا	ان پر	بیشک وہ	ان پر	مہربان	نہایت رحم کرنے والا	

پھر وہ ان پر متوجہ ہوا بیشک وہ ان پر مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

(۱۱۶) إِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَيْ غَيْرِهٖ

(۱۱۶) بیشک اللہ کے لئے بادشاہت آسمانوں اور زمینوں کی وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے اور اے لوگو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی دوست نہیں جو اس کے عذاب سے بچاوے.

مِنْ وَّلِیٍّ یَحْفَظُکُمْ مِنْهُ وَلَا
نَصِیْرٍ ○ یَمْنَعُ عَنْکُمْ ضَرَرَهٗ
(۱۱۷) لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ اَیْ اَدَامَ تَوْبَتَهٗ
عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ
الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ
اَیْ وَقْتِهَا وَهِیَ حَالُهُمْ فِیْ غَزْوَةِ
تَبُوْكَ کَانَ الرَّجُلَانِ یَقْتَسِمَانِ تَمْرَةً
وَالْعَشَرَةُ یَعْتَقِبُوْنَ الْبَعِیْرَ الْوَاحِدَ
وَاشْتَدَّ الْحَرُّ حَتّٰی شَرِبُوا الْفَرْثَ مِنْ
بَعْدِ مَا کَادَ یَزِیْغُ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ تَمِیْلُ
قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ عَنْ
اِتِّبَاعِهٖ اِلَی التَّخَلُّفِ لِمَا هُمْ
فِیْهِ مِنَ الشِّدَّةِ ثُمَّ تَابَ
عَلَیْهِمْ بِالثَّبَاتِ اِنَّهٗ بِهِمْ
رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

اور نہ کوئی مددگار جو دفع کرے تم سے اس کے ضرر کو اگر وہ ضرر پہنچانا چاہے۔

(۱۱۷) البتہ اللہ نے رحمت فرمائی پیغمبر پر اور مہربانی رکھی اور توبہ قبول فرمائی مہاجرین اور انصار کی، جنہوں نے تنگی کے وقت پیغمبر کی پیروی کی یعنی غزوۂ تبوک میں کہ اس وقت حال ان کا یہ تھا کہ ایک خرما دو آدمیوں کے حصے میں آتا تھا اور دس آدمی ایک اونٹ پر نوبت بہ نوبت سوار ہوتے تھے اور گرمی سخت ہوگئی یہانتک کہ بوجہ پانی نہ ملنے کے لید کو چوسا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک جماعت کے دل جہاد سے پیچھے رہنے اور بھاگنے کی طرف بہک جاویں اور پیغمبر کی پیروی نہ کریں بسبب شدت کے جو اُن کو پہنچی تھی پھر اللہ نے انکی طرف توجہ فرمائی اور ان کو ثابت قدم رکھا بیشک اللہ ان پر بہت مہربان ہے رحمت والا۔

تشریح

(۱۱۶) زمین وآسمان میں سب کچھ اللہ کی سلطنت ہے لہذا اُسی کے حکم پر چلنا چاہیئے | زمین وآسمان میں جو کچھ بھی ہے اس کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بلا شرکتِ غیرے ہر چیز کا مالک ہے یہ عظیم کائنات اس کی سلطنت ہے، اور وہ اس کا حاکم اعلیٰ ہے زندگی اور موت سب کچھ اس کے قبضہ میں ہے وہی تمہارا حامی اور مددگار ہے اس کے سوا کوئی دوسرا کام آنیوالا نہیں ہے لہذا ہمیں اسی کا حکم ماننا چاہیئے اسی کی اطاعت اور فرماں برداری کرنی چاہیئے اور کائنات کی ہر چیز کی طرح اپنی مرضی سے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے۔

(۱۱۷) غزوۂ تبوک کی آزمائش کے بعد اللہ تعالیٰ کی عنایتیں | غزوۂ تبوک کی آزمائش اسلامی تاریخ کی سخت ترین آزمائش تھی کھجوروں کا موسم تھا پکی ہوئی فصل کاٹنے کا زمانہ تھا ادھر مہاجر اور انصار سب ہی مالی تنگی میں مبتلا تھے سامان جنگ کی کمی تھی سواریاں نہیں تھیں سخت گرمی کا موسم تھا دور دراز کا سفر اور پھر اس وقت کی سپر پاور روم سے مقابلہ آرائی۔ اچھے اچھے ڈول ڈول گئے مگر واہ رے جذبۂ ایثار وفاداری کہ مٹھی بھر جماعت ایک بڑی طاقت سے ٹکرانے کو تیار۔ ایسے میں کچھ چھوٹی موٹی بے ارادہ لغزشوں کا ہو جانا کوئی بعید بات نہیں ہے۔ جن لوگوں نے جنگ کی استطاعت کے باوجود طرح طرح کے بہانے بنا کر پیچھے رہ جانے کی اجازت مانگی تھی اور اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی نرم دلی کی وجہ سے ان کو اجازت دیدی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی اس بات کو بھی نظر انداز فرما دیا اور وہ مخلص صحابہ جو کسی حد تک جنگ سے جی چرانے لگے تھے مگر دین حق کی محبت ان کی اس کمزوری پر غالب آگئی اللہ نے ان کو بھی معاف کر دیا کیونکہ جب انسان خود اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی کمزوری پر گرفت نہیں فرماتے بیشک وہ بہت مہربان اور رحم کرنے والے ہیں۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ

وَ	عَلَى	الثَّلٰثَةِ	الَّذِيْنَ	خُلِّفُوْا	حَتّٰٓى	اِذَا	ضَاقَتْ	عَلَيْهِمُ	الْاَرْضُ
اور	پر	وہ تین	وہ جو	پیچھے رکھا گیا	یہاں تک	جب	تنگ ہو گئی	ان پر	زمین

اور ان تین پر (جنکا معاملہ) پیچھے رکھا گیا تھا، یہاں تک کہ ان پر تنگ ہو گئی زمین اپنی

بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ

بِمَا رَحُبَتْ	وَضَاقَتْ	عَلَيْهِمْ	اَنْفُسُهُمْ	وَظَنُّوْٓا	اَنْ	لَّا مَلْجَاَ	مِنَ	اللّٰهِ	اِلَّآ
باوجود کشادگی	اور تنگ ہو گئیں	ان پر	ان کی جانیں	اور انہوں نے جان لیا	کہ	نہیں پناہ	سے	اللہ	مگر

کشادگی کے باوجود، اور ان پر ان کی جانیں تنگ ہو گئیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ سے کوئی پناہ نہیں مگر اسی

اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ ع ۱۴ ۸ ۲

اِلَيْهِ	ثُمَّ	تَابَ + عَلَيْهِمْ	لِيَتُوْبُوْا	اِنَّ	اللّٰهَ	هُوَ	التَّوَّابُ	الرَّحِيْمُ
اسکی طرف	پھر	وہ متوجہ ہوا ان پر	تاکہ وہ توبہ کریں	بیشک	اللہ	وہ	توبہ قبول کرنیوالا	نہایت مہربان

کی طرف ہے، پھر وہ ان پر (اپنی رحمت سے) متوجہ ہوا تاکہ وہ توبہ کریں۔ بیشک اللہ توبہ قبول کرنیوالا، نہایت مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	اتَّقُوا + اللّٰهَ	وَكُوْنُوْا	مَعَ	الصّٰدِقِيْنَ
اے	جو لوگ ایمان لائے (مومن)	ڈرو اللہ سے	اور ہو جاؤ	ساتھ	سچے لوگ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(۱۱۸) وَّتَابَ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا عَنِ التَّوْبَةِ عَلَيْهِمْ بِقَرِيْنَةِ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اَيْ مَعَ رُحْبِهَا اَيْ سَعَتِهَا فَلَا يَجِدُوْنَ مَكَانًا يَطْمَئِنُّوْنَ اِلَيْهِ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ قُلُوْبُهُمْ لِلْغَمِّ وَالْوَحْشَةِ بِتَاخِيْرِ تَوْبَتِهِمْ فَلَا يَسَعُهَا سُرُوْرٌ وَّلَا اُنْسٌ وَظَنُّوْٓا اَيْقَنُوْٓا اَنْ مُخَفَّفَةٌ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ وَفَّقَهُمْ لِلتَّوْبَةِ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

(۱۱۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ بِتَرْكِ مَعَاصِيْهِ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○

(۱۱۸) اور توبہ قبول فرمائی ان تین آدمیوں کی جو موخر کی گئی تھی قبول توبہ سے یعنی ان کی توبہ قبول نہ ہوئی تھی۔ (خُلِّفُوْا کے یہ معنی لیے گئے اگلی آیت کے قرینے سے) یہاں تک کہ جب ان پر زمین تنگ ہو گئی باوجود اسکی فراخی اور وسعت کے سو ان کو کوئی جگہ نہ ملتی تھی جہاں اطمینان پکڑیں اور ان پر ان کی جانیں اور دل تنگ ہو گئے بسبب غم اور پریشانی کے جو اُن کو توبہ کی قبولیت میں تاخیر کی وجہ سے پیش آئی پس اُس غم اور وحشت میں نہ ان کے دلوں میں خوشی کی گنجائش رہی نہ کسی سے الفت اور انس پکڑنے کی اور انکو یقین ہو گیا کہ بلاشبہ اللہ کے سوا کوئی ٹھکانا نہیں اور اسکی رحمت کے سوا کوئی

(۱۱۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اسکے حکم کا خلاف نہ کرو اور ان لوگوں کے ساتھ ہو جو ایمان میں سچے اور وعدے میں سچے ہیں۔ یعنی تم بھی سچ بولنا لازم کر لو۔

فِی الْاِیْمَانِ وَالْعُهُوْدِ بِاَنْ تَلْزَمُوْا الصِّدْقَ۔

تشریح

۱۱۸ غزوۂ تبوک میں پیچھے رہجانے والے تین صحابیوں کا واقعہ | غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو جنگ میں جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان میں اسی ۸۰ سے کچھ زیادہ منافق تھے جو جھوٹی معذرتیں پیش کرتے رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قبول کرتے گئے۔

○ سات آدمی، ابو لبابہ بن عبد المنذر اور ان کے چھ ساتھی تھے۔ ابو لبابہ بیعت عقبہ کے موقع پر ہجرت سے پہلے اسلام لائے تھے جنگ بدر اور جنگ احد میں شریک رہے۔ ایسے ہی ان کے چھ ساتھی بھی مخلص تھے۔ مگر غزوۂ تبوک کے موقع پر نفس کی کمزوری غالب آگئی اور یہ سات آدمی کسی شرعی عذر کے بغیر جنگ میں شریک نہیں ہوئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو انہیں اپنی کمزوری پر سخت شرمندگی ہوئی اور انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا اور عہد کر لیا کہ جب تک ہمیں معافی نہیں ملے گی ہم پر کھانا پینا اور سونا سب حرام ہے یہاں تک کہ اسی حالت میں بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے ان کو معاف فرما دیا اس کا ذکر سورہ التوبہ کی آیت ۱۰۵ میں آچکا ہے۔

○ بغیر کسی شرعی عذر کے غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں میں تین صاحب اور بھی تھے جن کا ذکر مذکورہ آیت میں ہے وہ تھے کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن رُبیعؓ۔ یہ تینوں مخلص مسلمان تھے۔ حضرت کعب غزوۂ بدر کے سوا ہر جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ ہلال بن امیہ اور مرارہ بن رُبیعؓ اصحاب بدر میں سے تھے۔ ان تینوں کی خدمات کے باوجود غزوۂ تبوک کے موقع پر جو سستی ان تینوں حضرات نے دکھائی اس پر ان کی سخت گرفت کی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص ان تینوں سے بات چیت نہ کرے۔ چالیس دن کے بعد ان کو بیویوں سے بھی الگ رہنے کا حکم دیا گیا۔ پچاس دن کے بائیکاٹ کے بعد ان کی معافی کا حکم نازل ہوا۔

حضرت کعب بن مالک نے اپنا یہ واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جو بخاری وغیرہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ بڑھاپے کے زمانہ میں جب کہ وہ نابینا ہو چکے تھے اور اپنے بیٹے عبد اللہ کا ہاتھ پکڑ کر چلا کرتے تھے انہوں نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو خود یہ قصہ سنایا۔

غزوۂ تبوک کی تیاری چل رہی تھی۔ میں نے بھی تیاری کا ارادہ کر لیا تھا مگر یہ سوچتا تھا کہ جب حضورؐ روانہ ہوں گے تو میں بھی ساتھ چل پڑوں گا، تیاری میں کونسی دیر لگتی ہے۔ بات یوں ہی ٹلتی رہی یہاں تک کہ لشکر کی روانگی کا وقت آگیا اور میں تیاری بھی نہ کر سکا۔ میں نے سوچا کہ لشکر کو جانے دو میں دو ایک دن کے بعد جا کر لشکر کے ساتھ مل جاؤنگا۔ ہر دن یوں ہی گذرتا رہا اور میں روانہ نہ ہو سکا۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا تھا کہ پیچھے رہ جانے والوں میں یا تو منافق ہیں یا پھر مجبور اور کمزور لوگ ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا تشریف لائیے۔ آپ کو کس چیز نے روکا تھا؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ سچ بات یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسے پیش کر سکوں۔ میں جانے پر پوری طرح قادر تھا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اس شخص نے سچی بات کہی۔ اچھا اٹھ جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاملہ میں کوئی فیصلہ فرمائیں۔ یہی معاملہ مُرارہ بن رُبیعؓ اور ہلال بن اُمیہؓ کا ہوا۔ انہوں نے بھی وہی بات کہی جو میں نے کہی تھی۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام حکم دیدیا کہ ہم تینوں سے کوئی بات نہ کرے۔

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ مُرارہ بن رُبیعؓ اور ہلال بن امیہؓ یہ دونوں تو گھر میں بیٹھ گئے مگر میں نکلتا تھا جماعت سے نماز پڑھتا تھا

بازار جاتا تھا مگر کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ مدینہ کی زمین میرے لئے تنگ ہو گئی ہے اور میرا دم گھٹتا ہے اور کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ انھی دنوں میں بازار سے گذر رہا تھا کہ شام کے قبطیوں میں سے ایک شخص مجھے ملا اور اس نے شاہ غستان کا خط ریشم میں لپٹا ہوا مجھے دیا۔ میں نے اسے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ :۔

" ہم نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پر ستم توڑ رکھا ہے۔ تم کوئی معمولی آدمی نہیں ہو کہ تمہیں ضائع کیا جائے۔ تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری ہر طرح مدد کریں گے۔ "

میں نے دل میں کہا کہ ایک اور بلا نازل ہوئی اور میں نے خط اسی وقت چولھے میں جلا دیا۔ چالیس دن اسی حالت میں گذر چکے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آدمی حکم لیکر آیا کہ اپنی بیوی سے علیحدہ رہو۔ میں نے پوچھا کہ کیا طلاق دیدوں؟ جواب دیا کہ نہیں بس علیحدہ رہو۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہدیا کہ اپنے میکے چلی جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اس معاملے کا فیصلہ فرمادیں۔

پچاسویں دن کی صبح کی بات ہے۔ میں اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا تھا۔ اپنی ذات اور ہر چیز سے بیزار ہو رہا تھا کہ یکایک کسی شخص نے پکار کر کہا، مبارک ہو، کعب بن مالک مبارک ہو۔ میں یہ سنتے ہی سجدے میں گر گیا اور سمجھ گیا کہ میری معافی کا حکم ہو گیا۔ پھر جوق در جوق لوگ آنے لگے اور مجھے مبارکباد دینے لگے۔

میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مہاجرین میں سے حضرت طلحہؓ نے کھڑے ہو کر مصافحہ کیا۔ حضورؐ کا چہرہ خوشی سے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا تو فرمایا تجھے مبارک ہو۔ یہ دن تیری زندگی میں سب سے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ معافی حضور کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟ فرمایا خدا کی طرف سے۔ اور پھر آپؐ نے مذکورہ آیت سنائی :۔ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۔ آخر آیت تک۔

کہ ان تینوں کو بھی اللہ تعالےٰ نے معاف فرمادیا جن کے معاملے کو ملتوی کردیا گیا تھا جب زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی تھی اور ان کی اپنی جانیں ان پر بار ہونے لگی تھیں اور انہوں نے جان لیا تھا کہ اللہ کے دامنِ رحمت کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں ہے تو اللہ نے اپنی مہربانی سے ان کی توبہ قبول کی یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اس واقعہ میں عبرت و نصیحت کے بے شمار پہلو ہیں۔ آیت کے اندازِ بیان میں جو رحمت و شفقت اللہ کی طرف سے ٹپکی پڑ رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے اندر اگر اخلاص ہو تو لاکھ قصوروار ہونے کے باوجود رحمتِ حق اُسے سینے سے چمٹا لیتی ہے۔ اور الحمدللہ نبیؐ کے فیضِ صحبت سے اللہ کی زمین پر وہ مثالی معاشرہ قائم ہوا جس کی کوئی دوسری مثال تاریخ میں نہیں ملتی اور آج بھی یہ معاشرہ اہلِ ایمان کے لئے بہترین نمونہ ہے۔

(۱۱۹) سچے لوگوں کے ساتھ رہو جو لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں ان کے ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے رہیں، گناہوں سے بچتے رہیں سچ بولیں اور سچوں کا ساتھ دیں۔ جیسے یہ تینوں صاحب کعب بن مالک، مُرارہ بن رُبیعؓ اور ہلال بن امیہؓ ان تینوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچی بات کہی۔ سچ کی بدولت بخشے گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوئے۔ منافقین نے جھوٹ بولا، اللہ سے بے خوف ہو کر جھوٹی بہانے بازیاں کیں اور عتاب کے مستحق ہوئے اس لئے انسان کو ہمیشہ خود صداقت کا ہم نوا ہونا چاہیئے۔

مَاكَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ

مَاكَانَ	لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ	وَمَنْ	حَوْلَهُمْ	مِّنَ الْاَعْرَابِ
نہ تھا	مدینہ والوں کو	اور جو	ان کے اردگرد	دیہاتیوں میں سے

(لائق) نہ تھا مدینہ والوں کو (اور انہیں) جو ان کے اردگرد دیہاتی ہیں

اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ

اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا	عَنْ	رَّسُوْلِ	اللّٰهِ	وَلَا يَرْغَبُوْا	بِاَنْفُسِهِمْ	عَنْ
کہ وہ پیچھے رہ جاتے	سے	رسول	اللہ	اور یہ کہ زیادہ چاہیں	اپنی جانوں کو	سے

کہ وہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہ جائیں، اور یہ کہ زیادہ چاہیں اپنی جانوں کو ان
کی

نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا

نَّفْسِهٖ	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	لَا يُصِيْبُهُمْ	ظَمَاٌ	وَّلَا نَصَبٌ	وَّلَا
ان کی جان	یہ	اسلئے کہ وہ	نہیں پہنچتی انکو	کوئی پیاس	اور نہ کوئی مشقت	اور نہ

کی جان سے، یہ اس لئے کہ ان کو نہیں پہنچتی کوئی پیاس اور نہ کوئی مشقت اور نہ

مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ

مَخْمَصَةٌ	فِيْ	سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَلَا يَطَـُٔوْنَ	مَوْطِئًا	يَّغِيْظُ	الْكُفَّارَ
کوئی بھوک	میں	اللہ کی راہ	اور نہ وہ قدم رکھتے ہیں	ایسا قدم	غصے ہوں	کافر (جمع)

کوئی بھوک، اللہ کی راہ میں، اور نہ وہ ایسا قدم رکھتے ہیں کہ کافر غصے ہوں

وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ

وَلَا يَنَالُوْنَ	مِنْ	عَدُوٍّ	نَّيْلًا	اِلَّا	كُتِبَ + لَهُمْ	بِهٖ	عَمَلٌ صَالِحٌ
اور نہ وہ چھینتے ہیں	سے	دشمن	کوئی چیز	مگر	لکھا جاتا ہے ان کیلئے	اس سے	عمل نیک

اور نہ وہ چھینتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر اس سے (اسکے بدلے) ان کیلئے نیک عمل لکھا جاتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۙ (۱۲۰)

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُضِيْعُ	اَجْرَ	الْمُحْسِنِيْنَ
بیشک اللہ	ضائع نہیں کرتا	اجر	نیکوکار (جمع)

بیشک اللہ اجر ضائع نہیں کرتا نیکوکاروں کا۔

(۱۲۰) مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ إِذَا غَزَا وَلَا يَرْغَبُوْا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ بِأَنْ يَّصُوْنُوْهَا عَمَّا رَضِيَهٗ لِنَفْسِهٖ مِنَ الشَّدَائِدِ وَهُوَ نَهْيٌ بِلَفْظِ الْخَبَرِ ذٰلِكَ أَيِ النَّهْيُ عَنِ التَّخَلُّفِ بِأَنَّهُمْ بِسَبَبِ أَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَأٌ عَطَشٌ وَّلَا نَصَبٌ تَعَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ جُوْعٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا مَصْدَرٌ بِمَعْنٰى وَطْأً يَّغِيْظُ يُغْضِبُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ لِلّٰهِ نَّيْلًا قَتْلًا أَوْ أَسْرًا أَوْ نَهْبًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ لِيُجَازُوْا عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ أَيْ أَجْرَهُمْ بَلْ يُثِيْبُهُمْ۔

(۱۲۰) مدینہ والوں کو اور جو گاؤں والے انکے گردونواح میں رہتے ہیں یہ مناسب اور درست نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جائیں جبکہ وہ جہاد کریں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان تکلیفوں سے بچادیں جنکے اٹھانے پر رسول اللہ راضی ہوئے (مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ الخ خبر بمعنی نہی کے ہے یعنی چاہئے کہ یہ لوگ ایسا نہ کریں) یہ منع کرنا ان کو جہاد سے پیچھے رہنے سے اسلئے ہے کہ بلاشبہ ان کو جو کچھ اللہ کی راہ میں پیاس اور رنج و تعب اور بھوک پہنچتی ہے اور کافروں کے رنج پہنچانے اور غصہ میں ڈالنے کو جس قدر وہ زمین میں چلتے پھرتے ہیں اور میدان جنگ میں آتے ہیں اور اللہ کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں یا قید کرتے ہیں یا ان کے مال لوٹتے ہیں ان سب کاموں کے سبب ان کے لئے نیک عمل لکھے جاتے ہیں تاکہ ان کو سب کاموں کا عوض دیا جائے بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا۔

تشریح

(۱۲۰) اللہ تعالیٰ محسنین کی قدر کرتے ہیں | جو لوگ اللہ کے راستے میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں بھوک پیاس برداشت کرتے ہیں، منکرین حق سے ٹکر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا عمل ضائع نہیں کرتے بلکہ محسنین کی قدر کرتے ہیں۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینے اور اردگرد کے لوگوں کے لئے یہ بات ہرگز مناسب نہ تھی کہ وہ خود آرام سے گھر میں بیٹھے رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرواہ نہ کریں اپنے نفس کی مرغوبات سے زیادہ انہیں اللہ کے رسولؐ کی فکر ہونی چاہیئے تھی۔ چنانچہ ابوخیثمہؓ کا واقعہ ہے کہ وہ بھی غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ حضورؐ کی روانگی کے بعد اپنے باغ میں گئے ان کی اہلیہ ساتھ تھیں انہوں نے پانی چھڑک کر درختوں کے سائے میں چٹائی بچھائی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی فضا میں تازہ کھجور کے خوشے اور ٹھنڈا و میٹھا پانی سامنے رکھا عیش کے یہ سامان دیکھ کر ابوخیثمہؓ کے دل میں ایک دم بجلی سی دوڑی کہ میں یہاں عیش کر رہا ہوں اور اللہ کے محبوبؐ گرمی میں سفر فرمارہے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی اُٹھے سواری منگوائی تلوار حمائل کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل پڑے۔ تیز رفتار اونٹنی دوڑی جارہی تھی۔ آخر لشکر کو جا پکڑا۔ حضورؐ نے دُور سے دیکھ کر فرمایا ابوخیثمہؓ آتے ہیں۔ قریب پہنچے تو سب نے دیکھ لیا کہ وہ ابوخیثمہ ہی تھے۔ دراصل یہی وہ جذبۂ حق ہے جس میں دنیا کی ساری تکلیفیں بے معنی ہوجاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر و ثواب کا مستحق بناتی ہیں۔

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ

وَ	لَا	يُنْفِقُوْنَ	نَفَقَةً	صَغِيْرَةً	وَّلَا كَبِيْرَةً	وَّلَا يَقْطَعُوْنَ
اور	نہ	وہ خرچ کرتے ہیں	خرچ	چھوٹا	اور نہ بڑا	اور نہ طے کرتے ہیں

اور وہ کوئی چھوٹا یا بڑا (کم یا زیادہ) خرچ نہیں کرتے اور نہ وہ طے کرتے ہیں

وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا

وَادِيًا	اِلَّا	كُتِبَ + لَهُمْ	لِيَجْزِيَهُمْ	اللّٰهُ	اَحْسَنَ	مَا	كَانُوْا
کوئی وادی (میدان)	مگر	لکھا جاتا ہے انکے لئے	تاکہ جزا دے انہیں	اللہ	بہترین	جو	وہ تھے

کوئی میدان مگر ان کے لئے لکھ دیا جاتا ہے، تاکہ اللہ انکے اعمال کی انہیں بہترین جزا

يَعْمَلُوْنَ (۱۲۱) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ

يَعْمَلُوْنَ	وَمَا كَانَ	الْمُؤْمِنُوْنَ	لِيَنْفِرُوْا	كَآفَّةً	فَلَوْ
کرتے (انکے اعمال)	اور نہیں ہے	مومن (جمع)	کہ وہ کوچ کریں	سب کے سب	بس کیوں

دے۔ اور (ایسے تو) نہیں کہ مومن سب کے سب کوچ کریں بس کیوں نہ

لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ

لَانَفَرَ	مِنْ	كُلِّ + فِرْقَةٍ	مِّنْهُمْ	طَآئِفَةٌ	لِيَتَفَقَّهُوْا	فِي	الدِّيْنِ
نہ کوچ کرے	سے	ہر گروہ	ان سے۔ انکی	ایک جماعت	تاکہ وہ سمجھ حاصل کریں	میں	دین

انکے ہر گروہ میں سے ایک جماعت کوچ کرے تاکہ وہ سمجھ حاصل کریں دین میں

ع ۱۵ ۴

وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (۱۲۲)

وَلِيُنْذِرُوْا	قَوْمَهُمْ	اِذَا	رَجَعُوْٓا	اِلَيْهِمْ	لَعَلَّهُمْ	يَحْذَرُوْنَ
اور تاکہ وہ ڈر سنائیں	اپنی قوم	جب	وہ لوٹیں	انکی طرف	تاکہ وہ (عجب نہیں)	بچتے رہیں۔

اور تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈر سنائیں جب ان کی طرف لوٹیں عجب نہیں کہ وہ بچتے رہیں۔

(۱۲۱) وَلَا يُنْفِقُوْنَ فِيْهِ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّ لَوْ تَمْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا بِالسَّيْرِ اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ ذٰلِكَ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ اَيْ جَزَاءَهٗ۔

(۱۲۱) اور جو کچھ تھوڑی بہت چیز وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اگرچہ ایک خرما ہو اور یا کسی میدان کو طے کرتے ہیں چل کر یہ سب ان کے لئے لکھا جاتا ہے تاکہ ان کے عملوں کی بہتر جزا اللہ ان کو عطا کرے۔

(۱۲۲) وَلَمَّا وُبِّخُوْا عَلَى التَّخَلُّفِ وَاَرْسَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً نَفَرُوْا
جَمِيْعًا فَنَزَلَ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ
لِيَنْفِرُوْا اِلَى الْغَزْوِ كَآفَّةً ۭ فَلَوْلَا
فَهَلَّا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ قَبِيْلَةٍ
مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ جَمَاعَةٌ وَّ
مَكَثَ الْبَاقُوْنَ لِّيَتَفَقَّهُوْا اَيِ
الْمَاكِثُوْنَ فِي الدِّيْنِ وَ
لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا
اِلَيْهِمْ مِنَ الْغَزْوِ بِتَعْلِيْمِ مَا
تَعَلَّمُوْهُ مِنَ الْاَحْكَامِ لَعَلَّهُمْ
يَحْذَرُوْنَ ۝ عِقَابَ
اللّٰهِ بِامْتِثَالِ اَمْرِهٖ
وَنَهْيِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
فَهٰذِهٖ مَخْصُوْصَةٌ بِالسَّرَايَا
وَالَّتِيْ قَبْلَهَا بِالنَّهْيِ عَنْ
تَخَلُّفِ اَحَدٍ فِيْمَا اِذَا
خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۲۲) اور جبکہ صحابہ کو پیچھے رہنے پر دھمکایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بمقابلہ کافروں کے بھیجا اسمیں سب نکل کر کافروں سے لڑنے کو چلے اس پر یہ آیت نازل ہوئی، وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً الخ اور مسلمانوں کو یہ مناسب نہیں کہ سب کے سب جہاد میں اکھٹے نکل کھڑے ہوں پس یہ ہونا چاہئے کہ ان کے ہر ایک قبیلہ میں سے ایک جماعت جہاد میں جاوے اور باقی ٹھیرے رہیں تاکہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور مسائل سیکھیں تاکہ جس وقت ان کی قوم جہاد سے واپس آوے یہ ان کو ڈراویں اور جو احکام خود سیکھیں ہیں انکو سکھاویں تاکہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈریں۔ اور اس کے اوامر و نواہی کی فرماں برداری کریں۔

ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ یہ حکم کہ بعض صحابہ جہاد میں جاویں اور بعض دین کے مسائل سیکھنے کے لیے رہ جاویں۔ اس چھوٹے لشکر ساتھ خاص ہے کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لے جاویں اور جس لشکر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاویں اسمیں جانا سب کو ضروری ہے بلا عذر اور بدون اجازت سرور کائنات ؐ کے پیچھے رہنا درست نہیں۔

تشریح

(۱۲۱) ہر قدم پر اجر ہی اجر | اس طرح جب انسان اللہ کے راستے میں قدم اٹھاتا ہے تو کم یا زیادہ جو بھی مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے، جہاد کے راستے میں کوئی وادی طے کرتا ہے تو اس کے ہر کام کا صلہ اللہ کے یہاں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کی بہترین جزا یقیناً اس کو دی جائے گی۔

(۱۲) دین میں پھیلاؤ کے ساتھ اس کی سمجھ بھی ضروری ہے | اللہ کے دین کی دعوت جب تک محدود رہی تو جو شخص بھی اسلام قبول کرتا تھا وہ پورے شعور اور اسکے تقاضوں کو سمجھ کر ایمان لاتا تھا جب دین کا پھیلاؤ بڑھنے لگا اور آبادیاں کی آبادیاں فوج در فوج دین میں داخل ہونے لگیں تو اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ پھیلاؤ کے ساتھ استحکام بھی پیدا ہو اسکے لئے ضروری تھا کہ آبادی کے ہر حصے میں سے کچھ لوگ مرکز دین میں آکر دین کی تعلیم اور سمجھ پیدا کریں اور پھر اپنی آبادیوں میں واپس جاکر وہاں کے باشندوں کو تعلیم دیں تاکہ وہ غیر مسلمانہ روش سے پرہیز کریں۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس جہاد میں تشریف لے جا رہے ہوں تو ہر قوم میں جو جماعت آپکے ہمراہ نکلے گی وہ حضور ؐ کی صحبت میں رہ کر دین کی سمجھ حاصل کریگی اور واپس آکر باقی ماندہ لوگوں کو تعلیم دیگی۔ اور اگر حضور ؐ مدینہ میں رونق افروز رہے تو جو لوگ جہاد میں نہیں گئے وہ حضور ؐ کی خدمت میں مستفید ہو کر دین کی باتیں سیکھیں گے اور پھر باقی لوگوں کو دین کی باتیں سکھائیں گے۔ غرضیکہ جہاد و علم کے لئے سب کا نکلنا ضروری نہیں ہے البتہ ایک جماعت اس کے لئے تیار رہنی ضروری ہے جو دوسروں کو آگاہ کرتی رہے۔

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ

یٰٓاَیُّہَا	الَّذِیْنَ + اٰمَنُوْا	قَاتِلُوْا	الَّذِیْنَ	یَلُوْنَکُمْ	مِّنَ + الْکُفَّارِ
اے	وہ جو ایمان لائے (مومن)	لڑو	وہ جو	نزدیک تمہارے	کفار سے (کافر)

اے مومنو! اپنے نزدیک کے کافروں سے لڑو۔

وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۲۳﴾

وَلْیَجِدُوْا	فِیْکُمْ	غِلْظَۃً	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰہَ	مَعَ	الْمُتَّقِیْنَ
اور چاہیے کہ وہ پائیں	تمہارے اندر	سختی	اور جان لو	کہ	اللہ	ساتھ	پرہیزگاروں

اور چاہیے کہ وہ تمہارے اندر پائیں سختی اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ فَمِنْہُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ اَیُّکُمْ زَادَتْہُ

وَاِذَا مَآ	اُنْزِلَتْ	سُوْرَۃٌ	فَمِنْہُمْ	مَّنْ	یَّقُوْلُ	اَیُّکُمْ	زَادَتْہُ
اور جب	نازل کیجاتی ہے	کوئی سورت	تو ان میں سے	بعض	کہتے ہیں	تم میں سے کسی	زیادہ کردیا اس کا

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان میں سے بعض کہتے ہیں اس نے تم میں سے کس کا ایمان

ہٰذِہٖٓ اِیْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْہُمْ اِیْمَانًا وَّہُمْ

ہٰذِہٖ	اِیْمَانًا	فَاَمَّا	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	فَزَادَتْہُمْ	اِیْمَانًا	وَّہُمْ
اس نے	ایمان	سو جو	وہ لوگ جو	وہ ایمان لائے	اس نے زیادہ کردیا ان کا	ایمان	اور وہ

زیادہ کردیا؟ سو جو لوگ ایمان لائے ہیں، اس نے زیادہ کردیا ہے ان کا ایمان اور وہ

یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ

یَسْتَبْشِرُوْنَ	وَاَمَّا	الَّذِیْنَ	فِیْ	قُلُوْبِہِمْ	مَّرَضٌ
خوشیاں مناتے ہیں	اور جو	وہ لوگ جو	میں	ان کے دل (جمع)	بیماری

خوشیاں مناتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے

فَزَادَتْہُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِہِمْ وَمَاتُوْا وَہُمْ کٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

فَزَادَتْہُمْ	رِجْسًا	اِلٰی	رِجْسِہِمْ	وَمَاتُوْا	وَہُمْ	کٰفِرُوْنَ
اس نے زیادہ کردیا ان کی	گندگی	طرف (پر)	انکی گندگی	اور وہ مرے	اور وہ	کافر (جمع)

اس نے زیادہ کردی ان کی گندگی پر گندگی۔ اور وہ مرنے تک کافر ہی رہے۔

﴿۱۲۳﴾ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ
مِّنَ الْکُفَّارِ اَیِ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ مِنْہُمْ
وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً شِدَّۃً اَیْ اَغْلِظُوْا

﴿۱۲۳﴾ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً

اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں پر جو تمہارے قریب ہیں یعنی سب سے پہلے ان کافروں سے لڑو جو تم سے ملے ہوئے ہیں پھر اُن سے جو اُن سے نزدیک ہیں۔ اسی طرح درجہ بدرجہ سب کفار سے مقابلہ کرو اور چاہیے کہ کافر تم میں سختی پاویں یعنی ان پر

عَلَيۡهِمۡ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ○

اور جانو کہ اللہ بیشک پرہیزگاروں کی مدد اور ہمراہی میں ہے۔

(۱۲۴) بِالۡعَوۡنِ وَالنَّصۡرِ وَاِذَا مَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ مِّنَ
الۡقُرۡاٰنِ فَمِنۡهُمۡ اَیِ الۡمُنَافِقِیۡنَ مَّنۡ يَّقُوۡلُ
لِاَصۡحَابِهٖ اِسۡتِهۡزَاءً اَيُّكُمۡ زَادَتۡهُ
هٰذِهٖۤ اِيۡمَانًا ۚ تَصۡدِیۡقًا قَالَ تَعَالٰی
فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا
لِتَصۡدِیۡقِهِمۡ بِهَا وَّهُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ○
یَفۡرَحُوۡنَ بِهَا

(۱۲۴) اور جب قرآن کی کوئی سورت نازل ہوتی ہے پس بعض منافقین میں سے وہ ہیں جو اپنے ساتھیوں سے ازراہ ہنسی مذاق کہتے ہیں کہ تم میں سے کس کے ایمان اور تصدیق کو اس سورۃ نے زیادہ کیا فرمایا اللہ تعالےٰ نے پس لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے سو ان کے ایمان کو اس سورۃ نے زیادہ اور قوی کردیا اسلئے کہ ایمان والوں نے اس کو سچا سمجھا اور اس پر ایمان لائے اور وہ لوگ اس کو سن کر خوش ہوتے ہیں۔

(۱۲۵) وَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ
ضُعۡفُ اِعۡتِقَادٍ فَزَادَتۡهُمۡ رِجۡسًا اِلٰى
رِجۡسِهِمۡ كُفۡرًا اِلٰی كُفۡرِهِمۡ لِکُفۡرِهِمۡ بِهَا
وَمَاتُوۡا وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ○

(۱۲۵) اور لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں ضعف اعتقاد ہے اس سورت نے ان کے کفر قدیم پر اور کفر زیادہ کردیا کیونکہ وہ اس کے منکر ہوئے اور مرے اس حال میں کہ وہ کافر ہیں۔

تشریح

(۱۲۳) منکرین حق کے معاملے میں نرمی کی ضرورت نہیں | ایمانی غیرت اور حمیت کا تقاضہ یہ ہے کہ جو لوگ حق کے منکر ہیں ان کے ساتھ کسی طرح کی نرمی نہ کی جائے مگر نرمی نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اخلاق اور انسانیت کی ساری حدوں کو توڑ دیا جائے۔ حدود اللہ کی نگہداشت جنگی کارروائی میں بھی اور عام برتاؤ میں بھی ملحوظ رہنی چاہیئے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد انہیں کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

(۱۲۴) منافقین کی گراوٹ | منافقین کے کردار کی گراوٹ کا عالم یہ تھا کہ قرآن مجید جو کہ کتاب ہدایت ہے اور گمراہوں کے لئے روشنی کا راستہ ہے اس کا مذاق اڑاتے تھے اور جب کوئی آیت یا سورت نئی نازل ہوتی تھی اور اہل علم اس کو سنتے سناتے تھے تو یہ منافقین اپنی مجلسوں میں اس کا مذاق اڑاتے تھے اور سادہ دل مسلمانوں سے کہتے تھے کیوں صاحب! کہیئے اس سورت سے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ ہوا۔؟ ـــ جو واقعی اہل ایمان ہیں ان کے ایمان میں قرآن مجید کے حقائق ومعارف سے اضافہ ہوتا ہے جو اُن کے ایمان کی ترقی کا سبب بنتے ہیں اور اس سے ان کے دل شادکام ہوتے ہیں۔

(۱۲۵) منافقین کے دل کی بیماری اور بڑھ جاتی ہے | ایک انسان جب اللہ اور اس کے رسول م کے سامنے سر اطاعت جھکا دیتا ہے اور اپنی رائے اور اپنے تصورات، اپنے نظریات اور اپنی عادتوں کو یہاں تک کہ اپنی محبتوں اور دوستیوں کو فرمان خداوندی کے تابع کردیتا ہے تو اس کے ایمان میں بالیدگی نصیب ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف جب آدمی اللہ کی اطاعت سے مونھ موڑنے لگے اور اپنی لذتوں اور آسائشوں میں مبتلا ہوجائے تو اس کے ایمان کی جان نکلنی شروع ہوجاتی ہے۔ اب جب کوئی اللہ کا حکم نازل ہوتا ہے تو بجائے خوش ہونے کے اس کے دل کی بیماری اور بڑھ جاتی ہے اور دل کی نجاست پر ناپاکی کی ایک اور تہہ چڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ مرتے دم تک وہ اسی حالت میں مبتلا رہتا ہے اور اسی نجاست کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے۔

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ

أَوَ	لَا يَرَوْنَ	أَنَّهُمْ	يُفْتَنُونَ	فِي	كُلِّ عَامٍ	مَرَّةً	أَوْ	مَرَّتَيْنِ
کیا	وہ نہیں دیکھتے	کہ وہ	آزمائے جاتے ہیں	میں	ہر سال	ایک بار	یا	دو بار

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال آزمائے جاتے ہیں ایک بار یا دو بار

ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۲۶﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ

ثُمَّ	لَا يَتُوبُونَ	وَلَا	هُمْ	يَذَّكَّرُونَ	وَإِذَا مَا	أُنزِلَتْ
پھر	نہ وہ توبہ کرتے ہیں	اور نہ	وہ	نصیحت پکڑتے ہیں	اور جب	اتاری جاتی ہے

پھر نہ وہ توبہ کرتے ہیں اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں اور جب اتاری جاتی ہے

سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ

سُورَةٌ	نَظَرَ	بَعْضُهُمْ	إِلَىٰ	بَعْضٍ	هَلْ	يَرَاكُمْ	مِنْ أَحَدٍ	ثُمَّ
کوئی سورت	دیکھتا ہے	انہیں سے (کوئی ایک)	کو	بعض (دوسرے)	کیا	دیکھتا ہے تمہیں	کوئی	پھر

کوئی سورت تو ان میں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے کیا تمہیں کوئی مسلمان دیکھتا ہے؟ پھر

انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿۱۲۷﴾

انْصَرَفُوا	صَرَفَ	اللَّهُ	قُلُوبَهُمْ	بِأَنَّهُمْ	قَوْمٌ	لَا يَفْقَهُونَ
وہ پھر جاتے ہیں	پھیر دیئے	اللہ	انکے دل	کیونکہ وہ	لوگ	سمجھ نہیں رکھتے

وہ پھر جاتے ہیں۔ ان نے ان کے دل پھیر دئے کیونکہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

لَقَدْ	جَاءَكُمْ	رَسُولٌ	مِنْ	أَنفُسِكُمْ	عَزِيزٌ	عَلَيْهِ	مَا + عَنِتُّمْ
البتہ	تمہارے پاس آیا	ایک رسول	سے	تمہاری جانیں (تم)	گراں	اس پر	جو تمہیں تکلیف پہنچے

البتہ تمہارے پاس آیا ایک رسولؐ تم میں سے، جو تمہیں تکلیف پہنچے اس پر گراں ہے

حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَإِن

حَرِيصٌ	عَلَيْكُمْ	بِالْمُؤْمِنِينَ	رَءُوفٌ	رَحِيمٌ	فَإِنْ
حریص (بہت خواہشمند)	تم پر	مومنوں پر	شفیق	نہایت مہربان	پھر اگر

تمہاری (بھلائی کا) بہت خواہشمند ہے مومنوں پر نہایت شفیق و مہربان ہے پھر اگر وہ

تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

تَوَلَّوْا	فَقُلْ	حَسْبِىَ	اللّٰهُ	لَآ	اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ
وہ منہ موڑیں	تو کہدیں	مجھے کافی ہے	اللہ	نہیں	کوئی معبود	اسکے سوا	اس پر	میں نے بھروسہ کیا

منہ موڑیں تو کہہ دیں مجھے کافی ہے اللہ۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا

ع ۱۶ ۵

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ ع

وَهُوَ	رَبُّ	الْعَرْشِ	الْعَظِيْمِ
اور وہ	مالک	عرش	عظیم

اور عرش عظیم کا مالک ہے۔

(۱۲۶) اَوَلَا يَرَوْنَ بِالْيَاءِ اَىِ الْمُنَافِقُوْنَ
وَالتَّاءِ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ
يُبْتَلُوْنَ فِىْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ
بِالْقَحْطِ وَالْاَمْرَاضِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ
مِنْ نِفَاقِهِمْ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○
يَتَّعِظُوْنَ

(۱۲۶) اور کیا وہ منافقین نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال ایک دو مرتبہ قحط سالی اور بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر بھی وہ اپنے نفاق سے توبہ نہیں کرتے اور نہ انکو اس سے کچھ نصیحت ہوتی ہے

(۱۲۷) وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فِيْهَا ذِكْرُهُمْ
وَقَرَاَهَا النَّبِىُّ نَظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ
يُرِيْدُوْنَ الْهَرَبَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ يَرٰىكُمْ
مِّنْ اَحَدٍ اِذَا قُمْتُمْ فَاِنْ لَّمْ يَرَهُمْ
اَحَدٌ قَامُوْا وَاِلَّا ثَبَتُوْا ثُمَّ
انْصَرَفُوْا عَلٰى كُفْرِهِمْ صَرَفَ
اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ عَنِ الْهُدٰى بِاَنَّهُمْ
قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○ الْحَقَّ لِعَدَمِ
تَدَبُّرِهِمْ

(۱۲۷) اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ اس میں انکا حال بیان ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پڑھنا شروع کرتے ہیں تو ان میں بعض بعض کی طرف دیکھتے ہیں بھاگنے کے ارادے سے آپس میں کہتے ہیں کہ اگر تم اُٹھ چلو تو کوئی دیکھے گا تو نہیں۔ پس اگر کوئی ان کو نہ دیکھتا تو اٹھ کھڑے ہوتے ورنہ بیٹھے رہتے پھر وہ منافقین کفر ہی پر واپس گئے اللہ نے انکے دلوں کو ایمان اور ہدایت سے پھیر دیا اس سبب سے کہ وہ گروہ بے سمجھ قرآن میں غور اور فکر نہیں کرتے

(۱۲۸) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
اَىْ مِنْكُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَزِيْزٌ شَدِيْدٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ اَىْ
عَنَتُكُمْ اَىْ مَشَقَّتُكُمْ وَلِقَاؤُكُمُ الْمَكْرُوْهَ
حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ اَنْ تَهْتَدُوْا

(۱۲۸) تحقیق آئے تمہارے پاس ایک پیغمبر تم میں کے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان کو بھاری معلوم ہوتا ہے تم پر تکلیف اور مشقت پیش آنا اور تکلیف پہنچنا، ان کو یہ حرص اور تمنا ہے کہ تم راہ راست پر رہو

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ شَدِيْدُ الرَّحْمَةِ رَحِيْمٌ ۝ يُرِيْدُ لَهُمُ الْخَيْرَ۔

اور وہ پیغمبر مسلمانوں پر بہت رحمت والے انکے لئے بھلائی چاہنے والے ہیں۔

(۱۲۹) فَاِنْ تَوَلَّوْا عَنِ الْاِيْمَانِ بِكَ فَقُلْ حَسْبِيَ كَافِيَّ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ بِهٖ وَثِقْتُ لَا بِغَيْرِهٖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ اَلْكُرْسِيِّ الْعَظِيْمِ ۝ خَصَّهٗ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهٗ اَعْظَمُ الْمَخْلُوْقَاتِ۔ رَوَى الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ

(۱۲۹) پس اگر کافر ایمان سے منہ پھیریں تو تم کہدو مجھ کو اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا نہ اس کے غیر پر اور وہ رب اور مالک ہے بڑی کرسی کا اسی کو خالص ذکر کیا حالانکہ وہ رب جمیع مخلوق کا ہے اس لئے کہ کرسی اعظم مخلوقات ہے حاکم نے مستدرک میں اُبی بن کعب سے روایت کی کہ اسنے کہا سب میں پچھلی آیت جو نازل ہوئی لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ہے

تشریح

(۱۲۶) منافقین ہر آزمائش میں ناکام ہوجاتے ہیں | ان منافقین کے دل کی گندگی اور بدکرداری اتنی بڑھ چکی ہے کہ سال میں ایک دو مرتبہ جب بھی ان کی آزمائش کا موقع آتا ہے ان کے دل کا کھوٹا پن باہر نکل آتا ہے مگر یہ نہ کوئی سبق حاصل کرتے ہیں اور نہ اپنی پچھلی خطاؤں سے توبہ کرتے ہیں۔ اسلئے ان کا یہ اقرار کہ ہم اہل ایمان میں شامل ہیں اس کا جھوٹا ہونا منظر عام پر آجاتا ہے بلکہ ہر مرتبہ ان کے دل کی نجاست پہلے سے کچھ اور بڑھ جاتی ہے۔

(۱۲۷) قرآن مجید سے منافقین کا فرار | اللہ تبارک وتعالےٰ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے اپنے رسول کو بھیجا اور ان پر اپنی کتاب قرآن مجید نازل فرمائی جس کی بدولت ریگستان عرب کے یہ پسماندہ لوگ عالم انسانی کی پیشوائی کے لئے تیار کئے جارہے ہیں اور ان کے ذریعہ انسانیت کی دنیوی اور اُخروی فلاح کا انتظام کیا جارہا ہے مگر ان منکرین حق اور منافقین کو اس نعمت کی قدر وقیمت کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قرآن مجید کی کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تھی تو اس کو مجمع عام میں سناتے تھے مخلص مسلمان پوری توجہ سے ہمہ تن گوش ہوکر سنتے تھے لیکن منافقین کا حال یہ ہوتا تھا کہ ادھر تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید سنا رہے ہیں اور یہ آنکھوں آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارے کررہے ہیں اور جیسے ہی موقع ملتا چپکے سے نکل بھاگتے۔ اللہ نے ان ناسمجھ لوگوں کے، جو خود سمجھنا نہیں چاہتے دل پھیر دئے ہیں اور ان کی توفیق سلب کرلی ہے۔

(۱۲۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت نوازی | حضرت محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اپنا رسول مقرر فرمایا۔ آپ کی چالیس سال کی زندگی مکہ والوں کے لئے جانی پہچانی ہے۔ آپ انہیں میں سے ایک فرد ہیں انکے قبیلے اور خاندان کے بارے میں سب کو معلوم ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو سارے جہان والوں کے لئے اپنا آخری رسول مقرر فرمایا ہے۔ آپؐ کے دل میں انسانوں کی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہے آپؐ چاہتے ہیں کہ دنیا کے سبھی لوگ اللہ کی رحمت کے سائے میں آکر اپنے رب کو راضی کرنے والے بنیں اور دین و دنیا میں فلاح یاب ہوں۔ انسانوں کا نقصان اور گمراہی میں پڑنا اُن پر بڑا شاق گذرتا ہے وہ سب کی فلاح کے لئے

حریص ہیں پھر جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اُن پر تو آپ کی شفقت اور رحمت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ ایسے والا صفات رسول کی قدر نہ کرنا خود اپنا ہی نقصان کرنا ہے۔

(۱۲۹) رسول اللہ کے لئے اللہ کافی ہے| آپ کی اس بے غرض انسانیت نوازی کے باوجود اگر کوئی آپ کی خیر خواہانہ دعوت کی طرف توجہ نہیں کرتا اور آپ کی بات سے منہ پھیرتا ہے تو آپ کی مدد کے لئے اللہ ہی کافی ہے اسلئے ارشاد ہوا کہ اے نبی م اگر ساری دنیا بھی آپ سے منہ پھیرلے تو آپ کے لئے اللہ ہی کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے نہ اس کے سوا کسی کی بندگی پر بھروسہ ہو سکتا ہے۔ زمین و آسمان کی سلطنت کا مالک تنہا وہی ہے نفع نقصان سب اس کے قبضہ میں ہے اگر کوئی ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کو ہدایت دیتا ہے اور کوئی گمراہی میں پڑا رہنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اسکو زبردستی ہدایت کا راستہ نہیں دکھاتے۔ اے نبی م آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ ساری دنیا بھی مل جائے تو آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

( ) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص صبح و شام سات سات مرتبہ یہ دعا پڑھے گا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی تمام پریشانیوں کو اور رنج و غم کو دور فرما دیں گے۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

(اللہ میرے لئے کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں، اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

(ابوداؤد)

(۱۰)

سورۂ یونس

ترتیب تلاوت ــــــ ۱۰	ترتیب نزول ــــــ ۵۱
مکی / مدنی ــــــ مکی	تعداد رکوعات ــــــ ۱۱
تعداد آیات ــــــ ۱۰۱	تعداد الفاظ ــــــ ۱۸۶۱
تعداد حروف ــــــ ۷۷۲۳	

نام: اس سورۃ کی آیت ۹۸ میں ہے کہ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ. (کیا کوئی ایسی مثال ہے کہ ایک بستی عذاب دیکھ کر ایمان لائی ہو اور اس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش ثابت ہوا ہو یونس کی قوم کے سوا)

کیونکہ اس آیت میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام آیا ہے جو کہ بنی اسرائیل کے ایک نبی تھے اس لئے ان کے نام پر اس سورۃ کا نام سورۂ یونس رکھا گیا ہے ــــ قرآن مجید کی سورتوں کے نام صرف پہچان اور علامت کے لئے ہیں اس سورۃ کا موضوع حضرت یونس کا واقعہ نہیں ہے۔

تعارف: اس سورۃ کے مضامین سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ مکی دور کی سورتوں میں یہ خصوصیت ہے کہ ان میں بنیادی عقائد ان کی اہمیت ، ان کے دلائل اور انسانی زندگی سے ان کے تعلق کو بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ مدنی سورتوں میں زیادہ تر شرعی احکام و مسائل ہیں جن کی ضرورت بنیادی عقیدوں کو قبول کرنے کے بعد عمل کرنے کی صورت میں پیش آتی ہے۔

- سورۂ یونس میں تین اہم اور بنیادی عقیدوں کا بیان ہے۔ سب سے پہلے توحید اور توحید میں بھی خاص طور پر توحید ربوبیت کہ تمہارا پروردگار تمہیں عدم سے وجود میں لانے والا، تمہیں زندگی اور زندگی کے سامان دینے والا صرف ایک خدا ہے جو اس کائنات کو چلا رہا ہے۔ اور یہ اسی کا حق ہے کہ تم اسی کی بندگی کرو۔
- دوسرا بیان آخرت کے تعلق سے ہے کہ دنیا کی اس زندگی کے بعد زندگی کا ایک اور دَور شروع ہوگا جس میں انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا اور اپنی موجودہ زندگی کے کارناموں کا حساب دینا ہوگا۔
- یہ دونوں حقیقتیں جو تمہارے سامنے اللہ کے رسول حضرت محمدؐ پیش کر رہے ہیں وہ بلا شبہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے سچے رسول ہیں۔

اس ذیل میں حضرت نوحؑ کا واقعہ مختصر طور پر اور حضرت موسیٰؑ کا قصہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس سے یہ بتانا ہے کہ آج تم لوگ جو معاملہ محمدؐ کے ساتھ کر رہے ہو وہ اس سے پہلے حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کے ساتھ بھی پیش آچکا ہے اور ان لوگوں کے طرزِ عمل کا جو انجام ہوا وہی انجام تمہارا بھی ہوگا

ان لوگوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ حضرت محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کی بے بسی اور کمزوری کو دیکھ کر اس دھوکے میں مت رہنا کہ کمزوری کی یہ حالت ہمیشہ رہے گی۔ اس لئے کہ ان کی پشت پر اللہ کی وہی طاقت ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی پشت پر تھی۔

ان لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ اس وقت جو تمہیں مہلت ملی ہوئی ہے اور اللہ کی طرف سے جو ڈھیل ہے وہ اس مہلت کی وجہ سے ہے کہ شاید تم لوگ سمجھ جاؤ اس لئے اس مہلت کو ضائع مت کرو اور ہدایت کا راستہ اختیار کرو۔

پیروانِ رسولؐ کو حوصلہ دیا گیا ہے کہ وہ ماحول کی ناموافقت سے مایوس نہ ہوں یہ حالات ہمیشہ اسی طرح سے نہیں رہینگے بس وہ اس کا خیال رکھیں کہ بنی اسرائیل کی روش سے عبرت حاصل کرتے ہوئے۔ ان جیسا طریقہ اختیار نہ کریں۔

اس پوری سورت کے مضمون کا خلاصہ دعوتِ اسلامی ہے مخالفین کو بتانا ہے کہ اس سچائی کی دعوت کی مخالفت تمہارے لئے تباہ کن ہے اور اہلِ ایمان کو تنبیہ ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے طریقے پر ثابت قدم رہیں اور یہ بھی سمجھیں کہ مخالف حالات میں ان کو کس طرح کام کرنا چاہیئے

آیاتھا ۱۰۹	۱۰ سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ ۵۱	رکوعاتھا ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ

الٓرٰ	تِلْكَ	اٰيٰتُ	الْكِتٰبِ	الْحَكِيْمِ	اَكَانَ	لِلنَّاسِ	عَجَبًا	اَنْ	اَوْحَيْنَآ
الٓرٰ	یہ	آیتیں	کتاب	حکمت والی	کیا ہوا	لوگوں کو	تعجب	کہ	ہم نے وحی بھیجی

الٓرٰ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ کیا لوگوں کو تعجب ہوا؟ کہ ہم نے وحی بھیجی

اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ

اِلٰى	رَجُلٍ	مِّنْهُمْ	اَنْ	اَنْذِرِ	النَّاسَ	وَبَشِّرِ	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْٓا	اَنَّ	لَهُمْ	قَدَمَ	صِدْقٍ
طرف پر	ایک آدمی	ان سے	کہ	وہ ڈرائے	لوگ	اور خوشخبری دے	جو لوگ ایمان لائے (ایمان دار)	کہ	انکے لئے	پایہ	سچا

ایک آدمی پر ان میں سے کہ وہ لوگوں کو ڈرائے اور ایمان والوں کو خوشخبری دے کہ ان کے لئے سچا پایہ (مقام)

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

عِنْدَ	رَبِّهِمْ	قَالَ	الْكٰفِرُوْنَ	اِنَّ	هٰذَا	لَسٰحِرٌ + مُّبِيْنٌ	
پاس	ان کا رب	بولے	کافر (جمع)	بیشک	یہ	کھلا جادوگر	

ہے ان کے رب کے پاس۔ کافر بولے بیشک یہ تو کھلا جادوگر ہے۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ اِلَّا فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ
الْاٰيَتَيْنِ اَوِ الثَّلٰثَ اَوْ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ
الْاٰيَةَ مِائَةٌ وَّتِسْعٌ اَوْ عَشْرُ اٰيَاتٍ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① الٓرٰ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ تِلْكَ اَيْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنٰى مِنْ الْحَكِيْمِ ○ الْمُحْكَمِ

② اَكَانَ لِلنَّاسِ اَيْ اَهْلِ مَكَّةَ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ وَالْجَارُّ وَالْمَجْرُوْرُ حَالٌ مِّنْ قَوْلِهٖ عَجَبًا بِالنَّصْبِ خَبَرُ كَانَ وَبِالرَّفْعِ اِسْمُهَا وَالْخَبَرُ وَهُوَ اِسْمُهَا عَلَى الْاُوْلٰى اَنْ اَوْحَيْنَا اَيْ اِيْحَاؤُنَا اِلٰى

سورہ یونس مکی ہے مگر فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ الخ دو یا تین آیتیں یا وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ الخ اس سورت میں ایک سو نو یا دس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① الٓرٰ اللہ نے ان حروف سے جو ارادہ کیا اس کو وہی خوب جانتا ہے۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ الخ یہ آیتیں قرآن محکم واستوار کی آیتیں ہیں۔

② کیا مکہ والوں کو عجیب معلوم ہوتا ہے ہمارا وحی کرنا انہیں سے ایک شخص کی طرف یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ کہ ڈراؤ تم کافروں کو عذاب الٰہی سے اور ایمان والوں کو خوشخبری سناؤ کہ ان کے لئے عوض نیک ہے نزدیک ان کے رب کے بسبب ان

رَجُلٍ مِّنْهُمْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ
مُفْتَرَةٌ اَنْذِرِ خَوِّفِ النَّاسَ الْكَافِرِيْنَ بِالْعَذَابِ
وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيْ بِاَنَّ لَهُمْ قَدَمَ سَلَفَ
صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ اَيْ اَجْرًا حَسَنًا بِمَا قَدَّمُوْا
مِنَ الْاَعْمَالِ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا
الْقُرْاٰنَ الْمُشْتَمِلَ عَلٰى ذٰلِكَ لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ○
بَيِّنٌ وَفِيْ قِرَاءَةٍ لَسَاحِرٌ وَالْمُشَارُ اِلَيْهِ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اعمال کے جو انہوں نے پہلے کئے۔
کافروں نے کہا کہ بیشک یہ قرآن جس میں
کافروں کو عذاب سے ڈرانا اور ایمان والوں
کو اجرِ حسن کا وعدہ ہے۔ بیشک ظاہر جادو ہے۔
(ایک قرأت میں لَسَاحِرٌ الخ ہے یعنی بیشک محمد صلی اللہ
علیہ وسلم جادوگر ہے۔

تشریح

(۱) حکمت ودانش سے لبریز مستحکم کلام | یہ آیتیں اس کتاب کی ہیں جو حکمت و دانش کا خزانہ ہے۔ یہ کوئی زبان کی جادوگری شاعرانہ تخیلات نہیں ہیں۔ یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں جس کی ہر بات نہایت مضبوط اور مستحکم ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ یہ خدائے علیم وحکیم کا نازل کردہ کلام ہے اگر انسان اس کلام سے منہ موڑے گا تو حکمت کی ان باتوں سے محروم رہ جائیگا جو اس کی زندگی کو بنانے اور سنوارنے والی ہیں۔

(۲) کیا انسان کا رسول ہونا تعجب کی بات ہے؟ کیا اس رسول میں جادوگروں والی باتیں ہیں | انسان ہونا رسول کا کمال ہے کیونکہ رسول انسانوں کے لئے نمونہ ہوتا ہے اور انسانوں کے لئے نمونۂ عمل انسان ہی ہو سکتا ہے جو غم نہیں کھا سکتا وہ غمزدہ کی تسلی بھی نہیں کر سکتا۔ جو بھوک سے آزاد ہے وہ بھوکے کی دلسوزی کرنا بھی نہیں جانتا جو انسانی کمزوریوں سے آشنا نہیں وہ ان کمزوریوں پر چشم پوشی بھی نہیں کر سکتا۔ البتہ عام انسانوں پر اس کی برتری یہ ہے کہ وہ خدا کا فرستادہ اور پیغمبر ہے۔ اسلئے اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے ایک انسان کو انسانوں کی ہدایت کے لئے منتخب فرمالیں اور اس پر اپنا کلام نازل فرمائیں اور اس کو ذمہ داری سونپیں کہ وہ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو جگائے اور جو اس کی دعوت کو قبول کرلیں ان کو خوشخبری دے کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچی عزت اور سرفرازی ہے۔ آخر بندوں کی ہدایت کا انتظام کرنا اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟ تعجب تو اس پر ہوتا کہ ان کا رب انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیتا اور ان کی ہدایت اور رہنمائی کا کوئی انتظام نہ کرتا۔ پھر جو خدا کی ہدایت کو مان لیں ان کے لئے سرفرازی تو ہونی ہی چاہیئے۔ ہمارے اس رسول میں کون سی باتیں جادوگری والی نظر آتی ہیں۔ جادوگر تو بس تھوڑی دیر کے لئے لوگوں کو مسحور کر دیتے ہیں ——— مگر یہ رسول جو بات پیش کر رہے ہیں وہ نہایت حکیمانہ انتہائی معتدل سچی تلی اور انسانوں کے لئے ایک مناسب نظامِ فکر وعمل ہے۔

پھر اُن کی دعوت کے جو اثرات تم لوگوں کی زندگیوں پر دیکھ رہے ہو کیا جادوگروں کی باتوں کے لوگوں پر ایسے اثرات پڑتے ہیں؟
پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ شخص ایک جادوگر ہے

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي

فِي	وَالْأَرْضَ	السَّمٰوٰتِ	خَلَقَ	الَّذِي	اللّٰهُ	رَبَّكُمُ	إِنَّ
میں	اور زمین	آسمانوں	پیدا کیا	وہ جس نے	اللہ	تمہارا رب	بیشک

بیشک تمہارا رب اللہ ہے، جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو

سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِنْ شَفِيعٍ

شَفِيعٍ	مَا مِنْ	الْأَمْرَ	يُدَبِّرُ	الْعَرْشِ	عَلَى	اسْتَوٰى	ثُمَّ	أَيَّامٍ	سِتَّةِ
سفارشی	نہیں کوئی	کام	تدبیر کرتا ہے	عرش	پر	قائم ہوا	پھر	دن	چھ

چھ دنوں میں پھر قائم ہوا وہ عرش پر کام کی تدبیر کرتا ہے۔ کوئی سفارش کرنے والا نہیں

إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ

فَاعْبُدُوهُ	رَبُّكُمْ	اللّٰهُ	ذٰلِكُمُ	إِذْنِهِ	مِنْ بَعْدِ	إِلَّا
پس اسکی بندگی کرو	تمہارا رب	اللہ	وہ ہے	اسکی اجازت	بعد	مگر

مگر اس کی اجازت کے بعد، وہ اللہ ہے تمہارا رب پس اس کی بندگی کرو

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝۳ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا

جَمِيعًا	مَرْجِعُكُمْ	إِلَيْهِ	أَفَلَا تَذَكَّرُونَ
سب	تمہارا لوٹ کر جانا	اسی کیطرف	سو کیا تم دھیان نہیں کرتے

سو کیا تم دھیان نہیں دیتے؟ اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ

يُعِيدُهُ	ثُمَّ	يَبْدَؤُا + الْخَلْقَ	إِنَّهُ	حَقًّا	اللّٰهِ	وَعْدَ
دوبارہ پیدا کریگا	پھر	پہلی بار پیدا کرتا ہے	بیشک وہی	سچا	اللہ	وعدہ

اللہ کا وعدہ سچا ہے، بیشک وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا کریگا

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ

بِالْقِسْطِ	الصّٰلِحٰتِ	وَعَمِلُوا	اٰمَنُوا	الَّذِينَ	لِيَجْزِيَ
انصاف کے ساتھ	نیک (جمع)	اور انہوں نے عمل کئے	ایمان لائے	وہ لوگ جو	تاکہ جزا دے

تاکہ ان لوگوں کو انصاف کے ساتھ جزا دے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ

وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَهُمْ	شَرَابٌ	مِّنْ	حَمِيْمٍ	وَّعَذَابٌ
اور وہ لوگ جو	کفر کیا	انکے لئے	پینا ہے (پانی)	سے	کھولتا ہوا	اور عذاب

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے کھولتا ہوا پانی ہے اور دردناک

اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۴﴾

اَلِيْمٌ	بِمَا	كَانُوْا + يَكْفُرُوْنَ	
دردناک	کیونکہ	وہ کفر کرتے تھے	

عذاب ہے کیونکہ وہ کفر کرتے تھے۔

(۳) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِنْ اَيَّامِ
الدُّنْيَا اَىْ فِىْ قَدْرِهَا لِاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ ثَمَّهٗ
شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَوْ شَاءَ لَخَلَقَهُنَّ فِىْ لَمْحَةٍ
وَالْعُدُوْلُ عَنْهُ لِتَعْلِيْمِ خَلْقِهِ التَّثَبُّتَ
ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اِسْتِوَاءً يَلِيْقُ
بِهٖ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ بَيْنَ الْخَلْقِ مَا مِنْ
زَائِدَةٌ شَفِيْعٍ يَشْفَعُ لِاَحَدٍ اِلَّا مِنْ
بَعْدِ اِذْنِهٖ رَدًّا لِقَوْلِهِمْ اَنَّ الْاَصْنَامَ
تَشْفَعُ لَهُمْ ذٰلِكُمُ الْخَالِقُ الْمُدَبِّرُ
اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ وَحِّدُوْهُ
اَفَلَا تَذَّكَّرُوْنَ ○ بِاِدْغَامِ التَّاءِ
فِى الْاَصْلِ فِى الذَّالِ

(۴) اِلَيْهِ تَعَالٰى مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا وَعْدَ اللّٰهِ
حَقًّا مَصْدَرَانِ مَنْصُوْبَانِ بِفِعْلِهِمَا
الْمُقَدَّرِ اِنَّهٗ بِالْكَسْرِ اِسْتِئْنَافًا
وَالْفَتْحِ عَلٰى تَقْدِيْرِ اللَّامِ يَبْدَؤُا
الْخَلْقَ اَىْ بَدَاَهٗ بِالْاِنْشَاءِ
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ بِالْبَعْثِ لِيَجْزِىَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

(۳) بلاشبہ تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن کے مقدار میں ایام دنیا سے پیدا کیا (چھ دن سے مقدار مراد لی اسلئے کہ وہاں دن رات نہ تھے کیونکہ چاند سورج وہاں نہ تھا جس سے دن رات کی تمیز ہو۔ چھ دن میں زمین و آسمانوں کا بنانا حالانکہ اللہ تعالیٰ قادر تھا اس پر کہ اگر چاہتا ایک لحظہ میں بنا دیتا اسلئے ہے کہ خلق کو جلدی نہ کرنا کاموں میں تعلیم فرما دے پھر عرش پر مستوی ہوا جو استوار کہ اسکی شان کے لائق ہے مخلوق کے کاموں کی تدبیر فرماتا ہے۔ کوئی کسی کی سفارش نہیں کرسکتا بدون اس کی اجازت کے (یہ رد کرنا ہے کافروں کے دعوای کو کہ وہ کہتے تھے کہ بُت انکی سفارش کریں گے۔ یہ پیدا کرنے والا اور تدبیر فرمانے والا اللہ ہے جو تمہارا رب ہے، سو اس کو معبودِ واحد جانو کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ سو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

(۴) اللہ کے پاس تم سب کو جانا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے بیشک اس نے مخلوق کو اول مرتبہ عدم سے پیدا کیا پھر مرنے کے بعد اس کو زندہ کرکے اٹھا دے گا تاکہ عوض دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ساتھ انصاف کے۔

الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ
مَاءٍ بَالِغٍ نِهَايَةَ الْحَرَارَةِ
وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ مُؤْلِمٌ بِمَا
كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ○ ۴ اَیْ
لِيُثِيْبَ بِسَبَبِ كُفْرِهِمْ

اور جو لوگ کافر ہوئے ان کو پینا ہے تحت گرم پانی اور ان کے لئے عذاب ہے درد ناک بسبب ان کے کفر کے۔

تشریح

(۳) تمہارا رب صرف اللہ ہے لہٰذا اُسی کے ہو کر رہو | عربی زبان میں رب کا مفہوم ہے پروردگار، مالک و آقا اور فرماں روا، یعنی اس پوری کائنات کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اور پیدا کرنے کے بعد اس کو چلانا اور اس کی تمام تدبیر اسی کے اختیار میں ہے وہ اس پوری کائنات کا مالک اور آقا ہے اور اس کا مکمل فرماں روا ہے۔ ساری زمام اقتدار اس کے قبضہ میں ہے کائنات کے گوشے گوشے میں ہر وقت ہر گھڑی جو کچھ ہو رہا ہے براہِ راست اس کے حکم اور اجازت سے ہو رہا ہے اس نے کائنات کو پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ مکمل انتظام اپنے قبضے میں رکھا ہے وہی اس کا مدبّر اور منتظم ہے اس نے چھ دنوں میں یا چھ ادوار اور مرحلوں (PERIOD) میں اپنی حکمت اور مصلحت کے تحت تدریجاً زمین و آسمان کو پیدا کیا پھر وہ اپنے تختِ سلطنت عرش پر متمکن ہوا یعنی اپنی اس لامحدود سلطنت کا ایک مرکز قرار دیکر اپنی تجلیات کو وہاں مرکوز کر دیا جہاں سے سارے عالم پر وجود اور قدرت کا فیضان ہو رہا ہے اور تدبیر امر فرمائی جا رہی ہے۔ کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اس کے انتظام میں دخل دے سکے اس سے سفارش کر کے اس کا فیصلہ بدلوا سکے یا کسی کی قسمت بنوا سکے یا بگڑوا سکے البتہ وہ پروردگار سے درخواست اور دُعا کر سکتا ہے جس کا ماننا نہ ماننا اسکی مرضی پر ہے۔
جب وہ پروردگار اتنا بااختیار مالک و آقا ہے تو تمہارا رویہ یہ ہونا چاہیئے کہ

- ○ اس کو پروردگار مان کر اس کے شکر گذار رہو اس سے اپنی حاجتیں طلب کرو، محبت و عقیدت کے ساتھ اسکے سامنے سر جھکاؤ۔
- ○ جب وہی مالک و آقا ہے تو اس کے بندے اور غلام بن کر رہو اس کے سوا کسی اور کی ذہنی یا عملی غلامی قبول نہ کرو۔ اور اس کے آگے اطاعت کا رویہ اختیار کرو۔
- ○ جب وہی فرماں روا اور حاکم ہے تو اسی کے قانون کی پیروی کرو اس کے سوا کسی اور کی حاکمیت قبول نہ کرو کیا اس کے بعد بھی تم دھیان نہ دوگے۔

(۴) آخرت کا حساب و کتاب اور جزا و سزا برحق ہے | یہ حقیقت ہے کہ اس کائنات کا خالق اور پروردگار اور مالک و آقا صرف اللہ ہے اس نے ایک خاص مقصد کے لئے انسان کو زمین پر بھیجا ہے انسان کو ایک محدود اختیار دیکر یہ دیکھنا ہے کہ وہ اپنی دنیا کی زندگی میں کیا رویہ اختیار کرتا ہے امتحان کی اس مہلت کے خاتمہ کا نام موت ہے۔ موت کے بعد انسان کا وجودِ نفسی جس کا ایک حصہ روحانی زندگی ہے اپنے رب کی طرف پلٹ کر چلا جاتا ہے اور جس طرح اس نے پیدائش کی ابتدا کی کہ جسم و روح کا تعلق قائم کیا اسی طرح وہ دوبارہ کرے گا۔ یہ اللہ کا پکا وعدہ ہے۔ حیات ثانی اس لئے ہوگی تاکہ انسان کو دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا پورا پورا بدلہ انصاف کے ساتھ مل سکے نیک عمل کرنے والوں کو جزا اور حق سے انکار کرنے والوں کو سزا مل سکے اور سزا بھی ایسی کہ پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی اور انکار حق کی پاداش میں دردناک سزا۔
مکمل جزا اور سزا کے لئے ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جو لامحدود ہو اس محدود دنیوی زندگی میں عمل کا مکمل بدلہ ممکن نہیں ہے اس لئے کہ دنیا دار العمل ہے اور عالم آخرت دار الجزاء ہے۔ یہاں بونا اور وہاں کاٹنا ہے۔

هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا

هُوَ	الَّذِىْ	جَعَلَ	الشَّمْسَ	ضِيَآءً	وَّ الْقَمَرَ	نُوْرًا	وَّقَدَّرَهٗ	مَنَازِلَ	لِتَعْلَمُوْا
وہ	جس نے	بنایا	سورج	جگمگاتا	اور چاند	نور (چمکتا)	اور مقرر کردیں اسکی	منزلیں	تاکہ تم جان لو

وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا اور چاند کو چمکتا بنایا، اور اسکی منزلیں مقرر کردیں تاکہ تم برسوں

عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ

عَدَدَ	السِّنِيْنَ	وَالْحِسَابَ	مَا خَلَقَ	اللّٰهُ	ذٰلِكَ	اِلَّا	بِالْحَقِّ	يُفَصِّلُ
گنتی	برس (جمع)	اور حساب	نہیں پیدا کیا	اللہ	یہ	مگر	حق (درست تدبیر) سے	وہ کھول کر بیان کرتا ہے

کی گنتی جان لو اور حساب، اللہ نے یہ نہیں پیدا کیا مگر درست تدبیر سے۔ وہ علم والوں کے لئے

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵ اِنَّ فِى اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ

الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ + يَّعْلَمُوْنَ	اِنَّ	فِىْ	اخْتِلَافِ	الَّيْلِ	وَالنَّهَارِ	وَمَا	خَلَقَ
نشانیاں	علم والوں کے لئے	بیشک	میں	بدلنا	رات	اور دن	اور جو	پیدا کیا

نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے۔ بیشک رات اور دن کے بدلنے میں اور جو اللہ نے آسمانوں

اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝۶

اللّٰهُ	فِىْ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	لَاٰيٰتٍ	لِقَوْمٍ + يَّتَّقُوْنَ	
اللہ	میں	آسمانوں	اور زمین	نشانیاں ہیں	پرہیزگاروں کے لئے	

اور زمین میں پیدا کیا (اسمیں) نشانیاں ہیں پرہیزگاروں کے لئے

۵ هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً
ذَاتَ ضِيَاءٍ اَىْ نورٌ وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ
قَدَّرَهٗ مِنْ حَيْثُ سَيْرِهٖ مَنَازِلَ ثَمَانِيَةً
وَّعِشْرِيْنَ مَنْزِلًا فِىْ ثَمَانٍ وَّعِشْرِيْنَ
لَيْلَةً مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّيَسْتَتِرُ لَيْلَتَيْنِ
اِنْ كَانَ الشَّهْرُ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً
اِنْ كَانَ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا
لِتَعْلَمُوْا بِذٰلِكَ عَدَدَ السِّنِيْنَ
وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ
الْمَذْكُوْرَ اِلَّا بِالْحَقِّ لَا عَبَثًا تَعَالٰى
عَنْ ذٰلِكَ يُفَصِّلُ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ
يُبَيِّنُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ يَتَدَبَّرُوْنَ

۵ اللہ وہ ذات ہے جس نے بنایا سورج کو چمکدار اور چاند کو روشن اور معین کیں اس کی سیر کے لئے اٹھائیس منزلیں کہ اٹھائیس راتوں میں ان سب میں گذرتا ہے ہر ماہ میں یہی اس کی رفتار ہے اور دو رات میں پوشیدہ رہتا ہے اگر مہینہ تیس ۳۰ دن کا ہو اور ایک رات اگر مہینہ انتیس ۲۹ دن کا ہو) تاکہ تم جانو اس کی رفتار سے شمار برسوں کے اور حساب۔

اللہ نے یہ سب تدبیر سے بنایا بے فائدہ اور فضول نہیں بنایا وہ اس سے بلند ہے۔

اللہ ظاہر فرماتا ہے اپنی آیتوں کو ان کے لئے جو سمجھتے ہیں

(۶) اِنَّ فِی اخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ بِالذَّهَابِ وَالْمَجِیْءِ وَالزِّیَادَةِ وَ النُّقْصَانِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ مِنْ مَلَائِکَةٍ وَشَمْسٍ وَقَمَرٍ وَنُجُوْمٍ وَغَیْرِ ذٰلِکَ وَ فِی الْاَرْضِ مِنْ حَیَوَانٍ وَجِبَالٍ وَ بِحَارٍ وَاَنْهٰرٍ وَاَشْجَارٍ وَ غَیْرِهَا لَاٰیٰتٍ دَلَالَاتٍ عَلٰی قُدْرَتِهٖ تَعَالٰی لِقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ○ فَیُؤْمِنُوْنَ خَصَّهُمْ بِالذِّکْرِ لِاَنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهَا۔

(۶) بیشک رات اور دن کے مختلف ہونے میں ساتھ جانے اور آنے اور زیادہ ہونے اور کم ہونے کے اور ان چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کیں آسمانوں میں یعنی فرشتے اور سورج اور چاند اور سیارے وغیرہ اور جو کچھ پیدا کئے زمین میں جانور اور پہاڑ اور دریا اور نہریں اور درخت وغیرہ بیشک ان سب میں اللہ کے کمال قدرت کی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے ڈرتے ہیں پس ایمان لاتے ہیں۔ ڈرنے والوں کو خاص ذکر فرمایا اسلئے ان نشانیوں سے انہیں کو نفع حاصل ہوتا ہے۔

تشریح

(۵) کائنات کی حکیمانہ تخلیق عقیدۂ آخرت کی دلیل ہے | اس کائنات میں ہر طرف حکمت اور گہری مقصدیت پائی جاتی ہے۔ سورج کا اُجالا، چاند کی چمک، پھر چاند کے گھٹنے بڑھنے کا ایک مقررہ حساب جو کہ برسوں اور تاریخوں کے معلوم کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اگر چاند سورج نہ ہو تو دن رات، برسوں اور قمری شمسی مہینوں کا ح اب کیسے معلوم ہوگا جس کی ضرورت دنیا کے کاروبار اور شریعت کے احکام میں لازماً ہوتی ہے چاند سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کا حساب اتنا صحیح صحیح (ACCURATE) ہے کہ ایک ہزار سال آگے کی جنتری آج مرتب کی جاسکتی ہے۔ صاف نظر آرہا ہے کہ اس کے ہر کام میں ذرّے سے لیکر آفتاب تک چھوٹی چیز سے لیکر بڑی چیز تک حکمت ہے، مصلحت ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ انسان کو عقل عطا فرمائے اخلاقی حس دے، ذمہ داری دے اور آزادانہ تصرف کے اختیارات دے اور یہ سب بے مقصد ہوں اسلئے حقیقت یہ ہے کہ

- ○ پہلی زندگی موجود ہے تو دوسری زندگی بھی ممکن ہے۔
- ○ انسان موجودہ زندگی میں اپنی ذمہ داری کو کس طرح ادا کرتا ہے عقل وانصاف کا تقاضہ ہے کہ اس کا حساب وکتاب ہونا چاہیئے۔
- ○ کائنات کا پیدا کرنے والا اعلیٰ درجہ کا حکیم ہے اس سے یہ امید نہیں ہوسکتی کہ وہ حکمت وانصاف کے تقاضوں کو پورا نہ کرے۔

اب بات صرف اتنی ہے کہ انسان عقل وفکر اور صحیح استدلال کے ذریعے آخرت، زندگی بعد موت اور حساب وکتاب کو مانتا ہے یا نہیں۔ علم والوں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں کھول کھول کر پیش کررہا ہے۔

(۶) مظاہر قدرت حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں | اگر انسان کے اندر طلب ہو اور وہ صحیح راستے پر چلنا چاہے اور ہر تعصب کو ایک طرف رکھ کر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل، علم اور شعور سے کام لے تو ہر طرف بکھری ہوئی نشانیوں کے ذریعے اس حقیقت کو پا سکتا ہے کہ ان سب چیزوں کا بنانے والا اعلیٰ درجہ کا حکیم اور دانا ہے اور یہ سب کچھ اس نے خاص حکمت اور مقصد کے تحت پیدا کیا ہے۔ یہ دن ورات کا آنا، صبح وشام کا ہونا پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ وہی ہے، وہی ہے اور صرف وہی ہے۔ وہ یکتا ہے بے مثال لازوال ہستی جس کی عظمت وکبریائی کے روبرو انسان کو سر تسلیم خم کردینا چاہیئے۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا

إِنَّ	الَّذِينَ	لَا يَرْجُونَ	لِقَاءَنَا	وَرَضُوا	بِالْحَيَوٰةِ	الدُّنْيَا	وَاطْمَأَنُّوا
بیشک	وہ لوگ جو	امید نہیں رکھتے	ہمارا ملنا	اور وہ راضی ہوگئے	زندگی پر	دنیا	اور وہ مطمئن ہوگئے

بیشک جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور وہ دنیا کی زندگی پر راضی ہوگئے اور اس پر مطمئن ہوگئے

بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ (۷)

بِهَا	وَالَّذِينَ	هُمْ	عَنْ	آيَاتِنَا	غَافِلُونَ
اس پر	اور جو لوگ	وہ	سے	ہماری آیات	غافل (جمع)

اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

(۷) إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا بِالْبَعْثِ وَرَضُوا بِالْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا بَدَلَ الْآخِرَةِ لِإِنْكَارِهِمْ لَهَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا سَكَنُوا إِلَيْهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا دَلَائِلِ وَحْدَانِيَّتِنَا غَافِلُونَ ○ تَارِكُونَ النَّظَرَ فِيهَا

(۷) بیشک جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں کرتے زندہ ہو کر اور وہ راضی ہوئے دنیا کی زندگی پر بعوض آخرت کے (کہ اس کا انکار کیا اور دنیا کی طرف مائل ہوئے اور اسی کے ساتھ آرام پکڑا اور وہ لوگ جو ہمارے ایک ہونے کی دلیلوں اور نشانیوں سے غافل ہیں انہیں غور اور فکر نہیں کرتے۔

تشریح

(۷) **دنیا اور آخرت کی صحیح بنیادوں پر تعمیر کیلئے عقیدۂ آخرت کی ضرورت** آخرت کے عقیدہ کا واضح مطلب یہ ہے کہ انسان دنیا میں صحیح یا غلط جو رویہ اختیار کرے گا مرنے کے بعد اس کو اس کی جزا یا سزا ملے گی۔ اور صحیح رویہ یہ ہے کہ انسان اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجی ہوئی ہدایت کا راستہ اختیار کرے۔ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کے لئے آخرت کے اس عقیدے کی بنیادی اہمیت ہے۔ ہزاروں سال کا تجربہ بتاتا ہے کہ جن لوگوں نے آخرت کے عقیدے کو نظر انداز کردیا ان کی دنیا بھی درست نہیں ہوسکی۔ انسان کے انفرادی اور اجتماعی رویے کے درست ہونے کے لئے یہ یقین انسانی سیرت میں پیوست ہونا ضروری ہے کہ ہمیں اپنے اعمال کا اپنے رب کے سامنے جواب دینا ہے اور اس کی نیت میں اخلاص ہو کہ میرا اچھا عمل میرے رب کی رضا کے لئے ہے اور برائی سے اسلئے بچنا ہے کہ میرا رب مجھ سے ناراض ہوگا۔ انسانی زندگی سے یہ شعور اور یقین اگر غائب ہوجائے یا کمزور پڑجائے تو انسانی عمل کی گاڑی برائی کے راستے پر چل پڑتی ہے۔

منکرینِ آخرت کے رویے میں اگر ہمیں کہیں سچائی، امانت داری، وعدے کا پورا کرنا، رحم دلی وغیرہ اچھے اوصاف نظر آتے ہیں اگر گہرائی سے جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ان کا یہ اچھے کام کرنا مخصوص فائدوں کی وجہ سے ہے وہ فائدہ یا تو اس دنیا میں انکی ذات کو ملتا ہے یا اس سوسائٹی کو جس سے وہ تعلق رکھتے ہیں۔ اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ اس قسم کی قومیں دوسروں کے معاملے میں جھوٹ، بے انصافی اور ظلم کرنے سے نہیں چوکتیں یہ قومیں دنیوی فائدے، اور نقصان سے بچنے کے لئے بیک وقت دو متضاد رویے اختیار کرلیتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان سیرت کی تعمیر کے لئے اور دنیا میں انصاف کا بول بالا کرنے کے لئے جس میں اپنے اور غیر کی کوئی تفریق نہ ہو عقیدۂ آخرت ایک ناگزیر ضرورت ہے اس لئے ارشاد باری ہے کہ جو لوگ دنیا کی زندگی پر راضی اور مطمئن ہیں اور ہماری نشانیوں سے غافل ہیں وہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی نقصان سے دوچار ہونگے۔

أُولَٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۞ ٨ إِنَّ الَّذِيْنَ

أُولَٰٓئِكَ	مَأْوٰىهُمُ	النَّارُ	بِمَا	كَانُوْا + يَكْسِبُوْنَ	إِنَّ	الَّذِيْنَ
یہی لوگ	ان کا ٹھکانا	جہنم	اسکا بدلہ جو	وہ کماتے تھے	بیشک	جو لوگ

یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے، اس کا بدلہ جو وہ کماتے تھے۔ بیشک جو لوگ ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيْمَانِهِمْ

اٰمَنُوْا	وَ + عَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ	يَهْدِيْهِمْ	رَبُّهُمْ	بِإِيْمَانِهِمْ
ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیک	انہیں راہ دکھائیگا	ان کا رب	ان کے ایمان کی بدولت

لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، ان کا رب انہیں راہ دکھائے گا ان کے ایمان کی بدولت (ایسے محلات کی)

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۞ ٩ دَعْوٰىهُمْ

تَجْرِيْ	مِنْ	تَحْتِهِمُ	الْأَنْهٰرُ	فِيْ	جَنّٰتِ	النَّعِيْمِ	دَعْوٰىهُمْ
بہتی ہوں گی	سے	ان کے نیچے	نہریں	میں	باغات	نعمت	ان کی دُعا

ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغات میں۔ اس میں ان کی دُعا (ہوگی)

فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ج وَاٰخِرُ

فِيْهَا	سُبْحٰنَكَ	اللّٰهُمَّ	وَ تَحِيَّتُهُمْ	فِيْهَا	سَلٰمٌ	وَ	اٰخِرُ
اس میں	پاک ہے تو	اے اللہ	اور ملاقات کے وقت کی دُعا	اسمیں	سلام	اور	خاتمہ

اے اللہ تو پاک ہے اور اس میں ان کی وقت ملاقات کی دُعا "سلام" ہے اور انکی دُعا کا

ع ۲
دَعْوٰىهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ ١٠ ع

دَعْوٰىهُمْ	أَنِ	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ	الْعٰلَمِيْنَ
اُن کی دُعا	کہ	تمام تعریفیں	اللہ کیلئے	رب	سارے جہان

خاتمہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے

(۸) أُولَٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۞ مِنَ الشِّرْكِ وَالْمَعَاصِيْ

(۹) إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ يُرْشِدُهُمْ رَبُّهُمْ بِإِيْمَانِهِمْ بِهٖ بِأَنْ يَجْعَلَ لَهُمْ نُوْرًا يَهْتَدُوْنَ

(۸) وہی لوگ ہیں کہ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے بسبب حاصل کرنے اور کمال شرک اور گناہوں کے۔

(۹) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کا رب انکو راہ راست دکھادے گا بسبب ان کے ایمان کے کہ انکے لئے ایک روشنی ظاہر فرمادیگا جس سے وہ قیامت میں راہ راست

بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہِمُ
الْاَنْہٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ○
(۱۰) دَعْوٰىہُمْ فِیْہَا طَلَبُہُمْ لِمَا یَشْتَہُوْنَہٗ
فِی الْجَنَّۃِ اَنْ یَّقُوْلُوْا سُبْحٰنَکَ اللّٰہُمَّ
اَیْ یَا اَللّٰہُ فَاِذَا مَا طَلَبُوْہُ بَیْنَ
اَیْدِیْہِمْ وَتَحِیَّتُہُمْ فِیْمَا بَیْنَہُمْ
فِیْہَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىہُمْ اَنِ
مُفَسَّرَۃٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ ○ ع

دیکھ لیں گے اور جنت میں بھیجے جاوینگے ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی آرام کے باغوں میں۔

(۱۰) جس چیز کو ان کا دل چاہے گا اور اس کو طلب کرنا چاہیں گے تو یہ کہیں گے سبحانک اللھم۔ پاک ہے تو اے اللہ۔ بس جس وقت یہ کلمہ مقدسہ کہیں گے فوراً وہ چیز جس کی طلب ان کو ہے سامنے موجود ہو جائیگی۔ اور ان کی دعا جنت میں باہم ایک دوسرے کے لیے یہ ہے کہ کہیں گے تم پر سلامتی ہو اور آخر پکارنا ان کا یہ ہوگا کہ تمام تعریفیں کے لیئے ہیں جو رب ہے تمام جہان کا۔

تشریح

(۸) منکرین آخرت کا غلط رویہ انکو جہنم میں پہنچا دیگا | آخرت کے عقیدے کا انکار کرنے والوں کا طرزِ عمل ان کو دنیا میں بھی لے ڈوبے گا اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور یہ سب ان کی برائیوں کی پاداش میں ہوگا جو وہ کرتے رہے ہیں۔

(۹) ایمان سیدھی راہ پر چلاتا ہے اور اس کا بہترین نتیجہ سامنے آئے گا | ایمان اس بات کو تسلیم کرنے اور اس عقیدے کا نام ہے کہ ہدایت کا سرچشمہ صرف اللہ تعالٰے ہے۔ جب یہ عقیدہ نفس کے اندر پیوست ہو جاتا ہے تو انسان کی زندگی میں ایک تبدیلی اور انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ ایمان کی وجہ سے اس کو صحیح اور غلط، حق اور باطل میں تمیز پیدا ہوتی ہے اور وہ راہِ راست پر چلتا رہتا ہے۔ آخرت میں اس کا نتیجہ اس بہترین شکل میں سامنے آئے گا کہ اس کو وہ نعمت بھری جنت ملے گی جس کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔

○ قرآن مجید میں جگہ جگہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کا لفظ ساتھ ساتھ آیا ہے جس طرح جسمانی زندگی میں غذا کا اصل فائدہ جب ہوتا ہے جب وہ ہضم ہو کر خون بنے اور وہ خون جسم کے ہر حصے میں پہونچ کر قوت وطاقت دے اسی طرح اخلاقی زندگی میں بھی صحیح عقیدہ اور ایمان جب ہی نتائج پیدا کرتا ہے کہ اس عقیدے کے ذریعے عمل و کردار کی طاقت حاصل ہو اور وہ عمل نہ صرف عبادات بلکہ اخلاق، معاشرت، معیشت اور جملہ معاملات میں سرایت کرکے پوری انسانی زندگی کو بندگی کے سانچے میں ڈھالدے۔

(۱۰) جنت میں زندگی کا نقشہ کیسا ہوگا | ایمان اور عمل صالح کے نتیجے میں دنیا کے دارالامتحان سے کامیاب ہو کر نکلنے کے بعد جب انسان نعمت بھری جنت میں پہونچے گا تو دنیا میں ایمان اور عمل صالح کے نتیجے میں اس کے فکر میں جو بلندی اور اخلاق کی فضیلت اور سیرت و کردار کی پاکیزگی حاصل ہوئی وہ جنت کے پاکیزہ ماحول میں اور زیادہ نکھر کر سامنے آئے گی۔ ان کے وہ بہترین اوصاف جو دنیا میں عمل صالح کے نتیجے میں پروان چڑھے تھے اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہونگے۔ جنت والوں کا بہترین مشغلہ اللہ تعالٰے کی حمد و تقدیس ہوگا جس کے وہ دنیا میں بھی خوگر تھے۔ جنت والوں کی سوسائٹی میں ایک دوسرے کی سلامتی کا وہی بہترین جذبہ کارفرما ہوگا جو دنیا میں ان کے معاشرے کی روح تھا۔ ان کی زبانوں پر سلام و سلامتی ہوگی۔ ان کی ہر بات کا خاتمہ اللہ رب العالمین کی حمد و ستائش پر ہوگا۔

وَلَوۡ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسۡتِعۡجَالَهُمۡ بِالۡخَيۡرِ لَقُضِيَ اِلَيۡهِمۡ اَجَلُهُمۡ

وَلَوۡ	يُعَجِّلُ	اللّٰهُ	لِلنَّاسِ	الشَّرَّ	اسۡتِعۡجَالَهُمۡ	بِالۡخَيۡرِ	لَقُضِيَ	اِلَيۡهِمۡ	اَجَلُهُمۡ
اور اگر	جلد بھیجدیتا	اللہ	لوگوں کو	برائی	اور جلد چاہتے ہیں	بھلائی	توپھر ہوچکی ہوتی	انکی طرف	انکی عمر کی میعاد

اور اگر اللہ لوگوں کو جلد برائی بھیجتا جیسے وہ جلد بھلائی چاہتے ہیں تو پوری ہوچکی ہوتی انکی عمر کی میعاد

فَنَذَرُ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا فِيۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ⑪ وَاِذَا

فَنَذَرُ	الَّذِيۡنَ	لَا يَرۡجُوۡنَ	لِقَآءَنَا	فِيۡ	طُغۡيَانِهِمۡ	يَعۡمَهُوۡنَ	وَ	اِذَا
پس ہم چھوڑ دیتے ہیں	وہ لوگ جو	وہ امید نہیں رکھتے	ہماری ملاقات	میں	انکی سرکشی	وہ بہکتے ہیں	اور	جب

پس ہم ان لوگوں کو سرکشی میں بہکتے چھوڑ دیتے ہیں جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے۔ اور جب

مَسَّ الۡاِنۡسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنۡۢبِهٖۤ اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا

مَسَّ	الۡاِنۡسَانَ	الضُّرُّ	دَعَانَا	لِجَنۡۢبِهٖۤ	اَوۡ	قَاعِدًا	اَوۡ	قَآئِمًا	فَلَمَّا
پہنچتی ہے	انسان	تکلیف	وہ ہمیں پکارتا ہے	اپنے پہلو پر (لیٹا ہوا)	یا (اور)	بیٹھا ہوا	یا (اور)	کھڑا ہوا	پھر جب

انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹا ہوا، اور بیٹھا ہوا اور کھڑا ہوا ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب

كَشَفۡنَا عَنۡهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنۡ لَّمۡ يَدۡعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ

كَشَفۡنَا	عَنۡهُ	ضُرَّهٗ	مَرَّ	كَاَنۡ	لَّمۡ يَدۡعُنَاۤ	اِلٰى	ضُرٍّ	مَّسَّهٗ	كَذٰلِكَ	زُيِّنَ
ہم دور کردیں	اس سے	اسکی تکلیف	چل پڑا	گویا کہ	ہمیں پکارا نہ تھا	کسی	تکلیف	اسے پہنچی	اسی طرح	بھلا کردکھایا

ہم دور کردیں اس سے اسکی تکلیف تو (یوں) چل پڑا گویا کہ کسی تکلیف میں جو اسے پہنچی اس نے ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے بڑھنے

لِلۡمُسۡرِفِيۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ⑫

لِلۡمُسۡرِفِيۡنَ	مَا	كَانُوۡا + يَعۡمَلُوۡنَ
حد سے بڑھنے والوں کو	جو	وہ کرتے تھے (انکے کام)

والوں کو بھلا کردکھایا جو کام وہ کرتے تھے۔

⑪ وَنَزَلَ لَمَّا اسۡتَعۡجَلَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ الۡعَذَابَ وَلَوۡ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسۡتِعۡجَالَهُمۡ اَيۡ كَاسۡتِعۡجَالِهِمۡ بِالۡخَيۡرِ لَقُضِيَ بِالۡبِنَاءِ لِلۡمَفۡعُوۡلِ وَالۡفَاعِلِ اِلَيۡهِمۡ اَجَلُهُمۡ بِالرَّفۡعِ وَالنَّصۡبِ بِاَنۡ يُّهۡلِكَهُمۡ وَلٰكِنۡ يُّمۡهِلُهُمۡ فَنَذَرُ نَتۡرُكُ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا فِيۡ

⑪ وَلَوۡ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الخ اور اگر جلدی بھیجے اللہ لوگوں کو برائی جیسے کہ وہ جلد طلب کرتے ہیں بھلائی کو تو پوری ہوجائے انکی مدت یعنی ان کو ہلاک کرڈالے ولیکن ان کو مہلت دیتا ہے پس ہم چھوڑتے ہیں ان لوگوں کو جو ہم سے ملنے کی امید نہیں کرتے اسکی سرکشی میں کہ وہ حیران ہیں اس میں۔

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ يَتَرَدَّدُوْنَ مُتَحَيِّرِيْنَ
(۱۲) وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الْكَافِرَ الضُّرُّ الْمَرَضُ
وَالْفَقْرُ دَعَانَا لِجَنْبِهِ اَىْ مُضْطَجِعًا اَوْ قَاعِدًا
اَوْ قَائِمًا اَىْ فِىْ كُلِّ حَالٍ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ
ضُرَّهُ مَرَّ عَلٰى كُفْرِهٖ كَاَنْ مُخَفَّفَةٌ وَاسْمُهَا
مَحْذُوْفٌ اَىْ كَاَنَّهُ لَمْ يَدْعُنَا اِلٰى ضُرٍّ
مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ كَمَا زُيِّنَ لَهُ الدُّعَاءُ عِنْدَ الضَّرَرِ
وَالْاِعْرَاضُ عِنْدَ الرَّخَاءِ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(۱۲) اور جب انسان کافر کو بیماری اور افلاس لاحق ہوتا ہے تو ہر حال میں ہم کو پکارتا ہے لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوکر۔ پھر جب اس سے بیماری اور افلاس دُور کردیتے ہیں تو اپنے اسی انکار اور کفر پر رہتا ہے گویا کہ اس نے ہم کو کسی بیماری اور افلاس کے دور کرنے کے لئے جو اس کو پہنچا نہیں پکارا جسطرح کافر کو یہ امر اچھا کردیا گیا کہ وہ بیماری وغیرہ میں ہم کو پکارتا ہے اور خوشحالی میں منہ پھیرتا ہے اسی لئے مشرکین کو انکے عمل اچھے کرکے دکھائے گئے، کہ وہ ان سے خوش ہیں۔

تشریح

(۱۱) اللہ تعالیٰ مجرموں کو ڈھیل دیتا ہے | اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ اپنے بندوں پر رحم وکرم کرنے میں جتنی جلدی کرتا ہے ان کو پکڑنے اور سزا دینے میں اتنی ہی دیر کرتا ہے اور ڈھیل دیتا ہے حالانکہ بعض اوقات انسان اپنی بے وقوفی میں کہہ بھی اٹھتا ہے کہ جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو وہ آ کیوں نہیں جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت یہی ہے کہ لوگوں کو موقع دیا جائے تاکہ اس ڈھیل سے نیک لوگوں کو نصیحت حاصل ہو ان کی تربیت ہو اور بدکار اپنی غفلت میں پڑکر پاپ کا گھڑا بھرلیں اور انکی شرارت کی سزا ان کو مل جائے۔

(۱۲) جب انسان مصیبت میں گھر جاتا ہے تو رب کو یاد کرتا ہے | کیونکہ اللہ کی ربوبیت انسان کی فطرت میں داخل ہے اس لئے جب وہ مصیبت میں گھرتا ہے تو پروردگار کو یاد کرتا ہے۔

ان آیات کے نزول کے زمانے میں مکے میں سخت قحط پڑا تھا۔ قحط اتنا شدید تھا کہ مکے کے لوگ چلّا اٹھے تھے بتوں کے بجائے اللہ کے سامنے دعائیں اور زاریاں کرتے تھے۔ اسی زمانے میں ابوسفیان نے نبی ؐ کی خدمت میں آکر درخواست کی کہ آپ اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے اللہ سے دعا فرمائیں۔ مگر جب وہ قحط دور ہوگیا بارشیں ہونے لگیں، خوش حالی کا دَور آگیا تو پھر وہی سرکشیاں بداعمالیاں اور اللہ کے دین کے خلاف سرگرمیاں شروع ہوگئیں۔

یہ انسان بڑا عجیب ہے مصیبت ٹل جاتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ اس نے برے وقت میں کبھی رب کو پکارا ہی نہیں تھا۔ راحت کے دور میں مصیبت کو بھول جاتا ہے۔ یہی وہ لچھن ہیں اور یہی وہ غفلت ہے جس کی وجہ سے قوموں پر عذاب آتا ہے۔

حد سے بڑھنے والوں کے لئے دنیا کے اعمال خوشنما بنادئے گئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ سب اسی طرح ٹھیک ٹھاک رہے گا اور ہم جو چاہیں گے کرتے رہیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ وہ زیادہ دیر تک اس دنیا میں فتنہ فساد کو برداشت نہیں کرتا۔ ورنہ دنیا کا یہ نظام تباہ وبرباد ہو جائے اور اللہ کے بندوں کے لئے سانس لینا مشکل ہو جائے

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

رُسُلُهُمْ	وَجَآءَتْهُمْ	ظَلَمُوْا	لَمَّا	قَبْلِكُمْ	مِنْ	الْقُرُوْنَ	وَلَقَدْ + اَهْلَكْنَا
اُنکے رسول	اور انکے پاس آئے	انہوں نے ظلم کیا	جب	تم سے پہلے	سے	امتیں	اور ہم نے ہلاک کر دیا

اور ہم نے تم سے پہلے کئی امتیں ہلاک کردیں جب انہوں نے ظلم کیا اور ان کے پاس آئے

بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ⑬

الْمُجْرِمِيْنَ	الْقَوْمَ	نَجْزِي	كَذٰلِكَ	كَانُوْا + لِيُؤْمِنُوْا	وَمَا	بِالْبَيِّنٰتِ
مجرموں کی	قوم	ہم بدلہ دیتے ہیں	اسی طرح	ایمان لاتے نہ تھے	اور نہ	کھلی نشانیوں کے ساتھ

انکے رسول کھلی نشانیوں کے ساتھ، وہ ایمان نہ لاتے تھے اسی طرح ہم مجرموں کی قوم کو بدلہ دیتے ہیں۔

⑬ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُمَمَ مِنْ قَبْلِكُمْ يَا اَهْلَ مَكَّةَ لَمَّا ظَلَمُوْا بِالشِّرْكِ وَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ الدَّالَّاتِ عَلٰى صِدْقِهِمْ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا عَطْفٌ عَلٰى ظَلَمُوْا كَذٰلِكَ كَمَا اَهْلَكْنَا اُولٰٓئِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ○ الْكَافِرِيْنَ۔

⑬ اور البتہ ہم نے ہلاک کیا اے اہل مکہ تم سے پہلی امتوں کو جبکہ انہوں نے ناانصافی سے شرک کیا اور بیشک ان کے پیغمبر ان کے پاس ظاہر دلیلیں اپنے سچے ہونے کی لائے اور وہ کفار نہیں ہیں ایمان لانے والے، جسطرح ہم نے انکو ہلاک کیا اسی طرح جزا دیتے ہیں قوم کافر کو۔

تشریح

⑬ **تاریخ ظالموں کا انجام بیان کرتی ہے** ہر دور میں ایسی ایسی قومیں گذری ہیں جو اپنے وقت میں بام عروج پر تھیں لیکن جب ان قوموں نے ظلم کی روش اختیار کی تو ان کو ان کے ظلم کی سزا مل کر رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالم کے ظلم کو کسی حال میں برداشت نہیں کرتے۔ ایک ظالم سب سے پہلے اپنے پروردگار کا حق سلب کرتا ہے کیونکہ پروردگار کا حق یہی ہے کہ اس کی فرماں برداری کی جائے ظالم نافرمانی کرکے اللہ کے حق کو پامال کرتا ہے۔ ظالم اپنے ظلم میں جن جن چیزوں کو اور اپنے وسائل کو استعمال کرتا ہے وہ ان پر بھی ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ یہ کائنات اللہ کی ملکیت ہے اور اس پر اپنے اختیارات کا استعمال اللہ کی مرضی کے خلاف نہیں کیا جاسکتا اس لئے ظالم اپنے ظلم سے ان تمام وسائل پر ظلم کرتا ہے جو اس نے اپنے ظلم کے سلسلے میں استعمال کئے ہیں۔ ایک ظالم اپنی ذات پر بھی ظلم کرتا ہے کیونکہ انسان کا اپنی ذات پر یہ حق ہے کہ وہ فرماں برداری کرکے اپنے آپ کو تباہی سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ اسی لئے رسولوں کو بھیجتا ہے جو انسانوں کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آتے ہیں مگر جب انسان کسی طرح اپنی روش بدلنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ مجرموں کو ان کے جرم کا بدلہ دے کر رہتے ہیں۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ

ثُمَّ	جَعَلْنٰكُمْ	خَلٰٓئِفَ	فِي	الْاَرْضِ	مِنْ + بَعْدِهِمْ	لِنَنْظُرَ
پھر	ہم نے بنایا تمہیں	جانشین	میں	زمین	ان کے بعد	تاکہ ہم دیکھیں

پھر ہم نے تمہیں زمین میں ان کے بعد جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں تم

كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا

كَيْفَ	تَعْمَلُوْنَ	وَ	اِذَا	تُتْلٰى	عَلَيْهِمْ	اٰيَاتُنَا
کیسے	تم کام کرتے ہو	اور	جب	پڑھی جاتی ہیں	اُن پر (ان کے سامنے)	ہماری آیات

کیسے کام کرتے ہو ۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری واضح

بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ

بَيِّنٰتٍ	قَالَ	الَّذِيْنَ	لَا يَرْجُوْنَ	لِقَآءَنَا	ائْتِ	بِقُرْاٰنٍ
واضح	کہتے ہیں	وہ لوگ جو	امید نہیں رکھتے	ہم سے ملنے کی	لے آ	کوئی قرآن

آیتیں تو جو لوگ ہم سے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں، اس کے علاوہ کوئی اور

غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ

غَيْرِ + هٰذَآ	اَوْ	بَدِّلْهُ	قُلْ	مَا	يَكُوْنُ	لِيْٓ	اَنْ
اس کے علاوہ	یا	بدل دو	آپ کہہ دیں	نہیں	ہے	میرے لئے	کہ

قرآن لے آؤ یا اسے بدل دو، آپ کہہ دیں میرے لئے (روا) نہیں ہے کہ میں

اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ

اُبَدِّلَهٗ	مِنْ	تِلْقَآئِ	نَفْسِيْ	اِنْ + اَتَّبِعُ	اِلَّا مَا	يُوْحٰى	اِلَيَّ
اسے بدلوں	سے	جانب	اپنی	میں نہیں پیروی کرتا	مگر جو	وحی کیا جاتا ہے	میری طرف

اپنی جانب سے بدلوں، میں پیروی نہیں کرتا مگر (اسکی) جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے

اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

اِنِّيْٓ	اَخَافُ	اِنْ	عَصَيْتُ	رَبِّيْ	عَذَابَ	يَوْمٍ	عَظِيْمٍ
بیشک میں	ڈرتا ہوں	اگر	میں نے نافرمانی کی	اپنا رب	عذاب	دن	بڑا

اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

(۱۴) ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ يا اهل مكة خَلٰٓئِفَ
جمع خليفة فِى الْاَرْضِ مِنْۢ
بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝
فيها وهل تعتبرون بهم فتصدقوا
رسلنا

(۱۵) وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا القرآن
بَيِّنٰتٍ ظاهرات حال قَالَ الَّذِيْنَ
لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لا يخافون
البعث ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ ليس
فيه عيب آلهتنا اَوْ بَدِّلْهُ مِنْ
تلقائى نفسك قُلْ مَا يَكُوْنُ يَنْبَغِىْ
لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ قِبَلِ
نَفْسِيْ ۚ اِنْ مَا اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ
اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ بتبديله
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ هو يوم القيمة

(۱۴) پھر ہم نے تم کو اے اہل مکہ ان کے بعد زمین میں خلیفہ بنایا تھا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم زمین میں کیا عمل کرتے ہو اور آیا تم انکے حال سے عبرت پکڑتے ہو یا نہیں تاکہ نصیحت سنکر ہمارے پیغمبروں کو سچا سمجھو

(۱۵) اور جب ان پر ہماری آیتیں ظاہر یعنی قرآن پڑھا جاتا ہے تو جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے مرنے کے بعد جینے اور اٹھنے سے نہیں ڈرتے وہ کہتے ہیں کہ لا تو کوئی دوسرا قرآن سوا اس قرآن کے جسمیں ہمارے بتوں کے عیب بیان نہ ہوں یا اس کو بدل دے اپنے جی سے تم اے محمدؐ ان سے کہدو کہ مجھ کو یہ لائق نہیں کہ قرآن کو بدل دوں اپنے جی سے میں اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی گئی۔ اگر میں اپنے رب کے حکم کے خلاف قرآن کو بدل دوں تو میں قیامت کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

تشریح

(۱۴) پچھلی قوموں کی ناکارگی کے بعد اب تمہارے امتحان کی باری ہے | اے عرب کے لوگو اب اللہ نے تمہارے درمیان پیغمبر آخر الزماں حضرت محمدؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اب تمہیں خلافت کی ذمہ داریوں کے ادا کرنے کا موقع ملا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ تم کہاں تک خالق و مخلوق کے حقوق کو پہچانتے ہو پچھلی قوموں کی تاریخ سے سبق لو اور وہ غلطیاں نہ کرو جس کی وجہ سے وہ تباہی کے انجام کو پہنچ چکی ہیں۔

(۱۵) قرآن کی دعوت۔ مکمل تابعداری | قرآن کی دعوت یہ ہے کہ پوری زندگی میں، زندگی کی ہر حرکت میں اور ہر گوشۂ حیات میں اس ضابطہ کی مکمل فرمانبرداری کیجائے جو انسانوں کے رب کی طرف سے اس کے پیغمبروں کے ذریعے انسانوں کی طرف بھیجا جارہا ہے۔ اس دعوت میں کسی کتر بیونت کی اور کمی بیشی کی کسی طرح کی لچک اور ڈھیل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سیدھی سی بات ہے ماننا ہے تو پوری دعوت کو مانو پورے کے پورے دین میں داخل ہو جاؤ۔ نہیں ماننا ہے تو مت مانو یہاں آدھے تیتر آدھے بٹیر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس واضح اور صاف دوٹوک اعلان کے باوجود جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی دعوت پیش کرتے تھے اور اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے تھے تو جن آیتوں میں ہلکی پھلکی نصیحتیں ہوتی تھیں ان کو تو یہ ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر لیتے تھے اور جہاں کہیں انکے بنیادی عقیدوں پر ضرب پڑتی تھی اور اپنے مفادات کی قربانی دینی پڑتی تھی تو تلملا جاتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ یا تو کوئی دوسرا قرآن لے آئیں یا اس قرآن میں کچھ لچک پیدا کر دیں جس سے آپ کی بات بھی رہ جائے اور ہمارا کام بھی بن جائے کچھ لے دے کا معاملہ ہو کر بیچ کا راستہ نکل آئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیغمبر ان سے صاف صاف کہہ دو کہ میں اپنی طرف سے اللہ کے کلام میں اور اس کی دعوت میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا تمہاری طرح میں بھی اسی کے احکام کی پیروی پر مامور ہوں مجھے کسی رد و بدل کا کوئی اختیار نہیں ہے قبول کرنا ہو تو اس پورے دین کو جوں کا توں قبول کر لو، اگر میں اس کے خلاف کروں گا تو مجھے بھی اللہ کے عذاب کا ایسا ہی ڈر ہے جیسے دوسرے تمام انسانوں کو ہے اسلئے میں خود بھی پابند ہوں اور تمہیں بھی ان ضابطوں کا پابند ہونا پڑے گا۔ آج بھی رواداری اور باہمی اتحاد اور اتفاق اور مشترک بنیادوں کی تلاش کے خوبصورت عنوانات سے یہ پرانے مطالبات پرانی شراب نئی بوتل کے انداز میں سامنے آتے رہتے ہیں۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫ۖ

قُلْ	لَّوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَا تَلَوْتُهٗ	عَلَيْكُمْ	وَ	لَآ اَدْرٰىكُمْ	بِهٖ
آپ کہدیں	اگر	چاہتا	اللہ	نہ پڑھتا میں اسے	تم پر	اور	نہ خبر دیتا تمہیں	اسکی

آپ کہہ دیں اگر اللہ چاہتا تو میں اُسے تم پر (تمہارے سامنے) نہ پڑھتا اور نہ تمہیں اس کی خبر دیتا

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

فَقَدْ	لَبِثْتُ	فِيْكُمْ	عُمُرًا	مِّنْ قَبْلِهٖ	اَفَلَا	تَعْقِلُوْنَ
تحقیق	میں رہ چکا ہوں	تم میں	ایک عمر	اس سے پہلے	سو کیا نہ	عقل سے کام لیتے

میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہ چکا ہوں سو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ؟

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى	اللّٰهِ	كَذِبًا	اَوْ	كَذَّبَ
سو کون	بڑا ظالم	اس سے جو	باندھے	پر	اللہ	جھوٹ	یا	جھٹلائے

سو اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے ؟ یا اس کی آیتوں کو

بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

بِاٰيٰتِهٖ	اِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الْمُجْرِمُوْنَ	وَ	يَعْبُدُوْنَ	مِنْ
اسکی آیتوں کو	بیشک وہ	فلاح نہیں پاتے	مجرم (جمع)	اور	وہ پوجتے ہیں	سے

جھٹلائے ۔ بیشک مجرم فلاح (دو جہان کی کامیابی) نہیں پاتے ۔ اور وہ اللہ کے سوا انہیں پوجتے

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ

دُوْنِ	اللّٰهِ	مَا	لَا يَضُرُّهُمْ	وَلَا يَنْفَعُهُمْ	وَ	يَقُوْلُوْنَ	هٰٓؤُلَآءِ
سوا	اللہ	جو	نہ ضرر پہنچا سکے انہیں	اور نہ نفع دے سکے انہیں	اور	وہ کہتے ہیں	یہ سب

ہیں جو انہیں نہ ضرر پہنچا سکیں اور نہ نفع دے سکیں اور وہ کہتے ہیں یہ سب

شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ

شُفَعَآؤُنَا	عِنْدَ اللّٰهِ	قُلْ	اَتُنَبِّئُوْنَ	اللّٰهَ	بِمَا	لَا يَعْلَمُ	فِى السَّمٰوٰتِ
ہمارے سفارشی	اللہ کے پاس	آپ کہدیں	کیا تم خبر دیتے ہو	اللہ	اسکی جو	وہ نہیں جانتا	آسمانوں میں

اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں ۔ آپ کہدیں کیا تم اللہ کو اس کی خبر دیتے ہو جو وہ نہیں جانتا آسمانوں میں

وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ⑱

وَ لَا	فِي	الْاَرْضِ	سُبْحٰنَهٗ	وَ تَعٰلٰى	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ
اور نہ	میں	زمین	وہ پاک ہے	اور بالا تر	اس سے جو	وہ شرک کرتے ہیں ۔

اور نہ زمین میں ، وہ پاک ہے اور وہ بالا تر ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں ۔

(۱۶) قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَ
لَاۤ اَدْرٰىكُمْ اَعْلَمَكُمْ بِهٖ وَلَا نَافِيَةٌ
عَطْفٌ عَلٰى مَا قَبْلَهٗ وَفِيْ قِرَاءَةٍ
بِلَامِ جَوَابِ لَوْ اَيْ لَاَعْلَمَكُمْ بِهٖ
عَلٰى لِسَانِ غَيْرِيْ فَقَدْ لَبِثْتُ
مَكَثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا سِنِيْنًا اَرْبَعِيْنَ
مِّنْ قَبْلِهٖ لَا اُحَدِّثُكُمْ بِشَيْءٍ
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ اَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ
قِبَلِيْ.

(۱۶) کہدو اگر اللہ چاہتا تو میں اسکو تم پر نہ پڑھتا اور اللہ تم کو اس کا علم نہ دیتا اور نہ سکھلاتا اور ایک قراۃ میں لَاَدْرٰكُمْ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو کسی دوسرے شخص کی زبانی تم کو اسکی اطلاع دیتا۔ پس بلاشبہ میں تم میں اس سے پہلے چالیس برس رہا ہوں کبھی کوئی بات تم سے اس قسم کی نہ کہتا تھا اگر میں اپنے جی سے کہتا تو اسوقت بھی تم سے کہا کرتا پس کیا تم نہیں سمجھتے کہ یہ میری جانب سے نہیں ۔

(۱۷) فَمَنْ اَيْ لَا اَحَدٌ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا بِنِسْبَةِ الشَّرِيْكِ اِلَيْهِ
اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ الْقُرْاٰنِ اِنَّهٗ اَيِ الشَّاْنُ لَا
يُفْلِحُ يَسْعَدُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ الْمُشْرِكُوْنَ

(۱۷) سو اس سے زیادہ کوئی ناانصاف نہیں جو اللہ پر بہتان اور جھوٹ باندھے یعنی اس کا شریک بنادے یا اسکی آیتوں یعنی قرآن کو جھٹلاوے بیشک بات یہ ہے کہ مشرکوں کی قسمت میں سعادت وفلاح نہیں ۔

(۱۸) وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَيْ غَيْرِهٖ
مَا لَا يَضُرُّهُمْ اِنْ لَمْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يَنْفَعُهُمْ
اِنْ عَبَدُوْهُ وَهُوَ الْاَصْنَامُ وَيَقُوْلُوْنَ عَنْهَا
هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَهُمْ
اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ تُخْبِرُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي
السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ اِذْ
لَوْ كَانَ لَهٗ شَرِيْكٌ لَعَلِمَهٗ اِذْ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ
سُبْحٰنَهٗ تَنْزِيْهًا لَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ مَعَهٗ

(۱۸) اور یہ مشرکین اللہ کے سوا ان بتوں کو پوجتے ہیں کہ اگر ان کو نہ پوجیں تو وہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر ان کو پوجیں تو کچھ نفع نہیں دے سکتے ۔ اور ان بتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں نزدیک اللہ کے ان سے کہدو کیا تم بتلاتے ہو اللہ کو وہ چیز کہ وہ نہیں جانتا اسکو آسمانوں میں اور نہ زمین میں یعنی اگر اللہ کے کوئی شریک ہوتا تو وہ اس کو جانتا کہ اس پر کوئی چیز مخفی نہیں وہ پاک اور بلند ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک بنانے سے ۔

تشریح

(۱۶) قرآن اللہ کا کلام ۔ حضرت محمد اللہ کے سچے رسول ہیں | حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے ۔ نبوت سے پہلے کی چالیس سالہ زندگی ایک کھلی کتاب کیطرح لوگوں کے سامنے تھی وہیں پلے بڑھے جوان ہوئے اور ادھیڑ عمر کو پہنچے اس چالیس سالہ زندگی میں آپ کی دو باتیں سب کے سامنے انتہائی نمایاں ہیں ایک تو یہ کہ آپ اُمی محض تھے ۔ آپ نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا کسی کی تعلیم وتربیت میں نہیں رہے اور

اس پوری چالیس سالہ زندگی میں کسی نے آپکی زبان سے حکمت و دانش اور علم کی کوئی ایسی بات نہیں سنی جو آپؐ کی موجودہ علوم کی تمہید کہی جائے کیا یہ ممکن ہے کہ چالیس سال کے بعد آپؐ کی زبانِ مبارک سے علم و حکمت کے وہ چشمے پھوٹ پڑیں جس کو سنکر دنیا کے علماء و عقلاء اور حکماء حیران و ششدر رہ جائیں ۔ اچانک آپؐ کی زبان سے وہ شاندار کلام نکلنے لگے کہ دنیا بھر کے ادیب اس کا جواب لانے سے عاجز رہ جائیں یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن آپ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اللہ کا کلام ہے جو آپ کی زبان سے جاری ہوا۔ آپؐ کا علم کسبی نہیں جو آپنے کسی دوسرے سے حاصل کیا ہو بلکہ آپکا علم وہبی ہے، اللہ کا عطیہ ہے۔ اللہ نے آپؐ کے سینے کو دنیا بھر کے علوم سے مالا مال کر دیا اُوْتِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مجھے اگلوں اور پچھلوں کے تمام علوم عطا کر دئے گئے۔

دوسری چیز جو آئینہ کی طرح سب کے سامنے تھی کہ اس چالیس سالہ زندگی میں کبھی کسی نے آپکی زبان مبارک سے کبھی کوئی جھوٹ بات نہیں سُنی۔ دیانت و امانت، اخلاق و مروت، ہمدردی و محبت آپکی زندگی کی وہ نمایاں خوبیاں تھیں جس سے مکہ کا بچہ بچہ واقف تھا۔ نبوت سے پانچ سال پہلے ہی کی تو بات ہے آپکی عمر صرف پینتیس ۳۵ سال تھی کعبہ کی تعمیر کے وقت حجرِ اسود کو نصب کرنے کے معاملے میں قریش کے مختلف خاندان آپس میں جھگڑ پڑے تھے اور یہ طے ہوا تھا کہ کل جو شخص سب سے پہلے باب بنی شیبہ سے حرم میں داخل ہوگا وہ ہمارے معاملے کا فیصلہ کرے گا اور ہم سب اس کے ماننے کے پابند ہونگے۔ اگلی صبح تمام قبیلوں کے لوگ اپنے اپنے سرداروں کے ساتھ حرم میں جمع تھے سب کی نگاہیں بنی شیبہ کے دروازے پر لگی تھیں دیکھو کون آتا ہے ؟ صفا کی پہاڑیوں کے پیچھے سے صبح کے سورج نے حرم میں جھانکا تو سب نے دیکھا کہ باب بنی شیبہ سے ایک اور سورج نکل رہا ہے وہ جس کی امانت، صداقت اور انصاف پسندی کے ترانے ہر ایک کے لبوں پر تھے، خوشی کے نعروں سے حرم کے در و دیوار گونج اٹھے۔ ھٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِیْنَا، ھٰذَا مُحَمَّدٌ" یہ سچے آدمی ہیں یہ محمدؐ ہیں ہم انکے فیصلے پر راضی ہیں (معمارِ انسانیت ص۴۲ ص۴۳) اس واقعے نے آپکی امانت و صداقت پر سب کی شہادت ثبت کر دی۔ جس شخص نے تمام عمر کبھی کوئی جھوٹ بات زبان سے نہ نکالی ہو آج وہ اتنا بڑا جھوٹ کیسے گھڑ سکتا ہے کہ یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ مجھے اللہ نے اپنا رسول مقرر کیا ہے اور مجھ پر اپنا کلام اتارا ہے۔ اسلئے اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ اے پیغمبر آپ صاف کہدیں کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں اللہ کی مرضی سے کر رہا ہوں اگر وہ چاہتا اور اسکی مشیت یہی ہوتی تو میں تمہیں قرآن کبھی نہ سناتا بلکہ تمہیں اسکی خبر بھی نہ دیتا کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے آخر نبوت کے دعوے سے پہلے میں چالیس سال تمہارے درمیان گذار چکا ہوں بتاؤ کیا کبھی تم نے کوئی جھوٹ بات میری زبان سے سُنی ؟۔

(۱۷) جھوٹے کو کبھی حقیقی فلاح حاصل نہیں ہوسکتی | کیونکہ اللہ تعالٰی نے یہ دنیا امتحان اور آزمائش کے لئے بنائی ہے اور انسان کو علم و فہم اور عقل و دانش سے نوازا ہے کہ وہ ان چیزوں سے کام لیکر سچ اور جھوٹ میں فرق کرے اور حقیقت تک رسائی حاصل کرے اسلئے ایسا ہوتا ہے کہ مجرم اور جھوٹے لوگ بظاہر دنیا میں پنپتے نظر آتے ہیں لیکن یہ ان کی چمک دمک اس کھوٹے زیور کی طرح ہوتی ہے جو بظاہر تو نگاہوں کو خیرہ کرتا ہے لیکن حقیقت شناس نظریں ظاہری چمک دمک سے دھوکہ نہیں کھاتیں اور کھرے کھوٹے کو پہچان لیتی ہیں اسلئے کامیابی اور فلاح جس کو حقیقت میں سچی کامیابی اور حقیقی فلاح کہا جائے کبھی بھی جھوٹ کو حاصل نہیں ہوتی۔ اسلئے اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو ایک جھوٹ بات گھڑے اور اس کو اللہ کی طرف منسوب کردے اور کہہ دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا مجھ پر اللہ نے اپنا کلام اتارا ہے جیسے جھوٹے مدعیانِ نبوت کیا کرتے ہیں۔

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو جانتا ہے کہ یہ واقعی اللہ کا کلام ہے اور اس کی آیات ہیں پھر بھی انکو جھٹلائے اور ماننے سے انکار کردے جیسا کہ یہ مخالفین کر رہے ہیں۔ یقیناً مجرم اور جھوٹے لوگ کبھی فلاح یاب نہیں ہوسکتے۔ سچ کا بول بالا اور جھوٹے کا منہ کالا ہو کر رہے گا۔

(۱۸) بُت پرستی بے اصل ہے | اللہ تعالٰی کو چھوڑ کر بتوں کی اور دوسری چیزوں کی پرستش کرنے والے ان چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جنہیں نفع اور نقصان کسی چیز کی طاقت نہیں ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ بھلا تم ان چیزوں کو کیونکر معبود بناتے ہو جو نفع نقصان کہیں کی مالک نہیں ہے، نہ سُن سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں نہ حرکت کرسکتے ہیں تو جواب دیتے ہیں کہ اصل میں یہ چیزیں بذاتِ خود کچھ نہیں ہیں بلکہ ان دیوی دیوتاؤں کا ایک نشان اور علامت ہے جو اس تیرے پروردگار کے یہاں ہماری سفارش کرینگے اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ اے پیغمبر ان سے یہ کہو کہ یہ وہ بات ہے جس کا کوئی وجود نہیں ہے تم سے کس نے کہا کہ یہ سفارشی بنیں گے جبکہ زمین و آسمان میں کہیں بھی ان سفارشیوں کا کوئی وجود نہیں ہے اللہ تعالٰی یکتا و بے مثال ہیں انکے ساتھ کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے اسکی مقدس ہستی شرک کی نجاست سے پاک و صاف ہے۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

وَمَا كَانَ	النَّاسُ	إِلَّآ	أُمَّةً	وَّاحِدَةً	فَاخْتَلَفُوْا	وَلَوْ	لَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ
اور نہ تھے	لوگ	مگر	اُمت	واحد	پھر انہوں نے اختلاف کیا	اور اگر	نہ	بات	پہلے ہو چکی

اور لوگ نہ تھے مگر اُمّت واحد پھر انہوں نے اختلاف کیا، اور اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ⑲

مِنْ	رَّبِّكَ	لَقُضِيَ	بَيْنَهُمْ	فِيْمَا	فِيْهِ	يَخْتَلِفُوْنَ
سے	تیرا رب	تو فیصلہ ہو جاتا	انکے درمیان	اسمیں جو	اس میں	وہ اختلاف کرتے ہیں

بات نہ ہو چکی ہوتی تو فیصلہ ہو جاتا ان کے درمیان (اس بات کا) جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

⑲ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَّاحِدَةً عَلٰى دِيْنٍ
وَّاحِدٍ وَهُوَ الْاِسْلَامُ مِنْ لَدُنْ اٰدَمَ إِلٰى نُوْحٍ وَقِيْلَ
مِنْ عَهْدِ إِبْرَاهِيْمَ إِلٰى عَمْرِ بْنِ لُحَيٍّ فَاخْتَلَفُوْا
بِأَنْ ثَبَتَ بَعْضٌ وَكَفَرَ بَعْضٌ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ
مِنْ رَّبِّكَ بِتَاخِيْرِ الْجَزَاءِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ أَيِ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝
مِنَ الدِّيْنِ بِتَعْذِيْبِ الْكَافِرِيْنَ۔

⑲ اور نہیں تھے آدمی مگر ایک جماعت ایک مذہب پر یعنی (سب آدمی اسلام پر تھے آدم علیہ السلام کے زمانے سے نوح علیہ السلام کے زمانہ تک اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ زمانہ ابراہیم علیہ السلام سے عمرو بن لحی کے وقت تک پس پس وہ مختلف ہوئے اسطرح کہ بعض اسلام پر ثابت رہے اور بعض کافر ہو گئے اور تیرے رب کے نزدیک یہ بات قرار نہ پا چکی کہ قیامت تک ان سے عذاب مؤخر کیا جائیگا تو دنیا میں ہی لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جاتا اس امر میں کہ جسمیں یہ اختلاف کر رہے ہیں دین وملت کے بارے میں (فیصلہ یہ ہوجاتا کہ کافر [illegible]

تشریح

⑲ مذہبوں کا اختلاف بعد کی پیداوار ہے پہلے تمام انسانوں کا مذہب ایک تھا | دین اسلام جس چیز کا نام ہے وہ یہ ہے کہ آپ اللہ کی ذات وصفات پر اس طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح مطلوب ہے اور اس کے ساتھ کسی بھی شے کو کسی بھی طرح شریک اور ساجھی نہیں کرتے اسکو اسلام کی اصطلاح میں توحید کہتے ہیں۔ توحید کا عقیدہ ایک فطری اور سائنٹیفک عقیدہ ہے کہ اللہ تعالٰی نظر نہیں آتے مگر یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ موجود ہے۔ توحید کو دل سے تسلیم کرلینے کے بعد دوسرا مقام آتا ہے کہ اب ہم کیا کریں کس طرح زندگی گذاریں اسکے لئے اللہ تعالٰی نے ابتدائے آفرینش سے یہ طریقہ رکھا ہے کہ اسکے پیغمبر آتے ہیں اور سیدھے راستے کی راہنمائی کرتے ہیں۔ اس طرح انسانی زندگی کا آغاز علم کی روشنی میں ہوا ہے نہ کہ جہالت کے اندھیرے میں۔ اسلئے ابتداء سے انسان کا مذہب اسلام تھا اور تمام انسان ملکر ایک امت تھے پھر بعد میں لوگوں نے اپنے جائز حق سے بڑھ کر فائدے حاصل کرنے اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے کیلئے نئے نئے مذہب گھڑ لئے اور اسطرح ایک مذہب کی بجائے بہت سارے نئے نئے مذہب بنتے چلے گئے جسمیں ہر مذہب والا اپنے ہی مذہب کو حق سمجھتا ہے۔ اللہ تعالٰی چاہتے تو حقیقت سے پردہ اٹھا سکتے تھے مگر یہ فیصلہ پہلے ہی ہو چکا تھا کہ حق بے نقاب ہو کر سامنے آجائے دنیوی زندگی میں ایسا نہیں ہوگا کیونکہ دنیا کی یہ زندگی امتحان اور آزمائش کی ہے اور یہاں سارا امتحان اس کا ہے کہ تم حق کو دیکھے بغیر عقل وشعور سے پہچانتے ہو یا نہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ج فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ

الْغَيْبُ	اِنَّمَا	فَقُلْ	مِنْ ـ رَّبِّهٖ	اٰيَةٌ	عَلَيْهِ	لَوْلَآ اُنْزِلَ	وَيَقُوْلُوْنَ
غیب	اسکے سوا نہیں	تو کہدیں	ان کے رب سے	کوئی نشانی	اس پر	اگر ۔ کیوں نہ اتری	اور وہ کہتے ہیں

اور وہ کہتے ہیں اس کے رب کی طرف سے اس پر کوئی نشانی کیوں نہ اتری؟ تو آپؐ کہدیں اسکے سوا نہیں کہ

ع ٢

لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٢٠﴾ ع

الْمُنْتَظِرِيْنَ	مِّنَ	مَعَكُمْ	اِنِّيْ	فَانْتَظِرُوْا	لِلّٰهِ
انتظار کرنے والے	سے	تمہارے ساتھ	میں	سو تم انتظار کرو	اللہ کیلئے

غیب اللہ کے لئے ہے سو تم انتظار کرو میں (بھی) تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں۔

٢٠ وَيَقُوْلُوْنَ اَيْ اَهْلُ مَكَّةَ لَوْلَآ
هَلَّا اُنْزِلَ عَلَيْهِ عَلٰى مُحَمَّدٍ
اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ج كَمَا كَانَ
لِلْاَنْبِيَاءِ مِنَ النَّاقَةِ وَالْعَصَا وَ
الْيَدِ فَقُلْ لَهُمْ اِنَّمَا الْغَيْبُ
مَا غَابَ عَنِ الْعِبَادِ اَيْ اَمْرُهٗ
لِلّٰهِ وَمِنْهُ الْاٰيَاتُ فَلَا يَاْتِيْ
بِهَا اِلَّا هُوَ وَاِنَّمَا عَلَيَّ التَّبْلِيْغُ
فَانْتَظِرُوْا الْعَذَابَ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا
اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○

٢٠ اور مکہ والے کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسی نشانی کیوں نہ اتاری گئی ان کے رب کی طرف سے جیسے دوسرے پیغمبروں پر اتاری گئی مثل ناقہ صالح کے اور موسیٰ کے عصا اور ید بیضا کے پس تم ان سے کہدو کہ جو چیزیں بندوں سے غائب ہیں ان کا اختیار اللہ کو ہے۔ نشانیوں کا لانا بھی اسی کے قبضہ میں ہے اس کے سوا کوئی نہیں لا سکتا اور میرا کام صرف پہنچا دینا ہے تو اگر تم ایمان نہیں لاتے تو عذاب کے منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔

تشریح

٢٠ نبی کی صداقت پر نشانی کا بیجا مطالبہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو پیغمبر مقرر کرتے ہیں تو اسکے سچے ہونے کو اپنی نشانیوں سے ثابت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر مقرر فرمایا تو ان کی صداقت اور اللہ کا سچا نبی ہونا خود اُن کی زندگی سے ظاہر تھا۔ اس کے علاوہ جو بے نظیر کلام ان پر نازل فرمایا وہ ان کی صداقت کی روشن دلیل تھا اسکے بعد ہر دن کسی نئی نشانی کا مطالبہ باطنی خباثت کے سوا کچھ نہ تھا اور وہ باتیں جن کو اللہ تعالیٰ غیب کے پردے میں مستور رکھنا چاہتا تھا وہ اس کو ظاہر کرے یا نہ کرے یہ اس کی حکمت اور مصلحت ہے پیغمبر کا اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہے کر سکے اس لئے فرمایا کہ جو قبول حق کے لئے حق و صداقت کی نشانیاں ہیں وہ تو تمہارے سامنے آ چکی ہیں۔ باقی غیب کی باتوں پر میرا کوئی اختیار نہیں ہے اگر انہیں کے انتظار میں بیٹھنا ہے تو بیٹھے رہو میں بھی انتظار کرتا ہوں دیکھنے میں تمہاری ضد پوری ہوتی ہے یا نہیں۔

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ط

وَاِذَآ	اَذَقْنَا	النَّاسَ	رَحْمَةً	مِّنْۢ بَعْدِ	ضَرَّآءَ	مَسَّتْهُمْ	اِذَا	لَهُمْ	مَّكْرٌ	فِيْٓ اٰيَاتِنَا
اور جب	ہم چکھائیں	لوگ	رحمت	بعد	تکلیف	انہیں پہنچی	اس وقت	انکے لئے	حیلہ	ہماری آیات میں

اور جب ہم چکھائیں لوگوں کو رحمت (کا مزہ) ایک تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تھی تو اسی وقت وہ ہماری آیات میں

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ط اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ (۲۱)

قُلِ	اللّٰهُ	اَسْرَعُ	مَكْرًا	اِنَّ	رُسُلَنَا	يَكْتُبُوْنَ	مَا تَمْكُرُوْنَ
آپ کہدیں	اللہ	سب سے جلد	خفیہ تدبیر	بیشک	ہمارے فرشتے	وہ لکھتے ہیں	جو تم حیلہ سازی کرتے ہو

حیلہ (بنانے لگیں) آپ کہدیں اللہ سب سے جلد خفیہ تدبیر (بنا سکتا ہے) بیشک تم جو حیلہ سازی کرتے ہو ہمارے فرشتے لکھتے ہیں۔

(۲۱) وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ اَيْ كُفَّارَ مَكَّةَ رَحْمَةً مَطَرًا وَّخِصْبًا مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ بُؤْسٍ وَّجَدْبٍ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا بِالْاِسْتِهْزَاءِ وَالتَّكْذِيْبِ قُلِ لَهُمُ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا مُجَازَاةً اِنَّ رُسُلَنَا الْحَفَظَةَ يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ○ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ

(۲۱) وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ الخ اور جبکہ ہم کفار مکہ کو بارش اور ارزانی دینے کے بعد سختی اور قحط کے جو ان کو پہنچا تھا، ناگاہ وہ ہماری آیتوں میں مکر اور فریب کرتے ہیں، ساتھ استہزار کرنے اور جھٹلانے کے۔ ان سے کہہ دو کہ اللہ بہت جلد تمہارے فریب کا بدلہ دیوے گا۔ بیشک ہمارے فرشتے جو حفاظت و نگہبانی اعمال کے لئے ہم نے بھیجے ہیں لکھتے رہتے ہیں جو تم مکر کرتے ہو

تشریح

(۲۱) کیا اتنی بڑی مصیبت ٹلنے کے بعد تمہیں کسی اور نشانی کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا ہے تو آخر وقت کا انتظار کرو۔ کچھ عرصہ پہلے ہی کی بات ہے کہ مکہ والے شدید قحط میں مبتلا ہو گئے تھے ہر طرف سے مایوس ہونے کے بعد ابو سفیان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے درخواست کی کہ اس مصیبت کو دُور کرنے کے لئے آپ اللہ سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ بارشیں ہونے لگیں قحط دور ہو گیا اور خوشحالی کا دور آگیا۔ اس مصیبت کے ٹلنے کے بعد جہاں سے چلے تھے پھر وہیں آئے اور نشانیوں کی فرمائش ہونے لگی اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا عجیب حال ہے زحمت کے بعد جب رحمت کا وقت آتا ہے تو پھر وہی باتیں شروع کر دیتے ہیں کہ کوئی ایسی نشانی آجائے جس سے سچائی کا پتہ لگے تو ہم اس کو قبول کر لیں۔ یہ نشانیوں کی فرمائش ایک مکارانہ چال ہے۔ اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیریں تم سے کہیں آگے ہیں۔ اگر تم حقیقت کو نہیں مانتے اور اپنا رویہ درست نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں چھوٹ دیتا رہیگا اور اس درمیان جو کچھ تم کرو گے اللہ کے فرشتے اس کا ریکارڈ تیار کرتے رہیں گے یہانتک کہ اچانک موت تمہارے سامنے کھڑی ہوگی اور تمہیں اپنے کرتوتوں کا حساب دینا ہوگا۔ اس وقت کا انتظار کرو۔

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ ۚ وَ

هُوَ	الَّذِیْ	یُسَیِّرُکُمْ	فِی	الْبَرِّ	وَالْبَحْرِ	حَتّٰۤی	اِذَا	کُنْتُمْ	فِی	الْفُلْکِ	وَ
وہی	جو کہ	تمہیں چلاتا ہے	میں	خشکی	اور دریا	یہانتک	جب	تم ہو	میں	کشتی	اور

وہی ہے جو تمہیں چلاتا ہے خشکی میں اور دریا میں ، یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو اور

جَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَ

جَرَیْنَ	بِهِمْ	بِرِیْحٍ	طَیِّبَةٍ	وَّفَرِحُوْا	بِهَا	جَآءَتْهَا	رِیْحٌ	عَاصِفٌ	وَّجَآءَ
وہ چلیں	انکے ساتھ	ہوا کیساتھ	پاکیزہ	اور وہ خوش ہوئے	اس سے	اس پر آئی	ایک ہوا	تند و تیز	اور آئی

وہ ان کے ساتھ (انہیں لیکر) پاکیزہ ہوا کے ساتھ چلیں ، اور وہ اس سے خوش ہوئے ، اس (کشتی) پر ایک تند و تیز ہوا آئی اور ان

هُمُ الْمَوْجُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا

هُمُ	الْمَوْجُ	مِنْ	کُلِّ + مَکَانٍ	وَّظَنُّوْۤا	اَنَّهُمْ	اُحِیْطَ	بِهِمْ	دَعَوُا
ان پر	موج	سے	ہر جگہ (ہر طرف)	اور انہوں نے جان لیا	کہ وہ	گھیر لیا گیا	انہیں	وہ پکارنے لگے

پر ہر طرف سے موجیں آگئیں اور انہوں نے جان لیا کہ انہیں گھیر لیا گیا ہے وہ اللہ کو پکارنے

اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ

اللّٰهَ	مُخْلِصِیْنَ	لَهُ	الدِّیْنَ	لَئِنْ	اَنْجَیْتَنَا	مِنْ	هٰذِهٖ
اللہ	خالص ہوکر	اسکے	دین (بندگی)	البتہ اگر	تو نجات دے ہمیں	سے	اس

لگے اس کی بندگی میں خالص ہوکر کہ اگر تو نے ہمیں اس سے نجات دے دی تو ہم

لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ﴿۲۲﴾

لَنَکُوْنَنَّ	مِنَ	الشّٰکِرِیْنَ
تو ہم ضرور ہونگے	سے	شکر گذار (جمع)

ضرور تیرے شکر گذاروں میں سے ہوں گے۔

---

(۲۲) هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ وَفِیْ قِرَاءَةٍ یَنْشُرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰۤی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ ، اَلسُّفُنِ وَجَرَیْنَ بِهِمْ فِیْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ بِرِیْحٍ

(۲۲) اللہ وہ ہے جو تم کو چلاتا ہے خشکی اور دریا میں۔ (ایک قرأت میں بجائے "یُسَیِّرُکُمْ" کے "یَنْشُرُکُمْ" ہے یعنی تم کو پھیلاتا ہے) یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں انکو لے کر چلتی ہیں ساتھ نرم ہوا کے اور اس سے خوش ہوتے ہیں

طَيِّبَةٍ بِيْنَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ شَدِيْدُ الْهُبُوْبِ تَكْسِرُ كُلَّ شَيْءٍ وَجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ اَيْ اُهْلِكُوْا دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ الدُّعَاءَ لَئِنْ لَامُ قَسَمٍ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ الْاَهْوَالِ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ اَلْمُوَحِّدِيْنَ

کہ آجاتی ہے ان کشتیوں پر ہوا سخت تیز چلنے والی کہ ہر چیز کو توڑ ڈالتی ہے اور ان پر ہر جانب سے موج اور طغیانی دریا کی آجاتی ہے اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ اب ہم نہ بچیں گے ہلاک ہو جاویں گے اس وقت اللہ سے اخلاص نیت سے دعا کرتے ہیں اور خاص اسی کو پکارتے ہیں کہ البتہ اگر تو ہم کو بچا دیوے ان ہولوں سے تو بلاشبہ ہم تیرے شکر گزار اور تجھ کو واحد و یکتا جاننے والے ہو جاویں گے۔

تشریح

(۲۲) ایک نشانی جو خود انسان کے اندر موجود ہے ...... آفاق میں ہر طرف اللہ کی نشانیاں بکھری ہوئی ہیں جو پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ انسان کا معبود ایک اللہ کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

ع ہر گیا ہے کہ از زمیں روید ÷ وحدہٗ لاشریک می گوید

گھاس کا ایک پتّہ بھی زمین سے اُگتا ہے وحدہٗ لاشریک کہتا ہوا آتا ہے۔ آفاق کی طرح انفس یعنی خود انسان کے نفس میں ایک بڑی نشانی موجود ہے وہ یہ کہ انسان جب ہر طرف سے مایوس ہو جاتا ہے اسوقت اللہ کے سوا کوئی سہارا نظر نہیں آتا اور وہ بے اختیار ہو کر اُسی کو پکارتا ہے۔

ابوجہل کے بیٹے عکرمہؓ کا واقعہ ہے کہ ۸ھ میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو عکرمہ جدہ کی طرف بھاگ گئے اور وہاں سے حبشہ جانے کے لئے ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ راستہ میں کشتی طوفان میں گھر گئی سارے مسافر پہلے تو اپنے اپنے عقیدے کے مطابق دیوی دیوتاؤں کو پکارتے رہے مگر جب یقین ہو گیا کہ ہم بچ نہیں سکتے تو مسافروں نے بے اختیار ہو کر اللہ سے مدد مانگنی شروع کی۔ یہ ایک لمحہ عکرمہ کی زندگی میں انقلاب برپا کر گیا اس کے دل کی دنیا الٹ پلٹ ہو گئی اور وہ سوچنے لگا کہ اگر یہاں اللہ کے سوا کوئی مدد گار نہیں ہے تو کہیں بھی اس کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ یہی بات تو ہے جو اللہ کا وہ نیک بندہ ہمیں سمجھاتا رہا ہے۔ انہوں نے عہد کر لیا کہ اگر وہ طوفان سے صحیح سلامت بچ گئے تو اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر اللہ کے دین کی پناہ میں آجائیں گے۔ عکرمہ سمندر کے طوفان سے بچ گئے لیکن دل میں جو طوفان برپا ہوا تھا اس سے اپنے آپ کو نہ بچا سکے۔ یہ دراصل فطرت کی پکار تھی جس کو عکرمہ کے دل کے کانوں نے سُنا اور اس کی صداقت کو محسوس کیا۔

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:-

"وہ اللہ ہی تو ہے جو خشکی اور تری میں تمہیں سیر کراتا ہے۔ تم خوش خوش کشتیوں میں جا رہے ہوتے ہو۔ اچانک تمہیں طوفان گھیر لیتا ہے۔ اور جب تم ہر طرف سے مایوس ہو جاتے ہو اور صرف اللہ کے سامنے تمہارے ہاتھ اُٹھ جاتے ہیں کہ اگر ہم اس مصیبت سے بچ گئے تو اللہ کے شکر گذار بندے بن کر رہیں گے۔"

فَلَمَّآ اَنۡجٰىهُمۡ اِذَا هُمۡ يَبۡغُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ؕ

فَلَمَّآ	اَنۡجٰىهُمۡ	اِذَا	هُمۡ	يَبۡغُوۡنَ	فِى	الۡاَرۡضِ	بِغَيۡرِ + الۡحَـقِّ
پھر جب	انہیں نجات دیدی	اس وقت	وہ	سرکشی کرنے لگے	میں	زمین	ناحق

پھر جب میں نے انہیں نجات دیدی اس وقت وہ زمین میں ناحق سرکشی کرنے لگے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغۡيُكُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ‌ۙ مَّتَاعَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا‌

يٰۤاَيُّهَا + النَّاسُ	اِنَّمَا	بَغۡيُكُمۡ	عَلٰٓى	اَنۡفُسِكُمۡ	مَّتَاعَ	الۡحَيٰوةِ	الدُّنۡيَا
اے لوگو	اسکے سوا نہیں	تمہاری شرارت	پر	تمہاری جانیں	فائدے	زندگی	دنیا

اے لوگو! اس کے سوا نہیں کہ تمہاری شرارت (کا وبال) تمہاری جانوں پر ہے، دنیا کی زندگی کے فائدے چند روزہ ہیں)

ثُمَّ اِلَيۡنَا مَرۡجِعُكُمۡ فَنُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۳﴾

ثُمَّ	اِلَيۡنَا	مَرۡجِعُكُمۡ	فَنُنَبِّئُكُمۡ	بِمَا	كُنۡتُمۡ + تَعۡمَلُوۡنَ	
پھر	ہماری طرف	تمہیں لوٹنا	پھر ہم بتلادینگے تمہیں	وہ جو	تم کرتے تھے	

پھر تمہیں ہماری طرف لوٹنا ہے۔ پھر ہم تمہیں بتلادیں گے وہ جو تم کرتے تھے۔

(۲۳) فَلَمَّآ اَنۡجٰىهُمۡ اِذَا هُمۡ يَبۡغُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ؕ بالشرك يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغۡيُكُمۡ ظلمكم عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ لان اثمه عليها هو مَّتَاعَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا تتمتعون فيها قليلا ثُمَّ اِلَيۡنَا مَرۡجِعُكُمۡ بعد الموت فَنُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿﴾ فنجازيكم عليه وفي قراءة بنصب متاع اى تتمتعون۔

(۲۳) پھر جب ان کو اللہ نے نجات دی ناگاہ وہ زمین میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں اور شرک کرتے ہیں۔
اے لوگو یہ تمہارا ظلم تمہاری جانوں پر ہی ہے کیونکہ وبال اور گناہ اس کا تم پر ہی ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کا نفع ہے چند دنوں تم دنیا میں نفع اٹھاؤ گے پھر بعد مرنے کے تمہارا رجوع ہماری طرف ہے۔ سو ہم تم کو خبر دیں گے جو تم کرتے تھے پھر اس کا بدلہ تم کو دیں گے۔

تشریح

(۲۳) دنیا چند روزہ ہے پھر پلٹ کر اللہ کی طرف جانا ہے مصیبت کے بعد جب راحت کا دور آتا ہے تو انسان ساری مصیبت کو بھول کر پھر وہی پرانا رویہ اختیار کرلیتا ہے لیکن حق وصداقت کے ساتھ اسکی سرکشی خود انسان کے اپنے ہی خلاف ہے کیونکہ دنیا چند روزہ ہے یہاں چند دن کے مزے لوٹ کر پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنے کے واسطے اللہ کے پاس جانا ہے اور اس وقت سب کچھ سامنے آجائے گا۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ

اِنَّمَا	مَثَلُ	الْحَیٰوةِ + الدُّنْیَا	كَمَآءٍ	اَنْزَلْنٰهُ	مِنَ	السَّمَآءِ	فَاخْتَلَطَ	بِهٖ
اسکے سوا نہیں	مثال	دنیا کی زندگی	جیسے پانی	ہم نے اسے اُتارا	سے	آسمان	مِلا جُلا نکلا	اس سے

اس کے سوا نہیں کہ دنیا کی زندگی کی مثال پانی جیسی ہے ہم نے اسے اُتارا آسمان سے تو اس سے زمین کا سبزہ مِلا

نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰۤی اِذَآ

نَبَاتُ + الْاَرْضِ	مِمَّا	یَاْكُلُ	النَّاسُ	وَ	الْاَنْعَامُ	حَتّٰی	اِذَا
زمین کا سبزہ	جس سے	کھاتے ہیں	لوگ	اور	چوپائے	یہانتک کہ	جب

جُلا نکلا۔ جس سے لوگ اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین

اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ

اَخَذَتِ	الْاَرْضُ	زُخْرُفَهَا	وَ ازَّیَّنَتْ	وَ ظَنَّ	اَهْلُهَآ
پکڑ لی	زمین	اپنی رونق	اور مزیّن ہوگئی	اور خیال کیا	زمین والے

نے اپنی رونق پکڑ لی اور وہ مزیّن ہو گئی اور زمین والوں نے خیال کیا کہ

اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا

اَنَّهُمْ	قٰدِرُوْنَ	عَلَیْهَآ	اَتٰىهَآ	اَمْرُنَا	لَیْلًا	اَوْ نَهَارًا	فَجَعَلْنٰهَا
کہ وہ	قدرت رکھتے ہیں	اس پر	آیا	ہمارا حکم	رات میں	یا دن کے وقت	تو ہم نے کردیا

وہ اس پر قدرت رکھتے ہیں تو (اچانک) ہمارا حکم رات میں یا دن کے وقت آیا تو ہم نے اُسے

حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

حَصِیْدًا	كَاَنْ	لَّمْ + تَغْنَ	بِالْاَمْسِ	كَذٰلِكَ	نُفَصِّلُ
کٹا ہوا ڈھیر	گویا کہ	وہ نہ تھی	کل	اسی طرح	ہم کھول کر بیان کرتے ہیں

کٹا ہوا ڈھیر کردیا گویا کہ وہ کل تھی ہی نہیں۔ اسی طرح ہم آیتیں کھول کر بیان

الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

الْاٰیٰتِ	لِقَوْمٍ	یَّتَفَكَّرُوْنَ
آیتیں	لوگوں کے لئے	جو غور و فکر کرتے ہیں۔

کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

(۲۴) إِنَّمَا مَثَلُ صِفَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
كَمَآءٍ مَطَرٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ
السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ بِسَبَبِهٖ
نَبَاتُ الْأَرْضِ وَاشْتَبَكَ بَعْضُهٗ
بِبَعْضٍ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ مِنَ
الْبُرِّ وَالشَّعِيْرِ وَغَيْرِهِمَا وَ
الْأَنْعَامُ مِنَ الْكَلَإِ حَتّٰى
إِذَآ أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا
بَهْجَتَهَا مِنَ النَّبَاتِ وَازَّيَّنَتْ
بِالزَّهْرِ وَأَصْلُهٗ تَزَيَّنَتْ أُبْدِلَتِ
التَّاءُ زَايًا وَأُدْغِمَتْ فِي الزَّايِ
ثُمَّ اجْتُلِبَتْ هَمْزَةُ الْوَصْلِ وَظَنَّ
أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَا
مُتَمَكِّنُوْنَ مِنْ تَحْصِيْلِ ثِمَارِهَا
أَتٰهَآ أَمْرُنَا قَضَاؤُنَا أَوْ
عَذَابُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا
فَجَعَلْنٰهَا أَيْ زَرْعَهَا حَصِيْدًا
كَالْمَحْصُوْدِ بِالْمَنَاجِلِ كَأَنْ مُخَفَّفَةٌ
أَيْ كَأَنَّهَا لَّمْ تَغْنَ تَكُنْ بِالْأَمْسِ
كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ نُبَيِّنُ الْاٰيٰتِ
لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

(۲۴) بات یہ ہے کہ مثال دنیا کی زندگی کی ایسی ہے کہ جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پس اس کے سبب سے زمین میں سبزہ بکثرت جما اور طرح طرح کے اناج جیسے گیہوں، جَو وغیرہ جنکو آدمی کھاتے ہیں اور بھُس جس کو جانور کھاتے ہیں اس سے پیدا ہوئے یہاں تک کہ زمین میں خوب رونق سبزوں اور کھیتی کی ہوگئی اور پھول وکلی سے زمین مزین ہوگئی اور اس زمین کے مالکوں کو یقین ہوگیا کہ بیشک ہم میں قدرت ہے اس کے پھلوں کے توڑنے اور کھیتی کاٹنے کی اب ہم اس کو کاٹ لادیں گے۔ ابھی کاٹنے نہ پائے تھے کہ اس پر ہمارا حکم اور عذاب آگیا رات میں یا دن میں سو کر دیا ہم نے اس کی کھیتی کو صاف جیسے درانتی سے کٹی ہوئی گویا کہ وہ کل کچھ بھی نہ تھی کبھی اس زمین میں کھیتی بوئی نہ گئی تھی۔ ہم اسی طرح اپنی نشانیاں ظاہر کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو فکر کرتے ہیں

تشریح

(۲۴) دنیا کی زندگی کی ایک مثال | دنیا کی زندگی کیسی ناپائدار اور ناقابل اعتبار ہے اس کو اللہ تعالےٰ ایک مثال سے سمجھاتے ہیں فرمایا کہ دیکھو دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں خوب سرسبز وشاداب ہوگئی۔ جب کھیتیاں اپنی پوری بہار پر تھیں اور کسان اُن سے فائدہ اٹھانے کے۔ لئے تیار بیٹھے تھے کہ اچانک رات کو یا دن کو طوفان آیا اور وہی کھیت جو پوری بہار پر تھے ایسے ہوگئے جیسے یہاں کبھی کچھ تھا ہی نہیں۔

بس دنیا کی زندگی اسی طرح ہے کہ جب انسان کامیابی کی چوٹی پر پہنچتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میری منزل مجھے مل گئی تو اچانک موت کا طوفان آتا ہے اور سب کیا دھرا ختم ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ سوچنے والے سوچیں — !

وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَیَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ

وَاللّٰہُ	یَدۡعُوۡۤا	اِلٰی	دَارِ السَّلٰمِ	وَیَہۡدِیۡ	مَنۡ + یَّشَآءُ	اِلٰی	صِرَاطٍ
اور اللہ	بلاتا ہے	طرف	سلامتی کا گھر	اور ہدایت دیتا ہے	جسے وہ چاہے	طرف	راستہ

اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے

مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَزِیَادَۃٌ ؕ وَلَا یَرۡہَقُ وُجُوۡہَہُمۡ

مُّسۡتَقِیۡمٍ	لِلَّذِیۡنَ	اَحۡسَنُوا	الۡحُسۡنٰی	وَزِیَادَۃٌ	وَلَا یَرۡہَقُ	وُجُوۡہَہُمۡ
سیدھا	وہ لوگ جو کہ	انہوں نے بھلائی کی	بھلائی ہے	اور زیادہ	اور نہ چڑھے گی	انکے چہرے

جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور (اس سے بھی) زیادہ، اور ان کے چہروں پر نہ سیاہی

قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّۃٌ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۶﴾

قَتَرٌ	وَّلَا ذِلَّۃٌ	اُولٰٓئِکَ	اَصۡحٰبُ + الۡجَنَّۃِ	ہُمۡ	فِیۡہَا	خٰلِدُوۡنَ
سیاہی	اور نہ ذلت	وہی لوگ	جنت والے	وہ سب	اسمیں	ہمیشہ رہیں گے

چڑھے گی اور نہ ذلت، وہی لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

﴿۲۵﴾ وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ اَیِ السَّلَامَۃِ وَھِیَ الۡجَنَّۃُ
بِالدُّعَاءِ اِلَی الۡاِیۡمَانِ وَیَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ هِدَایَتَهٗ
اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ دِیۡنِ الۡاِسۡلَامِ ○
﴿۲۶﴾ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا بِالۡاِیۡمَانِ الۡحُسۡنٰی اَلۡجَنَّۃُ وَزِیَادَۃٌ
ھِیَ النَّظۡرُ اِلَیۡہِ تَعَالٰی کَمَا فِیۡ حَدِیۡثِ مُسۡلِمٍ وَلَا یَرۡہَقُ
یَغۡشٰی وُجُوۡہَہُمۡ قَتَرٌ سَوَادٌ وَّلَا ذِلَّۃٌ کَآبَۃٌ
اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ○

﴿۲۵﴾ اور اللہ بلاتا ہے طرف سلامتی کے گھر کے یعنی جنت کے بایں طور کہ ایمان کی طرف بلاتا ہے پس جو ایمان لاوے وہ داخل جنت ہو اور ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے مذہب اسلام کیطرف سے۔

﴿۲۶﴾ جن لوگوں نے بھلائی کی یعنی ایمان لائے انکے لئے جنت ہے اور زیادتی۔ یعنی نظر کرنا طرف اللہ جل وعلیٰ کے جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے اور نہ ان کے چہرے سیاہ ہونگے اور نہ انکو کوئی تکلیف اور سختی اور رسوائی پیش آئیگی یہی لوگ ہیں جنتی کہ یہ جنت میں ہمیشہ رہینگے۔

تشریح

﴿۲۵﴾ انسان کی منزل جنت ہے جو اللہ کی رضا کا تحفہ ہے | اللہ نے انسان کو دنیا میں بھیجا ہے تا کہ وہ اپنی مرضی سے اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرے اگر وہ اس طریقے کے مطابق زندگی گذاریگا تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی اور خوش ہونگے اور اس کی رضا کا نام جنت ہے جو سلامتی اور امن کا گھر ہے جہاں کے رہنے والے ہر طرح کے رنج وغم دکھ اور پریشانی سے محفوظ ہونگے فرشتے اور خود اللہ تعالیٰ جنت کے باسیوں کو سلام کے تحفے دیں گے۔ جب انسان اللہ کی رضا پر چلنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسکو سیدھا راستہ دکھاتے ہیں جو جنت کیطرف لیجانے والا ہے، ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے لیکن ہدایت ملتی اسی کو ہے جو ہدایت لینا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کسی پر زبردستی ہدایت تھوپتے نہیں ہیں۔

﴿۲۶﴾ نیک عمل والوں کو اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ اور اپنا دیدار نصیب فرمائیں گے | جو شخص اللہ کی ہدایت کے راستے پر چلتے ہوئے اسکے بتائے ہوئے طریقے پر اخلاص کیساتھ نیک عمل کریگا اللہ تعالیٰ اسکو آخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے اور صرف بدلہ ہی نہیں بلکہ مزید انعامات سے بھی نوازا جائیگا جنت میں سب سے بڑا انعام اللہ کا دیدار ہوگا جس کی لذت ناقابل بیان ہوگی جنت والوں کے چہرے منور و روشن ہونگے ان پر ذلت و سیاہی نہ ہوگی جنت والے جنت میں ہمیشہ رہیں گے ان کو وہاں سے کبھی نکالا نہ جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ

وَالَّذِيْنَ	كَسَبُوْا	السَّيِّاٰتِ	جَزَآءُ	سَيِّئَةٍ	بِمِثْلِهَا	وَتَرْهَقُهُمْ	ذِلَّةٌ	مَا لَهُمْ
اور وہ لوگ جو	انہوں نے کمائیں	برائیاں	بدلہ	برائی	اس جیسا	اور ان پر چڑھے گی	ذلت	انکے لئے نہیں

اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں (ان کا) بدلہ اسی جیسی برائی ہے اور ان پر ذلت چڑھے گی ان کے لئے

مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ

مِّنَ	اللّٰهِ	مِنْ	عَاصِمٍ	كَاَنَّمَآ	اُغْشِيَتْ	وُجُوْهُهُمْ	قِطَعًا	مِّنَ	الَّيْلِ	مُظْلِمًا
سے	اللہ	کوئی	بچانے والا	گویا کہ	ڈھانک دیئے گئے	ان کے چہرے	ٹکڑے	سے	رات	تاریک

اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں گویا ان کے چہرے ڈھانک دیئے گئے تاریک رات کے ٹکڑے سے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾

اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ + النَّارِ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ
وہی لوگ	جہنم والے	وہ سب	اسمیں	ہمیشہ رہیں گے

وہی لوگ جہنم والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۲۷) وَالَّذِيْنَ عَطْفٌ عَلَى الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا اَىْ
وَلِلَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ عَمِلُوا
الشِّرْكَ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا
وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ
اللّٰهِ مِنْ زَائِدَةٌ عَاصِمٍ ۚ مَانِعٍ
كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ اُلْبِسَتْ وُجُوْهُهُمْ
قِطَعًا بِفَتْحِ الطَّاءِ جَمْعُ قِطْعَةٍ وَاِسْكَانِهَا
اَىْ جُزْءًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(۲۷) اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں یعنی شرک کیا ان کے لئے عوض برائی کا ہے مانند اس کے اور وہ ذلیل وخوار ہونگے کہ انکو عذابِ الٰہی سے کوئی بچا نہ سکیگا۔

ان کے چہرے ایسے سیاہ ہونگے کہ گویا ان پر اندھیری رات کے ٹکڑے لگا دئے ہیں یہ ہی لوگ ہیں دوزخی کہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

تشریح

(۲۷) بدکاروں کو اُن کے جرم کے مطابق سزا دی جائے گی

دوسری طرف وہ لوگ ہونگے جنھوں نے اللہ کی ہدایت کو قبول نہیں کیا اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کی تعلیم کو نہیں مانا اور بداعمالیوں میں مبتلا رہے ان کو ان کے جرم کے مطابق سزا ملے گی جرم سے زیادہ سزا نہیں دی جائے انکے چہروں پر ذلت ہوگی اور مایوسی کی وجہ سے چہروں پر ایسی سیاہی ہوگی جیسے رات کی سیاہی نے ان کے چہروں پر ڈیرے ڈالدئے ہوں۔ یہ لوگ دوزخ کے مستحق ہونگے اور اگر ان کا جرم ناقابل معافی ہوا مثلاً انہوں نے شرک کیا ہو تو یہ لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کوئی ان کو بچانے والا نہ ہوگا اسلئے کہ وہاں اللہ کے سوا کسی کا حکم نہ چلے گا۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ

وَيَوْمَ	نَحْشُرُهُمْ	جَمِيعًا	ثُمَّ	نَقُولُ	لِلَّذِينَ	أَشْرَكُوا	مَكَانَكُمْ	أَنتُمْ	وَشُرَكَاؤُكُمْ
اور جس دن	ہم اکٹھا کرینگے انہیں	سب	پھر	ہم کہیں گے	ان لوگوں کو	جنہوں نے شرک کیا	اپنی جگہ	تم	اور تمہارے شریک

اور جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کرینگے پھر ان لوگوں کو کہیں گے جنہوں نے شرک کیا اپنی اپنی جگہ (رہو) تم اور تمہارے شریک

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾

فَزَيَّلْنَا + بَيْنَهُمْ	وَقَالَ	شُرَكَاؤُهُمْ	مَا كُنتُمْ	إِيَّانَا	تَعْبُدُونَ
پھر ہم جدائی ڈالدینگے انکے درمیان	اور کہیں گے	ان کے شریک	تم نہ تھے	ہماری	بندگی کرتے

پھر ہم انکے درمیان جدائی ڈال دینگے اور ان کے شریک کہیں گے تم ہماری بندگی نہ کرتے تھے۔

(۲۸) وَاذْكُرْ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ أَيِ الْخَلْقَ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ نُصِبَ بِالْزَمُوا مُقَدَّرًا أَنتُمْ تَاكِيدٌ لِلضَّمِيرِ الْمُسْتَتِرِ فِي الْفِعْلِ الْمُقَدَّرِ لِيُعْطَفَ عَلَيْهِ وَشُرَكَاؤُكُمْ أَيِ الْأَصْنَامُ فَزَيَّلْنَا مَيَّزْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا فِي آيَةٍ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ وَقَالَ لَهُمْ شُرَكَاؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ○ مَا نَافِيَةٌ وَتُقَدِّمُ الْمَفْعُولِ لِلْفَاصِلَةِ

(۲۸) اور یاد کرو اے محمد جبکہ ہم تمام مخلوق کو اکٹھا کرینگے پھر کہیں گے مشرکین سے کہ تم اور تمہارے بت اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہو پھر ہم نے جدا جدا کر دیا کافروں اور مسلمانوں کو (جیسا کہ دوسری آیت ہے وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ اور جدے ہو جاؤ آج اے کافرو) اور ان کے معبود ان سے کہینگے کہ تم ہم کو نہ پوجتے تھے۔

تشریح

(۲۸) میدان حشر میں مشرکین کا حال | حشر کے میدان میں سارے انسان جمع ہونگے وہ بھی جنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک اور ساجھی بنایا اور وہ بھی جن کو شریک کیا تھا وہ سب آمنے سامنے ہوں گے۔ کسی نے اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں بنائی تھیں کسی نے حضرت عیسیٰ ؑ کو اللہ کا بیٹا کہا تھا اور کسی نے بتوں کو اپنا معبود بنایا تھا کسی نے درختوں سمندروں اور دریاؤں کی پوجا کی تھی کسی نے مذہبی رہنماؤں کو خدائی کا منصب دے رکھا تھا غرض مختلف طریقے سے شرک کرنے والے اس وقت اللہ کی عدالت میں حاضر ہونگے اسوقت جن کو شریک بنایا تھا وہ کہیں گے کہ اگر تم ہماری عبادت اور پوجا کرتے تھے تو ہمیں اس کا پتہ نہ تھا یہ تمہارا اپنا فعل تھا تم اس کے ذمہ دار ہو ہم نے تو نہ کہا تھا کہ تم ہمیں اپنا معبود بناؤ یعنی مخلوق میں سے وہ سب دیوی دیوتا، جنات یا روحیں یا اللہ کے بندوں میں سے اولیاء اللہ، شہداء، انبیاء جن کو کسی نہ کسی حیثیت سے اللہ کے حقوق اور اس کی صفات میں شریک بنایا تھا وہ سب صاف انکار کر دینگے کہ یہ جو کچھ کیا تم نے کیا ہمیں اس کی کوئی خبر نہ تھی لہذا تم ہی اپنے فعل کے ذمہ دار ہو۔

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۲۹

فَكَفٰى	بِاللّٰهِ	شَهِيْدًاۢ	بَيْنَنَا	وَبَيْنَكُمْ	اِنْ	كُنَّا	عَنْ	عِبَادَتِكُمْ	لَغٰفِلِيْنَ	
پس کافی	اللہ	۰	ہمارے درمیان	اور تمہارے درمیان	کہ	ہم تھے	سے	تمہاری بندگی	البتہ بے خبر (جمع)	

پس ہمارے اور تمہارے درمیان کافی ہے اللہ گواہ کہ ہم تمہاری بندگی سے بے خبر تھے

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ

هُنَالِكَ	تَبْلُوْا	كُلُّ ۔ نَفْسٍ	مَّآ	اَسْلَفَتْ	وَرُدُّوْٓا	اِلَى	اللّٰهِ	مَوْلٰىهُمُ	الْحَقِّ
وہاں	جانچ لیگا	ہر کوئی	جو	اس نے بھیجا	اور وہ لوٹائے جائینگے	طرف	اللہ	ان کا اپنا مولیٰ	سچا

وہاں ہر کوئی جانچ لے گا جو اس نے آگے بھیجا تھا اور وہ اپنے سچے مولیٰ کی طرف لوٹائے جائینگے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۳۰ ع

وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا	يَفْتَرُوْنَ	
اور گم ہو جائیگا	ان سے	جو	تھے وہ	جھوٹ باندھتے	

اور ان سے گم ہو جائے گا جو وہ جھوٹ باندھتے تھے۔

(۲۹) فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ مخففۃ ای انا كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ○
(۳۰) هُنَالِكَ ای ذلك اليوم تَبْلُوْا من البلوی وفی قراءۃ بتائین من التلاوۃ كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ قدمت من العمل وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ الثابت الدائم وَضَلَّ غاب عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ عليه من الشركاء

(۲۹) پس اللہ گواہ کافی ہے ہمارے اور تمہارے درمیان میں۔ بیشک ہم تمہاری پرستش سے بے خبر تھے۔

(۳۰) اس دن ہر ایک آدمی اپنے کئے ہوئے کا نفع اور نقصان دیکھ لیگا۔ اور وہ لوٹائے جائیں گے طرف مالک اپنے کے جو سچا اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور غائب ہو جاویں گے ان کے شریک جنکو وہ جھوٹا معبود بناتے تھے۔

تشریح

(۲۹) جن کو معبود بنایا تھا وہ اللہ کو گواہی میں پیش کریں گے | اور یہ لوگ جن کو اللہ کے ساتھ اس کے حقوق یا صفات میں شریک و ساجھی بنایا تھا وہ کہیں گے کہ معبود حقیقی اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اس کو ہر بات کا علم ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ہم تمہاری عبادت، پوجا پاٹ، نذر و نیاز چڑھاوے، دعا اور التجا سے بے خبر تھے۔

(۳۰) اللہ کی عدالت میں ہر شخص اپنے کئے کا مزہ چکھ لے گا | غرض اللہ کی عدالت میں ہر ایک کو پورا پورا انصاف ملے گا کسی پر کوئی زیادتی نہ ہوگی جیسا جس نے کیا اس کے سامنے آجائے گا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے، گھڑے جھوٹ کے تار و پود بکھر جائیں گے اور سب کچھ مالک حقیقی کے روبرو ہوگا سارے توہمات بے اصل اور تراشے ہوئے خیالی پیکر ختم ہو جائیں گے۔ سچائی سب کے سامنے ہوگی کوئی جھوٹ اور کوئی بناوٹ وہاں چل نہ سکے گی۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

قُلْ	مَنْ	يَرْزُقُكُمْ	مِنَ	السَّمَآءِ	وَالْأَرْضِ	أَمَّنْ	يَمْلِكُ	السَّمْعَ	وَالْأَبْصَارَ
آپ پوچھیں	کون	رزق دیتا ہے تمہیں	سے	آسمان	اور زمین	یا کون	مالک ہے	کان	اور آنکھیں

آپ پوچھیں کون آسمان اور زمین سے تمہیں رزق دیتا ہے؟ یا کون کان اور آنکھوں کا مالک ہے؟

وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ

وَمَنْ	يُخْرِجُ	الْحَيَّ	مِنَ	الْمَيِّتِ	وَيُخْرِجُ	الْمَيِّتَ	مِنَ	الْحَيِّ	وَمَنْ
اور کون	نکالتا ہے	زندہ	سے	مردہ	اور نکالتا ہے	مردہ	سے	زندہ	اور کون

اور کون زندہ کو مردے سے نکالتا ہے؟ اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے؟ اور کون

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٣١﴾

يُدَبِّرُ	الْأَمْرَ	فَسَيَقُوْلُوْنَ	اللّٰهُ	فَقُلْ	أَفَلَا تَتَّقُوْنَ
تدبیر کرتا ہے	کام	سو وہ بول اٹھیں گے	اللہ	آپ کہہ دیں	کیا پھر تم نہیں ڈرتے

کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ سو وہ بول اٹھیں گے، اللہ۔ آپ کہہ دیں کیا پھر تم نہیں ڈرتے؟

(۳۱) قُلْ لَهُمْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَآءِ بِالْمَطَرِ وَالْأَرْضِ بِالنَّبَاتِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ بِمَعْنَى الْأَسْمَاعِ أَيْ خَلَقَهَا وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ بَيْنَ الْخَلَائِقِ فَسَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اللّٰهُ فَقُلْ لَهُمْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ فَتُؤْمِنُوْنَ

(۳۱) قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ الخ کہو کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے بارش برسا کر اور زمین سے۔ یا کون مالک ہے تمہاری سماعتوں کا اور بینائیوں کا یعنی کس نے ان کو پیدا کیا ہے اور کون ہے جو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے اور کون ہے جو مخلوق کے کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ سو عنقریب ہے کہ وہ کہیں گے کہ وہ اللہ ہے پس کہو ان سے کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ ایمان لاؤ۔

تشریح

(۳۱) **اللہ ہی ربِ حقیقی ہے** اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معبود ماننا یا اللہ کے ساتھ اسکی ذات، صفات، عظمت، اور حقوق میں کسی دوسرے کو شریک کرنا فطرت اور حقیقت کے خلاف ہے اس کی دلیلیں قدم قدم پر بکھری ہوئی ہیں۔ بتاؤ آسمان سے اور زمین سے رزق کون دیتا ہے۔ انسان سنتا ہے اور دیکھتا ہے یہ سننے اور دیکھنے کی طاقتیں کس کے اختیار میں ہیں بتاؤ کون جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے نطفے سے انسان کو کون پیدا کرتا ہے جاندار سے بے جان کو کون نکالتا ہے جاندار سے نطفہ اور بیضہ نکالتا ہے سارے عالم کا نظم و ضبط کون چلاتا ہے۔؟ کہنا پڑے گا کہ اللہ ــــ! پھر تم کیوں حقیقت کے خلاف چلنے سے بچتے نہیں ہو۔

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ج فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ج

فَذٰلِكُمُ	اللّٰهُ	رَبُّكُمُ	الْحَقُّ	فَمَاذَا	بَعْدَ + الْحَقِّ	اِلَّا	الضَّلٰلُ
پس یہ ہے تمہارا	اللہ	تمہارا رب	سچا	پھر کیا رہ گیا	سچ کے بعد	سوائے	گمراہی

پس یہ ہے اللہ! تمہارا سچا رب ۔ پھر سچ کے بعد گمراہی کے سوا کیا رہ گیا ؟

فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى

فَاَنّٰى	تُصْرَفُوْنَ	كَذٰلِكَ	حَقَّتْ	كَلِمَتُ	رَبِّكَ	عَلَى
پس کدھر	تم پھرے جاتے ہو	اسی طرح	سچی ہوئی	بات	تیرا رب	پر

پھر تم کدھر پھرے جاتے ہو۔ اسی طرح تیرے رب کی بات ان لوگوں پر جنہوں نے

الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾ قُلْ هَلْ مِنْ

الَّذِيْنَ	فَسَقُوْٓا	اَنَّهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	قُلْ	هَلْ	مِنْ
وہ لوگ جو	انہوں نے نافرمانی کی	کہ وہ	ایمان نہ لائیں گے	آپ پوچھیں	کیا	سے

نافرمانی کی سچی ہوئی کہ وہ ایمان نہ لائیں گے آپ پوچھیں کیا تمہارے

شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ط قُلِ اللّٰهُ

شُرَكَآئِكُمْ	مَّنْ	يَّبْدَؤُا	الْخَلْقَ	ثُمَّ	يُعِيْدُهٗ	قُلِ	اللّٰهُ
تمہارے شریک	جو	پہلی بار	پیدا کرے	پھر	اسے لوٹائے	آپ کہہ دیں	اللہ

شریکوں میں سے کوئی ہے جو پہلی بار پیدا کرے ؟ پھر اسے لوٹائے ؟ آپ کہہ دیں اللہ

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٤﴾

يَبْدَؤُا	الْخَلْقَ	ثُمَّ	يُعِيْدُهٗ	فَاَنّٰى	تُؤْفَكُوْنَ
پہلی بار	پیدا کرتا ہے	پھر	اُسے لوٹائیگا	پس کدھر	پلٹے جاتے ہو

پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اُسے لوٹائے گا، پس کدھر پلٹے جاتے ہو ؟

﴿٣٢﴾ فَذٰلِكُمُ الْفَعَّالُ لِهٰذِهِ الْاَشْيَاءِ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۦ الثَّابِتُ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ج اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍ اَیْ لَيْسَ بَعْدَهٗ

﴿٣٢﴾ سو یہ کرنے والا ان چیزوں کا اللہ ہے جو تمہارا سچا رب ہمیشہ رہنے والا ہے پس کیا ہے بعد حق کے سوا گمراہی کے (بعد حق کے گمراہی ہے) پس جو شخص حق کو بھولے اور اس کی پرستش نہ کرے وہ گمراہی میں رہا پس کہاں پھرے

غَيْرُهٗ فَمَنْ اَخْطَأَ الْحَقَّ وَهُوَ عِبَادَةُ اللّٰهِ وَتَقَعَ فِي الضَّلَالِ فَاَنّٰى كَيْفَ تُصْرَفُوْنَ ○ عَنِ الْاِيْمَانِ مَعَ قِيَامِ الْبُرْهَانِ

جاتے ہو تم ایمان سے باوجود قائم ہونے دلیلوں کے۔

(٣٣) كَذٰلِكَ كَمَا صُرِفَ هٰٓؤُلَآءِ عَنِ الْاِيْمَانِ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا كَفَرُوْا وَهِيَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ ۔الْاٰيَة اَوْهِيَ اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

(٣٣) جس طرح یہ کافر ایمان سے پھیر دیے گئے اسی طرح تیرے رب کی بات، سچی ہوئی ان پر جو کافر ہوئے اور نافرمانی کی۔ وہ بات اللہ کی یہ ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ (یعنی البتہ بھرونگا میں دوزخ کو تم سب سے) یا وہ کلمہ یہ ہے کہ بیشک وہ ایمان نہ لاویں گے۔

(٣٤) قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○ تُصْرَفُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ مَعَ قِيَامِ الدَّلِيْلِ۔

(٣٤) کہدو کیا تمہارے بتوں میں سے کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو اول مرتبہ پیدا کرے پھر مار کر دوبارہ زندہ کرے۔ کہدو اللہ پیدا کرتا ہے خلق کو اول دفعہ پھر وہی دوبارہ ان کو زندہ کریگا پس کہاں پھرے جاتے ہو اسکی عبادت سے باوجود دلیل قائم ہونے کے۔

تشریح

(٣٢) تمہاری بندگی کا حقدار صرف اللہ ہے | جب یہ سارے تصرفات اللہ کے قبضہ میں ہے اور کسی کا ان کاموں میں کوئی حصہ نہیں ہے تو پھر اللہ کی ربوبیت میں شرکت کہاں سے ہوگئی، یہ پھر تم کدھر چلے جا رہے ہو اپنی سوچ کا رُخ ٹھیک کیوں نہیں کرتے معبود تو وہی ہوگا جو خالق کل ہو مالک الملک ہو۔ جب سچائی یہی ہے تو اس میں جھوٹ کی ملاوٹ کیوں، سچ کو چھوڑ کر جھوٹے وہموں میں بھٹکنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔

(٣٣) کھُلی کھُلی دلیلوں کے باوجود جن کو نہیں ماننا ہے وہ نہیں مانیں گے | توحید کی دلیلیں بالکل واضح اور عام فہم ہیں لیکن جنھوں نے یہ ٹھان لی ہے کہ ہم نہیں مانیں گے وہ مان کر نہیں دینگے اور اپنی ضد پر اڑے رہیں گے اور اس طرح تمہارے رب کی یہ بات سچ ہوگی کہ نہ ماننے والے کبھی نہ مانیں گے۔

(٣٤) اے پیغمبر! ڈنکے کی چوٹ کہو کہ جس نے پہلے پیدا کیا وہ دوبارہ بھی پیدا کریگا۔ | اوپر کی آیتوں میں بیان چل رہا تھا کہ تخلیق کی ابتدا یعنی مبداء صرف اور صرف اللہ کا کام ہے اور اس میں اس کے ساتھ کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے اور چونکہ وہ خالق ہے اس لئے مالک، حاکم، اور معبود بھی وہی ہے۔ جس طرح تخلیق کی ابتدا صرف اللہ کے اختیار میں ہے اسی طرح دوبارہ پیدا کرنا یعنی معاد بھی صرف اسی کا کام ہے۔

جب تمہاری ابتدا کا سرا بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور انتہا کا سرا بھی اسی کے قبضہ میں ہے تو ذرا سوچو کہ ان دونوں سروں کے بیچ میں تمہاری بندگیوں اور نیازمندیوں کا حق دوسروں کو کس طرح پہنچ گیا۔ یہ تم کون سے اُلٹے راستے پر جا رہے ہو؟۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ

قُلْ	هَلْ	مِنْ	شُرَكَآئِكُمْ	مَّنْ	يَّهْدِيْٓ	اِلَى الْحَقِّ	قُلِ	اللّٰهُ	يَهْدِيْ
آپ پوچھیں	کیا	سے	تمہارے شریک	جو	راہ بتائے	حق کی طرف (صحیح)	آپ کہیں	اللہ	راہ بتاتا ہے

آپ پوچھیں کیا تمہارے شریکوں میں سے (کوئی ہے) جو صحیح راہ بتائے؟ آپ کہہ دیں اللہ صحیح راہ

لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا

لِلْحَقِّ	اَفَمَنْ	يَّهْدِيْٓ	اِلَى الْحَقِّ	اَحَقُّ	اَنْ	يُّتَّبَعَ	اَمَّنْ	لَّا
صحیح	پس کیا جو	راہ بتاتا ہے	حق کی طرف (صحیح)	زیادہ حقدار	کہ	پیروی کیجائے	یا جو	نہیں

بتاتا ہے، پس کیا جو صحیح راہ بتاتا ہے زیادہ حقدار ہے کہ اسکی پیروی کی جائے؟ یا وہ جو (خود بھی)

يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۳۵ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ

يَهِدِّيْٓ	اِلَّآ	اَنْ	يُّهْدٰى	فَمَا لَكُمْ	كَيْفَ	تَحْكُمُوْنَ	وَمَا يَتَّبِعُ	اَكْثَرُهُمْ
وہ راہ پاتا	مگر	یہ کہ	اسے راہ دکھائی جائے	سو تمہیں کیا ہوا	کیسا	تم فیصلہ کرتے ہو	اور پیروی نہیں کرتے	انکے اکثر

راہ نہیں پاتا مگر یہ کہ اُسے راہ دکھائی جائے۔ سو تمہیں کیا ہوگیا ہے، تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ اور انمیں سے اکثر پیروی نہیں کرتے

اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۳۶

اِلَّا ظَنًّا	اِنَّ	الظَّنَّ	لَا يُغْنِيْ	مِنَ	الْحَقِّ	شَيْئًا	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	بِمَا	يَفْعَلُوْنَ
مگر گمان	بیشک	گمان	نہیں کام دیتا	سے (کا)	حق	کچھ بھی	بیشک	اللہ	خوب جانتا ہے	وہ جو	وہ کرتے ہیں

مگر گمان کی، بیشک گمان حق (کی معرفت) کا کچھ بھی کام نہیں دیتا، بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

(۳۵) قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى
الْحَقِّ بِنَصْبِ الْحُجَجِ وَخَلْقِ الْاِهْتِدَاءِ
قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ
يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَهُوَ اللّٰهُ اَحَقُّ
اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ يَهْتَدِيْ
اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۭ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ
اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍ اَوْ تَوْبِيْخٍ اَيِ الْاَوَّلُ
اَحَقُّ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ○
هٰذَا الْحُكْمُ الْفَاسِدُ مِنْ اِتِّبَاعِ
مَا لَا يَحِقُّ اِتِّبَاعُهُ

(۳۵) کہدو کیا تمہارے بتوں میں سے کوئی ہے جو حق کا راستہ بتلاوے
ساتھ قائم کرنے حجتوں کے اور پیدا کرنے ہدایت کے۔
کہدو اللہ ہدایت کرتا ہے حق کی سو کیا وہ ہدایت کرے حق کی
یعنی اللہ زیادہ مستحق اور لائق پیروی کے ہے یا وہ لائق پیروی
کے ہے جو نہیں راہ پاتا مگر جبکہ اس کو کوئی دوسرا آدمی راہ
بتادے حاصل یہ کہ اللہ مستحق عبادت اور پیروی کا ہے
وہ نہیں جو محتاج دوسروں کے راہ بتانے کا ہے پس تم
کیوں کر یہ الٹا حکم کرتے ہو یعنی پیروی کرنا اس کی جو
مستحق اس کا نہیں۔

(۳۶) وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ فِي عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ إِلَّا ظَنًّا حَيْثُ قَلَّدُوا فِيهِ آبَاءَهُمْ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا فِيمَا الْمَطْلُوبُ مِنْهُ الْعِلْمُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ فَيُجَازِيهِمْ عَلَيْهِ

(۳۶) اور اکثر کافر بتوں کی عبادت میں صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں یعنی اپنے باپ دادوں کی تقلید سے بتوں کو پوجتے ہیں بلاشبہ گمان اور وہم سے حق ثابت نہیں ہوتا یعنی جس جگہ مطلوب علم یقینی حاصل کرنا ہے وہاں خیال اور گمان سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوسکتا۔ بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ پس وہ عوض اس کا انکو دیگا

تشریح

(۳۵) اللہ تعالیٰ ضروریاتِ زندگی کی کفالت ہی نہیں کرتے بلکہ انسانوں کو ہدایت و رہنمائی بھی عطا فرماتے ہیں | اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر بھیجتے ہوئے یہ ذمہ داری لی ہے کہ اس زمین پر اس کی زندگی کے لئے بنیادی ضرورتوں کا سب سامان موجود ہے وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (اور تمہارے لئے زمین پر ٹھکانا ہے اور سامانِ زندگی موجود ہے ایک مقررہ مدت تک) چنانچہ انسان کو اس زمین پر کھانے پینے زندگی بسر کرنے کا سارا سامان ملتا ہے اس کے علاوہ مصائب و آفات اور نقصانات سے بچانے کی بھی صورتیں کی گئی ہیں۔ لیکن اس کی ایک بہت بڑی ضرورت یہ بھی ہے کہ اسے بتایا جائے کہ اس زمین پر اس کے آنے کا مقصد کیا ہے اس کی منزل اور منزل تک پہنچنے کا راستہ کونسا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ضرورت کا بھی بھرپور انتظام کیا ہے اور یہ انتظام اندرونی بھی ہے اور بیرونی بھی۔ اندرونی انتظام یہ ہے کہ انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے جو نیکی کو پسند کرتی ہے اور اس کو قبول کرتی ہے۔ اور بیرونی انتظام یہ فرمایا ہے کہ انسان کی ہدایت اور رہبری کے لئے پیغمبر مقرر فرمائے اور اپنی کتابیں نازل کیں تاکہ اللہ کے یہ نبی اور رسول زبان سے اللہ کا کلام سنانے کے ساتھ ساتھ اس پر خود بھی عمل کر کے دکھائیں اور انسانوں کے سامنے عملی نمونہ موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ سوال کرتے ہیں کہ جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو کیا ان میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو حق کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ اے پیغمبر ان سے کہو کہ حق کی طرف رہنمائی تو صرف اللہ تعالیٰ کرتے ہیں تو جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس کی بات ماننی چاہیئے یا جو رہنمائی نہیں کرتا یا وہ رہنمائی کی قدرت نہیں رکھتا اسکی بات قابل قبول ہے کیا یہ انصاف کی بات ہے ؟

اگر انسانوں کے بنائے ہوئے اصولوں کی پیروی کی جائے تو کیا وہ حق کی طرف رہنمائی کرنے والے ہوسکتے ہیں کیا کوئی انسان جذبات اور اغراض و خواہشات اور شخصی و گروہی تعصبات یا اپنے رجحانات و میلانات سے اوپر اٹھ کر انسانوں کے لئے منصفانہ قوانین بنا سکتا ہے ؟ یہ ممکن نہیں ہے کہ انسان کی بنائی ہوئی چیز میں انسانی کمزوری کا دخل نہ ہو۔ اسلئے رہنمائی کا حق اسی کا ہے جو خود حق ہے اور تمام کمزوریوں سے بالاتر ہے۔

(۳۶) مذہب کا معاملہ اٹکل پچو نہیں ہے | دینِ حق وہی ہے جو توحید قائم ہے اور جو اللہ نے اپنے سچے رسولوں اور اپنی کتابوں کے ذریعے انسانوں کو بتایا ہے اس کے علاوہ انسانوں نے جو بھی فلسفے ایجاد کئے اور جو قانون تجویز کئے وہ گمان و قیاس کی بنیاد پر ہیں۔ حقیقت سے ان کا تعلق نہیں ہے۔ قیاس و گمان علم حق کی ضرورت کو پورا نہیں کرسکتا۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کو یہ سب کچھ معلوم ہے اسلئے قیاس و گمان کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف رجوع کرو۔ دین و دنیا کی فلاح اسی میں ہے۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ

وَ	مَا كَانَ	هٰذَا	الْقُرْاٰنُ	اَنْ	يُّفْتَرٰى	مِنْ	دُوْنِ اللّٰهِ	وَلٰكِنْ
اور	نہیں ہے	یہ۔اس	قرآن	کہ	وہ بنالے	سے	اللہ کے بغیر	اور لیکن

اور یہ قرآن (ایسا) نہیں کہ کوئی اللہ کے (حکم کے) بغیر (اپنی طرف سے) بنالے، لیکن اس

تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا

تَصْدِيْقَ	الَّذِىْ	بَيْنَ + يَدَيْهِ	وَتَفْصِيْلَ	الْكِتٰبِ	لَا
تصدیق	اسکی جو	اس سے پہلے	اور تفصیل	کتاب	نہیں

کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے پہلے (نازل ہوا) اور کتاب کی تفصیل ہے، اس میں

رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ قف

رَيْبَ	فِيْهِ	مِنْ	رَّبِّ	الْعٰلَمِيْنَ	
کوئی شک	اس میں	سے	رب	تمام جہانوں	

کوئی شک نہیں کہ یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے

(۳۷) وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى
اَىْ اِفْتِرَاءً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَىْ غَيْرِهٖ وَلٰكِنْ اُنْزِلَ
تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ
مِنَ الْكُتُبِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ
تُبَيِّنُ مَا كَتَبَ اللّٰهُ مِنَ الْاَحْكَامِ
وَغَيْرِهَا لَا رَيْبَ شَكَّ فِيْهِ مِنْ
رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ مُتَعَلِّقٌ بِتَصْدِيْقَ اَوْ
بِاُنْزِلَ الْمَحْذُوْفِ وَقُرِئَ بِرَفْعِ تَصْدِيْقُ وَتَفْصِيْلُ
بِتَقْدِيْرِ هُوَ

(۳۷) اور یہ قرآن جھوٹے کلام اور بہتان باندھا ہوا اللہ کے غیر کا نہیں۔ ولیکن یہ کلام الٰہی ہے تصدیق کرتا ہے ان کتابوں کی جو اس کے سامنے موجود ہیں یعنی جو کتابیں اس سے پہلے نازل ہوئیں ان کا سچا ہونا قرآن سے معلوم ہوتا ہے اور اس قرآن میں تفصیل ہے ان احکام وغیرہ کی جو اللہ نے لکھدیئے اس میں کچھ شک نہیں یہ اتارا گیا ہے تمام جہان کے رب کے پاس سے (بعض قراءتوں میں تصدیق اور تفصیل کو پیش ہے اس صورت میں ھُوَ مقدر ہے یعنی وہ قرآن تصدیق ہے پہلی کتابوں کی اور کھلا ہوا بیان ہے احکام الٰہی کا۔

تشریح

(۳۷) قرآن بلاشبہ فرمانروائے کائنات کا کلام ہے اور پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے | اوپر بتایا گیا کہ انسان کو علم حق کی ضرورت ہے قیاس وگمان سے اٹکل پچو باتیں بنالینا علم حق کی ضرورت کو پورا نہیں کرسکتا۔ علم حق کے لئے اللہ کی نازل کی ہوئی کتابیں ہیں جنکا آخری ایڈیشن قرآن کریم ہے قرآن کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی وحی ہے فرماں روائے کائنات کا کلام ہے ان تمام اصولی تعلیمات کی تفصیل ہے جو اللہ تعالیٰ نے پچھلی کتابوں میں بیان کی ہے۔ اس کتاب میں شک والی بات کوئی نہیں ہے بلکہ ہر بات مکمل یقین کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا

أَمْ	يَقُولُونَ	افْتَرَاهُ	قُلْ	فَأْتُوا	بِسُورَةٍ	مِّثْلِهِ	وَادْعُوا
کیا	وہ کہتے ہیں	وہ اسے بنا لایا ہے	آپؐ کہدیں	پس لے آؤ	ایک ہی سورۃ	اس جیسی	اور بلا لو

کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ اسے بنا لایا ہے؟ آپؐ کہدیں پس اس جیسی ایک ہی سورۃ لے آؤ اور جسے تم

مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۸﴾

مَنِ	اسْتَطَعْتُم	مِّن	دُونِ	اللَّهِ	إِن	كُنتُمْ	صَادِقِينَ
جسے	تم بلا سکو	سے	سوا	اللہ	اگر	تم ہو	سچے

بلا سکو، بلا لو، اللہ کے سوا، اگر تم سچے ہو۔

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ

بَلْ	كَذَّبُوا	بِمَا	لَمْ	يُحِيطُوا	بِعِلْمِهِ	وَلَمَّا	يَأْتِهِمْ	تَأْوِيلُهُ
بلکہ	انہوں نے جھٹلایا	وہ جو	نہیں	قابو پایا	اس کے علم پر	اور ابھی نہیں	انکے پاس آئی	اسکی حقیقت

بلکہ انہوں نے جھٹلایا اُسے جس کے علم پر انہوں نے قابو نہیں پایا۔ اور اسکی حقیقت ابھی انکے پاس نہیں آئی

كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ

كَذَٰلِكَ	كَذَّبَ	الَّذِينَ	مِن + قَبْلِهِمْ	فَانظُرْ	كَيْفَ
اسی طرح	جھٹلایا	وہ لوگ جو	اِن سے پہلے	پس دیکھو	کیسا

اسی طرح ان سے پہلوں نے جھٹلایا پس دیکھو کیسا ہوا

كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُم مَّن يُؤْمِنُ بِهِ

كَانَ	عَاقِبَةُ	الظَّالِمِينَ	وَ	مِنْهُم	مَّن	يُؤْمِنُ	بِهِ
ہُوا	انجام	ظالم (جمع)	اور	ان میں سے	جو (بعض)	ایمان لائینگے	اس پر

ظالموں کا انجام؟ اور ان میں سے بعض اس پر ایمان لائیں گے

ع ۱۰ ۹ وَمِنْهُم مَّن لَّا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿۴۰﴾

وَمِنْهُم	مَّن	لَّا يُؤْمِنُ	بِهِ	وَرَبُّكَ	أَعْلَمُ	بِالْمُفْسِدِينَ
اور انمیں سے	جو (بعض)	ایمان نہیں لائینگے	اس پر	اور تیرا رب	خوب جانتا ہے	فساد کرنے والوں کو

اور انمیں سے بعض اس پر ایمان نہیں لائینگے۔ اور تیرا رب فساد کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ

وَاِنْ	كَذَّبُوْكَ	فَقُلْ	لِّیْ	عَمَلِیْ	وَلَكُمْ	عَمَلُكُمْ	اَنْتُمْ
اور اگر	وہ تمہیں جھٹلائیں	تو کہدیں	میرے لئے	میرے عمل	اور تمہارے لئے	تمہارے عمل	تم

اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو آپؐ کہدیں میرے لئے میرا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل، تم اس کے

بَرِیْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

بَرِیْٓـُٔوْنَ	مِمَّآ	اَعْمَلُ	وَاَنَا	بَرِیْٓءٌ	مِمَّا	تَعْمَلُوْنَ	
جواب دہ نہیں	اسکے جو	میں کرتا ہوں	اور میں	جوابدہ نہیں	اس کا جو	تم کرتے ہو	

جوابدہ نہیں جو میں کرتا ہوں اور میں اس کا جواب دہ نہیں جو تم کرتے ہو

۳۸ اَمْ بَلْ اَ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ اِخْتَلَقَهٗ
مُحَمَّدٌ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ
فِی الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ عَلٰی وَجْهِ
الْاِفْتِرَاءِ فَاِنَّكُمْ عَرَبِیُّوْنَ فُصَحَاءُ
مِثْلِیْ وَادْعُوْا لِلْاِعَانَةِ عَلَیْهِ
مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَیْ غَیْرِهٖ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○
فِیْ اَنَّهٗ اِفْتِرَاءٌ فَلَمْ یَقْدِرُوْا عَلٰی ذٰلِكَ
قَالَ تَعَالٰی
۳۹ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِهٖ
اَیْ بِالْقُرْاٰنِ وَلَمْ یَتَدَبَّرُوْهُ وَلَمَّا لَمْ
یَاْتِهِمْ تَاْوِیْلُهٗ عَاقِبَةُ مَا فِیْهِ
مِنَ الْوَعِیْدِ كَذٰلِكَ التَّكْذِیْبِ
كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ رُسُلَهُمْ
فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ○
بِتَكْذِیْبِ الرُّسُلِ اَیْ اٰخِرُ اَمْرِهِمْ مِنَ الْهَلَاكِ
فَكَذٰلِكَ نُهْلِكُ هٰٓؤُلَاءِ
۴۰ وَمِنْهُمْ اَیْ اَهْلِ مَكَّةَ مَنْ یُّؤْمِنُ
بِهٖ لِعِلْمِ اللّٰهِ ذٰلِكَ مِنْهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا
یُؤْمِنُ بِهٖ اَبَدًا وَرَبُّكَ اَعْلَمُ

۳۸ بلکہ کافر کہتے ہیں اس قرآن کو محمدؐ نے بنا لیا کہدو پس تم بھی بنالاؤ
ایسی کوئی صورت جو فصاحت اور بلاغت میں اس کی مانند ہو کہ
آخر تم لوگ بھی عرب کے ہو فصاحت والے ہو مجھ جیسے اور بلاؤ
اس بارہ میں اعانت و امداد لینے کو جس کو چاہو اللہ کے سوا
اگر تم اس بارہ میں سچے ہو کہ یہ قرآن بہتان باندھا ہوا اور میرا بنایا
ہوا ہے سو ان کو اس کی مثل سورت بنانے کی قدرت نہ ہو سکی۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔
۳۹ بلکہ ان کافروں نے جھٹلایا اس چیز کو کہ اس کا علم ان کو نہیں
یعنی قرآن کو جھٹلایا اور اسمیں غور اور فکر نہ کیا اور ابھی ان کے
پاس اسکی تاویل نہیں آئی یعنی قرآن میں وعید اور غیب کی خبریں جو
بیان ہیں ان کا انجام ان پر ظاہر نہیں ہوا مثل اسی جھٹلانے کے
جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے اپنے پیغمبروں کو سو
دیکھا کیا انجام ہوا ان ناانصافوں کا بسبب جھٹلانے پیغمبروں
کے کہ وہ آخر کار کس طرح ہلاک کر دیئے گئے پس ایسے ہی یہ لوگ ہلاک
کر دیئے جائینگے۔
۴۰ اور اہل مکہ میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو قرآن پر ایمان لاتے ہیں
بسبب اسکے کہ علم الہٰی میں ان کا ایمان لانا ثابت ہے۔ اور بعض
ان میں سے وہ ہیں جو کبھی قرآن پر ایمان نہ لاویں گے اور تیرا رب خوب

بِالْمُفْسِدِيْنَ ○ تَهْدِيْدًا لَهُمْ
(۴۱) وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ
عَمَلُكُمْ ج اَيْ لِكُلٍّ جَزَاءُ عَمَلِهٖ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ
مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○
وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ

جانتا ہے فساد کرنیوالوں کو وہ لوگ اپنی سزا کو پہنچیں گے۔
(۴۱) وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ الخ اور اگر وہ تم کو جھٹلادیں تو ان سے کہو میرے واسطے میرے عمل ہیں اور تمہارے لئے تمہارے عمل یعنی ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا ملے گی تم بری الذمہ ہو میرے عمل سے اور میں بری ہوں تمہارے عملوں سے۔ (یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے)

تشریح

(۳۸) اگر تم اسکو پیغمبر کی تصنیف سمجھتے ہو تو اس جیسی ایک سورت بنا کر لاؤ | قرآن مجید نے کئی جگہ یہ چیلنج کیا ہے کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور ان کی اپنی تصنیف ہے تو ایک اللہ کو چھوڑ کر سب کو اپنی مدد کے لئے بلالو اور قرآن کے جو مضامین ہیں اور اس کی جو تعلیم ہے اس جیسے مضامین اور تعلیم بنا کر دکھاؤ۔ قرآن کی تعلیم میں کہیں بھی کوئی ٹکراؤ نظر نہیں آتا۔ اسمیں تہذیب اخلاق، تمدن و معاشرت، حکومت و سیاست معرفت و روحانیت، انسانی کردار کی تشکیل اور قلوب کے تزکیے کے وہ طریقے موجود ہیں جن سے دنیا کے وجود میں لانے کی غرض پوری ہوتی ہے، یہ شاندار ترتیب ایک اُمّی قوم کے اُمّی فرد سے ممکن نہیں ہے۔ پھر اس کتاب کی فصاحت و بلاغت، اسلوب بیان یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ انسانی دماغ کی کاوش کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ براہِ راست خالق کائنات کا کلام ہے ورنہ کسی نہ کسی پہلو سے کوئی نہ کوئی کمزوری اس میں ضرور پائی جاتی۔ یہ معجزانہ کلامِ الٰہی ہے نہ اس جیسا کلام بن سکے گا اور نہ یہ کلام مٹ سکے گا۔

(۳۹) قرآن کو جھٹلانے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے | جو لوگ قرآن مجید پر اور اللہ کے رسول پر ایمان نہیں لائے انکے قرآن کو جھٹلانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ٹھنڈے دل و دماغ سے اس پر غور و فکر نہیں کرتے ان کی آنکھوں کے سامنے جہالت اور تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے قرآن مجید کی تعلیم ان کے دل و دماغ میں نہیں اترتی انکے جھٹلانے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کے پاس مضبوط دلائل ہیں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ یہ کتاب تصنیف کر کے غلط طور پر اللہ کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔ ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ انھوں نے غیب کے پردے میں جھانک کر دیکھ لیا ہے کہ واقعی ایک سے زیادہ خدا موجود ہیں۔ فرشتوں کی جنت دوزخ کی اور آخرت کی جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دے رہے ہیں کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ ان کی تمام باتیں اٹکل پچو اور بے بنیاد ہیں اگر وہ صاف دلی سے جائزہ لیں تو ساری حقیقت آئینے کی طرح سامنے آجائے گی کہ اس کائنات کا ایک ہی رب ہے ایک سے زیادہ معبود نہیں ہو سکتے اگر وہ غور کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت کو مانے بغیر اس دنیا کی کوئی توجیہ ممکن نہیں ہے، یوں بے وجہ، بے دلیل پہلے بھی لوگ جھٹلا چکے ہیں مگر دیکھو کہ ان ظالموں کا انجام کیا ہوا۔

(۴۰) اللہ تعالٰی شرارتی لوگوں کو خوب جانتے ہیں | اللہ کے سچے دین کی دعوت کو کچھ لوگ قبول نہیں کریں گے قبول نہ کرنے والے لوگوں کے دلوں میں جو شرارت بسی ہے اللہ تعالٰی اس کو خوب جانتے ہیں یہ اوپر سے اپنے آپ کو کچھ بھی ظاہر کرتے رہیں لیکن قلب و ضمیر کے پردوں میں چھپے ہوئے رازوں سے اللہ تعالٰی خوب واقف ہے اللہ کو معلوم ہے کہ انھوں نے اپنے ضمیر کو حق کی شہادت دینے سے روکا اپنے دل کی آواز کو دبایا حق کی بات کو سنا اَن سُنا کیا سمجھتے ہوئے بھی سمجھنے کی کوشش نہیں کی یہ کوئی معصوم اور سادہ لوح نہیں ہیں بلکہ شرارتی ہیں اللہ ان کی شرارت خوب جانتے ہیں۔

(۴۱) ہر ایک اپنے عمل کے خود ذمہ دار ہیں | اتنی واضح اور روشن دلیلوں کے باوجود اگر یہ نہیں مانتے تو آپ اے پیغمبر صاف کہدیں کہ میں اپنے عمل کا ذمہ دار ہوں اگر اللہ تعالٰی کے احکام غلط طور پر پیش کروں تو ذمہ داری میرے اوپر ہوگی اور اپنے عمل کے تم خود ذمہ دار ہو اگر حق کو قبول نہیں کرو گے تو تم خود جواب دہ ہوگے۔ تمہارے عمل سے میں بری ہوں اور میرے عمل سے تم بری ہو۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ

الصُّمَّ	تُسْمِعُ	اَفَاَنْتَ	اِلَيْكَ	يَّسْتَمِعُوْنَ	مَّنْ	وَمِنْهُمْ
بہرے	سناؤ گے	توکیا تم	آپ کی طرف	کان لگاتے ہیں	جو بعض	اور ان میں سے

اور ان میں سے بعض کان لگاتے ہیں آپ کی طرف تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے ۔ ؟

وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ

اِلَيْكَ	يَّنْظُرُ	مَّنْ	وَمِنْهُمْ	لَا يَعْقِلُوْنَ	كَانُوْا	وَلَوْ
آپ کی طرف	دیکھتے ہیں	جو بعض	اور انہیں سے	عقل نہ رکھتے	وہ ہوں	خواہ

خواہ وہ عقل نہ رکھتے ہوں ۔ اور ان میں سے بعض دیکھتے ہیں آپ کی طرف

اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

	لَا يُبْصِرُوْنَ	كَانُوْا	وَلَوْ	الْعُمْىَ	تَهْدِى	اَفَاَنْتَ
	وہ دیکھتے	نہ ہوں	خواہ	اندھے	راہ دکھاؤ گے	پس کیا تم

تو کیا آپ اندھوں کو راہ دکھادیں گے ؟ خواہ وہ دیکھتے نہ ہوں ۔

﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ شَبَّهَهُمْ بِهِمْ فِىْ عَدَمِ الْاِنْتِفَاعِ بِمَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ وَلَوْ كَانُوْا مَعَ الصَّمَمِ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ يَتَدَبَّرُوْنَ

﴿۴۲﴾ اور بعض انہیں سے وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں جبکہ تم قرآن پڑھتے ہو سو کیا تم بہروں کو سنا سکتے ہو اگرچہ وہ لوگ باوجود بہرے ہونے کے بے عقل بھی ہوں کہ غور اور تدبر نہیں کرتے

﴿۴۳﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ○ شَبَّهَهُمْ بِهِمْ فِىْ عَدَمِ الْاِهْتِدَاءِ بَلْ هُمْ اَعْظَمُ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ

﴿۴۳﴾ اور بعض انہیں سے وہ ہیں جو آپ کی طرف دیکھتے ہیں سو کیا تم اندھوں کو راہ دکھلا سکتے ہو اگرچہ وہ (باوجود بینائی کے) دیکھتے نہیں ہیں۔ تشبیہ دی ہدایت نہ پانے میں یعنی جیسے بہرے سنتے نہیں (اندھے دیکھتے نہیں) جو نہ آیا دیں ایسے ہی یہ کافر بھی قبول کرنے کی نیت سے نہیں سنتے بلکہ کافر اس بارہ میں زیادہ بڑے ہیں کہ انکے دل اندھے جو بینائیوں کے اندھے سے زیادہ گمراہ ہیں۔

تشریح

﴿۴۲﴾ کچھ سننے والے سن کر بھی نہیں سنتے ایک ہے بدن کے کانوں سے سننا اور دوسرا ہے بدن کے کانوں کے ساتھ دل کے کانوں سے بھی سننا۔ اگر دل کے کان تعصب یا اپنے مفادات کی وجہ سے بند ہوں تو آدمی معنی اور مضمون کی طرف توجہ نہیں دیتا اور کتنی ہی معقول بات کیوں نہ ہو اس پر دھیان نہیں دیتا ایسے لوگ دل کے کانوں کے بہرے ہوتے ہیں اور ان کو سنانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

﴿۴۳﴾ انکی آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں اللہ نے انکو دیکھنے کیلئے سر پر آنکھیں دی ہیں مگر دل کی آنکھوں سے وہ اللہ کی نشانیوں کو نہیں دیکھتے آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اندھے ہیں انہیں کچھ سوجھتا نہیں ہے اگر دل کی آنکھیں نہ کھلیں تو کوئی معقول بات اور دردمندانہ نصیحت دل پر اثر نہیں کرتی۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (۴۴) وَيَوْمَ

إِنَّ	اللّٰهَ	لَا يَظْلِمُ	النَّاسَ	شَيْئًا	وَّلٰكِنَّ	النَّاسَ	أَنْفُسَهُمْ	يَظْلِمُوْنَ	وَيَوْمَ
بیشک	اللہ	ظلم نہیں کرتا	لوگ	کچھ بھی	اور لیکن	لوگ	اپنے آپ پر	ظلم کرتے ہیں	اور جس دن

بیشک اللہ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی لیکن لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور جس دن

يَحْشُرُهُمْ كَأَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ

يَحْشُرُهُمْ	كَأَنْ	لَّمْ يَلْبَثُوْٓا	إِلَّا	سَاعَةً	مِّنَ + النَّهَارِ	يَتَعَارَفُوْنَ	بَيْنَهُمْ
جمع کرے گا انہیں	گویا	وہ نہ رہے تھے	مگر	ایک گھڑی	دن سے (کی)	وہ پہچانیں گے	آپسمیں

وہ (یوم حشر) انہیں جمع کریگا گویا وہ (دنیا میں) نہ رہے تھے مگر دن کی ایک گھڑی - آپس میں پہچانیں گے وہ

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (۴۵) وَإِمَّا

قَدْ + خَسِرَ	الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِلِقَآءِ + اللّٰهِ	وَمَا كَانُوْا	مُهْتَدِيْنَ	وَ	إِمَّا
البتہ خسارہ میں رہے	وہ لوگ	انہوں نے جھٹلایا	اللہ سے ملنے کو	اور وہ نہ تھے	ہدایت پانے والے	اور	اگر

البتہ وہ خسارے میں رہے جنھوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے ۔ اور اگر ہم تمہیں

نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

نُرِيَنَّكَ	بَعْضَ	الَّذِيْ	نَعِدُهُمْ	أَوْ	نَتَوَفَّيَنَّكَ	فَإِلَيْنَا	مَرْجِعُهُمْ
تجھے ہم دکھادیں	بعض (کچھ)	وہ جو	وعدہ کرتے ہیں ہم ان سے	یا	ہم تمہیں اٹھالیں	پس ہماری طرف	ان کا لوٹنا

بعض وعدے دکھادیں جو ہم ان سے کر رہے ہیں یا ہم تمہیں (دنیا سے) اٹھالیں پس انہیں ہماری طرف لوٹنا ہے

ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ (۴۶)

ثُمَّ	اللّٰهُ	شَهِيْدٌ	عَلٰى	مَا يَفْعَلُوْنَ
پھر	اللہ	گواہ	پر	جو وہ کرتے ہیں ۔

پھر اللہ اس پر گواہ ہے جو وہ کرتے ہیں ۔

(۴۴) إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ
النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

(۴۵) وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَنْ أَيْ كَأَنَّهُمْ لَمْ
يَلْبَثُوْا فِي الدُّنْيَا أَوِ الْقُبُوْرِ إِلَّا سَاعَةً
مِّنَ النَّهَارِ لِهَوْلِ مَا رَأَوْا أَوْ جُمْلَةُ التَّشْبِيْهِ

(۴۴) بیشک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا لیکن آدمی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں ۔

(۴۵) اور جس دن کہ اللہ ان کو جمع کریگا گویا کہ وہ نہیں ٹھیرے دنیا میں
یا قبروں میں مگر دن میں سے ایک لحظہ دنیا کا قیام انکو اس قدر تھوڑا
معلوم ہوگا بسبب اس دن کی دہشت جو وہ اسمیں دیکھیں گے ۔ جملہ

حَالٌ مِنَ الضَّمِيْرِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ
يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِذَا بُعِثُوْا
ثُمَّ يَنْقَطِعُ التَّعَارُفُ لِشِدَّةِ
الْاَهْوَالِ وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ
اَوْ مُتَعَلِّقُ الظَّرْفِ قَدْ خَسِرَ
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاءِ اللّٰهِ
بِالْبَعْثِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○

كَاَنْ لَمْ يَلْبَثُوْا الخ حال ہے يَحْشُرُهُمْ کی ضمیر ہُمْ سے، جس وقت وہ قبر سے اٹھیں گے باہم ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔ پھر بسبب سختی روز قیامت کے اس میں پہچان نہ رہے گی۔ (جملہ یَتَعَارَفُوْنَ حال مقدرہ ہے یا یوم کے متعلق ہے)
بیشک ٹوٹے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے ملنے کا یعنی حشر ونشر کا یقین نہ کیا اور نہیں ہیں وہ لوگ راہ پانے والے

(۴۶) وَاِمَّا فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ
فِيْ مَا الزَّائِدَةِ نُرِيَنَّكَ بَعْضَ
الَّذِيْ نَعِدُهُمْ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ
فِيْ حَيَاتِكَ وَجَوَابُ الشَّرْطِ
مَحْذُوْفٌ اَيْ فَذَاكَ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ
قَبْلَ تَعْذِيْبِهِمْ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ مُطَّلِعٌ عَلٰى مَا
يَفْعَلُوْنَ ○ مِنْ تَكْذِيْبِهِمْ وَكُفْرِهِمْ
فَيُعَذِّبُهُمْ اَشَدَّ الْعَذَابِ

(۴۶) اور اگر ہم تمکو دکھلادیں بعض وہ امور جن کا ہم نے تم سے وعدہ کیا۔ تو تم دیکھو ہی گے یا اگر ہم تم کو وفات دیں ان کے عذاب دینے سے پہلے تو ہماری طرف ان کو آنا ہے پھر اللہ خبردار ہے اس امر سے جو وہ کرتے ہیں۔ یعنی پیغمبر کو جھٹلانا اور کفر کرنا سو اللہ اس کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا

تشریح

(۴۴) یہ لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں | اللہ تعالےٰ نے ان کو سننے کے لئے کان دیکھنے کے لئے آنکھیں دی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا اور وہ کسی پر ظلم کرتا بھی نہیں ہے یہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں کہ اللہ کی بخشی ہوئی استعداد اور صلاحیت سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اللہ نے ہر انسان کی فطرت بھی ایسی بنائی ہے کہ وہ نیکی کو قبول کرنے والی ہے مگر یہ اپنی فطرت کو خود ہی بگاڑ کر اپنے اوپر ظلم اور زیادتی کرتے ہیں۔

(۴۵) دنیا کی زندگی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہے | اللہ کے رسول جس دین کی دعوت دیتے ہیں اس کا ایک حصہ یہ ہے کہ آخرت کی زندگی برحق ہے جہاں انسان کو اپنے دنیاوی اعمال کا حساب کتاب دینا ہے جس دن اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو میدانِ حشر میں جمع کریں گے اور آخرت کی بے پناہ وسیع زندگی ان کے سامنے ہوگی تو دنیا کی زندگی اس کے مقابلے میں ایسی لگے گی جیسے چلتے چلتے بس ایک گھڑی جان پہچان کیلئے ٹھہر گئے ہوں اس وقت وہ لوگ پچھتائیں گے جنھوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا تھا اور سمجھ لیں گے کہ ہم سخت گھاٹے میں رہے اور ہمارا راستہ غلط تھا۔

(۴۶) اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا | اللہ کا یہ سچا دین دینِ اسلام، اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول سے وعدہ کیا ہے کہ لاکھ رکاوٹوں کے باوجود یہ دین غالب ہو کر رہیگا اور تمام دینوں پر چھا جائے گا۔ اس وعدے کا کچھ حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں پورا ہوگیا جیسے غزوۂ بدر اور فتح مکہ وغیرہ میں اللہ نے دکھا دیا اور کچھ حصہ اللہ کے وعدوں کا آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد پورا ہو کر رہے گا لیکن بہرحال ان سب کو ایک دن اللہ کے روبرو پیش ہونا ہے اور اپنے کرتوتوں کا حساب دینا ہے۔ اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس پر خود اللہ تعالیٰ بھی گواہ ہیں۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا

وَلِكُلِّ	اُمَّةٍ	رَّسُوْلٌ	فَاِذَا	جَآءَ	رَسُوْلُهُمْ	قُضِيَ	بَيْنَهُمْ	بِالْقِسْطِ	وَهُمْ	لَا
اور ہر ایک	امت (کیلئے)	رسول	پس جب	آگیا	ان کا رسول	فیصلہ کر دیا گیا	انکے درمیان	انصاف کیساتھ	اور وہ	نہیں

اور ہر امت کیلئے ایک رسول ہے پس جب ان کا رسول آگیا ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور ان پر ظلم

يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّآ

يُظْلَمُوْنَ	وَيَقُوْلُوْنَ	مَتٰى	هٰذَا	الْوَعْدُ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	قُلْ	لَّآ
ظلم کیے جاتے	اور وہ کہتے ہیں	کب	یہ	وعدہ	اگر	تم ہو	سچے	آپ کہدیں	نہیں

نہیں کیا جاتا۔ اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا ؟ اگر تم سچے ہو۔ آپ کہہ دیں میں اپنی

اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا

اَمْلِكُ	لِنَفْسِيْ	ضَرًّا	وَّلَا نَفْعًا	اِلَّا	مَا	شَآءَ	اللّٰهُ	لِكُلِّ اُمَّةٍ	اَجَلٌ	اِذَا
مالک ہوں میں	اپنی جان کیلئے	کسی نقصان	اور نہ نفع	مگر	جو	چاہے	اللہ	ہر ایک امت کیلئے	ایک وقت مقرر	جب

جان کے لئے مالک نہیں ہوں کسی نقصان کا اور نہ نفع کا، مگر جو اللہ چاہے۔ ہر ایک امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب

جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

جَآءَ	اَجَلُهُمْ	فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ	سَاعَةً	وَّ	لَا	يَسْتَقْدِمُوْنَ
آجائیگا	ان کا وقت	پس نہ تاخیر کریں گے وہ	ایک گھڑی	اور	نہ	جلدی کرینگے وہ

ان کا وقت آجائیگا پس نہ وہ ایک گھڑی تاخیر کریں گے، نہ جلدی کر سکیں گے۔

﴿۴۷﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ مِّنَ الْاُمَمِ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ اِلَيْهِمْ فَكَذَّبُوْهُ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ بِالْعَدْلِ فَيُعَذَّبُوْا وَيُنَجَّى الرَّسُوْلُ وَمَنْ صَدَّقَهٗ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ بِتَعْذِيْبِهِمْ بِغَيْرِ جُرْمٍ

﴿۴۸﴾ فَكَذٰلِكَ يُفْعَلُ بِهٰٓؤُلَآءِ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ بِالْعَذَابِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فِيْهِ

﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا اَدْفَعُهٗ وَّلَا نَفْعًا اَجْلِبُهٗ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اَنْ يُّقْدِرَنِيْ

﴿۴۷﴾ اور ہر ایک گروہ کے لئے تمام گروہوں میں سے ایک پیغمبر بھیجا گیا ہے پس جب انکی طرف ان کا پیغمبر آیا کہ انہوں نے اس کو جھٹلایا فیصلہ کر دیا گیا ان کے درمیان ساتھ انصاف کے پس عذاب دئے گئے وہ اور نجات پائی پیغمبر نے اور ان لوگوں نے جنھوں نے پیغمبر کو سچا سمجھا اور انکی پیروی کی اور ان پر ظلم نہیں کیا گیا

﴿۴۸﴾ اور کافر کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ عذاب کا اگر تم اسمیں سچے ہو

﴿۴۹﴾ کہہ دو کہ میں نہیں مالک اس کا کہ اپنے اوپر سے نقصان دور کروں اور نہ یہ کہ نفع حاصل کر سکوں مگر جو چاہے اللہ کہ مجھکو اس پر قدرت دے تو وہ کر سکتا ہوں۔ پس کس طرح

[illegible]

عَلَيْهِ فَكَيْفَ أَمْلِكُ لَكُمْ حُلُوْلَ الْعَذَابِ
لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ مُّدَّةٌ مَّعْلُوْمَةٌ لِهَلَاكِهِمْ إِذَا
جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُوْنَ يَتَأَخَّرُوْنَ
عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○
يَتَقَدَّمُوْنَ عَلَيْهِ

مالک ہو جاؤں میں تم پر عذاب پہنچنے کا۔
ہر ایک گروہ کے ہلاک کرنے کی ایک مدت مقرر ہے۔ جب آجاتی ہے ان کی موت پس اس سے نہ ایک لحظہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ اس سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔

تشریح

(۴۷) رسول کے آنے کے بعد حجت پوری ہو جاتی ہے | جس دن سے انسان دنیا میں آیا ہے اللہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ انسانوں کی ہدایت کے لئے اپنی کتاب بھی نازل فرماتے ہیں اور اپنا رسول بھی مقرر کرتے ہیں جو لوگوں کو اللہ کا کلام سنائے اور اس پر عمل کر کے دکھلائے ہر گروہ اور ہر امت کے لئے اللہ کا دستور یہی چلا آرہا ہے اسی دستور کے مطابق اللہ تعالےٰ نے سب سے آخر میں خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول مقرر فرمایا اور ان پر اپنا کلام آخری کتاب قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمایا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید پر عمل کی صورت میں اپنی سنت اور اپنا طریقہ مکمل طور پر سامنے رکھ دیا اور آج قرآن اور سنتِ رسول ایک زندہ اور عملی شکل میں لوگوں کے سامنے ہیں اور یہ دونوں چیزیں تا قیامت باقی رہیں گی اسلئے چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے ہوں یہ دونوں چیزیں اپنی اصلی صورت میں باقی ہیں اور امت کی رہنمائی کر رہی ہیں اور ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ قرآن اور رسول ؐ نے کس چیز کی تعلیم دی ہے رسول کی دعوت امت تک پہنچنے کے بعد اللہ کی حجت پوری ہو جاتی ہے اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اس دعوت کی خبر نہ تھی بس پھر ایک ہی چیز باقی رہ جاتی ہے اور وہ ہے فیصلہ جو پورے انصاف کے ساتھ ذرہ برابر ظلم کے بغیر چکا دیا جائیگا جو لوگ رسول کی بات مان لیں گے اور اپنا رویہ ٹھیک کر لیں گے وہ اللہ کی رحمت کے مستحق قرار پائیں گے اور جو رسول کی بات نہیں مانیں گے وہ عذاب کے مستحق ہونگے۔ اللہ کی مرضی ہے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ہی عذاب دے یا آخرت میں سزا دے اور دنیا میں ڈھیل دے کر رکھے۔

(۴۸) عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے انکار کرنے والے، اس کو نہ ماننے والے اور ہٹ دھرمی کرنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ سزا اور عذاب کی بات سچی ہے نری دھمکی نہیں ہے تو آخر یہ عذاب کب آئے گا دنیا میں اللہ تعالےٰ نے ان کو ڈھیل دے رکھی ہے اور وہ یہاں کی لذتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور اپنی مستی میں مست رہ کر انجام سے بے خبر ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عذاب اور سزا کی باتیں بس یونہی ڈرانے کے لئے ہیں اسلئے استہزا کے ساتھ پوچھتے ہیں کہ وہ عذاب جس کی تم خبر دیتے رہتے ہو آخر آ کے کیوں نہیں دیتا۔

(۴۹) فیصلے کا نفاذ اللہ کی مشیت پر ہے | اللہ تعالیٰ حاکم بھی ہیں اور حکیم بھی کون سا فیصلہ کس وقت نافذ ہوگا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی حکیمانہ قدرت پر منحصر ہے کسی نبی اور رسول کو بھی اس کا نہ کوئی اختیار ہے اور نہ اس میں ان کا کوئی دخل ہے اسلئے فرمایا کہ اے پیغمبر صاف کہہ دو کہ فیصلہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے اور نہ میں نے دعویٰ کیا ہے میں تو خود اپنی ذات کے لئے بھی اللہ کی مشیت کے بغیر نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ نے ہر امت کے لئے مہلت کی ایک مدت مقرر کر رکھی ہے اللہ تعالےٰ جلد بازی نہیں کرتے بلکہ اپنی حکمت کے مطابق افراد اور گروہوں کو موقع دیتے ہیں ان کو مہلت دیتے ہیں کہ اگر وہ سنبھلنا چاہیں تو سنبھل جائیں یہ مہلت کتنی ہوگی اس کو اللہ ہی خوب جانتے ہیں کسی گروہ کے لئے یہ مہلت صدیوں تک بھی دراز ہو سکتی ہے اس میں اللہ تعالےٰ پورے پورے انصاف سے کام لیتے ہیں اور جب وہ فیصلہ کی گھڑی آجاتی ہے تو پھر وہ ذرا بھی آگے پیچھے نہیں ہوتی۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا

قُلْ	اَرَءَيْتُمْ	اِنْ	اَتٰكُمْ	عَذَابُهٗ	بَيَاتًا	اَوْ	نَهَارًا
آپ کہدیں	بھلا تم دیکھو	اگر	تم پر آئے	اس کا عذاب	رات کو	یا	دن کے وقت

آپ کہہ دیں بھلا تم دیکھو اگر تم پر اس کا عذاب آئے رات کو یا دن کے وقت

مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ

مَاذَا	يَسْتَعْجِلُ	مِنْهُ	الْمُجْرِمُوْنَ	اَثُمَّ	اِذَا	مَا + وَقَعَ
کیا ہے وہ	جلدی کرتے ہیں	اس سے۔ اسکی	مجرم (جمع)	کیا پھر	جب	واقع ہوگا

تو وہ کیا ہے جس کی مجرم جلدی کر رہے ہیں۔؟ گیا پھر جب واقع ہوجائیگا (اسوقت)

اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

اٰمَنْتُمْ	بِهٖ	آٰلْئٰنَ	وَ	قَدْ	كُنْتُمْ	بِهٖ	تَسْتَعْجِلُوْنَ
تم ایمان لاؤگے	اس پر	اب	اور	البتہ	تم تھے	اسکی	جلدی مچاتے

تم اُس پر ایمان لاؤ گے۔؟ اب (مانتے ہو) البتہ تم اس کی جلدی مچاتے تھے

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ

ثُمَّ	قِيْلَ	لِلَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	ذُوْقُوْا	عَذَابَ	الْخُلْدِ	هَلْ	تُجْزَوْنَ
پھر	کہاجائیگا	ان لوگوں کو جو	انہوں نے ظلم کیا (ظالم)	تم چکھو	عذاب	ہیشگی	کیا نہیں	تمہیں بدلا دیا جاتا

پھر ظالموں کو کہا جائے گا تم ہمیشگی کا عذاب چکھو تمہیں وہی بدلہ دیا جاتا

اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾

اِلَّا	بِمَا	كُنْتُمْ	تَكْسِبُوْنَ
مگر	وہ جو	تھے	تم کماتے

ہے جو تم کماتے تھے۔

﴿۵۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اَخْبِرُوْنِیْ اِنْ اَتٰكُمْ
عَذَابُهٗ اَیْ اللّٰهِ بَيَاتًا لَيْلًا
اَوْ نَهَارًا مَاذَا اَیْ شَیْءٍ يَسْتَعْجِلُ

(۵۰) کہدو مجھ کو بتلاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجاوے رات کو یا
دن کو تو کیا چیز ہے وہ جس کی یہ مشرک جلدی کرتے ہیں
یعنی عذاب ان پر آنے والا ہے پھر کیوں جلدی کرتے ہیں

مِنْهُ اَیِ الْعَذَابُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ اَلْمُشْرِكُوْنَ. فِيْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضَعَ الْمُضْمَرِ وَجُمْلَةُ الْاِسْتِفْهَامِ جَوَابُ الشَّرْطِ كَقَوْلِكَ اِنْ اَتَيْتُكَ مَاذَا تُعْطِيْنِيْ وَالْمُرَادُ بِهِ التَّهْوِيْلُ اَیْ مَا اَعْظَمَ مَا اسْتَعْجَلُوْهُ

جس کی یہ جلدی کرتے ہیں وہ بڑی چیز ہے۔

(۵۱) اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ حَلَّ بِكُمْ اٰمَنْتُمْ بِهٖ اَیِ اللّٰهِ اَوِ الْعَذَابِ عِنْدَ نُزُوْلِهٖ وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْكَارِ التَّاخِيْرِ فَلَا يُقْبَلُ مِنْكُمْ وَيُقَالُ لَكُمْ آٰلْـٰٔنَ تُؤْمِنُوْنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○ اِسْتِهْزَاءً

(۵۱) پھر جب وہ عذاب تم پر آجائے گا کیا اس وقت اللہ پر ایمان لاؤ گے یا عذاب کے آنے کا یقین کروگے تو اسوقت تمہارا ایمان قبول نہ ہوگا اور تم سے کہا جائے گا اب ایمان لاتے ہو حالانکہ تم اس کے آنے کی جلدی کرتے تھے۔ ازراہ استہزار اور مذاق کے

(۵۲) ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ اَیِ الَّذِيْ تَخْلُدُوْنَ فِيْهِ هَلْ مَا تُجْزَوْنَ اِلَّا جَزَاءُ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○

(۵۲) پھر کہا جائیگا ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا چکھو تم عذاب جسمیں تم ہمیشہ رہوگے نہیں سزا دی جاتی تم کو مگر اس کی جو تم نے کمایا۔

تشریح

(۵۰) کیا عذاب بھی کوئی مانگنے کی چیز ہے؟ | بار بار مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اگر سچے ہو تو ہم پر ہمارے گناہوں کی پاداش میں اللہ کا عذاب نازل کرکے دکھاؤ۔ اللہ تو اپنی مصلحت اور حکمت کیوجہ سے عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ رات کو جب تم سوئے ہوئے ہوں اچانک اللہ کا عذاب آجائے یا دن کے وقت جب تم اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہوں۔ اللہ کا عذاب تمہیں گھیر لے تو اس سے پہلے تم کیا کرسکو گے کیا اس سے بچنے کی تدبیر کرسکو گے کیا تم بچ پاؤ گے۔ یہ کیا حماقت ہے۔ کیا عذاب بھی مانگنے کی چیز ہے؟۔

(۵۱) کیا جب عذاب سر پر آپڑے گا جبھی مانوگے؟ | آج تم بار بار تقاضہ کررہے ہو اور مطالبہ کررہے ہو کہ عذاب کیوں نہیں آتا؟ تو کیا جب عذاب تم پر آجائیگا جبھی تم اس صداقت کو تسلیم کروگے کہ رسول کا کہنا برحق تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ تمہیں عذاب کے آنے کا یقین نہیں ہے۔ یہ سمجھتے ہو کہ بس یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں اگر تمہیں یقین ہوتا تو عذاب سے بچنے کی تدبیر کرتے نہ یہ کہ اس کا مطالبہ کرو اور جب تمہیں عذاب آنے کے بعد یقین آجائیگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اب عذاب سے بچنا چاہتے ہو حالانکہ تم خود ہی اس کے جلدی آنے کا تقاضہ کررہے تھے کیونکہ ان کا تقاضہ کرنا بھی اصل میں جھٹلانے اور مذاق اڑانے کے انداز میں تھا۔

(۵۲) حق کا انکار کرنے والوں کو ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھایا جائیگا | آج جو لوگ سچائی کا مذاق اڑارہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم دنیا میں کامیاب ہیں اور کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا قیامت میں ان سے کہا جائے گا کہ اب ہمیشہ رہنے والے عذاب کا مزہ چکھو۔ جو کچھ تم نے کمائی کی ہے اس کا بدلہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے جو تم کو دیا جارہا ہے۔

وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنْتُمْ

وَيَسْتَنْبِئُونَكَ	أَحَقٌّ	هُوَ	قُلْ	إِي	وَرَبِّي	إِنَّهُ	لَحَقٌّ	وَمَا	أَنْتُمْ
اور تم سے پوچھتے ہیں	کیا سچ ہے	وہ	آپ کہدیں	ہاں	میرے رب کی قسم	بیشک وہ	ضرور سچ	اور نہیں	تم ہو

اور تم سے پوچھتے ہیں کیا وہ سچ ہے؟ آپ کہدیں ہاں! میرے رب کی قسم! بیشک وہ ضرور سچ ہے اور تم عاجز کرنے

ع ۱۲ / ۱۰ بِمُعْجِزِينَ ﴿۵۳﴾ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ

بِمُعْجِزِينَ	وَلَوْ	أَنَّ	لِكُلِّ	نَفْسٍ	ظَلَمَتْ	مَا فِي + الْأَرْضِ	لَافْتَدَتْ
عاجز کرنے والے	اور اگر	ہو	ہر ایک کیلئے	شخص	اس نے ظلم کیا (ظالم)	جو کچھ زمین میں	البتہ فدیہ دے دے

والے نہیں۔ اور اگر (خواہ) ہر ظالم شخص کے لئے (وہ سب کچھ) ہو جو زمین میں ہے (اور) وہ اس کو فدیہ میں دیدے

بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

بِهِ	وَأَسَرُّوا	النَّدَامَةَ	لَمَّا	رَأَوُا	الْعَذَابَ	وَقُضِيَ	بَيْنَهُمْ	بِالْقِسْطِ
اسکو	اور وہ چپکے چپکے ہونگے	پشیمان	جب	وہ دیکھیں گے	عذاب	اور فیصلہ ہوگا	ان کے درمیان	انصاف کے ساتھ

اور وہ چپکے چپکے پشیمان ہوں گے جب عذاب دیکھیں گے، اور انکے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ ہو گا۔

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۵۴﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا

وَهُمْ	لَا يُظْلَمُونَ	أَلَا	إِنَّ	لِلَّهِ	مَا	فِي السَّمَاوَاتِ	وَالْأَرْضِ	أَلَا
اور وہ	ظلم نہ کئے جائیں گے	یاد رکھو	بیشک	اللہ کیلئے	جو	آسمانوں میں	اور زمین	یاد رکھو

اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا یاد رکھو اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے یاد رکھو

إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۵﴾

إِنَّ	وَعْدَ	اللَّهِ	حَقٌّ	وَلَٰكِنَّ	أَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُونَ
بیشک	وعدہ	اللہ	سچ	اور لیکن	ان کے اکثر	جانتے نہیں۔

بیشک اللہ کا وعدہ سچ ہے لیکن ان کے اکثر جانتے نہیں۔

﴿۵۳﴾ وَيَسْتَنْبِئُونَكَ يَسْتَخْبِرُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ
أَيْ مَا وَعَدْتَنَا بِهِ مِنَ الْعَذَابِ وَ
الْبَعْثِ قُلْ إِي نَعَمْ وَرَبِّي
إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ○
بِفَائِتِينَ الْعَذَابَ

﴿۵۳﴾ اور کافر تم سے پوچھتے ہیں کیا سچ ہے یہ جو تم ہم سے وعدہ
کرتے ہو عذاب کا یا قیامت کے آنے کا اور مر کر زندہ
ہونے کا۔ کہدو ہاں یہ وعدہ سچا ہے قسم ہے میرے
رب کی اور تم عذاب سے بچ نہیں سکتے۔

﴿۵۴﴾ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ

﴿۵۴﴾ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ

كَفَرَتْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا
مِنَ الْأَمْوَالِ لَافْتَدَتْ بِهِ
مِنَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَسَرُّوا
النَّدَامَةَ عَلَى تَرْكِ الْإِيمَانِ
لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ج أَيْ أَخْفَاهَا
رُؤَسَاؤُهُمْ عَنِ الضُّعَفَاءِ الَّذِينَ
أَضَلُّوهُمْ مَخَافَةَ التَّعْيِيرِ وَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ بَيْنَ الْخَلَائِقِ بِالْقِسْطِ
بِالْعَدْلِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○ شَيْئًا
٥٥ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَ
الْأَرْضِ ط أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ بِالْبَعْثِ
وَالْجَزَاءِ حَقٌّ ثَابِتٌ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ
أَيِ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○ ذٰلِكَ

اور بیشک اگر ہر ایک آدمی کفر کرنے والے کی ملک میں ہو تمام وہ مال زمین میں ہے تو وہ شخص اس سب مال کو عذاب قیامت سے بچنے کے لئے خرچ کر دے اور عوض میں دیدے۔ اور چھپا دیں گے یہ کافر شرمندگی کو جو اُن کو ایمان نہ لانے میں حاصل ہوگی جبکہ دیکھیں گے عذاب کو یعنی بڑے کافر جنہوں نے ضعیفوں کمزوروں کو گمراہ کیا تھا ان کے سامنے ندامت ظاہر نہ کریں گے چھپا دیں گے بے عزتی اور عار کے ڈر سے اور فیصلہ کیا جاویگا مخلوقات میں ساتھ انصاف کے اور ان کے اوپر بالکل ظلم نہ کیا جائیگا۔

٥٥ آگاہ رہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے خبردار رہو بلاشبہ وعدہ اللہ کا حشر و نشر اور جزا و سزا میں ضرور ہونے والا ہے ولیکن اکثر آدمی اس کو نہیں جانتے۔

تشریح

(٥٣) تعجب سے پوچھتے ہیں کیا واقعی ہم مرنے کے بعد زندہ کئے جائیں گے؟ | حق کی روشن دلیلیں سامنے آنے کے باوجود حیرت کے انداز میں پوچھتے ہیں کہ کیا واقعی جو تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے؟ کیا ہم مرنے کے بعد زندہ کئے جائیں گے؟ اور دائمی عذاب کا مزہ چکھیں گے؟ جب ہم ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل جائیں گے تو بھلا دوبارہ کیسے زندہ ہونگے اے پیغمبر ان سے کہہ دو کہ تمہارا مٹی میں مل جانا اللہ کو تمہیں دوبارہ پیدا کرنے سے روکتا نہیں ہے۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا وہ دوسری بار بھی پیدا کریگا۔ میرے رب کی قسم یہ بالکل برحق ہے اور تم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اس کو ظہور میں آنے سے روک سکو اور اللہ تعالے کو دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز کر سکو۔

(٥٤) روئے زمین کی ساری دولت دیکر بھی وہ اپنے آپ کو بچا نہ سکیں گے | آج جو لوگ سب کچھ جاننے کے بعد بھی غفلت کی وجہ سے انکان بنے ہوئے ہیں اور دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر آخرت کے انجام سے غافل ہیں جب وہ انجام ان کے سامنے آئے گا تو دل ہی دل میں پچھتائیں گے کہ کاش ہم نے اس سے بچنے کے لئے پہلے سے سامان کر لیا ہوتا اور پیغمبر کی باتوں پر ایمان لے آئے ہوتے اگر ان کے پاس روئے زمین کے سارے خزانے بھی ہوتے تو وہ سب کچھ دیکر عذاب سے بچنے کے لئے آمادہ ہوتے مگر آج کوئی چیز ان کو اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکے گی اور بغیر کسی زیادتی کے پورے پورے انصاف کے ساتھ ان کا فیصلہ ہوگا۔ فیصلے اور بدلے کا یہ دن آنا ہر انسان کے لئے یقینی ہے۔

(٥٥) زمین و آسمان میں ہر جگہ اللہ ہی کی فرماں روائی ہے | اچھی طرح سمجھ لو کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ صرف اللہ کا ہے اللہ ہی اس کا خالق ہے اور اسی لئے وہ ان کا مالک ہے اور اسی لئے وہ ان کا حاکم ہے ہر ہر چیز پر اللہ کی فرمانروائی ہے اسلئے ہر ایک کے ساتھ انصاف ہوگا کوئی مجرم بچ کر نکل نہ سکے گا اور نہ کچھ دیکر چھوٹ سکے گا اللہ کا وعدہ برحق ہے مگر اکثر لوگ کم فہمی اور غفلت کی وجہ سے ان حقائق کو نہیں سمجھتے اور الٹی سیدھی بکواس کرتے رہتے ہیں۔

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ

هُوَ	يُحْيٖ	وَ يُمِيْتُ	وَ اِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ	يٰۤاَيُّهَا	النَّاسُ	قَدْ
وہی	زندگی دیتا ہے	اور مارتا ہے	اور اسکی طرف	تم لوٹائے جاؤگے	اے	لوگو	تحقیق

وہی زندگی دیتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگے ۔ اے لوگو تحقیق آگئی

جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ

جَآءَتْكُمْ	مَّوْعِظَةٌ	مِّنْ	رَّبِّكُمْ	وَشِفَآءٌ	لِّمَا	فِي	الصُّدُوْرِ
آگئی تمہارے پاس	نصیحت	سے	تمہارا رب	اور شفاء	اسکے لئے جو	میں	سینوں (دلوں)

تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور شفا اس (روگ) کے لئے جو دلوں میں ہے

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

وَهُدًى	وَّرَحْمَةٌ	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
اور ہدایت	اور رحمت	مومنوں کے لئے

اور ہدایت اور رحمت مومنوں کے لئے ۔

(۵۶) هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○
فِى الْاٰخِرَةِ فَيُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ ۔
(۵۷) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَىْ اَهْلِ مَكَّةَ قَدْ
جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ كِتَابٌ
فِيْهِ مَا لَكُمْ وَعَلَيْكُمْ وَهُوَ الْقُرْاٰنُ وَشِفَآءٌ
دَوَاءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ ۙ مِنَ الْعَقَائِدِ الْفَاسِدَةِ
وَالشُّكُوْكِ وَهُدًى مِّنَ الضَّلَالَةِ وَّرَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ بِهٖ

(۵۶) وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف آخرت میں تم کو جانا ہے سو وہ تمہارے عملوں کا عوض تم کو دیگا ۔
(۵۷) اے مکہ والوں بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی نصیحت آئی یعنی وہ کتاب جسمیں تمہارے نفع اور نقصان کی باتیں سب درج ہیں اور وہ قرآن ہے اور تمہارے پاس آئی دوا اس بیماری کی جو تمہارے دلوں میں ہے یعنی عقائد فاسدہ اور شک کا علاج اس میں ہے اور ہدایت ہے گمراہی سے اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو اس پر ایمان لاتے ہیں ۔

تشریح

(۵۶) زندگی اور موت کا مالک اللہ ہے | زندگی اور موت سب اللہ کے قبضے میں ہے وہی زندگی دیتا ہے وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے جب موت اور زندگی اسکے قبضے میں ہے تو اس کے لئے دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے ؟ وہ دوبارہ زندہ کریگا اور سب پلٹ کر اس کے سامنے جمع ہونگے اور پھر ہر ایک کا حساب کتاب ہوگا۔

(۵۷) قرآن مجید سامانِ ہدایت اور دل کے روگوں کی دوا ہے | یہ اللہ کا کلام جو قرآن مجید کی صورت میں تمہارے سامنے ہے اے لوگو ! یہ تمہارے رب کی طرف سے سامان نصیحت باعث ہدایت ایمان لانیوالوں کے لئے باعثِ رحمت اور دل کی بیماریوں کی تیر بہدف دوا ہے ۔ یہ تمہاری دنیا اور آخرت کو سنوارتا ہے تمہارے دل کے زنگ کو دور کرتا ہے ۔ تمہیں ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے جہالت کی تاریکی میں یہ تمہارے لئے مینارۂ نور ہے ۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ

قُلْ	بِفَضْلِ	اللّٰهِ	وَ	بِرَحْمَتِهٖ	فَبِذٰلِكَ	فَلْيَفْرَحُوْا	هُوَ	خَيْرٌ
آپ کہہ دیں	فضل سے	اللہ	اور	اس کی رحمت سے	سو اس پر	وہ خوشی منائیں	وہ۔ یہ	بہتر

آپ کہہ دیں اللہ کے فضل سے، اور اس کی رحمت سے سو اس کی خوشی منائیں یہ اس (سب) سے بہتر ہے

مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝۵۸ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ

مِّمَّا	يَجْمَعُوْنَ	قُلْ	اَرَءَيْتُمْ	مَّآ + اَنْزَلَ	اللّٰهُ	لَكُمْ	مِّنْ
اس سے جو	وہ جمع کرتے ہیں	آپ کہہ دیں	بھلا دیکھو	جو (اس نے) اتارا	اللہ	تمہارے لئے	سے

جو وہ جمع کرتے ہیں آپ کہہ دیں بھلا دیکھو جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اُتارا

رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ

رِّزْقٍ	فَجَعَلْتُمْ	مِّنْهُ	حَرَامًا	وَّحَلٰلًا	قُلْ	آٰللّٰهُ	اَذِنَ	لَكُمْ
رزق	پھر تم نے بنالیا	اس سے	کچھ حرام	اور کچھ حلال	آپ کہہ دیں	کیا اللہ	حکم دیا	تمہیں

پھر تم نے اس میں سے کچھ حرام بنا لیا اور کچھ حلال آپ کہہ دیں، کیا اللہ نے تمہیں حکم دیا ؟

اَمْ عَلَي اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝۵۹ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي

اَمْ	عَلَي + اللّٰهِ	تَفْتَرُوْنَ	وَمَا	ظَنُّ	الَّذِيْنَ	يَفْتَرُوْنَ	عَلَي
یا	اللہ پر	تم جھوٹ باندھتے ہو	اور کیا	خیال	وہ لوگ جو	گھڑتے ہیں	پر

یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو ؟ اور ان لوگوں کا کیا خیال ہے جو گھڑتے ہیں

اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي

اللّٰهِ	الْكَذِبَ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَذُوْ فَضْلٍ	عَلَي
اللہ	جھوٹ	دن	قیامت	بیشک	اللہ	فضل کرنے والا	پر

اللہ پر جھوٹ قیامت کے دن (ان کا کیا حال ہوگا) بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا

النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَھُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝۶۰ ع ۶ / ۱۱

النَّاسِ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَھُمْ	لَا يَشْكُرُوْنَ
لوگوں	اور لیکن	ان کے اکثر	شکر نہیں کرتے

ہے لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے

(۵۸) قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ الاسلام وَ بِرَحْمَتِهٖ
القرآن فَبِذٰلِكَ الفضل والرحمۃ فَلْيَفْرَحُوْا
هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ من الدنیا بالیاء والتاء
(۵۹) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اخبرونی مَّآ اَنْزَلَ
خلق اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ
مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا كالبحيرة والسائبة
والميتة قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ في ذلك
التحريم والتحليل لا اَمْ بل عَلَى اللّٰهِ
تَفْتَرُوْنَ ○ تكذبون بنسبة ذلك اليه
(۶۰) وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
اي اي شيء ظنهم به يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ايحسبون
انه لا يعاقبهم لا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى
النَّاسِ بامهالهم والانعام عليهم وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ○

(۵۸) کہدو اس پر اللہ کا فضل ہے کہ ان کو اس نے اسلام کی توفیق دی اور اس کی رحمت ہے کہ قرآن ان پر اتارا۔ سو ان کو چاہیئے کہ اس فضل اور رحمت سے خوش ہوں اور یہ بہتر ہے اس سے جو کچھ وہ دنیا میں جمع کرتے۔

(۵۹) کہدو مجھ کو بتلاؤ کہ اللہ نے تمہارے لیے جو روزی پیدا کی تم نے پھر اس میں سے کسی کو حرام اور کسی کو حلال کر لیا مثلاً بحیرہ اور سائبہ کو تم نے حرام کر لیا اور مردار حلال کر لیا ان سے کہو کیا اللہ نے تمکو اس حرام کرنے اور حلال کرنے کی اجازت دی ہے۔ نہیں بلکہ تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو کہ اسکو اس کی طرف نسبت کرتے ہو۔

(۶۰) اور کیا گمان ہے ان لوگوں کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں یعنی ان کا گمان قیامت کے روز اللہ پر کیا ہے کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہم کو عذاب نہ کرے گا یہ غلط ہے وہ ضرور عذاب کرے گا بیشک اللہ کا فضل ہے لوگوں پر کہ وہ ان کو مہلت دیتا ہے اور انعام فرماتا ہے لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے۔

تشریح

(۵۸) تمہیں اللہ کی اس نعمت پر خوش ہونا چاہیئے | قرآن مجید جیسی نعمت پاکر تمہیں خوش ہونا چاہیئے کہ اللہ نے اپنے فضل اور مہربانی سے تمہیں یہ تحفہ عطا فرمایا ہے جو تم سمیٹ رہے ہو۔ دنیا کی چیزیں ان سے یہ کہیں بہتر ہے اسلئے کہ یہ تمہارے لئے دنیا میں بھی ہدایت کا سامان ہے تمہیں وہ نظام زندگی دیتا ہے جس پر عمل کر کے تم اپنی دنیا کی زندگی کو بہتر سے بہتر بنا سکتے ہو اور یہ تمہاری آخرت کو سنوارتا اور روشن کرتا ہے۔

(۵۹) حلال وحرام کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے | قرآن مجید ہدایت اور رحمت بن کر آیا ہے۔ اللہ کی اس کتاب سے حلال وحرام کی حدود متعین کی جائیں گی اور چونکہ کائنات میں سب کچھ اللہ کا ہے اسلئے اسی کو حق ہے کہ وہ اپنے بندوں کی مصلحت کو دیکھتے ہوئے حلال وحرام کا تعین کرے خود بندوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی چیز کے جائز ناجائز ہونے کا خود فیصلہ کریں اس کی مثال ایسی ہے کہ ہمارے گھر میں کوئی نوکر اور ملازم ہو اور وہ ہمارے گھر کی چیزوں کو استعمال کرنے کیلئے اپنے آپ کو آزاد اور خود مختار سمجھے تو یہ اسکی غلط فہمی ہوگی۔ آقا کے مال میں اپنے تصرف اور اختیارات کی حدیں مقرر کر لینے کا اس کو حق نہیں ہے۔ ہاں خود آقا ہی اجازت دے تو اس کی اجازت سے اس کے دیئے ہوئے اختیارات کا استعمال اس کی متعین کی ہوئی حدوں سے کیا جا سکتا ہے۔

(۶۰) اللہ نے رہنمائی فرما کر ہم پر مہربانی کی ہے | اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا کرم اور اس کا انعام ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی رہنمائی کی ہے اور ان کو بتایا ہے کہ انہیں اپنے نفس میں اور اللہ کی دی ہوئی چیزوں میں کون سا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ اللہ کی اس عنایت کا شکر یہ ہے کہ ہم اللہ پر کوئی بہتان طرازی نہ کریں اور جس چیز کو اس نے حلال کیا اسے حلال کہیں اور جس کو حرام کیا ہے اس کو حرام سمجھیں۔ اگر ہم اپنی طرف سے اللہ کے قانون میں ردو بدل کریں گے تو قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ

وَ	مَا تَكُوْنُ	فِيْ + شَاْنٍ	وَّ	مَا تَتْلُوْا	مِنْهُ	مِنْ	قُرْاٰنٍ	وَّ	لَا تَعْمَلُوْنَ
اور	نہیں ہوتے تم	کسی حال میں	اور	نہیں پڑھتے	اس سے	سے کچھ	قرآن	اور	نہیں کرتے

اور تم نہیں ہوتے کسی حال میں، اور نہ اس میں سے کچھ قرآن پڑھتے ہو اور نہ کوئی عمل

مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ط وَمَا

مِنْ	عَمَلٍ	اِلَّا	كُنَّا	عَلَيْكُمْ	شُهُوْدًا	اِذْ	تُفِيْضُوْنَ	فِيْهِ	وَمَا
کوئی	عمل	مگر	ہم ہوتے ہیں	تم پر	گواہ	جب	تم مشغول ہوتے ہو	اسمیں	اور نہیں

کرتے ہو مگر ہم تم پر گواہ (باخبر) ہوتے ہیں، جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو اور نہیں

يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْ

يَعْزُبُ	عَنْ	رَّبِّكَ	مِنْ	مِّثْقَالِ	ذَرَّةٍ	فِيْ	الْاَرْضِ	وَلَا	فِيْ
غائب	سے	تمہارا رب	سے	برابر	ایک ذرہ	میں	زمین	اور نہ	میں

تمہارے رب سے غائب ایک ذرہ برابر بھی زمین میں اور نہ

السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ

السَّمَآءِ	وَ	لَا	اَصْغَرَ	مِنْ	ذٰلِكَ	وَلَآ	اَكْبَرَ	اِلَّا	فِيْ	كِتٰبٍ
آسمان	اور	نہ	چھوٹا	سے	اس	اور نہ	بڑا	مگر	میں	کتاب

آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ اس سے بڑا، مگر روشن کتاب میں

مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

مُّبِيْنٍ	اَلَآ	اِنَّ	اَوْلِيَآءَ + اللّٰهِ	لَا	خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَ
روشن	یادرکھو	بیشک	اللہ کے دوست	نہ	کوئی خوف	ان پر	اور

ہے یادرکھو! بیشک (جو) اللہ کے دوست ہیں نہ کوئی خوف ان پر اور

لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾

لَا	هُمْ	يَحْزَنُوْنَ
نہ	وہ	غمگین ہوں گے

نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(۶۱) وَمَا تَكُونُ يَا مُحَمَّدُ فِي شَأْنٍ أَمْرٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ أَيْ مِنَ الشَّأْنِ أَوِ اللهِ مِنْ قُرْآنٍ أَنْزَلَهُ عَلَيْكَ وَلَا تَعْمَلُونَ خَاطَبَهُ وَأُمَّتَهُ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا رُقَبَاءَ إِذْ تُفِيضُونَ تَأْخُذُونَ فِيهِ أَيِ الْعَمَلِ وَمَا يَعْزُبُ يَغِيبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ وَزْنِ ذَرَّةٍ أَصْغَرِ نَمْلَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ○ بَيِّنٍ هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوظُ۔

(۶۲) أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ فِي الْآخِرَةِ هُمْ۔

(۶۱) وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ الخ اور تم اے محمد جس حال میں ہوتے ہو اور قرآن کو پڑھتے ہو جو اللہ نے تم پر اتارا اور تمہاری امت جو کچھ کرتے ہو ہم ان سب امور پر مطلع ہیں اور دیکھتے رہتے ہیں جب تم اس کام کو شروع کرتے ہو اور تیرے رب سے کوئی چیز بقدر چھوٹی چیونٹی کے بھی پوشیدہ نہیں زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے کوئی چھوٹی اور بڑی چیز ہے مگر یہ کہ وہ کتاب ظاہر یعنی لوح محفوظ میں موجود ہے۔

(۶۲) آگاہ رہو بیشک جو اللہ کے دوست ہیں ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ آخرت میں غمگین ہوں گے۔

تشریح

(۶۱) اللہ کو ذرے ذرے کا علم ہے | اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت کے ذرے ذرے سے باخبر ہیں کوئی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف پیغمبرؐ ہیں کہ شب و روز مالک حقیقی کی فرماں برداری اور وفاداری میں لگے ہوئے ہیں جب آپ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں اور لوگوں کو سناتے ہیں تو آپ کی شان ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ یہ بھی اللہ کی نظر میں ہے۔ دوسری طرف مخالفین جو کچھ کر رہے ہیں اور آپ کی دعوت کے راستے میں روڑے اٹکا رہے ہیں ان کی حرکتیں بھی اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ تمہارا ہر عمل اللہ کے دفتر میں درج ہو رہا ہے۔

(۶۲) اللہ کے وفاداروں کو کسی غم اور خوف کی ضرورت نہیں | جو اللہ کے سچے وفادار ہیں دل سے اس کے اطاعت گذار ہیں انہیں نہ تو خوف کی ضرورت ہے کہ اللہ کے راستے میں قدم رکھتے ہوئے انہیں اللہ کے سوا کسی کا خوف ہو انہیں جھجکنے اور ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے بلا خوف و خطر راہ ہدایت پر گامزن رہیں۔ کوئی طاقت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور نہ ایسے لوگوں کو کوئی رنج و غم ہوگا، کوئی پچھتاوا نہ ہوگا کہ انہوں نے جو کچھ کیا اس پر انہیں افسوس ہو اس لیے کہ اللہ کے عمل کا بہترین بدلہ ان کو مل کر رہیگا اس لئے انہیں قدم اٹھانے سے پہلے کسی خوف کا موقع نہیں اور قدم اٹھانے کے بعد کسی رنج و غم کی گنجائش نہیں۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۶۳ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَكَانُوْا + يَتَّقُوْنَ	لَهُمُ	الْبُشْرٰى	فِي	الْحَيٰوةِ + الدُّنْيَا
وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور تقویٰ کرتے رہے	انکے لئے	بشارت	میں	دنیا کی زندگی

اور جو لوگ ایمان لائے اور تقویٰ (خوف خدا اور پرہیزگاری) کرتے رہے ان کے لئے بشارت ہے دنیا کی زندگی میں

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۗ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۶۴

وَفِي	الْاٰخِرَةِ	لَا تَبْدِيْلَ	لِكَلِمٰتِ	اللّٰهِ	ذٰلِكَ	هُوَ	الْفَوْزُ	الْعَظِيْمُ
اور میں	آخرت	تبدیلی نہیں	باتوں میں	اللہ	یہ	وہ	کامیابی	بڑی

اور آخرت میں۔ اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

۶۳ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ اللّٰهَ بِامْتِثَالِ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ

۶۴ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فُسِّرَتْ فِيْ حَدِيْثٍ صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ بِالرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ يَرَاهَا الرَّجُلُ الْمُؤْمِنُ اَوْ تُرٰى لَهٗ وَفِي الْاٰخِرَةِ بِالْجَنَّةِ وَالثَّوَابِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ لَا خُلْفَ لِمَوَاعِيْدِهٖ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرُ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

۶۳ اللہ کے دوست وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے ہیں اسکے حکم کے فرماں بردار اور جن چیزوں سے اس نے منع فرمایا اس سے بچتے ہیں۔

۶۴ ان کے واسطے بشارت ہے زندگانی دنیا میں۔ اس بشارت کا بیان ایک حدیث میں ہے جس کو حاکم نے صحیح کہا کہ مراد اس سے اچھے خواب ہیں جو کسی مرد مسلمان کو نظر آوے یا کوئی دوسرا شخص کسی مسلمان کے لئے کوئی اچھا خواب دیکھے۔ اور آخرت میں انکے لئے جنت اور ثواب کی خوشخبری ہے۔

اللہ کی باتیں بدلتی نہیں یعنی اس کے وعدوں میں خلاف نہیں ہوتا۔ یہ جو ذکر کیا گیا بڑی نجات ہے۔

تشریح

۶۳ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے راہ تقویٰ اختیار کی | اللہ کے یہ دوست اور وفادار جو بے کھٹکے ایمانی راہ پر چلتے رہے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان لانے کے ساتھ تقویٰ اور پرہیزگاری کا راستہ اختیار کیا ہر معاملے میں یہ احتیاط رکھی کہ ان کے قدم سیدھے راستے سے ذرا بھی ادھر ادھر نہ ہو جائیں۔ وہ اللہ سے ڈرتے رہے جوابدہی کا احساس دامن گیر رہا۔

۶۴ اللہ کے وفاداروں کے لئے بلاشبہ دنیا و آخرت کی بشارتیں ہیں | وہ صاحب ایمان اور متقی بندے جو پوری وفاداری کے ساتھ پروردگار کے مطیع اور فرماں بردار رہے ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے کہ انہیں ایک پاکیزہ اور پرسکون اور مطمئن زندگی عطا کی جائے گی۔ دنیا کی بڑی سے بڑی پریشانی ان کے اطمینان قلب کی دولت کو چھین نہ سکے گی اور آخرت میں بھی ان کے لئے اللہ کی بہترین نعمتوں کی خوشخبری ہے۔ اللہ کی یہ باتیں پختہ اور اٹل ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ یہ وہ کامیابی ہے جو سب کامیابیوں سے بڑھ کر ہے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ أَلَا

وَلَا	يَحْزُنْكَ	قَوْلُهُمْ	إِنَّ	الْعِزَّةَ	لِلّٰهِ	جَمِيعًا	هُوَ	السَّمِيعُ	الْعَلِيمُ	أَلَا
اور نہ	تمہیں غمگین کرے	ان کی بات	بیشک	غلبہ	اللہ کیلئے	تمام	وہ	سُننے والا	جاننے والا	یاد رکھو

اور ان کی بات تمہیں غمگین نہ کرے بیشک تمام غلبہ اللہ کے لئے ہے وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔ یاد رکھو

إِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ

إِنَّ	لِلّٰهِ	مَنْ	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَمَنْ	فِي الْأَرْضِ	وَمَا	يَتَّبِعُ	الَّذِينَ	يَدْعُونَ
بیشک	اللہ کیلئے	جوکچھ	میں	آسمانوں	اور جو	زمین میں	اور کیا کس	پیروی کرتے ہیں	وہ لوگ جو	پکارتے ہیں

بیشک جوکچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ کے لئے ہے۔ اور کسی کی پیروی (نہیں) کرتے وہ لوگ جو اللہ کے سوا

مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا

مِنْ + دُونِ	اللّٰهِ	شُرَكَاءَ	إِنْ + يَتَّبِعُونَ	إِلَّا	الظَّنَّ	وَإِنْ	هُمْ	إِلَّا
سوائے	اللہ	شریک (جمع)	وہ نہیں پیروی کرتے	مگر	گمان	اور نہیں	وہ	مگر (صرف)

شریکوں کو پکارتے ہیں مگر (صرف) گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ اور وہ صرف اٹکلیں دوڑاتے

يَخْرُصُونَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ

يَخْرُصُونَ	هُوَ	الَّذِي	جَعَلَ	لَكُمُ	اللَّيْلَ	لِتَسْكُنُوا	فِيهِ	وَالنَّهَارَ
اٹکلیں دوڑاتے ہیں	وہی	جو۔جس	بنایا	تمہارے لئے	رات	تاکہ تم سکون حاصل کرو	اسمیں	اور دن

ہیں۔ وہی ہے جس نے بنائی تمہارے لئے رات کہ اس میں سکون حاصل کرو اور دن

مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ

مُبْصِرًا	إِنَّ	فِي + ذٰلِكَ	لَآيَاتٍ	لِقَوْمٍ + يَسْمَعُونَ	قَالُوا	اتَّخَذَ
دکھانے والا (روشن)	بیشک	اس میں	البتہ نشانیاں	سننے والے لوگوں کے لئے	وہ کہتے ہیں	بنالیا

روشن۔ بیشک اس میں سُننے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ کہتے ہیں اللہ نے

اللّٰهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ

اللّٰهُ	وَلَدًا	سُبْحَانَهُ	هُوَ	الْغَنِيُّ	لَهُ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي	الْأَرْضِ
اللہ	بیٹا	وہ پاک ہے	وہ	بے نیاز	اسکے لئے	جو	آسمانوں میں	اور جو	میں	زمین

بنالیا (اپنا) بیٹا، وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے، اسی کے لئے ہے جوکچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے

إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾

إِنْ	عِنْدَكُمْ	مِنْ	سُلْطٰنٍ	بِهٰذَا	أَتَقُولُونَ	عَلَى اللّٰهِ	مَا	لَا تَعْلَمُونَ
نہیں	تمہارے پاس	کوئی	دلیل	اسکے لئے	کیا تم کہتے ہو	اللہ پر	جو	تم نہیں جانتے

تمہارے پاس نہیں ہے اس کے لئے کوئی دلیل، کیا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جو تم جانتے نہیں۔

﴿٦٥﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ لَكَ لَسْتَ مُرْسَلًا
وَغَيْرَهُ إِنَّ اِسْتِيْنَافٌ الْعِزَّةَ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ
جَمِيْعًا ۚ هُوَ السَّمِيْعُ لِلْقَوْلِ الْعَلِيْمُ ○
بِالْفِعْلِ فَيُجَازِيْهِمْ وَيَنْصُرُكَ
﴿٦٦﴾ أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
مَنْ فِي الْأَرْضِ عَبِيْدًا وَمِلْكًا وَخَلْقًا
وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَيْ غَيْرِهِ
أَصْنَامًا شُرَكَاءَ لَهُ عَلَى الْحَقِيْقَةِ تَعَالٰى
عَنْ ذٰلِكَ إِنْ مَا يَتَّبِعُوْنَ فِيْ
ذٰلِكَ إِلَّا الظَّنَّ اَيْ ظَنَّهُمْ أَنَّهَا
اٰلِهَةٌ تَشْفَعُ لَهُمْ وَإِنْ هُمْ
إِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○ يَكْذِبُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ
﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ
لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِسْنَادُ
الْأَبْصَارِ إِلَيْهِ مَجَازٌ لِأَنَّهُ مُبْصَرٌ فِيْهِ
إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ دَلَالَاتٍ عَلٰى
وَحْدَانِيَّتِهِ تَعَالٰى لِقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○
سَمَاعَ تَدَبُّرٍ وَاتِّعَاظٍ
﴿٦٨﴾ قَالُوْا اَيِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى وَمَنْ
زَعَمَ أَنَّ الْمَلٰئِكَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ اتَّخَذَ
اللّٰهُ وَلَدًا قَالَ تَعَالٰى لَهُمْ سُبْحٰنَهُ
تَنْزِيْهًا لَهُ عَنِ الْوَلَدِ هُوَ الْغَنِيُّ
عَنْ كُلِّ أَحَدٍ وَإِنَّمَا يَطْلُبُ الْوَلَدَ مَنْ
يَحْتَاجُ إِلَيْهِ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

﴿٦٥﴾ اور تم کو اے محمد کافروں کا یہ قول غمگین نہ کرے کہ تم پیغمبر نہیں
اور اس کے سوا اور جو کچھ وہ تمہیں کہتے ہیں کسی بات کا غم
نہ کرو بیشک قوت سب اللہ کو ہے وہ سنتا ہے بات کو جانتا ہے
سب کاموں کو پس انکو سزا دیگا اور تمہاری مدد کرے گا اور تمکو غلبہ دیگا۔
﴿٦٦﴾ آگاہ رہو بیشک اللہ کی ملک میں ہیں جو لوگ آسمانوں میں ہیں اور
زمینوں میں اور اسی کے بندے اور اسی کی مخلوق ہیں اور جو لوگ
اللہ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ لوگ حقیقت میں اللہ کے
شریکوں کی عبادت نہیں کرتے کیونکہ اللہ کا کوئی ساجھی اور شریک
نہیں وہ اس سے بلند و پاک ہے۔ نہیں پیروی کرتے ہیں اسمیں
مگر اپنے گمان کی کیونکہ اپنے گمان میں ان کو معبود ٹھہرالیا ہے اور
یہ اعتقاد ان کی نسبت کرلیا کہ یہ ہماری سفارش کریں گے حالانکہ
نہ وہ اللہ کے شریک ہیں نہ سفارش کرسکیں گے وہ کافر محض اسمیں
جھوٹ بولتے ہیں۔
﴿٦٧﴾ اللہ وہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات کو بنایا کہ اسمیں آرام حاصل
کرو اور دن کو دیکھنے والا (دن کو دیکھنے والا فرمانا اس بنا پر
ہے کہ اسمیں دیکھا جاتا ہے یعنی مخلوق الہٰی دیکھتی ہے پس دن
کو دیکھنے والا فرمایا مجازاً) بیشک اسمیں بڑی نشانیاں ہیں اللہ
کے واحد ہونے کی ان لوگوں کے لئے جو غور اور فکر سے سنتے
ہیں۔ اور نصیحت حاصل کرتے ہیں۔
﴿٦٨﴾ کہا یہودیوں اور نصرانیوں نے اور ان لوگوں نے جو فرشتوں کو
اللہ کی بیٹیاں سمجھتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا وہ اولاد سے پاک ہے وہ بے پرواہ ہے اس کو کسی
کی ضرورت نہیں۔ اور اولاد کی طلب اسی کو ہوتی ہے جو اس کا
محتاج ہو۔
واسطے اللہ کے ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ مِلْكًا وَخَلْقًا وَعَبِيدًا ۚ إِنْ مَا عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ حُجَّةٍ بِهَٰذَا ۚ أَيِ الَّذِي تَقُولُونَهُ ۚ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○
اِسْتِفْهَامُ تَوْبِيخٍ

یعنی سب اسی کی ملک اسی کی مخلوق اور اسی کے بندے ہیں جو کچھ تم کہتے ہو کہ اللہ کی اولاد ہے تمہارے پاس اس کی دلیل نہیں۔ کیا اللہ کی نسبت وہ باتیں کہتے ہو جو تم نہیں جانتے

تشریح

(۶۵) اے نبی آپ ان کی باتوں سے دل گرفتہ نہ ہوں | احمق اور شریر قسم کے لوگ جو نہ خود ایمان لاتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی ایمان لانے سے روکتے تھے اپنی الٹی سیدھی باتوں سے نبی ؐ کے دردمند دل کو دکھاتے تھے جس سے آپ غمگین اور رنجیدہ ہوتے تھے اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کو تسلی دی ہے کہ آپ ان لوگوں کی باتوں کا اثر نہ لیں۔ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے وہ سنتا اور جانتا ہے ان لوگوں کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے عزت سب کی سب اللہ کے قبضے میں ہے اور وہ حق کو رسوا نہ ہونے دیگا۔ البتہ اہل حق کے ساتھ اس طرح کی آزمائشیں پیش آتی ہیں جن سے انکی ثابت قدمی اور مضبوط ارادے کا امتحان ہوتا ہے۔

(۶۶) خدا کی خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے | زمین و آسمان میں جو کچھ ہے ان سب کا بلا شرکت غیرے اللہ تعالٰی مالک ہے جو لوگ غیر اللہ کو اللہ کا شریک بنا کر پکارتے ہیں اور ان سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں وہ صرف وہم و گمان میں مبتلا ہیں۔ یہ ان کی صرف قیاس آرائیاں ہیں۔ گمان کے گھوڑے دوڑانے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ نہ ان کے ہاتھ میں کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی ثبوت ہے۔

(۶۷) دن و رات کی گردش میں اللہ کی نشانیاں | ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ رات کی چادر سرکتی ہے اور دن کی روشنی چمکتی ہے رات اپنے ساتھ سکون و آرام لیکر آتی ہے اور دن ہر چیز کو روشن کر دیتا ہے۔ لیل و نہار کی یہ گردش جو اس عظیم خلا میں زمین سورج اور چاند کی گردش کا نتیجہ ہے یہ عمل اتنا باضابطہ ایکوریٹ (ACCURATE) ہے کہ اس میں ذرا سا بھی فرق واقع نہیں ہوتا پھر یہ شب و روز کا آنا جانا بلا وجہ نہیں ہے۔ اس کے پیچھے بڑی گہری حکمت ہے یہ انسان کی ضرورت ہے اس کی زندگی کا سامان ہے۔ چاند کے بڑھنے گھٹنے سے سمندر کا مد و جزر پھر ان سے ابخارات کا اٹھنا، بادل بننا پھر ان کا برسنا اس پورے سسٹم پر غور کیا جائے تو اس کے پیچھے ایک حکیمانہ قدرت صاف جھلکتی ہے۔ ان نشانیوں پر غور کرنے سے ان چیزوں کے پیدا کرنے والے تک رسائی بہت آسان ہو جاتی ہے اسلئے اللہ تعالٰی توجہ دلاتے ہیں کہ اسی نے تمہارے لئے دن اور رات کا یہ نظام بنایا ہے جو لوگ کھلے کانوں سے پیغمبر کی دعوت کو سنتے ہیں اس میں ان لوگوں کے لئے پروردگار کی نشانیاں موجود ہیں بشرطیکہ وہ اس پر غور کریں۔

(۶۸) مذہب کی بنیاد قیاس و گمان پر نہیں علم پر ہے | جو لوگ مذہب کی بنیاد علم حقیقت کے بجائے محض ظن و تخمین اور قیاس و گمان پر رکھتے ہیں وہ کس طرح صحیح راستے سے بھٹک جاتے ہیں، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ لوگوں نے کہہ دیا کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے سبحان اللہ۔ اللہ کو بیٹے کی کیا ضرورت ہے وہ تو ان سب چیزوں سے بے نیاز ہے۔ بیٹا یا تو باپ اور ماں کے ذریعے ہو سکتا ہے یا پھر کسی کو اپنا بیٹا بنا لیا جائے تاکہ وہ اس کا وارث ہو اللہ تعالٰی ان دونوں چیزوں سے بے نیاز ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کی ملک ہے۔ یہ بات جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے اس کی انکے پاس کیا دلیل ہے اللہ کے متعلق وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو تمہارے علم میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالٰی کا رشتہ خالق و مخلوق کا ہے بیٹا بیٹی کا نہیں ہے۔

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾

قُلْ	اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَفْتَرُوْنَ	عَلَى	اللّٰهِ	الْكَذِبَ	لَا يُفْلِحُوْنَ
آپ کہدیجئے	بیشک	وہ لوگ جو	گھڑتے ہیں	پر	اللہ	جھوٹ	وہ فلاح نہیں پائیں گے

آپ کہدیجئے بیشک وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں فلاح (دوجہان کی کامیابی) نہیں پائیں گے

مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ

مَتَاعٌ	فِي	الدُّنْيَا	ثُمَّ	اِلَيْنَا	مَرْجِعُهُمْ	ثُمَّ	نُذِيْقُهُمُ	الْعَذَابَ
کچھ فائدہ	میں	دنیا	پھر	ہماری طرف	ان کو لوٹنا	پھر	ہم چکھائیں گے انہیں	عذاب

دنیا میں کچھ فائدہ ہے، پھر ان کو ہماری طرف لوٹنا ہے۔ پھر ہم انھیں شدید عذاب (کا مزہ)

الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع

ع ۱۲

الشَّدِيْدَ	بِمَا	كَانُوْا	يَكْفُرُوْنَ
شدید	اسکے بدلے	تھے	وہ کفر کرتے

چکھائیں گے اس کے بدلے جو وہ کفر کرتے تھے۔

(٦٩) قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ بِنِسْبَةِ الْوَلَدِ اِلَيْهِ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝
لَا يَسْعَدُوْنَ لَهُمْ
(٧٠) مَتَاعٌ قَلِيْلٌ فِي الدُّنْيَا يَتَمَتَّعُوْنَ بِهٖ مُدَّةَ
حَيَاتِهِمْ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ بِالْمَوْتِ
ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بَعْدَ
الْمَوْتِ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

(٦٩) کہدو بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ اس کے لئے اولاد بتلاتے ہیں ان کی تقدیر میں سعادت اور نجات نہیں وہ بدبخت ہیں

(٧٠) ان کے لئے تھوڑے دنوں دنیا میں فائدہ اٹھانا ہے یعنی بقدر زندگی کے پھر ہم مبتلا کریں گے اُن کو بعد مرنے کے سخت عذاب میں بسبب ان کے کفر اور ناشکری کے۔

تشریح

(افترا بازی کرنے والے کامیاب نہیں ہوسکتے | جو لوگ اللہ تعالے کے متعلق اس طرح کی بہتان طرازیاں کرتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے نہ تو دنیا میں ان کو ہدایت کا صحیح راستہ مل سکتا ہے اور نہ وہ آخرت میں فلاح یاب ہوسکتے ہیں دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے لازم ہے کہ ہماری سوچ کا آغاز صحیح نقطے سے ہو اور صحیح نقطۂ فکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے پیدا کرنے والے ہیں سب کے مالک ہیں سب کے معبود اور حاکم ہیں انکے ساتھ کوئی شریک اور ساجھی کسی حیثیت سے نہیں ہے وہ یکتا بے مثال اور بے نیاز ہیں۔ اس حقیقت کو مانے بغیر نہ دنیا کی بھلائی ملے گی اور نہ آخرت کی کامیابی یہی بات انسان کی فطرت کے مطابق بھی ہے اور حقیقت کے بھی۔

(٧٠) اللہ پر جھوٹ باندھنے والے دنیا و آخرت میں رسوا ہونگے | جو لوگ آج دنیا کی چند روزہ زندگی میں مزے اڑانے کے لئے اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں کسی کو اللہ کا بیٹا بناتے ہیں کسی کو اللہ کے ساتھ ساجھی اور شریک کرتے ہیں یہ ان کا جھوٹ زیادہ دن نہیں چلے گا اور ان کو لے ڈوبے گا۔ آخر ان کو لوٹ کر ہمارے پاس آنا ہے پھر ان کو ان کے جھوٹ کا مزہ چکھایا جائیگا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ

وَاتْلُ	عَلَيْهِمْ	نَبَاَ	نُوْحٍ	اِذْ + قَالَ	لِقَوْمِهٖ	يٰقَوْمِ	اِنْ كَانَ	كَبُرَ	عَلَيْكُمْ	مَقَامِيْ
اور پڑھو	ان پر (انہیں)	خبر (قصہ)	نوحؑ	جب اس نے کہا	اپنی قوم سے	اے میری قوم	اگر ہے	گراں	تم پر	میرا قیام

اور انہیں نوحؑ کا قصہ پڑھ کر سنائیں جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم ! اگر تم پر گراں ہے میرا قیام

وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ

وَتَذْكِيْرِيْ	بِاٰيٰتِ + اللّٰهِ	فَعَلَى + اللّٰهِ	تَوَكَّلْتُ	فَاَجْمِعُوْٓا	اَمْرَكُمْ
اور میرا نصیحت کرنا	اللہ کی آیتوں سے	پس اللہ پر	میں نے بھروسہ کیا	پس تم مقرر کرلو	اپنا کام

اور میرا اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، پس تم اور تمہارے شریک اپنا کام

وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ

وَشُرَكَآءَكُمْ	ثُمَّ	لَا يَكُنْ	اَمْرُكُمْ	عَلَيْكُمْ	غُمَّةً	ثُمَّ	اقْضُوْٓا	اِلَيَّ
اور تمہارے شریک	پھر	نہ رہے	تمہارا کام	تم پر	کوئی شبہ	پھر	کر گزرو تم	میرے ساتھ

مقرر (پکا) کرلو (تاکہ) پھر تمہیں اپنے کام پر کوئی شبہ نہ رہے ، پھر میرے ساتھ کر گزرو اور

وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝٧١ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ

وَلَا تُنْظِرُوْنِ	فَاِنْ	تَوَلَّيْتُمْ	فَمَا + سَاَلْتُكُمْ	مِّنْ + اَجْرٍ	اِنْ	اَجْرِيَ
اور مجھے مہلت نہ دو	پھر اگر	تم منہ پھیر لو	تو میں نے نہیں مانگا تم سے	کوئی اجر	نہیں	میرا اجر

مجھے مہلت نہ دو - پھر اگر تم منہ پھیر لو تو میں نے تم سے کوئی اجر نہیں مانگا - میرا اجر تو صرف اللہ

اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝٧٢

اِلَّا	عَلَى + اللّٰهِ	وَاُمِرْتُ	اَنْ	اَكُوْنَ	مِنَ	الْمُسْلِمِيْنَ	
مگر (صرف)	اللہ پر	اور مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں ہوں	سے	فرماں بردار (جمع)	

پر ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رہوں فرماں برداروں میں سے

(٧١) وَاتْلُ يَا مُحَمَّدُ عَلَيْهِمْ اَيْ كُفَّارِ مَكَّةَ نَبَاَ خَبَرَ نُوْحٍ وَ
يُبْدَلُ مِنْهُ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ
شَقَّ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ لُبْثِيْ فِيْكُمْ وَتَذْكِيْرِيْ وَعْظِيْ
اِيَّاكُمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا
اَمْرَكُمْ اَعْزِمُوْا عَلٰى اَمْرٍ تَفْعَلُوْنَهُ بِيْ وَشُرَكَآءَكُمْ
اَلْوَاوُ بِمَعْنٰى مَعَ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً

(٧١) وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِيْ
وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ الخ اور پڑھو تم اے محمدؐ
کفار مکہ پر خبر نوح کی جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اگر تم کو
ناگوار اور گراں ہے میرا تم میں ٹھہرنا اور تم کو نصیحت کرنا پس میں نے اللہ
پر بھروسہ کیا سو تم میرے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر دو اور اپنا ارادہ پختہ کرلو
اور اپنے شریکوں کو بھی جمع کرلو پھر ظاہر کھلم کھلا جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر دو اپنے عزم

مَسْتُوْرًا بَلْ اَظْهِرُوْهُ وَجَاهِرُوْنِيْ بِهٖ ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ اَمْضُوْا فِيْ مَا اَرَدْتُمُوْهُ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ تُمْهِلُوْنَ فَاِنِّيْ لَسْتُ مُبَالِيًا بِكُمْ

کو پوشیدہ نہ رکھو پھر حکم کرو میرے بارے میں جو چاہو اور مجھ کو مہلت نہ دو کہ بیشک مجھ کو تمہاری پرواہ نہیں

(۷۲) فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ عَنْ تَذْكِيْرِيْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ثَوَابٍ عَلَيْهِ فَتَوَلَّوْا اِنْ مَا اَجْرِيَ ثَوَابِيْ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(۷۲) پھر اگر تم پشت پھیرتے ہو میری نصیحت سے تو میں نے تم سے اس کا بدلہ اور مزدوری نہیں مانگی جو تم بھاگو میرا ثواب خاص اللہ پر ہے۔ اور مجھ کو حکم ہے کہ میں مسلمانوں میں رہوں۔

تشریح

(۷۱) حضرت نوحؑ کے واقعے میں عبرت کا سامان ہے | حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی رہبری کے لئے پیغمبر مقرر کیا تھا جو زمین کے اس علاقے میں رہتی تھی جس کو آج ہم عراق کے نام سے جانتے ہیں اور یہ قصہ اس زمانے سے تعلق رکھتا ہے جب پوری نسل آدم زمین کے ایک ہی خطے میں رہتی تھی اور پھر وہاں سے نکل کر دنیا کے مختلف خطوں میں پھیلی یہی وجہ ہے کہ تمام قومیں اپنی ابتدائی تاریخ میں ایک ہمہ گیر طوفان کی نشاندہی کرتی ہیں۔ یہ قوم اللہ کے وجود کی منکر نہ تھی بلکہ ان کی اصل گمراہی یہ تھی کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک اور ساجھی بنا لیا تھا اس ایک گمراہی سے دوسری گمراہیاں اور خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ دراصل شرک ساری گمراہیوں کی جڑ ہے اسلئے کہ جب صرف اللہ کی ذات منبع ہدایت نہ رہی بلکہ دوسرے حوالوں سے بھی رہنمائی حاصل کی جانے لگی تو آپس میں ٹکراؤ کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ معاملہ ہدایت کا ہو یا کائنات کے نظام کا فساد اور ٹکراؤ سے حفاظت کے لئے ایک سرچشمہ ہدایت اور اختیارات کا ایک ذات میں مرکوز ہونا لازم ہے۔ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ (اگر اللہ کے سوا اور الٰہ بھی ہوتے تو سارا نظام بگڑ جاتا) حضرت نوحؑ اس قوم کو دعوت دیتے رہے مگر انھوں نے مان کر نہیں دیا اس پر حضرت نوحؑ نے اس قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے برادران قوم اگر میرا تمہارے درمیان رہنا اور میرا یہ عمل کہ میں تمہیں اللہ کے احکام سنا کر خوابِ غفلت سے جگانا چاہتا ہوں تمہارے لئے ناقابلِ برداشت ہوگیا ہے تو خوب سن لو کہ میرا بھروسہ تو اللہ پر ہے میں اپنا کام کرتا رہوں گا۔ تم ایسا کرو کہ اپنے ان تمام شریکوں کو جن کو تم نے اللہ کے ساتھ شریک کر رکھا ہے انکو ساتھ لیکر خوب اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کر لو اور تمہیں جو میرے خلاف کرنا ہے بغیر کسی مہلت کے کر ڈالو۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر تم ان کو معقول دلیلوں اور دل پذیر نصیحتوں سے سمجھاتے رہے ہو، اب ان کے سامنے حضرت نوحؑ کا قصہ بھی بیان کرو تاکہ یہ لوگ اس واقعے سے عبرت اور نصیحت حاصل کریں ایک طرف تنہا حضرت نوحؑ تھے جو حق وصداقت پر مضبوطی سے قائم تھے انہیں کسی طرح کا ڈر اور خوف نہ تھا دوسری طرف قوم کی اکثریت تھی مگر انجام کیا ہوا آخر کار بارش کے شدید طوفان کی شکل میں اللہ کا عذاب نازل ہوا اور سوائے نوح اور ان کے ماننے والوں کے پوری قوم تاریخ میں عبرت کا نشان بن کر رہ گئی جن کی داستانیں تم آج بھی سنتے ہو۔

(۷۲) قوم نے حضرت نوح کی نصیحت نہ مانی ان کا کیا بگاڑا، اپنا ہی نقصان کیا | حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ میرے پروردگار کا حکم ہے کہ میں اس کا اطاعت گذار مسلم بن کر رہوں اور یہی نصیحت میں تمہیں کرتا رہا کہ تم بھی اللہ کے اطاعت شعار بن کر رہو۔ میرا کام صرف اتنا ہے کہ میں اللہ کے احکام تم تک پہنچاؤں خود بھی عمل کروں اور تمہیں بھی عمل کرنے کی دعوت دوں۔ میں نے اس کام کے لئے تم سے کوئی اجرت تو نہیں مانگی۔ میں اللہ سے اجر کا طالب ہوں۔ اگر تم نے میری بات کو نہیں مانا تو اپنا ہی کچھ کھویا میرا کیا نقصان کیا۔

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَ

فَكَذَّبُوْهُ	فَنَجَّيْنٰهُ	وَمَنْ	مَّعَهٗ	فِي الْفُلْكِ	وَجَعَلْنٰهُمْ	خَلٰٓئِفَ	وَ
تو انہوں نے اسے جھٹلایا	سو ہم نے بچا لیا اُسے	اور جو	اسکے ساتھ	کشتی میں	اور ہم نے بنایا انہیں	جانشین	اور

تو انہوں نے اُسے (نوحؑ) کو جھٹلایا سو ہم نے بچا لیا اُسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے اور ہم نے انہیں جانشین بنایا اور

اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾

اَغْرَقْنَا	الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	فَانْظُرْ	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الْمُنْذَرِيْنَ
ہم نے غرق کر دیا	وہ لوگ جو	انہوں نے جھٹلایا	ہماری آیتوں کو	سو دیکھو	کیسا	ہوا	انجام	ڈرائے گئے لوگ

ان لوگوں کو غرق کر دیا جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو دیکھو (ان لوگوں کا) انجام کیسا ہوا جنھیں ڈرایا گیا تھا۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْ بَعْدِهٖ	رُسُلًا	اِلٰى	قَوْمِهِمْ	فَجَآءُوْهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ
پھر	ہم نے بھیجے	اس کے بعد	کئی رسول	طرف	انکی قوم	وہ آئے انکے پاس	روشن دلیلوں کیساتھ

پھر ہم نے اس (نوحؑ) کے بعد کئی رسول انکی قوم کیطرف بھیجے، وہ ان کے پاس روشن دلیلوں کے ساتھ آئے

فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ

فَمَا	كَانُوْا	لِيُؤْمِنُوْا	بِمَا	كَذَّبُوْا	بِهٖ	مِنْ قَبْلُ	كَذٰلِكَ
سو نہیں	ہُوا ان سے	کہ وہ ایمان لے آئیں	اس پر جو	انہوں نے جھٹلایا	اسکو	اس سے قبل	اسی طرح

سو اُن سے نہ ہُوا کہ وہ ایمان لے آئیں اس (بات) پر جسے وہ اس سے قبل جھٹلا چکے تھے۔ اسی طرح ہم

نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٧٤﴾

نَطْبَعُ	عَلٰى	قُلُوْبِ	الْمُعْتَدِيْنَ
ہم مہر لگاتے ہیں	پر	دل (جمع)	حد سے بڑھنے والے

حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر مُہر لگاتے ہیں

﴿٧٣﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهُمْ اَيْ مَنْ مَّعَهٗ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

﴿٧٣﴾ پس نوح کی قوم نے اس کو جھٹلایا سو ہم نے نوح کو اور جو لوگ اسکے ہمراہ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور ہم نے نوح کے ہمراہیوں کو زمین کا خلیفہ بنایا اور ڈبو دیا طوفان میں ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو۔

بِالطُّوفَانِ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ○ مِنْ إِهْلَاكِهِمْ فَكَذٰلِكَ نَفْعَلُ مَنْ كَذَّبَ

پس دیکھو کیونکر ہوا انجام ان لوگوں کا جنکو ڈرایا گیا تھا کہ ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ پس اسی طرح ہم ہلاک کر دینگے جو تم کو جھٹلاتے ہیں۔

(۷۴) ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ اَیْ نُوْحٍ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ كَاِبْرٰهِيْمَ وَهُوْدَ وَصَالِحٍ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ بِالْمُعْجِزَاتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ اَیْ قَبْلَ بَعْثِ الرُّسُلِ اِلَيْهِمْ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ نَخْتِمُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ○ فَلَا تَقْبَلُ الْاِيْمَانَ كَمَا طَبَعْنَا عَلٰى قُلُوْبِ اُولٰٓئِكَ۔

(۷۴) پھر نوح کے بعد ہم نے بہت پیغبروں کو بھیجا انکی امتوں میں جیسے ابراہیم ؑ اور ہود ؑ اور صالح ؑ سو یہ پیغمبر ان کے پاس ظاہر معجزے لائے پس وہ ایمان نہ لائے ان باتوں پر جنکا پیغمبروں کے آنے سے پہلے انکار کر چکے تھے۔

جیسے ہم نے مہر لگائی ان کے دلوں پر اسی طرح ہم مہر کر دیتے ہیں حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر پس وہ ایمان کو قبول نہیں کر سکتے

تشریح

(۷۳) **نوحؑ اور نوح کے ماننے والے بچ گئے اور جھٹلانے والے ڈوب گئے** حضرت نوح علیہ السلام نے جتنا سمجھانا تھا سمجھایا مگر ان لوگوں نے مان کر نہیں دیا۔ حضرت نوح ؑ نے اللہ کے حکم سے ایک بہت بڑی کشتی تیار کی۔ اللہ کے حکم سے بارش کا شدید طوفان آیا۔ نوح اور ان کے ماننے والے کشتی میں سوار ہو کر بچ گئے باقی سب غرق ہو گئے۔ ان بچے کچھے لوگوں سے آگے انسانی نسل چلی۔ اب دیکھو کہ ان کا انجام کیا ہوا جنھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا۔ اسی طرح ہر دور میں حق و باطل کی کش مکش ہوتی رہی ہے اور آخر میں فتح حق کی ہوتی ہے۔ (قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا) حق آگیا اور باطل کھسک گیا اور باطل ہے ہی سامنے سے ہٹ جانے کے لئے) روشنی آتی ہے اور اندھیرا کھسک جاتا ہے۔

(۷۴) **ہر دور میں پیغبر آتے رہے، ماننے والوں نے مانا نہ ماننے والوں نے نہیں مانا** جس طرح پہلے پیغمبر اور پہلے انسان حضرت آدم کے بعد آدمِ ثانی حضرت نوح اللہ کی طرف سے اس کے پیغمبر مقرر کئے گئے۔ اسی طرح ہر دور میں ہر قوم کے لئے اللہ کا پیغام لانے والے آتے رہے۔ حضرت ہود، حضرت صالح، لوط، ابراہیم، شعیب اور پھر حضرت موسیٰ عیسیٰ اور آخر میں خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ سب پوری پوری نشانیوں کے ساتھ تشریف لائے مگر دنیا کی تاریخ یہ رہی کہ جن لوگوں نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ ہم نہیں مانیں گے انہوں نے نہیں مانا اور جو لوگ حق کے متلاشی اور طلبگار تھے انہوں نے لپک کر حق و صداقت کو قبول کر لیا۔ "میں نہ مانوں" ایسی ضد اور ہٹ ہے جو دلوں پر مہر لگا دیتی ہے۔ اگر آپ دروازے اور کھڑکیاں بند کر کے اندر کمرے میں بیٹھ جائیں اور سورج کی کوئی کرن اندر نہ آنے دیں تو یہ قصور کس کا ہے سورج کا؟ یا دروازہ بند کر کے بیٹھ جانے والوں کا۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْ بَعْدِهِمْ	مُّوْسٰى	وَهٰرُوْنَ	اِلٰى	فِرْعَوْنَ	وَ
پھر	ہم نے بھیجے	اس کے بعد	موسیٰ ؑ	اور ہارون ؑ	طرف	فرعون	اور

پھر ہم نے بھیجا ان کے بعد موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور

مَلَائِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٧٥﴾

مَلَائِهٖ	بِاٰيٰتِنَا	فَاسْتَكْبَرُوْا	وَكَانُوْا	قَوْمًا	مُّجْرِمِيْنَ
اسکے سردار	اپنی نشانیوں کے ساتھ	تو انہوں نے تکبر کیا	اور وہ تھے	لوگ	گنہگار (جمع)

اسکے سرداروں (درباریوں) کی طرف تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ گنہگار لوگ تھے

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ

فَلَمَّا	جَآءَهُمُ	الْحَقُّ	مِنْ	عِنْدِنَا	قَالُوْٓا	اِنَّ	هٰذَا	لَسِحْرٌ
تو جب	آیا انکے پاس	حق	سے	ہماری طرف	وہ کہنے لگے	بیشک	یہ	البتہ جادو

تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق پہنچا تو وہ کہنے لگے بیشک یہ البتہ کھلا

مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ

مُّبِيْنٌ	قَالَ	مُوْسٰٓى	اَتَقُوْلُوْنَ	لِلْحَقِّ	لَمَّا	جَآءَكُمْ
کھلا	کہا	موسیٰ ؑ	کیا تم کہتے ہو	حق کیلئے (نسبت)	جب	وہ آگیا تمہارے پاس

جادو ہے۔ موسیٰ ؑ نے کہا کیا تم حق کی نسبت (ایسا) کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آگیا

اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾

اَسِحْرٌ	هٰذَا	وَلَا يُفْلِحُ	السّٰحِرُوْنَ
کیا جادو	یہ	اور کامیاب نہیں ہوتے	جادوگر (جمع)

کیا یہ جادو ہے؟ اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتے۔

﴿٧٥﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ قَوْمِهٖ بِاٰيٰتِنَا التِّسْعِ فَاسْتَكْبَرُوْا عَنِ الْاِيْمَانِ بِهَا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○

﴿٧٦﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا

﴿٧٥﴾ پھر ان پیغمبروں کے بعد موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے لشکر کی طرف ہم نے نو نشانیاں دیکر بھیجا سو فرعون اور اس کی جماعت نے تکبر کیا اور ان پر ایمان نہ لائے اور وہ لوگ کافر اور نافرمان ہیں۔

﴿٧٦﴾ پس جب ان کے پاس آئی سچی کتاب ہمارے پاس سے کہنے لگے

لَسِحْرٌ مُّبِينٌ بَيِّنٌ ظَاهِرٌ ۔
(۷۷) قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ ۖ أَسِحْرٌ هَٰذَا ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ ○ وَالاستفهام في الموضعين للانكار۔

نہیں ہے یہ مگر جادو ظاہر۔
(۷۷) موسیٰ نے کہا کہ تم امر حق کو جب وہ تمہارے پاس آیا جادو بتلاتے ہو، کیا یہ جادو ہو سکتا ہے حالانکہ جادو گروں کو فلاح اور نجات نہیں ملتی۔ اور جو شخص اسکو لایا ہے اسنے فلاح پائی اور جادوگروں کے جادو کو باطل کر دیا یعنی موسیٰ علیہ السلام غالب رہے اور فلاح پائی اور جادوگر مغلوب ہوئے ان کا جادو باطل ہوا (استفہام دونوں جگہ انکار کیلئے ہے یعنی یہ جادو نہیں اسکو جادو)

تشریح

(۷۵) حضرت موسیٰ اور ہارونؑ کو فرعونیوں کے سمجھانے کے لیے بھیجا گیا | حضرتِ نوحؑ کے بعد جہاں اور پیغمبر مقرر ہوتے رہے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو فرعونیوں کے سمجھانے کے لئے بھیجا گیا یہ بڑے گھمنڈی لوگ تھے اپنی دولت حکومت کے نشے میں چور تھے اور اپنے آپ کو بندگی کے مقام سے اونچا سمجھتے تھے یہ ان کی مجرمانہ ذہنیت حق کو ماننے میں ایک بڑی رکاوٹ تھی۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ ہے کہ :۔ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا (سورۃ النمل ۔ ۱۴) انھوں نے ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا۔

(۷۶) فرعونیوں نے حق کو جادو کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا | جب فرعونیوں نے اللہ کی طرف سے نازل کئے ہوئے حضرت موسیٰؑ کی زبان سے پُر تاثیر کلام کو سُنا اور عصا، ید بیضا کے معجزے دیکھے تو بجائے اس کے کہ وہ حق پر ایمان لاتے انھوں نے اس کو جادو کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا۔ کیا وہ نہیں سمجھتے تھے کہ جادوگر کیسے ہوتے ہیں ان کی سیرت کیسی ہوتی ہے، ان کے اخلاق کیسے ہوتے ہیں۔ پیغمبر کے بلند کردار کا جادوگروں سے کیا مقابلہ۔ یہ وہی بات ہے کہ مکہ کے لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ شخص جادوگر ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ ؑ و حضرت ہارون ؑ کو جادوگر کہہ کر جھٹلایا۔
دراصل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشن بھی وہی تھا جو ہر زمانے میں انبیاء کرام کا رہا ہے کہ وہ لوگوں کو بندگی رب کی دعوت دیں اور سمجھائیں کہ ان کی پوری زندگی کا نظام بندگی رب کی بنیاد پر استوار ہونا چاہیئے۔

(۷۷) رسول اور جادوگر کا فرق | اللہ کے رسول جو اللہ کی طرف سے حق کی دعوت کا کام انجام دینے کے لئے اللہ کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں وہ سب سے پہلے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ہیں پھر اپنے دعوے کو اپنی سیرت و اخلاق سے، اپنی پاکیزہ صالح اور بے غرض زندگی سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں وہ اس مقصد کے لئے حق کی کش مکش سے گذرتے ہیں اور اس کے لئے ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں یہاں تک کہ بڑے سے بڑے فرماں روا کے سامنے بے دھڑک اللہ کے دین کی دعوت پیش کرتے ہیں۔ ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی صداقت کے اظہار کے لئے انکے ذریعہ سے کوئی معجزہ بھی دکھا دیتے ہیں۔
کیا جادوگر ایسے ہی ہوتے ہیں کیا ان کی اور رسول کی سیرت میں واضح فرق نہیں ہوتا کوئی جادوگر آتا ہے تو خوشامد کی باتیں کرتا ہے اپنے جادو کے کمالات دکھا کر بادشاہ کی اور لوگوں کی خوشنودی حاصل کرتا ہے انعامات کی امید لگاتا ہے صاف نظر آتا ہے کہ معجزے اور جادو، نبی اور جادوگر میں کیا فرق ہے۔
اسی لئے حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ تم حق کو جب تمہارے سامنے آ گیا جادو کہتے ہو حالانکہ جادوگر کبھی فلاح یافتہ انسان نہیں ہو سکتے وہ تو دنیا اور دنیا کے مال کے طلب گار ہوتے ہیں جبکہ پیغمبر لوگوں سے کسی اجر کی امید نہیں لگاتے اسلئے حق کو جادو اور پیغمبر کو جادوگر کہنا پرلے درجے کی دیوانگی ہے۔ بھلا پیغمبر کو شعبدہ بازی سے کیا نسبت۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ

قَالُوْٓا	اَجِئْتَنَا	لِتَلْفِتَنَا	عَمَّا	وَجَدْنَا	عَلَيْهِ + اٰبَآءَنَا	وَتَكُوْنَ	لَكُمَا	الْكِبْرِيَآءُ
وہ بولے	کیا تو آیا ہمارے پاس	کہ پھیر دے ہمیں	اس سے جو	پایا ہم نے	اس پر اپنے باپ دادا	اور ہو جائے	تم دونوں کیلئے	بڑائی

وہ بولے کیا تو ہمارے پاس (اسلئے) آیا ہے کہ ہمیں اس سے پھیر دے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا، اور ہو جائے تم دونوں کے لئے

فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ

فِي	الْاَرْضِ	وَمَا	نَحْنُ	لَكُمَا	بِمُؤْمِنِيْنَ	وَقَالَ	فِرْعَوْنُ	ائْتُوْنِيْ
میں	زمین	اور نہیں	ہم	تم دونوں کیلئے	ایمان لانے والوں میں سے	اور کہا	فرعون	لے آؤ میرے پاس

زمین میں بڑائی (سرداری ملجائے) اور ہم تم دونوں کے ماننے والوں میں سے نہیں۔ اور فرعون نے کہا میرے پاس

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾

بِكُلِّ	سٰحِرٍ	عَلِيْمٍ
ہر	جادوگر	علم والا

ہر علم والا جادوگر لے آؤ۔

(۷۸) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا لترُدَّنا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ اَلْمُلْكُ فِي الْاَرْضِ ؕ اَرْضُ مِصْرَ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ○ مُصَدِّقِيْنَ

(۷۹) وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ○ فَائِقٍ فِيْ عِلْمِ السِّحْرِ

(۷۸) فرعونیوں نے کہا کیا تو اے موسیٰ ہمارے پاس اسلئے آیا ہے کہ ہم کو پھیرے اور علیحدہ کر دے اس چیز سے کہ جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ اور تم دونوں کے واسطے بڑائی اور بادشاہت مصر کی ہو جائے اور ہم تم دونوں کا یقین نہیں کرتے۔

(۷۹) اور فرعون نے کہا لاؤ تم میرے پاس ہر ایک جادوگر جاننے والے کو جو اپنے فن میں ماہر اور کامل ہو

تشریح

(۷۸) بندگیٔ حق کی دعوت سے نظامِ باطل کو خطرہ | حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون ؑ کے ساتھ اہل مصر کو جس دین حق کی دعوت دے رہے تھے اس کے خطرے کو فرعونیوں نے فوراً محسوس کر لیا اور یہ سمجھ لیا کہ اگر مصر والوں نے اس دین کو قبول کر لیا تو یہ سارا طاغوتی نظام جس پر فرعون کی بادشاہی اور اس کے سرداروں کی سرداری اور مذہبی پیشواؤں کی پیشوائی قائم تھی خطرے میں پڑ جائے گی اس لئے انہوں نے جواب دیا کہ تم اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس طریقے سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے تم انقلاب برپا کر کے زمین پر اپنی بڑائی قائم کرنا چاہتے ہو۔ ہم تمہاری بات ماننے والے نہیں۔

(۷۹) ماہر جادوگروں کی طلبی | حضرت موسیٰ ؑ کے معجزوں کا جواب دینے کے لئے فرعون نے حکم دیا کہ ملک کے ہر خطے سے ماہر جادوگروں کو بلایا جائے تاکہ لوگوں کو دکھایا جا سکے کہ موسیٰ اللہ کے پیغمبر نہیں ہیں محض ایک جادوگر ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾

فَلَمَّا	جَآءَ	السَّحَرَةُ	قَالَ	لَهُمْ	مُّوْسٰٓى	اَلْقُوْا	مَآ	اَنْتُمْ	مُّلْقُوْنَ
پھر جب	آگئے	جادوگر	کہا	ان سے	موسیٰ	تم ڈالو	جو	تم	ڈالنے والے ہو

پھر جب جادوگر آگئے تو موسیٰؑ نے ان سے کہا، تم ڈالو جو ڈالنے والے ہو (تمہیں ڈالنا ہے)

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

فَلَمَّآ	اَلْقَوْا	قَالَ	مُوْسٰى	مَا جِئْتُمْ + بِهِ	السِّحْرُ	اِنَّ	اللّٰهَ
پھر جب	انہوں نے ڈالا	کہا	موسیٰ	جو تم لائے ہو	جادو	بیشک	اللہ

پھر جب انہوں نے ڈالا تو موسیٰؑ نے کہا تم جو لائے ہو جادو ہے بیشک اللہ تعالےٰ

سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

سَيُبْطِلُهٗ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُصْلِحُ	عَمَلَ	الْمُفْسِدِيْنَ	
ابھی باطل کردیگا اسے	بیشک	اللہ	نہیں درست کرتا	کام	فساد کرنے والے	

ابھی اسے باطل کردیگا بیشک اللہ فساد کرنے والوں کے کام درست نہیں کرتا۔

(۸۰) فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى بَعْدَ مَا
قَالُوْا لَهٗ اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ
اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ○

(۸۱) فَلَمَّآ اَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ قَالَ مُوْسٰى مَا
اِسْتِفْهَامِيَّةٌ مُبْتَدَأٌ خَبَرُهٗ جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ
بَدَلٌ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِهَمْزَةٍ وَاحِدَةٍ اِخْبَارٌ فَمَا
مَوْصُوْلَةٌ مُبْتَدَأٌ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ سَيَمْحَقُهٗ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ○

(۸۰) پس جب آگئے جادوگر موسیٰ نے انکو کہا بعد اس کے کہ وہ موسیٰ سے کہہ چکے تھے کریا تو ڈال یا ہم ہوجائیں ڈالنے والے) ڈالو تمہارے جادوگرد جو کچھ تم کو ڈالنا ہے۔

(۸۱) پس جب ڈالیں انہوں نے رسیاں اور لاٹھیاں اپنی۔ موسیٰ نے کہا جو جادو تم لائے ہو اور تم نے ظاہر کیا ہے بلاشبہ اللہ اسکو کھو دیویگا بیشک اللہ نہیں درست رکھتا کام فساد کرنے والوں کے

تشریح

(۸۰) جادوگروں کی طرف سے پہل | فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰؑ اور ہارون ؑ بھی تھے اور ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے ماہرین فن جادوگر بھی۔ جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ پہل آپ کریں گے یا ہم کریں حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ تم پہل کرو اور جو تمہیں دکھلانا ہے دکھلاؤ۔

(۸۱) جادوگروں کا جادو | جادوگروں نے اپنا جادو دکھلانا شروع کیا اور لاٹھیاں اور رسیاں زمین پر پھینک دیں۔ دیکھنے والوں کو ایسا لگتا تھا کہ سانپ لہراتے اور پھنکارتے پھر رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ تم نے جو دکھلایا یہ جادو ہے۔ جادو ایک شعبدہ بازی ہے ایک طرح کی نظر بندی ہے جو جلد ہی ختم ہو جاتی ہے۔ مفسدوں کے ذریعے لوگوں کی اصلاح نہیں ہوا کرتی ان کا کام سدھارنا نہیں ہوتا بلکہ بگاڑنا ہوتا ہے کہ لوگ اس سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا

وَيُحِقُّ	اللّٰهُ	الْحَقَّ	بِكَلِمٰتِهٖ	وَلَوْ	كَرِهَ	الْمُجْرِمُوْنَ	فَمَآ	اٰمَنَ	لِمُوْسٰى	اِلَّا
اور حق کردیگا	اللہ	حق	اپنے حکم سے	خواہ	ناپسند کریں	جمع مجرم (گناہگار)	سو نہ	ایمان لایا	موسیٰ پر	مگر

اور اللہ حق کو اپنے حکم سے حق ثابت کردیگا خواہ گنہگار ناپسند کریں۔ سو موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا مگر اسکی

ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ

ذُرِّيَّةٌ	مِّنْ	قَوْمِهٖ	عَلٰى خَوْفٍ	مِّنْ	فِرْعَوْنَ	وَمَلَا۟ئِهِمْ	اَنْ	يَّفْتِنَهُمْ	وَاِنَّ
چند لڑکے	سے	اسکی قوم	خوف کیوجہ سے	سے (کے)	فرعون	اور ان کے سردار	کہ	وہ آفت میں ڈالے انہیں	اور بیشک

قوم کے چند لڑکے خوف کی وجہ سے فرعون اور اس کے سرداروں کے کہ وہ انہیں آفت میں نہ ڈال دے اور بیشک

فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى

فِرْعَوْنَ	لَعَالٍ	فِى	الْاَرْضِ	وَاِنَّهٗ	لَمِنَ	الْمُسْرِفِيْنَ	وَقَالَ	مُوْسٰى
فرعون	سرکش	میں	زمین	اور بیشک وہ	البتہ (سے)	حد سے بڑھنے والے	اور کہا	موسیٰ

فرعون زمین (ملک) میں سرکش تھا اور بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا۔ اور موسیٰ نے کہا

يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾

يٰقَوْمِ	اِنْ	كُنْتُمْ	اٰمَنْتُمْ	بِاللّٰهِ	فَعَلَيْهِ	تَوَكَّلُوْٓا	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّسْلِمِيْنَ
اے میری قوم	اگر	تم ہو	ایمان لائے	اللہ پر	تو اس پر	بھروسہ کرو	اگر	تم ہو	فرماں بردار (جمع)

اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم فرماں بردار ہو۔

(۸۲) وَيُحِقُّ يُثْبِتُ وَيُظْهِرُ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ
بِمَوَاعِيْدِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○

(۸۲) اور ظاہر اور ثابت کرتا ہے اللہ حق کو اپنے وعدوں سے۔ اگرچہ کافروں کو بُرا معلوم ہو۔

(۸۳) فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ طَائِفَةٌ
مِّنْ اَوْلَادِ قَوْمِهٖ اَىْ فِرْعَوْنَ عَلٰى خَوْفٍ
مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ
يَصْرِفَهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ بِتَعْذِيْبِهٖ وَاِنَّ
فِرْعَوْنَ لَعَالٍ مُتَكَبِّرٌ فِى الْاَرْضِ اَرْضِ
مِصْرَ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ○ الْمُتَجَاوِزِيْنَ
الْحَدَّ بِادِّعَاءِ الرُّبُوْبِيَّةِ

(۸۳) فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ الخ پس ایمان نہ لائے موسیٰ پر مگر ایک جماعت قوم فرعون کی اولاد میں سے باقی آدمی ایمان نہ لائے بسبب خوف فرعون کے اور اس کے لشکر کے یہ کہ پھیر دیں وہ ان کو ان کے مذہب سے ساتھ تکلیف دینے کے۔ اور بیشک فرعون البتہ متکبر ہے زمین مصر میں اور بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہے بسبب دعویٰ کرنے خدائی کے۔

(۸۴) وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ
اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا

(۸۴) اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم مسلمان ہو۔

اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ○

تشریح

(۸۲) سچائی ہمیشہ غالب ہوتی ہے | اللہ تعالیٰ حق کو غالب کرکے دکھاتے ہیں اس کے فرمان اور نشانیوں سے حق روشن ہوکر سامنے آجاتا ہے چاہے یہ بات غیر لوگ کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ تم نے اپنی طاقت لگالی اب دیکھو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور رحمت سے کیا دکھاتے ہیں۔

(۸۳) حق و باطل کی اس کش مکش میں بہت کم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دے سکے | فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت اچھی طرح ظاہر ہوگئی۔ کیونکہ جب جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینکیں اور جادو کے زور سے ایسا لگتا تھا کہ سانپ لہراتے پھر رہے ہیں تو اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنی لاٹھی زمین پر پھینکی اور جادوگروں کا طلسم ٹوٹ کر بکھر گیا۔ اور خود جادوگر بھی جو اپنے جادو کے فن کے ماہر تھے سمجھ گئے کہ حضرت موسیٰ نے جادو نہیں دکھلایا بلکہ یہ کوئی واقعی اوپر کی طاقت ہے جو جادو سے بالاتر ہے اور وہ بھی حضرت موسیٰ ؑ کی صداقت پر ایمان لے آئے حق و صداقت کے برملا اظہار کے باوجود بنی اسرائیل اور قبطیوں میں سے کش مکش کے اس آغاز میں کچھ ہی نوجوان تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کھڑے نظر آئے کیونکہ کوئی شخص فرعون کی بے پناہ مادی طاقت کے مقابلے میں سینہ سپر ہونے اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنے کے لئے تیار نہ تھا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ دیکھو موسیٰ کو اس کی قوم میں سے چند نوجوانوں کے سوا کسی نے نہ مانا کیونکہ ایک تو انھیں فرعون کا ڈر تھا دوسرے اپنی قوم کے چودھریوں کا بھی ڈر تھا اور یہ چودھری وہ تھے جو فرعون سے بہت خوفزدہ تھے اور سمجھتے تھے کہ فرعون ہم کو نہیں چھوڑے گا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ فرعون اس وقت پورا غلبہ رکھتا تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو ہر طرح سے اپنے مخالف سے انتقام لے کر رہتے ہیں۔

اس صورت حال کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو مکہ میں بھی معاملہ تقریباً اس جیسا ہی تھا کہ کی آبادی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے والے شروع شروع میں چند باہمت نوجوان تھے جن کی عمریں بیس اور تیس سال سے زیادہ نہ تھیں سب سے زیادہ عمر کے ابوبکر تھے جو اس وقت تقریباً اڑتیس سال کے تھے۔ بوڑھے لوگ اپنی مصلحت کوشی میں مبتلا تھے اور کوئی خطرہ مول لینے کے لئے تیار نہ تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں حق و صداقت کی تحریک کا اصل سرمایہ نوجوان ہوتے ہیں۔

(۸۴) اہل ایمان کو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا چاہئے | حضرت موسیٰ ؑ نے قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ الحمدللہ تم مسلمان ہو، تمہارے ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان ہوتے ہوئے اللہ پر بھروسہ رکھو کیونکہ ایک فرماں بردار مومن اپنے رب کی طاقت پر بھروسہ کرتا ہے جسے اللہ کی لامحدود قدرت پر کامل یقین ہوگا وہ اللہ پر اعتماد کریگا اور اللہ پر اعتماد جبھی پیدا ہوتا ہے جب ایک انسان پوری طرح اپنے آپ کو اپنے رب کے سپرد کردے جب ایسا ہوجاتا ہے تو وہ نہ گھبراتا ہے نہ اللہ کے سوا کسی سے ڈرتا ہے۔

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ

فَقَالُوْا	عَلَى	اللّٰهِ	تَوَكَّلْنَا	رَبَّنَا	لَا تَجْعَلْنَا	فِتْنَةً	لِّلْقَوْمِ
تو انہوں نے کہا	پر	اللہ	ہم نے بھروسہ کیا	اے ہمارے رب	نہ بنا ہمیں	تختۂ مشق	قوم کا

تو انہوں نے کہا ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ اے ہمارے رب! ہمیں نہ بنا ظالموں کی قوم کا

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

الظّٰلِمِيْنَ	وَنَجِّنَا	بِرَحْمَتِكَ	مِنَ	الْقَوْمِ	الْكٰفِرِيْنَ
ظالم (جمع)	اور ہمیں چھڑا دے	اپنی رحمت سے	سے	قوم	کافر (جمع)

تختۂ مشق اور ہمیں اپنی رحمت سے کافروں کی قوم سے چھڑا دے

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا

وَاَوْحَيْنَآ	اِلٰى	مُوْسٰى	وَ	اَخِيْهِ	اَنْ + تَبَوَّاٰ	لِقَوْمِكُمَا
اور ہم نے وحی بھیجی	طرف	موسیٰ	اور	اس کا بھائی	کہ گھر بناؤ	اپنی قوم کے لئے

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم کے لئے مصر میں

بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا

بِمِصْرَ	بُيُوْتًا	وَّاجْعَلُوْا	بُيُوْتَكُمْ	قِبْلَةً	وَّ	اَقِيْمُوا
مصر میں	گھر	اور بناؤ	اپنے گھر	قبلہ رُو	اور	قائم کرو

گھر بناؤ اور بناؤ اپنے گھر قبلہ رُو (نماز کی جگہ) اور نماز قائم

الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾

الصَّلٰوةَ	وَبَشِّرِ	الْمُؤْمِنِيْنَ
نماز	اور خوشخبری دو	مومن (جمع)

کرو اور مومنوں کو خوشخبری دو۔

(۸۵) فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَیْ لَا تُظْهِرْهُمْ عَلَيْنَا فَيَظُنُّوْٓا اَنَّهُمْ عَلَى الْحَقِّ فَيُفْتَتَنُوْا بِنَا۔

(۸۵) پس کہا انھوں نے کہ ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا اے ہمارے پروردگار نہ کر تو ہم کو باعث گمراہی اور فتنہ میں پڑے قوم ظالم کے یعنی ان ظالموں کو ہم پر غلبہ نہ دے کہ اگر وہ غالب ہونگے تو یہ سمجھیں گے کہ ہم حق پر ہیں اسی لئے غالب آئے پس اس سبب گمراہی میں بہینگے۔

(۸۶) وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

(۸۶) اور ہم کو نجات دے اپنی رحمت سے قوم کافر سے۔

(۸۷) وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ اتخذا لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً مُصَلًّى تُصَلُّوْنَ فِيْهِ لِتَاْمَنُوْا مِنَ الْخَوْفِ وَكَانَ فِرْعَوْنُ مَنَعَهُمْ مِنَ الصَّلٰوةِ وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اَتِمُّوْهَا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ بِالنَّصْرِ وَالْجَنَّةِ

(۸۷) اور ہم نے وحی کی موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف کہ اپنی قوم کے واسطے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں میں نماز کی جگہ بنالو کہ اسمیں اطمینان سے نماز پڑھا کرو اور یہ اسلئے کہ فرعون نے ان کو منع کر رکھا تھا نماز سے۔

اور نماز کو پوری طرح پڑھو اور اے موسیٰ ایمان والوں کو خوش خبری سنا فتح پانے اور جنت میں داخل ہونے کی۔

تشریح

(۸۵) **حضرت موسیٰؑ کی نصیحت پر مومنین صادقین کا جواب** | حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس نصیحت پر اور یہ سمجھانے پر کہ ایک مومن کو اللہ کی طاقت پر بھروسہ رکھنا چاہیئے سچے دل سے ایمان لانے والے نوجوانوں نے آگے بڑھ کر اعلان کیا کہ ہم نے اللہ پر ہی بھروسہ کیا ہے۔ اور پھر دعا کی کہ اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کا تختۂ مشق نہ بنائیو ہم کو غلطیوں سے، خامیوں سے کمزوریوں سے بچائیو اور ہماری جدوجہد کو بارآور کریو تاکہ ہمارا وجود مخلوق کے لئے خیر کا سبب بنے۔

(۸۶) **ظالموں کی محکومی سے نجات کی دعا** | صادق الایمان نوجوانوں نے حضرت موسیٰؑ کے خطاب پر اپنے توکل علی اللہ کا اظہار کیا دعا کی ہم ظالموں کا تختۂ مشق نہ بنیں اس کے ساتھ یہ دعا بھی کی کہ اے ہمارے رب ہمیں باطل پرستوں کی محکومی سے نجات دیجیو اور آزادی کی دولت عطا فرمائیو کیونکہ غلامی اور محکومی ایسی بری بلا ہے کہ جس پر یہ مسلط ہوجاتی ہے اس کو ذلیل وخوار کرکے رکھ دیتی ہے۔ ایک مومن عزت کے مقام کا طالب ہوتا ہے نہ کہ ذلت ورسوائی کا۔ کہ
" غلامی میں بدل جاتی ہیں قوموں کی تقدیریں۔"

(۸۷) **اہل ایمان میں اجتماعی نظام قائم کرنے کیلئے پہلا قدم** | حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے اہل مصر کی رہبری کے لئے پیغمبر بناکر بھیجا تھا اس وقت صورت حال یہ تھی کہ اگرچہ ان میں کے اکثر لوگ نام نہاد مسلمان تھے مگر ان کا اجتماعی نظام بکھر چکا تھا یہاں تک کہ نماز باجماعت کا اہتمام بھی نہیں رہا تھا اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ اور ان کے معاون ان کے بھائی حضرت ہارونؑ کو حکم دیا کہ اپنی قوم میں اجتماعیت پیدا کرنے کے لئے پہلا قدم یہ اٹھائیں کہ مصر میں کچھ مکانوں کو مرکز بنا کر نماز باجماعت قائم کریں۔

دوسرے یہ کہ اہل ایمان پر جو مرعوبیت اور مایوسی چھائی ہوئی ہے اس کو ختم کرنے کے لئے ان کو حوصلہ دو اور بشارت دو کہ اہل ایمان آخرکار کامیاب ہوکر رہتے ہیں۔

؎ جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
یہاں ڈوبے وہاں نکلے وہاں ڈوبے یہاں نکلے

اس لئے حالات کی ناسازگاری سے بددل نہ ہوں۔ ہر مشکل کے بعد آسانی کی راہیں کھلتی ہیں۔

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا

وَقَالَ	مُوْسٰى	رَبَّنَآ	اِنَّكَ	اٰتَيْتَ	فِرْعَوْنَ	وَمَلَاَهٗ	زِيْنَةً	وَّ	اَمْوَالًا
اور کہا	موسیٰ	اے ہمارے رب	بیشک تو	تو نے دیا	فرعون	اور اسکے سردار	زینت	اور	مال (جمع)

اور موسیٰؑ نے کہا اے ہمارے رب! بیشک تو نے فرعون اور اس کے لشکر کو دنیا کی زندگی میں زینت

فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ

فِى	الْحَيٰوةِ	الدُّنْيَا	رَبَّنَا	لِيُضِلُّوْا	عَنْ	سَبِيْلِكَ	رَبَّنَا	اطْمِسْ
میں	زندگی	دنیا	اے ہمارے رب	کہ وہ گمراہ کریں	سے	تیرا راستہ	اے ہمارے رب	مٹا دے

اور بہت سے مال دے رکھے ہیں، اے ہمارے رب کہ وہ تیرے راستہ سے گمراہ کریں، اے ہمارے رب! ان کے

عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى

عَلٰٓى	اَمْوَالِهِمْ	وَاشْدُدْ	عَلٰى	قُلُوْبِهِمْ	فَلَا يُؤْمِنُوْا	حَتّٰى
پر	انکے مال	اور مہر لگا دے	پر	اُن کے دل (جمع)	کہ وہ نہ ایمان لائیں	یہانتک کہ

مال مٹا دے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دے کہ وہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ

يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا

يَرَوُا	الْعَذَابَ	الْاَلِيْمَ	قَالَ	قَدْ + اُجِيْبَتْ	دَّعْوَتُكُمَا
وہ دیکھ لیں	عذاب	دردناک	اُسنے فرمایا	قبول ہو چکی	تمہاری دعا

دردناک عذاب دیکھ لیں۔ اس نے فرمایا تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے

فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

فَاسْتَقِيْمَا	وَلَا	تَتَّبِعٰٓنِّ	سَبِيْلَ	الَّذِيْنَ	لَا يَعْلَمُوْنَ
سو تم دونوں ثابت قدم رہو	اور نہ	چلنا	راہ	ان لوگوں کی جو	ناواقف ہیں

سو تم دونوں ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جو ناواقف ہیں۔

(۸۸) وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ
وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
رَبَّنَا اٰتَيْتَهُمْ ذٰلِكَ لِيُضِلُّوْا فِىْ عَاقِبَتِهٖ عَنْ
سَبِيْلِكَ دِيْنِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ
اَمْسِخْهَا وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَطْبِعْ عَلَيْهَا
وَاسْتَوْثِقْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ
الْاَلِيْمَ ○ الْمُؤْلِمَ۔ دَعَا عَلَيْهِ وَاٰمَّنَ هٰرُوْنُ

(۸۸) اور کہا موسیٰ نے اے ہمارے رب بیشک تو نے فرعون کو اور اس کے گروہ کو زینت اور زیبائش اور بہت مال زندگی دنیا میں دیا۔ اے ہمارے رب یہ تو نے ان کو اسلئے دیا کہ انجام کار وہ تیرے راستے سے لوگوں کو گمراہ کرے۔ اے ہمارے رب انکے اموال مٹا دے اور مسخ کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے ان پر مہر لگا دے اور اسکو مضبوط کر دے کہ وہ ایمان نہ لا دیں یہانتک کہ دیکھیں عذاب دردناک کو۔ موسیٰؑ نے بد دعا کی اور ہارونؑ نے اسکی دعا پر آمین کہی۔

عَلٰی دُعَائِہٖ قَالَ تَعَالٰی
(۸۹) قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا نَسَخَتْ اَمْوَالَھُمْ حِجَارَۃً وَلَمْ یُؤْمِنْ فِرْعَوْنُ حَتّٰی اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ فَاسْتَقِیْمَا عَلَی الرِّسَالَۃِ وَالدَّعْوَۃِ اِلٰی اَنْ یَّاْتِیَھُمُ الْعَذَابُ وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ فِیْ اِسْتِعْجَالِ قَضَائِیْ رُوِیَ اَنَّہٗ مَکَثَ بَعْدَھَا اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً

اللہ تعالیٰ نے فرمایا
(۸۹) بیشک قبول ہوئی دعا تم دونوں کی۔ سو انکے مال بدل کر پتھر ہو گئے اور فرعون ایمان نہ لایا یہاں تک کہ ڈوبنے لگا۔ سو تم دونوں ثابت اور مستقیم رہو اپنی پیغمبری اور بلانے کے یہاں تک کہ ان پر عذاب آوے اور نہ پیروی کرو تم ان لوگوں کی راہ کی جو نہیں جانتے۔ اور جلدی فیصلہ اور حکم چاہتے ہیں مروی ہے کہ فرعون اسکے بعد چالیس برس باقی رہا۔

تشریح

(۸۸) مال وجاہ آزمائش کے لئے ہے | اللہ تعالیٰ دنیا میں اگر کسی کو مال و دولت اور جاہ وحشمت سے نوازتا ہے تو اس میں بھی اس کی آزمائش ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی اس نعمت سے کیا کام لیتا ہے آیا ان چیزوں کو بندوں پر ظلم وزیادتی اور حق وصداقت کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے استعمال کرتا ہے یا اللہ کا شکر گذار بن کر ان وسائل کو سچائی کے راستے پر استعمال کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون کو بے پناہ خزانوں سے نوازا تھا اور حکومت کی طاقت عطا کی تھی اس نے ان چیزوں کا بیجا فائدہ اٹھایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جتنا سمجھا چکے اور جن لوگوں کو ایمان لانا تھا وہ ایمان لا چکے تو حضرت موسیٰ نے اپنے آخری دور میں جو آپکے قیام مصر کا آخری زمانہ ہے حجت پوری ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اے پروردگار آپ نے فرعون اور فرعونیوں کو دنیا کی زندگی میں جاہ واموال سے نوازا ہے یہ چیزیں اسلئے تو نہیں ہیں کہ وہ لوگوں کو راہِ حق سے بھٹکائیں اے رب اب پانی سر سے گذر چکا ہے اب ان کے مالوں کو غارت کردے اور ان کے دل پر ایسی مہر لگا دے کہ یہ عذاب کو آتے دیکھ کر دکھاوے کیلئے ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ عذاب ان کو گھیر لے اور ان کا نام ونشان مٹ جائے کیونکہ اب ان کے راہِ راست پر آنے کی کوئی امید باقی نہیں رہی۔

(۸۹) اہل باطل کی ظاہری شان وشوکت سے متاثر نہ ہوں | اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اہل باطل کے ظاہری ٹھاٹھ باٹھ اور دنیا میں ان کی سرفرازیاں دیکھکر اہل حق متاثر اور مرعوب ہو جاتے ہیں اور یہ سوچنے لگتے ہیں کہ ہمارے لئے ان کا مقابلہ کرنا مشکل ہے اس لئے کفر وفسق کی سلطانی میں جو رعایتیں ہمیں مل جائیں اس پر ہم قناعت کئے رکھیں اور بلا وجہ کے ٹکراؤ سے بچتے رہیں۔ اکثر مصلحت کوشی کا انداز اختیار کرکے عافیت پسندی کو ترجیح دی جاتی ہے بہانہ یہ ہوجاتا ہے کہ ہمارے پاس وسائل کم ہیں اور اس وقت غلبۂ حق پورے طور پر ممکن نہیں ہے۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمہاری اور تمہارے بھائی کی دونوں کی دعا قبول کرلی گئی ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کے طریقے پر ہرگز مت چلنا جو حقیقت کو نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں کو نہیں سمجھے اور فیصلہ کر بیٹھتے ہیں کہ باطل کے مقابلے میں حق کمزور ہے۔ اصل میں حق کبھی کمزور نہیں ہوتا اس کی اصل طاقت اللہ پر توکل اور بھروسہ اور قوت ایمانی ہوتی ہے۔ ظاہری اعتبار سے وسائل کی کمی کو یہ ایمانی قوت پورا کر دیتی ہے البتہ جذبۂ صادق خلوص و لگن کی ضرورت ہے اگر ظاہری طور پر حق ناکام بھی ہوتا ہے تو وہ حقیقت میں ناکام نہیں ہوتا اسکے اثرات بہرحال محسوس کئے جاتے ہیں وہ اپنے لئے سماج میں گنجائش نکالتا ہے لوگ متوجہ ہوتے ہیں اور حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ظاہر میں کامیابی ہو یا ناکامی آخرت کا اجر دونوں صورتوں میں ملتا ہے اس لئے ایک مومن صادق کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں لگا رہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا رہے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهٗ

وَجٰوَزْنَا	بِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ	الْبَحْرَ	فَأَتْبَعَهُمْ	فِرْعَوْنُ	وَجُنُودُهٗ
اور ہم نے پار کر دیا	بنی اسرائیل کو	دریا	پس پیچھا کیا ان کا	فرعون	اور اس کا لشکر

اور ہم نے بنی اسرائیل کو پار کر دیا دریا سے، پس فرعون اور اسکے لشکر نے سرکشی اور زیادتی

بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰىٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ أَنَّهٗ

بَغْيًا	وَّعَدْوًا	حَتّٰىٓ	إِذَآ	أَدْرَكَهُ	الْغَرَقُ	قَالَ	اٰمَنْتُ	أَنَّهٗ
سرکشی	اور زیادتی	یہاں تک کہ	جب	اُسے آپکڑا	غرقابی	وہ کہنے لگا	میں ایمان لایا	کہ وہ

سے اس کا پیچھا کیا ۔ یہاں تک کہ جب اس کو غرقابی نے آپکڑا وہ کہنے لگا کہ میں ایمان لایا

لَآ إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوٓا إِسْرَآءِيلَ وَأَنَا

لَآ	إِلٰهَ	إِلَّا	الَّذِيٓ	اٰمَنَتْ	بِهٖ	بَنُوٓا إِسْرَآءِيلَ	وَ	أَنَا
نہیں	معبود	سوائے	وہ جس	ایمان لائے	اس پر	بنی اسرائیل	اور	میں

کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں ہوں

مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ

مِنَ	الْمُسْلِمِينَ	آٰلْـٰٔنَ	وَ	قَدْ + عَصَيْتَ	قَبْلُ
سے	فرماں بردار (جمع)	کیا اب	اور	البتہ تو نافرمانی کرتا رہا	پہلے

فرماں برداروں میں سے۔ کیا اب؟! (ایمان کی بات کرتا ہے) اور البتہ پہلے تو نافرمانی کرتا رہا

وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٩١﴾

وَ	كُنْتَ	مِنَ	الْمُفْسِدِينَ
اور	تو رہا	سے	فساد کرنے والے۔

اور تو فساد کرنے والوں میں سے رہا۔

﴿٩٠﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ
لَحِقَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهٗ بَغْيًا وَّ
عَدْوًا مَفْعُولٌ لَهٗ حَتّٰىٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ
الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ أَنَّهٗ أَيْ بِأَنَّهٗ
وَفِي قِرَاءَةٍ بِالْكَسْرِ اسْتِئْنَافًا لَآ إِلٰهَ

﴿٩٠﴾ اور گزار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پس ملا ان سے اور پیچھا کیا فرعون نے اور اس کے لشکر نے بسبب سرکشی اور زیادتی کے یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا کہا کہ ایمان لایا میں اسپر کہ بیشک کوئی معبود نہیں بجز اس کے کہ جن پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ اور میں مسلمان ہوتا ہوں۔ فرعون نے کرر اپنا ایمان لانا ظاہر

اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ کَرَّرَہٗ لِیُقْبَلَ مِنْہُ فَلَمْ یُقْبَلْ وَدَسَّ جِبْرِیْلُ فِیْ فِیْہِ مِنْ حَمْاَۃِ الْبَحْرِ مَخَافَۃَ اَنْ تَنَالَہُ الرَّحْمَۃُ

کیا تاکہ اس سے قبول کیا جائے سو وہ قبول نہ ہوا اور جبرئیل نے اس کے منہ میں دریا کی کیچڑ بھر دی اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو اگر کوئی اور کلمہ یہ بولے گا تو رحمت الٰہی اس کے شامل حال ہو جائے اور اس کا ایمان مقبول ہو جائے۔

(۹۱) وَقَالَ لَہٗ آٰلْـٰٔنَ تُؤْمِنُ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ○ بِضَلَالِکَ وَاِضْلَالِکَ عَنِ الْاِیْمَانِ

(۹۱) اور فرعون سے کہا تو اب ایمان لاتا ہے حالانکہ پہلے سے نافرمانی کی اور تھا تو فساد کرنے والوں میں سے کہ خود بھی گمراہ رہا اور لوگوں کو ایمان سے روکا، اور گمراہ کیا۔

تشریح

(۹۰) فرعون کی غرقابی | حضرت موسیٰ ؑ کئی لاکھ بنی اسرائیل اور ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے تھے لیکر مصر سے نکلے تاکہ فرعون کے پنجے سے اہل ایمان کو نجات مل جائے اور وہ اللہ کے دین پر آزادی کے ساتھ عمل پیرا ہو سکیں۔ فرعون کو خبر ہوئی تو ایک بڑا لشکر لے کر حضرت موسیٰ کا پیچھا کیا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ حضرت موسیٰ بحر قلزم کے کنارے پہنچ چکے تھے سامنے سمندر تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا۔ لوگ پریشان ہو گئے۔ حضرت موسیٰ نے ان کو تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے۔ اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی سمندر پر ماری اور سب لوگوں نے اپنی آنکھوں سے یہ معجزہ دیکھا کہ سمندر کا پانی دونوں طرف کھڑا ہو گیا اور درمیان سے خشکی کے بارہ راستے بن گئے جس سے بنی اسرائیل سمندر پار کر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے اتنے میں پیچھے سے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا خشک راستے کو دیکھ کر اس نے اپنے گھوڑے ان راستوں پر دوڑا دئے جب فرعون اور اس کا لشکر راستے کے بیچوں بیچ پہنچ گیا تو اللہ کے حکم سے سمندر کے دونوں طرف کھڑا ہوا پانی رل گیا اور فرعون مع لشکر کے سمندر میں غرق ہو گیا۔

ڈوبتے ڈوبتے فرعون کی زبان پر یہ کلمہ تھا کہ میں اس اللہ پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور میں بھی سر تسلیم خم کرنے والوں میں سے ہوں۔

(۹۲) عذاب خداوندی کے بعد فرعون کا ایمان ناقابل قبول | اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی میں انسانوں کو مہلت دی ہے اور اس کو موقع دیا ہے کہ وہ حق و صداقت کو سمجھے اور سمجھ کر اسکو قبول کرے وہ غیبی حقیقتیں جو نگاہوں سے اوجھل ہیں دلائل ثبوت اور فطرت کے تقاضے کی روشنی میں ان کو بغیر دیکھے تسلیم کرے۔ یہ مہلت اس وقت تک ہے جب تک عالم غیب نگاہوں سے اوجھل ہے۔ موت کے وقت جب عالم غیب سامنے آجاتا ہے یا اللہ کا عذاب آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے اس وقت کا ایمان قابل قبول نہیں ہے۔ قبض روح اور معائنۂ عذاب کے وقت ایمان لانا اس کو ایمانِ "غرغرہ" کہتے ہیں یہ ایمان معتبر نہیں ہے۔ لیکن آخیر وقت میں فرعون کی زبان سے اس کلمے کا نکلنا کہ میں ایمان لایا، حضرت موسیٰ ؑ کی اس دعا کی قبولیت کا ظہور تھا کہ اے پروردگار ان کے دلوں پر ایسی مہر لگا دے کہ ظاہری ایمان بھی نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ

وَاِنَّ	اٰيَةً	خَلْفَكَ	لِمَنْ	لِتَكُوْنَ	بِبَدَنِكَ	نُنَجِّيْكَ	فَالْيَوْمَ
اور بیشک	ایک نشانی	تیرے بعد آئیں	انکے لئے جو	تاکہ تو رہے	تیرے بدن سے	ہم تجھے بچاوینگے	سو آج

سو آج ہم تجھے تیرے بدن سے بچا دیں گے (غرق نہیں کرینگے) تاکہ تو (تیری لاش) انکے لئے جو تیرے بعد میں آئیں (عبرت کی) ایک نشانی

۹ ع ۱۰/۱۴ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع

لَغٰفِلُوْنَ	اٰيٰتِنَا	عَنْ	مِّنَ + النَّاسِ	كَثِيْرًا
غافل ہیں	ہماری نشانیاں	سے	لوگ	اکثر

رہے۔ اور بیشک اکثر لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں

﴿۹۲﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ نُخْرِجُكَ مِنَ الْبَحْرِ بِبَدَنِكَ جَسَدِكَ الَّذِيْ لَا رُوْحَ فِيْهِ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ بَعْدَكَ اٰيَةً عِبْرَةً فَيَعْرِفُوْا عُبُوْدِيَّتَكَ وَلَا يُقْدِمُوْا عَلٰى مِثْلِ فِعْلِكَ وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّ بَعْضَ بَنِيْ اِسْرَاءِيْلَ شَكُّوْا فِيْ مَوْتِهٖ فَاُخْرِجَ لَهُمْ لِيَرَوْهُ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اَيْ اَهْلِ مَكَّةَ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ لَا يَعْتَبِرُوْنَ بِهَا

﴿۹۲﴾ پس آج کے دن ہم تجھ کو دریا سے نکالیں گے معہ تیرے بدن کے جس میں روح نہیں تاکہ تجھ کو دیکھ کر عبرت پکڑیں وہ لوگ جو تیرے بعد آویں پس پہچان لیں تیرے بندے ہونے کو اور نہ پیش قدمی کریں ایسے کام پر جو تو نے کیا۔ اور مروی ہے ابن عباس رض سے کہ بعض بنی اسرائیل کو اس کے مرنے میں شک تھا اسلئے فرعون کو باہر نکال کر ظاہر کر دیا کہ وہ اس کو دیکھ لیں اور بیشک بہت آدمی یعنی مکہ والے ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

تشریح

﴿۹۲﴾ فرعون کی لاش کو نشان عبرت بنا دیا گیا | اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لئے عبرت کا نشان بنا رہے چنانچہ سمندر کی لہروں نے فرعون کی لاش کو باہر پھینک دیا جزیرہ نمائے سینا کے مغربی ساحل پر آج تک وہ جگہ موجود ہے جہاں فرعون کی نعش سمندر میں تیرتی ہوئی پائی گئی تھی وہ ٹیلہ جس سے نعش آکر لگی تھی اس کو جبل فرعون کہا جاتا ہے اس فرعون منفتاح کی لاش آج بھی قاہرہ کے عجائب خانے میں موجود ہے سر گرافٹن ایلیٹ اسمتھ نے ۱۹۰۷ء میں اس نعش کی ممی پر سے پٹیاں کھولیں تو اس کی نعش پر نمک کی ایک تہہ جمی ہوئی پائی گئی جو کھاری پانی میں اس کے ڈوبنے کی علامت تھی۔

اللہ تعالےٰ تو ایسے عبرت کے سامان دکھاتے ہیں مگر اکثر انسان ایسے ہیں جو ان نشانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور بدستور غفلت میں مبتلا رہتے ہیں۔

وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ وَّرَزَقۡنٰهُمۡ

وَ لَقَدۡ	بَوَّاۡنَا	بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	مُبَوَّاَ	صِدۡقٍ	وَّرَزَقۡنٰهُمۡ
اور البتہ	ہم نے ٹھکانا دیا	بنی اسرائیل	ٹھکانہ	اچھا	اور ہم نے رزق دیا انہیں

اور ہم نے بنی اسرائیل کو اچھا ٹھکانہ دیا ، اور ہم نے انہیں رزق دیا

مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡا حَتّٰی جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ ؕ

مِنَ	الطَّیِّبٰتِ	فَمَا ۔ اخۡتَلَفُوۡا	حَتّٰی	جَآءَهُمۡ	الۡعِلۡمُ
سے	پاکیزہ چیزیں	سوانہوں نے اختلاف نہ کیا	یہاں تک کہ	آگیا انکے پاس	علم

پاکیزہ چیزوں سے ، سو انہوں نے اختلاف نہ کیا یہاں تک کہ ان کے پاس علم (قرآن) آگیا

اِنَّ رَبَّكَ یَقۡضِیۡ بَیۡنَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فِیۡمَا

اِنَّ	رَبَّكَ	یَقۡضِیۡ	بَیۡنَهُمۡ	یَوۡمَ	الۡقِیٰمَةِ	فِیۡمَا
بیشک	تمہارا رب	فیصلہ کرے گا	انکے درمیان	دن	قیامت	اسمیں جو

بیشک تمہارا رب ان کے درمیان فیصلہ کرے گا روز قیامت جس (بات) میں

كَانُوۡا فِیۡهِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۹۳﴾

كَانُوۡا	فِیۡهِ	یَخۡتَلِفُوۡنَ	
وہ تھے	اسمیں	وہ اختلاف کرتے	

وہ اختلاف کرتے تھے۔

(۹۳) وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ وَّرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ الخ اور البتہ بہ تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو بزرگی کی جگہ میں ٹھکانا دیا یعنی شام اور مصر میں اور ان کو پاک اور لذیذ چیزیں کھانے کو دیں۔

پس وہ مختلف ہوئے بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آگیا یعنی جان بوجھ کر اختلاف کیا بعض ایمان لائے اور بعض کافر رہے۔

بیشک تیرا رب قیامت کو انیں فیصلہ کر دے گا، جس چیز میں

) وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا اَنۡزَلۡنَا
بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مُبَوَّاَ
صِدۡقٍ مَنۡزِلَ كَرَامَةٍ
وَهُوَ الشَّامُ وَ مِصۡرُ
وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ
فَمَا اخۡتَلَفُوۡا بِاَنۡ اٰمَنَ
بَعۡضٌ وَكَفَرَ بَعۡضٌ
حَتّٰی جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ
اِنَّ رَبَّكَ یَقۡضِیۡ بَیۡنَهُمۡ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

مِنْ اَمْرِ الدِّيْنِ بِاَنْجَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ تَعْذِيْبِ الْكَافِرِيْنَ

وہ اختلاف کرتے تھے دین کی باتوں میں سے۔ یعنی ایمان والوں کو نجات دے گا اور کافروں کو عذاب میں گرفتار کرے گا۔

تشریح

(۹۳) بنی اسرائیل نے نئے نئے فرقے بنا ڈالے۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے فرعون جیسے ظالم و جابر حکمراں سے نجات دی اور وہ عزتاب ہو کر رسوا ہوا۔ پہلے ان کو ملک مصر دیا گیا پھر عمالقہ کے مصر سے نکلنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بہترین ٹھکانا ارض شام و فلسطین کی صورت میں عطا فرمایا اور بہترین وسائل زندگی سے انہیں نوازا۔ ان مادی نعمتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو روحانی اور علمی دولت سے بھی سرفراز کیا انہیں تورات کا علم دیا دین کی حقیقت سمجھائی شریعت کے اصولی اور فروعی احکام عطا کیے۔ ان حقائق سے واقفیت کے باوجود اپنے نفس کی شرارتوں سے فرقہ بندی کی نحوست میں گرفتار ہوئے اور ایک دین کے بیسیوں دین بنا ڈالے یہاں تک کہ بعض احکام میں اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی گائے کے ذبح کرنے کے سلسلے میں حجت بازی کی بنی اسرائیل کے اکثر لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے نہ صرف یہ کہ انکار کیا بلکہ ان کی مخالفت کی جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بہت سی پیشین گوئیوں کا ان کو علم تھا اور انکی بعثت سے پہلے نبی آخر الزماں کی آمد کے منتظر تھے صرف جزیات ہی میں نہیں بلکہ دین کے اصول بھی بدل ڈالے گراوٹ کی انتہا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تین سو برس بعد ایک فلسفی مزاج بادشاہ قسطنطین اعظم نے از راہ نفاق نصرانیت اختیار کر لی تو پادریوں نے اس بادشاہ کی خاطر شریعت کے لیے نئے احکام ایجاد کیے اس کے بدلے میں بادشاہ نے ان کے لیے بڑے بڑے گرجاگھر بنائے اور ایک نیا دین عیسوی جو اصل مسیحیت کو بگاڑ کر تیار کیا گیا تھا اس کی خوب اشاعت ہوئی صلیب کی پرستش ہونے لگی مشرق کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی جانے لگی کلیساؤں میں حضرت عیسیٰ اور انکی والدہ مریم کی تصویریں لگائی گئیں اور ان کی پوجا ہونے لگی، خنزیر کو حلال قرار دیدیا گیا۔ الغرض دین عیسوی کو ہر طرح سے بگاڑ کر جہاں جہاں عیسائیوں کا غلبہ تھا اس کو پھیلایا گیا۔ بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرتے اور اس کے بھیجے ہوئے دین کو مضبوطی سے تھامتے خود بھی بگڑے دوسروں کو بھی بگاڑا اللہ کے دئے ہوئے اصولوں کو چھوڑ کر دوسری ہی بنیادوں پر اپنی مذہبی فرقوں کی عمارتیں کھڑی کر لیں —— اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرا رب قیامت کے روز اس چیز کا فیصلہ کردے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں

٭

فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ

فَاِنْ	كُنْتَ	فِیْ	شَكٍّ	مِّمَّاۤ	اَنْزَلْنَاۤ	اِلَیْكَ	فَسْـَٔلِ	الَّذِیْنَ
پس اگر	تو ہے	میں	شک	اس سے جو	ہم نے اتارا	تیری طرف	تو پوچھ	وہ لوگ جو

پس اگر تو اس (کے بارہ) میں شک میں ہے جو ہم نے اتارا تیری طرف تو ان لوگوں سے پوچھ جو

یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ

یَقْرَءُوْنَ	الْكِتٰبَ	مِنْ + قَبْلِكَ	لَقَدْ + جَآءَكَ	الْحَقُّ	مِنْ
پڑھتے ہیں	کتاب	تجھ سے پہلے	تحقیق آگیا تیرے پاس	حق	سے

تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔ تحقیق تیرے پاس حق آگیا ہے تیرے

رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

رَّبِّكَ	فَلَا + تَكُوْنَنَّ	مِنَ	الْمُمْتَرِیْنَ	وَلَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ
تیرا رب	پس نہ ہونا	سے	شک کرنے والے	اور نہ ہونا	سے

رب کی طرف سے پس شک کرنے والوں سے نہ ہونا۔ اور نہ ان لوگوں سے ہونا جنہوں

الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۵﴾

الَّذِیْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰیٰتِ	اللّٰهِ	فَتَكُوْنَ	مِنَ	الْخٰسِرِیْنَ
وہ لوگ جو	انہوں نے جھٹلایا	آیتوں کو	اللہ	پھر تو ہو جائے	سے	خسارہ پانے والے

نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو پھر تو خسارہ پانے والوں سے ہو جائے۔

﴿۹۴﴾ فَاِنْ كُنْتَ یَا مُحَمَّدُ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ مِنَ الْقَصَصِ فَرْضًا فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ التَّوْرٰىةَ مِنْ قَبْلِكَ فَاِنَّهٗ ثَابِتٌ عِنْدَهُمْ یُخْبِرُوْنَكَ بِصِدْقِهٖ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاۤ اَشُكُّ وَلَاۤ اَسْئَلُ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا

﴿۹۴﴾ پس اے محمدؐ بالفرض اگر تم شک میں ہو اس سے کہ ہم نے تم پر اتارا پہلے قصوں سے تو پوچھ لو ان لوگوں سے جو تم سے پہلے توراۃ پڑھتے تھے کہ بلا شبہ یہ قصے جو قرآن میں مذکور ہیں انکی کتاب میں بھی ہیں وہ تم کو اس کا سچ ہونا بتلا دینگے۔ اس آیت کے آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے شک نہیں اور نہ میں سوال کرتا ہوں۔

اے محمدؐ بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا پس نہ ہو تم اس میں شک کرنے والوں میں سے۔

تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ○

الشَّاکِیْنَ فِیْہِ

(۹۵) وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَتَکُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○

(۹۵) اور نہ ہو تم ان لوگوں میں سے جنھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا کہ ہو جاؤ تم ٹوٹے والوں میں سے۔

تشریح

(۹۴) قرآن کی دعوت وہی ہے جو پچھلی کتابوں کی تھی | حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا دین شروع سے ایک ہی رہا ہے اور ایک ہی رہیگا جو دین حضرت آدم لے کر آئے تھے اسی دین کی دعوت حضرت نوحؑ نے دی حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اسی دین کی دعوت دیتے رہے اور آخر میں خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت بھی وہی تھی جو پچھلے پیغمبروں کی رہی ہے۔ جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں پر نازل کیں زبور، تورات، انجیل اور قرآن سب ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں جو شخص پچھلی کتابوں کا مطالعہ کرے گا وہ قرآن کو پڑھ کر کہہ اٹھے گا کہ یہ ایک ہی چراغ کی روشنی ہے مکہ میں جو لوگ اپنے آپ کو دین ابراہیمی پر ہونے کا دعوی کرتے تھے اور بحقیقت دین ابراہیمی کو چھوڑ کر شرک اور بت پرستی میں مبتلا ہوگئے تھے وہ لوگ تو اندھیرے میں تھے لیکن اہل کتاب یہود و نصاریٰ جو تورات و انجیل پڑھتے تھے ان کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ یہ وہی حق ہے جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ پر نازل ہوا تھا اور آج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ اہل کتاب میں سے انصاف پسند لوگ اس کی تصدیق کرسکتے تھے کہ قرآن کی دعوت وہی ہے جو پچھلے انبیاء کی تھی۔

آیت مذکورہ میں بظاہر خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن آپ کو مخاطب بنا کر دوسروں کو سنانا ہے جو ایک اُمّی کی زبان سے ایسے حقائق اور واقعات سن کر حیرت زدہ رہ جاتے تھے اور اپنی جہالت اور تعصب کی وجہ سے اسمیں شک کا اظہار کرتے تھے کہ اگر تمہیں ان باتوں میں کوئی شک ہے جو ہم اپنے پیغمبر پر نازل کر رہے ہیں تو ان منصف مزاج لوگوں سے پوچھ لو جو پچھلی کتابیں پڑھتے ہیں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ وہی دعوت ہے جو ہر دور میں پیغمبر دیتے چلے آئے ہیں۔ فی الواقع تمہارے رب کی طرف سے حق ہی آیا ہے تم شک کرنے والوں میں شامل مت ہو۔

(۹۵) اللہ کی نشانیوں کو جھٹلا کر نقصان مت اٹھاؤ | پچھلے زمانے کے جن لوگوں نے حق کی واضح نشانیوں کو جھٹلایا تھا وہ بڑے نقصان میں رہے حق کو قبول نہ کیا اور دنیا اور آخرت کا خسارہ مول لیا۔ اب تم ان جیسے لوگوں میں شامل ہو کر اللہ کی نشانیوں کو جو کھلی کھلی تمہارے سامنے ہیں مت جھٹلاؤ ورنہ تم بھی پچھلے لوگوں کی طرح نقصان میں رہوگے۔ قرآن کی صداقت اور اس کا اللہ کا کلام ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے ورنہ ایک اُمّی کی زبان سے وہ اعلیٰ درجے کے حقائق کس طرح نکل سکتے ہیں جو اس نے کبھی نہ پڑھے نہ سُنے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا رسول ہونا بھی تمہارے سامنے ہے پوری زندگی کھلی کتاب کی طرح تمہارے آگے ہے تم ان کو خوب پہچانتے ہو وہ صادق و امین اور بہترین صفات کے مالک ہیں تم خوب جانتے ہو کہ انہوں نے کبھی اپنی زبان سے کوئی جھوٹ بات نہیں کہی پھر وہ بھلا اتنا بڑا جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں کہ وہ رسول ہونے کا دعویٰ کریں اور حقیقت میں رسول نہ ہوں۔ پھر جو دعوت وہ دے رہے ہیں وہ تمہاری دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے دے رہے ہیں اس میں ان کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے اور نہ وہ تم سے کسی چیز کے طلبگار ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۹۶﴾

اِنَّ	الَّذِیْنَ	حَقَّتْ	عَلَیْهِمْ	کَلِمَتُ	رَبِّکَ	لَا یُؤْمِنُوْنَ
بیشک	وہ لوگ جو	ثابت ہوگئی	ان پر	بات	تیرا رب	وہ ایمان نہ لائیں گے

بیشک جن لوگوں پر تیرے رب کی بات ثابت ہوگئی وہ ایمان نہ لائیں گے

وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۹۷﴾

وَلَوْ	جَآءَتْهُمْ	کُلُّ	اٰیَةٍ	حَتّٰی	یَرَوُا	الْعَذَابَ	الْاَلِیْمَ
خواہ	آجائے انکے پاس	ہر	نشانی	یہانتک کہ	وہ دیکھ لیں	عذاب	دردناک

خواہ ان کے پاس ہر نشانی آجائے یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔

(۹۶) اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ وَجَبَتْ
عَلَیْهِمْ کَلِمَتُ رَبِّکَ بِالْعَذَابِ
لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

(۹۶) بیشک وہ لوگ جن پر تیرے رب کا عذاب واجب ہوگیا وہ کبھی ایمان نہ لاویں گے۔

(۹۷) وَلَوْ جَآءَتْهُمْ کُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰی یَرَوُا
الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ فَلَا
یَنْفَعُهُمْ حِیْنَئِذٍ

(۹۷) اور اگرچہ ان کے پاس تمام نشانیاں آجاویں یہانتک کہ وہ عذاب دردناک کو دیکھیں کہ اسوقت ایمان لاویں گے سو اسوقت ایمان لانا انکو نفع نہ دیگا۔

تشریح

(۹۶) جھٹلانے کا وہ مقام جب دل پر مہر لگ جاتی ہے | جب انسان بلا وجہ کسی چیز کی صداقت میں شک کرنے لگتا ہے تو وہ شک بڑھتے بڑھتے دل میں جم جاتا ہے پھر اس سے آگے ترقی کرکے تکذیب کا وہ مقام آتا ہے جب آدمی کسی شکل میں صداقت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا یہی وہ مقام ہے جب دل پر ایک طرح کی مہر لگ جاتی ہے اسلئے فرمایا کہ ایسے لوگ ایمان نہیں لائیں گے جو خود طالب حق نہ ہونے کی وجہ سے ہٹ دھرمی پر اُتر آئے ہیں اور ان کی قبولیت حق کی استعداد ختم ہوچکی ہے۔

(۹۷) ایسے ہٹ دھرم جو مان کر نہیں دیتے۔ | بے جا ضد اور ہٹ دھرمی کا یہ وہ مقام ہے کہ چاہے کوئی بھی نشانی سامنے آجائے یہ لوگ اس وقت تک نہیں مانتے جب تک اپنی آنکھوں سے دردناک عذاب نہ دیکھ لیں اور جب اللہ کا عذاب سامنے آگیا تو پھر یقین سے فائدہ کچھ نہیں۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا

اِلَّا	اِيْمَانُهَآ	فَنَفَعَهَآ	اٰمَنَتْ	قَرْيَةٌ	كَانَتْ	فَلَوْلَا
مگر	اس کا ایمان	تو نفع دیتا اسکو	کردہ ایمان لاتی	کوئی بستی	ہوتی	پس کیوں نہ

پس کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کردہ ایمان لاتی تو اس کو اس کا ایمان نفع دیتا مگر

قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي

فِي	الْخِزْيِ	عَذَابَ	عَنْهُمْ	كَشَفْنَا	اٰمَنُوْا	لَمَّآ	يُوْنُسَ	قَوْمَ
میں	رسوائی	عذاب	ان سے	ہم نے اٹھالیا	وہ ایمان لائے	جب	یونس	قوم

یونسؑ کی قوم (کردہ ایمان لے آئی) جب وہ ایمان لائے تو ہم نے ان سے دنیا کی زندگی میں رُسوائی کا عذاب

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾

	اِلٰى + حِيْنٍ	وَمَتَّعْنٰهُمْ	الدُّنْيَا	الْحَيٰوةِ
	ایک مدت تک	اور نفع پہنچایا انہیں	دنیا	زندگی

اٹھا لیا اور انہیں ایک مدت تک نفع پہنچایا۔

﴿۹۸﴾ فَلَوْلَا فَهَلَّا كَانَتْ قَرْيَةٌ أُرِيْدَ أَهْلُهَا اٰمَنَتْ قَبْلَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ بِهَا فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا لٰكِنْ قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا عِنْدَ رُؤْيَةِ أَمَارَاتِ الْعَذَابِ الْمَوْعُوْدِ وَلَمْ يُؤَخِّرُوْا اِلٰى حُلُوْلِهٖ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ○ اِنْقِضَاءِ اٰجَالِهِمْ۔

﴿۹۸﴾ پس کیوں نہ ایمان لائے اہل قریہ ان پر عذاب آنے سے پہلے تاکہ ان کو نفع دیتا۔

لیکن قوم یونس سے ہم نے رسوائی کا عذاب زندگانی دنیا میں دفع کردیا جبکہ وہ علامات عذاب موعود کے دیکھ کر ایمان لائے اور عذاب کے آنے تک ایمان اور توبہ کو موخر نہیں کیا اور ہم نے ان کو دنیا میں نفع دیا ان کی اجل پوری ہونے تک۔

تشریح

(۹۸) قوم یونس کا ایمان لانا جو آثار عذاب کے بعد بھی معتبر ہوا | حضرت یونس علیہ السلام موصل کی سرزمین میں اہل نینوی کی رہبری کے لئے مقرر کئے گئے تھے یہ لوگ بت پرستی کرتے تھے حضرت یونس کا زمانہ تقریباً سن ۸۶۵ سن ۷۸۴ قبل مسیح کے درمیان ہے۔ حضرت یونس اگرچہ اسرائیلی نبی تھے مگر ان کو اشور (اسیریا) والوں کی ہدایت کے لئے عراق بھیجا گیا تھا۔ اسی بنا پر اشوریوں کو یہاں قوم یونس کہا گیا ہے اس قوم کا مرکز اس زمانے میں نینوی کا مشہور شہر تھا جس کے وسیع کھنڈرات آج تک دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر موجودہ شہر موصل کے عین مقابل پائے جاتے ہیں اور اسی علاقے میں یونس نبی کے نام سے ایک مقام بھی موجود ہے اس قوم کے عروج کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس کا دارالسلطنت نینوی تقریباً ساٹھ میل میں پھیلا ہوا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام اس قوم کو لگاتار سات سال تک سمجھاتے رہے مگر انھوں نے مان کر نہ دیا آخر حضرت یونس علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اگر تم اب بھی باز نہ آئے تو تین دن کے اندر اندر تمہارے اوپر اللہ کا عذاب نازل ہوگا جب تیسری رات آئی تو آدھی رات گزرنے پر یونس علیہ السلام بستی سے باہر نکل آئے۔ صبح ہونے پر عذاب کی علامتیں اور اس کے آثار شروع ہو گئے آسمان پر سیاہ بادل چھا گئے بادلوں سے دھواں نکلتا تھا جو بستی کے مکانوں سے دھیرے دھیرے قریب ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ مکانوں کی چھتیں اندھیرے میں ڈوبنے لگیں لوگ گھبرا گئے۔ حضرت یونس ؑ کو تلاش کیا تو وہ نہ ملے آخر یہ لوگ عورتوں بچوں اور جانوروں کو لیکر بستی کو چھوڑ کر جنگل میں آگئے اور سچے دل سے توبہ کی اللہ تعالٰے نے انکی توبہ کو قبول کر لیا۔ اس کے بارے میں آیت مذکورہ میں ارشاد ہوا کہ کیا کوئی ایسی مثال ہے کہ ایک بستی عذاب کے آثار دیکھ کر ایمان لائی ہو اور اس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش ثابت ہوا ہو سوائے یونس علیہ السلام کی قوم کے جب وہ ایمان لے آئی تو ہم نے اس پر سے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب ٹال دیا۔ اس طرح یہ قوم نہ صرف اللہ کے عذاب سے محفوظ رہی بلکہ ایک مدت تک خوب پھلی پھولی۔ اس کے بعد پھر اس قوم نے وہی گمراہیاں شروع کر دیں جن سے نکل کر آئی تھی۔ اللہ تعالٰے نے ان کو سمجھانے کیلئے پھر اپنے ایک پیغمبر ناحوم نبی کو بھیجا ان کا زمانہ سن ۷۲۰ سن ۶۹۸ قبل مسیح ہے ان کی تبلیغ کا بھی اس قوم پر کوئی اثر نہ ہوا پھر اللہ تعالٰے نے صَفَنْیَاہْ نبی کو بھیجا ان کا زمانہ سن ۶۴۰ سن ۶۰۶ قبل مسیح ہے اس قوم نے اللہ کے اس برگزیدہ پیغمبر کی بات بھی نہیں مانی آخر اللہ تعالٰے نے میڈیا کے بادشاہ کو ان پر مسلط کر دیا سن ۶۱۲ قبل مسیح میں اس نے بابل والوں کی مدد سے اشور کے علاقے پر چڑھائی کر دی اشوری فوج شکست کھا کر نینوی میں محصور ہو گئی کچھ مدت تک تو اس نے مقابلہ کیا مگر پھر دریائے دجلہ میں سیلاب آگیا اور اس کی طغیانی نے شہر کی فصیل توڑ دی حملہ آور شہر کے اندر گھس گئے اور پورے شہر اور آس پاس کے علاقوں میں آگ لگا دی۔ اشور کا بادشاہ خود اپنے محل میں آگ لگا کر جل مرا اور اس کے ساتھ ہی اشوری سلطنت اور اس کی تہذیب کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا۔ زمانہ حال میں آثار قدیمہ کی جو کھدائیاں اس علاقے میں ہوئی ہیں ان میں آتش زدگی کے نشانات کثرت سے پائے جاتے ہیں ——— (مستفاد از تفسیر عثمانی و تفہیم القرآن جلد دوم ص ۲۱۲-۲۱۴)

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ

وَلَوْ	شَآءَ	رَبُّكَ	لَاٰمَنَ	مَنْ	فِى	الْاَرْضِ	كُلُّهُمْ + جَمِيْعًا	اَفَاَنْتَ
اور اگر	چاہتا	تیرا رب	البتہ ایمان لے آتے	جو	میں	زمین	وہ سب کے سب	پس کیا تو

اور اگر چاہتا تیرا رب البتہ جو زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ پس کیا تو

تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

تُكْرِهُ	النَّاسَ	حَتّٰى	يَكُوْنُوْا	مُؤْمِنِيْنَ	وَمَا كَانَ	لِنَفْسٍ
مجبور کریگا	لوگ	یہانتک کہ	وہ ہو جائیں	مومن (جمع)	اور نہیں ہے	کسی شخص کے لئے

لوگوں کو مجبور کریگا؟ یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں۔ اور کسی شخص کے لئے (اپنے اختیار میں) نہیں

اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

اَنْ	تُؤْمِنَ	اِلَّا	بِاِذْنِ	اللّٰهِ	وَ يَجْعَلُ	الرِّجْسَ	عَلَى	الَّذِيْنَ
کہ	ایمان لائے	مگر (بغیر)	حکم	اللہ	اور وہ ڈالتا ہے	گندگی	پر	وہ لوگ جو

کہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لے آئے۔ اور وہ ڈالتا ہے (کفر کی) گندگی ان لوگوں پر جو

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَ

لَا يَعْقِلُوْنَ	قُلِ	انْظُرُوْا	مَاذَا	فِى	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَ
عقل نہیں رکھتے	آپ کہدیں	دیکھو	کیا ہے	میں	آسمان (جمع)	اور زمین	اور

عقل نہیں رکھتے۔ آپ کہہ دیں دیکھو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور

مَا تُغْنِى الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾

مَا تُغْنِى	الْاٰيٰتُ	وَالنُّذُرُ	عَنْ	قَوْمٍ	لَّا يُؤْمِنُوْنَ	
نہیں فائدہ دیتیں	نشانیاں	اور ڈرانے والے	سے	لوگ	وہ نہیں مانتے	

نشانیاں اور ڈرانے والے (رسول) ان لوگوں کو فائدہ نہیں دیتے جو نہیں مانتے۔

(٩٩) وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ
كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ
بِمَا لَمْ يَشَاءِ اللّٰهُ مِنْهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا
مُؤْمِنِيْنَ ○
(١٠٠) وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ

(٩٩) اور اگر تیرا رب چاہتا تو جتنے آدمی زمین میں ہیں سب کے
سب ایمان لاتے سو کیا تم زبردستی لوگوں کو مسلمان کرنا
چاہتے ہو۔ خلاف حکم الٰہی کے یعنی جب انکو انکا ایمان لانا منظور
نہیں تو تمہارے چاہنے سے وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔
(١٠٠) اور کوئی آدمی ایمان نہیں لا سکتا مگر اللہ کے حکم اور

اللّٰہِ بِاِرَادَتِہٖ وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ العَذَابَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ یَتَدَبَّرُوْنَ اٰیَاتِ اللّٰہِ

ارادہ سے۔ اور وہ عذاب مسلط کرتا ہے ان لوگوں پر جو اس کی آیتوں میں غور نہیں کرتے۔

(۱۰۱) قُلْ لِکُفَّارِ مَکَّۃَ انْظُرُوْا مَاذَا اَیِ الَّذِیْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنَ الْاٰیَاتِ الدَّالَّۃِ عَلٰی وَحْدَانِیَّۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ جَمْعُ نَذِیْرٍ اَیِ الرُّسُلُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ○ فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ اَیْ مَا تَنْفَعُھُمْ

(۱۰۱) کفار مکہ سے کہدو کہ دیکھو اور غور کرو کہ کس قدر آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کی وحدانیت کی دلیلیں موجود ہیں۔ اور نہیں نفع پہنچاتی نشانیاں اور پیغمبروں کا آنا اس قوم کو جنکے لئے علم الٰہی میں ایمان لانا نہیں۔

تشریح

(۹۹) اللہ تعالٰے نے ہر ایک کو ایمان لانے یا نہ لانے کا اختیار دیا ہے | اللہ تعالٰے نے جس طرح زمین و آسمان بنائے، چاند سورج بنائے اسی طرح اس نے انسانوں کو بھی پیدا کیا ہے۔ چاند سورج بے اختیار ہیں اللہ کے تکوینی حکم پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہیں مگر انسان کا معاملہ ان سے مختلف ہے اللہ نے اپنی مصلحت اور حکمت کے تحت انسان کو اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے تو اپنے ارادے اور مرضی سے ایمان لائے اور چاہے تو نہ لائے اللہ تعالٰی اگر یہ اختیار نہ دیتے اور تکوینی طور پر انسان کو مجبور کردیتے تو آج روئے زمین پر ایک متنفس بھی ایمان نہ لانے والا نہ ہوتا۔ سارے اہلِ زمین مومن اور مطیع بن کر رہتے مگر نوعِ انسان کے پیدا کرنے میں جو حکیمانہ غرض اللہ تعالٰی کے سامنے ہے وہ فوت ہوجاتی اسلئے دلیل اور حجت سے ہدایت اور گمراہی کا فرق کھول کر بتادیا گیا ہے۔ نبی کے سپرد یہ کام نہیں کیا گیا کہ وہ جبرًا لوگوں کو ہدایت پر لائے اگر یہ کام جبرًا کرنا ہوتا تو اسے نبی کے بھیجنے کی ضرورت بھی نہ تھی یہ کام خود ہی انجام دے لیتے۔ آیت مذکورہ اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ (کیا تو لوگوں کو مجبور کریگا) کا خطاب بظاہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر اصل مقصود لوگوں کو سنانا ہے۔

(۱۰۰) طالب حق کو توفیق دی جاتی ہے | جب اللہ تعالٰے نے انسان کو آزادی اور اختیار دیا ہے تو جب انسان اس آزادی کو طلب حق کے لئے استعمال کرتا ہے تو اللہ تعالٰی کی طرف سے توفیق ہوتی ہے، اور اس کے لئے حقیقت تک پہنچنے کے اسباب اور ذرائع مہیا کئے جاتے ہیں۔ اور اس کو صحیح علم پانے اور ایمان لانے کی توفیق بخشی جاتی ہے اور جو لوگ اپنے اختیار کو طلب حق کے لئے استعمال نہیں کرتے یا اپنی عقل کو تعصب کے جال میں پھنسائے رکھتے ہیں تو ان کے لئے اللہ کی طرف سے گمراہی، غلط بینی اور غلط کاری کی نجاستوں کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ وہ اپنے آپ کو جن نجاستوں کا اہل بناتے ہیں وہی ان کے نصیب میں لکھی جاتی ہیں۔

ایمان بھی دراصل ایک نعمت ہے اور اللہ کی یہ نعمت اُس کو ملتی ہے جو خود بھی اس کا طلب گار ہو۔ اس لئے پیغمبر بھی اگر چاہیں تو لوگوں کو اللہ کے اذن کے بغیر مومن نہیں بنا سکتے۔

(۱۰۱) حق کی نشانیاں انہیں کے لئے ہیں جو ایمان لانا چاہتے ہیں | اگر انسان آنکھیں کھول کر دیکھے ——— صرف سر کی آنکھیں نہیں بلکہ دل کی آنکھیں بھی ——— تو زمین و آسمان میں بے شمار نشانیاں نظر آئیں گی جو اللہ کی قدرت اس کی حکمت اس کی توحید اور اللہ کے پیغمبروں کی صداقت کا نشان ہیں۔ لیکن جن لوگوں میں نہ طلب ہے نہ وہ دل سے سچائی کو قبول کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے نہ کوئی نشانی فائدہ مند ہے اور نہ کوئی تنبیہ اور ڈراوا اُن کو راستے پر لا سکتا ہے۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ

فَهَلْ	يَنْتَظِرُوْنَ	اِلَّا	مِثْلَ	اَيَّامِ	الَّذِيْنَ	خَلَوْا	مِنْ ۔ قَبْلِهِمْ	قُلْ	فَانْتَظِرُوْٓا	اِنِّيْ	مَعَكُمْ
تو کیا	وہ انتظار کرتے ہیں	مگر	جیسے	دن (واقعات)	وہ لوگ	جو گزر چکے	ان سے پہلے	آپ کہہ دیں	پس تم انتظار کرو	بیشک میں	تمہارے ساتھ

تو کیا وہ انتظار کر رہے ہیں مگر انہیں لوگوں جیسے واقعات کا جو ان سے پہلے گزر چکے ، آپ کہہ دیں پس تم انتظار کرو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (۱۰۲) ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۰۳) ع ۱۱ / ۱۵

مِنَ	الْمُنْتَظِرِيْنَ	ثُمَّ	نُنَجِّيْ	رُسُلَنَا	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	كَذٰلِكَ	حَقًّا ۔ عَلَيْنَا	نُنْجِ	الْمُؤْمِنِيْنَ	
سے	انتظار کرنیوالے	پھر	ہم بچالیتے ہیں	اپنے رسول (جمع)	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اسی طرح	حق ہم پر	ہم بچالینگے	مومنین	

انتظار کرنیوالوں میں سے ہوں۔ پھر ہم بچالیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور اسی طرح ان کو جو ایمان لائے ، ہم پر حق (ذمہ) ہے ہم بچالیں گے مومنوں کو۔

(۱۰۲) فَهَلْ مَا يَنْتَظِرُوْنَ بِتَكْذِيْبِكَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْاُمَمِ اَيْ مِثْلَ وَقَائِعِهِمْ مِنَ الْعَذَابِ قُلْ فَانْتَظِرُوْا ذٰلِكَ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○

(۱۰۳) ثُمَّ نُنَجِّيْ اَلْمُضَارِعُ لِحِكَايَةِ الْحَالِ الْمَاضِيَةِ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْعَذَابِ كَذٰلِكَ الْاِنْجَاءُ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهُ حِيْنَ تَعْذِيْبِ الْمُشْرِكِيْنَ.

(۱۰۲) سو یہ لوگ تم کو جھٹلا کر اسی کے منتظر ہیں جیسا پہلی امتوں پر عذاب آیا اور جو وقائع اور حوادث انکو پیش آئے وہی ان پر آویں۔ کہدو پس تم اس کے منتظر رہو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔

(۱۰۳) پھر نجات دی ہم نے عذاب سے اپنے پیغمبروں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ ہمارے ذمہ لازم ہے کہ اسی طرح جس طرح ان کو نجات دی ہم ایمان والوں کو نجات دیں یعنی محمدؐ اور ان کے ہمراہیوں کو عذاب سے بچادیں جبکہ مشرکوں پر عذاب آوے۔

تشریح

(۱۰۲) جولوگ دیکھنے کے باوجود نہ دیکھیں اب وہ اللہ کے عذاب کا انتظار کریں | جب حق و صداقت کی نشانیاں قدم قدم پر موجود ہیں اور پھر بھی وہ حق و صداقت کا پیغام قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو پھر اس کے سوا اور کیا رہ جاتا ہے کہ جس طرح پچھلی قوموں پر آفات نازل ہوئیں اور وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوئے یہ لوگ بھی اسی طرح وہ برے دن دیکھیں۔ اے پیغمبر ان سے کہو کہ تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ جھوٹ اور سچائی کا آخری فیصلہ سامنے آجائے۔

(۱۰۳) جھوٹے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں اور سچے لوگوں کو بچا لیا جاتا ہے | اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ رہا ہے کہ جب اس کا عذاب آتا ہے تو حق و صداقت کا انتظار کرنے والے اس عذاب میں گھر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو عذاب سے بچا لیتے ہیں۔

دنیا میں یہ لوگ ظالموں کے عذاب سے اور آخرت میں عذاب الیم سے محفوظ رہیں گے۔ مومنین کی نسبت یہ اللہ کا پختہ وعدہ ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ

قُلْ	يَا أَيُّهَا + النَّاسُ	إِنْ	كُنْتُمْ	فِي	شَكٍّ	مِنْ	دِينِي	فَلَا أَعْبُدُ
آپ کہدیں	اے لوگو	اگر	تم ہو	میں	کسی شک	سے	میرے دین	تو میں عبادت نہیں کرتا

آپ کہدیں اے لوگو! اگر تم میرے دین (کے متعلق) کسی شک میں ہو تو میں عبادت نہیں کرتا ان کی

الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي

الَّذِينَ	تَعْبُدُونَ	مِنْ + دُونِ	اللَّهِ	وَلَٰكِنْ	أَعْبُدُ + اللَّهَ	الَّذِي
وہ جو کہ	تم پوجتے ہو	سوائے	اللہ	اور لیکن	میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں	وہ جو

جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے لیکن میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں (دنیا سے)

يَتَوَفَّاكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٤﴾

يَتَوَفَّاكُمْ	وَأُمِرْتُ	أَنْ	أَكُونَ	مِنَ	الْمُؤْمِنِينَ
تمہیں اٹھالیتا ہے	اور مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں ہوں	سے	مومنین۔

اٹھالیتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا کہ مومنوں میں سے رہوں۔

(۱۰۴) قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيْ أَهْلَ مَكَّةَ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي أَنَّهُ حَقٌّ فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَيْ غَيْرِهِ وَهُوَ الْأَصْنَامُ لِشَكِّكُمْ فِيهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ يَقْبِضُ أَرْوَاحَكُمْ وَأُمِرْتُ أَنْ أَيْ بِأَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○

(۱۰۴) کہدو، اے مکہ والو اگر تم کو میرے دین کے حق ہونے پر شک اور تردد ہے پس میں نہیں عبادت کرسکتا ان بتوں کی جنکی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور ان کو معبود بنا رکھا ہے۔ اور اللہ کے معبود ہونے میں شک کرتے ہو۔ دلیکن میں عبادت کرتا ہوں اس اللہ کی جو تمکو مارتا ہے تمہاری ارواح قبض کر کے اور مجھکو حکم ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوجاؤں۔

تشریح

(۱۰۴) معبود حقیقی وہ ہے جو موت وحیات کا مالک ہے | دین اسلام کی بنیاد خالص اور بے میل توحید پر ہے اسی کی طرف دعوت دینے کے لئے اللہ تم اپنے رسولوں کو بھیجتے رہے ہیں خود پیغمبر بھی اسی کی عبادت واطاعت کے پابند ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی یہی دعوت دیتے ہیں کہ تم ایک رب کو اپنا معبود حقیقی تسلیم کرو اس کے سوا وہ ہستیاں جن کو اللہ کے ساتھ شریک اور ساجھی بنایا جاتا ہے حالانکہ وہ خود اپنی موت وحیات پر اختیار نہیں رکھتیں ان کی بندگی کرنا عقلمند انسان کا کام نہیں ہے اسلئے نبی م کو خطاب کرتے ہوئے کہا جارہا ہے کہ اے نبی م تم لوگوں سے کہدو کہ اگر تمہیں میرے طریقے کے بارے میں ذرا بھی شک ہے تو خوب سن لو کہ میں انکی بندگی نہیں کرتا جن کی بندگی تم کرتے ہو۔ میں صرف اسی رب کی بندگی کرتا ہوں جسکے قبضے میں تمہاری زندگی اور موت ہے اور تمہیں بھی اسی کی بندگی کرنی چاہیئے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں تمہیں بھی اسی پر ایمان لانا چاہیئے اس لئے کہ اس کے سوا اس کائنات کا حقیقی رب کوئی ہو ہی نہیں سکتا اس لئے بلا شرکت غیرے اسی کی عبادت اس کی بندگی اور اسی کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٥﴾

وَاَنْ	اَقِمْ	وَجْهَكَ	لِلدِّيْنِ	حَنِيْفًا	وَلَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ	الْمُشْرِكِيْنَ
اور یہ کہ	سیدھا رکھ	اپنا منہ	دین کے لئے	سب سے منہ موڑ کر	اور ہرگز نہ ہونا	سے	مشرکین

اور یہ کہ اپنا منہ سب سے موڑ کر دین کے لئے سیدھا رکھ اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہونا

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ

وَلَا تَدْعُ	مِنْ دُوْنِ	اللّٰهِ	مَا	لَا يَنْفَعُكَ	وَلَا يَضُرُّكَ	فَاِنْ
اور نہ پکار	سوائے	اللہ	جو	نہ تجھے نفع دے	اور نہ نقصان دے	پھر اگر

اور اللہ کے سوائے نہ پکار جو نہ تجھے نفع دے اور نہ نقصان پہنچا سکے پھر اگر

فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾

فَعَلْتَ	فَاِنَّكَ	اِذًا	مِّنَ	الظّٰلِمِيْنَ
تو نے کیا	تو بیشک تو	اس وقت	سے	ظالم (جمع)

تو نے (ایسا) کیا تو اس وقت تو بیشک ظالموں میں سے ہوگا

(۱۰۵) وَقِيْلَ لِيْ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا مَائِلًا اِلَيْهِ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(۱۰۶) وَلَا تَدْعُ تَعْبُدْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ اِنْ عَبَدْتَهٗ وَلَا يَضُرُّكَ اِنْ لَمْ تَعْبُدْهُ فَاِنْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَرْضًا فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(۱۰۵) اور مجھ کو کہا گیا ہے کہ اپنے منہ کو سیدھا کر مذہب حق کی طرف سب طرف سے منہ پھیر کر اسی کی طرف توجہ کر اور مشرکوں میں سے نہ ہو۔

(۱۰۶) اور نہ عبادت کر اللہ کے سوا اس چیز کی کہ اگر تو اس کی عبادت کرے تو وہ تجھ کو کچھ نفع نہ دے اور اس کی عبادت نہ کرے تو کچھ ضرر نہ پہنچا سکے سو اگر تو بالفرض ایسا کریگا بس اس وقت بیشک تو نا انصافوں میں شمار ہوگا۔

تشریح

(۱۰۵) یکسو ہو کر دین پر جم جاؤ کسی قسم کے شرک کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں ہر طرف سے کٹ کر اور یکسو ہو کر پوری طرح دین پر جم جاؤ تمہاری بندگی تمہاری اطاعت اور فرماں برداری سب کچھ صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہوجائے ظاہر اور باطن میں اسی دین حنیف پر جو ابراہیم خلیل اللہ کا دین ہے اس طرح قائم ہوجاؤ کہ کسی دوسرے طریقے کی طرف ذرہ برابر رجحان بھی نہ ہو۔ کھلا ہوا شرک ہی نہیں بلکہ شرک خفی چھپا ہوا شرک بھی تمہارے فکر اور طریقے میں راہ نہ پا سکے۔ عقیدے میں عمل میں، انفرادی طرز زندگی میں اور اجتماعی نظام حیات میں، درگاہوں میں، عدالتوں میں، قانون سازی کے ایوانوں میں سیاست معیشت اور جملہ معاملات میں صرف اللہ کے دین پر ہی قائم رہو۔

(۱۰۶) جو نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں انسان نادانی میں کن ہستیوں سے مدد کا طالب ہوتا ہے جن میں نقصان پہنچانے اور فائدہ دینے کی طاقت اور صلاحیت نہیں ہے جو خود اپنے آپ کو نہ بچا سکے وہ دوسرے کو کیسے بچا سکتا ہے جو خود اپنے آپ کو فائدہ نہ پہنچا سکے وہ دوسرے کو فائدہ کیسے پہنچا سکتا ہے، جو اپنی حاجت پوری نہ کر سکے وہ دوسرے کی حاجت روائی کیا کر سکتا ہے اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا کہ اللہ کو چھوڑ کر ان بے اختیار ہستیوں کو پکارا جائے اور ان کے سامنے سر جھکایا جائے۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ

وَاِنْ	يَّمْسَسْكَ	اللّٰهُ	بِضُرٍّ	فَلَا كَاشِفَ	لَهٗٓ	اِلَّا + هُوَ	وَاِنْ
اور اگر	پہنچائے تجھے	اللہ	کوئی نقصان	تو نہیں ہٹانے والا	اسکا	اسکے سوا	اور اگر

اور اگر اللہ تجھے پہنچائے کوئی نقصان تو اس کے سوا کوئی اس کو ہٹانے والا نہیں اور اگر وہ

يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ

يُّرِدْكَ	بِخَيْرٍ	فَلَا رَآدَّ	لِفَضْلِهٖ ۭ	يُصِيْبُ	بِهٖ	مَنْ	يَّشَاۗءُ	مِنْ
تیرا چاہے	بھلا	تو نہیں کوئی روکنے والا	اسکے فضل کو	وہ پہنچاتا ہے	اسکو	جسے	چاہتا ہے	سے

تیرا بھلا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں، وہ پہنچاتا ہے اس کو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا

عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾

عِبَادِهٖ	وَهُوَ	الْغَفُوْرُ	الرَّحِيْمُ
اپنے بندے	اور وہ	بخشنے والا	نہایت مہربان

ہے۔ اور وہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

(۱۰۷) وَاِنْ يَّمْسَسْكَ يُصِبْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ كَفَقْرٍ وَمَرَضٍ فَلَا كَاشِفَ رَافِعَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ دَافِعَ لِفَضْلِهٖ الَّذِیْ اَرَادَكَ بِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ اَیْ بِالْخَيْرِ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(۱۰۷) اور اگر اللہ تجھ کو نقصان پہنچانا چاہے جیسے افلاس اور بیماری تو اس کا دور کرنے والا کوئی نہیں بجز اس کے اور اگر وہ تیرے لئے بھلائی چاہے تو کوئی اس کے فضل و لطف کو جو وہ تجھ پر کرنا چاہے پھیر نہیں سکتا۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے بھلائی پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح

(۱۰۷) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں | اللہ تعالیٰ جو معبود حقیقی ہیں وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتے ہیں اگر وہ کسی کو مصیبت میں ڈالدیں تو ان کے سوا کوئی اس مصیبت کو دور نہیں کرسکتا اور اگر وہ کسی کے لئے بھلائی کا ارادہ کریں اور اس پر فضل و رحمت فرمائیں تو کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اس کو محروم کرسکے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اپنے بندوں کے ساتھ اس کا معاملہ یہ ہے کہ وہ ان کی لغزشوں سے درگذر کرنے والا اور بڑا مہربان ہے اگر بندوں کو کوئی پریشانی آتی ہے تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ کوئی مصلحت اور حکمت ہوتی ہے۔

قُلْ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنِ

قُلْ	يَآ أَيُّهَا	النَّاسُ	قَدْ + جَآءَكُمُ	الْحَقُّ	مِن	رَّبِّكُمْ	فَمَنِ
آپ کہدیں	اے	لوگو	پہنچ چکا تمہارے پاس	حق	سے	تمہارا رب	تو جو

آپ کہدیں اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق پہونچ چکا، تو جس نے

اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ

اهْتَدَىٰ	فَإِنَّمَا	يَهْتَدِي	لِنَفْسِهِ	وَمَن	ضَلَّ	فَإِنَّمَا	يَضِلُّ
ہدایت پائی	تو صرف	اس نے ہدایت پائی	اپنی جان کیلئے	اور جو	گمراہ ہوا	تو صرف	وہ گمراہ ہوا

ہدایت پائی تو صرف اپنی جان کے لئے ہدایت پائی اور جو گمراہ ہوا تو صرف اپنے بُرے کو

عَلَيْهَا ۖ وَمَآ أَنَا عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾

عَلَيْهَا	وَمَآ	أَنَا	عَلَيْكُم	بِوَكِيلٍ
اس پر (بُرے کو)	اور نہیں	میں	تم پر	مختار

گمراہ ہوا اور میں تم پر مختار نہیں۔

(۱۰۸) قُلْ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ أَيْ أَهْلَ مَكَّةَ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ لِأَنَّ ثَوَابَ اِهْتِدَائِهِ لَهُ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ لِأَنَّ وَبَالَ ضَلَالِهِ عَلَيْهَا وَمَآ أَنَا عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ○ فَأُجْبِرَكُمْ عَلَى الْهُدَىٰ

(۱۰۸) کہدو۔ اے اہل مکہ بیشک تمہارے رب کے پاس سے سچا مذہب اور ہدایت آئی سو جو کوئی اس سے راہ پاوے اور ہدایت حاصل کرے تو وہ اپنی ہی جان کے لئے راہ پاتا ہے کیونکہ ثواب اس کا اسی کو ہے اور جو گمراہ ہو سو وہ اپنی ہی جان کے لئے بے راہ ہوتا ہے کہ وبال اور خرابی گمراہی کی اسی پر ہے اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں کہ تم کو زبردستی ہدایت کروں۔

تشریح

(۱۰۸) حق واضح ہو چکا ہے، حجت پوری ہو چکی ہے | اے پیغمبر تم صاف صاف اعلان کر دو کہ میرے رب کی طرف سے حق دلیلوں کے ساتھ واضح اور روشن ہو چکا ہے جس کے قبول نہ کرنے کا کوئی معقول عذر کسی کے پاس نہیں ہے خدا کی آخری حجت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورت میں، پوری ہو چکی ہے ہر ایک اپنا نفع نقصان سوچ لے جو راہِ ہدایت پر چلیگا وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوگا اور یہ راست روی اسی کے لئے مفید ہوگی اور جو غلط راہ اختیار کرے گا وہ خود اپنے آپ ذلیل و خوار کریگا اپنے اچھے اور بُرے کو سوچ کر ہر شخص اپنے مستقبل کا انتظام کر لے میں تمہارے اوپر مختار بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں میرا کام صرف آگاہ کرنا ہے اپنے عمل کے تم خود ذمہ دار اور جواب دہ ہو۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ

وَاتَّبِعْ	مَا	يُوحَىٰ	إِلَيْكَ	وَاصْبِرْ	حَتَّىٰ	يَحْكُمَ	اللَّهُ
اور پیروی کرو	جو	وحی ہوئی ہے	تمہاری طرف	اور صبر کرو	یہانتک کہ	فیصلہ کردے	اللہ

اور (اس کی) پیروی کرو جو تمہاری طرف وحی ہوئی ہے اور صبر کرو یہانتک کہ اللہ فیصلہ کردے

ع ۱۱ ۔ ۱۶

وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۱۰۹ ع

وَهُوَ	خَيْرُ	الْحَاكِمِينَ
اور وہ	بہترین	فیصلہ کرنے والا ہے

اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے

(۱۰۹) وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ عَلَى الدَّعْوَةِ وَأَذَاهُمْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ فِيهِمْ بِأَمْرِهِ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ○ أَعْدَلُهُمْ وَقَدْ صَبَرَ حَتَّىٰ حَكَمَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ بِالْقِتَالِ وَأَهْلَ الْكِتَابِ بِالْجِزْيَةِ

(۱۰۹) اور پیروی کر تو اس حکم کی جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے اور ان کے تکلیف دینے پر صبر کرو اور برابر انکو ایمان کیطرف بلاتے رہو یہاں تک کہ اللہ انکے بارہ میں جو چاہے حکم فرمادے اور وہ بہتر حکم کرنے والا اور انصاف والا ہے۔ اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم کے صبر کیا یہاں تک کہ اللہ نے کافروں پر قتال کا حکم بھیجا اور اہل کتاب پر جزیہ لینے کا حکم فرمایا۔

تشریح

(۱۰۹) اہل باطل کی ایذارسانیوں سے رنجیدہ نہ ہوں | نبی کا کام یہ ہے کہ وہ خود بھی اللہ کے احکام کی پیروی کرے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دے۔ دعوت و تبلیغ کے راستے میں جو مشکلات آئیں ان پر صبر کرے مخالفین کی ایذارسانیوں پر تحمل سے کام لے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نبی اور اہل باطل کے درمیان فیصلہ فرمادے حق کو غالب کردے یا اہل باطل سے جہاد کا حکم دیں اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں، جو بھی فیصلہ ہوگا وہ علم و حکمت کے ساتھ ہوگا۔

(۱۱)

سورۃ ہود

○ ترتیبِ تلاوت ـــــ ۱۱	○ ترتیبِ نزول ـــــ ۵۲
○ مکی / مدنی ـــــ مکی	○ تعداد رکوعات ـــــ ۱۰
○ تعداد آیات ـــــ ۱۲۳	○ تعداد الفاظ ـــــ ۱۹۲۶
○ تعداد حروف ـــــ ۷۹۲۴	

خلاصۂ مضامین | سورۂ ہود کے مضامین پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت، سورۂ یونس کے فوراً بعد ہی نازل ہوئی ہوگی۔ کیونکہ دونوں سورتوں کے مضامین کافی ملتے جلتے ہیں دونوں سورتوں میں اللہ کے دین کی دعوت ہے۔ لیکن سورۂ ہود میں تنبیہ کے انداز میں سختی پائی جاتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ، میں دیکھتا ہوں کہ آپ پر بڑھاپے کے آثار نمایاں ہوتے جارہے ہیں۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ مجھے سورۂ ہود اور اس کی ہم مضمون سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

یہ بڑا کٹھن وقت تھا جب قریش اس دعوتِ حق کو کچلنے کے لئے سارے وسائل اور حربے استعمال کررہے تھے دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار آگاہ کیا جارہا تھا کہ اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو اللہ کا آخری فیصلہ آجائے گا ان حالات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ رہتا تھا کہ کہیں اللہ کی دی ہوئی مہلت ختم نہ ہو جائے اور وہ گھڑی نہ آپہنچے جب اللہ کسی قوم کو اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اپنی گرفت میں لینے کا فیصلہ صادر فرما دیتے ہیں۔

اس سورت کے مضامین سے ایسا ہی محسوس ہوتا ہے جیسے ایک سیلاب کا بند ٹوٹنے کو ہے اور غافل آبادی کو آخری وارننگ دی جارہی ہے۔

دعوت یہ ہے کہ پیغمبر کی ہدایت پر عمل کرو، سب کو چھوڑ کر اللہ کے بندے بن کر رہو اور اپنی دنیاوی زندگی کا نظام آخرت کی جوابدہی پر اُستوار کرو۔

اس دعوت کو منوانے کے لئے تاریخ کو سامنے رکھا گیا ہے اور قوم نوح، عاد، ثمود، قوم لوط، اصحاب مدین اور قوم فرعون کے واقعات کو عبرت و نصیحت کے طور پر بیان کیا گیا۔

ان واقعات میں یہ بات نمایاں ہے کہ اللہ کے یہاں ایک رشتۂ حق کے سوا کوئی رشتہ معتبر نہیں ہے۔

آیاتها ۱۲۳		۱۱ : سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ : ۲۵		رکوعاتها ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ

الٓرٰ	كِتٰبٌ	اُحْكِمَتْ	اٰيٰتُهٗ	ثُمَّ	فُصِّلَتْ
الٓرٰ	یہ کتاب	مضبوط کی گئیں	اسکی آیتیں	پھر	تفصیل کی گئیں

الٓرٰ یہ کتاب ہے، اس کی آیات مضبوط کی گئیں، پھر تفصیل کی گئیں

مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ط

مِنْ	لَّدُنْ	حَكِيْمٍ	خَبِيْرٍ	اَلَّا	تَعْبُدُوْٓا	اِلَّا + اللّٰهَ
سے	پاس	حکمت والے	خبردار	یہ کہ نہ	عبادت کرو	اللہ کے سوا

حکمت والے خبردار کے پاس سے۔ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲

اِنَّنِيْ	لَكُمْ	مِّنْهُ	نَذِيْرٌ	وَّبَشِيْرٌ
بیشک میں	تمہارے لئے	اس سے	ڈرانے والا	اور خوشخبری دینے والا

بیشک میں اس (کی طرف) سے تمہارے لئے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ" اِلَّا اَقِمِ الصَّلٰوةَ
اَلْاٰيَةُ اَوْ اِلَّا فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ
اَلْاٰيَةُ وَاُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
اَلْاٰيَةُ مِائَةٌ وَثِنْتَانِ اَوْ
ثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ الٓرٰ قف اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ
هٰذَا كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ بِعَجِيْبِ
النَّظْمِ وَبَدِيْعِ الْمَعَانِيْ ثُمَّ
فُصِّلَتْ بُيِّنَتْ بِالْاَحْكَامِ وَالْقَصَصِ
وَالْمَوَاعِظِ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ

سورۂ ہود مکی ہے مگر یہ آیت اَقِمِ الصَّلٰوةَ الخ یا یہ دو آیتیں بھی مکی نہیں فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ الخ اور اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ الخ اس سورۃ میں ایک سو بائیس یا تیئس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ الٓرٰ۔ اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ الخ یہ کتاب ہے کہ مستحکم اور کامل کی گئیں اس کی آیتیں ساتھ عجیب نظم اور نادر معنوں کے۔ پھر اس میں حکم اور قصہ اور نصیحتیں کھول کر بیان کی گئیں۔ جانب اللہ جاننے والے حکمت والے

۲ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ ۝

کے ہے، بدیں مضمون کہ
(۲) نہ عبادت کرو تم کسی کی سوائے اللہ کے بیشک میں اس کی طرف سے تم کو عذاب سے ڈراتا ہوں اگر تم کفر کروگے، اور ثواب کی خوشی سناتا ہوں اگر ایمان لاؤگے۔

تشریح

(۱) قرآن مجید کی عظمت وخصوصیات | قرآن مجید اللہ کی کتاب اور اس کا فرمان ہے اس عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب کا ہر جملہ اور ہر آیت لفظی اور معنوی ہر لحاظ سے نہایت جچا تلا ہے۔ اس میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ پکی اور اٹل ہیں۔ اس میں کوئی مضمون ایسا نہیں ہے جو واقعے کے خلاف ہو جس مضمون کو جن الفاظ میں تعبیر کیا ہے اس سے بہتر تعبیر ممکن نہیں ہے۔ الفاظ کا لباس معنیٰ کے قد پر بالکل ٹھیک ہے نہ ڈھیلا ہے نہ تنگ۔ اس کا ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جو حقیقت سے کم یا زیادہ ہو۔ اس کے علاوہ اس کا بیان بالکل واضح اور کھلا ہے نہ الجھا ہوا ہے نہ مبہم۔ ہر بات کو الگ الگ صاف صاف سمجھایا گیا ہے قرآنی حقائق اتنے مضبوط ہیں کہ زمانے کے بدلنے سے بدل نہیں سکتے۔ عالم انسانی کے مزاج کی پوری تشخیص کرکے اور قیامت تک پیش آنے والے حالات اور واقعات کو جانچ تول کر انسانوں کی رہبری کا مکمل انتظام کیا گیا ہے موقع بموقع توحید کے دلائل، اللہ کے احکام نصیحتیں، واقعات اور قصے ہر ہر چیز بڑی خوبصورتی اور قرینے سے اپنی اپنی جگہ ٹکی ہوئی ہے۔

اس حکمت کی بھی رعایت رکھی گئی ہے کہ پورا قرآن ایک دم نہیں اُتارا بلکہ موقع اور مصلحت کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ آیتیں نازل ہوتی رہیں۔ ان تمام خوبیوں اور باریکیوں کو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے لیکن حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے اس لئے کہ یہ اس حکیم اور باخبر ہستی کا کلام ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اس کے کلام میں یہ خوبیاں جمع نہ ہونگی تو پھر کس کے کلام میں ہوسکتی ہیں۔

قرآن مجید کے نازل کرنے کا مقصد | قرآن مجید کے نازل کرنے کا مقصد بندگیٔ رب کی دعوت ہے کہ عبادت صرف خدائے واحد کی کی جائے اور اس کی عبادت کے طریقے سکھائے جائیں اسی عظیم مقصد کے لئے ہر زمانے میں انبیائے کرام تشریف لاتے رہے اور اسی مقصد کی تکمیل کے لئے سب سے آخر میں خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا۔ اسی خدائے واحد کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مقرر کیا گیا ہے کہ جو اللہ کی ہدایت پر چلے اس کو دونوں جہان کی سعادت کی خوشخبری دیں اور جو اللہ کے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرے اس کو اس کے انجام سے آگاہ اور باخبر کریں۔

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ

وَاَنِ	اسْتَغْفِرُوْا	رَبَّكُمْ	ثُمَّ	تُوْبُوْٓا + اِلَيْهِ	يُمَتِّعْكُمْ
اور یہ کہ	مغفرت طلب کرو	اپنا رب	پھر	اسکی طرف رجوع کرو	وہ فائدہ پہنچائیگا تمہیں

اور یہ کہ مغفرت طلب کرو اپنے رب کی پھر اسکی طرف رجوع کرو وہ تمہیں فائدہ پہنچائیگا

مَتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِىْ

مَتَاعًا	حَسَنًا	اِلٰٓى	اَجَلٍ	مُّسَمًّى	وَّ	يُؤْتِ	كُلَّ	ذِىْ
متاع	اچھی	تک	وقت	مقرر	اور	دے گا	ہر	والا

اچھی متاع ایک مقرر وقت تک۔ اور دے گا ہر فضل والے کو

فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

فَضْلٍ	فَضْلَهٗ	وَ	اِنْ	تَوَلَّوْا	فَاِنِّىْ	اَخَافُ	عَلَيْكُمْ
فضل	اپنا فضل	اور	اگر	تم پھر جاؤ	تو بیشک میں	ڈرتا ہوں	تم پر

اپنا فضل اور اگر تم پھر جاؤ تو بیشک میں تم پر ایک بڑے دن کے

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ③ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ

عَذَابَ	يَوْمٍ	كَبِيْرٍ	اِلَى	اللّٰهِ	مَرْجِعُكُمْ	وَهُوَ
عذاب	ایک دن	بڑا	طرف	اللہ	لوٹنا ہے تمہیں	اور وہ

عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اللہ کی طرف تمہیں لوٹنا ہے اور وہ ہر چیز

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ④ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ

عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	اَلَآ	اِنَّهُمْ	يَثْنُوْنَ
پر	ہر	شئ	قدرت والا	یاد کرو	بیشک وہ	دوہرے کرتے ہیں

پر قدرت والا ہے۔ یاد رکھو! بیشک وہ اپنے سینے دوہرے

صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ

صُدُوْرَهُمْ	لِيَسْتَخْفُوْا	مِنْهُ	اَلَا	حِيْنَ	يَسْتَغْشُوْنَ	ثِيَابَهُمْ
اپنے سینے	تاکہ چھپالیں	اس سے	یاد رکھو	جب	پہنتے ہیں	اپنے کپڑے

کرتے ہیں تاکہ اس (اللہ) سے چھپالیں یاد رکھو جب وہ اپنے کپڑے پہنتے ہیں

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑤

يَعْلَمُ	مَا + يُسِرُّوْنَ	وَمَا + يُعْلِنُوْنَ	اِنَّهٗ	عَلِيْمٌ	بِذَاتِ + الصُّدُوْرِ
وہ جانتا ہے	جو وہ چھپاتے ہیں	اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں	بیشک وہ	جاننے والا	دلوں کے بھید

وہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔

③ وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ مِنَ
الشِّرْكِ ثُمَّ تُوْبُوْا ارْجِعُوْا اِلَيْهِ
بِالطَّاعَةِ يُمَتِّعْكُمْ فِي الدُّنْيَا
مَتَاعًا حَسَنًا بِطِيْبِ عَيْشٍ وَسَعَةِ
رِزْقٍ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى هُوَ
الْمَوْتُ وَّيُؤْتِ فِي الْاٰخِرَةِ
كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فِي الْعَمَلِ فَضْلَهٗ
جَزَاءَهٗ وَاِنْ تَوَلَّوْا اَنِيْهِ حَذْفُ
اِحْدَى التَّائَيْنِ اَيْ تُعْرِضُوْا
فَاِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
يَوْمٍ كَبِيْرٍ ○ هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ

③ اور یہ کہ اپنے رب سے شرک کی بخشش چاہو جو پہلے شرک کرلیا اسکی مغفرت چاہو پھر توبہ کرو اور اللہ کی طرف رجوع کرو ساتھ فرماں برداری کرنے احکام شریعت کے اگر تم ایسا کروگے تو اللہ تم کو دنیا میں عمدہ فائدہ پہونچادے گا خوش عیشی اور فراغت روزی سے گزاروگے مدت معین یعنی موت کے آنے تک اور آخرت میں وہ ہرایک اچھے عمل کرنے والے کو عوض نیک عطا فرمائے گا۔ اور اگر تم اس کے حکم سے منھ پھیروگے تو بیشک مجھے ڈر ہے کہ تم پر عذاب قیامت کا آدے

④ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ وَمِنْهُ الثَّوَابُ وَ
⑤ الْعَذَابُ ۔ وَنَزَلَ كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض فِيْمَنْ كَانَ يَسْتَحْيِيْ اَنْ
يَتَخَلّٰى اَوْ يُجَامِعَ فَيُفْضِيْ اِلَى السَّمَاءِ وَقِيْلَ
فِي الْمُنَافِقِيْنَ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ
صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَيِ اللّٰهِ
اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ
يَتَغَطَّوْنَ بِهَا يَعْلَمُ تَعَالٰى مَا يُسِرُّوْنَ
وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ فَلَا يُغْنِيْ
اِسْتِخْفَاؤُهُمْ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ○ اَيْ بِمَا فِي
الْقُلُوْبِ

④ اللہ کی طرف تم کو جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ثواب اور عذاب اس کے اختیار میں ہے۔

⑤ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ الخ (وجہ نازل ہونے اس آیت کی جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ بعض لوگ شرم کرتے تھے اس سے کہ جائے ضرورت میں اور بوقت جماع شرمگاہ کھلتی ہے اور آسمان میں اور انمیں کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا اس پر یہ حکم آیا۔ اور بعض نے کہا کہ نازل ہونا اس آیت کا منافقوں کے بارے میں ہے) آگاہ رہو بیشک وہ لوگ موڑتے ہیں اپنے سینوں کو تاکہ اللہ سے چھپادیں۔ آگاہ رہو جبکہ وہ اپنے اوپر کپڑے لپیٹتے ہیں اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں پس ان کے چھپانے سے کچھ نفع نہیں بیشک اللہ جانتا ہے دلوں کی بات کو۔

تشریح

(۳) دونوں جہان کی حقیقی عزت اور کامیابی اللہ کے راستے پر چلنے میں ہے | اللہ کے یہ پیغمبر بتاتے ہیں کہ اگر تم اللہ کے راستے پر چلوگے اور اس کی ہدایت پر عمل کرو گے تو وہ تمہیں دنیا میں بھی پاکیزہ اور مطمئن زندگی عطا کرے گا اور تمہیں دنیا کی زندگی کی مقررہ مدت تک متاعِ حَسَنْ عنایت کریگا۔ متاعِ حَسَنْ دنیا کی زندگی کا وہ سروسامان ہے جس سے انسان خوش حال اور قوی بازو ہوکر اپنے رب کا اور زیادہ شکر گذار بنتا ہے پروردگار اور اس کے بندوں کے اور خود اپنے نفس کے صحیح صحیح حقوق ادا کرتا ہے۔ اللہ کی دی ہوئی نعمت سے طاقت پاکر خیر وصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن پاک کی زبان میں یہ متاعِ حَسَنْ ہے، اس کے مقابلے میں متاعِ غرور ہے متاعِ غرور وہ ہے جو اللہ کے راستے سے ہٹے ہوئے لوگوں کو دنیا کا سروسامان سفتنے میں مبتلا کرنے کے لئے دیا جاتا ہے جس سے وصوکے میں پڑکر وہ خدا فراموش بن جاتے ہیں۔

اخلاق و اعمال میں جو جتنی ترقی کرے گا اللہ تعالیٰ آخرت میں اسکو اتنا ہی بڑا مرتبہ عطا کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعوت دے کر ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم اللہ کے بتائے ہوئے اس راستے سے منہ پھیر دگے تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم کسی ہولناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

(۴) آخرت یقینی ہے | اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس زمین پر ایک مقررہ مدت تک رہنے کے لئے امتحان اور آزمائش کے واسطے بھیجا ہے تاکہ دیکھا جائے کہ کون شخص اپنی مرضی اور ارادے سے کس راہ پر چلتا ہے۔ ہر انسان جو دنیا میں آتا ہے وہ ایک مقررہ وقت گذار کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ پوری دنیا ختم ہو جائے یہ بساط لپیٹ دی جائیگی اسی کا نام قیامت ہے قیامت کے بعد تمام انسان دوبارہ زندہ ہونگے ان کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا عمل کے مطابق جزا وسزا ملے گی سب کا اللہ کی طرف پلٹنا یقینی ہے سزا اور جزا کے لئے ضروری ہے کہ جس کو بدلہ دینا ہے وہ سامنے حاضر ہو اسلئے سب پلٹ کر اللہ کے حضور میں حاضر ہونگے۔ جزا وسزا کے لئے ضروری ہے کہ حاکم پوری قدرت اور کامل اختیار رکھتا ہو اور ساری کارروائیاں اس کے علم میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں وہ مُردوں کو زندہ کریں گے اور ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کو ہر کھلی چھپی چیز کا علم ہے | اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت بے پناہ ہے، اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ کوئی کھلی یا چھپی چیز اس کے علم کے احاطے سے باہر نہیں ہے، دلوں کی تہہ میں جو خیالات اور ارادے چھپے ہیں وہ ان کو بھی بخوبی جانتا ہے۔ کوئی جرم کرنے والا اپنے جرم کو اس سے چھپا کر نجات نہیں پا سکتا۔ حقیقت سے روگردانی کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا

وَمَا	مِنْ	دَآبَّةٍ	فِي	الْأَرْضِ	إِلَّا	عَلَى	اللّٰهِ	رِزْقُهَا	وَيَعْلَمُ	مُسْتَقَرَّهَا
اور نہیں	سے (کوئی)	چلنے والا	میں	زمین	مگر	پر	اللہ	اسکا رزق	اور وہ جانتا ہے	اس کا ٹھکانا

اور کوئی زمین پر چلنے (پھرنے) والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ پر (اللہ کے ذمے) ہے اور وہ جانتا ہے اس کا ٹھکانا

وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٦﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وَمُسْتَوْدَعَهَا	كُلٌّ	فِي	كِتٰبٍ	مُّبِينٍ	وَهُوَ	الَّذِي	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ
اور اسکے سونپے جانے کی جگہ	سب کچھ	میں	کتاب	روشن	اور وہی	جو۔جس	پیدا کیا	آسمان (جمع)

اور اسکے سونپے جانے کی جگہ، سب کچھ روشن کتاب (لوح محفوظ) میں ہے۔ اور وہی ہے جس نے پیدا کیے آسمان

وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ

وَالْأَرْضَ	فِي	سِتَّةِ	أَيَّامٍ	وَّكَانَ	عَرْشُهُ	عَلَى	الْمَآءِ	لِيَبْلُوَكُمْ	أَيُّكُمْ
اور زمین	میں	چھ	دن	اور تھا	اس کا عرش	پر	پانی	تاکہ تمہیں آزمائے	تم میں کون

اور زمین چھ دن میں اور اس کا عرش پانی پر تھا، تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون

أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ

أَحْسَنُ	عَمَلًا	وَلَئِنْ	قُلْتَ	إِنَّكُمْ	مَّبْعُوثُونَ	مِنْ بَعْدِ	الْمَوْتِ
بہتر	عمل میں	اور اگر	آپ کہیں	کہ تم	اٹھائے جاؤ گے	بعد	موت - مرنا

بہتر ہے عمل میں؟ اور اگر آپ کہیں کہ تم اٹھائے جاؤ گے مرنے کے بعد تو وہ لوگ

لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٧﴾

لَيَقُولَنَّ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	إِنْ + هٰذَآ	إِلَّا	سِحْرٌ	مُّبِينٌ
تو ضرور کہیں گے	وہ لوگ جو	انہوں نے کفر کیا (کافر)	نہیں یہ	مگر	جادو	کھلا

ضرور کہیں گے جنھوں نے کفر کیا کہ یہ تو صرف کھلا جادو ہے

(٦) وَمَا مِنْ زَائِدَةٌ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ
هِيَ مَا دَبَّ عَلَيْهَا إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا
تَكَفَّلَ بِهِ تَفَضُّلًا مِنْهُ وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا
مَسْكَنَهَا فِي الدُّنْيَا أَوِ الصُّلْبِ وَمُسْتَوْدَعَهَا
بَعْدَ الْمَوْتِ أَوْ فِي الرَّحِمِ كُلٌّ مِمَّا ذُكِرَ فِي

(٦) وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا الخ اور
جو جاندار زمین پر چلتا ہے اللہ اس کی روزی کا ذمہ دار ہے
اپنے فضل ولطف سے۔ اور وہ جانتا ہے اس کے رہنے
کی جگہ کو زمین میں یا پشتِ پدر میں اور جانتا ہے اس جگہ کو
جہاں وہ مرنے کے بعد سپرد ہوگا یا رحم مادر میں اسکو جانتا ہے۔ ہر

كِتَابٍ مُّبِيْنٍ بَيِّنٍ هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ ⭘

٧ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ اَوَّلُهَا الْاَحَدُ
وَاٰخِرُهَا الْجُمُعَةُ وَّكَانَ عَرْشُهٗ قَبْلَ
خَلْقِهِمَا عَلَى الْمَآءِ وَهُوَ عَلٰى مَتْنِ الرِّيْحِ
لِيَبْلُوَكُمْ مُتَعَلِّقٌ بِخَلَقَ اَيْ خَلَقَهُمَا وَمَا
فِيْهِمَا مَنَافِعُ لَكُمْ وَمَصَالِحُ لِيَخْتَبِرَكُمْ اَيُّكُمْ
اَحْسَنُ عَمَلًا اَيْ اَطْوَعُ لِلّٰهِ وَلَئِنْ قُلْتَ
يَا مُحَمَّدُ لَهُمْ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ
بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اِنْ مَا هٰذَآ اَلْقُرْاٰنُ النَّاطِقُ بِالْبَعْثِ
اَوِ الَّذِيْ تَقُوْلُهٗ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⭘
بَيِّنٌ وَفِيْ قِرَاءَةٍ سَاحِرٌ وَالْمُشَارُ اِلَيْهِ
اَلنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ایک چیز جو بذکورہوئی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

٧ اور اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا چھ دن میں اول ان میں کا اتوار کا دن تھا اور آخر ان میں کا روز جمعہ تھا اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے اس کا تخت پانی پر تھا اور پانی ہوا پر۔ اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ ان میں منافع اور خوبیاں ہیں اسلئے بنایا کہ تمکو آزماوے کہ تم میں سے کس کے اعمال اچھے ہیں اور کون اللہ کا زیادہ فرماں بردار ہے۔ اور تم اے محمد اگر ان سے کہو کہ تم بعد مرنے کے اٹھائے جاؤ گے تو بیشک وہ لوگ جو کافر ہوئے کہتے ہیں کہ یہ قرآن جس میں حشر و نشر کا بیان ہے یا جو کچھ تم کہتے ہو یہ جادو ظاہر ہے۔

اور ایک قرأت میں "ساحر مبین" ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جادوگر ظاہر ہیں۔

تشریح

٦ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو رزق دیتا ہے اور ہر ایک کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے | اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر جاندار کو روزی پہنچاتا ہے ہر جاندار کی استعداد کے مطابق ان کے لئے غذا اور معاش کا انتظام کرتا ہے۔ ابتدا سے انتہا تک ہر ہستی کے تمام درجات کا علم رکھتا ہے۔ یہ سب چیزیں اس کے پاس علم الٰہی کے صحیفے میں موجود ہیں۔

بندہ روزی حاصل کرنے کے جو اسباب اختیار کرتا ہے وہ روزی پہنچنے کے دروازے ہیں۔ اصل رزاق مسبب الاسباب اسباب کا پیدا کرنے والا یعنی اللہ تعالےٰ ہے۔ تدبیر کرتے وقت نظر مسبب الاسباب پر رہنی چاہیئے کہ اگر وہ چاہے گا تو اسباب میں تاثیر پیدا کر دیگا۔ بہر حال اسکی قدرت اور اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اسلئے اگر بندہ یہ سمجھتا ہے کہ منہ چھپا کر یا کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر یا آنکھوں پر پردہ ڈال کر اسکی پکڑ سے بچ جائیگا تو وہ سخت نادان ہے۔

٧ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو انسان کیلئے اور انسان کو امتحان کے لئے پیدا کیا | زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا جو تمام چیزوں کا مادہ حیات بننے والا تھا (وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو پیدا کیا) اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ جیسے اب آسمانوں کے اوپر ہے گویا یہ ایک صورت تھی جو اس حقیقت کو ظاہر کر رہی تھی کہ کائنات کا مادہ اور ذریعہ حیات پورے طور پر رب العرش کے تسلط اور تصرف اور قیومیت مطلقہ کے ماتحت ہے اس سارے نظام کی تخلیق و ترتیب سے مقصود تمہارا یہاں بسانا ہے اور تمہیں اسلئے پیدا کیا اور اس زمین پر بسایا کہ تم پر اخلاقی ذمہ داری کا بار ڈالا جائے اور دیکھا جائے کہ تم میں سے کون اس اخلاقی ذمہ داری کے بوجھ کو کسطرح سنبھالتا ہے یہ مقام تمہاری سخت آزمائش کا ہے مالک حقیقی دیکھ رہا ہے کہ کون صدق و اخلاص اور سلیقہ مندی سے فرائض بندگی بجالاتا ہے اور اللہ کے بنائے ہوئے اس حیرت انگیز نظام پر غور کر کے خالق و مالک کی صحیح معرفت حاصل کرتا ہے اور زمین و آسمان میں پیدا کی ہوئی چیزوں سے فائدہ اٹھا کر شکر گزاری اور محسن شناسی کا فرض پورا کرتا ہے اگر کسی امتحان محاسبے اور باز پرس کا اور جزا سزا کا کوئی سوال نہ ہوتا اور جبکہ انسان کو اخلاقی ذمہ داری سپرد کی گئی ہے اور وہ مرکر یونہی بے نتیجہ ختم ہو جائے اور کسی کو اسکے کئے کا پھل نہ ملے تو پھر یہ سارا نظام تخلیق ایک مہمل اور بیکار کا تماشہ ہو کر رہ جاتا۔ انکی نادانی کا حال یہ ہے کہ جب پیغمبر انکو بتاتے ہیں کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور تمہارا حساب کتاب ہوگا تو بجائے اسکے کہ اس زندگی کے سنجیدہ مقصد پر غور کریں کہتے ہیں کہ یہ شخص تو جادو کی باتیں کرتا ہے۔ گویا انکے خیال میں یہ کائنات ایک کھلنڈرے بچے کا گھروندہ ہے اور جی بہلانے کا کھلونا۔

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ

وَلَئِنْ	اَخَّرْنَا	عَنْهُمُ	الْعَذَابَ	اِلٰى	اُمَّةٍ	مَّعْدُوْدَةٍ	لَّيَقُوْلُنَّ
اور اگر	ہم روک رکھیں	ان سے	عذاب	تک	ایک مدت	گنی ہوئی ، معین	وہ ضرور کہیں گے

اور اگر ہم ان سے عذاب روک رکھیں ایک مدتِ معین تک ، وہ ضرور کہیں گے

مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ

مَا يَحْبِسُهٗ	اَلَا	يَوْمَ	يَاْتِيْهِمْ	لَيْسَ	مَصْرُوْفًا	عَنْهُمْ	وَحَاقَ
کیا روک رہی ہے اسے	یاد رکھو	جس دن	ان پر آئے گا	نہ	ٹالا جائے گا	ان سے	اور گھیرے گا

کیا چیز اُسے روک رہی ہے ؟ یاد رکھو ! جس دن اُن پر (عذاب) آئے گا اُن سے نہ ٹالا جائیگا اور انہیں گھیر

ع ۸

بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑧

بِهِمْ	مَا	كَانُوْا	بِهٖ	يَسْتَهْزِءُوْنَ
انہیں	جو جس	تھے	اس کا	مذاق اُڑاتے

لے گا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے۔

⑧ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰى مَجِیْءِ اُمَّةٍ جَمَاعَةٍ اَوْقَاتٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ اِسْتِهْزَاءً مَا يَحْبِسُهٗ ۚ يَمْنَعُهٗ عَنِ النُّزُوْلِ قَالَ تَعَالٰى اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا مَدْفُوْعًا عَنْهُمْ وَحَاقَ نَزَلَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ مِنَ الْعَذَابِ

⑧ اور اگر ہم مؤخر کریں ان سے عذاب کو چند زمانے تک تو وہ ازراہ ہنسی و مذاق کے کہتے ہیں عذاب کیوں نہیں آتا ، کیا چیز منع کرتی ہے اس کے اترنے سے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ رہو جس دن ان پر عذاب آوے گا وہ ان سے دفع نہ ہوگا اور وہ چکھیں گے مزہ اپنے استہزا کرنے کا یعنی عذاب ان پر آجاویگا بسبب اس کے کہ وہ اسکو ہنسی مذاق سمجھتے تھے ۔

تشریح

⑧ اللہ کا عذاب اپنے مقررہ وقت پر آئے گا | جب ان کی حرکتوں پر اللہ کے عذاب سے ڈرایا جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ اپنی شرارتوں سے باز آئیں مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ آخر وہ عذاب آتا کیوں نہیں کس چیز نے اسے روک رکھا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق سزا کو ٹالتے رہتے ہیں اور جب مقررہ وقت آجاتا ہے تو پھر وہ کسی کے پھیرے نہیں پھرتا اور وہ چیز جس کا وہ مذاق اڑا رہے ہیں ان کو ہر طرف سے گھیر لے گی ۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ

وَلَئِنْ	اَذَقْنَا	الْاِنْسَانَ	مِنَّا	رَحْمَةً	ثُمَّ	نَزَعْنٰهَا	مِنْهُ	اِنَّهٗ
اور اگر	ہم چکھا دیں	انسان	اپنی طرف سے	کوئی رحمت	پھر	ہم چھین لیں وہ	اس سے	بیشک وہ

اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیں پھر وہ اس سے چھین لیں، تو بیشک وہ

لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ

لَيَئُوْسٌ	كَفُوْرٌ	وَلَئِنْ	اَذَقْنٰهُ	نَعْمَآءَ	بَعْدَ	ضَرَّآءَ	مَسَّتْهُ
البتہ مایوس	ناشکرا	اور اگر	اُسے چکھا دیں	نعمت (آرام)	بعد	سختی	اسے پہنچی

مایوس، ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر اُسے ہم سختی کے بعد آرام چکھا دیں جو اسے پہنچی ہو

لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿۱۰﴾

لَيَقُوْلَنَّ	ذَهَبَ	السَّيِّاٰتُ	عَنِّيْ	اِنَّهٗ	لَفَرِحٌ	فَخُوْرٌ
تو وہ ضرور کہیگا	جاتی رہیں	برائیاں	مجھ سے	بیشک وہ	اترانے والا	شیخی خور

تو وہ ضرور کہے گا مجھ سے برائیاں جاتی رہیں، بیشک وہ اترانے والا شیخی خور ہے۔

۹ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ الْكَافِرَ مِنَّا رَحْمَةً غِنًى
وَصِحَّةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ
مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ كَفُوْرٌ ○ شَدِيْدُ الْكُفْرِ بِهٖ
۱۰ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ نَقْرٍ وَ
شِدَّةٍ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ
الْمَصَائِبُ عَنِّيْ وَلَمْ يَتَوَقَّعْ زَوَالَهَا وَلَا يَشْكُرُ
عَلَيْهَا اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَرِحَ بَطَرٍ فَخُوْرٌ ○ عَلَى النَّاسِ
بِمَا اُوْتِيَ۔

۹ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ
كَفُوْرٌ الخ اور اگر ہم پہنچاتے ہیں کافر کو تونگری اور تندرستی پھر اسکو چھین لیتے
ہیں اس سے تو بیشک وہ ناامید ہو جاتا ہے اللہ کی رحمت سے اور ناشکری کرتا ہے اور کفر
۱۰ اور اگر بعد افلاس اور سختی کے جو اسکو پہنچے ہم اس پر انعام کریں اور افلاس
وغیرہ دور کریں کہ یہ کہتا ہے کہ مصیبتیں مجھ سے دور ہوئیں حالانکہ انکا
دور ہونا خیال میں نہ تھا اور اللہ کی نعمت کا شکر نہیں کرتا بیشک
وہ خوش ہوتا ہے اترا کر فخر کرتا ہے لوگوں پر بسبب اس چیز کے جو اسکو دی گئی۔

تشریح

۹ انسان بڑا چھچھورا ہے | انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے سطحیں تھڑدلا اور چھچھورا واقع ہوا ہے جب اپنی نعمت سے نوازنے کے بعد ہم اس سے محروم کر دیتے ہیں تو وہ مایوس ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ پچھلی مہربانیاں بھلا دیتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے۔ گذرے ہوئے پر ناشکری اور آئندہ سے مایوسی یہی اس کی زندگی کا حاصل ہے!

۱۰ انسان کو مصیبت کے بعد نعمت ملتی ہے تو اکڑنے لگتا ہے | جب انسان کو مصیبت کے بعد پھر آرام و آسائش نصیب ہوتا ہے تو سمجھتا ہے کہ برا وقت گذر گیا اور بھلے دن آگئے، تو پھر وہی اکڑ، وہی ڈینگیں، نعمت کے نشہ میں وہی سرمستیاں، غافل ہو کر برُے دنوں کو بھول جاتا ہے اور اِتراتا پھرتا ہے

إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ

إِلَّا	الَّذِيْنَ صَبَرُوْا	وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ	اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّاَجْرٌ
مگر	جن لوگوں نے صبر کیا	اور عمل کئے	نیک	یہی لوگ	انکے لئے	بخشش	اور ثواب

مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور نیک عمل کئے یہی لوگ ہیں جن کے لئے بخشش اور بڑا

كَبِيْرٌ ⑪ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ

كَبِيْرٌ	فَلَعَلَّكَ	تَارِكٌ	بَعْضَ	مَا يُوْحٰٓى	اِلَيْكَ	وَضَآئِقٌ	بِهٖ
بڑا	تو شاید (کیا) تم	چھوڑ دوگے	کچھ حصہ	جو وحی کیا گیا	تیری طرف	اور تنگ ہوگا	اس سے

ثواب ہے۔ تو کیا تم چھوڑ دوگے (اس کا) کچھ حصہ جو تمہاری طرف وحی کیا گیا ہے، اور اس سے تمہارا دل

صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ

صَدْرُكَ	اَنْ يَّقُوْلُوْا	لَوْلَآ	اُنْزِلَ	عَلَيْهِ	كَنْزٌ	اَوْ جَآءَ	مَعَهٗ	مَلَكٌ
تیرا سینہ (دل)	کہ وہ کہتے ہیں	کیوں نہ	اُترا	اس پر	خزانہ	یا آیا	اسکے ساتھ	فرشتہ

تنگ ہوگا کہ وہ کہتے ہیں کہ اس پر کیوں نہ اُترا کوئی خزانہ یا اسکے (ساتھ) فرشتہ (کیوں نہ) آیا؟

اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ⑫

اِنَّمَآ	اَنْتَ	نَذِيْرٌ	وَاللّٰهُ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ	وَّكِيْلٌ
اسکے سوا نہیں	کہ تم	ڈرانے والے	اور اللہ	پر	ہر	چیز	اختیار رکھنے والا

اس کے سوا نہیں کہ تم ڈرانے والے ہو اور اللہ ہر شے پر اختیار رکھنے والا ہے۔

⑪ اِلَّا لٰكِنِ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا عَلَى
الضَّرَّاءِ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فِي النَّعْمَاءِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ○ هُوَ الْجَنَّةُ

⑫ فَلَعَلَّكَ يَا مُحَمَّدُ تَارِكٌۢ بَعْضَ
مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ فَلَا تُبَلِّغُهُمْ
اِيَّاهُ لِتَهَاوُنِهِمْ بِهٖ وَ

⑪ لیکن وہ لوگ جو مصیبت میں صبر کرتے ہیں اور جو اُن پر انعام ہوتا ہے اس میں نیک کام کرتے ہیں بیجا عمل نہیں کرتے وہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے بخشش ہے اور بڑا ثواب یعنی جنت میں داخل ہونا۔

⑫ سو شاید تو اے محمد چھوڑنے والا ہے بعض احکام کو جو تجھ پر دی کئے گئے (یعنی چونکہ وہ لوگ ان کو نہیں مانتے اور تحقیر کرتے ہیں اس وجہ سے شاید تو انکو احکام الٰہی نہ پہنچاوے)، اور تیرا دل تنگ

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ
بِتِلَاوَتِهِ عَلَيْهِمْ لِأَجْلِ
أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا هَلَّا
أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ
مَعَهُ مَلَكٌ يُصَدِّقُهُ كَمَا
اقْتَرَحْنَا إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ
فَلَا عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ لَا الْإِتْيَانُ
بِمَا اقْتَرَحُوهُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
وَكِيلٌ ۝ حَفِيظٌ فَيُجَازِيهِمْ

ہوتا ہے ان پر احکامِ الٰہی پڑھنے سے اس سبب سے کہ وہ کہتے ہیں محمد پر خزانہ کیوں نہ اتارا گیا اور اس کے ہمراہ فرشتہ کیوں نہ آیا جو اس کی تصدیق کرتا جیسا کہ ہم نے چاہا تھا۔

سو تم پر صرف پہنچا دینا ہے، تم محض ڈرانے والے ہو ان کی طلب کے موافق نشانیاں لانا تمہارا کام نہیں اور اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے سو وہ ان کو عوض ان کا دیگا۔

تشریح

(۱۱) نیکوکار بندے صابر و شاکر ہوتے ہیں | جو اللہ کے نیک بندے ہیں اُن میں یہ گھٹیا باتیں نہیں ہوتیں کوئی پریشانی آتی ہے تو اس کا مقابلہ وہ صبر اور استقامت سے کرتے ہیں۔ پچھلے حالات کو دیکھتے ہوئے اپنا توازن نہیں کھوتے وہ اپنے معقول اور صحیح رویہ پر قائم رہتے ہیں حالات سازگار ہوں تو بڑائی کے نشہ میں مست ہو کر بہکتے نہیں ہیں اور پریشانیاں آئیں تو صبر کا دامن چھوڑتے نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے درگذر کا معاملہ کیا جاتا ہے اور ان کے لئے بڑا اجر ہے۔

(۱۲) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ استقامت | مکہ مکرمہ اپنے مذہبی تقدس کی وجہ سے پورے عرب کا مرکزی مقام ہے۔ قبیلہ قریش بیت اللہ کا متولی ہے اور اس وجہ سے پورے عرب پر اس کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کے کارواں محفوظ ہیں، کسی کو اس کے مال تجارت کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہیں ہے۔ صدیوں سے یہ لوگ ایک خاص مذہبی ماحول میں زندگی گذار رہے ہیں۔ عام ماحول انتہائی آزادی بے راہ روی اور عیش پرستی کا ہے۔ ایسے ماحول میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی ہدایت کے لئے انہیں میں سے ایک شخص کو اپنا رسول منتخب کرتا ہے۔ اس کے کام کا آغاز یہیں سے ہونا ہے اور پھر اس کام کو پوری دنیا میں پھیلنا ہے۔ چالیس سال کی عمر تک یہ شخص اپنے لوگوں میں کردار کی پوری عظمتوں کے ساتھ رہتا سہتا ہے ہر انسان اس کی عزت کرتا ہے کیونکہ یہ سچا ہے، امانت دار ہے، باکردار اور لوگوں کا ہمدرد ہے صلح آشتی کا دلدادہ ہے، مظلوموں کی دادرسی کرتا ہے۔ ——— اس ماحول میں اس کردار کے ساتھ چالیس سال کی عمر ہوتے ہی یہ شخص کھڑا ہو جاتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ مجھے انسانوں کے رب نے اپنا رسول چنا ہے۔ لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ تم اپنی زندگی کی بنیاد وحدتِ الٰہ اور بندگی رب پر قائم کرو تم سب کا معبود ایک ہے اسکی اطاعت و فرماں برداری کرو دنیا کی زندگی کی مستیوں کو چھوڑ کر آخرت کو اپنی منزل بناؤ۔ وہ اپنا عزم کے ساتھ پوری استقامت کے ساتھ یہ دعوت لیکر اٹھتا ہے اسکی دعوت واضح طور پر اس نظام سے ٹکراتی ہے جس کو مکہ کے لوگ اب تک لئے بیٹھے تھے۔ اس کی بات میں وزن ہے لیکن نہ تو اس کے پاس دولت کے انبار ہیں نہ اقتدار ہے مادی لحاظ سے وہ بالکل بے سرو سامان ہے۔ روحانی لحاظ سے فرشتوں کے جھنڈ اس کے پاس نہیں ہیں کہ وہ لوگوں کو مرعوب کر سکے۔ ہر طرف سے اسکی مخالفت شروع ہوتی ہے، طرح طرح کی فرمائشیں کی جاتی ہیں۔ کیوں صاحب جب آپ رسول ہیں تو آپکے ساتھ کوئی خزانہ کیوں نہیں اتارا گیا آپکے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں ہے جو آپ کی رسالت کا اعلان کرے۔ کبھی کبھی یہ دل تنگ ہو جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ کچھ نرمی ممکن ہے یا نہیں۔ ایسے میں صرف ایک طاقت ہے جو اسکو سہارا دیتی ہے۔ گھبراؤ مت تمہارا کام صرف خبردار کرنا ہے باقی ہر چیز کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔

أَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ

أَمْ	يَقُوْلُوْنَ	افْتَرٰىهُ	قُلْ	فَاْتُوْا	بِعَشْرِ	سُوَرٍ	مِّثْلِهٖ	مُفْتَرَيٰتٍ	وَّادْعُوْا	مَنِ
کیا	وہ کہتے ہیں	اسکو خود گھڑ لیا ہے	آپ کہیں	تو تم لے آؤ	دس	سورتیں	اس جیسی	گھڑی ہوئی	اور بلا لو	جس

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اس (قرآن) کو خود گھڑ لیا ہے۔ آپ کہہ دیں تو تم بھی اس جیسی دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور جسکو تم (مدد کیلئے)

اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑬

اسْتَطَعْتُمْ	مِّنْ + دُوْنِ	اللّٰهِ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	
تم بلا سکو	سوائے	اللہ	اگر	تم ہو	سچے	

بلا سکتے ہو بلا لو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

⑬ أَمْ بَلْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ أَيِ
الْقُرْآنَ قُلْ فَأْتُوْا بِعَشْرِ
سُوَرٍ مِّثْلِهٖ فِي الْفَصَاحَةِ
وَالْبَلَاغَةِ مُفْتَرَيٰتٍ فَإِنَّكُمْ
عَرَبِيُّوْنَ فُصَحَاءُ مِثْلِيْ
تَحَدَّاهُمْ بِهَا أَوَّلًا ثُمَّ
بِسُوْرَةٍ وَّادْعُوْا لِلْمُعَاوَنَةِ
عَلٰى ذٰلِكَ مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ أَيْ غَيْرِهٖ إِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ۝ فِيْ أَنَّهُ افْتَرَاهُ

⑬ بلکہ وہ کافر کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن اپنی طرف سے بنا لیا ہے سو ان سے کہہ دو لاؤ تم بھی دس سورتیں ایسی بنائی ہوئی جو فصاحت و بلاغت میں قرآن کی برابر ہوں کہ تم لوگ بھی عربی ہو فصاحت والے ہو میرے مانند (اول دس سورتوں کے ساتھ معارضہ کیا پھر جب وہ اس سے عاجز ہوئے ایک سورت سے معارضہ کیا کہ تم اگر یہ کہتے ہو کہ یہ قرآن بنایا ہوا ہے تو تم ایک سورت ہی اسکے مانند بنا لاؤ اور بلاؤ اس پر مدد چاہنے کو اللہ کے سوا جس کو چاہو اگر تم سچے ہو اس امر میں کہ یہ محمدؐ نے بنا لیا ہے۔

تشریح

⑬ قرآن مجید کا چیلنج قرآن جیسا کلام بنا کر دکھاؤ | حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے طرح طرح کی فرمائشیں کرتے ہیں۔ تمہارے پاس دولت کے ڈھیر کیوں نہیں ہیں، تمہارے ساتھ فرشتے کیوں نہیں ہیں، کوئی معجزہ کیوں نہیں دکھاتے۔ معجزوں کی فرمائشوں میں جو سب سے بڑا معجزہ ان کے سامنے ہے قرآن مجید' اس پر غور نہیں کرتے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ فصاحت و بلاغت مضامین کی تعبیر میں بے مثال ہے اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب پیغمبر کی اپنی گھڑی ہوئی ہے تو پوری کتاب نہ سہی اس کتاب کی سی دس سورتیں تم بنا کر دکھا دو۔ اس کتاب میں تمہارے ان معبودوں کی مخالفت کی گئی ہے جن کی تم پوجا پاٹ کرتے ہو اس دعوے کو جھوٹا ثابت کرنے میں اگر ان میں طاقت ہے تو انہیں بھی تمہاری مدد کرنی چاہیئے اگر تم واقعی سچے ہو تو ایک اللہ کو چھوڑ کر جس کی مدد لے سکتے ہو لے لو اور ثابت کردو کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے۔

فَاِلَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ بِعِلۡمِ اللّٰہِ

بِعِلۡمِ اللّٰہِ	اُنۡزِلَ	اَنَّمَاۤ	فَاعۡلَمُوۡۤا	لَکُمۡ	فَاِلَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا
اللہ کے علم سے	نازل کیا گیا ہے	کہ یہ تو	تو جان لو	تمہارا	پھر اگر وہ جواب نہ دے سکیں

پھر اگر وہ تمہارے (اس چیلنج کا) جواب نہ دے سکیں تو جان لو کہ یہ تو اللہ کے علم سے نازل کیا گیا ہے

وَاَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۴﴾

مُّسۡلِمُوۡنَ	اَنۡتُمۡ	فَہَلۡ	اِلَّا ہُوَ	لَاۤ اِلٰہَ	وَاَنۡ
اسلام لاتے ہو	تم	پس کیا	اسکے سوا	کوئی معبود نہیں	اور یہ کہ

اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس کیا تم اسلام لاتے ہو۔

(۱۴) فَاِلَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ اَیۡ مَنۡ دَعَوۡتُمُوۡهُمۡ لِلۡمُعَاوَنَةِ فَاعۡلَمُوۡۤا خِطَابٌ لِلۡمُشۡرِکِیۡنَ اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ مُتَلَبِّسًا بِعِلۡمِ اللّٰہِ وَلَیۡسَ اِفۡتِرَاءً عَلَیۡهِ وَاَنۡ مُخَفَّفَةٌ اَیۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ۝ بَعۡدَ هٰذِهِ الۡحُجَّةِ الۡقَاطِعَةِ اَیۡ اَسۡلِمُوۡا

(۱۴) سو اگر جن کو تم نے مدد کے لئے بلایا ہے تمہاری اعانت کے لئے نہ آدیں تو اے مشرکین جان لو کہ بات یہی ہے کہ یہ قرآن اتارا گیا ہے ساتھ علم الٰہی کے اور یہ کسی کا بنایا ہوا نہیں اور بیشک بات یہ ہے کہ کوئی معبود اس کے سوا نہیں پس اس دلیل یقینی کے بعد تم ہرگز اسلام سے منھ نہ پھیرو مسلمان ہو جاؤ۔

تشریح

(۱۴) قرآن یقیناً اللہ کا کلام ہے | قرآن مجید نے یہ چیلنج کیا کہ تم بھی عرب ہو فصاحت و بلاغت کا دعویٰ کرتے ہو تم سب مل کر قرآن جیسا کلام بنا کر دکھاؤ۔ پھر سورۂ ہود کی مذکورہ بالا آیت نمبر ۱۳ میں چیلنج کیا گیا کہ قرآن جیسی دس سورتیں تم اور تمہارے سارے معبود مل کر بنا کر دکھائیں۔ اس کے بعد سورۂ یونس اور سورۂ بقرہ میں اعلان کیا گیا کہ اچھا ایک ہی سورت قرآن جیسی بنا کر لے آؤ۔ اس طرح ان کا عاجز ہونا اور ان کی بے چارگی کو کہ وہ قرآن جیسا کلام بنانے سے عاجز ہیں آہستہ آہستہ نمایاں کیا گیا۔ جب ثابت ہو گیا کہ اللہ کے علاوہ سب مل کر بھی قرآن جیسی ایک سورت نہیں بنا سکتے۔ معلوم ہوا کہ قرآن اللہ کا نازل کیا ہوا کلام ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ سارے معبود جھوٹے ہیں اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے اور حقیقی معبود صرف اللہ ہے تو کیا تم اس امر حقیقی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہو؟ جس کے کلام کا کوئی مثل نہیں ہے اس رب کا بھی کوئی مثل نہیں ہے۔ اس کی ذات اور صفات میں کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ

مَنْ	كَانَ + يُرِيدُ	الْحَيٰوةَ	الدُّنْيَا	وَزِيْنَتَهَا	نُوَفِّ	اِلَيْهِمْ
جو	چاہتا ہے	زندگی	دنیا	اور اسکی زینت	ہم پورا کر دینگے	ان کے لئے

جو کوئی چاہتا ہے دنیا کی زندگی اور اس کی زینت ہم انکے لئے انکے عمل اس

أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿۱۵﴾ أُولٰٓئِكَ

اَعْمَالَهُمْ	فِيْهَا	وَهُمْ	فِيْهَا	لَا يُبْخَسُوْنَ	اُولٰٓئِكَ	
ان کے عمل	اس میں	اور وہ	اسمیں	نہ کمی کئے جائینگے (نقصان نہ ہوگا)	یہی لوگ	

(دنیا) میں پورے کر دیں گے اور اس میں ان کی کمی نہ کی جائے گی۔ یہی لوگ ہیں

الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ

الَّذِيْنَ	لَيْسَ	لَهُمْ	فِي	الْاٰخِرَةِ	اِلَّا	النَّارُ	وَحَبِطَ
وہ جو کہ	نہیں	انکے لئے	میں	آخرت	سوائے	آگ	اور اکارت گیا

جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور اکارت گیا

مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾ أَفَمَنْ

مَا	صَنَعُوْا	فِيْهَا	وَبٰطِلٌ	مَّا	كَانُوْا + يَعْمَلُوْنَ	اَفَمَنْ
جو	انہوں نے کیا	اسمیں	اور نابود ہوئے	جو	وہ کرتے تھے	پس کیا جو

جو اس (دنیا) میں انہوں نے کیا اور جو وہ کرتے تھے نابود ہوئے پس کیا (یہ اس کے برابر ہیں)

كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ

كَانَ	عَلٰى	بَيِّنَةٍ	مِّنْ + رَّبِّهٖ	وَيَتْلُوْهُ	شَاهِدٌ	مِّنْهُ	وَمِنْ
ہو	پر	کھلا راستہ	اپنے رب کے	اور اسکے ساتھ ہو	گواہ	اس سے	اور سے

جو اپنے رب کے کھلے راستہ پر ہو اور اس کے ساتھ اس (اللہ کی طرف) سے گواہ ہو۔ اور اس سے

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوسٰٓى إِمَامًا وَّرَحْمَةً ۚ أُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهٖ

قَبْلِهٖ	كِتٰبُ	مُوْسٰٓى	اِمَامًا	وَّرَحْمَةً	اُولٰٓئِكَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِهٖ
پہلے	کتاب	موسیٰ	امام	اور رحمت	یہی لوگ	ایمان لاتے ہیں	اس پر

پہلے موسیٰؑ کی کتاب امام (راہنما) اور رحمت (تھی) یہی لوگ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ

وَمَنْ	يَكْفُرْ + بِهٖ	مِنَ + الْاَحْزَابِ	فَالنَّارُ	مَوْعِدُهٗ	فَلَا تَكُ	فِيْ	مِرْيَةٍ
اور جو	منکر ہو اس کا	گروہوں میں	تو آگ (دوزخ)	اسکا ٹھکانا	پس تو نہ ہو	میں	شک

اور گروہوں میں سے جو اس کا منکر ہو تو دوزخ اس کا ٹھکانا ہے پس تو شک میں نہ ہو

مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑰

مِّنْهُ	اِنَّهٗ + الْحَقُّ	مِنْ رَّبِّكَ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا يُؤْمِنُوْنَ
اس سے	بیشک وہ حق	تیرے رب سے	اور لیکن	اکثر	لوگ	ایمان نہیں لاتے

اس سے بیشک وہ تیرے رب (کی طرف) سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

⑮ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
وَزِيْنَتَهَا بِاَنْ اَصَرَّ عَلَى الشِّرْكِ
وَقِيْلَ هِيَ فِي الْمُرَائِيْنَ نُوَفِّ اِلَيْهِمْ
اَعْمَالَهُمْ اَيْ جَزَاءَ مَا عَمِلُوْهُ مِنْ
خَيْرٍ كَصَدَقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ فِيْهَا بِاَنْ
نُوَسِّعَ عَلَيْهِمْ رِزْقَهُمْ وَهُمْ فِيْهَا
اَيْ الدُّنْيَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ يُنْقَصُوْنَ
شَيْئًا
⑯ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ بَطَلَ مَا صَنَعُوْا
فِيْهَا اَيْ الْاٰخِرَةِ فَلَا ثَوَابَ لَهُمْ وَ
بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ بَيَانٍ
مِّنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَوِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَهِيَ الْقُرْاٰنُ
وَيَتْلُوْهُ يَتْبَعُهٗ شَاهِدٌ يُصَدِّقُهٗ
مِّنْهُ اَيْ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ جِبْرِيْلُ وَمِنْ
قَبْلِهٖ اَيْ الْقُرْاٰنِ كِتٰبُ مُوْسٰٓى
التَّوْرٰىةُ شَاهِدٌ لَهُ اَيْضًا اِمَامًا
وَّرَحْمَةً ۭ حَالٌ كَمَنْ لَيْسَ كَذٰلِكَ لَا

⑮ جو شخص دنیا کی زندگی چاہتا ہے اور اسی کی زینت اور خوبصورتی میں لگا رہتا ہے بایں طور کہ شرک پر جما رہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ یہ آیت ریا کاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو محض دنیا کا دکھلاوا چاہتے ہیں کوئی عمل اللہ کے لئے خالص نہیں کرتے ہم انکو دنیا میں انکے اعمال کی پوری جزا دیوینگے کہ جو کام خیر کے ان سے ہوئے جیسے صدقہ خیرات کرنا اور صلہ رحمی کرنا اس کا بدلہ ان کو دنیا میں ملیگا اسطرح کہ ان پر روزی فراخ کردیں گے اور مال بکثرت دینگے اور دنیا میں

⑯ یہی لوگ ہیں کہ آخرت میں ان کے لئے آگ کے سوا کچھ نہیں اور جو اعمال انھوں نے کئے وہ سب آخرت میں لغو اور باطل سمجھے جائیں گے وہاں کچھ ثواب ان پر نہ ملے گا۔

⑰ سو کیا وہ شخص جو روشن راستے پر ہے اور اس کے رب کی طرف سے اس کو حجت اور دلیل ظاہر یعنی قرآن عطا ہوا ہو وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یہ تمام ایمان والے اور انکے ساتھ ایک گواہ ہے اللہ کی طرف سے یعنی جبرئیل جو اسکی تصدیق کرتا ہے اور قرآن سے پہلے موسیٰ کی کتاب یعنی توریت بھی اس کی سچائی کی گواہ ہے جو پیشوا ہے اور رحمت ہے اللہ کی طرف سے ایمان والوں کے لئے وہ مثل اس شخص کے ہوسکتا ہے جو ایسا نہیں۔ ہرگز

اُولٰٓئِكَ اي من كان على بينة يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ اي بالقرآن فلهم الجنة وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ جميع الكفار فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ج فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ شك مِّنْهُ من القرآن اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اي اهل مكة لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

وہ اس کے مثل نہیں جو لوگ دلیل واضح اور راہ روشن پر ہیں وہی قرآن پر ایمان لاتے ہیں پس انکے لئے جنت ہے اور تمام کافروں میں سے جو قرآن کا انکار کرے پس دوزخ ان کے وعدہ کی جگہ ہے۔ پس نہ شک کر تو تم اے محمدؐ قرآن میں بے شک قرآن سچی کتاب ہے تیرے رب کے پاس سے آئی ہے ولیکن مکہ والے اس پر ایمان نہیں رکھتے۔

تشریح

(۱۵) دنیا پرستوں کے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی مل جائے گا | جب یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے اس کے باوجود جو شخص قرآن اور اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر نہیں چلتا اور دنیا کی چند روزہ زندگی اور اسکی خوشنمائیوں کو مقصود بنا کر زندگی گذارتا ہے اور اگر بظاہر کوئی نیک کام خیرات وغیرہ کرتا ہے تو اس سے بھی اللہ کی خوشنودی اور آخرت کی فلاح مقصود نہیں ہوتی محض دنیاوی فائدوں کا حاصل کرنا پیش نظر ہوتا ہے اور انکے دل و دماغ پر دنیا پرستی چھائی رہتی ہے انکی ساری کارگذاری کا بدلہ دنیا میں ہی دیدیا جاتا ہے تندرستی، مال، اولاد، عزت، حکومت وغیرہ دیکر سب کھاتہ دنیا میں ہی بیباق ہو جاتا ہے۔

(۱۶) دنیا کے طلب گاروں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں | جو لوگ دنیا کو قبلہ مقصود بنا کر عمل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ آخرت میں پہنچ کر معلوم ہوگا کہ ریاکاری دکھاوے اور دنیا پرستی کے لئے جو کام کئے تھے وہ یہاں کچھ کام نہ آئے سارا کیا دھرا ملیامیٹ ہو گیا۔ اصل میں اسلام جس چیز کی دعوت دیتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کائنات کے خالق و مالک پر ایمان لاؤ یہ تسلیم کرو کہ وہ ہمارا پروردگار ہے اس کے بتائے ہوئے طریقے پر چلو اور اس کی رضا کو مقصود بنا کر اجر آخرت کے طلبگار بنو۔ دنیا میں جو نعمتیں پروردگار اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے صحت، دولت، عزت، اولاد، مال و متاع، اقتدار و حکومت ان سب کا رُخ آخرت کی طرف رہے اور یہ چیزیں خود مقصود نہ ہوں بلکہ آخرت کا وسیلہ اور ذریعہ بن جائیں۔ اس طرح انسان دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح اور کامیابی حاصل کر سکتا ہے اس کا اظہار اس دعا سے ہوتا ہے جو اکثر و بیشتر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر رہتی تھی۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے ہمارے رب ہم کو دنیا کی بھلائیاں عطا فرما اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔)

(۱۷) اسلام کی حقانیت کی گواہ خود انسانی فطرت اور دوسری شہادتیں ہیں | انسان کی فطرت اور اس کی عقل و فہم گواہی دیتی ہے کہ اس کا رب یقیناً ایک ہے۔ زمین و آسمان کی بناوٹ میں، کائنات کے انتظام میں اور خود انسان کے اپنے وجود میں اسکی کھلی شہادتیں موجود ہیں۔ قرآن سے پہلے بھی جو وحی کسی نبی پر نازل کی گئی وہ بھی دین فطرت کی صداقت پر گواہ تھی خصوصاً موسیٰ علیہ السلام پر عظیم الشان کتاب تورات اتاری گئی جو فطرت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور اللہ کی رحمت کی ایک علامت ہے۔ سلیم الفطرت لوگوں کے لئے ان شہادتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایمان لانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ فطرت کے تقاضوں اور کھلی شہادتوں کا جو شخص انکار کرے تو اس کے لئے جس جگہ کا وعدہ ہے وہ دوزخ ہے پس کسی شک میں پڑنے کی ضرورت نہیں، کہ راہ حق یہی دین کا راستہ ہے۔ جو تمہارے رب کی طرف سے بتایا گیا ہے۔ پھر بہت سے لوگ نہیں مانتے تو نہ مانیں ان کی مرضی ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ

يُعْرَضُوْنَ	اُولٰٓئِكَ	كَذِبًا	عَلَى اللّٰهِ	افْتَرٰی	مِمَّنِ	اَظْلَمُ	وَمَنْ
پیش کئے جائینگے	یہ لوگ	جھوٹ	اللہ پر	باندھے	اس سے جو	سب سے بڑا ظالم	اور کون

اور کون ہے اس سے بڑھ کر ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے ، یہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش

عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى

عَلٰى + رَبِّهِمْ	وَيَقُوْلُ	الْاَشْهَادُ	هٰٓؤُلَآءِ	الَّذِيْنَ	كَذَبُوْا	عَلٰى
اپنے رب کے سامنے	اور کہیں گے	گواہ (جمع)	یہی ہیں	وہ جنھوں نے	جھوٹ بولا	پر

کئے جائیں گے اور کہیں گے گواہ یہی ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ

رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾

رَبِّهِمْ	اَلَا	لَعْنَةُ + اللّٰهِ	عَلٰى	الظّٰلِمِيْنَ	
اپنے رب	یاد رکھو	اللہ کی پھٹکار	پر	ظالم (جمع)	

بولا ، یاد رکھو ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے ۔

﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَیْ لَا اَحَدٌ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ بِنِسْبَةِ الشَّرِيْكِ وَالْوَلَدِ اِلَيْهِ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ جُمْلَةِ الْخَلْقِ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ جَمْعُ شَاهِدٍ وَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ لِلرُّسُلِ بِالْبَلَاغِ وَعَلَى الْكُفَّارِ بِالتَّكْذِيْبِ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿﴾ اَلْمُشْرِكِيْنَ

﴿۱۸﴾ اور اس شخص سے زیادہ کوئی نا انصاف نہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھے اس کا ساجھی بناوے اور اس کے لئے اولاد ثابت کرے وہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن تمام مخلوق میں اپنے رب پر پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے (یعنی فرشتہ جو پیغمبروں پر گواہ ہیں اسلام کے کہ انہوں نے پہنچا دیا اور کافروں کے جھٹلانے کے گواہ ہیں کہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا۔ آگاہ رہو لعنت ہے اللہ کی مشرکوں پر۔

تشریح

﴿۱۸﴾ اللہ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا سب سے بڑا جرم ہے | جو اللہ پر یہ جھوٹ باندھے کہ بندگی کا حق اللہ کے سوا دوسروں کا بھی ہے یا یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں کی ہدایت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور اس نے ہمیں آزاد چھوڑ دیا ہے ہم جو چاہیں ڈھنگ اختیار کریں یا یہ سمجھے کہ ہم اللہ کے سامنے جواب دہ نہیں ہیں۔ ایسے لوگ جب اللہ کے حضور میں حاضر ہونگے اور گواہی دینے والے گواہی دینگے کہ ان لوگوں نے جھوٹ گھڑا ہے اور اپنے پروردگار کی نسبت غلط بیانی کی ہے یہ گواہ فرشتے ، اللہ کے رسول ، اللہ کے نیک بندے اور خود انسان کے ہاتھ پاؤں ہونگے جو اسکے خلاف گواہی دینگے ۔ لعنت ہو ایسے ظالموں پر۔

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ

الَّذِيْنَ	يَصُدُّوْنَ	عَنْ	سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَ يَبْغُوْنَهَا	عِوَجًا	وَهُمْ
وہ لوگ جو	روکتے ہیں	سے	اللہ کا راستہ	اور اسمیں ڈھونڈتے ہیں	کجی	اور وہ

وہ لوگ جو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں اور وہ

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ

بِالْاٰخِرَةِ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ	اُولٰٓئِكَ	لَمْ يَكُوْنُوْا	مُعْجِزِيْنَ	فِى الْاَرْضِ
آخرت سے	وہ	منکر (جمع)	یہ لوگ	نہیں ہیں	عاجز کرنیوالے (تھکانے والے)	زمین میں

آخرت کے منکر ہیں یہ لوگ زمین میں عاجز کرنے والے نہیں اور

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ

وَمَا كَانَ	لَهُمْ	مِّنْ	دُوْنِ	اللّٰهِ	مِنْ	اَوْلِيَآءَ	يُضٰعَفُ	لَهُمُ	الْعَذَابُ
اور نہیں ہے	انکے لئے	سے	سوا	اللہ	کوئی	حامی	دوگنا	انکے لئے	عذاب

ان کے لئے نہیں ہے اللہ کے سوا کوئی حامی ان کے لئے دوگنا عذاب ہے

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٠﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

مَا	كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ	السَّمْعَ	وَمَا	كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ
نہ	وہ طاقت رکھتے تھے	سننا	اور نہ	وہ دیکھتے تھے	یہی لوگ	وہ جنھوں نے

وہ نہ سننے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ وہ دیکھتے تھے۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ٢١ لَا جَرَمَ

خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ	لَا جَرَمَ
نقصان کیا	اپنی جانوں کا (اپنا)	اور گم ہوگیا	ان سے	جو وہ افترا کرتے تھے (جھوٹ باندھتے تھے)	شک نہیں

اپنی جانوں کا نقصان کیا اور ان سے گم ہوگیا جو وہ جھوٹ باندھتے تھے کوئی شک نہیں

اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿٢٢﴾

اَنَّهُمْ	فِى	الْاٰخِرَةِ	هُمُ	الْاَخْسَرُوْنَ
کہ وہ	میں	آخرت	وہ	سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے

کہ وہ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

(١٩) اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دِيْنِ الْاِسْلَامِ وَيَبْغُوْنَهَا يَطْلُبُوْنَ السَّبِيْلَ عِوَجًا مُعْوَجَّةً وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ

(١٩) جو روکتے ہیں لوگوں کو دین اسلام سے اور ٹیڑھا راستہ ڈھونڈتے ہیں اور آخرت کے وہی منکر ہیں۔

هُمْ تَاكِيْدٌ كَافِرُوْنَ ○

(۲۰) أُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ اللّٰهَ فِى الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَىْ غَيْرِهٖ أَوْلِيَآءَ أَنْصَارٌ يَمْنَعُوْنَهُمْ عَذَابَهٗ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ بِإِضْلَالِهِمْ غَيْرَهُمْ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ لِلْحَقِّ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ○ أَىْ لِفَرْطِ كَرَاهَتِهِمْ لَهٗ كَأَنَّهُمْ لَمْ يَسْتَطِيْعُوْا ذٰلِكَ

(۲۰) یہ لوگ اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے زمین میں. اور ان کے لئے اس کے سوا مددگار نہیں ہے ان کو عذاب الٰہی سے. بچاویں چونکہ انہوں نے دوسروں کو گمراہ کیا اس لئے ان پر دوہرا عذاب آویگا ان کو حق سے ایسی نفرت ہے کہ اس کے سننے کی طاقت نہیں رکھتے اور اس کو دیکھ نہیں سکتے یعنی ان کو امر حق ایسا گراں معلوم ہوتا ہے کہ اسکے سننے اور دیکھنے سے اندھے اور بہرے بنتے ہیں گویا

(۲۱) أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ لِمَصِيْرِهِمْ إِلَى النَّارِ الْمُؤَبَّدَةِ عَلَيْهِمْ وَضَلَّ غَابَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ عَلَى اللّٰهِ مِنْ دَعْوَى الشِّرْكِ

(۲۱) وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو ٹوٹے میں ڈالا کہ ہمیشہ دوزخ میں رہنا گوارا کیا اور گم ہوجاویگا ان سے جو کچھ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے یعنی دعویٰ شرک کا باطل ہوجائے گا.

(۲۲) لَا جَرَمَ حَقًّا أَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ ○

(۲۲) ضرور ہے یہ کہ وہ لوگ آخرت میں بڑے ٹوٹے والے ہونگے۔

تشریح

(۱۹) اللہ کے کلام کو جھٹلانے والے آخرت کے منکر اللہ کے راستے سے روکنے والے ان سب پر اللہ کی لعنت ہے | جو لوگ اللہ کے کلام کو جھٹلاتے ہیں یہ ان کا سب سے بڑا ظلم اور بے انصافی ہے کہ سچ کو جھوٹ ثابت کرنا چاہتے ہیں. یہ لوگ دنیا میں مگن ہیں اور آخرت کے منکر ہیں نہ صرف یہ کہ خود گمراہ ہیں بلکہ دوسروں کو بھی سیدھی راہ سے روکتے ہیں اللہ کے سیدھے سچے راستے کو پسند نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ کا یہ راستہ انکے نفس اور خواہشات کے مطابق ٹیڑھا ہوجائے تو اسے قبول کرلیں۔ ایسے سب لوگوں پر عالم آخرت میں لعنت کا اعلان ہوگا۔

(۲۰) بلا دلیل اللہ کی طرف غلط باتیں منسوب کرنیوالے خود گمراہ ہوئے دوسروں کو گمراہ کیا | جو لوگ اللہ پر بہتان باندھتے ہیں اسکی طرف غلط باتیں منسوب کرتے ہیں اسکے ساتھ دوسروں کو ساجھی اور شریک کرتے ہیں انکے پاس ان باتوں کی کوئی دلیل نہیں ہے خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنی نسلوں کے لئے بھی گمراہی کی میراث چھوڑی اس لئے ان کو دوگنا عذاب ہوگا اپنی گمراہی کا بھی اور آنے والی نسلوں کو گمراہ کرنے کا بھی۔ اللہ کی وسیع زمین میں یہ کہیں بھاگ کر اللہ سے چھپ نہیں سکتے تھے اور نہ اللہ کے یہاں ان کا کوئی حامی اور مددگار تھا یہ اللہ نے ہی ان کو ڈھیل دے رکھی تھی کہ وہ چاہیں تو راہِ ہدایت قبول کریں اور نہ چاہیں تو گمراہی میں بھٹکتے رہیں. یہ لوگ اس طرح گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے کہ نہ انہیں کچھ سوجھتا تھا اور نہ ہی کسی کی بات سن سکتے تھے۔

(۲۱) ان کے لئے ابدی عذاب ہے | یہ گمراہ لوگ وہ ہیں جنھوں نے غلط نظریات قائم کر رکھے تھے. اللہ تعالےٰ، اس کی بنائی ہوئی کائنات اور خود اپنے وجود اور اپنے مقام ان سب سے بے خبر تھے جھوٹے معبودوں اور سرپرستوں پر بھروسہ کئے بیٹھے تھے اور موت کے بعد زندگی کے بارے میں غلط اندازے لگا رکھے تھے. جب اللہ تعالےٰ کے یہاں پہونچ کر حقیقت سامنے آئی تو یہ سارے جھوٹے دعوے اور نظریات گم ہوکر رہ گئے. ایسے لوگ بڑے خسارے میں رہے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالا اور ابدی عذاب میں مبتلا ہوئے.

(۲۲) آخرت میں سب سے زیادہ گھاٹے میں رہنے والے | جن لوگوں نے گمراہ کن نظریات پر تکیہ کر رکھا تھا بغیر کسی دلیل کے غلط قیاسات اور اندازے لگا کر آخرت کا انکار کر رہے تھے. یہی لوگ سب سے زیادہ آخرت میں پہنچ کر گھاٹے میں رہیں گے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخۡبَتُوۡۤا اِلٰی رَبِّہِمۡ ۙ اُولٰٓئِکَ

اِنَّ	الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَعَمِلُوۡا + الصّٰلِحٰتِ	وَاَخۡبَتُوۡۤا	اِلٰی رَبِّہِمۡ	اُولٰٓئِکَ
بیشک	جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے نیک عمل کئے	اور عاجزی کی	اپنے رب کیطرف سے	یہی لوگ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور اپنے رب کے آگے عاجزی کی، یہی لوگ

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ الۡفَرِیۡقَیۡنِ کَالۡاَعۡمٰی وَالۡاَصَمِّ

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ	ہُمۡ	فِیۡہَا	خٰلِدُوۡنَ	مَثَلُ	الۡفَرِیۡقَیۡنِ	کَالۡاَعۡمٰی	وَالۡاَصَمِّ
جنت والے	وہ	اسمیں	ہمیشہ رہیں گے	مثال	دونوں فریق	جیسے اندھا	اور بہرا

جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ دونوں فریق کی مثال (ایسی ہے) جیسے ایک اندھا اور بہرا اور

ع ١٦ ٢ وَالۡبَصِیۡرِ وَالسَّمِیۡعِ ؕ ہَلۡ یَسۡتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿٢٤﴾ وَلَقَدۡ

وَالۡبَصِیۡرِ	وَالسَّمِیۡعِ	ہَلۡ	یَسۡتَوِیٰنِ + مَثَلًا	اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ	وَلَقَدۡ
اور دیکھتا	اور سنتا	کیا	دونوں برابر ہیں مثال (حالت) میں	کیا تم غور نہیں کرتے	اور تحقیق

(دوسرا) دیکھتا اور سنتا ہے، کیا دونوں برابر ہیں؟ حالت میں کیا تم غور نہیں کرتے؟ اور ہم نے

اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖۤ ۫ اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿٢٥﴾ ۙ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡۤا

اَرۡسَلۡنَا	نُوۡحًا	اِلٰی	قَوۡمِہٖۤ	اِنِّیۡ	لَکُمۡ	نَذِیۡرٌ	مُّبِیۡنٌ	اَنۡ	لَّا تَعۡبُدُوۡۤا
ہم نے بھیجا	نوحؑ	طرف	اسکی قوم	بیشک میں	تمہارے لئے	ڈرانے والا	کھلا	کہ	نہ پرستش کرو

نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ بیشک میں تمہارے لئے (تمہیں) ڈرانے والا ہوں کھلا (کھول کر) کہ اللہ کے

اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ ﴿٢٦﴾

اِلَّا	اللّٰہَ	اِنِّیۡۤ	اَخَافُ	عَلَیۡکُمۡ	عَذَابَ	یَوۡمٍ + اَلِیۡمٍ
سوائے	اللہ	بیشک	میں ڈرتا ہوں	تم پر	عذاب	دکھ دینے والا دن

سوا کسی کی پرستش نہ کرو، بیشک میں تم پر ایک دُکھ دینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

﴿٢٣﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ
اَخۡبَتُوۡۤا اَسۡکَنُوۡا وَاطۡمَاَنُّوۡا وَاَنَابُوۡا اِلٰی
رَبِّہِمۡ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ہُمۡ فِیۡہَا
خٰلِدُوۡنَ ۝

﴿٢٤﴾ مَثَلُ صِفَۃُ الۡفَرِیۡقَیۡنِ اَلۡکُفَّارِ وَالۡمُؤۡمِنِیۡنَ
کَالۡاَعۡمٰی وَالۡاَصَمِّ ھٰذَا مَثَلُ الۡکَافِرِ وَ

﴿٢٣﴾ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اور متوجہ ہوئے اپنے رب کی طرف اور ان کے دل مطمئن ہوئے یادِ الٰہی سے وہی لوگ جنتی وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

﴿٢٤﴾ مثال مسلمانوں اور کافروں کی اندھے اور بہرے اور بینا اور سننے والے کی سی ہے۔ اول مثال کافر کی اور

الْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هٰذَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○ فِيهِ إِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْأَصْلِ فِي الذَّالِ تَتَعِظُونَ

دوسری مثال مومن کی ہے کیا یہ ہر دو فریق برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں پس یہ کافر کیا اب بھی نصیحت نہیں پکڑتے۔

(۲۵) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي أَيْ بِأَنِّي وَفِي قِرَاءَةٍ بِالْكَسْرِ عَلَى حَذْفِ الْقَوْلِ لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ○ بَيِّنُ الْإِنْذَارِ

(۲۵) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ اور بلاشبہ ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف بھیجا اس نے ان سے کہا کہ بیشک میں تمکو ڈرانے والا ہوں ظاہر۔

(۲۶) أَنْ أَيْ بِأَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ إِنْ عَبَدْتُمْ غَيْرَهُ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ○ مُؤْلِمٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

(۲۶) تم کو چاہیے کہ سوا اللہ کے کسی کی بندگی نہ کرو بیشک مجھے ڈر ہے کہ اگر تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت کروگے تو تم پر دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب آدیگا۔

تشریح

(۲۳) جنت والے لوگ | اس کے برخلاف جو لوگ اللہ پر اس کے بھیجے ہوئے سچے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے انہوں نے صحیح طریقہ زندگی اختیار کیا اور ہر طرف سے کٹ کر صرف اپنے رب کے ہو کر رہے اور یکسوئی کے ساتھ رب کی وفاداری کا حق ادا کرتے رہے۔ ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

(۲۴) حق پرست اور باطل پرست کے طرز عمل اور انجام دونوں میں فرق ہے | حق پرست اور باطل پرست کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا کیا دونوں ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ اندھے اور بہرے کا طرز عمل تو یہ ہے کہ نہ وہ خود راستہ دیکھ سکتا ہے اور نہ کسی راستہ بتانے والے کی بات سنتا ہے۔ دوسرا وہ ہے جو خود بھی راستہ دیکھ رہا ہے اور کسی واقف کی ہدایت سے بھی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ پہلا شخص یقیناً ٹھوکر کھائے گا اور بھٹکتا پھرے گا دوسرا شخص اپنی منزل پر صحیح سلامت پہنچ جائے گا۔ جب دونوں کا طرز عمل الگ الگ ہے تو دونوں کا انجام بھی ایک جیسا نہیں ہوگا۔ پہلا شخص کھلی آنکھوں سے اللہ کی نشانیوں کو دیکھتا ہے اور اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کی بات سنتا ہے۔ دوسرا شخص نہ اپنی آنکھیں کھولتا ہے کہ اسے اللہ کی نشانیاں نظر آئیں اور نہ پیغمبروں کی بات ہی سنتا ہے پہلا شخص روشن ضمیر ہے بصیرت کی آنکھ سے حق و باطل کا فرق کرتا ہے بگوش ہوش اللہ کے ہادیوں کی باتیں سنتا ہے۔ دوسرا شخص مردہ ضمیر اندھا اور بہرا ہے کیسے ممکن ہے کہ دونوں کا طرز عمل زندگی میں ایک جیسا ہو جب طرز عمل اور راستوں میں فرق ہے تو انجام میں بھی یقیناً فرق ہوگا۔ آگے اسکی تائید میں حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ پیش کیا جا رہا ہے۔

(۲۵) حضرت نوح علیہ السلام کو خبردار کرنیکے لئے بھیجا گیا تھا | ایسے ہی حالات تھے قوم بے خبری میں پڑی ہوئی تھی طرح طرح کی گمراہیوں میں لوگ مبتلا تھے اللہ تعالیٰ نے ان میں اپنا پیغمبر مقرر کیا کہ وہ لوگوں کو صاف صاف خبردار کریں کہ ان کا طرز عمل کیا ہونا چاہیے جو ان کو اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔

(۲۶) حضرت نوحؑ کی دعوت | حضرت نوح نے لوگوں کو دعوت دی کہ وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اپنی پوری زندگی میں اسی کے مطیع و فرمانبردار اور وفادار بنکر رہیں اللہ کی رضا کو اپنا مقصد زندگی بنائیں اگر تم نے ایسا نہ کیا اور اپنے طرز عمل کو درست نہ کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ایک دن دردناک عذاب آئے گا۔

تمام پیغمبروں کی دعوت کی یکسانیت دیکھئے کہ یہی الفاظ أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ادا ہوئے جو اسی سورۂ ہود کی آیت نمبر ۲ میں ہیں۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا

فَقَالَ	الْمَلَاُ	الَّذِیْنَ + كَفَرُوْا	مِنْ قَوْمِهٖ	مَا نَرٰىكَ	اِلَّا	بَشَرًا مِّثْلَنَا
تو بولے	سردار	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	اسکی قوم کے	ہم تجھے نہیں دیکھتے	مگر	ایک آدمی ہمارا اپنے جیسا

تو اُس قوم کے وہ سردار جنھوں نے کفر کیا، بولے ہم تجھے نہیں دیکھتے مگر ہمارے اپنے جیسا ایک آدمی

وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ

وَمَا نَرٰىكَ	اتَّبَعَكَ	اِلَّا	الَّذِیْنَ	هُمْ	اَرَاذِلُنَا	بَادِیَ الرَّاْیِ
اور ہم نہیں دیکھتے تجھے	تیری پیروی کریں	سوائے	وہ لوگ جو	وہ	نیچ لوگ ہم میں	سرسری نظر سے

اور ہم نہیں دیکھتے۔ کہ کسی نے تیری پیروی کی ہو انکے سوا جو ہم میں نیچ لوگ ہیں (وہ بھی) سرسری نظر سے بے سوچے سمجھے)

وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾

وَمَا	نَرٰى	لَكُمْ	عَلَیْنَا	مِنْ	فَضْلٍ	بَلْ	نَظُنُّكُمْ	كٰذِبِیْنَ
اور نہیں	ہم دیکھتے	تمہارے لئے	ہم پر	کوئی	فضیلت	بلکہ	ہم خیال کرتے ہیں تمہیں	جھوٹے

اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے لئے اپنے اوپر کوئی فضیلت بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ

قَالَ	یٰقَوْمِ	اَرَءَیْتُمْ	اِنْ	كُنْتُ	عَلٰى	بَیِّنَةٍ	مِّنْ رَّبِّیْ
اس نے کہا	اے میری قوم	تم دیکھو تو	اگر	میں ہوں	پر	واضح دلیل	اپنے رب سے

اس نے کہا اے میری قوم! دیکھو تو اگر میں واضح دلیل پر ہوں اپنے رب (کی طرف) سے

وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ

وَاٰتٰىنِیْ	رَحْمَةً	مِّنْ + عِنْدِهٖ	فَعُمِّیَتْ	عَلَیْكُمْ
اور اس نے دی مجھے	رحمت	اپنے پاس سے	وہ دکھائی نہیں دیتی	تمہیں

اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت دی ہے وہ تمہیں دکھائی نہیں دیتی۔ تو کیا

اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾

اَنُلْزِمُكُمُوْهَا	وَاَنْتُمْ	لَهَا	كٰرِهُوْنَ
کیا وہ ہم تمہیں زبردستی منوائیں	اور تم	اس سے	بیزار ہو

ہم تمہیں وہ زبردستی منوائیں؟ اور تم اس سے بیزار ہو

﴿۲۷﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
وَهُمُ الْاَشْرَافُ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا

﴿۲۷﴾ پس نوح کی قوم کے سرکشوں اور رئیسوں نے کہا کہ ہم تجھکو
اپنے مانند ایک آدمی جانتے ہیں اور تجھ کو ہم پر کوئی

وَلَا نَضْلَ لَكَ عَلَيْنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ أَرَاذِلُنَا أَسَافِلُنَا كَالْحَاكَةِ وَالْأَسَاكِفَةِ بَادِيَ الرَّأْيِ بِالْهَمْزَةِ وَتَرْكِهٖ أَيْ اِبْتِدَاءً مِنْ غَيْرِ تَفَكُّرٍ فِيْكَ وَنَصْبُهٗ عَلَى الظَّرْفِ أَيْ وَقْتَ حُدُوْثِ أَوَّلِ رَأْيِهِمْ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَتَسْتَحِقُّوْنَ بِهٖ الْاِتِّبَاعَ مِنَّا بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ○ فِيْ دَعْوَى الرِّسَالَةِ أَدْرَجُوْا قَوْمَهٗ مَعَهٗ فِي الْخِطَابِ

بڑائی نہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی ہم میں سے رذیل اور کمتر لوگ ہوئے جیسے جُلاہے اور موچی بے سوچے سمجھے کہ جو اول مرتبہ انکی سمجھ میں آگیا اسی کی پیروی کرلی غور اور فکر کچھ نہ کیا اور ہم تم کو اپنے اوپر بڑا اور بزرگ نہیں سمجھتے جس کے سبب تم اس لائق ہو کہ تمہاری پیروی کی جائے بلکہ ہم تم کو دعوی پیغمبری میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ (کافروں نے یہاں نوح کو مع اسکی قوم کے خطاب کیا اس لیے صیغہ جمع کا لائے)

(۲۸) قَالَ يٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ أَخْبِرُوْنِيْ إِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ بَيَانٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً نُبُوَّةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ خَفِيَتْ عَلَيْكُمْ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِتَشْدِيْدِ الْمِيْمِ وَالْبِنَاءُ لِلْمَفْعُوْلِ أَنُلْزِمُكُمُوْهَا أَنُجْبِرُكُمْ عَلٰى قَبُوْلِهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ○ لَا نَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِكَ

(۲۸) نوح نے کہا اے میری قوم تم مجھے بتلاؤ اگر مجھ کو میرے رب کی طرف سے دلیل ظاہر عطا ہوئی اور مجھ کو اللہ نے اپنی رحمت سے پیغمبری عطا کی پھر یہ امر تم پر مخفی رہا اور تم نے اس کو نہ دیکھا تو کیا ہم تم کو اس کے ماننے پر مجبور کریں اور حال یہ کہ تم اس کو برا سمجھتے ہو۔ یہ ہم سے نہیں ہوسکتا۔

تشریح

(۲۷) رسول کامل سیرت کا انسان ہوتا ہے | اللہ تعالیٰ جس انسان کو اپنا پیغمبر منتخب کرتے ہیں وہ اپنی سیرت، عادت اور اخلاق کے اعتبار سے کامل درجہ کا انسان ہوتا ہے ان کا انسان کامل ہونا ہی اس کا امتیاز ہے۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر مقرر کیا اور انہوں نے اللہ کے دین کی دعوت دی تو قوم کے سرداروں نے جنھوں نے حضرت نوح ؑ کی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا سب سے بڑا اعتراض وہی کیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کر کے لوگ کرتے تھے کہ تم تو ہم جیسے انسان ہو جو کھاتے پیتے ہو بازاروں میں چلتے پھرتے ہو ہم تو تم میں کوئی ایسی خاص بات نہیں دیکھتے جو ہم سے کچھ الگ ہو اور ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ہم میں سے جو غریب غربا ہیں وہی تمہارے پیروکار بنے ہوئے ہیں آخر تم ہم سے کس چیز میں بڑھے ہوئے ہو بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں تم نے ایک بات بنائی اور کچھ بیوقوں نے تمہاری ہاں میں ہاں ملا دی۔

(۲۸) حضرت نوح ؑ کا جواب | حضرت نوح ؑ نے جواب دیا کہ اے برادرانِ قوم بیشک ایک پیغمبر کو عام انسانوں سے ممتاز ہونا چاہیئے لیکن وہ امتیاز مال وجاہ، ملک وحکومت اور دنیا کی ٹیپ ٹاپ میں نہیں ہے جس کو تم بڑی بات سمجھتے ہو اور اس سے انسانوں کو ناپتے ہو۔ بلکہ پیغمبروں کا یہ امتیاز اس چیز میں ہوتا ہے کہ وہ انفس وآفاق میں اللہ کی نشانیاں دیکھ کر اس حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں کہ اس کائنات کو بنانے اور چلانے والا ایک ہی رب ہے اس حقیقت تک رسائی میں ان میں بہترین ملکات اعلیٰ اخلاق، تقویٰ پرہیزگاری، حق پرستی، دردمندی اور خداترسی پیدا ہو جاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ ان کو رحمت، وحی سے نوازتے ہیں وہ وحی الٰہی اور ربانی دلائل کی روشنی میں صاف راستے پر چلتے ہیں۔ اگر یہ چیزیں تم کو نظر نہیں آتیں اور تم دیکھ کر بھی نہیں دیکھ سکتے تو ہم کس طرح تمہیں مجبور کر کے تمہاری مرضی کے خلاف تم سے منوا سکتے ہیں۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى

وَيٰقَوْمِ	لَآ اَسْـَٔلُكُمْ	عَلَيْهِ	مَالًا	اِنْ	اَجْرِيَ	اِلَّا	عَلَى
اور اے میری قوم	میں نہیں مانگتا تم سے	اس پر	کچھ مال	نہیں	میرا اجر	مگر	پر

اور اے میری قوم میں تم سے اس پر کچھ مال نہیں مانگتا، میرا اجر تو صرف اللہ پر

اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ

اللّٰهِ	وَمَآ	اَنَا	بِطَارِدِ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	اِنَّهُمْ	مُّلٰقُوْا	رَبِّهِمْ
اللہ	اور نہیں	میں	ہانکنے والا	وہ جو	ایمان لائے	بیشک وہ	ملنے والے	اپنا رب

ہے اور جو ایمان لائے ہیں میں انھیں ہانکنے والا (دور کرنے والا) نہیں بیشک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں

وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ (۲۹)

وَلٰكِنِّيْٓ	اَرٰىكُمْ	قَوْمًا	تَجْهَلُوْنَ	
اور لیکن میں	دیکھتا ہوں تمہیں	ایک قوم	جہالت کرتے ہو	

لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم ایک قوم ہو کہ جہالت کرتے ہو۔

(۲۹) وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ عَلٰى
تَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ مَالًا تُعْطُوْنِيْهِ
اِنْ مَا اَجْرِيَ ثَوَابِيْ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ
وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَمَا
اَمَرْتُمُوْنِيْ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ
بِالْبَعْثِ فَيُجَازِيْهِمْ وَيَاْخُذُ لَهُمْ مِمَّنْ
ظَلَمَهُمْ وَطَرَدَهُمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا
تَجْهَلُوْنَ ○ عَاقِبَةَ اَمْرِكُمْ

(۲۹) اور اے میری قوم میں تم سے پیغام الٰہی پہنچانے پر مزدوری نہیں مانگتا کہ تم مجھ کو مال دو میرا ثواب صرف اللہ پر ہے اور میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے دور نہیں کر سکتا جیسا کہ تم مجھ کو کہتے ہو۔ بیشک یہ مسلمان قیامت میں زندہ ہو کر اپنے رب سے ملیں گے سو وہ ان کو عوض ان کے کاموں کا عطا فرمائے گا اور جس نے ان پر ظلم کیا اور ان کو دور کیا اس سے بدلہ ان کا لے گا۔ لیکن میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم ایسی قوم ہو کہ اپنے کاموں کے انجام کو نہیں سمجھتے

تشریح

(۲۹) میں تم سے کسی اجر کا طلب گار نہیں ہوں | حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ اے برادرانِ قوم میں تم سے کوئی اجرت تو طلب نہیں کر رہا میں ایک مخلص اور بے غرض تمہارا ہمدرد ہوں اپنے کسی فائدے کے لئے نہیں تمہارے بھلے کیلئے تکلیفیں برداشت کر رہا ہوں مجھے تمہارے مال کی طلب نہیں ہے پھر ان حق پرست غریبوں کو چھوڑ کر مالداروں کی طرف کیوں جھکوں، یہ لوگ جنھوں نے میری بات مانی ہے اور ایمان کی دولت سمیٹی ہے یہ جب اللہ کے حضور میں جائینگے تو ان کی قدر و قیمت معلوم ہو جائیگی اگر یہ قیمتی جواہرات ہیں تو میرے اور تمہارے پھینکنے سے پتھر نہیں ہو جائیں گے اور اگر بے قیمت پتھر ہیں تو مالک کو اختیار ہے وہ جو چاہے معاملہ انکے ساتھ کرے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کر رہے ہو۔

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣٠﴾

وَيٰقَوْمِ	مَنْ	يَّنْصُرُنِيْ	مِنَ	اللّٰهِ	اِنْ	طَرَدْتُّهُمْ	اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ
اور اے میری قوم	کون	بچائے گا مجھے	سے	اللہ	اگر	میں ہانک دوں انہیں	کیا تم غور نہیں کرتے

اور اے میری قوم! اگر میں انہیں ہانک دوں تو مجھے اللہ سے کون بچائے گا؟ کیا تم غور نہیں کرتے

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ

وَلَآ + اَقُوْلُ	لَكُمْ	عِنْدِيْ	خَزَاۗىِٕنُ	اللّٰهِ	وَلَآ	اَعْلَمُ	الْغَيْبَ	وَلَآ
اور میں نہیں کہتا	تم سے	میرے پاس	خزانے	اللہ	اور نہ	میں جانتا	غیب	اور نہیں

اور میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب (کی باتیں) جانتا ہوں اور میں

اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ

اَقُوْلُ	اِنِّىْ	مَلَكٌ	وَّلَآ	اَقُوْلُ	لِلَّذِيْنَ	تَزْدَرِيْٓ	اَعْيُنُكُمْ	لَنْ
میں کہتا	کہ میں	فرشتہ	اور نہیں	میں کہتا	ان لوگوں کو جنہیں	حقیر سمجھتی ہیں	تمہاری آنکھیں	ہرگز نہ

نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں، اور جن لوگوں کو تمہاری آنکھیں حقیر سمجھتی ہیں (تم حقیر سمجھتے ہو) میں نہیں کہتا

يُؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا

يُؤْتِيَهُمُ	اللّٰهُ	خَيْرًا	اَللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِمَا	فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ	اِنِّىْٓ	اِذًا
دے گا انہیں	اللہ	کوئی بھلائی	اللہ	خوب جانتا ہے	جو کچھ	ان کے دلوں میں	بیشک میں	اس وقت

اللہ انہیں ہرگز کوئی بھلائی نہ دے گا۔ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ خوب جانتا ہے۔ (اگر ایسا کہوں تو) اس وقت البتہ میں

لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا

لَّمِنَ + الظّٰلِمِيْنَ	قَالُوْا	يٰنُوْحُ	قَدْ جٰدَلْتَنَا	فَاَكْثَرْتَ	جِدَالَنَا
البتہ ظالموں سے	وہ بولے	اے نوح	تو نے جھگڑا کیا ہم سے	سو بہت	ہم سے جھگڑا کیا

ظالموں سے ہوں گا۔ وہ بولے اے نوح، تو نے ہم سے جھگڑا کیا سو ہم سے بہت جھگڑا کیا

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣٢﴾

فَاْتِنَا	بِمَا	تَعِدُنَآ	اِنْ	كُنْتَ	مِنَ	الصّٰدِقِيْنَ
پس لے آ	وہ جو	تو ہم سے وعدہ کرتا ہے	اگر	تو ہے	سے	سچے

پس وہ (عذاب) لے آ جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے۔

(۳۰) وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ يَمْنَعُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَيْ عَذَابِهٖ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ اَيْ لَا نَاصِرَ لِيْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ بِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِيَةِ فِي الْاَصْلِ فِي الذَّالِ تَتَّعِظُوْنَ

(۳۰) اور اے میری قوم اگر میں مسلمانوں کو دفع کردوں تو مجھ کو عذاب الٰہی سے کون بچا سکتا ہے یعنی اگر میں ایسا کروں تو کوئی میرا مددگار نہیں سو کیا تم اب بھی نصیحت قبول نہیں کرتے۔

(۳۱) وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اِنِّيْ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ بَلْ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ تَحْتَقِرُ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قُلُوْبِهِمْ اِنِّيْٓ اِذًا اِنْ قُلْتُ ذٰلِكَ لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(۳۱) اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں یہ کہوں کہ میں غیب داں ہوں اور نہ میں یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں بلکہ میں تم جیسا ایک آدمی ہوں اور میں نہیں کہہ سکتا ان لوگوں کی نسبت جنکو تم نظر حقارت سے دیکھتے ہو کہ ان کو اللہ نے کوئی بھلائی نہیں دی اللہ زیادہ جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔ اگر میں ایسا کہوں تو بلاشبہ میں ناانصافوں میں سے ہوجاؤں۔

(۳۲) قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا خَاصَمْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فِيْهِ

(۳۲) وہ بولے اے نوح تو نے ہم سے جھگڑا کیا سو بہت جھگڑا کیا پس لا تو ہمارے پاس وہ عذاب جس کا تو وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے اپنے دعوے میں۔

تشریح

(۳۰) مخلص بندوں کو میں کیسے دھتکار دوں | تمہارے تکبر غرور اور نادانی سے متاثر ہوکر میں ان حق پرست مخلص بندوں کو کیسے دھتکار دوں اور اگر میں ایسا کروں گا تو مجھے اللہ کی پکڑ سے کون بچائے گا کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اللہ کے یہاں قدر و قیمت خالص اور کھرے سونے کی ہے اور ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔

(۳۱) حضرت نوح نے کہا بیشک میں انسان ہوں مگر اللہ کا رسول ہوں | حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں مجھے اللہ نے علم و عمل کا سیدھا راستہ دکھایا ہے اور مجھے مقرر کیا ہے کہ میں تمہیں بھی اس راستے کی طرف رہبری کروں میرے اس دعوے کی تم جس طرح چاہو جانچ پڑتال کرلو۔ میرا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ اللہ نے خزانوں کی کنجیاں مجھے دیدی ہیں نہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔ نہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔

جو لوگ تمہاری نظر میں میرے ساتھی حقیر ہیں ان کے دلوں کا حال اللہ ہی جانتا ہے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی بہترین نعمتوں سے بہرہ ور فرمادے اور ان کو دوسروں سے زیادہ عزت و شرف عطا فرمادے۔ آج تمہیں یہ لوگ شکستہ حال دکھائی دیتے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں قابل رشک مرتبہ عطا فرمادے ان کے بارے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

(۳۲) بہت جھگڑ چکے اب عذاب لے آؤ | حضرت نوح علیہ السلام طوفان کے عذاب سے پہلے ساڑھے نوسو ۹۵۰ سال تک ان کے درمیان رہے ان کو اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہے، ان کو نصیحت کرتے رہے اِسی کشمکش میں صدیاں بیت گئیں نہ ماننے والوں نے مان کر نہیں دیا۔ جھگڑا کرنے والوں نے حضرت نوح سے کہا کہ بس اب یہ سلسلہ بند کیجئے جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اگر سچے ہو تو وہ لے آؤ۔

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا

قَالَ	اِنَّمَا + يَاْتِيْكُمْ	بِهٖ	اللّٰهُ	اِنْ شَآءَ	وَمَآ + اَنْتُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ	وَلَا
اس نے کہا	صرف لائیگا تم پر	اسکو	اللہ	اگر چاہیگا وہ	اور تم نہیں	عاجز کردینے والے	اور نہ

اس نے کہا تم پر لائیگا صرف اللہ اس (عذاب) کو اگر وہ چاہے گا اور تم عاجز کردینے والے نہیں ہو اور میری نصیحت

يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ

يَنْفَعُكُمْ	نُصْحِيْٓ	اِنْ	اَرَدْتُّ	اَنْ + اَنْصَحَ	لَكُمْ	اِنْ	كَانَ	اللّٰهُ
نفع دیگی تمہیں	میری نصیحت	اگر	میں چاہوں	کہ میں نصیحت کروں	تمہیں	اگر (جبکہ)	ہے	اللہ

تمہیں نفع نہ دے گی اگر میں چاہوں کہ میں تمہیں نصیحت کروں جبکہ اللہ چاہے کہ

يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾

يُرِيْدُ	اَنْ	يُّغْوِيَكُمْ	هُوَ	رَبُّكُمْ	وَاِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ
چاہے	کہ	گمراہ کرے تمہیں	وہ	تمہارا رب	اور اسکی طرف	تم لوٹ کر جاؤگے

تمہیں گمراہ کرے وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

(۳۳) قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ تَعْجِيْلَهٗ
لَكُمْ فَاِنَّ اَمْرَهٗ اِلَيْهِ لَا اِلَىَّ وَمَآ اَنْتُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ ○ بِفَائِتِيْنَ اللّٰهَ
(۳۴) وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ
اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ
يُّغْوِيَكُمْ اَىْ اِغْوَائُكُمْ وَجَوَابُ الشَّرْطِ دَلَّ
عَلَيْهِ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْ هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ ○

(۳۳) نوح نے کہا بات یہ ہے کہ یہ کام میرا نہیں اللہ کا کام ہے وہ اگر جلد عذاب بھیجنا چاہے گا تو تم پر عذاب پہنچے گا اور تم عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے۔

(۳۴) اور تم کو میری نصیحت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اگر میں خیر خواہانہ تمکو نصیحت کروں جبکہ اللہ تم کو گمراہ کرنا چاہے۔ وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تم کو جانا ہے۔

تشریح

(۳۳) عذاب دینا اللہ کے اختیار میں ہے | حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ میرا کام تو صرف آگاہ کرنا ہے عذاب دینا نہ دینا یہ اللہ کے اختیار میں ہے جب اس کی مشیت ہوگی تو تم کہیں بھاگ کر پناہ بھی نہیں لے سکو گے اور ایسا کون ہے جو اللہ کو عاجز کرسکے اگر اللہ تعالیٰ عذاب لانا چاہیں تو تم میں اسے روکنے کی طاقت نہیں ہے۔

(۳۴) اگر تم بھٹکنا چاہو تو میری کوشش کارگر نہ ہوسکے گی | اگر تمہاری ہٹ دھرمی حق کو نہ ماننے کی ضد، شر پسندی اور خیر سے بے رغبتی دیکھ کر اللہ کے یہاں فیصلہ ہوچکا ہے کہ اب تمہیں راہ حق کی توفیق نہیں ملے گی تو اگر میں تمہاری کچھ خیر خواہی کرنا بھی چاہوں تو میری خیر خواہی تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی وہی تمہارا رب ہے اور اس کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ ہے سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ

أَمْ	يَقُولُونَ	افْتَرَاهُ	قُلْ	إِنِ + افْتَرَيْتُهُ	فَعَلَيَّ	إِجْرَامِي	وَأَنَا	بَرِيءٌ
کیا	وہ کہتے ہیں	بنالایا ہے اسکو	کہدیں	اگر میں نے اسے بنالیا ہے	تو مجھ پر	میرا گناہ	اور میں	بری

کیا وہ کہتے ہیں اس (قرآن) کو بنالایا ہے ؟ آپ کہدیں اگر میں نے اس کو بنا لیا ہے تو مجھ پر ہے میرا گناہ ، اور میں بری ہوں

مِمَّا تُجْرِمُونَ ﴿٣٥﴾ وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ ۳ ع ۱۱ ۲

مِمَّا	تُجْرِمُونَ	وَ أُوحِيَ	إِلَىٰ	نُوحٍ	أَنَّهُ	لَن يُؤْمِنَ	مِن	قَوْمِكَ
اس سے جو	تم گناہ کرتے ہو	اور وحی بھیجی گئی	طرف	نوح	کہ وہ	ہرگز ایمان نہ لائے گا	سے	تیری قوم

اس سے جو تم گناہ کرتے ہو۔ اور نوح ؑ کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم سے (اب) ہرگز کوئی ایمان نہ لائے گا۔

إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ

إِلَّا	مَن	قَدْ + آمَنَ	فَلَا تَبْتَئِسْ	بِمَا	كَانُوا + يَفْعَلُونَ	وَاصْنَعِ
سوائے	جو	ایمان لاچکا	پس تو غمگین نہ ہو	اس پر جو	وہ کرتے ہیں	اور تو بنا

سوائے اس کے جو ایمان لاچکا پس اس پر غمگین نہ ہو جو وہ کرتے ہیں۔ اور تو ہمارے

الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ

الْفُلْكَ	بِأَعْيُنِنَا	وَوَحْيِنَا	وَلَا	تُخَاطِبْنِي	فِي	الَّذِينَ
کشتی	ہمارے سامنے	اور ہمارے حکم سے	اور نہ	بات کر مجھ سے	میں	جن لوگوں

سامنے کشتی بنا اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے حق میں مجھ سے بات

ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾

ظَلَمُوا	إِنَّهُم	مُّغْرَقُونَ
ظلم کیا (ظالم)	بیشک وہ	ڈوبنے والے

نہ کر، بیشک وہ ڈوبنے والے ہیں۔

(۳۵) قَالَ تَعَالَىٰ أَمْ بَل يَقُولُونَ أَيْ كُفَّارُ مَكَّةَ افْتَرَاهُ اخْتَلَقَ مُحَمَّدٌ الْقُرْآنَ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي أَيْ عُقُوبَتُهُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ○ مِنْ إِجْرَامِكُمْ فِي نِسْبَةِ الْافْتِرَاءِ إِلَيَّ۔

(۳۵) فرمایا حق تعالیٰ نے بلکہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد ؐ نے قرآن اپنے جی سے بنالیا۔ کہدو اگر میں نے قرآن کو بنایا ہے تو اس کا عذاب مجھ کو ہوگا اور میں بیزار ہوں تمہارے جرم اور گناہوں سے جو تم میری طرف نسبت اور افترار کی نسبت کرتے ہو۔

(۳۶) وَ اُوۡحِیَ اِلٰی نُوۡحٍ اَنَّہٗ لَنۡ یُّؤۡمِنَ مِنۡ قَوۡمِکَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ۝ مِنَ الشِّرْكِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهٖ رَبِّ لَا تَذَرْ اِلَخ فَاَجَابَ اللّٰهُ تَعَالٰى دُعَاءَهٗ وَقَالَ

(۳۷) وَ اصۡنَعِ الۡفُلۡکَ السَّفِيْنَةَ بِاَعۡیُنِنَا بِمَرْاٰىِ مِنَّا وَحِفْظِنَا وَ وَحۡیِنَا اَمْرِنَا وَ لَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا كَفَرُوْا بِتَرْكِ اِهْلَاكِهِمْ اِنَّہُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ۝

(۳۶) وَاُوحِیَ اِلٰی نُوحٍ اَنَّہٗ لَن یُّؤمِنَ مِن قَومِكَ اِلَّا مَن قَد اٰمَنَ، اور وحی بھیجی گئی نوح کی طرف کہ بے شک بات یہ ہے کہ ہرگز ایمان نہ لاوے گا کوئی تیری قوم میں سے مگر جو ایمان لاچکے وہی رہیں گے نیا کوئی شخص ایمان نہ لاوے گا پس غمگین ہو تو انکی شرکت سے جو وہ کرتے ہیں پس نوح نے ان پر بددعا کی تھی

(۳۷) اور بناؤ ایک کشتی ہمارے حکم سے ہمارے سامنے اور ہم اس کے نگہبان ہیں اور ظالموں کی نجات کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ کہہ بیشک وہ سب ڈوبائے جائیں گے۔

تشریح

(۳۵) اگر حضرت نوح کا قصہ میں نے گھڑا ہے تو اس کا ذمہ دار میں ہوں مگر تمہارا جرم اپنی جگہ ہے۔ | قرآن مجید نے گذشتہ پیغمبروں کے واقعات درس عبرت کے طور پر نقل کئے ہیں۔ قرآن مجید کے بیان کردہ حضرت نوحؑ کے واقعے کو مکہ کے وہ لوگ جو ایمان نہیں لائے تھے سُن کر تلملا اُٹھے کیونکہ اس واقعے میں ان کے ہر اعتراض کا جواب تھا وہ کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک انسان ہیں وہ پیغمبر کیسے ہوسکتے ہیں وہ عام انسانوں کی طرح کھاتے ہیں، بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں، ان کے پاس مال و دولت نہیں ہے۔ غریب غربا ان پر ایمان لانے والے لوگ ہیں۔ غرض جو جو اعتراض وہ کرتے تھے حضرت نوح کے واقعے میں اس کا جواب موجود ہے اور پھر آخر میں یہ تنبیہ کہ جب قوم نوح نے مان کر نہیں دیا تو اس کا انجام کیا ہوا۔ حضرت نوح کے اس واقعے کو سنکر ایمان نہ لانے والے لوگ کہتے تھے کہ اس شخص نے یہ سب کچھ گھڑ لیا ہے اور ہم پر چسپاں کرنے کے لئے یہ قصے بنا بنا کر پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی نے جواب دیا اے پیغمبر ان سے کہو کہ اگر میں نے یہ خود گھڑا ہے تو اپنے جرم کی ذمہ داری میرے اوپر ہے تم اسکے ذمہ دار نہیں ہو مگر جو جرم تم کر رہے ہو سچائی کو جھٹلانا، اللہ کے کلام کی تکذیب کرنا، اللہ کے سچے رسول کو نہ ماننا، آخرت کا انکار کرنا ان سارے جرائم کی ذمہ داری تمہارے اوپر ہے، میں ان سے بری ہوں اس جرم میں تم پکڑے جاؤ گے نہ کہ میں۔

(۳۶) قوم نوح کو جتنی مہلت دینی تھی دی جا چکی | اللہ تعالٰی کا دستور یہ ہے کہ جب وہ کسی قوم کی رہبری کے لئے اپنے پیغمبر کو بھیجتا ہے تو جب تک یہ امید رہتی ہے کہ اس قوم میں سے کچھ بھلے آدمی آگے بڑھ کر حق کو قبول کرلیں گے اس وقت تک تمام نافرمانیوں کے باوجود مہلت ملتی رہتی ہے اور جب اس قوم کے اچھے لوگ جتنے آنے تھے آچکے ہوتے ہیں اور صرف فاسد عناصر کا مجموعہ ہی باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالٰی اس قوم کو پھر مہلت نہیں دیتا۔ اس کی رحمت کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ سڑے ہوئے پھلوں کو نکال کر پھینک دیا جائے تاکہ وہ اچھے پھلوں کو خراب نہ کریں ایسے لوگوں پر رحم کھانا ساری دنیا کے ساتھ اور آنے والی نسلوں کے ساتھ بے رحمی ہے چنانچہ قوم نوح کی زیادتیاں جب حد سے گذر گئیں اور گنے چنے لوگ جنھیں حق قبول کرنا تھا قبول کر چکے تو حضرت نوح نے اللہ تعالٰی سے درخواست کی رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ پروردگار میں مغلوب و ضعیف ہوں آپ ان سے بدلہ لیجئے۔ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی قوم کے کرتوتوں پر غم کھانا چھوڑ دو، عنقریب ان سب کی شرارتوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔

(۳۷) حضرت نوح کو کشتی بنانے کا حکم | اللہ تعالٰی نے حضرت نوح کو حکم دیا کہ تم ایسا کرو کہ ہماری نگرانی میں ہمارے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ایک کشتی بنانی شروع کردو عنقریب پانی کا ایک سخت طوفان آئے گا اور یہ سب کے سب اس میں غرق کر دئے جائیں گے۔ اب یہ فیصلہ نافذ ہوکر رہے گا کسی ظالم کی سفارش کے لئے ہم سے کوئی بات نہ کریں۔

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۗ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ

وَيَصْنَعُ	الْفُلْكَ	وَ	كُلَّمَا	مَرَّ	عَلَيْهِ	مَلَأٌ	مِّنْ	قَوْمِهِ
اور وہ بناتا تھا	کشتی	اور	جب بھی	گذرتے	اس پر	سردار	سے (کے)	اسکی قوم

اور وہ (نوح ؑ) کشتی بناتا تھا اور جب بھی اس کی قوم کے سردار اس (کے پاس) سے گذرتے تو وہ

سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ

سَخِرُوا	مِنْهُ	قَالَ	إِنْ	تَسْخَرُوا	مِنَّا	فَإِنَّا	نَسْخَرُ
وہ ہنستے	اس سے (پر)	اس نے کہا	اگر	تم ہنستے ہو	ہم سے (پر)	تو بیشک ہم	ہنسیں گے

اس پر ہنستے ، اس (نوح ؑ) نے کہا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو بیشک ہم (بھی) تم پر

مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾

مِنْكُمْ	كَمَا	تَسْخَرُونَ
تم سے (پر)	جیسے	تم ہنستے ہو۔

ہنسیں گے جیسے تم ہنستے ہو۔

﴿٣٨﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ حِكَايَةُ حَالٍ مَاضِيَةٍ
وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ جَمَاعَةٌ مِّنْ
قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ اِسْتَهْزَءُوا بِهِ
قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا
نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ○
إِذَا أَنْجَوْنَا وَغَرِقْتُمْ

(۳۸) اور نوح کشتی بناتے تھے اور جب کوئی جماعت اسکی قوم سے اس کے پاس گذرتی تو نوح کے ساتھ ہنسی اور مذاق کرتی۔ نوح نے کہا اگر تم اب میرے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہو پس بلاشبہ ہم تمہارے ساتھ ٹھٹھا کریں گے جیسا تم کرتے ہو جبکہ ہم نجات پا دیں گے اور تم ڈوبو گے۔

تشریح

(۳۸) قوم نوح کے لوگ کشتی بنانے پر ہنستے تھے | حضرت نوح ؑ نے کشتی بنانی شروع کردی۔ قوم کے سرداروں میں سے جب کوئی اس کے پاس سے گذرتا تھا تو وہ اس کا مذاق اڑاتا تھا۔ ایسا ہی ہوتا ہے دنیا کے ظاہر کے لحاظ سے عقل وفہم اور بے عقلی کا جو معیار قائم کیا جاتا ہے وہ علم حقیقت کے معیار سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ ظاہر کو دیکھنے والی آنکھیں جس چیز کو دانشمندی سمجھتی ہیں وہ حقیقت کو دیکھنے والے آدمی کی نگاہ میں بے وقوفی ہوتی ہے۔ اور صرف ظاہر کو دیکھنے والے انسان کی نظر میں جو چیز بے کار ہوتی ہے حقیقت شناس کے لئے وہی کمالِ دانش ہے۔ ایک دنیا دار کی نظر میں دنیا کی ظاہری چمک دمک اور اس کا فائدہ ہی سب کچھ ہے لیکن حقیقت پر نظر رکھنے والے کے نزدیک آخرت کا فائدہ ہی سب کچھ ہے قوم نوح کے سرداروں کی نظر ظاہر پر تھی حضرت نوح کی حقیقت پر۔ حضرت نوح نے کہا آج تم ہم پر ہنستے ہو تو کل ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ

فَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ	مَنْ يَّاْتِيْهِ	عَذَابٌ	يُّخْزِيْهِ	وَيَحِلُّ	عَلَيْهِ	عَذَابٌ
سوعنقریب	تم جان لوگے	کس پر آتا ہے	ایسا عذاب	اسکو رُسوا کرے	اور اُترتا ہے	اس پر	عذاب

سوعنقریب تم جان لوگے کس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اس کو رُسوا کرے اور اُترتا ہے اس پر

مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ

مُّقِيْمٌ	حَتّٰٓى	اِذَا	جَآءَ	اَمْرُنَا	وَفَارَ	التَّنُّوْرُ	قُلْنَا	احْمِلْ
دائمی	یہاں تک کہ	جب	آیا	ہمارا حکم	اور جوش مارا	تنور	ہم نے کہا	چڑھالے

دائمی عذاب ـ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور نے جوش مارا (ابل پڑا) ہم نے کہا اس (کشتی) میں

فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا

فِيْهَا	مِنْ	كُلٍّ	زَوْجَيْنِ	اثْنَيْنِ	وَ اَهْلَكَ	اِلَّا
اسمیں	سے	ہرایک	جوڑا	دو (نر و مادہ)	اور اپنے گھروالے	مگر

چڑھالے ہرایک کا جوڑا، نر اور مادہ ـ اور اپنے گھر والے، مگر جس پر

مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ

مَنْ	سَبَقَ	عَلَيْهِ	الْقَوْلُ	وَ	مَنْ	اٰمَنَ	وَمَآ
جو	ہوچکا	اس پر	حکم	اور	جو	ایمان لایا	اور نہ

(غرقابی کا) حکم ہو چکا ہے ـ اور جو ایمان لایا (اسے بھی سوار کرلے) اور اس پر

اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾

اٰمَنَ	مَعَهٗٓ	اِلَّا	قَلِيْلٌ
ایمان لائے	اس پر	مگر	تھوڑے

ایمان نہ لائے تھے مگر تھوڑے

﴿۳۹﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ مَوْصُوْلَةٌ
مَفْعُوْلَ الْعِلْمِ يَاْتِيْهِ عَذَابٌ
يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ يَنْزِلُ عَلَيْهِ عَذَابٌ
مُّقِيْمٌ ○ دَائِمٌ

﴿۳۹﴾ سوعنقریب تم جان لوگے اس کو جس پر عذاب رسوائی کا آدیگا اور ہمیشہ کی مصیبت اس پر پڑے گی ـ

﴿۴۰﴾ حَتّٰٓى غَايَةٌ لِلصُّنْعِ اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا

﴿۴۰﴾ نوح کشتی بناتا تھا یہاں تک کہ جب ہمارا حکم انکی قوم کے ہلاک

بِإِهْلَاكِهِمْ وَفَارَ التَّنُّوْرُ لِلْخَبَّازِ بِالْمَاءِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَامَةً لِنُوْحٍ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا فِي السَّفِيْنَةِ مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ أَيْ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى أَيْ مِنْ كُلِّ أَنْوَاعِهِمَا اثْنَيْنِ ذَكَرًا وَأُنْثٰى وَهُوَ مَفْعُوْلٌ وَفِي الْقِصَّةِ أَنَّ اللّٰهَ حَشَرَ لِنُوْحٍ السِّبَاعَ وَالطَّيْرَ وَغَيْرَهُمَا فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِيَدَيْهِ فِيْ كُلِّ نَوْعٍ فَتَقَعُ يَدُهُ الْيُمْنٰى عَلَى الذَّكَرِ وَالْيُسْرٰى عَلَى الْأُنْثٰى فَيَحْمِلُهُمَا فِي السَّفِيْنَةِ وَأَهْلَكَ أَيْ زَوْجَتَهُ وَأَوْلَادَهُ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ أَيْ مِنْهُمْ بِالْإِهْلَاكِ وَهُوَ زَوْجَتُهُ وَوَلَدُهُ كَنْعَانُ بِخِلَافِ سَامٍ وَحَامٍ وَيَافِثَ فَحَمَلَهُمْ وَزَوْجَاتِهِمْ ثَلٰثَةً

کر دینے کے لئے آگیا اور نان بائی کا تنور ساتھ پانی کے جوش مارنے لگا (اور یہ نشان طوفان کے آنے کا نوح کو بتلایا گیا تھا ہم نے نوح سے کہا کہ اس کشتی میں جانداروں کی ہر قسم سے ایک جوڑا نر اور مادہ رکھ لے (اور قصہ میں ہے کہ بیشک اللہ نے نوح کے پاس سب درند اور پرند وغیرہ کو جمع کر دیا پس نوح اپنے دونوں ہاتھ ہر ایک قسم پر مارتا تھا سو اس کے داہنے ہاتھ میں نر اور بائیں ہاتھ میں مادہ آتی تھی پس وہ انکو کشتی میں ڈال دیتا تھا اور اپنے گھر والوں یعنی بیویوں اور اولاد کو بھی کشتی میں سوار کر مگر اس کو جس کے لئے حکم ہلاک کرنے کا ہو چکا وہ نوح کی بیوی واعلہ اور نوح کا بیٹا کنعان تھا کہ ان کو سوار نہیں کیا بخلاف سام، حام اور یافث کے اور انکی تینوں بیویوں کے کہ انکو کشتی میں سوار کیا۔

وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ إِلَّا قَلِيْلٌ ۝ قِيْلَ كَانُوْا سِتَّةَ رِجَالٍ وَنِسَاءَهُمْ وَقِيْلَ جَمِيْعُ مَنْ كَانَ فِي السَّفِيْنَةِ ثَمَانُوْنَ نِصْفُهُمْ رِجَالٌ وَنِصْفُهُمْ نِسَاءٌ

اور سوار کر ان کو جو ایمان لائے اور نہ ایمان لائے تھے نوح پر مگر چند آدمی۔ بعض نے کہا وہ چھ مرد اور انکی بیویاں تھیں اور کہا گیا کہ کُل کشتی میں اسی آدمی تھے آدھے مرد اور آدھی عورتیں۔

تشریح

(۳۹) بس اب عذاب آنے ہی والا ہے | اب زیادہ دیر نہیں ہے تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ عذاب کس پر آتا ہے جو رُسوا کر کے رکھ دے گا اور کس پر وہ بلا لوٹتی ہے جو ٹالے نہ ٹلے گی۔

(۴۰) طوفان آپہونچا | اللہ کے حکم کے مطابق کشتی تیار ہو گئی ادہر بارش کے طوفان کی علامت تنور سے پانی کا اُبلنا ظاہر ہونے لگی تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ ہر قسم کے جانوروں کا جوڑا جن کی ضرورت ہے اور جن کی نسل باقی رہنی ہے ان کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھ لو۔ اپنے گھر والوں میں سے جن کی نشاندہی پہلے ہی کی جا چکی ہے یعنی تمہارا بیٹا یام (لقب کنعان) اور تمہاری بیوی واعلہ ان کو چھوڑ کر سارے گھر والوں کو کشتی میں سوار کرا دو اور ان لوگوں کو بھی بٹھا لو جو ایمان لا چکے ہیں اور یہ ایمان لانے والے لوگ تھوڑے ہی تھے یعنی تقریبا اسی ۸۰ افراد۔

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ

وَقَالَ	ارْكَبُوْا	فِيْهَا	بِسْمِ اللّٰهِ	مَجْرٖىهَا	وَمُرْسٰىهَا	اِنَّ	رَبِّيْ	لَغَفُوْرٌ
اوراسنے کہا	سوار ہوجاؤ	اسمیں	اللہ کے نام سے	اس کا چلنا	اوراس کا ٹھہرنا	بیشک	میرارب	البتہ بخشنے والا

اوراس نے کہا اسمیں سوار ہو جاؤ، اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اوراس کا ٹھہرنا بیشک البتہ میرارب بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰى نُوْحُ

رَّحِيْمٌ	وَهِيَ	تَجْرِيْ	بِهِمْ	فِيْ + مَوْجٍ	كَالْجِبَالِ	وَنَادٰى	نُوْحُ
نہایت مہربان	اور وہ	چلی	انکو لیکر	لہروں میں	پہاڑ جیسی	اور پکارا	نوح ؑ

نہایت مہربان ہے اور وہ (کشتی) ان کو لیکر پہاڑ جیسی لہروں میں چلی اور نوح ؑ نے اپنے بیٹے کو

ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾

ابْنَهٗ	وَكَانَ	فِيْ	مَعْزِلٍ	يّٰبُنَيَّ	ارْكَبْ	مَّعَنَا	وَلَا تَكُنْ	مَّعَ	الْكٰفِرِيْنَ
اپنا بیٹا	اور تھا	میں	کنارے	اے میرے بیٹے	سوار ہوجا	ہمارے ساتھ	اور نہ رہو	ساتھ	کافروں

پکارا اور وہ (اس سے) کنارے پر تھا، اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ نہ رہو

﴿۴۱﴾ وَقَالَ نُوْحٌ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا
وَمُرْسٰىهَا بِفَتْحِ الْمِيْمَيْنِ وَضَمِّهِمَا مَصْدَرَانِ
اَيْ جَرْيُهَا وَرُسُوُّهَا اَيْ مُنْتَهٰى سَيْرِهَا
اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ حَيْثُ لَمْ يُهْلِكْنَا

﴿۴۱﴾ اور نوح نے کہا سوار ہو جاؤ تم سب کشتی میں اللہ کے نام پر ہے چلنا اس کا اور ٹھہرنا اس کا بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے کہ ہم کو ہلاک نہ کیا۔

﴿۴۲﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ فِي
الْاِرْتِفَاعِ وَالْعَظَمِ وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ
كَنْعَانَ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ عَنِ السَّفِيْنَةِ يّٰبُنَيَّ
ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ○

﴿۴۲﴾ اور وہ کشتی ان کو لے کر چلتی تھی ایسی موجوں میں جو مثل پہاڑوں کے بلند اور اونچی تھیں۔ اور نوح نے اپنے بیٹے کنعان کو پکارا اور تھا وہ کشتی سے علیحدہ کہ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور نہ ہو تو کافروں کیساتھ۔

تشریح

﴿۴۱﴾ اللہ کا نام لیکر کشتی میں سوار ہو جاؤ | حضرت نوح ؑ نے ساتھیوں سے فرمایا بنام خدا کشتی پر سوار ہو جاؤ کچھ فکر مت کرو اس کا چلنا اور ٹھہرنا سب اللہ کے حکم اور اس کے نام کی برکت سے ہے۔ مومن کی شان یہی ہے کہ وہ فطرت کے قانون کے مطابق ساری تدبیریں اختیار کرتا ہے مگر بھروسہ اسباب پر نہیں بلکہ مسبب الاسباب پر کرتا ہے کہ اس کی کوئی تدبیر نہ ٹھیک شروع ہو سکتی ہے نہ چل سکتی ہے اور نہ مطلوب تک پہنچ سکتی ہے جب تک اللہ کا فضل اور اس کا کرم شامل حال نہ ہو اور وہ بہت معاف کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

﴿۴۲﴾ حضرت نوح ؑ کی اپنے بیٹے کو نصیحت | حضرت نوح ؑ کی بنائی ہوئی کشتی پہاڑ جیسی موجوں کو چیرتی ہوئی چلی جا رہی تھی دور فاصلے پر حضرت نوح نے اپنے بیٹے یام (کنعان) کو موجوں میں گھرا ہوا دیکھا حضرت نوح نے پکار کر کہا بیٹے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ منکرین حق کے ساتھ مت رہو۔

قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ

قَالَ	سَاٰوِیْٓ	اِلٰی	جَبَلٍ	یَّعْصِمُنِیْ	مِنَ	الْمَآءِ	قَالَ	لَا عَاصِمَ
اس نے کہا	میں جلد پناہ لے لیتا ہوں	طرف	کسی پہاڑ	وہ بچالے گا مجھے	سے	پانی	اس نے کہا	کوئی بچانیوالا نہیں

اس نے کہا میں کسی پہاڑ کی طرف جلدی پناہ لے لیتا ہوں، وہ مجھے پانی سے بچالے گا اس نے کہا آج کوئی بچانے

الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ

الْیَوْمَ	مِنْ	اَمْرِ اللّٰهِ	اِلَّا	مَنْ رَّحِمَ	وَحَالَ	بَیْنَهُمَا	الْمَوْجُ
آج	سے	اللہ کا حکم	سوائے	جس پر وہ رحم کرے	اور آگئی	انکے درمیان	موج

والا نہیں اللہ کے حکم سے، سوائے اس کے جس پر وہ رحم کرے اور ان کے درمیان موج آگئی (حائل ہوگئی) تو

فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ﴿۴۳﴾

فَكَانَ	مِنَ	الْمُغْرَقِیْنَ	
تو وہ ہوگیا	سے	ڈوبنے والا	

وہ بھی ڈوبنے والوں میں (شامل) ہوگیا۔

﴿۴۳﴾ قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ یمنعنی مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ عذابہ اِلَّا لکن مَنْ رَّحِمَ اللہ فھو المعصوم قال تعالیٰ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ○

﴿۴۳﴾ وہ بولا عنقریب میں کسی پہاڑ پر ٹھکانا پکڑوں گا جو مجھ کو پانی سے بچالے نوح نے کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا لیکن جس پر اللہ رحم فرماوے وہی بچ سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور ان دونوں کے درمیان میں حائل ہوگئی موج سو ہوگیا کنعان ڈوبایا گیا۔

تشریح

﴿۴۳﴾ پسرِ نوح کا جواب | حضرت نوح کے بیٹے یام (کنعان) نے جواب دیا میں ابھی ایک پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں جو مجھے پانی سے بچالے گا وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ معمولی سیلاب ہے، کسی اونچے پہاڑ پر چڑھ کر جان بچ جائے گی۔ حضرت نوح عؑ نے کہا یہ معمولی سیلاب نہیں ہے، عذاب الٰہی کا طوفان ہے پہاڑ کیا آج کوئی چیز اللہ کے حکم سے بچانے والی نہیں ہے الّا یہ کہ اللہ ہی کسی پر رحم فرمائے۔ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ پانی کی ایک موج آئی اور حضرت نوح کے بیٹے کو بہا کرلے گئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہوگیا۔ اللہ کے یہاں ایمان کارشتہ کام آتا ہے نسب کا تعلق نہیں۔

پسرِ نوح با بداں بہ نشست ÷ خاندانِ نبوتش گم شد

(حضرت نوح ؑ کا بیٹا بری صحبت میں بیٹھا، خاندانِ نبوت سے اس کا تعلق ختم ہوگیا)

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَ

وَقِيلَ	يَا أَرْضُ	ابْلَعِي	مَاءَكِ	وَيَا سَمَاءُ	أَقْلِعِي	وَغِيضَ	الْمَاءُ	وَ
اور کہا گیا	اے زمین	نگل لے	اپنا پانی	اور اے آسمان	تھم جا	اور خشک کر دیا گیا	پانی	اور

اور کہا گیا اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی کو خشک کر دیا گیا اور

قُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ

قُضِيَ	الْأَمْرُ	وَاسْتَوَتْ	عَلَى	الْجُودِيِّ	وَقِيلَ	بُعْدًا	لِلْقَوْمِ
پورا ہو چکا (تمام ہو گیا)	کام	اور جا لگی	پر	جودی پہاڑ	اور کہا گیا	دُوری	لوگوں کے لئے

تمام ہو گیا کام اور (کشتی) جا لگی جودی پہاڑ پر اور کہا دوری (لعنت) ہو ظالم لوگوں

الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي

الظَّالِمِينَ	وَ	نَادَىٰ	نُوحٌ	رَبَّهُ	فَقَالَ	رَبِّ	إِنَّ	ابْنِي
ظالم (جمع)	اور	پکارا	نوح	اپنا رب	پس اس نے کہا	اے میرے رب	بیشک	میرا بیٹا

کے لئے اور پکارا نوحؑ نے اپنے رب کو، پس اس نے کہا اے میرے رب! بیشک میرا بیٹا

مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾

مِنْ أَهْلِي	وَإِنَّ	وَعْدَكَ	الْحَقُّ	وَأَنْتَ	أَحْكَمُ	الْحَاكِمِينَ
میرے گھر والوں میں سے	اور بیشک	تیرا وعدہ	سچا	اور تو	سب سے بڑا حاکم	حاکم (جمع)

میرے گھر والوں میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو حاکموں میں سب سے بڑا حاکم ہے

قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا

قَالَ	يَا نُوحُ	إِنَّهُ	لَيْسَ	مِنْ	أَهْلِكَ	إِنَّهُ	عَمَلٌ	غَيْرُ صَالِحٍ	فَلَا
اس نے فرمایا	اے نوحؑ	بیشک وہ	نہیں	سے	تیرے گھر والے	بیشک وہ	عمل	ناشائستہ	سو نہ

اس نے فرمایا اے نوحؑ! بیشک وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں، بیشک اس کے عمل ناشائستہ ہیں۔ سو مجھ سے

تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ

تَسْأَلْنِ	مَا لَيْسَ	لَكَ	بِهِ	عِلْمٌ	إِنِّي أَعِظُكَ	أَنْ	تَكُونَ	مِنَ
مجھ سے سوال کر	ایسی بات کہ نہیں	تجھ کو	اس کا	علم	بیشک میں نصیحت کرتا ہوں تجھے	کہ	تو ہو جائے	سے

ایسی بات کا سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں، بیشک میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو نادانوں میں سے

الجٰہلین ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیٓ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَسْـَٔلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ

الجٰہلین	قَالَ	رَبِّ	اِنِّیٓ + اَعُوْذُ	بِکَ	اَنْ	اَسْـَٔلَکَ	مَا لَیْسَ	لِیْ	بِہٖ
نادان (جمع)	اس نے کہا	اے میرے رب	میں پناہ چاہتا ہوں	تجھ سے	کہ	میں سوال کروں تجھ سے	ایسی بات کہ نہیں	مجھے	اس کا

(نہ) ہو جائے ۔ اس نے کہا اے میرے رب میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں تجھ سے ایسی بات کا سوال کروں جس کا مجھے علم نہ

عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾

عِلْمٌ	وَاِلَّا + تَغْفِرْ لِیْ	وَتَرْحَمْنِیْٓ	اَکُنْ	مِّنَ	الْخٰسِرِیْنَ	
علم	اور اگر تو نہ بخشے مجھے	اور تو مجھ پر رحم نہ کرے	ہو جاؤں	سے	نقصان پانے والے	

ہو، اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں نقصان پانے والوں میں سے ہو جاؤں۔

﴿۴۴﴾ وَقِیْلَ یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ الَّذِیْ نَبَعَ مِنْکِ
نَشْرَبُہٗ دُوْنَ مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ فَصَارَ
اَنْہَارًا وَّاَبْحَارًا وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ اَمْسِکِیْ
عَنِ الْمَطَرِ فَاَمْسَکَتْ وَغِیْضَ نَقَصَ
الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ تَمَّ اَمْرُ ہَلَاکِ
قَوْمِ نُوْحٍ وَاسْتَوَتْ وَقَفَتِ السَّفِیْنَۃُ
عَلَی الْجُوْدِیِّ جَبَلٌ بِالْجَزِیْرَۃِ بِقُرْبِ
الْمُوْصِلِ وَقِیْلَ بُعْدًا ہَلَاکًا لِّلْقَوْمِ
الظّٰلِمِیْنَ ○ الْکٰفِرِیْنَ
﴿۴۵﴾ وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّہٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ
کَنْعَانَ مِنْ اَہْلِیْ وَقَدْ وَعَدْتَّنِیْ بِنَجَاتِہِمْ
وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ الَّذِیْ لَا خُلْفَ
فِیْہِ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحٰکِمِیْنَ ○ اَعْلَمُہُمْ
وَاَعْدَلُہُمْ
﴿۴۶﴾ قَالَ تَعَالٰی یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَہْلِکَ
النَّاجِیْنَ اَوْ مِنْ اَہْلِ دِیْنِکَ
اِنَّہٗ سُؤَالُکَ اِیَّایَ بِنَجَاتِہٖ
عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَاِنَّہٗ
کَافِرٌ وَلَا نَجَاۃَ لِلْکٰفِرِیْنَ
وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِکَسْرِ مِیْمِ عَمِلَ فِعْلٌ

﴿۴۴﴾ اور کہا گیا زمین کو کہ اے زمین جذب کر لے تو اس پانی
کو جو تیرے اندر سے نکلا پس زمین نے پی لیا اس پانی کو
جو اس میں سے نکلا تھا نہ اس پانی کو جو آسمان سے اترا
تھا سو بن گئیں اس کی نہریں اور دریا اور حکم ہوا آسمان کو رک
جا تو بارش برسانے سے، سو وہ رک گیا اور کم ہو گیا پانی اور
قوم نوح کی ہلاکی کا قصہ پورا ہوا اور ٹھہر گئی کشتی جودی پہاڑ پر
جو ایک جزیرہ میں ہے قریب شہر موصل کے ۔ اور کہا گیا کہ دوری
اور ہلاکی ہو کافروں کو۔

﴿۴۵﴾ اور پکارا نوح نے اپنے رب کو پھر کہا اے میرے رب بیشک
میرا بیٹا کنعان میرے گھر والوں میں سے ہے اور بیشک تو نے
وعدہ فرمایا تھا میرے گھر والوں کی نجات کا اور بالضرور تیرا
وعدہ سچا ہے کہ اس میں خلاف نہیں ہو سکتا ۔ اور تو سب حاکموں
میں بہتر حکم فرمانے والا اور زیادہ جاننے والا اور بہت انصاف
﴿۴۶﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح بلاشبہ کنعان تیرے اہل سے
نہیں جن کی نجات کا ہم نے وعدہ کیا تھا یا تیرے مذہب کی پیروی کرنے
والوں میں سے نہیں تیرا ہم سے اس کی نجات کی بابت سوال کرنا اچھا کام
نہیں کہ بیشک وہ کافر ہے اور کافروں کو نجات نہیں اور ایک
قراۃ میں عَمِلَ بصیغہ ماضی ہے اس صورت میں حاصل یہ ہے
کہ کنعان نے عمل صالح نہیں کیا بلکہ کفر کیا۔

وَ نَصْبُ غَيْرِنَا لِضَمِيْرِ لِابْنِهٖ فَلَا تَسْئَلْنِ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ مِنْ اَنْجَاءِ اِبْنِكَ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ بِسُوْءِ اِبْنِكَ مَا لَمْ تَعْلَمْ

پس نہ سوال کر تو مجھ سے اس امر کا جس کی تجھ کو خبر نہیں یعنی اپنے بیٹے کی نجات کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ کہہ بلاشبہ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ بے سمجھے سوال کرنے کے سبب تو جاہلوں میں شمار نہ ہو۔

(۴۶) قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِيْ مَا فَرَطَ مِنِّيْ وَ تَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(۴۶) نوح نے کہا اے میرے رب بیشک میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے ناوانستگی کے سوال سے اور اگر تو میری تقصیرات نہ بخشے اور مجھ پر رحم نہ فرمادے تو میں ٹوٹے والوں میں ہوجاؤں۔

تشریح

(۴۴) آخر طوفان تھم گیا | خدا کے عذاب کی شکل میں پانی کا طوفان شروع ہوا تو زمین سے بھی چشموں کی صورت میں پانی ابل رہا تھا جس کا آغاز ایک تنور میں پانی نکلنے سے ہوا تھا اور ان پر آسمان سے بھی بارش برس رہی تھی۔ زمین کا یہ پورا علاقہ جہاں قوم نوح آباد تھی عراق موصل وغیرہ کا علاقہ سب کا سب پانی کی زد میں تھا۔ اور اس وقت انسانوں کی آبادی اسی علاقے تک محدود تھی یہ پورا علاقہ اس میں رہنے والے لوگ اور سب جاندار طوفان میں تباہ ہوگئے۔ درخت اور پہاڑیاں تک پانی میں ڈوب گئیں صرف وہی لوگ زندہ بچ سکے جو کشتی نوح میں سوار تھے آخر اللہ تعالے نے حکم دیا کہ اے زمین اپنا سارا پانی نگل جا اور اے آسمان رُک جا چنانچہ پانی زمین میں بیٹھ گیا۔ فیصلہ چکا دیا گیا۔ کشتی نوح جودی پہاڑی پر جاکر ٹک گئی اور خدا نے جو کام چاہا مجرمین کو سزا دینا وہ پورا ہوچکا۔

(۴۵) بیٹے کے حق میں حضرت نوح ؑ کی درخواست | اللہ تعہ نے حضرت نوح ؑ سے وعدہ کیا تھا کہ تمہارے گھر والوں کو اس تباہی سے بچا لیا جائیگا۔ مگر ان کو نہیں بچایا جائیگا جن کے بارے میں فیصلہ ہوچکا ہے۔ حضرت نوح نے بیٹے کو ڈوبتے ہوئے دیکھا اور عرض گذار ہوئے کہ اے الٰہ العالمین میرا بیٹا بھی گھر والوں میں شامل ہے اور آپ نے میرے گھر والوں کو بچانے کا وعدہ فرمایا ہے اور آپ کا وعدہ برحق ہے آپ احکم الحاکمین اور شہنشاہِ مطلق ہیں آپکا فیصلہ آخری فیصلہ ہے۔

(۴۶) اللہ تعالے کا حضرت نوح ؑ کو جواب | اللہ تعہ نے حضرت نوح ؑ کو جواب دیا کہ تمہارا بیٹا اگرچہ تم سے پیدا ہوا ہے مگر اپنے غلط کاموں کی وجہ سے وہ تمہارے گھر والوں میں کہلانے کا مستحق نہیں ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کے جسم کا کوئی حصہ سڑ جائے اور ڈاکٹر اسکو کاٹنے کا فیصلہ کرے اور آدمی ڈاکٹر سے کہے کہ تم میرے جسم کے حصے کو کیوں کاٹتے ہو۔ ڈاکٹر جواب میں کہے گا کہ اب یہ حصہ تمہارے جسم میں رہنے کے قابل نہیں ہے کیونکہ یہ سڑ چکا ہے۔ اللہ تعہ نے فرمایا کہ اے نوح ؑ تم مجھ سے وہ درخواست مت کرو جس کی حقیقت کا تمہیں علم نہیں ہے تمہارا بیٹا بُرے اعمال کیوجہ سے اب تمہارا کہلانے کے قابل نہیں رہا۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ناواقفی کی باتیں مت کرو۔

(۴۷) حضرت نوح ؑ کی توبہ | اللہ تعالے کی اس تنبیہ پر حضرت نوح کانپ اٹھے اور اللہ کے حضور میں توبہ کی کہ اے اللہ میرے رب میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اگر آپ نے مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو میں تباہ و برباد ہوجاؤنگا۔

اللہ کا انصاف بے لاگ ہے یہاں خاندان اور نسب اور دنیاوی وجاہت کسی چیز کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اعتبار ہے تو تابعداری اور وفاداری کا۔ وہ بے لاگ اطاعت جو پروردگار کو اپنے بندوں سے مطلوب ہے۔ ایک جلیل القدر پیغمبر اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے لخت جگر کو ڈوبتے ہوئے دیکھتا ہے اور تڑپ کر بیٹے کی معافی کے لئے درخواست کرتا ہے لیکن باپ کی پیغمبری بھی ایک بدعمل بیٹے کو عذاب الٰہی سے بچا نہیں سکتی۔

قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ

وَ	عَلَيْكَ	وَبَرَكٰتٍ	مِّنَّا	بِسَلٰمٍ	اهْبِطْ	يٰنُوحُ	قِيلَ
اور	تجھ پر	اور برکتیں	ہماری طرف سے	سلامتی کیساتھ	اُتر جاؤ	اے نوح	کہا گیا

کہا گیا اے نوح ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اُتر جاؤ اور برکتیں ہوں تجھ پر، اور ان

عَلٰٓى أُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ

ثُمَّ	سَنُمَتِّعُهُمْ	وَأُمَمٌ	مَّعَكَ	مِّمَّنْ	أُمَمٍ	عَلٰى
پھر	ہم انہیں جلد فائدہ دیں گے	اور کچھ گروہ	تیرے ساتھ	سے، جو	گروہ	پر

گروہوں پر جو تیرے ساتھ ہیں۔ اور کچھ گروہ ہیں کہ ہم انہیں جلد (دنیا میں) فائدہ دیں گے، پھر

يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۴۸﴾

	أَلِيمٌ	عَذَابٌ	مِّنَّا	يَمَسُّهُمْ
	دردناک	عذاب	ہم سے	انہیں پہونچے گا

انہیں ہم سے پہونچے گا عذاب دردناک

(۴۸) قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ انْزِلْ مِنَ السَّفِينَةِ بِسَلٰمٍ بِسَلَامَةٍ اَوْ بِتَحِيَّةٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ خَيْرَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى أُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ فِى السَّفِينَةِ اَىْ مِنْ اَوْلَادِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَأُمَمٌ بِالرَّفْعِ مِمَّنْ مَّعَكَ سَنُمَتِّعُهُمْ فِى الدُّنْيَا ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ فِى الْاٰخِرَةِ وَهُمُ الْكُفَّارُ

(۴۸) نوح کو حکم ہوا کہ اُتر تو کشتی سے ساتھ سلامتی کے یا سلام کے ہماری طرف سے اور برکتیں اور رحمتیں اللہ کی تجھ پر اور ان لوگوں پر جو تیرے ساتھ ہیں کشتی میں یعنی انکی اولاد اور ذریت پر جو مسلمان ہونگے۔ اور بہت جماعتیں ان لوگوں میں سے جو تمہارے ساتھ ہیں یعنی انکی اولاد میں سے کافر ہونگے قریب ہے کہ ان کو ہم دنیا میں کچھ دنوں بہرہ ور مال و دولت سے کریں گے پھر انکو آخرت میں ہماری جانب سے عذاب دردناک پہونچے گا۔

تشریح

(۴۸) **اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت نوح کو بشارت** بیٹے کے بارے میں حضرت نوح کی درخواست پر اللہ کی تنبیہ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے فوراً اللہ سے توبہ کی اللہ کی طرف سے نہ صرف یہ کہ توبہ قبول ہوئی بلکہ آئندہ بھی سلامتی اور برکت کی بشارت دی گئی حکم ہوا کہ اے نوح اب کشتی سے پہاڑ پر اور پھر جودی پہاڑ سے زمین پر اتریئے برکتیں اور سلامتی آپ پر اور ان قوموں پر جو آپ کے ہمراہیوں سے پیدا ہونے والی ہیں۔ اُجڑی ہوئی زمین دوبارہ آباد ہوگی اور اس کی رونق پھر واپس آئے گی۔ عام نوع انسانی پر قیامت سے پہلے عام تباہی نہیں آئیگی مگر کچھ گروہ ایسے ہونگے جن کو ہم کچھ مدت سامان زندگی بخشیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ یعنی ایسا نہیں ہوگا کہ سب کے سب فرقے ہلاک ہو جائیں مگر بعض فرقے اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہونگے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ

تِلْكَ	مِنْ	اَنْۢبَآءِ + الْغَيْبِ	نُوْحِيْهَآ	اِلَيْكَ	مَا	كُنْتَ	تَعْلَمُهَآ
یہ	سے	غیب کی خبریں	ہم وحی کرتے ہیں	تمہاری طرف	نہ	تھے تم	ان کو جانتے

یہ غیب کی خبریں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں نہ تم ان کو جانتے تھے

اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ

اَنْتَ	وَلَا قَوْمُكَ	مِنْ قَبْلِ	هٰذَا	فَاصْبِرْ
تم	اور نہ تمہاری قوم	سے پہلے	اس سے	پس صبر کریں

اس سے پہلے اور نہ تمہاری قوم (جانتی تھی) پس صبر کرو

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ع ﴿۴۹﴾ ع ۴

اِنَّ	الْعَاقِبَةَ	لِلْمُتَّقِيْنَ
بیشک	اچھا انجام	پرہیزگاروں کے لئے

بیشک پرہیزگاروں کا انجام اچھا ہے۔

(۴۹) تِلْكَ اَیْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الْمُتَضَمِّنَةُ قِصَّةَ نُوْحٍ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ اَخْبَارُ مَا غَابَ عَنْكَ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ فَاصْبِرْ عَلَى التَّبْلِيْغِ وَاَذٰى قَوْمِكَ كَمَا صَبَرَ نُوْحٌ اِنَّ الْعَاقِبَةَ الْمَحْمُوْدَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

(۴۹) یہ آیتیں جنہیں نوح کا قصہ مذکور ہوا غیب کی خبریں ہیں جو تم سے پوشیدہ ہیں بذریعہ وحی کے ہم نے تم کو اے محمد ان کی اطلاع کی قرآن کے آنے سے پہلے تم اور تمہاری قوم ان کو نہ جانتے تھے۔ سو صبر کرو احکام الٰہی کے پہنچانے اور اپنی قوم کی ایذا رسانی پر جیسا نوح نے صبر کیا بیشک انجام بہتر پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

تشریح

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح ع کی طرح آپ کا بھی بول بالا ہوگا

(۴۹) حضرت نوح علیہ السلام کا یہ واقعہ درس عبرت کے طور پر بیان کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا دستور یہی ہے کہ مشکلات اور دشواریوں کے بعد حق ہی کامیاب ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ حق کے دشمن کامیاب ہیں مگر یہ کامیابی عارضی ہوتی ہے اور آخر نتیجہ سچائی کے حق میں نکلتا ہے۔ مشکلات سے گذر کر حق و صداقت کا کھرا ہونا سب پر کھل جاتا ہے۔ جس طرح حضرت نوح ع پر ایمان لانے والے آخرکار کامراں رہے۔ اسی طرح اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بھی فلاح یاب ہونگے آپ کی صداقت کی یہ کھلی دلیل ہے کہ غیب کی وہ خبریں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی زبان پر آرہی ہیں جن کو اس سے پہلے آپ اور آپ کی قوم جانتی نہ تھی پس آپ صبر و ہمت سے کام لیجئے بہتر انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ

وَاِلٰی	عَادٍ	اَخَاهُمْ	هُوْدًا	قَالَ	یٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	مَا لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهٍ	غَیْرُهٗ
اورطرف	قوم عاد	انکے بھائی	ہود	اس نے کہا	اے میری قوم	تم عبادت کرو	اللہ	تمہارا نہیں	کوئی معبود	اسکے سوا

اور قوم عاد کی طرف انکے بھائی ہود (کو بھیجا۔ اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ

اِنْ	اَنْتُمْ	اِلَّا	مُفْتَرُوْنَ	یٰقَوْمِ	لَآ اَسْئَلُكُمْ	عَلَیْهِ + اَجْرًا	اِنْ	اَجْرِیَ
نہیں	تم	مگر (صرف)	جھوٹ باندھتے ہو	اے میری قوم	میں تم سے نہیں مانگتا	اس پر کوئی اجر (صلہ)	نہیں	میرا صلہ

تم صرف جھوٹ باندھتے ہو۔ (افترا کرتے ہو) اے میری قوم اس پر میں تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ صرف اسی پر

اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

اِلَّا	عَلَی	الَّذِیْ فَطَرَنِیْ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ	وَیٰقَوْمِ	اسْتَغْفِرُوْا	رَبَّكُمْ	ثُمَّ
مگر (صرف)	پر	جس نے مجھے پیدا کیا	کیا پھر تم سمجھتے نہیں	اور اے میری قوم	تم بخشش مانگو	اپنا رب	پھر

ہے جس نے مجھے پیدا کیا پھر کیا تم سمجھتے نہیں ؟ اور اے میری قوم اپنے رب سے بخشش مانگو پھر

تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی

تُوْبُوْٓا + اِلَیْهِ	یُرْسِلِ	السَّمَآءَ	عَلَیْكُمْ	مِّدْرَارًا	وَّیَزِدْكُمْ	قُوَّةً	اِلٰی
اسکی طرف رجوع کرو	وہ بھیجے گا	آسمان	تم پر	زور کی بارش	اور تمہیں بڑھائیگا	قوت	طرف (پر)

اس کی طرف رجوع کرو (توبہ کرو) وہ تم پر آسمان سے زور کی بارش بھیجے گا اور تمہیں قوت پر قوت بڑھائیگا اور

قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۵۲﴾

قُوَّتِكُمْ	وَلَا + تَتَوَلَّوْا	مُجْرِمِیْنَ
تمہیں قوت	اور روگردانی نہ کرو	مجرم ہوکر

مجرم ہوکر روگردانی نہ کرو۔

﴿۵۰﴾ وَاَرْسَلْنَا اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ مِنَ الْقَبِیْلَةِ
هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ
مَا لَكُمْ مِّنْ زَائِدَةٌ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنْ مَا اَنْتُمْ
فِیْ عِبَادَتِكُمُ الْاَوْثَانِ مُفْتَرُوْنَ ○
كَاذِبُوْنَ عَلَی اللّٰهِ

﴿۵۰﴾ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ الخ
اور ہم نے بھیجا قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو جو ان کے قبیلہ سے تھا اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو واحد جانو اس کے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں۔ بتوں کے پوجنے کی تمہارے پاس کوئی سند نہیں ایسے تم محض اللہ پر جھوٹ بولتے ہو۔

(۵۱) یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ عَلَى التَّوْحِيْدِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ خَلَقَنِي اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

(۵۲) وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ مِنَ الشِّرْكِ ثُمَّ تُوْبُوْٓا ارْجِعُوْا اِلَيْهِ بِالطَّاعَةِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ الْمَطَرَ وَكَانُوْا قَدْ مُنِعُوْهُ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا كَثِيْرَ الدُّرُوْرِ وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى مَعَ قُوَّتِكُمْ بِالْمَالِ وَالْوَلَدِ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ○ مُشْرِكِيْنَ

(۵۱) اے میری قوم میں تم سے اللہ کی توحید پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری صرف اس پر ہے جس نے مجھکو پیدا کیا سو کیا تم نہیں سمجھتے۔

(۵۲) اور اے میری قوم اپنے رب سے بخشش چاہو شرک کی جو تم نے کیا پھر اس کی طرف رجوع کرو ساتھ فرماں برداری کے اگر تم ایسا کروگے تو اللہ تم پر آسمان سے بکثرت بارش برسادیگا (اور تھے یہ لوگ کہ بارش ان سے روکی گئی تھی) اور تمہاری قوت زیادہ کریگا ساتھ مال اور اولاد کے کہ تم کو قوت پر قوت حاصل ہو اور نہ پشت پھیرو تم اس حال میں کہ شرک کرنے والے ہو۔

تشریح

(۵۰) اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود ع کو قوم عاد کے لئے پیغمبر مقرر کیا | جیسا کہ سورۂ اعراف (پارہ ۸ آیت ۶۵ تا ۷۲) میں حضرت ہود ع اور ان کی قوم کا ذکر آچکا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود ع کو قوم عاد کی رہبری کے لئے اپنا نبی مقرر فرمایا۔ حضرت ہود ع نے بھی ان کو وہی دعوت دی جو تمام پیغمبر دیتے چلے آئے ہیں۔ حضرت ہود ع اسی قوم کے ایک فرد اور ان کے بھائی تھے انہوں نے کہا کہ اے برادرانِ قوم صرف اللہ کی بندگی کرو وہی لائق عبادت اور قابلِ اطاعت ہے اسکے علاوہ جن معبودوں کی تم پرستش کر رہے ہو ان میں کوئی بھی خدائی صفت موجود نہیں ہے تم نے بلا وجہ ان کو معبود بنا رکھا ہے اور ان سے حاجت روائی کی آس لگائے بیٹھے ہو۔ ساری کائنات کا معبود صرف ایک اللہ ہے جو ہر چیز کا خالق اور مالک ہے اور سب کا پروردگار اور حاجت روا ہے۔

(۵۱) حضرت ہود ع نے کہا کہ اس دعوت میں میری ذاتی غرض شامل نہیں ہے | حضرت ہود ع نے اپنی قوم کو سمجھاتے ہوئے ایک بڑا اہم نکتہ انکے سامنے رکھا کہ میں تمہارا خیر خواہ اور مخلص بھائی ہوں تم سے کسی اجرت کا طلبگار نہیں ہوں بلکہ اپنی خدمت کا اجر صرف اسی سے مانگتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا ہے آخر تم سمجھتے کیوں نہیں کہ میں اپنا عیش و آرام چھوڑکر اپنی دنیا بنانے کی فکر سے بے پرواہ ہوکر اور تمہاری دشمنی مول لیکر کیوں تمہیں وہ سچی بات پہنچانا چاہتا ہوں جس سے بڑی حقیقت اس کائنات میں اور نہیں ہے کہ ایک اللہ ہی ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے اور اس کی اطاعت میں ہی دین و دنیا کی فلاح ہے۔

(۵۲) آجاؤ اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ، کامیابی تمہاری منتظر ہے | حضرت ہود ع نے بڑی دردمندی کے ساتھ اپنی قوم کو پکارا، بھائیو دیکھو مجرموں کیطرح منہ نہ پھیرو، اپنے رب سے مغفرت چاہو اور اسکی طرف پلٹ آؤ وہ تمہیں قوت پر اور زیادہ قوت دیگا۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی اس عالم پر فرماں روائی اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر ہے اس دنیا میں بھی قوموں کی قسمت کا اتار چڑھاؤ اخلاقی بنیادوں پر ہوتا ہے جب اللہ تع کسی نبی کو اپنے دین کی دعوت و تبلیغ کے لیے بھیجتا ہے تو اگر قوم اس پیغام کو قبول کرلیتی ہے تو اللہ تع اس پر اپنی برکتوں اور نعمتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں اور اگر وہ اس پیغام کو قبول کرنے سے انکار کرتی ہے تو وہ تباہ ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جو قوم دنیا کی خوشحالی سے دھوکا کھاکر ظلم کے راستے پر چل پڑتی ہے اس کا انجام بربادی ہے اور اگر وہ اپنی غلطی محسوس کرکے ظلم کا راستہ چھوڑکر انصاف کا راستہ اختیار کرتی ہے معصیت کو چھوڑکر اطاعت قبول کرتی ہے تو اس کو دنیا میں بھی سرفرازی عطا کی جاتی ہے اور جب تک وہ صحیح راستہ پر رہتی ہے بلندیوں کی منزلیں طے کرتی رہتی ہے۔

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا

قَالُوْا	يٰهُوْدُ	مَا جِئْتَنَا	بِبَيِّنَةٍ	وَّمَا	نَحْنُ	بِتَارِكِيْٓ	اٰلِهَتِنَا
وہ بولے	اے ہودؑ	تو نہیں آیا ہمارے پاس	کوئی دلیل (سند) لیکر	اور نہیں	ہم	چھوڑنے والے	اپنے معبود

وہ بولے اے ہودؑ تو کوئی سند لیکر ہمارے پاس نہیں آیا اور ہم چھوڑنے والے نہیں اپنے معبودوں کو

عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٣﴾ اِنْ

عَنْ	قَوْلِكَ	وَمَا	نَحْنُ	لَكَ	بِمُؤْمِنِيْنَ	اِنْ
سے	تیرا کہنا	اور نہیں	ہم	تیرے لئے (تجھ پر)	ایمان لانے والے	نہیں

تیرے کہنے سے ، اور ہم تجھ پر ایمان لانے والے نہیں۔ ہم یہی کہتے ہیں

نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ

نَّقُوْلُ	اِلَّا اعْتَرٰىكَ	بَعْضُ	اٰلِهَتِنَا	بِسُوْٓءٍ	قَالَ	اِنِّيْٓ
ہم کہتے	مگر تجھے آسیب پہنچایا ہے	کسی	ہمارا معبود	بری طرح	اس نے کہا	بیشک میں

کہ تجھے آسیب پہنچایا ہے ہمارے کسی معبود نے بُری طرح ۔ اس نے کہا بیشک میں

اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

اُشْهِدُ	اللّٰهَ	وَ	اشْهَدُوْٓا	اَنِّيْ	بَرِيْٓءٌ	مِّمَّا
گواہ کرتا ہوں	اللہ	اور	تم گواہ رہو	بیشک میں	بیزار ہوں	ان سے جو

میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم (بھی) گواہ رہو بیشک میں اُن سے بیزار ہوں جن کو تم

تُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ

تُشْرِكُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖ	فَكِيْدُوْنِيْ
تم شریک کرتے ہو	اس کے سوا	سو مکر (بُری تدبیر) کرو میرے بارے میں

شریک کرتے ہو اس کے سوا۔ سو میرے بارے میں سب مکر (بری تدبیر) کر لو

جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٥٥﴾

جَمِيْعًا	ثُمَّ	لَا	تُنْظِرُوْنِ
سب	پھر	نہ	مہلت دو مجھے

پھر مجھے مہلت نہ دو۔

۵۳ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ
بِبُرْهَانٍ عَلٰى قَوْلِكَ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ
اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ اَىْ بِقَوْلِكَ
وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○

۵۳ وہ بولے کہ اے ہود تونے اپنے کلام پر ہمارے سامنے کوئی دلیل واضح بیان نہیں کی اور ہم تیرے کہنے سے اپنے بتوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ ہم تجھ پر ایمان لادیں۔

۵۴ اِنْ مَا نَّقُوْلُ فِىْ شَاْنِكَ اِلَّا
اعْتَرٰىكَ اَصَابَكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا
بِسُوْٓءٍ فَخَبَلَكَ بِسَبِّكَ اِيَّاهَا فَاَنْتَ
تَهْذِىْ قَالَ اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ
عَلَىَّ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِىْٓءٌ
مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ بِهٖ

۵۴ ہم تیرے بارہ میں یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں میں سے کسی نے تجھے برائی پہنچائی سو اس نے تیری عقل کھو کر تجھ کو دیوانہ بنا دیا اس سبب سے کہ تو ان کو برا کہتا تھا پس جو کچھ تو کہتا ہے سب ہذیان اور دیوانگی کی باتیں ہیں۔ ہود نے کہا کہ میں اپنے اوپر اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ بے شک میں تمہارے شرک کرنے سے بیزار ہوں اور بری الذمہ ہوں اس کا۔

۵۵ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِىْ
احْتَالُوْا فِىْ هَلَاكِىْ
جَمِيْعًا اَنْتُمْ وَاَوْثَانُكُمْ
ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ○ تُمْهِلُوْنَ

۵۵ سو تم اور تمہارے بت سب میرے ہلاک کرنے میں حیلہ اور تدبیر جو تم سے ہوسکے کرو پھر مجھ کو مہلت نہ دو۔

تشریح

۵۳ قوم عاد کی ہٹ دھرمی | اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنا پیغمبر مقرر کرتے ہیں تو اس کو ایسی واضح نشانیاں عطا کرتے ہیں جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ واقعی اللہ کا پیغمبر ہے البتہ اگر تعصب اور جانبداری سے آدمی کسی چیز کو دیکھے گا تو سچائی اس کے سامنے نہیں آسکے گی۔ حضرت ہودؑ کے اتنا سمجھانے بجھانے کے باوجود قوم عاد نے ہٹ دھرمی دکھلاتے ہوئے حضرت ہودؑ پر ایمان لانے سے اور ان کو اللہ کا پیغمبر ماننے سے انکار کردیا اور جواب دیا کہ اے ہود آپ ہمارے پاس کوئی ایسی کھلی شہادت لیکر نہیں آئے۔ اور ہم آپکے کہنے سے اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور ہم آپ پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

۵۴ حضرت ہودؑ پر آسیب کا الزام اور حضرت ہودؑ کا جواب | قوم عاد نے نہ صرف یہ کہ ایمان لانے سے انکار کیا بلکہ آگے بڑھ کر ایک الزام بھی جڑ دیا کہ یہ جو تم بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو لگتا ہے تمہارے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے اور تم آسیب زدہ ہو گئے ہو۔

حضرت ہودؑ نے جواب دیا تم کہتے ہو میرے پاس کوئی واضح شہادت نہیں ہے میں تمہارے سامنے اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں اس سے بڑی شہادت اور کیا ہوسکتی ہے کہ کائنات ہستی کے ہر گوشے میں اللہ کے جلوے موجود ہیں کوئی چیز بغیر بنائے نہیں بنی اس نے بنائی ہے۔ یہ سارا نظام خود بخود نہیں چل رہا ہے وہ اکیلا اپنی قوتوں کے ساتھ اس کارخانے کو چلا رہا ہے اور میں اسی کی بندگی کی تمہیں دعوت دے رہا ہوں اور میں بھی اسی کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ وحدہ لاشریک ہے اور تم گواہ رہو کہ میں تمہاری شرکیہ حرکات سے بیزار ہوں، اگر تم جھوٹے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ تو میں بھی اپنے سچے معبود کو نہیں چھوڑ سکتا۔

۵۵ میرا جو بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو | میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے سب کا مالک و حاکم ہے۔ تم سب مل کر جو میرے خلاف کرنا ہے کر لو اور کوئی کسر اٹھا نہ رکھو اور مجھے ذرا بھی مہلت مت دو۔

إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ

إِنِّي	تَوَكَّلْتُ	عَلَى اللَّهِ	رَبِّي	وَرَبِّكُمْ	مَا	مِنْ	دَابَّةٍ	إِلَّا	هُوَ
بیشک میں	میں نے بھروسہ کیا	اللہ پر	میرا رب	اور تمہارا رب	نہیں	کوئی	چلنے والا	مگر	وہ

میں نے اللہ پر بھروسہ کیا (جو) میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے۔ کوئی چلنے (پھرنے) والا نہیں مگر وہ

آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (٥٦) فَإِن

آخِذٌ	بِنَاصِيَتِهَا	إِنَّ	رَبِّي	عَلَىٰ	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِيمٍ	فَإِن
پکڑنے والا	اس کو چوٹی سے	بیشک	میرا رب	پر	راستہ	سیدھا	پھر اگر

اس کو چوٹی سے پکڑنے والا ہے (قبضہ میں لئے ہوئے ہے) بیشک میرا رب ہے راستہ پر سیدھے پھر اگر تم

تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ

تَوَلَّوْا	فَقَدْ + أَبْلَغْتُكُم	مَّا + أُرْسِلْتُ	بِهِ	إِلَيْكُمْ	وَيَسْتَخْلِفُ
تم روگردانی کروگے	میں نے تمہیں پہنچا دیا	جو مجھے بھیجا گیا	اسکے ساتھ	تمہاری طرف	اور قائم مقام کردیگا

روگردانی کروگے تو جس کے ساتھ مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا وہ میں تمہیں پہنچا چکا اور قائم مقام کر دے گا

رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

رَبِّي	قَوْمًا	غَيْرَكُمْ	وَلَا + تَضُرُّونَهُ	شَيْئًا	إِنَّ	رَبِّي	عَلَىٰ	كُلِّ شَيْءٍ
میرا رب	کوئی اور قوم	تمہارے سوا	اور تم نہ بگاڑ سکوگے اسکا	کچھ	بیشک	میرا رب	پر	ہر شے

میرا رب تمہارے سوا کسی اور قوم کو اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے بیشک میرا رب ہر شے پر

حَفِيظٌ (٥٧) وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

حَفِيظٌ	وَلَمَّا	جَاءَ	أَمْرُنَا	نَجَّيْنَا	هُودًا	وَالَّذِينَ	آمَنُوا	مَعَهُ
نگہبان	اور جب	آیا	ہمارا حکم	ہم نے بچا لیا	ہود ؑ	اور وہ لوگ	ایمان لائے	اسکے ساتھ

نگہبان ہے اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے ہود ؑ کو اور جو اس کی قوم اسکے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ (٥٨)

بِرَحْمَةٍ	مِّنَّا	وَنَجَّيْنَاهُم	مِّنْ	عَذَابٍ	غَلِيظٍ
رحمت سے	اپنی	اور ہم نے بچایا انہیں	سے	عذاب	سخت

سے بچا لیا۔ اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے بچا لیا۔

(۵۶) إِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۚ مَا مِنْ دَآبَّةٍ نَسَمَةٍ تَدِبُّ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۚ أَيْ مَالِكُهَا وَقَاهِرُهَا فَلَا نَفْعَ وَلَا ضَرَرَ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَخَصَّ النَّاصِيَةَ بِالذِّكْرِ لِأَنَّ مَنْ أُخِذَ بِالنَّاصِيَةِ يَكُوْنُ فِيْ غَايَةِ الذُّلِّ إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ أَيْ طَرِيْقِ الْحَقِّ وَالْعَدْلِ

(۵۶) بے شک میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں جو میرا اور تمہارا رب ہے نہیں ہے کوئی جاندار جو زمین پر چلے مگر اللہ اس پر حاکم اور غالب ہے سو نہیں ہے کوئی نفع اور نہ کوئی نقصان مگر اس کے حکم سے (خاص ناصیہ کے پکڑنے کو ذکر فرمایا حالانکہ اللہ اس کے تمام اعضاء کو پکڑنے والا اور مالک ہے اس لئے کہ جس کی پیشانی پکڑی جاتی ہے وہ نہایت ذلیل اور تابع ہوتا ہے۔ (پس ناصیہ کے ذکر میں یہ اشارہ ہے کہ تمام جاندار اللہ کے حکم کے تابع اور اسکے سامنے ذلیل اور خوار ہیں۔) بیشک میرا رب سیدھی راہ اور انصاف کی طرف بلاتا ہے۔

(۵۷) فَإِنْ تَوَلَّوْا فِيْهِ حَذْفُ إِحْدَى التَّائَيْنِ أَيْ تُعْرِضُوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ بِهٖٓ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا ۚ بِإِشْرَاكِكُمْ إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ○ رَقِيْبٌ

(۵۷) پھر اگر تم اعراض کرو اور منہ موڑو تو بیشک میں نے تم کو پہنچا دئے وہ احکام جن کے ساتھ میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں اور اللہ تمہاری جگہ کسی دوسری جماعت کو تمہارے سوا پیدا فرما دیگا اور تم ان کو اپنے شرک سے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے بیشک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے

(۵۸) وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا عَذَابُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ هِدَايَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○ شَدِيْدٍ

(۵۸) اور جب ہمارا عذاب آیا ہم نے نجات دی ہود کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے اور اس سبب سے کہ ہم نے انکو ہدایت کی اور ہم نے انکو بچایا سخت عذاب سے

تشریح

(۵۶) ہر چیز اللہ کے اختیار میں ہے | روئے زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کی چوٹی اللہ کے ہاتھ میں نہ ہو میرا بھروسہ اسی رب کائنات پر ہے جس کے یہاں نہ ظلم ہے اور نہ بے موقع انعام۔ اپنے بندوں کو نیکی کی جو راہ اس نے بتائی ہے وہ سراسر حق ہے یہ ممکن نہیں کہ تم گمراہ اور بدکار ہو کر فلاح پاؤ۔

(۵۷) میں اپنا فرض پورا کر چکا | جو میرا فرض تھا کہ اللہ کے دین کا سیدھا تمہیں بتا دوں وہ میں اپنا کام پورا کر چکا اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو تم اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو پیدا کر دیگا میرا رب ہر چیز پر نگران ہے کوئی چیز اسکی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے۔

(۵۸) آخر اللہ کے عذاب نے قوم عاد کو جا لیا | جب اتنا سمجھانے بجھانے اور صداقت کی واضح دلیلیں پیش کرنے کے باوجود قوم عاد اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی تو آخر اللہ کے عذاب نے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا آٹھ دن اور سات راتیں مسلسل آندھی کے طوفان نے ان سب کو ہلاک اور تباہ کر دیا البتہ اللہ کی رحمت سے حضرت ہود اور ان پر ایمان لانے والے محفوظ رہے جو آخر میں تقریبًا چار ہزار کی تعداد تک پہونچ گئے تھے ہوا کا طوفان اتنا شدید تھا کہ مکانوں کی چھتیں اڑ گئیں، بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ کر کہیں کے کہیں جا پڑے۔ ہوا ایسی تھی کہ انسانوں کی ناک میں داخل ہو کر نیچے سے نکلتی تھی اور پرخچے اڑا دیتی تھی۔

وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَ

وَتِلْكَ	عَادٌ	جَحَدُوْا	بِاٰيٰتِ	رَبِّهِمْ	وَعَصَوْا	رُسُلَهٗ	وَ
اور یہ	عاد	انہوں نے انکار کیا	آیتوں کا	اپنا رب	اور انہوں نے نافرمانی کی	اپنے رسول	اور

اور یہ عاد تھے اور انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور انہوں نے اپنے رسول کی نافرمانی کی اور

اتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ

اتَّبَعُوْٓا	اَمْرَ	كُلِّ	جَبَّارٍ	عَنِيْدٍ	وَاُتْبِعُوْا	فِيْ	هٰذِهِ
پیروی کی	حکم	ہر	سرکش	ضدی	اور انکے پیچھے لگادی گئی	میں	اس

ہر سرکش ضدی کی پیروی کی اور لعنت انکے پیچھے لگادی گئی اس

الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا

الدُّنْيَا	لَعْنَةً	وَّيَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	اَلَآ	اِنَّ	عَادًا	كَفَرُوْا
دنیا	لعنت	اور روز	قیامت	یادرکھو	بیشک	عاد	وہ منکر ہوئے

دُنیا میں اور روزِ قیامت ، یادرکھو! عاد اپنے رب کے منکر

رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ ع ۵

رَبَّهُمْ	اَلَا	بُعْدًا	لِّعَادٍ	قَوْمِ + هُوْدٍ	وَاِلٰى	ثَمُوْدَ
اپنا رب	یادرکھو	پھٹکار	عاد کے لئے	ہودؑ کی قوم	اور طرف	ثمود

ہوئے۔ یادرکھو! ہودؑ کی قوم عاد پر پھٹکار ہے۔ اور ثمود کی طرف

اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

اَخَاهُمْ	صٰلِحًا	قَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	مَا
ان کا بھائی	صالحؑ	اس نے کہا	اے میری قوم	عبادت کرو	اللہ	نہیں

ان کے بھائی صالحؑ کو (بھیجا) اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ

لَكُمْ	مِّنْ	اِلٰهٍ	غَيْرُهٗ	هُوَ	اَنْشَاَكُمْ	مِّنَ
تمہارے لئے	کوئی	معبود	اس کے سوا	وہ۔اس	پیدا کیا تمہیں	سے

سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اس نے تمہیں زمین سے

الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا

الْاَرْضِ	وَ	اسْتَعْمَرَكُمْ	فِیْهَا	فَاسْتَغْفِرُوْهُ	ثُمَّ	تُوْبُوْٓا
زمین	اور	بسایا تمہیں	اس میں	سو اس سے بخشش مانگو	پھر	رجوع (توبہ) کرو

پیدا کیا اور تمہیں اس میں بسایا پس اس سے بخشش مانگو پھر اس سے توبہ کرو

اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾

اِلَیْهِ	اِنَّ	رَبِّیْ	قَرِیْبٌ	مُّجِیْبٌ	
اس کی طرف	بیشک	میرا رب	نزدیک	قبول کرنے والا	

بیشک میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا ہے۔

(٥٩) وَتِلْكَ عَادٌ اِشَارَةٌ اِلٰى اٰثَارِهِمْ
اَیْ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ وَانْظُرُوْا اِلَیْهَا
ثُمَّ وَصَفَ اَحْوَالَهُمْ فَقَالَ
جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا
رُسُلَهٗ جَمِیْعَ لِاَنَّ مَنْ عَصٰی
رَسُوْلًا عَصٰی جَمِیْعَ الرُّسُلِ لِاشْتِرَاكِهِمْ
فِیْ اَصْلِ مَا جَآءُوْا بِهٖ وَهُوَ التَّوْحِیْدُ
وَاتَّبَعُوْٓا اَیِ السَّفَلَةُ اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ
عَنِیْدٍ ○ مُعَانِدٍ مُعَارِضٍ لِلْحَقِّ مِنْ
رُؤَسَآئِهِمْ
(٦٠) وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً
مِّنَ النَّاسِ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَعْنَةً
عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ اَلَآ اِنَّ عَادًا
كَفَرُوْا جَحَدُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا
مِّنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ لِعَادٍ قَوْمِ
هُوْدٍ ○
(٦١) وَاَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ مِنَ الْقَبِیْلَةِ
صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
وَحِّدُوْهُ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ
هُوَ اَنْشَاَكُمْ اِبْتَدَاَ خَلْقَكُمْ مِّنَ

(٥٩) اور یہ نشان قوم عاد کے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ تم لوگ
زمین چلو پھرو اور عاد کی نشانیوں کو دیکھو۔ پھر اللہ نے
ان کے حالات بیان فرمائے پس فرمایا،
کہ قوم عاد نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اللہ
کے پیغمبروں کی نافرمانی کی (عاد کی طرف نسبت فرمایا بہت
سے پیغمبروں کی نافرمانی کو حالانکہ انہوں نے صرف اپنے
پیغمبر ہود کی نافرمانی کی تھی اسلئے کہ جس نے ایک پیغمبر کی نافرمانی
کی گویا اس نے تمام پیغمبروں کی نافرمانی کی کیونکہ تمام پیغمبر اصل دین یعنی توحید
میں شریک ہیں۔ اور انکے کمینوں رذیلوں نے پیروی کی ہر ایک متکبر سرکش
حق سے عناد اور مقابلہ کرنے والے کی یعنی رئیسوں کی۔
(٦٠) اور ان پر لعنت ہوئی تمام آدمیوں کی اس دنیا میں اور قیامت کو
ان پر تمام مخلوق کے روبرو لعنت ہوگی آگاہ رہو بیشک عاد نے
اپنے رب کا انکار اور کفر کیا آگاہ رہو اللہ کی رحمت سے دوری
ہے عاد کو جو ہود کی قوم ہے۔

(٦١) وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ الخ اور ہم نے بھیجا ثمود کی طرف ان کے بھائی
صالح کو جو ان کے قبیلہ سے تھا اس نے کہا اے میری قوم!
اللہ کو واحد جانو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں اس نے

الْأَرْضِ بِخَلْقِ أَبِيكُمْ آدَمَ مِنْهَا وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا جَعَلَكُمْ عُمَّارًا تَسْكُنُونَ بِهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ مِنَ الشِّرْكِ ثُمَّ تُوبُوا ارْجِعُوا إِلَيْهِ بِالطَّاعَةِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مِنْ خَلْقِهِ بِعِلْمِهِ مُجِيبٌ ○ لِمَنْ سَأَلَهُ

تم کو اول مرتبہ زمین سے پیدا کیا ساتھ پیدا کرنے تمہارے باپ آدم کے زمین سے اور تم کو زمین میں آباد کیا کہ تم اس میں رہتے ہو سو بخشش چاہو اللہ سے اپنے شرک کی پھر رجوع کرو اسکی طرف ساتھ بندگی کے بلاشبہ میرا رب نزدیک ہے اپنی مخلوق سے باعتبار علم کے دعا قبول کرنے والا ہے اسکی جو اس سے سوال کرے۔

تشریح

(۵۹) قوم عاد عبرت کا ایک نمونہ | یہ تھے عاد اولیٰ حضرت ہود ؑ کی قوم جنھوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا انکار کیا۔ ہر زمانے میں اللہ کے رسول توحید کی دعوت دیتے رہے۔ حضرت ہود ؑ نے بھی انکو توحید کی طرف بلایا مگر انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا ہر دشمن حق جبار و ظالم کے پیچھے لگے رہے۔

(۶۰) دونوں جہان کی لعنت قوم عاد پر | اللہ کے نبی کی بات نہ مانی آخر اس دنیا میں بھی ان پر پھٹکار پڑی اور قیامت کے دن بھی پکار کر کہا جائے گا کہ قوم عاد نے حق سے روگردانی کی اور دور پھینک دیئے گئے۔ یہ ہے لعنت زدہ عاد، ہود کی قوم کے لوگ جن کا ذکر آج بھی دنیا کی قوموں کے لئے درس عبرت ہے۔ آخر آدمی دیکھ کر کیوں نہیں دیکھتا، سن کر کیوں نہیں سنتا اور سمجھ کر کیوں نہیں سمجھتا اس کی عقل پر پتھر کیوں پڑ جاتے ہیں۔

(۶۱) قوم ثمود کے لئے حضرت ہود ؑ کو نبی بنانا اور ان کی دعوت | قوم ثمود کا علاقہ مدینے اور تبوک کے درمیان پڑتا ہے جس کو مدائن صالح کہتے ہیں (پارہ ۸ سورۂ اعراف آیت ۷۳ میں اس کا تذکرہ آچکا ہے۔) قوم ثمود بھی شرک میں مبتلا تھی اللہ تعالےٰ نے ان کی رہبری کے لئے انہی کی قوم میں سے حضرت صالح ؑ کو اپنا نبی مقرر فرمایا۔

اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو شریک کرنے والوں میں ہمیشہ سے یہ غلط فہمی رہی ہے کہ سپر پاور تو ایک ہے جس کے مختلف نام ہیں مگر اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور اس تک اپنی درخواست اور حاجتیں پہنچانے کے لئے ہمیں اسی طرح (——— (Through Proper Channel) ———) چلنا پڑیگا جس طرح دنیا کے بادشاہوں اور حاکموں تک رسائی کے لئے پہلے ان کے مقربین تک پہنچنا پڑتا ہے۔ اور پھر ان کے ذریعے اور ان کی سفارش سے درخواست منظور ہوتی ہے۔ حضرت صالح ؑ نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے ہوئے دو لفظوں میں یہ بات سمجھادی کہ میرا رب جس کی طرف میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں وہ تم سے اور ہم سے انتہائی نزدیک ہے اس تک پہونچنے کے لئے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ براہ راست ہر ایک کی دعاؤں کا جواب دینے والا اور ان کی حاجت روائی کرنے والا ہے۔ جب وہ قریب بھی ہے اور مجیب بھی ہے تو اس تک پہونچنے کے لئے کسی واسطے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر یہ کہ وہ ہر ایک چیز کا خالق ہے اس نے پہلے تمہارے باپ آدم ؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور پھر زمین سے پیدا ہونیوالی چیزوں سے وہ مادہ بنایا جو آدمی کی پیدائش کا ذریعہ بنتا ہے۔ پھر اُس کے پیدا کرنے کے بعد تمہاری بقا کا سامان کیا تمہیں، یہاں آباد کرنے کی تدبیریں بتائیں جب وہ ایسا منعم اور محسن ہے تو چاہیئے کہ آدمی اسی کی طرف ایمان و اطاعت کے ساتھ رجوع کرے۔ جو کچھ پہلے ہو چکا ہے توبہ کرے معافی چاہے اور اپنے رب کی طرف پلٹ آئے۔

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ

قَالُوْا	يٰصٰلِحُ	قَدْ كُنْتَ	فِيْنَا	مَرْجُوًّا	قَبْلَ ۔ هٰذَآ
وہ بولے	اے صالح	تو تھا	ہم میں (ہمارے درمیان)	مرکز امید	اس سے قبل

وہ بولے اے صالح ! تو ہمارے درمیان اس سے قبل مرکز امید تھا (تجھ سے بڑی امیدیں تھیں)

اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ

اَتَنْهٰنَآ	اَنْ + نَّعْبُدَ	مَا يَعْبُدُ	اٰبَآؤُنَا	وَاِنَّنَا	لَفِيْ + شَكٍّ
کیا تو ہمیں منع کرتا ہے	کہ ہم پرستش کریں	اسے جس کی پرستش کرتے تھے	ہمارے باپ دادا	اور بیشک ہم	شک میں ہیں

کیا تو ہمیں منع کرتا ہے کہ ہم اس کی پرستش کریں جن کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے تھے ۔ اور جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے

مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾

مِّمَّا	تَدْعُوْنَآ	اِلَيْهِ	مُرِيْبٍ	
اس سے جو	تو ہمیں بلاتا ہے	اسکی طرف	قوی شبہ میں	

اس میں ہم قوی شبہ میں ہیں۔

﴿۶۲﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا نرجو!
اَنْ تَكُوْنَ سَيِّدًا قَبْلَ هٰذَآ الَّذِيْ
صَدَرَ مِنْكَ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا
يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا مِنَ الْاَوْثَانِ وَ
اِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ
اِلَيْهِ مِنَ التَّوْحِيْدِ مُرِيْبٍ ○ مُوْقِعٍ فِي الرَّيْبِ.

﴿۶۲﴾ وہ بولے اے صالح بے شک ان باتوں سے پہلے جو تجھ سے ظاہر ہوئیں ہم امید کرتے تھے کہ تو سردار ہوگا کیا تو ہم کو منع کرتا ہے اس سے کہ ہم پوجیں ان بتوں کو جنکو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے اور بے شک ہم شک میں ہیں توحید سے کہ جس کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہم کو اس میں نہایت تردد ہے ۔

تشریح

قوم صالح کا جواب کہ جو پہلے سے ہوتا آرہا ہے اسکو بدلا نہیں جاسکتا حضرت صالح م کی دعوت بڑی مدلل تھی کہ جب اللہ ہی خالق و مالک ہے وہ اپنی مخلوق سے قریب اور ان کا حاجت روا ہے تو فرضی ہستیوں کو اس کی خدائی میں شریک کرنا یا ان کو وسیلہ یا ذریعہ بنانا ایک بے معنیٰ بات ہے ۔ دوسرے یہ کہ جس نے انسان کو پیدا کیا اور زندگی کے سامان عطا کئے اس کے بتائے ہوے طریقے پر چلنا جو مکمل علم رکھتا ہے یہی سمجھداری کی بات ہے ۔ اس معقول دعوت کے جواب میں قوم صالح کا جواب بڑا کھوکھلا تھا کہ چونکہ پہلے سے ہمارے باپ دادا یہی کرتے آرہے ہیں اسلئے ہم اس طریقے کو چھوڑ نہیں سکتے ۔ ہمیں تو یہ امید تھی کہ تم اپنے باپ دادا کا نام روشن کروگے اور ان کے طریقے کو آگے بڑھاؤگے مگر تم نے تو ان کے طریقوں کی مخالفت کرکے ہمیں بڑی الجھن میں ڈال دیا ہے ۔ تم تو باپ دادا کی راہ روشن کرنے کی بجائے اس کو مٹانے میں لگ گئے ہو۔

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ

مِّنْ	بَیِّنَةٍ	عَلٰى	كُنْتُ	اِنْ	اَرَءَیْتُمْ	یٰقَوْمِ	قَالَ
سے	روشن دلیل	پر	میں ہوں	اگر	کیا دیکھتے ہو تم	اے میری قوم	اس نے کہا

اس نے کہا اے میری قوم! تم کیا دیکھتے ہو (بھلا دیکھو تو) اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل

رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ

مِنَ اللّٰهِ	یَّنْصُرُنِیْ	فَمَنْ	رَحْمَةً	مِنْهُ	وَاٰتٰىنِیْ	رَّبِّیْ
اللہ سے	میری مدد کریگا (بچائیگا)	تو کون	رحمت	اپنی طرف سے	اور اس نے مجھے دی	اپنا رب

پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے رحمت دی ہے تو اگر میں اس کی نافرمانی کروں مجھے اللہ

اِنْ عَصَیْتُهٗ قف فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ﴿۶۳﴾

تَخْسِیْرٍ	غَیْرَ	تَزِیْدُوْنَنِیْ	فَمَا	عَصَیْتُهٗ	اِنْ
نقصان	سوائے	تم میرے لئے بڑھاتے	تو نہیں	میں نافرمانی کروں	اگر

سے کون بچائے گا؟ تم میرے لئے نقصان کے سوا کچھ نہیں بڑھاتے

(۶۳) قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ بیان مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً نبوۃ فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ یمنعنی مِنَ اللّٰهِ ای عذابہ اِنْ عَصَیْتُهٗ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ بامرکم لی بذلک غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ○ تضلیل۔

(۶۳) صالح نے کہا اے میری قوم مجھ کو بتلاؤ اگر مجھ کو میرے رب کی طرف سے دلیل روشن ملی ہو اور اس نے مجھ کو اپنے فضل سے نبوت عطا فرمائی تو اگر پھر بھی میں اس کی نافرمانی کروں تو اسکے عذاب سے مجھ کو کون بچاوے گا اور کون میری مدد کرے گا۔ سو تم لوگ جو مجھ کو اسکی نافرمانی کا امر کرتے ہو مجھ کو محض گمراہ کرنا اور ٹوٹے میں ڈالنا چاہتے ہو جس قدر تمہارے امر کی فرماں برداری کرونگا اسی قدر زیادہ گمراہ ہونگا اور نقصان اٹھاؤنگا۔

تشریح

(۶۳) **تمہارے کہنے سے میں اللہ کے روشن راستے کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں** حضرت صالح ؑ نے اپنی قوم ثمود کو جواب دیا کہ یہ اللہ کا روشن راستہ جو میں نے خوب سوچ سمجھ کر اختیار کیا ہے اور پھر اللہ نے مجھے اپنی رحمت عظیمہ سے پیغمبری کے منصب کی ذمہ داری عطا کی۔ اگر میں تمہارے کہنے سے اس راستے کو چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کر لوں اور اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے اس کی پکڑ سے کون بچائے گا بلکہ تمہاری وجہ سے میرا جرم اور بڑھ جائے گا کہ میں نے تم کو سیدھا راستہ بتانے کے بجائے خود بھی گمراہ ہوا اور تمہیں بھی گمراہی میں ڈالا۔ مجھے اپنے فرائض سے رک جانے کا مشورہ دیکر تم میری خیرخواہی نہیں کر رہے ہو بلکہ الٹا مجھے خسارے میں ڈال رہے ہو۔

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ

فِيْٓ	تَاْكُلْ	فَذَرُوْهَا	اٰيَةً	لَكُمْ	نَاقَةُ + اللّٰهِ	هٰذِهٖ	وَيٰقَوْمِ
میں	کھائے	پس اسکو چھوڑ دو	نشانی	تمہارے لئے	اللہ کی اونٹنی	یہ	اور اے میری قوم

اور اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی پس اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں

اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾

قَرِيْبٌ	عَذَابٌ	فَيَاْخُذَكُمْ	بِسُوْٓءٍ	وَلَا تَمَسُّوْهَا	اَرْضِ + اللّٰهِ
قریب (بہت جلد)	عذاب	پس تمہیں پکڑ لے گا	برائی سے	اور اس کو نہ چھوؤ	اللہ کی زمین

کھاتی (پھرے) اور اس کو نہ چھوؤ (نہ پہنچاؤ) کوئی برائی (نقصان) پس تمہیں بہت جلد عذاب پکڑ لے گا۔

۶۴ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ
اٰيَةً حَالٌ عَامِلُهُ الْاِشَارَةُ
فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ
اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ
عَقْرٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ
قَرِيْبٌ ۝ اِنْ عَقَرْتُمُوْهَا

۶۴ اور اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی پس چھوڑ دو اس کو کہ چرے اللہ کی زمین میں اور اس کے ساتھ کسی قسم کی برائی سے پیش نہ آؤ اس کے پیر کاٹ کر اسکو قتل نہ کرو اگر اس کے پیر کاٹو گے تو تم پر بہت جلد عذاب آجاوے گا۔

تشریح

۶۴ اللہ کی نشانی حضرت صالح ؑ کی اونٹنی | جیسا کہ پہلے سورۂ اعراف میں گذر چکا ہے قوم ثمود کا مطالبہ حضرت صالح ؑ سے یہ تھا کہ ہمیں کوئی ایسا معجزہ دکھاؤ جس سے ہمیں تسلی ہو جائے کہ تم واقعی اللہ کے نبی ہو۔ حضرت صالح ؑ نے ان کے مطالبے پر اللہ کے حکم سے یہ معجزہ دکھایا کہ ایک پتھر کی چٹان پھٹی اور اس میں سے ایک صحیح سالم تندرست اونٹنی باہر نکل آئی حضرت صالح ؑ نے کہا کہ دیکھو یہ اللہ کی اونٹنی ہے یہ آزادانہ تمہاری زمین میں چرتی پھرے گی ایک دن یہ اکیلی پانی پئے گی اور دوسرے دن پوری قوم کے جانور پئیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک کے موقع پر مدائن صالح سے گذرے تھے تو آپ نے ایک جگہ ایک کنوئیں کی نشاندہی کر کے بتایا تھا کہ یہی وہ کنواں ہے جس سے حضرت صالح ؑ کی اونٹنی پانی پیتی تھی اور ایک پہاڑی درے کے بارے میں آپ نے بتایا تھا کہ اسی درے سے وہ اونٹنی پانی پینے کے لئے آتی تھی آپ نے اس موقع پر مسلمانوں کو جمع کر کے ایک تقریر بھی فرمائی تھی جس میں قوم ثمود کے انجام پر عبرت دلائی تھی۔

حضرت صالح ؑ نے بتا دیا تھا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے اگر تم نے اسے ہاتھ لگایا تو اللہ کا عذاب تم پر ٹوٹ پڑیگا اس اونٹنی کے آزادانہ چرنے پھرنے کو اور اس بات کو کہ ایک دن وہ تنہا پانی پئے اور دوسرے دن ان کے سب جانور پئیں با دل ناخواستہ برداشت کرتے رہے۔

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾

فَعَقَرُوْهَا	فَقَالَ	تَمَتَّعُوْا	فِيْ	دَارِكُمْ	ثَلٰثَةَ	اَيَّامٍ	ذٰلِكَ	وَعْدٌ	غَيْرُ مَكْذُوْبٍ
انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ دیں	اس نے کہا	برت لو	میں	اپنے گھر	تین	دن	یہ	وعدہ	نہ جھوٹا ہونے والا

پھر انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ دیں تو اس (صالح ؑ) نے کہا، تم اپنے گھروں میں برت لو تین دن اور یہ جھوٹا نہ ہونے والا وعدہ ہے (پورا ہو کر رہے گا)

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ

فَلَمَّا	جَآءَ	اَمْرُنَا	نَجَّيْنَا	صٰلِحًا	وَّالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَهٗ	بِرَحْمَةٍ مِّنَّا	وَمِنْ خِزْيِ
پھر جب	آیا	ہمارا حکم	ہم نے بچا لیا	صالح ؑ	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اسکے ساتھ	اپنی رحمت سے	اور رسوائی سے

پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے صالح ؑ کو بچا لیا اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت (کے ذریعہ) اور اس دن کی

يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾

يَوْمِئِذٍ	اِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ	الْقَوِيُّ	الْعَزِيْزُ	
اس دن کی	بیشک	تمہارا رب	وہ	قوی	غالب	

رسوائی سے، بیشک تمہارا رب قوی، غالب ہے۔

(۶۵) فَعَقَرُوْهَا عَقَرَهَا قُدَارٌ بِاَمْرِهِمْ فَقَالَ صَالِحٌ تَمَتَّعُوْا عِيْشُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ثُمَّ تُهْلَكُوْنَ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ○ فِيْهِ

(۶۶) فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا بِاِهْلَاكِهِمْ نَجَّيْنَا صَالِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَهُمْ اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُمْ مِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ بِكَسْرِ الْمِيْمِ اِعْرَابًا وَفَتْحِهَا بِنَاءً لِاِضَافَتِهِ اِلٰى مَبْنِيٍّ وَهُوَ الْاَكْثَرُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ○ الْغَالِبُ

(۶۵) سو انہوں نے اس کے پیر کاٹے یعنی ایک شخص قدار نام نے اس قوم کے کہنے سے اونٹنی کے پیر کاٹ ڈالے پس صالح نے فرمایا زندہ رہو تم اپنے گھروں میں تین دن پھر تم ہلاک کر دیے جاؤ گے یہ وعدہ سچا ہے

(۶۶) پس جب ہمارا حکم ان کے ہلاک کرنے کے بارہ میں آیا ہم نے نجات دی اپنی رحمت سے صالح ؑ کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے وہ چار ہزار آدمی تھے اور ہم نے انکو بچایا اس دن کی رسوائی سے۔ بیشک تیرا رب ہے قوت والا غالب۔

تشریح

(۶۵) اونٹنی کا قتل اور حضرت صالح ؑ کی تنبیہ | جس اونٹنی کی پیدائش قوم ثمود کی فرمائش پر بطور معجزہ ہوئی تھی اور حضرت صالح ؑ نے کہہ دیا تھا کہ اس اونٹنی سے تعارض مت کرنا ورنہ اللہ کے عذاب کی پکڑ میں آجاؤ گے اس کے باوجود قوم ثمود نے یہ حرکت کی کہ اونٹنی کو قتل کر دیا۔ حضرت صالح ؑ نے خبردار کیا کہ بس اب تین دن اپنے گھروں میں رہ لو اللہ کی طرف سے یہ آخری میعاد ہے جو جھوٹی نہ ہوگی۔

(۶۶) قوم ثمود پر اللہ کا عذاب | آخر اللہ کے عذاب کا وقت آگیا اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے عذاب کے دن کی رسوائی سے محفوظ رکھا اور وہ بستی چھوڑ کر ایک پہاڑ میں چلے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام والے پہاڑ کوہ طور کے قریب ہی ایک پہاڑی ہے جس کا نام آپ کے ہی نام پر بنی صالح پہاڑی ہے وہاں آپ اور آپ کے پیروکار مقیم رہے۔

وَ اَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ

وَ اَخَذَ	الَّذِیْنَ	ظَلَمُوْا	الصَّیْحَةُ	فَاَصْبَحُوْا	فِیْ
اور آ پکڑا	وہ جو	انہوں نے ظلم کیا (ظالم)	چنگھاڑ	پس انہوں نے صبح کی	میں

اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آ پکڑا۔ پس انہوں نے صبح کی (صبح کے وقت)

دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاْ

دِیَارِهِمْ	جٰثِمِیْنَ	كَاَنْ	لَّمْ یَغْنَوْا	فِیْهَا	اَلَآ	اِنَّ	ثَمُوْدَ
اپنے گھر	اوندھے پڑے رہ گئے	گویا	نہ بسے تھے	یہاں	یاد رکھو	بیشک	ثمود

اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے، گویا وہ کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے یاد رکھو بیشک قوم ثمود

ع

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾

كَفَرُوْا	رَبَّهُمْ	اَلَا	بُعْدًا	لِّثَمُوْدَ	
منکر ہوئے	اپنے رب کے	یاد رکھو	پھٹکار	ثمود پر	

ع ۶ ۸ ۶

اپنے رب کے منکر ہوئے۔ یاد رکھو ثمود پر پھٹکار ہے۔

﴿۶۷﴾ وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ○ بَارِكِیْنَ عَلَى الرُّكَبِ مَیِّتِیْنَ۔

﴿۶۷﴾ اور پکڑا ان ظالموں کو ایک آواز سخت نے آسمان سے سو ہو گئے وہ اپنے گھروں میں مردہ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے

﴿۶۸﴾ كَاَنْ مُخَفَّفَةٌ وَاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ كَاَنَّهُمْ لَمْ یَغْنَوْا اَیْ یُقِیْمُوْا فِیْهَا اَیْ فِیْ دَارِهِمْ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ○ بِالصَّرْفِ وَتَرْكِهٖ عَلَى مَعْنَى الْحَیِّ وَالْقَبِیْلَةِ

﴿۶۸﴾ گویا کہ وہ اپنے گھروں میں کبھی آباد نہ ہوئے تھے۔ خبردار بیشک ثمود نے کفر کیا اپنے رب کا خبردار دوری ہے اللہ کی رحمت سے قوم ثمود کو۔

تشریح

﴿۶۷﴾ قوم ثمود پر عذاب کی نوعیت | قوم ثمود پر کس طرح کا عذاب آیا وہ یہ کہ ایک سخت دھماکے یا چنگھاڑ نے ان کو دھر لیا اور وہ اپنی بستیوں میں اوندھے منہ پڑے کے پڑے رہ گئے۔

﴿۶۸﴾ نافرمان قوم ثمود کا انجام | یہ قوم ثمود اپنی ہنرمندی اور پہاڑوں کو تراش کر مکان بنانے میں کمال رکھتی تھی جس کے نمونے آج بھی مدائن صالح کے کھنڈرات میں دیکھے جا سکتے ہیں ان کی بستی کی بستیاں ایسی ہو گئیں جیسے وہاں کبھی کوئی آبادی تھی ہی نہیں۔ بے نام ونشان یہ قوم ـــــ سنو انہوں نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ پھٹکار ہے ثمود پر۔ چشم بینا کے لئے عبرت کے یہ نمونے سبق حاصل کرنے کے لئے کافی ہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ

وَلَقَدْ	جَآءَتْ	رُسُلُنَآ	اِبْرٰهِيْمَ	بِالْبُشْرٰى	قَالُوْا	سَلٰمًا	قَالَ	سَلٰمٌ
اور البتہ	آئے	ہمارے فرشتے	ابراہیم ؑ	خوشخبری لیکر	وہ بولے	سلام	اس نے کہا	سلام

اور ہمارے فرشتے البتہ ابراہیم ؑ کے پاس خوش خبری لے کر آئے ، وہ سلام بولے اس (ابراہیم ؑ) نے سلام کہا

فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ

فَمَا ۔ لَبِثَ	اَنْ	جَآءَ + بِعِجْلٍ	حَنِيْذٍ	فَلَمَّا	رَآ + اَيْدِيَهُمْ	لَا تَصِلُ
پھر اس نے دیر نہ کی	کہ	ایک بچھڑا لے آیا	بھنا ہوا ۔	پھر جب	اس نے دیکھے انکے ہاتھ	نہیں پہنچتے

پھر اس نے دیر نہ کی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا ۔ پھر جب اس (ابراہیم ؑ) نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف

اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ

اِلَيْهِ	نَكِرَهُمْ	وَاَوْجَسَ	مِنْهُمْ	خِيْفَةً	قَالُوْا	لَا تَخَفْ	اِنَّآ
اسکی طرف	وہ ان سے ڈرا	اور محسوس کیا	ان سے	خوف	وہ بولے	ڈرو مت	بیشک ہم

نہیں پہونچتے تو وہ ان سے ڈرا اور دل میں ان سے خوف محسوس کیا وہ بولے ڈرو مت بیشک ہم

اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٠﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

اُرْسِلْنَآ	اِلٰى	قَوْمِ	لُوْطٍ	وَامْرَاَتُهٗ	قَآئِمَةٌ	فَضَحِكَتْ	فَبَشَّرْنٰهَا
بھیجے گئے ہیں	طرف	قوم	لوط	اور اس کی بیوی	کھڑی ہوئی	تو وہ ہنس پڑی	سو ہم نے اسے خوشخبری دی

قوم لوط ؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں ۔ اور اس کی بیوی کھڑی ہوئی تھی تو وہ ہنس پڑی سو ہم نے اسے خوشخبری

بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿٧١﴾

بِاِسْحٰقَ	وَمِنْ + وَّرَآءِ	اِسْحٰقَ	يَعْقُوْبَ	
اسحق ؑ کی	اور بعد	اسحق ؑ	یعقوب ؑ	

دی اسحق ؑ اور اسحق ؑ کے بعد یعقوب ؑ کی۔

﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى
اَىْ بِاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ بَعْدَهٗ قَالُوْا سَلٰمًا
مَصْدَرٌ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ فَمَا لَبِثَ
اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ○ مَشْوِیٌّ
﴿٧٠﴾ فَلَمَّا رَاٰى اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ

﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى الخ
اور بلاشبہ آئے ہمارے پیغامبر ابراہیم ؑ کے پاس اسحق ؑ کی خوشخبری
لیکر اور اسحاق کے بعد یعقوب ؑ کے پیدا ہونے کی خوش خبری سنانے کو
فرشتوں نے آکر ابراہیم کو سلام کیا ابراہیم ؑ نے جواب دیا کہ تم پر سلام ہو۔ سو نہ دیر کی ابراہیم ؑ نے کہ
﴿٧٠﴾ پس جب ابراہیم ؑ نے دیکھا کہ انکے ہاتھ اس کی طرف نہیں جھکتے اُن کو

نَكِرَهُمْ بِمَعْنٰى اَنْكَرَهُمْ فَاَوْجَسَ
اَضْمَرَ فِيْ نَفْسِهٖ مِنْهُمْ خِيْفَةً خَوْفًا
قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى
قَوْمِ لُوْطٍ ○ لِنُهْلِكَهُمْ

اور پرا سمجھا اور اپنے دل میں ان سے ڈرا وہ بولے کہ تو خوف نہ کر بیشک ہم بھیجے گئے ہیں قوم لوط کے ہلاک کرنے کو۔

(٧١) وَامْرَاَتُهٗ اَيْ اِبْرَاهِيْمَ سَارَةُ قَآئِمَةٌ
تَخْدِمُهُمْ فَضَحِكَتْ اِسْتِبْشَارًا
بِهَلَاكِهِمْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ
وَّرَآءِ بَعْدِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ○
وَلَدُهٗ تَعِيْشُ اِلٰى اَنْ تَرَاهُ

(۷۱) اور ابراہیمؑ کی بیوی سارا کھڑی ہوئی خدمت کر رہی تھی وہ قوم لوط کی ہلاک کی خوشخبری سنکر ہنسی پس ہم نے بشارت دی اس کو ساتھ پیدا ہونے اسحاق کے اور اسحاق کے بعد یعقوب کے پیدا ہونے کی جو بیٹا ہے اسحٰق کا یعنی سارہ اتنی مدت زندہ رہیں کہ یعقوب اپنے پوتے کو دیکھے۔

تشریح

(۶۹) حضرت لوطؑ کے واقعہ کی تمہید حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ | اس سورۃ یعنی سورۂ ہود میں جو واقعات بیان ہو رہے ہیں وہ اسی ترتیب کے مطابق ہیں جو سورۂ اعراف میں گذر چکی ہے۔ البتہ قوم لوط کے واقعہ سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ بطور تمہید کے بیان کیا گیا ہے۔ حضرت لوط حضرت ابراہیم کے بھتیجے ہیں اور ان کے ساتھ ہی عراق سے ہجرت کر کے آئے تھے ——— حضرت ابراہیمؑ نے قوم لوط کی ہلاکت کے سلسلے میں فرشتوں سے گفتگو بھی کی جس کا بیان آگے کی آیتوں میں آرہا ہے ——— واقعہ یہ پیش آیا کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس فرشتے انسانی شکل میں حسین وجمیل نوجوانوں کی صورت میں آئے۔ حضرت ابراہیم نے یہ سمجھ کر کہ یہ نووارد مہمان ہیں مہمان نوازی کا انتظام کیا اور ان کے سامنے بھنا ہوا بچھڑا پیش کیا۔ حاضری کے وقت فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم خوش خبری لیکر آئے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے ان کے سلام کا جواب دیا۔

(۷۰) فرشتوں کا نہ کھانا اور حضرت ابراہیمؑ کا خوف | حضرت ابراہیمؑ نے اُن کے سامنے کھانا رکھا لیکن ان کے ہاتھ کھانے کے لئے آگے نہیں بڑھے۔ حضرت ابراہیم سمجھ گئے کہ یہ انسانی شکل میں فرشتے ہیں۔ ان کے اس طرح غیر معمولی طریقے پر آنے سے وہ کچھ دہشت زدہ ہوئے۔ فرشتوں نے کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں، ہمیں قومِ لوط کی طرف بھیجا گیا ہے۔

(۷۱) حضرت سارہ کو حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کی بشارت | اللہ تعالٰی نے حضرت ابراہیم کی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ کو حضرت اسماعیل عطا کئے تھے جو ذبیح اللہ ہوئے۔ حضرت سارہ کے اس وقت تک کوئی اولاد نہ تھی ایک روایت کے مطابق حضرت سارہ کی عمر تقریباً نوّے (۹۰) سال تھی اور حضرت ابراہیم بھی سو سال کی عمر کو پہنچ رہے تھے ۔ حضرت سارہ اس وقت وہیں کھڑی ہوئی تھیں۔ فرشتوں کی بات سن کر ان کو بھی تسلی ہو گئی تھی اور وہ مسکرا رہی تھیں کہ فرشتوں نے ان کو خوشخبری دی کہ ان کے ایک بیٹا پیدا ہو گا جس کا نام اسحاق ہو گا۔ اور بیٹا ہی نہیں بلکہ پوتا بھی ہو گا جس کا نام یعقوب ہو گا اور یہ دونوں اللہ کے عالی قدر پیغمبر ہوں گے۔

بحالتِ پیری بیٹے اور پوتے کی خوشخبری بڑی حیران کُن تھی۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ

قَالَتْ	يٰوَيْلَتٰى	ءَاَلِدُ	وَاَنَا	عَجُوْزٌ	وَّهٰذَا	بَعْلِىْ	شَيْخًا	اِنَّ
وہ بولی	اے خرابی (اے ہے)	کیا میرے بچہ ہوگا	حالانکہ میں	بڑھیا	اور یہ	میرا خاوند	بوڑھا	بیشک

وہ بولی، اے ہے، کیا میرے بچہ ہوگا ؟ حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا ہے بیشک یہ

هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ

هٰذَا	لَشَيْءٌ	عَجِيْبٌ	قَالُوْٓا	اَتَعْجَبِيْنَ	مِنْ	اَمْرِ اللّٰهِ	رَحْمَتُ
یہ	ایک چیز (بات)	عجیب	وہ بولے	کیا تو تعجب کرتی ہے	سے	اللہ کا حکم	رحمت

ایک عجیب بات ہے - وہ بولے کیا تو اللہ کے حکم سے (اللہ کی قدرت پر) تعجب کرتی ہو ؟ تم پر اللہ

اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿٧٣﴾

اللّٰهِ	وَبَرَكٰتُهٗ	عَلَيْكُمْ	اَهْلَ ۔ الْبَيْتِ	اِنَّهٗ	حَمِيْدٌ	مَّجِيْدٌ
اللہ	اور اس کی برکتیں	تم پر	اے گھر والو	بیشک وہ	خوبیوں والا	بزرگی والا

کی رحمت اور اس کی برکتیں اے گھر والو! بیشک وہ خوبیوں والا، بزرگی والا ہے

(٧٢) قَالَتْ يَاوَيْلَتٰى كَلِمَةٌ تُقَالُ عِنْدَ اَمْرٍ عَظِيْمٍ وَالْاَلِفُ مُبْدَلَةٌ مِنْ يَاءِ الْاِضَافَةِ ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ لِيْ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ سَنَةً وَهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا لَهٗ مِائَةٌ وَعِشْرُوْنَ سَنَةً وَنَصْبُهٗ عَلَى الْحَالِ وَالْعَامِلُ فِيْهِ مَا فِيْ ذَا مِنَ الْاِشَارَةِ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ○ اَنْ يُّوْلَدَ وَلَدٌ لِهَرِمَيْنِ

(٧٢) وہ کہنے لگی اے خرابی میری (یہ کلمہ بڑے امر کے ظاہر ہونے کے وقت بولا جاتا ہے اس کا الف یائے اضافت سے بدلا ہوا ہے) کیا بڑھیا ننانوے ۹۹ برس کی ہوکر بچہ جنوں گی اور یہ خاوند میرا ابراہیم بوڑھا ایک سو بیس ۱۲۰ برس کا ہے بے شک یہ ایک چیز عجیب ہے کہ بوڑھے اور بڑھیا کے بچہ پیدا ہو۔

(٧٣) قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ قُدْرَتِهٖ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ بَيْتِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَحْمُوْدٌ مَجِيْدٌ ○ كَرِيْمٌ

(٧٣) فرشتوں نے کہا کیا تو اے سارہ اللہ کی قدرت سے تعجب کرتی ہے تم پر اے ابراہیم کے گھر والو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں بیشک اللہ لائق حمد بزرگی والا ہے۔

تشریح

(٧٢) حضرت سارہ کی حیرت انگیز فرحت | ظاہر ہے یہ بشارت بڑی حیرت انگیز تھی۔ حضرت سارہ نے حیرانگی سے کہا ہائے میں نگوڑی بڑھیا پھوس کیا بچے جنوں گی؟ اور یہ میرے میاں بھی تو بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ہے نا بڑی عجیب بات ؟

(٧٣) حضرت ابراہیم کے گھر والوں کے لئے فرشتوں کی دعا | فرشتوں نے کہا کیا اللہ کے حکم پر تعجب کرتے ہو ؟ اگرچہ عادتاً اس عمر میں اولاد نہیں ہوا کرتی لیکن اللہ کی قدرت سے بہت کچھ ممکن ہے۔ ابراہیم کے گھر والوں تم پر تو اللہ کی خاص رحمتیں اور برکتیں ہیں، یقیناً رب العالمین بڑی تعریف والے اور بڑی شان والے ہیں۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ

فَلَمَّا	ذَهَبَ	عَنْ	اِبْرٰهِيْمَ	الرَّوْعُ	وَجَآءَتْهُ	الْبُشْرٰى	يُجَادِلُنَا	فِىْ	قَوْمِ
پھر جب	جاتا رہا	سے (کا)	ابراہیم	خوف	اور اسکے پاس آگئی	خوشخبری	ہم سے جھگڑنے لگا	میں	قوم

پھر جب ابراہیم کا خوف جاتا رہا ، اور اس کے پاس خوش خبری آگئی ، وہ ہم سے قوم لوط ؑ (کے بارے میں) جھگڑنے لگا۔ بیشک ابراہیم ؑ بردبار ، نرم دل رجوع کرنے والا ہے۔

لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

لُوْطٍ	اِنَّ	اِبْرٰهِيْمَ	لَحَلِيْمٌ	اَوَّاهٌ	مُّنِيْبٌ	
لوط	بیشک	ابراہیم ؑ	بردبار	نرم دل	رجوع کرنے والا	

(۷۴) فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ الْخَوْفُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى بِالْوَلَدِ اَخَذَ يُجَادِلُنَا يُجَادِلُ رُسُلَنَا فِىْ شَانِ قَوْمِ لُوْطٍ ○

(۷۵) اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ كَثِيْرُ الْاَنَاةِ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ○ رَجَّاعٌ فَقَالَ لَهُمْ اَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا ثَلَاثُمِائَةِ مُؤْمِنٍ قَالُوْا لَا قَالَ اَفَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا مِائَتَا مُؤْمِنٍ قَالُوْا لَا قَالَ اَفَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا اَرْبَعُوْنَ مُؤْمِنًا قَالُوْا لَا قَالَ اَفَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ مُؤْمِنًا قَالُوْا لَا قَالَ اَفَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانَ فِيْهَا مُؤْمِنٌ وَاحِدٌ قَالُوْا لَا قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا الخ

(۷۴) پس جب جاتا رہا ابراہیم کے جی سے خوف اور اولاد کی خوشخبری آئی وہ جھگڑنے لگا ہمارے پیغمبروں سے قوم لوط کے بارہ میں۔

(۷۵) بیشک ابراہیم نہایت بردبار خشوع خضوع کرنیوالا اللہ کی طرف بہت رجوع کرنے والا ہے۔ پس ابراہیم نے فرشتوں سے کہا کیا تم ہلاک کرسکتے ہو اس گاؤں کو جسمیں تین سو مسلمان ہوں وہ بولے نہیں! ابراہیم نے کہا پس کیا تم ہلاک کردو گے اس گاؤں کو جسمیں دو سو مسلمان ہوں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں ابراہیم نے کہا سو کیا تم ہلاک کر ڈالوگے اس گاؤں کو جسمیں چالیس مسلمان ہوں فرشتوں نے کہا نہیں۔ ابراہیم نے کہا کیا تم ہلاک کردوگے اس گاؤں کو جس میں چودہ مسلمان ہوں وہ بولے نہیں ابراہیم نے کہا پس خبر دو مجھکو اگر کسی گاؤں میں ایک مسلمان ہو اس وقت تم اس گاؤں کو ہلاک کردوگے وہ بولے نہیں۔ ابراہیم نے کہا کہ جس گاؤں کو تم ہلاک کرنے آئے ہو اس میں لوط ہے ...

تشریح

(۷۴) قوم لوط کے بارے میں حضرت ابراہیم کا فرشتوں سے جھگڑنا | حضرت ابراہیم ؑ کی گھبراہٹ دور ہوچکی تھی اور اولاد کی بشارت سنکر آپ کا دل خوش ہوگیا تھا مگر چونکہ آپ بہت رحم دل اور رقیق القلب تھے اس لئے یہ سن کر کہ فرشتے قوم لوط پر عذاب نازل کرنے کے لئے آئے ہیں ردّ وکد کرنے لگے کہ کسی طرح یہ عذاب قوم لوط پر سے ٹال دیا جائے۔

(۷۵) حضرت ابراہیم ؑ کا حلم اور نرمی | یہ ردوکد اس لئے تھی کہ حضرت ابراہیم ؑ بڑے حلیم و بردبار اور نرم دل تھے اور ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے وہ چاہتے تھے کہ قوم لوط کو سنبھلنے کا موقع ملے۔ آنے والا عذاب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ٹال دے اس لئے وہ بار بار اصرار کررہے تھے اور خواہش رکھتے تھے کہ ان کی درخواست قبول کرلی جائے۔

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ

اَمْرُ رَبِّكَ	قَدْ جَآءَ	اِنَّهٗ	عَنْ هٰذَا	اَعْرِضْ	يٰٓاِبْرٰهِيْمُ
تیرے رب کا حکم	آچکا	بیشک یہ	اس سے	اعراض کر	اے ابراہیم ؑ

اے ابراہیم ؑ اس سے اعراض کر (یہ خیال چھوڑ دے) بیشک تیرے رب کا حکم آچکا

وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾

غَيْرُ مَرْدُوْدٍ	عَذَابٌ	اٰتِيْهِمْ	وَاِنَّهُمْ
نہ ٹلایا جانے والا	عذاب	اُن پر آگیا	اور بیشک وہ

اور بیشک ان پر نہ ٹلایا جانے والا عذاب آنے والا ہے۔

﴿۷۶﴾ فَلَمَّا اَطَالَ مُجَادِلَتَهُمْ قَالُوْا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا الْجِدَالِ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ بِهَلَاكِهِمْ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ○

﴿۷۶﴾ پس جب دیر تک ان میں یہی جھگڑا ہوا فرشتوں نے کہا اے ابراہیم چھوڑ اس جھگڑے کو بیشک بات یہ ہے کہ تیرے رب کا حکم ان کے ہلاک کرنے کے بارے میں آگیا اور بیشک ان پر عذاب آنے والا ہے جو لوٹ نہ سکے گا

تشریح

﴿۷۶﴾ اللہ کا عذاب قانونِ مکافات ہے ٹلنے والا نہیں ہے | اللہ کے فرشتوں نے حضرت ابراہیم ؑ سے کہا کہ اے ابراہیم آپ اس بات کو رہنے دیں۔ آپ کے رب کا حکم ہو چکا ہے اور اب ان لوگوں پر عذاب آکر رہیگا جو کسی کے پھیرے پھر نہیں سکتا۔

حضرت ابراہیم کے اس واقعہ کو حضرت لوط کے قصے کی تمہید کے طور پر بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ:

○ قریش کے لوگ اپنے آپ کو حضرت ابراہیم کی اولاد کہتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہم پیرزادے ہیں ہم پر اللہ کا عذاب کس طرح نازل ہو سکتا ہے۔ اور یہ سمجھتے تھے کہ ہم اللہ کے اس برگزیدہ بندے کی اولاد ہیں جو اللہ کے دربار میں ہماری سفارش کرے گا۔ حضرت ابراہیم و حضرت لوط کا واقعہ بیان کرکے ان کو بتایا جارہا ہے کہ ایک طرف تو حضرت ابراہیم پر اللہ کی بے پناہ عنایتیں ہیں مگر جب وہ اللہ کے انصاف کے معاملے میں دخل دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انکی سفارش کو قبول نہیں کرتے۔

○ یہ بھی بتانا ہے کہ اللہ کا قانونِ مکافات کہ جیسا کروگے ویسا بھروگے ایک تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ ایک طرف حضرت ابراہیم ہیں کہ اللہ کے دین کے لئے قربانی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے حسنِ عمل کا پھل بھی ان کو عطا کرتا ہے جن سے بنی اسرائیل کی نسل چلتی ہے اور ان کی عظمت کے ڈنکے صدیوں تک اس شام اور فلسطین میں بجتے رہے جہاں حضرت ابراہیم ؑ ایک بے گھر مہاجر کی حیثیت سے آباد ہوئے تھے۔ دوسری طرف قوم لوط ہے جو اپنی خوشحالی پر مگن بدکاریوں میں مبتلا ہے اللہ تعالیٰ اس قوم کو نیست و نابود کرنے کا فیصلہ کرتا ہے اور حضرت ابراہیم ؑ کی نسل سے ایک اقبال مند قوم ابھر رہی ہے۔ یہ واقعات اپنے پہلو میں عبرت و نصیحت کے کتنے ہی سامان لئے ہوئے ہیں۔ اور تاریخ اسی لئے ہوتی ہے کہ اس سے عبرت حاصل کرکے مستقبل کے نقشے بنائے جائیں۔

وَلَمَّا جَآءَتۡ رُسُلُنَا لُوۡطًا سِیۡٓءَ بِہِمۡ وَضَاقَ بِہِمۡ ذَرۡعًا وَّقَالَ ھٰذَا

وَلَمَّا	جَآءَتۡ	رُسُلُنَا	لُوۡطًا	سِیۡٓءَ	بِہِمۡ	وَضَاقَ	بِہِمۡ	ذَرۡعًا	وَّقَالَ	ھٰذَا
اور جب	آئے	ہمارے فرشتے	لوط کے پاس	وہ غمگین ہوا	ان سے	اور تنگ ہوا	ان سے	دل میں	اور بولا	یہ

اور جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے پاس آئے وہ ان سے غمگین ہوا اور تنگ دل ہوا ان (کی طرف) سے اور بولا یہ بڑا سختی کا

یَوۡمٌ عَصِیۡبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَہٗ قَوۡمُہٗ یُہۡرَعُوۡنَ اِلَیۡہِ ؕ وَمِنۡ قَبۡلُ کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ

یَوۡمٌ + عَصِیۡبٌ	وَجَآءَہٗ	قَوۡمُہٗ	یُہۡرَعُوۡنَ	اِلَیۡہِ	وَ	مِنۡ قَبۡلُ	کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ
بڑا سختی کا دن	اور اس کے پاس آئی	اسکی قوم	دوڑتی ہوئی	اسکی طرف	اور	اس سے قبل	وہ کرتے تھے

دن ہے اور اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی ہوئی آئی اور وہ اس سے قبل بُرے کام کرتے

السَّیِّاٰتِ ؕ قَالَ یٰقَوۡمِ ھٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیۡ ھُنَّ اَطۡہَرُ لَکُمۡ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَلَا تُخۡزُوۡنِ

السَّیِّاٰتِ	قَالَ	یٰقَوۡمِ	ھٰۤؤُلَآءِ	بَنَاتِیۡ	ھُنَّ	اَطۡہَرُ	لَکُمۡ	فَاتَّقُوا	اللّٰہَ	وَ	لَا تُخۡزُوۡنِ
بُرے کام	اس نے کہا	اے میری قوم	یہ	میری بیٹیاں	یہ	پاکیزہ	تمہارے لئے	پس ڈرو	اللہ	اور	نہ رسوا کرو مجھے

تھے، اس نے کہا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں (موجود) ہیں یہ تمہارے لئے پاکیزہ ہیں پس اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے

فِیۡ ضَیۡفِیۡ ؕ اَلَیۡسَ مِنۡکُمۡ رَجُلٌ رَّشِیۡدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوۡا لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَا لَنَا فِیۡ

فِیۡ ضَیۡفِیۡ	اَلَیۡسَ	مِنۡکُمۡ	رَجُلٌ	رَّشِیۡدٌ	قَالُوۡا	لَقَدۡ عَلِمۡتَ	مَا لَنَا	فِیۡ
میرے مہمانوں میں	کیا نہیں	تم سے (تم میں)	ایک آدمی	نیک چلن	وہ بولے	تُو تو جانتا ہے	ہمارے لئے نہیں	میں

مہمانوں میں رسوا نہ کرو، کیا تم میں ایک آدمی بھی، نیک چلن نہیں؟ وہ بولے تُو تو جانتا ہے، تیری بیٹیوں میں ہمارے لئے

بَنٰتِکَ مِنۡ حَقٍّ ۚ وَاِنَّکَ لَتَعۡلَمُ مَا نُرِیۡدُ ﴿۷۹﴾

بَنٰتِکَ	مِنۡ	حَقٍّ	وَاِنَّکَ	لَتَعۡلَمُ	مَا + نُرِیۡدُ	
تیری بیٹیاں	کوئی	حق	اور بیشک تو	خوب جانتا ہے	ہم کیا چاہتے ہیں	

کوئی حق (غرض) نہیں۔ اور بیشک تو خوب جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں؟۔

(۷۷) وَلَمَّا جَآءَتۡ رُسُلُنَا لُوۡطًا سِیۡٓءَ بِہِمۡ حَزِنَ بِسَبَبِہِمۡ وَضَاقَ بِہِمۡ ذَرۡعًا صَدۡرًا لِاَنَّہُمۡ حِسَانُ الۡوُجُوۡہِ فِیۡ صُوۡرَۃِ اَضۡیَافٍ فَخَافَ عَلَیۡہِمۡ قَوۡمَہٗ وَقَالَ ھٰذَا یَوۡمٌ عَصِیۡبٌ ○ شَدِیۡدٌ

(۷۸) وَجَآءَہٗ قَوۡمُہٗ لَمَّا عَلِمُوۡا بِہِمۡ یُہۡرَعُوۡنَ

(۷۷) اور جب آئے ہمارے فرشتے لوط کے پاس وہ انکی وجہ غمگین ہوا اور ان کے آنے سے ان کا دل تنگ ہوا اس لئے کہ وہ خوبصورت نئے مہمانوں کی شکل میں آئے تھے۔ لوط نے اپنی قوم کی طرف سے اندیشہ کیا کہ وہ لوگ ان مہمانوں کے ساتھ بدی سے پیش آئیں گے اسلئے وہ ڈرا اور کہا یہ بہت سخت دن ہے۔

(۷۸) اور اس کی قوم کو جب ان مہمانوں یعنی فرشتوں کے آنے کی خبر ملی

يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ ۖ وَمِن قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ هِيَ إِتْيَانُ الرِّجَالِ فِي الْأَدْبَارِ قَالَ لُوطٌ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي فَتَزَوَّجُوهُنَّ هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ تَفْضَحُونِ فِي ضَيْفِي أَضْيَافِي أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ○ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْمُنكَرِ

وہ دوڑتے ہوئے اس کی طرف آئے اور اس اپنے آنے سے پہلے وہ بدیاں کرتے تھے یعنی مردوں سے لواطت کرتے تھے لوط نے کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں سو ان سے نکاح کرو یہ زیادہ صاف اور ستھری ہیں تمہارے لئے پس ڈرو اللہ سے اور مجھ کو مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی مرد ہوشیار نیک چال والا نہیں جو بھلائی کا حکم کرے اور بری باتوں سے منع کرے۔

(۷۹) قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ حَاجَةٍ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ○ مِنْ إِتْيَانِ الرِّجَالِ

(۷۹) وہ بولے کہ بیشک تو جانتا ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں کی حاجت نہیں اور تو جانتا ہے جو ہم چاہتے ہیں لڑکوں سے بدی کرنا۔

تشریح

(۷۷) فرشتے حضرت لوط کے پاس پہنچے | قوم لوط خلاف فطرت انتہائی شرمناک حرکت میں مبتلا تھی کہ عورتوں کے بجائے لڑکوں سے جنسی تعلق قائم کرتے تھے۔ اللہ کے بھیجے ہوئے یہ فرشتے جو نہایت خوبصورت نوجوان لڑکوں کی شکل میں تھے حضرت ابراہیم ؑ سے ملنے کے بعد حضرت لوط کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت لوط ان کو دیکھ کر گھبرا گئے، دل میں بڑی پریشانی محسوس کی۔ اپنی قوم کی بے جا حرکت سے واقف تھے۔ پریشان ہوئے کہ قوم کے لوگ ان کو دیکھ کر عادت کے مطابق حرکت کرنے کی کوشش کریں گے۔ فرمانے لگے کہ آج کا دن بڑا مشکل ہے

(۷۸) قوم لوط کی بے حیائی کی حرکتیں | قوم لوط نے ان مہمانوں کو دیکھ لیا تھا حسین وجمیل لڑکوں کو دیکھ کر وہ کہاں رکنے والے تھے بے اختیار حضرت لوط کے مکان کی طرف دوڑ پڑے۔ ایسی بدکاریوں کی ان کو عادت پڑی ہوئی تھی اور مطالبہ کیا کہ ان کو ہمارے حوالے کرو۔ ہم پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ تم باہر سے آنے والے مردوں کو اپنا مہمان مت بنایا کرو۔ حضرت لوط نے ان سے کہا، بھائیو! میری اور قوم کی بیٹیاں موجود ہیں تم ان سے نکاح کرکے اپنی حاجت جائز طریقے پر پوری کرسکتے ہو، وہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں، اللہ کا خوف کرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے رسوا نہ کرو، کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں ہے جو سیدھی سیدھی باتوں کو سمجھ کر نیکی کا راستہ اختیار کرے۔

(۷۹) قوم لوط نے جواب دیا ہمیں لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں جو ہم چاہتے ہیں وہ تم جانتے ہو۔ | قوم لوط کی گراوٹ اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ان کی ساری رغبت اسی گندی راہ میں تھی وہ اس درجہ بے حیا ہو چکے تھے کہ ڈھٹائی کے ساتھ جواب دیتے رہے کہ ہمیں اس راہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اخلاق کے زوال اور نفس کے بگاڑ کا یہ آخری مرتبہ ہے۔ انسان نفس کی کسی کمزوری کی وجہ سے حرام میں مبتلا ہو جائے یہ الگ بات ہے مگر اس کی ساری رغبت حرام ہی کی طرف ہو جائے اور وہ سمجھے کہ حلال اس کے لئے ہے ہی نہیں تو اب اس کے سدھرنے کی امید ہی نہیں رہتی۔ قوم لوط کی گراوٹ اسی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ گندی نالی کے کیڑے کی طرح انہیں گندگی پسند تھی۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا

قَالَ	لَوْ اَنَّ	لِيْ	بِكُمْ	قُوَّةً	اَوْ اٰوِيْٓ	اِلٰى	رُكْنٍ	شَدِيْدٍ	قَالُوْا	يٰلُوْطُ	اِنَّا
اس نے کہا	کاش کہ	میرے لئے/میرا	تم پر	کوئی زور	یا میں پناہ لیتا	طرف	پایہ	مضبوط	وہ بولے	اے لوط	بیشک ہم

اس نے کہا کاش میرا تم پر کوئی زور ہوتا، یا میں کسی مضبوط پایہ کی پناہ لیتا (وہ (فرشتے) بولے اے لوط! بیشک ہم

رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا

رُسُلُ	رَبِّكَ	لَنْ يَّصِلُوْٓا	اِلَيْكَ	فَاَسْرِ	بِاَهْلِكَ	بِقِطْعٍ	مِّنَ	الَّيْلِ	وَلَا
بھیجے ہوئے	تمہارا رب	وہ ہرگز نہ پہنچیں گے	تم تک	سو لے نکل	اپنے گھر والوں کو	کوئی حصہ	سے (کا)	رات	اور نہ

تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ تم تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے، سو تم اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصہ میں (راتوں رات) لے نکلو اور مڑ کر

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ

يَلْتَفِتْ	مِنْكُمْ	اَحَدٌ	اِلَّا	امْرَاَتَكَ	اِنَّهٗ	مُصِيْبُهَا	مَآ	اَصَابَهُمْ	اِنَّ	مَوْعِدَهُمُ
مڑ کر دیکھے	تم میں سے	کوئی	سوا	تمہاری بیوی	بیشک وہ	اسکو پہنچنے والا	جو	انکو پہنچیگا	بیشک	ان کا وعدہ

نہ دیکھے تم میں سے تمہاری بیوی کے سوا کوئی، بیشک جو اُن کو پہنچے گا، اس کو پہنچنے والا ہے (پہنچ کر رہے گا) بیشک ان پر (عذاب کے) وعدہ کا

الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا

الصُّبْحُ	اَلَيْسَ	الصُّبْحُ	بِقَرِيْبٍ	فَلَمَّا	جَاۗءَ	اَمْرُنَا	جَعَلْنَا	عَالِيَهَا
صبح	کیا نہیں	صبح	نزدیک	پس جب	آیا	ہمارا حکم	ہم نے کر دیا	اس کا اوپر (بلند)

وقت صبح ہے۔ کیا صبح نزدیک نہیں؟ پس جب ہمارا حکم آیا ہم نے ان کا بلند پست کر دیا (زیر و زبر

سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ڏ مَّنْضُوْدٍ ﴿٨٢﴾

سَافِلَهَا	وَاَمْطَرْنَا	عَلَيْهَا	حِجَارَةً	مِّنْ + سِجِّيْلٍ	مَّنْضُوْدٍ
اس کا نیچا (پست)	اور ہم نے برسائے	اس پر	پتھر	کنکر (سنگریزہ)	نشان کئے ہوئے

کر دیا) اور ہم نے برسائے اس (بستی) پر سنگریزے کے پتھر تہہ بہ تہہ (لگاتار)

﴿٨٠﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً طَاقَةً اَوْ اٰوِيْٓ
اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ○ عَشِيْرَةٌ تَنْصُرُنِيْ لَبَطَشْتُ
بِكُمْ۔ فَلَمَّا رَاَتِ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ذٰلِكَ

﴿٨١﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا
اِلَيْكَ بِسُوْۗءٍ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ طَاۗىِٕفَةٍ
مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ لِئَلَّا

﴿٨٠﴾ لوط نے کہا بیشک اگر مجھکو تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں پناہ پکڑتا طرف قوم مضبوط کے یعنی اپنے کنبہ کی طرف مل جاتا جو میری مدد کرتے تو میں تم پر حملہ کرتا اور تمہارا مقابلہ کرتا۔ پس

﴿٨١﴾ جب فرشتوں نے یہ حال دیکھا۔ کہنے لگے اے لوط ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ ہرگز تیری طرف نہیں پہنچ سکیں گے ساتھ برائی کے سو لیجا تو اپنے گھر والوں کو حصہ رات میں اور چاہیئے کہ تم میں سے کوئی پیچھے کو نہ دیکھے تا کہ وہ نہ دیکھے اس سخت عذاب کو جو اس قوم پر آوے گا

يَرٰى عَظِيْمٍ مَا يَنْزِلُ بِهِمْ اِلَّا امْرَاَتَكَ بِالرَّفْعِ
بَدَلٌ مِنْ اَحَدٍ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ اِسْتِثْنَاءٌ مِنَ
الْاَهْلِ اَىْ فَلَا تَسْرِ بِهَا اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَا
اَصَابَهُمْ ط فَقِيْلَ اَنَّهٗ لَمْ يَخْرُجْ بِهَا وَقِيْلَ
خَرَجَتْ وَالْتَفَتَتْ فَقَالَتْ وَا قَوْمَاهُ نَجَاءَهَا
حَجَرٌ فَقَتَلَهَا وَسَاَلَهُمْ عَنْ وَقْتِ هَلَاكِهِمْ
فَقَالُوْا اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ط فَقَالَ اُرِيْدُ
اَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوْا اَلَيْسَ الصُّبْحُ
(۸۲) بِقَرِيْبٍ ○ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا بِاِهْلَاكِهِمْ
جَعَلْنَا عَالِيَهَا اَىْ قُرَاهُمْ سَافِلَهَا بِاَنْ
رَفَعَهَا جِبْرَءِيْلُ اِلَى السَّمَآءِ وَاَسْقَطَهَا
مَقْلُوْبَةً اِلَى الْاَرْضِ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً
مِّنْ سِجِّيْلٍ طِيْنٍ طُبِخَ بِالنَّارِ مَّنْضُوْدٍ ○
مُتَتَابِعٍ

مگر تیری بیوی کہ وہ دیکھے گی یا یہ کر تو اسکو اپنے گھر والوں کے ساتھ باہر نہ لیجا بیشک بات یہ ہے کہ اسکو پہنچیگا وہ عذاب جو اس قوم کو پہنچا اسو بعض نے فرمایا کہ لوط اپنی عورت کو ساتھ نہیں لے گئے، پیچھے ہی چھوڑا اور بعض نے فرمایا وہ نکلی اور اس نے پیچھے کو دیکھا سو وہ کہنے لگی افسوس ہے اپنی قوم کی ہلاکی پر پس ایک پتھر آ کر اس کے لگا جس سے وہ مر گئی) اور لوط نے اپنی قوم کی ہلاکی کا وقت فرشتوں سے پوچھا سو انہوں نے جواب دیا کہ بیشک ان کے عذاب کا وقت صبح ہے پس لوط نے کہا میں اس سے جلد چاہتا ہوں فرشتوں نے کہا کیا صبح نزدیک نہیں.
(۸۲) سو جب ہمارا حکم انکے ہلاک کرنے کا آیا کیا ہم نے ان دیہات کی اوپر کی جانب کو نیچے یعنی الٹ دیا اس طرح کہ جبرئیل نے انکو آسمان کیطرف اٹھایا اور الٹ کر زمین میں گرا دیا اور برسائیں ہم نے ان پر کنکریاں مٹی کی جو آگ سے پکی ہوئی تھیں متواتر۔

تشریح

(۸۰) حضرت لوطؑ کی شدید گھبراہٹ | حضرت لوطؑ اپنی قوم کے یہ تیور دیکھ کر کہ وہ مہمانوں کے بارے میں بُرا ارادہ رکھتے ہیں بہت زیادہ پریشان ہو گئے اور گھبراہٹ میں کہنے لگے کاش مجھ میں تم سے لڑنے اور تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا پھر کوئی مضبوط سہارا ہوتا جس کی میں پناہ لیتا —— يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِىْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ (اللہ تعالیٰ لوط پر رحم فرمائے بے شک وہ مضبوط پناہ حاصل کر رہے تھے) اور مستحکم پناہ اللہ ہی کی ہو سکتی ہے مگر اس وقت گھبراہٹ میں بیساختہ ظاہری اسباب پر نظر گئی کہ میرا کوئی بڑا کنبہ ہوتا جو میری پشت پناہی کرتا۔

(۸۱) فرشتوں کی حضرت لوطؑ کو تسلی اور عذاب کی اطلاع | حضرت لوط کا اضطراب اور پریشانی دیکھ کر مہمانوں نے کہا حضرت آپ پریشان نہ ہوں ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے ہم عذاب کی خبر لے کر آئے ہیں جب تھوڑی رات باقی رہ جائے آپ اپنے گھر والوں کو لے کر بستی سے باہر نکل جائیں اور کوئی شخص پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے جلدی سے جلدی اس علاقے سے باہر چلے جائیں کوئی شخص عذاب کے علاقے میں نہ رہ جائے مگر آپ کی بیوی آپ کے ساتھ نہیں جائیگی کیونکہ وہ آپ کے ساتھ نہیں ہے اس پر بھی وہی گزرنے والا ہے جو آپ کی قوم پر گذرے گا۔ حضرت لوطؑ کی بیوی ہی نے قوم کو مہمانوں کے آنے کی خبر دی تھی وہ اندر خانے ان کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ ان کی تباہی کے لئے صبح کا وقت مقرر ہے اب آپ خوش ہو جائیں اور فکرمند نہ ہوں، صبح ہونے میں دیر ہی کتنی ہے۔

(۸۲) قوم لوط پر شدید عذاب | آخر اللہ کے فیصلے کا وقت آ پہنچا اور ساری بستیاں الٹ دی گئیں اور انہیں تلپٹ کر دیا گیا اور اوپر سے پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے گئے۔ آج بھی بحر لوط کے جنوب اور مشرق کے علاقے میں اس طرح کی مٹی کے آثار پائے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ عذاب ایک سخت زلزلے کی شکل میں تھا اور آتش فشاں مادہ پھٹنے سے پکی ہوئی مٹی کے پتھر اوپر سے برسے تھے۔

ع ۱۵ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ وَ

مُسَوَّمَةً	عِنْدَ + رَبِّكَ	وَمَا	هِيَ	مِنَ	الظّٰلِمِيْنَ	بِبَعِيْدٍ	وَ
نشان کئے ہوئے	تیرے رب کے پاس	اور نہیں	یہ	سے	ظالم (جمع)	کچھ دور	اور

تیرے رب کے پاس نشان کئے ہوئے ، اور یہ نہیں ہے ظالموں سے کچھ دُور اور مدین کی

اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

اِلٰى	مَدْيَنَ	اَخَاهُمْ	شُعَيْبًا	قَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	مَا لَكُمْ	مِّنْ + اِلٰهٍ
طرف	مدین	ان کا بھائی	شعیبؑ	اس نے کہا	اے میری قوم	عبادت کرو	اللہ	تمہارے لئے نہیں	کوئی معبود

طرف ان کے بھائی شعیبؑ (کو بھیجا) اس نے کہا اے میری قوم ! اللہ کی عبادت کرو اللہ کے

غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ

غَيْرُهٗ	وَلَا تَنْقُصُوا	الْمِكْيَالَ	وَالْمِيْزَانَ	اِنِّيْٓ	اَرٰىكُمْ	بِخَيْرٍ
اس کے سوا	اور نہ کمی کرو	ماپ	اور تول	بیشک میں	تمہیں دیکھتا ہوں	آسودہ حال

سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ، اور ماپ تول میں کمی نہ کرو بیشک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں

وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا

وَاِنِّيْٓ	اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ	يَوْمٍ + مُّحِيْطٍ	وَ	يٰقَوْمِ	اَوْفُوا
اور بیشک میں	ڈرتا ہوں	تم پر	عذاب	ایک گھیر لینے والا دن	اور	اے میری قوم !	پورا کرو

اور بیشک میں تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں اور اے میری قوم ! انصاف سے

الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ

الْمِكْيَالَ	وَالْمِيْزَانَ	بِالْقِسْطِ	وَلَا تَبْخَسُوا	النَّاسَ	اَشْيَآءَهُمْ
ماپ	اور تول	انصاف سے	اور نہ گھٹاؤ	لوگ	ان کی چیزیں

ماپ تول پورا کرو ، لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو ۔

وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

وَلَا	تَعْثَوْا	فِى	الْاَرْضِ	مُفْسِدِيْنَ	بَقِيَّتُ	اللّٰهِ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ
اور نہ	پھرو	میں	زمین	فساد کرتے ہوئے	بچا ہوا	اللہ	بہتر	تمہارے لئے	اگر

اور زمین میں فساد کرتے نہ پھرو۔ اللہ کا دیا ہوا جو بچ رہے تمہارے لئے بہتر ہے اگر

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿٨٦﴾

كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ	وَ	مَآ	اَنَا	عَلَيْكُمْ	بِحَفِيْظٍ
تم ہو	ایمان والے	اور	نہیں	میں	تم پر	نگہبان

تم ایمان والے ہو اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں

﴿٨٣﴾ مُسَوَّمَةً مُّعَلَّمَةً عَلَيْهَا اِسْمُ مَنْ يُّرْمٰى بِهَا
عِنْدَ رَبِّكَ ظَرْفٌ لَّهَا وَمَا هِيَ الْحِجَارَةُ
اَوْبِلَادُهُمْ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اَىْ
اَهْلِ مَكَّةَ بِبَعِيْدٍ ○

﴿٨٣﴾ نشان لگائے گئے کہ ہر ایک پتھر پر اس کا نام تھا جس کے وہ لگنا تھا نزدیک تیرے رب کے۔ اور نہیں ہیں وہ پتھر یا قوم لوط کے شہر دور مکہ والوں سے۔

﴿٨٤﴾ وَاَرْسَلْنَا اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحِّدُوْهُ
مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا
الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ
بِخَيْرٍ نِعْمَةً تُغْنِيْكُمْ عَنِ التَّطْفِيْفِ
وَّاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا
عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ○ بِكُمْ يُهْلِكُكُمْ
وَوَصْفُ الْيَوْمِ بِهٖ مَجَازًا لِوُقُوْعِهٖ فِيْهِ

﴿٨٤﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ الخ اور بھیجا ہم نے طرف مدین کی ان کے بھائی شعیب کو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو واحد جانو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور تولنے اور ناپنے میں کمی نہ کرو بیشک میں تم کو دیکھتا ہوں صاحب مال و نعمت کہ جو تم کو بے پرواہ کرتی ہے کم تولنے اور کم ناپنے سے اور بیشک میں ڈرتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم کو عذاب الٰہی گھیر لیگا جو تم کو ہلاک کر دیگا (لفظ محیط جو در حقیقت صفت عذاب کی ہے مجازاً دن کی صفت ڈالا گیا کیونکہ وہ دن وقت واقع ہونے

﴿٨٥﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ
اَتِمُّوْهُمَا بِالْقِسْطِ بِالْعَدْلِ وَلَا
تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ لَا تَنْقُصُوْ
هُمْ مِنْ حَقِّهِمْ شَيْئًا وَلَا تَعْثَوْا فِى
الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○ بِالْقَتْلِ وَغَيْرِهٖ
مِنْ عَثِيَ بِكَسْرِ الْمُثَلَّثَةِ اَفْسَدُوْا
مُفْسِدِيْنَ حَالٌ مُّؤَكِّدَةٌ لِمَعْنٰى عَامِلِهَا
تَعْثَوْا

﴿٨٥﴾ اور اے میری قوم پیمانہ اور ترازو سے پورا ناپو اور تولو انصاف کے ساتھ اور لوگوں کے حق میں سے کچھ کمی نہ کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ ساتھ قتل وغیرہ کے۔

﴿٨٦﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ رِزْقُهُ الْبَاقِىْ لَكُمْ بَعْدَ اِيْفَاءِ
الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنَ الْبَخْسِ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ
بِحَفِيْظٍ ○ رَقِيْبٍ اُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ
اِنَّمَا بُعِثْتُ نَذِيْرًا

﴿٨٦﴾ اللہ کا دیا ہوا رزق جو بعد پورا ناپنے اور تولنے کے تمہارے پاس باقی رہے گا تمہارے لئے بہتر ہے کم ناپنے اور کم تولنے سے اگر ہو تم ایمان والے اور میں تمہارا نگہبان نہیں کہ تم کو تمہارے عملوں کی جزا دوں میں صرف ڈرانے والا ہوں۔

تشریح

(۸۳) <u>ظالم آج بھی عذاب کی زد میں ہے</u> قوم لوط پر جو عذاب آیا اور پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسے ان میں سے ہر ہر پتھر اللہ کی طرف سے نامزد تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ ذلت و ہلاکت کا یہ عذاب اس قوم پر جس کا نمایاں اور بدترین گناہ وہ غیر فطری عمل تھا جس کا آغاز اس قوم نے کیا تھا، دنیا میں یہ فخر یونان کو حاصل ہے کہ اس نے اس گھناؤنے جرم کو اخلاقی خوبی کے انداز میں پیش کیا۔ یورپ نے بھی اس بداخلاقی کے حق میں خوب پروپیگنڈہ کیا یہاں تک کہ جرمنی کی پارلیمنٹ میں اس فعل بد کو باقاعدہ قانونی شکل دیدی اور بھی کئی ملک ہیں جنہوں نے اس خلاف فطرت عمل کو قانونی جواز عطا کر دیا ہے۔

قوم لوط کا یہ عذاب دنیا کے ظالموں کے لئے درسِ عبرت ہے کہ جب کوئی قوم فطرت سے غداری کرتی ہے تو فطرت اس کو معاف نہیں کرتی۔

(۸۴) <u>اہل مدین کی اصلاح کے لئے حضرت شعیبؑ کا تقرر</u> حضرت ابراہیمؑ کے ایک صاحبزادے ان کی تیسری بیوی قطورا کے بطن سے تھے جن کا نام مدیان تھا انکی اولاد اوران سے متعلق لوگ بنی مدیان کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے ملک کا نام ہی مدیان یا مدین ہو گیا تھا۔ یہ بڑی تجارت پیشہ قوم تھی جو تجارتی راستہ بحراحمر کے کنارے کنارے یمن سے مکے اور ینبوع ہوتا ہوا شام تک جاتا تھا اور جو دوسرا تجارتی راستہ عراق سے مصر کی طرف جاتا تھا اس کے عین چورا ہے پر قوم مدین کی بستیاں واقع تھیں۔ اس قوم میں دو کمزوریاں آگئی تھیں، ایک تو یہ کہ شرک میں مبتلا ہو گئے تھے۔ دوسری بداخلاقی یہ آگئی تھی کہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد چھ سات سو برس تک مشرک قوموں میں رہنے کی وجہ سے ان میں یہ دونوں خرابیاں جڑ پکڑ گئی تھیں۔ اللہ نے ان کی اصلاح کے لئے اسی قوم کے ایک فرد حضرت شعیبؑ کو مقرر کیا انہوں نے اپنی قوم کو دعوت دی کہ تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی مت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ ناپ تول میں کمی مت کیا کرو۔ آج تم خوش حال ہو۔ مجھے ڈر ہے کہ تمہاری یہ اخلاقی خرابی کہیں اللہ کے عذاب کا سبب نہ بن جائے۔

(۸۵) <u>حقوق العباد کی ادائیگی کرو</u> اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر دو طرح کے حقوق اور ذمے داریاں رکھی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ صرف اپنے رب حقیقی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرے اور اس کی بندگی میں کسی حیثیت سے کسی کی ساجھے داری نہ کرے۔ اس کو حقوق اللہ (اللہ کے اپنے بندوں پر حقوق) کہا جاتا ہے۔ دوسری ذمہ داری اللہ نے اپنے بندوں پر یہ رکھی ہے کہ وہ اپنے بھائی بندوں کے حقوق کو صحیح صحیح ادا کریں تاکہ کسی طرح کا فساد اور انتشار نہ پھیلے۔ بندوں کے حقوق میں یہ بات بھی شامل ہے کہ کاروباری معاملات اور باہمی معاملات بالکل صحیح ہونا چاہئیں۔ ناپ تول میں کمی نہ ہو اور زیادہ پیسے لیکر خراب اور ناقص مال خریداروں کو نہ دیا جائے کسی طرح کا دھوکا اور فریب نہ ہو جس کا جو حق ہے وہ صحیح صحیح ملنا چاہئے۔ جو قوم اسطرح کے اخلاقی بگاڑ میں مبتلا ہو جاتی ہے، جلد یا بدیر اس کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ خودغرضی حرص اور لالچ پورے سماج کو بے چینی میں مبتلا کر دیتا ہے اور باہمی ٹکراؤ امن و امان کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔

(۸۶) <u>رزق حلال کی برکت</u> حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کم ناپنے تولنے اور دوسروں کے حقوق دبانے یا ٹھگی چوری کرنے سے جو مال حاصل ہوتا ہے اس میں کوئی خیر و برکت نہیں ہے میرا تم پر کوئی زور تو نہیں ہے مگر میں تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں کہ حلال راستے سے اللہ کی دی ہوئی بچت تمہارے لئے ہر طرح سے بہتر ہے اللہ کو ماننے اور اس پر ایمان لانے کا تقاضا یہی ہے کہ انسان حلال راستے سے رزق حاصل کرے اس طرح بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو ایک دوسرے پر اعتماد رہتا ہے اور پورے سماج میں اعتبار کا تعلق قائم رہتا ہے۔ تمہیں اللہ کا خوف ہونا چاہیئے کہ وہ ہر ڈھکی چھپی بات کو جانتا ہے اور ہم سب کو اس کے سامنے پیش ہونا ہے۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ

قَالُوْا	يٰشُعَيْبُ	اَصَلٰوتُكَ	تَاْمُرُكَ	اَنْ	نَّتْرُكَ	مَا يَعْبُدُ	اٰبَآؤُنَا
وہ بولے	اے شعیب	کیا تیری نماز	تجھے حکم دیتی ہے	کہ	ہم چھوڑ دیں	جو پرستش کرتے تھے	ہمارے باپ دادا

وہ بولے اے شعیبؑ! کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے (سکھاتی ہے) کہ ہم انہیں چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا پرستش

اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

اَوْ	اَنْ نَّفْعَلَ	فِيْٓ	اَمْوَالِنَا	مَا نَشٰٓؤُا	اِنَّكَ	لَاَنْتَ	الْحَلِيْمُ	الرَّشِيْدُ
یا	ہم نہ کریں	میں	اپنے مالوں	جو ہم چاہیں	بیشک تو	البتہ تو	بُردبار (باوقار)	نیک چلن

کرتے تھے، یا اپنے مالوں میں جو چاہیں نہ کریں، (طنزاً بولے) بیشک تم ہی باوقار نیک چلن ہو۔؟

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ

قَالَ	يٰقَوْمِ	اَرَءَيْتُمْ	اِنْ	كُنْتُ	عَلٰى	بَيِّنَةٍ	مِّنْ	رَّبِّيْ	وَرَزَقَنِيْ	مِنْهُ
اس نے کہا	اے میری قوم	کیا تم دیکھتے ہو (کیا خیال ہے)	اگر	میں ہوں	پر	روشن دلیل	سے	اپنا رب	اور اس نے مجھے روزی دی	اپنی طرف سے

اس نے کہا اے میری قوم! تمہارا کیا خیال ہے؟ میں اپنے رب کی طرف سے اگر روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے اچھی

رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ

رِزْقًا	حَسَنًا	وَمَآ اُرِيْدُ	اَنْ	اُخَالِفَكُمْ	اِلٰى	مَآ اَنْهٰكُمْ	عَنْهُ	اِنْ
روزی	اچھی	اور میں نہیں چاہتا	کہ	میں اس کے خلاف کروں	طرف	جو میں تمہیں روکتا ہوں	اس سے	نہیں

روزی دی ہے، اور میں نہیں چاہتا کہ میں (خود) اس کے خلاف کروں جس سے تمہیں روکتا ہوں۔ جس قدر مجھ سے

اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ

اُرِيْدُ	اِلَّا	الْاِصْلَاحَ	مَا اسْتَطَعْتُ ؕ	وَمَا	تَوْفِيْقِيْٓ	اِلَّا	بِاللّٰهِ
میں چاہتا	مگر (صرف)	اصلاح	جو (جس قدر) مجھ سے ہو سکے	اور نہیں	میری توفیق	مگر (صرف)	اللہ سے

ہو سکے میں صرف اصلاح چاہتا ہوں۔ اور میری توفیق صرف اللہ ہی سے ہے

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾

عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَ	اِلَيْهِ	اُنِيْبُ
اس پر	میں نے بھروسہ کیا	اور	اسی کی طرف	میں رجوع کرتا ہوں

اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں

(۸۷) قَالُوْا لَهٗ اِسْتِهْزَاءً يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ
تَاْمُرُكَ بِتَكْلِيْفِنَا اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ
اٰبَآؤُنَا مِنَ الْاَصْنَامِ اَوْ نَتْرُكَ اَنْ نَّفْعَلَ
فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا اَلْمَعْنٰى هٰذَا اَمْرٌ
بَاطِلٌ لَا يَدْعُوْا اِلَيْهِ دَاعِيْ خَيْرٍ اِنَّكَ
لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ○ قَالُوْا ذٰلِكَ
اِسْتِهْزَاءً

(۸۸) قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ
رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا
حَلَالًا اَفَاَشُوْبُهٗ بِالْحَرَامِ مِنَ الْبَخْسِ
وَالتَّطْفِيْفِ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ
وَاَذْهَبَ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ فَاَرْتَكِبَهٗ
اِنْ مَا اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ لَكُمْ بِالْعَدْلِ
مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ قُدْرَتِيْ عَلٰى ذٰلِكَ
وَغَيْرِهٖ مِنَ الطَّاعَاتِ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ○ اَرْجِعُ

(۸۷) قوم شعیب نے شعیب سے ازراہ ہنسی و مذاق کے کہا اے شعیب کیا تیری نماز تجھ کو یہ حکم کرتی ہے کہ ہم کو تکلیف دے اس امر کی کہ ہم چھوڑ دیں بتوں کی پرستش جنکو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے یا یہ کہ نہ کریں ہم اپنے مالوں میں جو چاہیں یعنی تیرے کہنے سے ہم اپنے بتوں کی پرستش اور اپنے مالوں میں تصرف کرنا اپنے اختیار سے جس طرح چاہیں نہیں چھوڑ سکتے حاصل یہ کہ یہ لغو ہے کوئی بھلائی کی طرف بلانے والا ایسا نہیں کہہ سکتا اور اس امر کی غرض نہیں بلا سکتا

(۸۸) شعیب نے کہا اے میری قوم مجھ کو بتلاؤ اگر میں دلیل روشن پر ہوں اپنے رب کی جانب سے اور اس نے مجھ کو اپنے فضل سے حلال رزق دیا تو کیا میں اسکو ملا دوں حرام کے ساتھ کم دینے اور کم ناپنے کم تولنے کے سبب اور میرا یہ ارادہ نہیں کہ تمہارا خلاف کروں اور جاؤں اس چیز کی طرف جس سے میں تم کو منع کرتا ہوں یعنی خود اس کام کا مرتکب ہو جاؤں میرا ارادہ صرف اصلاح اور تمہاری درستی کو ہے ساتھ انصاف کے جس قدر مجھ سے ہو سکے اور مجھ سے کوئی کام اصلاح اور بندگی کا بدون اللہ کے فضل اور مدد کے نہیں ہو سکتا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں

تشریح

(۸۷) قوم شعیب کا طنز - کیا دینداری یہی ہے کہ سب چھوڑ کے اسی ایک کے ہو جاؤ | اللہ کا دین شروع سے ایک رہا ہے اور دین کے تصورات کی بنیادیں بھی شروع سے ایک ہیں۔ اب سے ساڑھے تین ہزار سال پہلے حضرت شعیب علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو اللہ کے دین کی دعوت دی تو اسوقت بھی بنیادی تصور دین کا یہی تھا کہ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ ہماری عبادت و بندگی ہماری معیشت و معاشرت، ہماری سیاست و حکومت غرض پوری زندگی صرف ایک اللہ کے فرمان کے تابع ہو جائے۔ قوم شعیب جس گمراہی میں مبتلا تھی وہ مذہب کا وہی ناقص تصور تھا جو ہر زمانے میں بڑا مقبول رہا ہے کہ مذہب کو صرف انفرادی زندگی تک محدود رکھا جائے۔ اس لئے انھوں نے طنزیہ طور پر کہا کہ اے شعیب کیا تمہاری نماز یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے وہ رسوم و رواج ترک کر دیں جو پہلے سے چلے آرہے ہیں، کیا تمہارا مذہب قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی مرضی کے مطابق نہ مال کما سکیں نہ خرچ کر سکیں۔ نظام معیشت میں بھی اللہ کی مرضی کی تابعداری ہو، بس ساری دنیا میں ایک تم ہی سچے اور اچھے آدمی ہو

پاکیزہ روزی اور علم و نبوت اللہ کی قابل شکر نعمتیں ہیں | اپنی قوم کی بات سنکر حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حلال اور پاکیزہ روزی اور علم نبوت اور فہم و فراست عطا کی ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ میں اس کا شکر گزار ہو کر ان نعمتوں کی قدر کروں نہ کہ تمہاری طرح آنکھیں ہوکر بھی اندھا بن جاؤں اور یہ سمجھ کر بھی کہ یہ غلط راستہ ہے صرف دنیاوی لالچ کی وجہ سے اس کو اختیار کروں میں تمہارے طنز اور مزاح سے گھبرا کر تمہیں نصیحت کرنا نہیں چھوڑ سکتا اور یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں جن باتوں سے روکتا ہوں ان سے خود بھی نہیں رکوں گا بلکہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر پوری طرح عمل بھی کر رہا ہوں میری پوری کوشش یہ ہے کہ تمہاری دینی اور دنیاوی حالت درست ہو جائے لیکن میں کہاں تک کامیاب ہوتا ہوں یہ سب اللہ کی توفیق اور اس کے قبضہ میں ہے میں ہر معاملے میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

وَ يٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْۤ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ

وَ يٰقَوْمِ	لَا يَجْرِمَنَّكُمْ	شِقَاقِیْۤ	اَنْ	يُّصِيْبَكُمْ	مِّثْلُ	مَاۤ اَصَابَ	قَوْمَ
اور اے میری قوم	تمہیں نہ کموا دے (آمادہ نہ کردے)	میری ضد	کہ	تمہیں پہنچے	اس جیسا	جو پہنچا	قوم

اور اے میری قوم! تمہیں میری ضد آمادہ نہ کردے کہ تمہیں (عذاب) پہنچے اس جیسا جو پہنچا قوم

نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ

نُوْحٍ	اَوْ	قَوْمَ + هُوْدٍ	اَوْ	قَوْمَ + صٰلِحٍ	وَمَا	قَوْمُ لُوْطٍ	مِّنْكُمْ
نوح	یا	قوم ہود	یا	قوم صالح	اور نہیں	قوم لوط	تم سے

نوح ؑ، یا قوم ہود ؑ یا قوم صالح ؑ کو اور قوم لوط نہیں ہے تم سے

بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ رَحِيْمٌ

بِبَعِيْدٍ	وَ	اسْتَغْفِرُوْا	رَبَّكُمْ	ثُمَّ	تُوْبُوْۤا + اِلَيْهِ	اِنَّ	رَبِّیْ	رَحِيْمٌ
کچھ دور	اور	بخشش مانگو	اپنا رب	پھر	اسکی طرف رجوع کرو	بیشک	میرا رب	رحم کرنیوالا

کچھ دور اور اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف رجوع کرو، بیشک میرا رب رحم کرنیوالا

وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا

وَّدُوْدٌ	قَالُوْا	يٰشُعَيْبُ	مَا نَفْقَهُ	كَثِيْرًا	مِّمَّا تَقُوْلُ	وَاِنَّا	لَنَرٰىكَ	فِيْنَا
محبت والا	انہوں نے کہا	اے شعیب	ہم نہیں سمجھتے	بہت	ان سے جو تو کہتا ہے	اور بیشک ہم	تجھے دیکھتے ہیں	اپنے درمیان

محبت والا ہے۔ انہوں نے کہا اے شعیب ؑ تو جو کہتا ہے ان میں سے ہم بہت سی (باتوں) نہیں سمجھتے اور بیشک ہم تجھے دیکھتے ہیں اپنے

ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ؗ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾

ضَعِيْفًا	وَلَوْلَا	رَهْطُكَ	لَرَجَمْنٰكَ	وَمَاۤ	اَنْتَ	عَلَيْنَا	بِعَزِيْزٍ
ضعیف (کمزور)	اور اگر نہ	ہوتا تیرا کنبہ	تجھ پر پتھراؤ کرتے	اور نہیں	تو	ہم پر	غالب

درمیان کمزور اور تیرا کنبہ (بھائی بند) نہ ہوتے تو ہم تجھ پر پتھراؤ کرتے | اور تو ہم پر غالب نہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِیْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ

قَالَ	يٰقَوْمِ	اَرَهْطِیْۤ	اَعَزُّ	عَلَيْكُمْ	مِّنَ	اللّٰهِ	وَاتَّخَذْتُمُوْهُ	وَرَآءَكُمْ
اس نے کہا	اے میری قوم	کیا میرا کنبہ	زیادہ زور والا	تم پر	سے	اللہ	اور تم نے لے لیا (ڈال رکھا)	اپنے سے پرے

اس نے کہا اے میری قوم! کیا میرا کنبہ تم پر اللہ سے زیادہ زور والا ہے، اور تم نے لُے اپنی پیٹھ پیچھے

ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ

ظِهْرِيًّا	اِنَّ	رَبِّيْ	بِمَا ۔ تَعْمَلُوْنَ	مُحِيْطٌ	وَ	يٰقَوْمِ
پیٹھ پیچھے	بیشک	میرا رب	اُسے جو تم کرتے ہو	احاطہ کئے ہوئے	اور	اے میری قوم

ڈال رکھا ہے، بیشک میرا رب جو تم کرتے ہو اُسے احاطہ (قابو) کئے ہوئے ہے۔ اور اے میری قوم!

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

اعْمَلُوْا	عَلٰى	مَكَانَتِكُمْ	اِنِّىْ	عَامِلٌ	سَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ	مَنْ	يَّاْتِيْهِ	عَذَابٌ
تم کام کرتے رہو	پر	اپنی جگہ	بیشک میں	کام کرتا ہوں	جلد	تم جان لوگے	کون کس	اس پہ آتا ہے	عذاب

تم اپنی جگہ کام کرتے رہو میں (اپنا) کام کرتا ہوں، تم جلد جان لوگے کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اس

يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾

يُّخْزِيْهِ	وَمَنْ	هُوَ	كَاذِبٌ	وَارْتَقِبُوْٓا	اِنِّىْ	مَعَكُمْ	رَقِيْبٌ	
اس کو رسوا کردیگا	اور کون	وہ	جھوٹا	اور تم انتظار کرو	میں بیشک	تمہارے ساتھ	انتظار	

کو رسوا کردیگا؟ اور کون جھوٹا ہے؟ اور تم انتظار کرو، بیشک میں (بھی) تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں

(۸۹) وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ يَكْسِبَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ
خِلَافِىْ فَاعِلُ يَجْرِمُ وَالضَّمِيْرُ مَفْعُوْلٌ اَوَّلُ
وَالثَّانِىْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ
نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ مِنَ الْعَذَابِ
وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ اَىْ مَنَازِلُهُمْ اَوْ زَمَنُ هَلَاكِهِمْ
مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝ فَاعْتَبِرُوْا

(۸۹) اور اے قوم میری تمکو میری مخالفت اور عداوت باعث عذاب پہنچنے کا نہ ہو جیسا کہ قوم نوح اور ہود اور قوم صالح کو عذاب پہنچا اور قوم لوط کے مکانات یا ان کی ہلاکی کا زمانہ تم سے دور نہیں سو عبرت حاصل کرو۔

(۹۰) وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ
اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَّدُوْدٌ ۝
مُحِبٌّ لَّهُمْ

(۹۰) اور بخشش چاہو اپنے رب سے پھر رجوع کرو طرف اسکی بیشک میرا رب مہربان ہے مسلمانوں پر دوست ہے انکا۔

(۹۱) قَالُوْا اِيْذَانًا بِقِلَّةِ الْمُبَالَاةِ يٰشُعَيْبُ مَا
نَفْقَهُ نَفْهَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ
فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ ذَلِيْلًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ
عَشِيْرَتُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ بِالْحِجَارَةِ وَمَآ
اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝ كَرِيْمٍ عَنِ الرَّجْمِ
وَاِنَّمَا رَهْطُكَ هُمُ الْاَعِزَّةُ

(۹۱) شعیب کی قوم نے اس بات کے جتانے کو کہ ہمکو کچھ پروا تیری نصیحت کی نہیں شعیب سے کہا کہ اے شعیب جو کچھ تو کہتا ہے ہم اسمیں سے اکثر باتوں کو سمجھتے نہیں اور بے شک ہم تجھ کو اپنے گروہ میں ذلیل اور کمزور سمجھتے ہیں اور اگر تیرا کنبہ نہ ہوتا تو ہم تجھ کو سنگسار کردیتے اور تو ہمارے نزدیک عزت والا اور بزرگ نہیں کہ ہم تجھکو بوجہ تیری عزت اور بزرگی کے رجم نہ کریں بلکہ تیرے کنبہ کی عزت اور بزرگی کے سبب تجھ کو رجم نہیں کرتے۔

(۹۲) قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِیْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ
اللّٰهِ فَتَتْرُكُوْنَ قَتْلِيْ لِاَجْلِهِمْ وَلَا تَحْفَظُوْا
لِيْ لِلّٰهِ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ اَيِ اللّٰهَ وَرَآءَكُمْ
ظِهْرِيًّا مَنْبُوْذًا خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ لَا تُرَاقِبُوْنَهٗ
اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○ عِلْمًا
فَيُجَازِيْكُمْ

(۹۲) شعیب نے کہا اے میری قوم آیا میرا کنبہ تمہارے نزدیک زیادہ عزت والا ہے اللہ سے کہ کنبہ کی رعایت سے میرے قتل سے بچتے ہو اور اللہ کے لئے میری حفاظت نہیں کرتے اور تم نے اللہ کو پشتوں کے پیچھے ڈال رکھا ہے کہ اسکے احکام کی فرماں برداری اور اطاعت کا خیال نہیں کرتے بیشک میرا رب تمہارے عملوں کو گھیرنے والا اور واقف ہے سو وہ تم کو بدلہ دیگا۔

(۹۳) وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ حَالَتِكُمْ اِنِّيْ
عَامِلٌ عَلٰى حَالَتِيْ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ
مَوْصُوْلَةٌ مَفْعُوْلُ الْعِلْمِ يَاْتِيْهِ عَذَابٌ
يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوْٓا انْتَظِرُوْا
عَاقِبَةَ اَمْرِكُمْ اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ○
مُنْتَظِرٌ

(۹۳) اور اے میری قوم تم اپنی حالت پر کام کرو بے شک میں اپنی حالت پر کام کرنے والا ہوں عنقریب تم جان لوگے کہ کس پر عذاب رسوائی کا آتا ہے اور کون جھوٹا ہے اور تم اپنے کام کے انجام کے منتظر رہو بے شک میں تمہارے ساتھ منتظر ہوں

تشریح

(۸۹) جو پچھلی قوموں نے کیا وہ تم مت کرنا | اے میری قوم کے لوگو میں تمہارا خیر خواہ ہوں، تمہاری بھلائی چاہتا ہوں دیکھو ضد اور عداوت کے جوش میں ایسی حرکتیں مت کرنا جو گذشتہ قوموں کی طرح تمہیں عذاب کا مستحق بنادیں۔ قوم لوط کی تباہی تمہارے سامنے ہے۔ تمہارے (قوم شعیب' اور ان کے درمیان چھ سات صدیوں کا فاصلہ ہے ان کا علاقہ قوم لوط کے علاقے کے بالکل قریب ہے) دیکھو قوم نوح پر کیسا عذاب آیا تھا۔ قوم صالح کا حال بھی تمہیں معلوم ہے۔ ان قوموں کے احوال سے عبرت حاصل کرو۔

(۹۰) اپنے رب کی طرف رجوع کرو | دیکھو تم لوگ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو اسکی طرف رجوع کرو میرا پروردگار سنگ دل اور بے رحم نہیں ہے، وہ بہت رحم کرنے والا ہے اور اپنی مخلوق سے بہت محبت کرتا ہے۔ جب بندہ نادم ہو کر اس کی طرف پلٹتا ہے تو اس کے دامن رحمت کو اپنے لئے کھلا پاتا ہے۔

(۹۱) حضرت شعیب ؑ کی دردمندانہ باتوں کے باوجود قوم کی ہٹ دھرمی | حضرت شعیب کی دل کو چھو لینے والی باتوں کے باوجود قوم شعیب کی ضد اور ہٹ دھرمی اپنی جگہ قائم رہی، ان کے ذہن کے ٹیڑھے سانچے میں حضرت شعیب کی سیدھی سادی باتیں بھی جو انہیں کی زبان میں سمجھائی جارہی تھیں، نہ سماتی تھیں۔ کہنے لگے پتہ نہیں تم کیسی باتیں کرتے رہتے ہو۔ تم ہمارے درمیان ایک بے زور آدمی ہو تم ہم پر بھاری نہیں ہو سکتے اگر تمہاری برادری اور قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں کبھی کا سنگسار کر چکے ہوتے اور تمہارا پتہ صاف کر چکے ہوتے۔ ان آیتوں کے نازل ہونیکے وقت مکہ کے حالات بھی تقریباً یہی تھے مکہ کے لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے تھے مگر آپکے قبیلہ بنی ہاشم کیوجہ سے آپ پر ہاتھ ڈالتے ہوئے ڈرتے تھے۔

(۹۲) کیا اللہ کے بجائے برادری سے ڈرتے ہو؟ | حضرت شعیب ؑ نے جواب دیا، کیا میری برادری تم پر اللہ سے زیادہ بھاری ہے؟ کہ برادری سے تو ڈرتے ہو اللہ سے نہیں ڈرتے اسکی نشانیوں کو نہیں دیکھتے، کیا تم نے اللہ کو بالکل پس پشت ڈال دیا اور اس کا کوئی خوف نہیں رہا؟ یاد رکھو جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہے تمہارا ہر عمل اللہ کی قدرت اور اس کے علم کے گھیرے میں ہے۔

(۹۳) اللہ کے عذاب کا انتظار کرو | حضرت شعیب نے فرمایا جب تم نہیں مانتے اور اپنی ضد ہٹ نہیں چھوڑتے، تو جس راستے پر چلنا ہے چلے جاؤ میں اللہ کی توفیق سے راہ ہدایت پر چلتا رہوں گا جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا کون ہے اور کس پر رسوا کن عذاب آتا ہے۔ میں اور تم دونوں ہی اللہ کے فیصلے کا انتظار کرتے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ

وَلَمَّا	جَآءَ	اَمْرُنَا	نَجَّيْنَا	شُعَيْبًا	وَّالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَهٗ	بِرَحْمَةٍ	مِّنَّا	وَاَخَذَتِ
اور جب	آیا	ہمارا حکم	ہم نے بچالیا	شعیبؑ	اور جو لوگ	ایمان لائے	اسکے ساتھ	رحمت اپنی سے	اپنی سے	اور آلیا

اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے شعیبؑ کو اور جو لوگ اسکے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے بچالیا۔ اور جن لوگوں نے

الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ

الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	الصَّيْحَةُ	فَاَصْبَحُوْا	فِيْ دِيَارِهِمْ	جٰثِمِيْنَ	كَاَنْ	لَّمْ
وہ لوگ جو	انہوں نے ظلم کیا	کڑک (چنگھاڑ)	سو صبح کی انہوں نے	اپنے گھروں میں	اوندھے پڑے ہوئے	گویا	نہیں

ظلم کیا انہیں چنگھاڑ نے آلیا سو انہوں نے صبح کی (صبح کے وقت) اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے گویا وہ

ع ۸ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾

يَغْنَوْا	فِيْهَا	اَلَا	بُعْدًا	لِّمَدْيَنَ	كَمَا	بَعِدَتْ	ثَمُوْدُ
وہ بسے	اسمیں (وہاں)	یاد رکھو	دوری ہے	مدین کے لئے	جیسے	دور ہوئے	ثمود

وہاں بسے (ہی) نہ تھے، یاد رکھو (رحمت سے) دوری ہو مدین کے لئے جیسے دور ہوئے ثمود۔

﴿۹۴﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا بِاِهْلَاكِهِمْ نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ صَاحَ بِهِمْ جِبْرِيْلُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ بَارِكِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ مَيِّتِيْنَ۔

﴿۹۴﴾ اور جب آیا ہمارا حکم انکی ہلاکی کا ہم نے بچالیا شعیب کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے اور ظالموں کو پکڑا ایک آواز سخت نے جو جبریل نے ان پر کی سو ہوگئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں پر گرے ہوئے مُردہ۔

﴿۹۵﴾ كَاَنْ مُخَفَّفَةٌ اَىْ كَاَنَّهُمْ لَّمْ يَغْنَوْا يُقِيْمُوْا فِيْهَا اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ○

﴿۹۵﴾ گویا کہ وہ ان گھروں میں آباد ہی نہیں ہوئے۔ آگاہ ہو دوری ہو اللہ کی رحمت سے مدین کو جیسے دوری ہوئی ثمود کو۔

تشریح

﴿۹۴﴾ اللہ کا عذاب آپہونچا | حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو اللہ کے جس عذاب کی خبر دی تھی آخر وہ عذاب آپہنچا اللہ تعالےٰ نے حضرت شعیبؑ اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے اس عذاب سے محفوظ رکھا۔ وہ عذاب کیا تھا؟ اس زمین پر شدید زلزلہ آیا، جسکے بارے میں انہوں نے حضرت شعیبؑ سے کہا تھا کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اپنی سرزمین سے نکال دینگے آج اسی زمین کا زلزلہ انکے لئے عذاب بنگیا تھا، زلزلہ کے ساتھ سخت کڑک تھی اور آج اس کڑک میں انکی اونچی اونچی آوازیں گم ہوکر رہ گئی تھیں اسکے ساتھ عذاب کے بادل جو انکی بستی پر سائبان کیطرح چھاگئے تھے، وہ آسمان جسکا ایک ٹکڑا گرانے کی وہ لوگ حضرت شعیبؑ سے فرمائش کرتے تھے۔ اہل ایمان تو حضرت شعیبؑ کیساتھ بستی سے باہر چلے گئے تھے اور باقی پوری قوم بے حس و حرکت پڑی رہ گئی۔ یہ تھا اللہ کا عذاب جس کی خبر حضرت شعیبؑ نے دی تھی۔

﴿۹۵﴾ قوم شعیب پر بھی ثمود کی طرح پھٹکار پڑی | قوم شعیب پر زلزلے، دھماکے اور آسمان پر گھرے بادلوں کا عذاب اتنا شدید تھا کہ پوری بستی اسطرح تباہ و برباد ہوگئی گویا کبھی وہاں کوئی تھا ہی نہیں اور قوم شعیب یعنی اہل مدین پر قوم ثمود کی طرح اللہ کی پھٹکار پڑی۔ یہ حال ہوا ہے ان قوموں کا جنہوں نے حق و صداقت سے منہ موڑا اور اسکی مخالفت پر کمربستہ رہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

وَلَقَدْ ۔ اَرْسَلْنَا	مُوْسٰى	بِاٰيٰتِنَا	وَسُلْطٰنٍ	مُّبِيْنٍ	اِلٰى	فِرْعَوْنَ	وَمَلَا۟ئِهٖ
اور ہم نے بھیجا	موسیٰ	اپنی نشانیوں کے ساتھ	اور دلیل	روشن	طرف	فرعون	اور اسکے سردار

اور ہم نے بھیجا موسیٰ ؑ کو اپنی نشانیوں اور روشن دلیل کے ساتھ فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف

فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ

فَاتَّبَعُوْٓا	اَمْرَ ۔ فِرْعَوْنَ	وَمَآ	اَمْرُ فِرْعَوْنَ	بِرَشِيْدٍ	يَقْدُمُ	قَوْمَهٗ	يَوْمَ
تو انہوں نے پیروی کی	فرعون کا حکم	اور نہ	فرعون کا حکم	درست	آگے ہوگا	اپنی قوم	دن

تو انہوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی اور فرعون کا حکم درست نہ تھا۔ قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے ہوگا

الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ

الْقِيٰمَةِ	فَاَوْرَدَهُمُ	النَّارَ	وَبِئْسَ	الْوِرْدُ	الْمَوْرُوْدُ	وَاُتْبِعُوْا	فِيْ
قیامت	تو لا اُتاریگا انہیں	دوزخ	اور برا	گھاٹ	اُترنے کا مقام	اور انکے پیچھے لگا دی گئی	میں

تو وہ انہیں دوزخ میں لا اُتاریگا اور براہے گھاٹ (انکے) اترنے کا مقام اور (اس (دنیا) میں ان کے

هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ

هٰذِهٖ	لَعْنَةً	وَّيَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	بِئْسَ	الرِّفْدُ	الْمَرْفُوْدُ	ذٰلِكَ	مِنْ	اَنْۢبَاۗءِ
اس	لعنت	اور دن	قیامت	برا	انعام	انہیں انعام دیا گیا	یہ	سے	خبریں

پیچھے لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن، براہے (یہ) انعام جو انہیں دیا گیا یہ بستیوں کی خبریں

الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾

الْقُرٰى	نَقُصُّهٗ	عَلَيْكَ	مِنْهَا	قَاۗىِٕمٌ	وَ	حَصِيْدٌ
بستیوں	ہم یہ بیان کرتے ہیں	تجھ پر (کو)	ان سے	قائم (موجود)	اور	کٹ چکیں

ہیں کہ ہم تجھ کو بیان کرتے ہیں، ان میں کچھ موجود ہیں اور (کچھ کی جڑیں) کٹ چکی ہیں

﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ بُرْهَانٍ بَيِّنٍ ظَاهِرٍ

﴿۹۷﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ○ سَدِيْدٍ۔

﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ الخ اور بے شک ہم نے بھیجا موسیٰ کو ساتھ اپنی نشانیوں اور دلیل ظاہر کے۔

﴿۹۷﴾ فرعون اور اس کے گروہ کی طرف سو اس گروہ نے فرعون کے حکم کی اطاعت اور پیروی کی اور فرعون کا کام درست نہیں۔

(۹۸) يَقْدُمُ يَتَقَدَّمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَتْبَعُوْنَهُ
كَمَا اتَّبَعُوْهُ فِي الدُّنْيَا فَاَوْرَدَهُمُ اَدْخَلَهُمُ النَّارَ
وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝ هِيَ
(۹۹) وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ اَيِ الدُّنْيَا
لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَعْنَةً بِئْسَ
الرِّفْدُ الْعَوْنُ الْمَرْفُوْدُ رِفْدُهُمْ
(۱۰۰) ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرُ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهُ مِنْ اَنْۢبَآءِ
الْقُرٰى نَقُصُّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ مِنْهَا اَيِ
الْقُرٰى قَآئِمٌ هَلَكَ اَهْلُهُ دُوْنَهُ وَّ
مِنْهَا حَصِيْدٌ ۝ هَلَكَ بِاَهْلِهٖ فَلَا اَثَرَ لَهُ
كَالزَّرْعِ الْمَحْصُوْدِ بِالْمَنَاجِلِ

(۹۸) وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے ہوگا سو وہ اس کی پیروی کریں گے اور پیچھے جاویں گے جیسے کہ دنیا میں اسکی پیروی کی پس وہ انکو آگ میں پہنچا دیگا اور دوزخ بری اترنے کی جگہ۔

(۹۹) اور ان پر اس دنیا میں اور آخرت میں لعنت ہے۔ بری ہے یہ جو اُن کو مدد ملی۔

(۱۰۰) یہ جو مذکور ہوا قصہ اور حال ہے ان قریوں کا جن کے رہنے والے ہلاک کئے گئے۔ بیان کرتے ہیں ہم اے محمد تم پر خبر ان کی بعض ان شہروں میں سے موجود ہیں کہ ان کے رہنے والے ہلاک ہوئے وہ شہر ہلاک نہیں کئے گئے۔ بلکہ باقی رہے اور بعض انہیں سے بالکل نیست و نابود کردئے گئے مع ان کے رہنے والوں کے ہلاک ہوئے سو ان کا کچھ نشان باقی نہیں وہ ایسے ہوگئے جیسے کھیتی کاٹی گئی درانتی سے۔

تشریح

(۹۶) حضرت موسیٰؑ کی بعثت | اہل مدین عاد و ثمود ان قوموں کے بعد ہم نے رہبری و رہنمائی کے لئے حضرت موسیٰؑ کو اپنا رسول مقرر کیا اور انکو اپنی نشانیاں اور ایسے معجزے عطا کئے جو ان کی صداقت اور سچائی کی کھلی نشانی تھے اور واضح سند تھی اللہ کی توحید کی اور حضرت موسیٰؑ کے رسول اللہ ہونے کی۔ مثلاً عصا (لاٹھی) کا معجزہ جس کا جواب کسی ساحر کے پاس نہ تھا

(۹۷) فرعونیوں کی گمراہی | حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے کھلی کھلی نشانیاں دیکر فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کی طرف بھیجا گیا تھا۔ مگر اتنی واضح نشانیوں کے باوجود انہوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی اور حضرت موسیٰؑ کی بات نہ مانی حالانکہ فرعون کے پاس انسان کی بھلائی کیلئے کوئی ٹھکانے کی بات نہ تھی کوئی ایسا پیغام نہ تھا جو انسان کو راستی پر چلانے والا ہو اسکی گمراہی کے باوجود اہل سلطنت فرعون کے پیچھے لگے رہے۔

(۹۸) قیامت کے روز بھی فرعون ان کا پیشوا ہوگا | جو لوگ دنیا میں کسی کو اپنا پیشوا اور رہنما بناتے ہیں اور اسکی قیادت کو قبول کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دکھلائیں گے کہ وہ ایسے لوگوں کو اپنی پیشوائی میں دوزخ کی طرف لے جائے گا۔ جنہوں نے دنیا میں لوگوں کو حق کے خلاف راستوں پر چلایا ہے ان کے پیرو اپنی ساری مصیبتوں کا ذمہ دار ان کو سمجھیں گے اور ان کا جلوس اس شان کے ساتھ دوزخ کے راستے پر روانہ ہوگا کہ وہ آگے آگے ہونگے اور پیچھے پیچھے ان کے ماننے والے ان کو گالیاں دیتے ہوئے برا بھلا کہتے ہوئے اور ان پر لعنتیں برساتے ہوئے جا رہے ہوں گے۔

(۹۹) دنیا میں بھی لعنت آخرت میں بھی لعنت | یہ لوگ جو خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں دنیا میں بھی رہتی دنیا تک لوگ ان پر لعنت بھیجتے رہینگے اور قیامت کے دن بھی ان پر لعنت پڑیگی کیسا برا صلہ ہے جو ایسے لوگوں کو ملے کیسا بدتر ٹھکانا ہے جس پر کوئی پہنچے۔

(۱۰۰) یہ واقعات عبرت کے لئے ہیں | یہ واقعات جو عاد و ثمود اہل مدین اور قوم فرعون کے بیان کئے گئے یہ چند بستیوں کی سرگذشت ہے پچھلی قوموں کے چند واقعات ہیں جو تمہیں سنائے گئے ان میں بعض بستیاں اب بھی موجود ہیں جیسے مصر جو فرعون کا مقام تھا آج بھی درس عبرت بنا ہوا موجود ہے کہ کبھی یہ بستی اللہ کے دشمنوں کا مرکز تھی اور آج یہاں سے توحید کی صدائیں مسجد کے میناروں سے بلند ہو رہی ہیں۔ کچھ بستیاں ایسی ہیں جو ختم ہو چکی ہیں مگر ان کے کچھ کھنڈر باقی ہیں جیسے قوم لوط کی بستی کہ آج بھی وہ جگہ نشانِ عبرت ہے اور کچھ ایسی بستیاں ہیں جو صفحۂ ہستی سے مٹ چکی ہیں اور اب ان کا نشان بھی باقی نہیں ہے۔

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ

عَنْهُمْ	فَمَآ اَغْنَتْ	اَنْفُسَهُمْ	ظَلَمُوْٓا	وَلٰكِنْ	مَا ظَلَمْنٰهُمْ	وَ
ان سے (کے)	سو نہ کام آئے	اپنی جانوں پر	انہوں نے ظلم کیا	اور لیکن (بلکہ)	ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر	اور

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، سو ان کے کچھ کام نہ آئے

اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ

جَآءَ	لَمَّا	مِنْ شَيْءٍ	اللّٰهِ	مِنْ دُوْنِ	يَدْعُوْنَ	الَّتِيْ	اٰلِهَتُهُمُ
آیا	جب	کچھ بھی	اللہ	سوائے	پکارتے تھے	وہ جو	ان کے معبود

وہ معبود جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے، جب تیرے رب کا

اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾

تَتْبِيْبٍ	غَيْرَ	مَا زَادُوْهُمْ	وَ	اَمْرُ رَبِّكَ
ہلاکت	سوائے	نہیں بڑھایا انہیں	اور	تیرے رب کا حکم

حکم آیا اور انہیں ہلاکت کے سوا انہوں نے کچھ نہیں بڑھایا

(۱۰۱) وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ بِاِهْلَاكِهِمْ بِغَيْرِ ذَنْبٍ
وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِالشِّرْكِ
فَمَآ اَغْنَتْ دَفَعَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ
الَّتِيْ يَدْعُوْنَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اَيْ غَيْرِهٖ مِنْ زَائِدَةٌ شَيْءٍ
لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ عَذَابُهٗ وَمَا زَادُوْهُمْ
بِعِبَادَتِهِمْ لَهَا غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ○ تَخْسِيْرٍ

(۱۰۱) اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا کہ بلاقصور ان کو ہلاک کیا ہو ولیکن انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا شرک کر کے سو ان کے معبودوں نے جنکی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے ان کو کچھ نفع نہ پہونچایا، اور جب تیرے رب کا عذاب آیا ان بتوں نے اس کو کچھ بھی دفع نہ کیا اور ان کی عبادت سے بجز نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوا۔

تشریح

(۱۰۱) گذشتہ قومیں خود اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہلاک کی گئیں | ایسا نہیں ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے کسی کو بلاقصور سزا دی ہو یا کسی پر کوئی ظلم و زیادتی کی ہو بلکہ ظلم اور زیادتی جو کچھ ہوئی ہے وہ خود ان کی اپنی طرف سے ہوئی ہے وہ نافرمانیوں میں حد سے گذر گئے پیغمبر انکو سمجھاتے رہے مگر وہ باز نہ آئے، ان کو مہلت دی گئی، ڈھیل دی گئی، موقعہ دیا گیا، جب پاپ کا گھڑا بھر گیا اور یہ خطرہ ہوا کہ ان کا یہ فساد دنیا سے امن وامان کو ختم کردیگا بے انصافی پھیلائے گا تو پھر اللہ نے فساد کی جڑ کاٹ دی اور ان پر اپنا عذاب نازل کیا پھر یہ بھی دیکھ لو کہ جب اللہ کا حکم آگیا تو ان کے وہ معبود کچھ کام نہ آسکے جن کو وہ پکارتے تھے جن سے وہ مدد مانگتے تھے ان جھوٹے معبودوں نے انہیں ہلاکت اور بربادی کے سوا کچھ نہ دیا۔ قوموں کے یہ حالات موجودہ لوگوں کے لئے عبرت کا سامان ہیں بشرطیکہ وہ نصیحت حاصل کرسکیں۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ

وَكَذٰلِكَ	اَخْذُ	رَبِّكَ	اِذَآ - اَخَذَ	الْقُرٰى	وَهِىَ	ظَالِمَةٌ	اِنَّ
اور ایسی ہی	پکڑ	تیرا رب	جب اس نے پکڑا (پکڑتا ہے)	بستیاں	اور وہ	ظلم کرتے ہوں	بیشک

اور ایسی ہی ہے تیرے رب کی پکڑ جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے اور وہ ظلم کرتے ہوں بے شک

اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ

اَخْذَهٗ	اَلِيْمٌ	شَدِيْدٌ	اِنَّ	فِىْ - ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِمَنْ - خَافَ	عَذَابَ
اس کی پکڑ	دردناک	سخت	بیشک	اس میں	البتہ نشانی	اسکے لئے جو ڈرا	عذاب

اس کی پکڑ سخت دردناک ہے بیشک اس میں البتہ اس کے لئے نشانی ہے جو آخرت کے

الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

الْاٰخِرَةِ	ذٰلِكَ	يَوْمٌ	مَّجْمُوْعٌ	لَّهُ	النَّاسُ	وَذٰلِكَ	يَوْمٌ	مَّشْهُوْدٌ
آخرت	یہ	ایک دن	جمع ہونگے	اس میں	سب لوگ	اور یہ	ایک دن	پیش ہونے کا

عذاب سے۔ یہ ایک دن ہے جس میں سب لوگ جمع ہونگے اور یہ ایک دن ہے پیش ہونے (حاضری) کا

وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ

وَ	مَا نُؤَخِّرُهٗ	اِلَّا	لِاَجَلٍ	مَّعْدُوْدٍ	يَوْمَ	يَاْتِ	لَا تَكَلَّمُ	نَفْسٌ
اور	ہم نہیں ہٹاتے پیچھے	مگر	ایک مدت کیلئے	گنی ہوئی (مقررہ)	جس دن	وہ آئے گا	نہ بات کرے گا	کوئی شخص

اور ہم پیچھے نہیں ہٹاتے (ملتوی نہیں کرتے) مگر (صرف) ایک مقررہ مدت تک کے لئے۔ جب وہ دن آئے گا کوئی شخص بات نہ کر سکے گا

اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِىٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

اِلَّا	بِاِذْنِهٖ	فَمِنْهُمْ	شَقِىٌّ	وَ	سَعِيْدٌ
مگر	اسکی اجازت سے	سو ان میں	کوئی بدبخت	اور	کوئی خوش بخت

مگر اس کی اجازت سے، سو کوئی ان میں بدبخت ہے اور کوئی خوش بخت

(۱۲) وَكَذٰلِكَ مِثْلَ ذٰلِكَ الْاَخْذِ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ
اَخَذَ الْقُرٰى اُرِيْدَ اَهْلُهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ بِالذُّنُوْبِ
اَىْ فَلَا يُغْنِىْ عَنْهُمْ مِّنْ اَخْذِهٖ شَىْءٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ
اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ رَوَى الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى
الْاَشْعَرِىْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِىْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ
قَرَاَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ الْاٰيَةَ

(۱۰۲) اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہے جب وہ کسی گاؤں والوں کو
پکڑتا ہے درآنحالیکہ وہ ظلم کرتے ہیں ساتھ گناہوں کے یعنی کوئی
چیز انکو اللہ کی پکڑ سے بچا نہیں سکتی اور اس کے عذاب کو دفع
نہیں کر سکتی۔ بیشک اللہ کی پکڑ سخت دردناک ہے۔ بخاری اور مسلم
نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کیا ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے یہانتک کہ جب اس کو
پکڑتا ہے تو پھر اسکو نہیں چھوڑتا پھر پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت
وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى الخ اور تیرا رب جب گاؤں والوں کو پکڑتا ہے

(۱۰۳) اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرِ مِنَ الْقَصَصِ لَاٰیَةً
لَعِبْرَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ
اَیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ فِیْهِ النَّاسُ
وَذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝ یَشْهَدُهٗ جَمِیْعُ
الْخَلَائِقِ

(۱۰۳) بلاشبہ ان قصوں میں جو مذکور ہوئے عبرت اور نصیحت ہے اس شخص کے واسطے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ یہ قیامت کا دن وہ دن ہے کہ اسمیں تمام آدمی جمع کیے جاویں گے اور وہ ایسا دن ہے کہ اسمیں تمام مخلوق حاضر ہوگی۔

(۱۰۴) وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ۝
لِوَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ

(۱۰۴) اور ہم نے اس کو ایک وقت تک موخر کر رکھا ہے جو اللہ کے نزدیک مقرر اور اسکو معلوم ہے۔

(۱۰۵) یَوْمَ یَاْتِ ذٰلِكَ الْیَوْمُ لَا تَكَلَّمُ فِیْهِ حَذْفُ
اِحْدَى التَّائَیْنِ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ تَعَالٰی
فَمِنْهُمْ اَیِ الْخَلْقِ شَقِیٌّ وَّمِنْهُمْ سَعِیْدٌ ۝
كُتِبَ كُلُّ ذٰلِكَ فِی الْاَزَلِ

(۱۰۵) جب وہ دن آجائیگا تو کوئی شخص اس وقت نہیں بولے گا مگر اللہ کے اذن اور اجازت سے۔ سو مخلوق میں سے بعض بدبخت ہیں اور بعض نیک۔ ازل میں ہر ایک کا حال لکھا گیا ہے۔

تشریح

(۱۰۲) اللہ کی پکڑ بڑی شدید ہوتی ہے | جب کسی بستی کے لوگ کسی طرح ظلم و فساد کا راستہ چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتے اور سمجھانے بجھانے کے باوجود گمراہی میں مبتلا رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ اس ظالم بستی کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیتی ہے اور اسکی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے کہ اس سے کوئی بچا نہیں سکتا کوئی مجرم بھاگ کر نکل نہیں سکتا۔

(۱۰۳) قوموں پر عذاب کی تاریخ قانون مکافات کی دلیل ہے | قوموں کی تاریخ پر اگر غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ قوموں پر اللہ تعالیٰ کی گرفت کہیں بھی بلا وجہ نہیں ہے بلکہ اس کے کچھ اخلاقی اسباب ہیں کسی قوم کے گرنے اور اٹھنے میں ان اخلاقی اسباب کا پورا پورا دخل ہے۔ اگر کوئی قوم اٹھتی ہے تو اس لئے کہ ایک معقول اخلاقی قانون رکھتی ہے اور اس پر عمل کرتی ہے۔ اگر کوئی قوم گرتی ہے تو اس لئے کہ وہ قوم اخلاق کی حد سے نیچے گر جاتی ہے۔ قدرت اس قوم کو کچھ مدت تک ڈھیل دیتی ہے اور جب وہ بہت نیچے گر جاتے ہیں تو ان پر ایسی پکڑ آتی ہے کہ وہ عبرت کی ایک داستان بن کر رہ جاتے ہیں۔ ان واقعات اور اسباب پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کی سلطنت میں مکافات کا ایک مستقل منصفانہ قانون جاری و ساری ہے

○ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کا عذاب جن قوموں پر آیا ہے اس میں مکافات کے تقاضے ایک حد تک تو پورے ہوتے ہیں مگر پورے طور پر وہ تقاضے پورے نہیں ہو سکے کیونکہ اس عذاب نے اس قوم کو تو سزا دی جو اس وقت موجود تھی مگر جو لوگ ظلم کے بیج بوکر پہلے ہی دنیا سے چلے گئے اور ان کے برے کاموں کا خمیازہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑا وہ مکافات کے قانون سے بچ گئے اب مکافات کے قانون کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جہاں ظالم کے کرتوتوں کا پورا پورا بدلہ دیا جائے اور یہ دن وہ ہوگا جب سب جمع ہونگے ہر ایک کا پورا پورا حساب ہوگا اور یہ سارا انصاف سب کی آنکھوں کے سامنے ہوگا تاکہ ہر شخص دیکھ لے کہ اللہ کی عدالت کا فیصلہ حقیقت کے مطابق اور منصفانہ ہو اور بلا رو رعایت ہے۔

(۱۰۴) حساب کا دن مقررہ وقت پر آئیگا | حساب کتاب کے جس دن کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ وہ فیصلے کا دن ہوگا اور اولین و آخرین سب اکٹھے ہونگے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو موجود نہ ہو اللہ کی عدالت کی پیشی کا وہ سب سے بڑا دن ہوگا اسکی میعاد مقرر ہے وہ اپنے وقت پر آئیگا یہ مت سمجھو کہ یہ فرضی باتیں ہیں وہ مقررہ وقت جب آئیگا تو سب کے سامنے ہوگا۔

(۱۰۵) حساب کتاب کا وہ دن کیسا ہوگا | حساب کتاب کا وہ دن ایسا ہوگا کہ اس دن کسی کو اللہ کی اجازت کے بغیر کچھ بولنے کی مجال نہ ہوگی اس پرجلال عدالت میں کوئی دم نہ مار سکے گا اگر کچھ عرض معروض کرنی ہوگی تو احکم الحاکمین کی اجازت کے بغیر کوئی کچھ نہ بول سکے گا اس دن دو طرح کے لوگ ہوں کچھ لوگ بدبخت ہوں گے اور کچھ لوگ نیک بخت۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾

وَّ شَهِيْقٌ	زَفِيْرٌ	فِيْهَا	لَهُمْ	النَّارِ	فَفِي	شَقُوْا	الَّذِيْنَ	فَاَمَّا
اور دھاڑنا	چیخنا	اسمیں	انکے لئے	دوزخ	سو۔میں	بدبخت	جو لوگ	پس

پس جو بدبخت ہیں وہ دوزخ میں ہیں ان کے لئے اس میں (گدھے کی طرح) چیخنا اور دھاڑنا ہے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ

شَآءَ	مَا	اِلَّا	وَالْاَرْضُ	السَّمٰوٰتُ	مَا دَامَتِ	فِيْهَا	خٰلِدِيْنَ
چاہے	جتنا	مگر	اور زمین	آسمان (جمع)	جب تک ہیں	اسمیں	ہمیشہ رہینگے

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، جب تک زمین و آسمان ہیں مگر جتنا تیرا رب

رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

	لِمَا + يُرِيْدُ	فَعَّالٌ	رَبَّكَ	اِنَّ	رَبُّكَ
	جو وہ چاہے	کرگزرنے والا	تیرا رب	بیشک	تیرا رب

چاہے بیشک تیرا رب جو چاہے کرگزرنے والا ہے۔

(۱۰۶) فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا اَيْ عِلْمِهٖ تَعَالٰى فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ صَوْتٌ شَدِيْدٌ وَّ شَهِيْقٌ ○ صَوْتٌ ضَعِيْفٌ

(۱۰۶) پس وہ لوگ جو علم الٰہی میں بدبخت ہیں آگ میں جلیں گے وہاں میں چلاویں گے اور آہستہ اور پکار کر روئیں گے۔

(۱۰۷) خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اَيْ مُدَّةَ دَوَامِهِمَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا غَيْرَ مَا شَآءَ رَبُّكَ مِنَ الزِّيَادَةِ عَلٰى مُدَّتِهِمَا مِمَّا لَا مُنْتَهٰى لَهٗ وَالْمَعْنٰى خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ○

(۱۰۷) دوزخ میں رہیں گے مقدار باقی رہنے آسمانوں اور زمینوں کے دنیا میں سوا اس زیادتی کے جو تیرا رب چاہے مدت بقا آسمان و زمین سے زیادہ لاانتہا جس کی کوئی حد نہیں۔ اور حاصل معنی یہ ہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ بیشک تیرا رب کرنے والا ہے جو چاہے۔

تشریح

(۱۰۶) بدبختوں کا حال | حساب کتاب کے دن جو لوگ اپنے اعمال کیوجہ سے روسیاہ ہونگے وہ بدنصیب دوزخ میں ہوں گے جہاں وہ گرمی اور پیاس کی وجہ سے ہانپیں گے اور پھنکاریں ماریں گے

(۱۰۷) بدنصیب ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے | وہ بدنصیب جو اللہ پر ایمان نہیں لائے وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کبھی وہاں سے نکالے نہ جائینگے البتہ وہ اہل ایمان جو اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں ڈالے جائیں گے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد ان کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ اللہ تعالٰی کے اختیارات غیر محدود ہیں وہ جو چاہیں گے کریں گے۔

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

فِیْهَا	خٰلِدِیْنَ	الْجَنَّةِ	فَفِی	سُعِدُوْا	الَّذِیْنَ	وَ اَمَّا
اس میں	ہمیشہ رہیں گے	جنت	سو میں	خوش بخت	وہ لوگ جو	اور جو

اور جو لوگ خوش بخت ہیں سو وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ

رَبُّكَ	مَا شَآءَ	اِلَّا	وَ الْاَرْضُ	السَّمٰوٰتُ	مَا دَامَتِ
تیرا رب	جتنا چاہے	مگر	اور زمین	آسمان (جمع)	جب تک ہیں

جب تک زمین اور آسمان ہیں، مگر جتنا تیرا رب چاہے

عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

غَیْرَ + مَجْذُوْذٍ	عَطَآءً
ختم نہ ہونے والی	عطا، بخشش

(یہ) بخشش ہے ختم نہ ہونے والی۔

﴿۱۰۸﴾ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا بِفَتْحِ
السِّیْنِ وَ ضَمِّهَا فَفِی الْجَنَّةِ
خَالِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ
السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا غَیْرَ
مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ كَمَا تَقَدَّمَ
وَ دَلَّ عَلَیْهِ فِیْهِمْ قَوْلُهٗ
عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ○
مَقْطُوْعٌ وَ مَا تَقَدَّمَ مِنَ التَّاوِیْلِ
هُوَ الَّذِیْ ظَهَرَ لِیْ وَ هُوَ خَالٍ
عَنِ التَّكَلُّفِ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ

﴿۱۰۸﴾ اور لیکن وہ لوگ جو نیک ہیں سو جنت میں ہمیشہ رہیں گے بقدر بقائے آسمان و زمین کے بجز اس زیادتی لا انتہا کے جو تیرا رب چاہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہ جنت میں عیش و عشرت کریں گے چنانچہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہے یہ آیت "عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ" یہ اللہ کی طرف سے عطاء ہے کبھی منقطع نہ ہوگی (اور آیت مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ میں جو تاویل اوپر لکھی گئی ہے مجھے ہی سوجھی ہے اور یہ توجیہ تکلیف سے خالی ہے اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے اپنی مراد کو)۔

تشریح

﴿۱۰۸﴾ نیک بخت جنت میں رہیں گے | وہ صاحب ایمان اور خوش نصیب لوگ جنہوں نے ایمان لانے کے ساتھ ساتھ نیک کام بھی کئے ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے ان پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایسی عنایت ہو گی جو مسلسل جاری رہے گی اور اس کی مہربانیوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ ان کا جنت میں جانا بھی اللہ کے کرم کی بدولت ہی ہوگا اور وہ ہے بھی بڑا کریم۔

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۚ مَا يَعْبُدُوْنَ

فَلَا تَكُ	فِيْ مِرْيَةٍ	مِمَّا	يَعْبُدُ	هٰٓؤُلَآءِ	مَا	يَعْبُدُوْنَ
پس تو نہ رہ	شک وشبہ میں	اس سے جو	پوجتے ہیں	یہ لوگ	نہیں	وہ پوجتے

پس اس سے شک وشبہ میں نہ رہو جو یہ (کافر) پوجتے ہیں ، وہ نہیں پوجتے مگر

إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ

إِلَّا	كَمَا	يَعْبُدُ	اٰبَآءُهُمْ	مِّنْ قَبْلُ	وَإِنَّا	لَمُوَفُّوْهُمْ	نَصِيْبَهُمْ
مگر	جیسے	پوجتے تھے	ان کے باپ دادا	اس سے قبل	اور بیشک ہم	انہیں پورا پھیر دینگے	ان کا حصہ

جیسے اس سے قبل ان کے باپ دادا پوجتے تھے ، اور بیشک ہم انہیں ان کا حصہ گھٹائے بغیر پورا

ع۹ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ

غَيْرَ مَنْقُوْصٍ	وَ	لَقَدْ	اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ	فَاخْتُلِفَ	فِيْهِ
گھٹائے بغیر	اور	البتہ	ہم نے دی	موسیٰ	کتاب	سو اختلاف کیا گیا	اس میں

پھیر دیں گے اور ہم نے البتہ موسیٰؑ کو کتاب دی سو اس میں اختلاف کیا گیا

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

وَ لَوْلَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ	مِنْ	رَّبِّكَ	لَقُضِيَ	بَيْنَهُمْ
اور اگر نہ	ایک بات	پہلے ہوچکی	سے	تیرا رب	البتہ فیصلہ کردیا جاتا	انکے درمیان

اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہوچکی ہوتی تو البتہ ان کے درمیان فیصلہ کردیا جاتا۔

وَإِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾

وَ إِنَّهُمْ	لَفِيْ + شَكٍّ	مِّنْهُ	مُرِيْبٍ
اور بیشک وہ	البتہ شک میں	اس سے	دھوکے میں ڈالنے والا

اور البتہ وہ اس (قرآن کی طرف) سے دھوکہ میں ڈالنے والے شک میں ہیں۔

۱۰۹ فَلَا تَكُ يَا مُحَمَّدُ فِيْ مِرْيَةٍ شَكٍّ مِّمَّا
يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ مِنَ الْأَصْنَامِ إِنَّا نُعَذِّبُهُمْ
كَمَا عَذَّبْنَا مَنْ قَبْلَهُمْ وَهٰذَا تَسْلِيَةٌ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعْبُدُوْنَ
إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ أَيْ كَعِبَادَتِهِمْ

۱۰۹ سوتم اے محمدؐ اس میں شک نہ کرو کہ جن بتوں کی یہ کفار عبادت کرتے ہیں اس پر ہم ان کو عذاب دیں گے جیسا کہ ان سے پہلوں کو گرفتار عذاب کیا (اور یہ تسلی دیگئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) یہ کافر بتوں کو ایسا ہی پوجتے ہیں جیسے ان کے باپ دادے پہلے ان سے پوجتے تھے۔

مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَ قَدۡ عَذَّبۡنَاهُمۡ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوۡهُمۡ مِّثۡلَهُمۡ نَصِیۡبَهُمۡ حَظَّهُمۡ مِنَ الۡعَذَابِ غَیۡرَ مَنۡقُوۡصٍ ۝ اَیۡ تَامًّا

اور بے شک ہم نے ان کو عذاب دیا اور بے شک ہم ان کافروں کو پورا حصہ عذاب کا دیں گے۔ جیسا ان کے باپ دادوں کو دیا۔ اس میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

(۱۱۰) وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ التَّوۡرٰىةَ فَاخۡتُلِفَ فِیۡهِ ؕ بِالتَّصۡدِیۡقِ وَالتَّکۡذِیۡبِ کَالۡقُرۡاٰنِ وَ لَوۡ لَا کَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّکَ بِتَاخِیۡرِ الۡحِسَابِ وَالۡجَزَاءِ لِلۡخَلَائِقِ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ لَقُضِیَ بَیۡنَهُمۡ ؕ فِی الدُّنۡیَا فِیۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ وَ اِنَّهُمۡ اَیِ الۡمُکَذِّبِیۡنَ بِهٖ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡهُ مُرِیۡبٍ ۝ مُوۡقِعِ الرِّیۡبَةِ۔

(۱۱۰) وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ فَاخۡتُلِفَ فِیۡهِ الخ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو توریت دی سو اسمیں ایسا ہی اختلاف ہوا جیسا قرآن میں کہ بعض نے اسکو مانا اور بعض نے انکار کیا اور اگر تیرے رب کی طرف سے یہ بات پہلے سے مقرر نہ ہوتی کہ اس نے حساب اور جزا سزا مخلوق کے لئے قیامت کا دن معین کر رکھا ہے تو البتہ دنیا ہی میں ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ ہو جاتا جنمیں وہ اختلاف کرتے ہیں اور بے شبہ جھٹلانے والے توراۃ کے اس سے ایک تردد اور شک میں ہیں۔

تشریح

(۱۰۹) جھوٹے معبودوں کی پوجا پاٹ اندھی تقلید کے سوا کچھ نہیں ہے | یہ لوگ جو جھوٹے معبودوں کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے ہیں ان کو دیکھ کر کسی معقول آدمی کو یہ خیال نہ آنا چاہئے کہ انہوں نے کچھ تو دیکھا ہی ہوگا جو ان سے حاجتیں طلب کرتے ہیں ـــــــ انہوں نے کچھ نہیں دیکھا بس کوری اندھی تقلید میں یہ سب کئے جا رہے ہیں نہ تو اس کے پیچھے کوئی علم ہے اور نہ عقل و فہم کی کوئی بات ہے یہ لکیر کے فقیر بنے ہوئے ایک راہ پر چلے جا رہے ہیں۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس کا پورا بدلہ ان کو آخرت میں مل کر رہے گا جس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ رہا دنیا کا معاملہ تو دنیا میں جو رزق ان کا مقدر ہے وہ یہاں مل جائے گا۔

(۱۱۰) حق کی مخالفت پہلے بھی ہوتی رہی ہے | قرآن مجید جس دین کی دعوت دے رہا ہے اس کی باتیں بالکل سیدھی سیدھی اور صاف صاف ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کیونکہ انسان کو اپنی خاص حکمت کی وجہ سے ایک خاص حد تک آزمائش کے لئے اختیار کی آزادی دی ہے کہ وہ کس راستے پر چلتا ہے اس لئے کچھ لوگ خالق و مخلوق کا ٹھیک ٹھیک حق پہچان کر صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتے ہیں کچھ لوگ فطرت کی رہنمائی کو چھوڑ کر کجروی اور غلط کاری کے راستے پر چل پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ساخت ہی ایسی بنائی ہے کہ وہ نیکی یا بدی کے اختیار کرنے میں بالکل مجبور ہو کر نہ رہ جائے۔ اسی لئے دنیا میں خیر و شر کی کش مکش کا سلسلہ جاری ہے اب چونکہ اللہ کی طرف سے ایک بات طے ہو چکی ہے اس لئے اس مہلت تک آزادی ہے اگر وہ طے شدہ بات نہ ہوتی کہ فیصلہ وقت آنے پر ہی ہوگا تو اللہ کے لئے سارے اختلافات کا فیصلہ کرنا مشکل نہ تھا لوگ چونکہ ان حکمتوں کو نہیں سمجھتے اس لئے وہ شک میں پڑ جاتے ہیں۔ حق کی مخالفت کوئی ٹھیک بات نہیں ہے۔ آج قرآن مجید کی مخالفت ہو رہی ہے۔ تو اس سے پہلے حضرت موسیٰؑ کو جو کتاب دی گئی تھی اس پر بھی بہت ساری رائے زنیاں کی گئی تھیں۔ اس لئے اہل حق کو شکستہ خاطر نہیں ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر فیصلہ فرماتے ہیں، وہ جلد بازی نہیں کرتے۔

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا

وَاِنَّ	كُلًّا	لَمَّا	لَيُوَفِّيَنَّهُمْ	رَبُّكَ	اَعْمَالَهُمْ	اِنَّهٗ	بِمَا
اور بیشک	سب	جب	انہیں پورا بدلہ دیگا	تیرا رب	ان کے عمل	بیشک وہ	جو وہ

اور بیشک جب (وقت آئے گا) سب کو پورا پورا بدلہ دے گا تیرا رب ان کے اعمال کا ، بے شک جو وہ کرتے ہیں

يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ

يَعْمَلُوْنَ	خَبِيْرٌ	فَاسْتَقِمْ	كَمَآ	اُمِرْتَ	وَمَنْ	تَابَ
کرتے ہیں	باخبر	سو تم قائم رہو	جیسے	تمہیں حکم دیا گیا	اور جو	توبہ کی

وہ اس سے باخبر ہے ۔ سو تم قائم رہو جیسے تمہیں حکم دیا گیا ہے ، اور وہ بھی جس نے توبہ کی

مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾

مَعَكَ	وَلَا تَطْغَوْا	اِنَّهٗ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ
تمہارے ساتھ	اور سرکشی نہ کرو	بیشک وہ	اس کو جو	تم کرتے ہو	دیکھنے والا

تمہارے ساتھ اور سرکشی نہ کرو ، بیشک جو تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے ۔

(۱۱۱) وَاِنَّ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ كُلًّا اَىْ كُلَّ الْخَلَائِقِ لَمَّا مَا زَائِدَةٌ وَاللَّامُ مُوَطِّئَةٌ لِقَسَمٍ مُقَدَّرٍ اَوْ فَارِقَةٌ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِتَشْدِيْدِ لَمَّا بِمَعْنَى اِلَّا فَاِنْ نَافِيَةٌ لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ اَىْ جَزَاءَهَا اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ عَالِمٌ بِبَوَاطِنِهٖ كَظَوَاهِرِهٖ ۔

(۱۱۱) اور بے شبہ تمام مخلوق کو تیرا رب پوری جزا انکے عملوں کی دیوےگا بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ان کے ظاہر اور باطن کی اس کو خبر ہے ۔

(۱۱۲) فَاسْتَقِمْ عَلَى الْعَمَلِ بِاَمْرِ رَبِّكَ وَالدُّعَاءِ اِلَيْهِ كَمَآ اُمِرْتَ وَلْيَسْتَقِمْ وَمَنْ تَابَ اٰمَنَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا تَجَاوَزُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ

(۱۱۲) سو تم ثابت رہو اے محمد اپنے رب کے حکم ماننے اور اس کی طرف بلانے پر جیسا تم کو حکم ہوا اور چاہیئے کہ وہ لوگ بھی اسی پر جمے رہیں جو تمہارے ساتھ ایمان لائے اور اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود سے نہ بڑھو بیشک جو تم کرتے ہو وہ اسکو جانتا ہے سو اسکا بدلہ دیگا

تشریح

اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہیں | فیصلے میں تاخیر ہونے سے یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی خبر نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایک ایک حرکت سے باخبر ہے وقت آنے پر ہر ایک کے عمل کا پورا پورا بھگتان کیا جائیگا ۔

(۱۱۰) اپنی جگہ جمے رہو | اے پیغمبر آپ اور آپکے ساتھی جو پلٹ کر آپ کی طرف آئے ہیں پوری طرح جمے رہیں ان کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آنے پائے اور یہ بھی خیال رہے کہ اس دین کے احکام میں جو تناسب اور اعتدال ہے اس میں ذرا بھی کمی اور زیادتی نہ ہو، افراط و تفریط سے علیحدہ ہوکر توسط کی راہ پر چلتے رہیں اور لوگوں کے عقائد اور اخلاق عبادات اور معاملات کو سیدھے راستے پر چلاتے رہیں ، تمہاری ہر بات اللہ کی نگاہ میں ہے اور وہ ہر آن تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے ۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ

وَ	لَا تَرْكَنُوْٓا	اِلَى	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	فَتَمَسَّكُمُ	النَّارُ	وَمَا	لَكُمْ
اور	نہ جھکو	طرف	وہ جنہوں نے	ظلم کیا	پس تمہیں چھوئیگی	آگ	اور نہیں	تمہارے لئے

اور ان کی طرف نہ جھکو جنھوں نے ظلم کیا پس تمہیں آگ چھوئے گی (آ لگے گی) اور تمہارے لئے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ

مِّنْ دُوْنِ	اللّٰهِ	مِنْ	اَوْلِيَآءَ	ثُمَّ	لَا تُنْصَرُوْنَ	وَاَقِمِ
سوائے	اللہ	کوئی	مددگار، حمایتی	پھر	نہ مدد دیئے جاؤ گے	اور قائم رکھو

اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں، پھر مدد نہ دیئے جاؤ گے (مدد نہ پاؤ گے) اور نماز قائم

الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ

الصَّلٰوةَ	طَرَفَيِ	النَّهَارِ	وَزُلَفًا	مِّنَ	الَّيْلِ	اِنَّ	الْحَسَنٰتِ
نماز	دونوں طرف	دن	اور کچھ حصہ	سے	رات	بیشک	نیکیاں

رکھو دن کے دونوں طرف (صبح شام) اور رات کے کچھ حصہ میں ۔ بے شک نیکیاں

يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ

يُذْهِبْنَ	السَّيِّاٰتِ	ذٰلِكَ	ذِكْرٰى	لِلذّٰكِرِيْنَ	وَاصْبِرْ
مٹا دیتی ہیں	برائیاں	یہ	نصیحت	نصیحت ماننے والے	اور صبر کرو

مٹا دیتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے اور صبر کرو

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُضِيْعُ	اَجْرَ	الْمُحْسِنِيْنَ
بیشک	اللہ	ضائع نہیں کرتا	اجر	نیکی کرنے والے

بیشک اللہ اجر ضائع نہیں کرتا نیکی کرنے والوں کا۔

﴿۱۱۳﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا تَمِيْلُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِمُوَادَّةٍ اَوْ مُدَاهَنَةٍ اَوْ رِضًى بِاَعْمَالِهِمْ فَتَمَسَّكُمْ تُصِيْبَكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَىْ غَيْرِهٖ مِنْ زَائِدَةٌ اَوْلِيَآءَ يَحْفَظُوْنَكُمْ مِنْهُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○ تُمْنَعُوْنَ مِنْ عَذَابِهٖ

﴿۱۱۳﴾ اور نہ مائل ہو ان لوگوں کی طرف جو ظالم ہیں ان سے دوستی نہ کرو اور حکم الٰہی کے پہنچانے میں تساہل اور مداہنت نہ کرو اور انکے کاموں سے خوش نہ ہو ایسا نہ ہو کہ آگ تم کو پہنچے اور مستحق دوزخ کے ہو جاؤ۔ اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں جو تم کو اس کے عذاب سے بچادے اور تم اس کے عذاب سے بچ نہ سکو گے۔

(۱۱۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ اَلْغَدَاةُ وَ
الْعَشِیُّ اَیِ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَزُلَفًا جَمْعُ
زُلْفَةٍ اَیْ طَائِفَةٍ مِّنَ الَّیْلِ اَیِ الْمَغْرِبِ وَ
الْعِشَاءِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ كَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ
یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ اَلذُّنُوْبَ الصَّغَائِرَ
نَزَلَتْ فِیْمَنْ قَبَّلَ اَجْنَبِیَّةً فَاَخْبَرَهٗ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلِیْ هٰذَا قَالَ لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ
كُلِّهِمْ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ ذٰلِكَ ذِكْرٰی
لِلذّٰكِرِیْنَ ○ عِظَةٌ لِلْمُتَّعِظِیْنَ

(۱۱۴) اور اے محمدؐ نماز پڑھتے رہو صبح اور شام یعنی نماز فجر ظہر اور عصر کی ادا کرو۔ اور کسی قدر رات میں یعنی مغرب اور عشاء بیشک نیکیاں جیسے پانچوں وقت کی نماز چھوٹے گناہوں کو دور اور نابود کرتی ہیں۔ یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس نے اجنبی عورت کا بوسہ لیا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ حکم سنایا اس نے عرض کیا کہ یہ حکم آیا میرے ہی لئے خاص ہے۔ آپ نے فرمایا میری تمام امت کے لئے ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے۔ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے۔

(۱۱۵) وَاصْبِرْ یَا مُحَمَّدُ عَلٰی اَذٰی قَوْمِكَ اَوْ
عَلَی الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ
اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ○ بِالصَّبْرِ
عَلَی الطَّاعَةِ

(۱۱۵) اور اے محمدؐ اپنی قوم کی ایذا رسانی پر صبر کرو یا نماز پر صبر کرو یعنی برابر ادا کرتے رہو کہ بے شک اللہ ان لوگوں کا ثواب ضائع نہیں فرماتا جو نیکی کرتے ہیں اور عبادت الٰہی و فرماں برداری پر پختہ ہیں۔

تشریح

(۱۱۳) حق کے خلاف چلنے والوں کی طرف ذرا جھکاؤ نہ ہو | جو لوگ حق کی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں اور اس طرح اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں ان کے طریقوں کی طرف ذرا بھی میلان اور جھکاؤ نہیں ہونا چاہیئے، تمہیں اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر اپنے رہن سہن میں، اپنے معاملات میں اپنی وضع قطع اور طریقۂ زندگی میں پوری طرح قائم رہنا چاہیئے ورنہ تم بھی اس آگ کی لپیٹ میں آجاؤ گے جس میں ان کو جانا ہے اور تمہیں اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اور سرپرست نہ ملے گا جو تمہیں بچا سکے اور نہ تمہیں کسی سے مدد ملے گی۔

(۱۱۴) تمہارا جھکاؤ اللہ کی طرف ہونا چاہیئے | تمہارا جھکاؤ ظالموں کے بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا چاہیئے اس جھکاؤ کا بڑا ذریعہ نماز ہے، دن کے دونوں سروں پر یعنی صبح شام اور کچھ رات گذرنے پر نماز ادا کرو۔ نماز سے نیکی کا ماحول پیدا ہوگا اور برائیاں دور ہونگی۔ نماز کے ذریعہ تمہیں اللہ کی نصرت حاصل ہوگی کیونکہ ہر نیکی برائی کو دور کرتی ہے۔ خوشبو سے بدبو دور ہوتی ہے اسی طرح نیکی سے برائی دور ہوتی ہے، بدن میلا ہو جاتا ہے تو صابن سے صاف ہوتا ہے اجتماعی اور انفرادی زندگی میں نماز کے بے شمار فائدے ہیں نماز کا مکمل نظام واقعہ معراج کے بعد قائم ہوا جس میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی گئیں لیکن اس کے فرض ہونے سے پہلے ہی نماز کی رغبت دلائی گئی تاکہ اس کے ذریعہ وہ اوصاف پیدا ہوں جو برائی کے طوفان کا مقابلہ کر سکیں اور خیر و صلاح کا نظام قائم ہو سکے۔

(۱۱۵) صبر اختیار کرو۔ ثابت قدم رہو | اللہ تعالےٰ کی توجہ حاصل کرنے اور انسانی کردار کی تشکیل میں نماز اور صبر کا خاص دخل ہے سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو) یہاں بھی نماز کے بعد صبر کا حکم فرمایا یعنی ایک مومن اللہ کی اطاعت اور عبادت میں اور اس کے حکم کی تعمیل میں ثابت قدم رہے کسی تکلیف کی پرواہ نہ کرے۔ اس صبر کے حاصل کرنے اور ثابت قدمی میں نماز بڑی مددگار ہوتی ہے جو انسان کا اپنے رب کے ساتھ تعلق کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے اور عبد و معبود کے رابطے کو گہرا کرتا ہے انسان کو یہ احساس دلاتا ہے کہ وہ ایسے معبود کا بندہ ہے جو سب سے بڑھ کر طاقت والا ہے اور ہر چیز پر اس کی پوری گرفت ہے پروردگار بھی اپنے بندوں کی کوشش کے اجر کو ضائع نہیں کرتے بلکہ اسکی قدر کرتے ہیں اور اندازے سے زیادہ عطا فرماتے ہیں۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ

فَلَوْ	لَا	كَانَ	مِنَ	الْقُرُوْنِ	مِنْ	قَبْلِكُمْ	اُولُوْا + بَقِيَّةٍ
پس کیوں	نہ	ہوئے	سے	قومیں	سے	تم سے پہلے	صاحبِ خیر

پس تم سے پہلے جو قومیں ہوئیں ان میں صاحبانِ خیر کیوں نہ ہوئے؟

يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا

يَنْهَوْنَ	عَنِ	الْفَسَادِ	فِي	الْاَرْضِ	اِلَّا	قَلِيْلًا	مِمَّنْ	اَنْجَيْنَا
روکتے	سے	فساد	میں	زمین	مگر	تھوڑے	سے۔جو	ہم نے بچا لیا

کہ روکتے زمین میں فساد سے، مگر تھوڑے سے جنہیں ہم نے ان سے

مِنْهُمْ ج وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ

مِنْهُمْ	وَ	اتَّبَعَ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مَا	اُتْرِفُوْا	فِيْهِ
ان سے	اور	پیچھے رہے	وہ لوگ جو	انہوں نے ظلم کیا (ظالم)	جو	انہیں دی گئی	اس میں

بچا لیا اور ظالم (ان ہی لذتوں کے) پیچھے پڑے رہے جو انہیں دی گئی تھیں

وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ

وَ	كَانُوْا	مُجْرِمِيْنَ	وَ	مَا	كَانَ	رَبُّكَ	لِيُهْلِكَ
اور	تھے	گنہگار	اور	نہیں	ہے	تیرا رب	کہ ہلاک کردے

اور وہ گناہگار تھے اور تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو ظلم

الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿١١٧﴾

الْقُرٰى	بِظُلْمٍ	وَ + اَهْلُهَا	مُصْلِحُوْنَ
بستیاں	ظلم سے	جبکہ وہاں کے لوگ	نیکو کار

سے ہلاک کردے جبکہ وہاں کے لوگ نیکو کار ہوں

﴿١١٦﴾ فَلَوْلَا نَهلًا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ الْاُمَمِ الْمَاضِيَةِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ اَصْحَابُ دِيْنٍ وَفَضْلٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ الْمُرَادُ

﴿١١٦﴾ پس کیوں نہ ہوئے ان امتوں میں سے جو پہلے تم سے گذرے دینداری اور بزرگی والے آدمی جو زمین میں فساد کرنے سے روکتے۔
مراد یہ ہے کہ ان میں ایسے لوگ نہیں ہوئے

بِهِ الثَّقُوا أَيْ مَا كَانَ فِيهِمْ ذٰلِكَ إِلَّا لٰكِنْ قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ج نَهَوْا فَنَجَوْا وَمِنْ لِلْبَيَانِ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا بِالْفَسَادِ أَوْ تَرْكِ النَّهْيِ مَا أُتْرِفُوا نُعِّمُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ○

مگر تھوڑے ان میں سے کہ جن کو ہم نے نجات دی کہ انہوں نے فساد سے منع کیا سو ان کو نجات ملی اور جن لوگوں نے ظلم کیا زمین میں فساد پھیلا کر یا بوجہ نہ منع کرنے لوگوں کے گناہوں سے وہ پیرو ہوئے ہی عیش و عشرت کے جو اُن کو دیگئی اور وہ لوگ گنہگار نافرمان تھے۔

(۱۱۷) وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ مِنْهُ لَهَا وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ○ مُؤْمِنُونَ

(۱۱۷) اور تیرا رب کسی گاؤں کو ظلماً بلا قصور ہلاک نہیں کرتا دراں حالیکہ رہنے والے اس گاؤں کے مسلمان ہوں۔

تشریح

(۱۱۶) نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو | نماز و عبادت کے ذریعہ خود بھی نیک بنو اور اللہ کے احکام پر ثابت قدم کرکے نیکی کا ماحول پیدا کرو صرف اتنا ہی نہیں کہ خود نیک بنو بلکہ دوسروں کو بھی نیک بنانے کی کوشش کرو۔ تم سے پہلے قوموں کی تباہی کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ ان میں جو لوگ با اثر تھے جن کی بات لوگ سن سکتے تھے اور ان میں کچھ نہ کچھ خیر کے اثرات موجود تھے وہ خود تو بھلائی پر چلتے رہے مگر انہوں نے برائیوں کو مٹانے کی کوشش نہیں کی۔ اس طرح برائی پھیلتی رہی دنیا بگڑتی رہی اور اس کو سنوارنے والا کوئی نہ رہا گنتی کے چند لوگ اٹھے مگر ان کی آواز سننے والا کوئی نہ تھا۔ ان کی بات پر توجہ نہ دی گئی برائیاں اس قدر پھیل چکی تھیں کہ نیکی کی آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ نقارخانے میں طوطی کی آواز کون سنتا۔ جب برائیاں زیادہ پھیلیں تو اللہ کی طرف سے عذاب آئے، گنتی کے چند لوگ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے رہے تھے وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے باقی پوری قوم تباہ ہوگئی یہ نیک لوگ غالب ہوتے تو قوم تباہی سے بچ جاتی، تھوڑے تھے خود بچ گئے قوم کو نہ بچا سکے۔

(۱۱۷) قوموں کی تباہی کے اسباب | اللہ تعالیٰ خیر کو پسند کرتے ہیں اور شر اللہ کو پسند نہیں ہے۔ انسانی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو اپنی نعمتوں سے سرفراز کیا اور وہ خوش حالی کے نشے میں مست ہوکر خیر کے بجائے شر پھیلانے لگے اور مجموعی طور پر پوری قوم بگاڑ کے آخری سرے پر پہنچ گئی اور وہ لوگ جو اس بگاڑ کو دور کرسکے اتنے کمزور اور بے طاقت ہوگئے کہ بات ان کے بس سے باہر ہوگئی تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو ختم کردیا اور اس کی جگہ دوسری قوم لے آئے جو خیر کے علم بردار بن کر اٹھے اللہ کا عذاب اس وقت تک نہیں آیا جب تک اصلاح کرنے والے لوگ موجود رہے اور امید کی یہ کرن باقی رہی کہ آج نہیں تو کل یہ قوم سدھر جائے گی جب نا امیدی ہوگئی تبھی اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو ختم کیا جو اس کی زمین پر رہنے کے قابل نہیں تھی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کسی بستی کو ناحق تباہ نہیں کرتا۔ آج کے دور کے لوگوں کو اس تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ تاریخ عبرت کے لئے ہوتی ہے نہ کہ کتابوں کے اوراق میں بند رہنے کے لئے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

وَلَوْ	شَآءَ	رَبُّكَ	لَجَعَلَ	النَّاسَ	اُمَّةً	وَّاحِدَةً	وَّلَا يَزَالُوْنَ	مُخْتَلِفِيْنَ
اور اگر	چاہتا	تیرا رب	تو کردیتا	لوگ (جمع)	امت	ایک	اور وہ ہمیشہ رہیں گے	اختلاف کرتے ہوئے

اور اگر تیرا رب چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی امت کردیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ

اِلَّا	مَنْ	رَّحِمَ	رَبُّكَ	وَلِذٰلِكَ	خَلَقَهُمْ	وَتَمَّتْ	كَلِمَةُ	رَبِّكَ
مگر	جو جس	رحم کیا	تیرا رب	اور اسی لئے	پیدا کیا انہیں	اور پوری ہوئی	بات	تیرا رب

مگر جن پر تیرے رب نے رحم کیا اور اسی لئے انہیں پیدا کیا اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ

لَاَمْلَئَنَّ	جَهَنَّمَ	مِنَ	الْجِنَّةِ	وَالنَّاسِ	اَجْمَعِيْنَ	وَكُلًّا	نَّقُصُّ
البتہ بھردوں گا	جہنم	سے	جن (جمع)	اور انسان	اکٹھے	اور ہر بات	ہم بیان کرتے ہیں

البتہ جہنم کو بھردوں گا جنوں اور انسانوں سے اکٹھے اور ہر بات ہم تم سے رسولوں

عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ

عَلَيْكَ	مِنْ	اَنْۢبَآءِ	الرُّسُلِ	مَا نُثَبِّتُ	بِهٖ	فُؤَادَكَ	وَجَآءَكَ	فِيْ
تجھ پر	سے	احوال	رسول (جمع)	کہ ہم ثابت کردیں (تسلی دیں)	اس سے	تیرا دل	اور تیرے پاس آیا	میں

کے احوال کی بیان کرتے ہیں ۔ تاکہ اس سے تمہارے دل کو تسلی دیں اور تمہارے پاس آیا

هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

هٰذِهٖ	الْحَقُّ	وَمَوْعِظَةٌ	وَّذِكْرٰى	لِلْمُؤْمِنِيْنَ
اس	حق	اور نصیحت	اور یاد دہانی	مومنوں کے لئے

اس میں حق اور مومنوں کے لئے نصیحت اور یاد دہانی

(۱۱۸) وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً
اَهْلَ دِيْنٍ وَاحِدٍ وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ○
فِي الدِّيْنِ

(۱۱۸) اور اگر تیرا رب چاہتا تو تمام آدمیوں کو ایک جماعت یعنی ایک مذہب پر کردیتا اور آدمی ہمیشہ دین میں اختلاف کرتے رہیں گے ۔

(۱۱۹) اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ اَرَادَ لَهُمُ الْخَيْرَ فَلَا
يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ، اَىْ
اَهْلَ الْاِخْتِلَافِ لَهٗ وَاَهْلَ الرَّحْمَةِ لَهَا وَتَمَّتْ

(۱۱۹) مگر جن پر تیرا رب رحمت فرمادے اور ان کو خیر کی توفیق دے پس وہ اسمیں اختلاف نہ کریں گے اور اللہ نے آدمیوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے یعنی اہل اختلاف اختلاف کے واسطے اور رحمت والوں کو رحمت کے لئے ۔ اور تیرے رب کی بات

كَلِمَةُ رَبِّكَ وَهِيَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ الْجِنِّ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

(۱۲۰) وَكُلًّا نَّقُصُّ بِنَقُصُّ وَتَنْوِيْنُهٗ عِوَضٌ عَنِ الْمُضَافِ اِلَيْهِ اَيْ كُلَّ مَا يُحْتَاجُ اِلَيْهِ نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا بَدَلٌ مِّنْ كُلًّا نُثَبِّتُ نُطَمْئِنُ بِهٖ فُؤَادَكَ قَلْبَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْاَنْبَاءِ اَوِ الْاٰيَاتِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ خَصُّوْا بِالذِّكْرِ لِانْتِفَاعِهِمْ بِهَا فِي الْاِيْمَانِ بِخِلَافِ الْكُفَّارِ

پوری ہوئی۔ وہ بات یہ ہے کہ بیشک میں بھروں گا دوزخ کو جنات اور آدمیوں سے سب سے۔

(۱۲۰) اور ہم تجھ پر بیان کرتے ہیں قصے پیغمبروں کے ہر قسم کے جس کی ضرورت ہو جس سے ہم تمہارے دل کو مطمئن کریں اور تم کو تسلی ہو جائے، اور ان قصوں میں یا آیتوں میں جو کچھ تم پر بیان کیا گیا سچی بات اور نصیحت ہے، اور یاد دہانی ہے اہل ایمان کو (ایمان والوں کو خاص ذکر کیا اس لئے کہ وہی ان آیتوں سے نفع اٹھاتے ہیں ایمان لاکر بخلاف کافروں کے۔

تشریح

(۱۱۸) حق وناحق کا اختلاف کیوں؟ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اچھائی بھی ہے اور برائی بھی ہے، خیر بھی ہے اور شر بھی ہے، حق بھی ہے ناحق ہے، اندھیرا بھی ہے اجالا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت تکوینی یہ ہے کہ وہ انسان کو ایک ہی راستہ اختیار کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتا اگر وہ چاہتا تو سارے کے سارے انسان ایک ہی گروہ کے ہوتے لیکن اس نے انسان کو آزادی دی ہے، اختیار دیا ہے کہ وہ جس راستے کو چاہے اختیار کرکے اپنی مرضی سے اس پر چل سکتا ہے، اللہ تعالیٰ حق وناحق کی رہنمائی تو ضرور فرماتے ہیں ہدایت کا مکمل سامان ظاہری وباطنی اللہ تعالیٰ نے کر رکھا ہے انسان کی فطرت حق پسند ہے اللہ نے اسکو حق پسند بنایا ہے ہر دور میں اپنے رسول بھیجے ہیں اپنی کتابیں نازل کی ہیں لیکن جبر وزبردستی اس کی حکمت تکوینی کے خلاف ہے۔ اس لئے انسان ہر دور میں حق و ناحق میں بٹے رہے ہیں اور بٹے رہیں گے۔

(۱۱۹) اختیار کی آزادی کا صحیح استعمال کرنے والے جنت میں اور غلط استعمال کرنیوالے جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ یہ ہوا کہ انسان کو ایک محدود دائرے میں اختیار کی آزادی دی جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت سلیمہ کے مطابق رہنمائی کا انتظام تو فرمایا مگر اس کے ساتھ چھوٹ بھی دیدی کہ اگر چاہو تو اپنی مرضی سے اس راہ پر چلو اور چاہو تو دوسرا راستہ اختیار کرو جن لوگوں نے فطرت کے تقاضوں کو سمجھا اور اللہ کی رہنمائی کی روشنی میں زندگی کا سفر طے کیا وہ رب کی رحمت کے مستحق بنے اور بے راہ روی سے بچ گئے۔ جنہوں نے فطرت کے خلاف واضح حق کو جھٹلایا وہ اختلاف میں پڑ گئے اور اصل مقصدِ زندگی کہ انسان اللہ کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کو بھول گئے ان پر خدا کی یہ بات پوری ہو کر رہی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دونگا۔ اس طرح انسانوں کے دو گروہ ہو گئے حق پرست جو اللہ تعالیٰ کی صفت جمال کا مظہر ہیں اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ دوسرے حق کا انکار کرنے والے جو اللہ کی صفت جلال کا مورد بنیں گے اور جہنم رسید ہوں گے۔ حق پرستوں میں بھی لطف وکرم کے مظاہر استعداد اور عمل کے اعتبار سے مختلف ہوں گے۔

(۱۲۰) گذشتہ پیغمبروں کے واقعات کے بیان کرنے کی حکمت گذشتہ پیغمبروں اور ان کی قوموں کے جو واقعات اور حالات قرآن میں بیان ہوئے ہیں وہ نصیحت اور عبرت کے لئے ہیں جب آدمی سنتا ہے کہ پہلی قومیں کس وجہ سے اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوئیں تو اس بات کو سنکر وہ ان چیزوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ فلاں راستہ اختیار کرنے سے پچھلی قوموں نے ترقی کی تو وہ بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ غرض ان واقعات کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر حضرت محمدؐ کے دل کو ڈھارس ملے اور امت کو ان کے ذریعہ حقیقت کا علم ہو اور ایمان لانے والوں کو نصیحت اور بیداری نصیب ہو۔

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا

وَقُلْ	لِّلَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	اعْمَلُوْا	عَلٰى	مَكَانَتِكُمْ	اِنَّا
اور کہدیں	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	تم کام کیے جاؤ	پر	اپنی جگہ	ہم

اور ان لوگوں کو کہدیں جو ایمان نہیں لاتے تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ ، ہم (اپنی جگہ)

عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ

عٰمِلُوْنَ	وَانْتَظِرُوْا	اِنَّا	مُنْتَظِرُوْنَ	وَ	لِلّٰهِ	غَيْبُ
کام کرتے ہیں	اور تم انتظار کرو	ہم بھی	منتظر (جمع)	اور	اللہ کے پاس	غیب

کام کرتے ہیں ، اور تم انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور اللہ کے پاس ہیں آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَاِلَيْهِ	يُرْجَعُ	الْاَمْرُ	كُلُّهٗ	فَاعْبُدْهُ	وَتَوَكَّلْ
آسمانوں	اور زمین	اور اسی کی طرف	بازگشت	کام	تمام	سو اسکی عبادت کرو	اور بھروسہ کرو

اور زمین کے غیب (چھپی ہوئی باتیں) اور اسی کی طرف تمام کاموں کی بازگشت ہے۔ سو اسکی عبادت کرو

ع ۱۰

عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

عَلَيْهِ	وَمَا	رَبُّكَ	بِغَافِلٍ	عَمَّا	تَعْمَلُوْنَ
اس پر	اور نہیں	تمہارا رب	غافل (بے خبر)	اس سے جو	تم کرتے ہو۔

اور اس پر بھروسہ کرو ، اور تمہارا رب اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔

(۱۲۱) وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا
عَلٰى مَكَانَتِكُمْ حَالَتِكُمْ اِنَّا
عٰمِلُوْنَ ○ عَلٰى حَالَتِنَا تَهْدِيْدٌ لَّهُمْ
(۱۲۲) وَانْتَظِرُوْا عَاقِبَةَ اَمْرِكُمْ
اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ○ ذٰلِكَ
(۱۲۳) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اَيْ عِلْمُ مَا غَابَ فِيْهِمَا
وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ
يَعُوْدُ وَلِلْمَفْعُوْلِ يُرَدُّ الْاَمْرُ
كُلُّهٗ فَيَنْتَقِمُ مِمَّنْ عَصٰى فَاعْبُدْهُ

(۱۲۱) اور کہدو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں رکھتے کہ تم اپنے حال پر کام کرو بے شک ہم اپنے حال پر عمل کرنے والے ہیں کافروں کو دھمکانا اور ڈرانا ہے۔

(۱۲۲) اور تم اپنے کاموں کے انجام کے منتظر رہو ہم بھی اس کے منتظر ہیں

(۱۲۳) اور اللہ جانتا ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں پوشیدہ ہے اور اسی کی طرف تمام امور کا رجوع ہے سو وہ بدلہ لیگا اس سے جو اس کی نافرمانی کرے۔

پس عبادت کر تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات

وَحْدَهٗ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ ثِقْ بِهٖ نَائِبَهٗ كَافِيْكَ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○ وَإِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِوَقْتِهِمْ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْفَوْقَانِيَّةِ۔

واحد کی اور اس پر بھروسہ کر کہ بے شک وہ تجھ کو کافی ہے اور تیرا رب بے خبر نہیں ان کے کاموں سے صرف ان کو چھوڑ رکھا ہے ان کے وقت معین تک اور ایک قرارت میں بجائے یعملون کے تعلمون ہے ساتھ تا کے یعنی جو تم کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں۔

تشریح

(۱۲۱) ہر گروہ اپنے اپنے طریقے پر چلتا رہے | رہے وہ لوگ جو سب کچھ سننے کے باوجود عمل کے لئے تیار نہیں ہیں اور اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں، وہ اپنے طریقے پر چلتے رہیں ہم اپنے طریقے پر چلتے رہیں گے۔

(۱۲۲) انجام کا انتظار کریں | ہر عمل کا ایک نتیجہ سامنے آتا ہے کوئی عمل بھی بے نتیجہ نہیں ہوتا اچھائی کا نتیجہ اچھا اور برائی کا نتیجہ برا سامنے آکر رہے گا تم بھی اپنے انجام کا انتظار کرو اور ہم بھی منتظر ہیں دیکھو اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

(۱۲۳) اللہ کی سلطنت میں اندھیر نہیں ہے | یہ پوری کائنات اللہ رب العزت کی عظیم الشان سلطنت ہے جس کا وہ بلا شرکت غیرے حاکم ہے ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے، ذرّے ذرّے کا اسے علم ہے زمین آسمان میں کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے تمام معاملات آخر اسی کے حضور میں پیش ہوتے ہیں اور وہی ہر معاملے کا فیصلہ پوری حکمت کے ساتھ کرتا ہے اس کی اس سلطنت میں اندھیر نگری چوپٹ راج نہیں ہے یہاں حکمت کیوجہ سے دیر تو لگتی ہے جس کا مخلوق کو پتہ نہیں ہوتا مگر اندھیر نہیں ہے جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں پروردگار اس سے غافل نہیں ہے جو لوگ حق کے لئے کوشاں ہیں ان کی محنتیں ضائع نہیں ہوتیں اور ظالم کو بھی اس کے ظلم کا بدلہ مل کر رہے گا۔ ان کے سب کرتوت اللہ کے علم میں ہیں۔ اے نبی ﷺ آپ اور آپ کے پیرو اللہ پر بھروسہ رکھیں اور اس کی بندگی اور فرماں برداری میں لگے رہیں۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ پر بہت جلد بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا سورۂ ہود اور ان جیسی دوسری سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَأَخَوَاتُهَا

(۱۲)

یوسف

ترتیب تلاوت	۱۲	ترتیب نزول	۵۳
مکی / مدنی	مکی	تعداد رکوعات	۱۲
تعداد آیات	۱۱۱	تعداد الفاظ	۱۸۰۸
تعداد حروف	۷۴۱۱		

سورۂ یوسف قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق بارہویں سورۃ ہے اس کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریمؐ کے زمانہ قیام کے آخری دور میں یہ سورت نازل ہوئی ہے۔ اس سورت کی خصوصیت یہ ہے کہ پوری سورت میں مسلسل ایک ہی واقعہ حضرت یوسفؑ کا بیان ہوا ہے۔

قرآن مجید نے حضرت یوسف کے قصے کو "احسن القصص" یعنی سب سے اچھا اور سب سے بہترین قصہ کہا ہے۔ سب سے پہلے اس قصہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔

یہودیوں نے مسلمانوں کی معرفت حضرت محمدؐ سے سوال کیا کہ بنی اسرائیل فلسطین میں رہتے تھے پھر وہ مصر کیسے پہنچ گئے؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کا یہ پورا واقعہ نازل فرمادیا جس سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل فلسطین سے مصر کس طرح پہنچے۔

قصۂ یوسف پر ایک طائرانہ نظر

8 حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے، حضرت اسحاقؑ کے پوتے حضرت ابراہیمؑ کے پڑپوتے تھے۔
حضرت یعقوبؑ کے چار بیویاں تھیں جن سے بارہ بیٹے ہوئے۔ چھوٹے بیٹے حضرت یوسفؑ اور ان سے چھوٹے بھائی

بن یمین ایک بیوی (راحیل) سے تھے اور باقی دس بیٹے دوسری بیویوں سے تھے۔ بن یمین کی پیدائش کے وقت ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا تھا اس لئے حضرت یعقوب ان دونوں بے ماں کے بچوں کا زیادہ خیال رکھتے تھے۔

- حضرت یعقوبؑ فلسطین میں حبرون کی وادی میں رہتے تھے۔
- حضرت یوسفؑ کی پیدائش ۱۹۰۶ قبل مسیح میں ہوئی ہے۔
- لڑکپن میں جبکہ حضرت یوسف ؑ کی عمر تقریباً سترہ یا اٹھارہ سال کی تھی۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے چاند اور سورج میرے سامنے جھکے جارہے ہیں۔ انھوں نے یہ خواب اپنے والد حضرت یعقوب ؑ سے بیان کیا تو والد نے ان سے کہا کہ وہ اپنے بھائیوں یہاں تک کہ بن یمین سے بھی اس خواب کا تذکرہ نہ کریں۔ کیونکہ اس خواب کی تعبیر بالکل واضح تھی کہ گیارہ ستارے یعنی ان کے گیارہ بھائی اور چاند اور سورج یعنی ان کے والد اور والدہ یہ سب کسی وقت حضرت یوسف ؑ کی شان عظمت کے سامنے سر جھکائیں گے۔ حضرت یعقوب محسوس کرتے تھے کہ یوسف کے ساتھ ان کی محبت دیکھ کر ان کے بھائی دل دل میں کڑھتے ہیں۔ ممکن تھا کہ وہ اس خواب کو سنکر یوسف کو اذیت دینے کی کوشش کریں اس لئے انھوں نے اس خواب کا ذکر کسی اور سے کرنے سے روک دیا۔
- ایک دن حضرت یوسف ؑ کے بھائیوں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ یوسف ؑ کے معاملے میں ہم پر بھروسہ نہیں کرتے، وہ ہمارا بھائی ہے اور ہم اس کے سچے خیر خواہ ہیں۔ کل اسے ہمارے ساتھ بھیجئے تاکہ وہ ہمارے ساتھ کھیلے، اس کا دل بہلے، ہم اس کی حفاظت کے لئے موجود ہیں۔ اور آخر انھوں نے اپنے والد کو اس کے لئے آمادہ کرلیا کہ یوسف ان کے ساتھ کل سے جنگل جائیگا۔
- اور پھر وہی ہوا جو ہونا تھا کہ ان کے بھائیوں نے آپس میں مشورہ کرکے حضرت یوسف ؑ کو ایک اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ یہ واقعہ ۱۸۹۰ ق م میں پیش آیا۔ جس کنوئیں میں ان کے بھائیوں نے پھینکا وہ دوتن کے مقام کے قریب واقع تھا۔ دوتن کو اب ڈثان کہا جاتا ہے اور یہ سکم کے شمال میں ہے۔
- برادرانِ یوسف ان کو کنوئیں میں پھینک کر چلے گئے اور والد سے جاکر بہانہ بنادیا کہ یوسف کو بھیڑیے نے کھا لیا۔ اور ثبوت کے لئے خون لگا یوسف کا قمیص باپ کو دکھادیا۔ حضرت یعقوب نے اس صدمے کو بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا۔
- شرق اردن کے مقام جلعاد سے ایک قافلہ مصر کی طرف جارہا تھا انہوں نے پانی نکالنے کے لئے اس کنوئیں میں جس میں حضرت یوسف کو پھینکا گیا تھا ڈول ڈالا تو وہاں دیکھا کہ ایک لڑکا بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے یوسف کو کنوئیں سے نکالا اور ان کو مال تجارت سمجھ کر بیچنے کے لئے اپنے ساتھ مصر لے گئے۔
- حضرت یوسف ؑ سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں مصر پہنچے، قافلے والوں نے مصر کے بازار میں حضرت یوسف کو غلاموں کیطرح بیچ ڈالا۔ عزیز مصر فوطیفار جو وہاں کا مدارالمہام تھا وہ حضرت یوسف ؑ کو خرید کر اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ بڑا قبول صورت اور ہونہار لڑکا معلوم ہوتا ہے اس کے ساتھ پیار کا معاملہ کرنا اور عزت و آبرو سے رکھنا ہمارے اولاد نہیں ہے ہوسکتا ہے ہم اسی کو اپنا بیٹا بنالیں۔ عزیز مصر کے یہاں حضرت یوسف کو بڑے بڑے لوگوں سے ملنے اور انتظامی کاموں کو چلانے کا کچھ اندازہ ہونے لگا۔ حضرت یوسف ؑ جسمانی اعتبار سے شباب کو پہنچ رہے تھے اور فہم و دانش میں ترقی کررہے تھے اپنی فہم رسا سے مشکل مسئلے چٹکیوں میں حل کردیتے تھے، خوابوں کی تعبیر کا علم ان کا مخصوص حصہ تھا۔ ادھر اخلاق نہایت اعلیٰ، دل کے سچے اور قول کے پکے تھے اس طرح حضرت یوسف کی ایک اچھے ماحول میں تعلیم و تربیت ہورہی تھی اور عزیز مصر کی خاص عنایتیں ان کی طرف متوجہ تھیں اللہ نے ان کو منصب نبوت سے سرفراز فرمادیا تھا۔

○ اسی درمیان میں حضرت یوسفؑ ایک سخت امتحان میں پڑ گئے کہ عزیز کی بیوی حضرت یوسفؑ کے حسن وجمال پر مرمٹی، اور اپنی خواہش کا ان سے بے تابانہ اظہار کیا۔ ایک روز تو یہ ہوا کہ کمرے کے دروازے بند، جوانی کی عمر ایک حسین عورت کی خواہش سارے اسباب ایسے تھے کہ بڑے بڑے زاہدوں کا تقویٰ پاش پاش ہو جائے۔ مگر اللہ تعالٰے نے حفاظت کی حضرت یوسف اس امتحان میں کامیاب رہے۔ حضرت یوسف کمرے کا دروازہ کھول کر نکلنا چاہتے تھے اور پیچھے عزیز مصر کی بیوی ان کو روکنے کے لئے پیچھا کر رہی تھی۔ اتفاقاً حضرت یوسف کی قمیص کا پچھلا حصہ اس کے ہاتھ میں آگیا۔ کھینچا تانی میں کرتا پھٹ گیا۔ آگے یوسفؑ اور پیچھے وہ عورت، آگے پیچھے دروازے پر پہنچے تو اس کا خاوند عزیز مصر فوطیفار اچانک دروازے پر پہنچ گیا۔ عورت نے معاملے کی نزاکت کو دیکھ کر الزام حضرت یوسفؑ پر رکھ دیا۔ حضرت یوسفؑ نے صفائی دی۔ یہ جھگڑا چل ہی رہا تھا کہ خود عورت کے خاندان والوں میں ایک شخص نے کہا کہ اگر قمیص آگے سے پھٹا ہو تو قصور یوسف کا ہے اور پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت قصوروار ہے۔

○ عزیز مصر نے بھی سمجھ لیا کہ اصل معاملہ کیا ہے اور یوسف سے کہا کہ جو ہونا تھا ہو چکا اس کا کسی سے ذکر مت کرنا مگر ایسی باتیں کہاں چھپتی ہیں عورتوں میں چرچے ہونے لگے کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام پر فریفتہ ہے۔ عورتوں کے طعنے سنکر عزیز مصر کی بیوی نے ان عورتوں کے لئے کھانے پینے کی مجلس کا اہتمام کیا۔ کھانے میں بعض چیزیں ایسی تھیں پھل وغیرہ جو کاٹ کر کھائی جاتی ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں چاقو تھا سامنے پھل رکھے ہوئے تھے کہ عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسفؑ کو آواز دی وہ کمرے میں داخل ہوئے عورتوں کی نگاہیں ان کی طرف اٹھیں، ہاتھ میں چاقو ہے پھل کاٹے جا رہے ہیں نگاہوں کا حضرت یوسف کی طرف اٹھنا تھا کہ بجلی سی کوند گئی

ے وہ آئے بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

دیکھنے والوں کے حواس گم ہو گئے۔ چھریاں چلیں اور پھلوں کے بجائے ہاتھ کٹ گئے۔

اس موقعہ کے لئے حضرت عائشہ رضؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر بے خودی میں ہاتھ کاٹ لئے تھے، اگر وہ میرے چاند یعنی حضرت محمدؐ کو دیکھتیں تو اپنے دل کاٹ کر رکھ دیتیں۔

عورتوں نے کہا کہ یہ کوئی آدمی نہیں فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ عزیز مصر کی بیوی کہنے لگی کہ یہی تو ہے جس کے لئے تم مجھے طعنے دے رہی تھیں۔ سہیلیوں کے مجمع میں اس نے کھل کر اقرار کیا کہ بے شک میں اس بے مثال حسن پر فریفتہ ہوں مگر یہ ظالم ہے کہ نگاہیں اٹھا کر دیکھتا بھی نہیں۔

○ حضرت یوسفؑ عزیز مصر اور اس کی سہیلیوں کی باتیں سنکر پریشان ہو گئے اور اللہ تعؐ سے دعا کی کہ وہ مجھے ان کے مکر و فریب سے بچائے، پروردگار! میں اس گناہ سے جیل خانہ کو ترجیح دیتا ہوں اگر آپ میری دست گیری نہیں فرمائیں گے تو ایسا نہ ہو کہ میں ان کے فریب میں آجاؤں۔ اللہ تعالٰے نے ان کو ثابت قدم رکھا اور ان کی حفاظت فرمائی حضرت یوسف کی پاک دامنی کے باوجود اقتدار وقت کی مصلحت یہ سمجھی گئی کہ حضرت یوسفؑ کو ایک مدت تک قید میں رکھا جائے تاکہ بدنامی نہ ہو اور لوگ یہ سمجھیں کہ قصوروار یوسف ہی تھے۔ دوسری مصلحت یہ بھی تھی کہ یوسف ان کی نظر سے دور رہیں۔

○ قید کے زمانے میں دو نوجوان قیدی جیل خانے میں لائے گئے جن میں ایک مصر کے بادشاہ فرعون ریان بن ولید کا نان بائی اور دوسرا اس کا ساقی یعنی شراب پلانے والا تھا، ان دونوں پر الزام تھا کہ ان دونوں نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش

کی ہے۔ قیدخانے میں حضرت یوسف کے اخلاق اور آپ کی نیکی کا چرچا تھا یہ دونوں بھی حضرت یوسف سے بہت مانوس ہوگئے ایک روز ان دونوں نے خواب دیکھا اور اپنا اپنا خواب بیان کر کے حضرت یوسف سے تعبیر معلوم کی۔ ساقی نے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بادشاہ کو شراب پلا رہا ہوں۔ نان بائی نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹی کے کئی ٹوکرے رکھے ہیں جن سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ ان دونوں نے حضرت یوسف سے کہا کہ آپ ہمارے خوابوں کی تعبیر بتائیں۔

حضرت یوسف ؑ نے ان کا جواب سنکر کہا کہ ابھی روزمرہ کا کھانا آنے سے پہلے میں تمہیں ان کی تعبیر بتا دوں گا۔ یہ خواب کی تعبیر بتانا ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے عطا کئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے ان لوگوں کا طریقہ اختیار نہیں کیا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور مرنے کے بعد کی زندگی کا انکار کرتے ہیں بلکہ میں نے اپنے بزرگوں ابراہیم اسحٰق اور حضرت یعقوب کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو ساجھی بنائیں یہ ہم پر اور تمام انسانوں پر اللہ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اپنے علاوہ کسی اور کا بندہ نہیں بنایا مگر اکثر لوگ اس بات کا شکر ادا نہیں کرتے ـــــ برادرانِ زندان! ذرا سوچو کہ بہت سے الگ الگ رب بہتر ہیں یا وہ ایک رب جو سب پر غالب ہے اس ایک رب کو چھوڑ کر بھٹکے ہوئے لوگ جن کی بندگی کر رہے ہیں ان کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہے بس یہ کچھ نام ہیں جو انہوں نے اور ان کے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں۔ فرماں برداری اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے اس کا حکم ہے کہ اس ایک رب کے سوائے کسی کی بندگی نہ کی جائے۔ یہی صحیح اور سیدھا طریقہ ہے مگر اکثر لوگ اس سے ناواقف ہیں۔

اس کے بعد حضرت یوسف نے ان کو بتایا کہ تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ ساقی جس نے خواب دیکھا ہے وہ شاہِ مصر کو شراب پلائیگا۔

دوسرا ساتھی جو نان بائی ہے اور باورچی خانے کا انچارج ہے اسے سولی پر چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

خواب کی یہ تعبیر بتا کر حضرت یوسف نے ساقی سے جس کے متعلق خیال تھا کہ وہ قیدخانے سے چھوٹ جائیگا اور دوبارہ پھر ساقی کا کام کرے گا کہا کہ جب تم رہا ہو جاؤ گے اور بادشاہ کے پاس جاؤ گے تو ان سے میرا ذکر کرنا۔

مگر جب یہ شخص رہا ہوا تو حضرت یوسف کا ذکر کرنا بھول گیا اور حضرت یوسف سات آٹھ سال تک قیدخانے میں پڑے رہے۔

پھر ایسا ہوا کہ ایک روز بادشاہ نے خواب دیکھا کہ دریائے نیل سے سات موٹی گائیں نکلیں، ان کے پیچھے سات دبلی گائیں نکلیں۔ دبلی گائیں فربہ گاؤں کو کھا گئیں پھر بھی انہیں کوئی فرق نہیں پڑا۔ اور دیکھا کہ اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور سات بالیں سوکھی ہیں وہ سوکھی بالیں ہری بالوں پر لپٹتی ہیں اور انہیں خشک کر دیتی ہیں ـــ بادشاہ فرعون ریان بن دلید خواب دیکھ کر اس کی تعبیر جاننے کے لئے بے چین ہو گیا۔ اس نے درباریوں سے کہا کہ اگر تم خوابوں کی تعبیر جانتے ہو تو اس خواب کا مطلب بتاؤ۔ یہ لوگ تعبیر نہیں بتا سکے اور یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لیا کہ یہ خیالات پریشان ہیں اور کچھ نہیں۔

اچانک اس شخص کو جو بادشاہ کا ساقی تھا اور قید سے چھوٹ کر آیا تھا، حضرت یوسف کا خیال آیا اور اس نے کہا کہ قیدخانے میں ایسے ایسے ایک بزرگ موجود ہیں جو خواب کی تعبیر بتانے میں مہارت رکھتے ہیں اگر آپ مجھے قیدخانے میں ان سے ملنے کی اجازت دیں تو میں خواب کی تعبیر معلوم کر کے آتا ہوں۔

چنانچہ وہ شخص قیدخانے میں حضرت یوسف کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بھائی یوسف، اے صدق مجسم مجھے اس

خواب کی تعبیر بتائیے کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور گیہوں کی سات بالیاں ہری ہیں اور سات سوکھی ہیں۔ وہ سوکھی بالیاں ہری بالیوں پر لپٹتی ہیں اور ان کو بھی خشک کردیتی ہیں آپ مجھے اس خواب کی تعبیر بتائیں تو میں ان کے پاس جاکر ان کو سمجھاؤں اور ان کو آپ کی قدرومنزلت کا احساس ہو اور مجھے بھی اس وعدے کے پورا کرنے کا موقع مل جائے جو میں نے آپ سے قید خانے کے زمانے میں کیا تھا۔

○ حضرت یوسف ؑ نے اس خواب کی تعبیر بتائی کہ سات سال تک تم لوگ کھیتی باڑی کرتے رہوگے اور خوب پیداوار ہوگی اس وقت جو پیداوار ہو اس میں سے بقدر ضرورت حصہ جو تمہارے کھانے کے کام آئے اس کو نکال لو اور باقی اناج کو بالیوں ہی میں رہنے دو کیونکہ پیداوار کے ان سات سالوں کے بعد پھر سات سال قحط اور سوکھے کے آئیں گے اس وقت تمہارے کام وہی غلہ آئے گا جو تم بچاکر رکھ لوگے۔ ان سات سالوں کے بعد پھر ایک سال خوب بارش ہوگی اور پیداوار اور خوش حالی کا وقت آئے گا۔

○ ساقی نے خواب کی تعبیر جاکر بادشاہ فرعون ریان بن ولید سے بیان کی بادشاہ تو پہلے ہی ساقی کے تعریف کرنے سے حضرت یوسف سے متاثر ہوگیا تھا اب جو ایسی موزوں تعبیر اور اس کے ساتھ ہمدردی کی بات سُنی تو حضرت یوسف کے علم وفضل فہم ودانش کا سکہ اس کے دل پر جم گیا۔ حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ تاکہ اس سے ملاقات کروں اور اس کی قابلیت کے مطابق اس کی عزت افزائی کروں

قاصد پیام شاہی لے کر حضرت یوسف کی خدمت میں حاضر ہوا مگر حضرت یوسف کی نظر میں اپنی اخلاقی پوزیشن کی برتری دنیوی عزت ووجاہت سے بہت اہم تھی آپ جانتے تھے کہ اللہ کے نمائندے اور رسول کی نسبت کوئی بدگمانی اللہ کے دین کی راہ میں بڑی رکاوٹ بن جاتی۔ اگر آج یہی فرمان شاہی سنکر چپ چاپ جیل سے باہر آگیا اور جس جھوٹے الزام کے لیے برسوں قید وبند کی مشکلیں اٹھائیں وہ جھوٹا الزام میرے دامن سے نہ دُھلا تو ناواقف لوگ میری عزت کے بارے میں شبہ میں مبتلا رہیں گے۔

○ ان مصلحتوں کو دیکھتے ہوئے حضرت یوسف ؑ نے فرمان شاہی کے پورا کرنے میں جلد بازی نہیں کی بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ قاصد سے کہا کہ تم اپنے آقا کے پاس واپس جاکر معلوم کرو کہ ان عورتوں کے قصے کی کیا حقیقت ہے جنھوں نے دعوت کے موقع پر اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔

نبی ؐ نے بھی ایک موقع پر حضرت یوسف ؑ کے صبر وتحمل کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت یوسف کا صبر بے مثال تھا فرمایا۔

"لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ"

(اگر میں اتنے دن قید وبند میں رہا ہوتا جتنے حضرت یوسف رہے تو شاید میں بھی بلانے والے کے ساتھ ہولیتا۔)

اس میں نبی ؐ نے اپنی کامل عبدیت کے ساتھ حضرت یوسف کے صبر وتحمل کی تعریف بڑے لطیف انداز میں فرمائی ہے

○ بادشاہ کے دریافت کرنے پر عورتوں نے حضرت یوسف کی پاکیزگی کا اقرار کیا اور عزیز مصر قوطیفار کی بیوی نے اعتراف کیا کہ خطا اسی کی ہی تھی، یوسف پاک کردار اور سچے ہیں۔

الزام سے برأت کے بعد حضرت یوسف چلنے کے لئے تیار ہوگئے۔ شاہِ مصر فرعون ریان بن ولید نے حضرت یوسف سے گفتگو کی اور کہا آپ ہمارے لئے قابل احترام ہیں ہمیں آپ کی امانت پر پورا بھروسہ ہے۔ حضرت یوسف نے کہا کہ آپ مجھے ذمہ داری سونپیئے تاکہ میں صحیح علم کی روشنی میں امور سلطنت انجام دوں۔ اس طرح حضرت یوسف

کنعان کے کنویں سے نکل کر سلطنتِ مصر کے تخت نشین بن گئے۔ تفسیر کے مشہور امام حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ شاہ مصر نے حضرت یوسف کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ اب ریّان بن ولید برائے نام بادشاہ تھا پورے مصر پر حضرت یوسف کی حکومت تھی اور آپ عزیز مصر کہہ کر پکارے جاتے تھے۔

○ خواب کے مطابق حضرت یوسف کی حکومت کے پہلے سات سال مصر میں انتہائی خوشحالی اور پیداوار کی زیادتی کے گذرے اور اس زمانے میں انہوں نے آنے والی قحط سالی کے لئے وہ تمام انتظامات کر لئے جن کا مشورہ وہ بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتاتے وقت دے چکے تھے۔ اس کے بعد قحط سالی کا دور شروع ہوا اور یہ خشک سالی صرف مصر میں ہی نہ تھی بلکہ آس پاس کے ملک شام، فلسطین، شرق اردن، شمالی عرب ہر جگہ سوکھا پڑا ہوا تھا، بارش نہیں تھی اور لوگ بھوک مری میں مبتلا تھے۔ ان حالات میں حضرت یوسف کی دانشمندانہ قیادت اور بہترین انتظام کی بدولت صرف مصر ہی ایک ایسی جگہ تھی جہاں خشک سالی کے باوجود غلے کی افراط تھی، پڑوسی ملکوں کے لوگ مجبور ہوئے کہ اناج حاصل کرنے کے لئے مصر کی طرف رخ کریں۔ اسی موقع پر فلسطین سے حضرت یوسف کے بھائی غلہ خریدنے کے لئے مصر پہنچے غالباً باہر کے لوگوں کے لئے حضرت یوسف نے خصوصی راشن کا انتظام کیا ہوگا جیسا موجودہ دور میں راشن کارڈ کے ذریعے سرکاری تقسیم ہوتی ہے۔ اور اس لئے برادران یوسف کو حضرت یوسف کے سامنے پیش ہونا پڑا۔

○ حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضرت یوسف کو نہیں پہچانا۔ کیونکہ جب بھائیوں نے آپ کو کنویں میں پھینکا تھا اس وقت آپ سترہ سال کے لڑکے تھے اور اب آپ کی عمر اڑتیس سال کی تھی۔ اتنی مدت میں آدمی کی شخصیت بہت کچھ بدل جاتی ہے اور ان بھائیوں کو خیال بھی نہ ہوگا کہ آج ہمارا بھائی جس کو ہم نے کنویں میں پھینکا تھا مصر کے تخت پر جلوہ افروز ہو سکتا ہے۔ حضرت یوسف نے ان کو پہچان لیا۔ غلہ لینے کے لئے دس بھائی آئے تھے ان کی خوب خاطر مدارات کی۔ ایک ایک اونٹ فی کس غلہ دیا۔ مگر انہوں نے اپنے والد اور اپنے گیارہویں بھائی کا حصہ بھی طلب کیا۔ حضرت یوسف نے کہا کہ والد تو تمہارے بوڑھے آدمی ہیں ان کا خود نہ آنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر گیارہویں بھائی کو آئندہ لیکر آؤ گے تو غلہ ملے گا ورنہ ہمارے یہاں سے تمہیں غلہ نہیں ملے گا۔ بھائیوں نے وعدہ کیا کہ آئندہ وہ اپنے والد کو اس کے لئے راضی کریں گے۔ حضرت یوسفؑ نے نوکروں کو اشارہ کیا کہ انہوں نے غلے کی جو قیمت دی ہے وہ چپکے سے ان کے سامان میں ہی رکھ دو۔

○ بھائیوں نے جا کر اپنے والد حضرت یعقوب سے کہا کہ آئندہ ہم کو غلہ دینے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ غلہ جبھی ملے گا جب آپ بھائی کو ہمارے ساتھ بھیجیں گے۔ آپ بھروسہ رکھیں ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ حضرت یعقوب نے کہا کیا میں تمہارے اوپر اسی طرح بھروسہ کروں جس طرح اس کے بھائی یوسف کے معاملے میں تم پر بھروسہ کر چکا ہوں۔

جب انہوں نے سامان کھولا تو دیکھا کہ قیمت بھی ان کو واپس کر دی گئی ہے یہ دیکھ کر وہ بول اٹھے ابا جان ہمیں اور کیا چاہئے دیکھئے ہمارا مال بھی واپس کر دیا گیا ہے۔ اب ہم جائیں گے اور اپنے گھر والوں کے لئے غلہ لیکر آئیں گے اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور پہلے سے زیادہ غلہ ساتھ لائیں گے جو ہمارے لئے کافی ہو جائے گا۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا میں ہرگز بن یمین کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم پکا وعدہ نہ کرو کہ تم حفاظت کے ساتھ واپس لے کر آؤ گے۔ بھائیوں نے عہد و پیمان کیا اس پر حضرت یعقوب نے کہا کہ ہمارے اس قول پر اللہ تعالیٰ گواہ اور نگہبان ہے۔ حضرت یعقوب نے نصیحت کی کہ دیکھو مصر کے دارالسلطنت میں ایک ہی دروازے سے مت داخل ہونا الگ الگ دروازوں سے جانا۔ حضرت یعقوب کو اندیشہ تھا کہ کیونکہ ہم لوگ مصر کی سلطنت کی سرحد پر آزاد قبائلی علاقے کے رہنے والے ہیں ایک جتھے کی

صورت دیکھ کر مصر کے لوگ شبہ کر سکتے ہیں کہ یہ یہاں لوٹ مار کی غرض سے نہ آئے ہوں اس لئے احتیاط کا تقاضہ یہ تھا کہ جتھے کی بجائے الگ الگ دروازوں سے داخل ہوں۔

○ حضرت یعقوب کی ہدایت کے مطابق حضرت یوسف کے بھائی الگ الگ دروازوں سے دوبارہ مصر میں داخل ہوئے جن میں بن یمین بھی شامل تھے جو حضرت یوسف کے حقیقی بھائی تھے۔ حضرت یوسف نے بن یمین کو تنہائی میں بلا کر ان سے حالات دریافت کئے۔ بن یمین نے حضرت یوسف کو بتایا کہ میرے ایک بھائی تھے جن کو بھیڑیا کھا گیا تھا۔ حضرت یوسف ؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمہارے مرحوم بھائی کی جگہ میں تمہارا بھائی بن جاؤں۔ بن یمین کہنے لگے کہ آپ جیسا بھائی کس کو ملے گا لیکن آپ میرے والد یعقوب اور میری والدہ راحیل کی حقیقی اولاد تو نہیں ہو سکتے۔ اب حضرت یوسف ؑ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور روپڑے بھائی سے لپٹ گئے اور کہا کہ میں وہی تمہارا گم شدہ بھائی یوسف ہوں جس کو تم مرحوم سمجھ رہے ہو۔

○ اب انہوں نے بن یمین کو اپنے پاس رہ کنے کی ایک تدبیر کی کہ جب حضرت یوسف کے بھائی غلہ لیکر واپس جانے کے لئے تیار ہو گئے تو چپکے سے حضرت یوسف نے اپنا شاہی پیالہ بن یمین .... کے سامان میں رکھوا دیا۔ قافلہ غلہ لے کر روانہ ہو گیا تو پتہ چلا کہ بادشاہ کا پیالہ گم ہو گیا ہے۔ چونکہ برادران یوسف ہی بادشاہ کے قریب رہے تھے اس لئے ملازموں نے اندازہ لگایا کہ شاہی پیالہ وہی لے گئے ہیں۔ قافلہ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ملازموں نے ان کا پیچھا کر کے ان کو پکارا اور کہا کہ تم لوگوں نے شاہی پیالہ چرایا ہے۔ حضرت یوسف کے بھائیوں نے اس الزام سے انکار کیا اور پوچھا کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے۔ ملازموں نے کہا کہ شاہی پیالہ ہم کو نہیں مل رہا ہے اور جو یہ پیالہ لے کر آئے گا میں ذمے داری لیتا ہوں کہ اس کے لئے ایک اونٹ کا غلہ انعام میں ملے گا۔ حضرت یوسف کے بھائیوں نے بہت سختی سے اس کا انکار کیا اور کہا کہ ہم ایسی حرکت کرنے کے لئے اس ملک میں نہیں آئے ہیں۔ ہم چوری کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ ملازمین نے کہا کہ اگر تمہاری بات جھوٹ نکلی تو چور کی کیا سزا ہے۔ برادرانِ یوسف نے کہا کہ جس شخص کے سامان میں سے یہ چوری کی چیز نکلے اس کو غلام بنا کر روک لیا جائے۔ شریعت ابراہیمی میں چور کی یہی سزا تھی کہ چور کو مال کے مالک کا غلام بنا دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد تلاشی شروع ہوئی۔ پہلے دس بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی گئی اور آخر میں بن یمین کے سامان کی تلاشی لی گئی تو پیالہ انہی کے سامان سے برآمد ہوا اور وہ طے شدہ سزا کے مطابق حضرت یوسف کے پاس پہنچا دیئے گئے۔

○ اس موقعہ پر بھی حسد اور بداخلاقی نے برادرانِ یوسف کا پیچھا نہیں چھوڑا اور اپنے آپ کو معصوم ثابت کرنے کے لئے انہوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو کیا تعجب ہے، اس کا ایک اور بھائی تھا وہ بھی ایسا ہی تھا۔ حضرت یوسف ان کی یہ بات سن کر چپ رہے اور حقیقت ان کے سامنے ظاہر نہیں کی۔

○ پھر ان بھائیوں نے حضرت یوسف سے درخواست کی کہ بن یمین کے والد بہت بوڑھے ہیں وہ بن یمین کی جدائی برداشت نہیں کر سکیں گے اس کے بدلے میں آپ ہم میں سے کسی کو روک لیں۔ حضرت یوسف نے کہا کہ یہ بات انصاف کے خلاف ہے جس کے سامان میں پیالہ ملا ہے ہم اسی کو روک سکتے ہیں۔ جب وہ مایوس ہو گئے تو آپس میں مشورہ کیا کہ بڑے بھائی مصر میں رک جائیں اور باقی لوگ واپس جا کر اپنے والد کو حالات سے باخبر کر دیں۔

○ بھائیوں نے واپس جا کر اپنے والد کو ساری داستان سنائی۔ ان کی باتیں سن کر ان کے والد یعقوب ؑ نے کہا کہ تمہارے نفس نے تمہارے لئے ایک اور بڑی بات کو آسان بنا دیا ہے۔ تمہارے لئے یہ یقین کر لینا آسان ہے کہ میرا بیٹا جس کی عادت

سے میں خود واقف ہوں ایک پیالہ چوری کر سکتا ہے؟ پہلے تمہارے لئے ایک بھائی کو جان بوجھ کر گم کر دینا اور اس کے قمیص پر جھوٹا خون لگا لینا بہت آسان ہوگیا تھا اب ایک دوسرے بھائی کو چور مان لینا تمہارے لئے آسان ہے۔ اچھا اس پر بھی میں صبر کروں گا، اللہ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ وہ ان سب کو مجھ سے دوبارہ ملا دے اس کے سب کام حکمت پر مبنی ہیں پھر حضرت یعقوب ان کی طرف سے منہ پھیر کر بیٹھ گئے، غم سے ان کا دم گھٹا جا رہا تھا یوسف اور بن یمین کے غم میں روتے رہتے تھے یہاں تک کہ روتے روتے ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں، اور بینائی چلی گئی۔

پھر بھی انہوں نے بیٹوں کو ہدایت کی کہ مایوس نہ ہوں، تم جا کر یوسف اور اس کے بھائی کی فکر کرو۔

یہ لوگ دوبارہ مصر آئے اور یوسفؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم اور ہمارے گھر والے سب پریشانی میں ہیں، ہم کچھ حقیر سی پونجی لے کر آئے ہیں آپ ہمیں خیرات سمجھ کر بھرپور غلہ عنایت فرما دیں۔ ان کی عاجزانہ درخواست سن کر حضرت یوسفؑ دل ہی دل میں تڑپ اٹھے اور کہا کہ تمہیں کچھ معلوم ہے کہ تم نے نادانی میں یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا وطیرہ اختیار کیا تھا؟

ان لوگوں نے چونک کر کہا ــ ہیں! کیا تم یوسف ہو؟ یوسف نے کہا کہ ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ نے ہم پر بڑا احسان فرمایا ہے۔ بھائیوں نے کہا بے شک اللہ نے تمہیں ہم پر فضیلت دی ہے، اور واقعی ہم غلطی پر تھے۔ حضرت یوسف نے نہایت وسعتِ قلبی سے فرمایا آج تم پر کوئی گرفت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے۔ وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

یہی الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت سردارانِ قریش سے فرمائے تھے۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے ــــــ میری یہ قمیص لے جاؤ اور میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا، ان کی بینائی واپس آجائے گی اور سب اہل و عیال کو یہیں لے آؤ۔

حضرت یوسف کا قمیص لے کر یہ قافلہ مصر سے روانہ ہی ہوا تھا کہ کنعان میں بیٹھے ہوئے حضرت یعقوب نے کہا میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ یہ حقیقت ہے تم لوگ یہ نہ کہنا کہ میں بڑھاپے میں سٹھیا گیا ہوں۔ گھر کے لوگ کہنے لگے آپ وہی پرانے خبط میں مبتلا ہیں۔

آخر وہی ظہور میں آیا جس کو حضرت یعقوب نے پہلے ہی محسوس کر لیا تھا۔ بھائی واپس آئے حضرت یوسف کا قمیص باپ کے چہرے پر ڈالا اور اللہ کے حکم سے ان کی بینائی واپس آگئی۔ حضرت یعقوب کہنے لگے میں تم سے نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ ایک وقت تھا کہ پیرہن یوسف نے ان کو غم میں مبتلا کیا تھا اور آج پیرہن یوسفی ان کے لئے بشارت لے کر آیا تھا حضرت یعقوب نے پوچھا، یوسف کس حال میں ہیں؟ بھائیوں نے کہا کہ وہ مصر کے بادشاہ ہیں۔ حضرت یعقوب نے پوچھا کہ ان کا دین کیا ہے؟ بھائیوں نے کہا ان کا دین اور طریقہ اسلام ہے۔ حضرت یعقوب مطمئن ہوگئے گھر والوں نے بھی اپنی کوتاہیوں کا اقرار کر لیا اور باپ سے کہا کہ آپ ہماری بخشش کے لئے دعا کریں۔

حضرت یوسف نے اپنے قمیص کے ساتھ بہت سے اونٹ اور سفر کا سامان بھی بھیجا تھا۔ اب پورا خاندان جن کی تعداد بہتر[۷۲] یا ترانوے[۹۳] تھی مصر پہنچا۔ حضرت یعقوب نے ان کا شاہانہ استقبال کیا اور اپنے والد اور پورے خاندان کو دمیاط اور قاہرہ کے درمیان جُشَنْ یا گوشَنْ کے علاقے میں آباد کیا۔ حضرت موسیٰ کے زمانے تک یہ لوگ اسی علاقے میں آباد رہے۔ جب یہ لوگ مصر کے دربار میں

داخل ہوئے تو حضرت یوسف نے اپنے والد اور سوتیلی والدہ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور سارے لوگ مع بھائیوں کے ان کے سامنے احترام کے ساتھ جھک گئے۔ یہ تھی حضرت یوسف کے خواب کی تعبیر کہ گیارے ستارے چاند سورج ان کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔

حضرت یوسف نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے قیدخانے سے نکالا اور آپ لوگوں کو صحرا سے نکال کر مجھ سے ملایا۔

حضرت یوسف کی شادی پہلے ہی ہو چکی تھی۔ مصر میں کوئی مذہبی پیشوا یا شہزادہ تھا جس کا نام نوطی مُرع تھا اس کی لڑکی آسناتھ سے آپکی شادی ہو گئی تھی اور جب حضرت یعقوب مصر پہنچے تو حضرت یوسف کی کئی اولادیں موجود تھیں۔ حضرت یعقوب مصر میں آنے کے بعد بھی بیس سال زندہ رہے اور جب وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت یوسف کو وصیت کی کہ ان کو کنعان کے آبائی قبرستان میں دفن کیا جائے۔ حضرت یوسف نے جب مصر کی حکومت سنبھالی تو ان کی عمر تیس سال تھی اور جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی عمر ایک سو دس سال تھی۔ اس طرح اسی ۸۰ سال تک وہ مصر کے حکمراں رہے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ جب اولاد یعقوب یعنی بنی اسرائیل مصر سے نکلیں تو ان کی ہڈیوں کا تابوت بھی اپنے ساتھ لیتے جائیں چنانچہ جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تو وہ تابوت بھی ساتھ لے گئے تھے۔

رُكُوْعَاتُهَا ۱۲	سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ : ۵۳ ۱۲	اٰيَاتُهَا ۱۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ⓵

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ① اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ

الٓرٰ	تِلْكَ	اٰيٰتُ	الْكِتٰبِ	الْمُبِيْنِ	اِنَّآ	اَنْزَلْنٰهُ
الٓرٰ	یہ	آیتیں	کتاب	روشن	بیشک ہم نے	اسے نازل کیا

الٓرٰ - یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں - بے شک ہم نے اسے عربی زبان

قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ② نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ

قُرْءٰنًا	عَرَبِيًّا	لَّعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ	نَحْنُ	نَقُصُّ	عَلَيْكَ
قرآن	عربی	تاکہ تم	سمجھو	ہم	بیان کرتے ہیں	تم پر

میں نازل کیا تاکہ تم سمجھو - ہم تم پر بہت اچھا قصہ

اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ

اَحْسَنَ	الْقَصَصِ	بِمَآ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	هٰذَا	الْقُرْاٰنَ	وَاِنْ
بہت اچھا	قصہ	اسلئے کہ	ہم نے بھیجا	تمہاری طرف	یہ	قرآن	اور تحقیق

بیان کرتے ہیں، اس لئے کہ ہم تمہاری طرف یہ قرآن بھیجا اور تحقیق

كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ③

كُنْتَ	مِنْ + قَبْلِهٖ	لَمِنَ	الْغٰفِلِيْنَ	
تو تھا	اس سے قبل	البتہ سے	بے خبر (جمع)	

تم اس سے قبل بے خبروں میں سے تھے۔

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ مِائَةٌ وَاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① الٓرٰ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ تِلْكَ هٰذِهِ الْاٰيٰتِ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنٰى مِنْ

سورۂ یوسف مکی ہے اسمیں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

① الٓرٰ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۱ یہ آیتیں قرآن کی آیتیں ہیں جو حق کو باطل سے ظاہر اور جدا کرنے والا

الْمُبِيْنِ ○ اَلْمُظْهِرِ لِلْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ

(۲) اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا بِلُغَةِ الْعَرَبِ لَّعَلَّكُمْ يَآ اَهْلَ مَكَّةَ تَعْقِلُوْنَ ○ تَفْهَمُوْنَ مَعَانِيَهٗ

(۳) نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ بِاِيْحَائِنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۚ وَاِنْ مُخَفَّفَةٌ اَيْ وَاِنَّهٗ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ○

ہے۔

(۲) بیشک ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اتارا تاکہ تم اے مکہ والو اس کے معانی اور مطالب کو سمجھو

(۳) ہم تم پر اے محمدؐ اچھا قصہ بیان کرتے ہیں ساتھ وحی کرنے ہماری کے تیری طرف اس قرآن کو اور بے شبہ تو اس وحی سے پہلے بے خبر تھا۔

تشریح

(۱) قرآن کا اللہ کی کتاب ہونا بالکل واضح ہے | یہ بالکل واضح ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب اور اس کا کلام ہے اور یہ کتاب اپنا مدعا اور مقصد صاف صاف بیان کرتی ہے اس میں جو احکام ہیں وہ بالکل روشن اور صاف ہیں نہ انمیں ابہام ہے اور نہ کوئی الجھن ہے۔ نہ ایسا فلسفہ ہے کہ جس میں انسان الجھ کر رہ جائے اور حقیقی مقصد معلوم نہ ہو سکے۔ یہ ہر لحاظ سے کتاب مبین ہے روشن اور واضح۔

(۲) یہ کتاب پڑھنے کے لئے ہے اور سمجھنے کے لئے | ہم نے اس کتاب کو قرآن بنایا ہے یعنی یہ خوب خوب پڑھنے کے لئے ہے عوام و خواص اس کو بکثرت پڑھیں اور یہ کتاب عربی زبان میں ہے جو اللہ کی بنائی ہوئی تمام زبانوں میں فصیح اور پرشوکت زبان ہے۔ اس زبان میں ہر طرح کے مفہوم کو سمیٹنے اور ادا کرنے کی صلاحیت ہے اور چونکہ اس کے اولین مخاطب اہل عرب ہیں اس لئے اس کو عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ پہلے وہ اس کو خود سمجھ سکیں اور پھر دوسروں کو سمجھا سکیں۔ اور پھر اس کی دعوت اور اس کے علوم و معارف کا دائرہ اہل عرب سے آگے بڑھ کر پوری دنیا کے انسانوں تک وسیع ہو جائے یعنی پہلے اس کو عربوں نے سمجھا اور اس کے اوپر عمل کیا پھر اس کو دوسرے لوگوں تک پہنچایا اور ان کے لئے راہ عمل روشن کی۔ قرآن مجید کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ سب سے اشرف زبان میں نازل ہوا، اس کو لانیوالے اللہ کی پاکیزہ مخلوق فرشتے ہیں، جس زمین پر یہ اترا وہ زمین کا سب سے اچھا حصہ ہے، جس زمانے میں اترا وہ سب سے افضل مہینہ رمضان کا ہے۔ اس طرح قرآن مجید ہر طرح سے اشرف ہی اشرف ہے۔

(۳) اس واقعہ کا بیان جس کی آپکو بھی خبر نہ تھی | مکہ میں آپ کے مخالفوں نے یہودیوں کے اشارے پر آپ سے ایک ایسا سوال کیا جس کا آپکو پہلے سے کوئی علم نہ تھا۔ مقصد ان کا اس امتحان سے یہ تھا کہ آپ اس سوال کا جواب نہیں دے سکیں گے آپ کا بھرم کھل جائے گا اور لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ نہ آپ پیغمبر ہیں اور نہ آپ پر اللہ کی وحی آتی ہے۔ سوال یہ تھا کہ حضرت یعقوب فلسطین کے علاقے کنعان میں رہتے تھے۔ یوسف ان کے بیٹے تھے آخر حضرت یعقوب اور ان کی اولاد یعنی بنی اسرائیل مصر کیسے پہنچ گئے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کا پورا واقعہ بذریعۂ وحی آپ کو بتادیا اور یہ پوری سورت جس کا نام سورۂ یوسف ہے۔ حضرت یوسفؑ کے مکمل واقعہ پر مشتمل ہے جس کو قرآن نے احسن القصص یعنی بہترین واقعہ کہہ کر بیان کیا ہے۔ یہ پورا واقعہ بذریعۂ وحی آپ تک پہنچا ہے۔ اس وحی کے آنے سے پہلے آپ اس واقعہ سے بالکل بے خبر تھے قرآن کا کمال یہ ہے کہ اس نے صرف واقعہ ہی بیان نہیں کیا بلکہ اس واقعے کو اس وقت کے حالات پر اس طرح چسپاں کردیا کہ سوال کرنے والے بھی پچھتاتے ہونگے کہ کاش ہم نے یہ سوال نہ ہی کیا ہوتا تو اچھا ہوتا۔

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ

اذ	قَالَ	يُوْسُفُ	لِاَبِيْهِ	يٰٓاَبَتِ	اِنِّيْ	رَاَيْتُ	اَحَدَ عَشَرَ
جب	کہا	یوسف	اپنے باپ سے	اے میرے باپ	بیشک میں	میں نے دیکھا	گیارہ

(یاد کرو) جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا، اے میرے باپ! بیشک میں نے گیارہ ستاروں

كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ④

كَوْكَبًا	وَّالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	رَاَيْتُهُمْ	لِيْ	سٰجِدِيْنَ
ستارے	اور سورج	اور چاند	میں نے انہیں دیکھا	اپنے لئے	سجدہ کرتے

اور سورج چاند کو (خواب میں) دیکھا، میں نے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا۔

④ اُذْكُرْ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ
يَعْقُوْبَ يٰٓاَبَتِ بِالْكَسْرِ دَلَالَةً
عَلٰى يَاءِ الْاِضَافَةِ الْمَحْذُوْفَةِ
وَالْفَتْحِ دَلَالَةً عَلٰى اَلِفٍ
مَحْذُوْفَةٍ قُلِبَتْ عَنِ الْيَاءِ
اِنِّيْ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ
اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ تَاكِيْدًا
لِيْ سٰجِدِيْنَ ○ جُمِعَ بِالْيَاءِ
وَالنُّوْنِ لِلْوَصْفِ بِالسُّجُوْدِ الَّذِيْ
هُوَ مِنْ صِفَاتِ الْعُقَلَاءِ

④ یاد کر جب یوسفؑ نے اپنے باپ یعقوبؑ سے کہا میں نے دیکھا ہے خواب میں گیارہ ستاروں اور سورج چاند کو میں نے ان کو اپنے لئے سجدہ کرنے والا دیکھا ہے۔

(ساجدین کو یاء اور نون کے ساتھ جمع لایا گیا جو خاص اہل عقل کی جمع کے لئے آتا ہے۔ حالاں کہ ستارے اور سورج اور چاند ذوی العقول سے نہیں اس وجہ سے کہ جب ان چیزوں کے لئے سجدہ ثابت کیا جو اہل عقل کا کام ہے تو جمع بھی اسی قسم کی لائی گئی۔)

تشریح

④ حضرت یوسفؑ کا خواب | حضرت یعقوبؑ کے چار بیویوں سے بارہ بیٹے تھے۔ حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائی بن یمین دونوں ایک ماں سے تھے جن کا نام راحیل تھا۔ بن یمین سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور ان کی پیدائش کے بعد ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا تھا۔ حضرت یوسفؑ اپنی عادت اور اپنے اخلاق کے اعتبار سے شروع سے ہی سب سے ممتاز تھے۔ حضرت یوسف کی سیرت و عادت اور اس وجہ سے کہ ان کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت یعقوبؑ ان دونوں بچوں کا کچھ زیادہ خیال رکھتے تھے۔ کیونکہ حضرت یعقوبؑ صاحب جائداد تھے اور کافی مال و دولت والے تھے۔ دوسرے بھائی یہ سمجھ کر کہ کہیں باپ کی زیادہ توجہ ہمیں ان کے مال سے بھی محروم نہ کردے ان دونوں بھائیوں سے حسد کرتے تھے ایک روز حضرت یوسف نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے چاند اور سورج میرے آگے جھکے جا رہے ہیں، انہوں نے اپنا یہ خواب اپنے والد حضرت یعقوبؑ سے بیان کیا۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ

قَالَ	يٰبُنَيَّ	لَا تَقْصُصْ	رُءْيَاكَ	عَلٰى	اِخْوَتِكَ
اس نے کہا	اے میرے بیٹے	نہ بیان کرنا	اپنا خواب	پر (سے)	اپنے بھائی

اس نے کہا اے میرے بیٹے! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا،

فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ

فَيَكِيْدُوْا	لَكَ	كَيْدًا	اِنَّ	الشَّيْطٰنَ	لِلْاِنْسَانِ
وہ چال چلیں گے	تیرے لئے	کوئی چال	بیشک	شیطان	انسان کے لئے (کا)

کہ وہ تیرے لئے کوئی چال چلیں گے بیشک شیطان انسان کا کھلا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ

عَدُوٌّ	مُّبِيْنٌ	وَ	كَذٰلِكَ	يَجْتَبِيْكَ	رَبُّكَ
دشمن	کھلا	اور	اسی طرح	چن لے گا تجھے	تیرا رب

دشمن ہے اور تیرا رب اسی طرح تجھے چن لے گا، اور

وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

وَيُعَلِّمُكَ	مِنْ	تَاْوِيْلِ	الْاَحَادِيْثِ	وَيُتِمُّ	نِعْمَتَهٗ	عَلَيْكَ
اور سکھائیگا تجھے	سے	انجام نکالنا	باتیں	اور مکمل کریگا	اپنی نعمت	تجھ پر

تجھے سکھائے گا باتوں کا انجام نکالنا۔ اور تجھ پر اپنی نعمت مکمل کر دیگا

وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ

وَعَلٰى	اٰلِ + يَعْقُوْبَ	كَمَا	اَتَمَّهَا	عَلٰى	اَبَوَيْكَ	مِنْ قَبْلُ
اور پر	یعقوب کے گھر والے	جیسے	اس نے اسے پورا کیا	پر	تیرے باپ دادا	اس سے پہلے

اور یعقوب کے گھر والوں پر جیسے اس نے اس سے پہلے تیرے باپ دادا ابراہیمؑ

ع ۲ / ۱۱ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶

اِبْرٰهِيْمَ	وَاِسْحٰقَ	اِنَّ	رَبَّكَ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ
ابراہیمؑ	اور اسحٰقؑ	بیشک	تیرا رب	علم والا	حکمت والا

اور اسحٰقؑ پر اسے پورا کیا بیشک تیرا رب علم والا حکمت والا ہے۔

(۵) قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ
عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ
كَيْدًا ۭ يحتالوا فی ھلاکک
حسدا لعلمھم بتاويلھا من
انھم الكواكب والشمس امك
والقمر ابوك اِنَّ الشَّيْطٰنَ
لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ ظاھر
العداوۃ ۔

(۵) یعقوب نے کہا اے میرے پیارے سے چھوٹے بیٹے
نہ بیان کر تو اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے
کہ وہ ازراہ حسد تیرے مار ڈالنے کی تدبیر کریں گے
کیونکہ وہ اس کی تعبیر سمجھ لیں گے کہ مراد ستاروں سے
وہ خود ہیں اور سورج تیری ماں اور چاند تیرا باپ
بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے ۔ اس کی عداوت
چھپی ہوئی نہیں ۔

(۶) وَكَذٰلِكَ كما رايت يَجْتَبِيْكَ
يختارك رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ
تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ تعبير الرؤيا
وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ بالنبوۃ
وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ اولادہ كَمَآ اَتَمَّهَا
بالنبوۃ عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ
بخلقہ حَكِيْمٌ ○ فی صنعہ بھم

(۶) اور جیسا تو نے یہ خواب دیکھا اسی طرح تیرا رب تجھ کو
برگزیدہ فرماویگا ۔ اور تجھ کو خوابوں کی تعبیر سکھلا دیگا ۔
اور تجھ پر اپنا انعام پورا فرماوے گا ساتھ دینے
پیغمبری کے اور یعقوب کی اولاد پر جیسا کہ تیرے
دادے اسحاقؑ اور اس کے باپ ابراہیمؑ پر اس نے
پورا انعام کیا ساتھ دینے نبوت کے بیشک تیرا رب
اپنی مخلوق کو جاننے والا حکمت والا ہے ۔ جو کچھ انکے
ساتھ معاملہ کرتا ہے حکمت سے کرتا ہے ۔

تشریح

(۵) **حضرت یعقوب کی نصیحت کہ اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو مت بتانا** حضرت یعقوبؑ اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو مخصوص علم عطا فرماتا ہے۔ علم الٰہی سے ان کا دل روشن ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے یوسف کا یہ خواب سنا تو اس کی تعبیر فوراً سمجھ گئے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ سب بھائیوں کو یوسف کی شانِ عظمت کے سامنے جھکنا پڑیگا۔ وہ اپنے بیٹے کی پیشانی سے اس کی سعادت مندی اور بلندی و رفعت کا اندازہ لگا چکے تھے اسلئے انہوں نے یوسف کو نصیحت کی کہ بیٹے تم اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو مت بتانا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے کوئی غیر مناسب کارروائی کریں اور تمہارے درپئے آزار ہو جائیں۔ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے اور وہ انسان کو بھٹکانے میں لگا رہتا ہے۔

(۶) **حضرت یعقوب کی پیش گوئی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے کام کے لئے منتخب کریگا۔** حضرت یعقوبؑ حضرت یوسف کے خواب کی تعبیر سمجھ چکے تھے انہوں نے یوسف سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں نبوت عطا کر کے تمہیں اپنے کام کے لئے منتخب کرے گا تمہیں معاملہ فہمی اور حقیقت تک پہنچنے کا علم دیگا۔ اور تمہیں وہ بصیرت عطا ہوگی جس کی روشنی میں تم معاملہ کی گہرائی کو سمجھ سکو۔ وہ تمہیں اور آلِ یعقوب کو اسی طرح اپنی دنیوی و اخروی نعمتیں عطا فرمائیگا جس طرح وہ اس سے پہلے تمہارے بزرگوں ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ پر اپنے انعامات کی بارش کر چکا ہے۔ حضرت یعقوبؑ کا پیغمبرانہ انداز دیکھئے کہ تواضع کی وجہ سے اپنا نام نہیں لیا اور اپنے بزرگوں کا تذکرہ فرمایا۔ حضرت یوسف کو یہ نصیحت کر کے کہ وہ اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کریں ان کی آنے والی زندگی کے بارے میں بھی پیش گوئی فرما دی اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی استعداد اور اس کی مناسبت سے باخبر ہے اپنی حکمت سے اسی کی مناسب اس کو فیض پہنچاتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۷﴾

لَقَدْ كَانَ	فِيْ	يُوْسُفَ	وَ	اِخْوَتِهٖ	اٰيٰتٌ	لِّلسَّآئِلِيْنَ
بیشک ہیں	میں	یوسف	اور	اس کے بھائی	نشانیاں	پوچھنے والوں کے لئے

بیشک یوسفؑ اور اس کے بھائیوں میں پوچھنے والوں کے لئے کھلی نشانیاں ہیں

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ

اِذْ	قَالُوْا	لَيُوْسُفُ	وَاَخُوْهُ	اَحَبُّ	اِلٰٓى	اَبِيْنَا	مِنَّا	وَنَحْنُ
جب	انہوں نے کہا	ضرور یوسفؑ	اور اس کا بھائی	زیادہ پیارا	طرف (کو)	ہمارا باپ	ہم سے	جبکہ ہم

جب انہوں نے کہا ضرور یوسفؑ اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں جبکہ ہم ایک

عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ﴿۸﴾ ۚۖ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ

عُصْبَةٌ	اِنَّ	اَبَانَا	لَفِيْ ضَلٰلٍ	مُّبِيْنِ	اقْتُلُوْا	يُوْسُفَ
ایک جماعت	بیشک	ہمارا باپ	البتہ غلطی میں	صریح	مار ڈالو	یوسف

ایک جماعت (قوی) ہیں بیشک ہمارے باپ صریح غلطی میں ہیں۔ یوسفؑ کو مار ڈالو یا اُسے کسی

اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ

اَوِ	اطْرَحُوْهُ	اَرْضًا	يَّخْلُ	لَكُمْ	وَجْهُ	اَبِيْكُمْ
یا	اسے ڈال آؤ	کسی سرزمین	خالی ہو جائے	تمہارے لئے	منہ (توجہ)	تمہارے باپ

سرزمین میں ڈال آؤ کہ تمہارے باپ کی توجہ تمہارے لئے خالی (خاص) ہو جائے

وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ قَالَ

وَ	تَكُوْنُوْا	مِنْۢ بَعْدِهٖ	قَوْمًا	صٰلِحِيْنَ	قَالَ
اور	تم ہو جاؤ	اس کے بعد	لوگ	نیک (جمع)	کہا

اور تم ہو جاؤ (ہو جانا) اس کے بعد نیک لوگ۔ ان میں سے ایک

قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ

قَآئِلٌ	مِّنْهُمْ	لَا تَقْتُلُوْا	يُوْسُفَ	وَاَلْقُوْهُ	فِيْ	غَيٰبَتِ	الْجُبِّ
ایک کہنے والا	ان سے	نہ قتل کرو	یوسف	اور اسے ڈال آؤ	میں	اندھا	کنواں

کہنے والے نے کہا یوسفؑ کو قتل نہ کرو اور اسے ڈال آؤ اندھے کنویں میں،

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ⑩

يَلْتَقِطْهُ	بَعْضُ	السَّيَّارَةِ	إِنْ	كُنْتُمْ + فَاعِلِينَ	
اٹھالے اس کو	کوئی	چلتا مسافر	اگر	تم کرنے والے ہو (کرنا ہی ہے)	

کہ اسے کوئی مسافر اٹھالے (جائے) اگر تمہیں کرنا ہی ہے۔

⑦ لَقَدْ كَانَ فِي خَبَرِ يُوسُفَ وَ
إِخْوَتِهِ وَهُمْ أَحَدَ عَشَرَ آيَاتٌ
عِبَرٌ لِلسَّائِلِينَ ○ عَنْ خَبَرِهِمْ
⑧ اُذْكُرْ إِذْ قَالُوا أَيْ بَعْضُ إِخْوَةِ
يُوسُفَ لِبَعْضِهِمْ لَيُوسُفُ مُبْتَدَأٌ
وَأَخُوهُ شَقِيقُهُ بِنْيَامِينُ أَحَبُّ
خَبَرٌ إِلَى أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ
جَمَاعَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ خَطَاءٍ
مُبِينٍ ○ بَيِّنٍ بِإِيثَارِهِمَا عَلَيْنَا.
⑨ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا
أَيْ بِأَرْضٍ بَعِيدَةٍ يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ
أَبِيكُمْ بِأَنْ يُقْبِلَ عَلَيْكُمْ وَلَا يَلْتَفِتَ
لِغَيْرِكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ أَيْ
بَعْدَ قَتْلِ يُوسُفَ أَوْ طَرْحِهِ قَوْمًا
صَالِحِينَ ○ بِأَنْ تَتُوبُوا
⑩ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ هُوَ يَهُوذَا لَا تَقْتُلُوا
يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ اطْرَحُوهُ فِي غَيَابَتِ
الْجُبِّ مُظْلِمِ الْبِئْرِ وَفِي قِرَاءَةٍ بِالْجَمْعِ
يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ الْمُسَافِرِينَ إِنْ
كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ○ مَا أَرَدْتُمْ مِنَ التَّفْرِيقِ
فَاكْتَفُوا بِذَلِكَ.

⑦ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ۔ البتہ بہ تحقیق یوسف اور اس کے گیارہ بھائیوں کے قصہ میں عبرت اور نصیحت ہے ان لوگوں کے واسطے جو اُن کا حال پوچھتے ہیں۔

⑧ یاد کر جبکہ ان بھائیوں میں سے بعض نے بعض سے کہا بیشک یوسف اور اس کا حقیقی بھائی بنیامین ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارا ہے۔ حالانکہ ہم جماعت قوت والی ہیں بلا شبہ ہمارا باپ ظاہر غلطی میں ہے۔ کہ ان کو ہم پر ترجیح دیتا ہے۔

⑨ مار ڈالو یوسف کو یا اس کو پھینک دو کسی دور جگہ میں کہ خالص ہو جاوے تمہارے لئے توجہ تمہارے باپ کی یعنی وہ تمہاری ہی طرف التفات اور توجہ رکھے تمہارے سوا کسی کی طرف خیال نہ کرے اور ہو جاؤ تم یوسف کے مار ڈالنے یا دور پھینکنے کے بعد نیک قوم یعنی توبہ کر کے نیک بن جائیو۔

⑩ ان بھائیوں میں سے ایک کہنے والے نے کہا یعنی یہودا نے نہ قتل کرو تم یوسف کو اور ڈال دو تم اس کو ایک گہرے کنوئیں میں جس میں اندھیرا ہو اور ایک قرأت میں غیابات ساتھ صیغہ جمع کے ہے یعنی اندھیریوں میں) کہ اٹھالے اس کو کوئی مسافر راہ گیر اگر تم کو یوسف کو جدا کرنا ہے تو اسی پر کفایت کرو۔

تشریح

حضرت یوسف کے واقعہ میں سوال کرنے والوں کے لئے ہدایت و عبرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

حضرت یوسف ؑ کا واقعہ صرف ایک گذرا ہوا قصہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کے ہر پہلو میں عبرت و نصیحت کی بے شمار باتیں موجود ہیں۔ حضرت یوسف ؑ کی یہ سرگزشت اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عظمت کی نشانی ہے کہ وہ کس طرح صحرا میں رہنے والے قبیلے کے ایک فرد کو موت کے کنوئیں سے نکال کر تختِ شاہی تک پہنچاتا ہے۔ اس واقعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت موجود ہے کہ آپ امّی ہونے کے باوجود علم الٰہی سے تاریخ کی گذری ہوئی سچائی کو پوری صحت کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔

حضرت یوسف ؑ کی یہ سرگزشت حضرت محمد ﷺ کے ساتھ پیش آنے والے اس وقت کے حالات سے بڑی مشابہت رکھتی ہے کہ جس طرح برادرانِ یوسف نے حسد اور عناد کی وجہ سے حضرت یوسف کے قتل کا منصوبہ بنایا اور ان کو گھر سے بے گھر کیا اسی طرح قریش مکہ نے حضرت محمد ﷺ کے قتل کی سازش کی اور آخر آپ کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت کرنی پڑی۔ جس طرح سے حضرت یوسف کنویں سے نکل کر فاتح مصر بنے۔ اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی ہجرت کے نتیجے میں آخر مکہ مکرمہ فتح ہوا اور جس طرح برادرانِ یوسف کو حضرت یوسف کے کردار اور اخلاق کی عظمت کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ اسیطرح فتح مکہ کے موقعہ پر سرکار دو عالم ﷺ کے اخلاق نے سب کے سر جھکا دیئے۔ کتنی مماثلت ہے فاتح مصر اور فاتح مکہ کے کردار میں اور نہ صرف کردار بلکہ الفاظ اور انداز میں بھی۔ جب حضرت یوسف ؑ کے بھائیوں نے اعتراف و اقرار کیا کہ بے شک ہم خطاوار تھے اور اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی تو اسوقت حضرت یوسف ؑ نے ارشاد فرمایا۔ ”لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ“ (آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے) بعینہ یہی الفاظ فاتح مکہ کی زبان پر جاری ہوئے جب آپ کے دشمن آپ کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے اور آپ نے فرمایا کہ آج میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو یوسف نے کہا تھا کہ: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔

(۸) برادرانِ یوسف کا حضرت یوسف ؑ سے حسد کرنا | حضرت یعقوب کے بارہ بیٹوں میں دو بیٹے حضرت یوسف ؑ اور ان کے بھائی بن یمین ایک ہی ماں سے تھے۔ بن یمین حضرت یوسف ؑ سے کئی سال چھوٹے تھے اور ان کی پیدائش کے وقت ان کی ماں کا انتقال ہو گیا تھا حضرت یعقوب کی ساری اولاد میں حضرت یوسف میں سعادت کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت یوسف نے جو خواب دیکھا تھا اور اپنے والد کو سنایا تھا اس سے بھی اندازہ ہوتا تھا کہ حضرت یوسف آگے چل کر غیر معمولی کارنامے انجام دے سکتے ہیں حضرت یوسف کی صلاحیتوں کی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ یہ دونوں بھائی بن ماں کے تھے حضرت یعقوب ان کا خاص خیال رکھتے تھے باپ کی یہ توجہ ان کے بھائیوں کے لئے وجہ حسد بن گئی اور انہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے والد اپنی جائداد میں سے زیادہ حصہ ان بھائیوں کو دے دیں اس لئے انہوں نے آپس میں کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی بن یمین والد کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم ایک پورا جتھہ ہیں۔ قبائلی زندگی میں جوان بیٹوں کا جتھہ جان و مال کی حفاظت کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ لوگ کہنے لگے لگتا ہے ہمارے والد بالکل ہی بہک گئے ہیں کہ وہ ہماری اہمیت ہی محسوس نہیں کرتے بلکہ ان چھوٹے بچوں کو اہمیت دیتے ہیں جو خود ہی مدد کے محتاج ہیں۔

(۹) حضرت یوسف کے خلاف ان کے بھائیوں کی سازش | حضرت یوسف ؑ کے خلاف ان کے بھائیوں کا حسد یہاں تک پہنچ چکا تھا کہ یوسف سے چھٹکارا پانے کی ترکیبیں سوچنے لگے۔ ایک مشورہ یہ ہوا کہ یوسف کو قتل کر دیا جائے تاکہ نہ وہ رہیں اور نہ ہمارے والد کی توجہ ان پر ہو سکے۔ بن یمین کی محبت کو وہ زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ یہ سمجھتے تھے کہ زیادہ توجہ کے لائق یوسف ہیں جن کی طرف والد کا جھکاؤ زیادہ ہے۔ بھائیوں میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ قتل کرنا بہت سخت بات ہے بہتر یہ ہے کہ یوسف کو بستی سے دور کہیں پھینک دو، ہمارا مقصد بھی حاصل ہو جائیگا اور خون ناحق بھی ہماری گردن پر نہ ہوگا اور اس کے بعد ہمارے معاملے ٹھیک ہو جائیں گے۔

(۱۰) یوسف کو کنویں میں پھینکنے کی تجویز | رائے مشورہ کے بعد بھائیوں میں سے ایک نے جس کا نام یہودا تھا مشورہ دیا کہ اگر کچھ کرنا ہی ہے تو نہ یوسف کو قتل کرو اور نہ کسی دور بستی میں پھینکو بلکہ کسی اندھے کنویں میں ڈال دو جو بستی سے دور کسی گمنام جگہ میں ہو کوئی آتا جاتا قافلہ اسے وہاں سے نکال کر لے جائے گا چنانچہ یہ بات طے پا گئی کہ ایسا ہی کیا جائیگا۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ

قَالُوْا	يٰٓاَبَانَا	مَا لَكَ	لَا تَاْمَنَّا	عَلٰى	يُوْسُفَ
کہنے لگے	اے ہمارے باپ	کیا ہوا تجھے	تو ہمارا اعتبار نہیں کرتا	پر (بارہ میں)	یوسف ؑ

کہنے لگے اے ہمارے باپ! تجھے کیا ہوا ہے؟ تو یوسف کے بارہ میں ہمارا اعتبار نہیں کرتا

وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ

وَاِنَّا	لَهٗ	لَنٰصِحُوْنَ	اَرْسِلْهُ	مَعَنَا	غَدًا	يَّرْتَعْ
اور بیشک ہم	اس کے	البتہ خیر خواہ	اسے بھیجدے	ہمارے ساتھ	کل	وہ کھائے

اور بیشک ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔ کل اسے ہمارے ساتھ بھیجدے وہ (جنگل کے پھل) کھائے

وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾

وَيَلْعَبْ	وَاِنَّا	لَهٗ	لَحٰفِظُوْنَ
اور کھیلے کودے	اور بیشک ہم	اسکے	نگہبان

اور کھیلے کودے، اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں

(۱۱) قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ○
لَقَائِمُوْنَ بِمَصَالِحِهٖ
(۱۲) اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا اِلَى الصَّحْرَاءِ يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ بِالنُّوْنِ وَالْيَاءِ فِيْهِمَا نَنْشَطْ وَنَتَّسِعْ
وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○

(۱۱) بھائیوں نے یہ مشورہ کرکے اپنے باپ سے کہا کہ اے ہمارے باپ کیا وجہ ہے کہ تو ہم کو یوسف کے بارے میں امین نہیں سمجھتا حالانکہ بے شبہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں اسکی درستی کے لئے مستعد ہیں۔
(۱۲) بھیج اسکو ہمارے ساتھ کل کو طرف جنگل کی کہ خوب کھاوے اور کھیلے اور خوش ہو اور ایک قرأت میں نَرْتَعْ وَنَلْعَبْ نون کے ساتھ ہے یعنی ہم سب خوب کھاویں اور خوش ہوں) اور بیشک ہم اسکی حفاظت کرینگے۔

تشریح

(۱۱) حضرت یعقوب کو اعتماد میں لینے کی ترکیب | کنویں میں ڈالنے کی تجویز پر عمل کرنے کے لئے ضروری تھا کہ حضرت یعقوبؑ کو اعتماد میں لیا جائے چنانچہ یہ بھائی حضرت یعقوب کے پاس گئے اور عرض کیا کہ اباجان کیا بات ہے آپ یوسف کے معاملے میں ہمارے اوپر بھروسہ نہیں کرتے اس کو ہمارے ساتھ جنگل میں بکریاں چرانے کے لئے بھیجئے وہاں کھیلے کودے گا جنگل کے پھل میوے کھائیگا اس طرح وہ گھر میں پڑے پڑے بیمار ہوجائیگا ہم اسکے سچے خیر خواہ ہیں ہم چاہتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے ساتھ کھلا ملا رہے۔

(۱۲) حضرت یعقوب کو آمادہ کرنے کی کوشش کہ وہ یوسف کو ہمارے ساتھ بھیجیں | سب بھائیوں نے اپنے والد حضرت یعقوب کو اس بات کے لئے تیار کیا کہ کل سے آپ یوسف کو ہمارے ساتھ بھیجیں وہ ہمارے ساتھ کھیلے کودے کھائے پیئے ہم اس کی حفاظت کے لئے موجود ہیں ہم ہر طرح اسکی دیکھ بھال کریں گے اور اس کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیں گے غرض ہر طرح باپ کو تسلی تشفی دیکر یوسف کو ساتھ بھیجنے کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی تاکہ اپنی تجویز پر عمل کیا جاسکے۔

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ

قَالَ	اِنِّیْ	لَیَحْزُنُنِیْٓ	اَنْ	تَذْهَبُوْا	بِهٖ	وَ اَخَافُ	اَنْ	یَّاْكُلَهُ
اس نے کہا	بیشک مجھے	غمگین کرتا ہے	کہ	تم لے جاؤ	اسے	اور میں ڈرتا ہوں	کہ	اسے کھا جائے

اس نے کہا بیشک مجھے یہ غمگین کرتا ہے کہ تم اسے لے جاؤ اور میں ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا

الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ

الذِّئْبُ	وَ اَنْتُمْ	عَنْهُ	غٰفِلُوْنَ	قَالُوْا	لَئِنْ	اَكَلَهُ
بھیڑیا	اور تم	اس سے	بے خبر (جمع)	وہ بولے	اگر	اسے کھا جائے

کھا جائے اور تم اس سے بے خبر رہو ۔ وہ بولے اگر اسے بھیڑیا کھا

الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

الذِّئْبُ	وَنَحْنُ	عُصْبَةٌ	اِنَّآ	اِذًا	لَّخٰسِرُوْنَ	
بھیڑیا	اور ہم	ایک جماعت	بیشک ہم	اس صورت میں	زیاں کار	

جائے جبکہ ہم ایک قوی جماعت ہیں اس صورت میں بیشک ہم زیاں کار ٹھیرے ۔

۱۳ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا اَیْ ذِهَابُكُمْ
بِهٖ لِفِرَاقِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ
وَالْمُرَادُ بِهِ الْجِنْسُ وَكَانَتْ اَرْضُهُمْ كَثِیْرَةَ الذِّئَابِ
وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ○ مَشْغُوْلُوْنَ
۱۴ قَالُوْا لَئِنْ لَامُ قَسَمٍ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ
عُصْبَةٌ جَمَاعَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○
عَاجِزُوْنَ فَاَرْسَلَهٗ مَعَهُمْ.

۱۳ یعقوبؑ نے کہا کہ مجھے رنج ہوتا ہے تمہارے یوسف کو لیجانے سے بسبب اسکی جدائی کے اور میں ڈرتا ہوں کہ اسکو کوئی بھیڑیا کھالے یہ اسلئے کہا کہ انکے جنگل میں بھیڑیے بہت تھے اور تم اس سے بےخبر دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاؤ۔

۱۴ وہ بولے کہ البتہ اگر اس کو بھیڑیا کھا لیوے ہمارے ہوتے ہوئے اور ہم جماعت قوت والی ہیں تو بیشک ہم اسوقت لوٹے والے کمزور ہیں سو یعقوب نے یوسف کو انکے ساتھ بھیجدیا۔

تشریح

۱۳ حضرت یعقوب کا اندیشہ کہ کہیں یوسف کو بھیڑیا نہ کھالے | حضرت یعقوب نے فرمایا کہ یوسف کا تمہیں اپنے ساتھ لے جانا مجھے شاق گذرتا ہے مجھے ڈر لگتا ہے کہ تمہاری بے خبری میں کہیں کوئی بھیڑیا ہی نہ آکر اس کو کھالے اور تمہیں پتہ بھی نہ لگے ۔

۱۴ برادران یوسف کا تسلی دینا کہ ہمارے ہوتے ہوئے ایسا کیسے ہوسکتا ہے | یوسف کے بھائیوں نے باپ کو اطمینان دلایا کہ ہم پورا جتھہ ہیں بھلا ہمارے ہوتے ہوئے ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ بھیڑیا آکر یوسف کو کھا جائے اگر ایسا ہوجائے تو ہم تو بالکل ہی نکمے ہونگے کہ دس گیارہ طاقتور بھائیوں کے سامنے ہمارے بھائی کو بھیڑیا اٹھا کرلے جائے آخر انہوں نے کسی نہ کسی طرح باپ کو اس کے لئے تیار کرہی لیا اور وہ یوسف کو ان کے ساتھ بھیجنے کے لئے نیم دلی کے ساتھ آمادہ ہوگئے ۔

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ

فَلَمَّا	ذَهَبُوا بِهٖ	وَاَجْمَعُوْٓا	اَنْ	يَّجْعَلُوْهُ	فِيْ	غَيٰبَتِ	الْجُبِّ	وَاَوْحَيْنَآ
پھر جب	وہ اسے لیگئے	اور انہوں نے اتفاق کرلیا	کہ	اسے ڈال دیں	میں	اندھا	کنواں	اور ہم نے وحی بھیجی

پھر جب وہ اسے لے گئے اور انہوں نے اتفاق کرلیا کہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے اسکی طرف وحی

اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑮

اِلَيْهِ	لَتُنَبِّئَنَّهُمْ	بِاَمْرِهِمْ	هٰذَا	وَهُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ
اسکی طرف	کہ تو انہیں ضرور جتائیگا	ان کا کام	اس	اور وہ	نہ جانتے ہوں گے۔

بھیجی کہ تو انہیں انکے اس کام کو ضرور جتائے گا اور وہ نہ جانتے (تجھے نہ پہچانتے) ہوں گے۔

(۱۵) فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَعْزَمُوْا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ وَجَوَابُ لَمَّا مَحْذُوْفٌ اَيْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ بِاَنْ نَزَعُوْا قَمِيْصَهٗ بَعْدَ ضَرْبِهٖ وَاِهَانَتِهٖ وَاِرَادَةَ قَتْلِهٖ وَاَدْلَوْهُ فَلَمَّا وَصَلَ اِلٰى نِصْفِ الْبِئْرِ اَلْقَوْهُ لِيَمُوْتَ فَسَقَطَ فِي الْمَاءِ ثُمَّ اَوٰى اِلٰى صَخْرَةٍ فَنَادَوْهُ فَاَجَابَهُمْ لِظَنِّ رَحْمَتِهِمْ فَاَرَادُوْا اَرْضَخَهٗ بِصَخْرَةٍ فَمَنَعَهُمْ يَهُوْدَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ فِي الْجُبِّ وَحْيَ حَقِيْقَةٍ وَلَهٗ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً اَوْ دُوْنَهَا تَطْمِيْنًا لِقَلْبِهٖ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بَعْدَ الْيَوْمِ بِاَمْرِهِمْ بِصُنْعِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ بِكَ حَالَ الْاِنْبَاءِ

(۱۵) پس جب وہ سب لے گئے یوسف کو اور پختہ ارادہ کیا اس امر پر کہ اسکو گہرے کنویں اندھیرے والے میں ڈالدیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا کہ اول اسکو مارا اور اسکی توہین کی اور مار ڈالنے کا ارادہ کیا پھر اس کا کرتہ اتارا اور کنویں میں لٹکا دیا پس جب وہ پہنچا آدھے کنویں تک اس کو گرا دیا تاکہ وہ مر جائے سو وہ گر گیا پانی میں پھر ایک پتھر پر جو کنوئیں میں تھا اس نے ٹھکانا پکڑا پھر ان بھائیوں نے اس کو آواز دی تو اس نے جواب دیا اس گمان سے کہ انکو رحم آجاوے سو انہوں نے ارادہ کیا کہ اس کو پتھروں سے مار ڈالیں لیکن یہودا نے انکو اس کام سے منع کیا اور ہم نے وحی کی طرف یوسف کی اس کنوئیں میں جیسے وحی ہوتی ہے طرف پیغمبروں کے اور اسوقت عمر اسکی سترہ برس یا کچھ کم تھی۔ اس لئے کہ اس کا دل مطمئن ہوجائے وہ وحی یہ تھی کہ البتہ تو اس دن کے بعد خبر کریگا انکو انکے اس کام کی اور وہ اس خبر دینے کے وقت تجھ کو نہ پہچانیں گے۔

تشریح

برادرانِ یوسف نے ان کو کنویں میں پھینک دیا | چنانچہ بھائی یوسف کو اپنے ساتھ لے گئے اور طے شدہ منصوبے کے مطابق ان کو کنویں میں پھینک دیا۔ اس وقت جب وہ یہ حرکت کررہے تھے ہم نے یوسف کو تسلی دی کہ آج یہ لوگ یہ حرکت کررہے ہیں اور انہیں خود بھی نہیں معلوم کہ اس کے کیا نتائج ہوں گے بظاہر یہ تمہیں کنویں میں پھینک رہے ہیں لیکن یہ ان کا کنویں میں پھینکنا اصل میں تمہاری ترقی کی تمہید ہے۔

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ⑯ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا

وَجَآءُوْٓ	اَبَاهُمْ	عِشَآءً	يَّبْكُوْنَ	قَالُوْا	يٰٓاَبَانَآ	اِنَّا	ذَهَبْنَا
اور وہ آئے	اپنے باپ کے پاس	اندھیرا پڑے	روتے ہوئے	بولے	اے ہمارے ابا	ہم	دوڑنے لگے

اور اندھیرا پڑے وہ اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے، بولے اے ہمارے ابا! ہم لگے دوڑنے

نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ

نَسْتَبِقُ	وَتَرَكْنَا	يُوْسُفَ	عِنْدَ	مَتَاعِنَا	فَ	اَكَلَهُ	الذِّئْبُ
آگے نکلنے	اور ہم نے چھوڑ دیا	یوسف	پاس	اپنا اسباب	تو	اسے کھا گیا	بھیڑیا

آگے نکلنے کو اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تو اسے بھیڑیا کھا گیا

وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ⑰

وَمَآ	اَنْتَ	بِمُؤْمِنٍ	لَّنَا	وَلَوْ كُنَّا	صٰدِقِيْنَ
اور نہیں	تو	باور کرنے والا	ہم پر	اور خواہ ہوں ہم	سچے

اور تو نہیں ہم پر باور کرنے والا خواہ ہم سچے ہوں۔

(۱۶) وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً وَقْتَ الْمَسَاءِ
يَبْكُوْنَ ○

(۱۷) قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ
نَتَرَامٰى وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ
مَتَاعِنَا ثِيَابِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ
وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ مُصَدِّقٍ لَّنَا وَ
لَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ○ عِنْدَكَ لَاتَّهَمْتَنَا
فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ لِمَحَبَّةِ يُوْسُفَ فَكَيْفَ وَاَنْتَ تُسِيْءُ
الظَّنَّ بِنَا

(۱۶) اور وہ سب بھائی آئے اپنے باپ کے پاس بوقت شام کے روتے ہوئے۔

(۱۷) کہنے لگے کہ ہمارے باپ ہم گئے اس حال میں کہ تیر اندازی کرتے تھے اور یوسف کو ہم نے اپنے کپڑوں کے پاس چھوڑا سو کھا گیا اسکو بھیڑیا اور تجھ کو ہماری بات کا یقین نہ آوے گا اگر ہم تیرے نزدیک سچے ہیں پھر بھی تو ہم کو اس قصہ میں جھوٹا سمجھے گا بسبب محبت یوسف کے پھر جبکہ تیرا گمان بھی ہماری طرف اچھا نہ ہو تب تو ضروری ہمکو جھوٹا خیال کریگا۔

تشریح

(۱۶) براداران یوسف روتے پیٹتے باپ کے پاس آئے | یہ سب کارستانیاں کرکے شام اندھیرے برادران یوسف جھوٹے آنسو بہاتے روتے پیٹتے باپ کے پاس آئے۔ رات کی سیاہی کے باوجود ان کے چہرے کی سیاہی ان کی سنگ دلی بے حیائی اور جھوٹ کی پردہ دری کر رہی تھی۔

(۱۷) برادران یوسف کی گھڑی ہوئی کہانی | روتے پیٹتے گھڑی ہوئی کہانی لیکر باپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے اپنے سامان کے پاس یوسف کو بٹھلا دیا تھا ہم دوڑ کا مقابلہ کرنے میں لگ گئے اور ذرا سی دیر کے لئے یوسف آنکھوں سے اوجھل ہو گئے کہ اتنے میں کہیں سے بھیڑیا آیا اور اس نے یوسف کو کھا لیا۔ چاہے ہم کتنے سچے ہوں آپ تو ہماری بات کا یقین کریں گے نہیں کیونکہ یوسف کے معاملے میں آپ کو پہلے ہی سے ہم سے بدگمانی ہے۔

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

وَجَآءُوْ	عَلٰى	قَمِيْصِهٖ	بِدَمٍ	كَذِبٍ	قَالَ	بَلْ	سَوَّلَتْ	لَكُمْ
اور وہ آئے (لائے)	پر	اس کی قمیص	خون کیساتھ	جھوٹا	اس نے کہا	بلکہ	بنالی	تمہارے لئے

اور وہ اس کی قمیص پر جھوٹا خون (لگاکر) لائے۔ اس نے کہا (نہیں) بلکہ تمہارے لئے تمہارے دلوں

اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

اَنْفُسُكُمْ	اَمْرًا	فَصَبْرٌ	جَمِيْلٌ	وَاللّٰهُ	الْمُسْتَعَانُ	عَلٰى	مَا تَصِفُوْنَ
تمہارے دل	ایک بات	پس صبر	اچھا	اور اللہ	مدد چاہتا ہوں	پر	جو تم بیان کرتے ہو۔

نے ایک بات بنالی ہے۔ پس صبر (ہی) اچھا ہے اور جو تم بیان کرتے ہو اس پر اللہ (ہی) سے مدد چاہتا ہوں۔

(۱۸) وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ مَحَلُّهٗ نَصَبٌ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ اَىْ فَوْقَهٗ بِدَمٍ كَذِبٍ اَىْ ذِىْ كِذْبٍ بِاَنْ ذَبَحُوْا سَخْلَةً وَلَطَخُوْهُ بِدَمِهَا وَذَهَلُوْا عَنْ شَقِّهٖ وَقَالُوْا اَنَّهٗ دَمُهٗ قَالَ يَعْقُوْبُ لَمَّا رَاٰهُ صَحِيْحًا وَعَلِمَ كِذْبَهُمْ بَلْ سَوَّلَتْ زَيَّنَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَفَعَلْتُمُوْهُ بِهٖ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ لَا جَزَعَ فِيْهِ وَهُوَ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مَحْذُوْفٍ اَىْ اَمْرِىْ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ الْمَطْلُوْبُ مِنْهُ الْعَوْنُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ○ تَذْكُرُوْنَ مِنْ اَمْرِ يُوْسُفَ.

(۱۸) اور لگا لائے اس کے کرتہ پر جھوٹا خون بایں طور کہ انہوں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور اس کا خون اس کرتہ کو لگادیا اور کرتہ کا پھاڑنا بھول گئے اور آکر یعقوب سے کہا کہ یہ خون یوسف کا ہے۔
یعقوب نے جب کرتہ صحیح سالم دیکھا اور جان لیا کہ یہ جھوٹے ہیں کہا بلکہ زینت دی اور اچھا کر دیا تمہارے لئے تمہاری جانوں نے ایک کام کو جس کو تم نے کیا سو میرا کام عمدہ صبر کرنے کا ہے کہ جس میں گھبراہٹ اور دل تنگی نہ ہو اور اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے یوسف کے قصہ پر جس کا تم ذکر کرتے ہو۔

تشریح

حضرت یوسفؑ کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون برادران یوسف اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ یوسف کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے حضرت یوسف کے قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون لگا کر لائے اور والد کے سامنے رکھا کہ دیکھئے بھیڑیا یوسف کو کھا گیا ہے اور یہ اس کا خون آلود کرتا ہے۔ حضرت یعقوب نے فوراً ہی اپنی فراست سے معاملے کی ٹھیک ٹھیک نوعیت کو بھانپ لیا اور فرمایا کہ یہ سب تمہارے نفس کی کارستانی ہے جس نے تمہارے لئے اتنے بڑے معاملے کو آسان بنا دیا اچھا میں صبر کروں گا اور بخوبی صبر کروں گا۔ ایک عالی ظرف انسان کی طرح حضرت یعقوبؑ نے اتنی بڑی غم انگیز خبر کو سن کر بھی اپنا توازن باقی رکھا اور فرمایا جو کچھ تم بات بنا رہے ہو۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس صبر میں وہ میری مدد فرمائے۔

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى

وَجَآءَتْ	سَيَّارَةٌ	فَاَرْسَلُوْا	وَارِدَهُمْ	فَاَدْلٰى	دَلْوَهٗ	قَالَ	يٰبُشْرٰى
اور آیا	ایک قافلہ	پس انہوں نے بھیجا	اپنا پانی بھرنے والا	پس اس نے ڈالا	اپنا ڈول	اس نے کہا	آہا خوشی کی بات

اور (ادھر) ایک قافلہ آیا، پس انہوں نے اپنا پانی بھرنے والا بھیجا، اس نے اپنا ڈول ڈالا، اس نے کہا، آہا. خوشی کی بات ہے

هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

هٰذَا	غُلٰمٌ	وَاَسَرُّوْهُ	بِضَاعَةً	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ
یہ	ایک لڑکا	اور اسے چھپالیا	مال تجارت سمجھ کر	اور اللہ	جاننے والا	اسے جو	وہ کرتے تھے

یہ ایک لڑکا ہے اور اُسے مالِ تجارت سمجھ کر چھپا لیا، اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے تھے

(۱۹) وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ مُسَافِرُوْنَ مِنْ مَدْيَنَ
اِلٰى مِصْرَ فَنَزَلُوْا قَرِيْبًا مِنْ جُبِّ يُوْسُفَ
فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ اَلَّذِىْ يَرِدُ الْمَاءَ
لِيَسْتَقِىَ مِنْهُ فَاَدْلٰى اَرْسَلَ دَلْوَهٗ فِى
الْبِئْرِ فَتَعَلَّقَ بِهَا يُوْسُفُ فَاَخْرَجَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ
قَالَ يٰبُشْرٰى وَفِىْ قِرَاءَةٍ بُشْرٰى وَ
نِدَاءُهَا مَجَازٌ اَىْ اُحْضُرِىْ فَهٰذَا وَقْتُكِ
هٰذَا غُلٰمٌ نَعَلِمَ بِهٖ اِخْوَتُهٗ فَاَتَوْهُمْ
وَاَسَرُّوْهُ اَىْ اَخْفَوْا اَمْرَهٗ جَاعِلِيْهِ بِضَاعَةً
بِاَنْ قَالُوْا هُوَ عَبْدُنَا اَبَقَ وَسَكَتَ يُوْسُفُ خَوْفًا
اَنْ يَقْتُلُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ○

(۱۹) اور آیا ایک قافلہ یعنی چند مسافر شہر مدین سے جو مصر کی طرف جاتے تھے سو وہ اترے اس کنویں کے قریب جس میں یوسف تھا. پس بھیجا اپنی جماعت میں سے اس شخص کو جو پانی لینے جاتا ہے تاکہ اس سے سب کو پانی پلادے سواس نے اپنا ڈول کنویں میں ڈالا سو متعلق ہوگیا اس سے یوسف پس اس شخص نے اس کو نکال لیا جب اس نے یوسف کو دیکھا اس نے کہا خوش خبری ہو یہ ایک لڑکا ہے (یا بُشْرٰی میں مجازاً بشارت کو پکارا جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ اے بشارت تو آ یہ تیرا وقت ہے) سو یوسف کے بھائیوں نے اس حال کو جان لیا اور انکو خبر ہوگئی کہ ان مسافروں نے یوسف کو نکالا ہے پس وہ انکے پاس آئے اور یوسف کے حال کو چھپایا درآنحالیکہ بنانیوالے تھے وہ یوسف کو پونجی اور ملک. یعنی یہ کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے بھاگ کر [illegible]

تشریح

(۱۹) قافلے کا حضرت یوسف کو کنویں سے نکالنا | شرق اردن کے مقام جلعاد سے ایک قافلہ مصر کی طرف جا رہا تھا اسے پانی کی تلاش تھی پانی نکالنے کے لئے کنویں میں ڈول ڈالا. یہ کنواں عام شاہراہ سے الگ تھا لیکن اتفاق سے یہ قافلہ جو مصر جارہا تھا راستہ بھول کر اس طرف کو آگیا اب جو انہوں نے کنویں کے پانی میں ڈول ڈالا تو پانی کے بجائے حضرت یوسف اس ڈول میں بیٹھے ہوئے کنویں سے باہر آرہے تھے. پانی نکالنے والا خوشی سے پکار اٹھا مبارک ہو یہاں تو لڑکا ہے. انہوں نے یوسف کو ایک بُردہ اور مالِ تجارت سمجھ کر اپنے ساتھ لے لیا انہیں کیا معلوم تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں مگر اللہ تعالےٰ ہر چیز سے باخبر تھے اور جو کچھ ہو رہا تھا اللہ کے منصوبے کے مطابق ہو رہا تھا.

روایت یہ ہے کہ حضرت یوسف تین دن اسی کنویں میں رہے اور سوتیلے بھائیوں میں سے ایک بھائی یہودا روزانہ کنویں میں انہیں کھانا پہنچا دیتا تھا. دوسرے بھائی بھی باخبر رہتے تھے. اصل میں ان کا منصوبہ یہ تھا کہ یوسف کو قتل نہ کیا جائے اسے کوئی یہاں سے نکال کر دور لے جائے اور ہم اکیلے اپنے والد کی جائداد کے وارث بن جائیں.

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ

وَشَرَوْهُ	بِثَمَنٍ	بَخْسٍ	دَرَاهِمَ	مَعْدُوْدَةٍ	وَكَانُوْا	فِيْهِ	مِنَ
اور انہوں نے اسے بیچ دیا	دام	کھوٹے	درہم	گنتی کے	اور وہ تھے	اس میں	سے

اور انہوں نے (بھائیوں نے) اسے بیچ دیا کھوٹے داموں گنتی کے چند درہموں میں، اور وہ اس سے بے زار

ع ۲ / ۱۴ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ

الزّٰهِدِيْنَ	وَ	قَالَ	الَّذِي	اشْتَرٰىهُ	مِنْ	مِّصْرَ	لِامْرَاَتِهٖ
بے رغبت، بے زار	اور	بولا	وہ جو، جس	اسے خریدا	سے	مصر	اپنی عورت کو

ہو رہے تھے۔ اور مصر کے جس شخص نے اس کو خریدا اس نے کہا اپنی عورت کو، اسے

اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۚ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا

اَكْرِمِيْ + مَثْوٰىهُ	عَسٰى	اَنْ	يَّنْفَعَنَا	اَوْ	نَتَّخِذَهٗ	وَلَدًا	وَكَذٰلِكَ	مَكَّنَّا
اسے عزت سے رکھ	شاید	کہ	ہم کو نفع پہنچائے	یا	ہم اسے بنا لیں	بیٹا	اور اس طرح	ہم نے جگہ دی

عزت سے رکھ، شاید کہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں، اور اس طرح ہم نے یوسف کو

لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ

لِيُوْسُفَ	فِي	الْاَرْضِ	وَلِنُعَلِّمَهٗ	مِنْ	تَاْوِيْلِ	الْاَحَادِيْثِ	وَاللّٰهُ
یوسف کو	میں	زمین (ملک)	سکھائیں	سے	انجام نکالنا	باتیں	اور اللہ

ملک (مصر) میں جگہ دی اور تاکہ ہم اسے باتوں کا انجام نکالنا (خوابوں کی تعبیر) سکھائیں اور اللہ

غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾

غَالِبٌ	عَلٰى + اَمْرِهٖ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ	
غالب	اپنے کام پر	اور لیکن	اکثر	لوگ	نہیں جانتے	

اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(۲۰) وَشَرَوْهُ اَیْ بَاعُوْهُ مِنْهُمْ بِثَمَنٍ بَخْسٍ نَاقِصٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ عِشْرِيْنَ اَوْ اِثْنَيْنِ وَعِشْرِيْنَ وَكَانُوْا اَیْ اِخْوَتُهٗ فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ○ فَجَاءَتْ بِهِ السَّيَّارَةُ اِلٰى مِصْرَ فَبَاعَهُ الَّذِي اشْتَرَاهُ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا وَزَوْجَيْ نَعْلٍ وَثَوْبَيْنِ

(۲۰) اور یوسف کے بھائیوں نے بیچ دیا اس کو ان مسافروں کے ہاتھ کم قیمت یعنی چند درہموں کو جو بیس[۲۰] یا بائیس[۲۲] درہم تھے اور یوسف کے بھائی یوسف سے بیزار اور بے رغبت تھے۔ پھر وہ قافلہ یوسف کو لیکر مصر پہنچا۔ سو جس شخص نے اس قافلہ سے اس کو خریدا تھا بیس دینار اور دو جوڑے جوتے اور دو کپڑوں کے عوض فروخت کیا۔

(۲۱) وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ وَهُوَ قِطْفِيرُ الْعَزِيزُ لِامْرَاَتِهٖ زُلَيْخَا اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ مُقَامَهٗ عِنْدَنَا عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَانَ حَصُوْرًا وَكَذٰلِكَ كَمَا نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَتْلِ وَالْجُبِّ وَعَطَفْنَا قَلْبَ الْعَزِيزِ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ اَرْضِ مِصْرَ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا عَطْفٌ عَلٰى مُقَدَّرٍ مُتَعَلِّقٍ بِمَكَّنَّا اَیْ لِنُمَكِّنَهٗ اَوِ الْوَاوُ زَائِدَةٌ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ تَعَالٰى لَا يُعْجِزُهٗ شَیْءٌ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ وَهُمُ الْكُفَّارُ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(۲۱) وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ اور کہا اس شخص نے جس نے یوسف کو خریدا مصر میں (اور وہ عزیز مصر تھا اس کا نام قطفیر تھا) اپنی بیوی زلیخا سے کہ یوسف کو اچھی طرح رکھ اور ہمارے پاس اس کو اچھی جگہ رہنے کو دے کیا عجب ہے کہ اس سے ہم کو نفع پہنچے یا ہم اسکو بیٹا بنالیں (عزیز مصر عورتوں سے صحبت وجماع کرنے پر قدرت نہ رکھتا تھا اسلئے یوسف کو بیٹا بنانے کا ارادہ ظاہر کیا) اور ہم نے جس طرح یوسف کو قتل سے بچایا اور کنوئیں سے نکالا اور عزیز مصر کے دل کو اس پر مہربان کیا اسی طرح ہم نے اسکو زمین مصر میں جگہ دی یہاں تک کہ وہ پہنچا اس مرتبے کو کہ جس کو پہنچا یعنی بادشاہت ملی۔ اور تاکہ ہم یوسف کو تعبیر خواب کی بتلادیں (لِنُعَلِّمَهٗ کا عطف جملہ مقدرہ لِنُمَكِّنَهٗ پر ہے اور یہ متعلق ہے مَكَّنَّا کے یا واو وَلِنُعَلِّمَهٗ میں زائدہ ہے تو اس صورت میں مقدر ماننے کی ضرورت عطف کے لئے نہیں) اور اللہ غالب ہے اپنے حکم میں کوئی چیز اسکو عاجز نہیں کرسکتی ولیکن اکثر آدمی یا کافر اسکو نہیں جانتے۔

تشریح

ذٰلِكَ

(۲۰) **حضرت یوسف مصر کے بازار میں بیچے گئے** آخر قافلے والوں نے چند درہم کے عوض یوسف کو مصر کے بازار میں بیچ ڈالا اور یہ ہیرا جس کی قیمت کا اندازہ قافلے والوں کو نہ تھا چند درہم کے عوض عزیز مصر کے ہاتھ لگا۔ اہل مصر یوسف کے معاملے میں زیادہ قیمت کے امیدوار بھی نہ تھے کیونکہ یہ اتفاق سے ان کے ہاتھ لگ گئے اس لئے جو بھی ملا اسی کو غنیمت جانا۔

(۲۱) **حضرت یوسف عزیز مصر کے گھر میں** عزیز مصر جس کا نام "فوطیفار" بیان کیا جاتا ہے، یوسف کو خرید کر اپنے گھر لایا۔ عزیز مصر حضرت یوسف کی شخصیت کو دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ یہ کسی بڑے گھر کا چشم وچراغ ہے اس نے گھر لے جا کر اپنی بیوی (تلمود میں اس کا نام زلیخا یا راعیل ہے) سے کہا اس کو اچھی طرح رکھنا بعید نہیں کہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کے لئے سرزمین مصر میں قدم جمانے کی صورت نکالی اور عزیز مصر کے گھر میں ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا۔ کیونکہ حضرت یوسف کی تربیت ایک صحرا میں ہوئی تھی جس کا ماحول خانہ بدوشی اور گلہ بانی کا تھا۔ کنعان اور شمالی عرب کے علاقے میں اس وقت کوئی باقاعدہ حکومت قائم نہیں تھی اور نہ وہاں کے تمدن اور تہذیب نے ترقی کی تھی۔ حضرت یوسف کو جو تعلیم وتربیت اپنے گھر اور ماحول میں ملی تھی اس میں آزاد زندگی کی خوبیاں اور خانوادۂ ابراہیمی کی دین داری تو ضرور شامل تھی مگر اللہ تعالیٰ مصر جیسے ترقی یافتہ ملک میں جو کام لینا چاہتا تھا اس کے لئے ایک خاص بصیرت واقفیت اور تجربے کی ضرورت تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ انتظام فرمایا کہ سلطنت مصر کے بڑے عہدے دار کے گھر میں ان کو پہنچا دیا اور اس نے یوسف کی غیر معمولی صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں اپنی جاگیر کا مختار کل بنا دیا۔ اس چھوٹی جاگیر کے انتظام سے اللہ کو آگے چل کر ان سے ایک بڑی سلطنت کے انتظام کا کام لینا تھا۔ اسی کی طرف آیت مذکورہ میں اشارہ ہے کہ اللہ اپنا کام کرکے رہتا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى

وَلَمَّا	بَلَغَ	اَشُدَّهٗ	اٰتَيْنٰهُ	حُكْمًا	وَّعِلْمًا	وَكَذٰلِكَ	نَجْزِى
اور جب	پہنچ گیا	اپنی قوت	ہم نے اسے عطا کیا	حکم	اور علم	اور اسی طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں

اور جب وہ (یوسفؑ) اپنی قوت (جوانی) کو پہنچ گیا ہم نے اسے حکم اور علم عطا کیا اور اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو بدلہ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ

الْمُحْسِنِيْنَ	وَرَاوَدَتْهُ	الَّتِىْ	هُوَ	فِىْ	بَيْتِهَا	عَنْ + نَفْسِهٖ
نیکی کرنے والے	اور اسے پھسلایا	وہ عورت جو	وہ	میں	اس کا گھر	اپنے آپ کو روکنے سے

دیتے ہیں۔ اُسے (یوسف کو) اس عورت نے پھسلایا وہ جس کے گھر میں تھے اپنے آپ کو روکنے (قابو رکھنے) سے

وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ

وَغَلَّقَتِ	الْاَبْوَابَ	وَقَالَتْ	هَيْتَ + لَكَ	قَالَ	مَعَاذَ + اللّٰهِ
اور بند کر دیے	دروازے	اور بولی	آ جا جلدی کر	اس نے کہا	اللہ کی پناہ

اور دروازے بند کر دیے اور بولی آ جا جلدی کر۔ اس نے کہا اللہ کی پناہ،

اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

اِنَّهٗ	رَبِّىْ	اَحْسَنَ	مَثْوَاىَ	اِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الظّٰلِمُوْنَ
بیشک وہ	میرا مالک	بہت اچھا	اور رہنا سہنا	بیشک	بھلائی نہیں پاتے	ظالم (جمع)

بیشک وہ (عزیز مصر) میرا مالک ہے اس نے میرا رہنا سہنا بہت اچھا (رکھا) بیشک ظالم بھلائی نہیں پاتے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ

وَلَقَدْ + هَمَّتْ	بِهٖ	وَهَمَّ	بِهَا	لَوْلَا	اَنْ	رَّاٰ	بُرْهَانَ
اور بیشک عورت نے ارادہ کیا	اس کا	اور وہ ارادہ کرتے	اس کا	اگر نہ ہوتا	کہ	وہ دیکھے	دلیل

اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا، اور وہ بھی اس کا ارادہ کرتے اگر یہ نہ ہوتا کہ وہ اپنے رب کی دلیل دیکھ

رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ

رَبِّهٖ	كَذٰلِكَ	لِنَصْرِفَ	عَنْهُ	السُّوْٓءَ	وَالْفَحْشَآءَ
اپنا رب	اسی طرح	ہم نے پھیر دیا	اس سے	برائی	اور بے حیائی

لیتے۔ اس طرح ہم نے اس سے پھیر دی برائی اور بے حیائی،

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

اِنَّهٗ	مِنْ	عِبَادِنَا	الْمُخْلَصِيْنَ	
بیشک وہ	سے	ہمارے بندے	برگزیدہ	

بیشک وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا۔

﴿۲۲﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ وَهُوَ ثَلٰثُوْنَ
سَنَةً اَوْ ثَلٰثٌ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا
حِكْمَةً وَّعِلْمًا فِقْهًا فِي الدِّيْنِ
قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ نَبِيًّا وَكَذٰلِكَ
كَمَا جَزَيْنَاهُ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○
لِاَنْفُسِهِمْ۔

﴿۲۲﴾ اور جب پہنچا یوسف اپنی قوت کو یعنی تیس برس یا تینتیس برس کی عمر ہوئی دی ہم نے اس کو حکمت اور سمجھ دین میں پہلے اس سے کہ وہ پیغمبر بنایا جاوے اور جیسے ہم نے یوسف کو جزا نیک دی اسی طرح ہم ان لوگوں کو بدلہ دیتے ہیں جو اپنی جانوں کے واسطے اچھے عمل کرتے ہیں۔

﴿۲۳﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا
هِيَ زُلَيْخَا عَنْ نَّفْسِهٖ اَيْ طَلَبَتْ
مِنْهُ اَنْ يُّوَاقِعَهَا وَغَلَّقَتِ
الْاَبْوَابَ لِلْبَيْتِ وَقَالَتْ لَهٗ
هَيْتَ لَكَ اَيْ هَلُمَّ وَاللَّامُ
لِلتَّبْيِيْنِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِكَسْرِ
الْهَاءِ وَاُخْرٰى بِضَمِّ التَّاءِ قَالَ
مَعَاذَ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ
اِنَّهٗ اَيِ الَّذِي اشْتَرَانِيْ رَبِّيْٓ
سَيِّدِيْ اَحْسَنَ مَثْوَايَ مَقَامِيْ
فَلَا اَخُوْنُهٗ فِيْ اَهْلِهٖ اِنَّهٗ
اَيِ الشَّانُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○
الزُّنَاةُ

﴿۲۳﴾ اور بہکانا چاہا یوسف کو اس عورت نے جس کے گھر میں یوسف تھا یعنی زلیخا نے یوسف سے چاہا کہ اس سے بد فعل کرے اور بند کر دیئے زلیخا نے گھر کے دروازے اور یوسف سے کہا آتو میں تیرے لئے تیار ہوں (ایک قرأت میں ہاء کے زیر کے ساتھ "ہِیتَ لکَ" ہے اور دوسری قرأت میں تاء کا پیش ہے)

یوسف نے کہا میں اس کام سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں بیشک بات یہ ہے کہ جس نے مجھ کو خریدا ہے میرا سردار ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا سو میں اس کے گھر میں خیانت نہیں کر سکتا بیشک زنا کاروں کو فلاح اور رستگاری نہیں۔

﴿۲۴﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ قَصَدَتْ مِنْهُ
الْجِمَاعَ وَهَمَّ بِهَا قَصَدَ
ذٰلِكَ لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُثِّلَ لَهٗ يَعْقُوْبُ فَضَرَبَ
صَدْرَهٗ فَخَرَجَتْ شَهْوَتُهٗ مِنْ اَنَامِلِهٖ

﴿۲۴﴾ اور البتہ بہ تحقیق زلیخا نے یوسف سے جماع کا ارادہ کیا اور یوسف نے اس سے ہم بستری کا قصد کیا اگر نہ ہوتی یہ بات کہ اس نے اپنے رب کی طرف سے دلیل دیکھی تو وہ جماع کر لیتا (ابن عباس نے کہا کہ دلیل اپنے رب کی یہ دیکھی کہ یعقوب کی صورت اسکے سامنے کی گئی سو یعقوب نے یوسف کے سینہ میں ہاتھ مارا پس نکل گئی شہوت اسکی

وَجَوَابُ لَوْلَا لَجَامَعَهَا كَذٰلِكَ اَرَيْنَاهُ الْبُرْهَانَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ الْخِيَانَةَ وَالْفَحْشَآءَ الزِّنَا اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فِي الطَّاعَةِ وَ فِيْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ اللَّامِ اَيِ الْمُخْتَارِيْنَ۔

انگلیوں کی راہ سے۔ ہم نے یوسف کو یہ دلیل دکھلائی تاکہ ہم اس کی برائی اور خیانت کو دور کر دیں۔
بے شک وہ ہمارے خالص بندوں سے ہے کہ اخلاص کے ساتھ میری فرمانبرداری کرنے والا اور برگزیدہ ہے۔

تشریح

(۲۲) حضرت یوسفؑ منصب نبوت پر | حضرت یوسف کی عمر بیس سال سے کچھ زیادہ ہوگی اور وہ اپنے پورے شباب کو پہنچ چکے تھے کہ اللہ نے انہیں منصب نبوت پر سرفراز فرمایا انہیں علم حقیقت عطا ہوا جو انبیاء کرام کو وحی کے ذریعے دیا جاتا ہے اور انہیں وہ حکمت عطا کی کہ وہ انسانی معاملات کو سمجھ کر بصیرت کے ساتھ ان کا فیصلہ فرمائیں۔ فرمایا نیک لوگوں کو ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

(۲۳) حضرت یوسف کی سخت آزمائش | عزیز مصر کی بیوی جس کا نام تلمود میں "زلیخا" یا "راعیل" بتایا گیا ہے حضرت یوسف پر ڈورے ڈالنے لگی، ایک روز تو حد ہی ہو گئی کہ اس نے کمرے کے دروازے بند کر لئے اور تنہائی میں حضرت یوسف کو دعوت عیش دی۔ کمرے کی تنہائی، بھرپور شباب، دوسری طرف سے دل ربائی کے سارے سامان حضرت یوسفؑ کا سخت امتحان تھا۔ مصر کا وہ عیش پرست ماحول، عام بے حیائی ایسی رنگین فضا کہ اچھے اچھے صاحب تقوی کا تقوے پاش پاش ہو جائے۔ حضرت یوسفؑ پیغمبرانہ عصمت کے جس مقام پر تھے اس میں شیطان کی دخل اندازی مشکل تھی ایک لفظ زبان سے نکلا "معاذ اللہ" خدا کی پناہ اور سارے شیطانی جال کے حلقے ٹوٹ کر بکھر گئے۔ میرے پروردگار نے مجھے یہ مقام عطا کیا اور میں ایسی حرکت کروں ایسے ظالم لوگ کبھی فلاح یاب نہیں ہوا کرتے۔

(۲۴) حضرت یوسفؑ کی پاکبازی | حضرت یوسفؑ پیغمبری کے منصب پر فائز ہو چکے تھے اور اس منصب کا ایک تقاضہ ہے "عصمت" یعنی وہ پاکبازی کہ تمام انسانی جذبات، احساسات اور خواہشات رکھتے ہوئے بھی وہ بشر جو بشریت کی تمام صفات سے متصف ہوتا ہے وہ ایسا نیک نفس اور خدا ترس ہو جاتا ہے کہ جان بوجھ کر گناہ کا قصد بھی نہیں کرتا کیونکہ وہ اپنے اندر رب کی ایسی ایسی حجتیں اور دلیلیں رکھتا ہے جس میں خواہشِ نفس کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ عصمت نبی کی خصوصیت ہے کیونکہ امت کی ہدایت اس کی ذمہ داری ہوتی ہے اس کی لغزش تنہا اس کی لغزش نہیں ہوتی بلکہ پوری امت کی گمراہی بن جاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اس کے ساتھ رہتی ہے۔ وہ عورت پوری دلربائی کے انداز کے ساتھ اس کی طرف بڑھی مگر یوسف محفوظ رہے کیونکہ وہ اللہ کی برہان دیکھ چکے تھے۔

یہ واقعہ جو پیش آیا یہ بھی دراصل آزمائش کی صورت میں حضرت یوسف کی تربیت کا ایک حصہ تھا جس نے ان کی طہارت نفس کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا۔ مصر کی سوسائٹی بے حیائی میں انتہائی درجے کو پہنچ چکی تھی اور حضرت یوسف کو ایسے بگڑے ہوئے ماحول میں کام کرنا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسی صورت پیدا کی کہ حضرت یوسف اپنے نفس کے میلانات کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اپنی قوت ارادی سے شکست دے سکیں کیونکہ حضرت یوسف اللہ کے منتخب بندوں میں سے تھے اور اللہ تعالیٰ کو ان سے بہت سے کام لینے تھے۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا

وَاسْتَبَقَا	الْبَابَ	وَقَدَّتْ	قَمِيْصَهٗ	مِنْ دُبُرٍ	وَّاَلْفَيَا	سَيِّدَهَا
اور دونوں دوڑے	دروازہ	اور عورت نے پھاڑ دی	اس کی قمیص	پیچھے سے	اور دونوں کو ملا	عورت کا خاوند

اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے اسکی قمیص پھاڑ دی پیچھے سے ، اور دونوں کو اس کا خاوند

لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ

لَدَا الْبَابِ ۭ	قَالَتْ	مَا جَزَآءُ	مَنْ	اَرَادَ	بِاَهْلِكَ	سُوْۗءًا	اِلَّآ
دروازہ کے پاس	وہ کہنے لگی	کیا سزا	جو جس	ارادہ کیا	تیری بیوی سے	برائی	سوائے

دروازے کے پاس ملا ، وہ کہنے لگی اس کی کیا سزا جس نے تیری بیوی سے برا ارادہ کیا ؟ سوائے اس کے

اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۵

اَنْ	يُّسْجَنَ	اَوْ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	
یہ کہ	قید کیا جائے	یا	عذاب	دردناک	

کہ قید کیا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے۔

(۲۵) وَاسْتَبَقَا الْبَابَ بَادَرَا اِلَيْهِ يُوْسُفُ لِلْفِرَارِ وَ
هِيَ لِلتَّشَبُّثِ بِهٖ فَاَمْسَكَتْ ثَوْبَهٗ وَجَذَبَتْهُ اِلَيْهَا
وَقَدَّتْ شَقَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا
وَجَدَا سَيِّدَهَا زَوْجَهَا لَدَا الْبَابِ فَنَزَّهَتْ
نَفْسَهَا ثُمَّ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ
سُوْۗءًا زِنًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَيْ يُحْبَسُ
اَيِ السِّجْنُ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ مُؤْلِمٌ
بِاَنْ يُّضْرَبَ

(۲۵) اور ان دونوں نے دروازہ کی طرف جلدی کی یوسف نے بھاگنے کے ارادہ سے اور زلیخا نے اسکے پکڑنے کو سو زلیخا نے یوسف کا کپڑا پکڑ لیا اور اسکو اپنی طرف کھینچا اور پھاڑ دیا کرتہ یوسف کا پیچھے سے اور دروازے کے پاس زلیخا کا خاوند ان دونوں کو ملا۔ زلیخا نے جب اس کو دیکھا اپنی برأت ظاہر کی پھر کہا کیا ہے بدلہ اس شخص کا جو تیری گھر والی کے ساتھ زنا کا ارادہ کرے بجز اس کے کہ قید خانہ میں قید کیا جاوے یا اس کو خوب مارا جائے اور تکلیف پہنچائی جائے۔

تشریح

(۲۵) حضرت یوسف کا قمیص پھٹ گیا | اب صورت واقعہ یہ بنی کہ حضرت یوسف آگے آگے دروازے کی طرف بھاگے کہ دروازہ کھول کر باہر نکل جائیں، پیچھے پیچھے زلیخا جو ان کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی اس بھاگ دوڑ میں زلیخا نے پیچھے سے یوسف کا قمیص کھینچا اور وہ پیچھے سے پھٹ گیا۔ دروازہ کھلا تو سامنے زلیخا کا شوہر جس کا تلمود میں فوطیفار نام بتایا گیا ہے کھڑا تھا عجیب صورت حال تھی، آگے یوسف، زلیخا پیچھا کرتی ہوئی، قمیص پیچھے سے پھٹا ہوا، دروازہ کھلتا ہے تو سامنے زلیخا کا شوہر سچویشن بڑی نازک تھی۔ زلیخا نے اپنے آپ کو بچانے کے لئے کھٹ سے الزام یوسف پر لگا دیا اور شوہر کو مخاطب کر کے بولی اس شخص کی کیا سزا ہو سکتی ہے جو تمہاری گھر والی پر نیت خراب کرے۔ سوائے اس کے کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے یا سخت عذاب دیا جائے۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ

قَالَ	هِيَ	رَاوَدَتْنِي	عَنْ	نَفْسِي	وَشَهِدَ	شَاهِدٌ	مِّنْ	أَهْلِهَا	إِنْ	كَانَ	قَمِيصُهُ
اسنے کہا	اس	مجھے پھسلایا	سے	میرا نفس	اور گواہی دی	ایک گواہ	سے	اسکے لوگ	اگر	ہے	اسکی قمیص

اس (یوسفؑ) نے کہا اس نے مجھے میرے نفس کی حفاظت سے پھسلایا اور گواہی دی اس کے لوگوں میں سے ایک گواہ نے کہ اگر اسکی قمیص

قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٦﴾ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ

قُدَّ	مِنْ قُبُلٍ	فَصَدَقَتْ	وَهُوَ	مِنَ	الْكَاذِبِينَ	وَإِنْ	كَانَ	قَمِيصُهُ
پھٹی ہوئی	آگے سے	تو وہ سچی	اور وہ	سے	جھوٹے	اور اگر	ہے	اسکی قمیص

آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ سچی ہے اور وہ (یوسفؑ) جھوٹوں میں سے ہے۔ اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے

قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٧﴾

قُدَّ	مِنْ دُبُرٍ	فَكَذَبَتْ	وَهُوَ	مِنَ	الصَّادِقِينَ
پھٹی ہوئی	پیچھے سے	تو وہ جھوٹی	اور وہ	سے	سچے

پھٹی ہوئی ہے تو وہ جھوٹی ہے اور وہ (یوسفؑ) سچوں میں سے ہے۔

(۲۶) قَالَ يُوسُفُ مُتَبَرِّئًا هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ابْنُ عَمِّهَا رُوِيَ أَنَّهُ كَانَ فِي الْمَهْدِ فَقَالَ إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ قُدَّامًا فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ○

(۲۷) وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ خَلْفٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○

(۲۶) یوسف نے اپنی برأت بیان کر کے کہا کہ زلیخا نے ہی مجھ کو بہکا کر مجھ سے زنا کا ارادہ کیا۔ اور زلیخا کے چچا کے بیٹے نے اسکی گواہی دی (مروی ہے کہ وہ لڑکا چھوٹا بچہ گہوارہ میں تھا) سو اس نے کہا کہ اگر یوسف کا کرتا اگلی جانب سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا سچ کہتی ہے اور وہ جھوٹ بولتا ہے۔

(۲۷) اور اگر اس کا کرتہ پیچھے کی طرف پھٹا ہوا ہے تو زلیخا جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے۔

تشریح

(۲۶) حضرت یوسف کا الزام سے انکار | حضرت یوسف نے اس الزام سے انکار کیا اور کہا یہی مجھے پھانسنے کی کوشش کر رہی تھی اور میں اپنے آپ کو بچانے کے لئے بھاگ رہا تھا اتفاق سے اس عورت کے کنبے والوں میں سے ہی کوئی جہاندیدہ اور معاملہ فہم شخص ساتھ تھا اس نے معاملے کی نوعیت دیکھ کر کہا کہ اگر یوسف کا قیص آگے سے پھٹا ہو تو یہ عورت سچی ہے اور یہ آدمی جھوٹا ہے۔

(۲۷) قمیص پیچھے سے پھٹا ہو تو یوسف سچے ہیں | اس سمجھدار آدمی نے برموقعہ بات کہی کہ اگر یوسف کا قمیص پیچھے سے پھٹا ہو تو یہ عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یوسف اپنے آپ کو بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے اور عورت ان کا پیچھا کر رہی تھی۔ یہ ایسی ناقابل انکار دلیل اور موقعہ کی شہادت تھی کہ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا تھا اور یوسف کی پاکدامنی کا جیتا جاگتا ثبوت تھا۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ

فَلَمَّا	رَاٰ	قَمِيْصَهٗ	قُدَّ	مِنْ + دُبُرٍ	قَالَ	اِنَّهٗ	مِنْ	كَيْدِكُنَّ
توجب	دیکھا	اس کی قمیص	پھٹی ہوئی	پیچھے سے	اس نے کہا	بیشک یہ	سے	تم عورتوں کا فریب

توجب اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی دیکھی تو اس نے کہا یہ تم عورتوں کا فریب ہے۔

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ

اِنَّ	كَيْدَكُنَّ	عَظِيْمٌ	يُوْسُفُ	اَعْرِضْ	عَنْ	هٰذَا	وَاسْتَغْفِرِيْ
بیشک	تمہارا فریب	بڑا	یوسفؑ	جانے دے	سے۔کو	اس	اور اے عورت بخشش مانگ

بیشک تمہارا فریب بڑا ہے۔ یوسفؑ! اس (ذکر) کو جانے دے۔ اور اے عورت! اپنے گناہ کی بخشش

۳ ع ۹ ۱۲

لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾

لِذَنْۢبِكِ	اِنَّكِ	كُنْتِ	مِنَ	الْخٰطِـِٕيْنَ	
اپنے گناہ کی	بیشک تو	تو ہے	سے	گنہگار (جمع)	

مانگ۔ بیشک تو ہی گنہگاروں میں سے ہے۔

﴿۲۸﴾ فَلَمَّا رَاٰ زَوْجُهَا قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ اَيْ قَوْلُكِ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ الخ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ اَيَّتُهَا النِّسَاءَ عَظِيْمٌ ○

﴿۲۸﴾ پس جب دیکھا زلیخا کے خاوند نے یوسف کے کرتے کو کہ پیچھے کی طرف سے پھٹا ہوا ہے وہ کہنے لگا کہ اے زلیخا تیرا یہ کہنا کہ یوسف نے ارادہ بدی کا کیا تھا تمہارا مکر ہے بلاشبہ اے عورتو تمہارا مکر بڑا ہے۔

﴿۲۹﴾ ثُمَّ قَالَ يَا يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ وَلَا تَذْكُرْهُ لِئَلَّا يَشِيْعَ وَاسْتَغْفِرِيْ يَا زُلَيْخَا لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ○ الْاٰثِمِيْنَ

﴿۲۹﴾ پھر یوسف سے کہا کہ تو اس سے اعراض کر اور اس قصہ کو کہیں ذکر نہ کر کہ مشہور نہ ہو جاوے اور تو اے زلیخا اپنے گناہ کی بخشش مانگ بیشک تو ہی گنہگاروں خطاکاروں میں سے ہے۔

تشریح

﴿۲۸﴾ یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی تھی | یہ بات سن کر زلیخا کے شوہر فوطیفار نے یوسف کی قمیص کا جائزہ لیا تو وہ آگے سے نہیں پیچھے سے پھٹی تھی اور یہ حضرت یوسف ؑ کی پاکبازی کا واضح ثبوت تھا۔ معاملہ صاف ہو چکا تھا فوطیفار نے سمجھ لیا کہ قصوروار اس کی بیوی زلیخا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ سب تم عورتوں کی چالاکیاں ہیں واقعی تمہاری چالیں بڑی غضب کی ہوتی ہیں۔

﴿۲۹﴾ عزیز مصر کی طرف سے اس معاملے سے درگذر کرنے کی درخواست | عزیز مصر فوطیفار معاملے کی تہہ تک پہنچ چکا تھا اور سمجھ گیا تھا کہ سارا قصور اس کی بیوی کا ہی ہے اس نے حضرت یوسف سے درخواست کی کہ جو ہونا تھا ہو چکا اب اس معاملے سے درگذر کر کیونکہ یہ بڑی رسوائی اور بدنامی کی بات ہے۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے قصور کی معافی مانگو اصل میں خطاوار تم ہی ہو۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِى الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا

وَقَالَ	نِسْوَةٌ	فِى الْمَدِيْنَةِ	امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ	تُرَاوِدُ	فَتٰهَا
اور کہا	عورتیں	شہر میں	عزیز کی بیوی	پھسلا رہی ہے	اپنا غلام

اور شہر میں عورتوں نے کہا، عزیز کی بیوی نے پھسلایا ہے اپنے غلام کو اس کے

عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِىْ ضَلٰلٍ

عَنْ	نَّفْسِهٖ	قَدْ ۔ شَغَفَهَا	حُبًّا	اِنَّا	لَنَرٰىهَا	فِىْ	ضَلٰلٍ
سے	اس کا نفس	جگہ پکڑ گئی ہے	اسکی محبت	بیشک ہم	اسے دیکھتی ہیں	میں	گمراہی

نفس (کی حفاظت) سے۔ اسکی محبت (اس کے دل میں) جگہ پکڑ گئی ہے، بیشک ہم اسے کھلی گمراہی میں دیکھتی ہیں۔

مُّبِيْنٍ ۞۳۰ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ

مُّبِيْنٍ	فَلَمَّا	سَمِعَتْ	بِمَكْرِهِنَّ	اَرْسَلَتْ	اِلَيْهِنَّ	وَاَعْتَدَتْ
کھلی	پھر جب	اس نے سنا	ان کا فریب	دعوت بھیجی	ان کی طرف	اور تیار کی

پھر جب اس نے ان کے فریب (کا ذکر) سنا تو انہیں دعوت بھیجی، اور ان کے ایک محفل

لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ

لَهُنَّ	مُتَّكَاً	وَّاٰتَتْ	كُلَّ + وَاحِدَةٍ	مِّنْهُنَّ	سِكِّيْنًا	وَّقَالَتِ	اخْرُجْ
انکے لئے	ایک محفل	اور دی	ہر ایک کو	ان میں سے	ایک ایک چھری	اور کہا	نکل آ

تیار کی اور (پھل کاٹنے کو) دی ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری، اور کہا ان کے سامنے نکل آ

عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ

عَلَيْهِنَّ	فَلَمَّا	رَاَيْنَهٗۤ	اَكْبَرْنَهٗ	وَقَطَّعْنَ	اَيْدِيَهُنَّ	وَقُلْنَ
ان پر (انکے سامنے)	پھر جب	انہوں نے اسے دیکھا	ان پر اسکا رعب چھا گیا	اور انہوں نے کاٹ لئے	اپنے ہاتھ	اور کہنے لگیں

پھر جب انہوں نے (یوسفؑ کو) دیکھا، ان پر اس کا رعب (حسن) چھا گیا اور انہوں نے (پھلوں کی جگہ) اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے

حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۞۳۱ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ

حَاشَ	لِلّٰهِ	مَا هٰذَا	بَشَرًا	اِنْ هٰذَاۤ	اِلَّا	مَلَكٌ	كَرِيْمٌ	قَالَتْ	فَذٰلِكُنَّ
پناہ	اللہ کی	نہیں یہ	بشر	نہیں یہ	مگر	فرشتہ	بزرگ	وہ بولی	سو یہ وہی ہے

لگیں اللہ کی پناہ! یہ بشر نہیں، مگر یہ تو بزرگ فرشتہ ہے۔ وہ بولی سو یہ وہی ہے

الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ

الَّذِیْ	لُمْتُنَّنِیْ	فِیْهِ	وَلَقَدْ + رَاوَدْتُّهٗ	عَنْ	نَّفْسِهٖ	فَاسْتَعْصَمَ	وَ
جو کہ	تم نے ملامت کی مجھے	اس میں	اور میں نے اسے پھسلایا	سے	اس کا نفس	تو اس نے بچا لیا	اور

جس (کے بارے میں) تم نے مجھے ملامت کی، اور میں نے اسے اس کے نفس (کی حفاظت) سے پھسلایا، تو اس نے (اپنے آپ کو) بچا لیا اور

لَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ﴿۳۲﴾

لَئِنْ	لَّمْ یَفْعَلْ	مَاۤ اٰمُرُهٗ	لَیُسْجَنَنَّ	وَلَیَكُوْنًا	مِّنَ	الصّٰغِرِیْنَ
اگر	اس نے نہ کیا	جو میں کہتی ہوں اسے	البتہ قید کردیا جائیگا	اور البتہ ہوجائیگا	سے	بے عزت (جمع)

جو میں کہتی ہوں اگر اس نے نہ کیا تو البتہ وہ قید کردیا جائے گا اور بے عزت لوگوں میں سے ہو گا۔

(۳۰) وَاشْتَهَرَ الْخَبَرُ وَشَاعَ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی
الْمَدِیْنَةِ مَدِیْنَةِ مِصْرَ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ
تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَبْدَهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا
حُبًّا تَمْیِیْزٌ اَیْ دَخَلَ حُبُّهٗ شِغَافَ قَلْبِهَا
اَیْ غِلَافَهٗ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ
خَطَاءٍ مُّبِیْنٍ ○ بَیِّنٍ بِحُبِّهَا اِیَّاهُ
(۳۱) فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ غِیْبَتِهِنَّ
لَهَا اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ
اَعَدَّتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً طَعَامًا یُقْطَعُ
بِالسِّكِّیْنِ لِلْاِتِّكَاءِ عِنْدَهٗ وَهُوَ
الْاُتْرُجُّ وَّاٰتَتْ اَعْطَتْ كُلَّ
وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّقَالَتِ
لِیُوْسُفَ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ فَلَمَّا
رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ اَعْظَمْنَهٗ
وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ بِالسَّكَاكِیْنِ
وَلَمْ یَشْعُرْنَ بِالْاَلَمِ لِشُغْلِ قَلْبِهِنَّ
بِیُوْسُفَ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ تَنْزِیْهًا
لَهٗ مَا هٰذَا اَیْ یُوْسُفُ بَشَرًا
اِنْ مَا هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ○
لِمَا حَوَاهُ مِنَ الْحُسْنِ الَّذِیْ لَا یَكُوْنُ

(۳۰) اور یہ خبر سب جگہ پھیل گئی اور یہ قصہ مشہور ہوگیا۔ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ الخ اور شہر مصر کی عورتوں نے کہا کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام سے زنا کی خواہش کرتی ہے۔ بیشک یوسف کی محبت اسکے دل میں گھس گئی ہے۔ بیشک ہم زلیخا کو ظاہر خطا پر دیکھتے ہیں، یوسف کے عشق میں۔

(۳۱) پس جب سنا زلیخا نے ان کے مکر اور غیبت کرنے کو سنکر انکے بلانے کو قاصد بھیجا اور ان کے لیے کھانا تیار کیا جو چھری سے کاٹا جاوے یعنی لیموں وغیرہ (اس کو مُتَّكَا اس لیے کہتے ہیں کہ اسکے کاٹنے کے وقت تکیہ لگاتے ہیں) اور ان عورتوں میں سے ہر ایک کو چھری دی۔ اور یوسف کو کہا کہ باہر آکر ان عورتوں کے سامنے ہو۔ سو جب انہوں نے یوسف کو دیکھا انکی نظر میں وہ بڑا اور عظیم الشان معلوم ہوا اور کاٹ ڈالا چھریوں سے اپنے ہاتھوں کو اور چونکہ ان کا دل یوسف کے جمال کے دیکھنے میں مشغول تھا انکو تکلیف کی کچھ خبر نہ ہوئی اور کہنے لگیں کہ اللہ پاک ہے یوسف آدمی نہیں یہ تو ایک فرشتہ بزرگ ہے کہ جو حسن وجمال اسکو ملا ہے عادتاً یہ کسی آدمی میں نہیں ہوتا۔

عَادَةً فِى النَّسَمَةِ الْبَشَرِيَّةِ وَ فِى الصَّحِيحِ أَنَّهُ أُعْطِى شَطْرَ الْحُسْنِ

اور صحیح بخاری میں ہے کہ بے شک یوسف کو آدھا حسن دیا گیا تھا۔

(۳۲) قَالَتْ امْرَأَةُ الْعَزِيزِ لَمَّا رَأَتْ مَا حَلَّ بِهِنَّ فَذَٰلِكُنَّ فَهَٰذَا هُوَ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ تَبْيَانٌ لِعُذْرِهَا وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ امْتَنَعَ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ بِهِ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ ○ الذَّلِيلِينَ فَقُلْنَ لَهُ أَطِعْ مَوْلَاتَكَ

(۳۲) عزیز مصر کی بیوی نے کہا جبکہ ان عورتوں کا حال دکھا کہ یہ وہی ہے جس کی محبت میں تم مجھ کو ملامت کرتی تھیں (یہ اس نے اپنا عذر بیان کیا) اور بیشک میں نے اس جماع کی خواہش کی تھی سو یہ بچا اور رُکا اور البتہ اگر یہ میرے کہنے کے موافق نہ کرے گا تو بے شبہ قید میں ڈال دیا جائیگا اور بہت ذلیل ہوگا۔ سو ان سب عورتوں نے یوسف سے کہا کہ اپنی سیدہ کا کہنا کرلے۔

تشریح

(۳۰) شہر کی عورتوں میں زلیخا کی محبت کے چرچے | کہتے ہیں کہ عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتا حالانکہ عزیز مصر بات کو دبانا چاہتا تھا مگر شدہ شدہ یہ خبر گھروں میں پہنچنے لگی ویسے بھی بڑے گھروں کی خبروں کے چرچے زیادہ ہوتے ہیں۔ شہر کی عورتیں آپس میں کہنے لگیں کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے نوجوان غلام پر فریفتہ ہے ایسے معزز عہدیدار کی بیوی کے لئے یہ بڑی شرمناک بات ہے کہ وہ ایک غلام کی محبت میں گرفتار ہے۔ ہمارے نزدیک تو وہ بہت غلط کر رہی ہے اسکو ایسی گری ہوئی حرکت نہیں کرنی چاہیئے۔

(۳۱) عزیز مصر کی طرف سے عورتوں کی دعوت | عزیز مصر کی بیوی نے جب سوسائٹی کی عورتوں کی یہ مکارانہ باتیں سنیں کہ وہ اس طرح چھپ چھپ کر طعنے دیتی ہیں تو اس نے اپنے گھر پہ ایک شاندار ضیافت کا اہتمام کیا۔ عورتوں کی اس پارٹی میں تکیے لگے ہوئے تھے پھل فروٹ کی پلیٹیں سامنے رکھی ہوئی تھیں ہر ایک کے سامنے پھلوں کے کاٹنے کے لئے چھری رکھی ہوئی تھی اور جب محفل آراستہ ہوگئی اور پھل کاٹ کاٹ کر کھائے جانے لگے تو عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف کو بلانے کے لئے آواز دی حضرت یوسف جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے ایک بجلی سی کوندگئی اور محویت کے عالم میں وہ عورتیں جو پھل کاٹ رہی تھیں انہوں نے پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بے ساختہ انکی زبان سے نکلا " حَاشَ لِلّٰهِ " یہ انسان نہیں ہے یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ فرشتہ کا لفظ حضرت یوسف کی عفت و پاکدامنی کی بڑی صحیح تعبیر ہے کہ ان کے حسن میں فرشتوں کی معصومیت ہے۔

(۳۲) جادو سر چڑھ کر بولا، زلیخا کی زبان سے حضرت یوسف کی پاکدامنی کا اقرار | اب زلیخا کو کھل کر کہنے کا موقع ملا کر دیکھا تم نے یہ ہے وہ شخص جس کے حسن کو دیکھ کر تم نے پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اسی کے معاملے میں تم مجھے قصوروار سمجھتی تھیں۔ بے شک میں نے اس کو رِجھایا اور بہت کوشش کی کہ وہ میری طرف متوجہ ہو مگر یہ صاف بچ نکلا۔ اگر یہ اب بھی میری بات نہیں مانے گا اور میری خواہش پوری نہیں کرے گا تو اسے جیل کا منہ دیکھنا پڑے گا اور بڑا ذلیل و خوار ہوگا۔

اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت کی سوسائٹی کی اخلاقی حالت کیا رہی ہوگی۔ شریف خواتین کی بھری مجلس میں اپنی بے جا خواہش کے اظہار میں کوئی تکلف معلوم نہیں ہوتا۔ شرم و حیا سے عاری اس سوسائٹی میں حضرت یوسف کو اس دین کی دعوت کا کام کرنا تھا جو شرم و حیا کو ایمان کا ایک حصہ قرار دیتا ہے اور جس میں عصمت و عفت کا وہ بلند معیار پایا جاتا ہے کہ اس کے دامن تقدس پر فرشتے بھی رشک کرنے لگیں۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ

قَالَ	رَبِّ	السِّجْنُ	اَحَبُّ	اِلَيَّ	مِمَّا	يَدْعُوْنَنِيْٓ	اِلَيْهِ	وَاِلَّا + تَصْرِفْ
اس نے کہا	اے میرے رب	قید	زیادہ پسند	مجھ کو	اس سے جو	مجھے بلاتی ہیں	اسکی طرف	اور اگر نہ پھیرا

اس (یوسفؑ) نے کہا اے میرے رب مجھے قید اس سے زیادہ پسند ہے جس کی طرف وہ مجھے بلاتی ہیں، اور اگر تو نے مجھ سے ان کا

عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ

عَنِّيْ	كَيْدَهُنَّ	اَصْبُ	اِلَيْهِنَّ	وَاَكُنْ	مِّنَ	الْجٰهِلِيْنَ	فَاسْتَجَابَ	لَهٗ
مجھ سے	ان کا فریب	مائل ہوجاؤنگا	انکی طرف	اور میں ہونگا	سے	جاہل (جمع)	سو قبول کرلی	اسکی (دعا)

فریب نہ پھیرا تو میں مائل ہوجاؤں گا ان کی طرف اور جاہلوں میں سے ہوں گا۔ سو اس کے رب نے اس کی دعا قبول

رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

رَبُّهٗ	فَصَرَفَ	عَنْهُ	كَيْدَهُنَّ	اِنَّهٗ	هُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ	
اسکا رب	پس پھیر دیا	اس سے	ان کا فریب	بیشک وہ	وہ	سننے والا	جاننے والا	

کرلی پس اس سے ان کا فریب پھیر دیا، بے شک وہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

(۳۳) قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِمِلْ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ اَصِرْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ اَلْمُذْنِبِيْنَ وَالْقَصْدُ بِذٰلِكَ الدُّعَاءُ فَلِذَا قَالَ

(۳۴) فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ دُعَاءَهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ لِلْقَوْلِ الْعَلِيْمُ ○ بِالْفِعْلِ

(۳۳) یوسف نے کہا اے میرے رب مجھے قید میں رہنا زیادہ پسند ہے اس فعل سے جس کی طرف یہ عورتیں مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو مجھ سے انکا مکر دور نہ کریگا تو میں انکی طرف مائل اور متوجہ ہو جاؤنگا اور مبتلائے فعل شنیع ہونگا اور ہوجاؤنگا میں جاہلوں گنہگاروں میں سے اور ارادہ یوسف کا ان کلمات سے دعا کرنا

(۳۴) فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ الخ سو قبول فرمائی اللہ نے انکی دعا اور دور کیا اس سے مکر ان عورتوں کا بے شک اللہ سننے والا ہے بات کو جانتا ہے ہر ایک کام کو۔

تشریح

(۳۳) حضرت یوسف کی اللہ سے درخواست | زلیخا کی بات میں ترغیب بھی تھی اور ترہیب و ڈراوا بھی۔ حضرت یوسف اس صورت حال سے لرز کر رہ گئے ایک طرف کھلی دعوت گناہ تھی۔ اعزاز و اکرام کا لالچ تھا دوسری طرف جیل کی سلاخیں اور رسوائی تھی۔ انہوں نے پروردگار سے دعا کی اے میرے رب! یہ عورتیں جو مجھ سے چاہتی ہیں اسکے مقابلے میں مجھے قید و بند منظور ہے۔ عاجزی کے ساتھ دعا کرتے ہیں کہ میرے رب اگر آپ نے انکی چالوں کو مجھ سے دفع نہ کیا تو میں ایک کمزور انسان ہوں آپ کی مدد کے بغیر ان کی ترغیبات کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ میرے پروردگار مجھے سہارا دیجئے مجھے بچائیے کہیں میرے قدم پھسل نہ جائیں اور میں ان جاہل لوگوں میں شامل نہ ہوجاؤں جو اچھائی برائی کی پرواہ کئے بغیر معصیت میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

(۳۴) حضرت یوسف کی دعا قبول ہوئی | اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کی دعا قبول فرمائی اور ان کو وہ استقامت دی کہ زلیخا اور دوسری عورتوں کی ساری تدبیریں ناکام ہوگئیں۔ حضرت یوسف کے کیریکٹر کی مضبوطی اور ان کی سیرت کا جمال صورت سے بھی زیادہ حسین تھا بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والے اور جاننے والے ہیں۔ جب بندہ اللہ کی مدد طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مایوس نہیں کرتے۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ

ثُمَّ	بَدَا لَهُمْ	مِنْ بَعْدِ	مَا رَاَوُا	الْاٰيٰتِ	لَيَسْجُنُنَّهٗ
پھر	انہیں سوجھا	اس کے بعد	جب انہوں نے دیکھیں	نشانیاں	اسے ضرور قید میں ڈالیں

پھر نشانیاں دیکھ لینے کے بعد انہیں سوجھا کہ اسے ضرور قید میں ڈال دیں

ع ۴/۶/۱۴

حَتّٰى حِيْنٍ ۝٣٥ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ

حَتّٰى + حِيْنٍ	وَ	دَخَلَ	مَعَهُ	السِّجْنَ	فَتَيٰنِ	قَالَ
ایک مدت تک	اور	داخل ہوئے	اس کے ساتھ	قید خانہ	دو نوجوان	کہا

ایک مدت تک اور اس کے ساتھ دو نوجوان قید خانہ میں داخل ہوئے، ان میں سے

اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ

اَحَدُهُمَآ	اِنِّىْٓ + اَرٰىنِيْٓ	اَعْصِرُ	خَمْرًا	وَ	قَالَ
ان میں سے ایک	بیشک میں دیکھتا ہوں	نچوڑ رہا ہوں	شراب	اور	کہا

ایک نے کہا بیشک میں (خواب میں) دیکھتا ہوں کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں، اور دوسرے نے

الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا

الْاٰخَرُ	اِنِّىْٓ + اَرٰىنِيْٓ	اَحْمِلُ	فَوْقَ	رَاْسِيْ	خُبْزًا
دوسرا	میں دیکھتا ہوں	اٹھائے ہوئے ہوں	اوپر	اپنے سر	روٹی

کہا میں (خواب میں) دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں۔

تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ

تَاْكُلُ	الطَّيْرُ	مِنْهُ	نَبِّئْنَا	بِتَاْوِيْلِهٖ	اِنَّا + نَرٰىكَ
کھا رہے ہیں	پرندے	اس سے	ہمیں بتلائیے	اس کی تعبیر	بیشک ہم تجھے دیکھتے ہیں

پرندے اس سے کھا رہے ہیں۔ ہمیں اس کی تعبیر بتلائیے بیشک ہم آپ کو

مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٣٦

مِنَ	الْمُحْسِنِيْنَ
سے	نیکوکار (جمع)

نیکوکاروں میں سے دیکھتے ہیں۔

(۳۵) ثُمَّ بَدَا ظَهَرَ لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ
مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ الدالات على
براءة يوسف اَنْ يَّسْجُنُوْهُ
دلّ على هٰذا لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى
اِلٰى حِيْنٍ ۝ ينقطع فيه
كلام الناس فَسُجِنَ

(۳۵) پھر بعد اسکے کہ عزیز مصر وغیرہ کو یوسف کا پاک ہونا دلیلوں سے معلوم ہوگیا انکے جی میں آیا کہ یوسف کو قیدخانہ میں بھیجدیں ایک وقت تک کہ لوگوں کی گفتگو اس بارہ میں منقطع ہوجائے اور اس قصہ کا ذکر نہ رہے چنانچہ یوسف کو قیدخانہ میں بھیجدیا۔

(۳۶) وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ
غلامان للملك احدهما ساقيه
والاٰخر صاحب طعامه فرأياه
يعبّر الرؤيا فقالا لنختبرنّه
قَالَ اَحَدُهُمَآ اَلسَّاقِيْ اِنِّيْٓ
اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ اى عنبًا
وَقَالَ الْاٰخَرُ صاحب الطعام اِنِّيْٓ
اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا
تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا خبّرنا بِتَاْوِيْلِهٖ
بتعبيره ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(۳۶) وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ الخ اور یوسف کے ساتھ قیدخانہ میں بادشاہ کے دو غلام بھی کسی جرم میں بھیجے گئے۔ ایکے ان میں سے شراب پلانے والا تھا بادشاہ کو اور دوسرا کھانا پکانیوالا پس ان دونوں نے یوسف کو دیکھا کہ خواب کی تعبیر دیتا ہے وہ کہنے لگے ہم بھی اسے آزمائیں۔ انمیں سے ایک بولا یعنی ساقی کہ بیشک میں نے اپنے کو دیکھا کہ میں انگور نچوڑ رہا ہوں شراب بنانے کیلئے۔ اور دوسرے نے کہا یعنی کھانا پکانے والے نے کہ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میرے سر پر روٹی رکھی ہے اسکو پرندکھاتے ہیں۔ اے یوسف بتلا ہم کو اسکی تعبیر بے شک ہم تجھ کو نیک آدمی احسان کرنے والا سمجھتے ہیں۔

تشریح

(۳۵) **حضرت یوسف قیدخانے میں** حضرت یوسف کے کردار کی مضبوطی سب کے سامنے آچکی تھی اور یہ ان کی بہت بڑی اخلاقی فتح تھی لیکن اقتدار وقت کے پاس اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ یوسف کو ناکردہ گناہ کی سزا دی جائے۔ اسلئے ان کو ایک مدت کے لیے جیل خانے بھیج دیا گیا تاکہ وہ عام لوگوں سے الگ تھلگ ہوجائیں اور عورتوں کی نظروں سے بھی دور رہیں یہ خوب انصاف تھا کہ نہ کوئی مقدمہ چلا نہ چارج شیٹ دی گئی نہ صفائی کا موقع دیا گیا اور سزا سنادی گئی۔

(۳۶) **قیدخانے میں حضرت یوسف کی نیکی کے چرچے اور دو قیدیوں سے ملاقات** اقتدار وقت نے حضرت یوسف کو جیل بھیج تو دیا مگر داروغۂ زنداں اور جیل کے کارکن حضرت یوسف کی نیک نفسی سے بہت متاثر ہوئے۔ جیل کے دوسرے قیدی بھی حضرت یوسف کے اخلاق اور انکے حسن سیرت کو دیکھ کر آپ کی بہت عزت کرتے تھے چنانچہ عملاً جیل کے داروغہ نے جیل کا دروبست حضرت یوسف کے ہاتھ میں دیدیا حضرت یوسف کے ساتھ دو نوجوان بھی جیل جانے لائے گئے جن میں ایک مصر کے بادشاہ ریان بن ولید کا شاہی نانبائیوں کا افسر تھا اور دوسرا اس کا ساقی شراب پلانے والا تھا یہ دونوں قیدی بھی حضرت یوسف ؑ سے مانوس ہوگئے اور انہوں نے اپنا اپنا خواب حضرت یوسف سے بیان کرکے اسکی تعبیر معلوم کی۔ شراب پلانے والے ساقی نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں شراب کشید کرکے بادشاہ کو پلا رہا ہوں۔ باورچی خانے کے افسر نے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ میرے سر پر روٹیوں کے ٹوکرے ہیں اور پرندے ان میں سے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ ان دونوں نے اپنے خواب بیان کرکے حضرت یوسف سے کہا کہ آپ نیک آدمی ہیں ہمیں ان خوابوں کی تعبیر بتائیں۔

قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ

قَالَ	لَا يَاْتِيْكُمَا	طَعَامٌ	تُرْزَقٰنِهٖٓ	اِلَّا	نَبَّاْتُكُمَا	بِتَاْوِيْلِهٖ	قَبْلَ	اَنْ	يَّاْتِيَكُمَا
اس نے کہا	تمہارے پاس نہیں آئیگا	کھانا	جو تمہیں دیا جاتا ہے	مگر	میں تمہیں بتلا دونگا	اس کی تعبیر	قبل	کہ	وہ آئے تمہارے پاس

اس (یوسفؑ) نے کہا تمہارے پاس کھانا نہیں آئیگا جو تمہیں دیا جاتا ہے مگر میں تمہیں اس کی تعبیر تمہارے پاس اس کے آنے سے پہلے بتلا دونگا

ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ

ذٰلِكُمَا	مِمَّا	عَلَّمَنِيْ	رَبِّيْ	اِنِّيْ	تَرَكْتُ	مِلَّةَ	قَوْمٍ	لَّا يُؤْمِنُوْنَ
یہ	اس سے جو	مجھے سکھایا	میرا رب	بیشک میں	میں نے چھوڑا	دین	وہ قوم	ایمان نہیں لاتے

یہ اس (علم) سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا بیشک میں نے اس قوم کا دین چھوڑ دیا جو اللہ پر ایمان نہیں

بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

بِاللّٰهِ	وَهُمْ	بِالْاٰخِرَةِ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ
اللہ پر	اور وہ	آخرت سے	وہ	انکار کرتے ہیں۔

لاتے اور وہ (روز) آخرت سے انکار کرتے ہیں۔

(۳۷) قَالَ لَهُمَا مُخْبِرًا اَنَّهٗ عَالِمٌ بِتَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا لَا
يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهٖ فِيْ مَنَامِكُمَا اِلَّا
نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ فِي الْيَقَظَةِ قَبْلَ اَنْ
يَّاْتِيَكُمَا تَاْوِيْلُهٗ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ
فِيْهِ حَثٌّ عَلٰى اِيْمَانِهِمَا ثُمَّ قَوَّاهُ بِقَوْلِهٖ اِنِّيْ
تَرَكْتُ مِلَّةَ دِيْنَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ تَاكِيْدٌ
كَافِرُوْنَ ○

(۳۷) یوسف نے ان سے کہا (درآنحالیکہ انکو بتلانیوالا تھا اس امر کو کہ میں خواب کی تعبیر جانتا ہوں) کہ تمہارے پاس خواب میں کھانا نہ آویگا جو تمکو کھلایا جاوے لیکن میں تمکو بیداری میں اسکی تعبیر بتلا دونگا اس سے پہلے کہ اسکی تعبیر ظاہر ہو یہ علم تعبیر ان چیزوں میں سے ہے جو مجھ کو میرے رب نے سکھلائیں (غرض اس اظہار سے ان دونوں کو ایمان کی رغبت دینا ہے پھر اسی کی تائید و تقویت کی اس کلام سے اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ بیشک میں نے چھوڑ دیا مذہب اس قوم کا جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔

تشریح

(۳۷) حکیمانہ انداز میں حضرت یوسف کی دعوتِ توحید | دعوت دینے والے کا صحیح انداز یہ ہوتا ہے کہ وہ موقع دیکھ کر حکیمانہ انداز میں دین کی دعوت دے حضرت یوسف ؑ نے دیکھا کہ موقع غنیمت ہے یہ لوگ میری طرف متوجہ ہیں اور میری بات پر دھیان دے سکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ تمہارے خوابوں کی تعبیر میں ابھی تھوڑی دیر میں اس سے پہلے کہ تمہارا روز کا کھانا آئے تو میں بتا دونگا مگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ یہ خواب کی تعبیر بتانے کا علم مجھے کہاں سے ملا ہے میرے علم کا سرچشمہ اللہ کی وحی ہے وہ علم جو اس نے مجھے عطا کیا ہے میں نے ہمیشہ سے ان باطل پرستوں کے دین و ملت کو چھوڑے رکھا جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ دعوت کی اس تمہید میں تینوں باتیں شامل ہیں اللہ پر ایمان کی دعوت آخرت کا یقین، وحی کی ضرورت اور اس رسول کا ماننا جس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ توحید رسالت اور آخرت ان تینوں چیزوں کا تذکرہ کر کے حضرت یوسف ؑ نے بات کو آگے بڑھایا۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ

وَاتَّبَعْتُ	مِلَّةَ	اٰبَآءِیْٓ	اِبْرٰهِیْمَ	وَاِسْحٰقَ	وَیَعْقُوْبَ ؕ	مَا كَانَ	لَنَآ
اور میں نے پیروی کی	دین	اپنے باپ دادا	ابراہیمؑ	اور اسحٰقؑ	اور یعقوبؑ	نہیں ہے	ہمارے لئے

اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے دین کی پیروی کی. ہمارا کام نہیں ہے

اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَی

اَنْ	نُشْرِكَ	بِاللّٰهِ	مِنْ + شَیْءٍ	ذٰلِكَ	مِنْ	فَضْلِ اللّٰهِ	عَلَیْنَا	وَعَلَی
کہ	ہم شریک ٹھہرائیں	اللہ کا	کوئی۔کسی شے	یہ	سے	اللہ کا فضل	ہم پر	اور پر

کہ ہم شریک ٹھہرائیں اللہ کا کسی شے کو۔ یہ ہم پر اور لوگوں پر اللہ کا فضل

النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿٣٨﴾

النَّاسِ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا یَشْكُرُوْنَ	
لوگوں	اور لیکن	اکثر	لوگ،	شکر ادا نہیں کرتے	

ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

٣٨ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَ
اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ یَنْبَغِیْ
لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ زَائِدَةٌ
شَیْءٍ لِعِصْمَتِنَا ذٰلِكَ التَّوْحِیْدُ
مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ وَهُمُ
الْكُفَّارُ لَا یَشْكُرُوْنَ ○ اللّٰهَ
فَیُشْرِكُوْنَ

٣٨ اور میں نے پیروی کی اپنے باپ دادوں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے مذہب کی ہم کو یہ لائق نہیں کہ ہم اللہ کا ساجھی کسی کو بنادیں کہ ہم کو اللہ نے اس سے محفوظ اور معصوم کیا ہے۔ یہ توحید کا اقرار کرنا ہم پر اور لوگوں پر اللہ کا احسان ہے ولیکن اکثر آدمی یعنی کافر اللہ کا شکر نہیں کرتے کہ وہ اس کا ساجھی بناتے ہیں۔

تشریح

٣٨ دعوت یوسفی میں شرک کی نفی | حضرت یوسف نے فرمایا کہ میرا دین اور طریقہ وہی ہے جو مجھ سے پہلے حضرت ابراہیمؑ حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ کا تھا۔ ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو کسی درجے میں بھی خدا کا شریک بنائیں نہ ذات میں نہ اس کی صفات میں نہ اس کی ربوبیت میں اس کے سوا کسی کو اپنا معبود اور حاکم نہ جانیں اسی کی عظمت کریں اسی سے محبت کریں اسی پر بھروسہ رکھیں اپنا جینا مرنا اسی ایک پروردگار کے حوالے کردیں۔ یہ اللہ کا ہم پر اور تمام انسانوں پر بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اپنے سوا کسی اور کا بندہ نہیں بنایا لیکن اکثر لوگ اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا نہیں کرتے۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ

يٰصَاحِبَيِ + السِّجْنِ	ءَ اَرْبَابٌ	مُّتَفَرِّقُوْنَ	خَيْرٌ	اَمِ اللّٰهُ	الْوَاحِدُ
اے میرے قید کے ساتھیو	کیا کئی معبود	جُدا جُدا	بہتر	یا اللہ	ایک، یکتا

اے میرے قید کے ساتھیو! کیا جُدا جُدا کئی معبود بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ (سب پر)

الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً

الْقَهَّارُ	مَا	تَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖ	اِلَّآ	اَسْمَآءً
زبردست، غالب	نہیں	تم پوجتے	اس کے سوا	مگر	نام

غالب اس کے سوا تم کچھ نہیں پوجتے مگر نام ہیں جو تم نے

سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا

سَمَّيْتُمُوْهَآ	اَنْتُمْ	وَاٰبَآؤُكُمْ	مَّآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	بِهَا
تم نے رکھ لئے ہیں	تم	اور تمہارے باپ دادا	نہیں	اتاری	اللہ	اسکے لئے

رکھ لئے ہیں (تراش لئے) اور تمہارے باپ دادا نے اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں

مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ

مِنْ سُلْطٰنٍ	اِنِ	الْحُكْمُ	اِلَّا	لِلّٰهِ	اَمَرَ	اَلَّا	تَعْبُدُوْٓا	اِلَّآ اِيَّاهُ
کوئی سند	نہیں	حکم	مگر	اللہ کا	اس نے حکم دیا	کہ نہ	عبادت کرو	مگر صرف اسکی

اُتاری، حکم صرف اللہ کا ہے۔ اس نے حکم دیا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

ذٰلِكَ	الدِّيْنُ	الْقَيِّمُ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ	
یہ	دین	سیدھا	اور لیکن	اکثر	لوگ	نہیں جانتے	

یہ سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

۳۹ پھر بالتصریح ان دونوں کو ایمان کی طرف بلایا پس کہا اے دونوں قیدخانے کے رہنے والو کیا بہت سے معبود متفرق بنانا بہتر ہے یا ایک اللہ غالب بہتر ہے۔ یعنی اللہ واحد ہی بہتر ہے۔

﴿۳۹﴾ ثُمَّ صَرَّحَ بِدُعَائِهِمَا اِلَى الْاِيْمَانِ فَقَالَ يَاصَاحِبَيِ سَاكِنَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ خَيْرٌ
اِسْتِفْهَامٌ تَقْرِيْرٍ

(۴۰) مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ
اَیْ غَيْرِهٖ اِلَّآ اَسْمَآءً
سَمَّيْتُمُوْهَآ سَمَّيْتُمْ بِهَا
اَصْنَامًا اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ
مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا بِعِبَادَتِهَا
مِنْ سُلْطٰنٍ حُجَّةٍ وَّ
بُرْهَانٍ اِنْ مَا الْحُكْمُ
الْقَضَاءُ اِلَّا لِلّٰهِ وَحْدَهٗ اَمَرَ
اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ
ذٰلِكَ التَّوْحِيْدُ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ وَهُمُ الْكُفَّارُ
لَا يَعْلَمُوْنَ ○ مَا يَصِيْرُوْنَ اِلَيْهِ
مِنَ الْعَذَابِ فَيُشْرِكُوْنَ

(۴۰) نہیں پوجتے ہو تم اللہ کے سوا مگر ناموں کو کہ جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے بُت بنا رکھا ہے اور انکو پوجتے ہو اور انکی پرستش پر اللہ نے کوئی دلیل تمہارے پاس نہیں بھیجی

تمام حکم اللہ اکیلے کا ہے اس کے سوا کسی کا حکم مخلوق میں جاری نہیں۔ اس نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو یعنی اللہ کو واحد جاننا سیدھی راہ اور مذہب مستقیم ہے ولیکن اکثر آدمی یعنی کافر نہیں جانتے کہ وہ کس عذاب میں گرفتار ہونگے۔ پس وہ اللہ کا شریک بناتے ہیں۔

تشریح

(۳۹) ایک آقا کا غلام ہونا بہتر ہے یا بہت سے آقاؤں کا | حضرت یوسفؑ نے توحید کی دعوت کو دل نشین دلیل کے ساتھ مرصع کرتے ہوئے فرمایا اے برادرانِ زنداں! بتاؤ ایک آقا کا غلام ہونا جو ہر چیز پر غالب ہے ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ہر چیز کا مالک ہے، یہ بہتر ہے یا بہت سے آقاؤں کی غلامی؟ بتاؤ ایک آقا کی بندگی زیادہ بہتر ہے یا ہر ہر در پر سر جھکانا؟ اس سوال کا ایک ہی جواب ہوسکتا ہے کہ ہر ہر در پر سر رگڑنے سے ایک در کی غلامی بہتر ہے۔

؎ وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ❊ ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اور پھر آقا بھی وہ جو گھڑا ہوا نہیں ہے حقیقت میں آقائے رحمٰن ورحیم ہے شفیق وکریم ہے اور ہم پر اس کا حق ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ یہ پہلا موقع ہے کہ حضرت یوسفؑ ایک نبی کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسحٰق ویعقوب سے اپنی نسبت بھی ظاہر کر رہے ہیں کہ میری دعوت وہی ہے جو انکے دین کی تھی اور نہایت حکمت کیساتھ دین کی تبلیغ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

(۴۰) توحید اور شرک کا فرق | حضرت یوسفؑ انتہائی نفسیاتی انداز میں توحید اور شرک کا فرق ظاہر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ ایک اللہ کے سوا جو دوسرے معبود ہیں حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے بس کچھ نام ہیں جو لوگوں نے گھڑ لیے ہیں ان کے معبود ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے فرماں روائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے اس کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو، ان بے سند بے دلیل چیزوں کی بندگی ان کی پرستش اور غلامی کس طرح صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے اپنی حماقت اور تعصب کی وجہ سے ایسی سیدھی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ

يٰصَاحِبَيِ	السِّجْنِ	اَمَّآ	اَحَدُكُمَا	فَيَسْقِيْ	رَبَّهٗ
اے میرے ساتھیو	قید خانہ	جو	تم میں سے ایک	سو وہ پلائے گا	اپنا مالک

اے میرے قید خانہ کے ساتھیو! تم میں سے ایک اپنے مالک کو شراب

خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ

خَمْرًا	وَ اَمَّا	الْاٰخَرُ	فَيُصْلَبُ	فَتَاْكُلُ	الطَّيْرُ	مِنْ رَّاْسِهٖ
شراب	اور جو	دوسرا	تو سولی دیا جائیگا	پس کھائیں گے	پرندے	اس کے سر سے

پلائے گا اور جو دوسرا ہے تو سولی دیا جائے گا پس پرندے اس کے سر سے کھائیں گے

قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾

قُضِيَ	الْاَمْرُ	الَّذِيْ	فِيْهِ	تَسْتَفْتِيٰنِ
فیصلہ ہو چکا	کام۔بات	وہ جو	اس میں	تم پوچھتے تھے

اس بات کا فیصلہ ہو چکا جس (کے بارہ) میں تم پوچھتے تھے۔

(۴۱) يَاصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّا اَحَدُكُمَا اَيِ
السَّاقِي فَيَخْرُجُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ
سَيِّدَهٗ خَمْرًا ۚ عَلٰى عَادَتِهٖ هٰذَا تَاْوِيْلُ
رُؤْيَاهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيَخْرُجُ بَعْدَ ثَلَاثٍ
فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ هٰذَا
تَاْوِيْلُ رُؤْيَاهُ فَقَالَا مَا رَاَيْنَا شَيْئًا فَقَالَ قُضِيَ
تَمَّ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ عَنْهُ
سَاَلْتُمَا صَدَقْتُمَا اَمْ
كَذَبْتُمَا۔

(۴۱) اے دونو رہنے والو قید خانے کے تم میں سے ایک یعنی ساقی تین دن کے بعد قید خانہ سے نکلے گا سو وہ پلاویگا شراب اپنے سردار یعنی بادشاہ کو موافق دستور سابق کے (یہ ساقی کے خواب کی تعبیر ہوئی) اور دوسرا تم میں سے سو وہ بھی نکلے گا تین دن کے بعد لیکن وہ سولی دیا جائیگا (یہ تعبیر کھانا پکانے والے کے خواب کی ہے) جب ان دونوں نے یہ تعبیریں سنیں کہنے لگے کہ ہم نے تو کچھ بھی نہیں دیکھا تھا۔ پس کہا یوسف نے کہ پورا ہو گیا حکم اس چیز کا کہ جس سے تم نے پوچھا تھا یعنی جو کچھ میں نے تعبیر تمہارے خوابوں کی بتلائی یہ ضرور ہو گی تم نے سچ کہا ہو یا جھوٹ یعنی خواب دیکھی ہو یا نہ دیکھی ہو۔

تشریح

(۴۱) خوابوں کی تعبیر | اس دلپذیر بیان کے بعد حضرت یوسف نے ان کو مشفقانہ انداز میں خطاب کرتے ہوئے ان کے خواب کی تعبیر بتائی کہ اے میرے جیل کے ساتھیو! تمہارے خوابوں کی تعبیر یہ ہے کہ جس نے یہ خواب دیکھا ہے کہ وہ شراب پلا رہا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بیداری میں پھر بادشاہ کو شراب پلائے گا اور قید سے رہا ہو جائیگا۔ دوسرے نے جو خواب دیکھا ہے کہ اسکے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا ہے اور جانور روٹیاں توڑ توڑ کر کھا رہے ہیں اسکی تعبیر یہ ہے کہ اسکو سولی دی جائیگی اور جانور اسے نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ قضا وقدر کا فیصلہ یہی ہے کہ کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا جو بات تم پوچھتے تھے وہ میں نے بتلا دی ہے۔

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْ عِنْدَ رَبِّكَ ز

وَقَالَ	لِلَّذِیْ	ظَنَّ	اَنَّهٗ	نَاجٍ	مِّنْهُمَا	اذْكُرْ	عِنْدَ	رَبِّكَ
اور کہا	اس سے جس	اسے گمان کیا	کہ وہ	بچے گا	ان دونوں سے	میرا ذکر کرنا	پاس	اپنا مالک

اور (یوسفؑ) نے ان دونوں میں سے جس (کے متعلق) گمان کیا کہ وہ بچے گا اس سے کہا اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کرنا

فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ

فَاَنْسٰهُ	الشَّیْطٰنُ	ذِكْرَ + رَبِّهٖ	فَلَبِثَ	فِی	السِّجْنِ	بِضْعَ
پس اسکو بھلا دیا	شیطان	اپنے مالک سے ذکر کرنا	تو رہا	میں	قید	چند

پس شیطان نے اُسے بھلا دیا اپنے مالک سے اس کا ذکر کرنا، تو وہ قید میں چند برس

ع ۵
۱۵
سِنِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ

سِنِیْنَ	وَ قَالَ	الْمَلِكُ	اِنِّیْٓ + اَرٰی		سَبْعَ	بَقَرٰتٍ	سِمَانٍ	یَّاْكُلُهُنَّ
برس	اور کہا	بادشاہ	کہ میں	دیکھتا ہوں	سات	گائیں	موٹی تازی	وہ کھاتی ہیں

رہا۔ اور بادشاہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں سات موٹی تازی گائیں، انہیں سات

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ

سَبْعٌ	عِجَافٌ	وَّ سَبْعَ	سُنْۢبُلٰتٍ	خُضْرٍ	وَّ اُخَرَ	یٰبِسٰتٍ	یٰٓاَیُّهَا + الْمَلَاُ	اَفْتُوْنِیْ
سات	دُبلی پتلی	اور سات	خوشے	سبز	اور دوسرے	خشک	اے میرے سردارو	بتلاؤ مجھے تعبیر

دُبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات سبز خوشے اور دوسرے خشک۔ اے سردارو! مجھے میرے خواب

فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾

فِیْ	رُءْیَایَ	اِنْ	كُنْتُمْ	لِلرُّءْیَا	تَعْبُرُوْنَ
میں (کی)	میرے خواب	اگر	ہو تم	خواب کی	تعبیر دینے والے

کی تعبیر بتلاؤ اگر تم خواب کی تعبیر دینے والے ہو (تعبیر دینا جانتے ہو)

﴿۴۲﴾ وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَیْقَنَ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا وَهُوَ السَّاقِیْ اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ سَیِّدِكَ فَقُلْ لَهٗ اَنَّ فِی السِّجْنِ غُلَامًا مَحْبُوْسًا ظُلْمًا فَخَرَجَ

﴿۴۲﴾ اور ان دونوں میں سے جس کی نسبت یوسف کو یقین تھا کہ یہ چھوٹے گا یعنی ساقی اس سے کہا کہ میرا ذکر اپنے سردار سے کرنا اور یہ کہنا کہ قیدخانہ میں ایک غلام بے قصور قید ہے۔ سو وہ ساقی قیدخانہ سے نکلا۔

فَاَنْسٰهُ اَیْ اَلسَّاقِیَ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ یُوْسُفَ عِنْدَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ مَكَثَ یُوْسُفُ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ۝ قِیْلَ سَبْعًا وَقِیْلَ اِثْنَیْ عَشَرَ

پس شیطان نے اسکو بھلادیا یہ امر کہ وہ یوسف کا ذکر اپنے بادشاہ سے کرے اس لیے باقی رہا یوسف قیدخانہ میں چند برس (بعض نے کہا کہ سات برس اور بعض نے کہا کہ بارہ برس)

(۴۳) وَقَالَ الْمَلِكُ مَلِكُ مِصْرَ الرَّیَّانُ بْنُ الْوَلِیْدِ اِنِّیْ اَرٰی اَیْ رَاَیْتُ سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ یَبْتَلِعُهُنَّ سَبْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ عِجَافٌ جَمْعُ عَجْفَاءَ وَسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ اَیْ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ یٰبِسٰتٍ قَدِ الْتَوَتْ عَلَی الْخُضْرِ وَعَلَتْ عَلَیْهَا یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ بَیِّنُوْا لِیْ تَعْبِیْرَهَا اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ۝ فَاعْبُرُوْهَا

(۴۳) وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ الخ اور مصر کے بادشاہ نے کہا جس کا نام ریان تھا ولید کا بیٹا کہ بیشک میں نے خواب میں دیکھا ہے سات موٹی گائیں کہ انکو نگل گئیں سات دبلی گائیں۔ اور میں نے دیکھا سات ہرے خوشوں کو کہ ان کو لپٹ رہے ہیں سات سوکھے خوشے اور ان پر غالب ہو رہے ہیں

اے جماعت مجھ سے بیان کرو میرے خواب کی تعبیر اگر تم خواب کی تعبیر بہترین دینا جانتے ہو تو بیان کرو۔

تشریح

(۴۲) بادشاہ سے حقیقت حال بیان کردینا حضرت یوسف ؑ نے بادشاہ کے ساقی سے جس کے خواب کی تعبیر یہ تھی کہ وہ جیل سے رہا ہوکر پھر دوبارہ بادشاہ کو شراب پلائیگا کہا کہ تم اپنے مالک سے یہ حقیقت حال بیان کرنا کہ ایک شخص اس طرح بے قصور کے اور بغیر کسی ثبوت کے جیل میں ڈال رکھا ہے اس کے جرم کی تحقیق کی جائے مگر جب وہ شخص جیل سے چھوٹ کر دوبارہ اپنی ڈیوٹی پر گیا تو شیطان نے اسے ایسا غفلت میں ڈالا کہ وہ اپنے مالک سے اس بات کا ذکر کرنا بھول گیا نتیجہ یہ کہ حضرت یوسف ؑ پھر سات آٹھ سال تک جیل میں پڑے رہے۔

(۴۳) شاہ مصر کا خواب اس کے بعد یہ ہوا کہ شاہ مصر ریان بن ولید نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا کہ سات گائیں موٹی ہیں اور سات گائیں دُبلی۔ یہ گائیں دریائے نیل سے نکلیں اور فربہ گائیں کو دُبلی گائیں نے کھالیا مگر دبلی گائیں کے بدن میں کوئی فرق نہیں پڑا وہ جیسی پہلے تھیں ویسی ہی نظر آرہی تھیں۔ اور دیکھا کہ اناج کی سات سرسبز وتازہ بالیں ہیں اور ان میں اناج کی سات سوکھی ہوئی بالیں لپٹ گئیں یہاں تک کہ ہری بالیں خشک بالوں کے اندر سماگئیں۔ یہ عجیب وغریب خواب دیکھ کر شاہ مصر نے خواب کی تعبیر بتانے والوں اور دانش وروں کو بلوا کر جمع کیا اور انہیں اپنا خواب سنا کر اس کی تعبیر معلوم کی۔

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ

قَالُوْٓا	اَضْغَاثُ	اَحْلَامٍ	وَمَا	نَحْنُ	بِتَاْوِيْلِ	الْاَحْلَامِ
انہوں نے کہا	پریشان	خواب	اور نہیں	ہم	تعبیر دینا	خواب (جمع)

انہوں نے کہا (یہ) پریشان خواب ہیں اور ہم (ایسے) خوابوں کی تعبیر جاننے والے نہیں

بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ

بِعٰلِمِيْنَ	وَقَالَ	الَّذِيْ	نَجَا	مِنْهُمَا	وَادَّكَرَ	بَعْدَ	اُمَّةٍ
جاننے والے	اور اس نے کہا	وہ جو	بچا	ان دو سے	اور اسے یاد آیا	بعد	ایک مدت

(نہیں جانتے) اور وہ جو ان دونوں (میں) سے بچا تھا اور اسے ایک مدت کے بعد یاد آیا

اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا

اَنَا + اُنَبِّئُكُمْ	بِتَاْوِيْلِهٖ	فَاَرْسِلُوْنِ	يُوْسُفُ	اَيُّهَا
میں بتلاؤں گا تمہیں	اس کی تعبیر	سو مجھے بھیج دو	اے یوسف	اے

(اس نے کہا) میں تمہیں اس کی تعبیر بتلاؤں گا سو مجھے بھیج دو ، اے یوسف ! اے

الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ

الصِّدِّيْقُ	اَفْتِنَا	فِيْ	سَبْعِ	بَقَرٰتٍ	سِمَانٍ	يَّاْكُلُهُنَّ
بڑے سچے	ہمیں بتا	میں	سات	گائیں	موٹی تازی	وہ کھا رہی ہیں

بڑے سچے ! ہمیں (خواب کی تعبیر) بتا ، سات موٹی تازی گایوں کو کھا رہی ہیں سات

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ

سَبْعٌ	عِجَافٌ	وَّسَبْعِ	سُنْۢبُلٰتٍ	خُضْرٍ	وَّاُخَرَ	يٰبِسٰتٍ	لَّعَلِّيْٓ
سات	دُبلی پتلی	اور سات	خوشے	سبز	اور دوسرے	خشک	تاکہ

دُبلی پتلی گائیں ، اور سات خوشے سبز ہیں اور دوسرے خشک ، تاکہ میں

اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

اَرْجِعُ	اِلَى + النَّاسِ	لَعَلَّهُمْ	يَعْلَمُوْنَ
میں لوٹوں	لوگوں کی طرف (پاس)	شاید وہ	آگاہ ہوں۔

لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں۔

(۴۴) قَالُوْٓا هٰذِهٖ اَضْغَاثُ اَخْلَاطُ اَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ○

(۴۵) وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا اَيْ مِنَ الْفَتَيَيْنِ وَهُوَ السَّاقِيْ وَادَّكَرَ فِيْهِ اِبْدَالُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ دَالًا وَاِدْغَامُهَا فِي الدَّالِ اَيْ تَذَكَّرَ بَعْدَ اُمَّةٍ حِيْنَ حَالَ يُوْسُفَ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ○ فَاَرْسَلُوْهُ اِلَيْهِ فَاَتٰى يُوْسُفَ فَقَالَ

(۴۶) يٰيُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ الْكَثِيْرُ الصِّدْقِ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ اَيِ الْمَلِكِ وَاَصْحَابِهٖ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ تَعْبِيْرَهَا

(۴۴) وہ لوگ بولے یہ جھوٹے اور پریشان خواب ہیں اور ایسے خوابوں کی تعبیر ہم نہیں جانتے۔

(۴۵) اور کہا ساقی نے جس نے ان دونوں غلاموں قیدیوں میں سے نجات پائی تھی اور اس کو یوسف کا حال یاد آیا بعد ایک زمانے کے کہ میں بتلاؤں گا اس خواب کی تعبیر سو مجھ کو بھیج دو یوسف کے پاس پس پہنچا وہ پاس یوسف کے اور کہا،

(۴۶) اے یوسفؑ اے بہت سچے آدمی ہم کو بتلا تعبیر سات گائیں موٹی کہ ان کو سات دبلی گائے نے کھایا اور تعبیر سات ہرے خوشوں اور سات خشک خوشوں کی جو ہرے خوشوں پر لپٹے ہوئے دیکھے گئے۔ تاکہ میں اس کی تعبیر سنکر بادشاہ اور اس کے مصاحبوں کے پاس جاؤں اور ان کو خبر کروں تاکہ وہ اس کو جان لیں۔

تشریح

(۴۴) **اہل دانش خواب کی تعبیر نہیں بتاسکے** بادشاہ کے دربار میں بڑے بڑے سمجھ دار لوگ صاحبِ علم لوگ موجود تھے۔ مگر کوئی بھی خواب کی تعبیر نہیں بتاسکا اور ٹالنے کے لئے کہہ دیا کہ یہ تو یونہی پریشان خیالات ہیں اور نہیں ان خوابوں کا کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ بادشاہ اس جواب سے مطمئن نہیں ہوا اور برابر اس کی تعبیر معلوم کرنے کے لئے بے چین رہا۔

(۴۵) **شاہی ساقی کو حضرت یوسف کی یاد آئی** حضرت یوسف کے جیل خانہ کے ساتھیوں میں سے وہ شاہی ساقی جو سزا سے بچ گیا تھا اور پھر دوبارہ وہی ڈیوٹی بجا لانے لگا تھا، اُسے یہ دیکھ کر کہ بادشاہ کے خواب کی تعبیر کوئی نہیں بتا پارہا ہے، اُسے مدت کے بعد حضرت یوسف کی یاد آئی اور اس نے بادشاہ کو جیل کی ساری روداد سنائی اور حضرت یوسف کے متعلق بتایا کہ وہ ایک فرشتہ صفت مقدس بزرگ ہیں۔ اگر آپ مجھے قید خانے میں ان سے ملنے کی اجازت دیں تو میں ان سے اس خواب کی تعبیر معلوم کرکے آتا ہوں۔ چنانچہ شاہی ساقی کو حضرت یوسف سے ملاقات کی اجازت مل گئی۔

(۴۶) **شاہی ساقی کا حضرت یوسفؑ سے ملنا اور خواب بیان کرکے اس کی تعبیر معلوم کرنا** چنانچہ شاہی ساقی قید خانے میں حضرت یوسفؑ سے ملاقات کے لئے گیا، اور بڑے احترام کے ساتھ گویا ہوا کہ یوسف، اے صدقِ مجسم! آپ اس خواب کی تعبیر بتائیں کہ سات فربہ گائیں کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات بالیں ہری ہیں، سات سوکھی ہیں سوکھی بالوں میں ہری بالیں لپٹ کر ختم ہوگئی ہیں۔ آپ اس کی تعبیر بتائیں تو میں جاکر ان لوگوں کو یہ تعبیر بتاؤں اور شاید وہ آپ کی قدر و منزلت جان لیں اور ان کو احساس ہو کہ انہوں نے کس بلند مرتبہ آدمی کو قید خانے میں ڈال رکھا ہے اور مجھے آپ سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کا موقع مل جائے جو میں نے آپ سے جیل خانے کے زمانے میں کیا تھا۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ج فَمَا حَصَدْتُّمْ

قَالَ	تَزْرَعُوْنَ	سَبْعَ	سِنِيْنَ	دَاَبًا	فَمَا	حَصَدْتُّمْ
اس نے کہا	کھیتی باڑی کرو گے	سات	سال	لگاتار	پھر جو	تم کاٹو

اس نے کہا تم سات سال لگاتار کھیتی باڑی کرو گے، پھر جو تم کاٹو

فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝۴۷ ثُمَّ

فَذَرُوْهُ	فِيْ	سُنْۢبُلِهٖ	اِلَّا	قَلِيْلًا	مِّمَّا	تَاْكُلُوْنَ	ثُمَّ
تو اسے چھوڑ دو	میں	اس کے خوشہ	مگر	تھوڑا جتنا	سے۔جو	تم کھا لو	پھر

تو اسے اس کے خوشہ میں چھوڑ دو مگر تھوڑا جتنا جو تم اس میں سے کھا لو پھر

يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا

يَاْتِيْ	مِنْۢ بَعْدِ + ذٰلِكَ	سَبْعٌ	شِدَادٌ	يَّاْكُلْنَ	مَا
آئیں گے	اس کے بعد میں	سات	سخت	کھا جائیں گے	جو

اس کے بعد آئیں گے سات سخت سال کھا جائیں گے جو تم نے ان

قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝۴۸ ثُمَّ

قَدَّمْتُمْ	لَهُنَّ	اِلَّا	قَلِيْلًا	مِّمَّا	تُحْصِنُوْنَ	ثُمَّ
تم نے رکھا	ان کے لئے	سوائے	تھوڑا سا	سے۔جو	تم بچا لو گے	پھر

کے لیے (بچا) رکھا سوائے اس کے جو تم تھوڑا بچا لو گے۔ پھر اس کے

يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ

يَاْتِيْ	مِنْۢ بَعْدِ + ذٰلِكَ	عَامٌ	فِيْهِ	يُغَاثُ	النَّاسُ	وَفِيْهِ
آئے گا	اس کے بعد	ایک سال	اسمیں	بارش برسائی جائیگی	لوگ	اور اس میں

بعد ایک سال آئے گا اس میں لوگوں پر بارش برسائی جائے گی اور وہ اس میں

ع ٦ ١٦
يَعْصِرُوْنَ ۝۴۹ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ج فَلَمَّا جَآءَهُ

يَعْصِرُوْنَ	وَقَالَ	الْمَلِكُ	ائْتُوْنِيْ	بِهٖ	فَلَمَّا	جَآءَهُ
وہ نچوڑیں گے	اور کہا	بادشاہ	میرے پاس لے آؤ	اُسے	پس جب	اس کے پاس آیا

(رس) نچوڑیں گے۔ اور بادشاہ نے کہا اُسے میرے پاس لے آؤ۔ پس جب قاصد اس کے

الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ

الرَّسُوْلُ	قَالَ	ارْجِعْ	اِلٰى	رَبِّكَ	فَسْـَٔلْهُ	مَا بَالُ	النِّسْوَةِ	الّٰتِيْ
قاصد	اس نے کہا	لوٹ جا	طرف (پاس)	اپنا مالک	پس اس سے پوچھو	کیا حال؟	عورتیں	وہ جو

پاس آیا تو اس نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جاؤ اور اس سے پوچھو ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں

قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾

قَطَّعْنَ	اَيْدِيَهُنَّ	اِنَّ	رَبِّيْ	بِكَيْدِهِنَّ	عَلِيْمٌ
انہوں نے کاٹے	اپنے ہاتھ	بیشک	میرا رب	ان کا فریب	واقف

نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے، بیشک میرا رب ان کے فریب سے خوب واقف ہے

﴿۴۷﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ اَیْ اِزْرَعُوْا سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا بِسُكُوْنِ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِهَا مُتَتَابِعَةً وَهِيَ تَاْوِيْلُ السَّبْعِ السِّمَانِ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ اُتْرُكُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖ لِئَلَّا يَفْسُدَ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَادْرُسُوْهُ

﴿۴۷﴾ یوسف نے کہا تم سات برس متواتر کھیتی کرو گے یعنی تم ایسا کرلو۔ یہ تعبیر سات موٹی گائے کی ہے سو ان سات برس میں جو تم کھیتی کرو اور اس کو کاٹو پس اس کو چھوڑ دو اسکے خوشوں میں کہ اس کو کیڑا نہ لگ جائے مگر تھوڑا غلہ بقدر اپنے کھانے کو اس کو خوشہ سے جدا کرلو۔

﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ اَیِ السَّبْعِ الْمُخْصِبَاتِ سَبْعٌ شِدَادٌ مُجْدِبَاتٌ صِعَابٌ وَهِيَ تَاْوِيْلُ السَّبْعِ الْعِجَافِ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ مِنَ الْحَبِّ الْمَزْرُوْعِ فِي السِّنِيْنِ الْمُخْصِبَاتِ اَیْ تَاْكُلُوْنَهٗ فِيْهِنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝ تَدَّخِرُوْنَ

﴿۴۸﴾ پھر بعد ان سات فراخ سالوں کے سات برس سخت قحط کے آوینگے (یہ تعبیر سات دُبلی گائے کی ہے) وہ ایسے سخت سال ہونگے کہ ان میں کچھ پیداوار نہ ہوگی کھالیں گے وہ برس اس غلہ کو جو تم نے پہلے سات برسوں میں تیار کر رکھا تھا یعنی تم کھالوگے ان قحط کے سالوں میں اس غلہ کو جو ارزانی اور فراخی کے سالوں میں تم نے کھیتی سے حاصل کیا تھا مگر تھوڑا سا غلہ جسکو تم بیج کے واسطے ذخیرہ رکھو گے۔

﴿۴۹﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ اَیِ السَّبْعِ الْمُجْدِبَاتِ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ بِالْمَطَرِ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ۝ الْاَعْنَابَ وَغَيْرَهَا لِخِصْبِهٖ

﴿۴۹﴾ پھر ان سات قحط کے برسوں کے بعد ایک برس ایسا آویگا کہ اس میں آدمی بارش دیے جائیں گے یعنی بارش مانگنے والے کی دعا قبول ہوگی اور قحط دور ہوگا اور اس سال میں آدمی انگور نچوڑینگے یعنی چونکہ بارش کے ہونے سے پیداوار خوب ہوگی اور غلہ اور میوے بکثرت ہونگے اسلئے نوبت انگوروں کے نچوڑنے اور شراب بنانے کی آویگی۔

(۵۰) وَقَالَ الْمَلِكُ لَمَّا جَاءَهُ الرَّسُوْلُ وَاَخْبَرَهُ بِتَاوِيْلِهَا ائْتُوْنِىْ بِهٖ اَىْ بِالَّذِىْ عَبَّرَهَا فَلَمَّا جَاۤءَهُ اَىْ يُوْسُفَ الرَّسُوْلُ وَطَلَبَهُ لِلْخُرُوْجِ قَالَ قَاصِدًا اِظْهَارَ بَرَاءَتِهٖ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ اَنْ يَّسْاَلَ مَا بَالُ حَالِ النِّسْوَةِ الّٰتِىْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّىْ سَيِّدِىْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ○ فَرَجَعَ فَاَخْبَرَ الْمَلِكَ فَجَمَعَهُنَّ۔

(۵۰) وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖ الخ اور جب بادشاہ کے پاس قاصد واپس آیا اور خواب کی تعبیر سے اس کو مطلع کیا اس نے کہا کہ جس نے اس خواب کی تعبیر دی ہے اسکو میرے پاس لاؤ یعنی یوسف کو پس جب آیا قاصد پاس یوسف کے اور کہا کہ چل بادشاہ کے پاس، یوسف نے اپنی برارۃ اور پاکی ظاہر کرنے کے ارادہ سے کہا کہ واپس جاؤ طرف اپنے سرکار کے سو اس سے پوچھ کر وہ سوال کرے اور تحقیق کرے کہ کیا ہے حال ان عورتوں کا کہ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے بیشک میرا سردار اُن کے مکر کو خوب جانتا ہے سو وہ قاصد واپس گیا اور بادشاہ کو پیام یوسف پہنچا دیا پس بادشاہ نے ان عورتوں کو جمع کر کے کہا۔

تشریح

(۴۷) حضرت یوسف خواب کی تعبیر بتاتے ہیں | حضرت یوسف نے یہ خواب سن کر اس کو تعبیر بتانی شروع کی۔ نہ کوئی شکوہ کیا نہ شرط لگائی نہ اس شخص کو شرمندہ کیا بلکہ بڑے اخلاق اور مروت کے ساتھ نہ صرف تعبیر بتائی بلکہ مشکلات سے بچنے کا راستہ بھی بتایا۔ حضرت یوسف نے کہا تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم سات سال تک خوب لگاتار کھیتی باڑی کروگے اسمیں خوب پیداوار ہوگی۔ اب تم یہ کرو کہ ان سات سالوں میں جو پیداوار ہو اسکو کھانے کے بقدر استعمال کر کے باقی بالوں ہی میں رہنے دو۔ بالوں میں رہنے سے تمہارا اناج محفوظ رہے گا۔

(۴۸) خواب کے مطابق سات سال مشکلات کے آئیں گے | حضرت یوسف نے بتایا کہ خوشحالی کے سات سالوں کے بعد پھر سات سال بہت مشکل کے آئینگے قحط سالی ہوگی پیداوار نہیں ہوگی پچھلے سات سالوں میں جو تم جمع کروگے اس زمانے میں وہی غلہ تمہارے کام آئیگا کیونکہ پیداوار بہت تھوڑی سی ہوگی۔

(۴۹) ایک سال پھر خوشحالی کا آئیگا | حضرت یوسف نے بتایا کہ تنگی کے سات سالوں کے بعد پھر ایک سال ایسا آئیگا جس میں خوب رحمت کی بارش ہوگی اور رحمت کی بارش سے لوگوں کی فریادرسی کی جائیگی اور اتنی پیداوار ہوگی کہ تیل دینے والے بیجوں میں تیل اور رس دینے والے پھلوں میں رس اور دودھ دینے والے جانوروں کے تھنوں میں دودھ بھر جائے گا اور لوگ انہیں نچوڑیں گے۔

(۵۰) شاہ مصر کی طرف سے حضرت یوسف کو بلاوہ۔ اور حضرت یوسف کا جیل سے نکلنے سے انکار | شاہ مصر کے سامنے جب خواب کی ایسی واضح تعبیر اور نہ صرف تعبیر بلکہ پیش آمدہ حالات سے نمٹنے کی تدبیر یہ سب بیان کی گئیں تو بادشاہ حضرت یوسف کے علم وفہم اور تدبر سے بڑا متاثر ہوا اور اس نے قاصد کو بھیجا کہ یوسف کو میرے پاس لے کر آؤ جب قاصد یوسف کے پاس شاہ مصر کا پیغام لے کر آیا تو حضرت یوسف نے کہا کہ پہلے اپنے بادشاہ سے جاکر یہ پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ میرا پروردگار تو انکی فریب کاری کو خوب جانتا ہے۔ حضرت یوسف کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ مصر کو اس پورے واقعہ کا علم تھا اور اس کے لئے صرف ایک اشارہ ہی کردینا کافی تھا۔ حضرت یوسف کی شرافتِ نفس کی مثال دیکھئے کہ وہ عزیز مصر کی بیوی کا ذکر نہیں کرتے کیونکہ اس کا شوہر ان کا محسن تھا بلکہ صرف ہاتھ کاٹنے والی عورتوں کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بھی بتادیتے ہیں کہ میرے پروردگار کو میری بیگناہی کا حال معلوم ہے مگر تیرے آقا کو بھی اس معاملے کی تحقیق کرنی چاہیئے جس کی وجہ سے میں جیل میں ڈالا گیا تھا کیونکہ میں اپنے دامن پر شک کا کوئی داغ لے کر باہر آنا نہیں چاہتا مجھے رہا کرنا ہے تو برسرِعام یہ ثابت ہونا چاہیئے کہ میں بے قصور تھا اور تمہاری سلطنت کے کارپردازوں نے اپنی بیگمات کی بداطواری کو چھپانے کے لئے مجھے جیل میں ڈالا تھا۔

قَالَ مَاخَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ

قَالَ	مَاخَطْبُكُنَّ	اِذْ	رَاوَدْتُّنَّ	يُوْسُفَ	عَنْ	نَّفْسِهٖ	قُلْنَ
اس نے کہا	کیا حال تھا تمہارا	جب	تم نے پھسلایا	یوسفؑ	سے	اس کا نفس	وہ بولیں

بادشاہ نے (ان عورتوں سے) کہا تمہارا کیا حال (واقعی) تھا جب تم نے یوسفؑ کو اس کے نفس (کی حفاظت) سے پھسلایا۔ وہ بولیں

حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ

حَاشَا	لِلّٰهِ	مَا عَلِمْنَا	عَلَيْهِ	مِنْ + سُوْٓءٍ	قَالَتِ	امْرَاَتُ	الْعَزِيْزِ
پناہ	بخدا	نہیں ہم نے معلوم کی	اس پر (میں)	کوئی برائی	بولی	عورت	عزیز

پناہ بخدا! ہم نے اس میں کوئی برائی نہیں معلوم کی (نہیں پائی) عزیز (مصر) کی عورت بولی،

الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ

الْئٰنَ	حَصْحَصَ	الْحَقُّ	اَنَا	رَاوَدْتُّهٗ	عَنْ	نَّفْسِهٖ	وَاِنَّهٗ	لَمِنَ
اب	ظاہر ہو گئی	حقیقت	میں	اسے پھسلایا	سے	اس کا نفس	اور وہ بیشک	البتہ سے

اب حقیقت ظاہر ہو گئی ہے، میں نے (ہی) اسے اس کے نفس کی حفاظت سے پھسلایا اور وہ بیشک

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ

الصّٰدِقِيْنَ	ذٰلِكَ	لِيَعْلَمَ	اَنِّيْ	لَمْ + اَخُنْهُ	بِالْغَيْبِ
سچے	یہ	تاکہ وہ جان لے	بیشک میں	نہیں اس کی خیانت کی	بیٹھ پیچھے

سچوں میں سے ہے (سچا ہے)۔ (یوسفؑ نے کہا) یہ (اسلئے تھا) تاکہ وہ جان لے کہ میں نے بیٹھ پیچھے اسکی خیانت نہیں کی۔

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾

وَاَنَّ + اللّٰهَ	لَا يَهْدِيْ	كَيْدَ	الْخَآئِنِيْنَ	
اور بیشک اللہ	نہیں چلنے دیتا	فریب	دغا باز (جمع)	

اور بیشک اللہ چلنے نہیں دیتا دغا بازوں کا فریب۔

﴿۵۱﴾ قَالَ مَاخَطْبُكُنَّ شَانُكُنَّ اِذْ
رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ هَلْ
وَجَدْتُنَّ مِنْهُ مَيْلًا اِلَيْكُنَّ قُلْنَ
حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ
سُوْٓءٍ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ

﴿۵۱﴾ کیا ہے حال تمہارا جبکہ تم نے یوسف کو بہکا کر اس سے فعل بد کو طلب کیا کیا تم نے اسکی طرف سے کوئی رغبت اور توجہ اپنی طرف دیکھی وہ سب کہنے لگیں کہ پاکی ہے اللہ کے واسطے ہم نے یوسف کی کوئی بدی نہیں جانی اور اسمیں کوئی برائی نہیں پائی۔ عزیز مصر کی عورت زلیخا نے کہا۔ اب سچی بات ظاہر

الْـئٰنَ حَصْحَصَ وَضَحَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فِیْ قَوْلِهٖ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ. فَاُخْبِرَ يُوْسُفُ بِذٰلِكَ فَقَالَ

ہوگئی میں نے ہی اس کو بہکانا چاہا تھا اور اس سے خواہش زنا کی تھی اور بلاشبہ وہ اس بات میں سچا ہے کہ اس نے ارادہ بدی کا نہیں کیا میں نے ہی اس کو بہکانا چاہا۔ سو یوسف کو یہ خبر پہنچائی گئی۔ اس نے کہا۔

(۵۲) ذٰلِكَ اَیْ طَلَبُ الْبَرَاءَةِ لِيَعْلَمَ الْعَزِيْزُ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ فِیْ اَهْلِهٖ بِالْغَيْبِ حَالٌ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ○ ثُمَّ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ فَقَالَ.

(۵۲) کہ میں نے اپنی برأت اس لئے چاہی کہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ بیشک میں نے اس کے پیچھے اس کے گھر میں خیانت نہیں کی اور بے شبہ اللہ خیانت کرنے والوں کا مکر راست نہیں لاتا۔ پھر یوسف ؑ نے اللہ کے سامنے تواضع کی اور کہا۔

تشریح

(۵۱) **شاہ مصر کے سامنے مصر کی خواتین اور زلیخا کی حضرت یوسف کی پاک دامنی پر گواہی** | شاہ مصر نے جب ان خواتین سے ہاتھ کاٹنے کے واقعہ کے متعلق دریافت کیا تو سب نے بیک زبان کہا کہ حاشا للہ ہم نے تو ان میں بدی کا کوئی شائبہ تک نہیں پایا، عزیز کی بیوی بول اٹھی اب حق کھل چکا ہے، دودھ کا دودھ، پانی کا پانی ہوچکا ہے۔ بیشک یوسف بالکل سچے اور پاک دامن ہیں۔ میں ہی تھی جس نے ان کو اپنی طرف راغب کرنے اور پھسلانے کی کوشش کی تھی۔

ایک طرف تو شاہ مصر حضرت یوسف کی معاملہ فہمی اور علم و دانش سے متاثر ہوچکا تھا۔ دوسری انکی پاکیزگی اور بلند کرداری اس کے سامنے تھی۔ اب فضا ہر طرح سے حضرت یوسف کے حق میں سازگار ہوچکی تھی۔ ہر طرف ان کے اخلاق و کردار کی بلندی اور فہم و دانش کے چرچے تھے۔

(۵۲) **حضرت یوسف کی عالی ظرفی** | حضرت یوسف کو جب جیل میں شاہ مصر کی اس تحقیق اور خواتین کے اعتراف جرم کی خبر ملی تو انھوں نے ایک عالی ظرف انسان کی طرح فرمایا کہ میرا مقصد کسی کو رسوا کرنا تھا بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ عزیز یہ جان لیں کہ میں نے در پردہ کوئی خیانت نہیں کی تھی۔ جو لوگ خیانت کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کامیابی کی راہ پر نہیں لگاتا۔ اب انکی پیغمبرانہ عصمت و دیانت بالکل آشکارا ہو چکی تھی۔

الحمد للہ پارہ ۱۲ ۲۹ر رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۳ر نومبر ۲۰۰۵ء شب عید شب جمعہ میں مکمل ہوگیا۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ

وَ	مَآ اُبَرِّئُ	نَفْسِىْ	اِنَّ	النَّفْسَ	لَاَمَّارَةٌ	بِالسُّوْٓءِ	اِلَّا	مَا رَحِمَ	رَبِّىْ
اور	پاک بے قصور نہیں کہتا	اپنا نفس	بیشک	نفس	سکھانے والا	برائی	مگر	جس پر رحم کیا	میرا رب

اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا، بیشک نفس برائی سکھانے والا ہے، مگر جس پر میرے رب نے رحم کیا،

اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِىْ

اِنَّ	رَبِّىْ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	وَقَالَ	الْمَلِكُ	ائْتُوْنِىْ	بِهٖٓ	اَسْتَخْلِصْهُ	لِنَفْسِىْ
بیشک	میرا رب	بخشنے والا	نہایت مہربان	اور کہا	بادشاہ	لے آؤ میرے پاس	اسکو	اسکو خاص کروں	اپنی ذات کیلئے

بیشک میرا رب بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ کہ (اسے) اپنی خدمت کیلئے خاص

فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ

فَلَمَّا	كَلَّمَهٗ	قَالَ	اِنَّكَ	الْيَوْمَ	لَدَيْنَا	مَكِيْنٌ	اَمِيْنٌ	قَالَ
پھر جب	اس سے بات کی	اس نے کہا	بیشک تم	آج	ہمارے پاس	باوقار	امین	کہا

کردوں۔ پھر جب (ملک نے) اس سے بات کی کہا بیشک تم آج ہمارے پاس باوقار، امین (صاحب اعتبار) ہو۔ اس نے کہا

اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾

اجْعَلْنِىْ	عَلٰى	خَزَآئِنِ	الْاَرْضِ	اِنِّىْ	حَفِيْظٌ	عَلِيْمٌ
مجھے کردے	پر	خزانے	زمین (ملک)	بیشک میں	حفاظت کرنیوالا	علم والا

مجھے (مقرر) کردے ملک کے خزانوں پر، بیشک میں حفاظت کرنے والا، علم والا ہوں۔

۵۳ ثُمَّ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ فَقَالَ وَمَآ اُبَرِّئُ
نَفْسِىْ مِنَ الزَّلَلِ اِنَّ النَّفْسَ الْجِنْسَ
لَاَمَّارَةٌ كَثِيْرَةُ الْاَمْرِ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا
مَا بِمَعْنٰى مَنْ رَحِمَ رَبِّىْ فَعَصَمَهٗ
اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
۵۴ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ
لِنَفْسِىْ اَجْعَلْهُ خَالِصًا لِّىْ دُوْنَ
شَرِيْكٍ فَجَآءَهُ الرَّسُوْلُ وَقَالَ
اَجِبِ الْمَلِكَ فَقَامَ وَدَّعَ اَهْلَ السِّجْنِ
وَدَعَا لَهُمْ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَلَبِسَ ثِيَابًا

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

۵۳ پھر یوسف نے اللہ کے سامنے کسر نفسی اور تواضع کرکے کہا
اور نہیں بری کرتا ہوں میں اپنی جان کو لغزش اور خطا سے بیشک
ہر ایک جان بالضرور بہت حکم کرنے والی ہے ساتھ برائی اور گناہوں
کے مگر وہ شخص کہ جس پر اللہ رحم فرمادے کہ اسکو گناہوں سے بچاوے
اور محفوظ رکھے بلاشبہ میرا رب بخشنے والا مہربان ہے

۵۴ بادشاہ نے کہا یوسف کو میرے پاس لاؤ کہ میں اس کو اپنے لئے
خاص کروں بدون شرکت غیر کے سو آیا یوسف کے پاس قاصد اور
کہا کہ بادشاہ تم کو بلاتا ہے اس حکم کو قبول کرکے سو یوسف کھڑا ہوا اور
قید خانہ والوں کو رخصت کیا اور انکے واسطے دعا کی پھر غسل کیا اور اچھے
کپڑے پہنے

جِئَانَا وَدَخَلَ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَلَّمَهُ
قَالَ لَهُ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ
أَمِينٌ ۝ ذُوْ مَكَانَةٍ وَأَمَانَةٍ عَلَى
أَمْرِنَا فَمَا ذَا تَرَى أَنْ نَفْعَلَ قَالَ
اِجْمَعِ الطَّعَامَ وَازْرَعْ زَرْعًا كَثِيرًا
فِي هٰذِهِ السِّنِيْنَ الْمُخْصِبَةِ وَادَّخِرِ
الطَّعَامَ فِي سُنْبُلِهِ فَيَأْتِي إِلَيْكَ الْخَلْقُ
لِيَمْتَارُوْا مِنْكَ فَقَالَ مَنْ لِي بِهٰذَا
(۵۵) قَالَ يُوْسُفُ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ
الْأَرْضِ أَرْضِ مِصْرَ إِنِّي حَفِيْظٌ
عَلِيْمٌ ۝ ذُوْ حِفْظٍ وَعِلْمٍ بِأَمْرِهَا وَقِيْلَ
كَاتِبٌ وَحَاسِبٌ

اور بادشاہ کے پاس آیا۔ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ
أَمِيْنٌ الخ پس جب یوسفؑ کی گفتگو بادشاہ سے ہوئی بادشاہ نے
اس سے کہا کہ بیشک اب تو ہمارے نزدیک عزت و مرتبہ والا اور امانت
دار ہے جو کچھ تو ہمکو حکم کریگا ہم تجھکو اسمیں امانت والا سمجھیں گے
خیانت کا شبہ تیری طرف نہیں سو تیری کیا رائے ہے کیا کیا جاوے
یوسف نے کہا کھانا اکٹھا کر اور ان برسوں میں جنمیں فراخی اور
کثرت بارش کی ہوگی خوب کھیتی کر اور غلہ کو جمع رکھ اس کے خوشوں میں
کہ تمام مخلوق تیرے پاس کھانا لینے آوے گی پس کہا بادشاہ نے کون اسکا انتظام کرے
(۵۵) یوسفؑ نے کہا کہ زمین مصر کے خزانوں پر مجھ کو متعین کر دے بیشک میں
ان کا نگہبان رہونگا اور اسکے انتظام کو میں خوب جانتا ہوں اور
بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ میں لکھنے والا اور حساب داں ہوں

تشریح

(۵۳) حضرت یوسف کی طرف سے اپنی بشری عاجزی کا اعتراف | حضرت یوسفؑ نے نہایت انکساری اور عاجزی کے ساتھ اظہار کیا کہ میری براءت کو کوئی فخر و ناز نہ سمجھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر مجھے اس گناہ سے محفوظ رکھا تو یہ صرف اسکی رحمت کا کرشمہ ہے ورنہ نفس میرے پاس بھی ہے اور نفس کی جبلت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ برائی کی ترغیب دیتا رہتا ہے۔ الا یہ کہ اللہ کی توفیق شامل حال ہو اور وہ اپنی مہربانی سے نفس امارہ کو نفس مطمئنہ کے درجے تک پہنچا دے اگر اللہ کی توفیق شامل نہ ہوتی اور میں اسکے دامن رحمت میں پناہ نہ لیتا تو کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ بیشک میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے۔

(۵۴) شاہ مصر کی پیشکش | معاملے کی تحقیق کے بعد یہ ثابت ہو چکا تھا کہ حضرت یوسفؑ کا دامن بے داغ ہے خواتین مصر کی تمام ترغیبات کے باوجود حضرت یوسفؑ ذرا بھی نہیں ڈگمگائے انکے بلند کردار سے شاہ مصر بڑا متاثر ہوا اور حکم دیا کہ یوسف کو جیل سے باہر نکال کر میرے پاس لایا جائے اب وہ میرے مشیر خاص ہونگے۔ حضرت یوسفؑ جیل سے باہر آ کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے براہ راست گفتگو کی۔ براہ راست گفتگو کرنے کے بعد بادشاہ کی نگاہوں میں حضرت یوسف کا مقام اور بلند ہو گیا اور اس نے کہا کہ آپ ہمارے نزدیک بڑی قدر و منزلت رکھتے ہیں ہمیں آپکی امانت پر پورا بھروسہ ہے۔ یہ کھلا اشارہ تھا کہ آپکو ہر طرح کی ذمہ داری سونپی جا سکتی ہے۔ اس جملے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت یوسف اور شاہ مصر کے درمیان ملک مصر کے حالات اور قحط کے اندیشے کا ذکر آیا ہوگا اور ان تمام حالات کے پیش نظر بادشاہ کی طرف سے انتظام سنبھالنے کی پیشکش ہوئی۔

(۵۵) حضرت یوسفؑ نے بادشاہ کی پیشکش کو قبول کر لیا | حضرت یوسفؑ اللہ کے پیغمبر تھے اور پیغمبر کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے دین کی لوگوں کو دعوت دیکر ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دے۔ عزیز مصر کے یہاں قیام سے لیکر مصر کے قید خانے تک حضرت یوسفؑ کی زندگی ہر لمحہ اسی ذمہ داری کو پورا کرنے میں لگی تھی ان کے کردار کی بلندی ان کی امانت داری ان کی راست بازی ان کی معاملہ فہمی انکی شخصیت کے ایسے اوصاف تھے جو اچھی طرح لوگوں کے سامنے آ چکے تھے۔ ایک مکمل دینی انقلاب کے لئے بس ایک آخری قدم کی ضرورت تھی اور اب وہ وقت آ پہنچا تھا کہ حضرت یوسفؑ بادشاہ کی پیشکش کو قبول کر کے اللہ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کے احکام جاری کریں اور عدل و انصاف پھیلانے کی اور حق کو قائم کرنے کی وہ خدمت انجام دیں جسکے لئے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو مامور کرتا ہے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر شاہ مصر کی پیشکش کو قبول کر لیا اور سلطنت کے مکمل اختیارات طلب کرتے ہوئے کہا کہ میں سلطنت کی حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور نظام کو چلانے کے لئے جس علم کی ضرورت ہے وہ بھی مجھے حاصل ہے اسطرح حضرت یوسفؑ مصر کے سیاہ و سفید کے مالک ہو گئے

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ

وَكَذٰلِكَ	مَكَّنَّا	لِيُوْسُفَ	فِي الْاَرْضِ	يَتَبَوَّاُ	مِنْهَا	حَيْثُ	يَشَآءُ
اور اسی طرح	ہم نے قدرت دی	یوسفؑ کو	زمین میں (ملک پر)	وہ رہتے	اس سے (میں)	جہاں	چاہتے

اور اسی طرح ہم نے یوسفؑ کو ملک پر قدرت دی وہ اس میں جہاں چاہتے رہتے

نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

نُصِيْبُ	بِرَحْمَتِنَا	مَنْ نَّشَآءُ	وَلَا نُضِيْعُ	اَجْرَ	الْمُحْسِنِيْنَ
ہم پہنچا دیتے ہیں	اپنی رحمت	جس کو ہم چاہتے ہیں	اور ہم ضائع نہیں کرتے	اجر	نیکی کرنے والے

ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں اور ہم بدلہ ضائع نہیں کرتے نیکی کرنے والوں کا

﴿۵۶﴾ وَكَذٰلِكَ كَاِنْعَامِنَا عَلَيْهِ بِالْخَلَاصِ مِنَ السِّجْنِ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ اَرْضِ مِصْرَ يَتَبَوَّاُ يَنْزِلُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ بَعْدَ الضِّيْقِ وَالْحَبْسِ وَفِي الْقِصَّةِ اَنَّ الْمَلِكَ تَوَّجَهُ وَخَتَّمَهُ وَوَلَّاهُ مَكَانَ الْعَزِيْزِ وَعَزَلَهُ وَمَاتَ بَعْدُ فَزَوَّجَهُ امْرَاَتَهُ زُلَيْخَا فَوَجَدَهَا عَذْرَاءَ وَوَلَدَتْ لَهُ وَلَدَيْنِ وَاَقَامَ الْعَدْلَ بِمِصْرَ وَدَانَتْ لَهُ الرِّقَابُ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

﴿۵۶﴾ اور جس طرح ہم نے یوسف پر انعام کیا کہ اسکو قید خانہ سے نجات دی اسی طرح ہم نے اس کو مصر کی زمین میں غلبہ اور ٹھکانا دیا کہ اس میں جہاں چاہے اُترے اور رہے یعنی اس تنگی اور قید کے بعد جو یوسف کو پیش آئی ہم نے اس کو ایسا مرتبہ دیا کہ زمین مصر کا اختیار اس کو دیدیا۔ قصہ میں ہے کہ مصر کے بادشاہ نے یوسفؑ کے سر پر تاج رکھا اور اپنی مُہر اس کو دی اور عزیز کو معزول کر کے اسکی جگہ یوسف کو والی بنایا اور عزیز مصر اسکے بعد مر گیا۔ سو بادشاہ نے اسکی بی بی زلیخا سے یوسفؑ کا نکاح کر دیا پس یوسف نے اسکو باکرہ پایا اور زلیخا سے یوسف کے دو بیٹے پیدا ہوئے افرائیم اور میشائیم اور اس نے مصر میں خوب انصاف کیا اور تمام آدمی اسکے فرمانبردار اور اس کے سامنے ذلیل ہو گئے۔ ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں پہنچاتے ہیں اور بھلائی کرنیوالوں کا ثواب ہم ضائع نہیں کرتے۔

تشریح

﴿۵۶﴾ **حضرت یوسف کا ہمہ گیر اقتدار** اب شاہِ مصر کا اقتدار برائے نام تھا تمام امور سلطنت حضرت یوسف کے قبضے میں تھے انہیں کسی فیصلے کے لئے فرعون سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ خود شاہ مصر اپنے آپ کو بھی حضرت یوسف کا تابع فرمان سمجھتا تھا قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ ایک بار شاہِ مصر نے ان سے کہا کہ اَلرَّاْيُ رَاْيُكَ وَنَحْنُ لَكَ تَبَعٌ (جلد ۵ صـ۱۷۱) (اصل رائے تو تمہاری ہے اور ہم سب تمہارے تابع فرمان ہیں) ـــ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اس طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسفؑ کے لئے اقتدار کا راستہ کھول دیا وہ مختار تھا جہاں چاہے اپنی جگہ بنا سکتا تھا یہ حضرت یوسفؑ کے ہمہ گیر اقتدار کا اظہار ہے۔ علامہ ابن جریر طبری تفسیر طبری میں حضرت مجاہد کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ شاہِ مصر نے حضرت یوسفؑ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہم اسی طرح جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت سے نوازتے ہیں نیک لوگوں کا اجر ہمارے یہاں ضائع نہیں ہوتا۔

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع ۸

وَ	لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ	خَيْرٌ	لِّلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَ + كَانُوْا	يَتَّقُوْنَ
اور	آخرت کا بدلہ	بہتر	ان کیلئے جو	ایمان لائے	اور تھے	پرہیزگاری کرتے

اور جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے ان کے لئے آخرت کا بدلہ بہتر ہے۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ

وَجَآءَ	اِخْوَةُ	يُوْسُفَ	فَدَخَلُوْا	عَلَيْهِ	فَعَرَفَهُمْ	وَهُمْ	لَهٗ
اور آئے	بھائی	یوسف	پس وہ داخل ہوئے	اسکے پاس	تو اس نے انہیں پہچان لیا	اور وہ	اس کو

اور یوسفؑ کے بھائی آئے، پس وہ اس کے پاس داخل ہوئے، تو اس نے انہیں پہچان لیا اور وہ اسکو

مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ

مُنْكِرُوْنَ	وَلَمَّا	جَهَّزَهُمْ	بِجَهَازِهِمْ	قَالَ	ائْتُوْنِيْ
وہ نہ پہچانے	اور جب	انہیں تیار کردیا	ان کا سامان	کہا	لاؤ میرے پاس

نہ پہچانے اور جب ان کا سامان انہیں تیار کردیا تو کہا اپنے بھائی کو میرے

بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ج اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا

بِاَخٍ	لَّكُمْ	مِّنْ + اَبِيْكُمْ	اَلَا تَرَوْنَ	اَنِّيْٓ	اُوْفِي	الْكَيْلَ	وَاَنَا
بھائی	تمہارا (اپنا)	تمہارے باپ سے	کیا تم نہیں دیکھتے	کہ میں	پورا کرتا ہوں	پیمانہ	اور میں

پاس لاؤ جو تمہارے باپ (کی طرف) سے ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پیمانہ پورا (بھر) کردیتا ہوں اور میں

خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ

خَيْرُ	الْمُنْزِلِيْنَ	فَاِنْ	لَّمْ تَاْتُوْنِيْ	بِهٖ	فَلَا كَيْلَ	لَكُمْ	عِنْدِيْ
بہترین	اُتارنے والا (مہمان نواز)	پھر اگر	میرے پاس نہ لائے	اسکو	تو کوئی ناپ نہیں	تمہارے لئے	میرے پاس

بہترین مہمان نواز ہوں۔ پھر اگر تم اس کو میرے پاس نہ لائے تو تمہارے لئے کوئی ناپ (غلہ) نہیں میرے پاس

وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

وَلَا تَقْرَبُوْنِ	قَالُوْا	سَنُرَاوِدُ	عَنْهُ	اَبَاهُ	وَاِنَّا	لَفٰعِلُوْنَ
اور نہ آنا میرے پاس	وہ بولے	ہم خواہش کرینگے	اسکے متعلق	اس کا باپ	اور ہم	ضرور کرنیوالے میں (کرنا ہے)

اور نہ میرے پاس آنا۔ وہ بولے ہم اسکے متعلق اس کے باپ سے خواہش کرینگے اور ہمیں یہ کام ضرور کرنا ہے۔

۵۷ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ مِنْ اَجْرِ الدُّنْيَا
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○
۵۸ وَدَخَلَتْ سَنُوْا الْقَحْطِ وَاَصَابَ اَرْضَ
كَنْعَانَ وَالشَّامَ وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ
اِلَّا بِنْيَامِيْنَ لِيَمْتَارُوْا لَمَّا بَلَغَهُمْ
اَنَّ عَزِيْزَ مِصْرَ يُعْطِى الطَّعَامَ بِثَمَنِهٖ فَدَخَلُوْا
عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ اَنَّهُمْ اِخْوَتُهٗ وَهُمْ لَهٗ
مُنْكِرُوْنَ ○ لَايَعْرِفُوْنَهٗ لِبُعْدِ عَهْدِهِمْ
بِهٖ وَظَنِّهِمْ هَلَاكَهٗ فَكَلَّمُوْهُ بِالْعِبْرَانِيَّةِ
فَقَالَ كَالْمُنْكِرِ عَلَيْهِمْ مَا اَقْدَمَكُمْ بِلَادِىْ
فَقَالُوْا لِلْمِيْرَةِ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ عُيُوْنٌ قَالُوْا
مَعَاذَ اللّٰهِ قَالَ فَمِنْ اَيْنَ اَنْتُمْ قَالُوْا
مِنْ بِلَادِ كَنْعَانَ وَاَبُوْنَا يَعْقُوْبُ نَبِىُّ
اللّٰهِ قَالَ وَلَهٗ اَوْلَادٌ غَيْرُكُمْ قَالُوْا نَعَمْ
كُنَّا اِثْنَىْ عَشَرَ فَذَهَبَ اَصْغَرُنَا هَلَكَ فِى
الْبَرِّيَّةِ وَكَانَ اَحَبَّنَا اِلَيْهِ وَبَقِىَ شَقِيْقُهٗ
فَاحْتَبَسَهٗ لِيَتَسَلّٰى بِهٖ عَنْهُ فَاَمَرَ بِاِنْزَالِهِمْ
وَاِكْرَامِهِمْ
۵۹ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ وَفّٰى لَهُمْ
كَيْلَهُمْ قَالَ ائْتُوْنِىْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ
اَبِيْكُمْ اَىْ بِنْيَامِيْنَ لِاَعْلَمَ صِدْقَكُمْ
فِيْمَا قُلْتُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّىْٓ اُوْفِى
الْكَيْلَ اُتِمُّهٗ مِنْ بَخْسٍ وَاَنَا
خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ○
۶۰ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِىْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ
لَكُمْ عِنْدِىْ اَىْ مِيْرَةً وَلَا
تَقْرَبُوْنِ ○ نَهْىٌ اَوْ عَطْفٌ عَلٰى
مَحَلِّ فَلَا كَيْلَ اَىْ تُحْرَمُوْا وَلَا
تَقْرَبُوْا
۶۱ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ سَنَجْتَهِدُ فِى
طَلَبِهٖ مِنْهُ وَاِنَّا لَفَاعِلُوْنَ ○ ذٰلِكَ

۵۷ اور بلاشبہ آخرت کا ثواب دنیا کے اجر سے بہتر ہے ان لوگوں کے
لئے جو اللہ پر ایمان لائے اور اسی سے ڈرتے ہیں اور پرہیز گاری کی
۵۸ اور بعد گزرنے ارزانی کے برسوں قحط اور خشک سالی کے برس آ گئے
اور وہ قحط زمین کنعان اور شام تک پہنچا وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا
عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ الخ اور یوسف کے تمام بھائی سوا
بنیامین کے مصر میں اناج و غلہ خریدنے آئے کہ انکو خبر پہنچی تھی کہ عزیز
مصر اناج بعوض قیمت کے دیتا ہے سو یہ تمام بھائی یوسفؑ کے پاس
پہنچے پس یوسفؑ نے پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی ہیں اور وہ یوسفؑ کو
نہیں پہچانتے تھے کہ ان سے جدا ہوئے عرصہ گذرا تھا اور ان کو یہ
گمان تھا کہ یوسف اب تک زندہ نہ ہوگا مر گیا ہوگیا سو اُن بھائیوں نے
یوسف سے عبرانی زبان میں گفتگو کی یوسفؑ نے ازراہ انکار ان سے کہا
کہ تم ہمارے شہروں میں کیوں آئے، وہ بولے کہ ہم کھانے کی طلب میں
آئے ہیں۔ یوسفؑ نے ان سے کہا کہ شاید تم جاسوس ہو۔ وہ کہنے لگے
ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ یوسفؑ نے کہا پھر تم کہاں سے
آئے؟ انھوں نے کہا کنعان کی طرف سے، اور ہمارا باپ یعقوبؑ اللہ کا
پیغمبر ہے۔ یوسفؑ نے کہا اس کی کچھ اولاد سوا تمہارے ہے وہ
بولے ہاں ہم بارہ بھائی تھے ہم سب میں چھوٹا گم ہو گیا کہیں جنگل میں ہلاک ہوا
اور وہ ہم سب میں زیادہ پیارا ہمارے باپ کو تھا اور اس کا ایک حقیقی بھائی
۵۹ اور جب یوسفؑ نے انکو پورا کر دیا غلہ جو وہ لینے آئے تھے ان سے کہا
لاؤ تم میرے پاس اپنے بھائی باپ شریک یعنی بنیامین کو تاکہ مجھے معلوم ہو
کہ جو تم نے کہا سچ کہا کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے تم کو غلہ پورا کر دیا اور
میں بہتر اتارنے والا اور عمدہ مہمان نواز ہوں۔

۶۰ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِىْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِىْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ الخ سو اگر تم
کو تم میرے پاس نہ لاؤ گے تو پھر میرے پاس سے نہ تم کو کھانا ملے گا
اور نہ میرے پاس آ سکو گے وَلَا تَقْرَبُوْنِ نہی ہے یا عطف ہے
محل فَلَا كَيْلَ پر جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر تم بنیامین کو میرے پاس نہ لاؤ گے تو
محروم رہو گے طعام سے اور میرے پاس نہ آ سکو گے۔
۶۱ وہ بولے ہم حتی الوسع بنیامین کے لانے میں سعی کریں گے اور اس
کے باپ سے اسکو طلب کرینگے اور بیشک ہم اس کام کو کرینگے۔

تشریح

(۵۷) آخرت کا اجر کہیں زیادہ بہتر ہے | دنیا کا اقتدار بذات خود مطلوب نہیں ہے بلکہ یہ بھی ذریعہ ہے اجر آخرت کا اگر کوئی ایمان لائے اور خدا ترسی کے ساتھ خدمت انجام دے تو یہ دنیا کا اقتدار بھی اس کے آخرت کے اجر کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور مومن کا اصل مطلوب یہی ہے، کشور کشائی مومن کا مقصد نہیں ہے بلکہ اس بڑے مقصد کا ایک ذریعہ ہے۔

(۵۸) حضرت یوسفؑ کی خدمات اور بھائیوں سے ملاقات | مصر پر حاکمانہ اقتدار حاصل کرنے کے بعد حضرت یوسفؑ ایک طرف تو اپنے اصل کام اللہ کے دین کو پھیلانے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے اور مصر کے لوگوں کے اخلاق و کردار کو سنوارنے میں لگے رہے دوسری طرف جیسا خواب میں دیکھا تھا کہ سات برس خوب پیداوار کے ہوں گے حضرت یوسفؑ ان سات برسوں میں پیداوار کو بڑھانے اور پیداوار کے بڑے حصے کو محفوظ رکھنے کا انتظام کرتے رہے انہوں نے اس طرح عدل و انصاف اور خوش انتظامی کے ساتھ کاروبار سلطنت انجام دیئے کہ لوگ عش عش کر اُٹھے۔ سات سال کی خوب پیداوار کے بعد جب قحط کے سات سال آئے اور یہ قحط اور خشک سالی نہ صرف یہ کہ مصر میں تھی بلکہ آس پاس کے ممالک شام، فلسطین، شرق اردن کے شمالی عرب سب اس کی لپیٹ میں آگئے تھے۔ اس وقت صرف مصر ہی ایک ایسا ملک تھا جہاں قحط کے باوجود غلے کی فراوانی تھی۔ حضرت یوسفؑ نے قحط کے زمانے میں غلے کا ایک ایسا نرخ مقرر کیا جو نہ بہت زیادہ اور نہ بہت کم تھا اور باہر کے لوگوں کو فی کس ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے تھے اس طرح ایک طرف تو سلطنت کا خزانہ بھر گیا دوسری طرف لوگ قحط سے بچے رہے اور ہمسایہ ملک مجبور ہوئے کہ غلہ حاصل کرنے کے لئے مصر کی طرف رجوع کریں۔ اسی زمانے میں حضرت یوسف کے بھائی فلسطین سے غلہ لینے کیلئے مصر پہنچے اور حضرت یوسف کے دربار میں حاضر ہوئے حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر وہ بھائی حضرت یوسف کو نہیں پہچان سکے کیونکہ جب انہوں نے آپ کو ایک کنوئیں میں پھینکا تھا تو آپ اس وقت سترہ سال کے لڑکے تھے اور اب آپ کی عمر اڑتیس ۳۸ سال کے لگ بھگ ہو چکی تھی اتنی عمر میں آدمی بہت کچھ بدل جاتا ہے علاوہ ازیں ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ جس بھائی کو وہ کنوئیں میں پھینک آئے تھے آج وہ مصر کی سلطنت پر حکومت کر رہا ہے۔

(۵۹) حضرت یوسف کا حکم کہ اب کے آؤ تو بن یامین کو لیکر آنا | حضرت یوسفؑ نے اپنے آپ کو بھائیوں پر ظاہر نہیں کیا مگر ان کی خوب خاطر مدارات کی اور سب کو ایک ایک اونٹ کے برابر غلہ دیا۔ بادشاہ کا انفاق دیکھ کر برادران یوسف نے کہا کہ ہمارا ایک بھائی اور ہے مگر ہمارے والد نے اس کو ہمارے ساتھ نہیں بھیجا کیونکہ اس کے ایک بھائی یوسف کی گمشدگی کی وجہ سے وہ غمگین رہتے ہیں اگر آپ اس بھائی کے حصے کا غلہ بھی دیدیں تو بڑی عنایت ہوگی۔ حضرت یوسف نے کہا کہ اس طرح غائب آدمی کا حصہ دینا ہمارے قاعدے کے خلاف ہے اب کے آؤ تو اپنے بھائی کو لیکر آنا تم ہماری مہمان نوازی اور داد و دہش تو دیکھ ہی چکے ہو۔

(۶۰) اب کے مرتبہ بھائی کو نہ لائے تو ہم سمجھیں گے تم جھوٹے ہو | اب کی مرتبہ اگر تم اپنے بھائی کو ساتھ نہ لائے تو ہم سمجھیں گے کہ تم جھوٹ بول کر اور دھوکا دیکر ضابطے کے خلاف ایک اونٹ زیادہ لینا چاہتے تھے اسکی سزا یہ ہوگی کہ آئندہ تمہیں بھی غلہ نہیں ملیگا اور تمہیں ہمارے قلمرو میں آنے کی اور ہمارے پاس پھٹکنے کی بھی اجازت نہ ہوگی۔

(۶۱) برادران یوسف کا وعدہ کہ ہم بھائی کو لانے کی کوشش کریں گے | برادران یوسف نے وعدہ کیا کہ ہم کسی نہ کسی تدبیر سے اپنے والد کو اس پر راضی کریں گے کہ وہ بن یامین کو ہمارے ساتھ بھیجدیں اگرچہ یہ مشکل کام ہے مگر ہم اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو کر رہیں گے اور آئندہ کے سفر میں ہمارا بھائی بن یامین ضرور ہمارے ساتھ ہوگا۔

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ

وَقَالَ	لِفِتْيٰنِهِ	اجْعَلُوْا	بِضَاعَتَهُمْ	فِيْ + رِحَالِهِمْ	لَعَلَّهُمْ
اور اس نے کہا	اپنے خدمتگاروں کو	کہ رکھدو	ان کی پونجی	ان کے بوروں میں	شاید وہ

اور اس نے اپنے خدمتگاروں کو کہا کہ ان کی پونجی (غلہ کی قیمت) ان کے بوروں میں رکھدو، شاید وہ

يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٢﴾

يَعْرِفُوْنَهَآ	اِذَا	انْقَلَبُوْٓا	اِلٰٓى	اَهْلِهِمْ	لَعَلَّهُمْ	يَرْجِعُوْنَ
اس کو معلوم کرلیں	جب	وہ لوٹیں	طرف	اپنے اہل	شاید وہ	پھر آجائیں

اس کو معلوم کرلیں جب وہ لوٹیں اپنے لوگوں کی طرف، شاید وہ پھر آجائیں

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ

فَلَمَّا	رَجَعُوْٓا	اِلٰٓى	اَبِيْهِمْ	قَالُوْا	يٰٓاَبَانَا	مُنِعَ	مِنَّا	الْكَيْلُ
پس جب	وہ لوٹے	طرف	اپنا باپ	وہ بولے	اے ہمارے ابا	روک دیا گیا	ہم سے	ناپ

پس جب وہ اپنے باپ کی طرف، بولے اے ہمارے ابا! ہم سے ناپ (غلہ) روک دیا گیا

فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٦٣﴾ قَالَ

فَاَرْسِلْ	مَعَنَآ	اَخَانَا	نَكْتَلْ	وَاِنَّا + لَهٗ	لَحٰفِظُوْنَ	قَالَ
پس بھیجدیں	ہمارے ساتھ	ہمارا بھائی	ناپ (غلہ) لائیں	اور ہم بیشک اسکے	نگہبان ہیں	اس نے کہا

پس ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیجدیں کہ ہم غلہ لائیں، اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ اس نے کہا

هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ

هَلْ + اٰمَنُكُمْ	عَلَيْهِ	اِلَّا	كَمَآ	اَمِنْتُكُمْ	عَلٰٓى + اَخِيْهِ	مِنْ قَبْلُ
کیا میں تمہارا اعتبار کروں	اس کے متعلق	مگر	جیسے	میں نے تمہارا اعتبار کیا	اسکے بھائی کے متعلق	اس سے پہلے

میں اس کے متعلق تمہارا کیا اعتبار کروں مگر جیسے اس سے پہلے میں نے اس کے بھائی کے متعلق تمہارا اعتبار کیا

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٦٤﴾

فَاللّٰهُ	خَيْرٌ	حٰفِظًا	وَ	هُوَ	اَرْحَمُ + الرّٰحِمِيْنَ
سو اللہ	بہتر	نگہبان	اور	وہ	تمام مہربانوں سے بڑا مہربانی کرنے والا

سو اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہ تمام مہربانوں سے بڑا مہربانی کرنے والا ہے۔

(۶۲) وَقَالَ لِفِتْيَتِهٖ وَفِي قِرَاءَةٍ لِفِتْيَانِهٖ غِلْمَانِهٖ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ الَّتِيْ اَتَوْا بِهَا ثَمَنُ الْمِيْرَةِ وَكَانَتْ دَرَاهِمَ فِيْ رِحَالِهِمْ اَوْعِيَتِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَا اِذَا انْقَلَبُوْا اِلٰى اَهْلِهِمْ وَفَرَغُوْا اَوْعِيَتَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ اِلَيْنَا لِاَنَّهُمْ لَا يَسْتَحِلُّوْنَ اِمْسَاكَهَا

(۶۲) اور یوسفؑ نے اپنے غلاموں سے کہا کہ انکی پونجی کو جو یہ کھانے کی قیمت میں لائے ہیں انہیں کے سامان میں رکھدو اور جو کچھ وہ قیمت لائے تھے چند درہم تھے تاکہ جس وقت یہ اپنے گھر پہنچیں اور بوریاں اور تھیلیاں خالی کریں تو ان درہموں کو پہچان کر پھر ہماری طرف واپس آویں کیونکہ یہ لوگ ان درہموں کے رکھنے کو جائز نہ سمجھیں گے۔

(۶۳) فَلَمَّا رَجَعُوْا اِلٰى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ اِنْ لَمْ تُرْسِلْ مَعَنَا اَخَانَا اِلَيْهِ فَاَرْسِلْ مَعَنَا اَخَانَا نَكْتَلْ بِالنُّوْنِ وَالْيَاءِ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○

(۶۳) سو جب وہ سب لوٹے اپنے باپ کی طرف بولے کہ اے ہمارے باپ اگر تو ہمارے ساتھ ہمارے بھائی بنیامین کو نہ بھیجے گا تو ہم سے غلہ روکا جاوے گا بادشاہ مصر ہم کو نہ دیگا پس بھیج تو ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو کہ ہم کو پورا پیمانہ کھانے کا ملے اور بالضرور ہم اس کے نگہبان رہیں گے۔

(۶۴) قَالَ هَلْ مَا اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنْتُكُمْ عَلٰۤى اَخِيْهِ يُوْسُفَ مِنْ قَبْلُ وَقَدْ فَعَلْتُمْ بِهٖ مَا فَعَلْتُمْ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حِفْظًا وَفِيْ قِرَاءَةٍ حَافِظًا تَمْيِيْزٌ كَقَوْلِهِمْ لِلّٰهِ دَرُّهٗ فَارِسًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ فَاَرْجُوْا اَنْ يَّمُنَّ بِحِفْظِهٖ

(۶۴) ان کے باپ نے کہا مجھ کو اس کے بارہ میں تم پر اطمینان نہیں مگر جیسا کہ اس سے پہلے اس کے بھائی یوسفؑ کے بارے میں تم پر اطمینان کیا تھا اور تم نے اس کے ساتھ وہ حرکت کی جو ظاہر ہے سو اللہ بہتر نگہبان ہے تمہاری نگہبانی پر بھروسہ نہیں اور وہ بہت رحمت والا ہے مجھے امید ہے کہ وہ اس کی نگہبانی فرما کر انعام فرما دے گا۔

تشریح

(۶۲) حضرت یوسف کا بھائیوں پر احسان | برادرانِ یوسف اپنے کردار و عمل کے اعتبار سے کیسے بھی تھے مگر حضرت یوسفؑ پیغمبرانہ اخلاق کے مالک تھے اور پیغمبر اپنے اخلاق کے اعتبار سے اس بلندی پر ہوتے ہیں جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت یوسفؑ نے جہاں اپنے بھائیوں کا اکرام و احترام کیا اس کے ساتھ ان پر یہ بھی احسان کیا کہ انہوں نے غلے کی جو قیمت دی تھی وہ انہوں نے چپکے سے انہی کے سامان میں رکھوا دی انہیں امید تھی کہ وہ گھر پہنچ کر جب سامان کھولیں گے اور ادا کی ہوئی رقم اپنے سامان میں دیکھیں گے تو پھر وہ دوبارہ پلٹ کر آئیں گے۔

(۶۳) برادرانِ یوسف کی اپنے والد سے بن یامین کو اپنے ساتھ بھیجنے کی درخواست | حضرت یوسف کے بھائی جب مصر سے گھر واپس آئے تو انہوں نے اپنے سفر کی پوری روئیداد اپنے والد کو سنائی اور بتایا کہ بادشاہ نے کس طرح ان کے ساتھ اکرام و احترام کا معاملہ کیا ہے اور اس کے حسنِ سلوک کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ آئندہ کے لئے بادشاہ نے یہ کہا ہے کہ اگر تم اپنے بھائی کو ساتھ لیکر آؤ گے تو تمہیں غلہ ملیگا ورنہ نہیں۔ اباجان آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی بنیامین کو بھیج دیجئے تاکہ ہم دوبارہ غلہ لیکر آئیں اور ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ ہم بنیامین کی حفاظت کریں گے۔

(۶۴) حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب اب تم پر کیا بھروسہ کروں میرا اللہ نگہبان ہے | حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کی اس درخواست پر جواب دیا کہ کیا اس معاملے میں بھی میں تم پر ویسا ہی بھروسہ کروں جیسا اسکے بھائی یوسف کے معاملے میں تم پر بھروسہ کر چکا ہوں اس وقت بھی تم نے یوسفؑ کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا اگر ضرورت شدید ہے بھیجنا ہی ہوگا اللہ ہی بہتر نگہبان ہے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ وہی اپنی مہربانی سے یوسف کی جدائی کے بعد مجھے دوسری مصیبت سے بچائیگا۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا

وَلَمَّا	فَتَحُوْا	مَتَاعَهُمْ	وَجَدُوْا	بِضَاعَتَهُمْ	رُدَّتْ	اِلَيْهِمْ	قَالُوْا
اور جب	انہوں نے کھولا	اپنا سامان	انہوں نے پائی	اپنی پونجی	واپس کردی گئی	انکی طرف (انہیں)	بولے

اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو انہوں نے اپنی پونجی پائی جو واپس کر دی گئی تھی انہیں، بولے

يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَ

يٰۤاَبَانَا	مَا نَبْغِيْ	هٰذِهٖ	بِضَاعَتُنَا	رُدَّتْ	اِلَيْنَا	وَنَمِيْرُ	اَهْلَنَا	وَ
اے ہمارے ابا	کیا چاہتے ہیں ہم	یہ	ہماری پونجی	لوٹا دی گئی	ہماری طرف	اور ہم غلہ لائینگے	اپنے گھر	اور

اے ہمارے ابا! (اور) ہم کیا چاہتے ہیں؟ یہ ہماری پونجی ہے، ہمیں لوٹا دی گئی ہے۔ اور ہم اپنے گھر غلہ لائیں گے اور

نَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾

نَحْفَظُ	اَخَانَا	وَنَزْدَادُ	كَيْلَ	بَعِيْرٍ	ذٰلِكَ	كَيْلٌ	يَّسِيْرٌ
ہم حفاظت کرینگے	اپنے بھائی	اور زیادہ لینگے	بوجھ	ایک اونٹ	یہ	بوجھ (غلہ)	آسان (تھوڑا)

ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے، اور ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لیں گے یہ (جو ہم لائے ہیں) تھوڑا غلہ ہے۔

۶۵ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ
رُدَّتْ اِلَيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ مَا
اِسْتِفْهَامِيَّةٌ اَيْ اَيَّ شَيْءٍ نَطْلُبُ مِنْ اِكْرَامِ
الْمَلِكِ اَعْظَمُ مِنْ هٰذَا وَقُرِئَ بِالْفَوْقَانِيَّةِ
خِطَابًا لِيَعْقُوْبَ وَكَانُوْا ذَكَرُوْا لَهُ اِكْرَامَهُ
لَهُمْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَنَمِيْرُ
اَهْلَنَا نَاْتِيْ بِالْمِيْرَةِ لَهُمْ وَهِيَ الطَّعَامُ
وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ
لِاَخِيْنَا ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ○
سَهْلٌ عَلَى الْمَلِكِ لِسَخَائِهٖ

۶۵ اور جب انہوں نے کھولا اپنا اسباب پایا اپنی پونجی کو کہ واپس کی گئی اور رکھی گئی ان کے اسباب میں۔ کہنے لگے اے ہمارے باپ اس سے زیادہ ہم کیا اکرام و احسان چاہیں جو ہم پر بادشاہ مصر نے کیا (ایک قرأۃ میں) "مَا تَبْغِيْ" ساتھ تا کے ہے اس صورت میں خطاب یعقوبؑ کو ہے کہ تو اس سے زیادہ کیا تعظیم و تکریم چاہتا ہے اور وہ پہلے بادشاہ کے احسان اور اکرام کو جو اس نے ان کے ساتھ کئے تھے اپنے باپ سے ذکر کر چکے تھے اس لئے یہ کہا کہ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ یہ ہماری پونجی جو بطور قیمت کے ہم نے اسکو دی تھی ہمکو واپس دیدی گئی اور ہم اب کی مرتبہ اپنے گھر والوں کیلئے خوب غلہ لادینگے اور اپنے بھائی کی حفاظت کرینگے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ ہم کو ہمارے بھائی کا حصہ زیادہ ملیگا اس قدر غلہ دینا بادشاہ کو دشوار نہیں کیونکہ وہ سخی ہے اس کو یہ دینا سہل ہے۔

تشریح

۶۵ برادران یوسف غلے کی دی ہوئی قیمت سامان میں واپس پاکر خوشی سے اچھل پڑے اور بن یامین کو ساتھ بھیجنے کیلئے والد سے اصرار کرنے لگے | حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے مصر سے کنعان واپس آکر جب اپنا سامان سفر کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ انہوں نے غلے کی جو قیمت ادا کی تھی وہ انہیں واپس کر دی گئی ہے اب تو وہ اور زیادہ خوش ہوئے اور والد سے اور زیادہ اصرار کرنے لگے کہ بن یامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیا جائے تاکہ وہ اور زیادہ غلہ حاصل کر سکیں۔ بن یامین کا حصہ مل جائیگا تو اتنا غلہ آسانی کے ساتھ کافی ہو جائے گا ایسے اچھے موقعے کو چھوڑنا نہیں چاہیئے۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ

قَالَ	لَنْ اُرْسِلَهٗ	مَعَكُمْ	حَتّٰى	تُؤْتُوْنِ	مَوْثِقًا	مِّنَ	اللّٰهِ
اس نے کہا	ہرگز نہ بھیجوں گا اُسے	تمہارے ساتھ	یہاں تک	تم دو مجھے	پختہ عہد	سے (کا)	اللہ

اس نے کہا میں اسے ہرگز نہ بھیجوں گا تمہارے ساتھ یہاں تک کہ تم مجھے اللہ کا پختہ عہد دو کہ

لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ

لَتَاْتُنَّنِيْ + بِهٖ	اِلَّآ	اَنْ	يُّحَاطَ	بِكُمْ	فَلَمَّآ	اٰتَوْهُ
تم لے آؤ گے ضرور میرے پاس اسکو	مگر	یہ کہ	گھیر لیا جائے	تمہیں	پھر جب	انہوں نے اُسے دیا

تم اسے ضرور میرے پاس لے کر آؤ گے، مگر یہ کہ تمہیں گھیر لیا جائے، پھر جب انہوں نے اُسے (یعقوبؑ کو)

مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾

مَوْثِقَهُمْ	قَالَ	اللّٰهُ	عَلٰى	مَا نَقُوْلُ	وَكِيْلٌ
اپنا پختہ عہد	کہا	اللہ	پر	جو ہم کہتے ہیں	نگہبان (ضامن)

پختہ عہد دیا، اس نے کہا جو ہم کہہ رہے ہیں اس پر اللہ ضامن ہے

(٦٦) قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا عَهْدًا مِّنَ اللّٰهِ بِاَنْ تَحْلِفُوْا لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ اَيْ تَمُوْتُوْا اَوْ تُغْلَبُوْا فَلَا تُطِيْقُوا الْاِتْيَانَ فَاَجَابُوْهُ اِلٰى ذٰلِكَ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ بِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ نَحْنُ وَاَنْتُمْ وَكِيْلٌ ۝ شَهِيْدٌ وَاَرْسَلَهٗ مَعَهُمْ

(٦٦) یعقوبؑ نے کہا کہ میں بنیامین کو تمہارے ساتھ ..... نہ بھیجوں گا یہانتک کہ تم میرے سامنے عہد کرو اور اللہ کی قسم کھاؤ کہ ضرور تم اس کو میرے پاس لاؤ گے مگر یہ کہ تم پر کوئی آفت آوے کہ تم مرجاؤ یا مغلوب ہوجاؤ کہ تم میں طاقت اس کے لانے کی نہ رہے اور مجبور ہوجاؤ، سو انہوں نے اس شرط کو منظور کرلیا پس جس وقت یعقوبؑ کے روبرو ان سب نے اس کا عہد کرلیا یعقوبؑ نے کہا کہ جو کچھ ہم اور تم کہتے ہیں اللہ اس پر گواہ ہے اور یہ کہہ کر بنیامین کو ان کے ساتھ کردیا۔

تشریح

(٦٦) حضرت یعقوبؑ نے کہا مجھ سے بن یامین کی حفاظت کا وعدہ کردا حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کے اصرار کرنے پر جواب دیا کہ مجھ سے اللہ کے نام پر عہد کرو کہ بن یامین کو بحفاظت میرے پاس لیکر آؤ گے اور اپنی طرف سے کوئی کوتاہی بن یامین کی حفاظت میں نہیں کروگے اِلّا یہ کہ تم کہیں گھیر لئے جاؤ یعنی کسی ایسی مصیبت میں پھنس جاؤ جو تمہارے قابو سے باہر ہو۔ بیٹوں نے وعدہ کیا کہ ہم بن یامین کی پوری نگہبانی کریں گے اور قسم کھائی کہ اللہ اس بات کا گواہ ہے۔ عہد و پیمان کے بعد حضرت یعقوبؑ نے کہا کہ دیکھو تم اللہ کو حاضر ناظر جان کر وعدہ کر رہے ہو اس بات کا لحاظ رکھنا۔ اس طرح حضرت یعقوبؑ نے ظاہر طور پر بھی پکا وعدہ لے لیا اور اللہ پر بھروسہ رکھا۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا

وَقَالَ	يٰبَنِيَّ	لَا تَدْخُلُوْا	مِنْ	بَابٍ وَّاحِدٍ	وَّادْخُلُوْا
اور اس نے کہا	اے میرے بیٹو	تم نہ داخل ہونا	سے	ایک دروازہ	اور داخل ہونا

اور کہا اے میرے بیٹو! تم سب داخل نہ ہونا ایک (ہی) دروازے سے، (بلکہ) جُدا جُدا

مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

مِنْ	اَبْوَابٍ	مُّتَفَرِّقَةٍ	وَمَآ + اُغْنِيْ عَنْكُمْ	مِّنَ	اللّٰهِ
سے	دروازے	جُدا جُدا	اور میں نہیں بچا سکتا تم سے (کو)	سے (کی)	اللہ

دروازوں سے داخل ہونا۔ اور میں تمہیں بچا نہیں سکتا اللہ کی کسی بات سے

مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَ

مِنْ شَيْءٍ	اِنِ	الْحُكْمُ	اِلَّا	لِلّٰهِ	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَ
کسی چیز (بات) سے	نہیں	حکم	سوا	اللہ کا	اس پر	میں نے بھروسہ کیا	اور

اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں، اس پر میں نے بھروسہ کیا بس چاہیے

عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ

عَلَيْهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُتَوَكِّلُوْنَ	وَلَمَّا	دَخَلُوْا	مِنْ حَيْثُ
اسی پر	بس چاہیے بھروسہ کریں	بھروسہ کرنے والے	اور جب	وہ داخل ہوئے	جہاں سے

اسی پر بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے۔ اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے

اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

اَمَرَهُمْ	اَبُوْهُمْ	مَا كَانَ	يُغْنِيْ	عَنْهُمْ	مِّنَ	اللّٰهِ	مِنْ شَيْءٍ
انہیں حکم دیا	ان کا باپ	نہیں تھا	وہ بچا سکتا	ان کے (انہیں)	سے (کی)	اللہ	سے کسی چیز (بات)

انہیں ان کے باپ نے حکم دیا تھا، وہ انہیں نہیں بچا سکتا تھا اللہ کی کسی بات سے

اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۭ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ

اِلَّا	حَاجَةً	فِيْ	نَفْسِ	يَعْقُوْبَ	قَضٰىهَا	وَاِنَّهٗ	لَذُوْ عِلْمٍ
مگر	ایک خواہش	میں	دل	یعقوب	وہ اسے پوری کرلی	اور بیشک وہ	صاحب علم

مگر یعقوبؑ کے دل میں ایک خواہش تھی سو وہ اس سے پوری کرلی اور بیشک وہ صاحب علم

ع ۸ ۱۱/۱۲ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ

لِمَا	عَلَّمْنٰهُ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ	وَلَمَّا	دَخَلُوْا	عَلٰى ، يُوْسُفَ
اس کا جو	ہم نے اسے سکھایا	اور لیکن	اکثر	لوگ	نہیں جانتے	اور جب	وہ داخل ہوئے	یوسف کے پاس

تھا اس کا جو ہم نے اسے سکھایا تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور جب وہ یوسفؑ کے پاس داخل ہوئے

اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾

اٰوٰى ، اِلَيْهِ	اَخَاهُ	قَالَ	اِنِّیْ	اَنَا ، اَخُوْكَ	فَلَا تَبْتَىٕسْ	بِمَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
اس نے جگہ دی اپنے پاس	اپنا بھائی	کہا	بیشک میں	میں تیرا بھائی	سو تو غمگین نہ ہو	اس پر جو	وہ کرتے تھے۔

اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی کہا بیشک میں تیرا بھائی ہوں جو وہ کرتے تھے تو اس پر غمگین نہ ہو۔

﴿۶۷﴾ وَقَالَ يٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِصْرَ مِنْ
بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ
مُّتَفَرِّقَةٍ لِئَلَّا تُصِيْبَكُمُ الْعَيْنُ وَمَآ اُغْنِیْ
اَدْفَعُ عَنْكُمْ بِقَوْلِیْ ذٰلِكَ مِنَ اللّٰهِ
مِنْ زَائِدَةٌ شَیْءٍ قَدَّرَهُ عَلَيْكُمْ وَاِنَّمَا
ذٰلِكَ شَفَقَةٌ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ
وَحْدَهٗ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ بِهٖ وَثِقْتُ وَ
عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○

﴿۶۸﴾ قَالَ تَعَالٰى وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ
اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ اَیْ مُتَفَرِّقِيْنَ مَا
كَانَ يُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ اَیْ
قَضَائِهٖ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا لٰكِنْ حَاجَةً
فِیْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰهَا وَهِیَ اِرَادَةُ
دَفْعِ الْعَيْنِ شَفَقَةً وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ
لِّمَا عَلَّمْنٰهُ لِتَعْلِيْمِنَا اِيَّاهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ وَهُمُ الْكُفَّارُ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
اِلْهَامَ اللّٰهِ لِاَوْلِيَآئِهٖ

﴿۶۹﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰى ضَمَّ
اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا
تَبْتَىٕسْ تَحْزَنْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

﴿۶۷﴾ اور کہا کہ اے میرے بیٹو مصر میں ایک دروازہ سے نہ جائیو اور متفرق دروازوں سے وہاں گھسیو تاکہ تم کو نظر نہ لگے اور میں اس اپنی رائے اور تدبیر سے تقدیر الٰہی کو جو تمہارے لئے مقدر ہو چکا دفع نہیں کرسکتا اور یہ میرا کہنا محض از راہ محبت و الفت ہے۔ اختیار ہر امر کا اللہ ہی کو ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا۔ پس چاہیئے کہ اسی پر بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے۔

﴿۶۸﴾ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب وہ سب بھائی داخل ہوئے متفرق جس طرح ان کو ان کے باپ نے حکم کیا تھا تو یہ ان کا متفرق داخل ہونا ان سے تقدیر الٰہی کو دفع نہ کرسکا لیکن یعقوب کے دل میں ایک حاجت تھی کہ اس کو پورا کیا یعنی از راہ محبت ان کو یہ حکم کیا کہ ان کو نظر نہ لگ جا دے اور بلاشبہ یعقوب صاحب علم ہے کہ ہم نے اس کو سکھلا دیا و لیکن اکثر آدمی یعنی کافر اس کو نہیں جانتے کہ اللہ اپنے دوستوں کو الہام فرماتا ہے اور خبر کردیتا ہے۔

﴿۶۹﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ الخ اور جس وقت داخل ہوئے وہ سب پاس یوسف کے تو اس نے بلایا اور ٹھکانا دیا اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس کہا کہ بیشک میں تیرا بھائی ہوں سو تو غم نہ کر اس کا کہ یہ ہم پر

مِنَ الْحَسَدِ لَنَا وَأَمَرَهُ أَنْ لَا يُخْبِرَهُمْ وَتَوَاطَأَ مَعَهُ عَلَىٰ أَنَّهُ سَيَحْتَالُ عَلَىٰ أَنْ يُبْقِيَهُ عِنْدَهُ ۔

حسد کرتے ہیں اور دشمنی رکھتے ہیں اور یوسفؑ نے بن یامین سے کہا کہ اس امر کی ان بھائیوں کو خبر نہ کر اور یوسفؑ نے اس سے کہا کہ میں کچھ تدبیر اور حیلہ کروں گا کہ تجھکو اپنے پاس رکھوں بنیامین نے اس پر اتفاق کیا۔

تشریح

(۶۷) **حضرت یعقوبؑ کی بیٹوں کو نصیحت کہ مصر میں الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا** حضرت یعقوبؑ کا وطن کنعان مصر کی سرحد پر ا[illegible] آزاد قبائلی علاقہ تھا اسطرح کے علاقے کیونکہ کسی حکومت کے ماتحت [illegible] ہیں ہوتے اس لئے ان کے بارے میں شک وشبہات رہتے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کو اندیشہ ہوا کہ اگر سارے بھائی جتھہ بنا کر ایک ہی دروازے سے اکٹھے داخل ہوں گے تو قحط کا زمانہ ہے کہیں یہ نہ گمان کیا جائے کہ یہ لوٹ مار کی غرض سے آئے ہیں اس لیے حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کو نصیحت کی کہ میرے بچو! مصر کے دارالسلطنت میں ایک دروازے سے داخل مت ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے اندر جانا۔ یہ اپنی طرف سے احتیاط ہے باقی اللہ کی مشیت سے میں تم کو بچا نہیں سکتا اسی کا حکم ہر جگہ چلتا ہے میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور بھروسے کے لائق صرف وہی ذات ہے۔ یہ بھی خیال ہو سکتا تھا کہ شاہ مصر کے التفات کے بعد اب یہ بھائی لوگوں کی نگاہوں میں آگئے ہیں سب اکٹھے ہو کر جائیں گے تو لوگوں کی نگاہیں ان کی طرف ضرور اٹھیں گی۔ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے احتیاطی تدبیر یہی ہے کہ ایک جتھے کے بجائے الگ الگ دروازوں سے شہر میں داخل ہوا جائے۔ تدبیر اختیار کرنے کے بعد اگر اللہ پر بھروسہ رکھا جائے تو تدبیر کی ناکامی سے انسان مایوس نہیں ہوتا۔

(۶۸) **تقدیر اور تدبیر** حضرت یعقوبؑ اللہ کے نبی تھے اللہ نے ان کو حقیقت کا علم دیا تھا وہ جانتے تھے کہ اللہ کی بنائی ہوئی اس دنیا میں ظاہری پہلو سے اللہ کی بنائی ہوئی فطرت بے شک سعی وعمل کا تقاضہ کرتی ہے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ سعی و عمل اور تدبیر کے پیچھے یہ حقیقت چھپی ہے کہ اصل کارفرما طاقت صرف اور صرف اللہ کی ہے ہمارا کام اتنا ہے کہ ہم اپنی حد تک تدبیر اختیار کریں مگر تدبیر کے مؤثر ہونے میں بھروسا اللہ پر کریں۔ یہ وہ صحیح راستہ ہے جو اللہ کے وہ بندے اختیار کرتے ہیں جو تقدیر اور تدبیر کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت یعقوبؑ کے دل میں جو ایک کھٹک تھی اس کو دور کرنے کے لئے انہوں نے اپنی سی تدبیر کر لی مگر ہوا وہی جو اللہ کی مشیت تھی۔ حضرت یعقوبؑ کو ایک اور امتحان سے گزرنا پڑا۔ حضرت یوسفؑ کے بعد اب بن یامین کی جدائی۔ یہ سب کیسے ہوا آئیے آگے دیکھتے ہیں۔

(۶۹) **برادرانِ یوسف دوبارہ حضرتؑ کے دربار میں** باپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق برادران یوسف الگ الگ دروازوں سے مصر کے دارالسلطنت میں داخل ہوئے اور جب یہ بھائی حضرت یوسفؑ کے دربار میں پہنچے تو حضرت یوسف نے اپنے حقیقی بھائی بن یمین سے تنہائی میں ملاقات کی ان سے ان کا نام ان کی والدہ کا نام پوچھا گھر کے حالات دریافت کئے۔ بن یمین نے بتایا کہ ان کے ایک حقیقی بھائی یوسف تھے جن کو بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت یوسف نے اپنے بھائی سے کہا کیا تم پسند کرو گے کہ میں تمہارے مرحوم بھائی کی جگہ تمہارا بھائی بن جاؤں؟ بن یامین نے کہا ایُّھَا الْمَلِکُ آپ جیسا بھائی کس کو ملے گا لیکن آپ میرے والد یعقوبؑ اور میری والدہ راحیل کی اولاد نہیں ہیں۔ اب حضرت یوسفؑ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا روتے ہوئے بھائی سے لپٹ گئے اور کہا کہ میں تمہارا وہی گمشدہ بھائی ہوں۔ آپ نے بھائی کو تسلی دی کہ اب تم میرے پاس رہو گے گزری ہوئی باتوں کا غم مت کرو۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ

فَلَمَّا	جَهَّزَهُمْ	بِجَهَازِهِمْ	جَعَلَ	السِّقَايَةَ	فِي	رَحْلِ	أَخِيهِ	ثُمَّ	أَذَّنَ
پھر جب	انہیں تیار کردیا	ان کا سامان	رکھ دیا	پینے کا پیالہ	میں	سامان	اپنا بھائی	پھر	اعلان کیا

پھر جب ان کا سامان تیار کر دیا اپنے بھائی کے سامان میں (پانی) پینے کا پیالہ رکھ دیا پھر ایک منادی کرنے والے

مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾

مُؤَذِّنٌ	أَيَّتُهَا + الْعِيرُ	إِنَّكُمْ	لَسَارِقُونَ	قَالُوا	وَأَقْبَلُوا	عَلَيْهِمْ	مَاذَا	تَفْقِدُونَ
منادی کرنیوالا	اے قافلے والو	بیشک تم	البتہ چور ہو	وہ بولے	اور انھوں نے منہ کیا	انکی طرف	کیا ہے جو	تم گم کر بیٹھے

نے اعلان کیا اے قافلے والو تم البتہ چور ہو وہ اُن کی طرف مُنھ کر کے بولے کیا ہے جو تم گم کر بیٹھے۔

(٧٠) فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ هِيَ صَاعٌ مِنْ ذَهَبٍ مُرَصَّعٌ بِالْجَوَاهِرِ فِي رَحْلِ أَخِيهِ بِنْيَامِينَ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ نَادَى مُنَادٍ بَعْدَ انْفِصَالِهِمْ عَنْ مَجْلِسِ يُوسُفَ أَيَّتُهَا الْعِيرُ الْقَافِلَةُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ○

(٧٠) فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ الخ پھر جب یوسفؑ نے ان سب بھائیوں کا سامان پورا کردیا اور ان کو رخصت کیا تو ایک صاع سونے کا جس پر جواہر لگی ہوئی تھی اپنے بھائی بنیامین کے اسباب میں رکھدیا پھر جب وہ یوسفؑ کے پاس سے جُدے ہوئے پکارا ایک پکارنے والے نے کہ اے قافلہ والو بیشک تم چور ہو۔

(٧١) قَالُوا وَقَدْ أَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا مَا الَّذِي تَفْقِدُونَ ○

(٧١) وہ سب انکی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے تمہاری کیا چیز گم ہوئی ہے۔

تشریح

(٧٠) بن یمین کو روکنے کی تدبیر | حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائی بن یمین کو اپنے پاس روکنے کی ایک ترکیب کی کہ جب بھائیوں کا سامان اونٹوں پر رکھا جانے لگا تو انہوں نے اپنے بھائی بن یمین کے سامان میں اپنا پیالہ رکھ دیا۔ جب قافلہ روانہ ہوگیا تو ملازموں کو پتہ لگا کہ بادشاہ کا پیالہ گم ہوگیا ہے۔ گمان یہی ہوا کہ ہو نہ ہو پیالہ یہی لوگ لے گئے ہیں۔ وہ لوگ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ ملازمین نے پیچھا کرکے ان کو پکارا کہ اے قافلے والو تم لوگ چور ہو۔

(٧١) برادرانِ یوسف کا سوال تمہاری کیا چیز کھو گئی ہے؟ | برادرانِ یوسف کا قافلہ چلتے چلتے رُک گیا اور پلٹ کر ملازمین سے پوچھا کہ تمہاری کیا چیز کھوگئی ہے؟ ہمیں خواہ مخواہ چور کیوں بتاتے ہو تمہاری کوئی چیز گُم ہوگئی ہے تو بتاؤ ہم ابھی کہیں نہیں گئے ہمارے سامان کی تلاشی لے لو۔

قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَّأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾

زَعِيمٌ	بِهِ	وَّأَنَا	بَعِيرٍ	حِمْلُ	جَاءَ بِهِ	وَلِمَنْ	الْمَلِكِ	صُوَاعَ	نَفْقِدُ	قَالُوا
ضامن	اُسکا	اور میں	ایک اونٹ	بوجھ	جو وہ لائے	اور اس کے لئے	بادشاہ	پیمانہ	ہم گم کر بیٹھے (نہیں پاتے)	انہوں نے کہا

انہوں نے کہا ہم بادشاہ کا پیمانہ نہیں پاتے، اور جو کوئی وہ لائے گا اسکے لئے ایک اونٹ کا بوجھ ہے (بار شتر ملیگا) اور میں اسکا ضامن ہوں

قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾

سٰرِقِيْنَ	وَمَا كُنَّا	فِي الْأَرْضِ	لِنُفْسِدَ	مَا جِئْنَا	لَقَدْ ۔ عَلِمْتُمْ	تَاللّٰهِ	قَالُوا
چور (جمع)	اور ہم نہیں	زمین (ملک) میں	کہ ہم فساد کریں	ہم نہیں آئے	تم خوب جانتے ہو	اللہ کی قسم	وہ بولے

وہ بولے اللہ کی قسم! تم خوب جانتے ہو ہم (اسلئے) نہیں آئے کہ ملک میں فساد کریں اور ہم چور نہیں۔

﴿٧٢﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ صَاعَ
الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ
حِمْلُ بَعِيرٍ مِنَ الطَّعَامِ
وَأَنَا بِهِ بِالْحِمْلِ زَعِيمٌ ○
كَفِيلٌ

﴿٧٢﴾ یوسفؑ کے آدمیوں نے کہا کہ بادشاہ کا صاع گم ہوگیا ہے وہ ہم کو نہیں ملا۔ اور جو کوئی اس کو لا دے ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اس کو ملے گا اور میں اس کا ذمہ دار ہوں ۔

﴿٧٣﴾ قَالُوا تَاللّٰهِ قَسَمٌ فِيهِ مَعْنَى
التَّعَجُّبِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا
لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا
كُنَّا سَارِقِيْنَ ○ مَا سَرَقْنَا
قَطُّ

﴿٧٣﴾ وہ کہنے لگے تعجب کی راہ سے کہ بخدا تم جانتے ہو کہ ہم اس لئے نہیں آئے کہ زمین میں فساد کریں اور نہ کبھی ہم نے چوری کی ۔

تشریح

﴿٧٢﴾ محافظین نے کہا شاہی پیالہ گم ہوگیا ہے | اس پر محافظین نے جواب دیا کہ شاہی پیالہ نہیں مل رہا ہے اگر کوئی بغیر حیل و حجت کے شاہی پیالہ حاضر کر دے گا تو اس کو ایک بارِ شتر غلہ انعام میں دیا جائے گا۔ محافظوں کے ہیڈ نے کہا کہ میں اس انعام کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

﴿٧٣﴾ برادرانِ یوسف کا جواب کہ ہم چور نہیں ہیں | برادرانِ یوسف نے جواب دیا کہ ہم پہلی بار مصر نہیں آئے ہیں اس سے پہلے بھی آچکے ہیں۔ بخدا تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم یہاں شرارت کرنے کے لئے نہیں آئے اور نہ ہم چوروں کے خاندان سے ہیں ہم تو شریف لوگ ہیں اور ہم اس طرح کی گری ہوئی حرکت نہیں کرتے۔

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا

قَالُوْا	فَمَا	جَزَآؤُهٗٓ	اِنْ	كُنْتُمْ	كٰذِبِیْنَ	قَالُوْا
انہوں نے کہا	پھر کیا	سزا اُس کی	اگر	تم ہو	جھوٹے	کہنے لگے

انہوں نے کہا اگر تم جھوٹے ہو (جھوٹے نکلے) پھر اس کی کیا سزا ہے ؟ کہنے لگے

جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ط

جَزَآؤُهٗ	مَنْ	وُّجِدَ	فِیْ + رَحْلِهٖ	فَهُوَ	جَزَآؤُهٗ
اس کی سزا	جو۔جس	پایا جائے	اس کے سامان میں	پس وہی	اس کا بدلہ

اس کی سزا یہ ہے کہ پایا جائے جس کے سامان میں پس وہی ہے اس کا بدلہ

كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ

كَذٰلِكَ	نَجْزِیْ	الظّٰلِمِیْنَ	فَبَدَاَ	بِاَوْعِیَتِهِمْ
اسی طرح	ہم سزا دیتے ہیں	ظالموں کو	پس شروع کیا	ان کی خرجیوں (بوروں) سے

اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔ پس ان کے بوروں سے (تلاش کرنا) شروع کیا

قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ط

قَبْلَ	وِعَآءِ	اَخِیْهِ	ثُمَّ	اسْتَخْرَجَهَا	مِنْ	وِّعَآءِ	اَخِیْهِ
پہلے	خرجی (بورا)	اپنا بھائی	پھر	اس کو نکالا	سے	بورا	اپنا بھائی

اپنے بھائی کے بورے سے پہلے، پھر اس کو اپنے بھائی کے بورے سے نکال لیا،

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ

كَذٰلِكَ	كِدْنَا	لِیُوْسُفَ	مَا كَانَ	لِیَاْخُذَ
اسی طرح	ہم نے تدبیر کی	یوسفؑ کے لئے	نہ تھا	وہ لے سکتا

اسی طرح ہم نے یوسفؑ کے لئے تدبیر کی۔ وہ بادشاہ کے دین میں (قانون کے مطابق) اپنے

اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ط نَرْفَعُ

اَخَاهُ	فِیْ	دِیْنِ + الْمَلِكِ	اِلَّآ	اَنْ	یَّشَآءَ اللّٰهُ	نَرْفَعُ
اپنا بھائی	میں	بادشاہ کا دین	مگر	یہ کہ	اللہ چاہے	ہم بلند کرتے ہیں

بھائی کو نہ لے سکتا تھا مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ (اللہ کی مشیت ہو) ہم درجے بلند

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ط وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ (۷۶)

عَلِیْمٌ	ذِیْ ۔ عِلْمٍ	كُلِّ	وَفَوْقَ	نَّشَآءُ	مَّنْ	دَرَجٰتٍ
ایک علم والا۔	صاحب علم	ہر	اور اوپر	چاہیں ہم	جو جس	درجے

کرتے ہیں جس کے ہم چاہے ، اور ہر صاحب علم کے اوپر ایک علم والا ہے۔

(۷۴) قَالُوْا اَیِ الْمُؤَذِّنُ وَاَصْحَابُهٗ
فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اَیِ السَّارِقِ اِنْ
كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ○ فِیْ قَوْلِكُمْ
مَا كُنَّا سَارِقِیْنَ وَوُجِدَ فِیْكُمْ

(۷۴) پکارنے والے اور اس کے ساتھیوں نے کہا پھر کیا سزا ہے چور کی اگر تم جھوٹے نکلو۔ اس دعوے میں کہ ہم نے کبھی چوری نہیں کی اور تمہارے پاس سے وہ صاع نکلے۔

(۷۵) قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ
مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ یُسْتَرَقُّ ثُمَّ
اَكَّدَ بِقَوْلِهٖ فَهُوَ اَیِ السَّارِقُ
جَزَآؤُهٗ ط اَیِ الْمَسْرُوْقِ لَا غَیْرُ
وَكَانَتْ سُنَّةَ اٰلِ یَعْقُوْبَ
كَذٰلِكَ الْجَزَآءُ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ○
بِالسَّرِقَةِ فَصُرِفُوْا اِلٰی یُوْسُفَ
لِتَفْتِیْشِ اَوْعِیَتِهِمْ

(۷۵) وہ بولے بدلا اس کا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں سے وہ صاع نکلے وہ غلام بنا لیا جاوے پس ضرور وہ چور بدلہ ہے اس صاع چرائے گئے کا۔ اس کے سوا کچھ نہیں (یہ طریقہ یعنی چور کو بعوض شئے مسروق کے رکھ لینا دستور یعقوبؑ اور اس کے کنبہ کا تھا) ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں نا انصافوں چوری کرنے والوں کو۔ پس واپس کئے گئے وہ سب طرف یوسفؑ کے تاکہ ان کی بوریوں کی تلاشی لی جاوے۔

(۷۶) فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ فَفَتَّشَهَا
قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ لِئَلَّا
یُتَّهَمَ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا اَیِ
السِّقَایَةَ مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ط
قَالَ تَعَالٰی كَذٰلِكَ الْكَیْدُ
كِدْنَا لِیُوْسُفَ ط عَلَّمْنَاهُ
الْاِحْتِیَالَ فِیْ اَخْذِ اَخِیْهِ
مَا كَانَ یُوْسُفُ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ
رَقِیْقًا عَنِ السَّرِقَةِ فِیْ
دِیْنِ الْمَلِكِ حُكْمِ مَلِكِ مِصْرَ
لِاَنَّ جَزَآءَهٗ عِنْدَهُ الضَّرْبُ
وَتَغْرِیْمُ مِثْلِ الْمَسْرُوْقِ لَا
الْاِسْتِرْقَاقُ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ

(۷۶) سو یوسفؑ نے اول اور بھائیوں کی تھیلیوں کو کھلوایا بنیامین کے تھیلے سے پہلے اور صاع کو تلاش کیا (اول بن یامین کے تھیلے کو نہ دیکھا کہ کسی کو شبہ نہ ہو پھر اس صاع کو نکال لیا اپنے بھائی کے تھیلے سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے یوسفؑ کو ایسی ہی تدبیر اور حیلہ اس کے بھائی کے لینے کے لئے سکھلا دیا۔ یوسف اپنے بھائی کو مصر کے بادشاہ کے حکم اور قاعدہ کے موافق چوری کے سبب غلام بنا کر نہ لے سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے قاعدہ میں سزا چور کی مارنا اور چوری کے مال کے برابر تاوان لینا تھا نہ غلام بنانا۔

مگر اللہ کو منظور ہوا تو اس نے اپنے بھائی کو

اللّٰهُ ۚ اَخَذَهٗ بِحُكْمِ اَبِيْهِ
اَیْ لَمْ يَتَمَكَّنْ مِنْ اَخْذِهٖ
اِلَّا بِمَشِيْئَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِاِلْهَامِهٖ
سُؤَالَ اِخْوَتِهٖ وَجَوَابِهِمْ
بِسُنَّتِهِمْ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ
نَّشَآءُ ۚ بِالْاِضَافَةِ وَالتَّنْوِيْنِ
فِى الْعِلْمِ كَيُوْسُفَ وَفَوْقَ كُلِّ
ذِىْ عِلْمٍ مِّنَ الْمَخْلُوْقِيْنَ عَلِيْمٌ ○
اَعْلَمُ مِنْهُ حَتّٰى يَنْتَهِىَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

اپنے باپ کے طریقے کے مطابق لے لیا حاصل یہ کہ یوسف اس کے لینے پر قادر نہ تھا مگر ساتھ ارادہ اللہ کے کہ اللہ نے اس کے دل میں ڈالا کہ اپنے بھائیوں سے یہ پوچھا کہ چور کی سزا کیا انہوں نے موافق اپنے طریق کے جواب دیا۔ ہم جس کے درجے علم میں بلند کرنا چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں جیسے یوسف ؑ کے درجے بڑھائے اور مخلوق میں ہر جاننے والے کے اوپر زیادہ جاننے والا ہے یہاں تک کہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

تشریح

(۷۴) محافظین کا سوال اگر تم جھوٹے نکلے تو کیا سزا ہے؟ | محافظین نے کہا کہ تم بلا وجہ حیل وحجت کر رہے ہو ہم تمہاری تلاشی لیں گے اگر تمہاری بات جھوٹ نکلی تو بتاؤ چور کی سزا کیا ہے ؟ شاہی پیالہ اگر تمہارے سامان میں سے نکل آیا تو تمہیں کیا سزا ملنی چاہیئے ؟۔

(۷۵) برادرانِ یوسف کا شریعتِ ابراہیمی کے مطابق جواب | برادرانِ یوسف نے شریعت ابراہیمی کے مطابق جواب دیا کہ جس کی خرجی میں وہ پیالہ نکلے ابراہیمی شریعت کے مطابق اس چور کو مال کے مالک کا غلام بنا دیا جائے اور سزا کے طور پر اس کو رکھ لیا جائے ہمارے خاندان ابراہیمی میں شریعتِ ابراہیمی کا یہی قانون ہے۔ ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

(۷۶) خدائی تدبیر کے مطابق حضرت یوسف ؑ کو اپنے بھائی کے روکنے کا موقع | برادرانِ یوسف کے ساتھ سرکاری محافظین اس گفتگو کے بعد ان کو حضرت یوسف کے پاس لے گئے اور ان کو سارا ماجرا سنایا حضرت یوسف ؑ نے تفتیش اور تلاشی کا حکم دیا۔ پہلے دوسرے بھائیوں کی خرجیوں کی تلاشی لی گئی ان کی زنبیلیں وغیرہ دیکھی گئیں، ان میں شاہی پیالہ برآمد نہ ہوا۔ آخر میں حضرت یوسف کے حقیقی بھائی بن یمین کا نمبر آیا اور گم شدہ پیالہ ان کی خرجی سے نکل آیا۔ حضرت یوسف ؑ جو بن یمین کو اپنے پاس روکنا چاہتے تھے ان کی تائید خدائی تدبیر سے اس طرح ہوئی کہ برادرانِ یوسف نے خود ہی شریعت ابراہیمی کے مطابق مسئلہ بتا دیا کہ چور کی سزا یہ ہے کہ اس چور کو ہی مال کے مالک کا غلام بنا دیا جائے اور وہ اس کی خدمت کرے۔ اس وقت تک مصر کے شاہی قانون میں چور کی یہ سزا نہ تھی جو شریعت ابراہیمی میں ہے اگرچہ حضرت یوسف آہستہ آہستہ شرعی قانون کو رواج دے رہے تھے مگر ابھی بہت سے قانون ایسے تھے جو مصر کے شاہی قانون کے مطابق چل رہے تھے اور حضرتِ یوسف بذاتِ خود الٰہی شریعت کو چھوڑ کر انسانی قانون کا نفاذ اپنے ذریعے سے کرنا نہیں چاہتے تھے۔ بہرحال اللہ نے ایسا ہی چاہا کہ حضرت یوسف ؑ کو مصر کا شاہی قانون استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑی اور شریعتِ ابراہیمی پر فیصلہ انکے بھائیوں کی زبان سے ہی نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ جس کے درجات چاہتے ہیں بلند کر دیتے ہیں۔ اور ایک علم رکھنے والا یعنی اللہ ایسا ہے جو ہر صاحب علم سے بالاتر ہے۔ اللہ نے جو انسانوں کے لئے قانون بنایا ہے اس میں بے شمار حکمتیں ہیں اور خود انسانوں کے لئے اس میں بے پناہ فائدے ہیں اس لئے اگر انسان اللہ کے مکمل دین کو جاری وساری کرے اور انسانی تمدن اس کی سیاست، معیشت وغیرہ سب کی سب اسی قانون کے مطابق ہو تو یقیناً آخرت کے ساتھ اس کی دنیا بھی سنور سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی مقصد کے لئے اپنے پیغمبروں کو بھیجتے ہیں اور اسلامی حکومت قائم کرنے کا مقصد بھی اسلامی قانون کا اجرا ہوتا ہے۔

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا

قَالُوْٓا	اِنْ	يَّسْرِقْ	فَقَدْ سَرَقَ	اَخٌ + لَّهٗ	مِنْ قَبْلُ	فَاَسَرَّهَا
بولے	اگر	اس نے چرایا	تو چوری کی تھی	اس کا بھائی	اس سے قبل	پس اسے چھپایا

بولے اگر اس نے چرایا تو چوری کی تھی اس سے قبل اس کے بھائی نے۔ پس یوسف ؑ نے

يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ

يُوْسُفُ	فِيْ + نَفْسِهٖ	وَلَمْ يُبْدِهَا	لَهُمْ	قَالَ	اَنْتُمْ	شَرٌّ
یوسف	اپنے دل میں	اور وہ ظاہر نہ کیا	ان پر	کہا	تم	بدتر

(اس بات کو) اپنے دل میں چھپایا اور ان پر ظاہر نہ کیا۔ کہا تم بدتر درجہ میں

مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾

مَّكَانًا	وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِمَا تَصِفُوْنَ	
درجہ میں	اور اللہ	خوب جانتا ہے	جو تم بیان کرتے ہو	

ہو، اور تم جو بیان کرتے ہو اللہ خوب جانتا ہے۔

(۷۷) قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۖ اَیْ یُوْسُفُ وَکَانَ سَرَقَ لِاَبِیْ اُمِّہٖ صَنَمًا مِّنْ ذَھَبٍ فَکَسَرَہٗ لِئَلَّا یَعْبُدَہٗ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا یُظْھِرْھَا لَهُمْ وَالضَّمِیْرُ لِلْکَلِمَۃِ الَّتِیْ فِیْ قَوْلِہٖ قَالَ فِیْ نَفْسِہٖ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا مِّنْ یُوْسُفَ وَاَخِیْہِ لِسَرِقَتِکُمْ اَخَاکُمْ مِنْ اَبِیْکُمْ وَظُلْمِکُمْ لَہٗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَالِمٌ بِمَا تَصِفُوْنَ ○ تَذْکُرُوْنَ فِیْ اَمْرِہٖ

(۷۷) یوسف کے بھائیوں نے کہا کہ اگر بنیامین نے چوری کی تو تعجب نہیں کہ اس کے بھائی یوسف نے بھی اس سے پہلے چوری کی ہے (یوسف ؑ نے اپنے نانا کا سونے کا بت چرا کر توڑ دیا تھا تاکہ وہ اس کی پرستش نہ کرے اس قصہ کی طرف ان بھائیوں نے اشارہ کیا) یوسف ؑ نے اپنے جی میں یہ کہا کہ تم یوسف اور اس کے بھائی سے رتبہ میں بدتر ہو کہ تم نے اپنے بھائی کو اس کے باپ سے چرایا اور اس پر طرح طرح کے ظلم کئے۔ مگر یوسف ؑ نے یہ بات ان سے پوشیدہ رکھی اور ان کے روبرو ظاہر نہ کی اور اللہ زیادہ جانتا ہے جو کچھ تم یوسف کے بارے میں ذکر کرتے ہو۔

تشریح

(۷۷) یہ کیا اس کا بھائی بھی چور تھا | جب چوری کا مال بن یمین کے سامان سے نکلا تو برادرانِ یوسف نے اپنی خفت مٹانے کے لئے کہا کہ اگر اس نے چوری کی تو کیا تعجب کی بات ہے اس کا ایک بھائی تھا وہ بھی چور تھا۔ حضرت یوسف ؑ ان کا یہ جھوٹا الزام سُنکر خاموش رہے اپنی حقیقت ان پر ظاہر نہیں کی دل دل میں کہا کہ تم بہت ہی برے لوگ ہو میرے منہ پر ہی جھوٹا الزام لگا رہے ہو حالانکہ اس کی حقیقت اللہ خوب جانتا ہے۔ یہ الزام تراشی برداشت کرنا یہ بھی حضرت یوسف ؑ کے صبر کا امتحان تھا۔

قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا

قَالُوْا	يٰۤاَيُّهَا	الْعَزِيْزُ	اِنَّ	لَهٗ	اَبًا	شَيْخًا	كَبِيْرًا	فَخُذْ	اَحَدَنَا
کہنے لگے	اے	عزیز	بیشک	اس کا	باپ	بوڑھا	بڑی عمر کا	پس لے (رکھ لے)	ہم میں سے ایک

کہنے لگے اے عزیز! بیشک اس کا باپ بڑی عمر کا بوڑھا ہے پس اس کی جگہ ہم میں سے ایک

مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ

مَكَانَهٗ	اِنَّا + نَرٰىكَ	مِنَ	الْمُحْسِنِيْنَ	قَالَ	مَعَاذَ اللّٰهِ	اَنْ
اس کی جگہ	ہم دیکھتے ہیں تجھے	سے	احسان کرنے والے	اس نے کہا	اللہ کی پناہ	کہ

کو رکھ لے، ہم دیکھتے ہیں کہ تو احسان کرنے والوں میں سے ہے۔ اس نے کہا اللہ کی پناہ کہ اس

ع ۹/۱۱ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

نَّاْخُذَ	اِلَّا	مَنْ	وَّجَدْنَا	مَتَاعَنَا	عِنْدَهٗ	اِنَّاۤ + اِذًا	لَّظٰلِمُوْنَ
ہم پکڑیں	سوا	جس کو	ہم نے پایا	اپنا سامان	اس کے پاس	بیشک ہم جب	البتہ ظالموں سے

کے سوا ہم (کسی اور کو) پکڑیں جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا (اس صورت میں) ہم ظالموں سے ہونگے۔

﴿۷۸﴾ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا يُحِبُّهٗ اَكْثَرَ مِنَّا وَيَتَسَلّٰى بِهٖ عَنْ وَلَدِهِ الْهَالِكِ وَيَحْزُنُهٗ فِرَاقُهٗ فَخُذْ اَحَدَنَا اِسْتَعْبِدْهُ مَكَانَهٗ بَدَلًا مِنْهُ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فِيْ اَفْعَالِكَ

﴿۷۹﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ نُصِبَ عَلَى الْمَصْدَرِ حُذِفَ فِعْلُهٗ وَاُضِيْفَ اِلَى الْمَفْعُوْلِ اَيْ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗ لَمْ يَقُلْ مَنْ سَرَقَ تَحَرُّزًا مِنَ الْكِذْبِ اِنَّاۤ اِذًا اِنْ اَخَذْنَا غَيْرَهٗ لَّظٰلِمُوْنَ ۝

﴿۷۸﴾ وہ کہنے لگے اے عزیز بیشک اس کا باپ ایک نہایت بوڑھا آدمی ہے اس کو بنیامین کی ہم سے زیادہ محبت ہے۔ اور اس کو دیکھ کر اپنے دوسرے بیٹے مرنے والے سے تسلی پکڑتا ہے اور اس کی جدائی کا اس کو زیادہ غم ہوگا پس اس کی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو غلام بنا کر رکھ لے بیشک ہم تجھ کو نیک آدمی محسن سمجھتے ہیں۔

﴿۷۹﴾ یوسفؑ نے کہا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ کسی کو ناحق پکڑ لیویں مگر اسی کو جس کے پاس ہم نے اپنے اسباب یعنی صاع کو پایا ہے (یوسف نے یوں نہیں کہا کہ جس نے صاع چرایا جھوٹ سے بچنے کو کہ حقیقت میں بنیامین نے صاع کو چرایا نہ تھا) بلاشبہ اگر ہم کسی دوسرے شخص کو پکڑ لیں تو ناانصافوں میں شمار ہوں۔

تشریح

﴿۷۸﴾ برادرانِ یوسف کی درخواست کہ بن یمین کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے | برادران یوسف نے درخواست کی کہ جناب والا بن یمین کے والد بہت بوڑھے ہیں وہ انکی جدائی برداشت نہیں کر سکیں گے آپ صاحب کرم انسان ہیں بن یمین کی جگہ ہم میں سے کسی کو اپنے پاس روک لیجئے۔

﴿۷۹﴾ حضرت یوسفؑ کا جواب کہ یہ بات انصاف کے خلاف ہے | حضرت نے جواب دیا کہ اللہ کی پناہ ہم ایسا کیسے کر سکتے ہیں کہ کسی دوسرے شخص کو اپنے پاس رکھ لیں جس کے پاس ہمارا مال ملا ہے اس کو چھوڑ کر خود تمہارے فتوے کے مطابق کسی دوسرے کو رکھیں گے تو ہمارا شمار ظالموں میں ہوگا۔ انصاف یہی ہے کہ جس نے کیا ہے، وہی بھرے۔

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ

فَلَمَّا	اسْتَيْـَٔسُوْا	مِنْهُ	خَلَصُوْا	نَجِيًّا	قَالَ	كَبِيْرُهُمْ	اَلَمْ
پھر جب	وہ مایوس ہو گئے	اس سے	اکیلے ہو بیٹھے	مشورہ کیا	کہا	ان کا بڑا	کیا نہیں

پھر جب وہ اس سے مایوس ہو گئے تو مشورہ کرنے کے لئے اکیلے ہو بیٹھے، ان کے بڑے (بھائی) نے کہا کیا

تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ

تَعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اَبَاكُمْ	قَدْ ، اَخَذَ	عَلَيْكُمْ	مَّوْثِقًا	مِّنَ	اللّٰهِ
تم جانتے	کہ	تمہارا باپ	لیا ہے	تم سے	پختہ عہد	سے (کا)	اللہ

تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا پختہ عہد لیا اور اس سے قبل تم نے

وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ

وَ	مِنْ قَبْلُ	مَا فَرَّطْتُّمْ	فِيْ	يُوْسُفَ	فَلَنْ	اَبْرَحَ
اور	اس سے قبل	جو تقصیر کی تم نے	بارہ میں	یوسف	پس ہرگز نہ	ٹلوں گا

یوسف علیہ السلام کے بارے میں تقصیر کی، پس میں ہرگز نہ ٹلوں گا

الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ

الْاَرْضَ	حَتّٰى	يَاْذَنَ	لِيْٓ	اَبِيْٓ	اَوْ	يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ	وَهُوَ	خَيْرُ
زمین	یہاں تک	اجازت دے	مجھے	میرا باپ	یا	حکم دے (تدبیر نکالے اللہ) میرے لئے	اور وہ	سب سے

زمین سے (یہاں سے) یہانتک کہ میرا باپ مجھے اجازت دے یا میرا اللہ میرے لئے کوئی تدبیر نکالے اور وہ

الْحٰكِمِيْنَ ۝٨٠ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ

الْحٰكِمِيْنَ	اِرْجِعُوْٓا	اِلٰٓى	اَبِيْكُمْ	فَقُوْلُوْا	يٰٓاَبَانَآ	اِنَّ	ابْنَكَ	سَرَقَ
بہتر فیصلہ کرنیوالا	لوٹ جاؤ	طرف (پاس)	اپنا باپ	پس کہو	اے ہمارے باپ	بیشک	تمہارا بیٹا	چوری کی

سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اپنے باپ کے پاس لوٹ جاؤ پس کہو اے ہمارے باپ! تمہارے بیٹے نے چوری کی اور ہم

وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝٨١

وَمَا شَهِدْنَآ	اِلَّا	بِمَا	عَلِمْنَا	وَمَا كُنَّا	لِلْغَيْبِ	حٰفِظِيْنَ	
اور نہیں گواہی دی ہم نے	مگر	جو	ہمیں معلوم تھا	اور ہم نہ تھے	غیب کے	نگہبان	

نے گواہی نہیں دی تھی (صرف وہی کہا تھا) جو ہمیں معلوم تھا اور ہم غیب کے نگہبان (باخبر) نہ تھے

(۸۰) فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا يَئِسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا اعْتَزَلُوْا نَجِيًّا مَصْدَرٌ يَصْلُحُ لِلْوَاحِدِ وَغَيْرِهٖ اَيْ يُنَاجِيْ

(۸۰) فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا پھر جب وہ بنیامین کے ملنے سے ناامید ہو گئے علیحدہ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے۔ انمیں سے عمر میں بڑے

بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ كَبِيْرُهُمْ سِنًّا رُوْبِيْلُ
اَوْ رَأْيًا يَهُوْدُ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ
قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا عَهْدًا مِّنَ اللّٰهِ
فِيْ اَخِيْكُمْ وَمِنْ قَبْلُ مَا زَائِدَةٌ فَرَّطْتُّمْ
فِيْ يُوْسُفَ وَقِيْلَ مَا مَصْدَرِيَّةٌ مُبْتَدَأٌ
خَبَرُهٗ مِنْ قَبْلُ فَلَنْ اَبْرَحَ اُفَارِقَ الْاَرْضَ
اَرْضَ مِصْرَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ بِالْعَوْدِ اِلَيْهِ
اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ بِخَلَاصِ اَخِيْ وَهُوَ خَيْرُ
الْحٰكِمِيْنَ ○ اَعْدَلُهُمْ

روبیل یا تدبیر ورائے میں بڑے یہودا نے کہا کہ تم کو معلوم ہے
کہ تمہارے باپ نے اس تمہارے بھائی بنیامین کے بارے
میں تم سے اللہ کی قسمیں اور عہد لئے ہیں اور اس سے پہلے تم
یوسف کے بارے میں بڑا قصور کر چکے ہو سو میں زمین مصر سے
جدا نہ ہوں گا یہاں تک کہ میرا باپ مجھ کو اجازت وہاں
جانے کی دے اور ملا دے۔ یا اللہ میرے لئے مقدر کرے
کہ میرا بھائی چھوٹ جائے اور وہ بڑا انصاف والا
ہے۔

(۸۱) اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ
اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَآ
عَلَيْهِ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا تَيَقَّنَّا مِنْ
مُشَاهَدَةِ الْمَتَاعِ فِيْ رَحْلِهٖ وَمَا
كُنَّا لِلْغَيْبِ لِمَا غَابَ عَنَّا حِيْنَ
اِعْطَاءِ الْمَوْثِقِ حٰفِظِيْنَ ○ وَلَوْ
عَلِمْنَا اَنَّهٗ يَسْرِقُ لَمْ نَاْخُذْهُ

(۸۱) تم جاؤ اپنے باپ کے پاس، سو اس سے کہو کہ اے ہمارے
باپ بے شک تیرے بیٹے نے چوری کی اور ہم نے اس کی
چوری پر اسوقت گواہی دی کہ یقیناً جان لیا کہ اس نے چوری
کی اور صاع کو اس کے اسباب میں دیکھا اور ہم غیب داں
نہیں تھے جبکہ ہم نے تجھ سے عہد اسکے لانے کا کیا ہم کو کیا خبر تھی کہ
وہ ایسا کریگا اگر ہم جانتے کہ وہ چوری کریگا تو اس کو کبھی
ساتھ نہ لیتے۔

تشریح

(۸۰) برادرانِ یوسف کا باہمی مشورہ | اس طرف سے مایوس ہو کر برادرانِ یوسف ایک طرف کو جا کر آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیئے اکثر کی رائے یہ ہوئی کہ ہم وطن واپس چلے جائیں۔ بھائیوں میں جو بڑا سمجھ دار تھا اس نے کہا کہ اب ہم کیا منہ لے کر باپ کے سامنے جائیں گے۔ انہوں نے جو ہم سے وعدہ لیا تھا اس کا کیا جواب دیں گے۔ یوسف کے معاملے میں جو زیادتی ہو چکی ہے وہ بھی تمہیں سب کو معلوم ہے اس کی وجہ سے اب تک ہمارے والد پر غم کا اثر ہے اب یہاں بن یمین کو چھوڑ کر سب کا چلا جانا بڑی بے غیرتی کی بات ہو گی میں تو اب یہاں سے ٹلنے والا نہیں ہوں جب تک میرے والد مجھے اجازت نہ دیں یا پھر اللہ کی طرف سے ہی کوئی فیصلہ ہو جائے کہ میں کسی تدبیر سے بن یمین کو چھڑا سکوں یہ بھائی سمجھدار اور نرم دل تھا اس نے اس وقت بھی جب بھائی یوسف ؑ کو قتل کرنا چاہتے تھے یہی کہا تھا کہ یوسف کو قتل مت کرو۔

(۸۱) تم لوگ [illegible] الد صاحب کو سب صورت حال بتادو | مجھے یہاں چھوڑ کر تم سب لوگ چلے جاؤ اور جا کر والد صاحب کو بتا دو کہ ایسا واقعہ پیش آ گیا جس کی کوئی امید نہیں تھی آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے ہم نے اسے اپنی آنکھوں سے چوری کرتے ہوئے نہیں دیکھا پس جو کچھ ہمارے سامنے ہوا ہے وہی بیان کر رہے ہیں غیب کی بات ہمیں معلوم نہیں ہے اور جو کچھ پیش آنے والا ہے ہم اس کی نگہبانی نہیں کر سکتے۔

وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ أَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَإِنَّا

وَسْئَلِ	الْقَرْيَةَ	الَّتِيْ	كُنَّا	فِيْهَا	وَالْعِيْرَ	الَّتِيْٓ	أَقْبَلْنَا	فِيْهَا	وَإِنَّا
اور پوچھ لیں	بستی	جو جس	ہم تھے	اسمیں	اور قافلہ	جو جس	ہم آئے	اس میں	اور بیشک ہم

اور پوچھ لیں اس بستی سے جس میں ہم تھے، اور اس قافلے سے جس میں ہم آئے ہیں اور بیشک

لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ

لَصٰدِقُوْنَ	قَالَ	بَلْ	سَوَّلَتْ	لَكُمْ	أَنْفُسُكُمْ	أَمْرًا	فَصَبْرٌ
سچے	اس نے کہا	بلکہ	بنالی ہے	تمہارے لئے	تمہارا دل	ایک بات	پس صبر

ہم سچے ہیں۔ اس نے کہا (نہیں) بلکہ تمہارے دل نے بنالی ہے ایک بات، پس صبر ہی

جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّأْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ إِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ

جَمِيْلٌ	عَسَى	اللّٰهُ	أَنْ يَّأْتِيَنِيْ	بِهِمْ	جَمِيْعًا	إِنَّهٗ	هُوَ	الْعَلِيْمُ
اچھا	شاید	اللہ	کہ میرے پاس لے آئے	انہیں	سب کو	بیشک وہ	وہ	جاننے والا

اچھا ہے، شاید اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے، بیشک وہ جاننے والا ہے

الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓأَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَ

الْحَكِيْمُ	وَتَوَلّٰى	عَنْهُمْ	وَقَالَ	يٰٓأَسَفٰى	عَلٰى	يُوْسُفَ	وَ
حکمت والا	اور منہ پھیر لیا	ان سے	اور کہا	ہائے افسوس	پر	یوسف	اور

حکمت والا ہے اور ان سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے افسوس، یوسفؑ پر اور اس کی

ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾

ابْيَضَّتْ	عَيْنٰهُ	مِنَ	الْحُزْنِ	فَهُوَ	كَظِيْمٌ
سفید ہوگئیں	اسکی آنکھیں	سے	غم	پس وہ	گھونٹ رہا تھا

آنکھیں سفید ہوگئیں غم سے پس وہ گھونٹ رہا تھا (غم ضبط کررہا تھا)

۸۲ وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا هِيَ مِصْرُ
اَيْ اَرْسِلْ اِلٰى اَهْلِهَا فَاسْئَلْهُمْ وَالْعِيْرَ
اَيْ اَصْحَابَ الْعِيْرِ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا وَ
هُمْ قَوْمٌ مِّنْ كَنْعَانَ وَاِنَّا لَصَادِقُوْنَ ○
فِيْ قَوْلِنَا فَرَجَعُوْا اِلَيْهِ وَقَالُوْا لَهٗ ذٰلِكَ
۸۳ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ زَيَّنَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ

۸۲ اور جس شہر میں ہم تھے یعنی مصر اس کے رہنے والوں سے اس قصہ کو تحقیق کرلے اور جس قافلے میں ہم تھے یعنی کنعان کے چند آدمی ان سے بھی اس کو پوچھ لے اور بیشک ہم اپنی بات میں سچے ہیں پس وہ سب بھائی موافق رائے اپنے بڑے بھائی کے کنعان کو واپس آئے اور یعقوبؑ سے اسطرح کہا۔

۸۳ یعقوبؑ نے اس کو سنکر کہا بلکہ اچھا کردیا تمہارے لئے تمہاری جانوں نے

اَمْرًا ؕ فَفَعَلْتُمُوْهُ اِتَّهَمَهُمْ لِمَا سَبَقَ مِنْهُمْ فِیْ اَمْرِ یُوْسُفَ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ صَبْرِیْ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ بِیُوْسُفَ وَاَخَوَیْهِ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ بِحَالِیْ الْحَکِیْمُ ○ فِیْ صُنْعِهٖ
(۸۴) وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ تَارِكًا خِطَابَهُمْ وَقَالَ یٰۤاَسَفٰی الْاَلِفُ بَدَلٌ مِّنْ یَاءِ الْاِضَافَةِ اَیْ یَا حُزْنِیْ عَلٰی یُوْسُفَ وَابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ انْمَحَقَ سَوَادُهُمَا وَبُدِّلَ بَیَاضًا مِّنْ بُکَائِهٖ مِنَ الْحُزْنِ عَلَیْهِ فَهُوَ کَظِیْمٌ ○ مَغْمُوْمٌ مَکْرُوْبٌ لَا یُظْهِرُ کَرْبَهٗ

ایک امر سوتم اس کو کر گذرے (یعقوبؑ نے اس قصہ میں بھی ان کو جھوٹا سمجھا اسلئے کہ پہلے یوسف کے بارے میں یہ جھوٹ بول چکے تھے) سو میرا کام صبر کرنے کا اور شکایت نہ کرنے کا ہے عنقریب اللہ ان سب یعنی یوسف اور اس کے دونوں بھائیوں کو مجھ سے ملادیگا بیشک وہ خوب جانتا ہے میرے حال کو حکمت والا ہے اپنے افعال میں
(۸۴) اور یہ کہہ کر یعقوب اپنے بیٹوں سے جدا ہوا اور ان سے خطاب چھوڑ کر علیحدہ یہ کہنے لگا اے افسوس یوسفؑ کی جدائی پر (اَسَفَا کا الف عوض یاء اضافت کے ہے جس کے معنی یہ ہیں آئے غم میرے) اور یعقوبؑ کی دونوں آنکھیں روتے روتے سفید ہوگئیں اور ان کی سیاہی اور روشنی جاتی رہی بسبب غم فراق یوسف کے سو وہ مغموم ستم رسیدہ تھا اپنی مصیبت اور تکلیف کو

تشریح

(۸۲) واقعہ کی سچائی معلوم کرنے کیلئے آپ معتبر آدمیوں کی معلوم کرسکتے ہیں | برادرانِ یوسف نے اپنے والد کو یقین دلایا کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں وہ سب سچ سچ کہہ رہے ہیں آپ معتبر آدمی بھیج کر بستی والوں سے معلوم کرلیں ان قافلے والوں سے بھی تحقیق ہو سکتی ہے جو ہمارے ساتھ گئے تھے اور واپس آئے ہیں ہم اپنے بیان میں بالکل سچے ہیں۔ ہم نے کوئی جھوٹ بات نہیں گھڑی ہے۔

(۸۳) حضرت یعقوبؑ کی استقامت | معاملہ بڑا سنگین تھا حضرت یعقوبؑ اس سے پہلے اپنے بہت ہی عزیز بیٹے کو کھو چکے تھے اب یہ بے ماں کا سب سے چھوٹا بیٹا بن یمین تھا جو حضرت یوسفؑ کے بعد انکی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا۔ بڑے وعدے وعید لیکر نہ جانے کس دل سے بن یمین کو بھائیوں کے ساتھ بھیجا تھا۔ اب بن یمین کا جدا ہوجانا بڑا بھاری امتحان تھا۔ لیکن یہ اللہ کے نبی ہیں صبر، توکل اور اللہ کے ساتھ تعلق کا انتہائی اعلےٰ نمونہ نبی کی سیرت میں ملتا ہے اتنی بڑی بات سنکر پائے استقامت میں ذرا فرق نہیں آیا کوئی حرف شکایت زبان پر نہیں آیا۔ آیا تو اتنا کہ بات یہ نہیں ہے کہ میرا بیٹا چور ہے میں اپنے بیٹے کی عادت اور اس کے اخلاق سے خوب واقف ہوں کیا اس جیسی طبیعت کا آدمی ایک پیالے کی چوری کرسکتا ہے؟ چور خود تمہارے دل میں ہے پہلے ایک بھائی کو جان بوجھ کر گم کردینا اسکی قمیص پر جھوٹا خون لے آنا، جس طرح تمہارے لئے وہ بات آسان تھی اسی طرح تمہارے لئے یہ بات آسان ہے کہ تم نے آسانی سے اپنے بھائی کو چور مان لیا اور یہ کہہ کر کہ اس کا بھائی بھی چور تھا اسکے اس کے جرم کو اور پختہ کردیا اگر تمہارے دل میں کھوٹ نہ ہوتا تو تم اپنے بھائی کی مدافعت کرتے اور بتاتے کہ یہ ممکن ہے کہ کسی اور نے بن یمین کے سامان میں پیالہ رکھ دیا ہو مگر میں صبر ہی کرونگا اور اچھی طرح صبر کرلوں گا کوئی شکایت میری زبان پر نہ آئے گی ہوسکتا ہے اللہ تعالےٰ نے اسی میں بہتری رکھی ہو، اور وہ پھر ان سب کو مجھ سے ملا دے وہ سب کچھ جانتا ہے اس کے تمام کام حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔

(۸۴) حضرت یعقوب صبر کا پہاڑ | غم معمولی نہ تھا ایک بیٹے کے بعد اب دوسرے بیٹے کا غم نیا زخم کھا کر پرانا زخم ہرا ہوگیا۔ حضرت یعقوب بے اختیار پکار اٹھے ہائے یوسف، افسوس تم کہاں ہو، ان کا دل غم سے گھٹا جا رہا تھا اور آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں ایسا لگتا تھا کہ ان آنکھوں میں سارا نور ختم ہوچکا ہے پھٹی پھٹی بے رونق آنکھیں گم شدہ بچوں کو تلاش کررہی تھیں وہ غم جو مدت سے سینے میں دبا رکھا تھا وہ طوفان جس کو دل میں چھپا رکھا تھا غم کی شدت سے آج زبان پکار اٹھی، یٰۤاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ

قَالُوْا	تَاللّٰهِ	تَفْتَؤُا	تَذْكُرُ	يُوْسُفَ	حَتّٰى	تَكُوْنَ	حَرَضًا	اَوْ
وہ بولے	اللہ کی قسم	تو ہمیشہ رہیگا	یاد کرتا	یوسف	یہاں تک کہ	تم ہو جاؤ	بیمار	یا

وہ بولے اللہ کی قسم! تم ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہو گے یہاں تک کہ تم ہو جاؤ بیمار یا

تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ

تَكُوْنَ	مِنَ	الْهٰلِكِيْنَ	قَالَ	اِنَّمَآ	اَشْكُوْا	بَثِّيْ	وَحُزْنِيْ
ہو جاؤ	سے	ہلاک ہونیوالے	اس نے کہا	میں تو صرف	بیان کرتا ہوں	اپنی بیقراری	اور اپنا غم

ہلاک ہو جاؤ۔ اس نے کہا میں تو اپنی بے قراری اور اپنا غم بیان کرتا ہوں

اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا

اِلَى	اللّٰهِ	وَاَعْلَمُ	مِنَ	اللّٰهِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ	يٰبَنِيَّ	اذْهَبُوْا
طرف (سامنے)	اللہ	اور جانتا ہوں	سے	اللہ	جو	تم نہیں جانتے	اے میرے بیٹو	تم جاؤ

صرف اللہ کے سامنے اور اللہ (کی طرف) سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اے میرے بیٹو! تم جاؤ

فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ

فَتَحَسَّسُوْا	مِنْ	يُّوْسُفَ	وَاَخِيْهِ	وَلَا تَايْـَٔسُوْا	مِنْ	رَّوْحِ اللّٰهِ
پس کھوج نکالو	سے (کا)	یوسف	اور اس کا بھائی	اور نہ مایوس ہو	سے	اللہ کی رحمت

پس کھوج نکالو یوسفؑ کا اور اس کے بھائی کا اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو

اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

اِنَّهٗ	لَا يَايْـَٔسُ	مِنْ	رَّوْحِ اللّٰهِ	اِلَّا	الْقَوْمُ	الْكٰفِرُوْنَ
بیشک وہ	مایوس نہیں ہوتے	سے	اللہ کی رحمت	مگر	لوگ	کافر (جمع)

بیشک اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

﴿۸۵﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَا تَفْتَؤُا تَزَالُ تَذْكُرُ
يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا مُشْرِفًا
عَلَى الْهَلَاكِ لِطُوْلِ مَرَضِكَ وَهُوَ
مَصْدَرٌ يَسْتَوِيْ فِيْهِ الْوَاحِدُ وَغَيْرُهٗ
اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ ○ الْمَوْتٰى

﴿۸۵﴾ اس کے بیٹوں نے جو موجود تھے کہا بخدا تو کبھی یوسف کی یاد نہ
چھوڑیگا اور اس کو نہ بھولے گا یہاں تک کہ تو بسبب درازی مرض
کے موت کے نزدیک پہنچ جاویگا (مرض مصدر ہے واحد جمع کے
لئے یکساں آتا ہے) یا ہو جاوے گا تو مرنے والوں میں سے۔

(۸۶) قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ هُوَ عَظِيْمُ
الْحُزْنِ الَّذِيْ لَا يَصْبِرُ عَلَيْهِ حَتّٰى
يَبُثَّ اِلَى النَّاسِ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ
لَا اِلٰى غَيْرِهٖ فَهُوَ الَّذِيْ تَنْفَعُ الشَّكْوٰى
اِلَيْهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ ○ مِنْ اَنَّ رُؤْيَا يُوْسُفَ
صِدْقٌ وَهُوَ حَيٌّ ثُمَّ قَالَ
(۸۷) يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ
يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ اُطْلُبُوْا خَبَرَهُمَا وَلَا
تَا۟يْـَٔسُوْا اَقْنَطُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ رَحْمَتِهٖ
اِنَّهٗ لَا يَا۟يْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا
الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ فَانْطَلَقُوْا نَحْوَ
مِصْرَ لِيُوْسُفَ

(۸۶) یعقوبؑ نے ان سے کہا کہ میں اپنی سخت مصیبت اور غم کی شکایت اللہ ہی سے کرتا ہوں اس کے سوا کسی اور سے نہیں کرتا کہ اسی کے سامنے شکایت کرنا اور اپنا حال ظاہر کرنا نفع دیتا ہے (بثّ اس سخت مصیبت اور رنج کو کہتے ہیں جس پر صبر نہ ہو سکے یہاں تک کہ لوگوں کے سامنے اسکے اظہار کی نوبت آوے) اور میں اللہ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے یعنی یہ کہ یوسف کے خواب سچے تھے اور وہ زندہ موجود ہے۔ پھر کہا۔
(۸۷) اے میرے بیٹو جاؤ پس تلاش کرو حال یوسفؑ اور اس کے بھائی بنیامین کا اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک بات یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں ہوتا سوا کافروں کے سو وہ چلے مصر کی طرف تلاش یوسف میں۔

تشریح

(۸۵) آپ تو یوسف کو ہی یاد کرتے رہیں گے | حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ سے غیر معمولی محبت تھی۔ یوں تو ہر باپ کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے لیکن ہونہار اور فرماں بردار بیٹے سے تعلق کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتا ہے۔ حضرت یوسفؑ ایک غیر معمولی سیرت کے انسان تھے۔ حضرت یعقوب جو نبی تھے اور وہ اپنے بیٹے میں آثار نبوت کی پرچھائیاں محسوس کر رہے تھے خصوصاً حضرت یوسف کا وہ خواب جو انہوں نے دیکھا تھا اور اپنے والد سے اس کا ذکر کیا تھا وہ خواب آنے والے وقت کی بشارت تھا اس لئے حضرت یوسفؑ کی یاد کا غم ایسا نہ تھا جس کو بھلایا جا سکے۔ حضرت یعقوبؑ کے بیٹوں نے ان کے غم و حزن کو دیکھ کر کہا کہ بخدا آپ یوسف کی یاد کو نہیں چھوڑیں گے۔ اب تو نوبت یہ آگئی ہے کہ آپ اس کے غم میں اپنے آپ کو گھلا دیں گے یا کہیں اپنی جان ہی کو ہلاک نہ کر ڈالیں۔

(۸۶) حضرت یعقوب کا جواب کہ خالق کے آگے دردِ دل کی شکایت صبر کے خلاف نہیں ہے | حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کو جواب دیا کہ تم میرے غم و حزن کو دیکھ کر سمجھتے ہو کہ میں صبر نہیں کر رہا ہوں۔ بے صبری وہ ہے کہ مخلوق کے سامنے خالق کے دیئے ہوئے درد کی شکایت کرے۔ میں تو اپنی شکایت اور اپنی پریشانی کا اظہار اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں کرتا میری فریاد اسی سے ہے جس نے یہ درد دیا ہے۔ یہ بات صبر کے خلاف نہیں ہے اور اللہ کی طرف سے جو بات مجھے معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں ہے۔

(۸۷) حضرت یعقوب کا بیٹوں کو حکم کہ جاکر یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو | حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کو حکم دیا کہ گھر میں ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھنے سے کام نہیں چلیگا میرے بچو! جاکر یوسف اور اس کے بھائی کی کچھ ٹوہ لگاؤ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ صاحبِ ایمان کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ وہ پست ہمتی دکھائے اور اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر بیٹھ جائے اسکی رحمت سے مایوس وہی ہوتے ہیں جن کے دلوں میں ایمان نہیں ہے۔ یوسف کی کھوج لگاؤ اور بن یمین کو چھڑانے کا کوئی ذریعہ تلاش کرو کچھ تعجب نہیں کہ اللہ ہم سب کو پھر جمع کر دے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا

وَ اَهْلَنَا	مَسَّنَا	الْعَزِيْزُ	يٰٓاَيُّهَا	قَالُوْا	عَلَيْهِ	دَخَلُوْا	فَلَمَّا
اور ہمارے گھر	ہمیں پہنچی	عزیز	اے	انہوں نے کہا	اس پر، سامنے	وہ داخل ہوئے	پھر جب

پھر جب وہ اس کے سامنے داخل ہوئے انہوں نے کہا اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر کو پہنچی ہے

الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ

وَ تَصَدَّقْ	الْكَيْلَ	لَنَا	فَاَوْفِ	مُّزْجٰىةٍ	بِبِضَاعَةٍ	وَجِئْنَا	الضُّرُّ
اور صدقہ کریں	ناپ (غلہ)	ہمیں	پس پوری دیں	نکمی (ناقص)	پونجی کے ساتھ (لے کر)	اور ہم آئے	سختی

سختی اور ہم ناقص پونجی لے کر آئے ہیں، ہمیں پورا ناپ (غلہ) دیں اور ہم پر صدقہ

عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۸۸

الْمُتَصَدِّقِيْنَ	يَجْزِي	اللّٰهَ	اِنَّ	عَلَيْنَا
صدقہ کرنے والے	جزا دیتا ہے	اللہ	بیشک	ہم پر (ہیں)

کریں بیشک اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔

۸۸ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ الْجُوْعُ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ مَدْفُوْعَةٍ يَدْفَعُهَا كُلُّ مَنْ رَاٰهَا لِرَدَاءَتِهَا وَكَانَتْ دَرَاهِمَ زُيُوْفًا اَوْ غَيْرَهَا فَاَوْفِ اَتِمَّ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا بِالْمُسَامَحَةِ عَنْ رَدَاءَةِ بِضَاعَتِنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝ يُثِيْبُهُمْ فَرَقَّ عَلَيْهِمْ وَاَدْرَكَتْهُ الرَّحْمَةُ وَرَفَعَ الْحِجَابَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ۔

۸۸ پس جب پہنچے عزیز مصر کے پاس کہنے لگے کہ اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو بھوک نے ستایا اور ہم نکمی پونجی لائے ہیں جس کو جو کوئی دیکھتا ہے دور کرتا ہے قبول نہیں کرتا بسبب اس کے ردی اور نکمے ہونے کے (اور وہ چند درہم کھوٹے تھے یا کچھ اور اس کے سوا) سو اے عزیز پورا ناپ ہمارے لئے غلہ اور صدقہ کر اوپر ہمارے اور ہماری پونجی کے نکمی ہونے پر خیال نہ کر چشم پوشی کر بیشک اللہ اچھا بدلہ اور ثواب دیتا ہے صدقہ کرنے والوں کو۔ پس یوسفؑ کو یہ کلام سنکر رقت آئی اور ان پر مہربان ہوا اور پردہ اٹھالیا جو درمیان میں پڑا ہوا تھا یعنی یوسف کے چہرہ پر جو پردہ تھا اسکو علیحدہ کر دیا۔

تشریح

۸۸ **برادران یوسف دوبارہ مصر گئے** باپ کا حکم سن کر اور ان کی نصیحت سمجھ کر کہ وہ مایوس نہ ہوں، یوسف کو تلاش کریں اور بھائی کو چھڑانے کی کوشش کریں، برادرانِ یوسف ایک بار پھر مصر آئے اور حضرت یوسف کے دربار میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ ہم اور ہمارے گھر کے لوگ قحط کی پریشانی میں مبتلا ہیں ہم کچھ تھوڑی سی پونجی لے کر آئے ہیں یہ تھوڑی سی پونجی غلے کی قیمت تو نہیں ہوسکتی آپ ہماری پریشانی کو دیکھتے ہوئے خیرات سمجھ کر بھرپور غلہ عنایت فرمادیں اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو جزا دیتے ہیں۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ

قَالَ	هَلْ	عَلِمْتُمْ	مَا فَعَلْتُمْ	بِيُوْسُفَ	وَاَخِيْهِ	اِذْ
کہا	کیا	تمہیں خبر ہے	کیا تم نے کیا ہے؟	یوسف کے ساتھ	اور اس کا بھائی	جب

(یوسف نے) کہا کیا تمہیں خبر ہے؟ تم نے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا (سلوک) کیا؟

اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ

اَنْتُمْ	جٰهِلُوْنَ	قَالُوْٓا	ءَاِنَّكَ	لَاَنْتَ	يُوْسُفُ	قَالَ
تم	نادان	وہ بولے	کیا تم	تم ہی	یوسف	اس نے کہا

جب تم نادان تھے۔ وہ بولے کیا تم ہی یوسف ہو؟ اس نے کہا

اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ

اَنَا	يُوْسُفُ	وَهٰذَآ	اَخِيْ	قَدْ ، مَنَّ	اللّٰهُ	عَلَيْنَا	اِنَّهٗ
میں	یوسف	اور یہ	میرا بھائی	البتہ احسان کیا ہے	اللہ	ہم پر	بیشک وہ

میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، اللہ نے البتہ ہم پر احسان کیا ہے بیشک

مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

مَنْ يَّتَّقِ	وَيَصْبِرْ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُضِيْعُ	اَجْرَ
جو ڈرتا ہے	اور صبر کرتا ہے	تو بیشک	اللہ	ضائع نہیں کرتا	اجر

جو ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو بیشک اللہ ضائع نہیں کرتا نیکی کرنے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

الْمُحْسِنِيْنَ
نیکی کرنے والے

والوں کا اجر

﴿۸۹﴾ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ تَوْبِيْخًا هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ مِنَ الضَّرْبِ وَالْبَيْعِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَاَخِيْهِ مِنْ هَضْمِكُمْ لَهٗ بَعْدَ فِرَاقِ اَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ○ مَا يَئُوْلُ

﴿۸۹﴾ پھر ازراہ سرزنش انکو کہا، تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا بے اعتدالیاں کیں اس کو مارا اور غلام بنا کر فروخت کیا اور اس کے سوا بہت زیادتی کی اور اس کے بھائی کی دل شکنی کی اور اس کو اپنے بھائی یوسف سے جدا ہونے کے بعد تنگ کیا اور شکستہ خاطر رکھا جبکہ تم جاہل اور بے خبر تھے کہ یوسف کس مرتبہ تک پہنچیگا۔

(۹۰) إِلَيْهِ أَمْرَ يُوسُفَ قَالُوا بَعْدَ أَنْ عَرَفُوهُ لِمَا ظَهَرَ مِنْ شَمَائِلِهِ مُتَثَبِّتِينَ ءَإِنَّكَ بِتَحْقِيقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيلِ الثَّانِيَةِ وَإِدْخَالُ أَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْنِ لَأَنْتَ يُوسُفُ ط قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهٰذَا أَخِي قَدْ مَنَّ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْنَا بِالْاجْتِمَاعِ إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ يَخَفِ اللّٰهَ وَيَصْبِرْ عَلٰى مَا يَنَالُهُ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ○ فِيهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضَعَ الْمُضْمَرِ۔

(۹۰) انہوں نے یہ کلام سنکر یوسف کو پہچان لیا اکی صورت شکل عادات واطلاق سے اور پھر زیادتی تحقیق کے لیے پوچھا کیا تو یوسف ہی ہے (ءَإِنَّكَ کے ہر دو ہمزہ کو ثابت رکھا جائے یا دوسرے ہمزہ کو بین بین پڑھا جائے اور دونوں صورتوں میں ان کے درمیان الف پڑھا جاوے یہ سب صورتیں درست ہیں) وہ بولا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بیشک اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہم کو ملایا بیشک بات یہ ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اور جو کچھ اسکو پیش آوے اس پر صبر کرتا ہے تو اللہ اس کو اجر عطا فرماتا ہے کہ بلاشبہ اللہ نیک لوگوں کا ثواب ضائع نہیں فرماتا۔

تشریح

(۸۹) بھائیوں کی حالت دیکھ کر حضرت یوسف تڑپ اُٹھے | برادرانِ یوسف نے جس عاجزی کے ساتھ گھر کے حالات بیان کیے کہ ہمارا سب گھر کا مال واسباب قحط کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے اور ہم سب اس پریشانی میں مبتلا ہیں۔ بھائیوں کی یہ حالت دیکھ کر اور گھر کے یہ حالات سُن کر حضرت یوسفؑ کا دردمند دل تڑپ اٹھا۔ اب وقت آگیا تھا کہ وہ اپنی شخصیت اپنے بھائیوں پر ظاہر کریں۔ حضرت یوسف نے بھائیوں سے کہا کہ تم نے نادانی میں یوسف اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا، یہ تمہیں معلوم ہے۔

(۹۰) کیا آپ ہی یوسف ہیں؟ | برادرانِ یوسف چونک کر بولے، ہائیں کیا آپ ہی یوسف ہیں۔ بڑا عجیب منظر تھا۔ وہ بھائی جس کو حسد اور دشمنی کی وجہ سے گھر سے دُور کنویں میں پھینک آئے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ معلوم نہیں اب وہ کہاں ہوگا، آج وہی بھائی عزت کے ساتھ مصر کے تخت پر بیٹھا تھا اور وہ اس کے سامنے عاجزی کے ساتھ غلّے کی بھیک مانگ رہے تھے۔ اس بھائی کی مروّت اور اخلاق کی انتہا ہے کہ وہ نہ اپنے بھائیوں کو طعنہ دیتا ہے نہ شرمندہ کرتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ جو کچھ تم نے کیا وہ نادانی اور لاعلمی میں کیا جب تم کو سمجھ نہ تھی۔
یوسف نے کہا کہ ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ نے ہم پر احسان فرمایا۔ اگر کوئی تقویٰ اور صبر سے کام لے تو حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ نہ کوئی شکوہ ہے نہ تکبر ہے بلکہ اللہ کے احسان کو یاد کر کے اسکی شکر گزاری ہے۔ یہی وہ پیغمبرانہ اخلاق اور اعلیٰ کردار ہے جس کی تعلیم اور تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو بھیجتے ہیں۔ حضرت یوسف تختِ مصر پر بیٹھ کر بھی اللہ کے دین کی دعوت کا کام انجام دے رہے ہیں۔ یہ حکومت اور اقتدار بھی کارِ دعوت کا ایک وسیلہ تھا۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا

قَالُوْا	تَاللّٰهِ	لَقَدْ + اٰثَرَكَ	اللّٰهُ	عَلَيْنَا	وَاِنْ	كُنَّا
کہنے لگے	اللہ کی قسم	تجھے پسند کیا (فضیلت دی)	اللہ	ہم پر	اور بیشک	ہم تھے

کہنے لگے اللہ کی قسم! اللہ نے تجھے ہم پر فضیلت دی ہے اور ہم بے شک خطاوار

لَخٰطِئِيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ

لَخٰطِئِيْنَ	قَالَ	لَا تَثْرِيْبَ	عَلَيْكُمُ	الْيَوْمَ	يَغْفِرُ
خطاوار	اس نے کہا	ملامت نہیں	تم پر	آج	بخشنے والا

تھے۔ اس نے کہا آج تم کوئی ملامت (الزام) نہیں۔ اللہ تمہیں

اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ

اللّٰهُ	لَكُمْ	وَهُوَ	اَرْحَمُ	الرّٰحِمِيْنَ	اِذْهَبُوْا	بِقَمِيْصِيْ
اللہ	تم کو	اور وہ	سب سے زیادہ مہربان	مہربانی کرنے والے	تم جاؤ	میری قمیص لے کر

بخشے، وہ سب سے زیادہ مہربان ہے مہربانی کرنے والوں سے۔ تم میری یہ قمیص لے کر ع

هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۰/۴

هٰذَا	فَاَلْقُوْهُ	عَلٰي	وَجْهِ	اَبِيْ	يَاْتِ	بَصِيْرًا	وَاْتُوْنِيْ	بِاَهْلِكُمْ	اَجْمَعِيْنَ
یہ	پس ڈالو اسکو	پر	چہرہ	میرے باپ	آ جائیگا	بینا ہو کر	اور میرے پاس لے آؤ	اپنے گھر والوں کو	تمام (سارے)

جاؤ پس اسکو میرے باپ کے چہرے پر ڈالو وہ بینا ہو جائیں گے اور میرے پاس اپنے تمام گھر والوں کو لے آؤ۔

﴿۹۱﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ فَضَّلَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا بِالْمُلْكِ وَغَيْرِهٖ وَاِنْ مُخَفَّفَةٌ اَيْ اِنَّا كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ○ اٰثِمِيْنَ فِيْ اَمْرِكَ فَاَذَلَّنَا لَكَ۔

﴿۹۲﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَتْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ خَصَّهٗ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهٗ مَظَنَّةُ التَّثْرِيْبِ فَغَيْرُهٗ اَوْلٰى يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○

﴿۹۳﴾ وَسَاَلَهُمْ عَنْ اَبِيْهِ فَقَالُوْا ذَهَبَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا

﴿۹۱﴾ یوسف کے بھائیوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی بلاشبہ اُسنے تجھ کو ہم پر بزرگی دی باعتبار بادشاہت وغیرہ کے اور بہ تحقیق ہم تیرے معاملے میں گنہگار خطاکار تھے سوای سبب اللہ نے ہم سب کو تیرے سامنے ذلیل اور تیرا محتاج کیا۔

﴿۹۲﴾ یوسف نے کہا آج تم پر کوئی عتاب اور سرزنش نہیں (یوسفؑ نے عتاب نہ ہونا اس دن کے ساتھ خاص کیا کیونکہ گمان عتاب کرنے کا اگر تھا اسی دن تھا جب اس دن بھی عتاب نہ کیا تو اور دنوں میں بدرجہ اولیٰ عتاب نہ ہوگا۔ حاصل یہ کہ تم پر کبھی عتاب اور سرزنش میری طرف سے نہیں

﴿۹۳﴾ اور یوسفؑ نے ان سے اپنے باپ کا حال پوچھا سو انہوں نے جواب دیا انکی آنکھیں جاتی رہیں تو یوسفؑ بولا لیجاؤ میرا یہ کرتا (یہ وہ کرتا

وَهُوَ قَمِيصُ اِبْرَاهِيمَ الَّذِي لَبِسَهُ حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ كَانَ فِي عُنُقِهِ فِي الْجُبِّ وَهُوَ مِنَ الْجَنَّةِ اَمَرَهُ جِبْرِيلُ بِارْسَالِهِ لَهُ وَقَالَ اِنَّ فِيهِ رِيحَهَا وَلَا يُلْقَى عَلَى مُبْتَلًى اِلَّا عُوْفِيَ فَاَلْقُوْهُ عَلَى وَجْهِ اَبِي يَاْتِ بَصِيرًا ۚ وَاْتُوْنِي بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِينَ ○

تھا جسکو ابراہیمؑ نے آگ میں ڈالے جانے کے وقت پہنا تھا اور یوسف جس وقت کنوئیں میں ڈالا گیا اس وقت اس کے گلے میں تھا یہ جنت کا کرتہ تھا۔ جبرئیل نے یوسف سے کہا کہ اس کو یعقوب کے پاس بھیج اور کہا کہ اسمیں جنت کی خوشبو ہے جس مریض پر یہ ڈالا جاتا ہے وہ تندرست ہوجاتا ہے۔ سو تم اس کو لیجاکر میرے باپ کے چہرہ پر ڈالو وہ بینا ہوجائے گا اور اپنے گھر والوں کو میرے پاس لاؤ

تشریح

(۹۱) برادرانِ یوسف کی ندامت | حضرت یوسف کے بھائی اپنے کرتوتوں پر سخت شرمندہ اور نادم تھے آج ان کا گھمنڈ ٹوٹ چکا تھا۔ اللہ کی قدرت کی نشانی ان کے سامنے تھی انہوں نے عاجزی سے کہا کہ بخدا سچ یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی واقعی ہم خطاکار تھے۔ یہ ہماری بھول تھی کہ ہم نے آپ کی قدر نہ پہچانی اور حسد میں مبتلا ہوکر آپ کو تکلیف پہنچائی اور والد کے لئے اذیت کا باعث بنے۔

(۹۲) آج تم پر کوئی دار وگیر نہیں | حضرت یوسف نے جواب دیا آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے تم نے جو کچھ کیا تھا نادانی کی حالت میں کیا تھا میں نے تمہیں معاف کر دیا اللہ تعالےٰ بھی تمہیں معاف کرے وہ بہت رحم کرنے والے ہیں۔

واضح رہے کہ ٹھیک یہی جواب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر جب آپ صحن حرم میں تشریف فرما تھے بڑے بڑے مجرم خطاکار آپ کے دشمن قریش کے سردار آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے آپ نے ان سے سوال کیا تھا تمہارا کیا خیال ہے آج میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا؟ انہوں نے کہا تھا کہ آپ کریم ابن کریم ہیں، ہم آپ سے بھلائی کی توقع رکھتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا تھا آج میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ ــــ آج تم پر کوئی گرفت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ مروت اور فیاضی اور بلند اخلاق کا یہ نمونہ پیغمبروں کی سیرت میں ہی ملتا ہے۔

(۹۳) پیراہن یوسفی کا اثر | حضرت یوسفؑ کو بھائیوں سے یہ بات معلوم ہوچکی تھی کہ فراق یوسف میں روتے روتے حضرت یعقوبؑ کی بینائی ختم ہوچکی ہے انتظامی مصروفیات کی وجہ سے حضرت یوسفؑ خود کنعان کا سفر نہیں کرسکتے تھے انہوں نے اپنا قمیص اپنے بھائیوں کو دیا اور کہا کہ اسکو میرے والد کی آنکھوں سے لگا دینا ان کی بینائی بحال ہوجائے گی اور اپنے سب اہل وعیال کو میرے پاس لے آؤ۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ

وَلَمَّا	فَصَلَتِ	الْعِيْرُ	قَالَ	اَبُوْهُمْ	اِنِّیْ	لَاَجِدُ	رِيْحَ	يُوْسُفَ
اور جب	جُدا ہُوا (روانہ ہوا)	قافلہ	کہا	ان کا باپ	بیشک میں	البتہ پاتا ہوں	ہوا (خوشبو)	یوسف

اور جب قافلہ روانہ ہوا ان کے باپ نے کہا، بے شک میں یوسفؑ کی خوشبو پا رہا ہوں۔

لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

لَوْلَآ	اَنْ	تُفَنِّدُوْنِ	قَالُوْا	تَاللّٰهِ	اِنَّكَ	لَفِیْ	ضَلٰلِكَ	الْقَدِيْمِ
اگر نہ	کہ	مجھے بہک گیا جانو	وہ کہنے لگے	اللہ کی قسم	بیشک تو	میں	اپنا وہم	پُرانا

اگر نہ جانو (نہ کہو) کہ بوڑھا بہک گیا ہے۔ وہ کہنے لگے، اللہ کی قسم! بیشک تو اپنے پرانے وہم میں ہے

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ

فَلَمَّآ	اَنْ	جَآءَ	الْبَشِيْرُ	اَلْقٰهُ	عَلٰی	وَجْهِهٖ	فَارْتَدَّ	بَصِيْرًا	قَالَ	اَلَمْ
پھر جب	کہ	آیا	خوشخبری دینے والا	اس نے وہ (کرتہ) ڈالا	پر	اس کا منہ	تو لوٹ کر ہو گیا	دیکھنے والا	بولا	کیا نہیں

پھر جب خوشخبری دینے والا آیا اور اس نے کرتہ اس کے (یعقوبؑ کے) منہ پر ڈالا تو وہ لوٹ کر دیکھنے لگا (بینا ہو گیا) بولا کیا میں نے

اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

اَقُلْ	لَّكُمْ	اِنِّیْٓ	اَعْلَمُ	مِنَ	اللّٰهِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ
میں نے کہا تھا	تم سے	بیشک میں	جانتا ہوں	(طرف) سے	اللہ	جو	تم نہیں جانتے

تم سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

﴿۹۴﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ خَرَجَتْ مِنْ عَرِيْشِ مِصْرَ قَالَ
اَبُوْهُمْ لِمَنْ حَضَرَ مِنْ بَنِيْهِ وَاَوْلَادِهِمْ اِنِّیْ
لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ اَوْصَلَتْهُ اِلَيْهِ الصَّبَا بِاِذْنِهٖ
تَعَالٰی مِنْ مَسِيْرَةِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اَوْ ثَمَانِيَةٍ اَوْ اَكْثَرَ
لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ○ تُسَفِّهُوْنِیْ لَصَدَّقْتُمُوْنِیْ
﴿۹۵﴾ قَالُوْا لَهٗ تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ خَطَائِكَ
الْقَدِيْمِ ○ مِنْ اِفْرَاطِكَ فِیْ مَحَبَّتِهٖ وَرَجَاءِ لِقَائِهٖ
عَلٰی بُعْدِ الْعَهْدِ
﴿۹۶﴾ فَلَمَّآ اَنْ زَائِدَةٌ جَآءَ الْبَشِيْرُ يَهُوْذَا بِالْقَمِيْصِ
وَكَانَ قَدْ حَمَلَ قَمِيْصَ الدَّمِ فَاَحَبَّ اَنْ يُّفْرِحَهٗ
كَمَآ اَحْزَنَهٗ اَلْقٰهُ طَرَحَ الْقَمِيْصَ عَلٰی

﴿۹۴﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ الخ اور جس وقت یہ قافلہ مصر کی آبادی سے نکلا انکے باپ یعقوبؑ نے ان سے کہا جو اس کے پاس بیٹوں میں سے اور انکی اولاد موجود تھی کہ بیشک میں یوسف کی بُو پاتا ہوں اگر تم مجھ کو بے عقل نہ سمجھو تو میری بات کا یقین کر لو (باد صبا نے بحکم الٰہی تین دن کے یا آٹھ دن کے یا اس راہ سے بھی زیادہ سے یوسف کی بُو یعقوبؑ کو پہنچائی)

﴿۹۵﴾ وہ یہ سن کر بولے کہ بخدا بیشک تو اپنے اسی نکمّے خیال اور ہمیشہ کی غلطی پر ہے یعنی چونکہ تمکو یوسف کی محبت زیادہ ہے اسلئے تو باوجود اس قدر زمانہ دراز گذر جانے کے بھی اسکے ملنے کی امید کرتا ہے لہٰذا اس قسم کا خیال کرتا ہے

﴿۹۶﴾ پس جبکہ خوشخبری سنانے والا یعنی یہودا یعقوبؑ کے پاس یوسفؑ کا کرتا لایا (یہودا ہی خون آلودہ کرتا یعقوبؑ کے پاس لایا تھا اسلئے اس نے چاہا کہ جسطرح میں نے یعقوبؑ کو غمگین کیا تھا اسیطرح اسکو خوش کروں) ڈالدیا

وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

کرتے کو یعقوبؑ کے چہرے پر رو ہو گیا وہ بینا یعقوبؑ نے کہا کیا میں تم سے کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

تشریح

(۹۴) حضرت یوسف کی خوشبو | اُدھر بھائیوں کا یہ قافلہ پیراہنِ یوسف لیکر مصر سے کنعان روانہ ہوا اِدھر حضرت یعقوبؑ نے سیکڑوں میل کے فاصلے سے حضرت یوسفؑ کی خوشبو محسوس کر لی اور فرمایا مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ اب تم لوگ یہ نہ کہنے لگنا کہ بڈھا سٹھیا گیا ہے۔

حضرت یوسفؑ جب کنعان سے باہر جنگل میں کنویں میں پڑے ہوئے تھے اسوقت حضرت یعقوبؑ کو معلوم نہ ہو سکا کہ یوسفؑ یہیں جنگل کے ایک کنویں میں ہیں۔ دوسری طرف مصر سے قافلہ روانہ ہوا تو سیکڑوں میل کے فاصلے سے بوئے یوسفی مشامِ جان کو معطر کرنے لگی۔ شیخ سعدیؒ نے اس واقعہ کو اپنے ہی انداز میں بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں،

کسے پرسید ازاں گم کردہ فرزند — کہ اے روشن گہر پیر خردمند
زمصرش بوئے پیراہن شنیدی — چرا در چاہِ کنعانش نہ دیدی

کسی نے اس سے جس کا بیٹا کھو گیا تھا (یعنی حضرت یعقوبؑ) پوچھا کہ اے روشن ضمیر صاحب عقل بزرگ یہ تو بتائیں کہ آپ نے مصر سے یوسف کے پیراہن کی خوشبو محسوس کر لی، کیوں اُن کو کنعان کے کنویں میں نہ دیکھ سکے۔؟ اس پر حضرت یعقوبؑ نے جواب دیا۔

بگفت احوالِ ما برقِ جہان است — دمے پیدا و دیگر دم نہان است
اگر درویش بر حالِ بماندے — سرِ دست از دو عالم برفشاندے

ہمارا حال کوندنے والی بجلی جیسا ہے۔ ایک لمحے میں ظاہر دوسرے لمحے میں غائب۔ اگر درویش ایک حال پر رہتا تو، دونوں عالم سے ہاتھ جھاڑ لیتا۔

(۹۵) حضرت یعقوبؑ کی ناقدری | حضرت یعقوبؑ کے خاندان میں اگر کوئی حضرت یعقوب کا قدر شناس تھا تو وہ حضرت یوسفؑ تھے اور اسی لئے حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسف سے غیر معمولی محبت تھی اور ان سے انکی توقعات وابستہ تھیں۔ حضرت یعقوبؑ یہ تو جانتے تھے کہ یوسف زندہ ہیں مگر وہ کہاں ہیں اور کب ملیں گے یہ ان کو معلوم نہ تھا اس لئے حضرت یوسفؑ کی گمشدگی حضرت یعقوب کے لئے سوہانِ روح بن گئی تھی اور اس روحانی کرب نے ان کی بینائی تک چھین لی تھی اس کے باوجود کوئی ان کے غم میں شریک نہ تھا۔ حضرت یعقوب انکی ذہنی اور اخلاقی پستی سے مایوس ہو چکے تھے اور جب حضرت یعقوبؑ نے یہ کہا کہ میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں تو گھر والوں نے پلٹ کر جواب دیا کہ بخدا آپ ابھی تک اُسی پرانے خبط میں مبتلا ہیں۔ یوسف کی محبت اور اس کے زندہ ہونے کا یقین آپکے دل میں بسا ہے اور وہی خیالات خوشبو بن کر دماغ پر چھا جاتے ہیں۔

(۹۶) حضرت یعقوب کی بینائی لوٹ آئی | حضرت یعقوب نے جو کہا تھا کہ میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں وہ بالکل سچ نکلا خوشخبری دینے والے نے آکر حضرت یوسف کے ملجانے کی خبر دی اور حضرت یوسف کا دیا ہوا قمیص ان کی آنکھوں پر ڈالا تو ان کی بینائی لوٹ آئی۔

جب اللہ تعالیٰ کا اذن ہوتا ہے تو حضرات انبیاء کرام سے معجزے اور اولیاء کرام سے کرامتوں کا ظہور ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ عالم اسباب میں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی سخت صدمے سے بینائی چلی جائے اور خوشی کے غیر معمولی اثر سے بینائی واپس آجائے۔

حضرت یوسفؑ کے اس واقعہ کو لیکر ایک صاحب نے حال ہی میں تحقیق کی اور تجربے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ انسانی پسینے میں ایسی تاثیر موجود ہے جو بینائی کو واپس لاسکتی ہے اور انہوں نے پسینے کے ذریعے موتیابند اور بینائی کی کمزوری کی دوا ایجاد کی ہے۔

حضرت یعقوبؑ نے کہا دیکھو وہی ہوا نہ جو میں تم سے کہتا تھا کہ یوسف زندہ ہیں انکو تلاش کرو مجھے اللہ نے وہ علم دیا ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا

قَالُوْا	يٰٓاَبَانَا	اسْتَغْفِرْ	لَنَا
وہ بولے	اے ہمارے باپ	بخشش مانگ	ہمارے لئے

وہ بولے اے ہمارے باپ ہمارے لئے

ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ

ذُنُوْبَنَآ	اِنَّا	كُنَّا	خٰطِـِٕيْنَ	قَالَ	سَوْفَ	اَسْتَغْفِرُ	لَكُمْ	رَبِّيْ
ہمارے گناہ	بیشک ہم	تھے	خطا کار (جمع)	اس نے کہا	جلد	میں بخشش مانگوں گا	تمہارے لئے	اپنا رب

بخشش مانگیے ہمارے گناہوں کی، بیشک ہم خطا کار تھے ۔ اس نے کہا میں جلد اپنے رب سے تمہارے گناہوں کی بخشش مانگوں گا

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى

اِنَّهٗ	هُوَ	الْغَفُوْرُ	الرَّحِيْمُ	فَلَمَّا	دَخَلُوْا	عَلٰي + يُوْسُفَ	اٰوٰٓى
بیشک وہ	وہ	بخشنے والا	نہایت مہربان	پھر جب	وہ داخل ہوئے	یوسف پر (پاس)	اس نے ٹھکانہ دیا

بیشک وہ بخشنے والا، نہایت مہربان ہے ۔ پھر جب وہ یوسفؑ کے پاس داخل ہوئے تو اس نے اپنے ماں باپ

اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

اِلَيْهِ	اَبَوَيْهِ	وَقَالَ	ادْخُلُوْا	مِصْرَ	اِنْ	شَآءَ اللّٰهُ	اٰمِنِيْنَ
اپنے پاس	اپنے ماں باپ	اور کہا	تم داخل ہو	مصر	اگر	اللہ نے چاہا	امن (دلجمعی) کے ساتھ

کو اپنے پاس ٹھکانہ دیا، اور کہا اگر اللہ چاہے تو تم مصر میں دلجمعی کے ساتھ داخل ہو۔

﴿۹۷﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ
لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا
خٰطِـِٕيْنَ ○

﴿۹۷﴾ وہ بولے کہ اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی بخشش مانگ
بیشک ہم تھے خطا کار۔

﴿۹۸﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ
رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِيْمُ ○ اَخَّرَ ذٰلِكَ
اِلَى السَّحَرِ لِيَكُوْنَ اَقْرَبَ
اِلَى الْاِجَابَةِ وَقِيْلَ

﴿۹۸﴾ یعقوبؑ نے کہا میں عنقریب اپنے رب سے تمہاری
بخشش چاہوں گا بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے

(یعقوب علیہ السلام نے ان کے لئے دعائے مغفرت
کو اسلئے مؤخر کیا کہ صبح کے وقت دعا کروں گا کہ
وہ وقت قبولیت کا ہے اور بعض نے فرمایا

إِلَىٰ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ ثُمَّ تَوَجَّهُوا إِلَىٰ مِصْرَ وَخَرَجَ يُوسُفُ وَالْأَكَابِرُ لِتَلَقِّيهِمْ

کہ جمعہ کی شب تک مؤخر کیا) پھر وہ سب متوجہ ہوئے طرف مصر کے اور یوسفؑ اور تمام رؤساء واکابر شہران کے استقبال کو نکلے

(۹۹) فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ فِي مَضْرَبِهِ آوَىٰ ضَمَّ إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ أَبَاهُ وَأُمَّهُ أَوْ خَالَتَهُ وَقَالَ لَهُمُ ادْخُلُوا مِصْرَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ۝ فَدَخَلُوا وَجَلَسَ يُوسُفُ عَلَىٰ سَرِيرِهِ

(۹۹) پس جب داخل ہوئے وہ سب یوسفؑ کے قبہ میں، بلایا اس نے اپنی طرف اپنے باپ اور ماں یا خالہ کو۔ اور ان سے کہا داخل ہو جاؤ مصر میں اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہے ساتھ امن وعافیت کے۔

سو وہ داخل ہوئے اور یوسفؑ اپنے تخت پر بیٹھا۔

تشریح

(۹۷) گھر والوں کا اعتراف خطا اس کھلے معجزے کے سامنے آنے کے بعد گھر کے لوگوں نے بھی اپنی خطا کا اعتراف کیا اور عرض کیا کہ ہم آپ سے معافی کے خواستگار ہیں واقعی ہم خطا کار تھے آپ اللہ سے بھی ہمارے گناہوں کی بخشش کی دعا کریں

(۹۸) حضرت یعقوب کا وعدہ کہ میں تمہارے گناہوں کی بخشش کی دعا کرونگا گھر والوں کی ندامت اور اپنے گناہوں کی معافی کے بعد حضرت یعقوب نے بھی وعدہ کیا کہ میں تمہارے لئے اپنے رب سے معافی کی درخواست کرونگا وہ بڑا معاف فرمانیوالا اور رحیم ہے مجھے امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ معاف کردیگا۔

(۹۹) فلسطین سے بنی اسرائیل کا مصر منتقل ہونا حضرت یوسفؑ نے اپنے اہل خاندان کو مصر آنے کی دعوت بڑی بہت سے اونٹ اور سفر کا سامان بھیجا گاڑی چھکڑے اور مختلف سامان سے لدے ہوئے بیس گدھے بھی بھیجے تاکہ پورے خاندان کو فلسطین منتقل ہونے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ افراد خاندان کی تعداد ۶۷-۶۸-۷۰، یا ۹۲ تھی۔ انکے خاندان میں جن لڑکیوں کی شادیاں ہوئی تھیں انکو ملا کر کل تعداد ۹۲ بنتی تھی اور ان لڑکیوں کے بغیر ۶۷ سے ۷۰ تک کی تعداد تھی۔ بہرحال یہ لوگ فلسطین سے سفر کرکے یوسفؑ کے پاس مصر پہنچے تو حضرت یوسف نے شہر سے باہر نکل کر حکومت کے امرا اور فوج کیساتھ پورے تزک و احتشام کے ساتھ شہر میں لائے اپنے والدین کو اپنے پاس بٹھایا اور اہل خاندان سے کہا کہ سب شہر میں چلو انشاء اللہ امن چین سے رہوگے۔ حضرت یوسف کے کہنے کے یہ لوگ مصر میں آباد ہوگئے۔ انکی اولادیں بھی پھیلیں اور ان کا مشن بھی پھیلا ہزاروں ہزار لوگ حضرت یعقوبؑ وحضرت یوسف کی دعوت و تبلیغ کی بدولت دین اسلام میں داخل ہوئے۔ جب حضرت یعقوبؑ مصر پہنچے تو ان کی عمر ۱۳۰ سال تھی اسکے بعد وہ مصر میں ۱۷ سال زندہ رہے اسلام کی تبلیغ کرتے رہے اور انکے بعد انکی اولاد خاص طور پر حضرت یوسفؑ نے اس مشن کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ ۵۰۰ سال کے بعد حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں جب یہ لوگ مصر سے نکلے تو ان کی تعداد لاکھوں میں تھی اندازہ یہ ہے کہ ان کی گنتی بیس لاکھ ہو چکی تھی۔ خروج کے بعد دوسرے سال جب حضرت موسیٰؑ نے سینا کے بیابان میں انکی مردم شماری کرائی تھی تو صرف قابل جنگ مردوں کی تعداد ۶ لاکھ ۲ ہزار ۵ سو ۵۰ تھی۔ یہ سب لوگ اگرچہ بنی اسرائیل کہلاتے تھے مگر نسل کے اعتبار سے سب بنی اسرائیل نہ تھے بلکہ بنی اسرائیل اس قوم کا لقب بن گیا تھا جس نے مصریوں سے الگ دین اسلام کو اختیار کرلیا تھا چنانچہ جب مصر میں قوم پرستی کا طوفان اٹھا تو صرف بنی اسرائیل ہی پر ظلم نہیں ہوا بلکہ بنی اسرائیل کے مسلمان بھی ان کی لپیٹ میں آئے۔

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ

وَرَفَعَ	اَبَوَيْهِ	عَلَى	الْعَرْشِ	وَخَرُّوْا	لَهٗ	سُجَّدًا
اور اونچا بٹھایا	اپنے ماں باپ	پر	تخت	اور وہ گر گئے	اسکے لئے (آگے)	سجدہ میں

اور اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھایا اور وہ اس کے آگے گر گئے سجدہ میں

وَقَالَ يٰاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ

وَقَالَ	يٰاَبَتِ	هٰذَا	تَاْوِيْلُ	رُءْيَايَ	مِنْ قَبْلُ	قَدْ
اور اس نے کہا	اے میرے باپ	یہ	تعبیر	میرا خواب	اس سے پہلے	تحقیق

اور اس نے کہا اے میرے باپ ! یہ ہے میرے اس سے پہلے خواب کی تعبیر ، اس کو

جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ

جَعَلَهَا	رَبِّيْ	حَقًّا	وَقَدْ اَحْسَنَ	بِيْٓ	اِذْ	اَخْرَجَنِيْ	مِنَ
اس کو کر دیا	میرا رب	سچا	اور بیشک اس نے احسان کیا	مجھ پر	جب	مجھے نکالا	سے

میرے رب نے سچا کر دیا ، اور بیشک اس نے مجھ پر احسان کیا جب مجھے قید خانے سے

السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ

السِّجْنِ	وَجَآءَ	بِكُمْ	مِنَ	الْبَدْوِ	مِنْۢ بَعْدِ	اَنْ
قید خانہ	اور لے آیا	تم سب کو	سے	گاؤں	اس کے بعد	کہ

نکالا اور تم سب کو گاؤں سے لے آیا اس کے بعد کہ میرے اور

نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ

نَّزَغَ	الشَّيْطٰنُ	بَيْنِيْ	وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ	اِنَّ	رَبِّيْ	لَطِيْفٌ
جھگڑا ڈالا	شیطان	میرے درمیان	اور میرے بھائیوں کے درمیان	بیشک	میرا رب	عمدہ تدبیر کرتا ہے

میرے بھائیوں کے درمیان شیطان نے جھگڑا (فساد) ڈالدیا تھا ۔ بیشک میرا رب جس کے لئے چاہے

لِّمَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (۱۰۰)

لِّمَا يَشَآءُ	اِنَّهٗ	هُوَ	الْعَلِيْمُ	الْحَكِيْمُ
جس کیلئے چاہے	بیشک وہ	وہ	جاننے والا	حکمت والا

عمدہ تدبیر کرتا ہے بیشک وہ جاننے والا حکمت والا ہے

(۱۰) وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ اَجْلَسَهُمَا مَعَهٗ عَلَى
الْعَرْشِ اَلسَّرِيْرِ وَخَرُّوْا اَىْ اَبَوَاهُ
وَاِخْوَتُهٗ لَهٗ سُجَّدًا سُجُوْدَ
اِنْحِنَاءٍ لَا وَضْعِ جَبْهَةٍ وَكَانَ
تَحِيَّتُهُمْ فِىْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ وَقَالَ
يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَاىَ مِنْ
قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّىْ حَقًّا وَقَدْ
اَحْسَنَ بِىْۤ اِلَىَّ اِذْ اَخْرَجَنِىْ مِنَ
السِّجْنِ لَمْ يَقُلْ مِنَ الْجُبِّ تَكَرُّمًا
لِئَلَّا يَخْجَلَ اِخْوَتُهٗ وَجَآءَ بِكُمْ
مِّنَ الْبَدْوِ اَلْبَادِيَةِ مِنْ بَعْدِ اَنْ
نَّزَغَ اَفْسَدَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِىْ وَبَيْنَ
اِخْوَتِىْ اِنَّ رَبِّىْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ
اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ بِخَلْقِهِ الْحَكِيْمُ ○
فِىْ صُنْعِهٖ. وَاَقَامَ عِنْدَهٗ اَبُوْهُ اَرْبَعًا وَ
عِشْرِيْنَ سَنَةً اَوْ سَبْعَ عَشَرَةَ سَنَةً
وَكَانَتْ مُدَّةُ فِرَاقِهٖ ثَمَانَ عَشَرَةَ اَوْ
اَرْبَعِيْنَ اَوْ ثَمَانِيْنَ سَنَةً وَحَضَرَهُ
الْمَوْتُ فَوَصّٰى يُوْسُفَ اَنْ يَّحْمِلَهٗ وَ
يَدْفِنَهٗ عِنْدَ اَبِيْهِ فَمَضٰى بِنَفْسِهٖ وَدَفَنَهٗ
ثَمَّهٗ ثُمَّ عَادَ اِلٰى مِصْرَ وَاَقَامَ بَعْدَهٗ ثَلَاثًا
وَعِشْرِيْنَ سَنَةً وَلَمَّا تَمَّ اَمْرُهٗ وَعَلِمَ اَنَّهٗ
لَا يَدُوْمُ تَاقَتْ نَفْسُهٗ اِلَى الْمُلْكِ الدَّآئِمِ

(۱۰) اور اپنے ماں باپ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور یوسفؑ کے ماں باپ اور بھائیوں نے اس کے سامنے سر جھکایا (مراد سجدہ سے اس جگہ سر جھکانا ہے نہ کہ زمین پر پیشانی رکھنا) اور اس زمانہ میں سلام کی جگہ اس قسم کا سجدہ کیا کرتے تھے) اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ تعبیر ہے اس خواب کی جو میں نے پہلے دیکھے تھے۔ بیشک سچا کیا میرے ربّ نے اس خواب کو اور بیشک اس نے مجھ پر انعام فرمایا جبکہ مجھ کو قید خانہ سے نکالا، کنوئیں سے نکلنے کا ذکر نہ کیا کہ اسکے بھائی شرمندہ نہ ہوں۔ اور تم کو گاؤں سے یہاں لایا اور مجھ سے ملایا بعد اس کے شیطان نے میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈالا بیشک میرا رب جو چاہتا ہے تدبیر سے کرتا ہے۔ بیشک وہ اپنی خلقت کو جاننے والا اپنے کاموں میں حکمت والا ہے۔
(اور بعد اس ملاقات کے یوسفؑ کے پاس اس کے باپ نے چوبیس برس یا سترہ برس قیام کیا۔ اور جدائی کی مدت اٹھارہ۱۸ یا چالیس۴۰ یا اسی۸۰ برس تھی۔ اور یعقوب کی موت نزدیک آئی پس اس نے وصیت کی یوسف کو کہ مجھکو یہاں سے لیجاکر میرے باپ اسحٰقؑ کے پاس دفن کرنا سو یوسفؑ خود اس کو لے گیا اور وہاں دفن کیا پھر واپس آگیا طرف مصر کے اور تیئیس۲۳ برس اس کے بعد مصر میں حکومت اور بادشاہت کے ساتھ قیام کیا اور جب اس کا امر کمال کو پہنچا اور اس نے جانا کہ دنیا میں ہمیشہ نہ رہوں گا اسکی جان مشتاق ہوئی ہمیشہ کے بادشاہ یعنی حق تعالیٰ کی طرف۔

تشریح

(۱۰) حضرت یوسف کی طرف سے والدین کی توقیر | جب حضرت یوسفؑ کے کنبے والے شہر مصر میں داخل ہوئے اور حضرت یوسف کے دربار میں پہونچے تو حضرت یوسف نے اپنے والد اور خالہ (جو بمثل والدہ کے تھیں، یا والدہ کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب نے ان سے نکاح کر لیا تھا) کو اٹھا کر اپنے تخت شاہی پر بٹھایا۔ یہ عزت و احترام دیکھ کر سارے بھائی بے اختیار سجدہ کیا زمین تک جھک گئے۔ حضرت یوسف نے دیکھ کر یہ کہا کہ ابا جان یہ تعبیر ہے اس خواب کی جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے ربّ نے اسے حقیقت بنا دیا اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا آپ لوگوں سے صحرا سے لاکر مجھے ملایا حالانکہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال چکا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ میرا رب غیر محسوس تدبیروں سے اپنی مشیت پوری کرتا ہے بیشک وہ علیم اور حکیم ہے
اندازہ لگائیے ان تاثرات میں کتنی عبدیت کتنی شرافت اور کتنی تواضع ہے

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ

رَبِّ	قَدْ اٰتَیْتَنِیْ	مِنَ	الْمُلْکِ	وَعَلَّمْتَنِیْ	مِنْ	تَاْوِیْلِ
اے میرے رب	تونے مجھے عطا کیا	سے۔ایک	مُلک	اور مجھے سکھایا	سے	انجام نکالنا (تعبیر)

اے میرے رب تونے مجھے ایک مُلک عطا کیا اور مجھے سکھایا باتوں کا انجام (خوابوں کی تعبیر)

الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی

الْاَحَادِیْثِ	فَاطِرَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	اَنْتَ	وَلِیّٖ	فِی
باتیں (خواب)	بنانے والا	آسمان (جمع)	اور زمین	تو	میرا کارساز	میں

نکالنا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو میرا کارساز ہے دُنیا

الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾

الدُّنْیَا	وَالْاٰخِرَةِ	تَوَفَّنِیْ	مُسْلِمًا	وَّاَلْحِقْنِیْ	بِالصّٰلِحِیْنَ
دنیا	اور آخرت	مجھے اُٹھا	فرمانبرداری کی حالت میں	اور مجھے ملا	صالح (نیک بندوں) کے ساتھ

میں اور آخرت میں مجھے (دنیا سے) فرماں برداری کی حالت میں اٹھانا اور مجھے نیک بندوں کیساتھ ملانا

ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ۚ وَمَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ

ذٰلِکَ	مِنْ	اَنْۢبَآءِ + الْغَیْبِ	نُوْحِیْهِ	اِلَیْکَ	وَمَا کُنْتَ	لَدَیْهِمْ
یہ	سے	غیب کی خبریں	ہم وہ وحی کرتے ہیں	تمہاری طرف	اور تم نہ تھے	انکے پاس

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے

اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ یَمْکُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَاۤ اَکْثَرُ

اِذْ	اَجْمَعُوْۤا	اَمْرَهُمْ	وَهُمْ	یَمْکُرُوْنَ	وَمَاۤ	اَکْثَرُ
جب	انہوں نے جمع کیا (پختہ کیا)	اپنا کام	اور وہ	چال چل رہے تھے	اور نہیں	اکثر

جب انہوں نے اپنا کام پختہ کیا اور وہ چال چل رہے تھے اگرچہ تم کتنا ہی چاہو اور اکثر

النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ

النَّاسِ	وَلَوْ	حَرَصْتَ	بِمُؤْمِنِیْنَ	وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ	عَلَیْهِ
لوگ	اگرچہ	تم چاہو	ایمان لانے والے	اور تم نہیں مانگتے ان سے	اس پر

لوگ ایمان لانے والے نہیں اور تم اُن سے اس پر کوئی اجر

ع ۱۱ ۵

مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۱۴ ع

مِنْ اَجْرٍ	اِنْ هُوَ	اِلَّا	ذِكْرٌ	لِّلْعٰلَمِيْنَ
کوئی اجر	یہ نہیں	مگر	نصیحت	سارے جہانوں کے لئے

نہیں مانگتے یہ (اور کچھ) نہیں سارے جہانوں کے لئے نصیحت ہے

(۱۰۱) فَقَالَ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ
وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ
تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا فَاطِرَ خَالِقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ مُتَوَلِّيْ مَصَالِحِيْ
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا
وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ مِنْ اٰبَائِيْ
فَعَاشَ بَعْدَ ذٰلِكَ اُسْبُوْعًا اَوْ اَكْثَرَ
وَمَاتَ وَلَهٗ مِائَةٌ وَعِشْرُوْنَ سَنَةً
وَتَشَاحَّ الْمِصْرِيُّوْنَ فِيْ قَبْرِهٖ فَجَعَلُوْهُ
فِيْ صُنْدُوْقٍ مَرْمَرٍ وَدَفَنُوْهُ فِيْ اَعْلَى
النِّيْلِ لِتَعُمَّ الْبَرَكَةُ فِيْ جَانِبَيْهِ
فَسُبْحَانَ مَنْ لَا اِنْقِضَاءَ لِمُلْكِهٖ
(۱۰۲) ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرُ مِنْ اَمْرِ يُوْسُفَ
مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ اِخْبَارِ مَا غَابَ
عَنْكَ يَا مُحَمَّدُ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا
كُنْتَ لَدَيْهِمْ لَدٰى اِخْوَةِ يُوْسُفَ
اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ فِيْ كَيْدِهٖ اَيْ
عَزَمُوْا عَلَيْهِ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝
بِهٖ اَيْ لَمْ تَحْضُرْهُمْ فَتَعْرِفَ قِصَّتَهُمْ
فَتُخْبِرَ بِهَا وَاِنَّمَا حَصَلَ لَكَ عِلْمُهَا مِنْ
جِهَةِ الْوَحْيِ
(۱۰۳) وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ اَيْ اَهْلِ مَكَّةَ
وَلَوْ حَرَصْتَ عَلٰۤى اِيْمَانِهِمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝
(۱۰۴) وَمَا تَسْــَٔلُهُمْ عَلَيْهِ اَيِ الْقُرْاٰنِ مِنْ
اَجْرٍ تَاْخُذُهٗ ۭ اِنْ مَا هُوَ اَيِ الْقُرْاٰنُ

(۱۰۱) پس کہا اے میرے رب بیشک تو نے مجھ کو ملک دیا اور خواب کی تعبیر سکھلائی اے پیدا کرنیوالے آسمانوں اور زمین کے تو ہی ہے میرے کاموں کا درست کرنے والا اور خبر لینے والا دنیا اور آخرت میں مجھکو اسلام پر وفات دے اور ملا مجھکو نیکوں کے ساتھ (یعنی میرے باپ دادوں کے ساتھ جو پیغمبر تھے۔ سو یوسفؑ اس کے بعد ایک ہفتہ یا کچھ زیادہ زندہ رہا اور ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی اور اس کی قبر کی جگہ میں مصریوں نے باہم جھگڑا کیا ہر ایک جماعت نے یہ چاہا کہ ہماری طرف دفن ہو اس لئے ان کی لاش کو سنگ مرمر کے صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں دفن کیا گیا تا کہ اسکی دونوں طرف برکت رہے پس پاکی ہے اسی ذات کو جس کی بادشاہت کو کبھی زوال نہیں۔

(۱۰۲) یہ جو کچھ یوسف کا قصہ مذکور ہوا غیب کی خبریں ہیں جو اے محمدؐ تم سے مخفی ہیں بذریعہ وحی ہم تم کو اس کی اطلاع دیتے ہیں۔ اور تم یوسفؑ کے بھائیوں کے پاس نہ تھے جبکہ انہوں نے یوسفؑ کے ساتھ مکر کرنے کا پختہ ارادہ کیا اور وہ اس کے ساتھ مکر کرتے تھے یعنی تم ان کے پاس موجود نہ تھے جو دیکھ کر اس قصہ کی خبر کرتے بلکہ علم اس کا تم کو صرف بذریعۂ وحی ہوا ہے

(۱۰۳) اور اکثر آدمی یعنی مکہ والے ایمان لانے والے نہیں ہیں اگرچہ تمہارا بہت جی چاہتا ہے کہ وہ ایمان لادیں

(۱۰۴) اور تم اے محمدؐ ان سے قرآن پر کوئی مزدوری نہیں مانگتے جو تم ان سے لینا چاہو۔ یہ قرآن صرف نصیحت اور وعظ

اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ ہے جہان والوں کے لئے۔

تشریح

(۱۰۱) حضرت یوسفؑ کی دلآویز دعا | اس موقعہ پر حضرت یوسفؑ نے اپنے دلی تاثرات دعا کی شکل میں اللہ کے سامنے پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ اے میرے رب تو نے مجھے اقتدار عطا فرمایا اور مجھے وہ علم دیا کہ میں معاملات کی حقیقت تک پہنچ سکوں۔ اے زمین و آسمان کے خالق آپ ہی دنیا و آخرت میں میرے سرپرست ہیں جب میری موت کا وقت آئے تو میرا خاتمہ اسلام پر فرمائیو اور مجھے اپنے صالح بندوں میں شامل کر لیجیو۔ یہ دعا کتنی مؤثر اور دل کے جذبات کی آئینہ دار ہے اس کا اندازہ خوب کیا جاسکتا ہے۔ تیر کی طرح دل میں اتر جانے والی یہ دعا ایک سچے مومن کی سیرت کا دل کش آئینہ ہے۔ ایک شخص جس کا تعلق جنگل میں رہنے والے گلہ بانوں کے خاندان سے تھا جس کو اس کے بھائیوں نے حسد کی وجہ سے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ موت کے منہ سے بچ کر زندگی کے نشیب و فراز دیکھتا ہوا عروج و بلندی پر پہنچ گیا آج وہ عظیم الشان سلطنت کا با اختیار حاکم ہے۔ آج اس کے بھائی اس کے خاندان کے لوگ اس کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہیں۔ ایک دنیا دار آدمی ایسے موقعہ پر ڈینگیں مارتا ہے اپنے مخالفین کو طعن و ملامت کرتا ہے۔ اس کے برخلاف حضرت یوسفؑ شکر گزاری کا اظہار کرتے ہیں تواضع اور عاجزی سے پیش آتے ہیں۔ بھائیوں کے خلاف کوئی شکایت زبان پر نہیں لاتے۔ تمام کارستانیوں کے باوجود اچھا پہلو پیش کرتے ہیں کہ قصور ان کا نہیں تھا شیطان نے ہمارے درمیان برائی ڈالدی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دعا حسن یوسفی کی سیرت کے جمال کا بہترین نمونہ ہے۔

(۱۰۲) قصۂ یوسف حضرت محمدؐ کی نبوت کی سچائی کی دلیل ہے | اہل کتاب نے مسلمانوں کے ذریعہ سوال کیا تھا کہ حضرت یعقوبؑ اور ان کا خاندان کنعان سے مصر کیسے پہنچا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف کا پورا واقعہ ان کے بھائیوں کے کنوئیں میں پھینکنے سے لے کر حضرت یوسف کے تخت شاہی پر پہنچنے تک بیان ...... کردیا اور حضور نبی کریمؐ نے یہ غیب کی باتیں جو اللہ تعو نے آپ پر وحی کی تھیں سب کے سامنے رکھ دیں۔ اللہ تعو فرماتے ہیں کہ اے محمدؐ ان واقعات کے وقت آپ موجود نہ تھے۔ آپ اس وقت بھی نہیں تھے جب یوسف کے بھائیوں نے متفق ہو کر ایک سازش کی تھی۔ یہ غیب کی باتیں ہیں جو آپ کو بتا رہے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت محمدؐ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صادق پر وحی نازل کر کے غیب کی باتیں بتاتے ہیں۔

(۱۰۳) کیا انکار کرنے والے اس کے بعد بھی مان لیں گے | لیکن اے محمدؐ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کے باوجود کہ پورا یہ واقعہ آپ کی صداقت کی کھلی دلیل ہے خواہ آپ کتنی ہی خواہش رکھیں کیا یہ لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس کے باوجود یہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کو آپ کی صداقت کا یقین نہیں ہے بلکہ ایمان نہ لانے کی وجہ یہ ہے کہ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے۔

(۱۰۴) قرآن دنیا والوں کے لئے عام نصیحت ہے | اے پیغمبرؐ تم اس خدمت پر ان سے کچھ اجرت بھی نہیں چاہتے ہو کہ کوئی یہ کہہ سکے کہ یہ مطلبی آدمی ہے ہم اس کی بات نہیں مانتے بلکہ جو قرآن تم پیش کر رہے ہو وہ تمام انسانوں کے لئے ایک نصیحت اور دعوت عام ہے کہ جو اس سے فائدہ اٹھانا چاہے فائدہ اٹھائے اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ آپ بے غرضی کے ساتھ تمام لوگوں کے بھلے کی بات پیش کر رہے ہیں جس کو ماننا ہے مانے، نہیں ماننا ہے نہ مانے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ

وَ	كَاَيِّنْ	مِّنْ + اٰيَةٍ	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	يَمُرُّوْنَ
اور	کتنی ہی	نشانیاں	میں	آسمانوں	اور زمین	وہ گزرتے ہیں

اور آسمانوں میں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں وہ اُن پر گزرتے

عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ

عَلَيْهَا	وَهُمْ	عَنْهَا	مُعْرِضُوْنَ	وَمَا يُؤْمِنُ	اَكْثَرُهُمْ	بِاللّٰهِ
ان پر	لیکن وہ	اس سے	منہ پھیرنے والے	اور ایمان نہیں لاتے	ان میں اکثر	اللہ پر

ہیں، لیکن وہ ان سے منہ پھیرنے والے ہیں اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے

اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ

اِلَّا	وَهُمْ	مُّشْرِكُوْنَ	اَفَاَمِنُوْٓا	اَنْ + تَاْتِيَهُمْ	غَاشِيَةٌ	مِّنْ
مگر	اور وہ	مشرک (جمع)	پس کیا وہ بے خوف ہوگئے	کہ ان پر آئے	چھاجانیوالی (آفت)	سے

مگر وہ مشرک ہیں۔ پس کیا وہ (اس سے) بے خوف ہوگئے کہ ان پر اللہ کے عذاب کی

عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

عَذَابِ اللّٰهِ	اَوْ	تَاْتِيَهُمُ	السَّاعَةُ	بَغْتَةً	وَّهُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ	
اللہ کا عذاب	یا	ان پر آجائے	گھڑی (قیامت)	اچانک	اور وہ	انہیں خبر نہ ہو	

آفت آجائے یا اُن پر آجائے اچانک قیامت اور انہیں خبر (بھی) نہ ہو

(۱۰۵) وَكَاَيِّنْ وَكَمْ مِّنْ اٰيَةٍ دَالَّةٍ عَلٰى وَحْدَانِيَّةِ اللّٰهِ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا يُشَاهِدُوْنَهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ○ لَا يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْهَا۔

(۱۰۵) وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ الخ اور آسمانوں اور زمینوں میں بہت سی نشانیاں اللہ کے واحد ہونے کی ہیں جنکو وہ دیکھتے ہیں اور ان سے اعراض کرتے ہیں فکر اور غور انمیں نہیں کرتے۔

(۱۰۶) وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ حَيْثُ يُقِرُّوْنَ بِاَنَّهُ الْخَالِقُ الرَّازِقُ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ○

(۱۰۶) اور ان میں بہت آدمی جو زبانی دعویٰ ایمان کا اور اللہ تعالیٰ کے خالق اور رازق ہونے کا اقرار کرتے ہیں اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اور بتوں کو پوجتے ہیں اور چونکہ وہ

بِهٖ بِعِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَلِـذَا كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ فِيْ تَلْبِيَتِهِمْ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ يَعْنُوْنَهَا

ایمان کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں اس لئے بوقت لبیک کہنے کے حج میں یہ لفظ کہتے تھے لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ اس کلام میں شریک سے انکی مراد بت سے ہوتی تھی۔

(۱۰۷) اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ نِقْمَةٌ تَغْشَاهُمْ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً فُجَاءَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ○ بِوَقْتِ اِتْيَانِهَا قَبْلَهٗ

(۱۰۷) سو کیا وہ لوگ امن میں ہوگئے اس سے کہ ان پر کوئی مصیبت عذاب الٰہی کی آجائے اور ان کو ہر طرف سے مل جائے یا ناگاہ ان پر قیامت آجاوے اور حال یہ کہ وہ آنے سے پہلے اسکی وقت کو نہ جانتے ہوں۔

تشریح

(۱۰۵) زمین و آسمان میں اللہ کی بے شمار نشانیاں ہیں | زمین و آسمان میں کتنی ہی چیزیں ہیں جن کو انسان دیکھتا ہے مگر اس پر غور نہیں کرتا کہ ان میں سے ہر چیز چھوٹی ہو یا بڑی اللہ کی نشانی اور اس کی قدرت کاملہ کی علامت ہے۔ زمین کو دیکھئے کہ اللہ نے کس طرح اس کو بچھایا ہے۔ آسمان کو دیکھئے کہ کس طرح اُسے بلند کیا ہے۔ پہاڑوں کو دیکھئے کہ کس طرح انہیں میخ کی طرح زمین پر گاڑ دیا ہے۔ چیونٹی سے لیکر ہاتھی تک ذرّے سے لیکر پہاڑ تک ہر چیز اللہ کی نشانی ہے اور پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میرا خالق ایک اللہ ہے۔

ـــہ
ہر گیاہے کہ از زمیں روئید
وَحدہٗ لا شریک می گوئید

گھاس کا ایک پتہ بھی زمین سے نکلتا ہے تو زبانِ حال سے وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ کہتا ہوا آتا ہے غرض توجہ دی جائے اور دھیان کیا جائے تو کائنات میں ہر طرف اللہ کی نشانیاں پھیلی ہوئی نظر آئیں گی۔

(۱۰۶) غفلت کا نتیجہ شرک ہے | یہ غفلت اور بے دھیانی کہ کائنات کی چیزوں کو دیکھ کر اللہ کی معرفت حاصل کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بات غفلت سے شرک تک پہنچ جاتی ہے۔ کوئی اللہ کی ذات میں دوسرے کو شریک کرتا ہے کوئی اس کی صفات میں ساجھی بناتا ہے، کوئی اس کے اختیارات اور حقوق اور عظمت و بڑائی میں ان کو شریک کرتا ہے جو کسی طرح شرکت کے لائق نہیں، اگر زمین و آسمان کی نشانیوں کو غور سے دیکھا جائے تو یہ خود خدا کی وحدت کا پتہ دے رہی ہیں۔

(۱۰۷) عذاب خداوندی اور قیامت سے غافل کیوں ہیں؟ | آخر یہ غفلت کس لئے ہے؟ کیا یہ لوگ مطمئن ہیں کر جا ہے کچھ کرتے رہیں خدا کی طرف سے کوئی عذاب ان پر نازل نہ ہوگا۔ ان کے پاس کیا ضمانت ہے کہ اچانک قیامت کی گھڑی نہ آئے گی، زندگی کی فرصت کو اتنا دراز کیوں سمجھ رکھا ہے۔ رات دن ہمارا تجربہ ہے کہ موت اچانک آجاتی ہے۔ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے اس کی تمہیں ایک لمحہ بھی پہلے خبر نہیں ہوتی اس لئے جو بھی فکر کرنی ہے ابھی کرلو درست کرو۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔعَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا

قُلْ	هٰذِهٖ	سَبِیْلِیْٓ	اَدْعُوْٓا	اِلَى + اللّٰهِ	عَلٰى + بَصِیْرَةٍ		اَنَا
آپ کہدیں	یہ	میرا راستہ	میں بلاتا ہوں	اللہ کی طرف	دانائی پر (سمجھ بوجھ کے مطابق)		میں

آپ کہدیں یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں سمجھ بوجھ کے مطابق، میں (بھی)

وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝۱۰۸

وَمَنِ	اتَّبَعَنِیْ	وَسُبْحٰنَ + اللّٰهِ	وَمَآ اَنَا	مِنَ	الْمُشْرِكِیْنَ
اور جو۔جس	میری پیروی کی	اور اللہ پاک ہے	اور میں نہیں	سے	مشرک (جمع)

اور وہ (بھی) جس نے میری پیروی کی اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ

وَمَآ + اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	اِلَّا	رِجَالًا	نُّوْحِیْٓ	اِلَیْهِمْ	مِّنْ	اَهْلِ الْقُرٰى
اور ہم نے نہیں بھیجا	تم سے پہلے	مگر صرف	مرد	ہم وحی بھیجتے تھے	انکی طرف	سے	بستیوں والے

اور ہم نے تم سے پہلے بستیوں میں رہنے والے لوگوں میں سے صرف مرد بھیجے جنکی طرف ہم وحی بھیجتے تھے

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ

اَفَلَمْ + یَسِیْرُوْا	فِی الْاَرْضِ	فَیَنْظُرُوْا	كَیْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الَّذِیْنَ	مِنْ +
کیا پس انہوں نے سیر نہیں کی	زمین میں (ملک میں)	پس وہ دیکھتے	کیسا۔کیا	ہوا	انجام	وہ لوگ جو	ان سے

پس کیا انہوں نے سیر نہیں کی ملک میں؟ کہ وہ دیکھتے ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا

قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۹ حَتّٰىٓ

قَبْلِهِمْ	وَلَدَارُ + الْاٰخِرَةِ	خَیْرٌ	لِّلَّذِیْنَ	اتَّقَوْا	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ	حَتّٰىٓ
پہلے	اور البتہ آخرت کا گھر	بہتر	ان کیلئے جو	انہوں نے پرہیز کیا	پس کیا تم سمجھتے نہیں	یہانتک

ہُوا؟ اور البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جنہوں نے پرہیز کیا، پس کیا تم نہیں سمجھتے۔ یہانتک

اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّیَ مَنْ

اِذَا	اسْتَیْئَسَ	الرُّسُلُ	وَظَنُّوْٓا	اَنَّهُمْ	قَدْ كُذِبُوْا	جَآءَهُمْ	نَصْرُنَا	فَنُجِّیَ + مَنْ
جب	مایوس ہونے لگے	رسول (جمع)	اور انہوں نے گمان کیا	کہ وہ	ان سے جھوٹ کہا گیا	انکے پاس آئی	ہماری مدد	پس بچا دیے گئے جنہیں

کہ جب (ظاہری اسباب سے) رسول مایوس ہونے لگے اور انہوں نے گمان کیا کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا، انکے پاس ہماری مدد آگئی، پس جنہیں

نَشَآءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

الْمُجْرِمِيْنَ	الْقَوْمِ	عَنِ	بَأْسُنَا	وَلَا يُرَدُّ	نَشَآءُ
مجرم (جمع)	قوم	سے	ہمارا عذاب	اور نہیں پھیرا جاتا	ہم نے چاہا

ہم نے چاہا وہ بچا دئے گئے اور ہمارا عذاب نہیں پھیرا جاتا مجرموں کی قوم سے

(۱۰۸) قُلْ لہم هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ وَفَسَّرَهَا بِقَوْلِهٖ اَدْعُوْٓا
اِلَى دِيْنِ اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ حُجَّةٍ وَاضِحَةٍ اَنَا وَمَنِ
اتَّبَعَنِيْ ۭ اٰمَنَ بِيْ عَطْفٌ عَلٰى اَنَا الْمُبْتَدَأِ الْمُخْبَرِ
عَنْهُ بِمَا قَبْلَهٗ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ تَنْزِيْهًا لَهٗ عَنِ الشُّرَكَاۗءِ
وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنْ جُمْلَةِ سَبِيْلِهٖ اَيْضًا
(۱۰۹) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا يُّوْحٰٓى
وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالنُّوْنِ وَكَسْرِ الْحَاءِ اِلَيْهِمْ لَا مَلَاۗئِكَةً
مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ الْاَمْصَارِ لِاَنَّهُمْ اَعْلَمُ وَاَحْلَمُ
بِخِلَافِ اَهْلِ الْبَوَادِيْ لِجَفَائِهِمْ وَجَهْلِهِمْ اَفَلَمْ
يَسِيْرُوْا اَيْ اَهْلُ مَكَّةَ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَيْ
اٰخِرُ اَمْرِهِمْ مِنْ اِهْلَاكِهِمْ بِتَكْذِيْبِهِمْ رُسُلَهُمْ
وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ اَيِ الْجَنَّةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
اتَّقَوْا اللّٰهَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ
يَا اَهْلَ مَكَّةَ هٰذَا فَتُؤْمِنُوْنَ
(۱۱۰) حَتّٰى غَايَةٌ لِمَا دَلَّ عَلَيْهِ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
اِلَّا رِجَالًا اَيْ فَتَرَاخٰى نَصْرُهُمْ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـــَٔسَ
يَئِسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَيْقَنَ الرُّسُلُ اَنَّهُمْ قَدْ
كُذِبُوْا بِالتَّشْدِيْدِ تَكْذِيْبًا لَا اِيْمَانَ بَعْدَهٗ
وَالتَّخْفِيْفِ اَيْ ظَنَّ الْاُمَمُ اَنَّ الرُّسُلَ اُخْلِفُوْا مَا
وُعِدُوْا بِهٖ مِنَ النَّصْرِ جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ
بِنُوْنَيْنِ مُشَدَّدًا وَمُخَفَّفًا وَبِنُوْنٍ مُشَدَّدٍ مَاضٍ مَنْ
نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَذَابُنَا عَنِ
الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ الْمُشْرِكِيْنَ

(۱۰۸) آپ کہدو یہ میرا راستہ ہے، اس راستہ کو بیان فرمایا اس اپنے کلام سے بلاتا ہوں میں طرف دین خدا کے، میں اور میرے ساتھی جو مجھ پر ایمان لائے دلیل روشن اور سیدھی راہ پر ہیں اور اللہ پاک ہے ساجھیوں سے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ یہ بھی بیان ہی راہ کا ہے جس پر محمدؐ اور ان کے پیرو ہیں۔

(۱۰۹) اور ہم نے نہیں بھیجا تم سے پہلے کوئی فرشتہ بلکہ بھیجا ہم نے آدمیوں کو شہر والوں میں سے جن کی طرف وحی کی جاتی تھی (اہل شہر میں سے پیغمبر اسلئے بنائے کہ یہ لوگ زیادہ جاننے والے اور بہت بردبار ہوتے ہیں بخلاف گاؤں والوں کے کہ وہ جاہل اور سخت ہوتے ہیں۔ کیا مکہ والے زمین میں نہیں پھرے کہ دیکھتے ہو کیونکر ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے کہ چونکہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا اس لئے انجام کار وہ سب ہلاک کر دئے گئے، اور البتہ پچھلا گھر یعنی جنت بہتر ہے اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے، سو کیا تم اے مکہ والو اس کو نہیں سمجھتے جو ایمان لاؤ۔

(۱۱۰) حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ الخ حتیٰ اس کلام میں غایت ہے اس مضمون کی جس پر وما ارسلنا من قبلک الا رجالاً دلالت کرتا ہے یعنی پس اللہ کی طرف سے ان کی مدد ہونے میں دیر ہوئی یہاں تک کہ جب وہ پیغمبر ناامید ہو گئے، اور انہوں نے یقین کر لیا کہ ہمارے پیرو ہم کو جھٹلا دینگے اور پھر کبھی ایمان نہ لاوینگے۔ یہ حاصل اس آیت کا اس وقت ہے کہ لفظ کذبوا ساتھ تشدید کے پڑھا جائے جیسا بعض قرأت میں ہے، اور اگر اس لفظ کو ساتھ تخفیف ذال کے کذبوا پڑھیں تو پھر مطلب یہ ہے کہ ناامید ہو گئے پیغمبر اور انکے اتباع نے گمان کیا کہ پیغمبروں کو جو وعدہ مدد اور فتح پانے کا کیا تھا خلاف واقع تھا الحاصل جب یہ نوبت آگئی اس وقت انکے پاس ہماری مدد پہونچی، اور ہم نے جس کو چاہا یا نجات دے گئے وہ جنکو ہم نے چاہا اور ہمارا عذاب مشرکوں سے دفع نہیں ہوتا

تشریح

(۱۰۸) آپ کہہ دیں میرا راستہ توحید خالص کا ہے | اے محمدؐ آپ ان سے صاف صاف کہہ دیں کہ میرا راستہ نکھری ہوئی اور خالص توحید کا راستہ ہے۔ شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے میری دعوت تو یہ ہے کہ پروردگار ہر نقص اور کمزوری سے پاک ہے وہ بے عیب ہے، وہ ہر طرح سے صاحب کمال ہے اسی کی طرف میں لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اور میرا یہ راستہ پوری طرح روشنی میں ہے کوئی اٹکل پچو بات نہیں ہے ہر طرح کی حجت اور برہان اسی طرف ہے کہ اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ یہ راستہ اندھی تقلید کا نہیں اس راستے پر چلنے والا اپنے باطن میں معرفت و بصیرت کی روشنی محسوس کرتا ہے اور عبودیت و بندگی کی لذت سے آشنا ہو کر بے اختیار پکار اٹھتا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں شامل نہیں ہوں۔)

(۱۰۹) ہمارے سب رسول بشر تھے | جب کسی بستی کا کوئی انسان جو انہی میں پیدا ہوا پلا بڑھا، اٹھ کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اسکو اپنا سفیر مقرر کیا ہے تو کچھ لوگ حیرت کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ یہ شخص جو ہم میں سے ہی ایک ہے اچانک کس طرح اللہ کا پیغام لانے والا بن گیا ہے۔ یہ بات تو اپنی جگہ درست ہے کہ اس شخص کے حالات و کردار کی روشنی میں پوری طرح تسلی کی جائے کہ کیا واقعی یہ اللہ کا رسول ہے یا نہیں۔ یہ بات بھی اپنی جگہ حق ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے دلائل طلب کئے جائیں تاکہ اسکی صداقت کے بارے میں ہر طرح تسلی کی جا سکے۔ لیکن یہ بات کہ ایک انسان بلکہ ایک آدمی اور آدمیوں میں بھی مرد نہ کہ عورت رسول کیسے ہو سکتا ہے۔ بذاتِ خود حیرت کی بات نہیں ہے اسلئے کہ جتنے بھی نبی اور رسول اللہ کے فرستادہ آئے ہیں وہ سب بشر تھے۔ بشریت رسول کا کمال ہے اسلئے کہ رسول انسانوں کی اصلاح کے لئے بھیجے جاتے ہیں اور اصلاح کے لئے صرف علم ہی کافی نہیں ہے بلکہ احساس کی بھی ضرورت ہے جو خود غم نہیں کھا سکتا وہ ایک غمزدہ کی تسلی بھی پوری طرح نہیں کر سکتا۔ جو بھوک سے آزاد ہے وہ ایک بھوکے کے ساتھ ہمدردی نہیں کر سکتا جو انسان کمزوریوں سے ناآشنا نہیں وہ انسانی کمزوریوں کو نظر انداز نہیں کر سکتا اس لئے رسول کا انسان ہونا ہی ضروری ہے اور اس سے پہلے جتنے بھی نبی اور رسول آئے ہیں وہ سب انسان تھے اور اپنی بستیوں کے رہنے والے تھے جہاں ان کو سب سے پہلے اللہ کے دین کی دعوت دینی تھی۔ ابراہیمؑ نوحؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ آخر کون تھے۔ ذرا چل پھر کر دیکھو جنہوں نے ان رسولوں کی بات نہیں مانی ان کا کیا انجام ہوا۔ عاد ثمود، مدین، قوم لوط ان کے علاقے دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔ جنہوں نے پیغمبروں کی بات مان کر تقویٰ کی روش اختیار کی وہ لوگ آخرت میں اونچا مقام رکھتے ہیں اور دنیا میں بھی ان کو حقیقی عزت ملی ہے۔ اگرچہ تھوڑی دیر کی راحت اور آرام نہ ماننے والوں کو بھی مل جاتا ہے لیکن جس کو حقیقی راحت اور عزت کہتے ہیں وہ نیک لوگوں کو ہی ملتا ہے کیا تم اب بھی نہ سمجھو گے؟

(۱۱۰) نہ ماننے والوں کو تنبیہ ماننے والوں کو بشارت | حق کے معاملے میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے کہ اسکی راہ میں روڑے اٹکائے گئے ہیں اللہ کے سچے رسولوں کو جھٹلایا گیا ہے اور حالات اس درجہ مایوسی کی حد تک پہنچ گئے کہ اللہ کے پیغمبر نصیحت کرتے رہے اور لوگوں نے سنکر نہ دیا یہانتک کہ ان کے دلوں میں بھی وسوسے ابھرنے لگے۔ ادھر لوگوں نے بھی یہ سمجھا کہ اللہ کی طرف سے جو یہ وعدہ تھا کہ وہ حق کے نہ ماننے والوں پر عذاب نازل کریں گے شاید یہ بات سچ نہ تھی۔ اصل میں اللہ کی طرف سے جو مہلت ہوتی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں چھپی ہوئی ہیں مہلت دینے سے ایک طرف تو نہ ماننے والوں کی قلعی کھل جاتی ہے ان کی ہٹ دھرمی اور تعصب سامنے آجاتا ہے ادھر ماننے والوں کی ثابت قدمی ان کا صبر ان کا استقلال بھی ظاہر ہو جاتا ہے اور جب حالات اس درجے کو پہنچ جاتے ہیں تو یکایک پیغمبروں اور ان کے ماننے والوں کیلئے اللہ کی مدد پہونچ جاتی ہے اور نہ ماننے والوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنے فرماں بردار بندوں کو بچا لیتے ہیں۔ رہا مجرموں کا معاملہ تو اللہ کا عذاب ان سے ٹلتا نہیں ہے دنیا میں بھی بھگتنا پڑتا ہے اور مرنیکے بعد آخرت میں بھی سب کچھ سامنے آجائیگا۔

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ

لَقَدْ	كَانَ	فِي	قَصَصِهِمْ	عِبْرَةٌ	لِّأُولِي الْأَلْبَابِ	مَا كَانَ
البتہ	ہے	میں	ان کے قصے	عبرت (نصیحت)	عقلمندوں کے لئے	نہیں ہے

البتہ ان کے قصوں میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے ۔ یہ بنائی ہوئی

حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَ

حَدِيثًا	يُفْتَرَىٰ	وَلَٰكِن	تَصْدِيقَ	الَّذِي	بَيْنَ يَدَيْهِ	وَ
بات	بنائی ہوئی	اور لیکن (بلکہ)	تصدیق	وہ جو	اس سے (اپنے سے) پہلی	اور

بات نہیں بلکہ تصدیق ہے اپنے سے پہلے کی اور

تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١١١﴾ ع

ع ۱۲ / ۶

تَفْصِيلَ	كُلِّ	شَيْءٍ	وَهُدًى	وَرَحْمَةً	لِّقَوْمٍ	يُؤْمِنُونَ
بیان	ہر	بات	اور ہدایت	اور رحمت	لوگوں کے لئے	جو ایمان لاتے ہیں

بیان ہے ہر بات کا اور ہدایت ورحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں

(۱۱۱) لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ اَيِ الرُّسُلِ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ اَصْحَابِ الْعُقُوْلِ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ يُخْتَلَقُ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ قَبْلَهُ مِنَ الْكُتُبِ وَتَفْصِيلَ تَبْيِيْنَ كُلِّ شَيْءٍ يُحْتَاجُ اِلَيْهِ فِي الدِّيْنِ وَهُدًى مِّنَ الضَّلَالَةِ وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ خُصُّوْا بِالذِّكْرِ لِانْتِفَاعِهِمْ بِهٖ دُوْنَ غَيْرِهِمْ

(۱۱۱) البتہ تحقیق پیغمبروں کے قصوں میں نصیحت اور عبرت ہے عقل والوں کے لئے۔ یہ قرآن بنائی ہوئی بات نہیں ولیکن اس سے سچا ثابت ہوتا ہے ان کتابوں کا جو اس سے پہلے اتریں اور اس میں مفصل بیان ہے ہر ایک چیز کا جس کی دین میں ضرورت ہو اور یہ راستہ بتاتا ہے اور ہدایت کرتا ہے گمراہی سے بچا کر راہ پر لاتا ہے اور رحمت ہے ان کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ اہل ایمان کو خاص ذکر فرمایا کہ قرآن سے نفع انہیں کو ہوتا ہے نہ دوسروں کو۔

تشریح

(۱۱۱) انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب قرآن میں موجود ہیں | قرآن میں جو باتیں بتائی جارہی ہیں وہ کوئی بناوٹی باتیں نہیں ہیں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لئے اس کے مضامین اور واقعات میں عبرت کے سامان موجود ہیں قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی پچھلی تمام کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اُن کتابوں اور قرآن کی دعوت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ قرآن کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انسان کو ہدایت و رہنمائی کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب کھول کھول کر بیان کر دی گئی ہیں۔ یہ کتاب ماننے والوں کے لئے ذریعۂ ہدایت اور باعث رحمت ہے۔

۱۳

سُوْرَةُ الرَّعْد

○ ترتیبِ تلاوت ــــــ ۱۳	○ ترتیبِ نزول ــــــ ۹۶
○ مکّی / مدنی ــــــ مکّی	○ تعدادِ رکوعات ــــــ ۶
○ تعدادِ آیات ــــــ ۴۳	○ تعدادِ الفاظ ــــــ ۸۶۲
○ تعدادِ حروف ــــــ ۳۶۴	

نام و تعارف اس سورت کا نام اَلــرَّعْـدُ آیت ۱۳ کے فقرے یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ (بادلوں کی گرج اس کی حمد کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کرتی ہے، اور فرشتے اس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں) کے لفظ اَلــرَّعْـدُ سے لیا گیا ہے۔ یہ نام صرف علامت ہے یعنی وہ سورت جس میں لفظ اَلــرَّعْـدُ آیا ہے یا وہ سورت جس میں رَعْد کا بھی ذکر ہے۔ رعد بجلی کی

گرج کو کہتے ہیں ـــــــ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور اندازِ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کے آخری دور میں یہ سورۃ نازل ہوئی ہے۔

صورتِ حال یہ ہے کہ نبیﷺ لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں ادھر حق کے مخالف طرح طرح کی چالیں چل رہے ہیں۔ اہل حق تمنا کر رہے ہیں کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ یہ باطل پرست حق کی طرف آجائیں۔ باطل پرستوں کی طرف سے پوری پوری ہٹ دھرمی دکھائی جارہی ہے لیکن پھر بھی اللہ کی طرف سے ان کی رسی دراز ہے۔ اللہ تعالیٰ بار بار مختلف طریقے سے سمجھا رہے ہیں کہ حق کو قبول کرنے میں کتنے اخلاقی فائدے ہیں۔ دنیا کی زندگی بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی بنتی ہے۔ قرآن مجید صرف دلیلوں سے دماغوں کو مطمئن ہی نہیں کر رہا ہے بلکہ طرح طرح سے دل کو بھی ملائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہیں ترغیب ہے کہیں شفقت ہے اور کہیں ڈراوا بھی ـــــــ ثابت کیا جارہا ہے کہ توحید برحق ہے کائنات کی ایک ایک چیز اللہ کے وجود کی اور اس کے بلاشرکتِ غیرے یکتا بے مثال صاحب عظمت بااختیار و با اقتدار ہونے کی دلیل ہے۔ یہ بات برحق ہے کہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم برپا ہونا ہے جہاں جزا اور سزا کا مدار دنیا کی زندگی پر ہے۔ سمجھایا جارہا ہے کہ یہ رسول جو تمہارے درمیان ہیں برحق ہیں ان کی مکمل زندگی تم سب کے سامنے ہے۔ یہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ درمیان میں جگہ جگہ مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں اور دل میں اٹھنے والے شکوک و شبہات کے کانٹے نکالے گئے ہیں۔

غرض یہ سورت بھی سورۂ یونس، سورۂ ہود اور سورۂ اعراف کی طرح اسلام کی تعلیمات اور اس کے دعوتی انداز کی ایک تصویر پیش کرتی ہے جس سے ہر دور میں رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

فیصل

آیاتہا ۴۳	۱۳	سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ ۹۶	رکوعاتہا ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۗ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

الٓمّٓرٰ	تِلْكَ	اٰيٰتُ	الْكِتٰبِ	وَالَّذِيْٓ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ
الف لام میم را	یہ	آیتیں	کتاب	اور وہ جو کہ	اُتارا گیا	تمہاری طرف

الف لام میم را۔ یہ کتاب (قرآن) کی آیتیں ہیں، اور جو تمہارے رب کی طرف سے

مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

مِنْ + رَّبِّكَ	الْحَقُّ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ	النَّاسِ
تمہارے رب کی طرف سے	حق	اور لیکن (مگر)	اکثر	لوگ

اُتارا گیا حق ہے مگر اکثر لوگ ایمان

لَا يُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ

لَا يُؤْمِنُوْنَ	اَللّٰهُ	الَّذِيْ	رَفَعَ	السَّمٰوٰتِ	بِغَيْرِ
ایمان نہیں لاتے	اللہ	وہ جس نے	بلند کیا	آسمان (جمع)	کسی ستون

نہیں لاتے۔ اللہ جس نے آسمانوں کو بلند کیا کسی ستون (سہارے)

عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ

عَمَدٍ	تَرَوْنَهَا	ثُمَّ	اسْتَوٰى	عَلَى	الْعَرْشِ	وَسَخَّرَ
کے بغیر	تم اسے دیکھتے ہو	پھر	قرار پکڑا	پر	عرش	اور کام پر لگایا

کے بغیر تم دیکھتے ہو پھر عرش پر قرار پکڑا اور سورج اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۗ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ

الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	كُلٌّ	يَّجْرِيْ	لِاَجَلٍ	مُّسَمًّى	يُدَبِّرُ	الْاَمْرَ
سورج	اور چاند	ہر ایک	چلتا ہے	ایک مدت	مقررہ	تدبیر کرتا ہے	کام

چاند کو کام پر لگایا ہر ایک چلتا ہے مدت مقررہ تک اللہ کام کی تدبیر کرتا ہے

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ②

تُوْقِنُوْنَ	رَبِّكُمْ	بِلِقَآءِ	لَعَلَّكُمْ	الْاٰيٰتِ	يُفَصِّلُ
تم یقین کر لو	اپنا رب	ملنے کا	تا کہ تم	نشانیاں	وہ بیان کرتا ہے

وہ نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب سے ملنے کا یقین کر لو۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ اِلَّا وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الْاٰيَةَ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا الْاٰيَةَ اَوْ مَدَنِيَّةٌ اِلَّا وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا اٰيَتَيْنِ ثَلَاثٌ اَوْ اَرْبَعٌ اَوْ خَمْسٌ اَوْ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً

سورۂ رعد مکی ہے مگر یہ دو آیتیں وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ اور وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا الخ یا یہ سورۃ مدنی ہے بجز ان دو آیتوں کے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ اس سورۃ میں تینتالیس۴۳ یا چوالیس۴۴ یا پینتالیس۴۵ یا چھیالیس۴۶ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① الٓمّٓرٰ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ تِلْكَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنٰى مِنْ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَيِ الْقُرْاٰنُ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهُ الْحَقُّ لَا شَكَّ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اَيْ اَهْلِ مَكَّةَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ بِاَنَّهٗ مِنْ عِنْدِهٖ تَعَالٰى

بسم اللہ الرحمن الرحیم

① الٓمّٓرٰ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الخ یہ آیتیں قرآن کی آیتیں ہیں (اور اضافۃ آیات کی طرف الکتاب کے بہ معنی مِنْ کے ہے یعنی یہ آیتیں قرآن میں سے ہیں) اور وہ جو تیری طرف اتارا گیا تیرے رب کی جانب سے یعنی قرآن سچی کتاب ہے اس میں کچھ شک نہیں ولیکن اکثر آدمی یعنی مکے والے اس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے آئی ہے۔

② اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا اَيِ الْعَمَدُ جَمْعُ عِمَادٍ وَهُوَ الْاُسْطُوَانَةُ وَهُوَ صَادِقٌ بِاَنْ لَا عَمَدَ اَصْلًا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اِسْتِوَاءً يَلِيْقُ بِهٖ وَسَخَّرَ ذَلَّلَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ مِنْهُمَا يَجْرِيْ فِيْ فَلَكِهٖ

② اللہ وہ ذات ہے کہ اس نے آسمانوں کو بلند کیا بدون ستونوں کے جو تم کو نظر آتے ہوں یعنی بالکل ستون نہیں نہ یہ کہ ستون تو ہیں مگر نظر نہیں آتے۔

پھر مستقر ہوا عرش پر جو استقرار اس کی شان کے مناسب ہے اور فرماں بردار کیا سورج کو اور چاند کو ہر ایک ان دونوں میں سے چلتا ہے اپنے آسمانوں میں مدت معین تک یعنی قیامت تک

لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يَقْضِيْ اَمْرَ مُلْكِهٖ يُفَصِّلُ يُبَيِّنُ الْاٰيٰتِ دَلَالَاتِ قُدْرَتِهٖ لَعَلَّكُمْ يَا اَهْلَ مَكَّةَ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ بِالْبَعْثِ تُوْقِنُوْنَ ○

تدبیر کے ساتھ وہ اپنے ملک میں حکم جاری فرماتا ہے اپنی قدرت کی نشانیاں ظاہر فرماتا ہے تاکہ تم اے مکہ والو اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو اور قیامت میں زندہ ہونے پر ایمان لاؤ۔

تشریح

(۱) قرآن مجید کلام برحق ہے | اے پیغمبر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے کتاب کی آیات تم پر نازل کی گئی ہیں وہ عین حق ہیں اس میں ہر بات بالکل صحیح صحیح اور جچی تلی ہے چاہے لوگ مانیں یا نہ مانیں مگر اس کی تعلیم کے حق و صواب ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ نبی ؐ جس چیز کی طرف لوگوں کو بلا رہے تھے وہ تین بنیادی باتوں پر مشتمل تھیں۔ اول یہ کہ یہ ساری کائنات اللہ کی بنائی ہوئی اور اس کی ملکیت ہے اس کا مالک ہونا برحق ہے اسلئے بندگی کا مستحق صرف وہی ہے۔ دوسری بات آپ یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی آئے گی جس میں ہر شخص کو دنیا میں کئے ہوئے اپنے اپنے عمل کا حساب کتاب دینا پڑیگا۔ تیسری بات آپ کی طرف سے یہ تھی کہ مجھے اللہ نے اپنا رسول مقرر کیا ہے میں جو کچھ پیش کر رہا ہوں وہ ہم سب کے پروردگار کی طرف سے ہے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہہ سکتا۔ یہی تین باتیں تھیں جو بڑے معقول انداز میں پوری دلسوزی اور ہمدردی کے ساتھ پیش کی جاری تھیں اور جن کو بار بار مختلف طریقوں سے سمجھایا جا رہا تھا اور لوگوں کی طرف سے ہر طرح شبہے اور اعتراض کو دور کیا جا رہا تھا مگر اس سیدھی سادی بات کو بھی بہت سارے لوگ مان کر نہیں دے رہے تھے اور آج بھی صورت حال یہی ہے۔

(۲) آفاق میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں | اللہ تعالیٰ نے آسمان بنائے جو ایسے سہاروں پر قائم ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے۔ فضائے بسیط میں ہمیں ان آنکھوں سے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جو ان اجرام فلکی کو جو حد حساب سے باہر ہیں تھامے ہوئے ہو۔ اک نظر نہ آنے والی طاقت یا کشش ایسی ہے جو ان سب کو اپنی اپنی جگہ پر روکے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا صرف خالق ہی نہیں ہے بلکہ ذرے ذرے پر اسکی حکومت ہے ہر چیز اس کی تابع فرمان ہے حاکمیت (ترجمہ وغیرہ سعد صکا) صرف اور صرف اسی کی ہے جس کے جز یا کل میں کوئی شریک نہیں ہے۔ آفتاب و ماہتاب سب اُس کے بنائے ہوئے قانون کے پابند ہیں اس پورے نظام کی ایک ایک چیز مقررہ وقت تک کے لئے چل رہی ہے جب وہ وقت پورا ہو جائے گا تو ہر چیز مٹ جائے گی۔ اس عالم طبعی کی بناوٹ میں ابدیت نہیں ہے یہ ہمیشہ باقی رہنے والی نہیں ہے اس کا فانی ہونا بتا رہا ہے کہ ایک دن قیامت برپا ہوگی یہ عالم ختم ہو جائے گا اور اس کی جگہ دوسرا عالم قائم کیا جائیگا جس کے قوانین اس عالم کے قوانین سے مختلف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ یہ ساری نشانیاں کھول کھول کر تمہارے سامنے بیان کر رہا ہے تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تمہیں ایک دن اپنے رب سے ملنا ہے اگر اس نظام فلکی کی بناوٹ پر غور کریں تو یہ خود گواہی دے رہا ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا کامل درجے کا حکیم ہے اس کی حکمت سے یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ وہ انسان جیسی عقل و شعور والی شے کو پیدا کرے اپنی زمین پر اس کو تصرف کا اختیار دے اور پھر ان سے یہ نہ پوچھے کہ تم نے کیا کیا ہے؟

وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ۖ وَ

وَهُوَ	الَّذِي	مَدَّ	الْأَرْضَ	وَجَعَلَ	فِيهَا	رَوَاسِيَ	وَأَنْهَارًا	وَ
اور وہی	وہ جس	پھیلایا	زمین	اور بنایا	اس میں	پہاڑ (جمع)	اور نہریں	اور

اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا ، اور اس میں پہاڑ بنائے اور نہریں (چلائیں) اور

مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ ۚ

مِنْ	كُلِّ	الثَّمَرٰتِ	جَعَلَ	فِيهَا	زَوْجَيْنِ	اثْنَيْنِ	يُغْشِي	الَّيْلَ	النَّهَارَ
سے	ہر ایک	پھل (جمع)	بنایا	اسمیں	جوڑے	دو، دو قسم	وہ ڈھانپتا ہے	رات	دن

ہر قسم کے پھل (پیدا کئے) اور اس میں دو دو قسم کے (تلخ و شیریں) پھل بنائے ، اور وہ دن کو رات سے ڈھانپتا ہے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٣﴾

إِنَّ	فِي	ذٰلِكَ	لَآيٰتٍ	لِقَوْمٍ	يَتَفَكَّرُونَ	
بیشک	میں	اس	نشانیاں	لوگوں کیلئے	جو غور و فکر کرتے ہیں ۔	

بیشک اس میں نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لئے۔

(۳) وَهُوَ الَّذِي مَدَّ بَسَطَ الْأَرْضَ وَجَعَلَ خَلَقَ فِيهَا رَوَاسِيَ جِبَالًا ثَوَابِتَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ خَلَقَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ مِنْ كُلِّ نَوْعٍ يُغْشِي يُغَطِّي اللَّيْلَ بِظُلْمَتِهِ النَّهَارَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ الْمَذْكُورِ لَآيَاتٍ دَلَالَاتٍ عَلَىٰ وَحْدَانِيَّتِهِ تَعَالَىٰ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○ فِي صُنْعِ اللّٰهِ

(۳) اور اللہ وہ ہے جس نے زمین کو بچھایا اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ پیدا کئے اور نہریں جاری کیں اور اسمیں ہر ایک قسم کے پھل دو دو طرح کے پیدا کئے رات کے اندھیرے کو دن پر ڈھانکتا ہے بیشک ان امور ذکر کئے گئے میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں اللہ کے ایک ہونے پر اس قوم کے لئے جو اللہ کی مصنوعات میں فکر کرتے رہتے ہیں۔

تشریح

(۳) **عالم ارضی میں اللہ کی قدرت اور حکمت کی بیشمار نشانیاں** جس طرح آفاق اور عالم فلکی میں اللہ کی بے پناہ قدرت کی نشانیاں پائی جاتی ہیں جو یہ بتا رہی ہیں کہ ان سب کا خالق ایک ہے جو بڑی حکمت و دانائی والا ہے اسی طرح عالم ارضی اور اس زمین پر اللہ کی تخلیق و حکمت کی نشانیاں بکھری ہوئی ہیں۔ خود اس زمین کی بناوٹ اس پر پہاڑوں کا وجود، یہ بہتے ہوئے دریا اور نہریں، زمین کی گود میں بے حد و حساب درختوں کا پھیلنا، دن رات کا باقاعدگی کے ساتھ اپنے وقت پر ہونا۔ پھلوں کی ہر قسم میں دو دو طرح کے پھل یہ سب چیزیں پکار پکار کر شہادت دے رہی ہیں کہ جس خالق نے یہ نقشہ بنایا ہے وہ کامل درجے کا حکیم ہے۔ ان تمام مخلوقات میں باہم آہنگی موافقت اور تسلسل یہ بتا رہا ہے کہ یہ الگ الگ خالق کی تخلیق نہیں ہے ان سب کا خالق ایک ہے۔ زمین کے کرّے کا خلائے بسیط میں معلق ہونا اس کی گردش میں انتہائی درجے کا نظم یہ سب خدا کی قدرت پر گواہ ہیں ایسے قادر مطلق کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ دوبارہ زندگی نہیں دے سکتا عقل و دانش کی نہیں کم فہمی کی دلیل ہے غور و فکر کرنیوالوں کیلئے اس میں بڑی نشانیاں موجود ہیں۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ

وَفِي	الْأَرْضِ	قِطَعٌ	مُّتَجٰوِرٰتٌ	وَّجَنّٰتٌ	مِّنْ	أَعْنَابٍ
اور میں	زمین	قطعات	پاس پاس	اور باغات	سے۔ کے	انگور (جمع)

اور زمین میں پاس پاس قطعات ہیں ، اور باغات ہیں انگوروں کے

وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ

وَّزَرْعٌ	وَّنَخِيْلٌ	صِنْوَانٌ	وَّغَيْرُ	صِنْوَانٍ	يُّسْقٰى	بِمَآءٍ
اور کھیتیاں	اور کھجور	ایک جڑ سے دو شاخ والی	اور بغیر	دو شاخوں والی	سیراب کیا جاتا ہے	پانی سے

اور کھیتیاں اور کھجور ایک جڑ سے دو شاخوں والی اور بغیر دو شاخوں کی (حالانکہ) ایک ہی پانی سے سیراب کی

وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ

وَّاحِدٍ	وَنُفَضِّلُ	بَعْضَهَا	عَلٰى	بَعْضٍ	فِي	الْأُكُلِ
ایک	اور ہم فوقیت دیتے ہیں	ان کا ایک	پر	دوسرا	میں	ذائقہ

جاتی ہیں اور ہم فوقیت دیتے ہیں ان میں سے ایک کو دوسرے پر ذائقہ میں

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٤﴾ وَإِنْ تَعْجَبْ

إِنَّ	فِي	ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ	يَّعْقِلُوْنَ	وَإِنْ	تَعْجَبْ
بیشک	میں	اس	نشانیاں	لوگوں کے لئے	عقل سے کام لیتے ہیں	اور اگر	تم تعجب کرو

اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں اور اگر تم تعجب کرو

فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَإِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَإِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ

فَعَجَبٌ	قَوْلُهُمْ	ءَ إِذَا	كُنَّا	تُرٰبًا	ءَإِنَّا	لَفِيْ ، خَلْقٍ	جَدِيْدٍ
تو عجب	ان کا کہنا	کیا جب	ہوگئے ہم	مٹی	کیا ہم	زندگی پائیں گے	نئی

تو ان کا یہ کہنا عجب ہے۔ کیا جب ہم مٹی ہوگئے ہم (از سرِ نو) نئی زندگی پائیں گے ؟

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَأُولٰٓئِكَ الْأَغْلٰلُ فِيْٓ

أُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِرَبِّهِمْ	وَأُولٰٓئِكَ	الْأَغْلٰلُ	فِيْٓ
وہی	جو لوگ	منکر ہوئے	اپنے رب کے	اور وہی ہیں	طوق (جمع)	میں

وہی لوگ ہیں جو اپنے رب کے منکر ہوئے ، اور وہی ہیں جن کی گردنوں میں

أَعْنَاقِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ⑤

خٰلِدُوْنَ	فِيْهَا	هُمْ	اَصْحٰبُ + النَّارِ	وَاُولٰٓئِكَ	اَعْنَاقِهِمْ
ہمیشہ رہیں گے	اسمیں	وہ	دوزخ والے	اور وہی ہیں	ان کی گردنیں

طوق ہوں گے، اور وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(٤) وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ بِقَاعٌ مُخْتَلِفَةٌ مُتَجَاوِرَاتٌ مُتَلَاصِقَاتٌ فَمِنْهَا طَيِّبٌ وَسَبِخٌ وَقَلِيلُ الرَّيْعِ وَكَثِيرُهُ وَهُوَ مِنْ دَلَائِلِ قُدْرَتِهِ تَعَالَى وَجَنَّاتٌ بَسَاتِينُ مِنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ بِالرَّفْعِ عَطْفًا عَلَى جَنَّاتٍ وَالْجَرِّ عَلَى أَعْنَابٍ وَكَذَا قَوْلُهُ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ جَمْعُ صِنْوٍ وَهِيَ النَّخَلَاتُ يَجْمَعُهَا أَصْلٌ وَاحِدٌ وَتَتَشَعَّبُ فُرُوعُهَا وَغَيْرُ صِنْوَانٍ مُنْفَرِدَةٌ يُسْقَى بِالتَّاءِ أَيِ الْجَنَّاتُ وَمَا فِيهَا وَالْيَاءِ أَيِ الْمَذْكُورُ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بِالنُّونِ وَالْيَاءِ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ بِضَمِّ الْكَافِ وَسُكُونِهَا فَمِنْ حُلْوٍ وَحَامِضٍ وَهُوَ مِنْ دَلَائِلِ قُدْرَتِهِ تَعَالَى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ الْمَذْكُورِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ○ يَتَدَبَّرُونَ

(٥) وَإِنْ تَعْجَبْ يَا مُحَمَّدُ مِنْ تَكْذِيبِ الْكُفَّارِ لَكَ فَعَجَبٌ حَقِيقٌ بِالْعَجَبِ قَوْلُهُمْ مُنْكِرِينَ لِلْبَعْثِ أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ لِأَنَّ الْقَادِرَ عَلَى إِنْشَاءِ الْخَلْقِ وَمَا تَقَدَّمَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ سَبَقَ قَادِرٌ عَلَى إِعَادَتِهِمْ وَفِي الْهَمْزَتَيْنِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ التَّحْقِيقُ وَتَحْقِيقُ الْأُولَى وَتَسْهِيلُ الثَّانِيَةِ وَإِدْخَالُ أَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى

(۴) اور زمین میں ٹکڑے مختلف قسم کے ہیں باہم ملے ہوئے، سو بعض انمیں سے عمدہ ستھرے اور بعض شور اور خراب ہیں کہیں گھاس اور سبزہ خوب جمتا ہے کہیں بہت کم۔ اور یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اور زمین میں انگوروں کے باغ اور کھیتی اور کھجوروں کے درخت مجتمع اور جُدے جُدے یہ سب باغ اور درخت ایک طرح کا پانی دئے جاتے ہیں اور ہم ان میں سے بعض کو بعض پر بزرگی دیتے ہیں سو کوئی میٹھا اور کوئی کھٹا اور یہ بھی اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے۔

بے شک اس تمام مذکور میں بڑی نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو سمجھتے ہیں اور غور کرتے ہیں۔

(۵) اور اگر اے محمدؐ تم تعجب کرتے ہو کافروں کے تم کو جھٹلانے سے تو لائق تعجب کے ان کا قول ہے کہ وہ قیامت کا انکار کرکے کہتے ہیں آیا جس وقت ہم مٹی ہو جائیں گے کیا اس وقت ہم پھر از سر نو پیدا ہونگے۔ یہ بات ان کی لائق تعجب اس وجہ سے ہے کہ جس کو یہ قدرت ہے کہ وہ مخلوق کو بدون کسی مثال کے اول ہی پیدا کرسکتا ہے وہ اس کے دوبارہ پیدا کرنے پر بدرجۂ اولیٰ قدرت رکھتا ہے۔ پھر انکار کرنا ان لوگوں کا عجیب ہے۔ (ءَاِذَا کُنَّا اور ءَاِنَّا کے ہر دو ہمزہ کو ثابت رکھیں یا اول کو ثابت رکھیں اور دوسرے

عَلَى الْوَجْهَيْنِ وَتَرْكِهَا وَفِي قِرَاءَةٍ بِالْاِسْتِفْهَامِ فِي الْاَوَّلِ وَالْخَبَرِ فِي الثَّانِي وَاُخْرٰى عَكْسُهُ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

کو بین بین پڑھیں اور یا دونوں صورتوں میں الف درمیان میں بڑھا دیں یا تسہیل ترک کریں یہ سب صورتیں درست ہیں اور ایک قرأت میں پہلے ءاذا میں ہمزہ استفہام ہے اور انا میں نہیں بلکہ وہ جملہ خبریہ ہے، اور بعض قرأت میں اس کا عکس ہے) وہی لوگ ہیں جو اپنے رب کے منکر ہوئے اور وہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ڈالے جائینگے اور وہی ہیں دوزخی کہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

تشریح

(۴) زمین کے خطّوں کی رنگارنگی | پہلے بلند آسمانوں کا ذکر کیا اس کے ساتھ چاند سورج کا بیان ہوا کہ ہر ایک کی رفتار الگ ہے، کام الگ ہے۔ سورج کی گرم اور تیز شعاعیں کچھ اور کام کرتی ہیں، چاند کی ٹھنڈی چاندنی الگ فائدہ دیتی ہے۔ پھر آسمانوں کے مقابلے میں پست زمین کا ذکر ہوا۔ اب اس ایک ہی زمین پر الگ الگ خطّے، الگ الگ احوال کہیں پہاڑ کھڑے ہیں کہیں دریاؤں کی روانی ہے۔ اس زمین پر ایک ہی پانی سے سیراب ہونے والے الگ الگ قسم کے پھل ہیں۔ ساری زمین یکساں نہیں ہے اس میں بیشمار خطّے پیدا کردئے ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہونے کے باوجود بھی اپنی صلاحیتوں میں الگ الگ ہیں کہیں انگور کے باغ اور کھیتیاں ہیں کہیں کھجور کے درخت ہیں کھجور کے درختوں میں بھی ایک ہی جڑ سے ایک تنے والے درخت بھی ہیں اور دو تنے والے بھی جو الگ الگ اپنی خصوصیت رکھتے ہیں۔ درخت ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں ان کے پھلوں کے ذائقے الگ الگ ہیں جس طرح ان چیزوں میں رنگارنگی ہے جو انسان کے تمدن کو پھلنے پھولنے کا موقع دیتی ہے اسی طرح خود انسانوں میں بھی رنگارنگی پائی جاتی ہے۔ طبیعتیں میلان اور مزاج الگ الگ یہ سب اس کی حکمت کی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

(۵) کیا وہ قادرِ مطلق موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے؟ | جو پروردگار اتنی قدرت اور حکمت والا ہے جس نے اپنی قدرت سے آسمان وزمین میں طرح طرح کی چیزیں پیدا کیں اور ہر چیز میں کامل درجے کی حکمت ہے کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے اور اس عالم ارضی کی طرح ایک اور عالم عالمِ آخرت برپا کرے موت کے بعد زندگی اور عالمِ آخرت پر تعجب کا اظہار خود باعثِ تعجب ہے۔ کیا جو اوّل ایک چیز بنا چکا دوبارہ نہیں بنا سکتا اس کے دوبارہ پیدا کرنے سے انکار اس کی قدرت اور حاکمیت کا انکار ہے۔ دراصل یہ وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں ان کی جہالت اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے نفس کی خواہشات اور باپ دادا کی اندھی تقلید کے طوق پڑے ہوئے ہیں اور یہ ان کے اسیر بنے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ اللہ کے ابدی جیل خانے جہنم میں ان کو ڈال دیا جائے جو ایسے ہی مجرموں کے لئے بنایا گیا ہے اور وہاں سے ان کو کبھی چھٹکارا نہ مل سکے۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ	بِالسَّيِّئَةِ	قَبْلَ + الْحَسَنَةِ	وَقَدْ خَلَتْ	مِنْ
اور وہ تم سے جلدی مانگتے ہیں	برائی (عذاب)	بھلائی (رحمت) سے پہلے	اور (حالانکہ) گزر چکی ہیں	سے

اور وہ تم سے رحمت سے پہلے جلد عذاب مانگتے ہیں حالانکہ گزر چکی ہیں

قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ

قَبْلِهِمُ	الْمَثُلٰتُ	وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَذُوْ مَغْفِرَةٍ	لِّلنَّاسِ
ان سے قبل	سزائیں	اور بیشک	تمہارا رب	البتہ مغفرت والا	لوگوں کے لئے

ان سے قبل (عبرتناک) سزائیں، اور بیشک تمہارا رب اُن کے ظلم کے باوجود لوگوں کیلئے

عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑥

عَلٰى	ظُلْمِهِمْ	وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَشَدِيْدُ + الْعِقَابِ
پر	ان کا ظلم	اور بیشک	تمہارا رب	البتہ سخت عذاب دینے والا

مغفرت والا ہے اور بیشک تمہارا رب سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ

وَيَقُوْلُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَوْلَا + اُنْزِلَ	عَلَيْهِ	اٰيَةٌ	مِّنْ
اور کہتے ہیں	جنہوں نے	کفر کیا (کافر)	کیوں نہ اُتری	اُس پر	کوئی نشانی	سے

اور کافر کہتے ہیں اس کے رب کی طرف سے اس پر کوئی نشانی کیوں نہ

رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ⑦ ع

رَّبِّهٖ	اِنَّمَآ	اَنْتَ	مُنْذِرٌ	وَّلِكُلِّ + قَوْمٍ	هَادٍ
اس کا رب	اسکے سوا نہیں	تم	ڈرانے والے	اور ہر قوم کے لئے	ہادی

اُتری؟ اس کے سوا نہیں کہ تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوا ہے

⑥ وَنَزَلَ فِي اسْتِعْجَالِهِمُ الْعَذَابَ اسْتِهْزَاءً وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ الْعَذَابِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ الرَّحْمَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ جَمْعُ الْمَثُلَةِ بِوَزْنِ السَّمُرَةِ اَيْ عُقُوْبَاتُ اَمْثَالِهِمْ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ

⑥ اور کافرین از روئے استہزاء عذاب کے آنے میں جلدی کرتے تھے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ۔ اور کافرین تم سے طلب کرتے ہیں جلد عذاب کا آنا رحمت سے پہلے اور حالانکہ بلاشبہ ان سے پہلے ان جیسوں کو جنہوں نے احکام الٰہی اور پیغمبروں کو جھٹلایا سزا مل چکی ہے اور وہ گرفتار

اَفَلَا یَعْتَبِرُوْنَ بِھَا وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْمَغْفِرَۃٍ لِلنَّاسِ عَلٰی مَعَ ظُلْمِھِمْ وَاِلَّا لَمْ یَتْرُکْ عَلٰی ظَھْرِھَا دَابَّۃً وَاِنَّ رَبَّکَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ ○ لِمَنْ عَصَاہُ

عذاب ہو چکے ہیں سو یہ کفار کیا ان کے حال سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اور بیشک تیرا رب بڑی بخشش والا ہے لوگوں کے لئے باوجود ان کے ظلم اور نافرمانی کرنے کے اور اگر انکی بخشش اور رحمت نہ ہوتی تو زمین پر کوئی جاندار باقی نہ رکھتا سب کو ہلاک کر ڈالتا اور بلاشبہ تیرے رب کا عذاب بھی بہت سخت ہے انکے لئے جو اس کی نافرمانی کریں۔

(۷) وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَآ ھَلَّا اُنْزِلَ عَلَیْہِ عَلٰی مُحَمَّدٍ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ کَالْعَصَا وَالْیَدِ وَالنَّاقَۃِ۔ قَالَ تَعَالٰی اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ مُخَوِّفُ الْکَافِرِیْنَ وَلَیْسَ عَلَیْکَ اِتْیَانُ الْاٰیَاتِ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ○ نَبِیٍّ یَدْعُوْھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ بِمَا یُعْطِیْہِ مِنَ الْاٰیَاتِ لَا بِمَا یَقْتَرِحُوْنَ

(۷) اور کافر یہ کہتے ہیں کہ محمدؐ پر کوئی نشانی مثل عصار موسیٰ اور ید بیضا اور ناقہ صالح کے کیوں نہ اتاری گئی اللہ تعالے نے فرمایا بات یہ ہے کہ تو صرف کافروں کو عذاب سے ڈرانے والا ہے تیرا کام یہ نہیں کہ نشانیاں لاوے اور ہر ایک گروہ کے واسطے ایک راہ نما ہے جو اُن کو ان کے رب کی طرف بلاتا ہے جس کو اللہ نشانیاں دے کر بھیجتا ہے نہ یہ کہ اس گروہ کی طلب کے موافق اس کو نشانیاں دی جاویں۔

تشریح

(۶) باطل پرستوں کی طرف سے عذاب کا مطالبہ ہے مگر اللہ تعالے حلیم و بردبار ہے | جو لوگ حضرت محمدؐ کے سچے نبی ہونے کا انکار کرتے تھے اور سمجھانے بجھانے کے باوجود اپنی غلط روش پر قائم تھے ان کی زبان پر یہ بات بار بار آتی تھی کہ آخر وہ عذاب جسکے بارے میں خبر دی جاتی ہے آ کیوں نہیں جاتا اللہ تعالے کے لئے عذاب دینا کوئی مشکل نہیں ہے لیکن وہ مہلت دینا چاہتا ہے اور سنبھلنے کا موقع دیتا ہے۔ حیرت ہے کہ یہ باطل پرست اس مہلت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے سزا کے لئے جلدی کر رہے ہیں اور یہ تاریخ انکے سامنے ہے کہ اس غلط روش پر چلنے والے لوگوں کے ساتھ عذاب کی دردناک مثالیں موجود ہیں لیکن اللہ تعالےٰ ان کی زیادتیوں کے باوجود چشم پوشی سے کام لیتا ہے وہ حلیم ہے مدبر ہے وہ عذاب میں جلدی نہیں کرتا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ سخت سزا دینے پر خوب قادر ہے۔

(۷) مطلوبہ نشانی کا بے جا مطالبہ | انکار کرنیوالوں کے سامنے حق و صداقت واضح طور پر موجود تھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں جگہ جگہ سامنے ہیں حضرت محمدؐ کی زندگی جو سراپا صداقت تھی وہ بھی ان کے سامنے تھی آپکی بہترین تعلیم کے نتیجے میں لوگوں کی زندگیوں میں جو خوشگوار تبدیلی آ رہی تھی وہ بھی سب کے سامنے تھی۔ ان تمام نشانیوں کے باوجود بار بار ایک بے جا مطالبہ ہوتا تھا کہ ایسی نشانی دکھاؤ جو ناقابل انکار ہو کوئی ایسا کرشمہ جس کے معیار پر وہ صداقت کو پرکھ سکیں یہ مطالبہ بے جا اور فضول مطالبہ تھا صداقت کی نشانیاں اور کون سی ہوتی ہیں ان کو مطمئن کرنے کے لئے جو مطمئن ہونا نہ چاہیں کون سا کرشمہ دکھایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبیؐ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم نے پہلے بھی ہر قوم کے لئے رہنما اور ہادی بھیجے ہیں اب آپ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں آپ کا کام اللہ کی ہدایت کو پہنچانا اور لوگوں کو خبردار کرنا ہے ہر ایک کو مطمئن کرنا آپ کا کام نہیں ہے جسے ماننا ہے مانے نہیں ماننا ہے نہ مانے۔ اللہ پیغمبر کی صداقت کے لئے جو نشانی مناسب ہوتی ہے دکھاتے ہیں نشانیوں کا اتارنا آپکے قبضے میں نہیں ہے اللہ بہتر جانتے ہیں کہ کون سی نشانی کس وقت نازل کرنی ہے ماننے والوں کے لئے ہر طرف نشانیاں بکھری ہوئی ہیں۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ

اَللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا تَحْمِلُ	كُلُّ اُنْثٰى	وَمَا	تَغِيْضُ	الْاَرْحَامُ
اللہ	جانتا ہے	جو پیٹ میں رکھتی ہے	ہر مادہ	اور جو	سکڑتا ہے	رحم (جمع)

اللہ جانتا ہے جو ہر مادہ پیٹ میں رکھتی ہے اور جو رحم میں سکڑتا اور

وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ⑧ عٰلِمُ

وَمَا	تَزْدَادُ	وَكُلُّ	شَيْءٍ	عِنْدَهٗ	بِمِقْدَارٍ	عٰلِمُ
اور جو	بڑھتا ہے	اور ہر	چیز	اس کے نزدیک	ایک اندازہ سے	جاننے والا

بڑھتا ہے اور اس کے نزدیک ہر چیز ایک اندازہ سے ہے۔ جاننے والا

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ⑨ سَوَاۗءٌ

الْغَيْبِ	وَالشَّهَادَةِ	الْكَبِيْرُ	الْمُتَعَالِ	سَوَاۗءٌ
ہر غیب	اور ظاہر	سب سے بڑا	بلند مرتبہ	برابر

ہے ہر غیب اور ظاہر کا سب سے بڑا بلند مرتبہ ہے (اسکے لئے) برابر ہے

مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ

مِّنْكُمْ	مَّنْ	اَسَرَّ	الْقَوْلَ	وَمَنْ	جَهَرَ بِهٖ	وَمَنْ	هُوَ
تم میں	جو	آہستہ کہے	بات	اور جو	پکار کر اسکو	اور جو	وہ

تم میں سے جو آہستہ بات کہے اور جو اس کو پکار کر کہے اور جو رات میں

مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ⑩

مُسْتَخْفٍ	بِالَّيْلِ	وَسَارِبٌ	بِالنَّهَارِ
چھپ رہا ہے	رات میں	اور چلنے والا	دن میں۔

چھپ رہا ہے اور جو دن میں چلنے (پھرنے) والا ہے

⑧ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى مِنْ
ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَّوَاحِدٍ وَّمُتَعَدِّدٍ وَّغَيْرِ
ذٰلِكَ وَمَا تَغِيْضُ تَنْقُصُ الْاَرْحَامُ
مِنْ مُّدَّةِ الْحَمْلِ وَمَا تَزْدَادُ مِنْهُ

⑧ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ
اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں اٹھاتی ہے ہر حاملہ کہ وہ نر ہے یا مادہ
اور ایک ہے یا کئی اور اس کے سوا سب جانتا ہے اور یہ
بھی جانتا ہے کہ رحم میں کتنی مدت حمل رہیگا، کم یا زیادہ اور ہر

وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ○ بِقَدْرٍ وَحَدٍّ لَا يَتَجَاوَزُهٗ

اللہ کے نزدیک ایک مقدار اور حد پر ہے کہ اس سے تجاوز نہیں کرتی ۔

(۹) عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ مَا غَابَ وَمَا شُوْهِدَ الْكَبِيْرُ الْعَظِيْمُ الْمُتَعَالِ○ عَلٰى خَلْقِهٖ بِالْقَهْرِ بِيَاءٍ وَدُوْنِهَا

(۹) وہ جانتا ہے چھپی باتوں اور ظاہر کو بڑی شان والا بلند اور غالب ہے اپنی مخلوق پر ۔

(۱۰) سَوَآءٌ مِّنْكُمْ فِيْ عِلْمِهٖ تَعَالٰى مَنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ مُسْتَتِرٌ بِالَّيْلِ بِظَلَامِهٖ وَسَارِبٌ ظَاهِرٌ بِذَهَابِهٖ فِيْ سَرْبِهٖ اَيْ طَرِيْقِهٖ بِالنَّهَارِ○

(۱۰) اس کے علم میں برابر ہے خواہ تم میں سے کوئی شخص چھپا کر آہستہ بات کرے یا ظاہر پکار کر اور وہ جانتا ہے اس کو جو رات کے اندھیرے میں پوشیدہ ہے اور جو ظاہر چلتا ہے دن کو راستے میں

تشریح

(۸) یہ اس خدا کی خدائی ہے جو ہر چیز کو جانتا ہے | اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی یہ کائنات جس کا وہ بلا شرکتِ غیرے حاکم و پروردگار ہے کسی دنیاوی راجہ کی طرح اندھیر نگری چوپٹ راج نہیں ہے یہ اس خدا کی خدائی ہے جو حاملہ کے حمل کو بھی جانتا ہے اس کے حمل میں جو پرورش پا رہا ہے اس کو بھی جانتا ہے اس حمل کی کمی بیشی کو بھی جانتا ہے اسکے یہاں ہر چیز کا ایک اندازہ اور ایک مقدار مقرر ہے ہر ایک کی استعداد ہر ایک کی صلاحیت ہر ایک کی طاقت و قوت یا اس میں کمی اور زیادتی جو کچھ بھی ہوتی ہے وہ براہ راست اس کی نگرانی میں ہوتی ہے اس طرح ہر چیز ایک اندازے اور مقدار کے مطابق ہوتی ہے اسی طرح نشانیوں کا ظاہر کرنا وہ بھی ایک خاص اندازے اور مقدار کے مطابق ہوتا ہے اس میں بھی اس کی مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ اب رہا قبول کرنے والوں کا اختلاف کہ کوئی زیادہ اور کوئی کم قبول کرتا ہے، کوئی انکار کرتا ہے یہ انسانوں کی استعداد اور تربیت کے مطابق مختلف ہوتا رہتا ہے ۔

(۹) علمِ الٰہی کی لامحدود وسعت | اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے ان کا علم وسیع ہے جس کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں ہے وہ پوشیدہ اور ظاہر ہر ہر چیز کا جاننے والا ہے کوئی چیز اس سے چھپی نہیں ہے تمام عالم اس کے تصرف میں ہے وہ بزرگ ہے اور بالاتر ہے کوئی چیز اس سے اوپر نہیں ہے وہ سب سے اوپر ہے اسکے اوپر کسی کا زور نہیں چلتا اسکا زور سب پر چلتا ہے ۔

(۱۰) اللہ کا علم ہر ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے | اس کے علم کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے کوئی زور سے بات کرے یا آہستہ وہ سب سنتا ہے دل کی چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے آہستہ کہو یا زور سے اس کے لئے برابر ہے۔ دن دہاڑے کوئی کام کرو یا رات کے اندھیروں میں چھپ کر اسکے علم کے لئے یکساں ہے اگر دن کی روشنی میں اپنے آپ کو نیک بنا کر پیش کرے اور رات کے اندھیروں میں کارگذاریاں کرے وہ بھی اس کو معلوم ہے۔ غرض یہ کہ تمہارا واسطہ ایک ایسی ہستی سے ہے کہ ہر ہر چیز اس کے علم میں ہے اور اس کے احاطے سے باہر نہیں ۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ

لَهٗ	مُعَقِّبٰتٌ	مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ	وَمِنْ خَلْفِهٖ	یَحْفَظُوْنَهٗ	مِنْ
اس کے	پہریدار	اس (انسان) کے آگے	اور اس کے پیچھے	وہ اسکی حفاظت کرتے ہیں	سے

اس کے پہرے دار ہیں انسان کے آگے اور اس کے پیچھے وہ اللہ کے حکم سے اس

اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا

اَمْرِ اللّٰهِ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا یُغَیِّرُ	مَا	بِقَوْمٍ	حَتّٰى	یُغَیِّرُوْا	مَا
اللہ کا حکم	بیشک	اللہ	نہیں بدلتا	جو	کسی قوم کے پاس (اچھی حالت)	یہانتک کہ	وہ بدل لیں	جو

کی حفاظت کرتے ہیں بیشک اللہ کسی قوم کی اچھی حالت نہیں بدلتا۔ یہاں تک کہ وہ خود اپنی

بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا

بِاَنْفُسِهِمْ	وَاِذَآ	اَرَادَ	اللّٰهُ	بِقَوْمٍ	سُوْٓءًا	فَلَا مَرَدَّ	لَهٗ	وَمَا
اپنے دلوں میں (اپنی حالت)	اور جب	ارادہ کرتا ہے	اللہ	کسی قوم سے	برائی	تو نہیں پھرنا	اسکے لئے	اور نہیں

حالت لیں، اور جب اللہ کسی قوم سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کیلئے پھرنا نہیں (وہ ٹل نہیں سکتی) اور ان

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ

لَهُمْ	مِّنْ دُوْنِهٖ	مِنْ وَّالٍ	هُوَ	الَّذِیْ	یُرِیْكُمُ	الْبَرْقَ
انکے لئے	اس کے سوا	کوئی مددگار	وہ	وہ جو کہ	تمہیں دکھاتا ہے	بجلی

کے لئے اس کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ وہی ہے جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے

خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ ع

خَوْفًا	وَّطَمَعًا	وَّیُنْشِئُ	السَّحَابَ	الثِّقَالَ
ڈرانے کو	اور امید دلانے کو	اور اٹھاتا ہے	بادل	بوجھل

ڈرانے کو اور امید دلانے کو اور اٹھاتا ہے بوجھل بادل

﴿۱۱﴾ لَهٗ لِلْاِنْسَانِ مُعَقِّبٰتٌ مَلٰٓئِكَةٌ
تَعْتَقِبُهٗ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ قُدَّامِهٖ
وَمِنْ خَلْفِهٖ وَرَآئِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اَیْ بِاَمْرِهٖ مِنَ الْجِنِّ
وَغَیْرِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ

﴿۱۱﴾ آدمی کے آگے اور پیچھے فرشتے ہیں جو نوبت بنوبت
اس کے پاس آتے ہیں اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت
کرنے کو شیاطین جنات وغیرہ سے

بیشک اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو یعنی اپنا

لَا يُغَيِّرُ نِعْمَتَهُ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ مِنَ الْحَالَةِ الْجَمِيْلَةِ بِالْمَعْصِيَةِ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا عَذَابًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ الْمُعَقِّبَاتِ وَلَا غَيْرِهَا وَمَا لَهُمْ لِمَنْ اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهِمْ سُوْٓءًا مِّنْ دُوْنِهٖ اَیْ غَيْرِ اللّٰهِ مِنْ زَائِدَةٌ وَّالٍ ○ يَمْنَعُهُ عَنْهُمْ

انعام ان سے نہیں چھینتا یہاں تک کہ وہ خود اپنی حالت کو بدلیں یعنی عمدہ حالت کو نافرمانی سے بدلیں اور بجائے اطاعت کے معصیت کریں۔ اور جس وقت اللہ کسی گروہ پر عذاب بھیجنا چاہتا ہے تو اس کو کوئی نہیں روک سکتا نہ فرشتہ نہ اور کوئی۔ اور جن کے لئے اللہ بُرائی چاہے ان کیواسطے اس کے سوا کوئی مددگار نہیں جو اُن کو عذاب سے بچادے۔

(۱۲) هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا لِلْمُسَافِرِ مِنَ الصَّوَاعِقِ وَّطَمَعًا لِلْمُقِيْمِ فِي الْمَطَرِ وَيُنْشِئُ يَخْلُقُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ○ بِالْمَطَرِ

(۱۲) اللہ وہ ہے کہ تم کو بجلی کی چمک دکھاتا ہے کہ مسافر اس کے گرنے سے ڈرے اور ٹھہرنے والے کو بارش کی امید ہو اور وہ پیدا کرتا ہے ابر کو جو بسبب بارش کے بوجھل ہیں۔

تشریح

(۱۱) **مسبب الاسباب کی پہرے داری اور قوموں کے عروج و زوال کا الٰہی دستور**

اللہ تعالیٰ براہ راست بغیر کسی واسطے کے بھی ہر ہر چیز کی بذاتِ خود نگرانی فرماتے ہیں اور اپنے طریقے کے مطابق جس طرح عالم ارضی میں ہر کام کو ایک سبب سے وابستہ کردیا ہے اسی طرح ہماری آنکھوں سے پوشیدہ باطنی اسباب بھی پیدا کئے ہیں۔ اس نے باطنی اسباب کے تحت نگران کار مقرر کئے ہوئے ہیں جو انسان کے پورے کارنامۂ زندگی کا ریکارڈ محفوظ رکھتے ہیں جب وہ خود بھی اور اسباب کی راہ سے بھی ہر ہر شخص کی نگرانی کررہا ہے تو انسان کیسے سمجھ سکتا ہے کہ وہ جو چاہے کرے کوئی اس سے بازپرس کرنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے کسی قوم کو محروم نہیں فرماتے جب تک وہ قوم خود ہی اپنے آپ کو اللہ کی مہربانی سے محرومی کے قابل ثابت نہ کردے۔ اگر کسی قوم کی روش ایسی ہے کہ وہ واقعی اللہ کی عنایتوں کی مستحق ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر عنایات فرماتے ہیں جب تک وہ خود کو نہیں بدلتی اللہ بھی اس کو نہیں بدلتے۔

؎ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ٭ نہ ہو خیال جسے خود اپنی حالت کے بدلنے کا

اور جب کوئی قوم اپنے طریقے سے ظاہر کردیتی ہے کہ وہ اللہ کی حمایت کے قابل نہیں رہی تو پھر اسکی شامت کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتی اور اس وقت کسی کی مدد اس قوم کے کام نہیں آسکتی اللہ کے مقابلے میں ایسی قوم کا حامی و مددگار کون اور کیسے ہوسکتا ہے۔؟

(۱۲) **بادلوں کی گرج میں بھی اللہ کی نشانیاں ہیں**

ذکر آیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہر طرح نگرانی اور نگہبانی کررہا ہے اور ان کو اپنے انعامات سے نوازتا ہے اس کے بعد ذکر ہوا کہ انسان کی بداعمالیاں اس کی شامت اعمال بن کے آتی ہیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس انعام اور انتقام دونوں کی جامع ہے جمال بھی ہے اور جلال بھی ہے۔ بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک میں بھی دونوں پہلو موجود ہیں۔ بارانِ رحمت کی امید بھی اور بجلی کی کڑک کا خوف بھی۔ ہواؤں کا چلنا سمندر سے بھاپ کا اٹھنا پھر بادل بننا اور پانی سے لدے ہوئے بادلوں کا آپس میں ٹکرانا جس سے بجلی چمکتی ہے اور اللہ کی مخلوق کے لئے پانی کا انتظام ہوتا ہے ہوش والوں کے لئے اسمیں بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ

وَيُسَبِّحُ	الرَّعْدُ	بِحَمْدِهٖ	وَالْمَلٰٓئِكَةُ	مِنْ	خِيفَتِهٖ	وَيُرْسِلُ
اور پاکیزگی بیان کرتی ہے	گرج	اسکی تعریف کے ساتھ	اور فرشتے	سے	اسکے ڈر	اور وہ بھیجتا ہے

اور گرج اس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتی ہے اور فرشتے اسکے ڈر سے (اسکی تسبیح کرتے ہیں) اور وہ گرجنے والی

الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللّٰهِ ۚ

الصَّوَاعِقَ	فَيُصِيبُ	بِهَا	مَنْ يَّشَآءُ	وَهُمْ	يُجَادِلُونَ	فِي اللّٰهِ
گرجنے والی بجلیاں	پھر گراتا ہے اسے	اُسے	جس پر وہ چاہتا ہے	اور وہ	جھگڑتے ہیں	اللہ (کے بارے) میں

بجلیاں بھیجتا ہے، پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گراتا ہے اور وہ (کافر) اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں

وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ

وَهُوَ	شَدِيدُ	الْمِحَالِ	لَهٗ	دَعْوَةُ	الْحَقِّ	وَالَّذِينَ	يَدْعُونَ
اور وہ	سخت	پکڑ	اسکو	پکارنا	حق	اور جن کو	وہ پکارتے ہیں

اور وہ سخت پکڑ والا ہے۔ اس کو پکارنا حق ہے، اور وہ اس کے جن کو پکارتے

مِنْ دُونِهٖ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَآءِ

مِنْ دُونِهٖ	لَا يَسْتَجِيبُونَ	لَهُمْ	بِشَيْءٍ	إِلَّا	كَبَاسِطِ	كَفَّيْهِ	إِلَى الْمَآءِ
اس کے سوا	وہ جواب نہیں دیتے	ان کو	کچھ بھی	مگر	جیسے پھیلادے	اپنی ہتھیلیاں	پانی کی طرف

ہیں وہ انہیں کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے (کوئی) اپنی دونوں ہتھیلیاں پانی کیطرف پھیلادے (تاکہ)

لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۚ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

لِيَبْلُغَ	فَاهُ	وَمَا	هُوَ	بِبَالِغِهٖ	وَمَا	دُعَآءُ	الْكٰفِرِينَ	إِلَّا	فِي	ضَلٰلٍ
تاکہ پہنچ جائے	اسکے منہ تک	اور نہیں	وہ	اس تک پہنچنے والا	اور نہیں	پکار	کافر (جمع)	سوائے	میں	گمراہی

(پانی) اسکے منہ تک پہنچ جائے اور وہ اس تک ہرگز پہنچنے والا نہیں، اور کافروں کی پکار گمراہی کے سوا کچھ نہیں

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

وَلِلّٰهِ	يَسْجُدُ	مَنْ	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَالْأَرْضِ	طَوْعًا	وَّكَرْهًا
اور اللہ ہی کو	سجدہ کرتا ہے	جو	میں	آسمانوں	اور زمین	خوشی سے	یا ناخوشی سے

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، خوشی سے یا ناخوشی سے

وَّ ظِلٰلُهُمۡ بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ ۝۱۵ السجدة

وَّ ظِلٰلُهُمۡ	بِالۡغُدُوِّ	وَ الۡاٰصَالِ
اور ان کے سائے	صبح	اور شام

اور صبح و شام ان کے سائے (بھی)

(۱۳) وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ وَهُوَ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ يَسُوقُهُ مُتَلَبِّسًا بِحَمْدِهٖ اَيْ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَ تُسَبِّحُ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ اَيْ اللّٰهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ وَهِيَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ السَّحَابِ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ فَتَحْرِقُهُ نَزَلَ فِيْ رَجُلٍ بَعَثَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّدْعُوْهُ فَقَالَ مَنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ اَمِنْ ذَهَبٍ هُوَ اَمْ مِنْ فِضَّةٍ اَمْ نُحَاسٍ فَنَزَلَتْ بِهٖ صَاعِقَةٌ فَذَهَبَتْ بِقِحْفِ رَأْسِهٖ وَهُمْ اَيِ الْكُفَّارُ يُجَادِلُوْنَ يُخَاصِمُوْنَ النَّبِيَّ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝ الْقُوَّةِ اَوِ الْاَخْذِ

(۱۳) اور اس کی حمد اور پاکی بیان کرتا ہے رعد یعنی وہ فرشتہ جو بادل کے ہانکنے اور چلانے پر مقرر ہے یعنی وہ فرشتہ کہتا ہے سبحان اللہ وبحمدہ یعنی اللہ پاک ہے اور وہی لائق حمد ہے اور تمام فرشتے تسبیح کرتے ہیں اس کے خوف سے اور اللہ بھیجتا ہے بجلیوں کو (صاعقہ وہ آگ کا شعلہ ہے جو بجلی سے نکلتا ہے) سو اس بجلی کو جس پر چاہتا ہے ڈالتا ہے سو وہ اسکو جلا دیتی ہے (یہ آیت نازل ہوئی اس شخص کے بارے میں کہ جسکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو بھیجا کہ اسکو ایمان کیطرف بلاوے سو اس نے جواب دیا کہ رسول اللہ کون ہیں اور اللہ کیا چیز ہے؟ آیا وہ سونے سے بنا ہوا ہے یا چاندی سے یا تانبے سے، پس آئی اس پر ایک بجلی سو جدا کر دیا اور جلا دیا اس نے اسکی کھوپڑی کو) وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ اور حال یہ کہ وہ کافر جھگڑا کرتے ہیں پیغمبر خدا سے اللہ کے بارے میں اور اللہ نہایت قوت والا اس کی پکڑ سخت ہے۔

(۱۴) لَهٗ تَعَالٰى دَعْوَةُ الْحَقِّ اَيْ كَلِمَتُهٗ وَهِيَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اَيْ غَيْرِهٖ وَهُمُ الْاَصْنَامُ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ مِّمَّا يَطْلُبُوْنَهٗ اِلَّا اسْتِجَابَةً كَبَاسِطِ اَيْ كَاسْتِجَابَةِ بَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ عَلٰى شَفِيْرِ الْبِئْرِ يَدْعُوْهُ لِيَبْلُغَ فَاهُ بِارْتِفَاعِهٖ مِنَ الْبِئْرِ اِلَيْهِ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ اَيْ فَاهُ اَبَدًا فَكَذٰلِكَ مَا هُمْ بِمُسْتَجِيْبِيْنَ

(۱۴) اللہ کے لئے ہے سچی بات (کلمہ حق سے مراد کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ توحید کی طرف بلاتا ہے) اور جو لوگ اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہیں وہ ان کی کوئی حاجت پوری نہیں کر سکتے اور مطلب برآری نہیں کر سکتے مگر ایسے کہ جیسے کوئی شخص کنوئیں کے کنارے پر ہاتھ پھیلائے اور پانی کو بلاوے کہ وہ کنوئیں سے نکل کر اس کے منہ میں آ جاوے حالاں کہ اس طرح وہ پانی کبھی اس کے منہ میں نہیں آسکتا۔ پس اسی طرح بت ان کے کسی مطلب کو پورا نہیں کر سکتے ان کو پکارنا اور ان سے حاجت طلب کرنا ایسا ہے

لَهُمْ وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ
عِبَادَتُهُمُ الْأَصْنَامَ أَوْ حَقِيْقَةَ
الدُّعَاءِ إِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○ ضِيَاعٍ
(۱۵) وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ طَوْعًا كَالْمُؤْمِنِيْنَ
وَّكَرْهًا كَالْمُنَافِقِيْنَ وَمَنْ
أُكْرِهَ بِالسَّيْفِ وَ يَسْجُدُ
ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْبُكَرِ
وَالْآصَالِ ○ الْعَشَايَا

جیسا پانی کو بلادے کہ وہ اس کے منہ میں آجاوے اور کافروں کا بتوں کو پکارنا اور پوجنا ضائع اور نکما ہے۔

(۱۵) وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ الخ اور اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں وہ فرشتے جو آسمان میں ہیں اور وہ آدمی جو زمین میں ہیں بعض انہیں سجدہ اور عبادت اللہ کی خوشی اور رغبت سے کرتے ہیں جیسے ایمان والے اور بعض بے رغبتی اور زبردستی سے جیسے منافقین اور وہ لوگ جو بزور شمشیر مسلمان بنائے گئے۔ اور اسی کیلئے سجدہ کرتے ہیں ان کے ساتھ ان کے سائے صبح اور شام۔

تشریح

(۱۳) کڑکتی ہوئی بجلی اللہ کی قدرت کی نشانی ہے | بادلوں کی گرج کے ساتھ بجلی کی کڑک بھی اللہ کی قدرت کی نشانی ہے اللہ کی مخلوق اس کے فرشتے بجلی کی کڑک سن کر اللہ کی ہیبت سے لرز جاتے ہیں کیونکہ وہ بھی اللہ کے اسی طرح بندے ہیں جس طرح انسان اللہ کا بندہ ہے۔ یہ کڑکتی ہوئی بجلی اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں کسی پر گرتی ہے عین اس وقت جب لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں بجلی ان کا خاتمہ کردیتی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی چال بڑی زبردست ہے کوئی اس سے بچ نہیں سکتا۔

(۱۴) غیر اللہ سے حاجت مانگنے کی ایک مثال | اگر کسی کے سامنے پانی ہو اور وہ دونوں ہتھیلیاں ملا کر پانی سے کہے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا تو کیا وہ پانی اس کی ہتھیلی میں آکر اس کے منہ تک پہنچ جائے گا؟ ہرگز نہیں! بس یہی مثال ہے ان لوگوں کی کہ جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں سے اپنی حاجت طلب کرتے ہیں جس طرح پانی میں خود چل کر منہ تک پہنچنے کی طاقت نہیں ہے اسی طرح معبودانِ باطل میں حاجت روائی کی صلاحیت نہیں ہے اس لئے پکارنا برحق ہے تو صرف اللہ کو۔ وہی سب کی حاجتیں پوری کرنے والا ہے۔ اس کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنے والے برائی کے سوا کچھ حاصل نہیں کرسکتے۔ غیر اللہ سے ان کی دعائیں ایسے تیر کی طرح ہیں جو کسی نشانے پر نہیں لگ سکتا۔

(۱۵) زمین و آسمان میں ہر چیز اللہ کی فرماں بردار ہے | زمین و آسمان میں جتنی چیزیں ہیں وہ سب خواہ نخواہ اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں اس کی تابع فرمان ہیں اس کے حکم سے بال برابر ادھر ادھر کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ صبح اور شام کا ہونا، صبح اور شام سائے کا گھٹنا اور بڑھنا یہ سب اس کے حکم کے تابع ہے۔ اس آیت کی تلاوت کے وقت سجدہ کیا جاتا ہے کہ جس طرح کائنات کی تمام چیزیں اللہ کے سامنے جھکی ہیں انسان بھی جو اپنے رب کو ماننے والا ہے اپنی مرضی اور اختیار سے اس کے سامنے سجدہ کرکے اپنی اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کرے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ

قُلْ	مَنْ	رَّبُّ السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	قُلِ	اللّٰهُ	قُلْ	اَفَاتَّخَذْتُمْ
پوچھیں	کون	آسمانوں کا رب	اور زمین	کہدیں	اللہ	کہدیں	توکیا تم بناتے ہو

آپ پوچھیں آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے ؟ کہدیں، اللہ ہے ۔ کہدیں تو کیا تم اس کے سوا بناتے ہو

مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ

مِنْ دُوْنِهٖٓ	اَوْلِيَآءَ	لَا يَمْلِكُوْنَ	لِاَنْفُسِهِمْ	نَفْعًا	وَّلَا ضَرًّا	قُلْ
اس کے سوا	حمایتی	وہ بس نہیں رکھتے	اپنی جانوں کے لئے	کچھ نفع	اور نہ نقصان	کہدیں

حمایتی جو اپنی جانوں کیلئے (بھی) بس نہیں رکھتے کچھ نفع کا اور نہ نقصان کا کہدیں

هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ

هَلْ	يَسْتَوِي	الْاَعْمٰى	وَالْبَصِيْرُ	اَمْ	هَلْ	تَسْتَوِي	الظُّلُمٰتُ
کیا	برابر ہوتا ہے	نابینا (اندھا)	اور بینا (دیکھنے والا)	یا	کیا	برابر ہو جائیگا	اندھیرا (جمع)

کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا ؟ یا کیا اُجالا اور اندھیرے برابر ہو جائیں

وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ

وَالنُّوْرُ	اَمْ	جَعَلُوْا	لِلّٰهِ	شُرَكَآءَ	خَلَقُوْا	كَخَلْقِهٖ	فَتَشَابَهَ	الْخَلْقُ
اور اُجالا	یا	وہ بناتے ہیں	اللہ کیلئے	شریک	انہوں نے پیدا کیا ہے	اسکے پیدا کرنیکی طرح	تو مشتبہ ہوگئی	پیدائش

گے ؟ کیا وہ اللہ کے لئے جو شریک بناتے ہیں انہوں نے (مخلوق) پیدا کی ہے اسکے پیدا کرنیکی طرح ؟ سو پیدائش ان پر

عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (۱۶)

عَلَيْهِمْ	قُلِ	اللّٰهُ	خَالِقُ	كُلِّ شَيْءٍ	وَّهُوَ	الْوَاحِدُ	الْقَهَّارُ
ان پر	کہدیں	اللہ	پیدا کرنے والا	ہر شے	اور وہ	یکتا	زبردست (غالب)

مشتبہ ہوگئی کہدیں اللہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ یکتا غالب ہے۔

(۱۶) قُلْ يَا مُحَمَّدُ لِقَوْمِكَ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ اِنْ لَّمْ يَقُوْلُوْهُ لَا جَوَابَ غَيْرُهٗ قُلْ لَهُمْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ اَيْ غَيْرِهٖ اَوْلِيَآءَ اَصْنَامًا تَعْبُدُوْنَهَا

(۱۶) اے محمد تم اپنی قوم سے کہو کہ تم جانتے ہو، کون ہے رب تمام آسمانوں اور زمینوں کا ؟ اگر وہ کچھ جواب اس کا نہ دیں تو کہدو اللہ ہے۔ کیونکہ اس کے سوا کچھ جواب اس کا نہیں۔ ان سے کہدو پس کیا تم نے اللہ کے سوا بتوں کو معبود بنا یا جو اپنی جانوں کے لئے نفع اور نقصان کے مالک نہیں

لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَتَرَكْتُمْ مَالِكَهُمَا اِسْتِفْهَامُ تَوْبِيْخٍ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَلْكَافِرُ وَالْمُؤْمِنُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ اَلْكُفْرُ وَالنُّوْرُ الْاِيْمَانُ لَا اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ اَىْ خَلْقُ الشُّرَكَاءِ بِخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ فَاعْتَقَدُوْا اِسْتِحْقَاقَ عِبَادَتِهِمْ بِخَلْقِهِمْ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ اَىْ لَيْسَ الْاَمْرُ كَذٰلِكَ وَلَا يَسْتَحِقُّ الْعِبَادَةَ اِلَّا الْخَالِقُ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ لَا شَرِيْكَ لَهٗ فِيْهِ فَلَا شَرِيْكَ لَهٗ فِى الْعِبَادَةِ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ لِعِبَادِهٖ

اوران کے مالک اور خالق کو تم نے چھوڑا۔ یعنی یہ امر نہایت قبیح اور موجب عذاب الٰہی ہے۔
کہدو کیا برابر ہوسکتا ہے نابینا اور بینا یعنی کافر اور مسلمان یا برابر ہوسکتی ہیں اندھیریاں کفر کی ساتھ نور ایمان کے ہرگز نہیں۔
یا جن بتوں کو کافروں نے اللہ کا شریک بنایا۔ انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے؟ جیسے اللہ پیدا کرتا ہے! جو ان کو اشتباہ ہوا اور بتوں کی پیدا کی ہوئی چیز مثل اللہ کی پیدا کی ہوئی کے معلوم ہوئی اسلئے انکو اللہ کا شریک بنایا اور مستحق عبادت کا سمجھا۔ یعنی یہ بات ہرگز نہیں کہ انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہو اور مستحق پرستش کا وہی ہوتا ہے جو خالق ہو پس بتوں میں کوئی امر ایسا نہیں جو ان کو معبود بنایا جائے۔ کہدو اللہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا۔ کوئی اس کا شریک اس امر میں نہیں پس عبادت میں بھی کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ اور وہ اکیلا ہے غالب اپنے بندوں پر۔

تشریح

(۱۶) اللہ ہی سب کا رب اور سب پر غالب ہے | اُس زمانے میں بھی اور آج بھی لوگ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سپر پاور ایک ہی ہے۔ اصل میں زمین و آسمان اور اس میں جتنی چیزیں ہیں سب کا خالق اور پروردگار اللہ کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ہستی نہیں ہے جو نفع و نقصان کی مالک ہو۔ بناوٹی معبود نہ نفع نقصان کے مالک ہیں اور نہ کوئی چیز پیدا کرنے پر قادر ہیں۔ بلکہ وہ خود بھی مخلوق ہیں جب وہ مخلوق ہیں تو خالق کیسے ہوسکتے ہیں اور جب وہ مغلوب ہیں تو غالب کیسے ہوسکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جو صاف نظر آتی ہے تو کیا دیکھنے والا اور نہ دیکھنے والا ایک جیسے ہوسکتے ہیں۔ ایک وہ جو حق کی روشنی میں ہے اور ایک وہ جو گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے کیا دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ ہاں اگر ایسا ہوتا کہ کچھ چیزیں تو اللہ نے پیدا کیں اور کچھ چیزیں اللہ کے سوا دوسری ہستیوں نے بنائیں تب تو یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ معلوم نہیں کہ کون چیزیں اللہ کی بنائی ہوئی ہیں اور کون چیزیں دوسروں کی بنائی ہوئیں، مگر یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ ذرہ ذرہ ہر چھوٹی اور بڑی چیز اس کا خالق صرف ایک ہے اور وہ ہے اللہ لہٰذا وہی ہر چیز پر پوری طرح غالب ہے وہی نفع نقصان کا مالک ہے وہی عبادت اور اطاعت کے لائق ہے اس تک پہنچنے کے لیے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں ہے اس کی عبادت کے لئے کسی واسطے کی ضرورت نہیں ہے اس نے اپنی ہدایت اپنے پیغمبروں اور اپنی کتابوں کے ذریعہ نازل کی ہے خود پیغمبر بھی اسی کے عبادت گذار اور اسی کے اطاعت گذار ہیں اور اس کائنات کا ذرہ ذرہ اسی کا محتاج ہے۔

اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ

اَنۡزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	فَسَالَتۡ	اَوۡدِيَةٌ	بِقَدَرِهَا	فَاحۡتَمَلَ	السَّيۡلُ
اس نے اُتارا	آسمانوں سے	پانی	سو بہہ نکلے	ندی نالے	اپنے اپنے اندازے سے	پھر اٹھا لایا	نالہ

اس نے آسمانوں سے پانی اُتارا، سو ندی نالے اپنے اپنے اندازہ سے بہہ نکلے پھر اٹھا لایا (ادپرلے آیا) نالہ

زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوۡقِدُوۡنَ عَلَيۡهِ فِى النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ

زَبَدًا	رَّابِيًا	وَمِمَّا	يُوۡقِدُوۡنَ	عَلَيۡهِ	فِى النَّارِ	ابۡتِغَآءَ	حِلۡيَةٍ
جھاگ	پھولا ہوا	اور اس سے جو	تپاتے ہیں	اس پر	آگ میں	حاصل کرنے (بنانے) کو	زیور

پھولا ہوا جھاگ اور جو آگ میں تپاتے ہیں زیور بنانے کو یا اور اسباب

اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَـقَّ وَالۡبَاطِلَ ؕ

اَوۡ	مَتَاعٍ	زَبَدٌ	مِّثۡلُهٗ	كَذٰلِكَ	يَضۡرِبُ	اللّٰهُ	الۡحَـقَّ	وَالۡبَاطِلَ
یا	اسباب	جھاگ	اسی جیسا	اسی طرح	بیان کرتا ہے	اللہ	حق	اور باطل

بنانے کو (اسمیں بھی) اس جیسا جھاگ (میل) ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ حق اور باطل کو بیان کرتا ہے۔

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ

فَاَمَّا	الزَّبَدُ	فَيَذۡهَبُ	جُفَآءً	وَاَمَّا	مَا يَنۡفَعُ	النَّاسَ	فَيَمۡكُثُ
سو	جھاگ	دور ہو جاتا ہے	سوکھ کر	اور لیکن	جو نفع پہنچاتا ہے	لوگ	تو ٹھہرا رہتا ہے

سو جھاگ دور ہو جاتا ہے (ضائع ہو جاتا ہے) سوکھ کر لیکن جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے وہ زمین میں

فِى الۡاَرۡضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ؕ ﴿۱۷﴾

فِى الۡاَرۡضِ	كَذٰلِكَ	يَضۡرِبُ	اللّٰهُ	الۡاَمۡثَالَ
زمین میں	اسی طرح	بیان کرتا ہے	اللہ	مثالیں

ٹھیرا رہتا ہے (باقی رہتا ہے) اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے۔

١٧ ثُمَّ ضَرَبَ مَثَلًا لِلۡحَقِّ وَالۡبَاطِلِ فَقَالَ
اَنۡزَلَ تَعَالٰى مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مَطَرًا
فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا بِمِقۡدَارِ
مِلۡئِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ زَبَدًا رَّابِيًا
عَالِيًا عَلَيۡهِ هُوَ مَا عَلٰى وَجۡهِهٖ مِنۡ

١٧ پھر اللہ نے مثال بیان فرمائی حق اور باطل کی۔ پس فرمایا اتارا
اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی ہر ایک جنگل نے اس قدر پانی
جاری کیا جو اس میں آوے اور جس سے وہ بھر جاوے۔ جانِل
یہ کہ اس پانی سے جنگل میں رَو بھی بھر رَوکے اوپر جھاگ
اٹھے (زہرہ جو رَو کے اوپر گھاس دکوڑا ہے)

قَدْ رَدَّهُ ﴿وَمِمَّا يُوقِدُونَ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ عَلَيْهِ فِي النَّارِ مِنْ جَوَاهِرِ الْأَرْضِ كَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالنُّحَاسِ ابْتِغَاءَ طَلَبَ حِلْيَةٍ زِينَةٍ أَوْ مَتَاعٍ يُنْتَفَعُ بِهِ كَالْأَوَانِي إِذَا أُذِيبَتْ زَبَدٌ مِثْلُهُ أَيْ مِثْلُ زَبَدِ السَّيْلِ وَهُوَ خَبَثُهُ الَّذِي يَنْفِيهِ الْكِيرُ كَذَٰلِكَ الْمَذْكُورِ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ أَيْ مِثْلَهُمَا فَأَمَّا الزَّبَدُ مِنَ السَّيْلِ وَمَا أُوقِدَ عَلَيْهِ مِنَ الْجَوَاهِرِ فَيَذْهَبُ جُفَاءً بَاطِلًا مَرْمِيًّا بِهِ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ مِنَ الْمَاءِ وَالْجَوَاهِرِ فَيَمْكُثُ يَبْقَى فِي الْأَرْضِ زَمَانًا كَذَٰلِكَ الْبَاطِلُ يَضْمَحِلُّ وَيَنْمَحِقُ وَإِنْ عَلَا عَلَى الْحَقِّ فِي بَعْضِ الْأَوْقَاتِ وَالْحَقُّ ثَابِتٌ بَاقٍ كَذَٰلِكَ الْمَذْكُورِ يَضْرِبُ يُبَيِّنُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ○

اور ان چیزوں میں ہے جن پر آگ جلا کر گلاتے ہیں یعنی کان کی چیزیں جیسے سونا چاندی تانبا زیور اور برتن وغیرہ استعمال کی چیزیں بنانے کے لئے جھاگ ہوتے ہیں مانند جھاگ پانی کے اور مراد اس جھاگ سے میل ان کا ہے جو بھٹی میں رکھنے سے جدا ہوتا ہے۔

اسی طرح جیسے یہ مذکور ہوا اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے پھر جو جھاگ پانی کا اور میل سونے چاندی کا وغیرہ کا ہوتا ہے وہ نکما اور ردی سمجھ کر پھینکا جاتا ہے

اور جس سے آدمیوں کو نفع ہوتا ہے یعنی پانی اور سونا چاندی وغیرہ وہ باقی رہتا ہے ایک عرصہ تک اسی طرح مضمحل اور نیست و نابود ہو جاتا ہے اگرچہ بعض وقت وہ اونچا اور غالب ہو جاوے حق پر، اور حق ہمیشہ ثابت اور باقی رہتا ہے

اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے

تشریح

(۱۷) حق و باطل کی کشمکش کی مثال | حق و باطل میں آغاز سے کش مکش رہی ہے بظاہر باطل کچھ دیر کے لئے بڑا دلکش نظر آتا ہے جس سے آدمی دھوکا کھا جاتا ہے لیکن اس کی مثال جھاگ کی طرح ہوتی ہے تھوڑی دیر بعد جھاگ ختم ہو جاتا ہے اور جو اصل چیز ہے وہ باقی رہ جاتی ہے اسی طرح باطل جھاگ کی طرح بیٹھ جاتا ہے اور حق و صداقت مضبوطی کے ساتھ قائم رہتی ہے۔ جس طرح آسمان سے پانی برستا ہے اسی طرح آسمانی ہدایت پیغمبروں کے ذریعہ بارش کے صاف ستھرے پانی کی طرح نازل ہوتی ہے پھر جس طرح بارش کا پانی نالوں ندیوں میں ان کے ظرف کے مطابق جمع ہوتا ہے اسی طرح آسمانی ہدایت کو انسانی قلوب اپنے اپنے ظرف کے مطابق اپنے اندر لے لیتے ہیں جب پانی زور کے ساتھ بہتا ہے تو اس کے اوپر جھاگ آجاتے ہیں وہ جھاگ باقی رہنے والے نہیں ہیں۔ اسی طرح جب حق باطل کے ساتھ ٹکراتا ہے تو اس ٹکراؤ سے اٹھنے والے جھاگ کچھ ہی دیر کے مہمان ہوتے ہیں۔ جیسے مختلف دھاتوں سے چیزیں تیار کی جاتی ہیں تو اس دھات کو بھٹی کے اوپر تپایا جاتا ہے اسی طرح حق کو بھی آزمائش سے گذرنا پڑتا ہے بھٹی پر تپانے سے جو جھاگ اٹھتے ہیں وہ بھی اسی طرح ناپائیدار ہوتے ہیں وہ سوکھ کر ختم ہو جاتے ہیں اور اصل چیز جو لوگوں کے لئے فائدہ مند ہے وہ باقی رہتی ہے۔

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ

لِلَّذِيْنَ	اسْتَجَابُوْا	لِرَبِّهِمْ	الْحُسْنٰى	وَالَّذِيْنَ	لَمْ	يَسْتَجِيْبُوْا	لَهٗ	لَوْ	اَنَّ
انکے لئے جنہوں نے	انہوں نے مان لیا	اپنے رب کا (حکم)	بھلائی	اور جن لوگوں نے	نہ	مانا	اسکا (حکم)	اگر	یہ کہ

جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مان لیا اُن کے لئے بھلائی ہے، اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا اگر جو کچھ

لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ

لَهُمْ	مَّا	فِى الْاَرْضِ	جَمِيْعًا	وَّمِثْلَهٗ	مَعَهٗ	لَافْتَدَوْا	بِهٖ	اُولٰٓئِكَ
ان کیلئے (انکا)	جو کچھ	زمین میں	سب	اور اس جیسا	اسکے ساتھ	کہ فدیہ میں دیدیں	اسکو	وہی ہیں

زمین میں ہے سب ان کا ہو اور اس کے ساتھ اس جیسا (اور بھی ہو) کہ وہ اس کو فدیہ میں دیدیں (پھر بھی بچاؤ نہ ہوگا)

ع ۲ / ۸

لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾

لَهُمْ	سُوْٓءُ	الْحِسَابِ	وَمَاْوٰىهُمْ	جَهَنَّمُ	وَبِئْسَ	الْمِهَادُ
انکے لئے	بُرا	حساب	اور ان کا ٹھکانا	جہنم	اور بُرا	بچھانا (جگہ)

انہی لوگوں کے لئے حساب بُرا ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور (وہ) بُری جگہ ہے۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ

اَفَمَنْ	يَّعْلَمُ	اَنَّمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ	مِنْ	رَّبِّكَ	الْحَقُّ	كَمَنْ	هُوَ
پس کیا جو	جانتا ہے	کہ جو	اُتارا گیا	تمہاری طرف	سے	تمہارا رب	حق	اس جیسا	وہ

کیا جو شخص جانتا ہے کہ جو اُتارا گیا تم پر تمہارے رب کی طرف سے وہ حق ہے، اُس جیسا (ہو سکتا ہے)

اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾

اَعْمٰى	اِنَّمَا	يَتَذَكَّرُ	اُولُوا الْاَلْبَابِ
اندھا	اسکے سوا نہیں	سمجھتے ہیں	عقل والے

جو اندھا ہو، اِس کے سوا نہیں کہ عقل والے ہی سمجھتے ہیں۔

﴿۱۸﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ اَجَابُوْهُ
بِالطَّاعَةِ الْحُسْنٰى الْجَنَّةُ وَالَّذِيْنَ لَمْ
يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ وَهُمُ الْكُفَّارُ لَوْ اَنَّ لَهُمْ
مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا
بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ

﴿۱۸﴾ جو لوگ اپنے رب کے امر کو قبول کرتے ہیں اور اس کے فرمانبردار
ہیں ان کے واسطے جنت ہے اور جو لوگ حکم الٰہی کو نہیں مانتے
یعنی کافر اگر ان کے قبضہ میں ہوں تمام دنیا کی چیزیں اور اسی قدر
اور، تو وہ اس کو عوض عذاب کے دیکر عذاب الٰہی سے چھوٹنا
چاہیں گے مگر عذاب ان سے دفع نہ ہوگا اور وہی ہیں کہ ان

الْحِسَابِ ۵ لا وَهُوَ الْمُؤَاخِذُ بِكُلِّ مَا عَمِلُوا وَلَا يَغْفِرُ مِنْهُ شَيْئًا وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ الفراش هي - وَنَزَلَ فِي حَمْزَةَ وَأَبِي جَهْلٍ

سے حساب سخت لیا جاویگا۔ یعنی ہر ایک کام پر ان کی پکڑ ہوگی کوئی چیز ان میں سے معاف نہ ہوگی اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا بچھونا ہے۔

(۱۹) أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ فَآمَنَ بِهِ كَمَنْ هُوَ أَعْمَى لَا يَعْلَمُهُ وَلَا يُؤْمِنُ بِهِ لَا إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ يَتَّعِظُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ أصحاب العقول

(۱۹) أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَى إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ الخ کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ بلاشک جو کچھ تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا وہ حق ہے اور اس پر ایمان لایا مثل اس شخص کے ہو سکتا ہے جو اس کو حق نہیں جانتا اور نہ اس پر ایمان لایا۔ بات یہ ہے کہ نصیحت عقل والوں کو ہے

تشریح

(۱۸) حق و باطل کا انجام | حق و صداقت لوگوں کے لئے نفع بخش ہے وہ باقی رہنے والی چیز ہے۔ اب جو لوگ آگے بڑھ کر حق کو قبول کر لیتے ہیں ان کو وہ قیمتی چیز حاصل ہوتی ہے کہ زمین و آسمان سب مل کر اس کا بدل نہیں ہو سکتے ایمان اور عمل صالح کے نتیجے میں وہ حقیقی کامیابی قلبی طمانینت حاصل ہوتی ہے کہ جس کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا اس کے مقابلے میں جو لوگ حق کو ٹھکرا دیتے ہیں ان کا انجام نہایت برا ہے ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ سب سے بُرا ٹھکانا ہے۔ دنیا میں تو جیسی گذرے گی گذر جائیگی آخرت کا عذاب ناقابل برداشت ہوگا انسان کہہ اُٹھے گا کہ دنیا و ما فیہا کی ساری دولت دیکر بھی چھٹکارا ہو سکے تو ہو جائے ایسے لوگوں کو سخت محاسبے سے گذرنا ہوگا جنہوں نے دنیا میں اللہ کی بغاوت میں زندگی بسر کی۔ اللہ کے وہ وفادار بندے جنہوں نے اللہ کی فرماں برداری میں زندگی گذاری ان کا حساب بہت آسان ہوگا اور ان کے مجموعی طرز عمل کو دیکھتے ہوئے ان کی خطاؤں سے درگذر کیا جائیگا جیسا کہ سورۂ انشقاق کی آیت ۷ ، ۸ میں ارشاد ہے :-

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا

جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا اس سے ہلکا حساب لیا جائیگا حضور نبی کریم ﷺ کی یہ دعا منقول ہے اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا (اے اللہ میرا حساب آسان فرما دیجئے) دریافت کیا گیا کہ آسان حساب کیسا ہوتا ہے فرمایا بھلائیوں کیساتھ برائیاں پیش تو ہونگی مگر سرسری نگاہ ڈالی جائیگی اور وفادارانہ طرز عمل کو دیکھتے ہوئے باز پرس نہ ہوگی۔

(۱۹) حق و باطل یکساں نہیں ہیں | حق حق ہے جو شخص جانتا ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے جو کتاب تم پر نازل ہوئی ہے وہ حق ہے اور ایک وہ شخص جو اس حقیقت سے اندھا ہے تو بھلا آنکھوں والا اور نابینا دونوں یکساں کیسے ہو سکتے ہیں خدا کی بھیجی ہوئی تعلیم اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کرنے والے باہوش لوگ ہیں عقل کے اندھے نہیں ہیں اسی لئے دونوں کے کردار اور عمل میں ایسا صاف فرق نظر آتا ہے جیسے اُجالے اور اندھیرے میں۔ دانشمندوں کا شیوہ یہی ہوتا ہے کہ وہ پوری بصیرت کے ساتھ حق کو قبول کرتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ⑳ وَالَّذِیْنَ

اَلَّذِیْنَ	یُوْفُوْنَ	بِعَهْدِ + اللّٰهِ	وَلَا یَنْقُضُوْنَ	الْمِیْثَاقَ	وَالَّذِیْنَ
اور وہ جو کہ	پورا کرتے ہیں	اللہ کا عہد	اور وہ نہیں توڑتے	پختہ قول وقرار	اور وہ جو کہ

وہ جو کہ اللہ کا پورا کرتے ہیں اور پختہ قول وا قرار نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو

یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ

یَصِلُوْنَ	مَآ	اَمَرَ اللّٰهُ	بِهٖٓ	اَنْ	یُّوْصَلَ	وَیَخْشَوْنَ	رَبَّهُمْ	وَیَخَافُوْنَ
جوڑے رکھتے ہیں	جو	اللہ نے حکم دیا	اس کا	کہ	جوڑا جائے	اور وہ ڈرتے ہیں	اپنا رب	اور خوف کھاتے ہیں

جوڑے رکھتے ہیں جس کے لئے اللہ نے حکم دیا کہ جوڑا جائے اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بُرے حساب

سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ ㉑ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ

سُوْٓءَ	الْحِسَابِ	وَ الَّذِیْنَ	صَبَرُوْا	ابْتِغَآءَ	وَجْهِ	رَبِّهِمْ	وَ
بُرا	حساب	اور وہ لوگ جو	انہوں نے صبر کیا	حاصل کرنے کیلئے	خوشی	اپنا رب	اور

کا خوف کھاتے ہیں اور جن لوگوں نے اپنے رب کی خوشی حاصل کرنے کے لئے صبر کیا، اور انہوں نے

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ

اَقَامُوْا	الصَّلٰوةَ	وَاَنْفَقُوْا	مِمَّا	رَزَقْنٰهُمْ	سِرًّا	وَّعَلَانِیَةً	وَّیَدْرَءُوْنَ
انہوں نے قائم کی	نماز	اور خرچ کیا	اس سے جو	ہم نے انہیں دیا	پوشیدہ	اور ظاہر	اور ٹال دیتے ہیں

نماز قائم کی اور جو ہم نے انہیں دیا اس سے خرچ کیا پوشیدہ اور ظاہر اور وہ نیکی سے

بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ ㉒

بِالْحَسَنَةِ	السَّیِّئَةَ	اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	عُقْبَى + الدَّارِ	
نیکی سے	برائی	وہی ہیں	ان کیلئے	آخرت کا گھر	

برائی کو ٹال دیتے ہیں وہی ہیں جن کے لئے آخرت کا گھر ہے

⑳ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَلْمَاْخُوْذُ عَلَیْهِمْ وَهُمْ فِیْ عَالَمِ الذَّرِّ اَوْ كُلُّ عَهْدٍ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ○ بِتَرْكِ الْاِیْمَانِ اَوِ الْفَرَائِضِ

⑳ ہوتے ہی وہ لوگ جو کہ پورا کرتے ہیں اللہ کے اس عہد کو جو ان سے عالم ارواح میں لیا گیا۔ یا مراد یہ ہے کہ ہر عہد اور اقرار کو پورا کرتے ہیں اور وعدہ کو نہیں توڑتے یعنی ایسا نہیں کرتے کہ ایمان نہ لاویں یا فرائض کو چھوڑ دیں۔

㉑ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالرَّحِمِ وَغَیْرِ

㉑ اور وہ ایسے ہیں کہ ملاتے ہیں اس کو جس کے ملانے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے ایمان لاتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں اور اس

ذٰلِكَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ اَیْ وَعِيْدَهٗ
وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ○
تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ

کے تمام احکام بجالاتے ہیں۔ اور اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور سختی حساب کا اندیشہ رکھتے ہیں۔

(۲۲) وَالَّذِيْنَ صَبَرُوْا عَلَى الطَّاعَةِ
وَالْبَلَآءِ وَعَنِ الْمَعْصِيَةِ ابْتِغَآءَ
طَلَبَ وَجْهِ رَبِّهِمْ لَا غَيْرَهٗ مِنْ
اَغْرَاضِ الدُّنْيَا وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا فِي الطَّاعَةِ
مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّ
يَدْرَءُوْنَ يَدْفَعُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ كَالْجَهْلِ بِالْحِلْمِ وَالْاَذٰى
بِالصَّبْرِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ○
اَیِ الْعَاقِبَةُ الْمَحْمُوْدَةُ فِي الدَّارِ الْاٰخِرَةِ

(۲۲) اور وہ لوگ جو اللہ کی فرمانبرداری میں ثابت قدم ہیں اور مصیبت پر صبر کرتے ہیں اور نافرمانی سے بچتے ہیں صرف اپنے رب کی رضا کی طلب میں نہ اسباب دنیا کی طمع کی وجہ سے اور نماز پوری طرح ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر اور برائی کو بھلائی کے ساتھ دفع کرتے ہیں یعنی کوئی انکے ساتھ جہالت سے پیش آوے تو وہ بردباری کرتے ہیں اور کوئی شخص انکو تکلیف پہنچاوے تو صبر کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ انکے لئے دار آخرت میں انجام بہتر ہے۔

تشریح

(۲۰) دانشمند عہد کا پاس کرتے ہیں | جن کو اللہ نے فہم و دانش کی روشنی دی ہے وہ اللہ کے ساتھ کئے گئے عہد کو پورا کرتے ہیں یہ عہد بندے اور پروردگار کے درمیان ازل میں بھی ہو چکا ہے جس کو عہد الست کہتے ہیں اور اس پر انسان کی فطرت گواہ ہے یہ عہد اس وقت پختہ ہو جاتا ہے جب انسان اللہ کے پیدا کرنے سے وجود میں آتا ہے اس کے دیئے ہوئے رزق سے پرورش پاتا ہے اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو استعمال کرتا ہے یہ عہد اس ازلی عہد کو پختہ تر کر دیتا ہے اور اس پختہ عہد اور میثاق کو کوئی ذی شعور اور نمک حلال آدمی توڑنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور اگر کوئی لغزش ہو جائے تو فوراً سنبھل جاتا ہے۔

(۲۱) اہل فہم تمام روابط کا پاس رکھتے ہیں | یہ صاحب فہم وہ لوگ ہیں جو ایک طرف اللہ کے عہد کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہتے ہیں دوسری طرف ان تمام معاشرتی اور تمدنی رابطوں کا لحاظ رکھتے ہیں جن پر انسان کی اجتماعی زندگی کی فلاح کیلئے عمل کرنا ضروری ہے یعنی ایمان کے ساتھ ان میں عمل بھی ہوتا ہے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا لحاظ بھی ہوتا ہے اسلامی اخوت کی پاسداری بھی ہوتی ہے۔ غرض جن روابط کو برقرار رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے انہیں برقرار رکھتے ہیں اور اس میں وہ پورے طور پر مخلص ہوتے ہیں اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں کسی کوتاہی کی وجہ سے وہ حساب کی پکڑ میں نہ آجائیں۔

(۲۲) اہل ایمان کی صفات | اہل ایمان کی یہ بھی صفت ہوتی ہے کہ وہ برائی کا مقابلہ برائی سے نہیں نیکی سے کرتے ہیں ظلم کے مقابلے میں انصاف سے کام لیتے ہیں جھوٹ کا جواب سچائی سے اور بے ایمانی کا جواب ایمانداری سے دیتے ہیں کوئی ان پر زیادتی کرے تو اپنے رب کی رضا کے لئے صبر سے کام لیتے ہیں۔ حالات کی سختی سے گھبرا کر اللہ کی اطاعت کے راستے سے قدم نہیں ہٹاتے۔ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اعلانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں آخرت کا گھر ایسے ہی اہل ایمان کا منتظر ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ

جَنّٰتُ	عَدْنٍ	یَدْخُلُوْنَهَا	وَمَنْ	صَلَحَ	مِنْ	اٰبَآئِهِمْ	وَاَزْوَاجِهِمْ
باغات	ہمیشگی	وہ اسمیں داخل ہونگے	اور جو	نیک ہوئے	سے (میں)	انکے باپ دادا	اور انکی بیویاں

ہمیشگی کے باغات (ہیں) ان میں وہ داخل ہوں گے۔ اور وہ جو اُن کے باپ دادا، اور ان کی بیویوں

وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ

وَذُرِّیّٰتِهِمْ	وَالْمَلٰٓئِكَةُ	یَدْخُلُوْنَ	عَلَیْهِمْ	مِّنْ	كُلِّ بَابٍ	سَلٰمٌ
اور انکی اولاد	اور فرشتے	داخل ہوں گے	ان پر	سے	ہر دروازہ	سلامتی

اور اولاد میں سے نیک ہوئے۔ اور ان پر ہر دروازہ سے فرشتے داخل ہوں گے (یہ کہتے ہوئے کہ) تم پر

عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ

عَلَیْكُمْ	بِمَا	صَبَرْتُمْ	فَنِعْمَ	عُقْبَى الدَّارِ	وَالَّذِیْنَ	یَنْقُضُوْنَ
تم پر	اسلئے کہ	تم نے صبر کیا	پس خوب	آخرت کا گھر	اور وہ لوگ جو	توڑتے ہیں

سلامتی ہو اسلئے کہ تم نے صبر کیا۔ پس خوب ہے آخرت کا گھر ۔ اور جو لوگ اللہ کا عہد اس کو

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ

عَهْدَ اللّٰهِ	مِنْ بَعْدِ	مِیْثَاقِهٖ	وَیَقْطَعُوْنَ	مَآ	اَمَرَ اللّٰهُ	بِهٖ
اللہ کا عہد	اسکے بعد	اسکو پختہ کرنا	اور وہ کاٹتے ہیں	جو	اللہ نے حکم دیا	اس کا

پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور وہ کاٹتے ہیں جس کے لئے اللہ نے حکم دیا کہ اُسے

اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ

اَنْ	یُّوْصَلَ	وَیُفْسِدُوْنَ	فِی الْاَرْضِ	اُولٰٓئِكَ
کہ	وہ جوڑا جائے	اور وہ فساد کرتے ہیں	زمین میں	یہی ہیں

جوڑا جائے اور وہ زمین (مُلک) میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے

لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾

لَهُمُ	اللَّعْنَةُ	وَلَهُمْ	سُوْٓءُ الدَّارِ	
انکے لئے	لعنت	اور ان کیلئے	بُرا گھر	

لئے لعنت ہے اور ان کے لئے بُرا گھر ہے۔

۲۳ هِيَ جَنّٰتُ عَدْنٍ اِقَامَةٌ يَّدْخُلُوْنَهَا
هُمْ وَمَنْ صَلَحَ اٰمَنَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ
وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِنْ لَّمْ
يَعْمَلُوْا بِعَمَلِهِمْ يَكُوْنُوْنَ فِيْ دَرَجَاتِهِمْ
تَكْرِمَةً لَّهُمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ
عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ○ مِنْ اَبْوَابِ
الْجَنَّةِ اَوِ الْقُصُوْرِ اَوَّلَ دُخُوْلِهِمْ لِلتَّهْنِئَةِ
۲۴ يَقُوْلُوْنَ - سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ هٰذَا الثَّوَابُ
بِمَا صَبَرْتُمْ بِصَبْرِكُمْ فِي الدُّنْيَا فَنِعْمَ
عُقْبَى الدَّارِ ○ عُقْبَاكُمْ
۲۵ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ
بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي
الْاَرْضِ بِالْكُفْرِ وَالْمَعَاصِيْ اُولٰٓئِكَ
لَهُمُ اللَّعْنَةُ اَلْبُعْدُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ
وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ○ اَيِ الْعَاقِبَةُ
السَّيِّئَةُ فِي الدَّارِ الْاٰخِرَةِ وَهِيَ
جَهَنَّمُ

۲۳ یعنی جنت ہمیشہ کے لئے داخل ہونگے اسمیں وہ اور جوان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں نیک ہونگے اگرچہ ان کے عمل ان کے مثل نہ ہوں گے قرآن کی بزرگی اور مقبولیت کی وجہ سے یہ بھی انہیں کے درجے میں ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس آدیں گے ہر دروازے سے جنت کے دروازوں یا محل کے دروازوں سے مبارکباد دینے کو جبکہ یہ اول جنت میں داخل ہونگے۔

۲۴ فرشتے آکر یہ کہیں گے کہ تم پر سلام ہو یہ بدلا اس کا ہے جو تم نے دنیا میں صبر کیا پس تمہارا انجام آخرت میں بہت اچھا ہے۔

۲۵ اور جو اللہ کا عہد توڑتے ہیں بعد پختگی اس کی کے اور قطع کرتے ہیں اسکو جس کو ملانے کا اللہ نے حکم فرمایا اور زمین کفر اور گناہ کرکے خرابی ڈالتے ہیں وہی ہیں دور رحمت اللہ سے

اور ان کے لئے آخرت میں برا انجام ہے یعنی دوزخ

تشریح

۲۳ اہل ایمان کا اعزاز | یہی وہ اہل ایمان ہیں جو اپنی ابدی قیامگاہوں جنت کے باغوں میں داخل ہوں گے نہ صرف یہ کہ وہ خود جنت میں جائیں گے بلکہ ان کے آباء و اجداد ان کی بیویاں اور اولادیں جو صالح اور نیک ہونگے وہ بھی ان کے ساتھ جنت میں رہیں گے ان کا احترام و اعزاز یہ ہوگا کہ ملائکہ جنت کے ہر دروازے سے انکے استقبال کے لئے پیش ہوں گے۔

۲۴ اہل ایمان کو ملائکہ کی بشارت | ان اہل ایمان کو ملائکہ بشارت دینگے کہ اب تم ایسی جگہ آگئے ہو جہاں تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے اب تم ہر آفت سے محفوظ ہو تم نے جو دنیا میں صبر کیا اسکے بدلے میں یہ بہترین ٹھکانا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ شہداء کے مزار پر تشریف لے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا بھی یہی معمول تھا۔

۲۵ اللہ کے عہد کو توڑنے والے لعنت کے مستحق ہوں گے | نیک بخت اہل ایمان کے مقابلے میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کی کوئی پرواہ نہیں کی اللہ کی نافرمانی کی اور بغاوت کا راستہ اختیار کیا۔ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی بھی ادائیگی نہیں کی بلکہ اللہ کی زمین میں شر و فساد پھیلاتے رہے۔ ان کو آخرت میں اللہ کی لعنت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا اور بدترین مقام پر ان کو رکھا جائے گا اللہ کی رحمت سے یہ لوگ دور ہوں گے۔ اور برے ٹھکانے کے مستحق بنیں گے۔

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ

اَللّٰہُ	یَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ + یَّشَآءُ	وَ یَقْدِرُ	وَفَرِحُوْا	بِالْحَیٰوۃِ
اللہ	کشادہ کرتا ہے	رزق	جس کیلئے وہ چاہتا ہے	اور تنگ کرتا ہے	اور وہ خوش ہیں	زندگی سے

اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور (جسکے لئے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی سے

الدُّنْیَا ؕ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ ع ۳ ۸ ۹

الدُّنْیَا	وَمَا	الْحَیٰوۃُ	الدُّنْیَا	فِی	الْاٰخِرَۃِ	اِلَّا	مَتَاعٌ
دنیا	اور نہیں	زندگی	دنیا	(مقابلہ میں)	آخرت	مگر (صرف)	متاع حقیر

خوش ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں متاع حقیر ہے۔

وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ

وَ یَقُوْلُ	الَّذِیْنَ + کَفَرُوْا	لَوْ	لَآ اُنْزِلَ	عَلَیْہِ	اٰیَۃٌ
اور کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (کافر)	کیوں	نہ اُتاری گئی	اس پر	کوئی نشانی

اور کافر کہتے ہیں اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اُتاری

مِّنْ رَّبِّہٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ

مِّنْ	رَّبِّہٖ	قُلْ	اِنَّ	اللّٰہَ	یُضِلُّ	مَنْ + یَّشَآءُ	وَ
سے	اس کا رب	آپ کہدیں	بیشک	اللہ	گمراہ کرتا ہے	جس کو چاہتا ہے	اور

گئی ؟ آپ کہدیں بیشک اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اپنی طرف

یَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ منزل

یَھْدِیْ	اِلَیْہِ	مَنْ	اَنَابَ
راہ دکھاتا ہے	اپنی طرف	جو	رجوع کرے

اس کو راہ دکھاتا ہے جو (اسکی طرف) رجوع کرے۔

﴿۲۶﴾ اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ یُوَسِّعُہٗ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ یُضَیِّقُہٗ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ فَرِحُوْا اَیْ اَھْلُ مَکَّۃَ فَرَحَ بَطَرٍ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اَیْ بِمَا نَالُوْہُ فِیْھَا وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِیْ جَنْبِ حَیٰوۃِ الْاٰخِرَۃِ اِلَّا

﴿۲۶﴾ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ فرماتا ہے اور تنگ کرتا ہے جس کے لئے چاہے بندوں کے آزمانے کو۔ اور مکہ والے اِتراتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں ان چیزوں سے جو انہوں نے حاصل کی زندگانی دنیا میں اور حال یہ ہے کہ دنیا کی زندگی بمقابلہ زندگی آخرت کے بہت تھوڑی

مَتَاعٌ شَيْءٌ قَلِيْلٌ يَتَمَتَّعُ بِهٖ وَ
يَذْهَبُ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ عَلٰى مُحَمَّدٍ
اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ كَالْعَصَا وَالْيَدِ
وَالنَّاقَةِ قُلْ لَّهُمْ اِنَّ
اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ اِضْلَالَهٗ
فَلَا تُغْنِي الْاٰيَاتُ عَنْهُ شَيْئًا
وَيَهْدِيْ يُرْشِدُ اِلَيْهِ اِلٰى دِيْنِهٖ
مَنْ اَنَابَ ۝ رَجَعَ اِلَيْهِ وَيُبْدِلُ
مِنْ مَنْ۔

ہے اور جلد جانے والی ہے۔ چند دنوں نفع اٹھا کر معرفنا ہوجاتے ہیں۔ اور مکہ کے کافر کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے کیوں نہ اتاری گئی ہے جیسے عصا اور ید بیضا اور ناقہ صالح کی۔ ان سے کہدو بیشک اللہ جس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اسکو گمراہ کرتا ہے سو نشانیاں اس کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی ہیں

اور راہ دکھلاتا ہے اپنے دین کی طرف اس شخص کو جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

تشریح

(۲۶) دنیا کی خوشحالی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں بھی مقبول ہو | اللہ تعالےٰ نے اس دنیا کی زندگی کا جو نظام بنایا ہے اور اس میں جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جس کے ذریعے انسانوں کی آزمائش اور ان کا امتحان ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں کسی کو خوشحالی عطا کی جاتی ہے اور کسی کو غریبی میں رکھا جاتا ہے یہ امیری اور غریبی کا فرق اللہ تعالیٰ کی مصلحت کا ایک تقاضہ ہے یہ اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کا پیمانہ نہیں ہے۔ قبولیت کا پیمانہ انسان کی معنوی خوبیاں اس کا کردار و عمل ہے جس کو ایمان اور عمل صالح کہا جاتا ہے۔ اسلئے اللہ تعالےٰ اگر کسی کو رزق میں فراخی دیتے ہیں تو اس کو اترانے اور مگن ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اصل کامیابی آخرت کی ہے اور دنیا کی حیثیت یہ ہے کہ وہ آخرت کو بنانے اور بگاڑنے کا ایک ذریعہ ہے بذاتِ خود دنیا متاعِ قلیل اور ایک معمولی سی چیز کے سوا کچھ نہیں ہے

(۲۷) پھر وہی کرشماتی نشانی کا مطالبہ | حق و صداقت اور اس کی نشانیاں کھلی کتاب کی طرح سب کے سامنے تھیں خود رسول اللہؐ اپنی سیرت و کردار اور بلند اخلاق کے اعتبار سے ایک چلتی پھرتی نشانی تھے قرآن خود ایک نشانی اور اللہ کے معجزوں میں سے ایک معجزہ خود ان کے سامنے تھا جب یہ نشانیاں نشانِ راہ نہ بن سکیں اور ان میں گمراہی سے نکلنے کی طلب نہ ہوسکی تو پھر بار بار بے ہودہ قسم کی نشانیوں کا مطالبہ کوئی معنی نہیں رکھتا مثلاً اس طرح کے مطالبے کہ مکے کے پہاڑوں کو سرکا کر کھیتی باڑی کے لئے جگہ نکال دو، زمین کو پھاڑ کر چشمے اور نہریں نکال دو، ہمارے بزرگوں کو زندہ کر کے ہم سے ان کی بات چیت کرادو، یہ ان لوگوں کے بے مطلب قسم کے مطالبات تھے جو حضرت محمدؐ کو اللہ کا رسول ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔

اس مطالبے کا جواب پہلے بھی دیا جاچکا ہے اب دوبارہ دوسرے انداز میں جواب دیا گیا ہے کہ جو اللہ کی طرف آنے کا ارادہ نہیں رکھتا اللہ تعالےٰ بھی اس کو زبردستی ہدایت کا راستہ نہیں دکھاتے اسلئے تم اپنی گمراہی میں پڑے رہو جب تم طالب ہدایت بن کر آؤ گے تو نشانیاں خود ہی تمہارے راستے کو روشن کرتی چلی آئیں گی۔ اگر انسان خود ہدایت کا طالب نہ ہو تو شمع کی روشنی بھی راستہ دکھانے کی بجائے آنکھوں کو خیرہ کردیتی ہے اور اس کے سامنے اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں جس سے راستہ نظر آنے کے بجائے گم ہوکر رہ جاتا ہے اس لئے اصل چیز انسان کی طلب ہدایت ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ

اَلَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَتَطْمَئِنُّ	قُلُوْبُهُمْ	بِذِكْرِ + اللّٰهِ
جو لوگ	ایمان لائے	اور اطمینان پاتے ہیں	جن کے دل	اللہ کے ذکر سے

جو لوگ ایمان لائے اور اطمینان پاتے ہیں جن کے دل اللہ کی یاد سے

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾

اَلَا	بِذِكْرِ + اللّٰهِ	تَطْمَئِنُّ	الْقُلُوْبُ	
یاد رکھو	اللہ کے ذکر سے	اطمینان پاتے ہیں	دل (جمع)	

یاد رکھو! اللہ کی یاد (ہی) سے دل اطمینان پاتے ہیں

(۲۸) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ تَسْكُنُ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَیْ وَعْدِهٖ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ اَیْ قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ

(۲۸) اس کی طرف رجوع کرنے والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے وعدے سے مطمئن ہوتے ہیں اور اس ذکر سے تسکین پاتے ہیں آگاہ رہو اللہ کی یاد سے اہل ایمان کے دلوں کو اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے۔

تشریح

(۲۸) **ایمان کا فائدہ ـــــ دنیا میں بھی دلوں کا چین** اللہ پر ایمان حق و صداقت کو تسلیم کرنا اللہ کی ہدایت کے راستے پر چلنا جہاں انسان کی آخرت کو بناتا ہے انسان اللہ کی رضا حاصل کر کے اس کے انعامات کا مستحق بنتا ہے وہاں دنیا میں بھی اللہ کے دین کی دعوت قبول کرنے میں اور اس پر ایمان لانے میں دلوں کو سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے کیونکہ شک اور شبہ کی زندگی انسان کو بے چینی میں مبتلا کرتی ہے ایمان دل میں یکسوئی پیدا کر کے اور یقین کی مضبوط بنیاد فراہم کر کے شک و شبہ اور وسوسوں سے نکل جاتا ہے اہل ایمان کے دلوں میں اللہ کی عظمت اور اس کی کبریائی کے تصور سے خشیت پیدا ہوتی ہے اور اس کی رحمت و شفقت کا خیال کر کے دل کو سکون اور راحت حاصل ہوتی ہے اور دنیا میں بھی یہ بہت بڑی نعمت ہے دنیا کی کوئی دولت اور کوئی بڑے سے بڑا منصب یہ حقیقی سکون پیدا نہیں کر سکتا جو ایمان کی بدولت پیدا ہوتا ہے۔ قرآن جو اللہ کا سب سے بڑا ذکر ہے انسان کو اس حقیقت کے قریب لے آتا ہے کہ وہ آقائے حقیقی کا ایک ادنیٰ غلام ہے۔ اور اس کا کام اس کی فرماں برداری اور اپنے مالک کی وفاداری ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ

اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ	طُوْبٰى	لَهُمْ	وَحُسْنُ
جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیک	خوشحالی	انکے لئے	اور اچھا

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک ان کے لئے خوشحالی ہے اور اچھا

مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ

مَاٰبٍ	كَذٰلِكَ	اَرْسَلْنٰكَ	فِيْٓ	اُمَّةٍ	قَدْ خَلَتْ
ٹھکانا	اسی طرح	ہم نے تمہیں بھیجا	میں	اس اُمت	گزر چکی ہیں

ٹھکانا اسی طرح ہم نے تمہیں اس امت میں بھیجا ہے۔ گذر چکی ہیں

مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ

مِنْ ۔ قَبْلِهَا	اُمَمٌ	لِّتَتْلُوَا۟	عَلَيْهِمُ	الَّذِيْٓ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	وَهُمْ
اس سے پہلے	اُمتیں	تاکہ تم پڑھو	ان پر (انکو)	وہ جو کہ	ہم نے وحی کیا	تمہاری طرف	اور وہ

اس سے پہلے اُمتیں تاکہ جو ہم نے تمہاری طرف وحی کیا ہے تم ان کو پڑھ کر (سناؤ) اور وہ

يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

يَكْفُرُوْنَ	بِالرَّحْمٰنِ	قُلْ	هُوَ	رَبِّيْ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ
منکر ہوتے ہیں	رحمٰن کے	آپ کہدیں	وہ	میرا رب	نہیں کوئی معبود	اسکے سوا

(خدائے) رحمٰن کے منکر ہوتے ہیں آپ کہہ دیں وہ میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَ	اِلَيْهِ	مَتَابِ
اس پر	میں نے بھروسہ کیا	اور	اسکی طرف	میرا رجوع

اس پر میں نے بھروسہ کیا اور اسکی طرف میرا رجوع ہے (رجوع کرتا ہوں)

﴿۲۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ طُوْبٰى مَصْدَرٌ مِنَ الطِّيْبِ اَوْ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ

﴿۲۹﴾ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کے لئے خوشی اور بھلائی ہے۔ مراد یہ ہے کہ ان کو جنت میں درختِ طوبیٰ ملے گا جس کے سایہ میں سوار سو برس چلے اور وہ ختم نہ ہو اور

مَاٰبٍ ○ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ○

ان کے لئے عمدہ ٹھکانا ہے۔

مرجع

(۳۰) كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اى القرآن وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ط حيث قالوا لما امروا بالسجود له وما الرحمن قُلْ لهم يامحمد هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ○

(۳۰) جس طرح ہم نے تم سے پہلے پیغمبر بھیجے اسی طرح تم کو ایک امت میں کہ بے شک اس سے پہلے امتیں گذریں تاکہ تم ان پر پڑھو قرآن کو جو ہم نے تمہاری طرف وحی کیا اور حال یہ ہے کہ وہ انکار کرتے ہیں رحمن کا چنانچہ جب ان کو حکم ہوا رحمن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ رحمن کون ہے۔ اے محمدؐ ان سے کہدو کہ رحمن میرا رب ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف مجھ کو جانا ہے۔

تشریح

(۲۹) **ایمان اور عمل صالح کا نتیجہ** درا صل ایمان اور عمل صالح انسان کے لئے سب سے بڑی بشارت ہے اعلیٰ درجے کی سعادت ہے اور ایسے لوگوں کے لئے بہترین انجام ہے قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں لفظ طوبیٰ کے معنی خوش حالی کے ہیں خوشگوار زندگی کے ہیں اور طوبیٰ وہ درخت بھی ہے جسے حدیث میں جنت کا درخت کہا گیا ہے۔ تو یوں کہیے کہ ایمان اور عمل صالح اِس دنیا اور اُس دنیا میں گویا ایک ایسی زندگی ہے جس میں سکون ہے اطمینان ہے اور بہترین انجام کی بشارت ہے۔

(۳۰) **اللہ تعالیٰ اپنی شان رحمت کی وجہ سے ہر دور میں رسولوں کو بھیجتا رہا ہے۔** رسولوں کی بعثت اور انسانوں کی ہدایت کے لئے نبی اور رسول کا مقرر کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے اللہ کی شان رحمت کا تقاضہ رہا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ہدایت کا راستہ دکھائے اس لئے ہر زمانے میں اور ہر قوم میں نبی اور رسول آتے رہے ہیں۔ دنیا میں رسولوں کے آنے کی اور امتوں کی ایک مستقل تاریخ ہے جن امتوں نے اللہ کے رسولوں کی باتوں کو مانا ہے وہ کس طرح کامیاب رہے ہیں اور جنھوں نے رسولوں کا انکار کیا ہے ان کا کیا انجام ہوا ہے۔ ان سب باتوں کی طرف قرآن میں جابجا اشارات ملتے ہیں۔ جس طرح پچھلی قوموں کے لئے رسولوں کو بھیجا جاتا رہا ہے اسی طرح اس امت کے لئے اللہ نے حضرت محمدؐ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کوئی کرشماتی قسم کی نشانی نہ پچھلے رسولوں کو دی گئی اور نہ ان موجودہ رسول کو البتہ معرفت حق کی نشانیاں کہ اگر انسان ان کو دیکھے تو حق و صداقت پر یقین کرنے کے لئے کافی ہیں وہ پہلے بھی تھیں اور آج بھی ہیں۔ اللہ نے حضرت محمدؐ کو مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ اللہ کا وہ پیغام اُن کو سنائیں جس کی بندگی سے وہ منہ موڑے ہوئے ہیں اور اس کی صفات اس کے حقوق اور اس کے اختیارات میں دوسروں کو ساجھی بنائے ہوئے ہیں۔ خدائے مہربان کے منکر ہیں جس نے اپنی رحمت کاملہ سے آپ پر قرآن اتارا اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا مگر ان کی ناشکری اور کفران نعمت کا یہ حال ہے کہ ان کو رحمن کے لفظ سے بھی وحشت ہوتی ہے۔ اے پیغمبرؐ ان سے کہو کہ جس رحمن سے تمہیں وحشت ہوتی ہے اور جس کا تم انکار کرتے ہو میرا رب وہی ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معبود ہے ہی نہیں میرا بھروسہ اُسی پر ہے میرا ملجا و ماوٰی وہی ہے تمہارے جھٹلانے سے نہ مجھے کسی نقصان کا خوف ہے اور نہ میں اس کی مدد سے مایوس ہوں۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ

وَلَوْ	اَنَّ	قُرْاٰنًا	سُيِّرَتْ	بِهِ	الْجِبَالُ	اَوْ	قُطِّعَتْ	بِهِ	الْاَرْضُ
اور اگر	یہ کہ (ہوتا)	ایسا قرآن	چلائے جاتے	اس سے	پہاڑ	یا	پھٹ جاتی	اس سے	زمین

اور اگر ایسا قرآن ہوتا کہ اس سے پہاڑ چل پڑتے یا اس سے زمین پھٹ جاتی

اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۗ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۗ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ

اَوْ	كُلِّمَ	بِهِ	الْمَوْتٰى	بَلْ	لِلّٰهِ	الْاَمْرُ	جَمِيْعًا	اَفَلَمْ + يَايْـَٔسِ
یا	بات کرنے لگتے	اس سے	مُردے	بلکہ	اللہ کیلئے	کام	تمام	تو کیا اطمینان نہیں ہوا

یا اُس سے مُردے بات کرنے لگتے (پھر بھی یہ ایمان نہ لاتے) بلکہ اللہ ہی کے لئے ہے تمام کاموں (کا اختیار) تو کیا مومنوں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۗ وَلَا

الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْٓا	اَنْ	لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ	لَهَدَى	النَّاسَ	جَمِيْعًا	وَلَا
ان لوگ جو ایمان لائے (مومن)	کہ	اگر اللہ چاہتا	تو ہدایت دیتا	لوگ	سب	اور

کو اطمینان نہیں ہوا (اس سے) کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا اور

يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا

يَزَالُ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	تُصِيْبُهُمْ	بِمَا صَنَعُوْا	قَارِعَةٌ	اَوْ تَحُلُّ	قَرِيْبًا
ہمیشہ	وہ لوگ جو کافر ہوئے (کافر)	انہیں پہنچیگی	انکے اعمال کے بدلے	سخت مصیبت	یا اُترے گی	نزدیک

کافروں کو ان کے اعمال کے بدلے ہمیشہ سخت مصیبت پہنچتی رہے گی ، یا اُترے گی اُن کے گھر کے

مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَ ع ۳ ۵ ۱۰

مِّنْ	دَارِهِمْ	حَتّٰى	يَاْتِيَ	وَعْدُ اللّٰهِ	اِنَّ + اللّٰهَ	لَا يُخْلِفُ	الْمِيْعَادَ	وَ
سے (کے)	انکے گھر	یہانتک	آجائے	اللہ کا وعدہ	بیشک اللہ	خلاف نہیں کرتا	وعدہ	اور

نزدیک، یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ آجائے اور بیشک اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اور

لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ

لَقَدِ	اسْتُهْزِئَ	بِرُسُلٍ	مِّنْ + قَبْلِكَ	فَاَمْلَيْتُ	لِلَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	ثُمَّ
البتہ	مذاق اُڑایا گیا	رسولوں کا	تم سے پہلے	تو میں نے ڈھیل دی	جنھوں نے کفر کیا (کافر)	پھر

البتہ تم سے پہلے رسولوں کا مذاق اُڑایا گیا ، تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی ، پھر

أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ (۳۲)

أَخَذْتُهُمْ	فَكَيْفَ	كَانَ	عِقَابِ
میں نے انکی پکڑ کی	سو کیا	تھا	میرا بدلہ

میں نے ان کی پکڑ کی سو میرا بدلہ (عذاب) کیسا تھا ؟

(۳۱) وَنَزَلَ لَمَّا قَالُوْا لَهُ إِنْ كُنْتَ نَبِيًّا
فَسَيِّرْ عَنَّا جِبَالَ مَكَّةَ وَاجْعَلْ لَنَا فِيْهَا
أَنْهَارًا وَعُيُوْنًا لِنَغْرِسَ وَنَزْرَعَ وَابْعَثْ
لَنَا آبَاءَنَا الْمَوْتٰى يُكَلِّمُوْنَا أَنَّكَ نَبِيٌّ
وَلَوْ أَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ
نُقِلَتْ عَنْ أَمَاكِنِهَا أَوْ قُطِّعَتْ شُقِّقَتْ
بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بِأَنْ
يَحْيَوْا لَمَا آمَنُوْا بَلْ لِلّٰهِ الْأَمْرُ جَمِيْعًا
لَا لِغَيْرِهٖ فَلَا يُؤْمِنُ إِلَّا مَنْ يَشَاءُ اللّٰهُ
إِيْمَانَهُ دُوْنَ غَيْرِهٖ وَإِنْ أُوْتُوْا مَا اقْتَرَحُوْا
وَنَزَلَ لَمَّا أَرَادَ الصَّحَابَةُ إِظْهَارَ مَا اقْتَرَحُوْا
طَمَعًا فِيْ إِيْمَانِهِمْ أَفَلَمْ يَيْأَسْ يَعْلَمِ
الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْ مُخَفَّفَةٌ أَيْ أَنَّهُ
لَّوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ
جَمِيْعًا إِلَى الْإِيْمَانِ مِنْ غَيْرِ آيَةٍ
وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ
مَكَّةَ تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا بِصُنْعِهِمْ
أَيْ بِكُفْرِهِمْ قَارِعَةٌ دَاهِيَةٌ
تَقْرَعُهُمْ بِصُنُوْفِ الْبَلَاءِ مِنَ الْقَتْلِ
وَالْأَسْرِ وَالْحَرْبِ وَالْجَدْبِ أَوْ تَحُلُّ يَا
مُحَمَّدُ بِجَيْشِكَ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ
مَكَّةَ حَتّٰى يَأْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ بِالنَّصْرِ
عَلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝
وَقَدْ حَلَّ بِالْحُدَيْبِيَةِ حَتّٰى أَتٰى فَتْحُ مَكَّةَ
(۳۲) وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

(۳۱) وَلَوْ أَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ وجہ نازل ہونے ان آیتوں کی یہ ہے کہ مکہ کے کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر تم پیغمبر ہو تو مکہ کے پہاڑوں کو ہم سے دور کردو اور اس جگہ نہریں اور چشمے ہمارے لئے جاری کردو تاکہ ہم درخت لگادیں اور کھیتی بودیں اور ہمارے باپ دادوں مُردہ کو زندہ کردو کہ وہ ہم سے کہیں کہ تم پیغمبر ہو اور بلاشبہ اگر قرآن کی وجہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے یا اس کی وجہ سے زمین پھٹ جاوے اور نہریں اور چشمے اس سے جاری ہوجاویں یا اس کے سبب مُردہ زندہ ہوکر باتیں کریں تو یہ کافر پھر بھی ایمان نہ لاویں گے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ حکم سب اللہ ہی کا ہے۔ نہ اس کے غیر کا پس کوئی ایمان نہیں لاسکتا مگر جس کا ایمان لانا اللہ چاہے اس کے سوا کوئی ایمان نہیں لاسکتا اگرچہ موافق انکی طلب کے انکو نشانیاں دکھادیں۔ اور جب بعض صحابہ نے یہ ارادہ کیا کہ جو کچھ کافر نشانیاں چاہتے ہیں وہ ظاہر کردی جائیں تاکہ وہ ایمان لاویں اس پر یہ آیت نازل ہوئی أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِيْنَ آمَنُوْا الخ سو کیا ایمان والے نہیں جانتے کہ بات یہ ہے اگر اللہ چاہے تمام آدمیوں کو ایمان کی ہدایت کردے بدون کسی نشانی کے اور مکہ کے کافروں پر ہمیشہ کوئی نہ کوئی مصیبت آتی رہتی ہے بسبب انکے کفر کے جیسے قتل اور قید اور لڑائی اور قحط سالی ہمیشہ انہیں سے کسی آفت میں گرفتار رہیں گے۔ یا تم اے محمد مع اپنے لشکر کے ان کے شہر کے قریب یعنی مکہ کے پاس اترو گے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ انکے مغلوب ہونے اور تمہارے فتح پانے کا پورا ہو جبکہ اللہ وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ اور تحقیق اترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں یہاں تک کہ مکہ فتح ہوا۔

(۳۲) وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

كَمَا اسْتُهْزِئَ بِكَ وَهٰذَا تَسْلِيَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْلَيْتُ أَمْهَلْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ بِالْعُقُوْبَةِ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ○ أَيْ هُوَ وَاقِعٌ مَوْقِعَهُ، فَكَذٰلِكَ أَفْعَلُ بِمَنْ اسْتَهْزَأَ بِكَ

ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ الخ اور بلاشبہ استہزا کیا گیا تم سے پہلے پیغمبروں کے ساتھ جیسا کہ تمہارے ساتھ کیا گیا اور یہ تسلی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ سومیں نے مہلت دی کچھ دنوں کو کافروں کو پھر ان کو گرفتار عذاب کیا پس کیونکر ہوا میرا عذاب، یعنی وہ اپنے موقع پر واقع ہوا سو ایسا ہی کروں گا میں ان کے ساتھ جو تمہارے ساتھ استہزا کرتے ہیں۔

تشریح

(۳۱) بات نشانیوں کی نہیں طلب حق کی ہے | اگر انسان کے اندر حق و صداقت کی طلب ہو تو اس کے لئے کوئی بہت زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہوتی اللہ کی بے شمار نشانیاں انسان کے اندر بھی ہیں اور باہر اس کائنات میں بھی پھیلی ہوئی ہیں لیکن جب حق کی طلب نہیں ہوتی تو انسان طرح طرح کے بہانے تلاش کرتا ہے یہی معاملہ اس زمانے کے ان لوگوں کا تھا جن میں ایمان کی طلب نہیں تھی اور آج بھی ہے جو لوگ حق کے متلاشی اور طلبگار نہیں ہیں اور ان کے اندر کجی ہے وہ سب کچھ جان کر بھی ماننے نہیں ہیں سچے اہل ایمان اس وقت یہ سوچتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ایسی کوئی نشانی دکھا ہی دیں کہ یہ انکار کرنیوالے ماننے پر مجبور ہو جائیں تو اس میں کیا حرج ہے اس کا جواب مذکورہ آیت میں دیا گیا ہے کہ اللہ کے لئے کچھ بھی کرنا مشکل نہیں ہے۔ مان لو کہ وہ ایسی کتاب اتار دے جس کے زور سے پہاڑ چلنے لگیں یا زمین پھٹ جائے یا مُردے قبروں سے نکل کر بولنے لگیں تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ منکرین حق حق کا اقرار کریں گے ان میں کوئی طلب ہی نہیں ہے اور جب طلب نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ بھی زبردستی کسی کو ہدایت نہیں دیتے۔ اگر زبردستی ہدایت دینی ہوتی تو اللہ کے لئے کیا مشکل تھا کہ وہ سب کو مومن پیدا کر دیتا لیکن اللہ کی یہ حکمت اور مصلحت نہیں ہے۔ اللہ کی مصلحت یہی ہے کہ جو بھی ایمان لائے وہ پورے شعور کے ساتھ سمجھ بوجھ کے سچائی کو تسلیم کرلے جن لوگوں کو قرآن کی تعلیم میں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی میں، کائنات کی نشانیوں میں حق کا نور نظر آیا انہوں نے آگے بڑھ کر حق و صداقت کو قبول کیا۔

آج یہ لوگ جو نہیں مان رہے ہیں یہ کسی بڑی سے بڑی نشانی سے مانیں گے بھی نہیں۔ یہ تو جبھی مانیں گے جب اللہ کا وعدہ حق کے غلبے کا پورا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتے۔

(۳۲) تم سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا مگر ہم نے ان کو ڈھیل دی | آج جو لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو جھٹلا رہے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے پہلے بھی جب ہم نے رسول بھیجے تو ان سے ٹھٹھے کئے گئے ان کا مذاق اڑایا گیا اور ان کو جھٹلایا گیا مگر اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مجرموں کو ڈھیل دیتا ہے تاکہ ان کا جرم اچھی طرح صاف ہو جائے اور ان کو باز آنا ہے تو باز آجائیں اور جب پاپ کی ہنڈیا بھر جاتی ہے تو پھر اللہ تعالےٰ مجرموں کو پکڑ لیتے ہیں اور دنیا نے دیکھا ہے کہ اللہ کی پکڑ آنے کے بعد ان مجرموں کا کیا حال ہوا۔ آج تک ان کی تباہی کی داستانیں لوگوں کی زبانوں پر ہیں۔

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ

اَفَمَنْ	هُوَ	قَآئِمٌ	عَلٰى	كُلِّ نَفْسٍ	بِمَا كَسَبَتْ	وَجَعَلُوْا	لِلّٰهِ
پس کیا جو	وہ	نگراں	پر	ہر شخص	جو اس نے کمایا (اعمال)	اور انہوں نے بنالئے	اللہ کے

پس کیا جو ہر شخص کے اعمال کا نگراں ہے (وہ بتوں کی طرح ہوسکتا ہے) اور انہوں نے بنالئے اللہ کے

شُرَكَآءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ

شُرَكَآءَ	قُلْ	سَمُّوْهُمْ	اَمْ	تُنَبِّئُوْنَهٗ	بِمَا	لَا يَعْلَمُ	فِى الْاَرْضِ
شریک	آپ کہہ دیں	ان کے نام لو	یا	تم اُسے بتلاتے ہو	وہ جو	اسکے علم میں نہیں	زمین میں

شریک، آپؐ کہہ دیں اُن کے نام تو لو یا تم (اللہ کو) وہ بتلاتے ہو جو پوری زمین میں اسکے علم میں نہیں۔

اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ

اَمْ	بِظَاهِرٍ	مِّنَ	الْقَوْلِ	بَلْ	زُيِّنَ	لِلَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	مَكْرُهُمْ	وَ
یا	محض ظاہری	سے	بات	بلکہ	خوشنما بنادئے گئے	ان لوگوں کیلئے جنہوں نے کفر کیا	انکے فریب	اور

یا محض ظاہری (اوپری) بات کرتے ہو، بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا انکے لئے ان کے فریب خوشنما بنادئے گئے اور

صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

صُدُّوْا	عَنِ	السَّبِيْلِ	وَمَنْ	يُّضْلِلِ	اللّٰهُ	فَمَا	لَهٗ	مِنْ + هَادٍ
وہ روک دئے گئے	سے	راہ	اور جو جس	گمراہ کرے	اللہ	تو نہیں	اسکے لئے	کوئی ہدایت دینے والا

وہ راہِ (ہدایت) سے روک دئے گئے۔ اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو اس کے لئے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

لَهُمْ	عَذَابٌ	فِى	الْحَيٰوةِ + الدُّنْيَا	وَلَعَذَابُ + الْاٰخِرَةِ
ان کیلئے	عذاب	میں	دنیا کی زندگی	اور البتہ آخرت کا عذاب

ان کے لئے دنیا کی زندگی میں عذاب ہے۔ اور البتہ آخرت کا عذاب

اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

اَشَقُّ	وَمَا لَهُمْ	مِّنَ + اللّٰهِ	مِنْ + وَّاقٍ
نہایت تکلیف دہ	اور نہیں انکے لئے	اللہ سے	کوئی بچانے والا

نہایت تکلیف دہ ہے۔ اور ان کے لئے کوئی اللہ سے بچانے والا نہیں۔

۳۳ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ رَقِيْبٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ
نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ وَ
شَرٍّ وَهُوَ اللّٰهُ كَمَنْ لَيْسَ كَذٰلِكَ مِنَ
الْاَصْنَامِ لَا دَلَّ عَلٰى هٰذَا وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ
شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ لَهٗ مَنْ هُمْ
اَمْ بَلْ اَتُنَبِّئُوْنَهٗ تُخْبِرُوْنَ اللّٰهَ بِمَا
اَىْ بِشَرِيْكٍ لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ
اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ اَىْ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِذْ لَوْ
كَانَ لَعَلِمَهٗ تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ اَمْ بَلْ تُسَمُّوْنَهُمْ
شُرَكَآءَ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بِظَنٍّ بَاطِلٍ
لَا حَقِيْقَةَ لَهٗ فِى الْبَاطِلِ بَلْ زُيِّنَ
لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ كُفْرُهُمْ
وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ طَرِيْقِ الْهُدٰى
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○

۳۳ سو کیا وہ ذات جو ہر شخص کے بھلے بُرے عملوں کا نگہبان اور واقف ہے یعنی اللہ برابر ان بتوں کے ہو سکتا ہے جنمیں یہ صفت نہیں یعنی نہیں ہو سکتا اور کافروں نے اللہ کے لئے ساجھی ٹھہرائے تم کہدو کہ ان کے نام اللہ کو بتلاؤ وہ کون ہیں۔ بلکہ کیا تم اللہ کو بتلاتے ہو اس کا ساجھی جس کو وہ نہیں جانتا اللہ کا شریک بناتے ہو ساتھ گمان باطل کے جو محض زبانی دعویٰ ہے اس کی حقیقت کچھ نہیں۔

بلکہ بات یہ ہے کہ کافروں کو اچھا دکھلایا گیا ان کا کفر اور روکا انہوں نے لوگوں کو ہدایت سے۔ اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی راہ بتانے والا نہیں۔

۳۴ لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بِالْقَتْلِ
وَالْاَسْرِ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ
اَشَدُّ مِنْهُ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ اَىْ
عَذَابِهٖ مِنْ وَّاقٍ ○ مَانِعٍ

۳۴ وہ لوگ دنیا میں قتل اور قید کے عذاب میں گرفتار ہونگے اور البتہ آخرت کا عذاب اس سے بہت زیادہ اور سخت تر ہے اور ان کو عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں۔

تشریح

۳۳ خدائے واحد علیم و خبیر ہے | اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک اور ایک ایک چیز سے پوری طرح باخبر ہے کوئی متنفس ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے اوجھل ہو بھلا اس علیم و خبیر کی ذات والاصفات کے ساتھ کون شریک اور ساجھی ہو سکتا ہے یہ بہت بڑی جسارت ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے ذرا بتاؤ تو وہ کون ہیں جن کا اللہ واحد و قہار کے ساتھ شرکت کا دعویٰ ہو سکتا ہے کون ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنی زمین پر نہیں جانتا۔ تم لوگ تو بس جو منھ میں آتا ہے کہہ ڈالتے ہو۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ تمہاری گمراہیوں کو تمہارے اپنے نفس نے خوشنما بنا کر تمہیں راہِ حق سے روک دیا ہے جب انسان اس گمراہی سے نکلنے کا ارادہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو ہدایت نہیں دیتے اور جب اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتے تو پھر راہ دکھانے والا کون ہو سکتا ہے۔

۳۴ گمراہوں کے لئے دونوں جہان کا عذاب ہے | گمراہی کا راستہ اختیار کرنے والوں کی دنیا بھی برباد ہے اسلئے کہ اگر انسان کو خدا کا خوف اور آخرت کی فکر نہ ہو تو وہ گناہوں سے بچ نہیں سکتا۔ دیانت و انصاف کے ساتھ کسی کا حق ادا نہیں کر سکتا اسکے سامنے صرف اس دنیا کا نفع نقصان ہوتا ہے دوسرے جہان کی اس کو فکر نہیں ہوتی اسلئے جب تک آخرت پر اس کو یقین نہ ہو دنیا کا نظام بھی درست نہیں ہو سکتا اور دنیا کی خرابی سے بڑھ کر آخرت کا عذاب ہے وہاں کوئی ایسا نہ ہوگا جو ان لوگوں کو اللہ کے عذاب سے بچا سکے دراصل جب وہ اپنے اوپر ہدایت کے دروازے بند کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو توفیق نہیں دیتا اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی ہدایت پر چلنے میں دونوں جہان کی کامیابی کا راز ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

مَثَلُ	الْجَنَّةُ	الَّتِيْ	وُعِدَ	الْمُتَّقُوْنَ	تَجْرِيْ	مِنْ + تَحْتِهَا
کیفیت	جنت	وہ جو کہ	وعدہ کیا گیا	پرہیزگار (جمع)	بہتی ہیں	اس کے نیچے

اور اس جنت کی کیفیت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے (یہ ہے) اس کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ

الْاَنْهٰرُ	اُكُلُهَا	دَاۗىِٕمٌ	وَّظِلُّهَا	تِلْكَ	عُقْبَى	الَّذِيْنَ
نہریں	اس کے پھل	دائم	اور اس کا سایہ	یہ	انجام	وہ جو کہ

بہتی ہیں اس کے پھل دائم (ہمیشہ) ہیں اور اس کا سایہ (بھی) یہ ہے انجام پرہیزگاروں

اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۳۵

اتَّقَوْا	وَّعُقْبَى	الْكٰفِرِيْنَ	النَّارُ	
پرہیزگار	اور انجام	کافروں	جہنم	

کا اور کافروں کا انجام جہنم ہے۔

۳۵ مَثَلُ صِفَةُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ
الْمُتَّقُوْنَ ط مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ مَحْذُوْفٌ
اَيْ فِيْمَا نَقُصُّ عَلَيْكُمْ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط اُكُلُهَا مَا يُؤْكَلُ
فِيْهَا دَاۗىِٕمٌ لَا يَفْنٰى وَظِلُّهَا دَاۗىِٕمٌ
لَا تَنْسَخُهُ شَمْسٌ لِعَدَمِهَا فِيْهَا
تِلْكَ اَيِ الْجَنَّةُ عُقْبَى عَاقِبَةُ
الَّذِيْنَ اتَّقَوْا الشِّرْكَ وَعُقْبَى
الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ○

۳۵ بیان اس جنت کا جو پرہیزگاروں کے لئے وعدہ کی گئی ہے یہ ہے جو ہم تم پر ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہیں میوہ جو جنت میں کھانے کو ملے گا دائمی ہے کبھی فنا نہ ہوگا اور سایہ جنت کا دائمی ہے آفتاب اس کو زائل نہ کریگا کیونکہ آفتاب وہاں نہ ہوگا۔

یہ جنت انجام ان لوگوں کا ہے جو شرک سے بچتے ہیں اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔

تشریح

۳۵ پرہیزگاروں کے لئے جنت کی نعمتیں اور منکرینِ حق کے لئے دوزخ کا عذاب | جو شخص خدا سے ڈرنے والا ہوگا اللہ کا وفادار اور اس کا فرماں بردار ہوگا اس کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ جنت کی وہ وہ نعمتیں اس کو عطا کی جائیں گی جن کی شان ہی نرالی ہوگی وہ باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہر موسم میں حاصل ہونے والے پھل لازوال خوش گوار سایہ، نہ دھوپ نہ اندھیرا۔ اس کے مقابلے میں منکرینِ حق جن کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ

وَالَّذِيْنَ	اٰتَيْنٰهُمُ	الْكِتٰبَ	يَفْرَحُوْنَ	بِمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ	وَمِنَ	الْاَحْزَابِ	مَنْ
اور وہ لوگ جو	ہم نے انہیں دی	کتاب	وہ خوش ہوتے ہیں	اس سے جو	نازل کیا گیا	تمہاری طرف	اور بعض	گروہ	جو

اور جن لوگوں کو ہم نے دی ہے کتاب (اہل کتاب) وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جو تمہاری طرف اُتارا گیا، اور بعض گروہ اسکی بعض (باتوں) کا انکار

يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا

يُّنْكِرُ	بَعْضَهٗ	قُلْ	اِنَّمَا	اُمِرْتُ	اَنْ اَعْبُدَ	اللّٰهَ	وَلَآ اُشْرِكَ	بِهٖ	اِلَيْهِ	اَدْعُوْا
انکار کرتے ہیں	اسکی بعض	آپ کہیں	اسکے سوا نہیں	مجھے حکم دیا گیا	کہ میں عبادت کروں	اللہ	اور نہ شریک ٹھیراؤں	اسکا	اسکی طرف	میں بلاتا ہوں

کرتے ہیں۔ آپ کہدیں اس کے سوا نہیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کا شریک نہ ٹھیراؤں، میں اسکی طرف بلاتا ہوں

وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ

وَاِلَيْهِ	مَاٰبِ	وَكَذٰلِكَ	اَنْزَلْنٰهُ	حُكْمًا	عَرَبِيًّا	وَلَئِنِ	اتَّبَعْتَ	اَهْوَآءَهُمْ
اور اسی کیطرف	میرا ٹھکانا	اور اسیطرح	ہم نے اُسے نازل کیا	حکم	عربی زبان میں	اور اگر	تو نے پیروی کی	انکی خواہشات

اور اسی کیطرف میرا ٹھکانا ہے اور اسیطرح ہم نے اس (قرآن) کو عربی زبان میں حکم نازل کیا ہے۔ اور اگر تو نے انکی خواہشات کی پیروی کی اس کے

ع ۵ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع

بَعْدَ	مَا جَآءَكَ	مِنَ الْعِلْمِ	مَا لَكَ	مِنَ اللّٰهِ	مِنْ وَّلِيٍّ	وَّلَا وَاقٍ
بعد	جبکہ تیرے پاس آگیا	علم	تیرے لئے نہیں	اللہ سے	کوئی حامی	اور نہ کوئی بچانے والا

بعد جبکہ تیرے پاس علم، نہ تیرے لئے اللہ سے (اللہ کے سامنے) کوئی حمایتی ہوگا، نہ کوئی بچانے والا

﴿۳۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
سَلَامٍ وَغَيْرِهٖ مِنْ مُؤْمِنِى الْيَهُوْدِ يَفْرَحُوْنَ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ لِمُوَافَقَتِهٖ مَا عِنْدَهُمْ
وَمِنَ الْاَحْزَابِ الَّذِيْنَ تَحَزَّبُوْا عَلَيْكَ
بِالْمُعَادَاتِ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْيَهُوْدِ مَنْ
يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ كَذِكْرِ الرَّحْمٰنِ وَمَا عَدَا الْقَصَصِ
قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ فِيْمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ اَنْ
اَىْ بِاَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ
اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ○ مَرْجِعِىْ
﴿۳۷﴾ وَكَذٰلِكَ الْاِنْزَالِ اَنْزَلْنٰهُ اَىِ الْقُرْاٰنَ
حُكْمًا عَرَبِيًّا بِلُغَةِ الْعَرَبِ تَحْكُمُ بِهٖ

﴿۳۶﴾ اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ مسلمان یہود میں سے وہ خوش ہوتے قرآن سے جو تم پر اتارا گیا کیوں کہ یہ موافق ہے ان کی کتاب کے۔ اور بعض جماعات یہودیوں اور مشرکوں میں سے جو تمہاری دشمنی پر مجتمع ہیں بعض قرآن کا انکار کرتے ہیں جیسے رحمٰن کا ذکر اور قصوں کے سوا تمام احکام کے منکر ہیں۔ کہدو بات یہ ہے کہ میری طرف جو اتارا گیا اس میں مجھ کو حکم ہوا ہے اس امر کا کہ میں خاص اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤں، میں اسکی طرف سب کو بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھ کو جانا ہے۔

﴿۳۷﴾ اور ہم نے قرآن کو اسی طرح زبان عربی میں اتارا تاکہ تم موافق اس کے لوگوں میں فیصلہ کرو اور حکم الٰہی پہنچاؤ۔

بَيْنَ النَّاسِ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ
أَيْ الْكُفَّارِ فِيمَا يَدْعُونَكَ إِلَيْهِ مِنْ
مِلَّتِهِمْ فَرْضًا بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ
الْعِلْمِ بِالتَّوْحِيدِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ
مِنْ زَائِدَةٌ وَلِيٍّ نَاصِرٍ وَلَا وَاقٍ ○
مَانِعٌ مِنْ عَذَابِهِ۔

اور اگر بالفرض تم کافروں کی خواہشوں کی پیروی کروگے اور ان کے مذہب کے موافق عمل کروگے جس کی طرف وہ تم کو بلاتے ہیں بعد اس کے کہ اللہ نے تم کو علم توحید عطا فرمایا تو اس صورت میں تمہارے لئے کوئی مددگار بچانے والا عذاب الٰہی سے نہیں

تشریح

(۳۶) اسلام اللہ کا خالص اور بے میل دین ہے | اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ اور اپنی نازل کی ہوئی کتابوں میں جس دین کی دعوت دی ہے وہ اللہ کا دین ایک ہی ہے اگرچہ مختلف شریعتوں میں جزوی طور پر کچھ احکام میں اختلاف رہا ہے لیکن بنیادی طور پر اللہ کا دین آغاز کائنات سے ایک ہی چلا آرہا ہے اس لئے جب اللہ کے آخری رسول حضرت محمدؐ پر قرآن مجید نازل ہوا تو یہودی تو تورات کے پڑھنے والے تھے اور نصاریٰ جن کے پاس اللہ کی کتاب انجیل تھی ان میں سے بہت سے لوگ قرآن مجید کے نازل ہونے پر بہت خوش تھے اور انہوں نے آگے بڑھ کر اس دعوت کو ہاتھوں ہاتھ لیا جو دراصل اسی دین کی دعوت تھی جس کو لیکر حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ تشریف لائے تھے لیکن انہی یہود و نصاریٰ میں اور مکے کے مشرکین میں ایسے بھی لوگ تھے جو قرآن کی بعض باتوں کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے کیونکہ قرآن کی باتیں ان کی ان باتوں سے ٹکراتی تھیں جو انہوں نے اللہ کی کتابوں میں ردّوبدل کر کے دین میں شامل کرلی تھیں یا ان کی اپنی خواہشات اور مفادات کے خلاف تھیں۔ غرض یہ کہ اہل کتاب میں انصاف پسند اور حق پرست لوگ بھی تھے اور ایسے بھی تھے جو قرآن کے نازل ہونے پر ناخوش تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ کسی کی خوشی ناخوشی کی پرواہ کئے بغیر اے پیغمبر تم صاف صاف کہہ دو کہ میری دعوت توحید خالص کی دعوت ہے مجھے اسی کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور مجھے اس ذات عالی صفات کے ساتھ کسی کو بھی شریک وساجھی بنانے سے روک دیا گیا ہے لہٰذا میں تو اسی کی دعوت دیتا ہوں چاہے کسی کو اچھی لگے یا بری لگے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

(۳۷) یہ قرآن عربی زبان میں ہے اور اس میں جو علم عظیم ہے تم صرف اسی کی پیروی کرو۔ | اللہ تعالےٰ نے جتنی کتابیں نازل کی ہیں وہ اسی زبان میں نازل کی ہیں جو اس وقت کے پیغمبر کی قومی زبان تھی اب یہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے کیونکہ اس میں جو علوم ہیں ان کے لئے عربی زبان ہی موزوں تھی جس میں بلاغت ہو وسعت ہو جامعیت ہو اور اعلیٰ درجے کے علوم کو سمیٹنے کی صلاحیت ہو کسی کی خوشی ناخوشی کی پرواہ کئے بغیر اس کتاب عظیم میں دیئے گئے علم عظیم کی پیروی کرتے رہو اس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آچکا ہے اگر تم نے لوگوں کی خواہشات کی پرواہ کی تو اللہ کے مقابلے میں تمہارا کوئی حامی اور مددگار نہ ہوگا اور نہ کوئی اس کی پکڑ سے بچا سکے گا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ

وَلَقَدْ	اَرْسَلْنَا	رُسُلًا	مِّنْ + قَبْلِكَ	وَجَعَلْنَا	لَهُمْ	اَزْوَاجًا	وَّذُرِّيَّةً	وَمَا كَانَ
اور البتہ	ہم نے بھیجے	رسول (جمع)	تم سے پہلے	اور ہم نے دیں	ان کو	بیویاں	اور اولاد	اور نہیں ہوا

اور البتہ ہم نے رسول بھیجے تم سے پہلے اور ہم نے ان کو دیں بیویاں اور اولاد اور کسی رسول کے

لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾

لِرَسُوْلٍ	اَنْ	يَّاْتِيَ	بِاٰيَةٍ	اِلَّا	بِاِذْنِ + اللّٰهِ	لِكُلِّ + اَجَلٍ	كِتَابٌ
کسی رسول کیلئے	کہ	لائے	کوئی نشانی	بغیر	اللہ کی اجازت سے	ہر وعدہ کے لئے	ایک تحریر

لئے (اختیار میں) نہیں ہوا کہ وہ لائے کوئی نشانی اللہ کی اجازت کے بغیر، ہر وعدہ کے لئے ایک تحریر ہے۔

(۳۸) وَنَزَلَ لَمَّا عَيَّرُوْهُ بِكَثْرَةِ النِّسَاءِ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ اَوْلَادًا وَّ اَنْتَ مِثْلُهُمْ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ مِّنْهُمْ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِاَنَّهُمْ عَبِيْدٌ مَّرْبُوْبُوْنَ لِكُلِّ اَجَلٍ مُّدَّةٍ كِتَابٌ ۝ مَكْتُوْبٌ فِيْهِ تَحْدِيْدُهٗ۔

(۳۸) اور نازل ہوئی جبکہ کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیویوں کے زیادہ ہونے کا عیب لگایا یہ آیت وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً الخ اور بلاشک ہم نے بھیجے تم سے پہلے پیغمبر اور انکے لئے بیویاں بنائیں اور ان کو اولاد دی اور تم بھی مثل انہیں پیغمبروں کے ہو۔ اور ان میں سے کوئی پیغمبر ایسا نہیں گذرا کہ کوئی نشان بغیر حکم خدا تعالیٰ کے لا سکے کیونکہ وہ سب اس کے بندے ہیں اسکے حکم کے تابع اور اس کے مملوک، ہر ایک مدت کیلئے ایک حد لکھی گئی ہے۔

تشریح

(۳۸) انسان ہونا رسول کا کمال ہے | رسول ایک انسان ہوتا ہے اور عام انسانوں پر اسکی برتری کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ پروردگار عالم کا فرستادہ ہے۔ جب وہ انسان ہوتا ہے تو اس کے بشری تقاضے بھی ہوتے ہیں۔ بیوی بچے اولاد جس طرح اور انسانوں کے ہوتے ہیں اسی طرح اس کے بھی ہوتے ہیں۔ رسول کا انسان ہونا اسلئے ضروری ہے کہ لوگوں کی اصلاح کے لئے صرف علم کافی نہیں ہے بلکہ احساس کی بھی ضرورت ہے اگر رسول میں بشری احساسات نہ ہوں تو وہ لوگوں کے مسائل اور جذبات کو سمجھ نہیں سکتا اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس بات کو بطور احسان نمایاں کیا ہے کہ رسول کوئی اور نہیں بلکہ تمہیں میں سے ایک انسان ہے جیسا کہ سورہ آل عمران میں ارشاد ہوا: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (آل عمران-۱۶۴) یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ ایک رسول ان میں انہی میں سے بھیجا۔ رسول کی صداقت کے لئے معجزے دئے جاتے ہیں مگر کس کے ہاتھ پر کس معجزے کا ظہور ہوگا یہ اللہ کے اذن کے بغیر ممکن نہیں کسی رسول کی یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ خود کوئی نشانی دکھا سکے۔ ہر ایک پیغمبر اپنے زمانے کے مناسب احکام لایا ہے اور اس کو جو کتاب دی گئی ہے وہ اسی دور کے لحاظ سے دی گئی ہے البتہ قرآن مجید میں وہ جامعیت ہے جو ہر دور کے لئے مناسب رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَ

يَمْحُوا	اللّٰهُ	مَا يَشَآءُ	وَيُثْبِتُ	وَعِنْدَهٗۤ	اُمُّ الْكِتٰبِ	وَ
مٹا دیتا ہے	اللہ	جو وہ چاہتا ہے	اور باقی رکھتا ہے	اور اس کے پاس	اصل کتاب (لوح محفوظ)	اور

اور اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو وہ چاہتا ہے) اور اس کے پاس لوح محفوظ ہے ۔ اور

اِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا

اِنْ	مَا نُرِيَنَّكَ	بَعْضَ	الَّذِيْ	نَعِدُهُمْ	اَوْ	نَتَوَفَّيَنَّكَ	فَاِنَّمَا
اگر	تمہیں دکھا دیں	کچھ حصہ	وہ جو کہ	ہم نے ان سے وعدہ کیا	یا	ہم تمہیں وفات دیدیں	تو اسکے سوا نہیں

اگر ہم تمہیں کچھ حصہ (اس عذاب کا) دکھا دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے یا تمہیں وفات دیدیں تو اسکے سوا نہیں

عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي

عَلَيْكَ	الْبَلٰغُ	وَعَلَيْنَا	الْحِسَابُ	اَوَلَمْ يَرَوْا	اَنَّا	نَاْتِي
تم پر (تمہارے ذمے)	پہنچانا	اور ہم پر (ہمارا کام)	حساب لینا	کیا وہ نہیں دیکھتے	کہ ہم	چلے آتے ہیں

کہ تمہارے ذمے پہنچانا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے ۔ کیا وہ نہیں دیکھتے ؟ کہ ہم چلے آتے ہیں

الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ

الْاَرْضَ	نَنْقُصُهَا	مِنْ	اَطْرَافِهَا	وَاللّٰهُ	يَحْكُمُ	لَا مُعَقِّبَ
زمین	اسکو گھٹاتے	سے	اسکے کنارے	اور اللہ	حکم فرماتا ہے	کوئی پیچھے ڈالنے والا نہیں

زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے اور اللہ حکم فرماتا ہے ، کوئی اسکے حکم کو پیچھے ڈالنے

لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

لِحُكْمِهٖ	وَهُوَ	سَرِيْعُ	الْحِسَابِ
اسکے حکم کو	اور وہ	جلد	حساب لینے والا

والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ۔

(۳۹) يَمْحُوا اللّٰهُ مِنْهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ مَا يَشَآءُ مِنَ الْاَحْكَامِ وَغَيْرِهَا وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ اَصْلُهُ الَّذِيْ لَا يُغَيَّرُ مِنْهُ شَيْءٌ وَ هُوَ مَا كَتَبَهُ فِي الْاَزَلِ

(۳۹) اس سے اللہ جو چاہے مٹا دے اور جو احکام وغیرہ چاہے انکو ثابت رکھے ۔

اور اللہ کے پاس ہے اصل کتاب جس سے کچھ بدل نہیں سکتا اور وہ وہ ہے جو اس نے ازل میں لکھدیا۔

(۴۰) وَاِمَّا فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ
الشَّرْطِيَّةِ فِيْ مَا الْمَزِيْدَةِ
نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ
بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ فِيْ حَيَاتِكَ وَجَوَابُ
الشَّرْطِ مَحْذُوْفٌ اَيْ فَذَاكَ
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ قَبْلَ تَعْذِيْبِهِمْ
فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ لَا
عَلَيْكَ اِلَّا التَّبْلِيْغُ وَعَلَيْنَا
الْحِسَابُ ○ اِذَا صَارُوْا اِلَيْنَا فَنُجَازِيْهِمْ

(۴۰) اور اگر ہم تم کو اے محمدؐ دکھلادیں تمہاری زندگی میں بعض وہ عذاب جس کے بھیجنے کا ہم نے وعدہ کیا تو تم دیکھو ہی گے یا ہم تمکو پہلے وفات دیں ان کے عذاب دینے سے پہلے تو تمہارا کام صرف پہنچانا ہے اور حساب ان کا ہم پر ہے۔ جس وقت وہ ہمارے پاس آئینگے ہم ان کو بدلہ دیں گے۔

(۴۱) اَوَلَمْ يَرَوْا اَيْ اَهْلُ مَكَّةَ اَنَّا
نَاْتِي الْاَرْضَ نَقْصِدُ اَرْضَهُمْ
نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا بِالْفَتْحِ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاللّٰهُ يَحْكُمُ فِيْ خَلْقِهٖ بِمَا يَشَاءُ لَا
مُعَقِّبَ رَادَّ لِحُكْمِهٖ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

(۴۱) کیا مکہ والے نہیں دیکھتے اس بات کو کہ ہم انکی زمین کا ارادہ کرتے ہیں اور ہر طرف سے کم کرتے چلے آتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح دیکر یعنی کافروں کے قبضہ سے نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا مالک اور اس پر غالب بناتے ہیں اور اللہ جو چاہے اپنی مخلوق میں حکم فرمادے کوئی اسکے حکم کو پھیر نہیں سکتا اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

تشریح

(۳۹) <u>تمام آسمانی کتابوں کا سرچشمہ ایک ہے</u> | جتنی کتابیں اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں پر نازل کی ہیں ان سب کا سرچشمہ ایک ہے جسکو اُمّ الکتاب یا اصل کتاب کہتے ہیں یہ اللہ کا علم ازلی ہے جو ہر چیز کو محیط ہے۔ اللہ تعالےٰ ضرورت اور وقت کے مطابق جس حکم کو چاہتا ہے منسوخ کردیتا ہے اور جس حکم کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ چونکہ قرآن مجید کو تا قیامت باقی رہنا ہے اس لیئے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود رب العالمین نے لی ہے۔ اس سے پہلی کتابوں میں ردّ و بدل ہوگیا، تحریف ہوگئی، ان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالےٰ نے نہیں لی تھی یہ پچھلی قوموں کی کوتاہی ہے کہ وہ ان کتابوں کو پوری طرح محفوظ نہیں رکھ سکیں۔

(۴۰) <u>ہر اندیشے کو چھوڑ کر آپ اللہ کے دین کے کام میں لگے رہیں</u> | اللہ تعہ نے اپنے کلام میں جگہ جگہ تنبیہ کی ہے کہ جو لوگ سچی دعوت کو ٹھکراتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوگا مگر اس انجام کا ظہور کب ہوگا، یہ اللہ تعہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اللہ تعہ فرماتے ہیں کہ اے نبی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ نتیجے آپ کے جیتے جی آپ کے سامنے آجائیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپؐ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد ان نتائج کا ظہور ہو یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے اللہ کے علم میں ہر چیز کا ایک مناسب وقت ہے جب وہ وقت آجاتا ہے، تو اللہ جو ظاہر کرنا چاہیں وہ کردیتے ہیں انسان کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو ادا کرتا رہے۔ حساب لینا یہ اللہ کا کام ہے۔

(۴۱) <u>باطل کے لیئے زمین تنگ ہوتی جارہی ہے</u> | باطل کے جس انجام بد کی خبر بار بار دی جارہی ہے وہ کوئی بہت دور نہیں ہے سب دیکھ رہے ہیں کہ اسلام دھیرے دھیرے بڑھ رہا ہے لوگوں کے دل اس کے قبضے میں آرہے ہیں کل تک مدینے کے بڑے قبیلے اوس اور خزرج جو اسلام کے دشمن تھے آج اللہ کے دین میں داخل ہورہے ہیں باطل کے لئے زمین تنگ ہوتی جارہی اور حق پھیلتا جارہا ہے اللہ کے فیصلے اٹل ہیں ان کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور اللہ کو حساب لینے میں بھی دیر نہیں لگتی۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا

وَقَدْ + مَكَرَ	الَّذِيْنَ	مِنْ + قَبْلِهِمْ	فَلِلّٰهِ	الْمَكْرُ	جَمِيْعًا	يَعْلَمُ	مَا
اور چالیں چلیں	ان لوگوں نے جو	ان سے پہلے	تو اللہ کیلئے	چال (تدبیر)	سب	وہ جانتا ہے	جو

اور جو ان سے پہلے تھے انہوں نے چالیں چلیں تو ساری چال تو اللہ ہی کی ہے، وہ جانتا ہے جو

تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُوْلُ

تَكْسِبُ	كُلُّ + نَفْسٍ	وَسَيَعْلَمُ	الْكُفّٰرُ	لِمَنْ	عُقْبَى الدَّارِ	وَيَقُوْلُ
کماتا ہے	ہر نفس (شخص)	اور عنقریب جان لینگے	کافر	کس کیلئے	عاقبت کا گھر	اور کہتے ہیں

کماتا ہے ہر شخص، اور عنقریب کافر جان لیں گے عاقبت کا گھر کس کے لئے ہے۔ اور کافر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ

الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	لَسْتَ	مُرْسَلًا	قُلْ	كَفٰى	بِاللّٰهِ	شَهِيْدًا	بَيْنِيْ
جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	تو نہیں	رسول	آپ کہہ دیں	کافی ہے	اللہ	گواہ	میرے درمیان

کہتے ہیں تو رسول نہیں، آپ کہہ دیں میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ

ع ٦ ١٢ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿٤٣﴾

وَبَيْنَكُمْ	وَ	مَنْ	عِنْدَهٗ	عِلْمُ + الْكِتٰبِ	
اور تمہارے درمیان	اور	جو	اسکے پاس	کتاب کا علم	

کافی ہے اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

﴿٤٢﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْاُمَمِ بِاَنْبِيَائِهِمْ كَمَا مَكَرُوْا بِكَ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ وَلَيْسَ مَكْرُهُمْ كَمَكْرِهٖ لِاَنَّهٗ تَعَالٰى يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ فَيُعِدُّ لَهَا جَزَاءَهَا وَهٰذَا هُوَ الْمَكْرُ كُلُّهٗ لِاَنَّهٗ يَاْتِيْهِمْ بِهٖ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ وَسَيَعْلَمُ الْكَافِرُ الْمُرَادُ بِهِ الْجِنْسُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ○ اَيِ الْعَاقِبَةُ الْمَحْمُوْدَةُ فِي الدَّارِ الْاٰخِرَةِ اَلَهُمْ اَمْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

﴿٤٢﴾ اور بیشک ان سے پہلی امتوں نے بھی اپنے پیغمبروں کے ساتھ فریب کئے جیسا کہ انہوں نے تمہارے ساتھ کئے۔ سو اللہ کے واسطے ہیں تمام مکر اور کافروں کا فریب اللہ کے مکر کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہر ایک آدمی کے عملوں کو سو اس نے ہر ایک کا بدلہ تیار کر رکھا ہے اور پورا مکر یہ ہے جو اللہ ان کے ساتھ کرتا ہے کیونکہ اس کا عذاب ان پر اس جگہ سے آجاویگا کہ وہ اسکو نہ جانیں گے اور عنقریب کافر جان لیویں گے کہ آخرت میں انجام بہتر کس کے لئے ہے آیا ان کے لئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے لئے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ
(۴۲) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ عَلٰى صِدْقِيْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ مِنْ مُؤْمِنِيْ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى

(۴۳) اور کافر تمہیں کہتے ہیں کہ تم پیغمبر نہیں ان سے کہہ دو میرے اور تمہارے درمیان میں اللہ ہے وہ میرے سچے ہونے کا گواہ بس ہے اور جو کتاب کا علم رکھتے ہیں یعنی یہودیوں اور نصرانیوں میں جو اسلام لائے وہ بھی میرے سچے ہونے کے گواہ ہیں۔

تشریح

(۴۲) باطل نے پہلے بھی تدبیریں کیں ہیں مگر وہ ناکام رہی ہیں | حق کے مقابلے میں چالیں چلنا ان کو روکنے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے پہلے بھی یہ سب کچھ ہو چکا ہے۔ اصل تدبیر تو اللہ کے ہاتھ میں ہے فیصلہ کن چال اسی کی ہے اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کون کیا کمائی کر رہا ہے اللہ کو ایک ایک عمل کا پتہ ہے حق کو جھٹلانے والے دیکھ لیں گے کہ پچھلوں کی طرح ان کا انجام بھی کیا ہوتا ہے۔

(۴۳) خاتم الانبیاء کی صداقت پر اللہ بھی گواہ ہے اور اہل علم بھی | جہاں تک نبی ﷺ کی رسالت کو جھٹلانے کا سوال ہے تو آپ کی پوری زندگی آپ کی صداقت کی شاہد ہے۔ اے پیغمبر آپ کہہ دیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے۔ پھر اللہ کے علاوہ جو آسمانی کتابوں کا علم رکھتے ہیں وہ بھی گواہی دیں گے کہ میری تعلیم وہی ہے جو پچھلے انبیاء لیکر آئے تھے آپ کی تشریف آوری پچھلے انبیاء کی پیشین گوئیوں کے مطابق حضرت خلیل اللہ کی دعا اور حضرت مسیح کی بشارت کا ظہور ہے۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا ❊ دعائے خلیل و نوید مسیحا

(اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ـــــــ

اے اللہ یہ بندۂ عاصی فضیل الرحمٰن بھی سچے دل سے گواہی دیتا ہے کہ خاتم الانبیاء محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب آپ کے مقرر کردہ سچے اور آخری رسول ہیں، اپنی اور اہل علم کی گواہی کیساتھ اس بندے کی گواہی بھی قبول فرمائیے)

(۱۴)

سُورۃ اِبرَاھِیم

ترتیب تلاوت ــــــ ۱۴	ترتیب نزول ــــــ ۷۲
مکی / مدنی ــــــ مکّی	تعداد رکوعات ــــــ ۷
تعداد آیات ــــــ ۵۲	تعداد الفاظ ــــــ ۸۴۵
تعداد حروف ــــــ ۳۶۰۱	

- اس سورۃ کا نام ابراہیم بطور علامت کے ہے جو اسی سورت کی آیت نمبر ۲۵ سے ماخوذ ہے۔ آیت ۳۵ میں ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا (اور جب ابراہیم نے دعا کی تھی کہ پروردگار اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دیجئے۔)
- سورۃ کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورۃ مکہ مکرمہ کے آخری زمانے میں ہجرتِ مدینہ سے کچھ ہی قبل نازل ہوئی ہے جیسا کہ اسی سورۃ کی آیت ۱۳ کے الفاظ میں اشارہ ہے، وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا (انکار کرنے والوں نے اپنے رسول سے کہا ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یا پھر تمہیں ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا۔)
- اس سورۃ کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ جو لوگ نبی ؐ کو سچا رسول ماننے سے انکار کر رہے تھے اور آپ کی دعوت کو ناکام بنانے پر تلے ہوئے تھے اور اس کے لئے طرح طرح کی چالیں چل رہے تھے ان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ۔ بار بار کی تنبیہ کے باوجود کیونکہ ان کی ہٹ دھرمی اور دشمنی بڑھتی چلی جارہی تھی اسلئے تنبیہ کے انداز

میں بھی زیادہ تیزی محسوس کی جاسکتی ہے۔

- اس سورۃ کے مضامین میں حضرت ابراہیم ؑ کے اس واقعہ کا بھی ذکر ہے جب وہ اپنے بیٹے اسماعیل کو وادیٔ غیر ذی ذرع مکہ میں آباد کرتے ہیں اور اس وقت ان کی زبان سے جو دعائیں نکلتی ہیں ان کو بھی بیان کیا گیا ہے۔
- اس سورت میں حضرت موسیٰ ؑ اور دوسرے پیغمبروں کا بھی ذکر ہے کہ وہ بھی اللہ کے دین کی اسی طرح دعوت لے کر آئے تھے۔ ان کو بھی شدید مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن غلبہ آخر میں حق کو حاصل ہوا۔ اس تذکرے سے اہل ایمان کو حوصلہ دینا ہے کہ انہیں حالات کی کشمکش سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ حق غالب ہو کر رہے گا اور باطل کی رسوائی اس کا مقدر بن چکی ہے۔
- سورۃ ابراہیم میں بتایا گیا ہے کہ قرآن حکیم ایک عظیم کتاب ہے اور اس کا پیغام سارے عالم کے لئے عام ہے۔ بنی اسرائیل پر اللہ کی نعمتوں کا بھی ذکر ہے اور اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ اگر بندہ اللہ کی نعمتوں کا احسان مان کر اس کا شکر کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی مزید نعمتوں سے نوازے گا اور اگر ناشکری کریگا تو اس کا نقصان خود اسی کو ہو گا۔
- اس سورت میں انسانی فطرت کو بھی جھنجھوڑا گیا ہے کہ انسان کی فطرت خود اللہ کے وجود پر گواہ ہے بتایا گیا ہے کہ تمام پیغمبر بشریت سے متصف ہیں مگر ان کا رتبہ تمام انسانوں سے بلند ہے۔
- خبردار کیا گیا ہے کہ حقیقی کامیابی انہی لوگوں کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں حساب کتاب کے وقت حق و صداقت کے منکر شیطان کو الزام دیں گے کہ اسی نے ہمیں پھنسایا۔
- اس سورت میں صداقت کی مثال اس درخت کی طرح دی ہے جس کی جڑیں زمین کی گہرائی تک ہیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہوئیں جو ہر موسم میں پھل دیتا ہے اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔
- باطل کی مثال دی ہے کہ وہ ایک ایسے درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں کھوکھلی ہیں اور نہ اس کے شاخیں ہیں اور نہ اس پر پھل آتا ہے اور وہ کسی بھی طرح لوگوں کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔
- اس سورۃ میں قیامت کی ہولناکیوں کا اور مختلف قسم کے عذاب کا بھی ذکر ہے۔

اٰيَاتُهَا ۵۲	۱۴ سُوۡرَةُ اِبۡرٰهِيۡمَ مَكِّيَّةٌ ۷۲	رُكُوۡعَاتُهَا ۷

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ

الٓرٰ	كِتٰبٌ	اَنۡزَلۡنٰهُ	اِلَيۡكَ	لِتُخۡرِجَ	النَّاسَ	مِنَ	الظُّلُمٰتِ
الف لام را	ایک کتاب	ہم نے اسکو اتارا	تمہاری طرف	تاکر تم نکالو	لوگ	سے	اندھیروں

الف لام را۔ یہ ایک کتاب ہے ہم نے تمہاری طرف اُتاری تاکر تم لوگوں کو نکالو ان کے رب کے حکم سے

اِلَى النُّوۡرِ ۙ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۙ ① اللّٰهِ الَّذِىۡ

اِلَى	النُّوۡرِ	بِاِذۡنِ	رَبِّهِمۡ	اِلٰى	صِرَاطِ	الۡعَزِيۡزِ	الۡحَمِيۡدِ	اللّٰهِ	الَّذِىۡ
طرف	نور	حکم سے	ان کا رب	طرف	راستہ	غالب	خوبیوں والا	اللہ	وہ جو کہ

اندھیروں سے نور کی طرف ۔ غالب خوبیوں والے اللہ کے راستہ کی طرف ۔ اسی کے لئے

لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَوَيۡلٌ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ

لَهٗ	مَا	فِى السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِى الۡاَرۡضِ	وَوَيۡلٌ	لِّلۡكٰفِرِيۡنَ
اسی کیلئے	جو کچھ	آسمانوں میں	اور جو کچھ	زمین میں	اور خرابی	کافروں کے لئے

ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور کافروں کے لئے سخت

مِنۡ عَذَابٍ شَدِيۡدِ ②

مِنۡ	عَذَابٍ	شَدِيۡدِ
سے	عذاب	سخت

عذاب سے خرابی ہے۔

سُوۡرَةُ اِبۡرَاهِيۡمَ مَكِّيَّةٌ اِلَّا اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ الۡاٰيَتَيۡنِ اِحۡدٰى اَوۡ ثِنۡتَانِ اَوۡ اَرۡبَعٌ اَوۡ خَمۡسٌ وَخَمۡسُوۡنَ اٰيَةً

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

① الٓرٰ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ

سورۂ ابراہیم مکی ہے مگر یہ دو آیتیں اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ كُفۡرًا آخر تک اس سورت میں اکیاون یا باون یا چون یا پچپن آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

① الٓرٰ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا

كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ الْكُفْرِ اِلَى النُّوْرِ الْاِيْمَانِ بِاِذْنِ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَيُبْدَلُ مِنْ اِلَى النُّوْرِ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْغَالِبِ الْحَمِيْدِ ○ الْمَحْمُوْدِ

كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ الخ یہ قرآن ایک کتاب ہے کہ ہم نے اس کو تم پر اے محمدؐ اتارا تاکہ تم لوگوں کو کفر کی اندھیریوں سے نکالکر نور ایمان کی طرف پہنچاؤ ان کے رب کے حکم سے جو راستہ اللہ غالب تعریف کی گئی کا ہے

(۲) اَللّٰهِ بِالْجَرِّ بَدْلٌ اَوْ عَطْفُ بَيَانٍ وَمَا بَعْدَهٗ صِفَةٌ وَالرَّفْعُ مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مُلْكًا وَخَلْقًا وَعَبِيْدًا وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ○

(۲) وہ اللہ کہ اسی کی ملک اور مخلوق اور بندے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

اور کافروں کے لئے خرابی ہے عذاب سخت سے۔

تشریح

(۱) قرآن بڑی شان والی عظیم مقصد والی کتاب ہے | اے محمدؐ! یہ کتاب جو ہم تمہاری طرف نازل کر رہے ہیں اس کی عظمتِ شان یہ ہے کہ یہ ہماری طرف سے تمہارے اوپر نازل کی جارہی ہے۔ اتارنے والے ہم اور جن پر اتر رہی ہے وہ آپ، قرآن پاک کی عظمتِ شان کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید کے نازل کرنے کا مقصد نہایت بلند اور ارفع و اعلےٰ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے تمام بندے چاہے وہ کسی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں بادشاہ ہوں، سردار ہوں۔ عرب کے ہوں یا عجم کے، کالے ہوں یا گورے سب اللہ کی راہ پہچانیں اور اس کے نورِ علم سے منور ہوں۔ جس نے اپنے رب کی راہ کو پالیا وہ علم کی روشنی میں آگیا اور ایمان و یقین معرفت و بصیرت حاصل کرکے جہالت کے اندھیرے سے نکل آیا لیکن اس سے فائدہ وہی اٹھاتا ہے جسکو پروردگار عالم توفیق دیتے ہیں اور پروردگار عالم توفیق اسی کو دیتے ہیں جو خود ہدایت کا طالب ہو۔ ہٹ دھرمی اور تعصب سے پاک ہو کھلی آنکھوں سے دیکھے، کھلے کانوں سے سُنے، صاف دماغ سے سوچے اور معقول بات کو تسلیم کرلینے کے لئے تیار ہو۔ تو یہ کتاب بھی عظیم ہے اور اس کا مقصد بھی عظیم ہے کیونکہ یہ کتاب اللہ غالب وستودہ صفات کی راہ کی نشاندہی کرتی ہے۔

(۲) حق کا یہ راستہ شہنشاہ کائنات کا راستہ ہے اس پر نہ چلنے والے سزا کا انتظار کریں۔ | حق کا یہ راستہ جس کی معرفت قرآن دے رہا ہے اور رسول اس کی دعوت دے رہے ہیں اس شہنشاہ کائنات کا ہے کہ زمین و آسمان کی ساری موجودات اس کی ملکیت ہیں۔ یہ راستہ پروردگار کے مقام رضا تک پہنچانے والا ہے جو اس راہ پر چلنے سے انکار کرے گا وہ تباہ کن سزا کا منتظر رہے کیونکہ یہ راہ جو پروردگار کی راہ ہے یقینی طور پر حق و صداقت کا راستہ ہے کوئی ظن و تخمین کی بات نہیں ہے بے شک ماننا نہ ماننا اس کی آزادی اللہ نے انسان کو دی ہے مگر جب حق پوری طرح واضح ہوچکا تو نہ ماننے والوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ

الَّذِيْنَ	يَسْتَحِبُّوْنَ	الْحَيٰوةَ	الدُّنْيَا	عَلَى	الْاٰخِرَةِ	وَيَصُدُّوْنَ
وہ جو کہ	پسند کرتے ہیں	زندگی	دُنیا	پر	آخرت	اور روکتے ہیں

جو دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں آخرت پر اور اللہ کے راستے سے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ③

عَنْ	سَبِيْلِ	اللّٰهِ	وَيَبْغُوْنَهَا	عِوَجًا	اُولٰۗىِٕكَ	فِيْ	ضَلٰلٍ	بَعِيْدٍ
سے	راستہ	اللہ	اور اسمیں ڈھونڈتے ہیں	کجی	وہی لوگ	میں	گمراہی	دُور

روکتے ہیں، اور اس میں کجی ڈھونڈھتے ہیں۔ یہی لوگ دُور کی گمراہی میں ہیں۔

③ اِلَّذِيْنَ نعتٌ يَسْتَحِبُّوْنَ
يختارون الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ
النَّاسَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دينِ
الاسلامِ وَيَبْغُوْنَهَا اى
السبيلَ عِوَجًا معوجةً
اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مبينٍ ○
عنِ الحقِ

③ وہ کافر جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر پسند کرتے ہیں اور لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں اور ٹیڑھا راستہ چاہتے ہیں۔ یہی لوگ میں گمراہی میں حق سے دور۔

تشریح

③ آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دینا ٹیڑھا پن ہے | اسلام کی سیدھی سادھی دعوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین پر انسان کو ایک محدود مدّت کے لئے امتحان و آزمائش کی غرض سے بھیجا ہے۔ امتحان اس کا ہے کہ انسان اپنے ارادے اور اختیار سے کام لیکر رب کی فرماں برداری کے راستے پر قدم اٹھاتا ہے یا نافرمانی کی راہ پر چلتا ہے۔ اسلام بتاتا ہے کہ اس دنیا سے جانے کے بعد مَوت کے راستے سے گذر کر یہ انسان ایک اور دنیا میں پہنچتا ہے جس کو عالمِ آخرت کہتے ہیں۔ آخرت عالم پائیدار ہے وہاں کی راحتیں اور وہاں کی تکلیفیں دونوں نہ ختم ہونے والی ہیں اس لئے عقلمند انسان وہ ہے جو دنیا کی زندگی کو اپنی آخرت کے بنانے اور سنوارنے کا ذریعہ بنائے۔ اس دنیا میں گم ہوکر اس کو اپنا مقصد حیات نہ بنالے اب جو لوگ آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دیتے ہیں آخرت سے کم اور دنیا سے زیادہ محبت کرتے ہیں ان کا اوڑھنا بچھونا جو کچھ ہے بس یہی دنیا ہے خود بھی بھٹکے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی ہدایت کے راستے سے روکتے ہیں انکو یہ فکر رہتی ہے کہ اللہ کے دین میں کوئی کجی نکالیں اور سیدھے کو ٹیڑھا ثابت کردیں انکی خواہش یہ رہتی ہے کہ ہم دین کے پیچھے نہ چلیں دین ہمارے پیچھے چلے ایسے لوگ گمراہی میں بہت دور نکل گئے ہیں انکے واپس آنے کی امید نہیں ہے جب اللہ کی مار پڑیگی تبھی انکی آنکھیں کھلیں گی۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ

وَ	مَآ اَرْسَلْنَا	مِنْ رَّسُوْلٍ	اِلَّا	بِلِسَانِ	قَوْمِهٖ	لِيُبَيِّنَ	لَهُمْ	فَيُضِلُّ
اور	ہم نے نہیں بھیجا	کوئی رسول	مگر	زبان میں	اسکی قوم	تاکہ کھول کر بیان کردے	انکے لئے	پھر گمراہ کرتا ہے

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ انکے لئے (اللہ کے احکام) کھول کر بیان کردے۔ پھر اللہ

اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

اللّٰهُ	مَنْ يَّشَآءُ	وَيَهْدِيْ	مَنْ يَّشَآءُ	وَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ
اللہ	جسکو وہ چاہتا ہے	اور ہدایت دیتا ہے	جس کو چاہتا ہے	اور وہ	غالب	حکمت والا

جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب، حکمت والا ہے۔

④ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ
بِلُغَةِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ لِيُفْهِمَهُمْ
مَا اَتٰى بِهٖ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ فِيْ مُلْكِهٖ الْحَكِيْمُ ○ فِيْ صُنْعِهٖ

④ اور ہم نے ہر ایک پیغمبر کو اس کی قوم کی لغت اور زبان میں بھیجا تاکہ وہ ان کو سمجھا دے وہ احکام جو ان کے پاس لایا۔ سو اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھلاتا ہے جس کو چاہے اور وہ غالب ہے اپنے ملک میں حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔

تشریح

④ اللہ کی ہدایت کو واضح طور پر سمجھنے کے لئے ہر پیغمبر اپنی قوم کی زبان میں بات کرتا آیا ہے۔

آغاز سے لے کر اللہ تعالیٰ کا دستور یہ رہا ہے کہ اس نے جس پیغمبر کو بھی راہ ہدایت دکھانے کے لئے مقرر کیا اس پر وحی اسی قوم کی زبان میں آئی اور اس نے اسی قوم کی زبان میں کھول کھول کر بات سمجھائی تاکہ یہ عذر نہ رہے کہ آپ جس زبان میں بات کر رہے ہیں وہ ہمارے لئے ناقابل فہم ہے۔

حضرت محمدؐ اگرچہ تمام عالم کے لئے آخری پیغمبر ہیں لیکن آپ کے اولین مخاطب عرب کے لوگ تھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید عربی زبان میں نازل کیا۔ حضرت محمدؐ کی مادری زبان عربی تھی عرب کے لوگ اپنی مادری زبان عربی کو سمجھتے تھے اس لئے ان کے لئے یہ عذر نہیں تھا کہ قرآن کی یا پیغمبر کی زبان ہمارے لئے ناقابل فہم ہے جب ان لوگوں نے اپنی زبان میں اللہ کے دین کو سمجھ لیا تو ان کے ذریعے سے تمام اقوام عالم تک اللہ کا دین پہنچا اور دوسری قوموں نے بھی عربی زبان میں اہل زبان کی طرح مہارت حاصل کرلی بلکہ قرآنی علوم کی تشریح میں غیر عرب عربوں سے بھی آگے نکل گئے۔ اگر عربی زبان کی خوبیوں پر غور کیا جائے تو بلند خیالات کو ادا کرنے اور نہایت نازک اور لطیف معنی کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے یہ زبان نہایت موزوں ہے اس زبان میں وہ زور اور شیرینی ہے جو انسان کے دل و دماغ کو مسحور کر دیتی ہے۔ مادری زبان میں ہدایت کے راستے کی وضاحت کے باوجود ہدایت وہی حاصل کرتا ہے جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے اور جو ہدایت نہیں حاصل کرنا چاہتا اللہ تعالیٰ بھی اس کو ہدایت نہیں بخشتا وہ بالادست بھی ہے اور حکمت والا بھی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ

وَلَقَدْ	اَرْسَلْنَا	مُوْسٰى	بِاٰيٰتِنَآ	اَنْ	اَخْرِجْ	قَوْمَكَ	مِنَ الظُّلُمٰتِ
اور البتہ	ہم نے بھیجا	موسیٰ	اپنی نشانیوں کے ساتھ	کہ	تو نکال	اپنی قوم	اندھیروں سے

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی

اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ

اِلَى + النُّوْرِ	وَ ذَكِّرْ هُمْ	بِاَيّٰىمِ + اللّٰهِ	اِنَّ	فِيْ	ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّكُلِّ +
نور کی طرف	اور یاد دلا انہیں	اللہ کے دن	بیشک	میں	اس	البتہ نشانیاں	ہر صبر کرنیوالے

طرف نکال اور انہیں اللہ کے (عظیم واقعات کے) دن یاد دلا۔ بیشک اسمیں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے

صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

صَبَّارٍ	شَكُوْرٍ	وَاِذْ	قَالَ	مُوْسٰى	لِقَوْمِهٖ	اذْكُرُوْا	نِعْمَةَ + اللّٰهِ
کے لئے	شکر گزار	اور جب	کہا	موسیٰ	اپنی قوم کو	تم یاد کرو	اللہ کی نعمت

والے کیلئے نشانیاں ہیں۔ اور (یاد کرو) جب کہا موسیٰ ؑ نے اپنی قوم کو تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت

عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ وَ

عَلَيْكُمْ	اِذْ + اَنْجٰىكُمْ	مِّنْ	اٰلِ فِرْعَوْنَ	يَسُوْمُوْنَكُمْ	سُوْۗءَ	الْعَذَابِ	وَ
اپنے اوپر	جب اس نے نجات دی تمہیں	سے	فرعون کی قوم	وہ تمہیں پہنچاتے تھے	برا	عذاب	اور

یاد کرو، جب اس نے تمہیں فرعون کی قوم سے نجات دی وہ تمہیں برا عذاب پہنچاتے تھے اور

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ

يُذَبِّحُوْنَ	اَبْنَاۗءَكُمْ	وَ يَسْتَحْيُوْنَ	نِسَاۗءَكُمْ	وَ فِيْ	ذٰلِكُمْ	بَلَاۗءٌ
ذبح کرتے تھے	تمہارے بیٹے	اور زندہ چھوڑتے تھے	تمہاری عورتیں	اور میں	اس	آزمائش

تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں (لڑکیوں) کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝۶ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ ع ۱۲

مِّنْ	رَّبِّكُمْ	عَظِيْمٌ	وَ اِذْ + تَاَذَّنَ	رَبُّكُمْ	لَىِٕنْ	شَكَرْتُمْ
سے	تمہارا رب	بڑی	اور جب آگاہ کیا	تمہارا رب	البتہ اگر	تم شکر کروگے

طرف سے بڑی آزمائش تھی۔ اور جب تمہارے رب نے آگاہ کیا، البتہ اگر تم شکر کروگے

لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ⑦

لَأَزِيْدَنَّكُمْ	وَلَئِنْ	كَفَرْتُمْ	إِنَّ	عَذَابِيْ	لَشَدِيْدٌ
میں ضرور تمہیں اور زیادہ دونگا	اور البتہ اگر	تم نے ناشکری کی	بیشک	میرا عذاب	بڑا سخت

تو میں ضرور تمہیں اور زیادہ دونگا، البتہ اگر تم نے ناشکری کی تو بے شک میرا عذاب بڑا سخت ہے

⑤ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ التِّسْعِ
وَقُلْنَا لَهٗ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ بَنِيْ
اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الظُّلُمٰتِ الْكُفْرِ
اِلَى النُّوْرِ الْاِيْمَانِ وَذَكِّرْهُمْ
بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ بِنِعَمِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
التَّذْكِيْرِ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ عَلَى
الطَّاعَةِ شَكُوْرٍ ○ لِلنِّعَمِ۔

⑥ وَ اذْكُرْ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ
اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰكُمْ
مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ
الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمُ
الْمَوْلُوْدِيْنَ وَيَسْتَحْيُوْنَ يَسْتَبْقُوْنَ
نِسَآءَكُمْ لِقَوْلِ بَعْضِ الْكَهَنَةِ اِنَّ
مَوْلُوْدًا يُّوْلَدُ فِيْ بَنِيْ اِسْرَاءِيْلَ يَكُوْنُ
سَبَبَ ذِهَابِ مُلْكِ فِرْعَوْنَ وَفِيْ
ذٰلِكُمُ الْاِنْجَاءِ اَوِ الْعَذَابِ بَلَآءٌ
اِنْعَامٌ اَوِ ابْتِلَاءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ○

⑦ وَاِذْ تَاَذَّنَ اَعْلَمَ رَبُّكُمْ لَئِنْ
شَكَرْتُمْ نِعْمَتِيْ بِالتَّوْحِيْدِ وَ
الطَّاعَةِ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ
كَفَرْتُمْ جَحَدْتُمُ النِّعْمَةَ بِالْكُفْرِ
وَالْمَعْصِيَةِ لَاُعَذِّبَنَّكُمْ
دَلَّ عَلَيْهِ اِنَّ عَذَابِيْ
لَشَدِيْدٌ ○

⑤ بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو نو نشانیاں اپنی طرف سے دیکر بھیجا اور اس سے کہا کہ بنی اسرائیل کو کفر کی اندھیریوں سے نکال کر نور ایمان کی طرف لاؤ اور ان کو اللہ کی نعمتیں یاد دلا بیشک اس یاددلانے میں بڑی نشانیاں ہیں ہر ایک نعمتوں پر شکر کرنے والے اور اللہ کے حکم ماننے والے کے لئے

⑥ اور یاد کر وجب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو جو تم پر ہوئی جبکہ اس نے تم کو نجات دی فرعون اور اس کے لشکر سے جو تم کو چکھاتے تھے سخت عذاب اور ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو جو پیدا ہوتے تھے، اور تمہاری لڑکیوں کو باقی رکھتے تھے کیونکہ بعض نجومیوں نے کہا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ملک فرعون کے جانے کا سبب ہوگا
اور اس نجات دینے میں تمہارے رب کا بڑا انعام تم پر ہوا۔ اس عذاب اور تکلیف دینے میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تم پر ہوئی۔

⑦ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ الخ اور جبکہ بتلادیا تمہارے رب نے کہ بیشک اگر تم میری نعمت کا شکر کروگے اسطرح کہ میری بندگی کروگے اور مجھ کو واحد جانوگے تو میں تم پر زیادہ انعام کرونگا اور بلاشبہ اگر تم میری نعمت کی ناشکری کروگے اور کفر اور معصیت اختیار کروگے تو تم پر عذاب بھیجوں گا بیشک میرا عذاب نہایت سخت ہے۔

تشریح

۵ رسولوں کی بعثت کا سلسلہ کوئی نیا نہیں ہے | اللہ ہمیشہ رسول بھیجتا رہا ہے | اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے ہمیشہ ہی اپنے بندوں کی رہبری کے لئے رسول مقرر کرتے رہے ہیں۔ حضرت محمدؐ سے پہلے حضرت عیسیٰؑ اور ان سے پہلے حضرت موسیٰؑ کو بھی اپنی کھلی کھلی نشانیوں کے ساتھ مبعوث فرما چکے ہیں جن کو اللہ کی آیتوں پر مشتمل عظیم کتاب توراۃ عطا کی گئی تھی اور ان کی صداقت کے ثبوت کے طور پر بہت سے معجزے بھی دیئے گئے تھے جو آیاتِ تسعہ (نو نشانیاں) کے نام سے جانے جاتے تھے۔ ان کو بھی اللہ نے یہ حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو تاریخ کے واقعات یاد دلاؤ کیونکہ ان تاریخی واقعات میں ایسی نشانیاں اور دلیلیں موجود ہیں جن سے آدمی جان سکتا ہے کہ ایک اللہ ہی الٰہ برحق ہے اور اس کا بنایا ہوا یہ نظام کائنات حق اور باطل کے امتیاز پر قائم ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ حق اور باطل میں کوئی نمایاں فرق نہ ہو۔ ایک آدمی حق کے اوپر اپنی زندگی کی عمارت تعمیر کرتا ہے تو اس کے بہترین نتائج اس کے سامنے آنے چاہئیں اور ایک آدمی باطل عقیدوں اور غلط عمل پر زندگی کی عمارت کھڑی کرتا ہے تو اس کے برے نتیجے بھی اس کے سامنے آنے چاہئیں۔ حق اور باطل کے پورے پورے نتیجے کے لئے ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جہاں مکافات کے عالمگیر قانون کا پورا پورا اظہار ہو سکے انسانی تاریخ کے واقعات اسی عبرت اور نصیحت کے پہلو کو روشن کرتے ہیں اسلئے اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنیوں میں لاؤ اور اس کے لئے ان کو تاریخ الٰہی کے سبق آموز واقعات بھی سناؤ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ان واقعات میں ایک صابر و شاکر انسان کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ جو لوگ اللہ کی نعمتوں کو محسوس کر کے اس کا شکر ادا کرنے والے ہوں اور آزمائش کی راہ سے صبر اور پامردی کے ساتھ گذرنے والے ہوں۔ صبر اور شکر پرندے کے دو بازوؤں کی طرح ہیں جس طرح پرندے کے دو بازو اس کو بلندی پر لے جاتے ہیں اسی طرح انسان میں صبر اور شکر کی صفات اس کو اخلاقی بلندیوں پر پہنچاتی ہیں اور اخلاقی بلندی ہی وہ پسندیدہ صفت ہے جو انسان کے لئے دائمی راحت کے دروازے کھولتی ہے اللہ اپنے بندوں پر بڑے مہربان ہیں اور چاہتے ہیں کہ میرے بندے بلند سے بلند مقام تک پہنچیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی فلاح و کامرانی اسی راہ سے انسان کی منتظر ہے۔

۶ قوم موسیٰ سخت آزمائش سے گذری | حضرت موسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل جب مصر میں آباد تھی تو فرعون والوں نے ان پر بڑے ستم ڈھائے اس میں ایک بڑا ظلم یہ تھا کہ بنی اسرائیل میں جو بھی لڑکا پیدا ہوتا تھا اس کو قتل کر دیتے تھے اور اگر لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اس کو زندہ رکھتے تھے اس طرح ان کی پوری نسل کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے انکی نجات کے لئے حضرت موسیٰؑ کو اپنا نبی مقرر کیا فرعون مع اپنے لاؤ لشکر کے دریا میں غرق ہو گیا اور قوم بنی اسرائیل کو اس ستم سے نجات ملی۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ذرا اپنی قوم کو ہماری یہ نعمت بھی یاد دلاؤ کہ اگر اللہ تعم تمہیں فرعونیوں کے چنگل سے نہ چھڑاتے تو تمہاری مدد کرنیوالا کوئی نہ تھا۔ فرعونیوں سے نجات دینا یہ بڑی نعمت تھی اور بنی اسرائیل پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی اس نعمت کے شکر گذار بن کر اسکی فرماں برداری میں لگے رہیں۔

۷ شکر سے نعمتیں بڑھتی ہیں اور ناشکری سزا کا سبب بنتی ہے | اللہ تعم کا قانون یہ ہے کہ اگر انسان اپنے رب کا شکر گزار بن کر رہے تو وہ اور زیادہ اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ اور اگر کفرانِ نعمت کرے، ناشکراپن دکھائے اللہ تعم کے احسانات کو محسوس نہ کرے تو پھر اللہ کا عذاب بھی بڑا سخت ہوتا ہے۔

اللہ تعم نے اہل مکہ پر یہ احسان کیا کہ اس نے انکی رہبری کے لئے انہی میں سے ایک رسول حضرت محمدؐ کو مقرر کیا۔ اگر وہ اس نعمت کی قدر نہیں کریں گے تو وہ بھی بنی اسرائیل کے انجام کو سامنے رکھیں کہ ناشکری کا عذاب کتنا سخت ہوتا ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا

وَقَالَ	مُوْسٰٓى	اِنْ	تَكْفُرُوْٓا	اَنْتُمْ	وَمَنْ	فِى	الْاَرْضِ	جَمِيْعًا
اور کہا	موسیٰ	اگر	ناشکری کروگے	تم	اور جو	میں	زمین	سب

اور موسیٰ ؑ نے کہا اگر ناشکری کروگے تم اور جو زمین میں ہیں سب کے سب

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ حَمِيْدٌ ﴿۸﴾ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ

فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَغَنِىٌّ	حَمِيْدٌ	اَلَمْ + يَاْتِكُمْ	نَبَؤُا	الَّذِيْنَ	مِنْ +
تو بیشک	اللہ	بے نیاز	سب خوبیوں والا	کیا تمہیں نہیں آئی	خبر	وہ لوگ جو	تم سے

تو بیشک اللہ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے۔ کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جو تم سے

قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا

قَبْلِكُمْ	قَوْمِ + نُوْحٍ	وَّعَادٍ	وَّثَمُوْدَ	وَالَّذِيْنَ	مِنْ ، بَعْدِهِمْ	لَا
پہلے	نوح کی قوم	اور عاد	اور ثمود	اور وہ جو	ان کے بعد	نہیں

پہلے تھے (مثلاً) قوم نوح ، عاد اور ثمود اور وہ جو اُن کے بعد ہوئے ، انکی خبر

يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ

يَعْلَمُهُمْ	اِلَّا اللّٰهُ	جَاۗءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	فَرَدُّوْٓا	اَيْدِيَهُمْ
ان کی خبر	سوائے اللہ	انکے پاس آئے	ان کے رسول	نشانیوں کیساتھ	تو انہوں نے لوٹائے	اپنے ہاتھ

(کسی کو) نہیں اللہ کے سوا ، ان کے پاس ان کے رسول نشانیوں کے ساتھ آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ

فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ

فِيْٓ	اَفْوَاهِهِمْ	وَقَالُوْٓا	اِنَّا + كَفَرْنَا	بِمَآ	اُرْسِلْتُمْ	بِهٖ	وَاِنَّا	لَفِيْ
میں	ان کے منہ	اور وہ بولے	بیشک ہم نہیں مانتے	وہ جو	تمہیں بھیجا گیا	اسکے ساتھ	اور بیشک ہم	البتہ میں

انکے منہ میں لوٹائے (خاموش کردیا) اور بولے تمہیں جس رسالت کے ساتھ بھیجا گیا ہے ہم نہیں مانتے ، اور البتہ ہم ہیں

الثلثين

شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۹﴾

شَكٍّ	مِّمَّا	تَدْعُوْنَنَآ	اِلَيْهِ	مُرِيْبٍ
شک	اس سے جو	تم ہمیں بلاتے ہو	اسکی طرف	تردد میں ڈالتے ہوئے

جس کی طرف بلاتے ہو ہم شک میں ہیں تردد ڈالتے ہوئے

(۸) وَقَالَ مُوْسٰٓی لِقَوْمِہٖٓ اِنْ تَکْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فَاِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ مِنْ خَلْقِہٖ حَمِیْدٌ ○ مَحْمُوْدٌ فِیْ صُنْعِہٖ بِہِمْ

(۹) اَلَمْ یَاْتِکُمْ اِسْتِفْہَامُ تَقْرِیْرٍ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ قَوْمِ ھُوْدٍ وَّثَمُوْدَ ۵ۙ قَوْمِ صَالِحٍ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ لَا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا اللّٰہُ لِکَثْرَتِہِمْ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ بِالْحُجَجِ الْوَاضِحَۃِ عَلٰی صِدْقِہِمْ فَرَدُّوْٓا اَیِ الْاُمَمُ اَیْدِیَھُمْ فِیْٓ اَفْوَاھِھِمْ اَیْ اِلَیْہَا لِیَعَضُّوْا عَلَیْہَا مِنْ شِدَّۃِ الْغَیْظِ وَقَالُوْٓا اِنَّا کَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ عَلٰی زَعْمِکُمْ وَاِنَّا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ ○ مُوْقِعٍ لِلرَّیْبِ ۔

(۸) اور موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم اور تمام زمین کے رہنے والے کفر کرو تو اللہ غنی ہے اس کی اپنی مخلوق کی کچھ پرواہ نہیں وہ لائق حمد ہے ہر کام میں جو ان کے ساتھ کرتا ہے۔

(۹) کیا تم لوگوں کو ان کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے یعنی قوم عادؑ اور نوحؑ اور قوم صالحؑ کی اور ان لوگوں کی جو ان کے بعد ہوئے کہ ان کی تعداد کو بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا بوجہ ان کی کثرت کے۔ ان کے پیغمبر ان کے پاس اپنے صدق کی ظاہر دلیلیں لائے۔ ان امتوں نے شدت غصہ میں اپنے ہاتھ اپنے منہ میں پہنچائے اور غیظ کے سبب اپنی انگلیاں کاٹیں اور کہا کہ بیشک ہم نہیں مانتے ان احکام کو جو موافق تمہارے زعم کے تم کو دیکر بھیجا گیا یعنی جن امور کی نسبت تم کہتے ہو کہ اللہ نے ہم کو یہ احکام دیکر بھیجا ہے ہم ان کو نہیں مانتے۔ اور بے شبہ ہم سخت تردد اور شک میں ہیں اس سے جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو۔

تشریح

(۸) انسان کی شکر گذاری یا ناشکری سے اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں ہوتا | یہ جو بار بار خبردار کیا جا رہا ہے کہ انسان اپنے رب کا شکر گذار بن کر رہے اور شکر گزاری یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی فرماں برداری کرے کفرانِ نعمت یا ناشکری سے بچے جس کا نتیجہ پروردگار کی نافرمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات پر انسان کی شکر گزاری یا ناشکری سے کوئی اثر نہیں پڑتا وہ بے نیاز ہے خود اپنی ذات میں قابل تعریف ہے چاہے کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے اگر زمین کے سارے رہنے والے ناشکرے اور نافرمان بن جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا یہ سب ہدایتیں انسان کے اپنے فائدے کے لئے اور اس کو نقصان سے بچانے کے لئے ہیں۔

حدیث شریف میں ایک مضمون آتا ہے کہ ایک سائل آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے سوال کیا آپؐ نے اسے ایک کھجور عنایت فرمادی۔ وہ سائل کھجور پھینک کر چلا گیا۔

اس کے بعد ایک دوسرا سائل آیا آپؐ نے اس کو بھی ایک کھجور عطا فرمادی اس نے بڑے احترام کے ساتھ قبول کرتے ہوئے عرض کیا: سبحان اللہ! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبرک اور تحفہ ہے۔

اس کی شکر گذاری سے خوش ہو کر آپ نے کنیز کو حکم دیا کہ امّ سلمیٰ کے پاس جو چالیس درہم رکھے ہیں وہ اس سائل کو دے دیئے جائیں۔

پہلا سائل ناشکری کر کے محروم رہا۔ دوسرے سائل کو شکر گذاری کے صلے میں اور بھی کچھ ملا۔

اگر دنیا کے سارے انسان اللہ کے ناشکرے اور نافرمان ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں وہ اپنی ذات میں قابل تعریف ہیں کسی کی تعریف اور ستائش کے محتاج نہیں ہیں۔

حضرت موسیٰ ؑ یہ سچے کی بات اپنی قوم کو سمجھاتے رہے۔ صحیح مسلم میں حدیث قدسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

> "اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے، پچھلے، جن وانس اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار بن جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اور اگر سب مل کر ناشکرے اور نافرمان ہو جائیں تو میری بادشاہت میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوتی۔"

(۹) | اللہ بے نیاز ہیں مگر ان کی رحمت کا تقاضا ہے کہ ہر دور میں رہبری کا انتظام کیا جاتا رہے | بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں کسی کی نافرمانی اور فرمانبرداری سے ان کی حاکمیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر شفیق و مہربان ہیں اور چاہتے ہیں کہ میرے بندے اچھے سے اچھے بن کر بلند مراتب حاصل کریں۔ اس لئے حضرت محمد ؐ سے پہلے بھی بہت ساری قومیں گذری ہیں جن میں اللہ کے پیغمبر آئے اور انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی ہدایت سے باخبر کیا۔ بہت سی قومیں وہ ہیں جو جانی پہچانی ہیں ان کے حالات تاریخ میں محفوظ ہیں اور بہت سی ایسی قومیں بھی ہیں جو حالات کی گرد میں گم ہو گئیں جن کی صحیح گنتی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ لیکن ہر پیغمبر کے آنے پر یہ بات مشترک رہی ہے کہ جب بگڑی ہوئی قوم میں وہ پیغمبر اللہ کے دین کی دعوت لے کر آئے اور ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں تھیں جو اُن کی صداقت کا ثبوت تھیں اور انہوں نے اللہ کے دین کی صاف صاف باتیں بتائیں تو ان کی باتیں سُنکر اس بگڑی ہوئی قوم نے حیرانی اور پریشانی سے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے، دانتوں میں انگلیاں دبالیں اور ان کے سمجھ میں نہ آیا کہ ان کھری کھری دل موہ لینے والی باتوں کا کیا جواب دیں۔ پس یہ کہہ کر رہ گئے کہ ہم تمہاری باتوں سے بڑی پریشانی میں پڑ گئے ہیں۔

ان قوموں میں قوم موسےٰ و عیسیٰ کے علاوہ قوم نوح، عاد اور ثمود وہ قومیں ہیں جو مکے کے لوگوں کے لئے اجنبی نہیں تھیں اور ان کے حالات و واقعات زبان زد تھے۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اللہ کی دعوت کو ٹھکرانے کے بعد ان ترقی یافتہ قوموں کا انجام کیا ہوا؟ آج صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان مٹ چکا ہے اور عبرت و نصیحت کے لئے کچھ نشانات باقی رہ گئے ہیں جو اُن کی عظمتِ رفتہ اور بربادی کی داستانیں بیان کرنے کے لئے موجود ہیں۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

قَالَتْ	رُسُلُهُمْ	اَفِی اللّٰهِ	شَكٌّ	فَاطِرِ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ
کہا	ان کے رسول	کیا اللہ میں	شبہ	بنانے والا	آسمانوں	اور زمین

ان کے رسولوں نے کہا کیا تمہیں زمین اور آسمانوں کے بنانے والے اللہ کے بارے میں شبہ ہے ؟

يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى

يَدْعُوْكُمْ	لِيَغْفِرَ + لَكُمْ	مِّنْ	ذُنُوْبِكُمْ	وَيُؤَخِّرَكُمْ	اِلٰٓى
وہ تمہیں بلاتا ہے	تاکہ بخش دے تمہیں	سے (کچھ)	تمہارے گناہ	اور مہلت دے تمہیں	تک

وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے ۔ اور ایک مدت مقررہ تک

اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ

اَجَلٍ	مُّسَمًّى	قَالُوْٓا	اِنْ	اَنْتُمْ	اِلَّا	بَشَرٌ	مِّثْلُنَا	تُرِيْدُوْنَ
ایک مدت	مقررہ	وہ بولے	نہیں	تم	صرف	آدمی	ہم جیسے	تم چاہتے ہو

تمہیں مہلت دے ۔ وہ بولے تم صرف ہم جیسے آدمی ہو ، تم چاہتے ہو

اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ

اَنْ	تَصُدُّوْنَا	عَمَّا	كَانَ + يَعْبُدُ	اٰبَاۗؤُنَا	فَاْتُوْنَا	بِسُلْطٰنٍ
کہ	ہمیں روک دو	اس سے جو	پوجتے تھے	ہمارے باپ دادا	پس لاؤ ہمارے پاس	دلیل، معجزہ

کہ ہمیں اُن سے روک دو جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے پس ہمارے پاس روشن دلیل

مُّبِيْنٍ ⑩ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ

مُّبِيْنٍ	قَالَتْ	لَهُمْ	رُسُلُهُمْ	اِنْ	نَّحْنُ	اِلَّا	بَشَرٌ
روشن	کہا	ان سے	ان کے رسول	نہیں	ہم	صرف	آدمی

(معجزہ) لاؤ ۔ ان کے رسولوں نے ان سے کہا (بیشک) ہم صرف تم جیسے آدمی

مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ

مِّثْلُكُمْ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	يَمُنُّ	عَلٰي + مَنْ يَّشَاۗءُ	مِنْ	عِبَادِهٖ
تم جیسے	اور لیکن	اللہ	احسان کرتا ہے	جس پر چاہے	سے	اپنے بندے

ہیں ۔ لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان کرتا ہے ۔

وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

وَمَا كَانَ	لَنَآ	اَنْ	نَّاْتِيَكُمْ	بِسُلْطٰنٍ	اِلَّا	بِاِذْنِ اللّٰهِ
اور نہیں ہے	ہمارے لئے	کہ	تمہارے پاس لائیں	کوئی دلیل	مگر (بغیر)	اللہ کے حکم سے

اور ہمارے لئے (ہمارا کام) نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر تمہارے پاس کوئی دلیل (معجزہ) لائیں

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱۱)

وَ عَلَى + اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُؤْمِنُوْنَ
اور اللہ پر	پس بھروسہ کرنا چاہیئے	مومن (جمع)

اور مومنوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔

(۱۰) قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ
اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ اَيْ لَا شَكَّ فِيْ تَوْحِيْدِهٖ
لِلدَّلَائِلِ الظَّاهِرَةِ عَلَيْهِ فَاطِرِ خَالِقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَدْعُوْكُمْ اِلٰى
طَاعَتِهٖ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ
مِنْ زَائِدَةٌ فَاِنَّ الْاِسْلَامَ يُغْفَرُ بِهٖ مَا
قَبْلَهٗ اَوْ تَبْعِيْضِيَّةٌ لِاِخْرَاجِ حُقُوْقِ
الْعِبَادِ وَيُؤَخِّرَكُمْ بِلَا عَذَابٍ اِلٰى
اَجَلٍ مُّسَمًّى اَجَلِ الْمَوْتِ قَالُوْٓا اِنْ مَا
اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ
تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا مِنَ
الْاَصْنَامِ فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○
حُجَّةٍ ظَاهِرَةٍ عَلٰى صِدْقِكُمْ

(۱۱) قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ مَا نَحْنُ
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ كَمَا قُلْتُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ بِالنُّبُوَّةِ
وَمَا كَانَ مَا يَنْبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ
بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ بِاَمْرِهٖ لِاَنَّا عَبِيْدٌ
مَرْبُوْبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○
يَثِقُوْا بِهٖ

(۱۰) ان کے پیغمبروں نے ان کو جواب دیا کیا اللہ کے ایک ہونے میں کچھ شک ہے یعنی اس کی توحید میں کچھ تردد اور شک نہیں کہ دلیلیں روشن اس پر قائم ہیں وہ اللہ جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا بلاتا ہے تمکو اپنی بندگی کی طرف تاکہ تمہارے گناہوں کو بخشے (من ذُنُوبِكُم میں مِن زائد ہے کیونکہ اسلام لانے سے سب پچھلے گناہ بخشے جاتے ہیں یا مِن تبعیضیہ ہے اس صورت میں بندوں کے حق اس سے خارج ہونگے کہ وہ بخشے نہیں جاتے اور بدون ادا کرنے کے معاف کرنے صاحب حق کے معاف نہیں ہوتے اور تاکہ موت کے وقت تک تم کو مہلت اور تاخیر دیوے بدون عذاب کے وہ بولے کہ نہیں ہو تم مگر آدمی ہم جیسے، تم یہ چاہتے ہو کہ ہمکو بتوں کی عبادت سے روکو جن کو ہمارے باپ دادے پوجتے چلے آئے ہیں تو تم اگر سچے ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو کوئی دلیل ظاہر اس پر لاؤ

(۱۱) ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا بیشک ہم تم جیسے ہی آدمی ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو ولیکن اللہ جسپر چاہے اپنے بندوں میں سے احسان فرماتا ہے اور پیغمبر بناتا ہے اور ہم کو یہ لائق نہیں کہ ہم بدون حکم الٰہی کوئی دلیل اور حجت تمہارے پاس لاسکیں کیونکہ ہم بندے مملوک ہیں سو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں اہل ایمان۔

تشریح

(۱۰) انبیاء کرام کی طرف سے توحید و رسالت کی دعوت | اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی رسول بھیجے انہوں نے سب سے پہلے توحید الٰہی کی دعوت دی۔ اور فطری دلیلوں سے سمجھایا کہ زمین اور آسمان اور کائنات میں جتنی بھی چیزیں ہیں یہ بغیر کسی کے بنائے نہیں بنیں ان کو پیدا کرنے والی ذات ایک اور صرف ایک ہے جس کا نام اللہ ہے۔ جس طرح وہ اپنی ذات کے اعتبار سے یکتا ہے اسی طرح اپنی صفات میں بھی بے مثال ہے۔

کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اس لئے کسی چیز کو پیدا کرنے کے لئے اس کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اس کے ساجھی سمجھنا یا اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کسی واسطے کو ضروری سمجھنا بالکل غلط ہے اس کا ہر مخلوق کے ساتھ اور ہر مخلوق کا اس کے ساتھ براہِ راست تعلق ہے وہ سب کی بغیر کسی واسطے کے سنتا ہے ہر چیز کو جانتا ہے سب کی حاجت روائی کرتا ہے۔

پیغمبروں نے بتایا کہ ہم تمہارے سامنے اسی رب کی دعوت کو پیش کر رہے ہیں۔ اس نے ایک مدت مقرر کردی ہے جو امتحان و آزمائش کی مہلت ہے وہ تمہارے قصور معاف کرنا اور تمہارے رتبے بلند کرنا چاہتا ہے بشرطیکہ تم خود بھی اس کا ارادہ کرو۔ توحید کی دعوت کے جواب میں ان قوموں کا جواب یہ تھا کہ چلو یہ تو ٹھیک ہے مگر تم جو پیغمبری کا دعویٰ لے کر اٹھے ہو ہمارے سمجھ میں نہیں آتا کہ تم میں ہم سے الگ کونسی بات ہے تم بھی ایسے ہی انسان ہو جیسے ہم ہیں اور اگر واقعی تمہارا دعویٰ سچا ہے تو پھر ہمیں کوئی ایسی بات دکھاؤ جس سے ہمیں یقین آجائے ورنہ ہم یہ سمجھیں گے کہ جن ہستیوں کی بندگی ہمارے باپ دادا کے زمانے سے چلی آرہی ہے تم ہمیں ان کی بندگی سے روکنا چاہتے ہو۔

(۱۱) اسلام میں رسول کا تصور | اسلام میں رسول کا صحیح تصور یہ ہے کہ وہ ہوتا تو بشر ہی ہے نہ وہ فرشتہ ہوتا ہے اور نہ کوئی اور مخلوق لیکن بشر ہونے کے باوجود وہ بشر کامل ہوتا ہے آخر خود انسانوں میں ہی اللہ تعالیٰ نے جسمانی دماغی اور مختلف صلاحیتوں کے اعتبار سے انسانوں میں فرق رکھا ہے اور اس طرح بعض انسان دوسرے انسانوں پر فضیلت رکھتے ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو منتخب کر کے اس کی فطری قابلیت اعلیٰ صلاحیت کو پروان چڑھا کر روحانی کمال اور باطنی قرب کے اس مقام تک پہنچا دے جسکو مقام نبوت کہتے ہیں اور اسے علم حق اور کامل بصیرت عطا فرمادیں تو آخر اسمیں کونسی حیرت کی بات ہے اس لئے رسولوں نے کہا اور بڑا معقول اور مناسب جواب دیا کہ بیشک ہم بشر ہیں تمہاری ہی طرح لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اسکو نواز دیتا ہے اور یہ کوئی اپنے اختیار کی بات نہیں ہوتی کہ ہم نے نبی بننا چاہا تو ہمیں نبی بنادیا بلکہ یہ صرف پروردگار کے اختیار میں ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ ہمارا دعویٰ نبی ہونے کا سچا ہے یا نہیں تو جو اس کی روشن نشانیاں ہیں وہ ہماری صداقت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں مگر یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے کہ تمہاری ہر فرمائش کو ہم پورا کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق جو سند اور نشانی چاہیں گے وہ ہم اسکے حکم سے پیش کردیں گے اور جو ایمان لانے والے ہیں ان کا بھروسہ تو اللہ کی مہربانی پر ہی ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی عنایت سے طالب ہدایت کو ہدایت بخش دیتا ہے۔

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ

وَمَا لَنَآ	اَلَّا + نَتَوَكَّلَ	عَلَى اللّٰهِ	وَقَدْ هَدٰىنَا	سُبُلَنَا	وَلَنَصْبِرَنَّ
اور کیا ہمارے لئے	کہ ہم نہ بھروسہ کریں	اللہ پر	اور اس نے ہمیں دکھا دیں	ہماری راہیں	اور ہم ضرور صبر کرینگے

اور ہمیں کیا ہوا؟ کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں، اور اس نے ہمیں ہماری راہیں دکھا دیں، اور تم جو ہمیں ایذا

ع ۲ ۱۴ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ (۱۲) ع

عَلٰى	مَآ	اٰذَيْتُمُوْنَا	وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُتَوَكِّلُوْنَ	
پر	جو	تم ہمیں ایذا دیتے ہو	اور اللہ پر	پس بھروسہ کرنا چاہئے	بھروسہ کرنے والے	

دیتے ہو ہم اس پر ضرور صبر کریں گے۔ اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ

وَقَالَ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	لِرُسُلِهِمْ	لَنُخْرِجَنَّكُمْ	مِّنْ	اَرْضِنَآ	اَوْ
اور کہا	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	اپنے رسولوں کو	ضرور ہم تمہیں نکال دینگے	سے	اپنی زمین	یا

اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تمہیں ضرور نکال دیں گے اپنی زمین (ملک) سے یا

لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (۱۳) لا

لَتَعُوْدُنَّ	فِيْ + مِلَّتِنَا	فَاَوْحٰٓى	اِلَيْهِمْ	رَبُّهُمْ	لَنُهْلِكَنَّ	الظّٰلِمِيْنَ
تم لوٹ آؤ	ہمارے دین میں	تو وحی بھیجی	انکی طرف	انکا رب	ضرور ہم ہلاک کرینگے	ظالم (جمع)

تم ہمارے دین میں لوٹ آؤ، تو ان کے رب نے انکی طرف وحی بھیجی کہ ہم ظالموں کو ضرور ہلاک کردیں گے

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ (۱۴)

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ	الْاَرْضَ	مِنْ بَعْدِهِمْ	ذٰلِكَ	لِمَنْ	خَافَ	مَقَامِيْ	وَخَافَ	وَعِيْدِ
اور البتہ ہم تمہیں آباد کرینگے	زمین	انکے بعد	یہ	اسکے لئے جو	ڈرا	میرے روبرو کھڑا ہونا	اور ڈرا	وعید (اعلان عذاب)

اور البتہ ہم تمہیں انکے بعد زمین میں آباد کردیں گے۔ یہ اس کے لئے ہے جو ڈرا میرے روبرو کھڑا ہونے سے اور ڈرا میرے اعلان عذاب سے

(۱۲) وَمَا لَنَآ اَنْ لَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ اَیْ لَا مَانِعَ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا عَلٰى اَذَاكُمْ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

(۱۳) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ

(۱۲) اور ہم کو کیا چیز منع کرتی ہے اس سے کہ اللہ پر بھروسہ کریں اور حال یہ ہے کہ بلا شبہ اس نے ہم کو ہمارے طریقے دکھلائے اور راہ نمائی فرمائی یعنی کوئی چیز ہم کو اللہ پر بھروسہ کرنے سے مانع نہیں بلکہ اسکی مقتضی ہے اور البتہ ہم صبر کریں گے اس تکلیف پر جو تم

(۱۳) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ الخ۔

مِنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ لَتَصِيْرُنَّ فِيْ
مِلَّتِنَا دِيْنِنَا فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ
الظّٰلِمِيْنَ ○ الْكَافِرِيْنَ
۱۴ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ اَرْضَهُمْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ
بَعْدَ هَلَاكِهِمْ ذٰلِكَ النَّصْرُ وَاِيْرَاثُ الْاَرْضِ
لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ اَيْ مَقَامَهُ بَيْنَ يَدَيَّ
وَخَافَ وَعِيْدِ ○ بِالْعَذَابِ

اور کافروں نے اپنے پیغمبروں سے کہا کہ بیشک ہم تم کو اپنی زمین سے نکالیں گے یا تم لوٹو اور رجوع کرو ہمارے مذہب میں سو وحی کی پیغمبروں پر ان کے رب نے کہ بیشک ہم ہلاک کر دینگے

۱۴ اور البتہ بعد انکے ہلاک کرنے کے ان کی زمین میں تم کو رکھینگے۔ یہ مدد کرنا اور زمین کا وارث بنانا اس کیلئے ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے خوف کرے۔

تشریح

۱۲ انبیاء کرام کا اللہ پر بھروسا اور ثابت قدمی | انبیاء کرام کی صداقت کی یہ بھی ایک کھلی دلیل ہے کہ ان کا بھروسا اللہ پر رہتا ہے کیونکہ اللہ ہی انکی رہنمائی کرنے والا ہے انکو جھٹلانے والے خواہ کتنی بھی تکلیفیں پہنچائیں انکے صبر اور پائے ثبات میں ذراسی لغزش نہیں آتی۔ جو صحیح معنی میں بھروسہ کرنے والے ہیں ان کا بھروسا اللہ ہی پر ہونا چاہئے کیونکہ وہی ایک ذات بھروسے کے لائق ہے اس لئے تمام پیغمبروں نے صاف طور پر جواب دے دیا کہ ہمارا بھروسا اللہ پر ہے وہی ہمارا رہنما ہے تم خواہ کتنی ہی مخالفتیں کرو ہم اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوئے تمام تکلیفوں پر صبر کرتے رہینگے۔

۱۳ نبوت کے دعوے کے بعد کش مکش کا آغاز | اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کو نبوت اور رسالت کے لئے منتخب کرتا رہا ہے اگرچہ نبوت کے دعویٰ سے پہلے بھی ان کی زندگی پاکیزہ صاف ستھری اور ہر لحاظ سے معیاری ہوتی تھی لیکن چونکہ انکی طرف سے نہ کوئی دعویٰ ہوتا تھا اور نہ اصلاح کی کوئی کوشش۔ ایک خاموش انسان کی طرح اپنی قوم میں رہتے سہتے تھے اور قوم انکو اپنے میں سے ہی ایک سمجھتی تھی ان کی عزت کرتی تھی انکو پسند کرتی تھی۔ اصل کش مکش نبوت کے دعوے کے بعد شروع ہوتی تھی اور منصب نبوت پر سرفراز ہونے کے بعد ایک دوسرا ہی انسان نظر آتا تھا وہی خاموش خاموش سا نظر آنے والا انسان مقام نبوت پر آنے کے بعد ہر طرح کے حالات سے نمٹنے کے لئے تیار۔ ہر طرح کے مصائب سہہ کر اپنے دعوے سے دستبردار نہ ہونے والا ثابت قدم، صابر و صاحب استقامت، ایک ہی انسان کے یہ دو رُخ ایک ہی کی زندگی میں صاف طور پر دیکھے جا سکتے ہیں اس لئے نبیوں کی اس نئی حیثیت کے سامنے آنے کے بعد ان کی صداقت کا انکار کرنیوالوں نے یہ بھی دھمکیاں دی ہیں کہ یا تو پہلے کی طرح ہم میں شامل رہو اور اپنی تبلیغ و دعوت اٹھا کر ایک طرف رکھو ورنہ ہم تمہیں اپنی بستی سے باہر نکال دینگے لیکن اللہ کے نبی ان کی اس دھمکی سے مرعوب نہیں ہوئے اسلئے کہ ان کا بھروسا اللہ پر تھا اور اللہ تعالیٰ نے انکو بتایا کہ ہم ایسے ظالموں کو جو تمہارے ساتھ زیادتیاں کر رہے ہیں زندہ رہنے نہیں دیں گے۔

۱۴ اللہ کی زمین اللہ والوں کی ہے | اللہ کے وہ بندے جو اس کے فرماں بردار ہیں اس سے ڈرنے والے ہیں اور اس کے بنائے ہوئے نظام کو اس کی زمین پر قائم کرنے والے ہیں وہی اللہ کی زمین کے حقیقی وارث ہیں اگرچہ کچھ عرصے کے لئے ظالم بھی اپنا زور دکھاتے ہیں لیکن آخر وہ وقت آکر رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کا زور توڑ دیتے ہیں اور اللہ کے نیک بندے غالب آجاتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو اللہ کی یہ زمین ظالموں کے ظلم سے بھر جائے اسلئے جب پیغمبروں کی دعوت کے جواب میں اللہ کے دین کا انکار کرنے والوں نے دھمکیاں دیں کہ یا تو پہلے طریقے پر واپس آجاؤ ورنہ ہم تمہیں اس سرزمین سے نکال باہر کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ یہ ظالم تمہیں کیا باہر نکالیں گے ہم ان ظالموں کو ہی ختم کر دیں گے اور ان کے بعد زمین پر وہ لوگ آباد ہونگے جو اللہ کے مخلص وفادار ہوں گے اللہ کے سامنے جوابدہی کا خوف رکھنے والو اور اس کی وعید سے ڈرنے والوں کے لئے اللہ کا یہ خاص انعام و کرم ہے کہ اس طرح وہ اپنے وفادار بندوں کو ظالموں کے چنگل سے نجات دیتا ہے۔ چنانچہ مکے میں بھی یہ سب پیش آیا کہ اس پیشین گوئی پر پندرہ برس بھی نہ گذرے تھے کہ سرزمین عرب پر اللہ کے نیک بندوں کا غلبہ ہوگیا اور ایک بھی مشرک باقی نہ رہا۔

وَ اسۡتَفۡتَحُوۡا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ ⑮ مِّنۡ وَّرَآئِهٖ

مِنۡ . وَّرَآئِهٖ	عَنِيۡدٍ	جَبَّارٍ	كُلُّ	وَخَابَ	وَ اسۡتَفۡتَحُوۡا
اس کے پیچھے	ضدی	سرکش	ہر	اور نامراد ہوا	اور انہوں نے فتح مانگی

اور انہوں نے (انبیاء نے) فتح مانگی اور نامراد ہوا ہر سرکش ضدی۔ اس کے پیچھے

جَهَنَّمُ وَ يُسۡقٰى مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍ ⑯

صَدِيۡدٍ	مَّآءٍ	مِنۡ	وَ يُسۡقٰى	جَهَنَّمُ
پیپ والا	پانی	سے	اور اسے پلایا جائیگا	جہنم

جہنم ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔

⑮ وَ اسۡتَفۡتَحُوۡا اِسۡتَنۡصَرُوا الرُّسُلُ بِاللّٰهِ عَلٰى قَوۡمِهِمۡ وَخَابَ خَسِرَ كُلُّ جَبَّارٍ مُتَكَبِّرٍ عَنۡ طَاعَةِ اللّٰهِ عَنِيۡدٍ ○ مُعَانِدٍ لِلۡحَقِّ

⑮ اور پیغمبروں نے اللہ سے مدد چاہی اپنی قوم پر اور ٹوٹے میں پڑا ہر ایک تکبر کرنے والا اللہ کی بندگی سے خلاف کرنے والا حق سے۔

⑯ مِنۡ وَّرَآئِهٖ اَىۡ اَمَامَهٗ جَهَنَّمُ يَدۡخُلُهَا وَيُسۡقٰى فِيۡهَا مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍ ○ هُوَ مَاءٌ يَسِيۡلُ مِنۡ جَوۡفِ اَهۡلِ النَّارِ مُخۡتَلِطًا بِالۡقَيۡحِ وَالدَّمِ

⑯ اس کے آگے دوزخ ہے کہ وہ اس میں داخل ہوگا اور پلایا جائیگا وہ پانی جو اہل دوزخ کے پیٹ سے نکلے گا پیپ اور خون ملا ہوا۔

تشریح

⑮ ہر ظالم کا انجام یہی ہے | وہ فیصلہ چاہتے تھے آخر اللہ کا فیصلہ آگیا اور اللہ کا فیصلہ یہی تھا کہ ہر جابر و ظالم دشمنِ حق کو منہ کی کھانی پڑی۔

○ حضرت نوح ؑ نے درخواست کی تھی کہ فَافۡتَحۡ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَهُمۡ فَتۡحًا وَّنَجِّنِىۡ یعنی میرے اور میری قوم کے درمیان میرے رب فیصلہ فرما دیجئے اور مجھے ان سے نجات دیجئے۔ اور قومِ نوح نے کہا تھا فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَا آپ جس چیز کا وعدہ کر رہے ہیں اسے لے آئیے۔ چنانچہ ساری قوم سوائے چند وفاداروں کے طوفانِ نوح میں غرق ہوگئی۔

○ حضرت لوط ؑ نے درخواست کی رَبِّ نَجِّنِىۡ وَاَهۡلِىۡ مِمَّا يَعۡمَلُوۡنَ۔ اور اے رب مجھے اور میرے لوگوں کو جو یہ لوگ کر رہے ہیں اس سے چھٹکارا دلائیے چنانچہ قوم لوط پر آسمان سے پتھر برسے اور سارے منکرین حق ہلاک ہوگئے۔

○ حضرت شعیب ؑ نے عرض کیا تھا رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ۔ اے میرے رب میرے اور میری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما دیجئے۔ اور قوم شعیب نے کہا تھا فَاَسۡقِطۡ عَلَيۡنَا كِسَفًا۔ قوم شعیب بھی عذاب میں مبتلا ہوئی۔

○ حضرت موسیٰ ؑ نے دعا کی رَبَّنَا اِنَّكَ اٰتَيۡتَ فِرۡعَوۡنَ وَمَلَاَهٗ۔ قوم فرعون کا انجام بھی سب کے سامنے ہے غرض یہ کہ ہر سرکش ضدی نامراد ہوکر رہ گیا اور ایک ہی پکڑ میں ساری اکڑفوں کافور ہوگئی۔

⑯ ظالموں کا آخرت میں انجام | دنیا میں جو ظالموں کا انجام ہوا وہ سب کے سامنے ہے اور آخرت میں ایسے لوگوں کا کیا ہوگا۔ ان کے آگے جہنم ہے جہاں ان کو پیاس کے وقت پینے کے لئے پانی نہیں بلکہ کچ لہو اور پیپ ملے گی۔

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ

يَتَجَرَّعُهٗ	وَلَا	يَكَادُ + يُسِيْغُهٗ	وَيَاْتِيْهِ	الْمَوْتُ	مِنْ	كُلِّ
اسے گھونٹ گھونٹ پئے گا	اور نہ	گلے سے اُتار سکے گا	اور آئیگی اُسے	موت	سے	ہر

وہ اُسے گھونٹ گھونٹ پیئے گا، اور اسے گلے سے نہ اتار سکے گا اور اسے موت آئے گی ہر طرف

مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ⑰

مَكَانٍ	وَّمَا هُوَ	بِمَيِّتٍ ؕ	وَمِنْ وَّرَآئِهٖ	عَذَابٌ	غَلِيْظٌ
طرف	اور نہ وہ	مرنے والا	اور اس کے پیچھے	عذاب	سخت

سے اور وہ مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہے۔

⑰ يَتَجَرَّعُهٗ يَبْتَلِعُهٗ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ لِمَرَارَتِهٖ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ يَزْدَرِدُهٗ لِقُبْحِهٖ وَكَرَاهَتِهٖ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ اَيْ اَسْبَابُهُ الْمُقْتَضِيَةُ لَهٗ مِنْ اَنْوَاعِ الْعَذَابِ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَّمِنْ وَّرَآئِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ الْعَذَابِ عَذَابٌ غَلِيْظٌ قَوِيٌّ مُتَّصِلٌ

۱۷ اس پانی کو بوجہ اس کی تلخی کے تھوڑا تھوڑا نگلنا چاہے گا اور نہیں قریب ہے کہ اس کو آسانی سے نگل جاوے۔ بسبب قبیح ہونے اور بُرا سمجھنے اس کے کے اور ہر طرف سے سامان موت کے اس پر آوینگے یعنی طرح طرح کی تکلیفیں اسکو دی جاوینگی جو جانے والے ہیں موت کو اور یہ نہ ہوگا کہ وہ مرجاوے اور چھوٹ جاوے اور پیچھے اس تکلیف کے عذاب سخت ہے۔ برابر اس پر رہے گا۔

تشریح

⑰ دوزخ کا بھیانک عذاب | دوزخ کے بھیانک عذاب میں سے ایک عذاب یہ ہوگا کہ جب اسے خون اور پیپ ملا ہوا کچ لہو پینے کے لئے دیا جائیگا تو وہ اس سے پیا نہیں جائے گا۔ فرشتے لوہے کے گرز سر پر مار کر زبردستی منہ میں ڈالیں گے اور جب وہ گرم گرم کچ لہو منہ میں آئے گا تو حرارت کی شدت سے دماغ کی کھال اتر کر نیچے لٹک پڑے گی یہ کچ لہو گلے میں پھنس جائیگا ایک گھونٹ پیتے ہی آنتیں کٹ کر باہر آجائیں گی۔ سورۂ محمد میں ہے وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ. انہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو اُن کی آنتیں تک کاٹ دیگا ــــــــ سورۂ کہف آیت ۲۹ میں ہے وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا. وہاں اگر وہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا اور ان کا منہ بھون ڈالے گا۔ بدترین پینے کی چیز اور بہت بری آرام گاہ۔

ہر طرف موت چھائی ہوگی مگر وہ مرنے نہیں پائے گا اور اس سے آگے بھی ایک سخت عذاب اس کی جان سے چمٹا رہے گا۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ

مَثَلُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِرَبِّهِمْ	اَعْمَالُهُمْ	كَرَمَادِ	ِۨاشْتَدَّتْ	بِهِ
مثال	وہ لوگ	جو منکر ہوئے	اپنے رب کے	ان کے عمل	راکھ کی طرح	زور کی چلی	اس پر

ان لوگوں کی مثال جو اپنے رب کے منکر ہوئے، ان کے عمل راکھ کی طرح ہیں کہ اس پر آندھی کے

الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ

الرِّيْحُ	فِيْ	يَوْمٍ	عَاصِفٍ	لَا يَقْدِرُوْنَ	مِمَّا	كَسَبُوْا	عَلٰى ، شَيْءٍ
ہوا	میں	دن	آندھی والا	انہیں دسترس نہ ہوگی	اس سے جو	انہوں نے کمایا	کسی چیز پر

دن زور کی ہوا چلی (اور سب اڑا لے گئی) جو انہوں نے کمایا انہیں اس سے کسی چیز پر دسترس نہ ہوگی۔

ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

ذٰلِكَ	هُوَ	الضَّلٰلُ	الْبَعِيْدُ	اَلَمْ تَرَ	اَنَّ	اللّٰهَ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ
یہ	وہ	گمراہی	دور	کیا تو نے نہ دیکھا	کہ	اللہ	پیدا کیا	آسمانوں

یہی ہے دور کی (پرلے درجے کی) گمراہی۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾

وَالْاَرْضَ	بِالْحَقِّ	اِنْ	يَّشَاْ	يُذْهِبْكُمْ	وَيَاْتِ	بِخَلْقٍ	جَدِيْدٍ
اور زمین	حق کے ساتھ	اگر	وہ چاہے	تمہیں لے جائے	اور لائے	مخلوق	نئی

کیا ہے حق کے ساتھ (ٹھیک ٹھیک) اگر وہ چاہے تمہیں لے جائے اور لے آئے نئی مخلوق۔

(۱۸) مَثَلُ صِفَةُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ
مُبْتَدَأٌ وَيُبْدَلُ مِنْهُ اَعْمَالُهُمُ الصَّالِحَةُ
كَصِلَةٍ وَصَدَقَةٍ فِيْ عَدَمِ الْاِنْتِفَاعِ بِهَا
كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ
يَوْمٍ عَاصِفٍ شَدِيْدِ هُبُوْبِ الرِّيْحِ
فَجَعَلَتْهُ هَبَاءً مَنْثُوْرًا لَا يُقْدَرُ عَلَيْهِ
وَالْمَجْرُوْرُ خَبَرُ الْمُبْتَدَأِ لَا يَقْدِرُوْنَ
اَيِ الْكُفَّارُ مِمَّا كَسَبُوْا عَمِلُوْا فِي الدُّنْيَا
عَلٰى شَيْءٍ اَيْ لَا يَجِدُوْنَ لَهُ ثَوَابًا لِعَدَمِ
شَرْطِهِ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْهَلَاكُ

(۱۸) حال ان لوگوں کا جو اپنے رب کے منکر ہوئے یہ ہے کہ ان کے نیک عمل جیسے صلہ رحمی اور صدقہ ان کے کچھ کام نہ آئیں گے اور ایسے رائیگاں اور بے فائدہ ضائع ہوں گے جیسے سخت آندھی کے دن راکھ پر تیز ہوا چلے اور وہ اس کو اڑا کر ذرہ ذرہ متفرق کر دے اور کوئی اس کو جمع نہ کر سکے اسی طرح کافروں کے عمل لکھے جاویں گے اور ان کو کچھ نفع نہ دیں گے جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا اس کے ثواب سے محروم رہیں گے کیونکہ اس میں ایمان نہیں جو شرط قبولیت کی ہے۔ یہ ہے غایت درجہ کی ہلاکی اور گمراہی

الْبَعِيدُ ○

(۱۹) أَلَمْ تَرَ تنظر یا مخاطباً استفهام تقریر أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ متعلق بخلق إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ○ بدلکم

(۱۹) کیا تو نے اے مخاطب نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو ٹھیک اور درست بنایا۔ اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تم کو ہلاک کردے اور تمہاری جگہ نئی مخلوق پیدا فرمادے۔

تشریح

(۱۸) ایمان کے بغیر اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں | اگر راکھ کا ایک بڑا سا ڈھیر ہو جو اکٹھا ہوتے ہوتے ایک ٹیلے کی صورت بن گیا ہو، اچانک زور کی آندھی چلے اور وہ راکھ کا ڈھیر ہوا میں اُڑ جائے۔ تو ہوا میں اڑنے کے بعد وہ راکھ ختم ہو جاتی ہے۔ یہ مثال ہے ان لوگوں کے اعمال کی جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ بیوفائی کی۔ جس طرح اس کو ماننا چاہیئے تھا اس طرح اس کو نہیں مانا۔ پروردگار کی صحیح معرفت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اگر کسی انداز میں پروردگار کی پوجا پاٹھ کی بھی تو اطاعت و بندگی کا وہ طریقہ اختیار نہیں کیا جس کی دعوت اللہ کے نبیوں نے دی ہے۔ ایسے شخص نے اگر کچھ اچھے کام کئے بھی تو وہ بے روح اور بے وزن ہیں آخرت میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

ذرا خیال کیجیے کہ فرد ہو یا قوم اگر وہ راہِ ہدایت پر نہیں ہیں تو ان کی شاندار تہذیب میدان صنعت میں ان کی حیرت انگیز ترقی، ان کے علوم و فنون ان کی ظاہری نیکیاں بڑے بڑے خیراتی ادارے جن پر وہ دنیا میں فخر کرتے تھے سب کے سب راکھ کا ایک ڈھیر ثابت ہوں گے جسے قیامت کے وقت کی آندھی ذرہ ذرہ کر کے بکھیر دے گی اور پروردگار کی میزان میں ان اعمال کا کوئی وزن نہ ہو گا۔ جس وقت انسان نیک اعمال کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا اس وقت یہ لوگ نیکیوں سے خالی دامن ہوں گے یہ سب سے بڑی گمراہی ہے کہ انسان کو یہ شعور نہ ہو کہ جس کو وہ سب کچھ سمجھ رہا ہے وہ کچھ بھی نہیں۔

(۱۹) کائنات کا نظام حق پر قائم ہے | اللہ کی بنائی ہوئی اس کائنات کے نظام پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ کی تخلیق کا سارا کارخانہ حق کی بنیاد پر قائم ہے جو کچھ ہے واقعیت پر مبنی ہے یہاں ریت پر محل کھڑا نہیں کیا گیا اور نہ کوئی چیز نقش بر آب ہے۔ یہاں قیاس گمان اور وہم پر تعمیر نہیں ہے بلکہ اس حق کے اوپر زمین و آسمان کی تخلیق ہے کہ اسکو بنانے والا اور چلانے والا وہ رب اعلیٰ ہے جو ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے وہ عادل و منصف ہے وہ حکیم و بصیر، علیم و خبیر ہے۔ وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ ایسی ہی ایک دنیا جیسی یہ ہے اسکو ختم کر کے دوبارہ ایک نئی دنیا بنادے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ تم لوگوں کو مٹا کر تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق پیدا کردے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس نے یہ زمین و آسمان یہ چاند اور سورج ایک خاص مقصد اور حکمت کے ساتھ بنائے ہیں اور اس کائنات کے ذرے ذرے سے اس کی حکمتوں کا اظہار ہو رہا ہے کوئی انسان جیسی مخلوق کو یونہی پیدا کردے جس کا کوئی مقصد نہ ہو یہاں باطل پرست اور غلط کار کی اگر فوراً پکڑ نہیں ہے تو اس ڈھیل دینے میں بھی اس کی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

وَّمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا

جَمِیْعًا	لِلّٰہِ	وَ بَرَزُوْا	بِعَزِیْزٍ	عَلَی اللّٰہِ	ذٰلِکَ	وَمَا
سب	اللہ کے آگے	اور وہ حاضر ہونگے	کچھ دشوار	اللہ پر	یہ	اور نہیں

اور یہ اللہ پر کچھ دُشوار نہیں ۔ وہ سب اللہ کے آگے حاضر ہوں گے

فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ

لَکُمْ	اِنَّا ۔ کُنَّا	اسْتَکْبَرُوْا	لِلَّذِیْنَ	الضُّعَفٰٓؤُا	فَقَالَ
تمہارے	بیشک ہم تھے	بڑے بنتے تھے	ان لوگوں سے جو	کمزور	پھر کہا

پھر کہیں گے کمزور ان لوگوں سے جو بڑے بنتے تھے ۔ بیشک ہم تمھارے تابع

تَبَعًا فَھَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ قَالُوْا

قَالُوْا	مِنْ شَیْءٍ	عَذَابِ اللّٰہِ	مِنْ	عَنَّا	مُّغْنُوْنَ	اَنْتُمْ	فَھَلْ	تَبَعًا
وہ کہیں گے	کسی قدر	اللہ کا عذاب	سے	ہم سے	دفع کرتے ہو	تم	توکیا	تابع

تھے توکیا تم ہم سے دفع کرسکتے ہو؟ کسی قدر اللہ کا عذاب ، وہ کہیں گے

لَوْ ھَدٰىنَا اللّٰہُ لَھَدَیْنٰکُمْ سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ

اَمْ	اَجَزِعْنَا	عَلَیْنَا	سَوَآءٌ	لَھَدَیْنٰکُمْ	اللّٰہُ	ھَدٰىنَا	لَوْ
یا	خواہ ہم گھبرائیں	ہم پر (لئے)	برابر	البتہ ہم ہدایت کرتے تمہیں	اللہ	ہمیں ہدایت کرتا	اگر

اگر اللہ ہمیں ہدایت کرتا تو البتہ ہم تمہیں ہدایت کرتے ۔ اب ہمارے لئے برابر ہے خواہ ہم گھبرائیں یا

صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ﴿۲۱﴾ ع ۳ / ۹ / ۱۵

	مِنْ مَّحِیْصٍ	مَا لَنَا	صَبَرْنَا
	کوئی چھٹکارا	نہیں ہمارے لئے	ہم صبر کریں

صبر کریں ، ہمارے لئے کوئی چھٹکارا نہیں۔

(۲۰) وَّمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۝ شَدِیْدٍ۔ (۲۰) اور یہ امر اللہ پر سخت اور دشوار نہیں ۔

(۲۱) وَبَرَزُوْا اَیِ الْخَلَائِقُ وَالتَّعْبِیْرُ (۲۱) اور تمام مخلوق اللہ کے سامنے پیش ہوگی ۔

فِيهِ وَفِيمَا بَعْدَهُ بِالْمَاضِي لِتَحَقُّقِ وَتُوعِهِ لِلّٰهِ جَمِيعًا
فَقَالَ الضُّعَفَاءُ الْاَتْبَاع لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا الْمَتْبُوعِينَ إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا جَمْعُ تَابِعٍ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّغْنُونَ دَافِعُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأُولٰى لِلتَّبْيِينِ وَالثَّانِيَةُ لِلتَّبْعِيضِ

سو ضعیف لوگ جو دوسروں کے تابع ہوئے ان متکبروں سے کہیں گے جن کے تابع اور مطیع ہوئے تھے کہ بیشک ہم تمہارے تابع اور پیرو تھے سو کیا تم ہم سے عذاب الٰہی میں سے کچھ دفع کر سکتے ہو اور ہم کو کچھ بچا سکتے ہو ؟۔

قَالُوا أَيِ الْمَتْبُوعُونَ لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ لَدَعَوْنَاكُمْ إِلَى الْهُدٰى سَوَآءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ زَائِدَةٌ مَّحِيصٍ ۝ مَلْجَإٍ

وہ جواب دینگے کہ اگر ہمکو اللہ راہ دکھلاتا تو ہم تمکو راہ پر لاتے۔ اب ہمارے لئے دونوں حالتیں برابر ہیں ہم گھبراویں یا صبر کریں ہمارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔

تشریح

(۲۰) اللہ کے لیے کچھ بھی دشوار نہیں | اللہ کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا یا ایک اور عالم برپا کر دینا جہاں اس دنیا کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے کچھ بھی دشوار نہیں ہے جو ایک بار انسان کو پیدا کر سکتا ہے یا اس کائنات کو بنا سکتا ہے وہ دوبارہ ایسا کیوں نہیں کر سکتا۔

(۲۱) آج کے یہ جھوٹے پیشوا آخرت میں کچھ کام نہ آسکیں گے | دنیا میں عام طور پر لوگ ان کے پیچھے چلتے ہیں جو دنیاوی اعتبار سے کوئی بڑی حیثیت رکھتے ہوں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ لوگ جو دنیاوی اعتبار سے سربرآوردہ ہیں خود بھی ہدایت پر ہیں یا نہیں۔ اس طرح کے غلط رہنماؤں کے پیچھے لگنے کا انجام آخرت میں یہ سامنے آئے گا کہ اللہ کے سامنے پیشی کے وقت جب سارے پردے اٹھ جائیں گے ہر چیز کھل کر سامنے آجائے گی اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ الگ ہو جائیگا تو دنیاوی اعتبار سے وہ کمزور لوگ جو غلط رہبروں کے پیچھے لگ کر یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ دنیا میں بھی کچھ نہ کچھ ہمارے کام آتے تھے آخرت میں ان سے کہیں گے کہ ہم تو آپ کے پیچھے لگے ہوئے تھے اب ہمیں اللہ کے عذاب سے بچانے کے لئے کچھ کرواسکے جواب میں یہ جھوٹے رہبر کہیں گے کہ اب تو ہم اور تم سب پھنسے ہوئے ہیں نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ روئیں، چلائیں یا صبر کریں کچھ فرق پڑنے والا نہیں ہے۔ غلط لوگوں کے پیچھے آنکھ بند کرکے چلنے کا یہ انجام سب کے سامنے آجائے گا۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ

وَقَالَ	الشَّيْطٰنُ	لَمَّا	قُضِيَ	الْاَمْرُ	اِنَّ + اللّٰهَ	وَعَدَكُمْ	وَعْدَ الْحَقِّ
اور بولا	شیطان	جب	فیصلہ ہوگیا	امر	بیشک اللہ	وعدہ کیا تم سے	سچا وعدہ

اور (روزِ حساب) جب تمام امور (کاموں) کا فیصلہ ہو گیا شیطان بولا بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا

وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ

وَوَعَدْتُّكُمْ	فَاَخْلَفْتُكُمْ	وَمَا	كَانَ	لِيَ	عَلَيْكُمْ	مِّنْ + سُلْطٰنٍ
اور میں نے وعدہ کیا تم سے	پھر میں نے اسکے خلاف کیا تم سے	اور نہیں	تھا	میرا	تم پر	کوئی زور

اور میں نے (بھی) تم سے وعدہ کیا، پھر میں نے تم سے اس کے خلاف کیا، اور نہ تھا میرا تم پر کوئی زور

اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ

اِلَّآ	اَنْ	دَعَوْتُكُمْ	فَاسْتَجَبْتُمْ	لِيْ	فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ	وَلُوْمُوْٓا	اَنْفُسَكُمْ
مگر	یہ کہ	میں نے بلایا تمہیں	پس تم نے کہا مان لیا	میرا	لہٰذا نہ لگاؤ الزام مجھ پر	اور تم الزام لگاؤ	اپنے اوپر

مگر یہ کہ میں نے تمہیں بلایا اور تم نے میرا کہا مان لیا لہٰذا مجھ پر کچھ الزام نہ لگاؤ الزام اپنے اوپر لگاؤ

مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ

مَآ اَنَا	بِمُصْرِخِكُمْ	وَمَآ	اَنْتُمْ	بِمُصْرِخِيَّ	اِنِّىْ	كَفَرْتُ	بِمَآ
نہیں میں	فریاد رسی کرسکتا تمہاری	اور نہ	تم	فریاد رسی کرسکتے ہو میری	بیشک میں	انکار کرتا ہوں	اس سے جو

نہ میں تمہاری فریاد رسی کرسکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کرسکتے ہو، بیشک میں انکار کرتا ہوں اس کا جو

اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۲۲)

اَشْرَكْتُمُوْنِ	مِنْ قَبْلُ	اِنَّ	الظّٰلِمِيْنَ	لَهُمْ	عَذَابٌ + اَلِيْمٌ
تم نے شریک بنایا مجھے	اس سے قبل	بیشک	ظالم (جمع)	انکے لئے	دردناک عذاب

تم نے اس سے قبل مجھے شریک بنایا، بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(۲۲) وَقَالَ الشَّيْطٰنُ اِبْلِيْسُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ وَاُدْخِلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ وَاجْتَمَعُوْا عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ بِالْبَعْثِ

(۲۲) وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ الخ اور جس وقت امر الٰہی پورا ہو جاوے گا اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جاویں گے اور سب دوزخی شیطان کے پاس اکٹھے ہو کر اس کو ملامت کریں گے اس وقت

وَالْجَزَاءِ فَصَدَقْتُكُمْ وَوَعَدْتُكُمْ
اَنَّهُ غَيْرُ كَائِنٍ فَاَخْلَفْتُكُمْ
وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ
زَائِدَةٌ سُلْطَانٍ قُوَّةٍ وَ
قُدْرَةٍ اُقْهِرُكُمْ عَلَى مُتَابَعَتِيْ
اِلَّا لٰكِنْ اَنْ دَعَوْتُكُمْ
فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ
وَلُوْمُوْا اَنْفُسَكُمْ عَلَى اِجَابَتِيْ
مَا اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ بِمُغِيْثِكُمْ
وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ بِفَتْحِ
الْيَاءِ وَكَسْرِهَا اِنِّيْ كَفَرْتُ
بِمَا اَشْرَكْتُمُوْنِ بِاِشْرَاكِكُمْ
اِيَّايَ مَعَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ
فِي الدُّنْيَا. قَالَ تَعَالٰى اِنَّ
الظّٰلِمِيْنَ الْكَافِرِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ○ مُؤْلِمٌ

شیطان کہے گا کہ بیشک اللہ نے جو تم سے وعدہ حشر و نشر اور جزاء و سزا کا کیا تھا وہ سچ تھا اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کہ یہ چیزیں نہ ہوں گی سو میں نے تم سے جھوٹ کہا تھا اور مجھ کو تم پر کوئی قوت اور قدرت نہ تھی کہ زبردستی تم کو اپنا پیرو بناؤں لیکن میں نے تم کو بلایا سو تم نے میری بات مان لی۔ پس نہ ملامت کرو مجھ کو اور اپنی جانوں کو ملامت کرو کہ کیوں تم نے میری پیروی کی، میں تمہاری فریادرسی نہیں کرسکتا اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو بیشک میں منکر ہوں اس کا جو تم نے مجھ کو دنیا میں اللہ کا شریک بنایا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک کافروں کے لئے عذاب دردناک تیار ہے۔

تشریح

(۲۲) دوزخیوں کے مہان لیڈر ابلیس کی دوزخیوں کے سامنے تقریر — آیت بالا میں گمراہ رہبروں کا ذکر کیا گیا کہ وہ کس طرح خود بھی بھٹکتے ہیں اور لوگوں کو بھی اپنے پیچھے لگا کر غلط راستے پر چلاتے ہیں۔ گمراہوں اور دوزخیوں کے سب سے بڑے لیڈر ابلیس کی ایک بڑی مدلل تقریر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نقل فرمائی ہے —— ہوگا یہ کہ عالمِ آخرت میں جب سارا کیا دھرا سامنے آئیگا تو دوزخ والے ابلیس کو الزام دیں گے کہ مردود تو نے ہمیں دنیا میں بڑا گمراہ کیا اور ہمیں اس مصیبت میں پھنسا دیا۔ اس کے جواب میں ابلیس دلیل کے ساتھ تقریر کرتے ہوئے کہے گا کہ دیکھو ایک دعوت تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور کتابوں کے ذریعہ پیش کی، دوسری طرف میں نے نیکی کے مقابلے میں آپ لوگوں کو بدی اور بغاوت کی دعوت دی، سچ کے مقابلے میں جھوٹ کی طرف بلایا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ کیا میں نے کوئی زبردستی کی۔ کیا میں نے جبر سے اپنی بات منوائی یا آپ لوگوں نے اپنے اختیار سے ایک راہ اختیار کی۔ آپ کے سامنے دونوں راستے تھے جھوٹ کا راستہ اور سچ کا راستہ۔ آپ کو پروردگار نے اچھے برے کی تمیز اور پرکھ عطا کی اب یہ آپ کا کام تھا کہ آپ اچھائی یا برائی میں تمیز کریں۔ بیشک میرا یہ قصور ہے کہ میں نے جھوٹ بولا آپ سے جھوٹے وعدے کئے آپ کو سہانے سپنے دکھائے آپ کی نفسانی خواہشات کو ابھار کر آپ کو گمراہ کیا لیکن کوئی بھی کام زور زبردستی سے نہیں ہوا میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر غلط راستے پر نہیں چلایا بیشک میں نے خوشنما توقعات کے جال میں پھنسایا، فائدوں کا لالچ دیا لیکن فیصلہ آپ نے خود کیا میں نے کب کہا تھا کہ آپ مجھے خدائی میں شریک کریں آپ نے اپنی حماقت میں مجھے خدائی میں شریک ٹھیرایا بلکہ غیر حق کی یعنی میری عبادت تک کر ڈالی میری باتوں کے سامنے اس طرح سر تسلیم خم کیا جو پروردگار کے احکام کے سامنے کرنا چاہیئے تھا اب میں نہ اپنے لئے کچھ کرسکتا ہوں نہ تمہارے لئے میں اپنے کئے کی سزا بھگت رہا ہوں آپ لوگ اپنے کئے کی سزا بھگتیں۔ ظالموں کے لئے دردناک سزا یقینی ہے۔

وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

مِنْ تَحْتِهَا	تَجْرِيْ	جَنّٰتٍ	الصّٰلِحٰتِ	وَعَمِلُوْا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	وَ اُدْخِلَ
انکے نیچے	بہتی ہیں	باغات	نیک	اور انہوں نے عمل کئے	جو لوگ ایمان والے	اور داخل کئے گئے

اور داخل کئے گئے وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے باغات میں انکے نیچے نہریں بہتی

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿٢٣﴾ اَلَمْ

اَلَمْ	سَلٰمٌ	فِيْهَا	تَحِيَّتُهُمْ	رَبِّهِمْ	بِاِذْنِ	فِيْهَا	خٰلِدِيْنَ	الْاَنْهٰرُ
کیا نہیں	سلام	اسمیں	ان کا تحفۂ ملاقات	اپنا رب	حکم سے	اسمیں	وہ ہمیشہ رہینگے	نہریں

ہیں وہ ہمیشہ رہیں گے اسمیں اپنے رب کے حکم سے، اس میں ان کا تحفۂ ملاقات "سلام" ہے۔ کیا تم نے

تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا

اَصْلُهَا	طَيِّبَةٍ	كَشَجَرَةٍ	كَلِمَةً + طَيِّبَةً	مَثَلًا	ضَرَبَ + اللّٰهُ	كَيْفَ	تَرَ
اسکی جڑ	پاکیزہ	جیسے درخت	کلمہ طیبہ (پاک بات)	مثال	بیان کی اللہ نے	کیسی	تم نے دیکھا

نہیں دیکھا؟ اللہ نے کیسی مثال بیان کی ہے پاک بات کی جیسے پاکیزہ درخت اس کی جڑ

ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ

رَبِّهَا	بِاِذْنِ	كُلَّ + حِيْنٍ	اُكُلَهَا	تُؤْتِيْ	السَّمَآءِ	فِيْ	وَّفَرْعُهَا	ثَابِتٌ
اپنا رب	حکم سے	ہر وقت	اپنا پھل	وہ دیتا ہے	آسمان	میں	اور اسکی شاخیں	مضبوط

مضبوط اور اس کی شاخ آسمان میں وہ دیتا ہے ہر وقت اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٥﴾

	يَتَذَكَّرُوْنَ	لَعَلَّهُمْ	لِلنَّاسِ	الْاَمْثَالَ	اللّٰهُ	وَيَضْرِبُ
	وہ غور وفکر کریں	تاکہ وہ	لوگوں کے لئے	مثالیں	اللہ	اور بیان کرتا ہے

اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ غور وفکر کریں۔

﴿٢٣﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ فِيْهَا
بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا مِنَ اللّٰهِ
وَمِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَفِيْمَا بَيْنَهُمْ سَلٰمٌ
﴿٢٤﴾ اَلَمْ تَرَ تَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

(۲۳) اور داخل کئے جاویں گے وہ لوگ جو ایمان لائے
اور اچھے عمل کئے، ایسے باغوں میں کہ ان کے نیچے
نہریں جاری ہیں وہ انہیں ہمیشہ رہیں گے اپنے رب
کے حکم سے اللہ اور فرشتوں کی طرف سے انکو سلام پہنچے گا
اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔
(۲۴) کیا تم نے نہیں دیکھا کیوں کر بیان کی اللہ نے مثال کلمہ طیبہ

وَيُبْدَلُ مِنْهُ كَلِمَةً طَيِّبَةً أَيْ لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ هِيَ النَّخْلَةُ
أَصْلُهَا ثَابِتٌ فِي الْأَرْضِ وَفَرْعُهَا
غُصْنُهَا فِي السَّمَاءِ ○
(۲۵) تُؤْتِي تُعْطِي أُكُلَهَا ثَمَرَهَا كُلَّ حِينٍ
بِإِذْنِ رَبِّهَا بِإِرَادَتِهِ كَذٰلِكَ كَلِمَةُ
الْإِيمَانِ ثَابِتَةٌ فِي قَلْبِ الْمُؤْمِنِ وَعَمَلُهُ
يَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ وَيَنَالُهُ بَرَكَتُهُ وَ
ثَوَابُهُ كُلَّ وَقْتٍ وَيَضْرِبُ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُونَ ○ يَتَّعِظُونَ
فَيُؤْمِنُونَ

یعنی لا الٰہ الا اللہ کی کہ وہ مثل درخت پاکیزہ یعنی کھجور
کے درخت کی۔ جڑ اس کی زمین میں ثابت ہے اور
شاخیں اس کی آسمان میں

(۲۵) ہر وقت اس پر پھل لگتا ہے اس کے رب کے حکم اور
ارادہ سے اسی طرح کلمہ ایمان کا مسلمان کے دل میں
ثابت ہے اور اس کے عمل آسمان کی طرف چڑھتے
ہیں اور اس کی برکت اور ثواب اس وقت ہر وقت
پہنچتا رہتا ہے۔ اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان
فرماتا ہے کہ ان کو نصیحت ہو اور وہ ایمان قبول
کریں

تشریح

(۲۳) اہل دوزخ کے مقابلے میں اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات | اس کے مقابلے میں جو لوگ دنیا میں اللہ پر ایمان لائے ہیں اور ایمان کے تقاضوں کو سمجھ کر اپنی پوری زندگی میں اللہ کے فرماں بردار رہے ہیں، عبادت، اخلاق، معاشرت، معیشت، معاملات جملہ امور میں احکام الٰہیہ پر ان کی نظر رہی ہے ان کا جنت میں خیر مقدم کیا جائے گا اور ان کا استقبال سلامتی کی مبارکباد سے ہوگا۔ جنت کے وہ عالیشان باغات جن کے نیچے بہتے پانی کی نہریں ہونگی اپنے رب کے حکم سے وہ ہمیشہ جنت کے باغوں میں رہیں گے اور راحت و عیش ہمیشہ ہمیشہ انکے ہمکنار رہے گا وہ سکون و اطمینان وہ روحانی ترقی اور بلندی جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ہر روز روز عید، ہر شب شب برات۔ ہر طرف سلامتی ہی سلامتی، اطمینان ہی اطمینان۔

(۲۴) کلمہ طیبہ کی مثال | کلمہ طیبہ یعنی وہ قول حق اور صالح کلمہ جو سراسر صداقت پر مبنی ہے جس میں اللہ کی توحید کا اقرار پیغمبروں کی صداقت کا یقین اور آخرت پر ایمان شامل ہے۔ یہ پاکیزہ کلمہ اس مضبوط درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں زمین میں گہرائی تک جمی ہوئی ہیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں یہ ستھری اور سچی بات ایسی ہے کہ جس پر سارا نظام کائنات قائم ہے کوئی صداقت اس سے ٹکراتی نہیں ہے اس لئے دل اور زبان سے لے کر زمین و آسمان تک ہر ہر چیز اسی صداقت کا اعلان ہے کہ اس کائنات کا بنانے والا چلانے والا وہی ہے جس کا نام "اللہ" ہے اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ یہ وہ صداقت ہے جو سراسر راستی پر قائم ہے قانون فطرت اسی کا تقاضا کرتا ہے۔

(۲۵) کلمہ طیبہ کے مفید نتائج | یہ پاکیزہ کلمہ ایسا ہے کہ جو شخص اور قوم اس کی بنیاد پر اپنی زندگی کا نظام تعمیر کرے اس کے بہترین نتائج اس کے سامنے آئیں گے اس کے نتیجے میں اخلاق میں پاکیزگی، روح کی لطافت، معاملات کی سچائی، کلام میں صداقت معاشرت میں حسن سلوک، معیشت میں عدل و انصاف سیاست میں دیانت اور جنگ میں شرافت پیدا ہوتی ہے اگر کوئی ٹھیک اس کلمے کو اس کے تقاضوں کے مطابق سمجھ کر قبول کرلے تو وہ کندن بن جاتا ہے اس کے بہترین اور مفید نتائج سارے عالم کو نوازتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ مثالیں سبق حاصل کرنے کے لئے دے رہے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں۔

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ

وَمَثَلُ	كَلِمَةٍ + خَبِيثَةٍ	كَشَجَرَةٍ	خَبِيثَةِ	اجْتُثَّتْ	مِنْ	فَوْقِ
اور مثال	ناپاک بات	مانند درخت	ناپاک	اکھاڑ دیا گیا	سے	اوپر

اور ناپاک بات کی مثال ناپاک درخت کی طرح ہے جسے زمین کے اوپر سے اکھاڑ

الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ (۲۶) يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا

الْأَرْضِ	مَا لَهَا	مِنْ قَرَارٍ	يُثَبِّتُ	اللّٰهُ	الَّذِينَ + آمَنُوا
زمین	نہیں اسکے لئے	کچھ بھی قرار	مضبوط رکھتا ہے	اللہ	وہ لوگ جو ایمان لائے (مومن)

دیا گیا اس کے لئے کچھ بھی قرار نہیں۔ اللہ مومنوں کو مضبوط بات سے مضبوط

بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ

بِالْقَوْلِ	الثَّابِتِ	فِي الْحَيٰوةِ	الدُّنْيَا	وَفِي الْآخِرَةِ	وَيُضِلُّ
بات سے	مضبوط	میں زندگی	دنیا	اور آخرت میں	اور بھٹکا دیتا ہے

رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) اور اللہ ظالموں کو

اللّٰهُ الظّٰلِمِينَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ (۲۷) ع ۴ / ۱۶

اللّٰهُ	الظّٰلِمِينَ	وَيَفْعَلُ	اللّٰهُ	مَا يَشَاءُ	
اللہ	ظالم (جمع)	اور کرتا ہے	اللہ	جو چاہتا ہے	

بھٹکا دیتا ہے اور اللہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

(۲۶) وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ هِيَ كَلِمَةُ الْكُفْرِ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ هِيَ الْحَنْظَلَةُ اجْتُثَّتْ اُسْتُؤْصِلَتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ مُسْتَقَرٍّ وَثَبَاتٍ كَذٰلِكَ كَلِمَةُ الْكُفْرِ لَا ثَبَاتَ لَهَا وَلَا فَرْعَ وَلَا بَرَكَةَ

(۲۶) اور کلمہ کفر کی مثال ایسی ہے جیسے حنظل کا درخت کہ وہ جڑ سے اکھاڑ گیا ہو زمین سے اوپر اس کو ثبات و قرار نہیں۔ اسی طرح کلمہ کفر کہ نہ اس کو قرار ہے اور نہ اس کی شاخیں اور نہ اس میں برکت

(۲۷) يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ هُوَ كَلِمَةُ التَّوْحِيدِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ أَيْ فِي الْقَبْرِ لَمَّا يَسْأَلُهُمُ الْمَلَكَانِ

(۲۷) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو کلمہ توحید پر ثابت رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں یعنی قبر میں جبکہ دو فرشتے منکر و نکیر ان سے پوچھیں گے کہ تمہارا

عَنْ رَّبِّهِمْ وَدِيْنِهِمْ وَنَبِيِّهِمْ فَيُجِيْبُوْنَ بِالصَّوَابِ كَمَا فِي حَدِيْثِ الشَّيْخَيْنِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ الْكُفَّارَ فَلَا يَهْتَدُوْنَ لِلْجَوَابِ بِالصَّوَابِ بَلْ يَقُوْلُوْنَ لَا نَدْرِيْ كَمَا فِي الْحَدِيْثِ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝

رب کون ہے اور تمہارا مذہب کیا تھا اور پیغمبر کون تھے تو اس وقت وہ ٹھیک جواب دیں گے جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے۔ اور کافروں کو اللہ گمراہ کرتا ہے سو وہ ٹھیک جواب نہ دے سکیں گے بلکہ کہیں گے کہ ہم نہیں جانتے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

تشریح

(۲۶) نظام باطل کلمۂ خبیثہ کیطرح ہے | کلمۂ طیبہ کی مثال ایک پاکیزہ درخت سے دی گئی ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری اور شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہوئی۔ ہر زمانے میں یہ پاکیزہ بات ایک اچھے بار آور درخت کی طرح لوگوں کے لئے مفید اور نفع بخش۔

ے یہ نغمۂ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند ٭ بہار ہو کہ خزاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اب اس کے مقابلے میں نظام باطل اور ہر وہ بات جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہو ایک خبیث درخت کی طرح ہے جس کی نہ جڑیں ہیں اور نہ اسے استحکام ہے۔ بودہ اور ناپائیدار، جھوٹ پر قائم ایسا کلمۂ خبیثہ کہ جس میں لوگوں کے لئے فائدہ کے بجائے نقصان اور گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔ یہ نظام جہاں قائم ہوتا ہے مشکلات اور مصائب کے جھاڑ جھنکار کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ اس کے کڑوے کسیلے پھل حنظل (اندرائن) کی طرح ہیں جنہیں تلخی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ زمین وآسمان کی قوتیں اسکو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں امتحان وآزمائش کے لئے آزادی دی ہے اس لئے خرابیوں کے باوجود اسکو بھی موقع دیا جاتا ہے کیوں کہ یہ حق وصداقت کے بجائے جھوٹ پر قائم ہے اس لئے نہ اس سے انسانی روحوں کو سکون ملتا ہے اور نہ فطرت اسکو قبول کرتی ہے خلافِ فطرت ہونیکی وجہ سے اسکو استحکام حاصل نہیں ہے۔

(۲۷) کلمۂ توحید اہل ایمان کی قوت ہے | کلمۂ توحید اللہ تعالےٰ کی وحدانیت دل سے اس پر یقین اور زبان سے اس کا اقرار ایک مضبوط نقطۂ فکر ہے اور ایک مکمل اور جامع نظام کی شاہ کلید ہے جو ہر عقدے کو حل کرتی ہے ہر گتھی کو سلجھاتی ہے کیونکہ اس کلمۂ توحید سے سیرت کی وہ مضبوطی، اخلاق کی وہ استواری حاصل ہوتی ہے جس کو زمانے کی کوئی گردش ہلا نہیں سکتی۔ اس کلمہ کے ذریعے ایک فرد کو دل کا سکون اور دماغ کا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ سعی عمل کی راہ میں ٹھوکریں کھانے سے بچتا ہے اسکی بنیاد پر ایک مضبوط اجتماعی نظام قائم ہوتا ہے جس سے ایک پاکیزہ سوسائٹی بنتی ہے۔ اس کلمے کے نتیجے میں جب انسان موت کی سرحد پار کر کے عالم آخرت میں قدم رکھتا ہے تو وہاں کے سارے مرحلے اس کے لئے جانے پہچانے ہوتے ہیں جن کے لئے وہ پہلے سے تیار ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں کلمۂ خبیثہ جو توحید کے خلاف ہے ذہن کو پراگندہ کرتا ہے دل کا سکون چھینتا ہے دماغ غیر مطمئن رہتا ہے اور جب ایسا انسان موت کی سرحد پار کر کے عالم آخرت میں قدم رکھے گا تو ہر چیز اس کے لئے انجانی ہوگی۔ دنیا میں بھی بھٹکتا رہا اور یہاں بھی پھٹکار ملی۔ اللہ با اختیار ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور اس کا ہر معاملہ حکیمانہ ہوتا ہے۔ حق و باطل کے اس امتحان میں بھی اس کی بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ

اَلَمْ تَرَ	اِلَى	الَّذِيْنَ	بَدَّلُوْا	نِعْمَتَ ، اللّٰهِ	كُفْرًا	وَّاَحَلُّوْا	قَوْمَهُمْ
کیا تم نے نہیں دیکھا	کو	وہ جنہوں نے	بدل دیا	اللہ کی نعمت	ناشکری سے	اور اتارا	اپنی قوم

کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو اتارا

دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾

دَارَ الْبَوَارِ	جَهَنَّمَ	يَصْلَوْنَهَا	وَبِئْسَ	الْقَرَارُ
تباہی کا گھر	جہنم	اسمیں داخل ہونگے	اور برا	ٹھکانا

تباہی کے گھر میں ۔ وہ جہنم ہے ۔ وہ اس میں داخل ہونگے اور وہ برا ٹھکانا ہے ۔

(۲۸) اَلَمْ تَرَ تَنْظُرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا
نِعْمَتَ اللّٰهِ اَیْ شُکْرَهَا كُفْرًا
هُمْ کُفَّارُ قُرَیْشٍ وَّاَحَلُّوْا اَنْزَلُوْا
قَوْمَهُمْ بِاِضْلَالِهِمْ اِیَّاهُمْ
دَارَ الْبَوَارِ ○ الْهَلَاكِ
(۲۹) جَهَنَّمَ عَطْفُ بَیَانٍ يَصْلَوْنَهَا یَدْخُلُوْنَهَا
وَبِئْسَ الْقَرَارُ ○ الْمَقَرُّ هِیَ

(۲۸) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا الخ کیا تم نے اے محمدؐ نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کی نعمتوں پر بجائے شکر کے ناشکری کی (وہ کفار قریش ہیں) اور انہوں نے اپنی قوم کو گمراہ کرکے ہلاکی کے گھر یعنی دوزخ میں پہنچایا

(۲۹) وہ اس میں داخل ہونگے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

تشریح

(۲۸) دین حق کی نعمت کی ناشکری کرنے والے | اللہ کے رسول حضرت محمدؐ کو اللہ تعالیٰ نے قبیلۂ قریش اور بنی ہاشم میں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ان پر بہت بڑا احسان تھا کہ ان کی اور پوری دنیا کی ہدایت کے لئے پیغمبر آخرالزماں خاتم الانبیاء اور امام انبیاء عرب میں اور عرب کے شہر مکہ میں اور مکہ کے قبیلۂ قریش میں پیدا ہوئے۔ اللہ نے ان پر اپنا کلام قرآن مجید نازل کیا قبیلۂ قریش کو اپنے حرم کا متولی بنایا جس کی وجہ سے سارے عرب میں ان کی عزت کی جاتی ہے۔ ان کے احترام کا حال یہ تھا کہ اگر کسی کارواں کے بارے میں معلوم ہوجائے کہ یہ قافلہ مکہ کا ہے تو کوئی اس پر حملہ نہیں کرتا تھا اور بے خوف وخطر امن کے ساتھ ان کے قافلے کی آمدورفت ہوتی تھی، اللہ نے ان کو عرب کی سرداری دی سارے احسانات اور اللہ کی نعمتیں ایسی تھیں کہ وہ ان کا شکر ادا کرتے اور آگے بڑھ کر حق کو دل وجان سے گلے لگاتے مگر خود بھی تباہ ہوئے اور اپنی قوم کو بھی ہلاکت میں مبتلا کر دیا۔

(۲۹) وہ ہلاکت کا گھر جہنم کا عذاب ہے | یہ ناشکرے اور اللہ کے دین کو جھٹلانے والے خود دنیا میں بھی ہلاکت میں مبتلا ہیں آخرت میں اُن کے لئے بڑا سخت عذاب ہے وہ عذاب ہے جہنم کا جو بڑا برا ٹھکانہ ہے۔ اللہ نے ان کو جہنم سے بچانے کا سامان کیا تھا وہ چاہتے تو اللہ کے دین کو قبول کرکے اس عذاب سے بچ سکتے تھے مگر انہوں نے خود ہی کفرانِ نعمت کرکے اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا لیا۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ

وَجَعَلُوْا	لِلّٰهِ	اَنْدَادًا	لِّيُضِلُّوْا	عَنْ	سَبِيْلِهٖ	قُلْ	تَمَتَّعُوْا	فَاِنَّ
اور انہوں نے ٹھہرائے	اللہ کیلئے	شریک	تاکہ وہ گمراہ کریں	سے	اس کا راستہ	کہدیں	فائدہ اٹھالو	پھر بیشک

اور انہوں نے اللہ کیلئے شریک ٹھہرائے تاکہ وہ اس کے راستہ سے گمراہ کریں ۔ آپ کہدیں فائدہ اٹھالو، بیشک

مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۝۳۰ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا

مَصِيْرَكُمْ	اِلَى	النَّارِ	قُلْ	لِّعِبَادِيَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	يُقِيْمُوا
تمہارا لوٹنا	طرف	جہنم	کہدیں	میرے بندوں سے	وہ جو کہ	ایمان لائے	قائم کریں

تمہارا لوٹنا (بازگشت) جہنم کی طرف ہے۔ آپ میرے ان بندوں سے کہدیں جو ایمان لائے کہ وہ نماز

الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ

الصَّلٰوةَ	وَيُنْفِقُوْا	مِمَّا	رَزَقْنٰهُمْ	سِرًّا	وَّعَلَانِيَةً	مِّنْ قَبْلِ
نماز	اور خرچ کریں	اس سے جو	ہم نے انہیں دیا	چھپاکر	اور ظاہر	اس سے قبل

قائم کریں اور اس میں سے خرچ کریں جو ہم نے انہیں دیا ہے چھپاکر اور ظاہری طور پر، اس سے قبل

اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝۳۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

اَنْ	يَّاْتِيَ	يَوْمٌ	لَّا بَيْعٌ	فِيْهِ	وَلَا خِلٰلٌ	اَللّٰهُ	الَّذِيْ	خَلَقَ
کہ	آجائے	وہ دن	نہ خرید فروخت	اسمیں	اور نہ دوستی	اللہ	وہ جو	اس نے پیدا کیا

کہ وہ دن آجائے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ۔ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَاَنْزَلَ	مِنَ	السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَخْرَجَ	بِهٖ
آسمان (جمع)	اور زمین	اور اُتارا	سے	آسمان	پانی	پھر نکالا	اس سے

زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی اُتارا پھر اُس سے نکالا تمہارے

مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي

مِنَ	الثَّمَرٰتِ	رِزْقًا	لَّكُمْ	وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الْفُلْكَ	لِتَجْرِيَ	فِي
سے	پھل (جمع)	رزق	تمہارے لئے	اور مسخر کیا	تمہارے لئے	کشتی	تاکہ چلے	میں

لئے پھلوں سے رزق ، اور تمہارے لئے کشتی کو مسخر (تابع فرمان) کیا تاکہ اُس

الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

وَالْقَمَرَ	الشَّمْسَ	لَكُمُ	وَسَخَّرَ	الْاَنْهٰرَ	لَكُمُ	وَسَخَّرَ	بِاَمْرِهٖ	الْبَحْرِ
اور چاند	سورج	تمہارے لئے	اور مسخر کیا	نہریں (ندیاں)	تمہارے لئے	اور مسخر کیا	اسکے حکم سے	دریا

(اللہ) کے حکم سے دریا میں چلے اور مسخر کیا تمہارے لئے نہروں کو۔ اور تمہارے لئے مسخر کیا سورج اور چاند کو

دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾

دَآئِبَيْنِ	وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ
ایک دستور پر چلنے والے	اور مسخر کیا	تمہارے لئے	رات	اور دن

کہ وہ ایک دستور پر چل رہے ہیں اور تمہارے لئے مسخر کیا رات اور دن کو

۳۰ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا
بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّهَا عَنْ سَبِيْلِهٖ دِيْنِ
الْاِسْلَامِ قُلْ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا بِدُنْيَاكُمْ
قَلِيْلًا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ مَرْجِعَكُمْ اِلَى
النَّارِ ○

۳۰ اور انہوں نے اللہ کے شریک بنائے تاکہ لوگوں کو راہ حق
یعنی دین اسلام سے گمراہ کریں ان سے کہدو کہ دنیا میں
تھوڑی مدت تم نفع اٹھاؤ پس بیشک تم کو جانا ہے دوزخ
میں

۳۱ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا
وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ
لَّا بَيْعٌ فِدَاءٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ○
مُخَالَةٌ اَيْ صَدَاقَةٌ تَنْفَعُ هُوَ
يَوْمُ الْقِيٰمَةِ

۳۱ میرے بندوں ایمان والوں سے کہدو کہ نماز پڑھتے رہیں اور
جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ
کریں پہلے اس دن کے آنے سے کہ اسمیں نہ عوض دیکر چھٹکارا
ہوسکے گا نہ کسی کی دوستی کام آوے۔

۳۲ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ
رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ
السُّفُنَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِالرُّكُوْبِ
وَالْحَمْلِ بِاَمْرِهٖ بِاِذْنِهٖ وَ

۳۲ اللہ وہ ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمینوں کو بنایا اور
آسمان سے پانی اتارا سو اس پانی سے تمہارے کھانے کے
لئے پھل نکالے اور کشتیوں کو تمہارے تابع کیا تاکہ وہ
حکم الٰہی سے دریا میں چلیں اور تم ان میں سوار ہو اور بوجھ رکھو

۳۳ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ○ وَسَخَّرَ لَكُمُ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ
جَارِيَيْنِ فِيْ فَلَكِهِمَا لَا يَفْتُرَانِ

۳۳ اور نہروں کو تمہارے تابع کیا اور سورج اور چاند کو تمہارے
تابع کیا کہ وہ دونوں چلتے ہیں اپنے اپنے آسمان میں سست
نہیں ہوتے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ ○ لِتَبْتَغُوْا فِيْهِ مِنْ فَضْلِهٖ

اور رات کو تمہارے آرام کے لئے بنایا اور دن کو اس لئے کہ اس میں روزی تلاش کرو۔

تشریح

(۳۰) علم حقیقی سے بغاوت | اللہ تعالیٰ تمام نعمتوں کے عطا کرنے والے ہیں دین اور دنیا کی جتنی بھلائیاں ہیں سب اللہ کے قبضے میں ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ اس کے احسانات کو مان کر اس کی شکر گزاری اور اطاعت شعاری میں مشغول ہوتے اس کے بجائے الٹا بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اللہ کے ساتھ کچھ فرضی معبودوں کو شریک کر کے اللہ کے مقابلے پر کھڑا کر دیا کسی دیوی دیوتا کو اولاد دینے والا، کسی کو رزق دینے والا کسی کو حاجت روا کسی کو بچانے والا مان کر ان کو اپنی نیاز مندیوں اور عبادت کا مستحق سمجھ لیا اس طرح کچھ فرضی چیزوں کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر تجویز کر کے لوگوں کو اللہ کے راستے سے بھٹکایا۔ چند روز دنیا کی زندگی میں اپنا دل خوش کر لو اور بظاہر دنیا کے مزے اڑا لو آخر تمہیں دوزخ میں ہی پلٹ کر جانا ہے کیونکہ ان کرتوتوں کا انجام یہی ہے۔

(۳۱) اہل ایمان کی روش | کفران نعمت کرنے والے ناشکروں کے مقابلے میں اہل ایمان کی روش یہ ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے رب کے احسانات پر اس کے شکر گزار رہیں اور شکر گذاری کی عملی صورت یہ ہے کہ نماز قائم کریں اور اللہ نے جو اُن کو مال دیا ہے اسے کھلے چھپے اللہ کی راہ میں خرچ کریں اس طرح خالق کی عبادت اور مخلوق کی خدمت کر کے اللہ کی نعمتوں کے اور زیادہ مستحق بنیں اس لئے کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد وہ دن آنے والا ہے جہاں نہ خرید و فروخت ہو گی کہ کچھ دے دلا کر نجات خریدی جا سکے اور نہ وہاں کسی کی دوستی کام آئے گی جو خدا کی پکڑ سے بچا سکے۔ اس دن یہ نیکیاں ہی کام آئیں گی جو انسان اس دنیا کی زندگی میں جمع کرلے گا۔

(۳۲) اللہ کی کچھ بڑی بڑی نعمتوں کا تذکرہ | اللہ کے احسانات کے مقابلے میں ناشکری کرنے والوں کا ذکر کرنے کے بعد مومنین کی شکر گزاری کا تذکرہ کیا گیا۔ اب اللہ تعالیٰ کی ان بڑی بڑی نعمتوں کا تذکرہ جو تمام انسانوں کے لئے عام ہیں اور ہر انسان ان سے فائدہ اٹھاتا ہے تاکہ ان کو سن کر اللہ کا انکار کرنے والے بھی غور کریں، اور مومنین بھی مزید شکر گزار بننے کی کوشش کریں۔ کس کی نعمت کی ناشکری کی جا رہی ہے کس کی اطاعت اور بندگی سے منہ موڑا جا رہا ہے؟ اس اللہ کی جس نے زمین و آسمان پیدا کئے! جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر بارش کے ذریعے تمہیں رزق پہنچانے کے لئے طرح طرح کے پھل پیدا کرتا ہے! جس نے جہازوں اور کشتیوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا کہ اس کے حکم سے سمندر میں بہتے ہیں! جس نے دریاؤں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا کہ جن کے پانی سے تم فائدہ اٹھاتے ہو!! - یہ سب نعمتیں تمہیں کون دیتا ہے ذرا غور تو کرو

(۳۳) اللہ نے چاند سورج دن رات تمہارے لئے بنا دیئے | اللہ تعالیٰ نے کشتی اور جہاز کی طرح اور پانی کی طرح سورج اور چاند کو ایسے قوانین کا پابند بنا دیا جن کی وجہ سے یہ سب چیزیں انسان کے لئے نفع بخش بن گئیں سورج اور چاند روز و شب کے ضابطوں میں اس طرح بندھے ہوئے ہیں کہ انسان کے لئے زمین پر زندگی گزارنا اور راحت و آرام سے رہنا ممکن ہو گیا ہے اور ان فطری قوانین کی بدولت انسانی تمدن پھلتا پھولتا اور آگے بڑھتا ہے یہ قوانینِ فطرت اتنے صحیح طریقے پر کام کرتے ہیں کہ ان کے ضابطے میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا۔ اور اس طرح وہ تمہاری خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ

وَاٰتٰىكُمْ	مِنْ كُلِّ	مَا	سَاَلْتُمُوْهُ	وَاِنْ	تَعُدُّوْا	نِعْمَتَ	اللّٰهِ	لَا تُحْصُوْهَا	اِنَّ
اور اسنے تمہیں دی	ہر چیز سے	جو	تم نے اس سے مانگی	اور اگر	گننے لگو	نعمت	اللہ	اسے شمار میں لا سکوگے	بیشک

اور اسنے تمہیں دی ہر چیز جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمت گننے لگو تم اُسے شمار میں نہ لا سکوگے بیشک

ع ۵ / ۱۷

الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ

الْاِنْسَانَ	لَظَلُوْمٌ	كَفَّارٌ	وَاِذْ	قَالَ	اِبْرٰهِيْمُ	رَبِّ	اجْعَلْ	هٰذَا	الْبَلَدَ
انسان	بیشک بڑا ظالم	ناشکرا	اور جب	کہا	ابراہیم	اے میرے رب	بنادے	یہ	شہر

انسان بڑا ظالم ناشکرا ہے ۔ اور جب ابراہیم نے کہا اے ہمارے رب بنادے اس شہر کو امن

اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا

اٰمِنًا	وَّاجْنُبْنِيْ	وَبَنِيَّ	اَنْ	نَّعْبُدَ	الْاَصْنَامَ	رَبِّ	اِنَّهُنَّ	اَضْلَلْنَ	كَثِيْرًا
امن کی جگہ	اور مجھے دور رکھ	اور میری اولاد	کہ	ہم پرستش کریں	بُت (جمع)	اے میرے رب	بیشک وہ	انہوں نے گمراہ کیا	بہت

کی جگہ اور مجھے اور میری اولاد کو اس سے دور رکھ کہ ہم بُتوں کی پرستش کرنے لگیں ۔ اے میرے رب! بیشک انہوں نے بہت سے لوگوں کو

مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

مِنَ	النَّاسِ	فَمَنْ	تَبِعَنِيْ	فَاِنَّهٗ	مِنِّيْ	وَمَنْ	عَصَانِيْ	فَاِنَّكَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
سے	لوگ	پس جو جس	میری پیروی کی	بیشک وہ	مجھ سے	اور جو جس	میری نافرمانی کی	تو بیشک تو	بخشنے والا	نہایت مہربان

گمراہ کیا پس جس نے میری پیروی کی بیشک وہ مجھ سے ہے ۔ اور جس نے میری نافرمانی کی تو بیشک تو بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۔

﴿۳۴﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ عَلٰى حَسْبِ مَصَالِحِكُمْ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ بِمَعْنٰى اِنْعَامَهٗ لَا تُحْصُوْهَا لَا تُطِيْقُوْا عَدَّهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ الْكَافِرَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ○ كَثِيْرُ الظُّلْمِ لِنَفْسِهٖ

﴿۳۵﴾ بِالْمَعْصِيَةِ وَالْكُفْرِ لِنِعْمَةِ رَبِّهٖ وَاذْكُرْ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ مَكَّةَ اٰمِنًا ذَا اَمْنٍ وَقَدْ اَجَابَ اللّٰهُ تَعَالٰى دُعَاءَهٗ فَجَعَلَهٗ حَرَمًا لَا يُسْفَكُ فِيْهِ دَمُ اِنْسَانٍ وَلَا يُظْلَمُ فِيْهِ اَحَدٌ وَلَا يُصَادُ صَيْدُهٗ وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ وَاجْنُبْنِيْ بَعِّدْنِيْ وَبَنِيَّ عَنْ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ○

﴿۳۶﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَيِ الْاَصْنَامُ اَضْلَلْنَ

﴿۳۴﴾ اور جو تم نے اللہ سے مانگا اس نے تم کو اس میں سے دیا موافق تمہاری حاجت اور ضرورت کے اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو ان کو گن نہ سکو ۔ بیشک کافر آدمی اپنی جان پر بہت ظلم کرنے والا ہے گناہ کرکے اور اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا ۔

﴿۳۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا الخ اور یاد کر جبکہ ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے میرے اس شہر یعنی مکہ کو صاحب امن کر ۔ اور بیشک اللہ نے اسکی دعا قبول فرمائی کہ مکہ کو حرم کر دیا نہ وہاں کسی آدمی کو قتل کیا جاوے اور نہ کسی پر ظلم کیا جاوے اور نہ وہاں کا جانور شکار کیا جاوے اور نہ وہاں کی گھاس کاٹی جاوے اور اے میرے رب دور رکھ مجھکو اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پرستش سے

﴿۳۶﴾ اے میرے رب بے شبہ ان بتوں نے بہت آدمیوں کو گمراہ کیا کہ وہ انکو

كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِعِبَادَتِهِمْ لَهَا فَمَنْ تَبِعَنِيْ عَلَى التَّوْحِيْدِ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ اَيْ مِنْ اَهْلِ دِيْنِيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ هٰذَا قَبْلَ عِلْمِهٖ اَنَّهٗ تَعَالٰى لَا يَغْفِرُ الشِّرْكَ

پوجنے لگے سو جو شخص میری پیروی کرے اور توحید حق تو کا قائل ہو پس وہ میرے مذہب والوں میں ہے اور جو شخص میرا حکم نہ مانے پس بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ کہنا ابراہیم ؑ کا اس امر کے جاننے سے پہلے ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشتا۔

تشریح

(۲۴) فطرت کی ہر مانگ کو پورا کرنے والی اللہ کی بیشمار نعمتیں | یہ تو صرف چند بڑی بڑی نعمتوں کا ذکر ہے۔ انسان کی فطرت جس چیز کو طلب کرتی ہے اس کی راحت اور زندگی کے لئے جو جو چیز ضروری ہے انسان کی بقا اور ترقی کے لئے جن جن وسائل کی ضرورت ہے پروردگار نے وہ سب مہیا کر دیئے۔ اگر انسان اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہے تو وہ اتنی بے شمار ہیں کہ ان کو گن نہیں سکتا مگر انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔ اگر وہ اپنی اس کمزوری پر نظر کرے اور اس کو دور کرنے کی کوشش کرے تو اسے اندازہ ہوگا کہ وہ محسن حقیقی کے احسانات میں دبا ہوا ہے۔

(۲۵) مکہ کی تاریخ اور حضرت ابراہیم کی دعاؤں اور تمناؤں کو یاد کرو | قریش جو آج عرب کے سردار بنے ہوئے ہیں اور حرم محترم کی وجہ سے پورے عرب میں ان کا سکہ چلتا ہے، وہ ذرا یاد کریں کہ یہ شہر مکہ کس طرح آباد ہوا تھا اور پھر جب حضرت ابراہیم نے یہاں خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی تھی تو کیا کیا دعائیں اور تمنائیں کی تھیں۔ انہوں نے دعا کی تھی کہ پروردگار اس شہر کو امن کا شہر بنائیو مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائیو۔ آج اسی کعبہ کو تم نے توحید کے مرکز کے بجائے بت پرستی کا گڑھ بنالیا ہے۔ یہ صنم پرستی جو نظام شرک کی بنیاد ہے جو پروردگار سے بغاوت ہے جو رب العالمین کی ناشکری اور کفران نعمت ہے۔

(۲۶) صنم پرستی نے بہت سوں کو گمراہ کیا ہے | یہ صنم پرستی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ دراصل نظام حق کے مقابلے میں نظام باطل کا اعلان اور رب حقیقی سے بغاوت ہے۔ حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی کہ اے پروردگار جو میرے طریقے پر چلیگا اور توحید کو اختیار کرے گا وہی حقیقت میں میرا ہے اور جو اس کے خلاف طریقہ اختیار کرے گا تو پھر معاملہ آپ کے حوالے ہے اور آپ بہت درگذر کرنے والے اور مہربان ہیں آپ جو کچھ معاملہ کریں گے وہ شفقت کے ساتھ ہی فرمائیں گے ان میں طلب ہدایت پیدا ہوجائے، تو ان کو توبہ کی توفیق دے سکتے ہیں آپ کی مہربانی ہو تو وہ ایمان لاکر آپ کی رحمت کے مستحق بن سکتے ہیں۔ حضرات پیغمبر علیہ السلام میں ایسی نرم دلی اور نوع انسانی کے لئے شفقت ہوتی ہے کہ وہ آخیر وقت تک اللہ تعالیٰ سے عفو و درگذر کی التجا کرتے رہتے ہیں جیسا کہ سورہ مائدہ آیت ۱۱۸ میں حضرت عیسیٰ ؑ کی دعا ہے کہ "اگر حضور ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کردیں تو آپ بالادست اور حکیم ہیں" آپ اپنے بندوں پر بے جا ظلم اور سختی نہیں کرسکتے۔ اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو عین عدل و حکمت کے مطابق ہوگی اور اگر معاف کردیں تو یہ معافی عاجز ہونے کی وجہ سے نہیں ہوگی کیونکہ آپ عزیز و غالب ہیں کوئی مجرم آپ کے قبضۂ قدرت سے بھاگ کر نکل نہیں سکتا اور چونکہ آپ حکمت والے ہیں اسلئے یہ بھی ممکن نہیں کہ کسی مجرم کو یونہی بے موقع چھوڑ دیں بہرحال جو بھی فیصلہ آپ ان مجرمین کے حق میں کریں گے وہ بالکل حکیمانہ اور قادرانہ و قدرت والا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ ؑ کا یہ کلام چونکہ میدان حشر میں ہوگا اس لئے آپ نے عزیز حکیم فرمایا۔ حضرت ابراہیم ؑ کی یہ دعا کیونکہ دنیا میں ہوئی ہے اسلئے عزیز حکیم کے بجائے غفور رحیم فرمایا کہ ابھی موقع ہے کہ تو اپنی رحمت سے تو توبہ کی توفیق دے اور پچھلے گناہوں کو معاف فرما دے۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ

رَبَّنَآ	اِنِّیْٓ	اَسْكَنْتُ	مِنْ	ذُرِّیَّتِیْ	بِوَادٍ	غَیْرِ	ذِیْ	زَرْعٍ	عِنْدَ
اے ہمارے رب	بیشک میں	میں نے بسایا	سے کچھ	اپنی اولاد	میدان	بغیر	کھیتی	والے	نزدیک

اے ہمارے رب! بیشک میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک بغیر کھیتی والے میدان میں بسایا ہے تیرے احترام والے

بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ

بَیْتِكَ	الْمُحَرَّمِ	رَبَّنَا	لِیُقِیْمُوا	الصَّلٰوةَ	فَاجْعَلْ	اَفْئِدَةً	مِّنَ
تیرا گھر	احترام والا	اے ہمارے رب	تاکہ قائم کریں	نماز	پس کر دے	دل (جمع)	سے

گھر کے نزدیک۔ اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم کریں، پس لوگوں کے دلوں کو (ایسا)

النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

النَّاسِ	تَهْوِیْٓ	اِلَیْهِمْ	وَارْزُقْهُمْ	مِّنَ	الثَّمَرٰتِ	لَعَلَّهُمْ	یَشْكُرُوْنَ
لوگ	وہ مائل ہوں	انکی طرف	اور انہیں رزق دے	سے	پھل (جمع)	تاکہ وہ	شکر کریں

کردے کہ وہ ان کی طرف مائل ہوں، اور انہیں پھلوں سے رزق دے تاکہ وہ شکر کریں۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ

رَبَّنَآ	اِنَّكَ	تَعْلَمُ	مَا نُخْفِیْ	وَمَا	نُعْلِنُ	وَمَا	یَخْفٰی	عَلَی اللّٰهِ
اے ہمارے رب	بیشک تو	تو جانتا ہے	جو ہم چھپاتے ہیں	اور جو	ہم ظاہر کرتے ہیں	اور نہیں	چھپی ہوئی	اللہ پر

اے ہمارے رب! بیشک تُو تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ پر کوئی چیز چھپی ہوئی

مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾

مِنْ	شَیْءٍ	فِی الْاَرْضِ	وَلَا	فِی	السَّمَآءِ
سے۔ کوئی	چیز	زمین میں	اور نہ	میں	آسمان

نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں۔

﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ اَیْ
بَعْضَهَا وَهُوَ اِسْمٰعِیْلُ مَعَ اُمِّهٖ هَاجَرَ بِوَادٍ
غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ هُوَ مَكَّةُ عِنْدَ بَیْتِكَ
الْمُحَرَّمِ اَلَّذِیْ كَانَ قَبْلَ الطُّوْفَانِ
رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً

﴿۳۷﴾ اے ہمارے رب بیشک میں نے اپنی بعض اولاد یعنی اسمٰعیل کو معہ اسکی والدہ ہاجرہ کے غیر کھیتی والے جنگل یعنی مکہ میں تیرے گھر حرمت والے کے پاس رکھا جو طوفان کے آنے سے پہلے بنا ہوا تھا۔ اے ہمارے رب انکو اسلئے یہاں رکھا کہ وہ نماز قائم کریں سو تو لوگوں کے دل انکی طرف متوجہ فرما کہ وہ یہاں آویں

قُلُوْبًا مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ تَمِیْلُ وَتَحِنُّ اِلَیْهِمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْ قَالَ اَفْئِدَةَ النَّاسِ لَحَنَّتْ اِلَیْهِ فَارِسُ وَالرُّوْمُ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ۝ وَقَدْ فَعَلَ بِنَقْلِ الطَّائِفِ اِلَیْهِ

اور رہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ کے بجائے اَفْئِدَةَ النَّاسِ فرماتے بغیر مِنْ کے تو فارس اور روم کے رہنے والے اور تمام جہان کے آدمی مکہ کی طرف مائل اور متوجہ ہوتے اور وہاں آتے اور روزی دے اے میرے رب انکو میوے اور پھل تاکہ وہ تیرے شکرگزار ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا کہ طائف کو منتقل کرکے مکہ پاس آباد کیا۔

(۳۸) رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ مَا نُسِرُّ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ زَائِدَةٌ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّكُوْنَ مِنْ كَلَامِهٖ تَعَالٰی اَوْ كَلَامِ اِبْرٰهِیْمَ ؑ

(۳۸) اے ہمارے رب بیشک تو جانتا ہے جو ہمارے دل میں ہے اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ پر کوئی چیز زمین و آسمان کی پوشیدہ نہیں۔ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ الخ مقولہ ابراہیمؑ کا ہے یا کلام جناب باری ہے۔ اسمیں دونوں احتمال ہیں۔

تشریح

(۳۷) حضرت اسماعیلؑ کے ذریعے مکے کی آبادی اور حضرت ابراہیمؑ کی دعا | حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے شیرخوارگی کی حالت میں اپنے اکلوتے بیٹے اسماعیلؑ اور ان کی والدہ ہاجرہ کو اس چٹیل بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم سے یہاں زمزم کا چشمہ جاری کیا جس کو دیکھ کر قبیلۂ جُرہم کے کچھ لوگ وہاں پہنچ گئے اور حضرت ہاجرہ کی اجازت سے وہیں بس گئے حضرت اسماعیل بڑے ہوئے تو اسی قبیلہ میں ان کی شادی ہوئی اس طرح مکے کی بستی بس گئی۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ سے مل کر خانۂ کعبہ کی تعمیر کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ رب العالمین میں نے اپنی اولاد کو آپ کے مقدس گھر کے پاس اس لئے آباد کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں آپکی عبادت اور بندگی سے آپ کا یہ محترم گھر آباد ہو۔ پروردگار لوگوں کے دلوں کو اس گھر کی طرف راغب کردے اور ان کی دل جمعی کے لئے غیب سے ایسا سامان کردے کہ عمدہ میوے، غلہ، پانی جس چیز کی ضرورت ہو وہ یہاں ان کو ملتا رہے تاکہ یہ دلجمعی کے ساتھ آپ کی عبادت کریں اور آپ کے شکرگزار بندے بنیں۔ معلوم ہوا کہ روئے زمین پر یہ سب سے پہلے عبادت گاہ اللہ کی بندگی کے لئے بطور مرکز تعمیر کی گئی تھی۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ۔

؎ دنیا کے بتکدے میں پہلا وہ گھر خدا کا ٭ ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعائیں قبول فرمائیں ہر سال ہزاروں لاکھوں آدمی کھنچ کھنچ کر وہاں پہنچتے ہیں کھانے پینے کی چیزوں کی جو افراط اتنے بڑے مجمع میں نظر آتی ہے یہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کی قبولیت کی صاف علامت ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی دعا میں اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ (کچھ آدمیوں کے دل) فرمایا تھا ورنہ شاید سارا جہاں ٹوٹ پڑتا۔

(۳۸) اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے | حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے پروردگار جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں یعنی جو ہماری زبان پر ہے اور جو ہمارے دل کے جذبات ہیں آپ سب سے واقف ہیں واقعہ یہی ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے چھپی ہوئی ہے۔

الحمد لله الذی وهب لی علی الکبر اسمٰعیل و اسحٰق ان ربی لسمیع

لسمیع	ربی	ان	و اسحٰق	اسمٰعیل	الکبر	علی	وهب + لی	الذی	لله	الحمد
البتہ سننے والا	میرا رب	بیشک	اور اسحٰق	اسمٰعیل	بڑھاپا	پر میں	بخشا مجھے	وہ جو جس	اللہ کیلئے	تمام تعریفیں

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں بخشا اسمٰعیل ؑ اور اسحٰق ؑ بیشک میرا رب دعا سننے

الدعآء ﴿۳۹﴾ رب اجعلنی مقیم الصلوٰة ومن ذریتی ربنا وتقبل دعآء ﴿۴۰﴾

دعآء	وتقبل	ربنا	ذریتی	ومن	الصلوٰة	مقیم	اجعلنی	رب	الدعآء
دعا	اور قبول فرما	اے ہمارے رب	میری اولاد	اور سے کو	نماز	قائم کرنیوالا	مجھے بنا	اے میرے رب	دعا

والا ہے اے میرے رب! مجھے بنا نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد کو بھی، اے ہمارے رب میری دعا قبول فرمالے۔

﴿۳۹﴾ الحمد لله الذی وهب لی اعطانی علی مع الکبر اسمٰعیل ولد له تسع و تسعون سنة و اسحٰق ولد له مائة و ثنتا عشرة سنة ان ربی لسمیع الدعآء ○

﴿۳۹﴾ الحمد لله الذی وهب لی علی الکبر اسمٰعیل و اسحٰق الخ
یعنی حمد اس اللہ کو جس نے مجھکو بڑھاپے میں دو بیٹے اسمٰعیل ؑ اسحٰق عطا فرمائے جس وقت اسمٰعیل پیدا ہوا عمر ابراہیم کی ننانوے برس کی تھی اور جب اسحٰق پیدا ہوا عمر انکی ایک سو بارہ برس کی تھی بیشک میرا رب سننے والا ہے دعا کو۔

﴿۴۰﴾ رب اجعلنی مقیم الصلوٰة و اجعل من ذریتی من یقیمها و اتی بمن لاعلام الله تعالیٰ له ان منهم کفارا ربنا و تقبل دعآء ○ المذکور

﴿۴۰﴾ اے میرے رب کر مجھ کو نماز قائم کرنے والا اور کر میری اولاد میں سے نماز پڑھنے والے (ومن ذریتی اسلئے کہا تاکہ معلوم ہوجائے کہ کل ذریت مسلمان نہ ہو گی بعض انمیں سے کافر ہونگے)
اے ہمارے رب یہ ہماری دعا قبول فرما

تشریح

﴿۳۹﴾ اولاد کی نعمت پر حضرت ابراہیم ؑ کی شکر گزاری حضرت ابراہیم ؑ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے بڑھاپے کی عمر میں جبکہ حضرت ابراہیم ؑ کی عمر تقریباً ۸۰ سال تھی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیل اور اسکے بعد تقریباً ۹۹ سال کی عمر میں پہلی بیوی حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق ؑ عطا فرمائے ...... حضرت ابراہیم ؑ نے اللہ کے سامنے عرض کیا کہ بے شک آپ دعاؤں کے سننے والے ہیں جس طرح آپ نے میری اس دعا کو قبول کیا میری دیگر دعاؤں کو بھی قبول فرمالیجئے۔

﴿۴۰﴾ اولاد کے لئے دین پر قائم رہنے کی دعا حضرت ابراہیم نے یہ بھی دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے نماز کا قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی ایسے لوگ اٹھیں جو نمازوں کو ٹھیک طور پر قائم رکھیں۔ آپ کے دین پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل کی دعوت دیں۔ (ومن ذریتی) میں اشارہ پیغمبر آخرالزماں کیطرف ہے اور یہ تاحضرت ابراہیم ؑ کے قلب مبارک میں موجود تھی۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا ٭ دعائے خلیل و نوید مسیحا

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ (۴۱) ع ۶ ۱۸

رَبَّنَا	اغۡفِرۡلِیۡ	وَلِوَالِدَیَّ	وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ	یَوۡمَ	یَقُوۡمُ	الۡحِسَابُ
اے ہمارے رب	مجھے بخشدے	اور میرے ماں باپ کو	اور مومنوں کو	جس دن	قائم ہوگا	حساب

اے ہمارے رب جس دن حساب قائم ہوگا (روز حساب) مجھے اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو بخشدے

وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا

وَلَا	تَحۡسَبَنَّ	اللّٰهَ	غَافِلًا	عَمَّا	یَعۡمَلُ	الظّٰلِمُوۡنَ	اِنَّمَا
اور نہ	تم ہرگز گمان کرنا	اللہ	بے خبر	اس سے جو	وہ کرتے ہیں	ظالم (جمع)	صرف

اور تم ہرگز گمان نہ کرنا کہ اللہ اس سے بے خبر ہے جو وہ ظالم کرتے ہیں وہ صرف انہیں

یُؤَخِّرُهُمۡ لِیَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِیۡهِ الۡاَبۡصَارُ (۴۲) مُهۡطِعِیۡنَ

یُؤَخِّرُهُمۡ	لِیَوۡمٍ	تَشۡخَصُ	فِیۡهِ	الۡاَبۡصَارُ	مُهۡطِعِیۡنَ
انہیں مہلت دیتا ہے	اس دن تک	کھلی رہ جائینگی	اس میں	آنکھیں	وہ دوڑتے ہوں گے

اس دن تک مہلت دیتا ہے جس میں کھلی رہ جائیں گی آنکھیں وہ اپنے سر (اوپر کو) اٹھائے

مُقۡنِعِیۡ رُءُوۡسِهِمۡ لَا یَرۡتَدُّ اِلَیۡهِمۡ طَرۡفُهُمۡ ۚ وَاَفۡـِٕدَتُهُمۡ هَوَآءٌ (۴۳)

مُقۡنِعِیۡ	رُءُوۡسِهِمۡ	لَا یَرۡتَدُّ	اِلَیۡهِمۡ	طَرۡفُهُمۡ	وَاَفۡـِٕدَتُهُمۡ	هَوَآءٌ
اٹھائے ہوئے	اپنے سر	نہ لوٹ سکیں گی	انکی طرف	انکی نگاہیں	اور انکے دل	اُڑے ہوئے

دوڑتے ہوں گے ان کی نگاہیں ان کی طرف نہ لوٹ سکیں گی اور ان کے دل (خوف سے) اُڑے ہوئے ہونگے

(۴۱) رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ هٰذَا قَبۡلَ
اَنۡ یَتَبَیَّنَ لَهٗ عَدَاوَتُهُمَا لِلّٰهِ وَقِیۡلَ اَسۡلَمَتۡ
اُمُّهٗ وَقُرِئَ وَالِدِیۡ مُفۡرَدًا وَوَلَدِیۡ
وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ یُثۡبِتُ
الۡحِسَابُ ○

(۴۲) قَالَ تَعَالٰی وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا
عَمَّا یَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ؕ اَلۡکَافِرُوۡنَ
مِنۡ اَهۡلِ مَکَّةَ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمۡ بِلَا
عَذَابٍ لِیَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِیۡهِ الۡاَبۡصَارُ ○
لِهَوۡلِ مَا تَرٰی یُقَالُ شَخَصَ بَصَرُ فُلَانٍ
اَیۡ فَتَحَهٗ فَلَمۡ یَغۡمِضۡهُ

(۴۱) اے ہمارے رب مجھ کو بخش اور میرے ماں باپ کی مغفرت فرما۔ یہ دعا ابراہیم کی پہلے ظاہر ہونے اس امر کے ہے کہ وہ دونوں اللہ کے دشمن ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ ابراہیم کی ماں مسلمان ہوگئی تھی اور بعض قرأت میں وَالِدِیۡ بصیغۂ مفرد ہے اور بعض میں وَوَلَدِیۡ ہے یعنی بخش مجھ کو اور میری اولاد کو اور اہل ایمان کو جس روز کہ ہوگا حساب۔

(۴۲) اللہ تعالٰی نے فرمایا: وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ اور کافروں یعنی مکہ والوں کے افعال سے اللہ کو بے خبر نہ سمجھو۔ بات یہ ہے کہ اس نے کافروں کو بدون عذاب کے مہلت دے رکھی ہے اس دن کے لئے کہ اس میں آنکھیں پھٹی رہ جائینگی بسبب دہشت اس چیز کے کہ دیکھا جاوے گا (محاورہ عرب میں بولا جاتا ہے شَخَصَ بَصَرُهٗ جبکہ آنکھ کو کھولے پھر بند نہ کرے)

(۴۳) مُهْطِعِيْنَ مُسْرِعِيْنَ حَالٌ مُقْنِعِیْ رَافِعِیْ رُءُوْسِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ بَصَرُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ قُلُوْبُهُمْ هَوَآءٌ ۝ خَالِيَةٌ مِنَ الْعَقْلِ لِفَزَعِهِمْ

(۴۳) اس حال میں کہ جلدی کرنے والے ہونگے اور اپنے سروں کو آسمان کی طرف اٹھانے والے انکی بینائی انکی طرف نہ لوٹے گی یعنی آنکھ کھلی رہ جائیگی اور ان کے دل عقل سے خالی ہو جائیں گے بسبب خوف کے

تشریح

(۴۱) حضرت ابراہیمؑ کی اپنے والدین کے لئے دعا۔ حضرت ابراہیمؑ جب اپنے وطن اُرؔ (بابل) جو کہ عراق کا ایک مرکزی مقام تھا، سے نکلے اور اپنا وطن چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ قرآن مجید سورۂ صٰفٰت ۹۹ میں ہے وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَيَهْدِيْنِ ۝ (اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری رہنمائی کریگا) انہوں نے اپنے والد سے وعدہ کیا تھا کہ :۔ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ (مریم۔ ۴۷) (میں آپ کے لئے اپنے رب سے مغفرت کی درخواست کرونگا) اس وعدے کے تحت انہوں نے دیگر اہل ایمان کے ساتھ اپنے والد کی مغفرت کی بھی درخواست کی مگر جب انہیں احساس ہوا کہ اللہ کے ساتھ شریک بنانا ناقابل معافی ہے تو انہوں نے فوراً اپنی بیزاری کا اظہار فرمایا جیسا کہ سورۂ توبہ آیت ۱۱۴ میں ہے کہ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۚ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ۔ ابراہیم نے اپنے والد کے لئے جو مغفرت کی دعا کی تھی وہ تو اس وعدے کی وجہ سے تھی جو انہوں نے اپنے والد سے کیا تھا مگر جب انہیں معلوم ہو گیا کہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا پروردگار کے ساتھ دشمنی ہے اور مشرک اللہ کا دشمن ہوتا ہے تو وہ کسی کی محبت میں حد سے آگے بڑھنے والے نہ تھے انہوں نے فوراً اپنی بیزاری کا اظہار کیا بیشک حضرت ابراہیمؑ بہت نرم دل اور اپنے مزاج پر قابو رکھنے والے تھے۔

(۴۲) اللہ کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیات سے پہلے اپنی بہت سی نعمتوں کا ذکر فرمایا، حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ کا ذکر کر کے مکہ کے لوگوں کو وہ خصوصی نعمتیں یاد دلائیں جو حضرت ابراہیم کی دعاؤں کے نتیجے میں اہل مکہ کو حاصل ہوئیں اللہ کی نعمتوں پر شکر گزاری کے بجائے ان کے کفران نعمت کی طرف اشارہ فرمایا۔ اب اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ اگر ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا ملنے میں دیر ہو تو یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ان کی حرکتوں سے غافل اور بے خبر ہیں۔ اللہ کی عادت ہے کہ وہ بڑے سے بڑے ظالم کو مہلت دیتے ہیں تاکہ یا تو وہ اپنے ظلم سے باز آ جائے یا اسکا جرم اتنا نمایاں ہو جائے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اس کو موقعہ نہیں دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا کو اس دن کے لئے ٹال رہا ہے جب آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی یعنی قیامت کا ہولناک منظر سامنے ہوگا۔

(۴۳) محشر کے میدان میں ظالموں کی حالت کیا ہوگی۔ خوف اور حیرت سے سر کو اوپر اٹھائے ٹکٹکی باندھے دیکھتے ہوئے بھاگے چلے جا رہے ہونگے ایسا معلوم ہوگا کہ آنکھیں پتھرا گئی ہیں نہ پلک جھپکے گی نہ نظر ہٹے گی۔ خوف و دہشت سے دل اڑے چلے جا رہے ہوں گے ظالموں کے لئے وہ دن بڑی حسرت کا دن ہوگا جبکہ اہل ایمان سکون و اطمینان کے ساتھ ہونگے جیسا کہ سورۂ انبیاء میں ارشاد ہوا ہے لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (آیت ۱۰۳) انتہائی گھبراہٹ کا وقت ان کو ذرا پریشان نہ کرے گا اور فرشتے آگے بڑھ کر ان کو ہاتھوں میں لے لیں گے۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ

وَاَنْذِرِ	النَّاسَ	يَوْمَ	يَاْتِيْهِمُ	الْعَذَابُ	فَيَقُوْلُ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	رَبَّنَآ
اور ڈراؤ	لوگ	وہ دن	اُن پر آئیگا	عذاب	تو کہیں گے	وہ لوگ. جو	انہوں نے ظلم کیا (ظالم)	اے ہمارے رب

اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب اُن پر عذاب آئے گا تو کہیں گے ظالم اے ہمارے رب !

اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَلَمْ

اَخِّرْنَآ	اِلٰٓى	اَجَلٍ	قَرِيْبٍ	نُّجِبْ	دَعْوَتَكَ	وَنَتَّبِعِ	الرُّسُلَ	اَوَلَمْ
ہمیں مہلت دے	طرف	ایک دن	تھوڑی	ہم قبول کریں	تیری دعوت	اور ہم پیروی کریں	رسول (جمع)	یا کیا نہ

ہمیں ایک تھوڑی مدت کے لئے مہلت دیدے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور ہم پیروی کریں رسولوں کی۔ کیا تم

تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ (۴۴)

تَكُوْنُوْٓا	اَقْسَمْتُمْ	مِّنْ قَبْلُ	مَا لَكُمْ	مِّنْ	زَوَالٍ
تم تھے	تم قسمیں کھاتے	اس سے قبل	تمہارے لئے نہیں	کوئی	زوال

اس سے قبل قسمیں نہ کھاتے تھے ؟ کہ تمہارے لئے کوئی زوال نہیں۔

(۴۴) وَاَنْذِرْ خَوِّفْ يَا مُحَمَّدُ النَّاسَ الْكُفَّارَ
يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ
فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا كَفَرُوْا رَبَّنَآ
اَخِّرْنَا بِاَنْ تَرُدَّنَا اِلَى الدُّنْيَا اِلٰٓى اَجَلٍ
قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ بِالتَّوْحِيْدِ
وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ فَيُقَالُ لَهُمْ تَوْبِيْخًا
اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ حَلَفْتُمْ مِّنْ
قَبْلُ فِي الدُّنْيَا مَا لَكُمْ مِّنْ زَائِدَةٌ
زَوَالٍ ○ عَنْهَا اِلَى الْاٰخِرَةِ

(۴۴) اور ڈرا تو اے محمدؐ کافروں کو اس دن سے کہ ان پر عذاب آوے۔ (وہ دن قیامت کا ہے) سو کافر کہیں گے اے ہمارے رب ہم کو مہلت دے ایک قریب مدت تک یعنی دنیا میں، پھر واپس بھیج اور تھوڑی مدت تک ہم کو وہاں چھوڑ کہ ہم تیرے امر کو مانیں اور توحید کے قائل ہوں اور پیغمبروں کی اطاعت کریں سو ان کو از راہ سرزنش کہا جاویگا کیا تم اس سے پہلے دنیا میں قسم کھا کر یہ نہ کہا کرتے تھے کہ ہم کو دنیا سے آخرت کی طرف جانا نہیں۔

تشریح

(۴۴) بس تھوڑی سی مہلت اور | یہ ناشکرے اور حق کے منکر لوگ جب ان کی موت کا وقت آئے گا تو موت کی سختی سے گھبرا کر یا اللہ کا عذاب جب ان کو گھیر لے گا تو اس وقت پریشان ہو کر کہیں گے کہ ہمیں تھوڑی سی مہلت اور دیدو اب ہم رب کی دعوت کو مانیں گے .... اور اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کی پیروی کریں گے مگر جواب میں ان سے کہا جائے گا کہ تم وہی تو ہو کہ بڑے غرور کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ ہماری شان و شوکت کبھی ختم نہ ہو گی اور قسمیں کھاتے تھے کہ ہم پر کبھی زوال نہ آئے گا۔ اے پیغمبر آپ ان کو اس دن سے ڈرائیں تاکہ یہ لوگ باز آکر وہ دن آنے سے پہلے اپنی روش کو بدل لیں۔

وَسَكَنْتُمْ فِىْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ

وَسَكَنْتُمْ	فِىْ	مَسٰكِنِ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	وَتَبَيَّنَ	لَكُمْ	كَيْفَ
اور تم رہے تھے	میں	گھر (جمع)	جن لوگوں نے	ظلم کیا تھا	اپنی جانوں پر	اور ظاہر ہوگیا	تم پر	کیسا

اور تم رہے تھے ان لوگوں کے گھروں میں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تم پر ظاہر ہوگیا تھا کہ ہم نے اُن

فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ

فَعَلْنَا	بِهِمْ	وَضَرَبْنَا	لَكُمُ	الْاَمْثَالَ	وَقَدْ + مَكَرُوْا	مَكْرَهُمْ	وَ
ہم نے سلوک کیا	ان سے	اور ہم نے بیان کیں	تمہارے لئے	مثالیں	اور انہوں نے داؤ چلے	اپنے داؤ	اور

سے کیسا سلوک کیا۔ ہم نے تمہارے لئے مثالیں بیان کیں اور انہوں نے اپنے داؤ چلے اور اللہ کے

عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾

عِنْدَ اللّٰهِ	مَكْرُهُمْ	وَاِنْ	كَانَ	مَكْرُهُمْ	لِتَزُوْلَ	مِنْهُ	الْجِبَالُ
اللہ کے آگے	ان کا داؤ	اور اگرچہ	تھا	ان کا داؤ	کہ ٹل جاتے	اس سے	پہاڑ

آگے ہیں اُن کے داؤ۔ اور اگرچہ اُن کا داؤ ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ ٹل جاتے

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾

فَلَا تَحْسَبَنَّ	اللّٰهَ	مُخْلِفَ	وَعْدِهٖ	رُسُلَهٗ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	ذُو انْتِقَامٍ
پس تو ہرگز خیال نہ کر	اللہ	خلاف کریگا	اپنا وعدہ	اپنے رسول	بیشک	اللہ	زبردست	بدلہ لینے والا

پس تو ہرگز خیال نہ کر کہ اللہ خلاف کرے گا اپنے رسولوں سے اپنا وعدہ بیشک اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔

﴿۴۵﴾ وَسَكَنْتُمْ فِيْهَا فِىْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ بِالْكُفْرِ مِنَ الْاُمَمِ السَّابِقَةِ وَ
تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ مِنَ الْعُقُوْبَةِ
فَلَمْ تَنْزَجِرُوْا وَضَرَبْنَا بَيَّنَّا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ○
فِى الْقُرْاٰنِ فَلَمْ تَعْتَبِرُوْا

﴿۴۶﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا بِالنَّبِيِّ صلعم مَكْرَهُمْ
حَيْثُ اَرَادُوْا قَتْلَهٗ اَوْ تَقْيِيْدَهٗ اَوْ اِخْرَاجَهٗ
وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ اَىْ عِلْمُهٗ اَوْ
جَزَاؤُهٗ وَاِنْ مَا كَانَ مَكْرُهُمْ وَاِنْ
عَظُمَ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ اَلْمَعْنٰى لَا يُعْبَأُ

﴿۴۵﴾ اور تم دنیا میں ان لوگوں کے گھروں میں رہے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا بسبب کفر کے (مراد ان سے پہلی امتیں ہیں) اور تم پر ظاہر ہوچکا جو ہم نے ان کے ساتھ کیا اور انکو گرفتار عذاب کیا سو تم پھر بھی متنبہ نہ ہوئے اور ہم نے تمہارے لئے قرآن میں طرح طرح کی مثالیں بیان کیں سو تم نے عبرت نہ پکڑی۔

﴿۴۶﴾ اور بیشک کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر طرح کے مکر کئے اس طرح کہ ان کے مار ڈالنے یا قید کرنے یا نکالنے کا ارادہ کیا اور اللہ ان کے مکر کو جانتا ہے اس کا بدلہ ان کو ملیگا اور ان کا مکر اگرچہ کتنا ہی بڑا ہو پہاڑوں کو نہیں ٹلا سکتا۔ مراد یہ ہے کہ ان کے مکر قابلِ التفات نہیں انکی پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ اور ان کا مکر انھیں کی

بِهٖ وَلَا يَضُرُّ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَالْمُرَادُ بِالْجِبَالِ هُنَا قِيْلَ حَقِيْقَتُهَا وَقِيْلَ شَرَائِعُ الْاِسْلَامِ الْمُشَبَّهَةُ بِهَا فِي الْقَرَارِ وَالثَّبَاتِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ لَامِ لِتَزُوْلَ وَرَفْعِ الْفِعْلِ فَاِنْ مُخَفَّفَةٌ وَالْمُرَادُ تَعْظِيْمُ مَكْرِهِمْ وَقِيْلَ اَلْمُرَادُ بِالْمَكْرِ كُفْرُهُمْ وَيُنَاسِبُهُ عَلَى الثَّانِيَةِ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔ وَعَلَى الْاُوْلٰى مَا قُرِئَ وَمَا كَانَ

جانوں کو نقصان پہنچاویگا۔ اور مراد پہاڑوں سے بعض نے کہا یہی پہاڑ حقیقی ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد پہاڑوں سے احکام اسلام ہیں جو پہاڑوں کے ساتھ تشبیہ دیئے گئے ہیں استحکام اور استقرار میں (اور ایک قرأت میں لَتَزُوْلَ کے لام کو فتح ہے اور فعل مرفوع ہے تو اس صورت میں لفظ اِنْ مخفف ہے اِنَّ مشدد سے اور حال یہ ہے کہ ان کا مکر نہایت بڑا ہے جو پہاڑوں کو ٹلادے۔ اور بعض نے کہا کہ مراد مکر سے ان کا کفر ہے اور اِنْ مخفف کی قرأت کے مناسب ہے، آیت تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اور اِن نافیہ کے مناسب ہے، وہ جو اس آیت میں بجائے وَاِنْ كَانَ کے وَمَا كَانَ پڑھا گیا ہے۔

(۴۷) فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ بِالنَّصْرِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَالِبٌ لَا يُعْجِزُهٗ شَيْءٌ ذُو انْتِقَامٍ ○ مِمَّنْ عَصَاهُ

(۴۷) فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ الخ پس تم اللہ کو وعدہ خلاف کرنے والا اپنے پیغمبروں سے دربارہ فتح اور غلبہ دینے کے نہ سمجھو اللہ ضرور اُن کی مدد فرمائیگا اور انکو غلبہ دیگا بیشک اللہ غالب ہے کوئی چیز اسکو عاجز نہیں کرسکتی وہ بدلہ لینے والا ہے ان لوگوں سے جو اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔

تشریح

(۴۵) عبرت کے سامان تمہارے آس پاس ہی تھے | آج تم پچھتا رہے ہو جبکہ پچھتانے کا وقت ختم ہوچکا، موت سامنے ہے، اللہ کا عذاب تمہیں گھیرے ہوئے ہے۔ حالانکہ تمہارے آس پاس ہی وہ بستیاں تھیں کہ جہاں وہ لوگ آباد تھے جنہوں نے ظالمانہ رویہ اختیار کرکے خود اپنے اوپر زیادتی کی تھی اور تمہارے اوپر یہ بات کھل چکی تھی، تاریخ اور متواتر روایات کے ذریعہ۔ ایسے ظالموں کو ہم نے کیسی سزا دی تھی اور انبیاء کے ذریعہ ایسے لوگوں کی مثالیں دے دیکر اور ان کے واقعات سناکر ہم تمہیں سمجھا بھی چکے تھے مگر تم نے نصیحت اور عبرت حاصل کرنے کے بجائے اُنہی کے انداز اختیار کرلیئے اور اپنی سرکشی عناد اور عداوت پر اَڑے رہے۔

(۴۶) ان کی چالوں کی شکست بھی تم دیکھ چکے تھے | جن لوگوں نے انبیاء کرام کی دعوتِ حق کو ٹھکرایا اور ان کی دعوت کو ناکام کرنے کے لیے، ہر طرح کی چالیں چل کر دیکھیں مگر ان کی ہر چال اُلٹی پڑتی رہی حالاں کہ ان کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ بھی ٹل جائیں مگر اللہ کی چال ان کی ساری چالوں کو ناکام کرتی رہی۔ حق کو آنا تھا وہ آکر رہا۔ جھوٹ کا پردہ چاک ہونا تھا وہ ہوکر رہا۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود آنے والے یہی سمجھتے رہے کہ پچھلے لوگوں کی چالیں تو ناکام ہوئیں مگر ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔

(۴۷) اللہ کے وعدے پورے ہوکر رہیں گے | اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور کامیاب ہونگے اور ہم ان کی مدد کریں گے۔ پہلے بھی اللہ نے اپنے رسولوں سے جو وعدے کیئے وہ پورے کیئے اور ان کے مخالفوں کو نیچا دکھایا۔ آج بھی اے محمد ! اللہ جو آپ سے وعدے کر رہا ہے وہ پورے ہوکر رہیں گے اور جو آپ کی مخالفت کر رہے ہیں، حق کے راستے میں روڑے اٹکا رہے ہیں، غرور اور تکبر کے نشے میں مست ہیں وہ تہس نہس ہوکر رہیں گے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ

يَوْمَ	تُبَدَّلُ	الْأَرْضُ	غَيْرَ الْأَرْضِ	وَالسَّمٰوٰتُ	وَبَرَزُوْا	لِلّٰهِ
جس دن	بدل دیجائیگی	زمین	اور زمین	اور آسمان (جمع)	وہ نکل کھڑے ہونگے	اللہ کے آگے

جس دن (اس) زمین سے بدل دی جائے گی اور زمین اور (بدلے جائینگے) آسمان، اور وہ سب اللہ یکتا وغالب

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي

الْوَاحِدِ	الْقَهَّارِ	وَتَرَى	الْمُجْرِمِيْنَ	يَوْمَئِذٍ	مُّقَرَّنِيْنَ	فِي
یکتا	غالب	اور تو دیکھے گا	مجرم (جمع)	اس دن	باہم جکڑے ہوئے	میں

کے سامنے نکل کھڑے ہونگے، اور تو دیکھے گا مجرم اس دن باہم زنجیروں میں جکڑے

الْأَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ

الْأَصْفَادِ	سَرَابِيْلُهُمْ	مِّنْ	قَطِرَانٍ	وَّتَغْشٰى	وُجُوْهَهُمُ
زنجیریں	ان کے کرتے	سے۔کے	گندھک	اور ڈھانپ لیگی	ان کے چہرے

ہوں گے۔ ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے اور آگ ان کے چہرے ڈھانپے

النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ط إِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

النَّارُ	لِيَجْزِيَ	اللّٰهُ	كُلَّ + نَفْسٍ	مَّا كَسَبَتْ	إِنَّ	اللّٰهَ	سَرِيْعُ +
آگ	تاکہ بدلہ دے	اللہ	ہر جان	جو اس نے کمایا (کمائی)	بیشک	اللہ	جلد

ہوگی تاکہ اللہ ہر جان کو اس کی کمائی (اعمال) کا بدلہ دے بیشک اللہ جلد حساب لینے

الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا

الْحِسَابِ	هٰذَا	بَلٰغٌ	لِّلنَّاسِ	وَلِيُنْذَرُوْا	بِهٖ	وَلِيَعْلَمُوْٓا
حساب لینے والا	یہ	پہنچا دینا (پیغام)	لوگوں کیلئے	اور تاکہ وہ ڈرائے جائیں	اس سے	اور تاکہ وہ جان لیں

والا ہے۔ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے پیغام ہے اور تاکہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور تاکہ وہ جان لیں

أَنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ۱۱ ۱۹

أَنَّمَا + هُوَ	إِلٰهٌ	وَّاحِدٌ	وَّلِيَذَّكَّرَ	أُولُوا الْأَلْبَابِ	
اس کے سوا نہیں وہ	معبود	یکتا	اور تاکہ نصیحت پکڑیں	عقل والے	

کہ وہی معبود یکتا ہے اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑیں۔

(۴۸) اُذْكُرْ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ
الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ هُوَيَوْمُ الْقِيٰمَةِ
فَيُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ نَقِيَّةٍ
كَمَا فِىْ حَدِيْثِ الصَّحِيْحَيْنِ وَرَوٰى مُسْلِمٌ
حَدِيْثًا سُئِلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ
وَبَرَزُوْا خَرَجُوْا مِنَ الْقُبُوْرِ لِلّٰهِ
الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○

(۴۸) یاد کرو اس دن کو کہ بدل جاوے گی زمین غیر اس زمین کے اور بدلے جاویں گے آسمان (مراد اس دن سے روز قیامت ہے) کہ اس میں آدمی جمع کیے جاویں گے زمین سفید صاف پر جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے اور مسلم نے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ اس دن آدمی کہاں ہونگے آپ نے فرمایا صراط پر، اور تمام آدمی قبروں سے نکل کر اللہ واحد غالب کے پاس جاوینگے

(۴۹) وَتَرٰى يَا مُحَمَّدُ تُبْصِرُ الْمُجْرِمِيْنَ
الْكَافِرِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِيْنَ
مَشْدُوْدِيْنَ مَعَ شَيَاطِيْنِهِمْ فِى
الْاَصْفَادِ ○ اَلْقُيُوْدُ اَوِ الْاَغْلَالُ

(۴۹) اور دیکھو گے تم اے محمدؐ اس دن کافروں کو کہ بیڑیوں اور زنجیروں میں بندھے ہوئے ہونگے اپنے شیطانوں کے ساتھ

(۵۰) سَرَابِيْلُهُمْ قُمُصُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ
لِاَنَّهٗ اَبْلَغُ لِاشْتِعَالِ النَّارِ
وَتَغْشٰى تَعْلُوْا وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ○

(۵۰) ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے کہ اس میں آگ زیادہ بھڑکتی ہے۔ اور چہروں کے اوپر آگ ہوگی۔

(۵۱) لِيَجْزِىَ مُتَعَلِّقٌ بِبَرَزُوْا اللّٰهُ كُلَّ
نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ
اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ يُحَاسِبُ
جَمِيْعَ الْخَلْقِ فِىْ قَدْرِ نِصْفِ نَهَارٍ مِنْ
اَيَّامِ الدُّنْيَا لِحَدِيْثٍ بِذٰلِكَ۔

(۵۱) وہ قبروں سے اسلئے نکلیں گے کہ اللہ ہر شخص کو اس کے بھلے برے عملوں کا بدلہ دلوے۔ بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے کہ اپنی تمام مخلوق کا حساب بقدر آدھے دن کے ایام دنیا سے لیگا چنانچہ یہ مضمون حدیث میں وارد ہے۔

(۵۲) هٰذَا الْقُرْاٰنُ بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ اُنْزِلَ
لِتَبْلِيْغِهِمْ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْا
بِمَا فِيْهِ مِنَ الْحُجَجِ اَنَّمَا هُوَ اَىِ اللّٰهُ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ بِاِدْغَامِ التَّاءِ
فِى الْاَصْلِ فِى الذَّالِ يَتَّعِظُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○
اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ۔

(۵۲) یہ قرآن اسلئے اتارا گیا کہ لوگوں کو احکام الٰہی پہنچا وے اور تاکہ وہ قرآن سے ڈرائے جاویں اور تاکہ جان لیویں جو کچھ اس میں ہیں دلیلیں۔ بیشک بات یہ ہے کہ وہ اللہ معبود واحد ہے اور تاکہ نصیحت پکڑیں عقل والے۔

تشریح

(۴۸) جب ایک دوسرا عالم برپا ہوگا | قیامت کا آغاز پہلے صور کے پھونکنے سے ہوگا جس کے بعد اس موجودہ عالم اور نظام طبعی کو درہم برہم کر دیا جائے گا زمین اور آسمان کی موجودہ ہیئت اور شکل وصورت بدل دی جائے گی اور ایک دوسرا نظام طبعی دوسرے قوانین فطرت کے ساتھ بنایا جائیگا۔ وہی عالم آخرت ہوگا۔ پھر دوسرا صور پھونکنے کے ساتھ وہ تمام انسان جو حضرت آدمؑ کی پیدائش سے لیکر قیامت تک پیدا ہوئے انہیں از سر نو زندہ کیا جائیگا یہ زندگی محض روحانی نہیں ہوگی بلکہ جسم اور روح کے ساتھ اسی طرح کی زندگی ہوگی

جس طرح آج ہے اور ہر شخص اپنی اسی شخصیت کے ساتھ موجود ہوگا جس طرح وہ دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ یہ سب انسان دوبارہ زندہ ہوکر جسم و روح کی مکمل شخصیت کے ساتھ اللہ کے حضور میں پیش ہونگے۔ اسی پیشی کا نام قرآن کی زبان میں حشر ہے۔ حشر اسی زمین پر برپا ہوگا یہیں اللہ کی عدالت قائم ہوگی اور قصہ زمین برسر زمین چکایا جائیگا ہر ایک کو اسکے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا ــــــ اے نبی! ان لوگوں کو اس دن کے آنے سے ڈراؤ جب سب اللہ واحد و قہار کے سامنے بے نقاب ہوجائیں گے۔

(۴۹) میدان حشر میں مجرموں کا حال | میدان حشر میں مجرموں کا یہ حال ہوگا کہ ان کے ہاتھ پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے ایک ایک نوعیت کے کئی کئی مجرم اکٹھے زنجیروں میں بندھے ہونگے جیسا کہ سورۂ صٰفّٰت (پارہ ۲۳) میں ہے اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ (گھیر لاؤ سب ظالموں اور ان کے ساتھیوں کو) اور دوبارہ زندگی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (پارہ ۳۰ سورۂ التکویر آیت ۷) اور جب جانیں جسموں سے جوڑدی جائیں گی۔ یعنی جسم اور روح ملکر اس طرح زندہ ہوجائیں گے جسطرح موت سے پہلے تھے۔

(۵۰) اہل دوزخ کا لباس | اہل دوزخ کو جو لباس پہنایا جائیگا وہ تارکول کا ہوگا جو جلدی سے آگ پکڑلے آگ کے شعلوں سے ان کے چہرے چھپے ہوں گے اس طرح وہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں گے چہرے پر آگ کیوجہ سے بدحواسی ہوگی اور چہرہ جو انسان کے اعضا میں قابل احترام حصہ ہے اس پر آگ لگنے سے ذلت کا احساس ہوگا اور اس بدبو اور تعفن، ذلت کا عذاب ان لوگوں کے لئے ہوگا جنہوں نے دنیا میں حق کو ٹھکرایا اور اس کا مقابلہ کیا۔

(۵۱) ہر انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ ملیگا | غرض انسان نے جیسی کمائی کی جیسے اعمال کئے اس کے مطابق حساب کتاب کے بعد پورا پورا بدلہ دیلجائیگا کیونکہ وہ دن بدلے کا ہوگا اور اللہ کا حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی سارا حساب کتاب جلدی سے نمٹ جائے گا دنیا کی عدالتوں کی طرح تاریخوں پر تاریخیں نہیں پڑیں گی۔

(۵۲) یہ دین اللہ کا پیغام ہے | یہ دین جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے تمام انسانوں کے لئے بھیجا ہے یہ اللہ کا پیغام ہے اللہ نے یہ دین اسلئے اتارا ہے کہ لوگ غفلت کی نیند سے جاگیں اور یہ حقیقت سمجھ لیں کہ اللہ ایک ہے اس کے ساتھ کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے۔ عقل و فکر سے کام لیکر اس نصیحت پر کاربند ہوں۔

(۱۵)

سُوْرَةُ الحِجْرِ

تعارف

ترتیب تلاوت : ــــــ ۱۵	ترتیبِ نزول : ــــــ ۵۴
مکّی / مدنی : ــــــ مکّی	تعداد رکوعات : ــــــ ۶
تعداد آیات : ــــــ ۹۹	تعداد الفاظ : ــــــ ۶۶۳
تعداد حروف : ــــــ ۲۹۰۷	

○ اس سورۃ کی آیت نمبر ۸۰ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ میں لفظ اَلْحِجْر سے لے کر اس سورت کا نام رکھا گیا ہے۔ حجر دراصل ایک شہر کا نام ہے قوم ثمود کی بستی میں یہ ایک مرکزی شہر تھا اور اس کے کھنڈرات مدینہ منورہ کے شمال مغرب میں موجودہ شہر اَلْعُلٰی سے چند میل کے فاصلے پر ہیں مدینے سے تبوک جاتے ہوئے یہ شہر سڑک کے کنارے واقع ہے۔ اسی لفظ کو اس سورت کا عنوان بنایا گیا ہے۔ ۹ھ میں تبوک جاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ اس بستی سے گذرے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا یہ وہ جگہ ہے جہاں قوم ثمود پر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب نازل ہوا تھا یہاں سے جلدی گذرو۔

○ اس سورت کے مضامین میں بتایا گیا ہے کہ قرآن اللہ کی واضح حجت ہے جو لوگ اس کو جھٹلا رہے ہیں ایک وہ دن آئے گا کہ ان کو اپنی بدقسمتی پر افسوس ہوگا۔ اللہ کی طرف سے مہلت کا ایک دن مقرر ہے جب وہ وقت پورا ہو جائے گا تو اللہ کی گرفت سے کوئی بچ نہیں سکے گا۔

○ نبی ؐ ایک عرصے سے لوگوں کو سمجھا رہے ہیں مگر آپ کے مخاطب ہیں کہ مسلسل ہٹ دھرمی سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ کے رسول دل شکستہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو حوصلہ دیتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ قرآن کی شکل میں اللہ نے جو نعمت آپ کو دی ہے وہ آپ کے لئے کافی ہے۔ آپ ان انکار کرنے والوں کی پرواہ نہ کریں، اب اس اندھیری رات کے بعد صبح ہونے میں زیادہ دیر نہیں ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں حضرت آدمؑ کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے انسان کی حیثیت اور مقام کو بتانے کے لئے فرشتوں کے ان کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا ذکر کیا ہے۔

○ ابلیس کا سجدے سے انکار اور پھر قیامت تک اس پر اللہ کی پھٹکار اور بندوں کی طرف سے اس پر لعنت، اس کا ذکر کہ شیطان اور اس کے ساتھیوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

○ اللہ نے اہل ایمان کے لئے جنت کی نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کا بھی ذکر ہے کہ اللہ نے ان کو بڑھاپے میں اولاد کی بشارت دی۔

○ قوم لوط پر عذاب کا ذکر، ان کی بدبختی اور بدکاری، ان کے واقعہ میں عبرت ونصیحت کے پہلو اور یہ کہ اہل ایمان کو ملول نہیں ہونا چاہیئے ان کے پاس جو دولت ہے وہ ہر دولت سے بڑھ کر ہے۔

رکوعاتہا ۶	۱۵ : سورۃ الحجر مکیۃ : ۵۴	آیاتہا ۹۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①

الٓرٰ	تِلْكَ	اٰيٰتُ	الْكِتٰبِ	وَ	قُرْاٰنٍ	مُّبِيْنٍ
الف لام را	یہ	آیتیں	کتاب	اور	قرآن	واضح ۔ روشن

الف ۔ لام ۔ را ، یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور واضح (روشن) قرآن کی ۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① الٓرٰ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ تِلْكَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنٰى مِنْ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ مُظْهِرٌ لِّلْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ عَطْفٌ بِزِيَادَةِ صِفَةٍ ۔

سورۂ حجر مکی ہے اس میں ننانوے (۹۹) آیتیں ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

① الٓرٰ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا ۔ یہ آیتیں کتاب اور قرآن ظاہر کی آیتیں ہیں ۔ اضافت آیاتُ الکتاب میں بمعنی مِن کے ہے ۔

تشریح

قرآن کی عظمت اور اس کی خصوصیت یہ اس عظیم الشان کتاب کی آیتیں ہیں جس کی عظمت کا مقابلہ کوئی کتاب نہیں کرسکتی ۔ قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنا مدعا اور مقصد صاف صاف بیان کرتا ہے اس کی دلیلیں انتہائی روشن ہوتی ہیں اس کے احکام نہایت معقول اور فیصلہ کن ہوتے ہیں اور اس کا اندازِ بیان نہایت شگفتہ اور واضح ہوتا ہے لہٰذا اب جو کچھ کہا جا رہا ہے اس کو توجہ سے سننا چاہیئے ۔

مالیرکوٹلہ ۔ جمعۃ المبارک ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

۱۹ مئی ۲۰۰۶ء

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ②

رُبَمَا	يَوَدُّ	الَّذِينَ + كَفَرُوا	لَوْ	كَانُوا	مُسْلِمِينَ
بسا اوقات	آرزو کرینگے	وہ لوگ جو کافر ہوئے	کاش	وہ ہوتے	مسلمان

بسا اوقات کافر آرزو کرینگے کاش وہ مسلمان ہوتے۔

② رُبَمَا بالتشديد والتخفيف يَوَدُّ يتمنى الَّذِينَ كَفَرُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا عَايَنُوا حَالَهُمْ وَحَالَ الْمُسْلِمِينَ لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ○ وَرُبَّ لِلتَّكْثِيرِ فَإِنَّهُ يَكْثُرُ مِنْهُمْ تَمَنِّي ذٰلِكَ وَقِيلَ لِلتَّقْلِيلِ فَإِنَّ الْأَهْوَالَ تُدْهِشُهُمْ فَلَا يُفِيقُونَ حَتَّىٰ يَتَمَنَّوْا ذٰلِكَ إِلَّا فِي أَحْيَانٍ قَلِيلَةٍ

② رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ الخ
بسا اوقات کافرین قیامت کو آرزو کریں گے جبکہ اپنی حالت اور مسلمانوں کی کیفیت کو دیکھیں گے کہ کاش ہم بھی اسلام لاتے۔ رُبَمَا میں رُبَّ ساتھ تشدید اور بدون تشدید کے ہر دو طرح پڑھا گیا ہے۔ اور معنی رب کے زیادتی کے ہیں کیونکہ مسلمان ہونے کی آرزو ان سے بہت مرتبہ ظاہر ہوگی۔ اور بعض نے کہا کہ معنی رب کے کمی کے ہیں کیونکہ ہول قیامت انکو مدہوش کردے گی وہ ہوش میں نہ آدینگے کہ اسلام کی تمنا کریں مگر بعض اوقات میں۔

تشریح

② **منکرینِ حق کا پچھتاوا** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی دعوت کا آغاز فرمایا تو چاروں طرف سے مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا کیونکہ اسلام کی دعوت اپنے تمام دنیوی مفادات قربان کرکے پروردگار کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کی دعوت ہے۔ جن جن لوگوں کے مفادات پر زد پڑتی تھی وہ سب اسلام دشمنی کے لئے اکٹھے ہو گئے اور جو لوگ کھلے دل کے ساتھ دعوتِ حق قبول کرکے اس دین میں داخل ہوئے تھے اُن پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹنے لگے۔ ان مخالفین کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ دینِ اسلام کی دعوت ایسے فطری اور مستحکم اصولوں پر قائم ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت ہلا نہیں سکتی۔ غزوۂ بدر سے لیکر فتح مکہ تک جب جب غلبۂ اسلام کا موقع آیا ان منکرین کو کفِ افسوس ملنا پڑا کہ کاش ہم مخالفت کے بجائے اس کی تائید میں شامل ہوتے تو آج جو عزت اور سرفرازی اس دین کے قبول کرنے والوں کو مل رہی ہے ہم بھی اس میں حصے دار ہوتے پھر جب اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت وہ ساری باتیں جن پر ایمان لانے کی دعوت دی جاتی ہے وہ آنکھوں کے سامنے آئیں گی تو پھر افسوس ہوگا اور حسرت ہوگی کہ کاش موت کے وقت سے پہلے سچائی کو مان لیا ہوتا اور اس عذاب سے بچے رہتے۔ تیسرا موقع پچھتاوے کا جب ہوگا جب اہل ایمان اپنے گناہوں کی سزا کے بعد دوزخ سے نکالے جائیں گے اور منکرین افسوس کریں گے کہ کاش ہم بھی اسی طرح عذاب سے چھوٹ سکتے۔ اور بس یہ آخری موقع ہوگا یاس و حسرت کا اور کفِ افسوس ملنے کا۔ نبی کریم ﷺ نے اسی موقع پر مذکورہ آیت تلاوت فرمائی کہ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ (بعید نہیں ایک وقت وہ آجائے جب منکرین پچھتا کر کہیں گے کہ کاش ہم نے ایمان قبول کرلیا ہوتا)

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ③

ذَرْهُمْ	يَأْكُلُوا	وَيَتَمَتَّعُوا	وَيُلْهِهِمُ	الْأَمَلُ	فَسَوْفَ	يَعْلَمُونَ
انہیں چھوڑ دو	وہ کھائیں	اور فائدہ اٹھائیں	اور غفلت میں رکھے انہیں	امید	پس عنقریب	وہ جان لیں گے

انہیں چھوڑ دو وہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور امید انہیں غفلت میں ڈالے رکھے پس عنقریب وہ جان

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ④

وَمَا	أَهْلَكْنَا	مِنْ	قَرْيَةٍ	إِلَّا	وَلَهَا	كِتَابٌ	مَّعْلُومٌ
اور نہیں	ہم نے ہلاک کیا	کسی	بستی	مگر	اسکے لئے	ایک لکھا ہوا	مقررہ وقت

لیں گے اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر اس کے ایک لکھا ہوا وقت مقرر تھا

③ ذَرْهُمْ اُتْرُكِ الْكُفَّارَ يَا مُحَمَّدُ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا بِدُنْيَاهُمْ وَيُلْهِهِمُ يُشْغِلُهُمُ الْأَمَلُ بِطُوْلِ الْعُمُرِ وَغَيْرِهٖ عَنِ الْاِيْمَانِ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○ عَاقِبَةَ اَمْرِهِمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ

④ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ زَائِدَةٌ قَرْيَةٍ اُرِيْدَ اَهْلُهَا اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ اَجَلٌ مَّعْلُوْمٌ ○ مَحْدُوْدٌ لِهَلَاكِهَا

③ اے محمدؐ! کافروں کو چھوڑ دو کہ وہ کھا دیں اور دنیا سے فائدہ اٹھاویں اور درازیٔ عمر وغیرہ کی آرزو میں ایمان سے غافل رہیں۔

سو عنقریب وہ اپنا انجام جان لینگے۔ (یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلا ہے)

④ اور ہم نے جن گاؤں والوں کو ہلاک کیا اسی وقت کیا جو انکی ہلاکی کی حد مقرر ہو چکی تھی۔

تشریح

③ ان کو جھوٹی امیدوں کے سہارے جینے دو | جب سچائی ان کے سامنے کھول کھول کر رکھی جا رہی ہے لیکن یہ ہیں کہ کوئی نصیحت ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو انہیں ان کے حال پر چھوڑیں، کھائیں پئیں مزے کریں اور جھوٹی امیدوں کے سہارے وقت گزارتے رہیں۔ مستقبل کے لئے لمبی چوڑی تمنائیں کرتے رہیں وقت اور حقیقت کھل جائے گی، کچھ دنیا میں اور کچھ آخرت میں۔

④ ہمارا دستور مہلت دینے کا ہے | اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر قوم کو مہلت دیتا ہے۔ نادان لوگ غلط فہمی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ چونکہ انہیں کوئی سزا نہیں مل رہی ہے اس لئے ہم اسیطرح آزادی کے ساتھ جو کرتے ہیں کرتے رہیں گے۔ مگر اللہ کے یہاں ایک مہلت متعین ہے، جب وہ وقت آجاتا ہے تو مقررہ عذاب اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور پھر دیر نہیں لگتی اور اس کی سزا سے کوئی بچ نہیں پاتا۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۞۵ وَقَالُوْا يٰاَيُّهَا

مَا تَسْبِقُ	مِنْ اُمَّةٍ	اَجَلَهَا	وَ مَا	يَسْتَاْخِرُوْنَ	وَقَالُوْا	يٰاَيُّهَا
نہ سبقت کرتی ہے	کوئی امت	اپنا مقررہ وقت	اور نہ	وہ پیچھے رہتے ہیں	اور وہ بولے	اے وہ

نہ کوئی امت سبقت کرتی ہے اپنے مقررہ وقت سے اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں اور وہ (کافر) بولے اے

الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۞۶

اَلَّذِیْ	نُزِّلَ	عَلَيْهِ	الذِّكْرُ	اِنَّكَ	لَمَجْنُوْنٌ	
وہ جو کہ	اتارا گیا	اس پر	یاد دہانی (قرآن)	بیشک تو	دیوانہ	

وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا ۔ بیشک تو دیوانہ ہے ۔

۵ مَا تَسْبِقُ مِنْ زَائِدَةٌ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۞ يَتَاَخَّرُوْنَ عَنْهُ

۵ کوئی گروہ اپنے وقت سے پہلے نہیں مرسکتے اور نہ اس سے پیچھے رہ سکے ۔

۶ وَقَالُوْا اَیْ کُفَّارُ مَکَّۃَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يٰاَيُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اَلْقُرْاٰنُ فِیْ زَعْمِہٖ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۞

۶ اور مکہ کے کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے وہ شخص جو دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر قرآن اتارا گیا ہے بے شبہ تو دیوانہ ہے ۔

تشریح

۵ وقت سے پہلے سزا ملتی نہیں اور وقت کے بعد ٹلتی نہیں | ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہی ہے کہ اس مقررہ فیصلے کے وقت سے پہلے کسی کو سزا نہیں ملتی۔ جتنی چاہے من مانی کئے چلا جاتا ہے اور جب وہ مقررہ وقت آجاتا ہے تو اس کے بعد چھوڑا نہیں جاتا۔ ہر قوم کے عروج وزوال کیلئے اللہ تعالیٰ کا پیمانہ یہی ہے ۔

۶ دیوانگی کے طعنے | اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے نبی مقرر فرمائے اور ان پر اپنا کلام نازل فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو یاد دلائیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے کس مقصد کے لئے دنیا میں یہ چند روزہ زندگی عطا فرمائی ہے اللہ کی نازل کی ہوئی تمام کتابیں اسی سبق کو یاد دلاتی ہیں جو انسان کی فطرت کے اندر موجود ہے یعنی معرفت حق جو فطرت کا تقاضہ ہے اور باہر بھی چپہ چپہ پر اس کی نشانیاں موجود ہیں سب سے آخر میں پیغمبر آخرالزماں پر قرآن مجید نازل ہوا تو وہاں کے بگڑے ہوئے لوگوں کی مشکل یہ تھی کہ ایک طرف تو قرآن کی دعوت حق تھی اور دوسری طرف ان کے اپنے دنیوی مفادات تھے ۔ قرآن کی دعوت کو قبول کرنے کا مطلب اپنے سارے مفادات اور جھوٹی چودہراہٹوں سے دستبرداری تھی جس کے لئے وہ تیار نہ تھے ان کے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس سچائی کا مقابلہ کس طرح کریں اسلئے استہزا کرنا، ہنسی اڑانا، ایسی ایسی حرکتیں کرتے تھے کہ بات کسی طرح اپنے اوپر نہ آئے ۔ اسطرح کی ایک بات یہ بھی تھی کہ اے شخص جس پر ذکر یعنی قرآن نازل ہوا ہے تو یقیناً دیوانہ ہے۔ یہ بات بالکل اسی طرح سے ہے جیسے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت حق سننے کے بعد درباریوں سے کہا تھا کہ یہ صاحب جو تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں ان کا دماغ صحیح نہیں ہے ۔ اِنَّ رَسُوْلَکُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۔

لَوْمَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِکَةِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ⑦ مَا

لَوْ	مَا تَاْتِیْنَا	بِالْمَلٰٓئِکَةِ	اِنْ	کُنْتَ	مِنَ	الصّٰدِقِیْنَ	مَا +
کیوں	تو ہمارے پاس نہیں لے آتا	فرشتوں کو	اگر	تو ہے	سے	سچے	ہم نہیں

تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتا؟ اگر تو سچوں میں سے ہے۔ ہم نازل

نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا کَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ ⑧

نُنَزِّلُ	الْمَلٰٓئِکَةَ	اِلَّا	بِالْحَقِّ	وَمَا کَانُوْٓا	اِذًا	مُّنْظَرِیْنَ
نازل کرتے	فرشتے	مگر	حق کے ساتھ	اور نہ ہوں گے	اسوقت	مہلت دئے گئے

نہیں کرتے فرشتے مگر حق کے ساتھ، اور وہ اس وقت تک مہلت نہ دئے جائیں گے۔

⑦ لَوْمَا ھَلَّا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِکَةِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ ○ فِیْ قَوْلِكَ اِنَّكَ نَبِیٌّ وَاِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی

⑦ اگر تو اپنے اس قول میں سچا ہے کہ میں پیغمبر ہوں اور یہ قرآن اللہ کے پاس سے آیا ہے تو ہمارے پاس فرشتہ کیوں نہیں لاتا جو تیرے سچے ہونے کی گواہی دیوے۔

⑧ قَالَ تَعَالٰی مَا نُنَزِّلُ فِیْهِ حَذْفُ اِحْدَی التَّائَیْنِ الْمَلَائِکَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ بِالْعَذَابِ وَمَا کَانُوْٓا اِذًا اَیْ حِیْنَ نُزُوْلِ الْمَلَائِکَةِ بِالْعَذَابِ مُّنْظَرِیْنَ ○ مُؤَخَّرِیْنَ

⑧ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم فرشتوں کو اسوقت اتارتے ہیں جسوقت کسی کو عذاب دینا منظور ہوتا ہے۔ اور جب فرشتے عذاب الٰہی لیکر آجاتے ہیں اسوقت لوگوں کو مہلت نہیں دیجاتی۔

تشریح

⑦ اگر یہ سچے رسول ہیں تو ان کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں آتے؟ | اسی طرح ایک بات یہ کہتے تھے کہ اگر واقعی یہ رسول سچے ہیں تو فرشتے ہمارے سامنے آئیں جو کھلم کھلا آکر آپ کی تصدیق کریں اور بتائیں کہ یہ سچے رسول ہیں گویا صداقت کا معیار یہ ہوا کہ فرشتے آکر تصدیق کریں۔

⑧ فرشتوں کا نزول اللہ کی حکمت کے ساتھ ہوتا ہے | جہاں تک حق وصداقت کی نشانیوں کا تعلق ہے اس کے نشانات سمجھنے والوں کے لئے ہر طرف موجود ہیں جو اپنے خالق کے وجود اس کی یکتائی اور قدرت کی گواہی دے رہے ہیں۔ سمجھنے والوں کے لئے سچائی کا سمجھنا مشکل نہیں ہے مگر جن کا ارادہ ماننے کا ہی نہ ہو ان کے لئے سورج کی طرح روشن دلیل بھی ناکافی ہے رہا فرشتوں کا زمین پر نازل ہوتا تو فرشتے اترتے ہیں مگر حق کے ساتھ اترتے ہیں اور جب اترتے ہیں تو وہ فیصلہ چکانے کا آخری وقت ہوتا ہے پھر اس کے بعد مہلت نہیں دی جاتی اسلئے کہ امتحان جب تک ہے جب تک حقیقت بے نقاب نہیں ہوتی اور جب حقیقت بے نقاب ہو گئی تو پھر ایمان معتبر نہیں ہے۔ وہ لمحہ ہوتا ہے جب باطل کو مٹا کر حق قائم کرنے کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ⑨ وَلَقَدْ

اِنَّا	نَحْنُ	نَزَّلْنَا	الذِّكْرَ	وَ اِنَّا	لَهٗ	لَحٰفِظُوْنَ	وَلَقَدْ
بیشک	ہم	ہم نے نازل کیا	یاد دہانی (قرآن)	اور بیشک ہم	اسکے	نگہبان	اور یقیناً

بیشک ہم ہی نے قرآن نازل کیا اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں اور یقیناً

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ⑩

اَرْسَلْنَا	مِنْ	قَبْلِكَ	فِيْ	شِيَعِ	الْاَوَّلِيْنَ	
ہم نے بھیجے	سے	تم سے پہلے	میں	گروہ	پہلے	

ہم نے تم سے پہلے گروہوں میں رسول بھیجے۔

⑨ اِنَّا نَحْنُ تَاكِيْدٌ لِاسْمِ اِنَّ اَوْ فَصْلٌ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ الْقُرْاٰنَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ مِنَ التَّبْدِيْلِ وَالتَّحْرِيْفِ وَالزِّيَادَةِ وَالنَّقْصِ۔

⑨ بیشک ہم نے ہی اتارا قرآن کو اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں کہ کوئی شخص اسمیں تبدل اور تغیر اور کمی بیشی نہ کر سکے۔

⑩ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا فِيْ شِيَعِ فِرَقِ الْاَوَّلِيْنَ ○

⑩ اور ہم نے تجھ سے پہلے پیغمبر بھیجے پہلی جماعتوں میں۔

تشریح

⑨ قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں | اس لئے خوب سمجھ لو کہ یہ ذکر یعنی قرآن ہم نے نازل کیا ہے یہ اس شخص کا لایا ہوا نہیں ہے جسکو تم مجنوں کہہ رہے ہو نہ ہی اس نے یہ گھڑا ہے نہ بنایا ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ تمہاری کوئی کوشش اللہ کے اس کلام کو مٹانے میں کامیاب نہیں ہوگی نہ اسمیں کوئی ردوبدل ہو سکے گا اسلئے کہ اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود پروردگارِ عالم کی ہے۔ جس شان کے ساتھ یہ اترا ہے بغیر کسی تبدیلی کے اسی طرح چار دانگ عالم میں اسکی آواز گونجتی رہیگی اور تاقیامت ہر طرح کی لفظی، معنوی تحریف وردوبدل سے محفوظ رہیگی۔ اس کے احکام اسی طرح سے باقی رہینگے، زمانے کے تغیر و تبدل سے ان پر کوئی اثر نہیں پڑیگا اسکی زبان کی فصاحت و بلاغت اسکے مضامین کی علم و حکمت اسی طرح باقی رہے گی زمانہ شاہد ہے کہ یہ دعویٰ نرا دعویٰ نہیں ہے بلکہ حقیقت کی ترجمانی ہے۔ آج کوئی کتاب ایسی ہے جو ہزاروں لاکھوں انسانوں کے سینے میں اس طرح محفوظ ہو جسطرح قرآن سینوں میں محفوظ ہے۔ اسکا رسم الخط اس کے الفاظ کی ادائیگی کون سی چیز ہے جو اسیطرح باقی نہ ہو جسطرح وہ اللہ کیطرف سے پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا اور آپ نے سینوں کے ساتھ سفینوں میں بھی محفوظ فرما دیا۔ کوئی کتاب دنیا میں ایسی ہے جس کی اسطرح خدمت کی گئی ہو جسطرح قرآن کی کیگئی ہے اور کی جا رہی ہے اس طرح اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد بالکل صحیح اور درست ہے کہ یہ کلام اللہ نے اتارا ہے اور اسی نے یہ ذمہ داری لی ہے۔

⑩ رسول بہت سی گذری ہوئی قوموں میں بھیجے گئے ہیں۔ | اللہ کا دنیا کے آغاز سے یہ طریقہ رہا ہے کہ لوگوں تک اللہ کا دین پہنچانے کے لئے رسول مقرر کئے گئے ہیں جنھوں نے اپنے قول و عمل سے اللہ کا دین لوگوں کے سامنے پیش کیا کیونکہ رسولوں کو عمل کر کے بھی دکھانا تھا اسلئے اللہ نے انسانوں میں سے ہی کسی انسان کو اس منصب کے لئے منتخب کیا۔ اسلئے حضرت محمد ﷺ سے پہلے بھی بہت سی گذری ہوئی قوموں میں رسول بھیجے جا چکے۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ (۱۱)

يَسْتَهْزِءُونَ	بِهِ	كَانُوا	إِلَّا	مِنْ رَسُولٍ	وَمَا يَأْتِيهِمْ
ہنسی کرتے	اس سے	وہ تھے	مگر	کوئی رسول	اور نہیں آیا انکے پاس

اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اس سے ہنسی کرتے تھے۔

كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ (۱۲)

الْمُجْرِمِينَ	قُلُوبِ	فِي	نَسْلُكُهُ	كَذَٰلِكَ
گنہگاروں	دل (جمع)	میں	ہم اسے ڈالدیتے ہیں	اسی طرح

اسی طرح ہم اسے ڈال دیتے ہیں گنہگاروں کے دل میں

(۱۱) وَمَا كَانَ يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○ اِسْتَهْزَاءُ قَوْمِكَ بِكَ وَهٰذَا تَسْلِيَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۱) اور جب کوئی پیغمبر انکے پاس آتا تھا وہ لوگ اس سے استہزار اور مذاق کرتے تھے جیسا کہ تمہاری قوم تمہارے ساتھ کرتی ہے۔ اس میں حضرتؐ کو تسلی دینا منظور ہے۔

(۱۲) كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ أَيْ مِثْلَ إِدْخَالِنَا التَّكْذِيبَ فِي قُلُوبِ أُولٰئِكَ نُدْخِلُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ○ أَيْ كُفَّارِ مَكَّةَ

(۱۲) ہم نے جس طرح پہلی امتوں کے دل میں تکذیب ڈالی اسی طرح مکہ کے کافروں کے دل میں یہ ڈالتے ہیں کہ وہ تکذیب کریں۔

تشریح

(۱۱) **ہر رسول کا مذاق اڑایا گیا** آج جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آرہا ہے کہ ان کو مجنون اور پاگل کہا جارہا ہے یہ بات ہر رسول کے ساتھ ہوئی ہے اس لئے کہ رسول جس ماحول میں آتا ہے وہ اک بگڑا ہوا ماحول ہوتا ہے اور رسول آتا ہی جب ہے جب بگاڑ اپنی حد کو پہنچ جاتا ہے اور اصل دین باقی نہیں رہتا اس لئے جب اس بگڑے ہوئے ماحول میں رسول آتا ہے اور حق وصداقت کی آواز بلند کرتا ہے تو جن لوگوں کے پاس اس کی دعوت کو رد کرنے کا کوئی معقول جواب نہیں ہوتا وہ اس کے ساتھ استہزار کرتے ہیں اس کا مذاق اڑاتے ہیں اس پر زیادتیاں کرتے ہیں اس کو مجنون اور پاگل بتلاتے ہیں اس لئے جو کچھ حضرت محمدؐ کے ساتھ ہو رہا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے سے ہی ایسے ہوتا چلا آرہا ہے۔

(۱۲) **حق کے جھٹلانے والوں کے دلوں میں اللہ کا کلام تیر بن کر لگتا ہے۔** جب اللہ تعالیٰ رسولوں کے ذریعے اپنا کلام اتارتے ہیں تو جن کے دل سچائی قبول کرنے کے لئے کشادہ ہیں ان کے لئے اللہ کا دین اور پروردگار کا کلام ٹھنڈک بن کر دلوں میں اُترتا ہے اور چاندکی چاندنی کی طرح انکے دلوں کو روشن کرتا ہے اور انکی روح کی غذا بن کر طاقت دیتا ہے اسکے برخلاف جنکے دل حق وصداقت کیلئے تنگ ہیں ان کے دلوں میں یہ تیر کی طرح چبھتا ہے جب وہ اللہ کا کلام سنتے ہیں تو بجائے خوش ہونیکے ایسا لگتا ہے کہ لوہے کی گرم سلاخ سے ان کے دلوں کو چھیدا جارہا ہے اور تلملا کر رہ جاتے ہیں۔

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ⑬ وَلَوْ

وَلَوْ	الْاَوَّلِيْنَ	سُنَّةُ	وَقَدْ + خَلَتْ	بِهٖ	لَا يُؤْمِنُوْنَ
اور اگر	پہلے	رسم	اور پڑ چکی ہے	اس پر	وہ ایمان نہیں لائینگے

وہ اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائیں گے ، اور یہ پہلوں کی رسم پڑ چکی ہے اور اگر

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ⑭

يَعْرُجُوْنَ	فِيْهِ	فَظَلُّوْا	السَّمَآءِ	مِّنَ	بَابًا	عَلَيْهِمْ	فَتَحْنَا
چڑھتے	اسمیں	وہ رہیں	آسمان	سے	کوئی دروازہ	ان پر	ہم کھولدیں

ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں اور وہ اسمیں (دن بھر) چڑھتے رہیں

⑬ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ○ أَيْ سُنَّةَ اللّٰهِ فِيْهِمْ مِنْ تَعْذِيْبِهِمْ بِتَكْذِيْبِهِمْ أَنْبِيَاءَهُمْ وَهٰؤُلَاءِ مِثْلُهُمْ

⑬ پھر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایمان نہ لاویں اور بیشک پہلی امتوں میں یہ طریقہ گذر چکا ہے کہ بسبب انکے جھٹلانے کے اللہ نے انکو عذاب میں گرفتار کیا۔ اور کافر بھی مثل ان کے ہیں۔ ان پر بھی عذاب آویگا

⑭ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ فِي الْبَابِ يَعْرُجُوْنَ ○ يَصْعَدُوْنَ

⑭ اور ہم کھولدیں ان پر دروازہ آسمان کا کہ یہ اس میں چڑھ جاویں۔

تشریح

⑬ **حق کے جھٹلانے والوں کا طریقہ یہی چلا آرہا ہے** حق کے جھٹلانے والوں کا شروع سے یہی دستور رہا ہے کہ کتنی ہی دلیلیں پیش کر و حق کو کھول کھول کر ان کے سامنے رکھ دو مگر یہ اس قماش کے لوگ ہیں کہ ایمان لاکر نہیں دیتے اور حق بہرحال غالب آتا ہے اور باطل کا مقدر تباہی و بربادی ہے۔

⑭ **جن کو نہیں ماننا ہے وہ کسی حال میں نہیں مانیں گے** جب حق کے لئے دل کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو انسان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اگر ان کے سامنے آسمان کا کوئی دروازہ کھل جائے اور اس دروازے سے ان کو آسمان پر چڑھایا جائے تو بھی لوگ جو آج کہہ رہے ہیں کہ فرشتے کیوں نہیں اترتے یہ تب بھی مان کر نہیں دینگے۔ غرض جن کو نہیں ماننا ہے وہ نہیں مانیں گے اور ماننے والوں کے لئے سب کچھ سامنے ہے۔

لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ

لَقَالُوْٓا	اِنَّمَا	سُكِّرَتْ	اَبْصَارُنَا	بَلْ	نَحْنُ	قَوْمٌ
توکہیں گے	اسکے سوانہیں	باندھ دی گئی	ہماری آنکھیں	بلکہ	ہم	لوگ

تو (یہی) کہیں گے کہ اس کے سوانہیں کہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں (ہماری نظر بندی کردی گئی ہے)

ع ۱۵

مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا

مَّسْحُوْرُوْنَ	وَلَقَدْ + جَعَلْنَا	فِي	السَّمَآءِ	بُرُوْجًا
جادہ زدہ	اور یقیناً ہم نے بنائے	میں	آسمان	بُرج (جمع)

بلکہ ہم جادو زدہ ہیں۔ اور یقیناً ہم نے آسمانوں میں بُرج بنائے۔

وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ

وَّزَيَّنّٰهَا	لِلنّٰظِرِيْنَ	وَحَفِظْنٰهَا	مِنْ	كُلِّ	شَيْطٰنٍ
اور اُسے زینت دی	دیکھنے والوں کے لئے	اور ہم نے حفاظت کی اُکی	سے	ہر	شیطان

اور اُسے دیکھنے والوں کے لئے زینت دی اور ہم نے ہر مردود شیطان سے اس کی

رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾

رَّجِيْمٍ	اِلَّا	مَنِ	اسْتَرَقَ	السَّمْعَ	فَاَتْبَعَهٗ	شِهَابٌ	مُّبِيْنٌ
مردود	مگر	جو	چوری کرے	سُننا	تو اسکا پیچھا کرتاہے	شعلہ	چمکتا ہوا

حفاظت کی مگر جو چوری کرکے (چوری سے) سُن لے تو چمکتا ہوا شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔

﴿۱۵﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ سُدَّتْ اَبْصَارُنَا
بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ○
يُخَيَّلُ اِلَيْنَا ذٰلِكَ۔

﴿۱۵﴾ البتہ کہیں گے کہ بات یہ ہے کہ ہماری بینائیاں بندکردی گئی ہیں بلکہ ہم پرجادو کردیا گیاہے کہ ہم کو یہ معلوم ہوتاہے کہ آسمانوں پر چڑھے۔

﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا
اِثْنَيْ عَشَرَ اَلْحَمَلُ وَالثَّوْرُ وَالْجَوْزَاءُ
وَالسَّرَطَانُ وَالْاَسَدُ وَالسُّنْبُلَةُ
وَالْمِيْزَانُ وَالْعَقْرَبُ وَالْقَوْسُ
وَالْجَدْيُ وَالدَّلْوُ وَالْحُوْتُ
وَهِيَ الْمَنَازِلُ الْكَوَاكِبِ السَّبْعَةِ
السَّيَّارَةِ اَلْمِرِّيْخُ وَلَهُ الْحَمَلُ وَ

﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا الخ اور بلاشبہ ہم نے آسمان میں بارہ برج بنائے۔ حمل اور ثور اور جوزا اور سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان اور عقرب اور قوس اور جدی اور دلو اور حوت۔

اور یہ بارہ برج منزلیں ہیں سات ستاروں چلنے والوں کی مریخ کی منزل حمل اور عقرب ہے اور زہرہ کے لئے ثور اور میزان اور عطارد کے لئے جوزا اور سنبلہ اور قمر کے لئے سرطان

الْعَقْرَبُ وَالزُّهَرَةُ وَلَهُ الثَّوْرُ
وَالْمِيْزَانُ وَعُطَارِدُ وَلَهُ الْجَوْزَاءُ
وَالسُّنْبُلَهُ وَالْقَمَرُ وَلَهُ
السَّرَطَانُ وَالشَّمْسُ وَلَهُ الْأَسَدُ
وَالْمُشْتَرِيْ وَلَهُ الْقَوْسُ وَالْحُوْتُ
وَزُحَلُ وَلَهُ الْجَدِيُ وَالدَّلْوُ
وَزَيَّنَّاهَا بِالْكَوَاكِبِ لِلنَّاظِرِيْنَ ○

اور سورج کے لئے اسد اور مشتری کے لئے قوس
اور حوت اور زحل کے لئے جدی اور دلو

اورہم نے آسمانوں کو زینت دی ساتھ ستاروں کے دیکھنے والوں کے لئے

(۱۷) وَحَفِظْنَاهَا بِالشُّهُبِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ
رَّجِيْمٍ ○ مَرْجُوْمٍ

(۱۷) اور ان کو بچایا ہر شیطان مردود سے ساتھ ستاروں ٹوٹنے
والوں کے ۔

(۱۸) إِلَّا لَكِنْ مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ خَطِفَهُ
فَأَتْبَعَهُ لَحِقَهُ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ○ كَوْكَبٌ
مُضِيْءٌ يُحْرِقُهُ أَوْ يَثْقُبُهُ أَوْ يُخَبِّلُهُ

(۱۸) لیکن جو کوئی شیطان چھپ کر آسمان پر جاکر کوئی بات
سننا چاہتا ہے سو اس سے جاملتا ہے ستارہ روشن کہ وہ اسکو جلا
دیتا ہے اور پارہ پارہ کردیتا ہے اور اسکو دیوانہ کردیتا ہے ۔

تشریح

(۱۵) کہیں گے کہ ہم پر جادو ہے | اگر خود ان لوگوں کو آسمان پر چڑھا دیا جائے تو ماننا تو درکنار یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے ہماری نظربندی کردی گئی ہے یا ہم پر جادو کردیا گیا ہے۔ تو معاملہ یہ نہیں ہے کہ حق واضح نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ حق کو ماننا نہیں ہے ۔

(۱۶) کائنات کی بناوٹ اس کے بنانے والے کا پتہ دیتی ہے | جو لوگ بار بار نشانیاں طلب کرتے ہیں، مانگ کرتے ہیں کہ آسمان سے فرشتے اتریں جو ہم سے کہیں کہ یہ دین حق ہے یہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ وہ ذرا آنکھیں کھول کر اللہ کی نشانیوں میں سے آسمان اور اسمیں روشن ستاروں کو دیکھ لیں کہ ہم نے کسطرح اس فضائے بسیط میں ایسے محفوظ خطے بنا دئے ہیں کہ کوئی سیارہ مجال ہے کہ دوسرے سیارے سے ٹکرا جائے یہ محفوظ خطے اتنی باریکی سے بنائے گئے ہیں کہ ہر سیارہ صرف اپنے محور پر گھومتا ہے اور بال برابر ادھر سے ادھر نہیں ہوتا۔ نہ چاند سورج کو پکڑ سکتا ہے اور نہ سورج چاند سے ٹکرا سکتا ہے اس استحکام اور مضبوطی کے ساتھ ذرا ان جگمگاتے ستاروں کو دیکھو، رات کی تاریکی میں یہ ٹمٹماتے ہوئے چراغ اپنے بنانیوالے کی صناعی کاریگری اور اس کے پاکیزہ جمالیاتی ذوق کی روشن دلیل ہیں۔ کیا یہ سب پھیلی ہوئی نشانیاں نہیں ہیں کہ تمہیں مزید نشانیوں کی ضرورت پڑتی ہے ۔

(۱۷) عالم بالا پر غیب کی خبروں تک کسی کی رسائی نہیں ہے | جس طرح اس زمین کی مخلوقات زمین کے خطے میں محدود و مقید ہیں عالم بالا تک جہاں تکوینی امور انجام پاتے ہیں انکی رسائی نہیں ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے عالم بالا کو شیطان مردود سے محفوظ کردیا ہے۔ غیب کی باتوں تک ان کی کوئی رسائی نہیں ہے اس لئے یہ سمجھنا کہ یہ شیطان جنکو مؤکل کہہ کر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہم نے انکو تابع کرلیا ہے اور وہ ہمیں غیب کی خبریں بتاتے ہیں یہ بالکل وہم و گمان اور جھوٹ ہے عالم غیب تک کسی کی رسائی نہیں ہے ۔

(۱۸) غیب کی سن گن لینے والے کو روشن شعلے سے بھگا دیا جاتا ہے | فضا میں ایسے محفوظ قلعہ نما خطے بنے ہوئے ہیں جو ہر طرح سے اس زمین کی اور اس فضا میں رونما ہونیوالے حادثوں سے انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں اگر کوئی شیطان قسم کا جن عالم غیب کی باتوں کا پتہ چلانے کے لئے کوئی سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے تو شہاب ثاقب اس کا پیچھا کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ یہ پوری کائنات ایک محفوظ قلعے کی طرح ہے جس پر پروردگار عالم کی پوری گرفت ہے وہ جو بات ظاہر کرنا چاہتے ہیں ظاہر کرتے ہیں اور جو ظاہر کرنا نہیں چاہتے کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس کا پتہ لگا سکے۔ اس طرح جو غیب کی باتیں بتانے والوں پر اعتماد کرتے ہیں وہ جہالت اور حماقت کے سوا کچھ نہیں ہے ۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا

وَالْاَرْضَ	مَدَدْنٰهَا	وَاَلْقَيْنَا	فِيْهَا	رَوَاسِيَ	وَاَنْۢبَتْنَا	فِيْهَا
اور زمین	ہم نے اسکو پھیلایا	اور ہم نے رکھے	اسمیں (پر)	پہاڑ	اور ہم نے اگائی	اس میں

اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا اور ہم نے اس پر پہاڑ رکھے اور ہم نے اسمیں

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ

مِنْ	كُلِّ شَيْءٍ	مَّوْزُوْنٍ	وَجَعَلْنَا	لَكُمْ	فِيْهَا	مَعَايِشَ
سے	ہر چیز	موزوں	اور ہم نے بنائے	تمہارے لئے	اسمیں	سامانِ معیشت

ہر چیز موزوں اُگائی۔ اور ہم نے اس میں تمہارے لئے سامانِ معیشت بنائے

وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا

وَمَنْ	لَّسْتُمْ	لَهٗ	بِرٰزِقِيْنَ	وَاِنْ	مِّنْ شَيْءٍ	اِلَّا	عِنْدَنَا
اور جو جس	تم نہیں	اسکے لئے	رزق دینے والے	اور نہیں	کوئی چیز	مگر	ہمارے پاس

(اور اس کیلئے بھی) جسے تم رزق دینے والے نہیں۔ اور کوئی چیز نہیں جسکے خزانے ہمارے پاس

خَزَآئِنُهٗ ۡ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾

خَزَآئِنُهٗ	وَمَا	نُنَزِّلُهٗۤ	اِلَّا	بِقَدَرٍ	مَّعْلُوْمٍ	
اس کے خزانے	اور نہیں	ہم اسکو اُتارتے	مگر	اندازہ سے	مناسب۔معلوم	

نہ ہوں اور ہم نہیں اُتارتے مگر ایک مناسب اندازہ سے۔

﴿۱۹﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا بَسَطْنَاهَا وَ
اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ جِبَالًا
ثَوَابِتَ لِئَلَّا تَتَحَرَّكَ بِاَهْلِهَا
وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
مَّوْزُوْنٍ ○ مَعْلُوْمٍ مُقَدَّرٍ

﴿۱۹﴾ اور ہم نے زمین کو بچھایا اور اس پر پہاڑ بھاری ڈالے تاکہ زمین کو اور اس کے رہنے والوں کو حرکت نہ ہو۔

اور ہم نے زمین میں ہر چیز اندازہ سے جمائی۔

﴿۲۰﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ
بِالْيَاءِ مِنَ الثِّمَارِ وَالْحُبُوْبِ
وَجَعَلْنَا لَكُمْ مَنْ لَّسْتُمْ
لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ○ مِنَ الْعَبِيْدِ

﴿۲۰﴾ اور تمہارے لئے اس میں سامانِ معیشت پیدا کیا یعنی پھل اور غلہ اور تم کو غلام اور جانور دئے جن کو تم روزی نہیں دیتے بلکہ اللہ ان کو رزق دیتا ہے۔

وَالدَّوَابِ وَالْاَنْعَامِ فَاِنَّمَا يَرْزُقُهُمُ اللّٰهُ

(۲۱) وَاِنْ مَّا مِّنْ زَائِدَةٌ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ مَفَاتِیحِ خَزَائِنِهٖ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○ علیٰ حسب المصالح

(۲۱) اور ہر چیز کے خزانوں کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں اور ہم نہیں نازل کرتے کوئی چیز مگر موافق اندازہ مقررہ حسب مصلحت اور ضرورت کے۔

تشریح

(۱۹) قدرت کے نظام میں ضبط و توازن اس کی قدرت کی نشانی ہے | اللہ کی اس زمین پر حیرت انگیز ضبط و توازن نظر آتا ہے چنانچہ نباتات کی ہر قسم میں بڑھنے کی اتنی زبردست طاقت موجود ہے کہ اگر ایک پودے کی نسل کو بڑھنے کا موقع مل جائے تو تھوڑے عرصے میں وہ ایک قسم کا پودا ہی اتنی جگہ لے لیگا کہ دوسری قسم کی نباتات کے لئے جگہ نہیں رہیگی۔ بیسویں صدی کے شروع کی بات ہے کہ آسٹریلیا میں کھیتوں میں باڑھ بنانے کے لئے ناگ پھنی کی قسم کا ایک پودا لگایا گیا وہ ناگ پھنی اتنی تیزی سے بڑھنی شروع ہوئی کہ شہروں دیہاتوں میں گھستی چلی گئی کھیتوں کو ویران کردیا اور کسی قسم کی کاشت کو ناممکن بنادیا گویا ناگ پھنی کیا تھی ایک ایسی فوج تھی جو پودے ملک پر حملہ آور ہوگئی تھی۔ ماہرین نے اس کا توڑ تلاش کرنا شروع کیا تو ایک ایسا کیڑا ملا جو صرف ناگ پھنی کھا کر زندہ رہتا تھا اور اس کیڑے کا کوئی دوسرا دشمن بھی نہیں تھا اس نے بڑی تیزی کے ساتھ ناگ پھنی کو ختم کردیا۔

اسی طرح نباتات کی ہر قسم اپنے جسم کے اعتبار سے اور پھیلاؤ کے اعتبار سے ایک حد پر ختم ہوجاتی ہے۔ یہ ضبط و توازن (Cheques and Balance) ـــــــ اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین کو پانی کے اوپر پھیلادیا اس میں توازن (Balance) ـــــــ قائم رکھنے کے لئے پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا۔ ہر ہر چیز کا نپا تلا پیدا ہونا اور ایک توازن و بیلنس اور نظم و ضبط یہ سب اللہ کی قدرت اور اس کی حکمت کے اہم نشانات ہیں۔

(۲۰) تمہارے لئے زمین میں اسباب معیشت پیدا کئے | اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے زمین میں انسان کے لئے اسباب معیشت فراہم کردئے ہیں جن سے انسان فائدے حاصل کرتا ہے۔ اللہ نے انسانوں میں جو روزی کا فرق رکھا ہے کہ کسی کے پاس اسباب معاش زیادہ ہیں کسی کے پاس کم ہیں اس فرق میں بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت ہے جن کے پاس اسباب و وسائل کی کمی ہے وہ مالداروں کی خدمت کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ انکو روزی روٹی ملتی ہے مالدار لوگوں کو نوکر چاکر اور ایسے حیوانات گھوڑے بیل گائے وغیرہ جوان کی خدمت گذاری کرتے ہیں اور ان جانوروں کی روزی کا بھی اللہ تعالیٰ انتظام فرماتے ہیں۔

(۲۱) اللہ کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں | معاملہ صرف نباتات تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ہوا، پانی، روشنی، گرمی، سردی، جمادات حیوانات غرض ہر چیز کے اللہ کے پاس بے شمار خزانے ہیں مگر ان خزانوں میں سے ہر چیز اتنی ہی مقدار میں نکالی جاتی ہے جتنی ضرورت کے مطابق ہے۔ صحیح اندازے کے مطابق بلاکم وکاست ہر ہر چیز کا وقت پر موجود ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ کائنات کا یہ پورا نظام ایک پروردگار کے قبضے میں ہے وہی صحیح صحیح طریقے پر ہر ہر چیز کا انتظام کرتا ہے۔

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ

وَاَرْسَلْنَا	الرِّيٰحَ	لَوَاقِحَ	فَاَنْزَلْنَا	مِنَ	السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ	وَمَآ
اور ہم نے بھیجیں	ہوائیں	بھری ہوئی	پھر ہم نے اتارا	سے	آسمان	پانی	پھر وہ ہم نے تمہیں پلایا	اور نہیں

اور ہم نے ہوائیں بھیجیں (پانی سے) بھری ہوئیں پھر ہم نے آسمان سے پانی اُتارا پھر وہ ہم نے تمہیں پلایا اور تم اسکے

اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾

اَنْتُمْ	لَهٗ	بِخٰزِنِيْنَ	وَاِنَّا	لَنَحْنُ	نُحْيٖ	وَنُمِيْتُ	وَنَحْنُ	الْوٰرِثُوْنَ
تم	اسکے	خزانہ کرنے والے	اور بیشک ہم	البتہ ہم	زندگی دیتے ہیں	اور ہم مارتے ہیں	اور ہم	وارث (جمع)

خزانے (جمع) کرنے والے نہیں۔ اور بیشک ہم (ہی) زندگی دیتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔

﴿۲۲﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ تُلْقِحُ السَّحَابَ فَيَمْتَلِئُ مَآءً فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ السَّحَابِ مَآءً مَطَرًا فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ○ اَيْ لَيْسَتْ خَزَائِنُهٗ بِاَيْدِيْكُمْ

﴿۲۲﴾ اور ہم نے بھیجا ہواؤں کو کہ وہ بادلوں کو پانی سے بھرتی ہیں سو ہم اتارتے ہیں ابر سے بارش پس پلاتے ہیں ہم تم کو وہ پانی اور اس کے خزانے تمہارے اختیار میں نہیں۔

﴿۲۳﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ○ اَلْبَاقُوْنَ نَرِثُ جَمِيْعَ الْخَلْقِ

﴿۲۳﴾ اور بیشک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم ہی باقی رہنے والے ہیں کہ وارث ہونگے تمام مخلوق کے۔

تشریح

﴿۲۲﴾ **پانی کا حیرت انگیز نظام** ذرا غور کیجئے کہ اللہ تبارک تعالےٰ نے انسان کے لئے پانی کا کیسا حیرت انگیز نظام قائم کیا ہے بمندر سے بادل اٹھتے ہیں ہواؤں کے دوش پر سوار ہو کر یہ بھاری بھاری بادل پانی کی مشکوں کو لئے ہوئے فضا میں چھا جاتے ہیں پھر ان سے پانی برستا ہے نہروں چشموں تالابوں میں جمع ہوتا ہے۔ یہی پانی پہاڑ کی بلندیوں پر برف کی صورت میں جم جاتا ہے پھر گرمی کے زمانے میں برف پگھلتی ہے اور پانی کے خزانوں میں سے دریاؤں کے ذریعے زمین کو سیراب کرتا ہوا یہ پانی انسان کو اور زمین کو زندگی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا اس طرح پانی کا ذخیرہ کوئی جمع کرسکتا ہے کہ پورے سال یہ شیریں اور صاف ستھرا پانی ہماری پیاس بجھاتا ہے۔ کیا یہ اس بات کی علامت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی قدرت سے یہ سب انتظام کرتا ہے نہ بارش برسانا انسان کے قبضے میں ہے نہ چشمے اور کنوئیں انسان کے بس میں ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کنوؤں کا پانی خشک ہوجائے اور انسان پانی سے محروم ہوجائے۔ کیا اللہ کے وجود اور اس کی قدرت کے لئے یہ نشانی کافی نہیں ہے۔

﴿۲۳﴾ **موت وحیات ہمارے قبضے میں ہے** پھر دیکھو کہ زندگی اور موت کس کے قبضے میں ہے کون ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت آجائے تو کون ہے جو بچا سکتا ہے۔ پھر جو چیزیں ہم نے انسانوں کو دی ہیں موت کے ساتھ ہی وہ ساری چیزیں اس کے قبضے سے نکل جاتی ہیں۔ اسی طرح ہر ہر چیز فنا ہونے والی ہے ایک اللہ اپنی کامل صفات کے ساتھ باقی رہنے والا ہے جو تمام چیزوں کا وارث ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

وَلَقَدْ عَلِمْنَا	الْمُسْتَقْدِمِيْنَ	مِنْكُمْ	وَلَقَدْ عَلِمْنَا	الْمُسْتَاْخِرِيْنَ
اور تحقیق ہمیں معلوم ہیں	آگے گزرنے والے	تم میں سے	اور تحقیق ہمیں معلوم ہیں	پیچھے رہ جانے والے

اور تحقیق ہمیں معلوم ہیں تم میں سے آگے گزرنے والے، اور تحقیق ہمیں معلوم ہیں پیچھے رہ جانے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع وَلَقَدْ ع ۲/۱۰

وَاِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ	يَحْشُرُهُمْ	اِنَّهٗ	حَكِيْمٌ	عَلِيْمٌ	وَلَقَدْ
اور بیشک	تیرا رب	وہ	انہیں جمع کریگا	بیشک وہ	حکمت والا	علم والا	اور تحقیق

اور بیشک تیرا رب (ہی) انہیں (روز قیامت) جمع کرے گا۔ بیشک وہ حکمت والا علم والا ہے۔ اور تحقیق ہم نے

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ ج وَ

خَلَقْنَا	الْاِنْسَانَ	مِنْ	صَلْصَالٍ	مِّنْ + حَمَاٍ	مَّسْنُوْنٍ	وَ
ہم نے پیدا کیا	انسان	سے	کھنکھناتا ہوا	سیاہ گارے سے	سڑا ہوا	اور

انسانوں کو پیدا کیا ایک کھنکھناتے ہوئے سیاہ سڑے ہوئے گارے سے۔ اور

الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾

الْجَآنَّ	خَلَقْنٰهُ	مِنْ قَبْلُ	مِنْ	نَّارِ + السَّمُوْمِ	
جن (جمع)	ہم نے اسے پیدا کیا	اس سے پہلے	سے	آگ بے دھوئیں کی	

جنوں کو اس سے پہلے ہم نے بے دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا۔

﴿۲۴﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ اَیْ
مَنْ تَقَدَّمَ مِنَ الْخَلْقِ مِنْ لَدُنْ اٰدَمَ
وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ○
اَلْمُتَاَخِّرِيْنَ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

﴿۲۵﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ
حَكِيْمٌ فِیْ صُنْعِهٖ عَلِيْمٌ ○ بِخَلْقِهٖ

﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اٰدَمَ مِنْ
صَلْصَالٍ طِيْنٍ يَابِسٍ تُسْمَعُ لَهٗ
صَلْصَلَةٌ اَیْ صَوْتٌ اِذَا نُقِرَ مِّنْ

﴿۲۴﴾ اور بیشک ہم جانتے ہیں پہلوں کو تم میں سے جو زمانہ آدم علیہ السلام سے گذرے اور بیشک ہم جانتے ہیں پچھلوں کو یعنی جو قیامت تک ہونگے۔

﴿۲۵﴾ اور بیشک تیرا رب ان سب کو جمع کریگا بیشک وہ حکمت والا ہے اپنے کاموں میں جاننے والا ہے اپنی مخلوق کو۔

﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ
اور بیشک ہم نے آدم کو کھنکھناتے اور سیاہ بدبودار گارے سے بنایا (صلصال خشک گارے کو کہتے ہیں جس میں سے آواز نکلے

حَمَاٍ طِیْنٍ اَسْوَدٍ مَّسْنُوْنٍ ○ مُتَغَیِّرٍ

جب بجایا جائے)

(۲۷) وَالْجَآنَّ اَبَا الْجِنِّ وَھُوَ اِبْلِیْسُ خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ اَیْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ○ ھِیَ نَارٌ لَا دُخَانَ لَھَا تَنْفُذُ فِی الْمَسَامِ

(۲۷) اور ابوالجن یعنی ابلیس کو ہم نے آدم کے پیدا کرنے سے پہلے آگ جلانے والی سے پیدا کیا (سموم اس آگ کو کہتے ہیں جس میں دھواں نہ ہو مسام میں گھس جاوے)

تشریح

(۲۴) پہلے والے بعد والے سب ہماری نگاہ میں ہیں | جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کو بھی ہم نے دیکھ لیا ہے وہ بھی ہمارے احاطہ علمی سے باہر نہیں ہیں اور جو لوگ بعد میں آنے والے ہیں وہ بھی ہماری نگاہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ازل سے ابد تک ہر ہر چیز کا مکمل علم ہے اسی کے علم کے مطابق جو کچھ ہوتا ہے پیش آتا ہے اور اسی کے علم کے مطابق آخرت میں سب کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کیا جائیگا۔

(۲۵) اللہ تعالیٰ ایک دن سب کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا | جب اس کی حکمت کا تقاضہ ہوگا تو وہ سب کو بیک وقت فیصلے کے لئے اکٹھا کرلیگا اُسے ان کے پیدا کرنے میں اور جمع کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی چاہے کوئی قبر کی مٹی میں ہو جانوروں کے پیٹ میں ہو سمندر کی تہہ میں ہو یا فضا میں جہاں بھی ہوگا اُسے اپنی قدرت کاملہ سے جمع کر دیگا وہ حکیم بھی ہے علیم بھی ہے جو کچھ ہوگا اس کی حکمت کے مطابق ہوگا اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر ہے نہ ہوگی۔

(۲۶) اللہ نے انسان کو کیسے پیدا کیا؟ | انسان بدن اور روح دو چیزوں کا مجموعہ ہے روح لطیف ہے اور بدن مادّی ہے جو مختلف مادوں سے مل کر بنا ہے۔ اللہ نے انسان کا یہ مادی بدن کیسے بنایا ہے اس کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے انسانوں کے باپ آدم کو بدبودار سڑے ہوئے گارے کے خمیر سے بنایا ہے۔ اس کے بعد جب وہ خشک ہوکر کھنکتی ہوئی مٹی بن گیا تو اُس کو آگ میں پکایا گیا (کَالْفَخَّارِ) پھر ہم نے اس کے اندر روح پھونک دی۔

اوپر کی آیات میں اللہ کی ان قدرتی نشانیوں کا ذکر آیا ہے جو اس زمین اور کائنات میں پھیلی ہوئی ہیں جن کو آفاق کہتے ہیں۔ اب اس آیت میں اللہ کی اس نشانی کا ذکر ہے جو خود انسان کی بناوٹ میں پائی جاتی ہے یعنی اَنْفُس اس طرح آفاق اور اَنْفُس دونوں طرح کی نشانیوں سے یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کائنات کو بنانے اور چلانے والی وہ ہستی ہے جس کو کامل قدرت حاصل ہے اور جو نہایت حکیم وعلیم ہے۔ مٹی سے بنے ہوئے انسان کو اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے کمالات عطا فرما دیئے اور اس کو تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرمادی۔

(۲۷) جنّات کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا گیا | انسان کو پیدا کرنے سے پہلے فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مخلوق بنائی جس کا نام "جن" ہے جس طرح انسان کی تخلیق میں اصل جز مٹی ہے جنات کی بناوٹ میں اصل جز آگ کی لپٹ ہے سورہ رحمٰن میں ارشاد ہوا ہے کہ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (پارہ ۲۷) یعنی آگ کی طرح گرم لُو۔ مطلب یہ ہے کہ جنوں کے باپ کی تخلیق میں ناری عنصر غالب ہے۔ ابلیس بھی جنّات میں سے ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ

وَاِذْ	قَالَ	رَبُّكَ	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اِنِّيْ	خَالِقٌۢ	بَشَرًا	مِّنْ	صَلْصَالٍ	مِّنْ	حَمَاٍ
اور جب	کہا	تیرا رب	فرشتوں کو	بیشک میں	بنانیوالا	انسان	سے	کھنکتا ہوا	سے	سیاہ گارا

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا بیشک میں انسان کو بنانے والا ہوں ایک کھنکھناتے ہوئے سیاہ سڑے ہوئے

مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾

مَّسْنُوْنٍ	فَاِذَا	سَوَّيْتُهٗ	وَنَفَخْتُ	فِيْهِ	مِنْ + رُّوْحِيْ	فَقَعُوْا	لَهٗ	سٰجِدِيْنَ
سڑا ہوا	پھر جب	میں اُسے درست کرلوں	اور پھونکوں	اسمیں	اپنی روح سے	تو گر پڑو	اسکے لئے	سجدہ کرتے ہوئے

گارے سے۔ پھر جب میں اسے درست کرلوں اور اسمیں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑو۔

﴿۲۸﴾ وَ اذْكُرْ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○

﴿۲۸﴾ اور یاد کر جب کہ تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ بیشک پیدا کرنے والا ہوں آدم کو بونے والے گارے سنے ہوئے سے

﴿۲۹﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ اَتْمَمْتُهٗ وَ نَفَخْتُ جَرَيْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ نصارحیًّا وَاِضَافَةُ الرُّوْحِ اِلَيْهِ تَشْرِيْفٌ لِاٰدَمَ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ○ سُجُوْدَ تَحِيَّةٍ بِالْاِنْحِنَاءِ

﴿۲۹﴾ سو جس وقت میں اس کو بنالوں اور اس میں اپنی روح داخل کروں کہ جس سے وہ زندہ ہوجائے
پس گرو تم سب واسطے اس کے سجدہ کرنے والے جھک کر بطور سلام کے (روحی میں روح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت فرمایا بوجہ شرافت آدم کے)

تشریح

﴿۲۸﴾ فرشتوں کو تخلیق انسانی کی اطلاع اور...... اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو باخبر کیا کہ دیکھو میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کررہا ہوں یعنی نوعِ انسانی کے باپ آدم کا پُتلا تیار کررہا ہوں جسمیں اصل حصہ مٹی کا ہے اور دیکھو جب یہ پُتلا تیار ہوجائے اور..........

﴿۲۹﴾ مٹی کا پُتلا تیار ہوکر اسمیں روحِ انسانی داخل ہوجائے تو تم سب اسکو سجدہ کرنا جب نوعِ انسانی کے باپ آدم کا پُتلا تیار ہوکر ٹھیک ٹھاک ہوجائے اور اسمیں روح انسانی داخل ہوجائے تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہوجانا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی روح کو اپنی روح فرماکر ایک تو انسان کی تکریم اور اسکے شرف کا اظہار کیا ہے دوسرے یہ بتایا ہے کہ انسان میں جو روح ڈالی گئی ہے اس روح کی صفات میں اللہ کی صفات کا پرتو یا عکس ہے۔ جیسے انسان میں حیات ہے علم ہے قدرت ہے ارادہ اور اختیار ہے یہ ساری صفات اللہ کی صفات کا ایک عکس ہیں اور اسی پرتو کی وجہ سے انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے اور فرشتوں سمیت تمام زمین پر پائی جانیوالی مخلوقات کا مسجود قرار دیا گیا ہے۔ یوں تو دیکھا جائے تو ہر مخلوق میں کچھ نہ کچھ اثر اللہ کی کسی نہ کسی صفت کا ہے مگر جس جامعیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفات کا اثر انسان میں ہے کسی دوسری مخلوق میں نہیں ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے سورج کی روشنی اتنے فاصلے پر ہونے کے باوجود زمین پر اپنا فیض پہنچاتی ہے مگر سورج کی روشنی کا کوئی حصہ نہ تو کم ہوتا ہے نہ زمین کے اندر داخل ہوتا ہے بس یہ سورج کا فیضان ہے جو روشنی اور حرارت کی صورت میں زمین تک پہنچتا ہے اسیطرح انسان میں پائی جانے والی صفات اللہ کی صفات کا عکس اور اس کا فیضان ہیں انسان اپنی استعداد کے مطابق نفع حاصل کرتا ہے نہ اللہ تعالیٰ اسمیں سماتے ہیں نہ حلول کرتے ہیں کہ اسکے اندر داخل ہوتے ہیں اسکی الوہیت اس سے بہت بلند ہے کہ کسی مخلوق میں اس کا ادنیٰ سا شائبہ ممکن ہو۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ

فَسَجَدَ	الْمَلٰٓئِكَةُ	كُلُّهُمْ	اَجْمَعُوْنَ	اِلَّآ	اِبْلِيْسَ	اَبٰى	اَنْ	يَّكُوْنَ
پس سجدہ کیا	فرشتوں	وہ سب	سب کے سب	سوائے	ابلیس	اُسنے انکار کیا	کہ	وہ ہو

پس سجدہ کیا سب کے سب فرشتوں نے ابلیس کے سوا اس نے انکار کیا کہ وہ سجدہ کرنے

مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾

مَعَ	السّٰجِدِيْنَ	قَالَ	يٰٓاِبْلِيْسُ	مَا لَكَ	اَلَّا + تَكُوْنَ	مَعَ	السّٰجِدِيْنَ
ساتھ	سجدہ کرنے والے	اسنے فرمایا	اے ابلیس	مجھے کیا ہوا	کہ تو نہ ہوا	ساتھ	سجدہ کرنیوالے

والوں کے ساتھ ہو۔ اللہ نے فرمایا اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا ؟

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ

قَالَ	لَمْ اَكُنْ	لِاَسْجُدَ	لِبَشَرٍ	خَلَقْتَهٗ	مِنْ	صَلْصَالٍ	مِّنْ	حَمَاٍ
اسنے کہا	میں نہیں ہوں	کہ سجدہ کروں	انسان کو	تونے اسکو پیدا کیا	سے	کھنکھناتا ہوا	سے	سیاہ گارا

اس نے کہا میں (وہ) نہیں ہوں کہ سجدہ کروں انسان کو، تونے اسکو کھنکھناتے ہوئے سیاہ سڑے ہوئے گارے

مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ

مَّسْنُوْنٍ	قَالَ	فَاخْرُجْ	مِنْهَا	فَاِنَّكَ	رَجِيْمٌ	وَّاِنَّ	عَلَيْكَ
سڑا ہوا	اس نے کہا	پس نکل جا	یہاں سے	بیشک تو	مردود	اور بیشک	تجھ پر

سے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے فرمایا پس یہاں (جنت) سے نکل جا بیشک تو مردود ہے اور بیشک تجھ پر روز انصاف

اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾

اللَّعْنَةَ	اِلٰى	يَوْمِ	الدِّيْنِ	قَالَ	رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْ	اِلٰى	يَوْمِ + يُبْعَثُوْنَ
لعنت	تک	دن	انصاف	اسنے کہا	اے میرے رب مجھے مہلت دے	تک	جسدن (مُردے) اٹھائے جائیں

(قیامت) تک لعنت ہے۔ اس نے کہا اے میرے رب! مجھے اس دن تک مہلت دے جسدن مُردے اٹھائے جائیں گے۔

﴿۳۰﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝

فِيْهِ تَاكِيْدَانِ

﴿۳۰﴾ سو تمام فرشتوں نے اکٹھے ہو کر سجدہ کیا۔

﴿۳۱﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ هُوَ اَبُو الْجِنِّ كَانَ بَيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اَبٰٓى اِمْتَنَعَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝

﴿۳۱﴾ سوائے ابلیس کے (ابلیس ابو الجن ہے جو فرشتوں میں رہتا تھا فرشتہ نہ تھا) وہ رُکا اس سے کہ ہووے سجدہ کرنے والوں کیساتھ

(۳۲) قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝

(۳۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس کس چیز نے تجھکو منع کیا اس سے کہ ہو دے تو ساتھ سجدہ کرنے والوں کے۔

(۳۳) قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

(۳۳) وہ بولا کہ میرے لائق نہیں کہ میں سجدہ کروں واسطے آدم کے جس کو تونے بنایا بولنے والے گارے سنے ہوئے سے

(۳۴) قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا اَیْ مِنَ الْجَنَّةِ وَقِیْلَ مِنَ السَّمٰوَاتِ فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝ مَطْرُوْدٌ

(۳۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس نکل تو جنت سے اور کہا گیا کہ مراد یہ ہے کہ نکل تو آسمانوں سے کہ بیشک تو مردود ہے اور بیشک

(۳۵) وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اَلْجَزَاءِ

(۳۵) تجھ پر لعنت ہے روز جزا تک۔

(۳۶) قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ اَیْ النَّاسُ

(۳۶) وہ بولا اے میرے رب پس مہلت دے مجھ کو اس دن تک کہ اس میں تمام زندہ ہوں گے۔

تشریح

(۳۰) اللہ کے حکم کے مطابق سب آدم کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے | چنانچہ جب اللہ نے انسان کے باپ آدم کا پتلا سڑے ہوئے گارے اور مٹی سے تیار کرکے اس میں جان ڈالی اور اپنی اعلیٰ صفات کا فیضان اس تک پہنچایا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تمام فرشتے آدم کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے۔

(۳۱) ابلیس کا سجدہ کرنے سے انکار | ان تمام مخلوقات میں اور فرشتوں میں جنات کا ایک فرد ابلیس تھا جس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

(۳۲) تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ | اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ تونے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا اور میرے حکم کے خلاف کیا۔؟

(۳۳) سجدے سے انکار کی دلیل | سجدہ سے انکار کی جو دلیل ابلیس نے پیش کی وہ یہ تھی کہ آپنے اس بشر کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے پیدا کیا ہے اور میری تخلیق آگ کی لپٹ سے ہوئی ہے۔ آگ میں بلندی ہے اور مٹی میں پستی ہے ایک بلند ایک پست کے سامنے کیسے جھک سکتا ہے۔ ابلیس کی یہ دلیل بڑی بودی تھی اسلئے کہ یہاں سوال مادۂ تخلیق کا نہیں تھا بلکہ اللہ کے حکم کی تعمیل کا تھا دوسرے شرف انسانی کا اظہار تھا اور انسان کی صفات میں اللہ کی صفات کا پرتو ہے۔

(۳۴) ابلیس کو نکال دیا گیا | ابلیس کو بارگاہ الٰہی سے باہر نکال دیا گیا۔ حکم ہوا کہ تو مردود ہے۔ کیونکہ تونے ہمارا حکم ماننے سے انکار کیا ہے اس نافرمانی کے بعد تو اس مقام عالی کے قابل نہیں ہے۔ نہ تو اس قابل ہے کہ تیرا گذر جنت یا آسمان میں ہو۔

(۳۵) لعنت یوم قیامت تک | اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت تک تو یوں ہی ملعون رہیگا۔ جب تک اللہ کی عدالت قائم ہو۔ جزا سزا ہو اور تجھے تیری نافرمانی کی سزا دی جائے۔ تیرے تکبر کی وجہ سے تجھ پر ہمیشہ لعنت برستی رہے گی۔

(۳۶) ابلیس کی درخواست کہ مجھے مہلت دی جائے | ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے اس دن تک مہلت دی جائے جب انسان دوبارہ اٹھائے جائینگے یعنی میری حیات قیامت تک لمبی کر دی جائے۔

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾

قَالَ	فَاِنَّكَ	مِنَ	الْمُنْظَرِيْنَ	اِلٰى	يَوْمِ	الْوَقْتِ	الْمَعْلُوْمِ
اُسنے کہا	بیشک تو	سے	مہلت دیے جانیوالے	تک	دن	وقت	معلوم (مقرر)

اُس نے فرمایا بیشک تو مہلت دیے جانے والوں میں سے ہے اس دن تک جس کا وقت مقرر ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ

قَالَ	رَبِّ	بِمَآ	اَغْوَيْتَنِيْ	لَاُزَيِّنَنَّ	لَهُمْ	فِي	الْاَرْضِ	وَ
اُسنے کہا	اے میرے رب	جیساکہ	تونے مجھے گمراہ کیا	تو میں ضرور آراستہ کرونگا	انکے لئے	میں	زمین	اور

اسنے کہا اے میرے رب! جیساکہ تونے مجھے گمراہ کیا تو میں ضرور ان کے لئے (گناہ کو) آراستہ کروں گا زمین میں اور

لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾

لَاُغْوِيَنَّهُمْ	اَجْمَعِيْنَ
میں ضرور گمراہ کروں گا	سب

میں ضرور ان سب کو گمراہ کروں گا۔

﴿۳۷﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○

﴿۳۸﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ○ وَقْتِ النَّفْخَةِ الْاُوْلٰى۔

﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ اَيْ بِاِغْوَائِكَ لِيْ وَالْبَاءُ لِلْقَسَمِ وَجَوَابُهُ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ الْمَعَاصِيَ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○

﴿۳۷﴾ اللہ تو نے فرمایا کہ بیشک تو مہلت دیا گیا ہے۔

﴿۳۸﴾ نفخۂ اولیٰ کے وقت تک

﴿۳۹﴾ شیطان نے کہا کہ اے میرے رب قسم تیری گمراہ کرنے کو مجھکو کہ بلاشبہ میں لوگوں کو زمین میں گناہوں کی رغبت دونگا اور انکی نظر میں اچھا کردوں گا اور بیشک ان سب کو گمراہ کروں گا۔

تشریح

﴿۳۷﴾ ابلیس کی درخواست منظور ہوئی | اللہ تعالےٰ نے ابلیس کی یہ درخواست کہ روز قیامت تک اس کو زندگی دے دی جائے اللہ تعالےٰ نے منظور فرمالی ارشاد ہوا کہ تجھے مہلت دی جاتی ہے۔

﴿۳۸﴾ مہلت کی مدت قیامت کے دن تک ہے | اور یہ مہلت جو ابلیس کو دی گئی اس دن تک ہے جس کا وقت اللہ ہی کو معلوم ہے یعنی روزِ قیامت۔

﴿۳۹﴾ ابلیس کا چیلنج | ابلیس نے قیامت تک مہلت حاصل کرنے کے بعد چیلنج کیا کہ جس مخلوق (انسان) کی وجہ سے میں اس حالت کو پہنچا ہوں اب میں اسکو بھی بھٹکانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا وہ حقیر اور کمتر مخلوق انسان جس کو سجدہ کرنے کا حکم دیکر آپنے مجھے حکم عدولی پر مجبور کردیا اب میں اس انسان کو ایسا دھوکا دونگا کہ دنیا کی زندگی اور اس کی لذتیں اور وہاں کے عارضی فائدے اسکو اپنے خوشنما معلوم ہوں گے کہ وہ آخرت کو بھول جائیگا وہ بھول جائیگا کہ اُسے اپنی ذمہ داریاں ادا کرکے دوبارہ جنت میں واپس آنا ہے۔

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾

إِلَّا	عِبَادَكَ	مِنْهُمُ	الْمُخْلَصِينَ	قَالَ	هَٰذَا	صِرَاطٌ	عَلَيَّ	مُسْتَقِيمٌ
سوائے	تیرے بندے	ان میں سے	مخلص (جمع)	اس نے کہا	یہ	راستہ	مجھ تک	سیدھا

سوائے ان میں سے جو تیرے مخلص بندے ہیں۔ اس نے فرمایا یہ راستہ سیدھا مجھ تک (آتا ہے)

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾

إِنَّ	عِبَادِي	لَيْسَ + لَكَ	عَلَيْهِمْ	سُلْطَانٌ	إِلَّا	مَنِ	اتَّبَعَكَ	مِنَ	الْغَاوِينَ
بیشک	میرے بندے	نہیں تیرے لئے (تیرا)	ان پر	کوئی زور	مگر	جو جس	تیری پیری کی	سے	بھکے ہوئے (گمراہ)

بیشک وہ میرے بندے ہیں ان پر تیرا کوئی زور نہیں، مگر گمراہوں میں سے جس نے تیری پیروی کی۔

(۴۰) إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ○ أَيِ الْمُؤْمِنِينَ

(۴۱) قَالَ تَعَالَىٰ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ○

(۴۲) وَهُوَ إِنَّ عِبَادِي أَيِ الْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ قُوَّةٌ إِلَّا لَكِنْ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ○ الْكَافِرِينَ

(۴۰) مگر ان کو جو تیرے خالص بندے مسلمان ہیں۔

(۴۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سیدھا راستہ ہے جو میری طرف آتا ہے۔

(۴۲) اور وہ یہ ہے کہ میرے بندوں مسلمانوں پر تجھکو قدرت نہیں لیکن وہ لوگ جو کافروں میں سے تیری پیروی کریں۔

تشریح

(۴۰) آپ کے مخلص بندے شاید میرے جال میں نہ پھنسیں | ابلیس نے دعویٰ کیا کہ میری چالیں ایسی ہونگی کہ اس سے کوئی بچ نہ پائیگا مگر ان بندوں پر شاید میرا داؤ نہ چل سکے گا جو آپ کے مخلص او وفادار ہیں

(۴۱) صراط مستقیم پر قائم رہنے والے | اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اخلاص وفاداری اور صرف میری ہی بندگی وہ سیدھا اور صاف راستہ ہے جو کسی ہیر پھیر کے بغیر براہِ راست مجھ تک پہنچتا ہے جو لوگ اس راستے کو پکڑے رہیں گے وہ شیطان کی چالوں سے بچے رہیں گے۔

(۴۲) میرے بندوں پر تیری زبردستی نہیں چلے گی | کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مصلحت کے تحت بندوں کو ایک محدود دائرے میں آزادی دی ہے اختیار دیا ہے کہ وہ اچھائی اور برائی میں جس کو جتنا چاہیں اپنی مرضی سے چن سکتے ہیں ابلیس کو یہ آزادی تو اللہ نے دی ہے کہ وہ اپنی طرف سے بہکانے کی کوشش کرے، دھوکا دے اور دنیا کی لذتوں کو خوشنما بنا کر انسانوں کو بھٹکانے کی کوشش کرے لیکن اسکو زور زبردستی کرنے کا کوئی حاکمانہ اقتدار حاصل نہیں ہے وہ ہاتھ پکڑ کر زبردستی اپنے راستہ پر نہیں لگا سکتا۔ اور جو اللہ کے حقیقی بندے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کو واقعتاً اپنا معبود مانا ہے ان پر شیطانی داؤ چل نہ سکے گا شیطانی داؤ انہیں پر چلے گا جو خود ہی بہکنا چاہتے ہیں شیطان ان کو مزید بہکا دے گا۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ

اَبْوَابٍ	سَبْعَةُ	لَهَا	اَجْمَعِيْنَ	لَمَوْعِدُهُمْ	جَهَنَّمَ	وَاِنَّ
دروازے	سات	اسکے لئے	سب	انکے لئے وعدہ گاہ	جہنم	اور بیشک

اور بے شک ان سب کے لئے جہنم ایک وعدہ گاہ ہے اس کے سات دروازے ہیں

لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾

مَّقْسُوْمٌ	جُزْءٌ	مِّنْهُمْ	لِكُلِّ - بَابٍ
تقسیم شدہ	ایک حصہ	ان سے	ہر دروازہ کے لئے

ہر دروازہ کے لئے ان کا ایک حصہ تقسیم شدہ ہے

﴿۴۳﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اَیْ مَنِ اتَّبَعَكَ مَعَكَ

﴿۴۳﴾ اور بیشک دوزخ تیرا اور ان سب کا جو تیرے پیرو ہیں وعدہ گاہ ہے

﴿۴۴﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ اَطْبَاقٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهَا مِّنْهُمْ جُزْءٌ نَصِيْبٌ مَّقْسُوْمٌ ○

﴿۴۴﴾ اس کے سات درجے ہیں ہر ہر درجہ کے لئے انہیں سے ایک حصہ تقسیم کیا گیا ہے۔

تشریح

﴿۴۳﴾ گمراہوں کے لئے دوزخ کی وعید | ایسے لوگ جو شیطانی بہکاوے میں آکر شیطان کا راستہ اختیار کریں گے وہ خوب سمجھ لیں کہ ایسے سب لوگوں کے لئے دوزخ کی وعید ہے۔ انسان کو سمجھنا چاہیے کہ شیطان اس کا ازلی دشمن ہے اس دشمنی نے اس کو نوع انسانی کے انتقام کے لئے آمادہ کیا ہے وہ چاہتا ہے کہ جس انسان کی وجہ سے مجھے جنت سے نکالا گیا میں اسے بھی جنت سے نکال کر دوزخ میں دھکیل دوں۔

﴿۴۴﴾ دوزخ کے سات دروازے | جس دوزخ کی وعید ابلیس اور اس کے پیچھے چلنے والوں کو دی گئی ہے اس کے سات دروازے یا طبقے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے دوزخ کے طبقوں کے نام اس طرح گنوائے ہیں:

۱۔ جہنم ۲۔ سعیر ۳۔ لظٰی ۴۔ حطمہ ۵۔ سقر ۶۔ جحیم ۷۔ ہاویہ

جہنم دوزخ کا ایک طبقہ بھی ہے اور سارے طبقوں کے مجموعے پر بھی جہنم کا لفظ بولا جاتا ہے۔

دوزخ کے سات دروازوں سے مراد یہ ہے کہ جن گناہوں اور معصیتوں میں کوئی شخص زیادہ نمایاں ہوگا اس کے لئے گناہ کا وہ دروازہ داخلے کے لئے مخصوص ہوگا جیسے کوئی شرک کے راستے سے دوزخ میں جائیگا تو اس کے لئے مخصوص دروازہ ہوگا، نفاق کے راستے سے جائیگا تو اس کے لئے الگ دروازہ ہوگا، اسی طرح ظالموں کے لئے ایک دروازہ ہوگا، نفس پرستی میں مبتلا لوگوں کے لئے دوزخ کا ایک طبقہ ہوگا دوزخ کے یہ دروازے ان بڑے بڑے گناہوں کے لئے ہونگے کہ جنمیں یہ شیطانی راہ پر چلنے والا زیادہ ممتاز ہوگا جسطرح حدیث میں جو بخاری و مسلم میں حضرت سہل بن سعد رضؓ سے مروی ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہونگے انہیں ایک دروازے کا نام باب ریّان ہے کہ اس دروازے سے وہ روزہ دار داخل ہونگے جن کی نیکیوں میں روزے کی عبادت زیادہ نمایاں ہوگی۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ (۴۵) اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ (۴۶)

اِنَّ	الْمُتَّقِیْنَ	فِیْ	جَنّٰتٍ	وَّعُیُوْنٍ	اُدْخُلُوْهَا	بِسَلٰمٍ	اٰمِنِیْنَ
بیشک	پرہیزگار	میں	باغات	اور چشمے	تم ان میں داخل ہو	سلامتی کیساتھ	بے خوف وخطر

بیشک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں (ہوں گے) تم ان میں سلامتی کے ساتھ بے خوف وخطر داخل ہو

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ (۴۷)

وَنَزَعْنَا	مَا	فِیْ	صُدُوْرِهِمْ	مِّنْ	غِلٍّ	اِخْوَانًا	عَلٰی	سُرُرٍ	مُّتَقٰبِلِیْنَ
اور ہم نے کھینچ لیا	جو	میں	ان کے سینے	سے	کینہ	بھائی بھائی	پر	تخت (رخ)	آمنے سامنے

اور ہم نے ان کے سینوں سے کھینچ لئے کینے بھائی بھائی (بن کر) تختوں پر آمنے سامنے (بیٹھے ہوئے)

لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ (۴۸) نَبِّئْ

لَا یَمَسُّهُمْ	فِیْهَا	نَصَبٌ	وَّمَا	هُمْ	مِّنْهَا	بِمُخْرَجِیْنَ	نَبِّئْ
انہیں نہ چھوئے گی	اسمیں	کوئی تکلیف	اور نہ	وہ	اس سے	نکالے جائیں گے	خبر دیدو

اس میں انہیں کوئی تکلیف نہ چھوئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔ میرے

عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۴۹)

عِبَادِیْ	اَنِّیْ	اَنَا	الْغَفُوْرُ	الرَّحِیْمُ
میرے بندے	کہ بیشک	میں	بخشنے والا	نہایت مہربان

بندوں کو خبر دیدو کہ بیشک میں بخشنے والا نہایت مہربان ہوں۔

(۴۵) اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ بَسَاتِیْنَ وَ
عُیُوْنٍ ○ تَجْرِیْ فِیْهَا وَیُقَالُ لَهُمْ
(۴۶) اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اَیْ سَالِمِیْنَ مِنْ
كُلِّ مَخُوْفٍ اَوْ مَعَ سَلَامٍ اَیْ سَلِّمُوْا
وَادْخُلُوْا اٰمِنِیْنَ ○ مِنْ كُلِّ فَزَعٍ
(۴۷) وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ
حِقْدٍ اِخْوَانًا حَالٌ مِّنْهُمْ عَلٰی سُرُرٍ
مُتَقَابِلِیْنَ ○ حَالٌ اَیْضًا اَیْ لَا یَنْظُرُ
بَعْضُهُمْ اِلٰی قَفَا بَعْضٍ لِدَوَرَانِ
الْاَسِرَّةِ بِهِمْ۔

(۴۵) اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ الخ
بیشک جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہیں جو وہاں بستے ہیں۔

(۴۶) اور انکو کہا جاویگا کہ تم داخل ہو جاؤ باغوں میں سلامت رہنے والے اور امن والے ہر ڈر سے۔

(۴۷) اور ہم نے نکالدیا ان کے ہر سینے سے ہر ایک عداوت اور کینہ کو اس حال میں کہ وہ بھائی بھائی ہیں تختوں پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کے مقابل یعنی کوئی کسی کی پشت نہ دیکھے گا کہ انکے تخت ہر طرف پھرتے رہتے ہیں۔

(۴۸) لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ○ أَبَدًا
(۴۸) ان کو جنتوں میں کوئی رنج اور مصیبت نہ پہونچے گی اور نہ وہ ان سے نکالے جاویں گے۔

(۴۹) نَبِّئْ عِبَادِي يا محمد أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ لِلْمُؤْمِنِينَ الرَّحِيمُ ○ بہم
(۴۹) اے محمدؐ! میرے بندوں کو خبر کر دو کہ بیشک میں ایمان والوں کو بخشنے والا ہوں ان پر مہربان ہوں۔

تشریح

(۴۵) پرہیزگاروں کیلئے جنت کی نعمتیں | شیطانی راہ پر چلنے والوں کے برخلاف وہ لوگ جنہوں نے رحمانی طریق اختیار کیا پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کی گناہوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے نیکی کی صراط مستقیم پر گامزن رہے انکو جنت کی بہترین نعمتیں عطا کی جائینگی جس میں باغات ہونگے پانی کے چشمے رواں ہوں گے دل خوش کرنے والے مناظر ہوں گے۔

(۴۶) نیک لوگوں کو کہا جائیگا کہ تم بے فکر ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤ | ایسے پرہیزگار اور نیک لوگ جنھوں نے دنیا میں کوئی مشکل اللہ کے راستے میں آئی تو اس کو برداشت کیا اور اللہ کے راستے کو نہیں چھوڑا اُن سے کہا جائیگا کہ تمہیں اب پریشان ہونے کی اور گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے تم بے فکر ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤ یہاں تم ہر طرح کی آفات سے بیماریوں سے بالکل مامون ہو۔ اللہ کے مخلص بندوں کے لئے اللہ کی جنت ان کی نیکیوں کا بہترین انعام ہوگی۔

(۴۷) جنت والوں کے دل ایک دوسرے کی طرف سے صاف ہونگے | دنیا کی زندگی میں انسانوں کے باہمی تعلقات میں کبھی کبھی کچھ رنجشیں بدمزگیاں اور ایک دوسرے کے خلاف غلط فہمیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کبھی کبھی اذیت کا باعث بنتی ہیں۔ اب ہوگا یہ کہ اللہ کے یہ نیک مخلص بندے جب جنت میں داخل ہونگے تو ان کے دل ایک دوسرے کی طرف سے بالکل بے غبار ہو جائیں گے کوئی رنجش کوئی غلط فہمی باقی نہ رہے گی وہاں ایک دوسرے سے کوئی حسد اور کوئی جلن باقی نہ رہیگی بلکہ بہت صاف دلی کے ساتھ بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے سے مسرور ہونگے۔ اخوت کا عالم یہ ہوگا کہ کسی کی نشست اوپر اور کسی کی نیچے نہ ہوگی جس سے کمتری اور برتری کا احساس ہو بلکہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے باہم باتیں کرتے ہونگے۔

(۴۸) جنت میں کوئی مشقت نہ ہوگی | جنت میں جانے کے بعد ہمیشہ تندرستی رہیگی بیماری پاس نہ آئے گی نہ وہاں کوئی مشقت نہ کوئی مشکل ہوگی اور نہ وہاں موت کا کھٹکا ہوگا ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ نہ روزی حاصل کرنے کے لئے سفر کی کلفتیں ہونگی نہ ان کو جنت سے نکالا جائے گا۔ حدیث میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ اَنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوا وَلَا تَمْرَضُوا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ يَعِيشُوا فَلَا تَمُوتُوا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوا وَلَا تَهْرَمُوا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تُقِيمُوا فَلَا تَظْعَنُوا اَبَدًا

اہل جنت سے کہہ دیا جائیگا کہ اب تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ پڑو گے اور اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت تمکو نہ آئیگی اور اب تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بڑھاپا تم پر نہ آئیگا۔ اب تم ہمیشہ مقیم رہو گے کبھی کوچ کرنے کی تم کو ضرورت نہ ہوگی۔

(۴۹) اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت | اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کا عالم یہ ہے کہ وہ تمام مخلوق پر انتہائی مہربان ہے اس کی شفقت اپنے بندوں پر اولاد پر ماں باپ کی شفقت سے کہیں زیادہ ہے اس کی محبت کا عالم یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے میرے بندے میری فرمانبرداری کی راہ پر چل کر میری رحمت اور بخشش سے خوب خوب فائدہ اٹھائیں۔

وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَالْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ

وَاَنَّ	عَذَابِیْ	هُوَ	الْعَذَابُ	الْاَلِیْمُ	وَنَبِّئْهُمْ	عَنْ	ضَیْفِ
اور یہ کہ	میرا عذاب	وہ (ہی)	عذاب	دردناک	اور انہیں خبر دو (سنادو)	سے۔کا	مہمان

اور یہ کہ میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے۔ اور انہیں ابراہیمؑ کے مہمانوں کا (حال)

اِبْرٰهِیْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ

اِبْرٰهِیْمَ	اِذْ	دَخَلُوْا	عَلَیْهِ	فَقَالُوْا	سَلٰمًا	قَالَ	اِنَّا	مِنْكُمْ
ابراہیم	جب	وہ داخل ہوئے (آئے)	اس پر (پاس)	تو انہوں نے کہا	سلام	اس نے کہا	ہم	تم سے

سنادو جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کہا، اس نے کہا ہمیں تم سے ڈر

وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ﴿۵۳﴾

وَجِلُوْنَ	قَالُوْا	لَا تَوْجَلْ	اِنَّا + نُبَشِّرُكَ	بِغُلٰمٍ	عَلِیْمٍ
ڈرنے والے (ڈرتے) ہیں	انہوں نے کہا	ڈرو نہیں	بیشک ہم تمہیں خوشخبری دیتے ہیں	ایک لڑکا	علم والا

لگتا ہے انہوں نے کہا ڈرو نہیں، ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

﴿۵۰﴾ وَاَنَّ عَذَابِیْ لِلْعُصَاةِ هُوَالْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ○ اَلْمُؤْلِمُ

﴿۵۰﴾ اور بیشک میرا عذاب نافرمانوں کے لئے تیار ہے جو سخت دردناک ہے۔

﴿۵۱﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرَاهِیْمَ ○ وَهُمْ مَلَائِكَةٌ اِثْنَا عَشَرَ اَوْ عَشَرَةٌ اَوْ ثَلَاثَةٌ مِنْهُمْ جِبْرَئِیْلُ

﴿۵۱﴾ اور ان کو خبر کردو ابراہیم کے مہمانوں کی جو بارہ ۱۲ یا دس ۱۰ یا تین ۳ فرشتے تھے کہ ان میں جبریل بھی تھے۔

﴿۵۲﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلَامًا ؕ اَیْ هٰذَا اللَّفْظَ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لَمَّا عَرَضَ عَلَیْهِمُ الْاَكْلَ فَلَمْ یَاْكُلُوْا اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ○ خَائِفُوْنَ

﴿۵۲﴾ جبکہ وہ ابراہیم کے پاس آئے پس سلام کیا، ابراہیم نے جبکہ ان کے سامنے کھانا پیش کیا اور انہوں نے نہ کھایا یہ کہا کہ بیشک ہم تجھ سے ڈرتے ہیں۔

(۵۳) قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ

(۵۳) وہ بولے تو خوف نہ کر بیشک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں تجھکو خوشی سنانے آئے ہیں ایک لڑکے بہت علم والے کے پیدا ہونے کی (مراد اس سے اسحٰق ہے جیساکہ سورۂ ہود میں مذکور ہے۔)

اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ○ ذِیْ عِلْمٍ كَثِيْرٍ هُوَ اِسْحَاقُ كَمَا ذُكِرَ فِیْ هُوْدَ

تشریح

(۵۰) اللہ کی صفت غضب | لیکن اللہ کے وہ بندے جو اس کی نافرمانی پر اڑے رہتے ہیں شرارت سے باز نہیں آتے ان کو سزا دینے میں اللہ تعالےٰ بہت سخت بھی ہیں اور اس کا عذاب نہایت دردناک ہے جب وہ سزا دیتا ہے تو ایسی سخت ہوتی ہے جس کے روکنے کی کوئی تدبیر نہیں اسلئے انسان کو جہاں اس کی صفت مغفرت و رحمت سے پُر امید رہنا چاہیئے اور کبھی مایوس نہ ہونا چاہیئے وہاں اسکی پکڑ سے بچنا بھی چاہیئے۔

(۵۱) جب فرشتے مہمان بن کر حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے | مکّے کے لوگ بار بار نبیؐ سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ واقعی سچے نبی ہیں تو ہمارے سامنے فرشتوں کو لیکر کیوں نہیں آتے تاکہ ہمیں معلوم ہوجائے کہ آپ واقعی اللہ کے مقرر کئے ہوئے سچے رسول ہیں، چنانچہ سورۂ حجر آیت ۷ میں ان کے اس مطالبے کا ذکر ہے کہ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اگر آپ سچے ہیں تو ہمارے سامنے فرشتوں کو کیوں لے کر نہیں آتے ہو) اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ، مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ (ہم فرشتوں کو یوں ہی نہیں اتار دیا کرتے وہ جب اترتے ہیں تو حق کے ساتھ اترتے ہیں اور پھر لوگوں کو مہلت نہیں دی جاتی۔ یعنی فرشتوں کی آمد اس بات کا اعلان ہوتی ہے کہ فیصلے کی گھڑی آپہنچی۔ اب اسی جواب کی تفصیل حضرت ابراہیمؑ کے یہاں مہمانوں کی شکل میں فرشتوں کی آمد اور حضرت ابراہیم کو یہ معلوم ہوکر کہ یہ مہمان نہیں بلکہ مہمانوں کی صورت میں فرشتے ہیں تو ان کا خوفزدہ ہونا اور پھر قوم لوطؑ کا ذکر کہ فرشتے ان پر عذاب کیلئے آئے ہیں تو ایک آمد تو فرشتوں کی حضرت ابراہیمؑ کے پاس ایک حق کی بشارت کیلئے تھی دوسری آمد قوم لوط پر عذاب کے لئے تھی۔ تمہاری بدکرداری نے بشارت کا حق تو ختم کردیا ہے اب بتاؤ کون سے فرشتوں کی آمد چاہتے ہو، رحمت کے یا عذاب کے؟ جو قوم لوط کے لئے آئے تھے۔

(۵۲) انسانی شکل میں فرشتوں کی حضرت ابراہیم سے ملاقات | فرشتے انسانی شکل میں حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہوئے حاضر ہوئے حضرت ابراہیمؑ نے یہ سمجھ کر کہ یہ کوئی اجنبی مہمان ہیں انکے لئے کھانے کا انتظام کیا بھُنا ہوا بچھڑا انکی ضیافت کیلئے تیار کیا جب کھانا سامنے آیا اور مہمان فرشتوں نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانے میں تامل کیا تو حضرت ابراہیم دل ہی دل میں خوفزدہ سے ہوئے شاید یہ آنے والے قوم لوط پر عذاب کا پیغمبرانہ احساس تھا۔ انکے چہرے پر خوف کے جذبات واضح تھے حضرت ابراہیم نے اس کا اظہار کیا کہ مجھے آپ لوگوں سے ڈر سا لگتا ہے۔

(۵۳) حضرت اسحاقؑ کی بشارت | حضرت ابراہیمؑ کو معلوم ہوگیا کہ یہ انسانی شکل میں اللہ کے فرشتے ہیں۔ تب فرشتوں نے کہا کہ ابراہیمؑ! آپ ڈریں نہیں ہم آپ کے لئے خوشخبری لے کر آئے ہیں اور وہ خوشخبری یہ ہے کہ تمہارے ایک بیٹا ہوگا اور بیٹا بھی کیسا جس کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرما کر نبوت کے منصب پر فائز کریں گے سورۂ صٰفّٰت آیت ۱۱۲ میں ہے وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ (اور ہم نے اسے اسحٰق کی بشارت دی ایک نبی اور صالحین میں سے) سورۂ ہود آیت ۷۱ میں فرمایا فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ (پھر ہم نے اس کو یعنی حضرت سارہ کو اسحٰق کی خوشخبری دی) حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کے واقعہ کے بعد حضرت اسحٰقؑ کی ولادت کی بشارت ایک بڑی خوشخبری تھی۔

قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ الْکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا

قَالَ	اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ	عَلٰٓی	اَنْ	مَسَّنِیَ	الْکِبَرُ	فَبِمَ	تُبَشِّرُوْنَ	قَالُوْا
اس نے کہا	کیا تم مجھے خوشخبری دیتے ہو	پر میں	کہ	مجھے پہنچ گیا	بڑھاپا	سو کس بات	تم خوشخبری دیتے ہو	وہ بولے

اس (ابراہیمؑ) نے کہا کیا تم مجھے اس حال میں خوشخبری دیتے ہو کہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا ہے۔ سو کس بات کی خوشخبری دیتے ہو؟ وہ بولے

بَشَّرْنٰکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ

بَشَّرْنٰکَ	بِالْحَقِّ	فَلَا تَکُنْ	مِّنَ	الْقٰنِطِیْنَ	قَالَ	وَمَنْ
ہم نے تمہیں خوشخبری دی	سچائی کیساتھ	آپ نہ ہوں	سے	مایوس ہونے والے	اس نے کہا	اور کون

ہم نے تمہیں خوشخبری دی ہے سچائی کے ساتھ، آپ مایوس ہونے والوں میں سے نہ ہوں۔ اس نے کہا اپنے رب کی رحمت سے

یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ

یَقْنَطُ	مِنْ	رَّحْمَةِ	رَبِّهٖٓ	اِلَّا	الضَّآلُّوْنَ	قَالَ	فَمَا + خَطْبُکُمْ
مایوس ہوگا	سے	رحمت	اپنا رب	سوائے	گمراہ (جمع)	اس نے کہا	پس کیا ہے تمہارا کام (مہم)

کون مایوس ہوگا؟ گمراہوں کے سوا۔ اس نے کہا اے فرشتو! پس تمہاری

اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ﴿۵۸﴾ لا

اَیُّهَا	الْمُرْسَلُوْنَ	قَالُوْٓا	اِنَّآ	اُرْسِلْنَآ	اِلٰی	قَوْمٍ	مُّجْرِمِیْنَ
اے	بھیجے ہوئے (فرشتو)	وہ بولے	ہم بیشک	بھیجے گئے	طرف	ایک قوم	مجرم (جمع)

مہم کیا ہے؟ وہ بولے بیشک ہم بھیجے گئے ہیں مجرموں کی ایک قوم کی طرف

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۹﴾

اِلَّآ	اٰلَ + لُوْطٍ	اِنَّا	لَمُنَجُّوْهُمْ	اَجْمَعِیْنَ	
سوائے	گھر والے لوط کے	ہم	البتہ انہیں بچا لیں گے	سب	

سوائے لوطؑ کے گھر والوں کے، البتہ ہم ان سب کو بچا لیں گے۔

﴿۵۴﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ بِالْوَلَدِ عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ الْکِبَرُ حَالٌ اَیْ مَعَ مَسِّهٖ اِیَّایَ فَبِمَ فَبِاَیِّ شَیْءٍ تُبَشِّرُوْنَ○ اِسْتِفْهَامُ تَعَجُّبٍ

﴿۵۴﴾ ابراہیمؑ نے کہا کیا تم مجھے لڑکے کی خوشی سناتے ہو بڑھاپے میں سو یہ کیا وقت ہے اس بشارت کا۔

﴿۵۵﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰکَ بِالْحَقِّ بِالصِّدْقِ فَلَا

﴿۵۵﴾ وہ بولے ہم تجھ کو سچی بشارت دینے آئے ہیں سو تو نا امید

تَكُنْ مِّنَ الْقَانِطِيْنَ ○ اَلْآئِسِیْنَ — نہ ہو ۔

(۵۶) قَالَ وَمَنْ اَیْ لَا يَقْنَطُ بکسر النون وفتحها مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ○ اَلْکَافِرُوْنَ

(۵۶) ابراہیمؑ نے کہا اللہ کی رحمت سے سوائے کافران گمراہوں کے کوئی ناامید نہیں ہوتا ۔

(۵۷) قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ شَأْنُکُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○

(۵۷) پھر کہا کہ تمہارا کیا مطلب ہے اور کس لئے آئے ہو اے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتو ۔

(۵۸) قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ کَافِرِیْنَ اَیْ قَوْمَ لُوْطٍ لِاِهْلَاکِهِمْ ○

(۵۸) وہ بولے کہ بیشک ہم بھیجے گئے ہیں کافروں کی طرف یعنی قوم لوطؑ کے ہلاک کرنے کو ۔

(۵۹) اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ لِاِیْمَانِهِمْ

(۵۹) سوا لوط کے کنبے کے جو مسلمان ہیں کہ بیشک ہم انکو نجات دینگے ۔ بوجہ ان کے ایمان کے ۔

تشریح

(۵۴) بیٹے کی بشارت پر حضرت ابراہیمؑ کی حیرت | حضرت ابراہیمؑ کی عمر تقریباً ننانوے سال کو چھو رہی تھی آپ کی پہلی بیوی حضرت سارہ بھی بوڑھی ہو گئی تھیں اس عمر میں دوسرے بیٹے حضرت اسحٰق کی حضرت سارہ کے بطن سے ہونیکی بشارت سن کر حضرت ابراہیمؑ حیرت میں پڑ گئے اور انہوں نے فرشتوں سے کہا کہ کیا تم اس بڑھاپے میں مجھے اولاد کی بشارت دیتے ہو ذرا سوچو تو سہی کہ تم کیا کہہ رہے ہو کیونکہ اپنی اور اپنی بیوی کی پیرانہ سالی کو دیکھتے ہوئے ظاہری اسباب کے اعتبار سے یہ بات بڑی حیرت انگیز معلوم ہو رہی تھی اور اس مسرت انگیز خلاف توقع بشارت کو سنکر جیسے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا ۔

(۵۵) ملائکہ کا جواب کہ آپ مایوس نہ ہوں | اس پر فرشتوں نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ آپ اپنی اور بیوی کے بڑھاپے کو دیکھ کر اور ظاہری اسباب پر نظر کر کے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں ہم جو بشارت آپ کو دے رہے ہیں وہ برحق ہے اور ایسا ہی ہوگا ۔

(۵۶) اللہ کی رحمت سے مایوسی گمراہی ہے | حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں البتہ مجھے حیرت ہو رہی تھی اللہ کی رحمت سے مایوس تو گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں سچے مومن کی آس اللہ سے لگی رہتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سبب کے محتاج نہیں ہیں ظاہری اسباب سے اوپر اٹھ کر اللہ تعالیٰ جسطرح چاہیں اپنے بندے کو نواز سکتے ہیں اسلئے بندۂ مومن اللہ کی پکڑ سے نڈر اور اسکی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا ۔

(۵۷) فرشتوں سے حضرت ابراہیمؑ کا سوال کہ آپکی مہم کیا ہے | حضرت ابراہیم نے فرشتوں سے پوچھا کہ کیا آپ صرف یہ خوشخبری دینے کے لئے ہی آئے ہیں یا آپ کے آنے کا کچھ اور مقصد بھی ہے کیونکہ حضرت ابراہیم محسوس کر رہے تھے کہ فرشتوں کا انسانی شکل میں آنا ہمیشہ غیر معمولی حالات میں ہوتا ہے اور کسی بڑی مہم کے لئے ہی انکو بھیجا جاتا ہے اسی لئے حضرت ابراہیم دل دل میں خوف بھی محسوس کر رہے تھے جس کا اظہار انہوں نے اپنی گفتگو میں کیا ۔ بشارت کی خوشی اور خوف کا احساس یہ دونوں کیفیات ملی جلی سی تھیں ۔

(۵۸) فرشتوں نے کہا کہ ہم قوم لوط پر عذاب کے لئے بھیجے گئے ہیں | قوم لوط ایسے گھناؤنے جرائم میں مبتلا تھی کہ دنیا میں پہلی بار انہوں نے اس غیر فطری عمل کو اختیار کیا تھا اور عورتوں کے بجائے مردوں سے جنسی تعلق پر فخر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے حضرت لوطؑ بن حاران کو اس قوم کی اصلاح کے لئے مقرر فرمایا تھا حضرت لوطؑ کے لاکھ سمجھانے بجھانے کے باوجود یہ لوگ اپنی حرکتیں چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے اور اس مجرم قوم کے گناہوں کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا اسلئے فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم یعنی قوم لوط پر عذاب کے لئے بھیجے گئے ہیں ۔

(۵۹) حضرت لوط کے گھر والے عذاب سے محفوظ رہیں گے | اللہ کا یہ عذاب پوری قوم پر مسلط ہوگا مگر ہمیں حکم ہے کہ ہم لوط کے گھر والوں کو اس عذاب سے بچالیں گے ۔

إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا ۙ إِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ⑥⓪ فَلَمَّا جَاءَ آلَ ع

إِلَّا	امْرَأَتَهُ	قَدَّرْنَا	إِنَّهَا	لَمِنَ	الْغٰبِرِيْنَ	فَلَمَّا	جَاءَ	آلَ
سوائے	اسکی عورت	ہمنے فیصلہ کر لیا ہے	بیشک وہ	سے	پیچھے رہ جانیوالے	پس جب	آئے	لوط کے

سوائے اس کی عورت کے ، ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ بیشک پیچھے رہ جانیوالوں میں سے ہے۔ پس جب فرشتے لوط ؑ

لُوْطِ ۣالْمُرْسَلُوْنَ ⑥① قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ⑥②

لُوْطِ	ۣالْمُرْسَلُوْنَ	قَالَ	إِنَّكُمْ	قَوْمٌ	مُّنْكَرُوْنَ
گھر والے	بھیجے ہوئے (فرشتے)	اس نے کہا	بیشک تم	لوگ	اوپرے (ناآشنا)

کے گھر والوں کے پاس آئے اس نے کہا بیشک تم ناآشنا لوگ ہو۔

(۶۰) إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ الْبَاقِيْنَ فِي الْعَذَابِ بِكُفْرِهَا

(۶۰) بجز اس کی بیوی کے کہ وہ ضرور عذاب میں رہنے والی ہے بسبب اس کے کفر کے

(۶۱) فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوْطٍ أَيْ لُوْطًا ۣالْمُرْسَلُوْنَ ○

(۶۱) فلما جاء آل لوط ۣالمرسلون الخ سو جب آئے لوط ؑ کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے۔

(۶۲) قَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ○ لَا أَعْرِفُكُمْ

(۶۲) وہ ان سے کہنے لگا کہ بیشک تم نئے لوگ ہو میں تمہیں نہیں پہچانتا۔

تشریح

(۶۰) لوط کے گھر والوں میں انکی بیوی شامل نہیں ہے | حضرت لوط کی بیوی در پردہ مجرمین کے ساتھ ملی ہوئی تھی اور انہوں نے ہی خوب صورت لڑکوں کے جو کہ حقیقت میں انسانی شکل میں فرشتے تھے گھر میں آنے کی خبر لوگوں تک پہنچائی تھی اسلئے فرشتوں نے حضرت ابراہیم کو بتایا کہ لوط کے گھر والے عذاب سے محفوظ رہیں گے مگر ہم نے اللہ کے حکم سے فیصلہ کر لیا ہے کہ گھر والوں میں ان کی بیوی شامل نہیں ہے وہ ان پیچھے رہنے والوں میں شامل رہے گی جن پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔

(۶۱) فرشتے انسانی شکل میں حضرت لوط کے گھر پہنچے | حضرت ابراہیم ؑ سے ملاقات کے بعد ان کو حضرت اسحٰق ؑ کی بشارت دیکر یہ فرشتے انسانی شکل میں حضرت لوط ؑ کے گھر پہنچے۔

(۶۲) فرشتے اجنبی شکل میں تھے | یہ فرشتے جو انسانی شکل میں حضرت لوط کے گھر آئے اجنبی شکل میں تھے اور چونکہ نہایت خوبصورت لڑکوں کی شکل میں تھے حضرت لوط اپنی قوم کی بدکاری کا حال جانتے تھے اسلئے ان کو انسان سمجھ کر حضرت لوط بڑے پریشان ہوئے اور کہا کہ آپ اجنبی معلوم ہوتے ہو اس شہر کے رہنے والے نہیں ہو یہاں کے لوگوں کی بری عادت تمہیں معلوم نہیں ہے اجنبی ہونے کے علاوہ تم میں کچھ غیر معمولی پن سا بھی محسوس ہوتا ہے۔ حضرت لوط ؑ ان کو انسان سمجھ کر آخیر تک ان کو بچانے کی کوشش کرتے رہے۔ اور گھبرا کر ان مہمانوں سے کہنے لگے تم بڑے عجیب آدمی ہو میں تمہیں بچانے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم ذرا بھی میری مدد نہیں کرتے۔

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ

قَالُوْا	بَلْ	جِئْنٰكَ	بِمَا + كَانُوْا	فِيْهِ	يَمْتَرُوْنَ	وَاَتَيْنٰكَ
وہ بولے	بلکہ	ہم آئے ہیں تمہارے پاس	اسکے ساتھ جو وہ تھے	اسمیں	شک کرتے	اور ہم تمہارے پاس آئے ہیں

وہ بولے بلکہ ہم تمہارے پاس اس عذاب کے ساتھ آئے ہیں جس میں وہ شک کرتے تھے اور ہم تمہارے پاس حق کے

بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ

بِالْحَقِّ	وَاِنَّا	لَصٰدِقُوْنَ	فَاَسْرِ	بِاَهْلِكَ	بِقِطْعٍ	مِّنَ
حق کے ساتھ	اور ہم بیشک	البتہ سچے	پس لے نکلیں	اپنے گھروالوں کو	ایک حصہ	سے

ساتھ آئے ہیں اور بیشک ہم سچے ہیں پس اپنے گھروالوں کو رات کے ایک حصہ میں (کچھ رات رہے) لے نکلیں

الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا

الَّيْلِ	وَاتَّبِعْ	اَدْبَارَهُمْ	وَلَا	يَلْتَفِتْ	مِنْكُمْ	اَحَدٌ	وَّامْضُوْا
رات	اور خود چلیں	ان کے پیچھے	اور نہ	پیچھے مڑکر دیکھے	تم میں سے	کوئی	اور چلے جاؤ

اور خود انکے پیچھے پیچھے چلیں اور نہ تم میں سے کوئی پیچھے مڑکر دیکھے اور چلے جاؤ جیسے

حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ

حَيْثُ	تُؤْمَرُوْنَ	وَقَضَيْنَآ	اِلَيْهِ	ذٰلِكَ	الْاَمْرَ	اَنَّ	دَابِرَ
جیسے	تمہیں حکم دیا گیا	اور ہم نے فیصلہ بھیجا	اسکی طرف	اس	بات	کہ	جڑ

تمہیں حکم دیا گیا ہے اور ہم نے اس کی طرف اس بات کا فیصلہ بھیج دیا کہ صبح ہوتے

هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾

هٰٓؤُلَآءِ	مَقْطُوْعٌ	مُّصْبِحِيْنَ	وَجَآءَ	اَهْلُ + الْمَدِيْنَةِ	يَسْتَبْشِرُوْنَ
یہ لوگ	کٹی ہوئی	صبح ہوتے	اور آئے	شہر والے	خوشیاں مناتے

ان لوگوں کی جڑ کٹ جائے گی ۔ اور شہر والے خوشیاں مناتے آئے

﴿۶۳﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا قَوْمُكَ
فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ○ يَشُكُّوْنَ وَهُوَ الْعَذَابُ

﴿۶۳﴾ وہ بولے ہم تیرے پاس آئے ہیں وہ عذاب لیکر جسمیں تیری قوم کو شک تھا۔

﴿۶۴﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○
فِیْ قَوْلِنَا

﴿۶۴﴾ اور ہم تیرے پاس امر حق لے کر آئے ہیں اور بیشک ہم اپنے کلام میں سچے ہیں۔

﴿۶۵﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ
وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ اَمْشِ خَلْفَهُمْ وَلَا

﴿۶۵﴾ سو لے جا تو اپنے گھروالوں کو رات میں اندھیرے سے اور تو ان کے پیچھے پیچھے چل ۔ اور چاہیے کہ کوئی تم میں سے پیچھے کو

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ لِئَلَّا يَرٰى عَظِيْمَ
مَا يَنْزِلُ بِهِمْ وَّامْضُوْا حَيْثُ
تُؤْمَرُوْنَ ○ وَهُوَ الشَّامُ

پھر کر نہ دیکھے کہ اس سخت عذاب کو نہ دیکھیں جو ان پر اتریگا اور چلے جاؤ تم جس جگہ کا تم کو حکم ہے یعنی شام کے ملک میں

(۶۶) وَقَضَيْنَا اَوْحَيْنَا اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ
وَهُوَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ
مُّصْبِحِيْنَ ○ حَالٌ اَیْ يَتِمُّ
اِسْتِيْصَالُهُمْ فِی الصَّبَاحِ

(۶۶) اور ہم نے وحی بھیجی لوط کیطرف اس امر کی کہ بے شبہ صبح کے وقت انکی جڑ کٹ جائے گی اور یہ بالکل نیست و نابود ہو جائیں گے۔

(۶۷) وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مَدِيْنَةِ سَدُوْمَ
وَهُمْ قَوْمُ لُوْطٍ لَمَّا اُخْبِرُوْا اَنَّ فِیْ بَيْتِ
لُوْطٍ مُرْدًا حِسَانًا وَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ حَالٌ طَمَعًا فِیْ فِعْلِ
الْفَاحِشَةِ بِهِمْ

(۶۷) اور شہر سدوم کے رہنے والوں یعنی لوط کی قوم کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ لوط کے گھر امرد خوبصورت لڑکے آئے ہیں اور حقیقت میں وہ فرشتے تھے وہ خوش ہوتے ہوئے بدفعلی کی طمع میں آئے۔

تشریح

(۶۳) فرشتوں نے کہا کہ ہم عذاب لیکر آئے ہیں | حضرت لوط کی گھبراہٹ دیکھ کر فرشتوں نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا اور کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں ہم انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں اور وہی چیز لے کر آئے ہیں یعنی مہلک عذاب جس کے بارے میں یہ لوگ تم سے جھگڑا کرتے تھے تمہیں دھمکی دیتے تھے اور انکار کرتے تھے کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔

(۶۴) ہم سچے ہیں حق کے ساتھ آئے ہیں | فرشتوں نے کہا کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بالکل سچ ہے ہم اسی حق کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں جو جھٹلانے والوں کے لئے مقرر ہے اللہ کا وہ عذاب جو گناہوں کا پیمانہ لبریز ہونے کے بعد آکر رہتا ہے لہٰذا آپ مطمئن ہو جائیے یہ بالکل پکی اور اٹل بات ہے جسمیں جھوٹ کا کوئی امکان نہیں ہے۔

(۶۵) حضرت لوط کو حکم کہ آپ اپنے گھر والوں کے ساتھ بستی چھوڑ کر چلے جائیں | فرشتوں نے حضرت لوط کو بتایا کہ اللہ کا حکم یہ ہے کہ جب تھوڑی رات باقی ہو آپ اپنے گھر والوں کو بستی سے لے کر نکل جائیں گھر والے آگے آگے ہوں اور خود آپ ان کے پیچھے ہوں تاکہ پورا اطمینان ہو جائے کہ گھر کا کوئی آدمی رہ تو نہیں گیا یا راستہ سے واپس تو نہیں ہو گیا اس سے آپ کا دل مطمئن رہیگا اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے ہوئے ساتھیوں پر نظر رکھ سکیں گے اور کوئی پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے کہ شور و غل سن کر تماشبینوں کی طرح ٹھہر جائے یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے بس سیدھے سیدھے جہاں جانے کا حکم دیا گیا ہے جو اللہ نے امن کی جگہ مقرر کی ہے وہاں چلے جائیں۔

(۶۶) صبح تک ساری قوم کا نام و نشان مٹ جائیگا | فرشتوں کے ذریعہ ہم نے یہ فیصلہ حضرت لوط کو پہنچا دیا کہ عذاب اب دور نہیں ہے صبح ہوتے ہوتے ساری قوم کی جڑ کاٹ دی جائیگی اور اسکو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

(۶۷) خوبصورت لڑکوں کے بارے میں سن کر قوم لوط کی بے تابی | قوم لوط کی گراوٹ کا یہ عالم تھا کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت لوط کے یہاں خوبصورت لڑکے مہمان بن کر آئے ہیں تو خوشی کے مارے بیتاب ہو کر حضرت لوط کے گھر پر چڑھ آئے اور مطالبہ کرنے لگے کہ ان لڑکوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ پوری آبادی میں تھوڑا سا عنصر بھی ایسا باقی نہ تھا جو اس گندی حرکت سے ان کو روک سکے علی الاعلان بدکاری کا مطالبہ تھا اور کوئی شرم نہیں تھی کہ حضرت لوط جیسے محترم انسان کے مہمانوں کے ساتھ یہ گندہ سلوک کیا جائے۔

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِىْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

قَالَ	اِنَّ	هٰٓؤُلَآءِ	ضَيْفِىْ	فَلَا تَفْضَحُوْنِ	وَاتَّقُوْا	اللّٰهَ
اسنے کہا	کہ	یہ لوگ	میرے مہمان	بس مجھے رسوا نہ کرو	اور ڈرو	اللہ

اس (لوط) نے کہا یہ میرے مہمان ہیں ۔ مجھے رسوا نہ کرو اور اللہ سے ڈرو

وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ

وَلَا تُخْزُوْنِ	قَالُوْٓا	اَوَلَمْ + نَنْهَكَ	عَنِ	الْعٰلَمِيْنَ	قَالَ
اور مجھے خوار نہ کرو	وہ بولے	کیا ہم نے منع نہیں کیا تجھے	سے	سارے جہان	اس نے کہا

اور مجھے خوار نہ کرو وہ بولے کیا ہم نے تجھے سارے جہان (کی حمایت) سے منع نہیں کیا؟ اس نے کہا

هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِىْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ

هٰٓؤُلَآءِ	بَنٰتِىْ	اِنْ	كُنْتُمْ	فٰعِلِيْنَ	لَعَمْرُكَ	اِنَّهُمْ	لَفِىْ
یہ	میری بیٹیاں	اگر	تم ہو	کرنیوالے (کرنا ہے)	تمہاری جان کی قسم	بیشک	البتہ میں

یہ میری بیٹیاں ہیں (ان سے نکاح کرلو) اگر تمہیں کرنا ہے ۔ (اے محمد) تمہاری جان کی قسم یہ لوگ بیشک

سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾

سَكْرَتِهِمْ	يَعْمَهُوْنَ	فَاَخَذَتْهُمْ	الصَّيْحَةُ	مُشْرِقِيْنَ	
اپنے نشہ	مدہوش تھے	پس انہیں آلیا	چنگھاڑ	سورج نکلتے وقت	

اپنے نشہ میں مدہوش تھے پس انہیں سورج نکلتے چنگھاڑ نے آلیا۔

﴿۶۸﴾ قَالَ لُوْطٌ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِىْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝

﴿۶۸﴾ لوطؑ نے کہا بیشک یہ میرے مہمان ہیں سو تم مجھ کو رسوا نہ کرو

﴿۶۹﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝ بِقَصْدِكُمْ اِيَّاهُمْ بِفِعْلِ الْفَاحِشَةِ بِهِمْ

﴿۶۹﴾ اور اللہ سے ڈرو اور ان مہمانوں کے ساتھ بدفعل کا ارادہ کرکے مجھ کو شرمندہ نہ کرو

﴿۷۰﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ عَنْ اِضَافَتِهِمْ

﴿۷۰﴾ وہ بولے کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا تھا کہ لوگوں کو اپنا مہمان نہ بنا۔

﴿۷۱﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِىْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ

﴿۷۱﴾ لوطؑ نے کہا یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم شہوت پوری کرنی چاہتے ہو۔ جس کا تم ارادہ کرکے آئے ہو تو ان سے

قَضَاءِ الشَّهْوَةِ فَتَزَوَّجُوهُنَّ

نکاح کرلو۔

(۷۲) قَالَ تَعَالٰی لَعَمْرُكَ خِطَابٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیْ وَحَيَاتِكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ يَتَرَدَّدُوْنَ

(۷۲) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے فرمایا قسم ہے تیری جان کی کہ بیشک قوم لوط اپنے نشہ میں حیران ہیں۔

(۷۳) فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ صَيْحَةُ جِبْرَئِيْلَ مُشْرِقِيْنَ ○ وَقْتَ شُرُوْقِ الشَّمْسِ

(۷۳) پس پکڑا ان کو آواز سخت جبرئیل نے آفتاب کے نکلنے کے وقت۔

تشریح

(۶۸) حضرت لوط نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں کچھ تو خیال کرو | قوم لوط کے لوگ ان خوبصورت لڑکوں کو دیکھ کر حضرت لوط کے گھر پر چڑھ آئے تھے حضرت لوط اس خیال سے کانپ اٹھے کہ میرے مہمانوں کی رسوائی ہوگی جو میری فضیحت ہے اور میرے لئے بڑی ذلت کی بات ہے کہ میرے مہمانوں کے ساتھ بدسلوکی کی جائے انہوں نے قوم کو سمجھانے کی بہت کوشش کی۔

(۶۹) حضرت لوط نے کہا اللہ سے ڈرو | حضرت لوط نے قوم کو اللہ کا واسطہ دیا کہ دیکھو اللہ سے ڈرو مجھے رسوا نہ کرو میری آبرو کا تمہیں کچھ خیال ہونا چاہیئے کہ میرے مہمانوں کی نظر میں میری کیا عزت رہ جائے گی یہ لوگ کیا کہیں گے کہ بستی میں کوئی ان کا کہنا نہیں مانتا اور ان کی کوئی عزت نہیں کرتا۔

(۷۰) قوم لوط کی ڈھٹائی | لیکن قوم لوط اتنی ڈھیٹ ہوچکی تھی کہ ان پر حضرت لوط کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ بلکہ الٹا حضرت لوط سے کہنے لگے کہ ہم تمہیں کتنی مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ تم دنیا بھر کے ٹھیکے دار نہ بنو۔ اجنبی مہمانوں کو اپنا مہمان مت بنایا کرو ہم جو چاہیں کریں تم ہمیں روکنے والے کون ہوتے ہو؟۔

(۷۱) حضرت لوط نے سمجھانے کی کوشش کی | قوم لوط کی ڈھٹائی اور ان کے کورے جواب کے باوجود حضرت لوط نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی کہ دیکھو نفس کی شہوت جائز طریقے سے پوری کرنے کے لئے قوم کی بیٹیاں جو تمہاری بیویاں ہیں اور میری بیٹیوں کے برابر ہیں موجود ہیں تمہاری حاجت براری کے لئے وہ کافی ہیں حلال اور پاکیزہ چیز کو چھوڑ کر حرام اور گندگی میں کیوں مبتلا ہوتے ہو۔ قضائے شہوت کا جو فطری طریقہ ہے کیا اس کے جائز مواقع موجود نہیں ہیں جو تم اس گندی حرکت میں مبتلا ہوتے ہو۔ شادی کے لئے میری بیٹیاں بھی موجود ہیں پھر میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے کیوں رُسوا کرنے پر تلے ہوئے ہو؟

(۷۲) قوم لوط اپنے نشے میں مدہوش تھی | ایک طرف حضرت لوط نصیحت کر رہے تھے اور نہایت نرمی اور لجاجت کے ساتھ ان کو سمجھا رہے تھے مگر قوم لوط کی لاپرواہی کا عالم یہ تھا کہ اے محمد! آپ کی جان کی قسم وہ اس وقت شہوت پرستی اور اپنی طاقت کے نشے میں مدہوش تھے اور ان پر ایک نشہ سا طاری تھا جس میں وہ آپے سے باہر ہوئے جاتے تھے ان کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ ہلاکت کی گھڑی ان کے سر پر منڈلا رہی ہے۔

(۷۳) آخر عذاب نے انکو اپنی لپیٹ میں لے لیا | آخر پو پھٹتے ہی ایک زبردست دھاکہ ہوا اور اللہ کے عذاب نے جس سے وہ بے خبر تھے اور اپنی مستی میں مدہوش تھے ان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ

فَجَعَلْنَا	عَالِيَهَا	سَافِلَهَا	وَاَمْطَرْنَا	عَلَيْهِمْ	حِجَارَةً	مِّنْ	سِجِّيْلٍ	اِنَّ
پس ہم نے کر دیا	اسکے اوپر کا حصہ	اسکے نیچے کا حصہ	اور ہم نے برسائے	ان پر	پتھر	سے	سنگِ گِل (کھنگر)	بیشک

پس ہم نے اس (بستی) کا اوپر کا حصہ نیچے (تہ و بالا) کر دیا اور ہم نے ان پر کھنگر کے پتھر برسائے۔ بیشک اس

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾ اِنَّ فِيْ

فِيْ	ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ	وَاِنَّهَا	لَبِسَبِيْلٍ	مُّقِيْمٍ	اِنَّ	فِيْ
میں	اس	نشانیاں	غور و فکر کرنے والوں کیلئے	اور بیشک وہ	راستہ پر	سیدھا	بیشک	میں

میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور بیشک وہ (بستی) سیدھے راستے پر (واقع) ہے بیشک اس

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿٧٨﴾

ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ	وَاِنْ	كَانَ	اَصْحٰبُ + الْاَيْكَةِ	لَظٰلِمِيْنَ
اس	نشانی	ایمان والوں کے لئے	اور تحقیق	تھے	ایکہ (بن) والے (قوم شعیب)	ظالم (جمع)

میں ایمان والوں کے لئے نشانی ہے۔ اور تحقیق قوم شعیبؑ کے لوگ ظالم تھے۔

(۷۴) فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا اَیْ قُرَاهُمْ سَافِلَهَا
بِاَنْ رَفَعَهَا جِبْرَئِيْلُ اِلَى السَّمَآءِ وَ
اَسْقَطَهَا مَقْلُوْبَةً اِلَى الْاَرْضِ وَ
اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ
سِجِّيْلٍ ○ طِيْنٍ طُبِخَ بِالنَّارِ

(۷۴) سو ہم نے ان قریوں کی اوپر کی جانب نیچے کر دی اس طرح کہ جبرئیلؑ نے انکو آسمان کی طرف اٹھایا اور الٹ کر زمین کی طرف ڈالدیا اور ہم نے ان پر برسائیں کنکریاں مثل پتھروں کے جو آگ میں پکے ہوئے تھے۔

(۷۵) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرِ لَاٰيٰتٍ
دَلَالَاتٍ عَلٰى وُحْدَانِيَّتِهٖ تَعَالٰى
لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ○ لِلنَّاظِرِيْنَ
الْمُعْتَبِرِيْنَ

(۷۵) بیشک اس مذکور میں بڑی نشانیاں ہیں اللہ کی توحید کی ان لوگوں کے لئے جو نظر عبرت سے دیکھتے ہیں۔

(۷۶) وَاِنَّهَا اَیْ قُرٰى قَوْمِ لُوْطٍ لَبِسَبِيْلٍ
مُّقِيْمٍ ○ طَرِيْقِ قُرَيْشٍ اِلَى الشَّامِ
لَمْ تَنْدَرِسْ اَفَلَا يَعْتَبِرُوْنَ بِهِمْ

(۷۶) اور یہ شبہ قوم لوط کی بستیاں قریش کے راستہ میں ہیں جبکہ وہ شام کو جاویں۔ وہ راستے ابھی پرانے اور معدوم نہیں ہوئے سو کیا یہ لوگ ان کے حال سے عبرت نہیں پکڑتے

(۷۷) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَعِبْرَةً
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

(۷۷) بیشک اسمیں عبرت ہے مسلمانوں کے لئے۔

(۷۸) وَاِنْ مُخَفَّفَةٌ اَیْ اِنَّهٗ كَانَ

(۷۸) اور بیشک حال یہ ہے کہ ایکہ کے رہنے والے قریب شہر

أَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ ھی غیضۃ شجر بقرب مدین وھم قوم شعیب لَظٰلِمِيْنَ ○ بتکذیبھم شعیبا

مدین کے جو شعیبؑ کی قوم ہے ظلم کرنے والے تھے کہ انہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا (ایکہ درختوں کے مجموعے کو کہتے ہیں اس میں شعیبؑ کی قوم رہتی تھی مدین کے پاس۔

تشریح

(۷۴) قوم لوط پر عذاب کی صورت | قوم لوط پر عذاب کی صورت یہ تھی کہ ایک زبردست دھماکہ ہوا اور زلزلے کے ساتھ ساری بستی تلپٹ ہوگئی۔ زلزلے کے ساتھ ہی آتش فشاں مادے کے پھٹنے سے مٹی کے پتھروں کا پتھراؤ ہوا، جیسے پتھروں کی بارش برستی ہے۔ کہتے ہیں کہ بحر لوط کے جنوب اور مشرق کے علاقے میں اب تک اس آتش فشانی مادے کے پھٹنے کے آثار پائے جاتے ہیں۔ سورۂ ہود کی آیت ۸۲ اور ۸۳ میں بھی اس کا بیان گزر چکا ہے۔

(۷۵) ان واقعات میں عبرت کے پہلو ہیں | اہل فہم کے لئے پچھلی قوموں کے یہ حالات اور ان کے غلط رویے کی وجہ سے ان پر عذاب ان سب میں بڑی نشانیاں ہیں اور عبرت کے سامان ہیں اور ان واقعات کے بیان کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ لوگ ان سے عبرت حاصل کریں اور جو غلطی پچھلی قومیں کر چکی ہیں موجودہ لوگ ان سے بچنے کی کوشش کریں۔

(۷۶) قوم لوط پر عذاب کی جگہ عام گذرگاہ پر واقع ہے | یہ علاقہ مکے سے شام کو جاتے ہوئے اور عراق سے مصر جاتے ہوئے عام گذرگاہ پر واقع ہے جہاں اس الٹی ہوئی بستی کے کھنڈرات قوم لوط کی عبرت کی داستان بیان کر رہے ہیں یہ علاقہ جس کو بحر لوط اور بحر مردار بھی کہتے ہیں اس کے جنوبی حصے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہاں اب تک وحشت اور ویرانی معلوم ہوتی ہے۔ سورۂ صٰفٰت میں ارشاد ہوا ہے وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (پارہ ۲۳ آیت ۱۳۷-۱۳۸) (تم شب و روز ان کے اجڑے دیار پر سے گزرتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟)
قریش کے تاجر عام طور پر اس گذرگاہ سے گذرتے تھے جہاں قوم لوط کی تباہ شدہ بستیاں واقع ہیں۔

(۷۷) اہل ایمان کے لئے سامان عبرت | یہ کھنڈرات اور یہ واقعات دیکھ کر اللہ پر ایمان لانے والوں کو عبرت ہوتی ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس قوم کی بدکاری اور سرکشی کی وجہ سے ان پر یہ عذاب نازل ہوا۔ دوسرے لوگ ممکن ہے کہ ان واقعات کو ایک حادثہ سمجھ کر گذر جائیں مگر اہل ایمان ایسی چیزوں سے لرز جاتے ہیں۔

(۷۸) ایکہ والوں کا ظالمانہ رویہ | تبوک کا پرانا نام ایکہ ہے۔ یہاں حضرت شعیب کی قوم کے لوگ رہتے تھے۔ حضرت شعیب کی ایک قوم کا نام بنی مدیان تھا۔ ان کے مرکزی شہر کا نام بھی مَدین تھا اور اس پورے علاقے کو بھی مدین یا مدیان کہا جاتا تھا اس کے قریب ہی ایک گھنا جنگل تھا اسلئے ان کو ایکہ والے بھی کہا جاتا تھا یہ مدین اور اصحاب الایکہ کا علاقہ بھی مکہ سے فلسطین اور شام جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا تھا جس راستے پر قوم لوط کی بستیاں تھیں ان سے ذرا نیچے اتر کر قوم شعیب کا مسکن بھی تھا۔ آنے جانے والوں کو دونوں کے آثار نظر آتے تھے اگر مدین والے اور ایکہ والے الگ الگ قوموں کے نام بھی ہوں تب بھی ان دونوں قوموں کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب کو نبی مقرر فرمایا۔
حضرت شعیب کی قوم کا ذکر سورۂ ہود کی آیت ۸۴ سے آیت ۹۵ تک موجود ہے جیسا کہ سورۂ ہود میں آچکا ہے قوم شعیب پر جو عذاب نازل ہوا تھا وہ ان کے ناپ تول میں کمی کرنے اور کاروبار میں بے ایمانی کی وجہ سے ہوا تھا۔ یہ اخلاقی گراوٹ خود ان کا اپنے اوپر ظلم تھا کیونکہ جب کوئی قوم اخلاقی اعتبار سے زوال میں مبتلا ہوتی ہے تو اس کا نقصان سبھی لوگوں کو پہنچتا ہے۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ ع ط وَلَقَدْ كَذَّبَ ع ۵ ۱۹ ۵

فَانْتَقَمْنَا	مِنْهُمْ	وَاِنَّهُمَا	لَبِاِمَامٍ	مُّبِيْنٍ	وَلَقَدْ كَذَّبَ
ہم نے بدلہ لیا	ان سے	اور بیشک وہ دونوں	راستہ پر	کھلے	اور البتہ جھٹلایا

اور ہم نے ان سے بدلہ لیا، اور وہ دونوں (بستیاں واقع ہیں) ایک کھلے راستہ پر۔ اور البتہ

اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾

	اَصْحٰبُ + الْحِجْرِ	الْمُرْسَلِيْنَ
	حجر والے	رسول (جمع)

"حجر کے رہنے والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔

﴿۷۹﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ بِاَنْ اَهْلَكْنَاهُمْ بِشِدَّةِ الْحَرِّ وَاِنَّهُمَا اَيْ قُرَى قَوْمِ لُوْطٍ وَالْاَيْكَةِ لَبِاِمَامٍ طَرِيْقٍ مُّبِيْنٍ ○ وَاضِحٍ اَفَلَا يَعْتَبِرُ بِهِمْ اَهْلُ مَكَّةَ.

﴿۷۹﴾ سو ہم نے ان سے بدلہ لیا کہ ان کو سخت گرمی میں ہلاک کیا اور بیشک قوم لوط کی بستیاں اور ایکہ ظاہر راستہ پر ہیں سو کیا مکہ والے ان سے عبرت نہیں پکڑتے۔

﴿۸۰﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحِجْرِ وَادٍ بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَالشَّامِ وَهُمْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ○ بِتَكْذِيْبِهِمْ صَالِحًا لِاَنَّهُ تَكْذِيْبٌ لِبَاقِي الرُّسُلِ لِاشْتِرَاكِهِمْ فِي الْمَجِيْءِ بِالتَّوْحِيْدِ

﴿۸۰﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ

اور بیشک حجر والوں یعنی ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا کہ انہوں نے صالحؑ کو جھٹلایا اور اس کا جھٹلانا سب پیغمبروں کا جھٹلانا ہے کیونکہ توحید میں سب شریک ہیں۔ (حجر ایک جنگل کا نام ہے درمیان مدینہ اور شام کے)

تشریح

﴿۷۹﴾ ایکہ والوں پر عذاب | مدین اور ایکہ والوں کے علاقے جو کھلے راستے پر حجاز سے فلسطین جانے والوں کو نظر آتے ہیں اللہ کے انتقام اور عذاب کی کھلی تصویر ہیں کہ جب کوئی قوم گمراہی کے راستے کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتی تو پھر اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

﴿۸۰﴾ حجر والوں کا انجام | حجر قوم ثمود کا مرکزی شہر تھا جو مدینے سے شمال مغرب کی طرف ہے اور موجودہ شہر العُلا سے چند میل کی دوری پر ہے مدینہ سے تبوک جاتے ہوئے حجر کا مقام عام راستے پر ہے اس قوم کی طرف اللہ نے حضرت صالح کو نبی بنا کر بھیجا تھا انہوں نے حضرت صالح کو جھٹلایا اور ایک پیغمبر کا جھٹلانا سارے پیغمبروں کا جھٹلانا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے مرسلین کا لفظ استعمال کیا ہے کہ پیغمبروں کو جھٹلایا کیونکہ ہر پیغمبر کی دعوت ایک ہے اسلئے ایک کی دعوت کا انکار سب کی دعوت کا انکار ہے۔ یہ قوم پتھر کی چٹانیں تراش تراش کر عمارتیں اور نقش و نگار بناتی تھی۔ مدینہ اور تبوک کے درمیان حجاز ریلوے پر ایک اسٹیشن پڑتا ہے جسے مدائن صالح کہتے ہیں پرانے زمانے میں اسی کا نام حجر تھا۔ سورہ اعراف کی آیت ۷۳ میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٨١﴾ وَكَانُوْا

و کانوا	و	معرضین	عنها	فکانوا	ایتنا	وآتینهم
تھے وہ	اور	منہ پھیرنے والے	اس سے	پس وہ تھے	اپنی نشانیاں	اور ہم نے انہیں دیں

اور ہم نے انہیں اپنی نشانیاں دیں پس وہ ان سے منہ پھیرنے والے تھے اور وہ پہاڑوں

يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿٨٢﴾

امنین	بیوتا	الجبال	من	ینحتون
بے خوف وخطر	گھر	پہاڑ (جمع)	سے	تراشتے

سے بے خوف و خطر گھر تراشتے تھے۔

(۸۱) وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا (النَّاقَة) فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ○ (لَا يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْهَا)

(۸۲) وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ○

(۸۱) اور ہم نے انکے پاس اپنی نشانیاں یعنی اونٹنی بھیجی سو انہوں نے اس سے منہ پھیرا اور اس میں غور اور فکر نہ کیا۔

(۸۲) اور حال یہ تھا کہ وہ لوگ امن سے پہاڑوں میں گھر بنایا کرتے تھے

تشریح

(۸۱) ہم نے اُن کو اپنی نشانیاں دکھائیں | اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کی ہدایت کے لئے حضرت صالح ؑ کو پیغمبر مقرر کیا۔ قوم ثمود نے فرمائش کی کہ ہمیں اپنی نشانیاں دکھائیں جس سے معلوم ہو کہ آپ واقعی اللہ کے سچے پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک نشانی ان کے پاس بھیجی کہ پتھر سے اونٹنی کو پیدا کیا مگر وہ ان سب نشانیوں کو نظر انداز کرتے رہے۔

(۸۲) یہ لوگ پہاڑ کو تراش کر مکانات بناتے تھے | قوم ثمود اپنے وقت میں اتنی ترقی یافتہ تھی کہ پہاڑوں کو تراش تراش کر خوبصورت مکانات اور نقش ونگار بناتے تھے اور اپنی جگہ بالکل مطمئن اور بے خوف تھے کہ ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ آٹھویں صدی ہجری میں مشہور مسلم سیاح ابن بطوطہ یہاں سے گذرے تو انہوں نے دیکھا کہ سرخ رنگ کے پہاڑوں میں قوم ثمود کی عمارتیں موجود تھیں جو چٹانوں کو تراش تراش کر بنائی گئی تھیں اور ان کے نقش ونگار ایسے تازہ تھے جیسے آج ہی بنائے گئے ہیں اپنے اس فن پر ان کو ناز تھا اور آخرت کی طرف سے غافل اور بے فکر تھے۔ دنیا کے فائدے ہی کو سب کچھ سمجھتے تھے۔ ان کا نظام معیشت اللہ کی ہدایات کے بالکل خلاف تھا جس میں حلال وحرام کا کوئی لحاظ نہیں تھا اور یہ اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ دین کا مطلب یہ ہے کہ نظام معیشت میں بھی اللہ کے احکام کی تابعداری کی جائے۔ عبادت کا ایک بہت ہی محدود تصور ان کے یہاں تھا اس لئے انہوں نے اعتراض کیا تھا کہ کیا تمہاری نماز یہ سکھاتی ہے کہ ہم کاروبار میں بھی رب کی ہدایات کو تسلیم کریں۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

فَاَخَذَتْهُمُ	الصَّيْحَةُ	مُصْبِحِيْنَ	فَمَآ اَغْنٰى	عَنْهُمْ	مَّا كَانُوْا
بس اُنہیں آلیا	چنگھاڑ	صبح ہوتے	تو نہ کام آیا	ان کے	جو تھے

بس اُنہیں صبح ہوتے چنگھاڑ نے آلیا، تو جو وہ کمایا کرتے تھے (ان کا کیا دھرا) ان کے کام نہ آیا۔

يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ

يَكْسِبُوْنَ	وَمَا	خَلَقْنَا	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَمَا	بَيْنَهُمَآ
وہ کمایا کرتے	اور نہیں	پیدا کیا ہم نے	آسمان (جمع)	اور زمین	اور جو	ان کے درمیان

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو اُن کے درمیان ہے نہیں پیدا کیا مگر حق

اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾

اِلَّا	بِالْحَقِّ	وَاِنَّ	السَّاعَةَ	لَاٰتِيَةٌ	فَاصْفَحِ	الصَّفْحَ	الْجَمِيْلَ
مگر	حق کے ساتھ	اور بیشک	قیامت	ضرور آنے والی	پس گزر کرو	درگزر کرنا	اچھا

(حکمت) کے ساتھ، اور بیشک قیامت ضرور آنے والی ہے پس اچھی طرح در گزر کرو

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾

اِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ	الْخَلّٰقُ	الْعَلِيْمُ
بیشک	تمہارا رب	وہ	پیدا کرنیوالا	جاننے والا

بیشک تمہارا رب ہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے

۸۳ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ○ وَقْتَ الصَّبَاحِ

۸۳ سو اس تکذیب کے سبب ان کو ہلاک ایک آواز سخت نے آسمان سے صبح کے وقت۔

۸۴ فَمَآ اَغْنٰى دَفَعَ عَنْهُمُ الْعَذَابَ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ مِنْ بِنَاءِ الْحُصُوْنِ وَجَمْعِ الْمَالِ

۸۴ پس انکو عذاب سے نہ بچایا قلعوں کے بنانے اور مالوں کے اکٹھا کرنے نے

۸۵ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ

۸۵ اور ہم نے آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کیا ساتھ حق کے اور بالیقین قیامت آنے والی ہے۔

لِاٰیَةٍ لَا مُحَالَةَ فَیُجَازٰی کُلُّ اَحَدٍ بِعَمَلِهٖ فَاصْفَحْ یَا مُحَمَّدُ عَنْ قَوْمِكَ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ○ اَعْرِضْ عَنْهُمْ اِعْرَاضًا لَا جَزَعَ فِیْهِ وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰیَةِ السَّیْفِ

سو ہر ایک کو اس کے کئے کا عوض ملے گا۔ پس اعراض کر اے محمد ﷺ اپنی قوم سے اچھی طرح اعراض کرنا کہ جس میں گھبراہٹ نہ ہو (یہ حکم منسوخ ہے آیت سیف سے۔)

(۸۶) اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ لِكُلِّ شَیْءٍ الْعَلِیْمُ ○ بِكُلِّ شَیْءٍ

(۸۶) بیشک تیرا رب ہر چیز کا بنانے والا ہر شے کو جاننے والا ہے۔

تشریح

(۸۳) آخر اللہ کے عذاب نے ان کو آپکڑا | آخر اصحاب حجر یا قوم ثمود ان کو اللہ کے عذاب نے آپکڑا۔ صبح ہوتے ہوتے ایک زبردست دھماکہ ہوا اور سب کچھ تہس نہس ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ تبوک سے جاتے ہوئے جب وادی حجر سے گزرے تو آپ نے اپنا سر ڈھانپ لیا۔ سواری کی رفتار تیز کردی اور صحابہ سے فرمایا کہ جب ان قوموں کی بستیوں پر سے گزرو جن پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا تو لرزاں اور ترساں عبرت حاصل کرتے ہوئے جلد از جلد وہاں سے نکل جاؤ یہ عبرت کی جگہ ہے کھیل تماشے کی جگہ نہیں ہے۔

(۸۴) مضبوط عمارتیں ان کے کچھ کام نہ آئیں | وہ مضبوط عمارتیں جو پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر خوبصورت نقش و نگار کے ساتھ تعمیر کی گئی تھیں ان کے کسی کام نہ آئیں اور اللہ کے عذاب سے ان کو بچا نہ سکیں۔

(۸۵) زمین و آسمان کی تخلیق حق پر ہوتی ہے | زمین و آسمان کا یہ پورا نظام حق پر تعمیر ہوا ہے اس کو چلانے والا ایک مدبر ہے جو ہر چیز کا مناسب تدارک کرنے والا ہے۔ مکمل اور آخری تدارک کا نام قیامت ہے اس کائنات کی فطرت حق کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے باطل کا غلبہ کوئی مستقل چیز نہیں ہے یہ سب عارضی باتیں ہیں اسلئے حق کے راستے میں جو مشکلات پیش آئیں ان سے گھبرانا نہیں چاہئے اور اہل باطل کی بے ہودگیوں سے درگزر کرنا چاہیئے ان لوگوں کے ساتھ زیادہ جھگڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپنے اپنا فرض ادا کردیا بس آپ بری الذمہ ہیں۔

(۸۶) رب کو سب کچھ علم ہے | اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خالق ہیں تمہارے بھی اور کائنات کی ایک ایک چیز کے سب کچھ اس کے علم میں ہے آپ کو جو ایذا پہنچ رہی ہے اور اس پر آپ صبر کررہے ہیں پروردگار کو اس کا بھی علم ہے وقت آنے پر ٹھیک ٹھیک انصاف کے مطابق فیصلہ کردیا جائیگا۔ اشارہ اس طرف بھی ہے کہ باوجود اجزا کے منتشر ہونے کے اللہ تو سب کو جمع کردیگا کیونکہ اسکو ہر چیز کی خبر ہے اور منتشر اجزا کو جمع کرنا اور دوبارہ پیدا کرنا اسکے لئے مشکل نہیں ہے پھر اس زندگی میں دنیا کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ جیسے کہ دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۔ (سورہ یٰس آیت ۸۱ پارہ ۲۳)

(کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو پیدا کرسکے، کیوں نہیں، جب کہ وہ ماہر خلّاق ہے۔)

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝۸۷ لَا تَمُدَّنَّ

وَلَقَدْ	اٰتَيْنٰكَ	سَبْعًا	مِّنَ	الْمَثَانِيْ	وَالْقُرْاٰنَ	الْعَظِيْمَ	لَا تَمُدَّنَّ
اور تحقیق	ہم نے تمہیں دیں	سات	سے	بار بار دہرائی جانے والی	اور قرآن	عظمت والا	ہرگز نہ بڑھائیں

اور تحقیق ہم نے تمہیں (سورۂ فاتحہ کی) بار بار دہرائی جانیوالی سات (آیات) دیں اور عظمت والا قرآن ۔ اور ہرگز اپنی آنکھیں

عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ

عَيْنَيْكَ	اِلٰى	مَا مَتَّعْنَا	بِهٖٓ	اَزْوَاجًا	مِّنْهُمْ	وَلَا تَحْزَنْ	عَلَيْهِمْ	وَ
اپنی آنکھیں	طرف	جو ہم نے برتنے کو دیا	اسکو	کئی جوڑے	ان کے	اور نہ غم کھائیں	اُن پر	اور

نہ بڑھائیں (آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں ان چیزوں کی) طرف جو ہم نے انکے کئی جوڑوں (گروہوں) کو دیں اور ان پر غم نہ کھائیں ، اور اپنے

اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۸۸ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ

اخْفِضْ	جَنَاحَكَ	لِلْمُؤْمِنِيْنَ	وَقُلْ	اِنِّيْٓ	اَنَا	النَّذِيْرُ
جھکادیں	اپنے بازو	مومنوں کے لئے	اور کہدیں	بیشک میں	میں	ڈرانے والا

بازو جھکادیں مومنوں کے لئے ۔ اور کہہ دیں بے شک میں علانیہ ڈرانے والا

الْمُبِيْنُ ۝۸۹ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝۹۰

الْمُبِيْنُ	كَمَآ	اَنْزَلْنَا	عَلَى	الْمُقْتَسِمِيْنَ	
علانیہ	جیسے	ہم نے نازل کیا	پر	تقسیم کرنے والے	

ہوں ۔ جیسے ہم نے تقسیم کرنے والوں (تفرقہ پردازوں) پر عذاب نازل کیا

۸۷ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ
قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ الْفَاتِحَةُ
رَوَاهُ الشَّيْخَانِ لِاَنَّهَا تُثْنٰى فِيْ كُلِّ
رَكْعَةٍ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ○
۸۸ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا
بِهٖ اَزْوَاجًا اَصْنَافًا مِّنْهُمْ
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ اَلِنْ جَانِبَكَ
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○

۸۷ اور بیشک ہم نے تجھ کو سات آیتیں مثانی کی دیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ الحمد ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔ سورۂ الحمد کو مثانی اسلئے فرمایا کہ وہ نماز میں بار بار یعنی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے) اور دیا ہم نے تجھکو بڑا قرآن ۔

۸۸ نہ پھیلا تو آنکھیں اپنی ان چیزوں کی طرف جو قسم قسم کی اشیا ہم نے ان کو دیں اور اگر وہ ایمان نہ لادیں تو ان پر غم نہ کر اور اپنے بازو اور جانب کو نرم کر مسلمانوں کے لئے ۔

(۸۹) وَقُلْ إِنِّيٓ أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ○
اور کہدے کہ بیشک میں ظاہر ڈرانے والا ہوں عذاب الٰہی سے کہ وہ تم پر آ پہنچے۔

(۹۰) كَمَآ أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ○
جیسا کہ اتارا ہم نے عذاب تقسیم کرنے والوں پر یعنی یہود اور نصاریٰ پر۔

تشریح

(۸۷) سبع مثانی اور قرآن عظیم کی دولت | ایک طرف قریش کے بڑے بڑے سردار رئیس اور مالدار لوگ تھے جو ہر طرح سے خوشحالی کی زندگی گزار رہے تھے اور پورے عرب پر ان کا دبدبہ تھا دوسری طرف خستہ حال مٹھی بھر اہلِ اسلام تھے جو حق و صداقت کا علَم بلند کرنے کیلئے باطل کی زبردست قوت سے ٹکر لے رہے تھے ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ آنحضرت ؐ اور ان کے ساتھیوں کو حوصلہ دیتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں کہ یہ دنیا کی دولت یہ سونا چاندی اور یہ ظاہری نعمتیں اس بڑی نعمت اور دولت کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی جو تمہیں عطا کی گئی ہیں تمہیں سورۂ فاتحہ کی وہ سات قیمتی آیتیں دی گئی ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں نماز کی ہر رکعت میں ان کو پڑھا جاتا ہے یہ سورت جو اُمّ القرآن ہے پورے قرآن کا خلاصہ اور متن ہے پھر تمہیں قرآن کریم عطا کیا گیا ہے یہ علمی اور اخلاقی دولت اتنی لائق قدر ہے کہ اس کے مقابلے میں دنیا کی ساری دولت بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ آپ اللہ کے سامنے یہ دولت لیکر آئینگے اور اہل باطل اپنی دنیا کی دولت کو دنیا ہی میں چھوڑ کر ایک مفلس کی حیثیت سے رب کے سامنے پیش ہوں گے اسلئے آپ شکستہ خاطر نہ ہوں جو روحانی اور جسمانی تکلیفیں آپ کو دی جارہی ہیں ان سب کا بہترین بدلہ آپ کو اپنے رب کی طرف سے ملنے والا ہے۔

(۸۸) ان کی دولت پر نظر نہ کرو | اہل باطل کو جو چند روزہ زندگی کا سامان ملا ہوا ہے اسکو نظر اٹھا کر بھی مت دیکھو یہ تو حقیر متاعِ دنیا ہے تمہیں اللہ نے دین کی وہ دولت عطا کی ہے جس کے آگے سب کچھ گرد ہے جو لوگ اپنے خیر خواہوں کو دشمن سمجھ رہے ہیں اور جب ان کی اخلاقی خرابیوں پر ان کو ٹوکا جاتا ہے تو وہ سن کر نہیں دیتے اور ہلاکت کے راستے پر چلے جارہے ہیں انکی طرف زیادہ جھکنے اور ان کے حال پر اپنا دل کڑھانے کی ضرورت نہیں ہے آپ ان کے لئے اپنے آپ کو فکر و غم میں مبتلا نہ کریں آپ کی شفقت اور ہمدردی کے مستحق وہ اہل ایمان ہیں جنھوں نے خلوصِ دل کے ساتھ اللہ کے دین کو قبول کیا ہے آپ ان کے ساتھ نرمی ملاطفت اور شفقت و محبت کا برتاؤ کرتے رہیں۔

(۸۹) آپ کا کام خبردار کرنا ہے | نہ ماننے والوں سے صاف صاف کہہ دیں کہ بھئی تم مانو یا نہ مانو میں تو صاف صاف خبردار کرنے کیلئے آیا ہوں میرا کام دل کا پھیر دینا نہیں ہے میرا کام باخبر کرنا ہے کہ حق و صداقت کو جھٹلانے کا انجام کیا ہوگا

(۹۰) دین کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والوں کو بھی ہم نے اسی طرح خبردار کیا تھا | یہود اور نصاریٰ جنھوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے نازل کئے ہوئے دین کے ٹکڑے کر دیئے تھے کہ ایک ٹکڑے کو مان لیا اپنے مطلب کی بات کو تسلیم کر لیا اور دوسری بات جو اپنے مطلب کی نہیں ہے اسکو چھوڑ دیا اسطرح انہوں نے دین کو تقسیم کر دیا بعض باتوں کو مانا بعض باتوں کو نہ مانا دین میں تفرقہ پھیلا یا پارٹی بندیاں کیں اور دین کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ (سورۂ بقرہ آیت ۸۵) (کیا تم کتاب اللہ کی بعض باتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض باتوں کا انکار کرتے ہو)

الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔلَنَّهُمْ

لَنَسْــَٔلَنَّهُمْ	فَوَرَبِّكَ	عِضِيْنَ	الْقُرْاٰنَ	جَعَلُوْا	اَلَّذِيْنَ
ہم ضرور پوچھیں گے ان سے	سو تیرے رب کی قسم	ٹکڑے ٹکڑے	قرآن	انہوں نے کر دیا	وہ لوگ جو

جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (کچھ کو مانا کچھ کو نہ مانا) سو تیرے رب کی قسم ہم ان سب سے ضرور

الربع

اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

	كَانُوْا + يَعْمَلُوْنَ	عَمَّا	اَجْمَعِيْنَ
	وہ کرتے تھے	اسکی بابت جو	سب

پوچھیں گے اس کی بات جو وہ کرتے تھے۔

﴿۹۱﴾ اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ اَيْ كُتُبَهُمُ الْمُنَزَّلَةَ عَلَيْهِمْ عِضِيْنَ ○ اَجْزَاءً حَيْثُ اٰمَنُوْا بِبَعْضٍ وَكَفَرُوْا بِبَعْضٍ وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِهِمُ الَّذِيْنَ اقْتَسَمُوْا طُرُقَ مَكَّةَ يَصُدُّوْنَ النَّاسَ عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي الْقُرْاٰنِ سِحْرٌ وَبَعْضُهُمْ كَهَانَةٌ وَبَعْضُهُمْ شِعْرٌ

﴿۹۲﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ سُؤَالَ تَوْبِيْخٍ

﴿۹۳﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

﴿۹۱﴾ جنھوں نے قرآن کو یعنی اپنی کتابوں کو جو ان پر اتاری گئیں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا۔ اس طرح کہ بعض احکام پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کیا۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ مراد مقتسمین سے وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے مکہ کے راستوں کو تقسیم کر لیا تھا کہ ہر ایک راہ پر بیٹھ کر لوگوں کو اسلام سے روکتے تھے۔ اور بعض نے کہا کہ مراد تقسیم سے یہ ہے کہ قرآن کو کوئی جادو کہتا تھا اور کوئی کہانت اور کوئی شعر۔

﴿۹۲﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ الخ سو قسم ہے تیرے رب کی کہ ہم ان سے پوچھیں گے ازراہ سرزنش اور توبیخ کے۔

﴿۹۳﴾ ان امور سے جو وہ کرتے تھے۔

تشریح

﴿۹۱﴾ اہل قرآن کو تنبیہ | جس طرح یہود و نصاریٰ کو خبردار کیا گیا تھا کہ دیکھو دین کو تقسیم مت کرنا کہ کچھ باتوں کو مان لیا اور کچھ باتوں کو نہیں مانا اسی طرح ہم آج ان لوگوں کو تنبیہ کر رہے ہیں جنھوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے

﴿۹۲﴾ سوال ان سب سے ہوگا | پچھلی امتیں ہوں یا موجودہ جو بھی دین میں ردّ و بدل کریگا اس سے سوال ضرور کیا جائیگا حساب و کتاب سے کوئی نہ بچ نہیں پائیگا۔

﴿۹۳﴾ عمل کے بارے میں سوالات ہونگے | پوچھا جائے گا کہ دنیا میں رہتے ہوئے کیا کرتے رہے ہو کس کی عبادت کی تھی پیغمبروں کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا غرض سارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿۹۴﴾ إِنَّا كَفَيْنٰكَ

کَفَیْنٰکَ	اِنَّا	الْمُشْرِكِيْنَ	عَنِ	وَاَعْرِضْ	تُؤْمَرُ	بِمَا	فَاصْدَعْ
کافی ہیں تمہارے لئے	بیشک ہم	مشرک (جمع)	سے	اور اعراض کریں	تمہیں حکم دیا گیا	جس کا	پس صاف صاف کہدیں

پس جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے صاف صاف کہدیں اور مشرکوں سے اعراض کریں (منہ پھیر لیں) بیشک مذاق اڑانے والوں (کے خلاف) تمہارے

الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

يَعْلَمُوْنَ	فَسَوْفَ	اٰخَرَ	اِلٰهًا	مَعَ اللّٰهِ	يَجْعَلُوْنَ	الَّذِيْنَ	الْمُسْتَهْزِءِيْنَ
وہ جان لیں گے	پس عنقریب	کوئی دوسرا	معبود	اللہ کے ساتھ	بناتے ہیں	جو لوگ	مذاق اڑانے والے

لئے ہم کافی ہیں۔ جو لوگ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بناتے ہیں پس وہ عنقریب جان لیں گے۔

﴿۹۴﴾ فَاصْدَعْ يَا مُحَمَّدُ بِمَا تُؤْمَرُ اَىْ اِجْهَرْ
بِهٖ وَاَمْضِهٖ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○
هٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْجِهَادِ

﴿۹۴﴾ سو ظاہر کر دو اور کھول کر کہہ دو اے محمدؐ جو تم کو حکم ہوا ہے اور اور مشرکوں سے منہ پھیر دو (یہ حکم جہاد سے پہلا ہے)

﴿۹۵﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ○ بِكَ
بِاَنْ اَهْلَكْنَا كُلًّا مِّنْهُمْ بِاٰفَةٍ وَهُمُ الْوَلِيْدُ
بْنُ الْمُغِيْرَةِ وَالْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ وَعَدِىُّ بْنُ
قَيْسٍ وَالْاَسْوَدُ بْنُ الْمُطَّلِبِ وَالْاَسْوَدُ بْنُ
عَبْدِ يَغُوْثَ

﴿۹۵﴾ ہم کافی ہوئے تمہاری طرف سے ان کافروں کے لئے جو تمہارے ساتھ تمہاری استہزار کرتے ہیں اس طرح کہ ہم نے انہیں سے ہر ایک کو ہلاک کیا اور وہ استہزار کرنے والے یہ لوگ تھے ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل اور عدی بن قیس اور اسود بن عبدالمطلب اور اسود بن عبدیغوث۔

﴿۹۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
صِفَةٌ وَقِيْلَ مُبْتَدَأٌ وَلِتَضَمُّنِهٖ مَعْنَى
الشَّرْطِ دَخَلَتِ الْفَاءُ فِىْ خَبَرِهٖ وَهُوَ
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○ عَاقِبَةُ
اَمْرِهِمْ

﴿۹۶﴾ یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنایا سو عنقریب وہ جان لیں گے اپنے کام کے انجام کو (بعض مفسرین نے فرمایا اَلَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ الخ مبتدا ہے اور خبر اس کی فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ہے چونکہ مبتدا میں معنی شرط ہیں اس لئے خبر میں فا ر لائی گئی۔

تشریح

﴿۹۴﴾ آپ اللہ کا پیغام پہنچاتے رہیں | اے نبیؐ آپ ان مخالفین کی ذرا بھی پروا نہ کریں یہ آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے آپ اپنی ذمہ داری کو پورے طور پر ادا کرتے رہیں اور اللہ کا پیغام کھول کھول کر لوگوں کو سناتے رہیں آپ اس میں ذرا کوتاہی نہ کریں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں۔

﴿۹۵﴾ مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کیلئے ہم کافی ہیں | جو لوگ آپ کا مذاق اڑا رہے ہیں آپ کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں ہم ان سے دنیا میں بھی نمٹ لینگے اور آخرت میں بھی ان کو سزا ملے گی آپ بے خوف و خطر دین کی تبلیغ کرتے رہیں۔

﴿۹۶﴾ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے جلد ہی دیکھ لیں گے | جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور ان کو بھی اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ جلد ہی اپنا انجام دیکھ لیں گے اور انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ انکی ان حرکتوں کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿٩٧﴾ لا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

وَلَقَدْ + نَعْلَمُ	اَنَّكَ	يَضِيْقُ	صَدْرُكَ	بِمَا	يَقُوْلُوْنَ	فَسَبِّحْ	بِحَمْدِ	رَبِّكَ
اور البتہ ہم جانتے ہیں	بیشک تم	تنگ ہوتا ہے	تمہارا سینہ (دل)	اس سے	جو وہ کہتے ہیں	تو تسبیح کریں	تعریف کیساتھ	اپنا رب

اور البتہ ہم جانتے ہیں کہ وہ جو کہتے ہیں اس سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے | تو تسبیح کریں (پاکیزگی بیان کریں) اپنے رب کی حمد کیساتھ

ع ۶ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾ لا وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾

وَكُنْ	مِّنَ	السّٰجِدِيْنَ	وَاعْبُدْ	رَبَّكَ	حَتّٰى	يَاْتِيَكَ	الْيَقِيْنُ
اور ہو	سے	سجدہ کرنے والے	اور عبادت کریں	اپنا رب	یہانتک کہ	آئے تمہارے پاس	یقینی بات

اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہوں۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہانتک کہ تمہارے پاس یقینی بات (موت) آجائے

﴿٩٧﴾ وَلَقَدْ لِلتَّحْقِيْقِ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ○ مِنَ الْاِسْتِهْزَاءِ وَالتَّكْذِيْبِ

﴿٩٧﴾ اور البتہ بالیقین ہم جانتے ہیں کہ تمہارا سینہ تنگ ہوتا ہے اس سے کہ جو وہ تمکو کہتے ہیں یعنی جھٹلاتے ہیں اور استہزا کرتے ہیں۔

﴿٩٨﴾ فَسَبِّحْ مُتَلَبِّسًا بِحَمْدِ رَبِّكَ اَىْ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ الْمُصَلِّيْنَ

﴿٩٨﴾ پس پاکی بیان کرو اللہ کی ساتھ حمد رب اپنے کے یعنی یہ کہو سبحان اللہ وبحمدہٖ اللہ پاک ہے اور وہی حمد کے لائق ہے اور ہو تم نماز پڑھنے والوں میں سے۔

﴿٩٩﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ○ الْمَوْتُ۔

﴿٩٩﴾ اور اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ تم کو موت آوے۔

تشریح

﴿٩٧﴾ ہم جانتے ہیں کہ آپ کے دل کو ان کی حرکتوں سے تکلیف ہوتی ہے | ہمیں معلوم ہے کہ جب یہ لوگ آپ پر باتیں بناتے ہیں ہٹ دھرمی اختیار کرتے ہیں اور آپ کی بات سنکر نہیں دیتے تو اس سے آپ کے دل کو سخت کوفت ہوتی ہے۔

﴿٩٨﴾ آپ کی پریشانی کا علاج اللہ کا ذکر ہے | آپ کی اس پریشانی کا علاج یہ ہے کہ ان کی طرف سے توجہ ہٹا کر آپ ہمہ تن اللہ کی تسبیح اور اس کی حمد میں مشغول رہیں اللہ کا ذکر "نماز" اللہ کے سامنے سجدہ کرنا یہ وہ چیزیں ہیں جن کے اثر سے دل مطمئن رہتا ہے اور فکر و غم دور ہوتے ہیں۔

﴿٩٩﴾ آپ اخیر تک بندگیٔ رب میں لگے رہیں | ان لوگوں کی حرکتوں اور بدتمیزیوں کا علاج یہ ہے کہ آپ آخری گھڑی تک جس کا آنا یقینی ہے اپنے رب کی بندگی میں لگے رہیں اللہ کی بندگی آپ کی تسلی کا باعث ہوگی آپ میں صبر اور استقامت پیدا کریگی اور یہ حوصلہ دیگی کہ آپ ساری مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود اس خدمت کو انجام دینے میں لگے رہیں جس میں آپ کے رب کی رضا ہے۔

(۱۶)

اَلنَّحۡلُ

○ ترتیب تلاوت ـــــــ ۱۶	○ ترتیب نزول ـــــــ ۷۰
○ مکیّ / مدنی ـــــــ مکیّ	○ تعداد رکوعات ـــــــ ۱۶
○ تعداد آیات ـــــــ ۱۲۸	○ تعداد الفاظ ـــــــ ۱۸۷۱
○ تعداد حروف ـــــــ ۷۹۷۴	

○ نحل کے معنیٰ "شہد کی مکھی" کے ہیں۔ یہ نام بطور علامت اس سورت کی آیت ۶۸ سے لیا گیا ہے:۔
وَاَوۡحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحۡلِ (اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کردی)

○ سورت کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت مکی زندگی کے آخری دنوں میں نازل ہوئی ہے۔

○ اس سورت کا موضوع اور مرکزی مضمون توحید کا اثبات اور پیغمبر کی دعوت کو نہ ماننے کے نتائج اور حق کی مخالفت پر تنبیہ کرنا ہے۔

○ گذشتہ سورت "سورۃ الحجر" کا آخری حصہ نبی ﷺ کی تسلی پر ختم ہوا تھا اور فرمایا گیا تھا کہ آپ ان کی باتوں سے دل برداشتہ نہ ہوں، ان سے نمٹنے کے لئے اللہ کافی ہے۔ سورۂ نحل کے آغاز میں ہی بغیر کسی تمہید کے سخت تنبیہ کے انداز میں ارشاد ہوا ہے کہ، جس عذاب کی تم بار بار دُہائی دیتے ہو وہ عذاب تو بس

آ ہی پہنچا ہے اور تمہارے سروں کے اوپر کھڑا ہوا ہے۔ اب تو تمہیں جو تھوڑی سی مہلت ہے اس سے فائدہ اٹھا کر اپنا رویہ بدلنا چاہیئے اور حق کے سامنے سر جھکا دینا چاہیئے۔

- اس سورت میں توحید کے ثبوت کے لئے انفس و آفاق کی شہادتوں کے ذریعے سمجھایا گیا ہے کہ توحید ایک برحق عقیدہ اور زندگی کی بنیاد ہے۔
- منکرین کے ایک ایک اعتراض کا بھرپور جواب دیا گیا ہے۔
- خبردار کیا گیا ہے کہ باطل پر اصرار کرنا اور حق کے مقابلے پر اڑنا اس کے بڑے بُرے نتیجے سامنے آتے ہیں
- یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کا دین کس طرح کی اخلاقی زندگی کی تعمیر کرنا چاہتا ہے اس کے تقاضے کیا ہیں اور اس کے فائدے دنیا اور آخرت میں کس طرح ظاہر ہوں گے۔
- آخر میں نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو حوصلہ دلایا گیا ہے کہ وہ ذرا بھی دل شکستہ نہ ہوں۔

رکوعاتہا ۱۶	سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ	آیاتہا ۱۲۸
	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	
	اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے	

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

اَتٰى	اَمْرُ	اللّٰهِ	فَلَا	تَسْتَعْجِلُوْهُ	سُبْحٰنَهٗ	وَتَعٰلٰى
آپہنچا	حکم	اللہ	سو نہ	جلدی کرو اس کی	وہ پاک	اور برتر

آپہنچا اللہ کا حکم سو اس کی جلد نہ کرو وہ پاک ہے اور اس سے برتر

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ① يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ

عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ	يُنَزِّلُ	الْمَلٰٓئِكَةَ	بِالرُّوْحِ
اس سے جو	وہ شریک بناتے ہیں	وہ نازل کرتا ہے	فرشتے	وحی کے ساتھ نازل

جو وہ (اللہ کا) شریک بناتے ہیں، وہ فرشتے اپنے حکم سے وحی کے ساتھ

مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا

مِنْ	اَمْرِهٖ	عَلٰى	مَنْ يَّشَآءُ	مِنْ	عِبَادِهٖ	اَنْ	اَنْذِرُوْۤا
سے	اپنے حکم	پر	جسے چاہتا ہے	سے	اپنے بندے	کہ	تم ڈراؤ

کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر وہ چاہتا ہے کہ تم ڈراؤ کہ

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ②

اَنَّهٗ	لَاۤ	اِلٰهَ	اِلَّاۤ	اَنَا	فَاتَّقُوْنِ	
کہ وہ	نہیں	کوئی معبود	سوائے	میرے	پس مجھ سے ڈرو	

میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھ ہی سے ڈرو۔

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ اِلَّا وَاِنْ عَاقَبْتُمْ اِلٰى اٰخِرِهَا مِائَةٌ وَثَمَانٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① لَمَّا اسْتَبْطَأَ الْمُشْرِكُوْنَ الْعَذَابَ نَزَلَ اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ اَيِ السَّاعَةُ وَاَتٰى بِصِيْغَةِ الْمَاضِيْ لِتَحَقُّقِ وُقُوْعِهٖ

سورۃ النحل مکی ہے مگر وان عاقبتم الخ آخر آیت تک ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

① اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ الخ مشرکین جبکہ عذاب الٰہی میں دیر سمجھے، یہ آیت نازل ہوئی کہ جلدی نہ کرو قیامت نزدیک ہے۔ "آگئی" قیامت کے آنے کو بصیغہ ماضی تعبیر کیا اس لئے کہ ان کا آنا ضرور ہے۔

أَيْ قَرُبَ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ تَطْلُبُوْهُ قَبْلَ حِيْنِهٖ فَإِنَّهٗ وَاقِعٌ لَا مُحَالَةَ سُبْحَانَهٗ تَنْزِيْهًا لَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ بِهٖ غَيْرَهٗ

پس اس کے وقت سے پہلے اس کو طلب نہ کرو کہ بیشک وہ ضرور آنے والی ہے۔ اللہ پاک ہے اور بلند ہے غیروں کو اس کے ساتھ شریک بنانے سے۔

(۲) يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ أَيْ جِبْرِيْلُ بِالرُّوْحِ بِالْوَحْيِ مِنْ أَمْرِهٖ بِإِرَادَتِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ وَهُمُ الْأَنْبِيَاءُ أَنْ مُفَسِّرَةٌ أَنْذِرُوْٓا خَوِّفُوا الْكَافِرِيْنَ بِالْعَذَابِ وَأَعْلِمُوْهُمْ أَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاتَّقُوْنِ ○ خَافُوْنِ

(۲) اللہ فرشتوں کو اتارتا ہے یعنی جبرئیل کو وحی دیکر بھیجتا ہے اپنے ارادہ سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے۔ مراد ان بندوں سے پیغمبر ہیں

اللہ تعالیٰ یہ وحی بھیجتا ہے کہ مشرکین کو عذاب سے ڈراؤ اور ان کو بتلاؤ کہ بیشک میں اکیلا معبود ہوں کوئی میرے سوا معبود نہیں۔ سو مجھ سے ڈرو۔

تشریح

(۱) فیصلے کی گھڑی آپہنچی | اب جلدی مچانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اللہ کا فیصلہ کیوں نہیں آتا جس کا ڈراوا دیا جاتا ہے اور بار بار کہا جاتا ہے کہ حق کے انکار کا نتیجہ یہ ہوگا اور وہ ہوگا اگر واقعی یہی دین برحق ہے جس کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کر رہے ہیں تو پھر اس کے انکار کے نتیجے میں جو آفت آنی ہے وہ آ کیوں نہیں جاتی۔ فرمایا کہ اللہ کے فیصلے میں تاخیر کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ دین برحق نہیں ہے اور اللہ کے ساتھ کوئی اور شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک سے بہت بلند اور ہر طرح کی کمزوری سے پاک ہیں۔ تاخیر کی وجہ اللہ کی مصلحت ہے کہ وہ بندوں کو موقع دینا چاہتا ہے مگر اب اس فیصلے کا وقت آچکا ہے ہجرت مدینہ کے نتیجہ میں فتح مندی اور اہل حق کا غالب اور منصور ہونا اور اہل باطل کا ذلیل و خوار ہونا اس کے فیصلے کا وقت آچکا ہے۔ جب حق کا انکار آخری حدوں کو پہنچ جاتا ہے تبھی اللہ تعالیٰ آخری فیصلہ فرماتے ہیں۔ ہجرت کے نتیجے میں اسلام کی فتحمندی اور اس کا غلبہ آٹھ دس سال کے اندر اندر ہی سامنے آگیا اور باطل کو اس طرح جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا کہ عرب کی سرزمین میں اس کو کہیں پناہ کا موقع نہ مل سکا۔ رہا آخری فیصلہ قیامت کا وہ بھی کچھ دور نہیں ہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ جس کو چاہتے ہیں اپنا رسول مقرر کرتے ہیں اور اس پر اپنی وحی نازل کرتے ہیں۔ | اپنا نبی یا رسول مقرر کرنا اللہ تعالیٰ کی اپنی حکمت اور فیصلے کے مطابق ہوتا ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنا رسول منتخب کر لیتا ہے اور اس پر اپنی وحی اور اپنا کلام اپنے حکم سے ملائکہ کے ذریعے نازل کرتا ہے اور اس وحی کے ذریعہ وہ پیغمبروں کو ہدایت دیتا ہے کہ تم لوگوں کو آگاہ کرو کہ میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے لہذا اسی کا حق ہے کہ اس کی ناراضگی سے ڈرا جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے۔

انسان کی زندگی میں اللہ کے دین کا وہی مقام ہے جو جسم میں روح کا ہوتا ہے جس طرح بدن بغیر روح کے بیکار ہے اسی طرح انسان کی زندگی بھی بغیر اللہ کی ہدایت کے جسدِ بے روح کی طرح ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③ خَلَقَ

خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	بِالْحَقِّ	تَعٰلٰى	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ	خَلَقَ
اسنے پیدا کئے	آسمان (جمع)	اور زمین	حق (حکمت) کیساتھ	برتر	اس سے جو	وہ شریک کرتے ہیں	پیدا کیا اسنے

اس نے پیدا کئے آسمان اور زمین حکمت کے ساتھ وہ اس سے برتر ہے جو وہ شریک کرتے ہیں۔ اس نے انسان کو

الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④

الْاِنْسَانَ	مِنْ	نُّطْفَةٍ	فَاِذَا	هُوَ	خَصِيْمٌ	مُّبِيْنٌ	
انسان	سے	نطفہ	پھر ناگہاں	وہ	جھگڑالو	کھلا	

پیدا کیا نطفے سے پھر وہ کھلا جھگڑالو ہو گیا۔

③ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اَیْ مُحِقًّا تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ بِهٖ مِنَ الْاَصْنَامِ

③ اللہ نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمینوں کو ساتھ حق کے بلند ہے وہ اس سے کہ بتوں کو اس کا شریک ٹھیراتے ہیں۔

④ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ مَنِیٍّ اِلٰی اَنْ صَیَّرَهٗ قَوِیًّا شَدِیْدًا فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ شَدِیْدُ الْخُصُوْمَةِ مُّبِيْنٌ ○ بَیِّنُهَا فِیْ نَفْیِ الْبَعْثِ قَائِلًا مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ۔

④ اللہ نے آدمی کو منی سے بنایا یہاں تک کہ اسکو قوت والا مضبوط کر دیا پس ناگاہ وہ بہت جھگڑا کرتا ہے کھلم کھلا قیامت کے انکار میں (چنانچہ کہتا ہے کہ پرانی ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے۔)

تشریح

③ زمین و آسمان کا نظام اللہ کی گواہی دے رہا ہے | اللہ کے مقرر کئے ہوئے پیغمبر جس معبود کیطرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں وہ معبود برحق ہے زمین و آسمان کا پورا کارخانہ اس کی گواہی دے رہا ہے کہ اسکو بنانے اور چلانے والا اعلیٰ درجے کا حکیم و مدبر ہے پورے کارخانے میں ایک ایک چیز کی بناوٹ پر غور کروگے تو وہ اپنے بنانیوالے کی کاریگری کی مجسم شہادت نظر آئیگی پھر جسطرح صحیح صحیح پوری کائنات کا نظام چل رہا ہے وہ بتا رہا ہے کہ اسکے چلانے میں ایک ذات واحد کے علاوہ کسی دوسرے کی کوئی شرکت نہیں ہے لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (سورہ انبیاء آیت ۲۲)۔ (اگر آسمان اور زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو زمین و آسمان دونوں کا نظام بگڑ جاتا) ایک معمولی گھر کا نظام بھی چند دن چلنا مشکل ہے اگر اس کے دو صاحب خانہ ہوں۔ کائنات کا نظم خود ناظم کی وحدت کا گواہ ہے۔

④ ذرا انسان اپنی تخلیق پر تو غور کرے | انسان اگر اپنی تخلیق پر غور کرے تو اللہ تعالیٰ کی کاریگری کا عجیب و غریب رُخ سامنے آئیگا۔ انسان کی اصلیت کیا ہے نطفے کی حقیر سی بوند سے اسکو پیدا کیا جس میں نہ احساس تھا نہ حرکت تھی نہ شعور اور ارادہ تھا نہ وہ بات کرنے کے قابل تھا نہ وہ بحث کرکے اپنی بات منوانے کے قابل تھا۔ اللہ نے اس قطرۂ ناچیز کو کیا سے کیا بنا دیا کیسی اچھی صورت عطا کی کیسی صلاحیتیں اور کمالات دیئے کیسی اس کو زبان دی جو بولنے کے قابل نہ تھا وہ حجت بازیاں کرنے لگا عقل گھوڑے دوڑانے لگا یہاں تک کہ خالق کے مقابلے میں بھی کھڑا ہو گیا یہ بھی یاد نہ رکھا کہ اسکی اصل کیا تھی کس راستے سے ہو کر دنیا میں آیا کن مرحلوں سے گزرتا ہوا شباب کو پہنچا اگر وہ غور کریگا تو اس کو خود اپنی تخلیق میں خالق کی نشانیاں نظر آئیں گی۔

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ

وَالْاَنْعَامَ	خَلَقَهَا	لَكُمْ	فِيْهَا	دِفْءٌ	وَّمَنَافِعُ	وَمِنْهَا	تَاْكُلُوْنَ	وَلَكُمْ
اور چوپائے	اس نے انکو پیدا کیا	تمہارے لئے	انمیں	گرم سامان	اور فائدے (جمع)	اور انمیں سے	تم کھاتے ہو	اور تمہارے لئے

اور اس نے چوپائے پیدا کئے تمہارے لئے، ان میں گرم سامان (جڑاول) اور فائدے میں اور انمیں سے (بعض کو) تم کھاتے ہو اور

فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝

فِيْهَا	جَمَالٌ	حِيْنَ	تُرِيْحُوْنَ	وَحِيْنَ	تَسْرَحُوْنَ	
ان میں	خوبصورتی شان	جسوقت	شام کو چرا کر لاتے ہو	اور جس وقت	صبح کو چرانے جاتے ہو	

تمہارے لئے انمیں خوبصورتی اور شان ہے جسوقت شام کو چرا کر لاتے ہو، اور جس وقت صبح کو چرانے جاتے ہو۔

۵ وَالْاَنْعَامَ اَلْاِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ وَ
نَصْبُهٗ بِفِعْلٍ يُفَسِّرُهٗ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْ
جُمْلَةِ النَّاسِ فِيْهَا دِفْءٌ مَا تَتَدَفَّؤُوْنَ
بِهٖ مِنَ الْاَكْسِيَةِ وَالْاَرْدِيَةِ مِنْ اَشْعَارِهَا
وَاَصْوَافِهَا وَّمَنَافِعُ مِنَ النَّسْلِ وَالدَّرِّ
وَالرُّكُوْبِ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ قُدِّمَ
الظَّرْفُ لِلْفَاصِلَةِ.
۶ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ زِيْنَةٌ حِيْنَ
تُرِيْحُوْنَ تَرُدُّوْنَهَا اِلٰى مَرَاحِهَا بِالْعَشِيِّ
وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ تُخْرِجُوْنَهَا اِلَى
الْمَرْعٰى بِالْغَدَاةِ

۵ اور اللہ نے اونٹ اور گائے اور بکری کو پیدا کیا تمہارے اور تمام آدمیوں کے واسطے۔ ان کے بالوں اور اُون سے لباس اور چادریں بنتی ہیں جس سے تم گرمی حاصل کرو اور آرام اٹھاؤ اور تم کو ان جانوروں سے یہ نفع ہے کہ ان سے اولاد ہو جس سے ان کی نسل جاری ہو اور ان کا دودھ پیو اور ان پر سواری کرو اور یہ کہ ان کا گوشت کھاتے ہو (منہا کو مقدم کیا رعایت فاصلہ سے نہ بسبب تخصیص کے۔

۶ اور تمہارے لئے ان جانوروں میں زینت اور زیبائش ہے جبکہ تم ان کو شام کے وقت ان کے آرام گاہ میں لاتے ہو اور جبکہ صبح کو چراگاہ کی طرف نکالتے ہو۔

تشریح

۵ مختلف جانوروں کے فائدے | اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں میں جہاں خود انسان اشرف المخلوقات اللہ کی قدرت اس کی حکمت و کاریگری کا شاہکار ہے اسکے ساتھ وہ مختلف چیزیں جن کو انسان استعمال کرتا ہے انکی بناوٹ میں بھی اللہ کی نشانیاں ہیں مثلاً کچھ جانور ایسے ہیں جن کا گوشت بطور غذا استعمال کیا جاتا ہے اور انکی کھال سے پوشاک کا کام لیا جاتا ہے جو سردی سے بچنے کے کام میں آتا ہے کسی کے بال یا اون سے کمبل بنتے ہیں ڈیرے اور خیمے بنائے جاتے ہیں، کسی کو ہل میں جوتا جاتا ہے، کسی جانور کا دودھ پیا جاتا ہے اور اس کے دودھ سے گھی مکھن تیار ہوتا ہے۔ غرض کتنے ہی فائدے اور منافع ان جانوروں سے حاصل ہوتے ہیں۔

۶ جانوروں کے چرنے کیلئے جانے آنے میں بھی ایک خاص رونق ہوتی ہے۔ | جانوروں سے جہاں بہت سے مختلف فائدے حاصل ہوتے ہیں انکے جنگل چرنے کے لئے جانے اور شام کو واپس آنے کا ایک خاص منظر ہوتا ہے جس میں رونق ہے جمال ہے اور چہل پہل ہے، اور زمینداروں کی خوشحالی کا اظہار بھی ہے۔

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ

وَتَحْمِلُ	اَثْقَالَكُمْ	اِلٰى	بَلَدٍ	لَّمْ تَكُوْنُوْا	بٰلِغِيْهِ
اور وہ اٹھاتے ہیں	تمہارے بوجھ	حرف	شہر (جمع)	نہ تھے تم	ان تک پہونچنے والے

اور وہ تمہارے بوجھ ان شہروں تک اٹھالے جاتے ہیں جہاں جانیں ہلکان کئے بغیر تم

اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ

اِلَّا	بِشِقِّ	الْاَنْفُسِ	اِنَّ	رَبَّكُمْ	لَرَءُوْفٌ
بغیر	ہلکان کرکے	جانیں	بیشک	تمہارا رب	البتہ مہربان

پہونچنے والے نہ تھے۔ بیشک تمہارا رب مہربان نہایت رحم

رَّحِيْمٌ ⑦ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا

رَّحِيْمٌ	وَالْخَيْلَ	وَالْبِغَالَ	وَالْحَمِيْرَ	لِتَرْكَبُوْهَا
رحم کرنے والا	اور گھوڑے	اور خچر	اور گدھے	تاکہ تم ان پر سوار ہو

والا ہے۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور

وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ⑧

وَزِيْنَةً	وَيَخْلُقُ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ
اور زینت	اور وہ پیدا کرتا ہے	جو	تم نہیں جانتے

زینت کیلئے (پیدا کئے) اور وہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

⑦ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اَحْمَالَكُمْ
اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ
وَاصِلِيْنَ اِلَيْهِ عَلٰى غَيْرِ
الْاِبِلِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ
بِجُهْدِهَا اِنَّ رَبَّكُمْ
لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ بِكُمْ
حَيْثُ خَلَقَهَا لَكُمْ

⑦ اور وہ تمہارے بوجھ اٹھاتے ہیں اس شہر تک کہ تم وہاں تک بدون اونٹ کے نہیں پہنچ سکتے مگر دشواری سے۔

بیشک تمہارا رب تم پر مہربان ہے کہ تمہارے لئے جانور پیدا کردیئے۔

⑧ وَخَلَقَ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ

⑧ اور اللہ نے پیدا کئے گھوڑے اور خچریں اور گدھے تاکہ تم ان پر

وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً مَفْعُوْلٌ لَّهٗ وَالتَّعْلِيْلُ بِهِمَا لِتَعْرِيْفِ النِّعَمِ لَا يُنَافِيْ خَلْقَهُمَا لِغَيْرِ ذٰلِكَ كَالْاَكْلِ فِي الْخَيْلِ الثَّابِتِ بِحَدِيْثِ الصَّحِيْحَيْنِ

سوار ہو اور وہ تمہارے لئے زیبائش ہیں (گھوڑے کے پیدا کرنے کا سبب سواری اور ان سے زینت حاصل ہونا بیان کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے سوا اور کوئی نفع اس سے نہ ہو کیونکہ گھوڑے کا کھانا حدیث بخاری اور مسلم سے ثابت ہے

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ مِنَ الْاَشْيَاءِ الْعَجِيْبَةِ الْغَرِيْبَةِ

اور اللہ پیدا کرتا ہے وہ عجیب و غریب چیزیں کہ تم نہیں جانتے۔

تشریح

(۷) جانوروں سے باربرداری کا فائدہ بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے جانور انسان کے فائدے کے لئے پیدا کئے ہیں ان میں بہت سے جانور باربرداری کے کام آتے ہیں اور ایسی ایسی جگہ پر بوجھ ڈھو کرلے جاتے ہیں جہاں کسی اور طریقے سے سامان پہنچانا ممکن نہیں ہوتا مثلاً اونچے اونچے پہاڑوں پر گھوڑوں اور خچروں کے ذریعے سامان پہنچایا جاتا ہے بڑی بڑی وزنی چیزیں ہاتھی اپنی پیٹھ پر لاد کر دریاؤں کو پار کر جاتے ہیں۔ اگر جانور نہ ہوتے تو ان سامانوں کا پہنچانا انسان کے لئے بہت مشکل ہوتا۔ یہ بھی اللہ کی شفقت اور مہربانی ہے کہ اس نے ان جانوروں کو ہماری خدمت پر مامور کر دیا۔

(۸) بہت سے جانور سواری کے کام آتے ہیں بوجھ ڈھونے کے علاوہ کتنے جانور وہ بھی ہیں جو سواری کے کام آتے ہیں اور ان سے عزت اور شان معلوم ہوتی جیسے گھوڑے اور خچر اور گدھے اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری چیزیں ہیں جو اللہ تعالےٰ نے انسان کے فائدے کے لئے پیدا کی ہیں اور انسان کی بھلائی کے لئے کام کر رہی ہیں جن کا انسان کو پتہ بھی نہیں ہے کہ وہ کیا کیا خدمت انجام دے رہی ہیں اور آگے کتنی چیزیں ایجاد ہوں گی جن کو انسان اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں سے کام لیکر تیار کریگا آج وہ جنکے بارے میں جانتا تک نہیں ہے۔ چنانچہ انسان کی تخلیقی صلاحیت سمندروں اور فضاؤں کو مسخر کرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ آواز سے تیز ہوائی جہاز سمندروں میں تیرتے ہوئے محلات وغیرہ وغیرہ۔

ہر جاندار کی بناوٹ اور فطری صلاحیتوں سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اسکے پیدا کرنیکا مقصد کیا ہے۔ جانوروں کی جسمانی بناوٹ بتادیتی ہے کہ ان سے انسان کیا کام لے سکتا ہے مثلاً بکری یا بھیڑ کی جسمانی ساخت بتا رہی ہے کہ یہ جانور باربرداری کے کام کا نہیں ہے اور گھوڑے کی جسمانی ساخت ظاہر کرتی ہے کہ یہ جانور سواری یا باربرداری کے لئے ہے۔ اسی طرح مختلف قسم کے پھل اور سبزیاں اپنے فائدوں کی بدولت وضاحت کر دیتی ہیں کہ انہیں کیوں اور کیسے استعمال کرنا چاہیئے۔ جب دیگر حیوانات اور نباتات کی ظاہری ساخت اور طبعی خصوصیات سے انکی تخلیق کے مقصد کی نقاب کشائی ہوتی ہے تو انسان کی صلاحیتوں کو بھی دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسکو پروردگار عالم نے کس مقصد کیلئے پیدا کیا ہے۔ انسان کی عقل و فراست بزم گیتی میں اسکے تصرف کی قوت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ انسان کو اس لئے وجود عطا کیا گیا ہے کہ وہ احکام خداوندی کی روشنی میں رُوئے زمین کو اپنی بے پناہ صلاحیتوں سے معمور کر دے۔

چونکہ انسان اشرف المخلوقات اور زمین پر خدا کا نائب بنا کر بھیجا گیا ہے اس لئے اس کا مقصدِ زندگی اللہ کی ہدایات کی پیروی اور بجا آوری ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ⑨ ع ۱

اَجْمَعِيْنَ	لَهَدٰىكُمْ	وَلَوْ + شَآءَ	جَآئِرٌ	وَمِنْهَا	السَّبِيْلِ	قَصْدُ	وَعَلَى + اللّٰهِ
سب	تو وہ تمہیں ہدایت دیتا	اور اگر وہ چاہے	ٹیڑھی	اور اس سے	راہ	سیدھی	اور اللہ پر

اور سیدھی راہ اللہ تک پہونچتی ہے اور ان میں سے کوئی راہ ٹیڑھی ہے اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا

⑨ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ اَیْ بَیَانُ الطَّرِیْقِ الْمُسْتَقِیْمِ وَمِنْهَا اَیِ السَّبِیْلِ جَآئِرٌ حَائِدٌ عَنِ الْاِسْتِقَامَةِ وَلَوْ شَآءَ هِدَایَتَکُمْ لَهَدٰىكُمْ اِلٰی قَصْدِ السَّبِیْلِ اَجْمَعِيْنَ ○ فَتَهْتَدُوْنَ اِلَیْهِ بِاِخْتِیَارٍ مِّنْکُمْ

⑨ اور اللہ بیان کرتا ہے سیدھا راستہ اور بعض راستے ٹیڑھے ہیں مستقیم نہیں۔ اور اگر اللہ تم کو راہ دکھلانا چاہتا تو سیدھی راہ کی طرف پہنچاتا جس کے سبب تم سب اپنے اختیار سے سیدھی راہ پر پہنچ جاتے۔

تشریح

⑨ **مادی زندگی کے لئے انتظامات کے ساتھ اللہ نے انسان کی ہدایت کا بھی انتظام فرمایا ہے**

جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کی دنیوی زندگی کی بقا اور راحت و آسائش کے لئے انتظامات فرمائے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی دلیل ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ پیدا کرنے والا ہے بلکہ پالنہار بھی ہے اسی طرح اس نے انسان کی ہدایت کا انتظام بھی کیا ہے۔ ہدایت کا ایک طریقہ تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ انسان کو ایسا بناتے کہ وہ سوائے نیکی کے کسی دوسرے راستے پر چل ہی نہ سکتا جیسے اسکی مخلوق فرشتے ہیں کہ ان سے صرف نیکیوں کا صدور ہوتا ہے برائیوں کا تصور بھی ان کے پاس نہیں آتا مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ یہ تھا کہ وہ ایسی ایک مخلوق پیدا کرے جو اپنے علم شعور ارادے اور خواہش سے سیدھا راستہ اختیار کرے اللہ تعالیٰ نے اسکو سیدھا راستہ بتانے کے لئے اندرونی اور بیرونی ہر طرح کے انتظامات کئے ہیں نبیوں اور رسولوں کو مقرر کیا کتابیں نازل کیں کہ وہ بہت سے ٹیڑھے راستوں میں سے اپنے علم سے کام لیکر صحیح راستے کا انتخاب کرے اب یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے قدرت سارے اسباب مہیا کردے لیکن انسان کا جو اصل مقصد وجود ہے جس کی وجہ سے اس کو دنیا میں بھیجا گیا ہے اس مقصد پر پردا پڑا رہے اور انسان اندھیروں میں بھٹکتا رہے جب حیوانی زندگی کی ایک ایک ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اتنے وسیع انتظامات ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ انسان کی روحانی زندگی اس کی سب سے بڑی اور اصل ضرورت کو پورا کرنے کا بندوبست نہ کیا گیا ہو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ فکر و عمل کے بہت سے ٹیڑھے میڑھے راستوں میں سے صحیح اور سیدھا راستہ کون سا ہے۔ ظاہر ہے کہ سارے راستے بیک وقت حق نہیں ہوسکتے سچائی صرف ایک ہے اور زندگی کا صحیح نظریہ وہی ہے جو اس صداقت کے مطابق ہو صداقت کیا ہے؟ صداقت یہ ہے کہ ہمیں عدم سے وجود میں لانے والا ہمارا پروردگار بلاشرکت غیرے ایک ہے ہم پر لازم ہے کہ ہم اسکی اور صرف اسی کی اطاعت کریں اسکی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس نے اپنی رضا کا راستہ اپنے نمائندوں یعنی نبیوں اور رسولوں کو بتایا ہے ان پر اپنا کلام نازل کیا ہے۔

ہم یہ تو کرسکتے ہیں کہ رسولوں کی صداقت کے پرکھنے کے جو بھی معیار ہیں اس پر ان کو پرکھ کر دیکھیں ان کی سچائی معلوم ہونے کے بعد اب اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے کہ انسان ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ

هُوَ	الَّذِیْٓ	اَنْزَلَ	مِنَ	السَّمَآءِ	مَآءً	لَّكُمْ	مِّنْهُ	شَرَابٌ	وَّمِنْهُ	شَجَرٌ
وہی	جس نے	نازل کیا (برسایا)	سے	آسمان	پانی	تمہارے لئے	اس سے	پینا	اور اس سے	درخت

وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا اس سے تمہارے لئے پینے کو ہے اور اس سے درخت

فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ⑩ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ

فِیْهِ	تُسِیْمُوْنَ	یُنْۢبِتُ	لَكُمْ	بِهِ	الزَّرْعَ	وَالزَّیْتُوْنَ	وَالنَّخِیْلَ
اسمیں	تم چراتے ہو	وہ اگاتا ہے	تمہارے لئے	اس سے	کھیتی	اور زیتون	اور کھجور

(سیراب ہوتے ہیں) اور اسی میں (مویشی) چرتے ہیں، وہ اس سے تمہارے لئے اگاتا ہے کھیتی، اور زیتون، اور کھجور

وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ

وَالْاَعْنَابَ	وَمِنْ	كُلِّ	الثَّمَرٰتِ	اِنَّ	فِیْ	ذٰلِكَ	لَاٰیَةً	لِّقَوْمٍ
اور انگور	اور سے۔کے	ہر	پھل (جمع)	بیشک	میں	اس	البتہ نشانیاں	لوگوں کے لئے

اور انگور اور ہر قسم کے پھل۔ بیشک اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے

یَّتَفَكَّرُوْنَ ⑪ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ

یَّتَفَكَّرُوْنَ	وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الَّیْلَ	وَالنَّهَارَ	وَالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ
غور وفکر کرتے ہیں	اور مسخر کیا	تمہارے لئے	رات	اور دن	اور سورج	اور چاند

نشانیاں ہیں اور اس نے تمہارے لئے مسخر کیا رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو

وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ

وَالنُّجُوْمُ	مُسَخَّرٰتٌۢ	بِاَمْرِهٖ	اِنَّ	فِیْ	ذٰلِكَ	لَاٰیٰتٍ
اور ستارے	مسخر	اس کے حکم سے	بیشک	میں	اس	البتہ نشانیاں

اور ستارے مسخر (کام میں لگے ہوئے) ہیں اسکے حکم سے۔ بیشک اس میں عقل سے کام لینے والے

لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ⑫

لِّقَوْمٍ	یَّعْقِلُوْنَ
لوگوں کیلئے	وہ عقل سے کام لیتے ہیں۔

لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

(۱۰) هُوَالَّذِیٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ○
يَنْبُتُ بِسَبَبِهٖ
تَرْعَوْنَ دَوَابَّكُمْ

(۱۰) هُوَالَّذِیٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً الخ اللہ وہ ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا کہ تم اس کو پیتے ہو اور اس کے سبب سے درخت جمتے ہیں کہ جن میں تم اپنے جانوروں کو چراتے ہو۔

(۱۱) يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○
الْمَذْكُوْرِ
دَالَّةً عَلٰی وَحْدَانِيَّتِهٖ تَعَالٰی
فِیْ صُنْعِهٖ فَيُؤْمِنُوْنَ

(۱۱) اللہ اس پانی سے تمہارے لئے کھیتی پیدا کرتا ہے اور زیتون اور کھجوریں انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے بیشک اس میں جو مذکور ہوا اللہ کے واحد ہونے کی دلیل ہے ان لوگوں کے لئے جو اس کی حکمتوں میں غور کرتے ہیں پس ایمان لاتے ہیں۔

(۱۲) وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○
بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰی مَا قَبْلَهٗ وَالرَّفْعِ مُبْتَدَأٌ
بِالْوَجْهَيْنِ
بِالنَّصْبِ حَالٌ وَالرَّفْعِ خَبَرٌ
بِاِرَادَتِهٖ
يَتَدَبَّرُوْنَ

(۱۲) اور اللہ نے تمہارے تابع کیا رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو اور ستارے فرماں بردار ہیں اس کے حکم اور ارادے کے۔ وَالشَّمْسُ کو زبر بھی پڑھا گیا ہے اور پیش بھی۔ زبر کی صورت میں ماقبل پر عطف ہوکر مفعول سخر کا ہے اور پیش کی صورت میں مبتدا ہے اور یہی احتمالات وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ میں ہیں مُسَخَّرٰت کو نصب، بوجہ حال ہونے کے اور پیش ہے بسبب خبر ہونے کے۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو غور و فکر کرتے ہیں۔

تشریح

(۱۰) اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے | یہ پانی جسے تم پیتے ہو اور جس سے درخت گھاس وغیرہ اُگتے ہیں جو تمہارے جانوروں کے لئے بطور چارہ کام آتے ہیں یہ پانی آسمان سے اللہ تعالیٰ ہی برساتے ہیں۔ پانی کے اس نظام پر غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حکمت اور اس کی قدرت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کس طرح سمندر سے ابخارات اٹھتے ہیں بادل بن کر برستے ہیں پہاڑوں پر وہ پانی برف کی شکل میں جم جاتا ہے پھر پگھل کر دریاؤں کی شکل میں زمین پر بہتا ہوا اور سیراب کرتا ہوا رواں دواں ہوتا ہے پانی کا اس طرح ذخیرہ کرنا اور پھر بوقت ضرورت انسان کو پہنچانا اللہ کی حکمت کا ایک نمونہ ہے۔

(۱۱) پانی کے اس نظام میں غور کرنے والوں کے لئے اللہ کی نشانیاں موجود ہیں | دیکھو وہی ایک پانی ہے جو آسمان سے برستا ہے اور زمین سے نکلتا ہے اس پانی سے اللہ تعالیٰ کھیتیاں اگاتا ہے۔ زیتون، کھجور، انگور اور دوسرے طرح طرح کے پھل پیدا کرتا ہے ایک ہی پانی سے مختلف قسم کے پھل میوے جن کی شکل و صورت الگ رنگ و بو الگ مزہ اور تاثیر الگ، پھر اسی پانی سے رنگ برنگے پھول ایک ہی زمین سے پیدا ہوتے ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لئے اسمیں ایک بڑی نشانی ہے۔

(۱۲) دن رات کا ہونا چاند سورج کا مسخر ہونا یہ بھی اللہ کی نشانی ہے | اگر انسان عقل اور سمجھ سے کام لے تو وہ دیکھے گا کہ رات اور دن کس طرح ایک دوسرے کے پیچھے چلے آرہے ہیں تاکہ دن میں دنیا کا کاروبار چلے اور رات کو لوگ آرام حاصل کریں۔ چاند اور سورج کس طرح ایک متعین قانون کے تحت نکلتے ہیں اور ڈوبتے ہیں اسی طرح ستارے جو اللہ کے حکم سے بندھے ہوئے ہیں ان سب کا ایک متعین قانون پر چلنا اور انسانوں کو اس سے بے شمار فائدے حاصل ہونا عقل والوں کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

وَمَا	ذَرَاَ	لَكُمْ	فِي	الْاَرْضِ	مُخْتَلِفًا	اَلْوَانُهٗ	اِنَّ	فِيْ	ذٰلِكَ
اور جو	پیدا کیا	تمہارے لئے	میں	زمین	مختلف	اسکے رنگ	بیشک	میں	اس

اور تمہارے لئے زمین میں پیدا کیں مختلف (چیزیں) رنگ برنگ کی۔ بیشک (۱) میں سوچنے والے

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ

لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّذَّكَّرُوْنَ	وَهُوَ	الَّذِيْ	سَخَّرَ	الْبَحْرَ
البتہ نشانیاں	لوگوں کیلئے	وہ سوچتے ہیں	اور وہی	جو۔ جس	مسخر کیا	دریا

لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور وہی ہے جس نے دریا کو مسخر کیا تاکہ

لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ج

لِتَاْكُلُوْا	مِنْهُ	لَحْمًا	طَرِيًّا	وَّتَسْتَخْرِجُوْا	مِنْهُ	حِلْيَةً	تَلْبَسُوْنَهَا
تاکہ تم کھاؤ	اس سے	گوشت	تازہ	اور تم نکالو	اس سے	زیور	تم وہ پہنتے ہو

تم اس سے (مچھلیوں کا) تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور نکالو جو تم پہنتے ہو

وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

وَتَرَى	الْفُلْكَ	مَوَاخِرَ	فِيْهِ	وَلِتَبْتَغُوْا	مِنْ	فَضْلِهٖ	وَلَعَلَّكُمْ
اور تم دیکھتے ہو	کشتی	پانی چیرنے والی	اس میں	اور تاکہ تلاش کرو	سے	اس کا فضل	اور تاکہ تم

اور تم دیکھتے ہو اس میں کشتیاں پانی کو چیر کر چلتی ہیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ

تَشْكُرُوْنَ	وَاَلْقٰى	فِي + الْاَرْضِ	رَوَاسِيَ	اَنْ تَمِيْدَ	بِكُمْ
شکر کرو	اور ڈالے (رکھے)	زمین میں۔ پر	پہاڑ	کہ جھک نہ پڑے	تمہیں لے کر

تم شکر کرو۔ اور اس نے زمین میں پہاڑ رکھے کہ تمہیں لے کر (زمین) جھک نہ پڑے۔ اور

وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ لا

وَاَنْهٰرًا	وَّسُبُلًا	لَّعَلَّكُمْ	تَهْتَدُوْنَ
اور نہریں	اور راستے	تاکہ تم	راہ پاؤ

نہریں اور راستے (بنائے) تاکہ تم راہ پاؤ۔

(۱۳) وَ مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝

(۱۳) اور تمہارے تابع کیا ان چیزوں کو جو تمہارے لئے زمین میں پیدا کئے جانوروں اور درختوں کو اور گھاس وغیرہ سے کہ جنکے رنگ مختلف ہیں کوئی سرخ کوئی سبز کوئی زرد وغیرہ بے شبہ اس میں نشانی ہے نصیحت سننے والوں کو۔

(۱۴) وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(۱۴) اور اللہ وہ ہے جس نے دریا کو تمہارا محکوم کیا کہ اس میں سوار ہوتے ہو اور گھستے ہو تا کہ اس میں سے مچھلی کا تر و تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور نکالو جس کو تم پہنتے ہو یعنی موتی اور مونگا اس میں سے نکالتے ہو۔ اور دیکھے تو کشتیوں کو کہ دریا میں چلتی ہیں پانی کو چیر کر آگے اور پیچھے ایک ہوا سے اور اس نے دریا کو تمہارا محکوم کیا اس لئے کہ اس میں تجارت کرو اور اللہ کا فضل طلب کرو اور تاکہ تم اس پر اللہ کا شکر ادا کرو۔

(۱۵) وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

(۱۵) اور اس نے زمین میں پہاڑ بھاری بنائے کہ وہ تمہارے ساتھ نہ ہلے۔ اور اللہ نے زمین میں نہریں بنائیں جیسے نیل مصر اور راستے بنائے تاکہ تم اپنی حاجتوں کی طرف راہ پاؤ۔

تشریح

(۱۳) زمین میں تمہارے لئے طرح طرح کی مخلوقات ہیں | آسمان کے بعد اب ذرا زمین پر نظر ڈالو تو زمین پر تمہیں طرح طرح کی مخلوقات نظر آئیں گی جو اپنی خاصیت شکل و صورت میں الگ الگ ہیں اسمیں حیوانات بھی ہیں نباتات بھی ہیں جمادات بھی ہیں۔ سبق حاصل کرنے والوں کے لئے اسمیں اللہ کی نشانیاں ہیں۔

(۱۴) اب ذرا سمندری مخلوقات پر نظر ڈالو | آسمان اور زمین کے بعد اب ذرا سمندر اور اس کی مخلوقات کو دیکھو، اس سمندر میں تمہارے جہاز اور کشتیاں چلتی ہیں اس سمندر سے تمہیں ایسے جانور ملتے ہیں جن کا تر و تازہ گوشت کھاتے ہو لذیذ مچھلیوں سے لطف اندوز ہوتے ہو۔ پھر اس سمندر سے موتی مونگا نکالتے ہو جس سے قیمتی زیور تیار ہوتے ہیں۔ سمندر کی پہاڑ جیسی موجوں کو چیرتے ہوئے جہاز اور کشتیاں ان سب میں تمہارے لئے نشانی ہے کہ تم حلال طریقے سے اپنا رزق حاصل کرنے اور رب کا شکر ادا کرتے رہو۔

(۱۵) پہاڑوں اور دریائی راستوں کو دیکھو | آسمان، زمین اور سمندروں کے بعد دیکھو کہ ہم نے کس طرح زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تاکہ زمین اپنی جگہ قائم رہے اور تم کو لیکر ڈھلک نہ جائے اس نے پہاڑوں میں دریا جاری کئے جو راستہ بناتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہ ندیاں نالے بہتے ہوئے، لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ⑯ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ

وَعَلٰمٰتٍ	وَبِالنَّجْمِ	هُمْ	يَهْتَدُوْنَ	اَفَمَنْ يَّخْلُقُ
اور علامتیں	اور ستارہ	وہ	راستہ پاتے ہیں	کیا پس جو پیدا کرے

اور علامتیں (بنائیں) اور وہ ستاروں سے راستہ پاتے ہیں۔ کیا جو (اللہ) پیدا کرتا ہے۔ اس جیسا

كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ⑰

كَمَنْ	لَّا + يَخْلُقُ	اَفَلَا + تَذَكَّرُوْنَ	
اس جیسا جو	پیدا نہیں کرتا	کیا پس تم غور نہیں کرتے۔	

ہے جو پیدا نہیں کرتا۔ پس کیا تم غور نہیں کرتے۔

(۱۶) وَعَلَامَاتٍ ؕ تَسْتَدِلُّوْنَ بِهَا عَلَى الطُّرُقِ كَالْجِبَالِ بِالنَّهَارِ وَبِالنَّجْمِ بِمَعْنَى النُّجُوْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ○ اِلَى الطُّرُقِ وَالْقِبْلَةِ بِاللَّيْلِ

(۱۶) اور نشان بنائے جس سے تم دن کو راہ حاصل کرو جیسے پہاڑ کہ ان سے دن میں وہ راستہ پاتے ہیں اور ستاروں سے وہ لوگ رات میں راہ پاتے ہیں اور قبلہ کو پہچانتے ہیں۔

(۱۷) اَفَمَنْ يَّخْلُقُ وَهُوَ اللّٰهُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ وَهُوَ الْاَصْنَامُ حَيْثُ تُشْرِكُوْنَهَا مَعَهُ فِي الْعِبَادَةِ ؕ لَا اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ هٰذَا فَتُؤْمِنُوْنَ

(۱۷) سو کیا وہ ذات جو خالق ہے یعنی اللہ مانند بتوں کے ہو سکتا ہے جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے کہ تم ان کو عبادت میں اللہ کا ساجھی بناؤ ہرگز وہ برابر اس کے نہیں۔ سو کیا تم اس میں غور نہیں کرتے۔ اور اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتے کہ ایمان قبول کرو۔

تشریح

(۱۶) زمین میں مختلف قسم کی علامتیں اور رہنمائی کیلئے ستارے | اللہ نے یہ زمین ایسی بنائی ہے کہ اس میں کہیں پہاڑ ہیں کہیں چشمے ہیں کہیں جنگلات کہیں ریت کے ٹیلے ہیں۔ غرض مختلف قسم کی ایسی علامتیں قائم کردی ہیں جن سے مسافروں کے قافلے راستوں کا پتہ لگا سکیں اسی طرح ستاروں سے سمت سفر کا اندازہ ہوتا ہے۔ صحراؤں اور سمندروں میں یہ ستارے رہنمائی کا ایک فطری انتظام ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مادی زندگی میں رہنمائی کے لئے یہ سب انتظام کئے ہیں تو کیا وہ انسان کی ہدایت کے نظام سے غافل ہو سکتا ہے؟

(۱۷) پھر کیا خالق و مخلوق برابر ہو سکتے ہیں | آسمان، زمین، بر و بحر میں کتنی چیزیں ہیں جو اللہ نے پیدا کی ہیں پھر بتاؤ کیا خالق پیدا کرنے والا اور وہ جنھوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا بلکہ خود مخلوق ہیں کیا ایک سطح پر ہو سکتے ہیں۔ جب اس کائنات کے نظام میں ساری چیزیں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں تو خالق اور غیر خالق کے اختیارات برابر کیسے ہو سکتے ہیں کیسے ممکن ہے کہ خالق کو جو حقوق حاصل ہیں وہی مخلوق کے بھی ہوں کیا خالق اور غیر خالق کی صفات ایک جیسی ہو سکتی ہیں۔ یہ ایسی کھلی ہوئی بات ہے جس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ خالق و مخلوق یکساں نہیں ہیں۔ پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔؟

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑱

وَاِنْ	تَعُدُّوْا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	لَا تُحْصُوْهَا	اِنَّ	اللّٰهَ	لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
اور اگر	تم شمار کرو	اللہ کی نعمت	اسکو پورا نہ گن سکو گے	بیشک	اللہ	البتہ بخشنے والا	نہایت مہربان

اور اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرو تو انہیں پورا نہ سکو گے بیشک اللہ بخشنے والا، نہایت مہربان ہے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ⑲ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا تُسِرُّوْنَ	وَمَا	تُعْلِنُوْنَ	وَالَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ
اور اللہ	جانتا ہے	جو تم چھپاتے ہو	اور جو	تم ظاہر کرتے ہو	اور جنہیں	وہ پکارتے ہیں

اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور وہ جنہیں پکارتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ⑳

مِنْ ـ دُوْنِ	اللّٰهِ	لَا يَخْلُقُوْنَ	شَيْئًا	وَّهُمْ	يُخْلَقُوْنَ
سوائے	اللہ	وہ پیدا نہیں کرتے	کچھ بھی	اور وہ (خود)	پیدا کیے گئے

اللہ کے سوا وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ

اَمْوَاتٌ	غَيْرُ	اَحْيَآءٍ	وَمَا يَشْعُرُوْنَ	اَيَّانَ
مُردے	نہیں	زندہ	اور وہ نہیں جانتے	کب

مُردے ہیں زندہ نہیں (بے جان ہیں) اور وہ نہیں جانتے وہ کب

ع ۲ ۱۲ ۸

يُبْعَثُوْنَ ㉑

يُبْعَثُوْنَ
وہ اٹھائے جائیں گے۔

اٹھائے جائیں گے۔

⑱ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا تَضْبِطُوْهَا فَضْلًا اَنْ تُطِيْقُوْا شُكْرَهَا اِنَّ اللّٰهَ

⑱ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو ان کو ضبط نہ کر سکو چہ جائیکہ اس کا شکر کرو۔
بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○ حَیۡثُ یُنۡعِمُ عَلَیۡکُمۡ مَعَ تَقۡصِیۡرِکُمۡ وَ عِصۡیَانِکُمۡ

چنانچہ باوجود تمہاری کوتاہی اور گناہوں کے تم پر انعام فرماتا ہے

(۱۹) وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ ○

(۱۹) اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔

(۲۰) وَالَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ بِالتَّاءِ وَالۡیَاءِ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَھُوَ الۡاَصۡنَامُ لَا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡئًا وَّھُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ ○ یُصَوَّرُوۡنَ مِنَ الۡحِجَارَۃِ وَغَیۡرِھَا

(۲۰) اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو یعنی بتوں کو وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے۔

اور وہ خود بنائے جاتے ہیں پتھروں وغیرہ سے۔

(۲۱) اَمۡوَاتٌ لَا رُوۡحَ فِیۡھِمۡ خَبَرٌ ثَانٍ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ تَاکِیۡدٌ وَمَا یَشۡعُرُوۡنَ اَیِ الۡاَصۡنَامُ اَیَّانَ وَقۡتَ یُبۡعَثُوۡنَ ○ اَیِ الۡخَلۡقُ فَکَیۡفَ یَعۡبُدُوۡنَ اِذۡ لَا یَکُوۡنُ اِلٰھًا اِلَّا الۡخَالِقُ الۡحَیُّ الۡعَالِمُ بِالۡغَیۡبِ

(۲۱) وہ مردے ہیں ان میں روح نہیں (اموات دوسری خبر ہے لفظ ہُم کی غَیۡرُ اَحۡیَاءٍ تاکید ہے یعنی وہ زندہ نہیں) اور نہ ان بتوں کو خبر ہے کہ مخلوق کب زندہ ہو کر اٹھے گی سو یہ کافر ایسے بتوں کو کیونکر معبود بناتے ہیں کیونکہ معبود وہی ہو سکتا ہے جو پیدا کرنے والا زندہ قیامت کو جاننے والا ہو۔

تشریح

(۱۸) **اللہ کی نعمتیں ان گنت ہیں** اللہ تعالیٰ نے اتنی نعمتیں پیدا کی ہیں کہ اگر اس کی نعمتوں کو آدمی گننا چاہے تو گن نہیں سکتا وہ محسن جو بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہے۔ بجائے اسکے کہ اس کے احسانات کا شکر ادا کیا جائے اس منعم کی نعمتوں کا اعتراف کیا جائے اس کے ساتھ بے وفائی، غداری، نمک حرامی کرنا کہاں تک جائز ہے مگر وہ ایسا حلیم و بردبار ہے کہ سب کچھ نظر انداز کر کے ہر بات کو درگذر کرتا ہے اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اور ناشکری کرنے کے باوجود نعمتیں دینے میں کمی نہیں کرتا بیشک اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرحیم ہیں انسان کو چاہیئے کہ ایسے آقا کا سراپا وفادار شکر گذار اور اطاعت گزار رہے۔

(۱۹) **یہ فیاضی ہے بے خبری نہیں** نافرمانی اور ناشکری کے باوجود نعمتوں کے سلسلے کا جاری رہنا اللہ تعالیٰ کی بے پناہ فیاضی ہے بے خبری نہیں ہے اللہ تعالیٰ تمہارے کھلے چھپے ہر چیز سے واقف ہے ظاہری اور باطنی احوال سے باخبر ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کون شخص اس کی نعمتوں کو پاکر دل سے حق نعمت ادا کرتا ہے اور کون شخص سب کچھ جان کر بھی غافل و بے پرواہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا یہ نظام کوئی اندھی بانٹ نہیں ہے ہر چیز کا فیصلہ بڑی حکمت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(۲۰) **یہ کیسے معبود ہیں جو خود مخلوق ہیں** جن کو لوگ معبود بنائے بیٹھے ہیں ان کی بندگی کرتے ہیں ان کے سامنے سر نیاز جھکاتے ہیں وہ کسی چیز کے خالق نہیں ہیں انہوں نے تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کی بلکہ وہ خود بھی خالق کی مخلوق ہیں۔ بھلا سوچو مخلوق خالق کے برابر معبود کیسے ہو سکتا ہے۔

(۲۱) **بھلا مردوں کی پوجا جنھیں یہ بھی معلوم نہیں کہ انہیں کب زندہ کر کے اٹھایا جائے گا** مُردوں کے آگے سر جھکانا جن میں وہ لوگ مدفون ہیں جن پر موت طاری ہو چکی ہے یا ان لوگوں کی پرستش جن کو موت آنی ہے اور جنھیں یہ بھی معلوم نہیں کہ قیامت کب آئے گی، مرنے کے بعد کب انہیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائیگا آخر کہاں کی عقلمندی ہے۔ یہ بناوٹی معبود کیا پرستش کے لائق ہیں۔؟

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ

قُلُوْبُهُمْ	بِالْاٰخِرَةِ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	فَالَّذِيْنَ	وَّاحِدٌ	اِلٰهٌ	اِلٰهُكُمْ
انکے دل	آخرت پر	ایمان نہیں رکھتے	پس جو لوگ	ایک (یکتا)	معبود	تمہارا معبود

تمہارا معبود، معبود یکتا ہے، پس جو لوگ ایمان نہیں رکھتے آخرت پر ان کے دل

مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

مَا يُسِرُّوْنَ	يَعْلَمُ	اللّٰهَ	اَنَّ	لَا جَرَمَ	مُّسْتَكْبِرُوْنَ	وَّهُمْ	مُّنْكِرَةٌ
جو وہ چھپاتے ہیں	جانتا ہے	اللہ	کہ	یقینی بات	تکبر کرنیوالے (مغرور)	اور وہ	منکر (انکار کرنیوالے)

منکر ہیں اور وہ مغرور ہیں۔ یقینی بات ہے اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

اَلْمُسْتَكْبِرِيْنَ	لَا يُحِبُّ	اِنَّهٗ	وَمَا يُعْلِنُوْنَ
تکبر کرنے والے	پسند نہیں کرتا	بیشک وہ	اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں

اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ بیشک وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۲۲) اِلٰهُكُمْ الْمُسْتَحِقُّ لِلْعِبَادَةِ مِنْكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا نَظِيْرَ لَهٗ فِيْ ذَاتِهٖ وَلَا فِيْ صِفَاتِهٖ وَهُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ جَاحِدَةٌ لِلْوَحْدَانِيَّةِ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○ مُتَكَبِّرُوْنَ عَنِ الْاِيْمَانِ بِهَا

(۲۲) اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الخ تمہارا معبود جو مستحق تمہاری پرستش کا ہے ایک معبود ہے اسکی ذات اور صفات میں کوئی اس کا مثل نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ سو جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے انکے دل توحید کے منکر ہیں اور وہ ایمان سے تکبر کرتے ہیں۔

(۲۳) لَا جَرَمَ حَقًّا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ فَيُجَازِيْهِمْ بِذٰلِكَ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ○ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ يُعَاقِبُهُمْ

(۲۳) بے شبہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں پس وہ ان کو اس کا عوض دیگا بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا تکبر کرنے والے کو۔ یعنی وہ ان کو سزا دیگا۔

تشریح

(۲۲) اللہ کی وحدانیت کی روشن اور ناقابلِ انکار دلیلیں موجود ہیں مگر...... ہر طرف اللہ کے خالق اور واحد ہونے کی نشانیاں بکھری ہوئی ہیں مگر انکار کرنے والے دنیا کی زندگی میں ایسے مست ہیں کہ نہ انکو موت یاد ہے اور نہ مرنے کے بعد کی زندگی کا خیال ہے اپنے گھمنڈ میں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ جس روش پر وہ چل رہے ہیں وہی ٹھیک ہے وہ یہ سوچنے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں کہ صداقت کیا ہے کہ حقیقت کی تلاش کریں سچائی کا انکار انکے دلوں میں رچ بس گیا ہے۔

(۲۳) ان کا گھمنڈ انکو لے ڈوبے گا جو لوگ اپنے اس جھوٹے گھمنڈ میں مبتلا ہیں خوب سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ انکے سارے کرتوت اچھی طرح جانتے ہیں وہ بھی جو کھلے ہیں اور وہ بھی جو چھپے ہوئے ہیں غرور نفس میں مبتلا لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوْٓا

وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ	مَّاذَآ	اَنْزَلَ	رَبُّكُمْ	قَالُوْٓا	اَسَاطِيْرُ	الْاَوَّلِيْنَ	لِيَحْمِلُوْٓا
اور جب	کہا جائے	ان سے	کیا	نازل کیا	تمہارا رب	وہ کہتے ہیں	کہانیاں	پہلے لوگ	انجام کار وہ اٹھائینگے

اور جب ان سے کہا جائے کیا نازل کیا تمہارے رب نے؟ تو وہ کہتے ہیں پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ انجام کار وہ اپنے پورے بوجھ

اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ

اَوْزَارَهُمْ	كَامِلَةً	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	وَمِنْ	اَوْزَارِ	الَّذِيْنَ	يُضِلُّوْنَهُمْ	بِغَيْرِ
اپنے بوجھ (گناہ)	پورے	قیامت کے دن	اور کچھ	بوجھ	انکے جنہیں	وہ گمراہ کرتے ہیں	بغیر

اٹھائیں گے قیامت کے دن، اور کچھ ان کے بوجھ جنہیں وہ بغیر علم کے گمراہ کرتے ہیں۔

عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ ع قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ ع ۳ ۹

عِلْمٍ	اَلَا	سَاۗءَ	مَا يَزِرُوْنَ	قَدْ مَكَرَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	فَاَتَى	اللّٰهُ
علم	خوب سن لو	برا	جو وہ لادتے ہیں	تحقیق مکاری کی	وہ لوگ جو	ان سے پہلے	پس آیا	اللہ

خوب سن لو برا ہے جو وہ لادتے ہیں۔ جو اُن سے پہلے تھے انہوں نے مکاری کی پس ان کی عمارت پر

بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ

بُنْيَانَهُمْ	مِّنَ	الْقَوَاعِدِ	فَخَرَّ	عَلَيْهِمُ	السَّقْفُ	مِنْ	فَوْقِهِمْ	وَاَتٰىهُمُ
انکی عمارت	سے	بنیاد (جمع)	پس گر پڑی	ان پر	چھت	سے	ان کے اوپر	اور آیا ان پر

(کا عذاب) بنیادوں سے آیا پس چھت اُن پر ان کے اوپر سے گر پڑی اور ان پر عذاب

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

الْعَذَابُ	مِنْ	حَيْثُ	لَا	يَشْعُرُوْنَ	
عذاب	سے	جہاں سے	نہ	تھا انہیں خیال	

آیا جہاں سے انھیں خیال نہ تھا۔

(۲۴) وَنَزَلَ فِي النَّضْرِ بْنِ الْحَارِثِ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
مَا اسْتِفْهَامِيَّةٌ ذَا مَوْصُوْلَةٌ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ عَلٰى
مُحَمَّدٍ قَالُوْا هُوَ اَسَاطِيْرُ اَكَاذِيْبُ الْاَوَّلِيْنَ
اِضْلَالًا لِلنَّاسِ

(۲۵) لِيَحْمِلُوْا فِيْ عَاقِبَةِ الْاَمْرِ اَوْزَارَهُمْ ذُنُوْبَهُمْ
كَامِلَةً لَمْ يُكَفَّرْ مِنْهَا شَيْءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ

(۲۴) اور نضر بن حارث کی شان میں نازل ہوئی یہ آیت وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ الخ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا اتارا ہے وہ کہتے ہیں جھوٹے قصے پہلوں کے۔ یہ بات وہ لوگوں کے گمراہ کرنے کو کہتے ہیں۔

(۲۵) تاکہ انجام کار وہ اپنے گناہوں کا پورا بوجھ اٹھاویں دن قیامت میں اس حال میں کہ ان میں سے کچھ معاف نہ ہوا ہو۔

بَعْضِ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ
لِاَنَّهُمْ دَعَوْهُمْ اِلَى الضَّلَالِ فَاتَّبَعُوْهُمْ
فَاشْتَرَكُوْا فِي الْاِثْمِ اَلَا سَآءَ بِئْسَ مَا
يَزِرُوْنَ ○ يَحْمِلُوْنَهُ حَمْلَهُمْ هٰذَا
(۲۶) قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَهُوَ نَمْرُوْدُ
بَنٰى صَرْحًا طَوِيْلًا لِيَصْعَدَ مِنْهُ اِلَى السَّمَآءِ
لِيُقَاتِلَ اَهْلَهَا فَاَتَى اللّٰهُ قَصَدَ بُنْيَانَهُمْ
مِّنَ الْقَوَاعِدِ الْاَسَاسِ فَاَرْسَلَ عَلَيْهِ الرِّيْحَ
وَالزَّلْزَلَةَ فَهَدَمَتْهَا فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ
مِنْ فَوْقِهِمْ اَىْ وَهُمْ تَحْتَهُ وَاَتٰهُمُ
الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ مِنْ
جِهَةٍ لَا يَخْطُرُ بِبَالِهِمْ وَقِيْلَ هٰذَا تَمْثِيْلٌ
لِاِفْسَادِ مَا اَبْرَمُوْهُ مِنَ الْمَكْرِ بِالرُّسُلِ

اور اٹھاویں بعض گناہ ان لوگوں کے جنکو یہ گمراہ کرتے ہیں بدون سمجھے کیونکہ انہوں نے ان کو گمراہی کی طرف بلایا ہے سو وہ انکے پیچھے ہو لئے اور گناہ میں دونوں شریک ہوئے۔ آگاہ رہو برا بوجھ ہے جسکو وہ اٹھاتے ہیں

(۲۶) قد مکر الذین من قبلہم فاتی اللہ بنیانہم من القواعد الخ بیشک ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا (جیسا کہ نمرود نے ایک اونچا محل بنایا تاکہ اس کے اوپر سے آسمان پر چڑھ کر آسمان والوں سے لڑے) اللہ نے انکی بنیاد کو جڑ سے گرانے کا ارادہ کیا سو اس پر ہوا اور زلزلہ بھیجا جس نے اسکو گرادیا سو انکے اوپر چھت گری اور وہ اس کے نیچے تھے اور ان پر عذاب آیا ایسی طرف سے کہ وہ نہ جانتے تھے اور ان کے دل میں اس کا خطرہ بھی نہ گذرتا تھا (اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مراد مکان اور چھت کے گرانے سے ان کے مکر کا فاسد کرنا ہے پیغمبر بھیجکر جس پر انہوں نے پختہ ارادہ کر رکھا تھا۔)

تشریح

(۲۴) منکرین حق کا قرآن کے ساتھ مذاق | نبی ؐ نے جب اللہ کے دین کی دعوت پیش کرنی شروع کی اور اللہ نے جو کلام آپ پر نازل کیا آپؐ اسکو سناتے تھے اور لوگوں میں آپکی باتوں کا چرچا ہونے لگا تو حق کے انکار کرنے والے پریشان ہو اٹھے اور جب ان سے پوچھا جاتا تھا یا آپسمیں باتیں ہوتی تھیں کہ یہ صاحب جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کیا تعلیم دیتے ہیں اور جو کلام وہ سناتے ہیں وہ کیسا ہے. تو یہ لوگ جواب دیتے تھے اجی اس کلام میں رکھا ہی کیا ہے ؟ پرانے زمانے کے کچھ قصے کہانیاں ہیں. مقصد یہ ہوتا تھا کہ نبی ؐ اور آپ کی تعلیم کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کر دئے جائیں۔

(۲۵) منکرین حق اپنے ساتھ دوسروں کا بوجھ بھی ڈھو رہے ہیں | حق کا یہ انکار کرنے والے خود تو گمراہ ہو ہی رہے ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کر کے انکا بوجھ بھی ڈھونے میں لگے ہوئے ہیں تاکہ جب قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیشی ہو تو اپنے اعمال کے علاوہ ان کے اعمال کی بھی سزا ملے جو ان کی وجہ سے گمراہ ہوئے ہیں. جو لوگ لاعلمی کی وجہ سے ان کی باتوں میں آکر غلط راستہ اختیار کریں گے اس کی بھی جوابدہی ان کے ذمہ ہوگی کتنی بڑی ذمہ داری ہے جو یہ لوگ اپنے سر پر لے رہے ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (العنکبوت - ۱۲) اب ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت بوجھ بھی)

(۲۶) حق کے خلاف یہ مکاریاں نئی نہیں ہیں | آج جو لوگ اللہ کے دین کو نیچا دکھانے کے لئے اور لوگوں کو اس سے روکنے کے لئے طرح طرح کی گھٹیا حرکتیں کر رہے ہیں یہ باتیں کوئی نئی نہیں ہیں اس سے پہلے بھی بہت سے لوگ حق کو نیچا دکھانے کیلئے لوگوں کو گمراہ کرنے اور پیغام حق کو دبانے کے لئے ایسی پُر فریب تدبیریں کر چکے ہیں مگر ذرا تاریخ اٹھا کر دیکھو کہ ایسے لوگوں کا انجام کیا ہوا انہوں نے مکر و فریب کے جو محل تیار کئے تھے وہ بنیاد سے اکھڑ گئے اور ان محلوں کی چھتیں انکے ہی سروں پر آپڑیں انکی ساری تدبیریں بیکار گئیں آخر سچائی لوگوں کے سامنے آگئی اور لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے کے لئے جو دھوکے بازیاں کی گئی تھیں ان کا جال ٹوٹ گیا اللہ کے عذاب نے ان کو ایسے طریقے سے گھیرا جس کا انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ

الَّذِيْنَ	شُرَكَآءِيَ	اَيْنَ	وَيَقُوْلُ	يُخْزِيْهِمْ	يَوْمَ + الْقِيٰمَةِ	ثُمَّ
وہ جو کہ	میرے شریک	کہاں	اور کہے گا	وہ انہیں رسوا کریگا	قیامت کے دن	پھر

پھر قیامت کے دن وہ انہیں رسوا کریگا اور کہے گا کہاں ہیں؟ میرے وہ شریک جنکے

كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ

اِنَّ	اُوْتُوا + الْعِلْمَ	الَّذِيْنَ	قَالَ	فِيْهِمْ	تُشَآقُّوْنَ	كُنْتُمْ
بیشک	دیئے گئے علم (علم والے)	وہ لوگ جو	کہیں گے	ان (کے بارہ) میں	جھگڑتے	تم تھے

بارہ میں تم جھگڑتے تھے، علم والے کہیں گے بیشک آج کے دن

الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾

الْكٰفِرِيْنَ	عَلَى	وَالسُّوْٓءَ	الْيَوْمَ	الْخِزْيَ
کافر (جمع)	پر	اور برائی	آج	رسوائی

رسوائی اور برائی ہے کافروں پر۔

﴿۲۷﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ يُذِلُّهُمْ وَيَقُوْلُ لَهُمُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ الْمَلٰٓئِكَةِ تَوْبِيْخًا اَيْنَ شُرَكَآءِيَ بِزَعْمِكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ تُخَالِفُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهِمْ فِيْ شَانِهِمْ قَالَ اَيْ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ يَقُوْلُوْنَهُ شَمَاتَةً بِهِمْ

﴿۲۷﴾ پھر بروز قیامت اللہ انکو ذلیل کرے گا اور توبیخ و سرزنش کی راہ سے فرشتوں کی زبان پر ان سے فرمادیگا کہ کہاں ہیں میرے شریک تمہارے زعم کے مطابق جن کے بارے میں تم مسلمانوں سے جھگڑتے تھے۔

جنکو علم دیا گیا ہے یعنی پیغمبر اور ایمان والے انکی ذلت پر خوش ہو کر کہیں گے کہ بیشک آج کے دن برائی اور رسوائی کافروں پر ہے۔

تشریح

﴿۲۷﴾ قیامت کے دن بھی یہ لوگ رسوا ہونگے یہ حال تو ان کا دنیا میں ہے کہ ان کے فریب کے سارے تانے بانے بکھر کر رہ گئے۔ روز قیامت میں یہ لوگ ذلیل و خوار ہونگے۔ اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں ان سے سوال کریں گے کہ بتاؤ میرے ساتھ جنکو تم شریک کیا کرتے تھے اور جنکی وجہ تم اہل حق سے جھگڑا کیا کرتے تھے بتاؤ وہ کہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس سوال پر حشر کے میدان میں سناٹا چھا جائیگا۔ حق کا انکار کرنیوالوں کی زبانیں جو آج قینچی کی طرح چلتی ہیں گنگ ہو جائیں گی اور وہ دم بخود دکھڑے رہ جائیں گے۔ البتہ جن لوگوں کو حقیقت کا علم تھا اہل علم و خبر اور انبیائے کرام وہ کہیں گے کہ آج کا دن منکرین کے لئے رسوائی اور بدبختی کا دن ہے۔

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا

اَلَّذِيْنَ	تَتَوَفّٰىهُمُ	الْمَلٰٓئِكَةُ	ظَالِمِيْٓ	اَنْفُسِهِمْ	فَاَلْقَوُا	السَّلَمَ	مَا كُنَّا
وہ جو کہ	جان نکالتے ہیں	فرشتے	ظلم کرتے ہوئے	اپنے اوپر	پس ڈالیں گے	پیغام اطاعت	ہم نہ تھے

وہ جن کی جان فرشتے (اس حال میں) نکالتے ہیں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کر رہے ہوتے ہیں پھر وہ اطاعت کا پیغام ڈالیں گے کہ ہم

نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا

نَعْمَلُ	مِنْ + سُوْٓءٍ	بَلٰٓى	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	بِمَا	كُنْتُمْ + تَعْمَلُوْنَ	فَادْخُلُوْٓا
کرتے	کوئی برائی	ہاں ہاں	بیشک	اللہ	جاننے والا	وہ جو	تم کرتے تھے	سو تم داخل ہو

کوئی برائی نہ کرتے تھے، ہاں ہاں اللہ جاننے والا ہے جو تم کرتے تھے۔ سو تم جہنم کے

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾

اَبْوَابَ	جَهَنَّمَ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	فَلَبِئْسَ	مَثْوَى	الْمُتَكَبِّرِيْنَ
دروازے	جہنم	ہمیشہ رہوگے	اسمیں	البتہ برا	ٹھکانا	تکبر کرنے والے

دروازوں میں داخل ہو اسمیں ہمیشہ رہوگے، البتہ تکبر کرنے والوں کا بُرا ٹھکانہ ہے۔

(۲۸) اَلَّذِيْنَ يَتَوَفّٰهُمُ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ الْمَلٰٓئِكَةُ
ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ
اِنْقَادُوْا وَاسْتَسْلَمُوْا عِنْدَ الْمَوْتِ قَائِلِيْنَ مَا
كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ شِرْكٍ فَيَقُوْلُ الْمَلٰٓئِكَةُ
بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ وَيُقَالُ لَهُمْ
(۲۹) فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
فَلَبِئْسَ مَثْوٰى مَاْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

(۲۸) جنکو فرشتے بوقت موت پاتے ہیں ظلم کرنے والے اپنی جانوں پر سو وہ کافرین بنیاد صلح کی ڈالیں گے اور بوقتِ موت فرمانبرداری ظاہر کرکے کہیں گے کہ ہم کبھی شرک نہ کرتے تھے پس فرشتے ان سے کہیں گے کہ بیشک تم شرک کرتے تھے البتہ اللہ خوب جانتا ہے تمہارے عملوں کو سو وہ تم کو ان کا عوض دیگا۔ اور کافروں سے کہا جائے گا کہ:۔

(۲۹) داخل ہو جاؤ تم دوزخ میں ہمیشہ کو اس میں رہنے والے بس برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا۔

تشریح

(۲۸) حق کے انکار پر ڈٹے رہے آخر اسی حالت میں موت کا وقت آگیا | آج جن کو میدانِ قیامت میں رسوائی کا سامنا ہے یہ لوگ آخر وقت تک اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے اور اسی حالت میں انکی موت کا وقت آگیا۔ موت کو دیکھ کر ساری فوں فاں بھول گئے اور اپنی وفاداری کا اظہار کرنے لگے۔ فرشتے اسوقت کہیں گے کہ اللہ تمہاری حرکتوں سے خوب واقف ہے کوئی مکر اور جھوٹ آج تمہیں اللہ کی سزا سے نہیں بچا سکتا۔

(۲۹) جاؤ اپنے ٹھکانے پر جہنم میں | فرشتے کہیں گے کہ اب ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہے عمل کا وقت گزر چکا ہے۔ اب تو جاؤ اپنی کرتوتوں کا مزہ چکھو۔ سدا کے لئے جہنم میں پڑے رہوگے۔ اکڑ بازوں کے لئے یہ بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے موت کے وقت اور موت کے بعد عالم برزخ میں روح انسانی اس کیفیت سے گزریگی کہ اس کا احساس و شعور اسی طرح موجود ہوگا اور خواب جیسی ملی جلی کیفیت میں وہ اس تجربے سے گزرے گی۔

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ

خَيْرًا	قَالُوْا	رَبُّكُمْ	اَنْزَلَ	مَاذَآ	لِلَّذِيْنَ + اتَّقَوْا	وَقِيْلَ
بہتر بن	وہ بولے	تمہارا رب	اُتارا	کیا	ان لوگوں سے جنہوں نے پرہیزگاری کی	اور کہا گیا

اور پرہیزگاروں سے کہا گیا تمہارے رب نے کیا اُتارا؟ وہ بولے بہتر بن (کلام)

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ

وَلَدَارُ + الْاٰخِرَةِ	حَسَنَةٌ	الدُّنْيَا	هٰذِهِ	فِيْ	اَحْسَنُوْا	لِلَّذِيْنَ
اور آخرت کا گھر	بھلائی	دُنیا	اس	میں	بھلائی کی	انکے لئے جو لوگ

جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے اور آخرت کا گھر (ہے)

خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾

	دَارُ الْمُتَّقِيْنَ	وَلَنِعْمَ	خَيْرٌ
	پرہیزگاروں کا گھر	اور کیا خوب	بہتر

بہتر ہے اور کیا خوب ہے پرہیزگاروں کا گھر۔

(۳۰) وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا الشِّرْكَ
مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا
خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا
بِالْاِيْمَانِ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا
حَسَنَةٌ حَيَاةٌ طَيِّبَةٌ وَلَدَارُ
الْاٰخِرَةِ اَيِ الْجَنَّةُ خَيْرٌ ؕ
مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا قَالَ تَعَالٰى
فِيْهَا وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ○

(۳۰) اور ان لوگوں سے کہا جائیگا جو شرک سے بچے کہ تمہارے رب نے کیا اتارا؟ وہ کہیں گے کہ اللہ نے خیر اُتاری ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں زندگی عمدہ ہے اور البتہ پچھلا گھر یعنی جنت بہتر ہے دنیا سے اور جو کچھ اسمیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کے حال میں وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ اور بے شبہ عمدہ ہے گھر پرہیزگاروں کا۔

تشریح

(۳۰) **پرہیزگاروں کا حال** متکبرین اور منکرین کے مقابلے میں خدا سے ڈرنے والوں کا حال یہ ہے کہ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ کتاب جو تمہارے رب نے نازل کی ہے، کیسی ہے؟ تو نہایت عقیدت اور ادب سے کہتے ہیں کہ نہایت عمدہ کتاب ہے جو سراپا خیر و برکت ہے۔ ایسے نیکو کاروں کے لئے دنیا میں بھی بھلائی ہے کہ ان کی دنیا کی زندگی سکون و آرام سے بسر ہوگی اور اللہ کے احکام پر چل کر دنیا میں بھی خوشگوار پھل ملیگا اور آخرت کا تو کہنا ہی کیا وہ تو ایسے نیک لوگوں کے حق میں بہتر ہی بہتر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خود بھی اللہ کے دین کی قدر کرتے ہیں اور جب لوگ ان سے نبیؐ اور آپ کی لائی ہوئی تعلیم کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو وہ صحیح بات لوگوں کو بتاتے ہیں اور آپ کی زندگی اور آپ کی تعلیم کی تعریف کرتے ہیں۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ

جَنّٰتُ	عَدْنٍ	یَّدْخُلُوْنَهَا	تَجْرِیْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	لَهُمْ	فِیْهَا	مَا یَشَآءُوْنَ
باغات	ہمیشگی	وہ انمیں داخل ہونگے	بہتی ہیں	انکے نیچے سے	نہریں	انکے لئے	وہاں	جو وہ چاہیں گے

ہمیشگی کے باغات جنمیں وہ داخل ہونگے، ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان کے لئے وہاں ہوگا جو وہ چاہیں گے۔

كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ

كَذٰلِكَ	یَجْزِیْ	اللّٰهُ	الْمُتَّقِیْنَ	الَّذِیْنَ	تَتَوَفّٰىهُمُ	الْمَلٰٓئِكَةُ	طَیِّبِیْنَ
ایسی ہی	جزا دیتا ہے	اللہ	پرہیزگار (جمع)	وہ جو کہ	انکی جان نکالتے ہیں	فرشتے	پاک ہوتے ہیں

اللہ پرہیزگاروں کو ایسی ہی جزا دیتا ہے۔ وہ جن کی جان فرشتے (اس حال میں) نکالتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں

یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ

یَقُوْلُوْنَ	سَلٰمٌ	عَلَیْكُمُ	ادْخُلُوا	الْجَنَّةَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ	هَلْ
وہ کہتے ہیں	سلامتی	تم پر	تم داخل ہو	جنت	اسکے بدلے جو	تم کرتے تھے (اعمال)	کیا

وہ (فرشتے) کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو، اپنے اعمال کے جنت میں داخل ہو۔ کیا وہ صرف (یہ)

یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ یَاْتِیَ اَمْرُ رَبِّكَ كَذٰلِكَ فَعَلَ

یَنْظُرُوْنَ	اِلَّاۤ	اَنْ	تَاْتِیَهُمُ	الْمَلٰٓئِكَةُ	اَوْ یَاْتِیَ	اَمْرُ	رَبِّكَ	كَذٰلِكَ	فَعَلَ
وہ انتظار کرتے ہیں	مگر (صرف)	یہ کہ	انکے پاس آئیں	فرشتے	یا آئے	حکم	تیرا رب	ایسا ہی	کیا

انتظار کرتے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں، یا تیرے رب کا حکم آئے۔ ایسا ہی ان لوگوں نے

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

الَّذِیْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	وَمَا ظَلَمَهُمُ	اللّٰهُ	وَلٰكِنْ	كَانُوْۤا	اَنْفُسَهُمْ	یَظْلِمُوْنَ	
وہ لوگ جو	ان سے پہلے	اور نہیں ظلم کیا ان پر	اللہ	بلکہ	وہ تھے	اپنی جانیں	ظلم کرتے	

کیا جو ان سے پہلے تھے، اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

(۳۱) هِیَ جَنّٰتُ عَدْنٍ اِقَامَةٍ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ
یَدْخُلُوْنَهَا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ كَذٰلِكَ الْجَزَآءُ
یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ ○

(۳۱) وہ باغ ہمیشہ رہنے کے ہیں کہ انہیں متقی داخل ہونگے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان کے لئے وہاں وہ سامان تیار ہیں جو وہ چاہیں اللہ پرہیزگاروں کو ایسے ہی جزا دیتا ہے۔

(۳۲) اَلَّذِیْنَ نَعْتٌ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
طَیِّبِیْنَ طَاهِرِیْنَ مِنَ الْكُفْرِ یَقُوْلُوْنَ

(۳۲) وہ پرہیزگار کہ فرشتے ان کو وفات دیں گے درآنحالیکہ وہ کفر سے پاک ہونگے۔ بوقت موت فرشتے کہیں گے کہ تم پر

لَهُمُ عِندَ الْمَوْتِ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ وَيُقَالُ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

سلام ہو اور آخرت میں ان سے کہا جائیگا کہ داخل ہو جاؤ تم جنت میں بسبب اپنے عملوں کے۔

(۳۳) هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

(۳۳) کافر اسی کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آویں انکی روح قبض کرنے کو یا تیرے رب کا عذاب ان پر آدے یا قیامت آجادے جو عذاب کو شامل ہے۔

جیسا انہوں نے کیا ایسا ہی ان سے پہلے امتوں نے کیا تھا کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا جس کی سزا میں وہ ہلاک کیے گئے۔ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا کہ بغیر گناہ کے ان کو ہلاک کیا ہو ولیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے کفر کر کے۔

تشریح

(۳۱) نیک لوگوں کے لئے جنت کی نعمتیں | ایسے نیک لوگ جو اللہ کے دین پر سچائی سے چلتے ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت کے ان باغوں میں رہیں گے جن کے نیچے رواں دواں نہریں ہونگی وہاں ان کے سارے ارمان پورے ہونگے ہر کام ان کی خواہش کے مطابق ہوگا ان کی ہر چاہت عمل میں آئے گی۔ کوئی کام ان کی مرضی اور پسند کے خلاف نہ ہوگا اس سے بڑھ کر انسان کیلئے کیا نعمت ہو سکتی ہے کہ جو وہ چاہے وہ اس کو مل جائے۔ نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ ایسے ہی نوازتے ہیں۔

(۳۲) موت کے وقت نیک لوگوں کا اکرام | ایسے فرمانبردار متقی اور پرہیزگار لوگ جب ان کی موت کا وقت آئے گا تو انکی پاکیزہ روحیں اللہ کے فرشتے قبض کرتے ہوئے کہیں گے سلام ہو تم پر جاؤ تم جنت میں داخل ہونے کے لائق ہو ان نیکیوں کی وجہ سے جو تم نے کی ہیں اور تم پر اللہ کی رحمت ہے۔ اس طرح موت کے وقت سے ہی ان کی عزت اور ان کا اکرام شروع ہو جائیگا اور ہر مرحلے پر اسی طرح برکتوں کے جلو میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں گے۔

(۳۳) منکرین حق کو بہت سمجھایا جا چکا۔ اب موت کے انتظار کے سوا رہ کیا گیا ہے | جہاں تک سمجھنے سمجھانے کی بات ہے ہر طرح دلائل سے ایک ایک حقیقت پوری پوری کھول کر سامنے رکھ دی گئی ہے۔ اس کائنات کے نظام سے ہر شہادت پیش کر دی گئی ہے۔ اب سمجھنے والے کے لئے سمجھانے کو اس سے زیادہ کچھ باقی نہیں رہا تو کیا اب ان کو اس بات کا انتظار ہے کہ موت کا فرشتہ جان نکالنے کے لئے ان کے سامنے آکر کھڑا ہو جائے۔ یا اللہ کے حکم کے مطابق قیامت آجائے یا مجرموں کو عذاب دینے کا فیصلہ ہو جائے۔ کیا یہ اس وقت اپنے آپ کو سدھاریں گے مگر اس وقت تو کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ وقت گزر چکا ہوگا۔ اس طرح جس طرح سے یہ لوگ ڈھٹائی دکھا رہے ہیں پہلے بھی یہ لوگ ایسا کر چکے ہیں مگر انکی ضد اور ہٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا۔

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

فَاَصَابَهُمْ	سَيِّاٰتُ	مَا عَمِلُوْا	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَّا	كَانُوْا	بِهٖ
پس انہیں پہنچیں	برائیاں	جو انہوں نے کیا (اعمال)	اور گھیر لیا	ان کو	جو	وہ تھے	اس کا

پس اُنہیں پہنچیں ان کے اعمال کی برائیاں، اور انہیں گھیر لیا اس (عذاب) نے جس کا وہ مذاق

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ ع ۴ ۱۰

يَسْتَهْزِءُوْنَ	وَقَالَ	الَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا	لَوْ	شَآءَ اللّٰهُ
مذاق اڑاتے	اور کہا	وہ لوگ جو	انہوں نے شرک کیا	اگر	چاہتا اللہ

اڑاتے تھے اور کہا جن لوگوں نے شرک کیا (مشرکوں نے) اگر اللہ چاہتا تو

مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا

مَا	عَبَدْنَا	مِنْ + دُوْنِهٖ	مِنْ شَيْءٍ	نَحْنُ	وَلَا	اٰبَآؤُنَا	وَلَا
نہ	ہم پرستش کرتے	اس کے ساتھ	کوئی۔کسی۔شے	ہم	اور نہ	ہمارے باپ دادا	اور نہ

نہ ہم پرستش کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اس کے ساتھ کسی شے کی، اور ہم اس

حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ

حَرَّمْنَا	مِنْ دُوْنِهٖ	مِنْ شَيْءٍ	كَذٰلِكَ	فَعَلَ	الَّذِيْنَ	مِنْ+
حرام ٹھیراتے ہم	اسکے (حکم کے) سوا	کوئی شے	اسی طرح	کیا	وہ لوگ جو	ان سے

کے حکم کے سوا کوئی شے حرام نہ ٹھیراتے ، اسی طرح ان لوگوں نے کیا جو ان سے

قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ

قَبْلِهِمْ	فَهَلْ	عَلَى	الرُّسُلِ	اِلَّا	الْبَلٰغُ	الْمُبِيْنُ	وَلَقَدْ
پہلے	پس کیا	پر (ذمے)	رسول (جمع)	مگر	پہنچا دینا	صاف صاف	اور تحقیق

پہلے تھے۔ پس کیا ہے رسولوں کے ذمے مگر صاف صاف پہنچا دینا۔ اور تحقیق ہم نے

بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ

بَعَثْنَا	فِيْ	كُلِّ اُمَّةٍ	رَّسُوْلًا	اَنِ	اعْبُدُوْا	اللّٰهَ	وَ
ہم نے بھیجا	میں	ہر اُمّت	کوئی رسول	کہ	عبادت کرو	اللہ	اور

بھیجا ہر اُمّت میں کوئی نہ کوئی رسول کہ اللہ کی عبادت کرو اور

اجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۚ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم

اجْتَنِبُوا	الطَّاغُوتَ	فَمِنْهُمْ	مَنْ + هَدَى	اللّٰهُ	وَ	مِنْهُمْ
بچو	سرکش	سوانہیں سے بعض	جسے ہدایت دی	اللہ	اور	انہیں سے

سرکش سے بچو، سوان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت دی، اور ان میں سے

مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا

مَنْ	حَقَّتْ	عَلَيْهِ	الضَّلٰلَةُ	فَسِيْرُوْا	فِي الْأَرْضِ	فَانْظُرُوْا
بعض	ثابت ہوگئی	اس پر	گمراہی	پس چلو پھرو	زمین میں	پھر دیکھو

بعض پر گمراہی ثابت ہو گئی، پس زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾

كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الْمُكَذِّبِيْنَ
کیسا	ہوا	انجام	جھٹلانے والے

کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔

(۳۴) فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا أَيْ جَزَاؤُهَا
وَحَاقَ نَزَلَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ
يَسْتَهْزِئُونَ ○ أَيِ الْعَذَابُ
(۳۵) وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا مِنْ
أَهْلِ مَكَّةَ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا
عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ
نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا
مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ مِنَ الْبَحَائِرِ
وَالسَّوَائِبِ فَإِشْرَاكُنَا وَتَحْرِيمُنَا
بِمَشِيئَتِهِ فَهُوَ رَاضٍ بِهِ قَالَ تَعَالَى
كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ
أَيْ كَذَّبُوا رُسُلَهُمْ فِيمَا جَاءُوا بِهِ
فَهَلْ فَمَا عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ
الْمُبِينُ ○ إِلَّا الْإِبْلَاغُ الْبَيِّنُ وَلَيْسَ
عَلَيْهِمُ الْهِدَايَةُ

(۳۴) سوان کے عملوں کی برائی اور سزا ان کو پہنچی اور ان پر انکے استہزا کرنے کا بدلہ یعنی عذاب نازل ہوا۔

(۳۵) وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ الخ اور مکہ کے مشرک کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے اس کے سوا کسی کو نہ پوجتے اور نہ ہم حرام کرتے کسی چیز کو بدون اس کے حرام کرنے کے یعنی بحیرہ اور سائبہ کو حرام نہ ٹھیراتے پس ہمارا شریک بنانا بتوں کو اور حرام کرنا ان جانوروں کو اس کے ارادہ سے ہے پس وہ اس فعل سے خوش ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا ایسا ہی کیا تھا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے یعنی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا ان احکام میں جو وہ لائے

سو پیغمبروں کا کام ظاہر پہنچا دینا ہے اور ان کے ذمہ ہدایت کرنا نہیں۔

(۳۶) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا
كَمَا بَعَثْنَاكَ فِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ج الْاَوْثَانَ اَنْ تَعْبُدُوْهَا
فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ فَاٰمَنَ
وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ
الضَّلٰلَةُ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ فَلَمْ يُؤْمِنْ
فَسِيْرُوْا يَا كُفَّارَ مَكَّةَ فِي الْاَرْضِ
فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكَذِّبِيْنَ ○ رُسُلَهُمْ مِنَ
الْهَلَاكِ

(۳۶) اور بے شک ہم نے ہر جماعت میں ایک پیغمبر بھیجا جیسا کہ تم کو اے محمدؐ ہم نے ان لوگوں میں بھیجا یہ حکم دیکر کہ اللہ کی توحید کا اقرار کرو اور بتوں کی پرستش سے بچو۔ سو بعض ان میں سے وہ ہیں جنکو اللہ نے ہدایت کی پس وہ ایمان لائے اور بعض انہیں سے وہ ہیں جن کے لیے علم خدا میں گمراہ ہونا ثابت ہو چکا سو وہ ایمان نہ لائے

پس اے مکہ کے کافرو زمین میں چلو پھرو سو دیکھو کیونکر ہوا انجام ان لوگوں کا جنھوں نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا کر وہ ہلاک کیے گئے۔

تشریح

(۳۴) ان کے کرتوتوں کی خرابیاں ان کے سامنے آئیں | جو خرابیاں ان کے سامنے آئیں وہ ان کے اپنے اعمال اور اپنے کرتوتوں کیوجہ سے تھیں جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے وہی چیز ان کے سامنے آئی جب اللہ کے عذاب نے گھیرا تو جان بچانے کا کوئی راستہ نہ مل سکا۔

(۳۵) اللہ نے انسان کو با ارادہ اور با اختیار مخلوق بنایا ہے | انسان اگر اپنی تخلیق پر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ دوسری مخلوقات پر انسان کو جو امتیاز حاصل ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے اس کو ایک محدود دائرے میں اپنے ارادے سے عمل کرنے کی آزادی دی ہے کہ وہ چاہے تو ایک کام کرے اگر نہ چاہے تو نہ کرے اللہ تعالیٰ نے اس کو مجبور محض نہیں بنایا۔ اب اگر انسان اپنے ارادے سے غلط راستہ اختیار کرتا ہے اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو شریک بناتا ہے ان کی عبادت کرتا ہے۔ یا اللہ نے جس چیز کو حرام نہیں ٹھیرایا اسکے حکم کے بغیر اسکو حرام ٹھہراتا ہے تو یہ سب وہ اپنے ارادے اور اللہ کے دئیے ہوئے اختیار سے کر رہا ہے اسلئے اس کی ذمہ داری اسی پر ہے، یہ بہانے بازیاں ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا ایسا نہ کرتے۔ اس سے پہلے لوگ بھی اسی طرح کی باتیں بناتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حق اور ناحق اچھائی اور برائی بتلانے کے لئے اپنے پیغمبر بھیجے ہیں وہ اپنا کام انجام دیتے رہے ہیں۔

(۳۶) اللہ کے رسولوں نے سمجھانے میں کمی نہیں کی | اللہ تعالیٰ ہر امت اور ہر قوم میں اپنے پیغمبر بھیجتے رہے ہیں جو بندوں کو آگاہ کرتے رہے ہیں کہ دیکھو تم صرف اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔ پیغمبروں کی یہ بات سن کر کچھ لوگوں نے ہدایت کے راستے کو قبول کر لیا اور کسی نے ان کی بات کو نہیں مانا۔ جنھوں نے اللہ کے پیغمبروں کی بات نہیں مانی ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ ان کا انجام کیا ہوا اصل میں جو غلط فہمی پیدا ہوتی ہے وہ اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ ایک ہے اللہ کی مشیت اور دوسرے ہے اس کی رضا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذی اختیار مخلوق انسان اور جنات کو آزادی دے رکھی ہے کہ وہ خیر اور شر میں سے جسکو چاہیں منتخب کر لیں اگر کوئی شر کے راستے کو اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو زبردستی روکتے نہیں، اس زبردستی نہ روکنے کا نام "مشیت" ہے اور اگر کوئی اپنی مرضی سے خیر کا راستہ اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو روکتے نہیں بلکہ توفیق دیتے ہیں کہ وہ کرے تو اسمیں مشیت کے ساتھ اللہ کی رضا بھی شامل ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہیں کہ میرے بندے نے خیر کا راستہ اختیار کیا۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی ھُدٰىھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ

اِنْ	تَحْرِصْ	عَلٰی + ھُدٰىھُمْ	فَاِنَّ + اللّٰہَ	لَا یَھْدِیْ	مَنْ
اگر	تم للچاؤ	ان کی ہدایت کے لئے	تو بیشک اللہ	ہدایت نہیں دیتا	جسے

اگر تم ان کی ہدایت کے لئے للچاؤ تو بیشک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے وہ

یُّضِلُّ وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۳۷﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ

یُّضِلُّ	وَمَا لَھُمْ	مِّنْ	نّٰصِرِیْنَ	وَاَقْسَمُوْا	بِاللّٰہِ	جَھْدَ
وہ گمراہ کرتا ہے	اور نہیں انکے لئے	کوئی	مددگار	اور انہوں نے قسم کھائی	اللہ کی	اپنی سخت

گمراہ کرتا ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنی سخت (پُرزور)

اَیْمَانِھِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰہُ مَنْ یَّمُوْتُ ؕ بَلٰی وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا

اَیْمَانِھِمْ	لَا یَبْعَثُ	اللّٰہُ	مَنْ	یَّمُوْتُ	بَلٰی	وَعْدًا	عَلَیْہِ	حَقًّا
قسم	نہیں اٹھائے گا	اللہ	جو	مرجاتا ہے	کیوں نہیں	وعدہ	اس پر	سچا

قسم کہ جو مرجاتا ہے اسے اللہ (روز قیامت) نہیں اٹھائے گا۔ کیوں نہیں؟ اس پر اس کا وعدہ سچا ہے

وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِیُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ

وَّلٰکِنَّ	اَکْثَرَ	النَّاسِ	لَا یَعْلَمُوْنَ	لِیُبَیِّنَ	لَھُمُ	الَّذِیْ	یَخْتَلِفُوْنَ
اور لیکن	اکثر	لوگ	نہیں جانتے	تاکہ ظاہر کردے	انکے لئے	جو	اختلاف کرتے ہیں

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ تاکہ ان کے لئے ظاہر کردے جسمیں وہ اختلاف کرتے ہیں

فِیْہِ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰذِبِیْنَ ﴿۳۹﴾

فِیْہِ	وَلِیَعْلَمَ	الَّذِیْنَ + کَفَرُوْا	اَنَّھُمْ	کَانُوْا	کٰذِبِیْنَ	
اسمیں	اور تاکہ جان لیں	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	کہ وہ	تھے	جھوٹے۔	

اور تاکہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔

﴿۳۷﴾ اِنْ تَحْرِصْ یَا مُحَمَّدُ عَلٰی ھُدٰىھُمْ وَقَدْ اَضَلَّھُمُ اللّٰہُ لَا تَقْدِرُ عَلٰی ذٰلِکَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ مَنْ یُّضِلُّ مَنْ یُّرِیْدُ اِضْلَالَہٗ وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ○

﴿۳۷﴾ تم اے محمدؐ اگر حرص کرو اس کی کہ وہ راہ پر آدیں حالانکہ اللہ نے ان کو گمراہ کیا تو تم میں یہ طاقت نہیں پس بے شبہ جس کو اللہ گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کو راہ نہیں دکھلاتا اور کافروں کے لئے کوئی بچانے والا عذاب الٰہی سے نہیں۔

مانعین من عذاب اللہ

(۳۸) وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ای غایۃ اجتهادهم فیها لَا یَبْعَثُ اللّٰہُ مَنْ یَّمُوْتُ قال تعالٰی بَلٰی یبعثهم وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا مصدران مؤکدان منصوبان بفعلهما المقدر ای وعد ذلک وعدا وحقه حقا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ ای اهل مکۃ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ ذلک

(۳۸) اور انہوں نے بڑی پکی پکی قسمیں اللہ کی کھائیں کہ خدا تعالیٰ زندہ نہ کریگا ان کو جو مرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بالضرور اللہ ان کو زندہ کرکے اٹھا دیگا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے سچا ضرور پورا ہونے والا ولیکن اکثر آدمی یعنی اہل مکہ اسکو نہیں جانتے۔

(۳۹) لِیُبَیِّنَ متعلق بیبعثهم المقدر لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ مع المؤمنین فِیْهِ من امر الدین بتعذیبهم واثابۃ المؤمنین وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ کَانُوْا کٰذِبِیْنَ ○ فی انکار البعث

(۳۹) اللہ ان کو اٹھا دیگا تاکہ ظاہر فرما دے انکے لئے وہ باتیں متعلق مذہب کے جن میں مسلمانوں کے ساتھ اختلاف کرتے تھے اسطرح کہ کافروں کو گرفتار عذاب کرے اور ایمان والوں کو اچھا عوض عطا فرما دے، اور تاکہ جان لیں کافر کہ وہ حشر ونشر کے انکار میں جھوٹے تھے۔

تشریح

(۳۷) انسان خود ارادہ نہ کرے تو اللہ بھی ہدایت نہیں دیتے | جب یہ معلوم ہوگیا کہ انسان ایک باارادہ اور بااختیار مخلوق ہے تو ہدایت کے لئے شرط ہے کہ انسان خود بھی ارادہ کرے۔ جب انسان ارادہ کریگا تبھی اللہ کی توفیق شامل ہو کر اسکو راہ ہدایت پر لائے گی۔ اگر انسان خود ہدایت کا طلبگار نہ ہو تو اللہ کے پیغمبر اس کی ہدایت کے لئے چاہے کتنے بھی خواہشمند ہوں اس کو ہدایت نصیب نہیں ہو گی جو آدمی خود بھٹک جاتا ہے اللہ اس کو ہدایت نہیں دیتا اور نہ اس طرح کے لوگوں کی مدد کرتا ہے۔

(۳۸) حیات بعد الموت کا انکار لاعلمی ہے | بہت سے لوگ لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے قسمیں کھا کھا کر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسا کیوں نہیں کریگا مرنے والوں کو پھر سے زندہ کرکے کیوں نہیں اٹھائے گا۔ یہ تو ایک حقیقت ہے اور اللہ کا وعدہ ہے جسے وہ پورا کرکے رہیگا۔

(۳۹) حیات بعد الموت ایک عقلی اور اخلاقی ضرورت ہے | موت کے بعد انسان کا دوبارہ زندہ ہونا اور ان کے اعمال کا آخری فیصلہ ہونا اس کی ضرورت عقل کے اعتبار سے بھی ہے کیونکہ انسان جب سے دنیا میں آیا ہے حقیقت کے بارے میں بے شمار اختلافات پائے جاتے ہیں سچائی کیا ہے باطل کیا ہے حق کیا ہے کبھی تو کوئی دن آئے کہ اس کا فیصلہ ہو کہ حق حقیقت میں کیا ہے دنیا میں اس کا فیصلہ اسلئے نہیں کیا جاسکتا کہ یہ عالم نتیجے کا نہیں ہے بلکہ یہ دنیا عمل کی ہے اسلئے ایک اور عالم برپا ہونا چاہیئے جہاں سچائی کے چہرے سے نقاب اٹھا دیا جائے اور منکرین حق کو معلوم ہوجائے کہ وہ جھوٹے تھے۔

عقل کے علاوہ اخلاق کا بھی تقاضہ ہے کہ اچھے اور برے عمل کا پورا پورا بدلہ ملنا ہی چاہیئے یہ دنیا کیونکہ محدود ہے اسلئے پوری سزا یا پوری جزا اعمال کی ممکن نہیں ہے اسلئے ایک ایسا عالم برپا ہونا چاہیئے جہاں ہر ایک کو اس کے کئے کا پورا پورا نتیجہ مل سکے اس لئے موت کے بعد زندگی اور عالم آخرت ایک عقلی تقاضہ بھی ہے اور اخلاقی ضرورت بھی۔

ع اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۴۰﴾

فَیَكُوْنُ	كُنْ	لَهٗ	اَنْ + نَّقُوْلَ	اِذَآ + اَرَدْنٰهُ	لِشَیْءٍ	قَوْلُنَا	اِنَّمَا
تو وہ ہو جاتا ہے	ہو جا	اسکو	کہ ہم کہتے ہیں	جب ہم اسکا ارادہ کریں	کسی چیز کو	ہمارا فرمانا	اسکے سوا نہیں

جب ہم کسی چیز کا ارادہ کریں تو ہمارا فرمانا اس کے سوا نہیں کہ ہم اس کو کہتے ہیں کہ "ہوجا" تو وہ ہو جاتا ہے

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی

فِی	لَنُبَوِّئَنَّهُمْ	مَا ظُلِمُوْا	مِنْ + بَعْدِ	فِی اللّٰهِ	هَاجَرُوْا	وَالَّذِیْنَ
میں	ضرور ہم انھیں جگہ دینگے	کہ ان پر ظلم کیا گیا	اس کے بعد	اللہ کیلئے	انہوں نے ہجرت کی	اور وہ لوگ جو

اور جن لوگوں نے اللہ کے لئے ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا، ہم انہیں ضرور جگہ دینگے

الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ	لَوْ	اَكْبَرُ	الْاٰخِرَةِ	وَلَاَجْرُ	حَسَنَةً	الدُّنْیَا
وہ جانتے	کاش	بہت بڑا	آخرت	اور بیشک اجر	اچھی	دنیا

دنیا میں اچھی اور بیشک آخرت کا اجر بہت بڑا ہے۔ کاش (وہ ہجرت سے رہ جانیوالے) جانتے

الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

یَتَوَكَّلُوْنَ	وَعَلٰی + رَبِّهِمْ	صَبَرُوْا	الَّذِیْنَ
بھروسہ کرتے ہیں	اور اپنے رب پر	انہوں نے صبر کیا	وہ لوگ جو

جن لوگوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

﴿۴۰﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَیْ اَرَدْنَا اِیْجَادَهٗ وَقَوْلُنَا مُبْتَدَأٌ خَبَرُهٗ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ○ اَیْ فَهُوَ یَكُوْنُ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰی نَقُوْلَ وَالْاٰیَةُ لِتَقْرِیْرِ الْقُدْرَةِ عَلَی الْبَعْثِ

﴿۴۰﴾ بات یہ ہے کہ ہم جس چیز کو پیدا کرنا چاہتے ہیں اس کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ موجود ہو سو وہ ہو جاتی ہے۔ (یکون کو رفع ہو تو خبر ہے۔ مبتدا اسکی فیکون کی اصل فھو یکون ہے۔ اور اگر نصب ہو تو عطف نقول پر۔ اور اس آیت میں حق تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے مُردوں کو زندہ کرنے کے بارہ میں ہے۔

﴿۴۱﴾ وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ لِاِقَامَةِ دِیْنِهٖ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا بِالْاَذٰی مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ وَهُمُ النَّبِیُّ

﴿۴۱﴾ وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الخ اور جن لوگوں نے اللہ کے دین کے قائم کرنے کو اس کی راہ میں ہجرت کی بعد اسکے کہ ان پر ظلم ہوا یعنی مکہ والوں نے ان کو تکالیف پہنچائیں مراد ان سے رسول اللہ صلی اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ نُنْزِلَنَّهُمْ فِى الدُّنْيَا دَارًا حَسَنَةً هِىَ الْمَدِيْنَةُ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَىِ الْجَنَّةِ اَكْبَرُ اَعْظَمُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ اَىِ الْكُفَّارُ اَوِ الْمُتَخَلِّفُوْنَ عَنِ الْهِجْرَةِ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ مِنَ الْكَرَامَةِ لَوَافَقُوْهُمْ

علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام ہیں۔ بیشک ہم انکو دنیا میں اچھا گھر رہنے کو دینگے مراد اس سے مدینہ ہے اور بیشک آخرت کا ثواب یعنی جنت زیادہ بڑی ہے۔ اگر کافرین یا وہ لوگ جو ہجرت سے پیچھے رہے اس ثواب سے واقف ہوتے جو مہاجرین کے لئے تیار ہے تو ان کے ساتھ ہجرت کرتے پیچھے نہ رہتے۔

(۴۲) هُمُ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا عَلٰى اَذَى الْمُشْرِكِيْنَ وَالْهِجْرَةِ لِاِظْهَارِ الدِّيْنِ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○ فَيَرْزُقُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُوْنَ

(۴۲) جن لوگوں نے اہل شرک کے تکالیف پہنچانے پر صبر کیا اور دین کے پھیلانے اور ظاہر کرنے کے لئے ہجرت کی اور اس پر جمے رہے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں سو ان کو اللہ روزی دیگا اس جگہ سے کہ انکو وہاں کا گمان بھی نہ ہوگا۔

تشریح

(۴۰) اللہ کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں | رہی یہ بات کہ اللہ تعالٰے مُردوں کو کس طرح دوبارہ زندہ کریں گے اور کس طرح تمام اگلے پچھلے انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائیں گے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالٰے ہر چیز پر قادر ہیں اپنے کسی کام کو پورا کرنے کے لئے ان کو نہ کسی سبب کی ضرورت ہے اور نہ سروسامان اور وسیلے کی اس کے ایک حکم سے اسباب و وسائل بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور جو وہ کرنا چاہتا ہے آناً فاناً وہ چیز وجود میں آجاتی ہے جس طرح اس نے اس عالم کو اپنے ایک حکم سے پیدا کیا ہے اسی طرح وہ اپنے ایک حکم اور قدرت سے دوسرا عالم بھی برپا کریگا۔

(۴۱) اللہ کی خاطر ہجرت کرنے والوں کے مرتبے | انسان کے اعمال اطاعت و وفاداری اور معصیت و نافرمانی کا پورا نتیجہ سامنے لانے کے لئے ایک اور عالم "عالم آخرت" کا برپا ہونا عقل، اخلاق اور انصاف کا تقاضہ ہے۔ کتنے ہی اللہ کے وفادار بندے کیسی کیسی مشکلات جھیلتے ہوئے دنیا سے چلے جاتے ہیں کیا انکی قربانیوں کو ضائع کیا جا سکتا ہے جن لوگوں نے حق کی حمایت اور اللہ کی رضا جوئی کے لئے سختیاں برداشت کیں ظلم و ستم جھیلے یہاں تک کہ مجبور ہو کر اللہ کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ کر، ہجرت کر گئے اس کا صلہ ان کو مل کر رہیگا۔ دنیا میں بھی ان کو عزت کا مقام حاصل ہوگا اور آخرت کا اجر تو ہے ہی بہت بڑا۔ سب سے پہلی ہجرت مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف ہوئی تقریباً اسّی حضرات مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے گئے۔ مکہ کے لوگوں کی جفا کاریوں کے بعد مظلوموں کی دادرسی کے لئے ایک اور عالم ہونا ہی چاہیئے جہاں ان کی نیکیوں کے مطابق مرتبے عطا کئے جائیں۔

(۴۲) اللہ کی خاطر صبر کرنے والوں کا مقام | جو لوگ ظالموں کے ظلم سے ذرا نہیں گھبرائے، صبر و ہمت سے کام لیا وطن اور رشتہ داروں کے چھوٹنے کی پروا نہیں کی اللہ ہی پر بھروسہ رکھا اور اس کی امداد اور وعدوں کے سہارے سب کچھ برداشت کرتے رہے۔ اللہ تعالٰے بھی ایسے لوگوں کو نظر انداز نہیں کرینگے اور ان کو بلند مقام عطا کیا جائیگا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ

وَمَآ	اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	اِلَّا رِجَالًا	نُّوْحِيْٓ	اِلَيْهِمْ	فَسْئَلُوْٓا	اَهْلَ
اور نہیں	ہم نے بھیجے	تم سے پہلے	مَردوں کے سوا	ہم وحی کرتے ہیں	انکی طرف	پس پوچھو	یادرکھنے

اور ہم نے تم سے پہلے بھی مَردوں کے سوا (رسول) نہیں بھیجے، ہم وحی کرتے ہیں انکی طرف، یادرکھنے والوں سے

الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَآ

الذِّكْرِ	اِنْ كُنْتُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ	بِالْبَيِّنٰتِ	وَالزُّبُرِ	وَاَنْزَلْنَآ
والے	اگر تم ہو	نہیں جانتے	نشانیوں کے ساتھ	اور کتابیں	اور ہم نے نازل کی

پوچھو اگر تم نہیں جانتے (ان رسولوں کو ہم نے بھیجا تھا) نشانیوں اور کتابوں کے ساتھ، اور ہم نے تمہاری طرف

اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ

اِلَيْكَ	الذِّكْرَ	لِتُبَيِّنَ	لِلنَّاسِ	مَا نُزِّلَ	اِلَيْهِمْ	وَلَعَلَّهُمْ
تمہاری طرف	یادداشت (کتاب)	تاکہ واضح کردو	لوگوں کیلئے	جو نازل کیا گیا	انکی طرف	اور تاکہ وہ

کتاب نازل کی ہے تاکہ لوگوں کے لئے واضح کردو جو اُن کی طرف نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ غور و

النصف

يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ

يَتَفَكَّرُوْنَ	اَفَاَمِنَ	الَّذِيْنَ	مَكَرُوا	السَّيِّاٰتِ	اَنْ	يَّخْسِفَ
غور و فکر کریں	کیا بیخوف ہوگئے ہیں	جن لوگوں نے	داؤ کئے	بُرے	کہ	دھنسادے

فکر کریں۔ جن لوگوں نے بُرے داؤ کئے کیا وہ اس سے بے خوف ہوگئے ہیں کہ اللہ ان کو

اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا

اللّٰهُ	بِهِمُ	الْاَرْضَ	اَوْ يَاْتِيَهُمُ	الْعَذَابُ	مِنْ حَيْثُ	لَا
اللہ	ان کو	زمین	یا ان پر آئے	عذاب	اس جگہ سے	نہیں

زمین میں دھنسا دے؟ یا ان پر عذاب آجائے جہاں سے ان کو خبر ہی

يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ

يَشْعُرُوْنَ	اَوْ	يَاْخُذَهُمْ	فِيْ	تَقَلُّبِهِمْ	فَمَا هُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ	اَوْ
وہ خبر رکھتے	یا	انہیں پکڑلے	میں	انکو چلتے پھرتے	پس نہیں	وہ عاجز کرنیوالے	یا

نہ ہو یا انہیں پکڑلے چلتے پھرتے، پس وہ (اللہ کو) عاجز کرنے والے نہیں۔ یا

یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۴۷)

رَحِیْمٌ	لَرَءُوْفٌ	رَبَّكُمْ	فَاِنَّ	تَخَوُّفٍ	عَلٰی	یَاْخُذَهُمْ
نہایت رحم کرنے والا	مہربان	تمہارا رب	پس بیشک	ڈرانا	پر (بعد)	انہیں پکڑ لے

انہیں ڈرانے کے بعد پکڑ لے ، پس بیشک تمہارا رب مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

(۴۳) وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا
نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ لَا مَلَآئِكَةً فَسْئَلُوْۤا
اَهْلَ الذِّكْرِ الْعُلَمَاءَ بِالتَّوْرٰىةِ
وَالْاِنْجِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○
ذٰلِكَ فَاِنَّهُمْ یَعْلَمُوْنَهٗ وَاَنْتُمْ اِلٰی
تَصْدِیْقِهِمْ اَقْرَبُ مِنْ تَصْدِیْقِ
الْمُؤْمِنِیْنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(۴۳) اور ہم نے تم سے پہلے آدمیوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا جن پر ہم نے وحی بھیجی فرشتوں کو نہیں بھیجا سو تم پوچھ لو توراہ اور انجیل کے جاننے والوں سے اگر تم اس کو نہیں جانتے کیونکہ وہ اس کو جانتے ہیں اور تم ان کے صادق سمجھنے کے زیادہ نزدیک ہو مسلمانوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھنے سے۔

(۴۴) بِالْبَیِّنٰتِ مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ اَیْ
اَرْسَلْنَاهُمْ بِالْحُجَجِ الْوَاضِحَةِ وَ
الزُّبُرِ الْكُتُبِ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ
الذِّكْرَ الْقُرْاٰنَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ فِیْهِ مِنَ الْحَلَالِ
وَالْحَرَامِ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ○
فِیْ ذٰلِكَ فَیَعْتَبِرُوْنَ

(۴۴) ہم نے پیغمبروں کو ظاہر دلیلیں اور کتابیں دیکر بھیجا اور ہم نے تیری طرف قرآن اتارا تاکہ تم لوگوں سے بیان کردو وہ جو انکی طرف حلت وحرمت کے احکام اتارے گئے اور تاکہ وہ اس میں فکر کریں اور عبرت پکڑیں۔

(۴۵) اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا الْمَكَرَاتِ
السَّیِّاٰتِ بِالنَّبِیِّ فِیْ دَارِ النَّدْوَةِ
مِنْ تَقْیِیْدِهٖ اَوْ قَتْلِهٖ اَوْ اِخْرَاجِهٖ كَمَا
ذُكِرَ فِی الْاَنْفَالِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ
بِهِمُ الْاَرْضَ كَقَارُوْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ
الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ○
اَیْ مِنْ جِهَةٍ لَا تَخْطُرُ بِبَالِهِمْ وَقَدْ
اُهْلِكُوْا بِبَدْرٍ وَلَمْ یَكُوْنُوْا یُقَدِّرُوْا
ذٰلِكَ

(۴۵) سو کیا وہ لوگ جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برے مکر اور دار ندوہ میں آپ کے قید یا قتل کرنے یا نکالنے کا مشورہ کیا اس سے امن میں ہیں کہ انکو اللہ زمین میں اتار دے ، جیسے قارون کو یا اُن پر عذاب آوے اس طرف سے کہ ان کے دل میں اس کا خطرہ بھی نہ گذرے ، اور بیشک اللہ نے ان کو بدر کی لڑائی میں ہلاک کیا حالانکہ ان کے خیال میں نہ تھا کہ ایسا ہو جائیگا

(۴۶) اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فِیْ اَسْفَارِهِمْ
لِلتِّجَارَةِ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ○

(۴۶) یا اللہ ان کو پکڑ لے اسوقت جب وہ تجارت کے لئے سفر کریں سو وہ عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے۔

بِفَائِتِيْنَ الْعَذَابَ

(۴۷) اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ تَنَقُّصٍ شَيْئًا فَشَيْئًا حَتّٰى يُهْلِكَ الْجَمِيْعَ حَالٌ مِنَ الْفَاعِلِ اَوِ الْمَفْعُوْلِ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ حَيْثُ لَمْ يُعَاجِلْهُمْ بِالْعُقُوْبَةِ

(۴۷) یا ان کو پکڑے آہستہ تھوڑا تھوڑا یہاں تک کہ سب ہلاک ہو جاویں پس بلاشبہ تمہارا رب مہربان رحمت والا ہے کہ انکو جلد عذاب میں نہیں پکڑتا۔

تشریح

(۴۳) رسول ہر زمانے میں بھیجے جاتے رہے ہیں | رسولوں کی آمد کوئی نئی بات نہیں ہے اے محمدؐ آپ سے پہلے بھی جو رسول آئے ہیں وہ انسان ہی تھے جن پر ہم اپنے پیغامات وحی کے ذریعہ بھیجتے تھے اسلئے کسی انسان کا پیغمبر ہونا اور اس پر وحی کا نازل ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگر تمہیں معلوم نہیں ہے تو ان لوگوں سے جو پہلے انبیاء کی سرگذشت اور آسمانی کتابوں کی تعلیمات سے واقف ہوں ان سے پوچھ سکتے ہو کہ فی الواقع پہلے بھی انسان ہی پیغمبری کے منصب پر فائز کئے گئے تھے جو بات آدمی کو خود معلوم نہ ہو دوسرے جاننے والوں سے اس کو معلوم کر لینا چاہئے۔

(۴۴) رسول ہر زمانے کے لئے نمونہ رہے ہیں | اللہ کے جتنے بھی نبی اور رسول آئے ہیں وہ روشن نشانیاں لیکر آئے ہیں اور اللہ نے ان پر اپنا کلام اور کتابیں نازل کی ہیں تاکہ وہ اپنی زبان اور اپنے عمل سے اللہ کی ہدایت کی ترجمانی کریں اور عملاً اس کا دین قائم کرنے کی کوشش کریں اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے آخری پیغمبر حضرت محمدؐ کو بھیجا گیا ہے۔ اور اے محمدؐ ہم نے تمہارے اوپر یہ قرآن نازل کیا ہے تاکہ تم اپنی زبان اور اپنے عمل سے ہمارے منشا کی وضاحت کرتے جاؤ اور لوگ اللہ کی اس تعلیم پر غور و فکر کریں اور کچھ سمجھنا چاہیں اور پوچھنا چاہیں تو تم ان کے سامنے اس کی وضاحت کر سکو۔ اگر صرف کتاب نازل کی جائے اور کتاب کے ساتھ پیغمبر نہ ہوں تو کتاب کے منشا کو نہیں سمجھا جا سکتا اسلئے یہ تو ہوا ہے کہ پیغمبر آئے مگر کتاب نہیں آئی مگر یہ کبھی نہیں ہوا کہ کتاب آئی ہو اور اس کے ساتھ پیغمبر نہ ہو پھر یہ کہ پیغمبر کا کام اللہ کے منشا کی وضاحت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ عملاً اللہ کے دین کو قائم کرے اور لوگوں کے سامنے عملی نمونہ پیش کرے تاکہ لوگ سنیں بھی اور دیکھیں بھی۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان کانوں سے نہیں آنکھوں سے بنتا ہے اسلئے اسکے سامنے عملی نمونہ ہونا ضروری ہے اور انسانوں کے لئے انسان ہی نمونہ ہو سکتا ہے۔

(۴۵) کیا منکرین حق اللہ کے عذاب سے نڈر ہو گئے ہیں | تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب اللہ نے اپنے پیغمبر بھیجے اور انہوں نے اللہ کے دین کی دعوت دی تو حق کا انکار کرنے والوں کا انجام بڑا عبرتناک ہوا ہے۔ یہ سب معلوم ہونے کے بعد آج جو لوگ پیغمبر کی پیش کی ہوئی سچی دعوت کے خلاف الٹی سیدھی چالیں چل رہے ہیں کیا بالکل ہی اس بات سے بے خوف اور نڈر ہو گئے ہیں۔ قارون کی طرح ان کو زمین میں دھنسا دیا جائے یا ایسے گوشے سے عذاب انکو آگھیرے جہاں سے انکو وہم و گمان بھی نہ ہو۔ کیا خیال ہو سکتا تھا کہ مٹھی بھر وہ لوگ جن کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا گیا تھا اپنے سے بڑی طاقت کا مقابلہ اسطرح سے کریں گے کہ ان کے دانت کھٹے کر دیں۔

(۴۶) اللہ تعالیٰ کسی وقت بھی پکڑ سکتے ہیں | اللہ کی پکڑ کسی وقت بھی اور کسی طرح بھی آسکتی ہے آدمی اچھا خاصا چلتا پھرتا ہو یا آرام سے بستر پر کروٹیں بدل رہا ہو اس حالت میں بھی اللہ کی پکڑ آسکتی ہے اللہ تم پر پوری طرح قادر ہے تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

(۴۷) قدرت کے باوجود اللہ تو مہربان ہیں | اللہ تو کو سب کچھ قدرت ہے وہ اچانک بھی پکڑ سکتا ہے اور اس طرح بھی کہ انہیں آنیوالی مصیبت کا کھٹکا لگا ہو اور وہ اس سے بچنے کی کوشش میں چوکنے ہوں اور بچنے کی تدبیریں بھی کر رہے ہوں مگر اللہ تو اس حالت میں بھی ان کو پکڑ سکتا ہے۔ اسکے باوجود ڈھیل دینے میں اللہ کی بہت سی حکمتیں ہیں اور اس میں شک نہیں کہ تمہارا رب بڑا ہی نرم خو اور مہربان ہے۔

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ

اَوَ	لَمۡ یَرَوۡا	اِلٰی	مَا خَلَقَ	اللّٰہُ	مِنۡ شَیۡءٍ	یَّتَفَیَّؤُا	ظِلٰلُہٗ	عَنِ
کیا	انہوں نے نہیں دیکھا	طرف	جو پیدا کیا	اللہ	جو چیز	ڈھلتے ہیں	اسکے سائے	سے

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جو چیز اللہ نے پیدا کی ہے، اس کے سائے ڈھلتے ہیں دائیں سے

الۡیَمِیۡنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَھُمۡ دٰخِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰہِ

الۡیَمِیۡنِ	وَالشَّمَآئِلِ	سُجَّدًا	لِّلّٰہِ	وَھُمۡ	دٰخِرُوۡنَ	وَلِلّٰہِ
دائیں	اور بائیں	سجدہ کرتے ہوئے	اللہ کیلئے	اور وہ	عاجزی کرنے والے	اور اللہ کے لئے

اور بائیں سے، اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہوئے، اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں اور

یَسۡجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّ

یَسۡجُدُ	مَا فِی	السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِی	الۡاَرۡضِ	مِنۡ	دَآبَّۃٍ	وَّ
سجدہ کرتا ہے	جو میں	آسمانوں	اور جو	میں	زمین	سے	جاندار	اور

اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو بھی آسمانوں میں اور جو بھی جانداروں میں سے زمین میں ہے اور

الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ یَخَافُوۡنَ رَبَّھُمۡ

الۡمَلٰٓئِکَۃُ	وَھُمۡ	لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ	یَخَافُوۡنَ	رَبَّھُمۡ
فرشتے	اور وہ	تکبر نہیں کرتے	وہ ڈرتے ہیں	اپنا رب

فرشتے بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں

ع ٦

مِّنۡ فَوۡقِھِمۡ وَیَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ السجدۃ

١٢

مِّنۡ	فَوۡقِھِمۡ	وَیَفۡعَلُوۡنَ	مَا یُؤۡمَرُوۡنَ
سے	ان کے اوپر	اور (وہ) وہی کرتے ہیں	جو انہیں حکم دیا جاتا ہے

جو اُن کے اوپر ہے اور وہ وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

﴿۴۸﴾ اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ لَہٗ ظِلٌّ کَشَجَرٍ وَجَبَلٍ یَّتَفَیَّؤُا یَمِیۡلُ ظِلٰلُہٗ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَ الشَّمَآئِلِ جَمۡعُ شِمَالٍ اَیۡ عَنۡ

﴿۴۸﴾ اور کیا وہ لوگ نہیں دیکھتے ان سایہ دار چیزوں کی طرف جو اللہ نے پیدا کیں جیسے درخت اور پہاڑ کہ ان کا سایہ صبح اور شام کو دائیں اور بائیں طرف مائل ہوتا ہے۔

حَانِبَيْهِمَا اَوَّلَ النَّهَارِ وَاٰخِرَهُ
سُجَّدًا لِّلّٰهِ حَالٌ اَیْ خَاضِعِیْنَ
بِمَا یُرَادُ مِنْهُمْ وَهُمْ اَیِ
الظِّلَالُ دٰخِرُوْنَ ○ صَاغِرُوْنَ
نُزِّلُوْا مَنْزِلَةَ الْعُقَلَاءِ

وہ اللہ کے حکم کے تابع اور اس کے سامنے ذلیل ہیں۔
(چونکہ سجدہ کرنا عقل والوں کی صفت ہے اس لئے ان
چیزوں کو بمنزلہ عقلا کے ٹھیرا کر جمع واؤ و نون کے ساتھ
لائی گئی)

(۴۹) وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ
اَیْ نَسَمَةٍ تَدُبُّ عَلَیْهَا اَیْ
یَخْضَعُ لَهٗ بِمَا یُرَادُ
مِنْهُ وَغُلِّبَ فِی الْاِتْیَانِ
بِمَا لَا یَعْقِلُ لِكَثْرَتِهٖ وَ
الْمَلٰٓئِكَةُ خَصَّهُمْ بِالذِّكْرِ
تَفْضِیْلًا وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ○
یَتَكَبَّرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ

(۴۹) اور اللہ کے لئے سجدہ کرتی ہیں جو چیزیں آسمان میں ہیں اور
جانور چلتے ہیں زمین پر یعنی جو کچھ ان سے ارادہ کیا جاتا ہے
اس کے تابع ہیں۔ ان دونوں آیتوں میں لفظ مَا لایا گیا جو
غیر ذوی العقول کے ہے بوجہ کثرت ان کی کے۔

اور فرشتہ بھی حکم الٰہی کے تابع ہیں۔ فرشتوں کو بالخصوص علیحدہ
ذکر فرمایا بوجہ انکی شرافت اور بندگی کے اور وہ اللہ کی عبادت سے
تکبر نہیں کرتے۔

(۵۰) یَخَافُوْنَ اَیِ الْمَلٰٓئِكَةُ
حَالٌ مِّنْ ضَمِیْرِ یَسْتَكْبِرُوْنَ
رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ حَالٌ مِّنْ
هُمْ اَیْ عَالِیًا عَلَیْهِمْ بِالْقَهْرِ
وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ○ بِهٖ

(۵۰) ڈرتے ہیں اپنے رب سے جو اُن پر غالب اور قاہر ہے اور
جو حکم ہوتا ہے اس کو پورا کرتے ہیں۔

تشریح

(۴۸) ہر چیز اللہ کے قانون سے بندھی ہے | کیا تم نہیں دیکھتے کہ جتنی مادی اور جسمانی اشیاء ہیں جن کا سایہ دائیں بائیں پڑتا ہے یہ سب اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں سب اللہ کے قانون سے بندھی جکڑی ہیں اور سب چیزیں اس کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کر رہی ہیں۔ جب دن ڈھلتا ہے سایہ جھکنے لگتا ہے اور شام تک جھکتے جھکتے پوری طرح جھک جاتا ہے جسطرح انسان نماز میں قیام کرتا ہے پھر رکوع کرتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے اسی طرح ہر چیز نماز میں جھکنے کی طرح اپنے سائے سے جھکتی ہے۔

(۴۹) زمین و آسمان کی تمام چیزیں اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہیں | بے جان چیزوں کی طرح زمین و آسمان میں جتنی جاندار چیزیں ہیں اور فرشتے ہیں جو اللہ کی مقرب ہستیاں ہیں وہ سب اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہیں اپنے مالک کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں ان میں کوئی بڑائی اور غرور نہیں ہے وہ اپنے مالک کی فرماں بردار ہیں۔

(۵۰) فرشتے اپنے رب سے بچتے ہیں اور اس کا حکم بجا لاتے ہیں | فرشتے جو معصوم ہیں اللہ کے مقرب ہیں وہ بھی پروردگار کے جلال سے لرزاں اور ترساں رہتے ہیں اور ان کو جو حکم دیا جاتا ہے اس کو بجا لاتے ہیں۔ یہ آیت آیتِ سجدہ ہے انسان اللہ کے سامنے سجدہ کرکے اپنے عمل سے بھی گواہی دے کہ وہ بھی اللہ کی ہر مخلوق کی طرح اللہ کا فرماں بردار ہے اور اپنے ارادے سے اللہ کے سامنے سرِ اطاعت جھکاتا ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

وَقَالَ	اللّٰهُ	لَاتَتَّخِذُوْٓا	اِلٰهَيْنِ	اثْنَيْنِ	اِنَّمَا ، هُوَ	اِلٰهٌ	وَّاحِدٌ
اور کہا	اللہ	نہ بناؤ	دو معبود	دو	اسکے سوا نہیں کردہ	معبود	یکتا

اور اللہ نے کہا کہ نہ بناؤ دو معبود۔ اس کے سوا نہیں کردہ معبودِ یکتا ہے۔

فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ (۵۱) وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ

فَاِيَّايَ	فَارْهَبُوْنِ	وَلَهٗ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَلَهُ
پس مجھ ہی سے	مجھ سے ڈرو	اور اسی کے لئے	جو	آسمانوں میں	اور زمین	اور اسی کیلئے

پس مجھ ہی سے ڈرو اور اسی کے لئے ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے۔ اور اسی کے لئے

الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ (۵۲) وَمَا بِكُمْ مِّنْ

الدِّيْنُ	وَاصِبًا	اَفَغَيْرَ + اللّٰهِ	تَتَّقُوْنَ	وَمَا	بِكُمْ	مِّنْ
اطاعت وعبادت	لازم	تو کیا اللہ کے سوا	تم ڈرتے ہو	اور جو	تمہارے پاس	کوئی

اطاعت وعبادت لازم ہے۔ تو کیا اللہ کے سوا (کسی اور سے) تم ڈرتے ہو؟ اور تمہارے پاس جو کوئی

نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ۚ (۵۳) ثُمَّ

نِّعْمَةٍ	فَمِنَ + اللّٰهِ	ثُمَّ	اِذَا	مَسَّكُمُ	الضُّرُّ	فَاِلَيْهِ	تَجْـَٔرُوْنَ	ثُمَّ
نعمت	سو اللہ کی طرف سے	پھر	جب	تمہیں پہنچتی ہے	تکلیف	تو اسکی طرف	تم روتے چلاتے ہو	پھر

نعمت ہے سو اللہ کی طرف سے ہے، پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی طرف تم روتے چلاتے ہو پھر

اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۙ (۵۴)

اِذَا	كَشَفَ + الضُّرَّ	عَنْكُمْ	اِذَا	فَرِيْقٌ	مِّنْكُمْ	بِرَبِّهِمْ	يُشْرِكُوْنَ	
جب	کھول دے (دور کردیتا ہے) سختی	تم سے	جب (اسوقت)	ایک فریق	تم میں سے	اپنے رب کے ساتھ	وہ شریک کرتا ہے	

جب وہ تم سے سختی دور کردیتا ہے تو تم میں سے ایک فریق اسوقت اپنے رب کے ساتھ شریک کرنے لگتا ہے۔

(۵۱) وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ
اثْنَيْنِ تَاكِيْدٌ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
اَتٰى بِهٖ لِاِثْبَاتِ الْاِلٰهِيَّةِ وَالْوَحْدَانِيَّةِ
فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ خَافُوْنِ دُوْنَ
غَيْرِيْ وَفِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ

(۵۱) وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ الخ اور فرمایا اللہ نے کہ دو خدا نہ بناؤ صرف
وہ اکیلا معبود ہے (اس سے غرض ثابت کرنا معبودیت اور وحدانیت
اللہ کا ہے) پس مجھ سے ہی ڈرو اور کسی سے نہ ڈرو (اس آیۃ
میں غیبت سے طرف تکلم کے التفات واقع ہوا ہے)

۵۲ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مِلْكًا وَّخَلْقًا وَّعَبِيْدًا وَلَهُ الدِّيْنُ
الطَّاعَةُ وَاصِبًا دَائِمًا حَالٌ مِّنَ
الدِّيْنِ وَالْعَامِلُ فِيْهِ مَعْنَى
الظَّرْفِ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ○ وَ
هُوَ الْاِلٰهُ الْحَقُّ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ
وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلْاِنْكَارِ اَوِ التَّوْبِيْخِ

۵۲ اور اللہ ہی کی ملک اور مخلوق اور بندے ہیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور ہمیشہ اسی کی طاعت کرنا چاہئے۔ سو کیا تم اللہ کے علاوہ کسی اور سے ڈرتے ہو حالانکہ وہ معبود سچا ہے کوئی اسکے سوا معبود نہیں (استفہام واسطے انکار اور توبیخ کے ہے)۔

۵۳ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ
اَيْ لَا يَاْتِيْ بِهَا غَيْرُهٗ وَمَا شَرْطِيَّةٌ
اَوْ مَوْصُوْلَةٌ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ اَصَابَكُمُ
الضُّرُّ الْفَقْرُ وَالْمَرَضُ
فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ○ تَرْفَعُوْنَ
اَصْوَاتَكُمْ بِالْاِسْتِغَاثَةِ وَالدُّعَاءِ
وَلَا تَدْعُوْنَ غَيْرَهٗ

۵۳ اور جو کچھ تم پر انعام ہے سو اللہ کی طرف سے ہے یعنی اس کے سوا کوئی نعمت دینے والا نہیں ہے (ما شرطیہ یا موصولہ ہے) پھر جب تم کو افلاس اور بیماری پیش آتی ہے تو اسی کو پکارتے ہو اور اس سے ہی فریاد چاہتے ہو اس کے سوا کسی اور کو نہیں پکارتے۔

۵۴ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ
مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○

۵۴ سو جب اللہ تم سے اس مرض وغیرہ کو دفع فرماتا ہے فوراً ایک جماعت تم میں سے اپنے رب کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

تشریح

۵۱ ایک سے زیادہ معبود نہیں ہوسکتے | آسمان اور زمین میں جتنی مخلوقات ہیں سب ایک خدا کے سامنے بغیر کسی اختیار کے اسکے قانون کی پابند اور اس کے سامنے عاجز ہیں تو پھر اس کی عبادت میں دوسرا شریک کیسے ہوسکتا ہے اسی ایک کی عبادت ہونی چاہیئے اور اسی سے ڈرنا چاہیئے جو سارے جہان کا خالق و مالک ہے اور وہ تنہا حقیقت میں قابلِ اطاعت ہے اسلئے نہ دو خدا ہیں اور نہ اس سے زیادہ ہوسکتے ہیں۔

۵۲ ساری کائنات کا دین ایک ہے | زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا ہے اور تکوینی طور پر ہر ہر چیز اس کی فرمانبرداری پر مجبور ہے لہذا عبادت بھی اسی کی ہونی چاہیئے جو دین ساری کائنات کا ہے وہی دین انسان کا بھی ہونا چاہیئے۔ پھر کیا اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کا خوف اور کسی اور کی ناراضگی سے بچنے کا جذبہ تمہاری زندگی کی بنیاد بن سکتا ہے۔

۵۳ توحید کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ انسان مصیبت کے وقت اللہ ہی کو پکارتا ہے | جتنی بھی نعمتیں تمہارے پاس ہیں وہ سب اللہ ہی کی دی ہوئی ہیں بھلائی بھی اسی کے قبضے میں ہے اور برائی اور سختی کا دور کرنا بھی اسی کے بس میں ہے اللہ کی توحید کی ایک اندرونی شہادت انسان کا یہ جذبۂ بے اختیار ہے کہ جب کوئی سخت وقت آتا ہے انسان کسی پریشانی یا مصیبت میں گھر جاتا ہے تو صرف ایک اللہ ہی کو پکارتا ہے یہ انسانی فطرت کی ایسی شہادت ہے جو بتاتی ہے کہ اللہ کی الوہیت اور اس کی معبودیت میں کوئی شریک ہو ہی نہیں سکتا۔

۵۴ مصیبت ٹل جاتی ہے تو اللہ کو بھول جاتا ہے | مصیبت میں گھرا ہوا انسان بے اختیار اللہ ہی کی طرف لپکتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار میری پریشانی کو دور کردے۔ جب اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو ٹال دیتے ہیں تو ایسے بھی لوگ ہیں جو منعم حقیقی کو بھول کر بے حیائی کے ساتھ خدائی کے حصے بخرے کرنے لگتے ہیں اور اللہ کی شکر گزاری کے ساتھ کسی بزرگ کسی دیوی دیوتا کے سامنے بھی شکرانے کی نیازیں پیش کرنی شروع کردیتے ہیں۔ گویا اللہ کی مہربانی میں انکی مہربانیوں کا بھی کچھ حصہ تھا۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ

لِيَكْفُرُوْا	بِمَآ	اٰتَيْنٰهُمْ	فَتَمَتَّعُوْا	فَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ	وَ
تاکہ وہ ناشکری کریں	اس سے جو	ہم نے انہیں دیا	تو تم فائدہ اٹھالو	پس عنقریب	تم جان لو گے	اور

تاکہ وہ اس کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں دیا، تو تم فائدہ اٹھالو، پس عنقریب تم جان لو گے۔ اور

يَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ

يَجْعَلُوْنَ	لِمَا	لَا يَعْلَمُوْنَ	نَصِيْبًا	مِمَّا	رَزَقْنٰهُمْ	تَاللّٰهِ	لَتُسْـَٔلُنَّ
وہ مقرر کرتے ہیں	انکے لئے جو	وہ نہیں جانتے	حصہ	اس سے جو	ہم نے انہیں دیا	اللہ کی قسم	تم سے ضرور پوچھا جائیگا

جو ہم نے انہیں دیا اسمیں سے وہ ان کے لئے حصہ مقرر کرتے ہیں۔ جن (معبودوں) کو وہ نہیں جانتے اللہ

عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ

عَمَّا	كُنْتُمْ + تَفْتَرُوْنَ	وَيَجْعَلُوْنَ	لِلّٰهِ	الْبَنٰتِ
اس سے جو	تم جھوٹ باندھتے تھے	اور وہ بناتے (ٹھہراتے)	اللہ کیلئے	بیٹیاں

کی قسم تم سے اس (کے بارے) میں ضرور پوچھا جائے گا جو تم جھوٹ باندھتے تھے۔ اور وہ اللہ کے لئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں

سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾

سُبْحٰنَهٗ	وَلَهُمْ	مَا	يَشْتَهُوْنَ
وہ پاک ہے	اور اپنے لئے	جو	ان کا دل چاہتا ہے

وہ پاک ہے اور اپنے لئے وہ جو اُن کا دل چاہتا ہے۔

﴿۵۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِنَ النِّعْمَةِ
فَتَمَتَّعُوْا بِاجْتِمَاعِكُمْ عَلٰى عِبَادَةِ
الْاَصْنَامِ اَمْرُ تَهْدِيْدٍ فَسَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ ○ عَاقِبَةَ ذٰلِكَ۔

﴿۵۵﴾ تاکہ جو نعمت اس نے انکو دی ہے اسکی ناشکری کریں سو تم اکھٹے ہوکر بتوں کو پوجو پس نزدیک ہے کہ اس کا انجام تم جان لوگے (یہ امر ڈرانے کے لئے ہے)

﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ اَيِ الْمُشْرِكُوْنَ
لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا لَا تَضُرُّ وَ
لَا تَنْفَعُ وَهِيَ الْاَصْنَامُ نَصِيْبًا
مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ مِنَ الْحَرْثِ

﴿۵۶﴾ اور مقرر کرتے ہیں یہ مشرکین بتوں کے لئے جنکو نہیں جانتے کہ یہ نفع نہیں پہنچا سکتے اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں حصہ ہماری عطا کی ہوئی کھیتی اور جانوروں میں سے۔

وَالْاَنْعَامِ بِقَوْلِهِمْ هٰذَا لِلّٰهِ وَ هٰذَا لِشُرَكَائِنَا تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ سُؤَالُ تَوْبِيْخٍ وَفِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ○ عَلَى اللّٰهِ مِنْ اَنَّهُ اَمَرَكُمْ بِذٰلِكَ۔

اس طرح کہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے لئے ہے اور یہ ہمارے بتوں کے واسطے ہے۔ قسم ہے اللہ کی بیشک تم سے پوچھا جائیگا جو کچھ تم اللہ پر بہتان باندھتے تھے کہ اس نے تم کو اس کا حکم کیا ہے۔ (اس آیت میں غیبت سے طرف خطاب کے التفات ہے)

(۵۷) وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ بِقَوْلِهِمْ اَلْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ تَنْزِيْهًا لَهُ عَمَّا زَعَمُوْا وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ○ اَيِ الْبَنُوْنَ وَالْجُمْلَةُ فِيْ مَحَلِّ رَفْعٍ اَوْ نَصْبٍ بِيَجْعَلُ الْمَعْنٰى يَجْعَلُوْنَ لَهُ الْبَنَاتِ الَّتِيْ يَكْرَهُوْنَهَا وَهُوَ مُنَزَّهٌ عَنِ الْوَلَدِ وَيَجْعَلُوْنَ لَهُمُ الْاَبْنَاءَ الَّذِيْنَ يَخْتَارُوْنَهَا فَيَخْتَصُّوْنَ بِالْاَبْنَاءِ لِقَوْلِهِ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ

(۵۷) اور کافرین اللہ کے واسطے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں وہ پاک ہے ان کے گمان فاسد سے۔ اور ان کے لئے وہ ہیں جو وہ چاہتے ہیں یعنی بیٹے۔ اس صورت میں جملہ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ محل رفع میں ہے اور اگر محل نصب میں کہا جائے ساتھ يَجْعَلُوْنَ کے تو اس وقت معنی یہ ہونگے کہ کافرین اللہ کے واسطے تو بیٹیاں ٹھہراتے ہیں جنکو خود پسند نہیں کرتے حالانکہ وہ اولاد سے برتر اور پاک ہے اور اپنے واسطے بیٹے ثابت کرتے ہیں جو اُن کو پسند ہیں پس وہ مخصوص ہوتے ہیں ساتھ بیٹوں کے چنانچہ دوسری آیت میں مذکور ہے کہ پوچھ ان سے آیا تیرے رب کے واسطے بیٹیاں ہیں اور انکے لئے بیٹے۔

تشریح

(۵۵) دوسروں کی نیازمندی اللہ کی ناشکری ہے | دوسروں کے ساتھ نذر و نیاز کا معاملہ اللہ کے احسان کی ناشکری ہے۔ بھلا جن کو نیازیں پیش کی جارہی ہیں جن کی منتیں مانی جارہی ہیں جن پر نذریں چڑھائی جارہی ہیں ان کا کیا حصہ ہے انسان کی پریشانیوں کے دور کرنے میں اور اسکی مصیبتوں کے ٹالنے میں۔ یہ چند روز کی مہلت ہے، دنیا کے مزے اڑالو عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ تمہاری ناشکری کی کیا سزا ملتی ہے۔

(۵۶) بلادلیل اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی سزا مل کر رہیگی | اللہ تعالیٰ بلا شرکت غیرے ساری کائنات کے خالق حاکم اور معبود ہیں کوئی دلیل نہیں ہے کہ انہوں نے اپنی سلطنت میں اور اپنے اختیارات میں کسی کو ساجھی یا شریک بنایا ہو پھر بلادلیل خدا کی خدائی میں غیروں کو شریک کرنا اور ان کی نذر و نیاز کرنا ان سے کچھ مانگنا کیا معنیٰ رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے یہاں پوچھا جائیگا کہ آخر یہ جھوٹ تم نے کیسے گھڑ لئے تھے اور اس کی سزا ان کو مل کر رہے گی۔

(۵۷) اپنے لئے بیٹے اللہ کے لئے بیٹیاں | اللہ کے ساتھ جن ہستیوں کو شریک و ساجھی بنا رکھا تھا ان میں دیویاں زیادہ تھیں۔ فرشتوں کے بارے میں یہ عقیدہ گھڑ رکھا تھا کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں آج بھی مشرکانہ مذہبوں میں مختلف قسم کی دیویاں پوجی جاتی ہیں اس بات پر طنز کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ عجیب تقسیم ہے کہ اللہ کے لئے تو بیٹیاں گھڑی ہیں حالانکہ وہ ان سب چیزوں سے پاک ہے اور خود اپنے لئے کیا چاہتے ہیں! بیٹے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ

وَاِذَا	بُشِّرَ	اَحَدُهُمْ	بِالْاُنْثٰى	ظَلَّ	وَجْهُهٗ	مُسْوَدًّا	وَّ	هُوَ
اور جب	خوشخبری دی جائے	انہیں سے کسی کو	لڑکی کی	ہوجاتا/پڑجاتا ہے	اس کا چہرہ	سیاہ	اور	وہ

اور جب انہیں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ

كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ

كَظِيْمٌ	يَتَوَارٰى	مِنَ	الْقَوْمِ	مِنْ	سُوْٓءِ	مَا	بُشِّرَ
غصہ سے بھر جاتا ہے	چھپتا پھرتا ہے	سے	قوم (لوگ)	سے سبب	برائی	جو	خوشخبری دی گئی

غصہ سے بھر جاتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس برائی کی خوشخبری کے سبب جو اُسے دی گئی (اب سوچتا ہے)

بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا

بِهٖ	اَيُمْسِكُهٗ	عَلٰى	هُوْنٍ	اَمْ	يَدُسُّهٗ	فِى	التُّرَابِ	اَلَا
جس کی	یا اس کو رکھے	(ساتھ)	رسوائی	یا	دبادے (دفن کردے)	مٹی میں		یاد رکھو

آیا اس کو رسوائی کے ساتھ رکھے، یا اس کو مٹی میں دفن کردے۔ یاد رکھو،

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

سَآءَ	مَا يَحْكُمُوْنَ	لِلَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ
بُرا ہے	جو وہ فیصلہ کرتے ہیں	جو لوگ	ایمان نہیں رکھتے	آخرت پر

بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کا

مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ ع ۱۰ ۱۲

مَثَلُ	السَّوْءِ	وَلِلّٰهِ	الْمَثَلُ	الْاَعْلٰى	وَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ
حال	بُرا	اور اللہ کیلئے	شان	بلند	اور وہ	غالب	حکمت والا

حال بُرا ہے اور اللہ کی شان بلند ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿۵۸﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى تُوْلَدُ لَهٗ ظَلَّ صَارَ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا مُتَغَيِّرًا تَغَيُّرَ مُغْتَمٍّ وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ○ مُمْتَلِئٌ غَمًّا فَكَيْفَ تُنْسَبُ الْبَنَاتُ اِلَيْهِ تَعَالٰى

﴿۵۸﴾ اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ اور متغیر ہوجاتا ہے جیسے غمگین کا چہرہ اور وہ غصہ میں بھر جاتا ہے پھر کیونکر اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتا ہے جبکہ خود اسطرح ان کو برا سمجھتا ہے۔

(۵۹) يتوارى يختفي من القوم أي قومه من سوء ما بشر به خوفا من التعيير مترددا فيما يفعل به أيمسكه أيتركه بلا قتل على هون هوان وذل أم يدسه في التراب بأن يئده ألا ساء بئس ما يحكمون ○ حكمهم هذا حيث نسبوا لخالقهم البنات اللاتي هن عندهم بهذا المحل

(۵۹) شرم کے سبب اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنی قوم سے چھپتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے جو اس کو پہنچی اسمیں متردد ہے کہ اسکو کیا کرے آیا اسی ذلت اور خواری کے ساتھ اسکو زندہ رکھے یا زندہ کو زمین میں گاڑ دے۔

آگاہ رہو برا حکم ہے ان کا جو وہ حکم کرتے ہیں کہ اپنے خالق کی طرف بیٹیوں کو نسبت کرتے ہیں جو ان کے نزدیک ایسے ذلیل اور باعثِ عار ہیں۔

(۶۰) للذين لا يؤمنون بالآخرة أي الكفار مثل السوء أي الصفة السوأى بمعنى القبيحة وهي وأدهم البنات مع احتياجهم إليهن للنكاح ولله المثل الأعلى الصفة العليا وهو أنه لا إله إلا هو وهو العزيز في ملكه الحكيم ○ في خلقه

(۶۰) ان لوگوں کے لئے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یعنی کافر بری مثل ہے کہ بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے ہیں حالانکہ خود عورتوں کے محتاج ہیں نکاح کے واسطے۔

اور اللہ کی صفت اونچی اور بات بلند ہے اور وہ یہ کہ اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایک معبود برحق ہے اور وہ اپنے ملک میں غالب اپنے فعل میں حکمت والا ہے۔

تشریح

(۵۸) بیٹی پیدا ہونے کی خبر پر چہرہ اُتر جاتا ہے | خود اپنا حال تو یہ ہے کہ اگر کسی کو بیٹی ہونے کی بشارت دیجائے تو چہرہ اُتر جاتا ہے منہ پر سیاہی سی چھا جاتی ہے اور خون کا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے دل گھٹتا ہے کہ یہ مصیبت کہاں سے سر پر آپڑی۔

(۵۹) خدا کے لئے بیٹیاں یہ کہاں کا انصاف ہے | حالانکہ اللہ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا چاہے بیٹا ہو یا بیٹی شدید جہالت اور گستاخی ہے تاہم خود اپنا حال یہ ہے کہ اگر کسی کے گھر بیٹی پیدا ہو جائے تو اسکو اپنے لئے ننگ و عار کا سبب سمجھتا ہے لوگوں سے منہ چھپاتا ہے کسی کو منہ دکھانا نہیں چاہتا سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ اس بیٹی کو لئے بیٹھا رہے یا مٹی میں دبا دے چنانچہ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ لڑکیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے ان کا یہ فیصلہ جتنا ظالمانہ تھا اس سے زیادہ ظالمانہ فیصلہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کی جائے لیکن جس لڑکی سے خود اتنا گھبراتے ہیں اس کی نسبت اللہ کی طرف کرتے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں ہوتی. کیسے بُرے فیصلے ہیں کیسی بے انصافی ہے. کیسی جرأت اور گستاخی ہے۔

(۶۰) یہ وہ لوگ ہیں جن کا آخرت پر ایمان نہیں ہے | یہ گستاخ اور بدتمیز وہ لوگ ہیں جن کو اپنی گستاخیوں کے انجام پر یقین نہیں ہے اگر آخرت پر اور اس کے حساب کتاب پر ان کا ایمان ہوتا تو کبھی ایسی بات سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ اولاد کا محتاج ہونا کمزوری کی علامت ہے اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے برتر ہے وہ زبردست ہیں چاہیں تو تمہیں فوراً سزا دے سکتے ہیں لیکن وہ حکمت والے ہیں اس لئے سزا دینے میں جلدی نہیں کرتے کہ شاید یہ لوگ سمجھیں اور اپنی حرکتوں سے باز آجائیں اس لئے موقع دیتے ہیں۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ

وَلَوْ	يُؤَاخِذُ	اللّٰهُ	النَّاسَ	بِظُلْمِهِمْ	مَّا + تَرَكَ	عَلَيْهَا	مِنْ
اور اگر	گرفت کرے	اللہ	لوگ	انکے ظلم کے سبب	نہ چھوڑے وہ	اس (زمین) پر	کوئی

اور اگر اللہ گرفت کرے لوگوں کی ان کے ظلم کے سبب تو وہ زمین پر کوئی چلنے والا نہ

دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ

دَآبَّةٍ	وَّ لٰكِنْ	يُّؤَخِّرُهُمْ	اِلٰٓى	اَجَلٍ	مُّسَمًّى	فَاِذَا	جَآءَ
چلنے والا	اور لیکن	وہ ڈھیل دیتا ہے انہیں	تک	ایک مدت	مقررہ	پھر جب	آگیا

چھوڑے لیکن وہ انہیں ڈھیل دیتا ہے ایک مدتِ مقررہ تک پھر جب ان کا

اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ

اَجَلُهُمْ	لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ	سَاعَةً	وَّ	لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ	وَ
ان کا وقت	نہ پیچھے ہٹیں گے	ایک گھڑی	اور	نہ آگے بڑھیں گے	اور

وقت آگیا نہ وہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں گے، اور نہ آگے بڑھیں گے۔ اور وہ

يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ

يَجْعَلُوْنَ	لِلّٰهِ	مَا يَكْرَهُوْنَ	وَتَصِفُ	اَلْسِنَتُهُمُ	الْكَذِبَ	اَنَّ	لَهُمُ
وہ بناتے (ٹھہراتے) ہیں	اللہ کیلئے	جو وہ اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں	اور بیان کرتی ہیں	ان کی زبانیں	جھوٹ	کہ	انکے لئے

اللہ کے لئے ٹھہراتے ہیں جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ انکے لئے

الْحُسْنٰى لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾

الْحُسْنٰى	لَا جَرَمَ	اَنَّ	لَهُمُ	النَّارَ	وَ اَنَّهُمْ	مُّفْرَطُوْنَ	
بھلائی	لازمی بات	کہ	انکے لئے	جہنم	اور بیشک وہ	آگے بھیجے جائیں گے	

بھلائی ہے لازمی بات ہے کہ ان کے لئے جہنم ہے بیشک وہ (جہنم میں) آگے بھیجے جائیں گے

(۶۱) وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ
بِالْمَعَاصِیْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا اَیِ الْاَرْضِ
مِنْ دَآبَّةٍ نَسَمَةٍ تَدِبُّ عَلَيْهَا وَ
لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى
فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ
عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○
عَلَيْهِ۔

(۶۱) وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى الخ اور اگر اللہ لوگوں کو انکے گناہوں پر پکڑے تو زمین پر کوئی جاندار چلنے والا باقی نہ رکھے ولیکن اللہ نے انکو مہلت دی ایک مدت متعینہ تک سو جو وقت وہ وقت آویگا اس سے ایک لحظہ نہ پیچھے ہٹ سکیں گے نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

(۶۲) وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُونَ
لِأَنْفُسِهِمْ مِنَ الْبَنَاتِ وَالشَّرِيكِ
فِي الرِّيَاسَةِ وَإِهَانَةِ الرُّسُلِ وَ
تَصِفُ تَقُولُ أَلْسِنَتُهُمْ مَعَ
ذٰلِكَ الْكَذِبَ وَهُوَ أَنَّ لَهُمُ
الْحُسْنٰى عِنْدَ اللّٰهِ أَيِ الْجَنَّةُ
كَقَوْلِهِ وَلَئِنْ رُّجِعْتُ إِلٰى رَبِّيْ
إِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى قَالَ تَعَالٰى
لَا جَرَمَ حَقًّا أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ
أَنَّهُمْ مُفْرَطُوْنَ ۝ مَتْرُوْكُوْنَ
فِيْهَا أَوْ مُقَدَّمُوْنَ إِلَيْهَا وَفِيْ قِرَاءَةٍ
بِكَسْرِ الرَّاءِ مُتَجَاوِزُوْنَ الْحَدَّ

(۶۲) اور اللہ کے واسطے وہ امور ثابت کرتے ہیں جنکو خود برا سمجھے ہیں جیسے بیٹیوں کا ہونا اور اپنی ریاست میں کسی کو شریک بنانا اور پیغمبروں کی اہانت۔
اور انکی زبانیں جھوٹ بولتی ہیں وہ یہ کہ ہمارے لئے اللہ کے پاس بھلائی ہے یعنی جنت (چنانچہ کافر کا قول اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ نقل فرمایا وَلَئِنْ رُّجِعْتُ إِلٰى رَبِّيْ الخ یعنی اور البتہ اگر میں جاؤں گا اپنے رب کے پاس تو بیشک میرے لئے وہاں بھلائی ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ضرور ہے یہ بات کہ ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے اور بے شبہ وہ اس میں چھوڑے جاوینگے یا اس کی طرف بڑھائے جاوینگے۔ ایک قرات میں مُفْرِطُوْنَ ساتھ کسرہ را کے ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ بیشک وہ حد سے بڑھنے والے ہیں۔

تشریح

(۶۱) ڈھیل تو ہے مگر مقررہ مدت تک | اللہ تعالیٰ نے کیونکہ یہ دنیا امتحان اور آزمائش کے لئے بنائی ہے اور اس امتحان کی وجہ سے انسان کو ایک محدود دائرے میں کچھ آزادی دی ہے کہ اگر وہ چاہے اپنی مرضی سے نیکی کا راستہ اختیار کرے اور چاہے بدی کے راستے پر چلے اللہ کی دی ہوئی اس آزادی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انسانی آبادی کا بہت بڑا حصہ ظلم اور بدکاری میں مبتلا ہے اگر اللہ تعالیٰ ان ظالموں اور بدکاروں کو ان کی خطاؤں پر بغیر مہلت دیئے فوراً سزا دینا شروع کر دے تو روئے زمین پر بہت کم متنفس باقی رہ جائیں گے اور جو نیک لوگ باقی رہ جائیں گے ان کے لئے پیغمبر بھیجنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ پھر جب زمین پر تھوڑے سے انسان ہی رہ جائیں گے تو ان کے لئے زمین پر حیوانات نباتات اور دوسری چیزوں کی بھی ضرورت نہ رہیگی ان سب مصلحتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل دیتا ہے لیکن یہ ڈھیل مقررہ مدت کے لئے ہے جب وہ مقررہ گھڑی آجاتی ہے تو آگے پیچھے نہیں ہوتی اسلئے کہ اگر اللہ تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل دینے کے باوجود ان پر گرفت نہ کریں تو دنیا ظلم و ستم سے بھر جائے گی اور اللہ کی زمین پر اللہ کے نیک بندوں کا جینا مشکل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ اپنے علم و حکمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ مجرموں کو توبہ کرنے کا اور اپنی اصلاح کرنے کا موقع بھی دیتے ہیں۔

(۶۲) جھوٹی آرزوئیں جھوٹے خواب | حال یہ ہے کہ جو چیزیں اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ بلا تکلف اللہ کے لئے تجویز کر دیتے ہو مثلاً اپنے لئے بیٹیاں پسند نہیں مگر فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بنا دیا ہے۔ یا اپنے لئے کوئی پسند نہیں کرتا کہ میری ملکیت یا میرے اختیارات میں کوئی دوسرا شریک ہو مگر اللہ کی ملکیت اور اختیارات میں مفروضہ ہستیوں کو شریک بنانے میں کوئی تکلف نہیں ہوتا یا اپنے لئے کوئی پسند نہیں کرتا کہ میرے ساتھ کوئی ذلت کا معاملہ کرے یا مجھے نیچا دکھائے مگر اللہ کی شانِ بزرگی کے خلاف کسی نسبت میں کوئی باک نہیں ہوتا ان تمام گستاخیوں کے باوجود دعویٰ یہی ہے کہ ہم دنیا میں بھی اس لائق ہیں کہ اچھی سے اچھی چیز ہمارے لئے ہو اور اگر آخرت کی باتیں درست ہیں تو ہمیں وہاں بھی مزے اڑانے کا موقع ملنا چاہیئے۔ یہ جھوٹی آرزوئیں جھوٹے خواب خود بتا رہے ہیں کہ ان کے لئے کوئی خوبی تو کیا ہوتی البتہ دوزخ کا عذاب تیار ہے جس کی طرف وہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ابد الآباد تک اللہ کی نظرِ کرم سے محروم عذاب بھگتتے رہیں گے۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

تَاللّٰهِ	لَقَدْ + اَرْسَلْنَآ	اِلٰٓى	اُمَمٍ	مِّنْ + قَبْلِكَ	فَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ
اللہ کی قسم	تحقیق ہم نے بھیجے	طرف	اُمتیں	تم سے پہلے	پھر اچھا کر دکھایا	انکے لئے	شیطان

اللہ کی قسم ! تحقیق ہم نے بھیجے تم سے پہلے امتوں کی طرف (رسول) پھر شیطان نے ان کے عمل انہیں اچھے

اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

اَعْمَالَهُمْ	فَهُوَ	وَلِيُّهُمُ	الْيَوْمَ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	
ان کے اعمال	پس وہ	انکا رفیق	آج	اور ان کیلئے	عذاب	دردناک	

کر دکھائے پس آج وہ ان کا رفیق ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔

(۶۳) تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ
قَبْلِكَ رُسُلًا فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ
اَعْمَالَهُمُ السَّيِّئَةَ فَرَاَوْهَا
حَسَنَةً فَكَذَّبُوا الرُّسُلَ فَهُوَ
وَلِيُّهُمْ مُتَوَلِّيْ اُمُوْرِهِمُ
الْيَوْمَ اَيْ فِي الدُّنْيَا وَ
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ مُؤْلِمٌ
فِي الْاٰخِرَةِ وَقِيْلَ الْمُرَادُ
بِالْيَوْمِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ عَلٰى
حِكَايَةِ الْحَالِ الْاٰتِيَةِ اَيْ
لَا وَلِيَّ لَهُمْ غَيْرُهٗ وَهُوَ
عَاجِزٌ عَنْ نَصْرِ نَفْسِهٖ
فَكَيْفَ يَنْصُرُهُمْ

(۶۳) قسم اللہ کی بلاشبہ ہم نے بھیجے پیغمبر تم سے پہلی امتوں کی طرف سو شیطان نے انکو اچھے کر دکھلائے انکے بُرے عمل پس جھٹلایا انہوں نے پیغمبروں کو سو دنیا میں انکے کاموں کا بندوبست کرنے والا وہی ہے اسی کے سپرد ہیں ان کے سب کام اور آخرت میں ان کے لئے عذاب دردناک ہے (اور بعض نے فرمایا الیوم سے مراد قیامت کا دن ہے بطور حکایت حال آئندہ کے ۔ اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ کافروں کے لئے بجز شیطان کے کوئی ولی اور مددگار نہیں سو وہ اپنی مدد سے بھی عاجز ہے دوسروں کی کیا خبر لیگا ۔

تشریح

(۶۳) ہر دور میں پیغمبروں کو جھٹلایا گیا ہے | اللہ تعالیٰ نے آج جس طرح اے محمد آپ کو اپنا رسول مقرر کیا ہے اسی طرح ہر دور میں آپ سے پہلی امتوں کے لئے نبی اور رسول بھیجے گئے ہیں اور جس طرح یہ لوگ آج آپ کو جھٹلا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ گستاخی کے ساتھ پیش آتے ہیں اس طرح پہلے پیغمبروں کے ساتھ بھی ہو چکا ہے اصل میں ایسے لوگوں کے پیچھے شیطان لگا رہتا ہے جو اُن کے بُرے کرتوتوں کو خوشنما بنا کر دکھاتا ہے اور اس طرح وہ رسولوں کی بات سُنی ان سُنی کر کے شیطان کو اپنا سرپرست بنا لیتے ہیں پہلے بھی ایسا ہی ہوا ہے اور آج بھی ایسا ہی ہو رہا ہے ۔ ایسے لوگوں کے لئے جو راہِ ہدایت کو چھوڑ کر شیطانی راستہ اپناتے ہیں دردناک سزا کے سوا کچھ نہیں ہے ۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا

وَمَآ	اَنْزَلْنَا	عَلَيْكَ	الْكِتٰبَ	اِلَّا	لِتُبَيِّنَ	لَهُمُ	الَّذِى	اخْتَلَفُوْا
اور نہیں	اتاری ہم نے	تم پر	کتاب	مگر	اسلئے کہ تم واضح کردو	انکے لئے	جو۔جس	انہوں نے اختلاف کیا

اور ہم نے تم پر کتاب نہیں اتاری مگر (صرف) اس لئے کہ ان کے لئے تم واضح کردو جسمیں انھوں نے اختلاف

فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ

فِيْهِ	وَهُدًى	وَّرَحْمَةً	لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ	وَاللّٰهُ	اَنْزَلَ
اسمیں	اور ہدایت	اور رحمت	ان لوگوں کے لئے	وہ ایمان لائے	اور اللہ	اتارا

کیا، اور ہدایت ورحمت ان کے لئے جو ایمان لائے۔ اور اللہ نے آسمانوں سے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ

مِنَ	السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَحْيَا	بِهِ	الْاَرْضَ	بَعْدَ	مَوْتِهَا	اِنَّ	فِيْ
سے	آسمان	پانی	پھر زندہ کیا	اس سے	زمین	بعد	اسکی موت	بیشک	میں

پانی اُتارا پھر اس سے زمین کو اس کی موت (بنجر ہونے) کے بعد زندہ کیا۔ بیشک اس میں

ع ۵ ۱۴ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٥﴾ ع وَاِنَّ لَكُمْ

ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّسْمَعُوْنَ	وَ	اِنَّ	لَكُمْ
اس	نشانی	لوگوں کیلئے	وہ سنتے ہیں	اور	بیشک	تمہارے لئے

ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو سنتے ہیں اور بیشک تمہارے لئے

فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ

فِي	الْاَنْعَامِ	لَعِبْرَةً	نُسْقِيْكُمْ	مِّمَّا	فِيْ	بُطُوْنِهٖ
میں	چوپائے	البتہ عبرت	ہم پلاتے ہیں تم کو	اس سے جو	میں	ان کے پیٹ (جمع)

چوپایوں میں (مقامِ) عبرت ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں دودھ خالص اس سے جو

مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾

مِنْ	بَيْنِ	فَرْثٍ	وَّدَمٍ	لَّبَنًا	خَالِصًا	سَآئِغًا	لِّلشّٰرِبِيْنَ
سے	درمیان	گوبر	اور خون	دودھ	خالص	خوشگوار	پینے والوں کے لئے

گوبر اور خون کے درمیان ان کے پیٹوں میں سے پینے والوں کے لئے خوش گوار

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا

وَمِنْ	ثَمَرٰتِ	النَّخِيْلِ	وَالْاَعْنَابِ	تَتَّخِذُوْنَ	مِنْهُ	سَكَرًا	وَّرِزْقًا
اور سے	پھل (جمع)	کھجور	اور انگور	تم بناتے ہو	اس سے	شراب	اور رزق

اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے (رس) تم اس سے شراب بناتے ہو اور اچھا رزق (حاصل

حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾

حَسَنًا	اِنَّ	فِيْ	ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّعْقِلُوْنَ	
اچھا	بیشک	میں	اس	نشانی	لوگوں کے لئے	عقل رکھتے ہیں	

کرتے ہو) بیشک اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں

(٦٤) وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ الْكِتٰبَ الْقُرْاٰنَ
اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمْ لِلنَّاسِ الَّذِي اخْتَلَفُوْا
فِيْهِ مِنْ اَمْرِ الدِّيْنِ وَهُدًى عَطْفٌ
عَلٰى لِتُبَيِّنَ وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ بِهٖ

(٦٤) اور ہم نے تیری طرف قرآن کو اس لئے اتارا کہ لوگوں پر ظاہر کردو وہ امور دین کے جنہیں اختلاف کرتے تھے اور یہ قرآن راہ بتلاتا ہے اور رحمت ہے ان کے واسطے جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔

(٦٥) وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ
الْاَرْضَ بِالنَّبَاتِ بَعْدَ مَوْتِهَا يُبْسِهَا
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرِ لَاٰيَةً دَالَّةً
عَلَى الْبَعْثِ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○ سِمَاعَ تَدَبُّرٍ

(٦٥) اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پس زندہ کیا بسبب اس کے زمین کو بعد اس کے خشک ہو جانے کے یعنی سبزہ جمایا بیشک اس مذکور میں نشانی ہے زندہ ہو کر اٹھنے کی ان لوگوں کیلئے جو غور سے سنتے ہیں۔

(٦٦) وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً
اِعْتِبَارًا نُسْقِيْكُمْ بَيَانٌ لِلْعِبْرَةِ
مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ اَيِ الْاَنْعَامِ مِنْ
لِلْاِبْتِدَاءِ مُتَعَلِّقَةٌ بِنُسْقِيْكُمْ
بَيْنِ فَرْثٍ ثُفْلِ الْكَرِشِ وَّدَمٍ
لَّبَنًا خَالِصًا لَا يَشُوْبُهٗ شَيْءٌ مِنَ
الْفَرْثِ وَالدَّمِ مِنْ طَعْمٍ اَوْ لَوْنٍ
اَوْ رِيْحٍ وَهُوَ بَيْنَهُمَا سَآئِغًا
لِّلشّٰرِبِيْنَ ○ سَهْلُ الْمُرُوْرِ فِيْ
حَلْقِهِمْ لَا يَغُصُّ بِهٖ

(٦٦) وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً الخ اور بیشک تم کو عبرت پکڑنی چاہیے چارپایوں کو دیکھ کر اس عبرت کا بیان اس آیت میں ہے نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ الخ ہم ان کے پیٹ میں سے گوبر اور خون سے نکالکر تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جس میں نہ گوبر اور خون کا مزہ نہ رنگ اور نہ بُو حالانکہ وہ انہیں میں سے نکلتا ہے جو پینے والوں کے گلوں میں آسانی سے اتر جاتا ہے جو خوشگوار ہے حلق میں نہیں اٹکتا۔

(٦٧) وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ ثَمَرٌ
تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا خَمْرًا تُسْكِرُ
سُمِّيَتْ بِالْمَصْدَرِ وَهٰذَا قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا
وَّرِزْقًا حَسَنًا كَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالْخَلِّ

(٦٧) اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں وہ پھل ہے جس سے شراب بناتے ہو (سکر اصل میں مصدر ہے خمر کا نام رکھ دیا گیا جو بمعنی مُسکر ہے اور یہ حکم قبل تحریم خمر کے ہے)۔ اور بناتے ہو ان پھلوں سے عمدہ رزق جیسے چھوارے اور منقیٰ اور سرکہ اور شیرہ۔

وَالَّذِیْنَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ الْمَذْکُوْرِ لَاٰیَۃً عَلٰی قُدْرَتِہٖ تَعَالٰی لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○ یَتَدَبَّرُوْنَ

بیشک اس مذکور میں اللہ کی قدرتِ کاملہ کی علامت ہے ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں اور غور کرتے ہیں -

تشریح

(۶۴) قرآن صداقت کی پائیدار بنیاد سامنے رکھتا ہے | لوگ اپنے اپنے غلط گمانوں میں مبتلا رہتے ہیں اور باپ دادا سے جو غلط چیزیں چلی آرہی ہیں ان کی تقلید چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور اس طرح وہ مختلف مسلکوں اور مذہبوں میں بٹ جاتے ہیں. ہم نے جو قرآن نازل کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے صداقت کی ایک شاہراہ آجائے اور حقیقت وسچائی کی مضبوط بنیاد پر وہ اپنی زندگی کی تعمیر کریں. یہ قرآن ہدایت ہے اور جو لوگ واقعی راہ ہدایت کے متلاشی ہیں ان کے لئے اللہ کی رحمت ہے. اب اس کے بعد بھی اگر کوئی تسلیم نہیں کرتا تو یہ اس کا اپنا فعل ہے وہ جانے اور اس کا کام جانے۔

(۶۵) مردہ زمین کی طرح مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائیگا | پچھلے پیغمبروں کی طرح حضور نبی کریم ؐ جس دین یعنی اسلام کی طرف لوگوں کو بلا رہے تھے اس میں وحدتِ الٰہ اور رسالت کے علاوہ دعوت کا تیسرا ستون یہ تھا کہ اس دنیا کی زندگی گذار لے کے بعد جب انسان موت کی آغوش میں چلا جائیگا تو اللہ تعالٰی اسکو عالم آخرت میں دوبارہ زندگی عطا کریں گے. موت کے بعد زندگی کیونکہ سامنے نظر نہیں آتی اسلئے سمجھانے کیلئے ایک دل نشین مثال پیش کی گئی ہے کہ ہر سال تمہارے سامنے یہ منظر آتا ہے کہ خشک زمین بارش کے چھینٹے پڑتے ہی سرسبز وشاداب نظر آنے لگتی ہے اور زمین کی تہہ میں دبی ہوئی بے شمار جڑیں برسات کے ساتھ ہی ہری ہوجاتی ہیں کہ جس طرح اللہ تعالٰی مردہ زمین کو برسات کے پانی سے زندگی دیتے ہیں اسی طرح اللہ کی یہ کتاب قرآن مجید تمہارے مردہ دلوں کو زندگی دے سکتی ہے اور تمہاری جہالت کو علم سے بدل سکتی ہے اور اللہ تعالٰی تمام انسانوں کو مرنے کے بعد زندہ کرسکتے ہیں. جب برسات کے پانی سے مردہ زمین کو زندگی میں بدلا جاسکتا ہے تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے کہ اللہ تعالٰی موت کے بعد پھر زندگی دیدیں اور اگر تم دل کے کانوں سے نبی کی بات کو سنو تو تمہارے مردہ دل زندہ ہو اٹھیں. سننے والوں کے لئے اسمیں ایک نشانی موجود ہے۔

(۶۶) اللہ کی قدرت کے نشان چوپائے میں بھی پائے جاتے ہیں | اللہ تعالٰی کی قدرت اور اس کی حکمت کے نشانات چپے چپے پر موجود ہیں. ذرا ان چوپاؤں پر بھی نظر ڈالو جو تمہارے گھروں میں پلتے ہیں. یہ اونٹ گائے بھینس بکریاں گھاس وغیرہ کی شکل میں جو چارہ کھاتے ہیں وہ ان کے پیٹ میں پہنچ کر تین طرح کی چیزوں میں تقسیم ہوجاتا ہے. ایک طرف تو ان کی غذا اور چارے سے خون بنتا ہے. دوسری طرف فضلہ جو باہر نکل جاتا ہے اور ان میں جو مادہ جانور ہیں اسی چارے اور غذا سے ایک نہایت صاف وشفاف اور پاکیزہ چیز تیار ہوتی ہے اور وہ ہے دودھ جو اُن کے بچوں کی ضرورت پوری کرنے کے بعد انسان کے لئے بہترین غذا فراہم کرتا ہے. اس دودھ سے کیسی کیسی چیزیں بنتی ہیں پنیر، دہی اور کس کس طرح سے یہ دودھ انسانوں کے کام آتا ہے کبھی تم نے غور کیا کہ اللہ اپنی قدرت سے اور اپنی حکمت سے ان جانوروں سے کیسی پاک طیب اور خوشگوار غذا تمہارے لئے فراہم کرتا ہے. کیا اس میں اللہ کی نشانی موجود نہیں ہے . ؟

(۶۷) پھلوں کی پیداوار میں بھی اللہ کی نشانی موجود ہے | اب ذرا پھلوں کی طرف آؤ کھجور کے درخت اور انگور کی بیلوں سے جہاں تم رزق حاصل کرتے ہو وہیں ان چیزوں کو غلط استعمال کرکے نشہ آور چیزیں بنالیتے ہو. اللہ تعالٰی نے ان پھلوں میں وہ مادہ پیدا کردیا ہے جو انسان کے لئے حیات بخش غذا بن جاتا ہے اور اگر آدمی ان کو غلط استعمال کرنا چاہے تو ان کو سڑا کر الکحل میں تبدیل کرکے شراب بھی بنالیتا ہے یہ انسان کا اپنا انتخاب ہے کہ وہ ان چیزوں کو اچھے استعمال میں لاتا ہے یا برے استعمال میں. بہرحال اس میں سمجھدار لوگوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں اب اگر کوئی اپنی عقل کو نشے کے ذریعہ زائل کرلے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے ۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا

بُيُوْتًا	الْجِبَالِ	مِنَ	اتَّخِذِيْ	اَنِ	النَّحْلِ	اِلَى	رَبُّكَ	وَاَوْحٰى
گھر (جمع)	پہاڑ (جمع)	سے ۔ میں	بنا لے	کہ	شہد کی مکھی	طرف کو	تمہارا رب	اور الہام کیا

اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنالے

وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾

يَعْرِشُوْنَ	وَمِمَّا	الشَّجَرِ	مِنَ	وَّ
چھتریاں بناتے ہیں	اور اس سے جو	درخت	سے میں	اور

اور درختوں میں، اور اس جگہ جہاں وہ چھتریاں بناتے ہیں

۶۸ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ وَحْيَ اِلْهَامٍ اَنْ مُفَسِّرَةٌ اَوْ مَصْدَرِيَّةٌ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا تَاْوِيْ اِلَيْهَا وَّمِنَ الشَّجَرِ بُيُوْتًا وَّمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ اَيِ النَّاسُ يَبْنُوْنَ لَكَ مِنَ الْاَمَاكِنِ وَاِلَّا لَمْ تَاْوِ اِلَيْهَا

۶۸ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا الخ
اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو الہام فرمایا کہ پہاڑوں میں اپنے رہنے کو گھر بنا وے اور درختوں میں اور ان مکانات اور ٹیلوں میں جو آدمی تیرے رہنے کو بناتے ہیں۔

تشریح

۶۸ **شہد کی مکھی میں اللہ کی نشانیاں موجود ہیں** شہد کی مکھی ایک چھوٹا سا جانور ہے یہ پہاڑوں میں درختوں میں اور انگور وغیرہ کی بیل چڑھانے میں جو ٹٹیاں باندھتے ہیں اور عمارتوں میں اپنا چھتہ بناتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فطری تعلیم کے ذریعہ اسکو یہ بات سکھاتی ہے کہ وہ ایک معمولی جانور ہونے کے باوجود بڑی کاریگری سے اپنا چھتہ تیار کرتی ہے اور وہ چھتہ "مسدس متساوی الاضلاع" کی طرح ہوتا ہے یعنی چھ کونوں والا ایسا گھر جس کے تمام خانے بالکل برابر ہوتے ہیں بغیر مسطر اور پرکار کے اس کا گھر ٹھیک ٹھیک ایک ہی شکل کا ہوتا ہے یہ چھ گوشہ گھر اس طرح ہوتا ہے کہ درمیان میں کوئی جگہ خالی نہیں رہتی ان میں اتنا ڈسپلن ہوتا ہے کہ ساری مکھیاں ایک بڑی مکھی کے ماتحت پوری فرمانبرداری کے ساتھ کام کرتی ہیں وہ بڑی مکھی جو اُن کی ملکہ ہوتی ہے اسکو یَعْسُوْبْ کہا جاتا ہے۔ فطرت کی یہ تعلیم جس کو قرآن پاک میں وحی سے تعبیر کیا گیا ہے یہ اللہ کی طرف سے اپنی مخلوق کو دی گئی وہ تعلیم ہے جو کسی اسکول اور مدرسے میں نہیں دی جاتی بظاہر کوئی معلم اور طالب علم نظر نہیں آتا جو کچھ سکھایا جاتا ہے ظاہری اسباب کے بغیر ہوتا ہے اس لئے اس کو وحی کہتے ہیں یہ وحی جب اللہ کے پیغمبروں پر نازل ہوتی ہے تو اس میں پیغمبر کو پورا شعور ہوتا ہے کہ یہ وحی اللہ کی طرف سے آرہی ہے۔ وحی اسلئے نازل ہوتی ہے کہ نبی اس کے ذریعے انسانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ پیغمبروں کے علاوہ دوسری چیزوں پر جو وحی ہوتی ہے ان میں ان کو وحی کا شعور نہیں ہوتا بس بات ان تک پہنچ جاتی ہے اور وہ اس کے مطابق کرنے لگتے ہیں۔ اسی کو فطرت کہتے ہیں۔ غرض وحی کی کئی قسمیں ہیں۔ انسان غور و فکر کے بعد جب کسی صحیح نتیجے پر پہنچتا ہے تو وہ بھی ایک طرح کی وحی ہوتی ہے۔ بڑے بڑے کارنامے انجام دینے والے اچانک کسی بات کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں جیسے کسی نے کوئی بات ان کے دل میں ڈال دی ہو۔ یہ بھی وحی ہوتی ہے۔ شہد کی مکھی کا اس طرح گھر بنانا یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو غور و فکر کی دعوت دیتی ہے۔

ثُمَّ كُلِي مِن كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ

ثُمَّ	كُلِي	مِنْ	كُلِّ + الثَّمَرٰتِ	فَاسْلُكِي	سُبُلَ	رَبِّكِ
پھر	کھا	سے۔کے	ہر قسم کے پھل	پھر چل	راستے	اپنا رب

پھر کھا ہر قسم کے پھل پھر اپنے رب کے نرم و ہموار راستوں

ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ

ذُلُلًا	يَخْرُجُ	مِنْ	بُطُوْنِهَا	شَرَابٌ	مُّخْتَلِفٌ
نرم و ہموار	نکلتی ہے	سے	انکے پیٹ (جمع)	پینے کی ایک چیز	مختلف

پر چل۔ ان کے پیٹوں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے (شہد) اس کے

اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اَلْوَانُهٗ	فِيْهِ	شِفَاءٌ	لِّلنَّاسِ	اِنَّ	فِيْ	ذٰلِكَ
اس کے رنگ	اس میں	شفاء	لوگوں کیلئے	بیشک	میں	اس

رنگ مختلف ہوتے ہیں اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ بیشک اس میں اُن

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ

لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّتَفَكَّرُوْنَ	وَ اللّٰهُ	خَلَقَكُمْ	ثُمَّ
نشانی	لوگوں کیلئے	سوچتے ہیں	اور اللہ	پیدا کیا تمہیں	پھر

لوگوں کے لئے نشانی ہے جو سوچتے ہیں اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر وہ تمہیں

يَتَوَفّٰكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

يَتَوَفّٰكُمْ	وَ	مِنْكُمْ	مَّنْ	يُّرَدُّ + اِلٰٓى	اَرْذَلِ	الْعُمُرِ
وہ موت دیتا ہے تمہیں	اور	تم میں سے بعض	جو	لوٹایا (پہنچایا) جاتا ہے طرف	ناکارہ۔ناقص	عمر

موت دیتا ہے اور تم میں سے بعض کو ناکارہ عمر کی طرف پہنچایا جاتا ہے۔

ع ۹ ۱۵ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٧٠﴾

لِكَيْ	لَا + يَعْلَمَ	بَعْدَ عِلْمٍ	شَيْـًٔا	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	قَدِيْرٌ
تاکہ	وہ بے علم ہو جائے	بعد علم	کچھ	بیشک	اللہ	جاننے والا	قدرت والا

تاکہ وہ بے علم ہو جائے کچھ علم کے بعد بیشک اللہ جاننے والا، قدرت والا ہے۔

(٦٩) ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي اُدْخُلِي سُبُلَ رَبِّكِ طُرُقَهُ فِي طَلَبِ الْمَرْعٰى ذُلُلًا جَمْعُ ذَلُولٍ حَالٌ مِنَ السُّبُلِ أَيْ مُسَخَّرَةٌ لَكِ فَلَا تَعْسُرُ عَلَيْكِ وَإِنْ تَوَعَّرَتْ وَلَا تَضِلِّيْ عَنِ الْعَوْدِ مِنْهَا وَإِنْ بَعُدَتْ وَقِيلَ حَالٌ مِنَ الضَّمِيرِ فِي اُسْلُكِي أَيْ مُنْقَادَةً لِمَا يُرَادُ مِنْكِ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ هُوَ الْعَسَلُ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ مِنَ الْأَوْجَاعِ قِيلَ لِبَعْضِهَا كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ تَنْكِيرُ شِفَاءٍ أَوْ لِكُلِّهَا بِضَمِيمَةٍ إِلٰى غَيْرِهِ أَقُولُ وَبِدُونِهَا بِنِيَّتِهِ وَقَدْ أَمَرَ بِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○ فِي صُنْعِهِ تَعَالٰى

(٦٩) پھر کھا تو ہر قسم کے پھلوں سے اور گھس جا تو اپنے رب کے راستوں میں خوراک کی تلاش میں وہ راستے تیرے لئے آسان کر دئے گئے ہیں اس لئے باوجود دشواری کے تجھکو وہاں جانا دشوار نہ ہوگا اور باوجود دور ہونے کے واپس ہونے میں تو راستہ نہ بھولی اور بعض مفسرین نے کہا ذُلُلاً حال ہے ضمیر اسکی سے اسوقت معنی یہ ہیں کہ تو تابع ہے حکم الٰہی کے جو تجھ سے ارادہ کیا جاوے۔

ان کے پیٹ سے شہد نکلتا ہے جس کا رنگ مختلف ہے اسمیں شفا ہے آدمیوں کو تکلیفوں اور بیماریوں سے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ مراد بعض بیماریاں ہیں جیسا کہ شفا کے نکرہ لانے سے معلوم ہوتا ہے۔ یا تمام بیماریوں سے شفا ہے اس کے ساتھ اور دوائیں ملاکر۔ میں کہتا ہوں کہ ملانے کی بھی کچھ ضرورت نہیں اگر نیت خالص ہو۔ اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کے کھانے کا حکم فرمایا اس شخص کو جس کا پیٹ چلتا تھا دستوں سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔

بیشک اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو صنعت الٰہی میں فکر کرتے ہیں۔

(٧٠) وَاللهُ خَلَقَكُمْ وَلَمْ تَكُونُوا شَيْئًا ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ عِنْدَ انْقِضَاءِ آجَالِكُمْ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ أَيْ أَخَسِّهِ مِنَ الْهَرَمِ وَالْخَرَفِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا قَالَ عِكْرِمَةُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ لَمْ يَصِرْ بِهٰذِهِ الْحَالَةِ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ بِتَدْبِيرِ خَلْقِهِ قَدِيرٌ ○ عَلٰى مَا يُرِيدُهُ۔

(٧٠) اور اللہ نے تم کو پیدا کیا حالانکہ تم کوئی چیز نہ تھے پھر وہ تم کو وفات دیویگا جبکہ موت کا وقت آجاوے گا اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو نکمی عمر تک پہنچائے جاتے ہیں یعنی بوڑھے ہوکر انکے حواس درست نہیں رہتے تاکہ نہ جانے کوئی چیز بعد اسکے کہ سب کچھ جانتا تھا۔ عکرمہ کہتے ہیں جس نے قرآن پڑھا وہ اس حالت کو نہیں پہونچیگا۔

بیشک اللہ اپنی مخلوق کی تدبیر کو جانتا ہے قدرت والا ہے جو چاہے کرے۔

تشریح

(۶۹) **شہد کی مکھی کے نظام اور طریقۂ کار میں اللہ کی نشانی پائی جاتی ہے** شہد کی مکھی جس طرح مختلف قسم کے پھولوں سے رس چوستی ہے اور یہ پورا مکھیوں کا گروہ منظم طریقے سے کام کرتا ہے اس مقررہ نظام میں اللہ کی نشانی موجود ہے کہ اس نے کس طرح ایک چھوٹے سے جانور میں یہ فطری صلاحیت رکھ دی ہے۔ اور پھولوں کا رس حاصل کرنے کے لئے وہ دور دور تک چلی جاتی ہے اور پھر بلا تکلف اپنے چھتے پر واپس آتی ہے اور راستہ بھولتی نہیں ہے پھر اس سے جو شہد تیار ہوتا ہے وہ ایک مزیدار غذا ہونے کے علاوہ بہت سی بیماریوں کے لئے باعثِ شفاء ہے۔ شہد میں یہ عجیب خاصیت ہے کہ وہ نہ خود سڑتا ہے اور جس چیز میں شہد ملا ہو اُسے سڑنے نہیں دیتا اسلئے اطبا مختلف قسم کے معجونوں اور خمیروں میں شہد استعمال کرتے ہیں۔ شربتوں اور مختلف لکوئیڈ دواؤں میں شہد میں آمیزش اسلئے ہوتی ہے کہ وہ ان چیزوں کو سڑنے نہیں دیتا۔

حضرت شاہ عبدالقادر رح نے ایک بڑے لطیف نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان آیتوں میں کہ جانور کے پیٹ میں جو غذا پہنچتی ہے اس سے خون اور گوبر کے علاوہ پاک وصاف دودھ نکلتا ہے۔ انگور اور کھجور جہاں اس سے نشہ پیدا ہوتا ہے وہاں پاک روزی بھی ملتی ہے اور مکھی کے پیٹ سے صاف اور پاکیزہ شہد نکلتا ہے اس سے اشارہ ہے کہ برائی میں سے بھی بھلائی نکل سکتی ہے، جاہلوں کی اولاد بھی عالم ہوسکتی ہے، گمراہی سے بھی ہدایت ابھر سکتی ہے جیسا کہ تاریخ میں بارہا ہوا ہے کہ بروں کی اولاد نیک، جاہلوں کی اولاد عالم اور گمراہوں کی نسل سے ہدایت یافتہ لوگ پیدا ہوئے ہیں۔

(۷۰) **موت وحیات اور انسانی وجود کے مختلف مرحلوں میں اللہ کی نشانیاں پائی جاتی ہیں** حضرت محمد رسول اللہ ؐ کی دینی دعوت میں سب سے اہم بنیاد یہ تھی کہ صرف ایک اللہ ہی انسانوں کا معبود ہے وہی ہے جس کی اطاعت کی جانی چاہیئے وہی سب کا مشکل کشا اور فریاد رس ہے اس کے مقابلے میں شرکیہ نظام بالکل بے بنیاد اور پھس پھسا ہے جسمیں سوائے اوہام اور تخیلات کے کوئی صداقت نہیں ہے۔ آپ کی دعوت کی دوسری اہم بنیاد آخرت کی زندگی کا تصور ہے۔ آخرت کی زندگی کا یہ تصور پورے نظام اخلاق کو اس بنیاد پر قائم کرتا ہے کہ انسان اپنے اعمال کے لئے اللہ کے سامنے جوابدہ ہے، مرنے کے بعد وہ دوبارہ زندہ ہوگا اور اس کو اپنے کئے ہوئے کا حساب دینا پڑیگا۔ اس کے لئے توجہ دلائی گئی کہ کائنات کے آثار پر نظر ڈال کر دیکھو جو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ان سب چیزوں کا پیدا کرنے والا تمہارے لئے بہترین غذائیں فراہم کرنے والا وہی حکیم ورحیم رب ہے جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور ان تمام چیزوں کو بھی۔ دھیان دلایا گیا کہ جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے۔ اسی طرح تمہیں بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ پرورش کا سارا انتظام ہی نہیں زندگی اور موت کا سارا نظام اللہ کے قبضے میں ہے اسی نے پیدا کیا ہے وہی موت دیتا ہے۔ پھر ذرا اپنے وجود کو دیکھو ایسے بھی لوگ ہیں جو بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں۔ جوانی میں جو علم حاصل کیا عہدِ شباب میں جو طاقتور اور صاحب عقل تھا کس طرح بڑھاپے میں پہنچ کر وہ سب کچھ فراموش کر دیتا ہے اور گوشت کا ایک لوتھڑا بن کر رہ جاتا ہے۔ جو علم اللہ نے دیا تھا وہی اس کو چھین بھی لیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالےٰ اپنے علم اور قدرت میں ہر طرح سے کامل ہے جتنا چاہے جس کو دے اور جب چاہے واپس لے لے۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کامل کے بعد ناقص کا ہونا، جوانی کے بعد بڑھاپے کا آنا، علم کے بعد پھر علم کا چھن جانا اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس امت میں کامل لوگوں کے بعد پھر ناقص لوگ پیدا ہونے لگیں گے۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ج

وَاللّٰهُ	فَضَّلَ	بَعْضَكُمْ	عَلٰى	بَعْضٍ	فِي	الرِّزْقِ
اور اللہ	فضیلت دی	تم میں سے بعض	پر	بعض	میں	رزق

اور اللہ نے فضیلت دی تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں۔

فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ

فَمَا	الَّذِيْنَ	فُضِّلُوْا	بِرَآدِّيْ	رِزْقِهِمْ	عَلٰى	مَا مَلَكَتْ
پس نہیں	وہ لوگ جو	فضیلت دیے گئے	لوٹا دینے والے	اپنا رزق	پر۔کو	جو مالک ہوئے

پس جن لوگوں کو فضیلت دی گئی وہ اپنا رزق لوٹانے (دینے والے) نہیں انہیں جن کے

اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ط اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ (71)

اَيْمَانُهُمْ	فَهُمْ	فِيْهِ	سَوَآءٌ	اَفَبِنِعْمَةِ	اللّٰهِ	يَجْحَدُوْنَ
ان کے ہاتھ	پس وہ	اس میں	برابر	پس کیا۔نعمت سے	اللہ	وہ انکار کرتے ہیں

مالک ان کے ہاتھ ہیں (اپنے مملوکوں کو) کہ وہ اس میں برابر ہو جائیں، پس کیا وہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

وَاللّٰهُ	جَعَلَ	لَكُمْ	مِّنْ	اَنْفُسِكُمْ	اَزْوَاجًا	وَّجَعَلَ	لَكُمْ
اور اللہ	بنایا	تمہارے لئے	سے	تم میں سے	بیویاں	اور بنایا (پیدا کیا)	تمہارے لئے

اور اللہ نے تم میں سے تمہارے لئے تمہاری بیویاں بنائیں اور تمہاری عورتوں سے تمہارے

مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ

مِّنْ	اَزْوَاجِكُمْ	بَنِيْنَ	وَحَفَدَةً	وَّرَزَقَكُمْ	مِّنَ
سے	تمہاری بیویاں	بیٹے	اور پوتے	اور تمہیں عطا کیا	سے

لئے پیدا کئے بیٹے اور پوتے۔ اور تمہیں پاک چیزیں

الطَّيِّبٰتِ ط اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ

الطَّيِّبٰتِ	اَفَبِالْبَاطِلِ	يُؤْمِنُوْنَ	وَبِنِعْمَتِ	اللّٰهِ	هُمْ
پاک چیزیں	تو کیا باطل کو	وہ مانتے ہیں	اور نعمت	اللہ	وہ

عطا کیں تو کیا وہ باطل کو مانتے ہیں؟ اور وہ اللہ کی نعمت کا انکار

يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ

لَهُمْ	لَا يَمْلِكُ	مَا	اللّٰهِ	دُوْنِ	مِنْ	يَعْبُدُوْنَ	وَ	يَكْفُرُوْنَ
انکے لئے	اختیار نہیں	جو	اللہ	سوا	سے	پرستش کرتے ہیں	اور	انکار کرتے ہیں

کرتے ہیں اور اللہ کے سوا ان کی پرستش کرتے ہیں جنہیں اختیار نہیں ان کے

رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾

يَسْتَطِيْعُوْنَ	وَّلَا	شَيْئًا	وَالْاَرْضِ	السَّمٰوٰتِ	مِّنَ	رِزْقًا
وہ قدرت رکھتے ہیں	اور نہ	کچھ	اور زمین	آسمانوں	سے	رزق

لئے رزق کا آسمانوں اور زمین سے کچھ بھی، اور نہ وہ قدرت رکھتے ہیں۔

(۷۱) وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ
فِي الرِّزْقِ فَمِنْكُمْ غَنِيٌّ وَفَقِيْرٌ وَ
مَالِكٌ وَمَمْلُوْكٌ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا
اَيِ الْمَوَالِيْ بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ اَيْ بِجَاعِلِيْ
مَا رَزَقْنَاهُمْ مِنَ الْاَمْوَالِ وَ
غَيْرِهَا شَرِكَةً بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ
مَمَالِيْكِهِمْ فَهُمْ اَيِ الْمَمَالِيْكُ
وَالْمَوَالِيْ فِيْهِ سَوَآءٌ شُرَكَاءُ
الْمَعْنٰى لَيْسَ لَهُمْ شُرَكَاءُ مِنْ
مَمَالِيْكِهِمْ فِيْ اَمْوَالِهِمْ فَكَيْفَ
يَجْعَلُوْنَ بَعْضَ مَمَالِيْكِ اللّٰهِ
شُرَكَاءَ لَهُ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ
يَجْحَدُوْنَ ۝ يَكْفُرُوْنَ حَيْثُ
يَجْعَلُوْنَ لَهُ شُرَكَاءَ

(۷۱) وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ الخ اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں بڑائی دی کہ بعض تم میں سے دولتمند ہیں اور بعض محتاج اور بعض مالک اور بعض مملوک۔ سو جنکو بزرگی سرداری دی گئی وہ اپنی روزی اپنے غلاموں کو نہیں دیتے یعنی اپنے مالوں وغیرہ میں اپنے غلاموں کو شریک نہیں کرتے کہ غلام اور آقا برابر کے شریک ہو جاویں۔

حاصل یہ ہے کہ جب آدمیوں کی یہ کیفیت ہے کہ ان کے غلام ان کے مالوں میں شریک نہیں ہو سکتے تو پھر اللہ کے بندوں کو اس کا شریک کیونکر ٹھیراتے ہیں۔

پس کیا یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ کہ اسکے لئے شریک بتلاتے ہیں۔

(۷۲) وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
اَزْوَاجًا فَخَلَقَ حَوَّاءَ مِنْ ضِلَعِ اٰدَمَ
وَسَائِرَ النَّاسِ مِنْ نُطَفِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ
وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ
بَنِيْنَ وَحَفَدَةً اَوْلَادَ الْاَوْلَادِ

(۷۲) اور اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جانوں سے تمہاری بیبیاں پیدا کیں چنانچہ حوا کو آدم کی پسلی سے بنایا اور تمام آدمی مردوں اور عورتوں کے نطفوں سے بنائے اور تمہارے لئے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں پیدا کیں۔

وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبٰتِ مِنْ اَنْوَاعِ الثِّمَارِ وَالْحُبُوْبِ وَالْحَيْوَانِ
اَفَبِالْبَاطِلِ الصَّنَمِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ○ بِاِشْرَاكِهِمْ

اور تم کو عمدہ چیزیں کھانے کو دیں یعنی ہر قسم کے پھل اناج اور جانور تمہارے کھانے کو پیدا کئے۔
پس کیا وہ لوگ بت پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اس کے لئے شریک بنا کر۔

(۷۳) وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَىْ غَيْرِهٖ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ بِالْمَطَرِ وَالْاَرْضِ بِالنَّبَاتِ شَيْئًا بَدَلٌ مِنْ رِزْقًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ○ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ وَهُوَ الْاَصْنَامُ

(۷۳) اور کافر اللہ کے سوا ان کو پوجتے ہیں جو نہ آسمان سے پانی برسا کر ان کو روزی پہنچا سکتے ہیں نہ زمین سے اناج وغیرہ پیدا کر کے ان کو کچھ کھلا سکتے ہیں اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے (مراد اُن سے بت ہیں۔)

تشریح

(۷۱) کیا مالک اور غلام برابر ہیں ؟ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ نے رزق کے معاملے میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے کسی کو ڈھیر سارا مال دے دیا۔ کتنے ہی نوکر چاکر اس کے یہاں کام کر رہے ہیں کیا کبھی دیکھا ہے کہ کوئی مال کا مالک اپنا سارا مال اپنے نوکروں کو دیدے کہ دونوں برابر کے حصے دار بن جائیں۔ جب دنیا میں مالک اور مملوک آقا اور غلام مالک اور نوکر کا فرق ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ غلام اور آقا کو ایک سطح پر رکھا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملے میں بجائے اس کے کہ مالک کو مالک سمجھا جائے اور اس کی شکر گزاری کی جائے غلاموں کی شکر گزاری کو جو بہر حال اللہ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں کیسے درست سمجھا جائے۔ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ غیر اللہ کو ادا کرنا دراصل اللہ کی نعمتوں کا انکار ہے۔

جسطرح روزی اور دوسرے معاملات میں اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اگر علم و عرفان اور کمالات نبوت میں کسی شخص کو اللہ نے ممتاز کر دیا ہے تو اس کو اللہ کی حکمت اور اس کی مصلحت ہی سمجھنا چاہئیے کوئی وجہ نہیں کہ کوئی ہٹ دھرمی کر کے اس کی فضیلت کا انکار کرے۔

(۷۲) اللہ تعالےٰ کے احسانات اللہ تعالےٰ کے بے شمار احسانات میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے جوڑے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کی رفاقت میں سکون حاصل کرو پھر تمہیں ان بیویوں سے بیٹے اور پوتے عطا کئے اور تمہیں اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں ان سب چیزوں کو دیکھتے ہوئے بھی کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری قسمتوں کو بنانا اور بگاڑنا تمہاری مرادیں برلانا تمہاری دعائیں سننا تمہیں اولاد دینا اللہ کے سوا کسی اور کے قبضے میں ہے۔ یا اللہ کے ساتھ ان نعمتوں کے عطا کرنے میں کوئی دوسرا بھی شریک ہے ؟ پھر تم دنیا کی زندگی میں حسن و بقا کے لئے ان چیزوں کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہو تو یہ بھی تسلیم کرو کہ آخرت کی کامیابی کے لئے اللہ نے تمہیں اپنے دین کی نعمت اپنی کتابوں اور نبیوں کے ذریعے عطا کی ہے۔

اللہ کے ساتھ دوسروں کو ان نعمتوں کی عطا میں کسی حیثیت سے بھی شریک کرنا دراصل اللہ کے احسانات کا انکار ہے۔

(۷۳) اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے ؟ جب اللہ کے سوا کوئی رزق کا مالک نہیں ہے، آسمان سے بارش وہی برساتا ہے اور زمین سے غلہ وہی اُگاتا ہے تو پھر قادر مطلق کی عبادت میں کوئی کیسے شریک ہو سکتا ہے جبکہ یہ کام اللہ کے سوا کسی کے بس میں ہی نہیں ہے۔ نہ اس وقت ان کو کوئی اختیار حاصل ہے اور نہ آئندہ حاصل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا

فَلَا تَضْرِبُوْا	لِلّٰهِ	الْاَمْثَالَ	اِنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	وَاَنْتُمْ	لَا
پس نہ چسپاں کرو	اللہ کیلئے، پر	مثالیں	بیشک	اللہ	جانتا ہے	اور تم	نہیں

پس چسپاں نہ کرو اللہ پر مثالیں بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى

تَعْلَمُوْنَ	ضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا	عَبْدًا	مَّمْلُوْكًا	لَّا يَقْدِرُ	عَلٰى
جانتے	بیان کیا	اللہ	ایک مثال	ایک غلام	ملک میں آیا ہوا	وہ اختیار نہیں رکھتا	پر

اللہ نے ایک مثال بیان کی (کسی کی) ملک میں آئے ہوئے غلام کی جو کسی چیز پر اختیار

شَیْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ

شَیْءٍ	وَّمَنْ	رَّزَقْنٰهُ	مِنَّا	رِزْقًا	حَسَنًا	فَهُوَ	يُنْفِقُ	مِنْهُ	سِرًّا	وَّجَهْرًا
کسی چیز	اور جو	ہم نے اسے رزق دیا	اپنی طرف سے	رزق	اچھا	سو وہ	خرچ کرتا ہے	اس سے	پوشیدہ	اور ظاہر

نہیں رکھتا اور (دوسرا) وہ جسے ہم نے اچھا رزق دیا سو وہ اس سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا ہے

هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

هَلْ	يَسْتَوٗنَ	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	بَلْ	اَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ
کیا	وہ برابر ہیں	تمام تعریف اللہ کے لئے	بلکہ	ان میں سے اکثر	نہیں جانتے

کیا وہ (دونوں) برابر ہیں؟ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، بلکہ (لیکن) انھیں سے اکثر نہیں جانتے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ

وَضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا	رَّجُلَيْنِ	اَحَدُهُمَآ	اَبْكَمُ
اور بیان کیا	اللہ	ایک مثال	دو آدمی	ان میں سے ایک	گونگا

اور اللہ نے دو آدمیوں کی ایک مثال بیان کی ان میں سے ایک گونگا ہے۔ وہ

لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا

لَا يَقْدِرُ	عَلٰى شَیْءٍ	وَّهُوَ	كَلٌّ	عَلٰى	مَوْلٰىهُ	اَيْنَمَا
وہ اختیار نہیں رکھتا	کسی چیز پر	اور وہ	بوجھ	پر	اپنا آقا	جہاں کہیں

اختیار نہیں رکھتا کسی چیز پر، اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے۔ وہ جہاں کہیں

يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ

يُوَجِّهْهُ	لَا يَأْتِ	بِخَيْرٍ	هَلْ	يَسْتَوِي	هُوَ	وَمَنْ	يَأْمُرُ
وہ بھیجے اسکو	وہ نہ لائے	کوئی بھلائی	کیا	برابر	وہ یہ	اور جو	حکم دیتا ہے

اسے بھیجے وہ کوئی بھلائی نہ لائے۔ کیا برابر ہے یہ اور وہ جو انصاف کا حکم

۱۰ ع ۲ ۱۶

بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۷۶﴾

بِالْعَدْلِ	وَهُوَ	عَلَىٰ	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِيمٍ
انصاف کے ساتھ	اور وہ	پر	راہ	سیدھی

دیتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے۔

﴿۷۴﴾ فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ ۚ لَا تَجْعَلُوا
لِلَّهِ أَشْبَاهًا تُشْرِكُونَهُمْ بِهِ
إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنْ لَا مِثْلَ لَهُ
وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ ذٰلِكَ

﴿۷۴﴾ سو اللہ کے واسطے شریک نہ بناؤ اور اس کے مثل کسی کو نہ سمجھو بیشک اللہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مثل نہیں اور تم اس کو نہیں جانتے۔

﴿۷۵﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا وَيُبْدَلُ مِنْهُ
عَبْدًا مَّمْلُوكًا صِفَةٌ تُمَيِّزُهُ مِنَ
الْحُرِّ فَإِنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ تَعَالَىٰ لَا يَقْدِرُ
عَلَىٰ شَيْءٍ لِعَدَمِ مِلْكِهِ وَمَنْ نَكِرَةٌ
مَوْصُوفَةٌ أَيْ حُرًّا رَّزَقْنَاهُ مِنَّا
رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا
وَجَهْرًا أَيْ يَتَصَرَّفُ فِيهِ كَيْفَ
يَشَاءُ وَالْأَوَّلُ مَثَلُ الْأَصْنَامِ وَالثَّانِي
مَثَلُهُ تَعَالَىٰ هَلْ يَسْتَوُونَ أَيِ
الْعَبِيدُ الْعَجَزَةُ وَالْحُرُّ الْمُتَصَرِّفُ
لَا اَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ بَلْ أَكْثَرُهُمْ
أَيْ أَهْلُ مَكَّةَ لَا يَعْلَمُونَ ○
مَا يَصِيرُونَ إِلَيْهِ مِنَ الْعَذَابِ
فَيُشْرِكُونَ۔

﴿۷۵﴾ اللہ نے تمہارے لئے مثال بیان فرمائی ایک غلام مملوک کی جو کچھ قدرت نہیں رکھتا کیونکہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں۔

اور آزاد شخص کے جسکو ہم نے اپنے پاس سے عمدہ روزی دی۔ سو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپاکر اور ظاہر یعنی اس مال میں جسطرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے (اول مثل بتوں کی ہے یعنی غلام اور دوسرا یعنی آزاد شخص مثال اللہ تعالیٰ کی ہے)

کیا برابر ہو سکتے ہیں غلام عاجز اور آزاد شخص جو ہر طرح کے تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔ ہرگز نہیں۔
جمیع تعریف اللہ اکیلے کو ہے بلکہ اکثر آدمی یعنی مکہ والے اس کو نہیں جانتے کہ انکو کیسی مصیبت پیش آنے والی ہے اسلئے وہ شرک کرتے ہیں۔

﴿۷۶﴾ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا وَيُبْدَلُ مِنْهُ
رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ وُلِدَ

﴿۷۶﴾ اور اللہ نے مثال بیان فرمائی دو آدمیوں کی کہ ایک انمیں سے گونگا ہے پیدائشی۔

أَخْرَسُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ لِأَنَّهُ لَا يَفْهَمُ وَلَا يُفْهِمُ وَهُوَ كَلٌّ ثَقِيلٌ عَلٰى مَوْلَاهُ وَلِيِّ أَمْرِهِ أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ يُصَرِّفْهُ لَا يَأْتِ مِنْهُ بِخَيْرٍ بِنُجْحٍ وَهٰذَا مَثَلُ الْكَافِرِ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ أَيِ الْأَبْكَمُ الْمَذْكُورُ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ أَيْ وَمَنْ هُوَ نَاطِقٌ نَافِعٌ لِلنَّاسِ حَيْثُ يَأْمُرُ بِهِ وَيَحُثُّ عَلَيْهِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَهُوَ الثَّانِي الْمُؤْمِنُ لَا وَقِيلَ هٰذَا مَثَلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْأَبْكَمُ لِلْأَصْنَامِ وَالَّذِي قَبْلَهُ فِي الْكَافِرِ وَالْمُؤْمِنِ

کہ کسی امر کو نہیں کرسکتا کیونکہ نہ کچھ سمجھتا ہے نہ سمجھا سکتا ہے اور وہ اپنے سردار پر بوجھ ہے۔

وہ جس جگہ اس کو بھیجتا ہے اس سے کوئی بھلائی حاصل نہیں ہوتی اور مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اور یہ مثال کافر کی ہے۔ کیا یہ گونگا اور وہ شخص جو انصاف کا حکم کرتا ہے یعنی گویا ہے لوگوں کو نفع پہنچانے والا کہ حکم کرتا ہے بھلائی کا اور لوگوں کو اس پر برانگیختہ کرتا ہے اور وہ سیدھے راستے پر ہے، برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں!

یہ دوسری مثال مسلمان کی ہے۔ اور بعض نے کہا یہ مثال اللہ تعالیٰ کی ہے اور گونگا مثال بتوں کی ہے اور وہ مثل جو پہلے گذری مومن اور کافر کی ہے۔

تشریح

(۷۴) اللہ کو دنیوی بادشاہوں پر قیاس مت کرو: جس طرح دنیا میں بادشاہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے مصاحبوں کے، مقربین بارگاہ کے اور ملازمین کے محتاج ہوتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہی کوئی درخواست نیچے سے اوپر کو جاتی ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کے لئے شایاں نہیں مگر وہ خبر کسی واسطے کے براہ راست سنتا ہے جانتا ہے اور دعائیں قبول کرتا ہے اس کا تعلق ہر مخلوق کے ساتھ براہ راست ہے اور مخلوق بھی اس کے ساتھ بغیر کسی وسیلے سے براہ راست تعلق قائم کرسکتی ہے اسکو دنیوی بادشاہوں پر قیاس مت کرو وہ ہر طرح سے یکتا اور بے مثال ہے۔

(۷۵) اللہ تعالیٰ مثال کے ذریعے تمہیں بات سمجھاتا ہے: مثال سے ہی بات سمجھنی ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں مثال کے ذریعے بات سمجھاتے ہیں دیکھو مثلاً ایک شخص غلام ہے دوسرے کا مملوک ہے خود اس کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ ایک دوسرا شخص ہے جس کو پروردگار نے خوب کشادہ رزق دے رکھا ہے وہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے کھلے چھپے خوب خرچ کرتا ہے۔

تو بتاؤ وہ پہلا بے اختیار اور دوسرا با اختیار کیا دونوں برابر ہیں ——— ظاہر ہے کہ نہیں۔ الحمد للہ بات سمجھ میں آئی؟ ——— مگر اکثر لوگ یہ سیدھی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔ با اختیار اور بے اختیار میں جو فرق ہے اسکو محسوس نہیں کرتے۔ ایک وہ ہستی ہے جو خزانوں کی مالک ہے با اختیار ہے، جیسے چاہے کرے۔ دوسری وہ ہے جو خود مخلوق ہے بے اختیار ہے بھلا دونوں برابر کیسے ہوسکتے ہیں۔

(۷۶) دوسری مثال: اللہ تعالیٰ ایک اور مثال دے کر بات کو اچھی طرح کھول کر سمجھاتے ہیں۔ دیکھو ایک شخص ہے جو گونگا ہے بہرا ہے کوئی کام نہیں کرسکتا اپنے آقا پر بوجھ بنا ہوا ہے، آقا کہیں بھیجے تو کوئی ڈھنگ سے کام نہیں کرتا۔

اب ایک دوسرا شخص ہے جو باہوش وحواس ہے انصاف کا حکم دیتا ہے اور خود راہِ راست پر ہے۔ بتاؤ کیا یہ دونوں ایک جیسے ہیں۔؟

بس اسی طرح ایک معبود حقیقی ہے جو بہترین صفات کا مالک ہے، عادل و منصف ہے، حکیم و دانا ہے ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے۔ دوسری طرف وہ بناوٹی معبود ہیں جو کوئی اختیار نہیں رکھتے نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ کوئی جواب دے سکتے ہیں کسی طرح کا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ بتاؤ کیا یہ دونوں برابر ہیں۔؟

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا

وَلِلّٰهِ	غَيْبُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَمَآ	اَمْرُ + السَّاعَةِ	اِلَّا
اور اللہ کیلئے	پوشیدہ باتیں	آسمانوں	اور زمین	اور نہیں	کام (آنا) قیامت	مگر صرف

اور اللہ کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں، اور قیامت کا آنا صرف ایسے ہے جیسے

كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

كَلَمْحِ + الْبَصَرِ	اَوْ	هُوَ	اَقْرَبُ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ
جیسے جھپکنا آنکھ	یا	وہ	اس سے بھی قریب	بیشک	اللہ	پر	ہر	شے

آنکھ کا جھپکنا، یا وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے، بیشک اللہ ہر شے پر قدرت

قَدِيْرٌ ﴿٧٧﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

قَدِيْرٌ	وَاللّٰهُ	اَخْرَجَكُمْ	مِّنْ	بُطُوْنِ	اُمَّهٰتِكُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ
قدرت والا	اور اللہ	تمہیں نکالا	سے	پیٹ (جمع)	تمہاری مائیں	تم نہ جانتے تھے

والا ہے۔ اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا۔ تم کچھ بھی نہ جانتے

شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ

شَيْـًٔا	وَّجَعَلَ	لَكُمُ	السَّمْعَ	وَالْاَبْصَارَ	وَالْاَفْـِٕدَةَ	لَعَلَّكُمْ
کچھ بھی	اور اس نے بنایا	تمہارے لئے	کان	اور آنکھیں	اور دل (جمع)	تاکہ تم

تھے، اور اللہ نے تمہارے کان بنائے اور آنکھیں اور دل تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ

تَشْكُرُوْنَ	اَلَمْ + يَرَوْا	اِلَى	الطَّيْرِ	مُسَخَّرٰتٍ	فِيْ	جَوِّ السَّمَآءِ	مَا يُمْسِكُهُنَّ
تم شکر ادا کرو	کیا انہوں نے نہیں دیکھا	طرف	پرندہ	حکم کے پابند	میں	آسمان کی فضا	نہیں تھامتا انہیں

شکر ادا کرو۔ کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا آسمان کی فضا میں حکم کے پابند، انہیں (کوئی)

اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٧٩﴾

اِلَّا	اللّٰهُ	اِنَّ	فِيْ	ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ	
سوائے	اللہ	بیشک	میں	اس	نشانیاں	لوگوں کیلئے	ایمان لاتے ہیں۔	

نہیں تھامتا سوائے اللہ کے، بیشک اس میں ایمان لانے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

(۷۷) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَیْ عِلْمُ مَا غَابَ فِيْهِمَا وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ مِنْهُ لِاَنَّهُ بِلَفْظِ كُنْ فَيَكُوْنُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○

(۷۷) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ اور اللہ کو معلوم ہے جو کچھ چھپا ہے آسمانوں اور زمینوں میں اور حال قیامت کے آنے کا مثل پلک جھپکنے کے ہے یا اس سے بھی نزدیک زیادہ اس لئے کہ وہ لفظِ کن سے ہو جاوے گی بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(۷۸) وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا اَلْجُمْلَةُ حَالٌ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ بِمَعْنَى الْاَسْمَاعِ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ اَلْقُلُوْبَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ عَلٰی ذٰلِكَ فَتُؤْمِنُوْنَ

(۷۸) اور اللہ نے تمکو تمہاری ماں کے پیٹ سے نکالا اس حال میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے تاکہ تم اس کا شکر کرو اور ایمان لاؤ۔

(۷۹) اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ مُّذَلَّلَاتٍ لِلطَّيَرَانِ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ اَیِ الْهَوَاءِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ مَا يُمْسِكُهُنَّ عِنْدَ قَبْضِ اَجْنِحَتِهِنَّ وَبَسْطِهَا اَنْ يَّقَعْنَ اِلَّا اللّٰهُ بِقُدْرَتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ هِیَ خَلْقُهَا بِحَيْثُ يُمْكِنُهَا الطَّيَرَانُ وَخَلْقُ الْجَوِّ بِحَيْثُ يُمْكِنُ الطَّيَرَانُ فِيْهِ وَاِمْسَاكُهَا.

(۷۹) کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے پرندکو کہ کیونکر درمیان آسمان اور زمین کے اڑتے ہیں اور حکم الٰہی کے مسخر ہیں۔ ان کو زمین پر گرنے سے بوقت کھولنے اور بند کرنے پروں کے اللہ ہی اپنی قدرت سے روکتا ہے۔ بیشک اسمیں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔ نشانیاں اسمیں یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جانوروں کو اس طرح پیدا فرمایا کہ وہ اڑ سکیں اور مابین آسمان اور زمین کو اس لائق بنایا کہ اسمیں پرند اڑ سکیں اور ان کا مابین آسمان اور زمین کے روکنا یہ سب نشانیاں اللہ کی قدرت کی ہیں۔

تشریح

(۷۷) غیب کا علم صرف اللہ کو ہے قیامت کے وقت کا بھی اسی کو پتہ ہے | اللہ تو ہر ڈھکی چھپی بات کا علم رکھتے ہیں کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ہے ہر ایک کے دل کا حال اللہ کو معلوم ہے انسانوں کے حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ ان سے معاملہ فرمائیں گے۔ قیامت کب آئیگی اسکا صحیح وقت بھی صرف اللہ کو معلوم ہے اور وہ وقت دور نہیں ہے جب قیامت آئیگی بس ایک لمحے کی بات ہوگی اور سب کچھ الٹ پلٹ ہو جائیگا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں انکے لئے ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

(۷۸) انسان اپنے وجود پر غور کرے اسمیں بھی اللہ کی بیشمار نشانیاں ہیں | انسان اگر اپنے وجود پر غور کرے اور دیکھے کہ جب وہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے تو کتنا بے بس اور بے خبر ہوتا ہے اس وقت اس کو نہ کسی چیز کا پتہ ہوتا ہے اور نہ وہ کچھ کر سکتا ہے پھر اللہ کے دیئے ہوئے ذرائع سے ترقی کر کے تمام مخلوقات پر حکومت کرنے لگتا ہے۔ ذرا وہ غور کرے کہ یہ کان اسکو کس نے دیئے ہیں جس سے وہ سنتا ہے یہ آنکھیں کس کی دی ہوئی ہیں جن سے وہ دیکھتا ہے یہ دھڑکنے والا دل اور یہ سوچنے والا دماغ کس کا دیا ہوا ہے۔ کیا ستم ہے کہ جس نے کان دیئے اسکی بات نہ سنے جس نے آنکھیں دیں ان آنکھوں سے اسکی نشانیاں نہ دیکھے جس نے دماغ دیا عقل دی اس سے سب کچھ سوچے مگر نہ سوچے تو اپنے محسن کی بات نہ سوچے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ یہ سب نعمتیں پاکر نعمت دینے والے کا شکر گزار بن کر رہتا۔

(۷۸) فضا میں اڑتے ہوئے پرندے ان میں بھی اللہ کی نشانیاں ہیں | ذرا فضا میں اڑتے ہوئے پرندوں کو دیکھو کہ کس طرح اللہ نے ان میں فطری قوتیں دی ہیں کہ وہ ہوا میں بلا تکلف اڑتے رہتے ہیں۔ پروردگار نے انکی بناوٹ ہی ایسی بنائی ہے کہ وہ بلا تکلف فضا میں تیرتے رہتے ہیں۔ کہیں اڑنے کی تعلیم حاصل نہیں کرتے خود بخود انکی فطرت ہی اس طرف رہنمائی کرتی ہے کیا اس میں ایمان لانے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں نہیں ہیں کہ وہ کسطرح اڑتے ہیں اپنی غذا حاصل کرتے ہیں کون انکو کھانے کے لئے دیتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لئے اسمیں بھی کتنے ہی پہلو موجود ہیں۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ

وَاللّٰهُ	جَعَلَ	لَكُمْ	مِّنْ	بُيُوْتِكُمْ	سَكَنًا	وَّجَعَلَ	لَكُمْ	مِّنْ	جُلُوْدِ	الْاَنْعَامِ
اور اللہ	بنایا	تمہارے لئے	سے	تمہارے گھروں	سکونت کی (رہنے کی جگہ)	اور بنایا	تمہارے لئے	سے	کھالیں	چوپائے

اور اللہ نے تمہارے لئے بنایا تمہارے گھروں کو رہنے کی جگہ اور تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں سے ڈیرے بنائے

بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا

بُيُوْتًا	تَسْتَخِفُّوْنَهَا	يَوْمَ ظَعْنِكُمْ	وَيَوْمَ	اِقَامَتِكُمْ	وَمِنْ	اَصْوَافِهَا
گھر (ڈیرے)	تم ہلکا پاتے ہو انہیں	اپنے کوچ کے دن	اور دن	اپنا قیام	اور سے	انکی اون

جنہیں تم ہلکا پاتے ہو اپنے کوچ کے دن اور اپنے قیام کے دن اور اُن کی اون

وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿٨٠﴾

وَاَوْبَارِهَا	وَاَشْعَارِهَا	اَثَاثًا	وَّمَتَاعًا	اِلٰى	حِيْنٍ
اور انکی پشم	اور ان کے بالوں	سامان	اور برتنے کی چیزیں	تک	ایک وقت (مدت)

اور پشم اور ان کے بالوں سے (بنائے) سامان اور برتنے کی چیزیں ایک مدت مقررہ تک

(٨٠) وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا مَوْضِعًا تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا كَالْخِيَامِ وَالْقِبَابِ تَسْتَخِفُّوْنَهَا لِلْحَمْلِ يَوْمَ ظَعْنِكُمْ سَفَرِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا اَيِ الْغَنَمِ وَاَوْبَارِهَا اَيِ الْاِبِلِ وَاَشْعَارِهَآ اَيِ الْمَعْزِ اَثَاثًا مَتَاعًا لِبُيُوْتِكُمْ كَبُسُطٍ وَّاَكْسِيَةٍ وَّمَتَاعًا تَتَمَتَّعُوْنَ بِهٖ اِلٰى حِيْنٍ ○ تَبْلٰى فِيْهِ

(٨٠) اور اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو آرام اٹھانے کی جگہ بنایا اور چارپایوں کے چمڑوں سے تمہارے واسطے گھر بنائے کہ تم اسکے خیمے کھڑے کرتے ہو جن کا اٹھانا تم کو بھاری نہیں بوقت سفر کرنے اور قیام کرنے کے یعنی ہر حال میں ان کا اٹھانا اور کھڑا کرنا سہل ہے اور بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کے اور بالوں سے اپنے گھروں کا سامان تیار کرتے ہو جیسے بچھاونے اور چادریں اور اپنے نفع کی چیزیں پرانی ہونے تک۔

تشریح

(٨٠) انسانوں کے رہنے کے لئے ٹھکانا اس میں بھی اللہ کی نشانی ہے

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے رہنے کے لئے دو طرح کے ٹھکانے دیئے ہیں ایک تو پختہ مکانات دیئے ہیں جن میں وہ آرام کے ساتھ رہتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے ایسے مکان بنانے کا بھی ذریعہ بنایا ہے کہ وہ خیموں کی شکل میں جہاں جاتے ہیں اپنے ساتھ اپنے مکانوں کو لے جاتے ہیں۔ جانوروں کی کھالیں اس میں انکے کام آتی ہیں اور ہلکے پھلکے مکانوں کو جہاں جاتے ہیں کھڑا کر لیتے ہیں۔ ان جانوروں کے اون سے کتنی ہی چیزیں بنا لی جاتی ہیں انکے بال کتنی ہی چیزوں میں کام آتے ہیں اسطرح برتنے کی کتنی ہی چیزیں ہیں جو انسان اللہ کی دی ہوئی عقل سے تیار کرتا ہے کیا اس میں اللہ کی نشانیاں نہیں ہیں ؟

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ

وَاللّٰهُ	جَعَلَ	لَكُمْ	مِّمَّا	خَلَقَ	ظِلٰلًا	وَّجَعَلَ	لَكُمْ	مِّنَ
اور اللہ	بنایا	تمہارے لئے	اس سے جو	اس نے جو پیدا کیا	سائے	اور بنایا	تمہارے لئے	سے

اور اللہ نے جو پیدا کیا اس سے تمہارے لئے سائے بنائے اور تمہارے لئے بنائیں پہاڑوں

الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ

الْجِبَالِ	اَكْنَانًا	وَّجَعَلَ	لَكُمْ	سَرَابِيْلَ	تَقِيْكُمُ	الْحَرَّ
پہاڑوں	پناہ گاہیں	اور بنایا	تمہارے لئے	کرتے	بچاتے ہیں تمہیں	گرمی

سے پناہ گاہیں اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تمہارے لئے گرمی کا بچاؤ ہیں

وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

وَسَرَابِيْلَ	تَقِيْكُمْ	بَاْسَكُمْ	كَذٰلِكَ	يُتِمُّ	نِعْمَتَهٗ
اور کرتے	بچاتے ہیں تمہیں	تمہاری لڑائی	اسی طرح	وہ مکمل کرتا ہے	اپنی نعمت

اور کرتے (زرہیں) جو تمہارے لئے بچاؤ ہیں تمہاری لڑائی ہیں، اسی طرح وہ تم پر اپنی نعمت مکمل کرتا ہے

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

عَلَيْكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تُسْلِمُوْنَ	فَاِنْ	تَوَلَّوْا	فَاِنَّمَا	عَلَيْكَ	الْبَلٰغُ
تم پر	تاکہ تم	فرمانبردار بنو	پھر اگر	وہ پھر جائیں	تو اس کے سوا نہیں	تم پر	پہونچادینا

تاکہ تم فرماں بردار بنو۔ پھر اگر وہ پھر جائیں تو اس کے سوا نہیں کہ تم پر

ع ۱۱ ۱۷

الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

الْمُبِيْنُ	يَعْرِفُوْنَ	نِعْمَتَ	اللّٰهِ	ثُمَّ	يُنْكِرُوْنَهَا	وَاَكْثَرُهُمْ	الْكٰفِرُوْنَ
کھول کر (صاف صاف)	وہ پہچانتے ہیں	نعمت	اللہ	پھر	منکر ہو جاتے ہیں اسکے	اور ان کے اکثر	کافر (جمع) ناشکرے

(تمہارا ذمہ) صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔ وہ اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اس کے منکر ہو جاتے ہیں اور ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔

﴿۸۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ مِنَ الْبُيُوْتِ وَالشَّجَرِ وَالْغَمَامِ ظِلٰلًا جمع ظِلٍّ تَقِيْكُمْ حَرَّ الشَّمْسِ وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا جمع كِنٍّ وَهُوَ مَا يُسْتَكَنُّ فِيْهِ كَالْغَارِ وَالسِّرْدَابِ وَّجَعَلَ لَكُمْ

﴿۸۱﴾ اور اللہ نے تمہارے واسطے گھروں اور درختوں اور ابر کو پیدا فرما کر سامان سایہ کا تیار کیا کہ جو تم کو دھوپ سے بچا دے اور پہاڑوں میں سے تمہارے لئے جگہ چھپنے کی بنائی جیسے غار اور تہہ خانہ۔

اور تمہارے لئے کرتے اور لباس بنائے کہ جو تم کو گرمی

سَرَابِيْلَ قُمُصًا تَقِيْكُمُ الْحَرَّ اَىْ وَالْبَرْدَ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ حَرْبَكُمْ اَىِ الطَّعْنَ وَالضَّرْبَ فِيْهَا كَالدُّرُوْعِ وَالْجَوَاشِنِ كَذٰلِكَ كَمَا خَلَقَ هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ فِى الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ بِخَلْقِ مَا تَحْتَاجُوْنَ اِلَيْهِ لَعَلَّكُمْ يَا اَهْلَ مَكَّةَ تُسْلِمُوْنَ ○ تُوَحِّدُوْنَهٗ

اور جاڑے سے بچاویں اور لڑائی میں کام آویں یعنی نیزہ بازی اور مار پیٹ سے بچانے کے واسطے زرہ اور جوشن بنائے جیسے اللہ نے تمہارے لئے یہ چیزیں بنائیں اسی طرح وہ تم پر اپنی نعمت دنیا میں پوری فرماتا ہے جس چیز کی تم کو ضرورت ہوتی ہے اسکو پیدا کرتا ہے تاکہ تم اے اہل مکہ اسلام لاؤ اور توحید کا اقرار کرو۔

(۸۲) فَاِنْ تَوَلَّوْا اَعْرَضُوْا عَنِ الْاِسْلَامِ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ اَلْاِبْلَاغُ الْمُبِيْنُ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ

(۸۲) سو اگر اس پر بھی وہ ایمان نہ لاویں تو تمہارا کام اے محمدؐ ظاہر پہنچا دینا ہے (یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلا ہے)

(۸۳) يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ اَىْ يُقِرُّوْنَ بِاَنَّهَا مِنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا بِاِشْرَاكِهِمْ وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○

(۸۳) وہ لوگ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں اور اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ اسی کی طرف سے ہے پھر ان کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کے لئے شریک بناتے ہیں اور انہیں سے اکثر کافر اور ناشکر ہیں۔

تشریح

(۸۱) موسم کے لحاظ سے سردی گرمی سے بچانے والی بہت سی چیزیں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں | اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایسی عقل اور سمجھ دی اور ایسی نعمتیں عطا کیں جو انسانی ضروریات کو پورا کر سکیں مثلاً دھوپ سے بچانے کیلئے انتظام پہاڑوں میں پناہ گاہیں ایسے لباس جو سردی گرمی سے بچا سکیں، لڑائی میں حفاظت کیلئے زرہ بکتر۔ اسطرح اللہ تعالیٰ نے ہر پہلو سے اپنی نعمتوں کی تکمیل کی ہے چاہے وہ رہنے سے متعلق ہوں یا پہننے سے یا کھانے پینے سے تاکہ انسان ان چیزوں پر اللہ کا شکر ادا کرے اور اسکا فرمانبردار بن کر رہے۔

(۸۲) پیغمبر کی ذمہ داری پہنچانا ہے کوئی مانے یا نہ مانے | ان تمام احسانات کے باوجود اگر کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے پیغمبر کا کام اتنا ہی ہے کہ وہ حق کا پیغام صاف صاف پہنچا دے اسکے علاوہ اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ البتہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس پروردگار نے انسان کی مادی اور جسمانی ضروریات کے لئے اتنا کچھ انتظام کیا ہے کیا وہ روحانی ضرورت کی تکمیل کے لئے کوئی انتظام نہیں کریگا اس کی رحمت اور شفقت کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی ضروریات پوری کرنے کیلئے جسم کی ضروریات کے ساتھ اسکی روحانی ترقی اور تربیت کا بھی انتظام کرے چنانچہ اس مقصد کیلئے اپنے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا ان پر اپنی کتابیں اتاریں اور انسان کی ہدایت کے لئے مکمل انتظام کیا۔ اب یہ انسان کا کام ہے کہ وہ مادی ضروریات سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ اللہ کی ان نعمتوں کی قدر بھی جانے اور اس کا فرماں بردار اور شکر گزار بن کر زندگی گزارے تاکہ دنیا اور آخرت دونوں جہان میں بامراد ہو سکے۔

(۸۳) اللہ کے احسانوں کو پہچاننے کے بعد بھی اکثر اس کے منکر ہیں | اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو نعمتیں عطا فرمائیں ہیں اور جو احسانات اللہ کے اپنے بندوں پر ہیں ان کو سب سمجھتے ہیں مانتے بھی ہیں مگر اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بے شک یہ نعمتیں دینے والا اللہ تعالیٰ ہے مگر یہ نعمتیں ہمیں اپنے بزرگوں اور دیوی دیوتاؤں کے طفیل سے ملی ہیں اس لئے وہ ان احسانات کے لئے ان ہستیوں کے بھی شکر گزار رہتے ہیں اور ان کی نذر و نیاز اور چڑھاوے کے ذریعے ان کو بھی خوش رکھتے ہیں۔ مگر جب ان نعمتوں میں ان ہستیوں کا کوئی دخل نہیں ہے تو ان کی احسان مندی کس لئے؟ جس کا حق ہے اس کا احسان مند ہونا چاہئے اور وہ بلا شرکت غیرے ایک ہی با اختیار ہستی ہے جس کا نام اللہ ہے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وَيَوْمَ	نَبْعَثُ	مِنْ	كُلِّ	اُمَّةٍ	شَهِيْدًا	ثُمَّ	لَا يُؤْذَنُ	لِلَّذِيْنَ + كَفَرُوْا
اور جس دن	ہم اٹھائینگے	سے	ہر	امت	ایک گواہ	پھر	نہ اجازت دی جائیگی	وہ لوگ انہوں نے کفر کیا (کافر)

اور جس دن ہر امت سے ہم ایک گواہ اٹھائیں گے پھر نہ اجازت دی جائے گی کافروں کو اور

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا

وَلَا هُمْ	يُسْتَعْتَبُوْنَ	وَاِذَا	رَاَ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	الْعَذَابَ	فَلَا
اور نہ وہ	عذر قبول کئے جائینگے	اور جب	دیکھیں گے	وہ لوگ جو	انہوں نے ظلم کیا (ظالم)	عذاب	پس نہ

نہ ان سے عذر قبول کئے جائیں گے۔ اور (یاد کرو) جب ظالم عذاب دیکھیں گے پھر نہ ان سے

يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

يُخَفَّفُ	عَنْهُمْ	وَلَا هُمْ	يُنْظَرُوْنَ	وَاِذَا	رَاَ	الَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا
ہلکا کیا جائیگا	ان سے	اور نہ وہ	مہلت دی جائیگی	اور جب	دیکھینگے	وہ لوگ جو	انہوں نے شرک کیا (مشرک)

(عذاب) ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی اور (یاد کرو) جب مشرک اپنے شریکوں کو

شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ

شُرَكَآءَهُمْ	قَالُوْا	رَبَّنَا	هٰٓؤُلَآءِ	شُرَكَآؤُنَا	الَّذِيْنَ	كُنَّا + نَدْعُوْا	مِنْ
اپنے شریک	وہ کہیں گے	اے ہمارے رب	یہ ہیں	ہمارے شریک	وہ جو کہ	ہم پکارتے تھے	تیرے

دیکھیں گے تو وہ کہیں گے اے ہمارے رب! یہ ہیں ہمارے شریک جنھیں ہم تیرے سوا پکارتے تھے

الثلثة

دُوْنِكَ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾

دُوْنِكَ	فَاَلْقَوْا	اِلَيْهِمُ	الْقَوْلَ	اِنَّكُمْ	لَكٰذِبُوْنَ
سوا	پھر وہ ڈالیں گے	انکی طرف	قول	بیشک تم	البتہ تم جھوٹے

پھر وہ (انکے شریک) ان کی طرف ڈالیں گے قول (جواب دینگے) کہ بیشک تم جھوٹے ہو۔

﴿۸۴﴾ وَاذْكُرْ يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا
هُوَ نَبِيُّهَا يَشْهَدُ لَهَا وَعَلَيْهَا وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ
ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْاِعْتِذَارِ
وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ○ لَا تُطْلَبُ مِنْهُمُ
الْعُتْبٰى اَيِ الرُّجُوْعُ اِلٰى مَا يُرْضِي اللّٰهَ
﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا كَفَرُوْا الْعَذَابَ النَّارَ

﴿۸۴﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا الخ اور یاد کر اس دن کو
کہ اٹھا دیں گے ہم ہر گروہ سے ایک گواہ کو یعنی ہر ایک امت کا
پیغمبر قیامت کو ان کے نفع یا ضرر کی گواہی دیگا پھر کافروں کو یہ
اجازت نہ ملے گی کہ وہ عذر کر سکیں اور نہ ان سے یہ بات طلب کی
جائیگی کہ اللہ کو راضی کریں اور توبہ کریں۔
﴿۸۵﴾ اور جب ظلم کرنے والے یعنی کافر دوزخ کے عذاب کو دیکھیں گے تو پھر

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ ان سے عذاب کم نہ ہوگا اور نہ بعد دیکھنے عذاب کے انکو مہلت دی جاوے گی۔
يُمْهَلُوْنَ عَنْهُ اِذَا رَأَوْهُ

۸۶ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ مِنَ الشَّيَاطِيْنِ وَغَيْرِهَا قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا نَعْبُدُهُمْ مِنْ دُوْنِكَ

۸۶ اور جب مشرکین شیاطین وغیرہ کو دیکھیں گے جنکو اللہ کا شریک بناتے تھے کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہمارے شریک ہیں جنکو ہم تیرے سوا پوجتے تھے۔

فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اَيْ قَالُوْا لَهُمْ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ فِيْ قَوْلِكُمْ اِنَّكُمْ عَبَدْتُمُوْنَا كَمَا فِيْ اٰيَةٍ اُخْرٰى مَا كَانُوْا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ

سو وہ انکو جواب دینگے کہ بیشک تم اپنی اس بات میں جھوٹے ہو کہ ہماری عبادت کرتے تھے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں اللہ نے ان کا قول نقل فرمایا کہ وہ ہماری عبادت نہ کرتے تھے عنقریب وہ انکار کرینگے ان کی عبادت کا۔

تشریح

۸۴ فیصلے کے دن کا انتظار کرو | جب فیصلے کا دن آئے گا حشر کے میدان میں دنیا کے تمام انسان جو دنیا کی پیدائش سے لیکر قیامت تک دنیا میں آئے وہ سب احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہوں گے ہر امت کے نبی یا نبی کے بعد خدا پرستی کی دعوت دینے والے ذمے دار شخص کو گواہ کے طور پر بلایا جائیگا اور وہ شہادت دے گا کہ میں نے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا تھا۔ اب انہوں نے جو کچھ کیا جان بوجھ کر کیا۔ اس وقت مجرمین پیش کرنے کا کوئی موقع نہ ہوگا کیونکہ مقدمہ بالکل صاف ہوگا ناقابل انکار شہادتیں موجود ہونگی جسمیں صفائی کی کوئی گنجائش نہ ہوگی اور نہ اس وقت توبہ و استغفار کا موقع ہوگا کیونکہ توبہ کی گنجائش دنیا کی حد تک ہے جو دار العمل ہے جب تک موت کے آثار طاری نہیں ہوتے اور انسان موت کی سرحد میں داخل نہیں ہوتا اس کے لئے توبہ و استغفار کا موقع ہے اور جیسے ہی موت کے آثار شروع ہوئے مہلت عمل ختم ہوگئی یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے یہاں عمل کرنا ہے اور وہاں عمل کا نتیجہ سامنے آنا ہے۔

۸۵ اللہ کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا | اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے بعد اب کوئی مہلت نہیں دی جائے گی کسی طرح کی ڈھیل نہ ہوگی عذاب کے سامنے آنے کے بعد اب اس میں تخفیف نہ ہوگی کیونکہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت تمام ہو چکی ہے۔ اللہ نے انسانی فطرت کے ذریعے، اپنی نازل کی ہوئی کتابوں کے ذریعے، اور اپنے پیغمبروں کے ذریعے حق کا راستہ بتا دیا ہے اچھی طرح واضح کر دیا ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی تسلیم نہیں کرتا تو یہ اس کا اپنا معاملہ ہے۔ اللہ نے انسان کو اس دنیا میں عمل کی آزادی دی ہے وہ اس آزادی کا صحیح استعمال کرے یا غلط یہ اسکو دیکھنا چاہیئے۔

۸۶ معبودانِ باطل وہاں کچھ کام نہ آئیں گے | دنیا میں جن ہستیوں کو بغیر کسی دلیل کے گھڑ گھڑ کے اپنا معبود بنا رکھا ہے کسی نے دیوی دیوتاؤں، کسی نے پیر پیغمبر کو، کسی نے شیطانی قوتوں کو جب وہ میدان قیامت میں ان کو دکھائی دینگے تو اللہ کے ساتھ شریک کرنے والے پکار اٹھیں گے کہ یہی تو ہیں جن کو ہم مشکل کشا سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ اس وقت وہ ساری ہستیاں یہ کہہ کر الگ ہو جائیں گی کہ ہم نے تم سے کب کہا تھا کہ تم ہم سے حاجتیں مانگو یا ہمیں فریاد رس سمجھو جو کچھ تم نے کیا تھا تم خود اس کے ذمہ دار ہو اب اس کی سزا بھی تم خود ہی بھگتو۔

وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٨٧﴾ الَّذِينَ

وَأَلْقَوْا	إِلَى	اللَّهِ	يَوْمَئِذٍ	السَّلَمَ	وَضَلَّ	عَنْهُم	مَّا كَانُوا ۔ يَفْتَرُونَ	الَّذِينَ
اور وہ ڈالینگے	طرف سامنے	اللہ	اس دن	عاجزی	اور گم ہوجائیگا	ان سے	جو افترا کرتے (جھوٹ گھڑتے تھے)	وہ لوگ جو

اور وہ اس دن اللہ کے سامنے عاجزی (کا پیغام) ڈالیں گے اور ان سے گم ہوجائے گا (بھول جائینگے) جو وہ جھوٹ گھڑتے تھے ۔ اور جن لوگوں

كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا

كَفَرُوا	وَصَدُّوا	عَن	سَبِيلِ	اللَّهِ	زِدْنَاهُمْ	عَذَابًا	فَوْقَ	الْعَذَابِ	بِمَا	كَانُوا
انہوں نے کفر کیا	اور روکا	سے	راہ	اللہ	ہم بڑھادینگے انہیں	عذاب	پر	عذاب	کیونکہ	تھے وہ

نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم انکے لئے عذاب پر عذاب بڑھادیں گے کیوں کہ وہ فساد کرتے

يُفْسِدُونَ ﴿٨٨﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَ

يُفْسِدُونَ	وَيَوْمَ	نَبْعَثُ	فِي	كُلِّ ۔ أُمَّةٍ	شَهِيدًا	عَلَيْهِمْ	مِّنْ ۔ أَنفُسِهِمْ	وَ
فساد کرتے	اور جس دن	ہم اٹھائینگے	میں	ہرامت	ایک گواہ	ان پر	ان ہی میں سے	اور

تھے اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہرامت میں ان پر ایک گواہ ان ہی میں سے اور ہم

جِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَ

جِئْنَا	بِكَ	شَهِيدًا	عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ	وَنَزَّلْنَا	عَلَيْكَ	الْكِتَابَ	تِبْيَانًا	لِّكُلِّ ۔ شَيْءٍ	وَ
ہم لائینگے	آپکو	گواہ	ان سب پر	اور ہم نے نازل کی	آپ پر	الکتاب (قرآن)	مفصل بیان	ہرشے کا	اور

آپؐ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۔ اور ہم نے آپؐ پر قرآن مجید نازل کیا ہرشے کا مفصل بیان اور

هُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾ ع ١٤ ١٨

هُدًى	وَ	رَحْمَةً	وَبُشْرَىٰ	لِلْمُسْلِمِينَ
ہدایت	اور	رحمت	اور خوشخبری	مسلمانوں کے لئے

ہدایت اور رحمت اور خوشخبری مسلمانوں کے لئے

(٨٧) وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ أَيْ اِسْتَسْلَمُوْا لِحُكْمِهِ وَضَلَّ غَابَ عَنْهُم مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ مِنْ أَنَّ آلِهَتَهُمْ تَشْفَعُ لَهُمْ

(٨٧) اور وہ اس دن اللہ کے حکم کے تابع ہوجاوینگے اور گم ہوجاوینگے ان سے وہ جن کے بارے میں وہ جھوٹ باندھتے تھے کہ ہمارے بُت ہماری سفارش کرینگے

(٨٨) اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوا النَّاسَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دِيْنِهٖ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ الَّذِي اسْتَحَقُّوْهُ بِكُفْرِهِمْ

(٨٨) جولوگ کافر ہوئے اور لوگوں کو اللہ کے دین سے روکا ہم ان پر عذاب بڑھادیں گے علاوہ اس عذاب کے جس کے وہ مستحق ہوئے بسبب کفر کے ۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَقَارِبُ
اَنْیَابُھَا کَالنَّخْلِ الطِّوَالِ بِمَا کَانُوْا
یُفْسِدُوْنَ ○ بِصَدِّھِمُ النَّاسَ
عَنِ الْاِیْمَانِ

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ مراد اس عذاب سے بچھو ہیں کہ دانت ان کے لمبے لمبے کھجور کے درختوں کی برابر ہونگے بسبب انکے فساد کے اور لوگوں کو ایمان سے روکنے کے۔

(۸۹) وَاذْکُرْ یَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیْدًا
عَلَیْہِمْ مِّنْ اَنْفُسِہِمْ ھُوَ نَبِیُّہُمْ وَجِئْنَا
بِکَ یَا مُحَمَّدُ شَہِیْدًا عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ
اَیْ قَوْمِکَ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ
الْقُرْاٰنَ تِبْیَانًا بَیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ یَحْتَاجُ
النَّاسُ اِلَیْہِ مِنْ اَمْرِ الشَّرِیْعَۃِ وَّھُدًی
مِنَ الضَّلٰلَۃِ وَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی بِالْجَنَّۃِ
لِلْمُسْلِمِیْنَ ○ اَلْمُوَحِّدِیْنَ

(۸۹) اور یاد کر اس دن کو کہ اٹھا دیں گے ہم ہر ایک جماعت سے ایک گواہ ان پر انہیں میں سے۔ مراد گواہ سے ان کا پیغمبر ہے۔ اور لادینگے ہم تم کو اے محمدؐ تمہاری قوم کا گواہ بنا کر۔ اور ہم نے تم پر قرآن اتارا جس میں بیان ہے ہر چیز کا جس کی دین میں ضرورت ہو۔ اور ہدایت ہے گمراہی سے اور رحمت اور خوش خبری ہے اسلام لانے والوں توحید کے ماننے والوں کو۔

تشریح

(۸۷) وہاں سب لن ترانیاں بھول جائیں گے | اہل باطل جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی حیثیت سے دوسروں کو ساجھی بناتے تھے چاہے شرکت اسکی ذات میں ہو یا صفات میں یا عبادت میں یا اس کے اختیارات میں یا اللہ کی عظمت میں کسی کو شریک کیا ہو جب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو ساری لن ترانیاں بھول جائیں گے۔ جن سہاروں پر دنیا میں بھروسہ تھا وہی پتہ ہوا دینے لگیں گے اور کوئی بھی ان کی مدد کے لئے تیار نہ ہوگا یہاں تک کہ جن کو دنیا میں پکارتے تھے یا ان کی اطاعت شعاری کرتے تھے اللہ کی عدالت میں سبھی اپنے آپ کو بری الذمہ یہ کہہ کر کریں گے کہ ہم نے ان سے کب کہا تھا کہ تم ہمیں مانو۔

(۸۸) راہ خدا میں روکنے کی وجہ سے ان کو دوگنا عذاب دیا جائے گا | اہل باطل خود تو گمراہی میں پڑے ہی اپنی صلاحیتوں اور اثر و رسوخ سے کام لیکر دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے روکا اس لئے ان کو دوگنا عذاب ہوگا۔ ایک تو خود انکار حق کا دوسرے دوسروں کو راہ خدا سے روکنے کا جسطرح جنت میں درجات ہونگے اسی طرح دوزخ میں بھی عذاب کے مختلف درجے اور مرحلے ہوں گے کسی کو کم عذاب دیا جائیگا کسی کو زیادہ یہ سب ان کے گناہوں کے مطابق ہوگا۔

(۸۹) اللہ کی عدالت میں ہر پیغمبر کی اور آنحضرتؐ کی اپنی امت کے لئے شہادت | اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جب امتیں پیش ہونگی تو ہر امت میں سے اسی پیغمبر کو گواہی کے لئے بلایا جائیگا جو اللہ کے سامنے گواہی دیگا کہ میں نے آپ کا پیغام اس امت کو جس کے لئے آپ نے مجھے مقرر کیا تھا پورا پورا پہنچا دیا ہے۔ آنحضرتؐ کی گواہی اپنی امت کے لئے بھی ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ دوسری امتوں کے گواہی دینے والوں کی آپ تصدیق فرمائیں کہ بے شک انہوں نے بھی اپنا فرض منصبی اچھی طرح ادا کیا اور آپ کا دین من و عن پہنچایا۔ اے پیغمبر ہم نے جو آپ کو کتاب دی ہے وہ ان تمام چیزوں کی اچھی طرح وضاحت کرتی ہے جس پر ہدایت و گمراہی کا مدار ہے اور جس کا جاننا ضروری ہے۔ یہ کتاب حق اور باطل کو نمایاں کر کے پیش کرتی ہے اسلئے اب وہاں یہ کہنے کے لئے کوئی عذر نہ ہوگا کہ ہمیں حق و باطل کا پتہ نہ تھا۔ اس ہدایت کو نہ ماننے والے جب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو قرآن ان کے اوپر حجت بن جائیگا اور بتائیگا کہ حق و باطل کو صاف صاف کھول کر بتا دیا گیا تھا۔ حقیقت میں ماننے والوں کے لئے یہ کتاب نہ صرف یہ کہ ہدایت کا ذریعہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور کامیابی کی اس میں بشارت ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ

إِنَّ	اللّٰهَ	يَأْمُرُ	بِالْعَدْلِ	وَالْإِحْسَانِ	وَإِيتَآئِ	ذِي الْقُرْبٰى	وَيَنْهٰى	عَنِ
بیشک	اللہ	حکم دیتاہے	عدل کا	اور احسان کا	اور دینا	رشتہ دار	اور منع کرتاہے	سے

بیشک اللہ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا، اور منع کرتا ہے

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾

الْفَحْشَآءِ	وَالْمُنْكَرِ	وَالْبَغْيِ	يَعِظُكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تَذَكَّرُونَ	
بے حیائی	اور ناشائستہ	اور سرکشی	تمہیں نصیحت کرتاہے	تاکہ تم	دھیان کرو	

بے حیائی سے اور ناشائستہ کاموں سے اور سرکشی سے، تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم دھیان کرو۔

﴿٩٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ التَّوْحِيْدِ اَوِ
الْاِنْصَافِ وَالْاِحْسَانِ اَدَاءَ الْفَرَائِضِ اَوْ
اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ كَمَا فِي الْحَدِيْثِ
وَاِيْتَآءِ اِعْطَاءِ ذِي الْقُرْبٰى الْقَرَابَةِ
خَصَّهٗ بِالذِّكْرِ اِهْتِمَامًا بِهٖ وَيَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَآءِ الزِّنَا وَالْمُنْكَرِ شَرْعًا مِنَ الْكُفْرِ
وَالْمَعَاصِيْ وَالْبَغْيِ الظُّلْمِ لِلنَّاسِ خَصَّهٗ
بِالذِّكْرِ اِهْتِمَامًا كَمَا بَدَاَ بِالْفَحْشَاءِ لِذٰلِكَ
يَعِظُكُمْ بِالْاَمْرِ وَالنَّهْيِ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُوْنَ ○ تَتَّعِظُوْنَ وَفِيْهِ
اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الذَّالِ
وَفِي الْمُسْتَدْرَكِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ هٰذِهٖ
اَجْمَعُ اٰيَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ لِلْخَيْرِ
وَالشَّرِّ

﴿٩٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ الخ بیشک اللہ حکم فرماتا ہے توحید کا اور انصاف کا اور احسان کا یعنی ادا کرنے فرائض کا اور اس کا کہ تو اللہ کی عبادت اسطرح کرے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے جیسا کہ حدیث میں احسان کے یہ معنی مروی ہیں، اور اہل قرابت کو دینے کا۔ ذی قربیٰ کا بالتخصیص ذکر کرنا بسبب اسکے کہ اس کا اہتمام معلوم ہو۔ اور منع فرماتا ہے زنا سے اور خلاف شرع سے جیسے گناہ اور کفر، اور منع فرماتا ہے لوگوں پر ظلم کرنے سے۔ ظلم کو علیحدہ منع فرمانا بسبب اسکے اہتمام کے ہے جیسا کہ زنا سے شروع کرنا بھی اسی غرض سے تھا۔ اللہ تم کو اس امر اور نہی سے نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو (تَذَكَّرُوْنَ میں تا کو ذال میں ادغام کیا گیا ہے) اور مستدرک میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت بہ نسبت تمام قرآن کے زیادہ جمع کرنیوالی ہے خیر اور شر کو)

تشریح

﴿٩٠﴾ انسانی معاشرے کی فلاح کے لئے تین بنیادی چیزیں | اسلام یہ چاہتا ہے کہ انسانی معاشرہ نیکی اور بھلائی پر چل کر ترقی کرے انسانی سماج برائیوں سے محفوظ رہے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر انسان دنیا اور آخرت میں بامراد رہے اس کیلئے تین باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور تین برائیوں سے روکا گیا ہے۔ پہلی چیز جس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ عدل یعنی جس کا جو حق ہے وہ اس کو ملے کوئی کسی کا حق نہ چھینے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حقوق میں توازن اور تناسب قائم کیا ہے تاکہ ہر انسان کو اس کا اخلاقی حق بھی حاصل ہو اور معاشرتی طور پر جو اسکے حقوق ہیں وہ بھی اس کو ملیں اور قانونی اور سیاسی میدان میں جس کا جو حق ہے وہ پوری ایمانداری کے ساتھ اسکو ادا کیا جائے۔

دوسری چیز جس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ احسان ہے یعنی ایسا نیک برتاؤ جس میں فیاضی ہو ایثار ہو درگذر ہو یہ عدل سے

اوپر کی چیز ہے۔ عدل جہاں یہ تقاضہ کرتا ہے کہ جس کا جو حق ہے وہ اس کو ملے وہاں احسان یہ تقاضہ کرتا ہے کہ حقوق کے معاملے میں فیاضی سے کام لیا جائے اور محبت اور شکر گذاری کے جذبات اور خیر خواہی کی قدریں اس طرح سے پروان چڑھیں کہ ہر آدمی اپنے حق میں سے دوسرے کو دینے کیلئے تیار رہے اگرچہ عدل کا تقاضہ یہ ہے کہ جس کا جو حق ہے وہ ناپ تول کر اس کو پورا پورا ملے لیکن عملی زندگی میں ہر وقت ناپ تول سے بات نہیں بنتی۔ عملی زندگی کی حلاوت اس میں ہے کہ ہر آدمی فیاضی سے کام لے اور اپنے سے زیادہ دوسرے کو سمجھے۔

تیسری چیز جسکا حکم دیا گیا ہے وہ ہے صلہ رحمی یعنی اپنے قرابتداروں رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک۔ انسان اپنے عزیز و اقربا کے شریک حال ہو انکا حامی و مددگار رہو، اگر وہ مالی مدد کے مستحق ہوں تو آگے بڑھ کر انکی مدد کرے۔ اسلام ایسے معاشرے کو پسند نہیں کرتا کہ ایک آدمی خود تو عیش کرتا رہے اور اسکے بھائی بند بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہوں اسلئے وہ ہدایت کرتا ہے کہ اپنے مال میں اپنے بھائیوں کو بھی شریک کرو۔ جو جتنا تم سے نسبت کے اعتبار سے زیادہ قریب ہو اتنا ہی اسکا زیادہ حق ہے مثلاً آدمی کے والدین بیوی بچوں کے علاوہ بھائی بہن پھر اور دوسرے رشتے دار جو کسی بھی طرح سے ہماری مدد کے محتاج ہوں انکی مدد کے لئے خود آگے بڑھنا تاکہ ایسا خوشحال معاشرہ قائم ہو سکے جسمیں اخلاقی بلندی ہو، پاکیزگی ہو، ایک دوسرے کے لئے ہمدردی اور غمگساری کے جذبات ہوں۔

یہ تین باتیں ہیں جن کے کرنیکا حکم دیا گیا ہے۔ اب ان کے مقابلے میں وہ تین باتیں ہیں جن سے روکا گیا ہے۔ یہ ایسی برائیاں ہیں جو اگر ایک انسان میں ہوں تو اسکو شخصی اور انفرادی طور پر نقصان پہنچاتی ہیں اور اگر معاشرے میں ہوں تو پورے معاشرے کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔

ان میں سے پہلی چیز فاحشہ ہے۔ فاحشہ سے مراد وہ تمام بے ہودہ اور شرمناک باتیں ہیں جو اپنی ذات میں انتہائی قبیح اور بری ہیں مثلاً ننگا پن عریانی خواہ مرد میں ہو یا عورت میں، اسی طرح نشہ آور اشیاء کا استعمال، غصے میں گالی گلوچ اور بدکلامی، برائیوں کو پھیلانا جیسے جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا کسی پر تہمت اور جھوٹا الزام لگانا، چھپے ہوئے گناہوں کو عام لوگوں کے سامنے لانا، اسی طرح ایسے افسانے ڈرامے جو برائیوں کی طرف لیجانے والے ہوں، ننگی تصویریں، عورتوں کا سج دھج کر مردوں کے سامنے آنا، عورت اور مرد کا اختلاط، سٹیج پر ناچنا یہ تمام برائیاں فاحشہ کے مفہوم میں داخل ہیں جو انفرادی اور اجتماعی طور پر انتہائی نقصان دہ ہیں۔ گویا عدل میں اگر اعتدال اور توازن ہے تو فاحشہ میں بے اعتدالی ہے۔

دوسری برائی جس سے روکا گیا ہے "منکر" ہے منکر کا لفظ معروف کے مقابلے میں بولا جاتا ہے ہر وہ نامعقول کام جس کا فطرت سلیمہ اور عقل صحیح انکار کرے وہ منکر ہے۔ معروف وہ اچھائیاں ہیں جنکو ہر زمانے میں اچھا سمجھا گیا ہے اور منکر وہ برائی ہے جسکو ہر زمانے میں برا سمجھا گیا ہے مثلاً سچ بولنا معروف ہے، جھوٹ بولنا منکر ہے، کسی پر الزام لگانا منکر ہے کسی کی پردہ پوشی کرنا معروف ہے۔ منکرات وہ برائیاں ہیں جنکو اللہ کی شریعتوں میں سے ہر شریعت نے برا کہا ہے۔ گویا احسان میں اگر خوش خلقی ہے تو منکر میں بد اخلاقی ہے۔ احسان میں اگر ایک دوسرے کا لحاظ و پاس ہے مروت ہے تو منکر میں بد لحاظی اور بے مروتی ہے۔

تیسری چیز وہ برائی ہے جس کو قرآن پاک نے لفظ بغی سے تعبیر کیا ہے اس کا مطلب ہے اپنی حد سے آگے بڑھنا اور دوسرے کے حق پر ڈاکہ ڈالنا۔ چاہے وہ حق خالق کا ہو یا مخلوق کا، دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنا دوسرے کے مال و جان اور آبرو پر دست درازی کرنا۔ گویا اگر صلہ رحمی میں حق ادا کرنا ہے تو بغی میں حق چھیننا ہے۔ بغی میں دہشت گردی بھی شامل ہے جسمیں دوسرے کو خوفزدہ کیا جائے دہشت زدہ کر کے اسکا جینا دوبھر کر دیا جائے۔

اوپر ارشاد ہوا تھا کہ یہ کتاب قرآن مجید اس میں ہر اس چیز کی وضاحت ہے جس پر ہدایت و گمراہی اور فلاح و خسران کا مدار ہے۔ یہ آیت گویا اس کی تفسیر ہے کہ انتہائی جامعیت کے ساتھ ان باتوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے جو انسان کی ہدایت اور گمراہی کی بنیاد بنتی ہے۔ اللہ تعالےٰ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے کہ انھوں نے جمعہ کے خطبہ کے اخیر میں اس آیت کو درج کر کے ایک بہترین مثال قائم کر دی۔ آیت اپنی جگہ اتنی جامع ہے کہ اس کی تشریح کیلئے ایک کتاب بھی ناکافی ہوگی۔ بہرحال یہ اللہ کی نہایت اہم نصیحت سبق حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ

وَاَوْفُوْا	بِعَهْدِ اللّٰهِ	اِذَا	عٰهَدْتُّمْ	وَلَا تَنْقُضُوا	الْاَيْمَانَ	بَعْدَ	تَوْكِيْدِهَا	وَ
اور پورا کرو	اللہ کا عہد	جب	تم عہد کرو	اور نہ توڑو	قسمیں	بعد	انکو پختہ کرنا	اور

اور جب تم آپس میں عہد کرلو تو اللہ کا عہد پورا کرو اور قسمیں پختہ کرنے کے بعد نہ توڑو ، اور

جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾

قَدْ جَعَلْتُمُ	اللّٰهَ	عَلَيْكُمْ	كَفِيْلًا	اِنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا تَفْعَلُوْنَ	
تحقیق تم نے بنایا	اللہ	اپنے اوپر	ضامن	بیشک	اللہ	جانتا ہے	جو تم کرتے ہو	

تحقیق تم نے اپنے اوپر اللہ کو ضامن بنایا ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

(۹۱) وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ مِنَ الْبَيْعَةِ وَالْاِيْمَانِ وَغَيْرِهِمَا اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا تَوْثِيْقِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا بِالْوَفَاءِ حَيْثُ حَلَفْتُمْ بِهٖ وَالْجُمْلَةُ حَالٌ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ تَهْدِيْدٌ لَّهُمْ

(۹۱) اور اللہ سے تم نے جو اقرار کیا اسکو پورا کرو یعنی بیعت کو نہ توڑو اور ایمان لانے کا وعدہ پورا کرو اور کسی امر میں خلاف عہد نہ کرو جبکہ تم کسی سے کوئی عہد کرو اور مضبوط قسمیں کھا کر نہ توڑو حالانکہ تم نے اس کے پورا کرنے پر اللہ کو ضامن کیا یعنی قسمیں کھائیں بیشک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (یہ کافروں کے لئے تہدید ہے)

تشریح

(۹۱) عہد کی پابندی | مذکورہ بالا آیت میں جن تین باتوں کے کرنے اور تین باتوں کے چھوڑنے کا حکم تھا ان باتوں میں سے بعض باتوں کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ عدل یعنی حقوق میں توازن قائم رکھنے کا جو حکم دیا گیا ہے ان میں سے ایک حکم یہ ہے کہ:۔

۱۔ اللہ کے ساتھ جو عہد کیا ہے اُسے پورا کرو مثلاً ہمارا اللہ کے ساتھ یہ عہد ہے کہ ہم نے ایمان قبول کر کے اس کی فرماں برداری کا وعدہ کیا ہے اور اسی کو اپنا معبود مانا ہے تو اللہ کے اس عہد کو پوری طرح ادا کیا جائے اور اس عہد کی اس کے تقاضوں کے ساتھ تکمیل کی جائے۔

۲۔ اگر کسی سے وعدہ کیا ہے کوئی عہد باندھا ہے اور تاکید کیلئے اس پر اللہ کی قسم بھی کھائی ہے تو اس وعدے کو پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ اللہ کی قسم کھالنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس معاملے میں اللہ کو گواہ یا ضامن بنا لیا ہے اگر ہم نے بدعہدی کی تو گویا خیانت کے مرتکب ہوئے۔

دونوں طرح کے عہد کی پابندی اجتماعی زندگی میں بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ حکومتوں اور ملکوں کے درمیان معاہدے ہوتے ہیں اگر ان معاہدوں کا لحاظ نہ رکھا جائے ان کی پابندی نہ کی جائے تو حکومتوں کی ساکھ پر ان کا بہت بُرا اثر پڑتا ہے اور وہ قوم بدعہد شمار ہوتی ہے۔ اسلام کی تاریخ میں اسکی بہت سی سنہری مثالیں موجود ہیں کہ وعدے کی پابندی کے لئے کسی نقصان کی پرواہ نہیں کی گئی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب ابھی معاہدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان تیاری کے مرحلے میں تھا اس پر دستخط نہیں ہوئے تھے تو ابوجندل رض پابہ زنجیر لائے گئے اور نبی م نے عہد کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں قریش کے حوالے کر دیا۔ حضرت معاویہؓ کی اسلامی حکومت اور روم کی حکومت کے درمیان ایک مدت کے لئے ناجنگ معاہدہ ہوا۔ معاہدے کی مدت ختم ہونے کو تھی کہ حضرت امیر معاویہؓ نے اسلامی فوجیں روم کی سرحد پر جمع کرنی شروع کر دیں اور جیسے ہی مدت ختم ہوئی اسلامی فوجوں نے حملہ کر دیا۔ ایک صحابی نے اعتراض کیا کہ فوجوں کا پہلے جمع کرلینا یہ بھی معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فوراً فوجوں کو واپس بلایا اور مفتوحہ علاقے بھی چھوڑ دیے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا

وَ	لَا تَكُونُوا	كَالَّتِي	نَقَضَتْ	غَزْلَهَا	مِنْ بَعْدِ	قُوَّةٍ	أَنْكَاثًا
اور	تم نہ ہو جاؤ	اس عورت کیطرح	اس نے توڑا	اپنا سوت	بعد	قوت (مضبوطی)	ٹکڑے ٹکڑے

اور تم اس عورت کی طرح نہ ہو جانا جس نے اپنا سوت مضبوط کرنے (کاتنے) کے بعد ٹکڑے ٹکڑے توڑ ڈالا

تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ

تَتَّخِذُونَ	أَيْمَانَكُمْ	دَخَلًا	بَيْنَكُمْ	أَنْ	تَكُونَ	أُمَّةٌ	هِيَ
تم بناتے ہو	اپنی قسمیں	دخل کا بہانہ	اپنے درمیان	کہ	ہو جائے	ایک گروہ	وہ

تم بناتے ہو اپنی قسموں کو اپنے درمیان دخل دینے کا بہانہ کہ ایک گروہ دوسرے گروہ

أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ

أَرْبَىٰ	مِنْ	أُمَّةٍ	إِنَّمَا	يَبْلُوكُمُ	اللَّهُ	بِهِ	وَلَيُبَيِّنَنَّ	لَكُمْ
بڑھا ہوا (غالب)	سے	دوسرا گروہ	اسکے سوا نہیں	آزماتا ہے تمہیں	اللہ	اس سے	اور وہ ضرور ظاہر کریگا	تم پر

پر غالب آ جائے، اس کے سوا نہیں کہ اللہ تمہیں اس سے آزماتا ہے، اور وہ روز قیامت

يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۹۲﴾

يَوْمَ	الْقِيَامَةِ	مَا	كُنْتُمْ	فِيهِ	تَخْتَلِفُونَ	
روز	قیامت	جو	تم تھے	اس میں	اختلاف کرتے	

تم پر ضرور ظاہر کردے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے۔

(۹۲) وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ أَنْسَدَتْ
غَزْلَهَا مَا غَزَلَتْهُ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ إِحْكَامٍ لَهُ
وَبَرْمٍ أَنْكَاثًا حَالٌ جَمْعُ نِكْثٍ وَهُوَ مَا
يُنْكَثُ أَيْ يُحَلُّ إِحْكَامُهُ وَهِيَ امْرَأَةٌ
حَمْقَاءُ مِنْ مَكَّةَ كَانَتْ تَغْزِلُ طُولَ
يَوْمِهَا ثُمَّ تَنْقُضُهُ تَتَّخِذُونَ حَالٌ
مِنْ ضَمِيرِ تَكُونُوا أَيْ لَا تَكُونُوا مِثْلَهَا
فِي اتِّخَاذِكُمْ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا هُوَ مَا
يَدْخُلُ فِي الشَّيْءِ وَلَيْسَ مِنْهُ أَيْ
فَسَادًا أَوْ خَدِيعَةً بَيْنَكُمْ بِأَنْ
تَنْقُضُوهَا أَنْ أَيْ لِأَنْ تَكُونَ

(۹۲) اور نہ ہو جاؤ تم مثل عورت کے جس نے اپنا کاتا ہوا سوت مضبوط کرنے اور بٹنے کے بعد کھول ڈالا اور توڑ ڈالا۔ یہ ایک عورت تھی مکہ میں بے وقوف کہ تمام دن کات کر اسکو توڑ ڈالتی تھی۔ نہ ہو تم مثل اس عورت کے اس امر میں کہ اپنی قسموں کو فساد اور دھوکا کا سامان کرو آپس میں قسم کھا کر توڑ و اس سبب سے کہ ایک گروہ کو زیادہ پاؤ دوسرے سے۔

أُمَّةٌ جَمَاعَةٌ هِيَ أَرْبَىٰ أَكْثَرُ مِنْ أُمَّةٍ وَكَانُوا يُحَالِفُونَ الْحُلَفَاءَ فَإِذَا وَجَدُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَعَزَّ نَقَضُوا حِلْفَ أُولَٰئِكَ وَحَالَفُوهُمْ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ يَخْتَبِرُكُمُ اللَّهُ بِهِ أَيْ بِمَا أَمَرَ بِهِ مِنَ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ لِيَنْظُرَ الْمُطِيعَ مِنْكُمْ وَالْعَاصِيَ أَوْ تَكُونَ أُمَّةٌ أَرْبَىٰ لِيَنْظُرَ أَتَفُونَ أَمْ لَا وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○ فِي الدُّنْيَا مِنْ أَمْرِ الْعَهْدِ وَغَيْرِهِ بِأَنْ يُعَذِّبَ النَّاكِثَ وَيُثِيبَ الْوَافِيَ

اوران کی عادت تھی کہ ایک جماعت کی مدد اور ساتھ دینے کی قسمیں کھاتے تھے پھر جب دوسرے گروہ کو ان سے زیادہ اور زور آور پاتے پہلوں کی قسمیں توڑ کر دوسرے گروہ سے قسمیں کھاتے اور انکے ساتھ ہوجاتے تھے۔

بات یہ ہے کہ اللہ تم کو آزماتا ہے کہ جو کچھ اس نے وعدے کو پورا کرنے کا حکم فرمایا کون اس کو مانتا ہے اور کون خلاف کرتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ ایک جماعت کو زیادہ قوت والی کر کے تم کو آزماتا ہے کہ تم وعدہ پورا کرتے ہو یا نہیں۔

اور اللہ بیان فرما دیگا اللہ تم سے قیامت کو وہ باتیں جنہیں تم دنیا میں جھگڑتے تھے عہد وغیرہ کے بارے میں اسطرح کہ عہد توڑنے والے کو عذاب اور عہد پورا کرنے والے کو ثواب عطا فرمائے گا۔

تشریح

(۹۲) عہد و پیمان تمہارے کردار کی آزمائش ہیں۔ اوپر ان چیزوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا جن کے کرنے اور چھوڑنے پر کسی معاشرے کی درستی کا انحصار ہے پھر ان کرنے والی اور نہ کرنیوالی باتوں میں سے خاص طور پر عہد و پیمان کی پابندی اور عہد شکنی سے روکا گیا ہے اور اس میں تین قسم کے معاہدوں کو الگ الگ بیان کر کے اب انکی پابندی کی تاکید کی جارہی ہے۔ یہ تینوں ہی معاہدے اور عہد و پیمان اپنی اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں ایک عہد و پیمان وہ ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے اسکی تابعداری کا کرتا ہے یہ سب سے اہم عہد و پیمان ہے دوسرا عہد و پیمان وہ ہے جو ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ یا ایک قوم دوسری قوم کے ساتھ کرتی ہے اور اس پر اللہ کی قسم کھا کر پابندی کا یقین دلایا جاتا ہے۔

تیسرا عہد و پیمان وہ ہے جو ایک انسان دوسرے انسان سے یا ایک قوم دوسری قوم سے کرتی ہے اگرچہ اس میں کوئی قسم نہیں کھائی جاتی لیکن پابندی عہد کے لحاظ سے اس کی خلاف ورزی بھی روا نہیں ہے۔ دراصل عہد و پیمان قوموں کے کردار اور عمل کی آزمائش ہیں اگر کوئی ان پر کھرا نہیں اترتا تو یہ سمجھو کہ وہ اپنے سارے اعمال کو اکارت کر دیتا ہے، ٹھیک اس عورت کی طرح جو سارے دن بڑی محنت و مشقت سے سوت کاتتی ہے اور جب اس کی پونیاں تیار ہو جاتی ہیں تو خود ہی ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اسی طرح معاہدوں کا توڑنا انسان کی ساکھ اور اس کے اعتماد کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے اگرچہ بعض اوقات اس میں وقتی فائدہ نظر آتا ہے لیکن انجام کے اعتبار سے یہ بہت نقصان دہ ہوتا ہے۔

اگر کسی قوم سے ہمارا اختلاف بھی ہو خواہ وہ عقیدے کا ہو مذہب کا ہو یا کوئی اور اختلاف ہو اپنے مخالف کے ساتھ بھی معاہدہ کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔ مذہبوں کے اختلاف کا آخری فیصلہ تو قیامت میں ہو گا لیکن اس دنیا میں اپنے حریف کے ساتھ عہد شکنی مکر و فریب اور کذب و افترا کی کسی طرح اجازت نہیں ہے۔ اپنے مخالف کے ساتھ بھی معاملے میں صداقت، امانت اور پاس عہد کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ عرب کے یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ جو غیر یہودی ہیں ان کے ساتھ بدعہدی اور دھوکا دہی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے انکا خانہ ساز عقیدہ تھا جس کو قرآن نے بیان کیا ہے کہ لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ یعنی مشرکین عرب کے معاملے میں جن کو وہ (اُمّی، اَن پڑھ کہتے تھے) ہم پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ بدعہدی کا ایک بڑا واضح نقصان یہ ہے کہ لوگ اس مکروہ کردار کو دیکھ کر حق کے قبول کرنے میں پیچھے رہ جاتے ہیں اور یہ اشاعت حق کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ

وَلَوْ	شَآءَ اللّٰهُ	لَجَعَلَكُمْ	اُمَّةً وَّاحِدَةً	وَّلٰكِنْ	يُّضِلُّ	مَنْ
اور اگر	اللہ چاہتا	تو البتہ بنا دیتا تمہیں	ایک اُمت	اور لیکن	گمراہ کرتا ہے	جسے

اور اگر اللہ چاہتا تو البتہ تمہیں ایک اُمت بنا دیتا ، لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جس کو

يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

يَّشَآءُ	وَيَهْدِيْ	مَنْ يَّشَآءُ	وَلَتُسْـَٔلُنَّ	عَمَّا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
وہ چاہتا ہے	اور ہدایت دیتا ہے	جس کو وہ چاہتا ہے	اور تم سے ضرور پوچھا جائیگا	اسکی بابت	جو تم کرتے تھے

وہ چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے اور تم سے اس کی بابت ضرور پوچھا جائیگا جو تم کرتے تھے ۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا	اَيْمَانَكُمْ	دَخَلًا	بَيْنَكُمْ	فَتَزِلَّ	قَدَمٌ	بَعْدَ
اور نہ بناؤ	اپنی قسمیں	دخل کا بہانہ	اپنے درمیان	کر پھسلے	کوئی قدم	بعد

اور اپنی قسموں کو نہ بناؤ اپنے درمیان دخل کا بہانہ کہ کوئی اپنے قدم جم جانے کے بعد

ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ثُبُوْتِهَا	وَتَذُوْقُوا	السُّوْٓءَ	بِمَا	صَدَدْتُّمْ	عَنْ	سَبِيْلِ اللّٰهِ
اپنے جم جانے کے	اور تم چکھو	برائی (وبال)	اسلئے کہ	روکا تم نے	سے	اللہ کا راستہ

پھسل جائے اور تم اس کے نتیجے میں وبال چکھو کہ تم نے روکا اللہ کے راستہ سے ،

وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا

وَلَكُمْ	عَذَابٌ	عَظِيْمٌ	وَلَا	تَشْتَرُوْا	بِعَهْدِ اللّٰهِ	ثَمَنًا
اور تمہارے لیے	عذاب	بڑا	اور نہ	تم لو	اللہ کے عہد کے بدلے	مول

اور تمہارے لئے بڑا عذاب ہے ۔ اور تم اللہ کے عہد کے بدلے نہ لو تھوڑا مول

قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾

قَلِيْلًا	اِنَّمَا	عِنْدَ اللّٰهِ	هُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
تھوڑا	بیشک جو	اللہ کے ہاں	وہی	بہتر	تمہارے لئے	اگر	تم جانو

(مال دنیا) بے شک جو اللہ کے پاس ہے اگر تم جانو تو وہی تمہارے لئے بہتر ہے

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا

مَا	عِنْدَكُمْ	يَنْفَدُ	وَمَا	عِنْدَ اللّٰهِ	بَاقٍ	وَلَنَجْزِيَنَّ	الَّذِيْنَ	صَبَرُوْٓا
جو	تمہارے پاس	ختم ہوجاتا ہے	اور جو	اللہ کے پاس	باقی رہنے والا	اور ہم ضرور دینگے	وہ لوگ جو	انہوں نے صبر کیا

جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہوجاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ (ہمیشہ) باقی رہنے والا ہے۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم ضرور

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

اَجْرَهُمْ	بِاَحْسَنِ	مَا	كَانُوْا	يَعْمَلُوْنَ	
ان کا اجر	اس سے بہتر	جو	وہ تھے	وہ کرتے	

انہیں اُن کا اجر دیں گے اس سے بہت بہتر جو وہ (اعمال) کرتے تھے۔

﴿۹۳﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً اَهْلَ دِيْنٍ وَاحِدٍ وَّلٰكِنْ
يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ ... وَلَتُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
سُؤَالَ تَبْكِيْتٍ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
لِتُجَازُوْا عَلَيْهِ

﴿۹۳﴾ اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک مذہب پر کر دیتا و لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہے اور راہ پر لاتا ہے جس کو چاہے اور بیشک تم سے پوچھا جائیگا قیامت کے دن ازراہِ توبیخ ان کاموں سے جو تم کرتے تھے تاکہ تم کو اس کا بدلہ دیا جائے۔

﴿۹۴﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ
كَرَّرَهُ تَاكِيْدًا فَتَزِلَّ قَدَمٌ اَىْ اَقْدَامُكُمْ
عَنْ مَحَجَّةِ الْاِسْلَامِ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا
اِسْتِقَامَتِهَا عَلَيْهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ
الْعَذَابَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ اَىْ بِصَدِّكُمْ عَنِ الْوَفَاءِ
بِالْعَهْدِ اَوْ بِصَدِّ كُمْ غَيْرَكُمْ عَنْهُ
لِاَنَّهٗ يَسْتَنُّ بِكُمْ وَلَكُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ○ فِى الْاٰخِرَةِ

﴿۹۴﴾ اور نہ بناؤ تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد اور دھوکہ ایسا نہ ہو کہ پھسل جاویں تمہارے قدم طریق اسلام سے بعد استقامت کے اس پر اور چکھو تم عذاب بسبب روکنے تمہارے کے راہِ خدا سے کہ جب تم نے اللہ کے عہد کو پورا نہ کیا اور لوگ تم کو دیکھ کر ایسا ہی کریں گے تو گویا تم نے ان کو عہد پورا کرنے سے منع کیا اور آخرت میں تمہارے لئے بڑا عذاب ہے۔

﴿۹۵﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا
قَلِيْلًا ۭ مِنَ الدُّنْيَا بِاَنْ تَنْقُضُوْهُ
لِاَجْلِهٖ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الثَّوَابِ
هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِمَّا فِى الدُّنْيَا اِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ ذٰلِكَ فَلَا
تَنْقُضُوْا

﴿۹۵﴾ اور نہ خرید و تم اللہ کے عہد کے عوض دنیا کی تھوڑی سی قیمت کو کہ عہد توڑ کر مالِ دنیا حاصل کرو بیشک اللہ کے پاس جو ثواب تیار ہے وہ بہتر ہے تمہارے لئے مالِ دنیا سے اگر تم اس کو جانتے تو عہد کو نہ توڑتے۔

(۹۶) مَا عِنْدَكُمْ مِنَ الدُّنْيَا نُقَلُ يَفْنٰى وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ دَائِمٌ وَلَنَجْزِيَنَّ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا عَلَى الْوَفَاءِ بِالْعُهُوْدِ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ اَحْسَنُ بِمَعْنٰى حَسَنٍ

(۹۶) جو کچھ مالِ دنیا تمہارے پاس ہے سب فنا ہونے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے اور بلاشبہ ہم بدلہ دیں گے ان لوگوں کو جنھوں نے صبر کیا یعنی عہد کو نہ توڑا ان کے اچھے عملوں کا ثواب۔

تشریح

(۹۳) انسانی آزادی اور اختیار کو چھیننے کا کسی کو حق نہیں: اللہ تبارک و تعالےٰ نے انسان کی ہدایت کیلئے مکمل انتظام فرماکر اسکو اختیار دیدیا ہے کہ وہ چاہے تو اس صحیح راستے پر چلے اور چاہے دوسرا راستہ اختیار کرے کسی صاحبِ حق کو جو دینِ حق کا پیرو ہو اللہ تعالیٰ نے یہ حق نہیں دیا کہ وہ زور زبردستی یا غلط ہتھکنڈے اپناکر دوسروں کو راہِ حق پر لانے کی کوشش کرے۔ راہِ حق کے لئے معقول طریقہ اختیار کرنا حکمت کے ساتھ بات کو سمجھانا، نرمی کے ساتھ ترغیب دینا ایک صحیح طریقہ ہے لیکن جوش میں آکر تبلیغ دین کے لئے غلط راستے اپنانا اس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی اور صاف طور پر فرمادیا کہ اگر زور زبردستی سے ہی کام لینا ہوتا تو اللہ تعالیٰ سب کو ایک ہی مذہب پر قائم کردیتا لیکن اس نے آزادی دی ہے جو خود گمراہی کی طرف جانا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کو روکتے نہیں اور جو ہدایت کے راستے پر چلنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بھی مدد کرتے ہیں اور ہدایت کے راستے ہموار کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر بات سے باخبر ہیں ڈھکی چھپی ہر بات کو جانتے ہیں ہمارے اعمال کی ہم سے بازپرس ہوکر رہیگی۔

(۹۴) اخلاق اور معاملات کی خرابی دینِ حق کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہے: ایک صاحبِ ایمان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی قسمیں کھا کھا کر آپس میں ایک دوسرے کو دھوکا نہ دیں کہ قسم کھالی، دوسرے کو یقین دلادیا اور بعد میں بدعہدی کر بیٹھے۔ اسطرح غیر اخلاقی حرکتیں دوسروں کے لئے دین کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہیں وہ یہ سوچتا ہے کہ جب یہ لوگ آپس میں ہی ایک دوسرے کو دھوکا دے دیتے ہیں تو غیروں کو کیوں دھوکا نہیں دینگے اس طرح تم راہِ حق میں رکاوٹ کا سبب بنوگے اور تمہیں اس کی سخت سزا بھگتنی پڑیگی۔

(۹۵) آخرت کی بے بہا دولت کو حقیر دنیا کے بدلے میں مت بیچو: ایمان دراصل اللہ سے قول و قرار ہے کہ ہم آپ کی فرماں برداری کرینگے آپ ہمارے معبود ہمارے آقا اور ہمارے حاکم ہیں ہمیں آپ کے سامنے پیش ہونا ہے اور اپنے دنیا میں کئے ہوئے کاموں کا حساب دینا ہے ہمیں یقین ہے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ آخرت کے مقابلے میں یہ دنیا بہت حقیر ہے، اس عہد کو سامنے رکھ کر یاد دلایا جارہا ہے کہ دیکھو اللہ سے کئے ہوئے اس عہد کو حقیر دنیا کے فائدے کے بدلہ میں بیچ مت دینا اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کا جو اجر تمہیں ملے گا وہ اس دنیا کے مقابلہ میں کہیں بہتر ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں جسکو حضرت ابوہریرہ رض نے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑے (ہنٹر) کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے عقلمندی یہی ہے کہ اس سچائی کو سمجھا جائے۔

(۹۶) حسن عمل کے بہترین نتائج آخرت میں سامنے آئیں گے: کیونکہ اللہ تعالےٰ نے دنیا میں انسان کو آزمائش و امتحان کے واسطے بھیجا ہے اسلئے ایسا بھی ہوتا ہے کہ دنیا کے کسی کام میں بظاہر بہت فائدہ نظر آتا ہے اسوقت ہماری خواہش اور نفسانی جذبہ یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ بڑھاکر وہ فائدہ حاصل کرلیا جائے اور اسکے مقابلہ میں آخرت کے نقصان کو گوارہ کرلیا جائے مثلاً اگر کسی چیز میں ملاوٹ کی جائے اور اس کو خالص کہہ کر بیچا جائے تو بظاہر دنیا کا نفع ہے مگر گناہ ہونے کی وجہ سے آخرت کا نقصان ہے، اس موقعہ پر یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ فائدہ فوری ہے مگر عارضی ہے اور آخرت کا فائدہ یا نقصان دائمی ہے اسوقت میں ہر لالچ اور نفسانی خواہش کے مقابلہ میں راست بازی پر قائم رہنا اور ہر دنیاوی فائدے کو ٹھکرا دینا وہ حسنِ عمل ہے جس کے بہترین نتائج آخرت میں سامنے آئیں گے۔

خالص دنیاوی نقطۂ نظر سے بھی غور کیا جائے تو بددیانتی لالچ اور نفسانی خواہشات کی پیروی دنیا میں بھی بدترین نتائج پیدا کرتی ہے دل کا سکون و اطمینان غارت ہوجاتا ہے، معاشرے میں بے اعتمادی پیدا ہوجاتی ہے اور فساد برپا ہوجاتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ	مُؤْمِنٌ	وَهُوَ	اُنْثٰى	اَوْ	مِّنْ ذَكَرٍ	صَالِحًا	عَمِلَ	مَنْ
تو ہم اسکو ضرور زندگی دینگے	مومن	جبکہ وہ	عورت	یا	مرد ہو	کوئی نیک	عمل کیا	جو جس

جس نے کوئی نیک عمل کیا وہ مرد ہو یا عورت جبکہ ہو وہ مومن تو ہم ضرور اسے (دنیا میں)

حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

كَانُوْا	مَا	بِاَحْسَنِ	اَجْرَهُمْ	وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ	طَيِّبَةً	حَيٰوةً
وہ تھے	جو	اس سے بہتر	ان کا اجر	اور ہم ضرور انہیں دینگے	پاکیزہ	زندگی

پاکیزہ زندگی دیں گے اور (آخرت میں) ان کا اجر ضرور اس سے بہتر دیں گے جو (اعمال) وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ

بِاللّٰهِ	فَاسْتَعِذْ	الْقُرْاٰنَ	قَرَاْتَ	فَاِذَا	يَعْمَلُوْنَ
اللہ کی	تو پناہ لو	قرآن	تم پڑھو	پس جب	کرتے

کرتے تھے۔ پس جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ لو

مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ

الَّذِيْنَ	عَلَى	سُلْطٰنٌ	لَهٗ	لَيْسَ	اِنَّهٗ	الرَّجِيْمِ	الشَّيْطٰنِ	مِنَ
وہ لوگ جو	پر	کوئی زور	اسکے لئے	نہیں	بیشک وہ	مردود	شیطان	سے

شیطان مردود سے بے شک اس کا کوئی زور نہیں ان لوگوں پر جو

اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾

يَتَوَكَّلُوْنَ	رَبِّهِمْ	وَعَلٰى	اٰمَنُوْا
وہ بھروسہ کرتے ہیں۔	اپنا رب	اور پر	ایمان لائے

ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

﴿۹۷﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ قِيْلَ هِيَ حَيٰوةُ الْجَنَّةِ وَقِيْلَ فِي الدُّنْيَا بِالْقَنَاعَةِ.

﴿۹۷﴾ جو کوئی مرد اور عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو تو بیشک ہم اس کو نیک زندگانی عطا کرینگے بعضوں نے کہا کہ مراد اس زندگانی سے جنت کی عیش ہے اور بعض کا قول ہے کہ مراد یہ ہے کہ دنیا میں انکو قناعت اور حلال روزی دینگے۔

وَالرِّزْقِ الْحَلَالِ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

اور البتہ ہم انکو ان کے اچھے عملوں کا ثواب دیں گے ۔

(۹۸) فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ أَيْ أَرَدْتَ قِرَاءَتَهُ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○ أَيْ قُلْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

(۹۸) سو جس وقت تو قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کر یعنی یہ کہہ "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم"

(۹۹) إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ تَسَلُّطٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○

(۹۹) بیشک بات یہ ہے کہ شیطان کو غلبہ نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ۔

تشریح

(۹۷) پاکیزہ زندگی آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی کامیابی لاتی ہے | عمل صالح پاکیزہ زندگی اور ستھرا کردار خواہ مرد کا ہو یا عورت کا دونوں جہان میں کامیابی لے کر آتا ہے جو لوگ ایمان دار پاکباز اور معاملہ کے کھرے ہوتے ہیں اپنی بے داغ سیرت اور کردار کی وجہ سے لوگوں میں ان کی عزت ہوتی ہے لوگ دل سے ان کو پسند کرتے ہیں سماج میں ان کا اعتبار اور ساکھ ہوتی ہے۔ ایسے باکردار لوگوں سے مل کر جو سماج بنے گا وہ کتنا بلند سماج ہوگا اس کا اندازہ کرنا دشوار نہیں ہے خود اپنے آپ کو جو دل کا سکون اور اطمینان قلب حاصل ہوگا وہ ہر دولت سے بڑھ کر ہے ۔ غرض انفرادی اور اجتماعی طور پر پاکیزہ زندگی میں فائدے ہی فائدے ہیں۔ کردار مضبوط ہو، روزی حلال ہو اس سے جو قناعت، طمانینت اور ذکر و عبادت کی لذت ملتی ہے اس کا مقابلہ دنیا کے قیمتی سے قیمتی سامان سے نہیں کیا جا سکتا۔

پھر عالم آخرت جس کی پہلی منزل قبر اور عالم برزخ ہے وہاں جا کر اس کا رنگ کچھ اور نکھر جاتا ہے یہاں تک کہ اعمال صالحہ اور نیک کاموں کا جو بہترین بدلہ اور اجر و ثواب اللہ تعالٰی کی رضا اور اسکے انعامات کی صورت میں ملیگا وہ پاکیزہ کردار مرد و عورت دونوں کیلئے دونوں جہان کی کامیابی ہوگی۔

(۹۸) قرآن مجید سے رہنمائی کے لئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو | اوپر کی آیت میں بتایا گیا ہے کہ جو مؤمن مرد عورت عمل صالح کی راہ اختیار کریں گے وہ دونوں جہاں میں بامراد رہیں گے قرآن مجید عمل صالح کا راستہ بتاتا ہے۔ جب انسان قرآن کی طرف رجوع کرتا ہے اسکی تلاوت کرتا ہے اس سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو شیطان مردود اسکے دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے اس کے خیالات پر اپنی خیالی قوت کے ذریعہ اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ چاہتا ہے کہ اسکے دل میں غلط اور بیجا شکوک و شبہات پیدا کر دے تاکہ وہ قرآن کو اسکی صحیح روشنی میں نہ دیکھ سکے ۔ اس لئے اللہ کی اس کتاب کو پڑھتے ہوئے بہت چوکنا رہنا چاہیئے اور اللہ سے مدد مانگتے رہنا چاہیئے کہیں شیطان کی دراندازیاں اسے اس ہدایت کے فیض سے محروم نہ کر دیں کیونکہ جسے یہاں سے ہدایت نہ ملی وہ کہیں سے ہدایت نہ پا سکے گا اس لئے دل میں یہ خواہش ہو اور عملاً یہ کوشش ہو اور زبان سے اس کا اظہار ہو کہ شیطان کی دسیسہ کاریوں سے بچا کر مجھے اللہ اپنی پناہ میں لے لے۔

(۹۹) اللہ پر بھروسہ کرنے والوں پر شیطان کا زور نہیں چل سکتا۔ | اللہ تعالٰی سب سے عظیم ہیں ہر چیز ان کے قبضے میں ہے جب ایک انسان اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہے اپنے رب پر پورا یقین رکھتا ہے اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہے اس پر شیطان کا زور نہیں چل سکتا اگر بشری تقاضے کے مطابق کبھی شیطان کے چکمے میں آ بھی جائے تو جلد ہی غفلت سے نکل آتا ہے اسلئے انسان کو اللہ سے مدد مانگنی چاہیئے اور اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اسلئے کہ ہر شر سے حفاظت کرنے والا وہی ہے۔

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ

اِنَّمَا	سُلْطٰنُهٗ	عَلَى	الَّذِيْنَ	يَتَوَلَّوْنَهٗ	وَالَّذِيْنَ	هُمْ + بِهٖ
اسکے سوا نہیں	اسکا زور	پر	وہ لوگ جو	اس کو دوست بناتے ہیں	اور وہ لوگ جو	وہ اس (اللہ) کیساتھ

اس کے سوا نہیں کہ اس کا زور ان لوگوں پر ہے جو اس کو دوست بناتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے ساتھ

ع ۱۳ ۱۹ مُشْرِكُوْنَ ۝۱۰۰ ع وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ

مُشْرِكُوْنَ	وَ	اِذَا	بَدَّلْنَآ	اٰيَةً	مَّكَانَ	اٰيَةٍ	وَّاللّٰهُ
شریک ٹھہراتے ہیں	اور	جب	ہم بدلتے ہیں	کوئی حکم	جگہ	دوسرا حکم	اور اللہ

شریک ٹھہراتے ہیں اور جب ہم کوئی حکم کسی دوسرے حکم کی جگہ بدلتے ہیں، اور اللہ خوب

اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

اَعْلَمُ	بِمَا	يُنَزِّلُ	قَالُوْٓا	اِنَّمَآ	اَنْتَ	مُفْتَرٍ	بَلْ	اَكْثَرُهُمْ
خوب جانتا ہے	اسکو جو	وہ نازل کرتا ہے	وہ کہتے ہیں	اسکے سوا نہیں	تو	تم گھڑ لیتے ہو	بلکہ	انمیں اکثر

جانتا ہے اسکو جو وہ نازل کرتا ہے، وہ (کافر) کہتے ہیں اس کے سوا نہیں کہ تم (خود) گھڑ لیتے ہو (نہیں) بلکہ ان میں اکثر

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۱ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ

لَا يَعْلَمُوْنَ	قُلْ	نَزَّلَهٗ	رُوْحُ + الْقُدُسِ	مِنْ رَّبِّكَ	بِالْحَقِّ
علم نہیں رکھتے	آپ کہہ دیں	اسے اتارا ہے	روح القدس (جبرئیل)	تمہارے رب (کیطرف) سے	حق کیساتھ

علم نہیں رکھتے۔ آپ کہہ دیں کہ اسے جبرئیل امین نے تمہارے رب کی طرف سے اتارا ہے حق کے ساتھ

لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۰۲

لِيُثَبِّتَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَهُدًى	وَّبُشْرٰى	لِلْمُسْلِمِيْنَ
تاکہ ثابت قدم کرے	وہ لوگ جو	ایمان لائے (مومن)	اور ہدایت	اور خوش خبری	مسلمانوں کے لئے

تاکہ مومنوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت وخوشخبری ہے۔

(۱۰۰) اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ بِطَاعَتِهٖ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ اَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى مُشْرِكُوْنَ ○

(۱۰۱) وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ بِنَسْخِهَا وَاِنْزَالِ غَيْرِهَا لِمَصْلَحَةِ الْعِبَادِ

(۱۰۰) اس کا غلبہ تو انہیں پر ہے جو اس کے دوست ہیں اس کی اطاعت کرتے ہیں اور ان پر ہے جو اللہ کے لئے شریک ٹھہراتے ہیں۔

(۱۰۱) وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ الخ اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ یعنی ایک کو منسوخ کرکے دوسری اس کی جگہ اتارتے ہیں بندوں کی

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

الکُفَّارُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ کَذَّابٌ تَقُوْلُهٗ مِنْ عِنْدِكَ

اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ اتارتا ہے تو کافرین پیغمبر صاحب سے کہتے ہیں کہ تو محض جھوٹا ہے تو نے اپنے جی سے بنا لیا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ اکثر کافرین حقیقت قرآن کو نہیں جانتے اور منسوخ ہونے کے فائدوں کو نہیں پہچانتے۔

حَقِیْقَةُ الْقُرْاٰنِ وَفَائِدَةُ النَّسْخِ

(۱۰۲) قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ جِبْرِیْلُ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ مُتَعَلِّقٌ بِنَزَّلَ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاِيْمَانِهِمْ بِهٖ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○

(۱۰۲) ان سے کہہ دو کہ قرآن کو جبرئیل ؑ نے اللہ کے پاس سے اتارا ہے ساتھ حق کے تاکہ ایمان والوں کو بسبب انکے ایمان لانیکے اسپر ثابت قدم رکھے اور ہدایت اور بشارت ہے مسلمانوں کے واسطے۔

تشریح

(۱۰۰) شیطان کی سرپرستی | شیطان کے بہکانے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ انسان کے خیالات پر اپنی قوت خیالیہ سے اثر انداز ہونیکی کوشش کرتا ہے اگر انسان ارادے کا کمزور ہو اور نفس کی بیجا خواہشات کی رو میں بہہ جائے تو وہ شیطان کے زیر اثر آکر شیطانی راہ پر چل پڑتا ہے اس طرح وہ لوگ شیطان کو اپنا رفیق اور سرپرست بنا لیتے ہیں اور پروردگار کی اطاعت میں دوسروں کو یا خود اپنے نفس کو شریک کر لیتے ہیں۔ بس جب ایک مرتبہ اس راہ پر چل پڑتے ہیں تو پھر شیطان بھی انکو انگلیوں پر خوب نچاتا ہے البتہ جب انسان اپنے ارادے کی قوت سے کام لیکر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں دیدے تو پھر شیطان بے بس ہو جاتا ہے۔

(۱۰۱) قرآن مجید میں احکام کے مختلف پہلو پائے جاتے ہیں | مذکورہ بالا آیات میں یہ حکم دیا تھا کہ قرآن کی طرف رجوع کرتے ہوئے شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگا کرو کہ کہیں وہ تمہارے دل میں طرح طرح کے وسوسے اور خیالات ڈال کر قرآن سے ہدایت حاصل کرنے میں رکاوٹ نہ ڈالدے قرآن سے رہنمائی حاصل کرنے میں مخالفین کی طرف سے ایک بات یہ بھی آتی تھی کہ قرآن میں ایک ہی شرعی حکم سے متعلق مختلف انداز پائے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ تم لوگ خود گھڑ لیتے ہو۔ اس شبہ کو دور کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ کیونکہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے اور اس وقت جو بات جس طرح بتانی مناسب تھی اسی طرح بتائی گئی ہے اسلئے کبھی بات مجمل ہے اور کبھی مفصل ہے کبھی ایک دلیل ہے کبھی کوئی اور دلیل ہے، کبھی کسی پہلو کو کبھی کسی دوسرے پہلو کو سامنے لایا گیا ہے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی بیمار کسی حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اسوقت کی حالت کے مطابق وہ دوا تجویز کرتا ہے اور اس کی مقدار بھی مریض کی حالت کے مطابق ہوتی ہے اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے بندوں کے حالات پر نظر رکھتے ہوئے ان کو کبھی اجمالی طور پر کبھی تفصیلی طور پر کبھی ایک انداز میں کبھی دوسرے انداز سے بات کو سمجھایا ہے ایک ہی قصے کو بار بار سمجھایا ہے اور اس کے مختلف پہلو اجاگر کئے ہیں یہ اس کتاب کی حکمت اور حسن ہے نہ کہ اس کا عیب کیونکہ اکثر لوگ حقیقت سے واقف نہیں ہوتے اسلئے وہ اعتراض جڑ دیتے ہیں۔

(۱۰۲) قرآن بلاشبہ اللہ کا کلام ہے | قرآن مجید کی آیات اور انکے احکام جو وقتاً فوقتاً موقع بموقع تھوڑے تھوڑے کر کے نازل ہوتے رہے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ تھوڑی تھوڑی کر کے بات جو اس موقع کے مناسب ہو بتائی جائے اور وہ دل میں اتر جائے۔ اور اس قرآن کے نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اہل ایمان اس سے ہدایت حاصل کریں یہ انکے لئے اللہ کی رحمت ہے اور عظیم بشارت ہے جو انکو سیدھی راہ کیطرف چلانے والی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے روح القدس کے ذریعے اتارا ہے روح القدس جس کا ترجمہ پاکیزہ روح ہے حضرت جبرئیل ؑ کا لقب ہے۔ حضرت جبرئیل کے نام کے بجائے انکا لقب روح القدس استعمال کر کے یہ بتانا ہے کہ اس کلام کو لانے والی وہ پاکیزہ روح ہے جو انسانی کمزوریوں سے پاک و صاف ہے وہ پوری امانت کے ساتھ جوں کا توں اللہ کے کلام کو حضرت محمد ﷺ تک پہنچاتی ہے اسلئے بلاشبہ یہ اللہ کا نازل کردہ کلام برحق ہے۔ یہ کلام اللہ کی راہ پر چلنے والوں پر فلاح و سعادت کی بشارت دیتا ہے انکو حوصلہ اور ہمت دیتا ہے کہ وہ باطل کے مقابلے میں حق پر ثابت قدم رہیں۔ اور آخرت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ

وَ	لَقَدْ نَعْلَمُ	اَنَّهُمْ	يَقُوْلُوْنَ	اِنَّمَا	يُعَلِّمُهٗ	بَشَرٌ	لِسَانُ	الَّذِيْ	يُلْحِدُوْنَ
اور	ہم خوب جانتے ہیں	کہ وہ	وہ کہتے ہیں	اسکے سوا نہیں	اسکو سکھاتا ہے	ایک آدمی	زبان	وہ جو کہ	کجراہی (نسبت) کرتے ہیں

اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کے سوا نہیں کہ اسے ایک آدمی سکھاتا ہے جس کی طرف وہ نسبت کرتے ہیں

اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾

اِلَيْهِ	اَعْجَمِيٌّ	وَ هٰذَا	لِسَانٌ	عَرَبِيٌّ	مُّبِيْنٌ	
اس کی طرف	عجمی	اور یہ	زبان	عربی	واضح	

اس کی زبان عجمی (غیر عربی) ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے۔

(۱۰۳) وَلَقَدْ لِلتَّحْقِيْقِ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ
اِنَّمَا يُعَلِّمُهُ الْقُرْاٰنَ بَشَرٌ وَهُوَ قَيْنٌ
نَصْرَانِيٌّ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدْخُلُ عَلَيْهِ قَالَ تَعَالٰى لِسَانُ لُغَةُ
الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ يَمِيْلُوْنَ اِلَيْهِ
اَنَّهُ يُعَلِّمُهُ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا الْقُرْاٰنُ
لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ذُوْ بَيَانٍ وَ
فَصَاحَةٍ فَكَيْفَ يُعَلِّمُهُ اَعْجَمِيٌّ

(۱۰۳) اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ بالیقین کفار کہتے ہیں کہ محمدؐ کو قرآن آدمی سکھلاتا ہے اور وہ آدمی ایک لوہار نصرانی تھا جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زبان اس شخص کی جس کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ سکھلاتا ہے عجمی ہے اور یہ قرآن عربی زبان ظاہر اور بافصاحت ہے پس عجمی آدمی کیونکر اس کو سکھلا سکتا ہے۔

تشریح

(۱۰۳) **قرآن میں کسی بشر کا کوئی دخل نہیں** قرآن مجید اپنے انداز بیان اپنے اسلوب اور اپنے اعلیٰ مضامین کے اعتبار سے جس اونچے درجے کی کتاب ہے اس کا مقابلہ دنیا کی کسی کتاب سے نہیں کیا جا سکتا خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ آپ قرآن مجید سناتے تھے تو عرب کے بڑے بڑے ادیب شاعر اور دانشور حیرت میں پڑ جاتے تھے کہ یہ اعلیٰ درجہ کا ادب، یہ انداز کی ندرت آج تک نہ دیکھی نہ سنی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ میرا کلام نہیں ہے اللہ نے مجھے اپنا رسول مقرر کیا ہے اور اپنا یہ کلام مجھ پر نازل کیا ہے۔ کسی پیغمبر پر وحی کا آنا اور اللہ کا اپنا کلام نازل کرنا دنیا میں کوئی پہلا واقعہ نہیں تھا اس۔ سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ پیغمبر مقرر کرتے رہے ہیں اور ان پر اپنا کلام نازل کرتے رہے ہیں۔ اب یہ بات تو ہو سکتی تھی اور یہ غیر معقول نہ ہوتی کہ لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے دعویٰ نبوت کی دلیل طلب کرتے۔ دنیا میں کسی چیز کے جانچنے کے اور کسی کی صداقت معلوم کرنے کے جو طریقے ہیں اس پر ان کے دعویٰ کو پرکھ کر دیکھتے مثلاً یہ شخص نبوت کے دعوے سے پہلے جھوٹ بولتا ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کا یہ دعویٰ بھی جھوٹا ہوگا۔ اگر نبوت کے دعوے سے پہلے اگر ایک شخص کی تمنا رہی ہو کہ مجھے سرداری مل جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ اپنی سرداری جمانے کیلئے ایسے دعویٰ کر رہا ہے۔ لیکن یہاں معاملہ یہ تھا کہ حضرت محمدؐ کی سادی صاف ستھری پاکیزہ زندگی سب کے سامنے تھی جس کی صداقت کے اعتراف میں انہیں صادق کا لقب ملا تھا جنکی دیانت داری پر انہیں امین کہہ کر پکارا جاتا ہے کیسے کہہ دیا جاتا کہ یہ شخص جھوٹا اور خائن ہے ——— اسلئے ایسے الٹے سیدھے اعتراض ہوتے تھے جن کا کوئی سر پیر نہ ہو۔ مثلاً یہ فلاں شخص سے سیکھ کر آتے ہیں، فلاں سے لکھواتے ہیں۔ جس کا نام لیا جاتا تھا وہ عجمی تھا اس کی مادری زبان بھی عربی نہ تھی۔ اتنے اعلیٰ درجہ کا ادب جس پر بڑے بڑے ادیب سر دھنتے تھے کیا ایسے شخص سے ممکن ہے۔ وہ مضامین کیا ایسے ذہن کی پیداوار تھے جو صرف انجیل پڑھ لیتا تھا۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ

إِنَّ	الَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ	بِآيَاتِ + اللَّهِ	لَا يَهْدِيهِمُ	اللَّهُ	وَلَهُمْ
بیشک	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے ہیں	اللہ کی آیتیں	ہدایت نہیں دیتا انہیں	اللہ	اور انکے لئے

بیشک جو لوگ ایمان نہیں لاتے اللہ کی آیتوں پر اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

عَذَابٌ	أَلِيمٌ	إِنَّمَا	يَفْتَرِي	الْكَذِبَ	الَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ
عذاب	دردناک	اسکے سوا نہیں	بہتان باندھتا ہے	جھوٹ	وہ لوگ	جو ایمان نہیں لاتے

دردناک عذاب ہے۔ اس کے سوا نہیں کہ وہی لوگ جھوٹ بہتان باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں

بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾

بِآيَاتِ + اللَّهِ	وَأُولَٰئِكَ	هُمُ	الْكَاذِبُونَ	
اللہ کی آیتیں	اور یہی لوگ	وہ	جھوٹے	

پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔

(۱۰۴) إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ مُؤْلِمٌ

(۱۰۵) إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ الْقُرْآنِ بِقَوْلِهِمْ هَٰذَا مِنْ قَوْلِ الْبَشَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ○ وَالتَّأْكِيدُ بِالتَّكْرَارِ وَإِنَّ وَغَيْرِهِمَا رَدٌّ لِقَوْلِهِمْ إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ

(۱۰۴) بیشک جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے ان کو حق تعالیٰ راہ نہیں بتلاتا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔

(۱۰۵) بات یہ ہے کہ جھوٹ وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے یعنی قرآن کو کہتے ہیں کہ یہ آدمی کا قول ہے اور وہی لوگ ہیں جھوٹے (کافروں کے رد میں تاکید ساتھ انّ اور تکرار وغیرہ کے اس لئے کی گئی کہ ان کا قول بھی تاکید کے ساتھ تھا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ۔

تشریح

(۱۰۴) **کمل نشانیوں کے باوجود جو شخص سچائی کو نہیں مانتا اللہ بھی اسکو زبردستی ہدایت نہیں دیتے** اللہ تو کا دستور یہ ہے کہ وہ حق اور باطل کو واضح کر دیتے ہیں یہ ہدایت کا کھلا روشن راستہ ہے اور وہ گمراہی ہے اسکے باوجود اگر کوئی مان کر نہ دے اور دل میں ٹھان لے کہ میں سمجھ کر بھی نہیں سمجھونگا تو اللہ تو اسکو زبردستی راہ ہدایت پر نہیں لاتے اور اسکو توفیق نہیں دیتے۔ اصل میں توفیق طلب اور ارادے سے جڑی ہوئی ہے اگر انسان میں طلب ہوگی ہدایت حاصل کرنے کا ارادہ کریگا تو اللہ تو بھی توفیق دینگے اور اسکی مدد کرینگے وہ خود ہی بھٹکنا چاہے تو بھٹکتا پھرے اللہ کو بھی اسکی پرواہ نہیں ہے ایسے شخص کے لئے دردناک عذاب مقدر ہے۔

(۱۰۵) **اللہ کی نشانیوں کو نہ ماننے والے جھوٹ گھڑا کرتے ہیں** کیا تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی انکا طور طریق ایسا نظر آتا ہے کہ وہ اتنا بڑا جھوٹ گھڑ کر تمہارے سامنے رکھدیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرے اوپر اللہ کا کلام نازل ہوتا ہے۔ جھوٹے لوگ تو الگ طرح کے ہوتے ہیں اصل میں جو لوگ اللہ کی کھلی کھلی نشانیاں دیکھتے ہیں اور پھر مان کر نہیں دیتے وہ جھوٹ گھڑا کرتے ہیں جھوٹ گھڑنے والے کہاں اللہ کی آیتوں کو مانتے ہیں وہ تو اپنے جھوٹ کے فریب میں ہی گم رہتے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ

مَنْ	كَفَرَ	بِاللّٰهِ	مِنْ بَعْدِ	اِيْمَانِهٖٓ	اِلَّا	مَنْ	اُكْرِهَ	وَ
جو	منکر ہوا	اللہ کا	بعد	اسکے ایمان	سوائے	جو	مجبور کیا گیا	جبکہ

جو اللہ کا منکر ہوا اس (اللہ) پر ایمان کے بعد، سوائے اس کے جو مجبور کیا گیا جبکہ

قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا

قَلْبُهٗ	مُطْمَىِٕنٌّۢ	بِالْاِيْمَانِ	وَلٰكِنْ	مَّنْ	شَرَحَ	بِالْكُفْرِ	صَدْرًا
اس کا دل	مطمئن	ایمان پر	اور لیکن (بلکہ)	جو	کشادہ کرے	کفر کے لئے	سینہ

اس کا دل مطمئن ہو ایمان پر۔ بلکہ جو کفر کے لئے سینہ کشادہ کرے (من مرضی سے

فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ ذٰلِكَ

فَعَلَيْهِمْ	غَضَبٌ	مِّنَ + اللّٰهِ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ + عَظِيْمٌ	ذٰلِكَ
تو ان پر	غضب	اللہ کا	اور انکے لئے	بڑا عذاب	یہ

کفر کرے) تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لئے

بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ

بِاَنَّهُمُ	اسْتَحَبُّوا	الْحَيٰوةَ	الدُّنْيَا	عَلَى	الْاٰخِرَةِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ
اسلئے کہ وہ	انہوں نے پسند کیا	زندگی	دنیا	پر	آخرت	اور یہ کہ	اللہ

ہے کہ انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر پسند کیا۔ اور یہ کہ اللہ تعالے

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠٧﴾

لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ	الْكٰفِرِيْنَ
ہدایت نہیں دیتا	لوگ	کافر (جمع)

ہدایت نہیں دیتا کافر لوگوں کو۔

(۱۰۶) مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ عَلَى التَّلَفُّظِ بِالْكُفْرِ فَتَلَفَّظَ بِهٖ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَمَنْ مُبْتَدَأٌ اَوْ شَرْطِيَّةٌ وَالْخَبَرُ اَوِ الْجَوَابُ

(۱۰۶) جو شخص ایمان کے بعد کافر ہو اور اللہ کا انکار کرے ان کے لئے سخت مصیبت ہے بجز اس شخص کے کہ اس سے زبردستی کوئی کلمۂ کفر کہلا دے اور اس کا دل مطمئن ہو ساتھ ایمان کے وہ عذاب سے محفوظ ہے۔

لَهُمْ وَعِيدٌ شَدِيدٌ دَلَّ عَلَيْهِ هٰذَا وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا لَهُ أَيْ فَتَحَهُ وَوَسَّعَهُ بِمَعْنٰى طَابَتْ بِهِ نَفْسُهُ فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

ولیکن جس کے دل میں کفر آجاوے اور اس کو وہ بھلا معلوم ہو سو ان کے اوپر اللہ کا غصہ ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

(۱۰۷) ذٰلِكَ الْوَعِيْدُ لَهُمْ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا اخْتَارُوْهَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(۱۰۷) یہ ان پر عذاب کا آنا اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر پسند کیا۔ اور بیشک اللہ کافروں کو راہِ ہدایت نہیں دکھلاتا

تشریح

(۱۰۶) سب کچھ سہہ کر ایمان پر قائم رہنا اعلیٰ درجہ ہے مگر رخصت کی گنجائش بھی ہے | ایک قسم کے لوگ تو وہ ہیں جو واضح اور روشن دلیلوں کے باوجود سچائی کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں یہ بھی مجرم ہیں مگر ان سے بڑھ کر وہ مجرم ہیں جنھوں نے سچائی کو پرکھا مانا اس کو قبول کیا اور پھر شیطانی وسوسوں اور شکوک و شبہات میں گھر کر صداقت سے منہ پھیر لیا عبداللہ بن ابی سرح بھی ایسے لوگوں میں سے ایک تھا۔

ایک قسم کا انسان وہ ہے کہ اس نے آگے بڑھ کر صداقت کو قبول کر لیا ہے مگر حالات کا اتنا شدید دباؤ ہے اتنے اس پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اتنا اس کو ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے اتنا اس کو مجبور کیا جا رہا ہے آخر مجبور ہو کر دلی ایمان اور مکمل یقین کے باوجود وہ زبان سے وہ بات کہہ دیتا ہے جو اس کے دل میں تو نہیں ہے مگر مجبور ہو کر کہنی پڑ رہی ہے۔ یہ مقام رخصت ہے اور اسلام کی وسیع النظری ہے کہ وہ اس کے عذر کو قبول کرتا ہے اس کے ضعف اور کمزوری کی رعایت کرتا ہے۔ اس سے عزیمت اور اعلیٰ درجہ کا مطالبہ نہیں کرتا۔ اس کی مثال حضرت عمار بن یاسرؓ ہیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے ماں باپ کو سخت اذیت دے کر شہید کر دیا گیا، پھر خود ان کو اتنی سخت سزا دی گئی کہ اسکی اذیت سے بچنے کے لئے جو مخالفین کہلوانا چاہتے تھے انہوں نے کہدیا اور روتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مَا تُرِكْتُ حَتّٰى نِلْتُ مِنْكَ وَذَكَرْتُ اٰلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ " مجھے چھوڑا نہ گیا جب تک میں نے آپ کی شان میں برائی کے الفاظ اور ان کے معبودوں کی تعریف نہیں کر دی۔ آنحضرتؐ نے پوچھا، كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ ؟ اپنے دل کا کیسا حال پاتے ہو؟ حضرت عمارؓ نے عرض کیا مُطْمَئِنًّا بِالْاِيْمَانِ ایمان پر پوری طرح مطمئن ہوں۔ اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا، اِنْ عَادُوْا فَعُدْ اگر وہ پھر اسیطرح ظلم کریں تو تم پھر جان بچانیکے لئے یہی کہدینا جو اَب کہا ہے ــــ عزیمت اور سب کچھ سہہ کر کلمۂ حق کے اعلان کی بھی شاندار نظیریں اسلامی تاریخ میں ملتی ہیں؛ خباب بن ارت، بلال حبشی حبیب بن زید بن عاصم انصاری حضرت عبداللہ بن حذافہ جنہوں نے ہر تکلیف برداشت کی مگر زبان سے بھی خلاف حق کہنے کیلئے تیار نہیں ہوئے۔

(۱۰۷) فیصلہ یہ کرنا ہے کہ دنیا پسند ہے یا آخرت | اگر آدمی دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتا ہے اور وہیں کی زندگی کو حقیقی زندگی سمجھتا ہے تو وہ دنیا کی تکلیفوں سے گھبراتا نہیں ہے اگر ڈر کی وجہ سے زبان سے کہہ بھی دیگا تو توبہ و استغفار کر کے اپنے آپ کو حق پرستوں میں شامل کر لیگا۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور دنیا ہی اس کا مقصد حیات ہے تو اسکے لئے ایمان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اور نہ وہ ہدایت کی روشنی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اللہ تو بھی ایسے ناشکروں کا ساتھ نہیں دیتے اور ان کو ہدایت سے نہیں نوازتے۔

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَٰرِهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ

أُولَٰٓئِكَ	الَّذِينَ	طَبَعَ اللَّهُ	عَلَىٰ	قُلُوبِهِمْ	وَسَمْعِهِمْ	وَأَبْصَٰرِهِمْ	وَأُولَٰٓئِكَ
یہی لوگ	وہ جو کہ	اللہ نے مہر لگادی	پر	ان کے دل	اور انکے کان	اور انکی آنکھیں	اور یہی لوگ

یہی لوگ ہیں اللہ نے مہر لگادی ہے جن کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر اور یہی لوگ

هُمُ الْغَٰفِلُونَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَٰسِرُونَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ

هُمُ	الْغَٰفِلُونَ	لَا جَرَمَ	أَنَّهُمْ	فِي الْآخِرَةِ	هُمُ	الْخَٰسِرُونَ	ثُمَّ
وہ	غافل (جمع)	کچھ شک نہیں	کہ وہ	آخرت میں	وہ	خسارہ اٹھانے والے	پھر

غافل کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں خسارہ (نقصان) اٹھانے والے ہیں۔ پھر

إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَٰهَدُوا وَصَبَرُوٓا

إِنَّ	رَبَّكَ	لِلَّذِينَ	هَاجَرُوا	مِنْ بَعْدِ	مَا فُتِنُوا	ثُمَّ	جَٰهَدُوا	وَصَبَرُوٓا
بیشک	تمہارا رب	ان لوگوں کیلئے	انہوں نے ہجرت کی	اسکے بعد	وہ ستائے گئے	پھر	انہوں نے جہاد کیا	اور انہوں نے صبر کیا

بیشک تمہارا رب ان لوگوں کیلئے جنھوں نے ہجرت کی، اسکے بعد کہ وہ ستائے گئے اور پھر انہوں نے جہاد کیا، اور صبر کیا

ع ۱۴/۲۰ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ

إِنَّ	رَبَّكَ	مِنْ بَعْدِهَا	لَغَفُورٌ	رَّحِيمٌ	يَوْمَ	تَأْتِي	كُلُّ	نَفْسٍ
بیشک	تمہارا رب	اسکے بعد	البتہ بخشنے والا	نہایت مہربان	جس دن	آئیگا	ہر	شخص

بیشک تمہارا رب اس کے بعد بخشنے والا نہایت مہربان ہے جس دن ہر شخص اپنی (ہی) طرف سے جھگڑا کرتا

تُجَٰدِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۱۱﴾

تُجَٰدِلُ	عَنْ	نَفْسِهَا	وَتُوَفَّىٰ	كُلُّ	نَفْسٍ	مَّا	عَمِلَتْ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُونَ
جھگڑا کرتاہے	سے	اپنی طرف	اور پورا دیا جائیگا	ہر	شخص	جو	اس نے کیا	اور وہ	ظلم نہ کیے جائینگے

آئے گا اور ہر شخص کو پورا دیا جائے گا جو اس نے کیا اور ان پر ظلم نہ کیا جائیگا۔

﴿۱۰۸﴾ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَٰرِهِمْ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْغَٰفِلُونَ ○ عَمَّا يُرَادُ بِهِمْ

﴿۱۰۸﴾ یہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہر لگادی اور یہی ہیں بے خبر اس سے جو ان سے ارادہ کیا جاتا ہے۔

﴿۱۰۹﴾ لَا جَرَمَ حَقًّا أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ

﴿۱۰۹﴾ یہ یقینی امر ہے کہ آخرت میں یہی ٹوٹے والے ہیں کہ رجوع

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ لِمَصِيْرِهِمْ
اِلَى النَّارِ الْمُؤَبَّدَةِ عَلَيْهِمْ

ان کا دوزخ کی طرف ہے جس میں یہ ہمیشہ رہینگے۔

۱۱۰ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا
اِلَى الْمَدِيْنَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا
عُذِّبُوْا وَتَلَفَّظُوْا بِالْكُفْرِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ
بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ اَيْ كَفَرُوْا اَوْ فَتَنُوا
النَّاسَ عَنِ الْاِيْمَانِ ثُمَّ جٰهَدُوْا
وَصَبَرُوْا عَلَى الطَّاعَةِ اِنَّ رَبَّكَ
مِنْۢ بَعْدِهَا اَيِ الْفِتْنَةِ لَغَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ○ بِهِمْ وَخَبَرُ اِنَّ الْاُوْلٰى
دَلَّ عَلَيْهِ خَبَرُ الثَّانِيَةِ

(۱۱۰) بیشک تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے ان لوگوں پر جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی بعد اس کے کہ انکو تکالیف پہنچائی گئیں۔ اور انہوں نے کلمہ کفر بمجبوری زبان سے نکالا۔ ایک قرأت میں فَتَنُوْا بصیغہ معروف ہے اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ کافر ہوئے اور لوگوں کو ایمان سے روکا اور تکالیف پہنچائی، پھر جہاد کیا اور عبادت کی اور فرمانبرداری حق تعالیٰ پر ثابت رہے بیشک تیرا رب بعد اس مصیبت یا کفر وغیرہ کے انکو ضرور بخشنے والا ان پر مہربان ہے۔

۱۱۱ اُذْكُرْ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ
تُحَاجُّ عَنْ نَّفْسِهَا لَا يُهِمُّهَا غَيْرُهَا
وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ
جَزَاءَ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○
شَيْئًا

(۱۱۱) يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ الخ یاد کر قیامت کے دن کو جس دن کہ ہر ایک آدمی اپنی ہی شان میں جھگڑیگا کسی دوسرے کی طرف اسکو توجہ نہ ہوگی اور ہر ایک آدمی اپنے کئے کا بدلہ پورا پورا پاویگا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا۔

تشریح

(۱۰۸) دنیا کی محبت نے انکے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کردی | دنیا طلبی اور ہوا پرستی کے نشے میں مست ہو کر اپنے انجام سے ایسے غافل ہیں کہ اب انکے کان حق کی آواز نہیں سنتے، ان کی آنکھیں سچائی کی نشانیاں نہیں دیکھتیں، ان کے دل صداقت کی بات سمجھنے سے قاصر ہیں انکے سوچنے سمجھنے کی توفیق سلب ہو چکی ہے۔

(۱۰۹) یہ دنیا کا ہی نہیں آخرت کا بھی نقصان ہے | یہ لوگ جو حق کے راستے کی دشواریوں سے گھبرا کر باطل قوتوں سے جا ملے ہیں اپنی بساختہ الیوں سے اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو بیکار کر لیا ہے اور دنیا ہی کو اپنا مقصد بنا لیا ہے یہ آخرت میں بھی سخت نقصان میں رہینگے۔ گویا دنیا میں بھی کوئی عزت کا مقام حاصل نہ ہو سکا۔ اعتماد بھروسہ کھو چکے اور آخرت بھی برباد کر ڈالی۔

(۱۱۰) وہ بھی ہیں جنہوں نے وطن چھوڑ دیا مگر ایمان نہیں چھوڑا | اللہ پر ایمان اتنی قیمتی دولت ہے کہ اسکے مقابلے میں وطن کی گھر بار کی یہاں تک کہ اپنی جان کی بھی کوئی قیمت نہیں ہے حضرت یاسرؓ اسلام کے پہلے شہید تھے جنہوں نے جان دیدی مگر ایمان نہیں دیا، انکی بیوی سمیہؓ ایک خاتون ہوتے ہوئے اپنے ایمان کو بچانے کیلئے انہوں نے اپنی جان قربان کرنی گوارا کی، ان دونوں کی اولاد تھے حضرت عمارؓ بیٹے کے سامنے باپ اور ماں کو شہید کیا گیا اسوقت ڈر کی وجہ سے زبان سے جو کہلوانا چاہتے تھے کہہ دیا مگر دل اسی طرح ایمان سے منور تھا۔ روتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ماجرا بیان کیا آپ ﷺ نے تسلی دی، اس کے بعد ان کی قربانیوں نے ثابت کر دیا کہ واقعی وہ سچے مومن تھے، گھر بار چھوڑ کر ہجرت فرما گئے وطن چھوڑ کر حبشہ چلے گئے اور اتنے بڑے بڑے کام کئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انکے صبر و ہمت کو قبول کیا اور انکی کوتاہی کو معاف فرما دیا بیشک وہ بہت مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(۱۱۱) پورا پورا بدلہ اللہ کے یہاں ملیگا | دنیا میں ظالم نے ظلم کر لیا اور مظلوم نے ظلم سہہ لیا ایک دن وہ آئیگا جب کوئی کسی پر ظلم تو کیا کرتا ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی ہر ایک اپنے بچاؤ کی فکر میں لگا ہوگا اس دن اللہ کے یہاں انصاف ہوگا اور ہر ایک کو اسکے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا کسی پر ذرہ برابر زیادتی نہ ہوگی نہ کسی کی نیکی ثواب میں کمی کی جائیگی اور نہ برائی کا بدلہ اسکی سزا سے زیادہ ملیگا۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا

وَ	ضَرَبَ اللّٰهُ	مَثَلًا	قَرْيَةً	كَانَتْ	اٰمِنَةً	مُّطْمَئِنَّةً	يَّاْتِيْهَا
اور	بیان کی اللہ نے	ایک مثال	ایک بستی	وہ تھی	بے خوف	مطمئن	اسکے پاس آتا تھا

اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان کی وہ مطمئن بے خوف تھی ، ہر جگہ سے اس کے پاس

رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ

رِزْقُهَا	رَغَدًا	مِّنْ	كُلِّ مَكَانٍ	فَكَفَرَتْ	بِاَنْعُمِ	اللّٰهِ
اس کا رزق	بافراغت	سے	ہر جگہ	پھر اسنے ناشکری کی	نعمتوں سے	اللہ

رزق بافراغت آجاتا تھا ، پھر اس نے ناشکری کی اللہ کی نعمتوں کی

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا

فَاَذَاقَهَا	اللّٰهُ	لِبَاسَ	الْجُوْعِ	وَالْخَوْفِ	بِمَا	كَانُوْا
تو چکھایا اس کو	اللہ	لباس	بھوک	اور خوف	اسکے بدلے جو	وہ تھے

تو اللہ نے اسکے بدلے جو وہ کرتے تھے اس کو بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ

يَصْنَعُوْنَ ۱۱۲ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

يَصْنَعُوْنَ	وَلَقَدْ	جَآءَهُمْ	رَسُوْلٌ	مِّنْهُمْ	فَكَذَّبُوْهُ
کرتے	اور بیشک	ان کے پاس آیا	ایک رسول	ان میں سے	سو انہوں نے اسے جھٹلایا

چکھایا (بھوک اور خوف انکا لبادہ بن گیا) اور بیشک ان کے پاس ان ہی سے ایک رسول آیا ، سو انہوں نے اسے جھٹلایا

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۱۱۳

فَاَخَذَهُمُ	الْعَذَابُ	وَهُمْ	ظٰلِمُوْنَ	
تو انہیں آپکڑا	عذاب	اور وہ	ظالم (جمع)	

تو عذاب نے انہیں آپکڑا اور وہ ظالم تھے ۔

۱۱۲ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا وَيُبْدَلُ مِنْهُ
قَرْيَةً هِيَ مَكَّةُ وَالْمُرَادُ اَهْلُهَا
كَانَتْ اٰمِنَةً مِنَ الْغَارَاتِ لَا تُهَاجُ
مُطْمَئِنَّةً لَا تَحْتَاجُ اِلَى الْاِنْتِقَالِ
عَنْهَا لِضِيْقٍ اَوْ خَوْفٍ يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا

۱۱۲ اور اللہ نے بیان کی مثال ایک شہر کی یعنی مکہ کی (مراد مکہ سے اس کے رہنے والے ہیں) کہ وہ شہر لوٹ وغیرہ سے امن میں تھا کوئی شخص بارادہ لڑائی وہاں نہ آتا تھا وہاں کے رہنے والے اطمینان سے بسر کرتے تھے کوئی تنگی اور خوف ان کو نہ تھا جس کی وجہ سے اس کو چھوڑ کر کہیں جانے کی حاجت ہوتی ہر طرف سے روزی بکثرت اسکے

رَغَدًا وَاسِعًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ بِتَكْذِيْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ فَقُحِطُوْا سَبْعَ سِنِيْنَ وَالْخَوْفِ بِسَرَايَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

پاس پہنچتی تھی سو انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا پس چکھایا اللہ نے ان کو لباس بھوک کا کہ سات برس تک ان پر قحط رہا اور ان پر خوف ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکروں سے۔ بسبب ان کے افعالِ بد کے۔

(۱۱۳) وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ الْجُوْعُ وَالْخَوْفُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○

(۱۱۳) اور بیشک ان کے پاس ایک پیغمبر انہیں میں سے آیا یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم، سو انہوں نے اس کو جھٹلایا پس ان پر مصیبت خوف اور بھوک کی پڑی درآں حالیکہ وہ ظالم تھے۔

تشریح

(۱۱۲) اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کا نتیجہ | اللہ تعالٰے ایک بستی کی مثال دیکر سمجھاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے بقول حضرت ابن عباسؓ وہ بستی مکہ مکرمہ ہو کہ وہاں کے رہنے والے خوش حال زندگی گزار رہے تھے امن چین کی زندگی تھی، نہ باہر سے کسی کا ڈر تھا اور نہ اندر سے کوئی خوف، بے فکری کی زندگی تھی ہر طرف سے بافراغت رزق پہنچ رہا تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے، اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے ایک پُر امن حرم کو ان کے لئے جائے قیام بنا دیا جس کی طرف ہر طرح کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں (پ۲۰ القصص۔ ۵۷) ——— بستی والوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری شروع کردی۔ دنیا کے مزے میں پڑکر ایسے غافل ہوئے کہ منعم حقیقی کو بھول گئے بلکہ اس کے مقابلے پر سرکشی اور بغاوت کا ایسا رویہ اختیار کیا کہ قسم قسم کے معبود بنا کر کھڑے کر لئے تب اللہ نے ان کے کرتوتوں کا یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتوں میں مبتلا ہوگئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مکہ والے سات سال تک سخت قحط میں مبتلا رہے جس میں کتے اور مردار تک کھانے کی نوبت آگئی۔ کہاں وہ خوشحالی اور کہاں کفرانِ نعمت کی وجہ سے یہ بدحالی۔

(۱۱۳) اللہ کی عظیم نعمت بعثتِ رسولؐ | بافراغت رزق اور خوش حالی کے علاوہ اللہ تعالٰے نے اس بستی والوں کو ایک بہت بڑی نعمت سے سرفراز فرمایا اور وہ عظیم نعمت تھی مکہ ہی کے رہنے والے ایک صالح انسان حضرت محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب کا بحیثیت رسول انتخاب ہونا، تو یہ چاہیئے تھا کہ اہل مکہ اس نعمت کی قدر کرتے مگر انہوں نے آپکی قدر نہ جانی آپ کو جھٹلایا اور نہ صرف یہ کہ جھٹلایا اور آپ پر ایمان نہیں لائے اور آپ کی صداقت پر یقین نہیں کیا بلکہ آپ کو ذہنی اور جسمانی تکلیفیں پہنچائیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ذکر ہے :۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ۔ (پارہ ۱۳ سورۂ ابراہیم۔ ۲۸)

کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنھیں اللہ کی نعمت ملی اور اسے کفرانِ نعمت سے بدل ڈالا اور اپنی قوم کو بھی ہلاکت میں مبتلا کر دیا۔

ہدایت کی اس نعمت کی ناقدری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی زیادتیوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوئے۔ وہ عذاب تھا شکست کا، ذلت آمیز ہار کا کہ بڑے بڑے سورما غزوۂ بدر میں بے سروسامان لوگوں کے سامنے سرنگوں نظر آئے۔

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ

فَكُلُوا	مِمَّا	رَزَقَكُمُ + اللّٰهُ	حَلٰلًا	طَيِّبًا	وَّاشْكُرُوا	نِعْمَتَ	اللّٰهِ
پس تم کھاؤ	اس سے جو	تمہیں دیا اللہ نے	حلال	پاک	اور شکر کرو	نعمت	اللہ

پس جو اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے حلال اور پاک کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو،

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

اِنْ	كُنْتُمْ	اِيَّاهُ	تَعْبُدُوْنَ	اِنَّمَا	حَرَّمَ	عَلَيْكُمُ	الْمَيْتَةَ
اگر	تم ہو	اس کی	تم عبادت کرتے ہو	اسکے سوا نہیں	حرام کیا	تم پر	مردار

اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ اس کے سوا نہیں کہ اللہ نے تم پر حرام کیا ہے مردار

وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ

وَالدَّمَ	وَلَحْمَ	الْخِنْزِيْرِ	وَمَا	اُهِلَّ	لِغَيْرِ اللّٰهِ	بِهٖ	فَمَنِ
اور خون	اور گوشت	خنزیر	اور جو	پکارا جائے	اللہ کے علاوہ	اس پر	پس جو

اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے علاوہ (کسی اور) کا نام پکارا جائے۔ پس جو

اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا

اضْطُرَّ	غَيْرَ بَاغٍ	وَّلَا عَادٍ	فَاِنَّ + اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	وَ	لَا تَقُوْلُوْا
لاچار ہوا	نہ سرکشی کرنیوالا	اور نہ حد سے بڑھنے والا	تو بیشک اللہ	بخشنے والا	نہایت مہربان	اور	تم نہ کہو

لاچار ہو جائے، نہ سرکشی کرنیوالا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو بیشک اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اور نہ کہو تم

لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى

لِمَا	تَصِفُ	اَلْسِنَتُكُمُ	الْكَذِبَ	هٰذَا	حَلٰلٌ	وَّهٰذَا	حَرَامٌ	لِّتَفْتَرُوْا	عَلَى
وہ جو	بیان کرتی ہیں	تمہاری زبانیں	جھوٹ	یہ	حلال	اور یہ	حرام	کہ بہتان باندھو	پر

وہ جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم اللہ پر جھوٹ بہتان

اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

اللّٰهِ	الْكَذِبَ	اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَفْتَرُوْنَ	عَلَى	اللّٰهِ	الْكَذِبَ	لَا يُفْلِحُوْنَ
اللہ	جھوٹ	بیشک	وہ لوگ جو	بہتان باندھتے ہیں	پر	اللہ	جھوٹ	فلاح نہ پائیں گے۔

باندھو، بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح (دو جہاں میں کامیابی) نہ پائیں گے

(۱۱۴) فَكُلُوْا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○

(۱۱۴) سوتم اے مسلمانو کھاؤ اس روزی سے کہ تم کو اللہ نے حلال پاک عطا فرمائی اور اسکی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔

(۱۱۵) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(۱۱۵) بات یہ ہے کہ اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کے گوشت کا کھانا اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام لیا گیا حرام کیا ہے۔ سو جو کوئی بحالت مجبوری اسمیں سے کھا لیوے، نہ بنیت معصیت اور نہ حد سے تجاوز کرنے والا تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۱۱۶) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّمَا لَمْ يُحِلَّهُ اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهُ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ بِنِسْبَتِهٖ ذٰلِكَ اِلَيْهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ○

(۱۱۶) اور نہ کہو تم جھوٹ بیان کر کے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس چیز کو کہ اللہ نے اس کو حلال اور حرام نہیں کیا تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو اسکو نسبت کر کے اسکی طرف۔

بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کو فلاح اور نجات نہ ہوگی۔

تشریح

(۱۱۴) اللہ کی بندگی کا تقاضا شکر نعمت | جو واقعی اللہ کی بندگی کرنے والا ہو اس کو اپنا معبود مانتا ہو اسپر لازم ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے اللہ نے جس چیز کو حرام قرار دیدیا ہے اس کو حرام سمجھے جس چیز کو حلال کہا ہے اسکو حلال جانے اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نعمت دینے والے کو فراموش نہ کرے اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں پر ایمان لائے پیغمبروں کی بات کو مانے جنھوں نے پیغمبروں کی بات مانی انکی حمایت کے لئے تکلیفیں برداشت کیں اپنا گھر بار چھوڑا اللہ نے ان کے لئے رزق کے دروازے کھول دیئے انکو عزت عطا کی یہاں تک کہ وہ دنیا کی قوموں کے امام بن گئے۔

(۱۱۵) حلال و حرام میں اللہ کی اطاعت | اللہ اور اسکے رسول کے احکام کی پابندی کا تقاضا یہ ہے کہ جس چیز کو اللہ نے حرام کیا ہے اسکو حرام جانے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس جانور کو حرام قرار دیا ہے جو آپ اپنی موت مرجائے اسیطرح خون کو حرام قرار دیا ہے اور خنزیر کا گوشت حرام ہے اسیطرح وہ جانور یا وہ کھانا جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ البتہ حرام چیزوں کے استعمال کی اجازت تین شرطوں کے ساتھ دیگئی ہے۔ ایک تو یہ کہ بھوک پیاس سے جان پر بنگئی ہو یا بیماری کیوجہ سے جان کو خطرہ ہو اور حرام چیز کے علاوہ دوسری چیز میسر نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے قانون کو توڑنے کا دل میں کوئی خیال نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ ضرورت سے زیادہ استعمال نہ ہو۔ اگر ان تین شرطوں کا خیال رکھا جائے تو صرف بحالت مجبوری حرام چیز کے استعمال کی اجازت ہے۔ یہ حکم پہلے بھی تین جگہ بیان ہو چکا ہے۔ (۱) سورہ بقرہ آیت ۱۷۳ پ۲۔ (۲) سورۂ مائدہ آیت ۳ پ۶۔ (۳) سورۂ انعام آیت ۱۴۵ پ۸۔

(۱۱۶) حرمت و حلت کا اختیار صرف اللہ کو ہے | کون سی چیز حرام ہے کون سی حلال ہے۔ یہ حکم بتانا اللہ کا کام ہے اللہ تعالیٰ حاکم ہیں اور شارع ہیں شریعت کے احکام اللہ نے ہی نازل کئے ہیں اور وہ پیغمبروں کے ذریعہ بتائے جاتے ہیں خود پیغمبر کو بھی اختیار نہیں ہوتا کہ وہ اللہ کے بغیر حلال و حرام کا فیصلہ کرسکیں اسلئے یونہی زبانیں چلا کر اللہ پر افترا پردازی مت کیا کرو جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح یاب نہیں ہوسکتے۔

مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوْا حَرَّمْنَا

مَتَاعٌ	قَلِيلٌ	وَّلَهُمْ	عَذَابٌ	اَلِيمٌ	وَعَلَى	الَّذِينَ - هَادُوْا	حَرَّمْنَا
فائدہ	تھوڑا	اور انکے لئے	عذاب	دردناک	اور پر	جو لوگ یہودی ہوئے (یہودی)	ہمنے حرام کیا

(ان کیلئے) تھوڑا فائدہ ہے اور انکے لئے عذاب دردناک ہے اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا تھا

مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

مَا قَصَصْنَا	عَلَيْكَ	مِنْ قَبْلُ	وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ	وَلٰكِنْ	كَانُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ
جو ہم نے بیان کیا	تم پر (سے)	اس سے قبل	اور نہیں ہم نے ظلم کیا ان پر	بلکہ	وہ تھے	اپنے اوپر

جو اس سے قبل ہم نے تم سے بیان کیا ہے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے

يَظْلِمُوْنَ ﴿١١٨﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ

يَظْلِمُوْنَ	ثُمَّ	اِنَّ	رَبَّكَ	لِلَّذِينَ	عَمِلُوا	السُّوْٓءَ	بِجَهَالَةٍ
ظلم کرتے	پھر	بیشک	تمہارا رب	ان لوگوں کیلئے جو	عمل کئے	برے	نادانی سے

تھے، پھر بے شک تمہارا رب ان لوگوں کے لئے جنھوں نے نادانی سے برے عمل کئے

ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ

ثُمَّ - تَابُوْا	مِنْ بَعْدِ	ذٰلِكَ	وَ	اَصْلَحُوْا	اِنَّ	رَبَّكَ	مِنْ -
پھر انہوں نے توبہ کی	اس کے بعد	اس	اور	انہوں نے اصلاح کی	بیشک	تمہارا رب	اس

پھر اسکے بعد انہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی۔ بیشک تمہارا رب اس کے بعد

ع ۱۵/۹ ۲۱

بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٩﴾

بَعْدِهَا	لَغَفُوْرٌ	رَّحِيمٌ
کے بعد	بخشنے والا	نہایت مہربان۔

بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

(۱۱۷) لَهُمْ مَتَاعٌ قَلِيلٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ
فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ اَلِيمٌ مُؤْلِمٌ

(۱۱۸) وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوْا اَيِ الْيَهُوْدِ
حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ فِي
اٰيَةِ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ
ذِي ظُفُرٍ اِلٰى اٰخِرِهَا وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

(۱۱۷) ان کے لئے دنیا میں چند دن فائدہ اٹھانا ہے اور آخرت میں انکے
لئے عذاب دردناک ہے۔

(۱۱۸) اور یہودیوں پر حرام کیا وہ جو تم پر ہم پہلے بیان کر چکے ہیں
اس آیت میں وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ الخ

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا ان چیزوں کو

بِتَحْرِيْمِ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ بِارْتِكَابِ الْمَعَاصِيْ الْمُوْجِبَةِ ذٰلِكَ

حرام کرکے ۔ ولیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے گناہوں میں مبتلا ہو کر جو باعث اس حرمت کے ہوئے ۔

(۱۱۹) ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ الشِّرْكَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا رَجَعُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اَعْمَالَهُمْ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا اَيِ الْجَهَالَةِ اَوِ التَّوْبَةِ لَغَفُوْرٌ لَهُمْ رَّحِيْمٌ ○ بِهِمْ

(۱۱۹) پھر جن لوگوں نے اپنی نادانی سے شرک کیا بعد اس کے پھر اس سے رجوع کیا اور اچھے عمل کئے بیشک تیرا رب بعد اس جہالت کے جو ان سے سرزد ہوئی یا بعد توبہ کے بالضرور انکو بخشنے والا ان پر مہربان ہے ۔

تشریح

(۱۱۷) دنیا کا عیش چند روزہ ہے | دنیا کمانے کے لئے شریعت کے متعلق دروغ بیانی کرنا اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانا بڑی جسارت کی بات ہے، دنیا کا عیش چند دن کا دنیا کمانے کے لئے، ایسی حرکت کرنا دردناک عذاب کا باعث ہے ۔

(۱۱۸) بعض اوقات کوئی چیز کسی حکمت کی بنا پر وقتی طور پر حرام کر دیجاتی ہے | چونکہ اللہ تعہ حاکم اعلیٰ ہونے کے علاوہ حکیم بھی ہیں اس لئے ان کے ہر حکم میں حکمت کا پہلو موجود ہے ۔ بنی اسرائیل کے مزاج کی خاص بناوٹ کی وجہ سے وقتی طور پر اللہ تعالے نے بعض ان چیزوں کو جو شریعت ابراہیمی میں حلال تھیں بنی اسرائیل پر حرام کر دیا تھا جیسا کہ سورۂ انعام آیت ۱۴۶ پارہ ۸ میں ارشاد ہے :۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۔

"اور جن لوگوں نے یہودیت کو اختیار کر لیا ان پر ہم نے سب ناخن والے جانور حرام کر دئے تھے اور گائے اور بکری کی چربی بھی سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھ یا آنتوں سے لگی ہوئی ہو یا ہڈی سے لگی رہ جائے ۔ یہ ہم نے ان کی سرکشی کی انہیں سزا دی تھی ۔"

شریعت محمدی اور یہودی فقہ میں بعض جانوروں کی غذاؤں کے حلال اور حرام ہونے میں جو فرق ہے وہ دو وجہ سے ہے :۔ ایک تو یہ کہ تورات کے نازل ہونے سے بہت پہلے حضرت یعقوب (اسرائیل) نے بعض چیزوں کا استعمال چھوڑ دیا تھا ۔ ان چیزوں میں اونٹ، خرگوش اور سافان شامل ہیں بعد میں انکی اولاد نے بھی ان چیزوں کا استعمال نہیں کیا حالانکہ وہ حرام نہیں تھیں ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت سے ہٹ کر جب یہودی خود شارع بن گئے اور بہت سی پاک چیزوں کو اپنی موشگافیوں سے خود ہی حرام کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں اس غلط فہمی میں مبتلا رہنے دیا ۔ ان چیزوں میں ایک تو ناخن والے جانور ہیں جیسے شتر مرغ، قاز، بط وغیرہ ۔ دوسرے گائے اور بکری کی چربی ۔ یہ خود ان ہی کی زیادتی تھی جو وہ اپنے اوپر کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ زیادتی نہیں فرماتے ۔

(۱۱۹) نادانی کی وجہ سے نافرمانی کر بیٹھے اور پھر توبہ کرلے تو اللہ تعہ اس کی توبہ قبول کر لیتے ہیں ——— ! | اللہ تعہ کی نافرمانی اگرچہ ایک بڑا گناہ ہے لیکن اگر نافرمانی کی وجہ لاعلمی اور جہالت ہو اور بعد میں احساس ہو جائے کہ میں نے جو کچھ کیا غلط ہے اور پھر توبہ کرلے تو اللہ تعہ بھی اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں جیسا کہ سورۂ نساء آیت ۱۷ پارہ ۴ میں ارشاد ہوا ہے :۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

(اللہ تعہ توبہ ان کی قبول کرتے ہیں جو نادانی سے برائی کر بیٹھتے ہیں اور پھر جلدی سے توبہ کر لیتے ہیں ۔ اللہ تعہ غفور الرحیم ہیں ۔)

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا ۗ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۲۰﴾

إِنَّ	إِبْرٰهِيمَ	كَانَ	أُمَّةً	قَانِتًا	لِّلّٰهِ	حَنِيفًا	وَلَمْ يَكُ	مِنَ	الْمُشْرِكِينَ
بیشک	ابراہیم	تھے	ایک جماعت (امام)	فرمانبردار	اللہ کے	یک رُخ	اور نہ تھے	سے	مشرک (جمع)

بیشک ابراہیمؑ امام تھے، اللہ کے فرماں بردار، یک رُخ (سب کو چھوڑ کر ایک اللہ کے ہو رہنے والے) اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۱۲۱﴾

شَاكِرًا	لِّأَنْعُمِهِ	اجْتَبٰهُ	وَهَدٰهُ	إِلٰى	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِيمٍ
شکر گزار	اسکی نعمتوں کے لئے	اس نے اُسے چن لیا	اور اسکی رہنمائی کی	طرف	راہ	سیدھی

اسکی نعمتوں کے شکر گذار (اللہ نے) انہیں چن لیا، اور ان کی رہنمائی کی سیدھی راہ کی طرف

(۱۲۰) إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً إِمَامًا قُدْوَةً جَامِعًا لِخِصَالِ الْخَيْرِ قَانِتًا مُطِيعًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا مَائِلًا إِلَى الدِّينِ الْقَيِّمِ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○

(۱۲۱) شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبٰهُ اصْطَفَاهُ وَهَدٰهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○

(۱۲۰) إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ الخ بیشک ابراہیم ایک امام تھا پیشوا تمام خیر کی باتیں جمع کرنے والا خوبیوں والا اللہ کا فرمانبردار، سب مذہبوں کو چھوڑ کر دین مستقیم کی طرف متوجہ ہونے والا اور نہ تھا وہ مشرک۔

(۱۲۱) اللہ کی نعمتوں کا شکر کرنے والا، اس کو اللہ نے پسند کیا اور اپنا خاص بنایا اور راہِ مستقیم اسکو دکھلائی۔

تشریح

(۱۲۰) حضرت ابراہیمؑ اپنی ذات میں ایک امت تھے | کیوں کہ عرب کے لوگ اپنی نسبت حضرت ابراہیمؑ کی طرف کرتے تھے اور خود مکہ والوں کا بھی دعویٰ تھا کہ وہ دین ابراہیمی پر ہیں اسلئے ان کو بتایا جارہا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نہ صرف یہ کہ خود توحید پرست تھے اور شرک سے ان کا دُور کا بھی واسطہ نہ تھا بلکہ وہ اپنی ذات میں ایک امت تھے انہوں نے اکیلے تن تنہا وہ کام کیا جو ایک امت کے کرنے کا تھا وہ اکیلے ہی پورا ادارہ تھے جنھوں نے اللہ کے دین کو پھیلانے کا بیڑا اٹھایا تھا اللہ کے فرماں بردار اور سب سے کٹ کر ایک اللہ کے ہو گئے تھے اور حضرت محمدؐ اسی ملت ابراہیمی اور دین ابراہیمی کو لیکر چل رہے ہیں۔ اب جن کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ حضرت ابراہیم کو مانتے ہیں تو انہیں یقیناً حضرت محمدؐ کی تعلیم پر اور انکی شریعت پر عمل کرنا چاہیئے۔ موجودہ دَور میں بھی دو بڑے مذاہب یہودیت اور عیسائیت ابراہیمی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حضرت ابراہیم موحدین کے امام تھے توحید خالص کے علمبردار تھے اگر ان کا ابراہیمی ہونے کا دعویٰ سچا ہے تو انہیں قرآن اور حضرت محمدؐ کی شریعت کی پیروی کرنی چاہیئے

(۱۲۱) حضرت ابراہیمؑ اللہ کے شاکر بندے اور صراطِ مستقیم پر قائم تھے۔ | حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان یہ تھی کہ وہ ہر حال میں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو منتخب کیا اور اپنا پیغمبر چنا اور انہیں سیدھا راستہ دکھایا۔ حضرت ابراہیمؑ اسی سیدھے راستے پر چلتے رہے اور دنیا کو اس راستے پر چلانے کی کوشش کرتے رہے وہ تسلیم و رضا کا ایک دلکش پیکر تھے۔

وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

وَ اٰتَيْنٰهُ	فِي	الدُّنْيَا	حَسَنَةً	وَاِنَّهٗ	فِي	الْاٰخِرَةِ	لَمِنَ
اور اسکو دی ہم نے	میں	دنیا	بھلائی	اور بیشک وہ	میں	آخرت	سے

اور ہم نے انہیں دنیا میں بھلائی دی اور بیشک وہ آخرت میں نیکوکاروں

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ

الصّٰلِحِيْنَ	ثُمَّ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	اَنِ	اتَّبِعْ	مِلَّةَ	اِبْرٰهِيْمَ
نیکوکار (جمع)	پھر	وحی بھیجی ہم نے	تمہاری طرف	کہ	پیروی کرو	دین	ابراہیم

میں سے ہیں پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ ہر ایک سے جُدا ہو کر رہنے والے (یک رُخ)

حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ

حَنِيْفًا	وَمَا كَانَ	مِنَ	الْمُشْرِكِيْنَ	اِنَّمَا	جُعِلَ
یک رُخ	اور نہ تھے وہ	سے	مشرک (جمع)	اسکے سوا نہیں	مقرر کیا گیا

ابراہیم کی پیروی کرو اور وہ مشرکوں سے نہ تھے۔ اس کے سوا نہیں کہ ہفتہ

السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ

السَّبْتُ	عَلَى	الَّذِيْنَ	اخْتَلَفُوْا	فِيْهِ	وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَيَحْكُمُ
ہفتہ کا دن	پر	وہ لوگ جو	انہوں نے اختلاف کیا	اسمیں	اور بیشک	تمہارا رب	البتہ فیصلہ کریگا

ان لوگوں پر (عظمت کا دن) مقرر کیا گیا جنھوں نے اس میں اختلاف کیا تھا، اور بیشک تمہارا رب البتہ قیامت

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

بَيْنَهُمْ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	فِيْمَا	كَانُوْا	فِيْهِ	يَخْتَلِفُوْنَ	
ان کے درمیان	روز	قیامت	اسمیں جو	وہ تھے	اسمیں	اختلاف کرتے	

کے دن ان کے درمیان اس (بات) میں فیصلہ کردے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

(۱۲۲) وَاٰتَيْنٰهُ فِيْهِ الْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ
فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً هِيَ الثَّنَاءُ
الْحَسَنُ فِي كُلِّ اَهْلِ الْاَدْيَانِ
وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

(۱۲۲) اور ہم نے اس کو دنیا میں بھلائی عطا کی کہ تمام مذہب والے اس کی تعریف کرتے ہیں۔ (وَاٰتَيْنٰهُ میں التفات ہے غائب سے طرف خطاب کے۔)

اور بیشک وہ آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہے جن کے واسطے

الَّذِیْنَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰی

(۱۲۳) ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ
اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ دِیْنَ اِبْرَاهِیْمَ
حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○
كَرَّرَهٗ رَدًّا عَلٰی زَعْمِ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی
اَنَّهُمْ عَلٰی دِیْنِهٖ

(۱۲۴) اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ فُرِضَ تَعْظِیْمُهٗ
عَلَی الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ؕ عَلٰی
نَبِیِّهِمْ وَهُمُ الْیَهُوْدُ اُمِرُوْا اَنْ
یَّتَفَرَّغُوْا لِلْعِبَادَةِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ
فَقَالُوْا لَا نُرِیْدُهٗ وَاخْتَارُوا السَّبْتَ
فَشُدِّدَ عَلَیْهِمْ فِیْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَیَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ○
مِنْ اَمْرِهٖ بِاَنْ یُّثِیْبَ
الطَّائِعَ وَیُعَذِّبَ الْعَاصِیْ
بِانْتِهَاكِ حُرْمَتِهٖ

بلند درجے تیار کیے گئے ہیں۔

(۱۲۳) پھر ہم نے تیری طرف اے محمدؐ یہ وحی بھیجی کہ ابراہیمؑ کے مذہب کا اتباع کر جو سیدھی راہ پر تھا اور شرک کرنے والا نہ تھا۔ اس کو دوبارہ بیان کیا یہود و نصاریٰ پر رد کرنے کے لئے کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ابراہیم ہمارے مذہب پر تھا۔

(۱۲۴) بات یہ ہے کہ ہفتہ کی تعظیم انہی لوگوں پر فرض کی گئی تھی جنھوں نے اس کے بارے میں اپنے پیغمبر سے اختلاف کیا مراد اُن سے یہودی ہیں کہ ان کو یہ حکم ہوا تھا کہ جمعہ کے دن کو صرف عبادت کے لئے خالی رکھیں اور کچھ کام نہ کریں سو وہ بولے کہ ہم جمعہ کے دن کو صرف اس کام کے لئے خاص کرنا نہیں چاہتے اور ہفتہ کو پسند کیا اسلئے ان پر اس دن میں سختی کی گئی۔ اور بے شبہ تیرا رب قیامت کو انہیں فیصلہ کر دیگا جو کچھ وہ ہفتہ کے بارے میں اختلاف کرتے تھے اس طرح کہ فرمانبردار کو ثواب عطا فرمائیگا اور جس نے اسکی حرمت توڑی اور نافرمانی کی اس کو عذاب میں گرفتار کریگا۔

تشریح

(۱۲۲) حضرت ابراہیمؑ کو دنیا اور آخرت کی بھلائیاں دی گئیں | حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے دنیا میں بھی نوازا اللہ نے ان کو اولاد دی، وجاہت اور مقبولیت دی، فراخ روزی عطا فرمائی، ہر مذہب والے ان کی تعظیم کرتے ہیں اور اپنا سلسلہ ان سے ملاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو جسطرح دنیا میں نوازا آخرت میں بھی وہ صالحین میں شمار ہونگے اور اللہ کی نعمتوں سے سرفراز کیے جائیں گے۔

(۱۲۳) اللہ کی شریعت میں تضاد نہیں حضرت محمدؐ حضرت ابراہیمؑ کے طریقے پر ہیں۔ | اللہ تعالیٰ نے جو قانونِ شریعت مختلف پیغمبروں کے ذریعہ بھیجا ہے اس میں باہم کوئی تضاد نہیں ہے یہودیوں کو صرف انکی نافرمانیوں کی وجہ سے چند نعمتوں سے محروم کر دیا گیا تھا اللہ تعالےٰ نے حضرت محمدؐ کو حضرت ابراہیم کے طریقے کی پیروی کا حکم دیا صحیح معنی میں امت محمدیہ ملت ابراہیم کے طریقے پر ہے اور جسطرح حضرت ابراہیم خالص موحد تھے انکے یہاں شرک کا کوئی شائبہ نہیں تھا اسیطرح حضرت محمدؐ اور امت محمدیہ توحید کے طریقے پر ہے جیسا کہ قرآنمجید میں سورہ انعام آیت ۱۶۱ پارہ ۸ میں ارشاد ہے کہ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (دینِ صحیح جسمیں کوئی ٹیڑھ نہیں، ابراہیم کا طریقہ جسے اس نے یکسو ہو کر اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا)

(۱۲۴) سبت کا قانون | سبت کے معنیٰ ہفتہ کے آتے ہیں یہودیوں پر ہفتے کے روز اس دن کی تعظیم کیلئے شکار کرنے سے روک دیا گیا تھا یہ حکم اصل ملّتِ ابراہیم میں نہیں تھا یہود نے جب اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ کے ارشاد سے اختلاف کر کے اپنے لئے یہ دن خود ہی منتخب کر لیا تو حکم ہوا کہ اچھا اسی دن کی تعظیم کیا کرو اور اسمیں مچھلی کا شکار مت کرو۔ جن لوگوں نے اس حکم کو نہیں مانا وہ دنیا میں بندر اور سوّر بنا دئے گئے آخرت میں جو فیصلہ ہوگا وہ ہوگا ہی اور ایک یہ ہی کیا وہاں تو سارے جھگڑے نمٹا دئے جائیں گے اور سارے اختلافات کا فیصلہ ہو جائیگا۔

أُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

أُدْعُ	إِلَىٰ	سَبِيلِ	رَبِّكَ	بِالْحِكْمَةِ	وَالْمَوْعِظَةِ	الْحَسَنَةِ
بلاؤ	طرف	راستہ	اپنا رب	حکمت (دانائی) سے	اور نصیحت	اچھی

اپنے رب کے راستہ کی طرف بلاؤ دانائی سے اور اچھی نصیحت سے

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

وَجَادِلْهُمْ	بِالَّتِي	هِيَ	أَحْسَنُ	إِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ	أَعْلَمُ
اور بحث کرو اُن سے	ایسے جو	وہ	سب سے بہتر	بیشک	تمہارا رب	وہ	خوب جاننے والا

اور ان سے ایسے بحث کرو جو سب سے بہتر ہو، بیشک تمہارا رب اس کو خوب جاننے والا ہے

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَ

بِمَنْ	ضَلَّ	عَنْ	سَبِيلِهِ	وَهُوَ	أَعْلَمُ	بِالْمُهْتَدِينَ	وَ
اس کو جو	گمراہ ہوا	سے	اس کا راستہ	اور وہ	خوب جاننے والا	راہ پانے والوں کو	اور

جو اللہ کے راستہ سے گمراہ ہوا، اور وہ راہ پانے والوں کو خوب جاننے والا ہے اور

إِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ

إِنْ	عَاقَبْتُمْ	فَعَاقِبُوا	بِمِثْلِ	مَا عُوقِبْتُمْ	بِهِ	وَلَئِنْ
اگر	تم تکلیف دو	تو انہیں تکلیف دو	ایسی	جو تمہیں تکلیف دی گئی	اس سے	اور اگر

اگر تم تکلیف دو تو ایسی ہی تکلیف دو جیسی تمہیں تکلیف دی گئی تھی اور اگر تم

صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾

صَبَرْتُمْ	لَهُوَ	خَيْرٌ	لِلصَّابِرِينَ
تم صبر کرو	تو وہ	بہتر	صبر کرنے والوں کیلئے

صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے

(١٢٥) أُدْعُ النَّاسَ يَا مُحَمَّدُ إِلَىٰ سَبِيلِ
رَبِّكَ دِينِهِ بِالْحِكْمَةِ بِالْقُرْآنِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ مَوَاعِظِهِ
أَوِ الْقَوْلِ الرَّقِيقِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي
أَيْ بِالْمُجَادَلَةِ الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

(١٢٥) اے محمدؐ! لوگوں کو اپنے رب کے دین کی طرف بلاؤ ساتھ حکمت اور
عمدہ نصیحت کے۔ مراد حکمت سے قرآن ہے اور مواعظ حسنہ، قرآن
کی نصیحتیں یا نرم بات۔
اور ان سے مناظرہ کرو جس طریق سے بہتر ہو یعنی ان کو اللہ
کی طرف بلاؤ اس کی آیتیں سنا کر اور دلیلوں

كَالدُّعَاءِ إِلَى اللّٰهِ بِآيَاتِهِ وَالدُّعَاءِ إِلَى حُجَجِهِ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ أَيْ عَالِمٌ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ○ فَيُجَازِيهِمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْأَمْرِ بِالْقِتَالِ وَنَزَلَ لَمَّا قُتِلَ حَمْزَةُ وَمُثِّلَ بِهِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَآهُ لَأُمَثِّلَنَّ بِسَبْعِينَ مِنْهُمْ مَكَانَكَ

کی طرف بلا کر۔ بیشک تیرا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو جو اس کے راستہ سے بہکا۔ اور وہ خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو پس ان کو عوض دیگا (اور یہ حکم لڑائی کے حکم سے پہلا ہے اور جس وقت حمزہؓ شہید کیے گئے اور انکو مُثلہ کیا گیا یعنی ان کے اعضاء جُدے جُدے کر دیئے گئے اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں حمزہ کے عوض کافروں میں سے ستر آدمیوں کو مثلہ کرونگا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۲۶) وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ عَنِ الْاِنْتِقَامِ لَهُوَ أَيِ الصَّبْرُ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ○ فَكَفَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفَّرَ عَنْ يَمِينِهِ رَوَاهُ الْبَزَّارُ

(۱۲۶) وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ الخ اور اگر تم کافروں کو سزا دو تو مثل اسکے جو تمکو تکلیف دیگئی اور البتہ اگر تم صبر کرو اور بدلہ نہ لو تو بیشک صبر کرنا بہتر ہے صبر کرنیوالوں کے لیے۔ اس حکم کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدلہ لینے سے رُک گئے اور اپنی قسم کا کفارہ دیا۔ روایت ح

تشریح

(۱۲۵) دعوت و تبلیغ میں تین اصولوں کا لحاظ رکھا جائے | مذکورہ آیات میں بتایا گیا کہ یہ پیغمبر ملت ابراہیمی کے مطابق چلانے کے لئے آئے ہیں اس طریقہ پر دعوت دینے کے لئے دعوت و تبلیغ کے تین بنیادی اصولوں کا لحاظ رکھا جائے

سب سے پہلا بنیادی اصول یہ ہے کہ دین کی دعوت میں حکمت کا خیال رہے یعنی مخاطب کی استعداد اس کی ذہنیت اور موقع محل کو دیکھ کر مناسب طریقے پر حکیمانہ انداز میں دین کی دعوت پیش کی جائے۔

دوسرا اصول یہ ہے کہ نصیحت عمدہ طریقے سے ہو مؤثر اور رقت آمیز انداز میں ہو جس میں دلائل سے صرف دماغ کو مطمئن نہ کیا جائے بلکہ جذبات کو بھی اپیل کی جائے۔ داعی کے دل میں دلسوزی ہو مخاطب کے دل میں خیر خواہی ہو اور تڑپ اور لگن ہو جس سے پتھر بھی موم ہو جاتے ہیں۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ اگر بحث کی ضرورت ہو تو بحث میں شائستگی تہذیب، حق شناسی اور انصاف کی بات ہو کوئی جگر خراش بات نہ ہو کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے مخاطب میں ضد پیدا ہو۔ کوئی مناظرے بازی اور کج بحثی نہ ہو۔

ان مذکورہ تین بنیادی اصولوں کا لحاظ رکھتے ہوئے مخاطب کو دین کی دعوت دی جائے کوئی مانے یا نہ مانے تم اپنا کام عمدہ طریقے سے کرو باقی اللہ کے سپرد کر دو وہی راہ پر آنے والوں اور نہ آنے والوں کو بہتر جانتا ہے۔

(۱۲۶) بدلے کی گنجائش ہے مگر صبر بہتر ہے | اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ کے راستے میں یقیناً مشکلات بھی آئیں گی تمہیں تکلیفوں کا سامنا بھی کرنا پڑیگا۔ جب تم غالب حیثیت میں آجاؤ تو برابر سرابر کا بدلہ لینے کی گنجائش ہے کہ تم پر جتنی زیادتی ہوئی ہے تم بھی اپنے مخالف سے زیادتی کے مطابق بدلہ لے سکو۔ لیکن انتقامی کارروائی کے مقابلے میں صبر بہتر ہے اور یہ صبر اپنے نتیجے کے اعتبار سے صبر کرنے والوں کے حق میں ہی بہتر ہوگا۔ اور خود زیادتی کرنے والوں کے حق میں بھی یہی بہتر ہوگا کہ تم انتقام کے بجائے معافی سے کام لو اس کے نتیجے میں ان کے سروں کے ساتھ ان کے دل بھی تمھارے سامنے جھک جائیں گے اور وہ حق کو قبول کرنے کے لئے دل سے آمادہ ہو جائیں گے جو ان کے حق میں بہتر ہوگا۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

وَاصْبِرْ	وَمَا	صَبْرُكَ	إِلَّا	بِاللّٰهِ	وَلَا تَحْزَنْ	عَلَيْهِمْ
اور صبر کرو	اور نہیں	تمہارا صبر	مگر	اللہ کی مدد سے	اور غم نہ کھاؤ	ان پر

اور صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی مدد سے ہے اور غم نہ کھاؤ ان پر

وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ (۱۲۷) إِنَّ اللّٰهَ مَعَ

وَلَا تَكُ	فِي	ضَيْقٍ	مِّمَّا	يَمْكُرُونَ	إِنَّ	اللّٰهَ	مَعَ
اور نہ ہو	میں	تنگی	اس سے جو	وہ فریب کرتے ہیں	بیشک	اللہ	ساتھ

اور وہ جو فریب کرتے ہیں اس سے تنگی میں (دل تنگ) نہ ہو بیشک اللہ ان لوگوں کے ساتھ

۱۶ ع ۹ ۲۲

الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُونَ (۱۲۸) ع

الَّذِينَ	اتَّقَوْا	وَّالَّذِينَ	هُمْ	مُّحْسِنُونَ	
وہ لوگ جو	انہوں نے پرہیزگاری کی	اور وہ لوگ جو	وہ	نیکوکار (جمع)	

ہے جنہوں نے پرہیزگاری کی اور وہ لوگ جو نیکوکار ہیں۔

(۱۲۷) وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ بِتَوْفِيقِهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ أَيِ الْكُفَّارِ إِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوا لِحِرْصِكَ عَلٰى إِيمَانِهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ○ أَيْ لَا تَهْتَمَّ بِمَكْرِهِمْ فَإِنَّا نَاصِرُكَ عَلَيْهِمْ

(۱۲۸) إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا الْكُفْرَ وَالْمَعَاصِيَ وَالَّذِينَ

۱۲۷ اور صبر کرو تمہارا صبر کرنا اے محمد اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ اور کافرین اگر ایمان نہ لادیں تو ان پر غم نہ کرو۔ چونکہ آپ کو ان کے ایمان لانے کی بہت خواہش تھی اسلئے فرمایا کہ اگر وہ ایمان نہ لادیں توغم نہ کرو۔ اور جو کچھ وہ مکر کرتے ہیں اس کے سبب دل تنگ نہ ہوں۔ اور رنج نہ کرو کہ میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں انکے مقابلہ میں۔

۱۲۸ بیشک اللہ کی مدد ان کے ساتھ ہے جو کفر اور گناہوں سے بچتے ہیں۔ ———— اور جو لوگ

هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ○	نیکوکار ہیں۔
بِالطَّاعَةِ وَالصَّبْرِ	حق تعالےٰ کی طاعت کرتے ہیں،
بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ۔	اور صبر کرتے ہیں۔

تشریح

(۱۲۷) ان کی چالبازیوں سے تنگ دل مت ہو | بے شک مخالفین بڑی چالبازیاں کرتے ہیں ان کی حرکتوں پر بڑی تکلیف پہونچتی ہے اور اس پر صبر کرنا آسان نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ مدد فرمائے تو یہ مشکل بھی آسان ہو جاتی ہے اور صبر کی توفیق ملتی ہے۔

(۱۲۸) اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے | وہ لوگ جو پرہیزگاری کا رویہ اختیار کرتے ہیں، تقویٰ سے کام لیتے ہیں خدا سے ڈر کے اپنے نیک رویئے پر قائم رہتے ہیں، ہر قسم کے برے طریقے سے پرہیز کرتے ہیں برائی کا جواب برائی سے نہیں دیتے بلکہ بھلائی سے دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ایسے ہی لوگوں کے ساتھ ہے اور ایسے ہی لوگ اللہ کو محبوب ہیں۔

یا اللہ اپنی رحمت سے اس مبارک مہینہ کی برکت سے محسنین ومتقین کے ساتھ اپنے اس بندہ کا بھی حشر فرمائیو۔

(فضیل الرحمٰن)

مالیر کوٹلہ۔ ۸ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ مطابق ۲ اکتوبر ۲۰۰۶ء

پارہ ۱۵

۱۷

بَنِی اِسْرَائِیل

تعارف

ترتیبِ تلاوت	۱۷	ترتیب نزول	۵۰
مکّی / مدنی	مکّی	تعداد رکوعات	۱۲
تعداد آیات	۱۱۱	تعداد الفاظ	۱۵۸۲
تعداد حروف	۶۷۱۰		

- اس سورت کا نام " بنی اسرائیل " اسی سورت کی آیت " وَقَضَیْنَا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فِی الْکِتَاب " (آیت ۔۴) میں لفظ بنی اسرائیل سے ماخوذ ہے
- اس سورت کا ایک دوسرا نام " اسریٰ " بھی ہے جو پہلی آیت " سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی " میں لفظ " اسریٰ " سے لیا گیا ہے ۔
- یہ نام قرآن پاک کی دوسری سورتوں کی طرح صرف بطور علامت ہیں ۔
- سورت کے آغاز سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت واقعۂ معراج کے موقع پر نازل ہوئی ہے ـــ معراج کا واقعہ ہجرت مدینہ سے ایک سال پہلے پیش آیا ہے ـــــ نبی ؐ کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے بارہ سال گزر چکے تھے ۔ تمام مخالفتوں کے باوجود عرب کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں آپ کی آواز نہ پہنچی ہو ۔ ہر قبیلے میں ایسے لوگ موجود تھے جنھوں نے آپ کی دعوت کی صداقت کو تسلیم کیا تھا ۔ خود مدینے میں جو دو بڑے طاقتور قبیلے اوس اور خزرج تھے ان میں بڑی تعداد دین اسلام کے ماننے والوں کی پیدا ہو چکی تھی طائف کے تکلیف دہ واقعہ کے بعد معراج کا واقعہ پیش آیا تھا ۔ طائف کا واقعہ دراصل مخالفت اور مزاحمت کی ایک انتہائی کوشش تھی

جس نے خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کو اپنی انتہا پر پہونچادیا تھا اور آپکی اخلاقی بلندی کو کھول کر رکھدیا تھا۔ **معراج کے واقعہ** نے یہ ظاہر کردیا تھا کہ عرب کے لوگ چاہے کچھ بھی کرتے رہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کا منصوبہ کامیاب **ہو کر رہیگا اور اس** نور کو بجھانے کی ہر کوشش ناکامی پر ختم ہوگی۔

○ یہ سورت بتارہی ہے کہ اب وہ وقت دور نہیں ہے کہ اسلام ایک منظم ریاست کی صورت میں قائم ہوگا۔ اسلامی ریاست جن رہنما اصولوں پر قائم ہوگی وہ اصول اس سورت میں بتادئے گئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں :۔

(۱) بندگی صرف اللہ کی کی جائے۔ یہ اسلامی ریاست کی سب سے اہم بنیادی دفعہ ہے جس میں اقتدار اعلیٰ صرف اللہ کا ہے۔
(۲) تمدن میں خاندن کی اہمیت۔
(۳) سوسائٹی کے غریب اور معذور افراد کو بے وسیلہ نہ چھوڑا جائے۔ (یہ گویا ویلفیئر اسٹیٹ کا پہلا تصور ہے)
(۴) دولت کو فضول ضائع نہ کیا جائے۔
(۵) اخراجات میں اعتدال کا خیال رکھا جائے (سوسائٹی کو بے جا اسراف سے بچانے کی کوشش۔)
(۶) رزق کی تقسیم کا قدرتی نظام جو اللہ نے بنایا ہے اس میں دخل اندازی نہ کی جائے۔
(۷) معاشی مشکلات کے خوف سے تحدید نسل نہ کی جائے۔
(۸) زنا کو روکا جائے۔
(۹) انسانی جان کی حرمت کا خیال رکھا جائے۔
(۱۰) یتیموں کے مال کی حفاظت کی جائے۔
(۱۱) عہد و پیمان کو پورا کیا جائے۔
(۱۲) تجارتی معاملات میں سچائی اور ناپ تول صحیح ہونا چاہئے۔
(۱۳) جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو۔
(۱۴) تکبر اور غرور اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

یہ چودہ رہنما اصول وہ تھے جس پر اسلامی سوسائٹی کی تعمیر ہونی تھی۔ یہ چودہ اصول اس سورت میں بیان کئے گئے ہیں۔

○ اس سورت میں مکے کے ان لوگوں کو جنہوں نے اسلام کی مخالفت کی، تنبیہ کی گئی ہے کہ دوسری قوموں کے انجام سے سبق لو۔ بڑے دل نشین انداز میں بتایا گیا ہے کہ انسانی سعادت اور شقاوت کا مدار کن چیزوں پر ہے۔

اصلاح نفس کے لئے نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ معراج سے واپسی کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ پنج وقتہ نماز اوقات کی پابندی کے ساتھ مسلمانوں پر فرض کی گئی۔ اس سورت کے مضامین سے واضح ہوتا ہے کہ ہجرت کا وقت اب زیادہ دور نہیں ہے۔

معراج کے واقعہ پر ایک نظر

معراج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اہم واقعات میں سے ہے۔ معراج کے واقعہ کا ذکر جو قرآن میں آیا ہے وہ معراج کے مقصد پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور حدیثوں میں معراج کے سفر کی تفصیلات ملتی ہیں۔ تقریباً تیس ۳۰ صحابہؓ سے معراج کے واقعات منقول ہیں جن میں سات راوی وہ ہیں جو خود معراج کے زمانہ میں موجود تھے۔ اور باقی حضرات وہ ھیں جنھوں نے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے اس واقعہ کو سنا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ، حضرت مالک بن صعصعہؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عمرؓ حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت عائشہؓ، نے تفصیل اور اجمال کے ساتھ روایات بیان کی ہیں۔

مکے میں اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے آپؐ کو بارہ ۱۲ سال گذر چکے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر باون سال کی تھی۔ عام روایت یہ ہے کہ ۲۷ رجب کی شب میں جب آپؐ حرم کعبہ میں سو رہے تھے۔ حضرت جبرئیلؑ نے آکر آپکو جگایا۔ آپؐ کو زمزم کے پاس لے گئے، سینہ چاک کیا زمزم کے پانی سے اس کو دھویا اور اسے حلم و بردباری، دانائی اور ایمان و یقین سے بھر دیا۔

سواری کے لئے آپ کی خدمت میں براق پیش کیا گیا جس کا رنگ سفید تھا اس کا قد خچر سے کچھ چھوٹا تھا۔ تیز رفتاری کی وجہ سے اس کا نام براق تھا۔ جو برق سے بنا ہے جس کے معنیٰ بجلی کے آتے ہیں۔ جب آپ سوار ہونے لگے تو براق تھوڑا سا چمکا، حضرت جبرئیلؑ نے اس کو تھپکی دی اور کہا تیرے اوپر آج تک کوئی اتنی بڑی شخصیت سوار نہیں ہوئی جتنی آج ہو رہی ہے۔ یہ حضرت محمدؐ حبیبِ خدا ہیں۔ براق روانہ ہوا جبرئیلؑ ہمرکاب تھے پہلی منزل مدینہ تھی جہاں اُترکر آپؐ نے نماز پڑھی۔ جبرئیلؑ نے بتایا آپ یہاں ہجرت کرکے آئیں گے۔ آگے چلے تو دوسری منزل طورِ سینا تھی، جہاں حضرت موسیٰؑ کی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہوئی تھی۔ وہاں سے آگے بڑھے تو بیت اللحم میں تھے جو حضرت عیسیٰؑ کی جائے ولادت ہے اور چوتھی منزل بیت المقدس جو براق کے سفر کی آخری منزل تھی۔

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے اس سفر میں کئی اور واقعات بھی پیش آئے۔ ایک جگہ کسی پکارنے والے نے پکارا۔ آپ نے توجہ نہیں کی جبرئیلؑ نے بتایا کہ یہ آپ کو یہودیت کی طرف بلا رہا تھا۔ پھر ایک جگہ پکارنے والے نے آپکو آواز دی۔ آپ نے اس آواز کو بھی اَن سُنا کردیا۔ جبرئیلؑ نے بتایا کہ یہ آپکو عیسائیت کی طرف دعوت دے رہا تھا۔ ایک جگہ ایک بنی سنوری عورت نے آپکو اپنی طرف متوجہ کیا، آپ نے نگاہیں پھیر لیں۔ جبرئیلؑ نے بتایا کہ یہ دنیا تھی جو آپ کو اپنی طرف بلا رہی تھی۔ ایک بہت بوڑھی عورت آپ کے سامنے آئی۔ جبرئیل نے بتایا کہ اس بوڑھی کو دیکھ کر آپ دنیا کی عمر کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ایک اور شخص نے آپ کو پکارا۔ آپ نے اس کی طرف بھی توجہ نہیں فرمائی۔ جبرئیل نے بتایا کہ یہ شیطان تھا جو آپکو بھٹکانا چاہتا تھا۔

براق بیت المقدس پہنچا، آپ براق سے نیچے اُترے۔ بیت المقدس کے پاس ایک کنڈے سے آپ نے براق کو باندھ دیا اس کنڈے سے پہلے بھی انبیاء کرام اپنی سواری کو باندھا کرتے تھے۔ براق سے اتر کر آپ ہیکل سلیمانی میں داخل ہوئے تو حضرت آدمؑ

سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک تمام پیغمبر آپ کی پیشوائی کے لئے جمع تھے نماز کے لئے صفیں باندھی گئیں۔ جبرئیلؑ نے آپکا ہاتھ پکڑ کر امامت کے لئے آپ کو آگے بڑھایا اور امام الانبیاء نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔

○ نماز سے فارغ ہوئے تو تین پیالے آپکی خدمت میں پیش کئے گئے، ایک پیالے میں پانی تھا دوسرے میں شراب تیسرے میں دودھ۔ آپنے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا۔ حضرت جبرئیل نے فرمایا اے اللہ کے رسول مبارک ہو آپ نے دودھ کا پیالہ لے کر فطرت کی راہ کو چُنا ہے۔

یہاں تک اسریٰ کا سفر ختم ہوتا ہے اور اس سے آگے بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک معراج کا سفر شروع ہوتا ہے۔

○ یہاں سے ایک سیڑھی کے ذریعہ آپ حضرت جبرائیل کے ساتھ آسمان کی طرف روانہ ہوئے۔ معراج کے معنی سیڑھی کے ہیں کیونکہ بیت المقدس سے یہ سفر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئی خاص سیڑھی سے ہوا۔ اس لئے اس کو معراج کہتے ہیں۔ پہلے آسمان کے دروازے پر پہنچے۔ حضرت جبرائیل نے بند دروازے پر دستک دی۔ پہلے آسمان کی حفاظت کرنے والے فرشتوں نے آنے والوں کے نام پوچھے، حضرت جبرائیل نے اپنا اور حضرت محمدؐ کا نام بتایا اور کہا کہ آپؐ کو اللہ نے بلایا ہے۔ فرشتوں نے ایک معزز مہمان کی طرح آپ کا استقبال کیا۔ پہلے آسمان پر مقیم نمایاں شخصیتوں سے آپ کا تعارف کرایا گیا ان میں فرشتے بھی تھے اور انسانی روحیں بھی تھیں ان میں ممتاز شخصیت ایک ایسے بزرگ کی تھی جو انسانی بناوٹ کا ایک بہترین نمونہ نظر آرہے تھے۔ آپؐ نے جبرئیل سے انکے بارے میں پوچھا تو جبرئیل نے بتایا کہ یہ نسل انسانی کے مورث اعلیٰ حضرت آدمؑ ہیں۔ حضورؐ نے دیکھا کہ ان کے دائیں اور بائیں دونوں طرف بہت سارے لوگ ہیں جب آپ داہنی طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور بائیں طرف دیکھتے ہیں تو غمگین ہوجاتے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ داہنی طرف نسلِ آدم کے وہ لوگ ہیں جو نیک اور پرہیزگار ہیں اور بائیں طرف ایسے لوگ ہیں جنہوں نے گناہوں میں زندگی گزاری۔ اپنی نیک اولاد کو دیکھ آدم خوش ہوتے ہیں اور بری اولاد کو دیکھ کر غمگین ہوجاتے ہیں۔

یہاں آپ کو تمثیلی انداز میں کچھ واقعات دکھائے گئے۔

○ آپنے دیکھا کچھ لوگ کھیتی کاٹنے میں لگے ہوئے ہیں مگر جتنی کاٹتے ہیں اتنی ہی وہ پھر بڑھ جاتی ہے۔ بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا تھا، یہ کھیتی گویا ان کا اجر و ثواب ہے ان کی محنتوں کا ثمرہ ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

○ آپنے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے سر پتھروں سے کچلے جارہے ہیں۔ آپؐ نے دریافت کیا کہ ان کے ساتھ ایسا کیوں ہورہا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ لوگ صبح کی نماز کے لئے نہیں اٹھتے تھے۔ اللہ کے حکم کو نظر انداز کرکے نیند کے مزے لیتے تھے اور اسی جرم کی سزا بھگت رہے ہیں۔

○ کچھ لوگ ایسے نظر آئے جن کے کپڑوں میں ہر جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ اور وہ چوپائے کی طرح ہر جگہ گھاس چرتے پھر رہے تھے۔ آپؐ نے حیرت کے ساتھ پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی مالدار ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں کنجوسی کھاتے تھے۔

○ آپؐ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بہت ساری لکڑیاں جمع کرکے ان کا گٹھا بناتا ہے اور اس گٹھے کو اٹھانے کی کوشش کررہا ہے۔ وہ گٹھا اس سے اٹھتا نہیں ہے مگر بجائے اس کے کہ وہ لکڑیاں کم کرکے گٹھے کو ہلکا کرے، اس میں اور لکڑیاں ڈال کر بھاری کرلیتا ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ احمق آدمی کون ہے جس سے بوجھ اٹھ نہیں رہا ہے اور بوجھ بڑھاتا چلا جارہا ہے؟

بتایا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جس پر اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ تھا کہ اس سے اٹھائے نہ اٹھ رہا تھا مگر وہ دنیا میں اپنی ذمہ داریوں کو کم کرنے کے بجائے اور زیادہ ذمہ داریوں کا وزن اپنے اوپر لاد رہا تھا۔

○ کچھ لوگ ایسے نظر آئے جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے آپ نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں؟۔ بتایا گیا کہ یہ وہ مقرر ہیں جو غیر ذمہ داری کی باتیں کرتے تھے اور فتنہ پھیلاتے تھے۔

○ آپؐ نے دیکھا کہ ایک بڑا سا پتھر ہے اس میں چھوٹا سا شگاف پڑ گیا ہے اس چھوٹے سے شگاف میں سے موٹا سا بیل نکلا اب وہ بیل اسی شگاف میں سے واپس اندر جانا چاہتا ہے مگر واپسی ممکن نہیں ہو رہی ہے۔ دریافت کرنے پر آپ کو بتایا گیا کہ یہ اس شخص کی مثال ہے جو غیر ذمہ داری کے ساتھ ایک غلط بات منہ سے نکال دیتا ہے اس بات کی وجہ سے فتنہ پھیل جاتا ہے اب وہ چاہتا ہے کہ اپنی بات واپس لے لوں مگر بات جو زبان سے نکل چکی ہے اس تیر کی طرح ہے جو کمان سے نکل چکا ہو اب بات واپس نہیں آسکتی۔

○ آپ ایک مقام پر سے گذرے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے ہیں۔ آپؐ نے حیرت سے انکے بارے میں پوچھا، بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں پر طعنہ زنی کرتے تھے۔

○ کچھ لوگ ایسے نظر آئے جن کے ناخن تانبہ کے تھے اور وہ ان سے اپنا منہ اور سینہ نوچ رہے تھے، بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کی غیبت کرتے تھے۔

○ ایسے لوگ نظر آئے جن کے چہرے انسانوں کے تھے مگر ان کے ہونٹ اونٹوں کی طرح تھے اور وہ آگ کھا رہے تھے۔ بتایا گیا کہ یہ لوگ یتیموں کا مال کھایا کرتے تھے۔

○ آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے پیٹ مٹکوں کی طرح بڑے بڑے بڑے ہیں اور اتنے بڑے پیٹ ہیں کہ وہ چل نہیں سکتے زمین پر پڑے رہتے ہیں۔ اور ان کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے ہیں۔ آنے جانے والے لوگ ان کو روندتے ہوئے گزر رہے ہیں مگر ان کے پیٹ اتنے بڑے ہیں کہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سود کا مال کھایا کرتے تھے۔

○ آپؐ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ایک طرف بہت عمدہ قسم کا گوشت رکھا ہوا تھا جس سے خوشبو آرہی تھی اور دوسری طرف سڑا ہوا گوشت رکھا تھا جس سے بدبو پھیل رہی تھی مگر یہ لوگ اس عمدہ گوشت کو چھوڑ کر وہ سڑا ہوا بدبودار گوشت کھا رہے تھے۔ بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال طریقے کے بجائے حرام راستے سے اپنے نفس کی خواہش پوری کرتے تھے اور بدکاریاں کیا کرتے تھے۔

○ کچھ عورتیں نظر آئیں جو چھاتیوں کے بل لٹکی ہوئی تھیں۔ بتایا گیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنھوں نے دوسروں کے بچے اپنے شوہر کے سر منڈھ دیئے تھے۔

○ آپ کی ملاقات ایک فرشتہ سے ہوئی جو آپؐ کے ساتھ ترش روئی سے ملا۔ آپؐ نے جبرئیل سے پوچھا کہ اس فرشتے کی بداخلاقی کی وجہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل نے بتایا کہ یہ دوزخ کا فرشتہ ہے۔ آپؐ نے دوزخ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی، آپکی نگاہوں کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا گیا اور دوزخ اپنے تمام خوفناک انداز کے ساتھ آپکی نگاہوں کے سامنے تھی۔

○

پہلے آسمان کی اس سیر کے بعد اب آپؐ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ یہاں بھی آپ کا تعارف مختلف فرشتوں اور انسانی روحوں سے کرایا گیا، یہاں جن لوگوں سے آپکی ملاقات ہوئی ان میں دو نوجوان سب سے ممتاز نظر آئے۔ آپؐ

ان نوجوانوں کے بارے میں معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں ایک یحییٰ ؑ ہیں اور دوسرے عیسیٰ ؑ ہیں۔

اب آپ تیسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات ایک ایسے حسین و جمیل بزرگ سے ہوئی جن کا حسن چودھویں رات کے چاند کو شرما رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ اللہ کے پیغمبر حضرت یوسف ؑ ہیں۔
چوتھے آسمان پر پہنچے تو حضرت ادریس ؑ سے ملاقات ہوئی ــــــ پھر پانچویں پر حضرت ہارون ؑ ملے ــــــ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ ؑ سے ملاقات ہوئی۔ اور ساتویں آسمان پر آپؐ نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان محل ہے۔ بتایا گیا کہ اس محل کا نام بیت المعمور ہے۔ بے شمار فرشتے بیت المعمور میں آرہے تھے اور جا رہے تھے ــــــ بیت المعمور کے پاس ایک بزرگ بیٹھے ہوئے ملے جن کی شکل و شباہت بہت زیادہ آپؐ سے ملتی جلتی تھی۔ معلوم ہوا کہ آپ حضرت ابراہیم ؑ ہیں۔
ساتویں آسمان سے آپ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک مقام کا نام ہے۔ سدرہ کے معنی بیری کے آتے ہیں اس مقام پر بیری کا ایک بڑا درخت ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک سرحد ہے کہ جہاں جا کر فرشتے رک جاتے ہیں۔ اس مقام پر پہنچے تو حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ، اب میں اس مقام سے آگے آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا اگر میں اس سے آگے بڑھنے کی کوشش کروں گا تو تجلیاتِ الٰہی سے میرے پر جل جائیں گے۔ آپ تن تنہا آگے بڑھے تو اس جگہ کے قریب آپ کو جنت کا نظارہ کرایا گیا جنت کی بے شمار نعمتیں آپ کی نگاہوں کے سامنے تھیں جو اللہ نے اپنے صالح بندوں کے لئے مہیا کر رکھی تھیں۔

ذرا بلند ہموار سطح پر پہنچے تو بارگاہ جلال آپ کے سامنے تھی، یہاں اللہ رب العزت سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے چار چیزیں عطا کی گئیں۔

(۱) دن رات کے لئے پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

(۲) سورہ البقرہ کی آخری دو آیتیں آمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ تک اس موقع پر تعلیم فرمائی گئیں۔

(۳) علاوہ شرک کے تمام گناہوں کی معافی کا توبہ کرنے پر امکان ظاہر کیا گیا۔

(۴) اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اس کے حق میں ارادے کے ساتھ ہی ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور اگر وہ نیکی کے ارادے پر عمل کرے گا تو اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیوں کا اجر و ثواب لکھا جائے گا۔ اگر کوئی برائی کا ارادہ کرے گا تو صرف ارادہ کرنے پر کچھ نہیں لکھا جائیگا اور اگر برائی پر عمل کرے گا تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔

واپس تشریف لائے تو حضرت موسیٰ ؑ سے ملاقات ہوئی اور آپؐ نے اللہ کی پیشی کی پوری روداد حضرت موسیٰ ؑ کو سنائی۔ حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ مجھے بنی اسرائیل کے متعلق بڑا تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ آپ نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے کمی کے لئے درخواست کیجئے۔ آپ پھر واپس تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں واپس تشریف لائے تو حضرت موسیٰ ؑ نے کہا کہ اور کم کرائیں ابھی زیادہ ہیں۔ ہر بار نمازیں کم ہوتی رہیں آخر میں پانچ نمازوں کی فرضیت کا حکم ہوا اور فرمایا گیا کہ یہی پانچ پچاس کے برابر سمجھی جائیں گی۔
جس سیڑھی سے آپ تشریف لے گئے تھے، اسی سیڑھی سے واپس بیت المقدس تشریف لائے۔ یہاں تمام پیغمبر حضرت آدم ؑ سے لے کر حضرت عیسیٰ ؑ تک اسی طرح جمع تھے جس طرح جاتے ہوئے آپ سے ملے تھے۔ روانگی کی طرح واپسی پر بھی

آپ نے تمام پیغمبروں کو نماز پڑھائی اور غالباً یہ فجر کی نماز تھی۔ اس کے بعد آپ براق پر سوار ہوئے اور واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے۔

صبح آپ نے سب سے پہلے اپنی چچا زاد بہن اُمّ ہانی کو اس سفر کی ساری باتیں بتائیں۔ اور ارادہ ظاہر کیا میں باہر جا کر دوسرے لوگوں کو بھی یہ باتیں بتاؤں گا۔ امّ ہانی نے آپ کو روکتے ہوئے چادر پکڑی اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں، لوگ مذاق اڑائیں گے۔ آپؐ نے کہا کہ کچھ بھی ہو میں یہ باتیں بتا کر رہوں گا۔

حرم کعبہ میں پہنچ کر ابوجہل اور دوسرے لوگوں کے سامنے آپ نے تمام واقعات بیان کیے۔ دیکھتے دیکھتے یہ خبر پورے مکے میں پھیل گئی۔ مکے سے شام کا سفر دو مہینے میں طے ہوتا تھا۔ ایک رات میں بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کر کے آپ کیونکر واپس آ گئے۔ یہ بات سب کے لیے حیران کن تھی۔ کچھ لوگوں نے جا کر یہ بات حضرت ابوبکرؓ سے بتائی۔ آپؓ نے سن کر کہا کہ اگر رسول ﷺ یہ بات فرما رہے ہیں تو اس کے سچ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

اس واقعہ کی تصدیق پر ابوبکرؓ کو صدیق کا لقب عطا ہوا۔ حضرت ابوبکر نے یہ تدبیر کی کہ حرم میں آ کر آپؐ سے بیت المقدس کا نقشہ دریافت کیا۔ آپ نے جو نقشہ بتایا وہ بالکل ٹھیک ٹھیک تھا۔ مکے کے کتنے ہی لوگ بیت المقدس جاتے رہتے تھے وہ بھی آپ کی سچائی کے قائل ہو گئے۔ مزید ثبوت کے لیے آپؐ نے بتایا کہ میں فلاں مقام پر فلاں قافلے کے پاس سے گزرا تھا اور قافلے والوں کے پاس ایسا ایسا سامان تھا۔ قافلے کے اونٹ براق کو دیکھ کر بھڑک گئے اور ایک اونٹ فلاں وادی کی طرف نکل گیا۔ میں نے قافلہ والوں کو اس اونٹ کا پتہ بتایا۔

آپؐ نے بتایا کہ میں فلاں وادی میں فلاں قافلے کے پاس سے گزرا تھا قافلے والے سو رہے تھے میں نے ان کے برتن سے پانی پیا اور علامت کے طور پر کٹورے کو ٹیڑھا رکھ دیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس برتن سے پانی پیا گیا ہے۔ ایسے ہی کچھ اور باتیں بطور ثبوت بتائیں۔ آنے والے قافلوں سے آپ کی باتوں کی تصدیق ہوتی رہی ——— یہ تھا معراج کا وہ سفر جو اسلامی تاریخ میں ایک اہم موڑ کی نشاندہی کرتا ہے۔

لوگوں کا اس پر مخالفت کرنا اور اس کا انکار کرنا، پھر قرآن مجید کا اس اہتمام کے ساتھ اس واقعہ کو بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ معراج کا یہ واقعہ نہ تو خواب تھا اور نہ روحانی تھا بلکہ آپ جسم اطہر کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ اور یہ معراج جسمانی تھی جو ایک ہی مرتبہ پیش آئی ہے۔ اس کے بعد خواب میں بھی اگر ایسا ہوا ہو تو اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

۱۷ سُوْرَۃُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ مَکِّیَّۃٌ ۵۰

رُکُوْعَاتُھَا ۱۲	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	اٰیَاتُھَا ۱۱۱

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

سُبْحٰنَ	الَّذِیْٓ	اَسْرٰی	بِعَبْدِہٖ	لَیْلًا	مِّنَ	الْمَسْجِدِ
پاک	وہ جو	لے گیا	اپنے بندہ کو	راتوں رات	سے	مسجد

پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام (خانہ کعبہ سے)

الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ

الْحَرَامِ	اِلَی	الْمَسْجِدِ	الْاَقْصَا	الَّذِیْ	بٰرَکْنَا	حَوْلَہٗ
حرام	تک	مسجد	اقصیٰ	وہ جو	برکت دی ہم نے	اسکے اردگرد

مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا جس کے اردگرد (اطراف) کو ہم نے برکت دی ہے

لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①

لِنُرِیَہٗ	مِنْ	اٰیٰتِنَا	اِنَّہٗ	ھُوَ	السَّمِیْعُ	الْبَصِیْرُ
تاکہ دکھادیں ہم اسکو	سے	اپنی نشانیاں	بیشک وہ	وہ	سننے والا	دیکھنے والا

تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھلاویں بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

سُوْرَۃُ الْاِسْرَاءِ مَکِّیَّۃٌ اِلَّا وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ الْاٰیٰتِ الثَّمَانُ مِائَۃٌ وَعَشْرُ اٰیَاتٍ اَوْ اِحْدٰی عَشْرَۃَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① سُبْحَانَ تَنْزِیْہُ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ مُحَمَّدٍ لَیْلًا نَصْبٌ عَلَی الظَّرْفِ وَالْاِسْرَاءُ سَیْرُ اللَّیْلِ وَفَائِدَۃُ ذِکْرِہِ الْاِشَارَۃُ بِتَنْکِیْرِہٖ اِلٰی تَقْلِیْلِ مُدَّتِہٖ مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَیْ مَکَّۃَ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ لِبُعْدِہٖ مِنْہُ الَّذِیْ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الاسراء مکی ہے مگر یہ آٹھ آیتیں وان کادوا لیفتنونک آخر تک اسمیں ایک سو دس یا ایک سو گیارہ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

① سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پاک ہے وہ ذات کہ اپنے بندے محمد کو رات میں مسجد حرام یعنی کہ سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کیطرف لے گیا۔ بیت المقدس کو بعید ہونے بوجہ دور ہونیکے مسجد حرام سے کہا، اسریٰ رات کے لیجانے کو کہتے ہیں۔ اس طرف ہے کہ لیلا کے نکرہ آنے سے اشارہ ہے تقلیل مدت کیطرف یعنی رات کے تھوڑے حصہ میں اسریٰ واقع ہوا وہ مسجد اقصیٰ کہ جس کے ہر طرف

بَارَكْنَا حَوْلَهُ بِالثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ لِنُرِيَهُ
مِنْ آيَاتِنَا ۚ عَجَائِبَ قُدْرَتِنَا إِنَّهُ
هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○ أَيِ الْعَالِمُ
بِأَقْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَفْعَالِهِ فَأَنْعَمَ عَلَيْهِ بِالْإِسْرَاءِ
الْمُشْتَمِلِ عَلَى اجْتِمَاعِهِ بِالْأَنْبِيَاءِ وَ
عُرُوجِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَرُؤْيَتِهِ
عَجَائِبَ الْمَلَكُوتِ وَمُنَاجَاتِهِ تَعَالَى
فَإِنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ
فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ يَضَعُ
حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ فَرَكِبْتُهُ
فَسَارَ بِي حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ
فَرَبَطْتُ الدَّابَّةَ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي
يَرْبِطُ فِيهِ الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ دَخَلْتُ
فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ
فَجَاءَنِي جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ
فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرَئِيلُ
أَصَبْتُ الْفِطْرَةَ قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِي
إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَئِيلُ
قِيلَ لَهُ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ جِبْرِيلُ
قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ
وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ أُرْسِلَ
إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ
فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ
عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ
فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ
فَقَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ
قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا

ہم نے برکت دی تھی پھلوں سے اور نہروں سے اپنے بندے کو ہم وہاں اسلئے لیگئے کہ اس کو قدرت کے عجائبات اور نشانیاں دکھلائیں بیشک وہ سننے والا بینا ہے یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کو جانتا ہے پس اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ انعام فرمایا کہ انکو رات میں مسجد اقصیٰ تک پہنچایا جہاں آپکی ملاقات پیغمبروں سے ہوئی اور انکو آسمان کی طرف چڑھایا اور عجیب نشانیاں اپنی قدرت اور بادشاہت کی دکھلانے والے اور فرشتوں کی سیر کرائی اور حق تعالے سے انکے بھید کی باتیں ہوئیں سو بالتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا وہ ایک سفید جانور ہے گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا اور قدم وہاں تک پڑتا ہے جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔ سو میں اس پر سوار ہوا پس وہ مجھکو لے گیا یہانتک کہ میں بیت المقدس میں پہنچا وہاں میں نے اپنی سواری کو اس حلقہ سے باندھا جس میں اور پیغمبر اپنی سواریاں باندھتے تھے پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور اسمیں دو رکعت نماز پڑھی پھر میں نکلا۔ سو لائے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام ایک برتن شراب کا اور ایک دودھ کا سو میں نے دودھ کو پسند کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا تم کو فطرت اسلامی پر استقامت نصیب ہوئی

آپنے فرمایا پھر وہ مجھ آسمانِ دنیا کی طرف لے کر چڑھا۔ سو جبریل نے دروازہ کھلوایا اس سے کہا گیا تو کون ہے اس نے کہا جبریل۔ کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے وہ بولا محمدؐ کہا گیا کہ وہ پیغمبر بنائے گئے؟ جبریلؑ نے کہا ہاں بنائے گئے سو اس نے دروازہ کھول دیا۔

ہمارے لئے ناگاہ وہاں آدم علیہ السلام موجود تھے۔ انہوں نے مجھ کو مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

پھر وہ براق ہم کو لے کر دوسرے آسمان کی طرف چڑھا سو جبریل نے دروازہ کھلوایا وہاں سے کسی نے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں جبریل ہوں کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے۔ جبریل نے کہا محمدؐ۔ کہا گیا کیا وہ پیغمبر بنائے گئے، جبریل نے کہا بنائے گئے سو اس نے ہمارے لئے دروازہ کھولدیا۔ وہاں مجھے

بِابْنَيِ الْخَالَةِ يَحْيٰى وَعِيْسٰى فَرَحَّبَا بِيْ
وَدَعَوَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى
السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ
فَقِيْلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ
وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ فَقِيْلَ
وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ أُرْسِلَ
إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوْسُفَ وَ
إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ
بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا
إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ
جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ
جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ فَقِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ
قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا
أَنَا بِإِدْرِيْسَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ
بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ
فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ أَنْتَ
فَقَالَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ فَقِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ
قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا
أَنَا بِهَارُوْنَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ
ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ
فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ أَنْتَ
قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ
قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى
فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ
بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ
جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيْلُ
فَقِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ
وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ

دونوں خالہ زاد بھائی یحیٰیؑ اور عیسٰیؑ ملے انہوں نے مجھکو
مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔ پھر براق ہم کو لیکر
تیسرے آسمان کیطرف چڑھا۔ سو جبریل نے دروازہ کھلوایا۔ پوچھا
گیا تو کون ہے؟ اس نے کہا جبرئیل۔ پوچھا گیا تیرے ساتھ کون
ہے۔ جبریل نے کہا محمدؐ پوچھا گیا وہ پیغمبر بنائے گئے اس نے
کہا ہاں بنائے گئے پس ہمارے لئے دروازہ کھول دیا وہاں
یوسفؑ سے ملاقات ہوئی۔ اس کو دیکھا کر بڑا حصہ حسن کا اس کو
دیا گیا سو اس نے مجھ کو مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے
خیر کی۔ پھر براق ہم کو لے کر چوتھے آسمان کی طرف چڑھا
جبریل نے دروازہ کھلوایا کہنے والے نے کہا تو کون ہے
اس نے کہا میں جبریل ہوں۔ کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے
اس نے کہا محمدؐ۔ پوچھا گیا کیا وہ رسول ہوگئے جبریل نے کہا
ہاں ہوگئے۔ پس ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا وہاں
ادریسؑ سے ملاقات ہوئی اس نے مجھکو مرحبا کہا اور میرے لئے
دعائے خیر کی۔ پھر براق نے ہمکو چڑھایا پانچویں آسمان
کی طرف جبریل نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا تو کون ہے اس
نے کہا جبریل پھر پوچھا گیا تیرے ساتھ کون ہے جبریل نے کہا
محمدؐ کہا گیا کیا وہ پیغمبر بنائے گئے جبریل نے کہا بنائے گئے
سو اس نے دروازہ کھول دیا ناگاہ وہاں ہارونؑ موجود تھے
اس سے ملاقات ہوئی سو اس نے مجھ کو مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے
خیر کی پھر وہ براق ہم کو لے چڑھا چھٹے آسمان کی طرف سو جبریل نے
دروازہ کھلوایا پوچھا گیا تو کون ہے وہ بولا جبریل پوچھا
گیا تیرے ساتھ اور کون ہے اس نے کہا محمدؐ کہا گیا کیا
وہ پیغمبر بنائے گئے کہا ہاں بنائے گئے پس کھول دیا اس نے
دروازہ وہاں موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی اس نے مجھکو مرحبا کہا اور
میرے لئے دعائے خیر کی۔ پھر وہ ہم کو لے چڑھا ساتویں آسمان کیطرف
جبریل نے دروازہ کھلوایا کہا گیا تو کون ہے وہ بولا جبریل پوچھا
تیرے ساتھ اور کون ہے اس نے کہا محمدؐ کہا گیا کیا وہ پیغمبر ہوگئے
کہا ہاں، سو اس نے دروازہ کھولدیا ناگاہ وہاں حضرت ابراہیمؑ
کے پاس پہونچا سو وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے بیت المعمور سے اور
بیت المعمور میں ہر ایک دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے تھے پھر

نَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ فَإِذَا هُوَ مُسْنِدٌ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى فَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللهِ مَا غَشِيَهَا تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَصِفَهَا مِنْ حُسْنِهَا قَالَ فَأَوْحَى إِلَيَّ مَا أَوْحَى وَفَرَضَ عَلَيَّ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَمْسِينَ صَلَاةً فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ وَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ أَيْ رَبِّ خَفِّفْ عَنْ أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى قَالَ مَا فَعَلْتَ قُلْتُ قَدْ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي وَبَيْنَ مُوسَى وَيَحُطُّ عَنِّي خَمْسًا خَمْسًا حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ هِيَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَتِلْكَ خَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى

دوبارہ انکو نوبت داخل ہونے کی نہ پہنچتی تھی۔ پھر میں پہنچا سدرۃ المنتہی تک اس کے پتے ایسے جیسے ہاتھی کے کان اور اس کے پھل ایسے جیسے مٹکے۔ جب اس بیری کے درخت کو گھیر لیا امر الٰہی سے اس چیز نے جس نے گھیر لیا وہ متغیر ہوگیا اور اس کی صورت اور ہیئت بدل گئی۔ سو مخلوق الٰہی سے کوئی اس کے حسن کی صفت بیان نہیں کرسکتا۔

آپ نے فرمایا میری طرف جو کچھ وحی ہوئی وہ ہوئی قابل اظہار نہیں اور مجھ پر ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ سو میں اترا یہاں تک کہ موسیٰؑ کے پاس پہنچا اس نے پوچھا تیرے رب نے تیری امت پر کس قدر نمازیں فرض کی ہیں میں نے کہا ہر دن رات میں پچاس نمازیں۔ موسیٰ نے کہا تو پھر اپنے رب کے پاس جا سو اس سے تخفیف طلب کر کہ بیشک تیری امت سے یہ نہ ہوسکے گا اور بیشک میں بنی اسرائیل کو خوب آزما چکا ہوں اور ان کا امتحان لے چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں پھر اپنے رب کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے میرے رب میری امت پر تخفیف فرما پس کم کردی اللہ نے مجھ سے پانچ نمازیں۔ پھر میں پہنچا موسیٰ کے پاس اس نے پوچھا کیا کر لائے میں نے کہا کہ پانچ نمازیں میرے اوپر سے کم کردی گئی۔ موسیٰ نے کہا کسی طرح سے تیری امت سے یہ نہ ہوسکیگا سو تو پھر واپس جا اپنے رب کے پاس اور اس سے اپنی امت کے لئے آسانی طلب کر۔ آپ نے فرمایا کہ میں اسی طرح برابر اپنے رب کے اور موسیٰؑ کے پاس جاتا آتا رہا اور میرا رب ہر دفعہ مجھ سے پانچ پانچ نمازیں کم کرتا رہا یہاں تک کہ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے محمد اب ہر دن رات میں تجھ پر پانچ نمازیں فرض رہیں ہر نماز کے عوض دس نمازوں کا ثواب تجھ کو ملیگا پس ثواب کے اعتبار سے یہ پچاس نمازیں ہوگئیں اور جو کوئی نیکی کا قصد کرے پھر اسکو نہ کرے تو اسکے لئے ایک نیکی لکھی جائیگی اور جو ایک نیکی کر لیوے تو دس نیکیوں کا ثواب اسکو ملے گا اور جو کوئی بدی کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کرے تو وہ بدی نہ لکھی جائے گی پس اگر اسکو کر لیوے تو ایک بدی لکھی جائیگی۔ پھر میں نیچے

فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ قَدْ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰی رَبِّيْ حَتّٰی اِسْتَحْيَيْتُ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ وَرَوَى الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ

اترا یہاں تک کہ موسیٰؑ کے پاس پہنچا سو میں نے اسکو سب قصہ سنایا وہ بولا کہ پھر جا کر اپنے رب سے اپنی امت کے لئے آسانی طلب کر کہ بے شبہ تیری امت سے یہ بھی نہ ہو سکے گا میں نے جواب دیا کہ میں بہت دفعہ اپنے رب کے پاس جا چکا ہوں اب مجھکو شرم آتی ہے اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا اور یہ لفظ مسلم کے ہیں اور حاکم نے مستدرک میں ابن عباسؓ سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب عز و جل کو دیکھا ہے۔

تشریح

(۱) اسریٰ کا لفظ جسمانی معراج کی دلیل ہے اسریٰ یعنی لے جایا گیا، فرما کر بتا دیا گیا کہ وہ بندہ خود نہیں گیا بلکہ اس کو لے جایا گیا۔ اور جب معاملہ اللہ کی قدرت کا آجائے تو پھر یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ ایسا کیونکر ہوا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں انکو قدرت ہے کہ وہ مہینوں کا سفر لمحوں میں طے کرا دیں۔ اللہ تعالیٰ کی حضوری اور اس کی پیشی میں پیش ہونے کا تعلق کیونکہ بندے کے ساتھ ہے اور بندہ اپنی ذات میں اطلاقی شان نہیں رکھتا بلکہ محدود ہے اسلئے بندہ خالق کے حضور باریابی کے لئے اس کا محتاج ہے کہ خالق اپنی تجلیات کو کسی ایک جگہ پر مرکوز کر دے۔

معراج کا مقصد جیسا بتایا گیا ہے ملکوت السمٰوٰت والارض کا مشاہدہ کرانا اور مادی حجابات درمیان میں سے ہٹا کر آنکھوں سے ان حقیقتوں کا دکھلانا جو غیب کے پردے میں چھپی ہوئی ہیں۔ پارہ ۲۷ سورۂ والنجم آیت ۱۳ تا ۱۸ میں اس کا ذکر موجود ہے وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى

" اور ایک مرتبہ پھر اس نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کو اترتے دیکھا جہاں پاس ہی جنت الماویٰ ہے اس وقت سدرہ پر چھا رہا جو کچھ چھا رہا تھا، نگاہ نہ چندھیائی نہ حد سے تجاوز ہوئی اور اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔"

غیب کی ان حقیقتوں کا مشاہدہ اپنے اپنے منصب کی مناسبت سے ہر ایک نبی اور رسول کو کرایا گیا ہے۔ اور یہ نکتہ ہے جو ایک پیغمبر اور ایک فلسفی کے مقام کو الگ الگ کرتا ہے۔ — فلسفی اور مفکر قیاس اور گمان سے بات کرتا ہے اور پیغمبر اپنے مشاہدے کو سامنے رکھتا ہے۔ " پیمبر ہر چہ گوید دیدہ گوید۔"

مسجد اقصیٰ جس ملک میں واقع ہے وہاں اللہ تعالےٰ نے بہت سی ظاہری اور باطنی برکتیں رکھی ہیں۔ مادی حیثیت سے یہ بڑا شاداب ملک ہے اور روحانی حیثیت سے بھی کیونکہ بہت سے نبیوں کا مسکن رہا ہے اس لئے سرچشمۂ فیض و انوار ہے۔ نبی ؐ کو بیت المقدس لیجانے کا یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ جو کمالات پچھلے نبیوں کو دیئے گئے تھے اب وہ سب آپ میں جمع کر دیئے جائیں۔ آپ کی امامت میں سب کا نماز پڑھنا یہ بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ آپ جامع کمالات اور خاتم الانبیاء ہیں۔

بے شک اصل سننے اور دیکھنے والا تو اللہ تعالےٰ ہی ہے لیکن اپنی قدرت سے وہ جس کو چاہتا ہے اپنی نشانیاں دکھا دیتا ہے۔ آخر اس نے اپنے حبیب کو وہ بڑی نشانیاں دکھائیں جو آپ کی کامل استعداد اور بلند شان کے مناسب تھیں۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِىْٓ اِسْرَاۤءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ

وَ	اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ	وَجَعَلْنٰهُ	هُدًى	لِبَنِىْٓ اِسْرَاۤءِيْلَ	اَلَّا تَتَّخِذُوْا	مِنْ
اور	ہم نے دی	موسیٰ	کتاب	اور ہم نے بنایا اُسے	ہدایت	بنی اسرائیل کے لئے	کہ نہ ٹھہراؤ	میرے

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اُسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا کہ میرے سوا (کسی کو) کارساز نہ

دُوْنِىْ وَكِيْلًا ۝٢ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝٣

دُوْنِىْ	وَكِيْلًا	ذُرِّيَّةَ	مَنْ	حَمَلْنَا	مَعَ نُوْحٍ	اِنَّهٗ	كَانَ	عَبْدًا	شَكُوْرًا
سوا	کارساز	اولاد	جو جس	ہم نے سوار کیا	نوح کے ساتھ	بیشک وہ	تھا	بندہ	شکر گزار

ٹھہراؤ۔ اے (ان لوگوں کی) اولاد! جنکو ہم نے نوحؑ کے ساتھ سوار کیا، بے شک وہ شکر گزار بندہ تھا۔

(۲) قَالَ تَعَالٰى وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ التَّوْرٰىةَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِىْٓ اِسْرَاۤءِيْلَ لِ اَنْ لَّا يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِىْ وَكِيْلًا ۝ يُفَوِّضُوْنَ اِلَيْهِ اَمْرَهُمْ وَفِىْ قِرَاءَةٍ تَتَّخِذُوْنَ بِالْفَوْقَانِيَّةِ اِلْتِفَاتًا فَاَنْ زَائِدَةٌ وَالْقَوْلُ مُضْمَرٌ

(۳) يَا ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ فِى السَّفِيْنَةِ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ كَثِيْرَ الشُّكْرِ لَنَا حَامِدًا فِىْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهٖ

(۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِىْٓ اِسْرَاۤءِيْلَ اور ہم نے موسیٰؑ کو توراۃ عطا کی اور اسکو باعث ہدایت بنی اسرائیل بنایا تاکہ وہ میرے سوا کسی کو اپنا وکیل نہ بناویں جس کے سپرد اپنے کاروبار کریں اور ایک قرأت میں تتخذوا ساتھ تا کے ہے اس صورت میں التفات ہے غیبت سے طرف التفات کے پس ان زائدہ اور قول مضمر مانا جاویگا یعنی ہم نے انکو کہا کہ نہ بناؤ میرے سوا کسی

(۳) اے اون لوگوں کی ہم نے انکو نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار کیا بیشک نوح بندہ بہت شکر کرنیوالا ہماری حمد کرنیوالا تھا تمام احوال میں۔

تشریح

(۲) حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ ہم نے بنایا تھا کہ اپنے معاملات صرف اللہ کے سپرد کرنا | واقعہ معراج کے ذریعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور آپ کے شرف کا ذکر کر کے سلسلۂ کلام مسجدِ اقصیٰ کے قدیم متولیوں یعنی بنی اسرائیل کی طرف موڑ دیا گیا ہے تاکہ بنی اسرائیل پر عروج وزوال کے جو مختلف دور گزرے ہیں ان کو امتِ محمدیہ کی عبرت اور بنی اسرائیل کی نصیحت کے لئے بیان کیا جائے۔

معراج کا واقعہ دراصل اس کی طرف اشارہ ہے کہ رسولؐ کی امت ہی اب اس امانت کی امین بننے والی ہے جو بنی اسرائیل کے سپرد کی گئی تھی اور جس میں حضرت موسیٰؑ کے ذریعے دی ہوئی کتاب میں یہ ہدایت اور رہنمائی کی گئی تھی کہ دیکھو اپنے جملہ معاملات خواہ دینی ہوں یا دنیاوی صرف اللہ کے سپرد کر دینا اور خالص توحید پر قائم رہتے ہوئے اللہ کے سوا کسی کو اپنا کارساز مت بنانا۔

(۳) تم کشتی نوح میں سوار ہونے والوں کی اولاد ہو | حضرت نوحؑ کے زمانہ میں جب باد و باراں کا طوفان آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت نوحؑ کو ایک کشتی بنانے کا حکم دیا جو لوگ اس کشتی میں سوار ہوگئے وہ بچ گئے باقی تمام نسل انسانی ختم ہوگئی۔ دوبارہ ان ہی لوگوں کے ذریعہ جو کشتی میں سوار ہوگئے تھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو آباد کیا اسلئے حضرت نوحؑ کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ نسلِ انسانی دوبارہ ان ہی کے ذریعہ چلی ہے اس احسان کو یاد دلاتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ نوحؑ ایک شکر گزار بندے تھے اللہ کے احسان شناس تھے تم انکی اولاد ہو جو نوحؑ کیساتھ کشتی پر سوار ہو کر عذابِ الہٰی سے محفوظ رہے تھے تمہارے شایانِ شان یہی ہے کہ تم بھی اپنے بڑوں کیطرح ایک اللہ ہی کو اپنا وکیل و کارساز بناؤ۔

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ

وَقَضَيْنَآ	اِلٰى	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	فِى الْكِتٰبِ	لَتُفْسِدُنَّ	فِى	الْاَرْضِ
اور صاف کہدیا ہم نے	طرف کو	بنی اسرائیل	کتاب میں	البتہ تم فساد کروگے	میں	زمین

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں صاف کہہ سنایا کہ البتہ تم فساد کروگے زمین میں

مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ④

مَرَّتَيْنِ	وَلَتَعْلُنَّ	عُلُوًّا + كَبِيْرًا
دو مرتبہ	اور تم ضرور زور پکڑوگے	بڑا زور

دو مرتبہ اور تم ضرور زور پکڑو گے (سرکشی کروگے)

④ وَقَضَيْنَآ اَوْحَيْنَا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ التَّوْرٰىةِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ اَرْضِ الشَّامِ بِالْمَعَاصِىْ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ○ تَبْغُوْنَ بَغْيًا عَظِيْمًا

④ اور ہم نے توراۃ میں وحی کی بنی اسرائیل کی طرف کہ بے شبہ تم شام کی زمین میں دو مرتبہ فساد پھیلاؤ گے گناہوں میں مبتلا ہوکر

اور البتہ تم بہت بڑی سرکشی کروگے۔

تشریح

④ بنی اسرائیل کو تنبیہ | ہم نے اپنی نازل کردہ کتابوں میں بنی اسرائیل کو تنبیہ کی تھی کہ تم دو مرتبہ زمین میں بڑا فساد برپا کروگے اور ظلم وتکبر کا شیوہ اختیار کرکے سرکشی دکھاؤ گے۔

○ اس پہلے فساد پر سب سے پہلے تنبیہ بنی اسرائیل کے نبی حضرت داؤدؑ نے کی تھی۔ ملاحظہ ہو بائیبل ۱۰۶ آیات ۳۴ تا ۴۱۔ اس فساد کے بعد جو تباہی آنے والی تھی اس کی خبر حضرت یَسْعَیَاہ نے دی۔ ملاحظہ ہو بائیبل باب ۱ آیت ۴۔۵، آیت ۲۱۔۲۴۔ باب ۲۔ آیت ۶۔۸، باب ۳، آیات ۱۶۔۲۶، باب ۵، آیت ۷، باب ۳۰، آیت ۹۔۱۴، باب ۲، آیت ۵۔۲۸، باب ۳ آیت ۶۔۹، باب ۵ آیت ۱۵۔۱۷، باب ۷، آیت ۲۲۔۲۴، باب ۱۵ آیت ۲۔۳۔

عین تباہی کے وقت حزقی ایل نبی اٹھے اور انھوں نے یروشلم شہر کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اے شہر تو اپنے اندر خونریزی کرتا ہے تاکہ تیرا وقت آجائے۔ ان کا یہ خطبہ بائبل ۲۲ آیت ۳۔۱۶ میں موجود ہے۔ یہ تنبیہات پہلے فسادِ عظیم کے موقع پر کی گئیں۔

○ پھر دوسرے فسادِ عظیم اور اس کے خطرناک نتائج پر حضرت عیسیٰ نے ان کو خبردار کیا ملاحظہ ہو انجیل متی باب ۲۳ آیت ۲۷۔۲۸۔ حضرت مسیح کی زبان مبارک سے نکلا جس میں اس فتنے کے خطرناک نتیجے پر تنبیہ کرتے ہوئے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہے گا جو گرایا نہ جائے۔ انجیل متی باب ۲۴ آیت ۲۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی تنبیہ انجیل لوقا باب ۲۳ آیت ۲۸۔۳۰ میں موجود ہے۔ جب رومی حکومت کے اہلکار حضرت عیسیٰ کو سولی پر چڑھانے کیلئے لیجا رہے تھے اور مرد و خواتین کی ایک بھیڑ انکے پیچھے روتی پیٹتی جارہی تھی تو انھوں نے اس مجمع کو آخری خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"اے یروشلم کی بیٹیو! میرے لئے نہ روؤ بلکہ اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے روؤ، کیونکہ دیکھو وہ دن آنے والے ہیں جب لوگ یہ کہیں گے کہ مبارک ہیں وہ پیٹ جنہوں نے بچے نہ جنے اور مبارک ہیں وہ چھاتیاں جنہوں نے دودھ نہیں پلایا۔ اس وقت وہ پہاڑوں سے کہیں گے کہ ہم پر گر پڑو اور ٹیلوں سے کہیں گے کہ ہمیں چھپا لو۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ

فَاِذَا	جَآءَ	وَعْدُ	اُوْلٰىهُمَا	بَعَثْنَا	عَلَيْكُمْ	عِبَادًا + لَّنَا	اُولِيْ بَاْسٍ
پس جب	آیا	وعدہ	دو میں سے پہلا	ہم نے بھیجے	تم پر	اپنے بندے	لڑائی والے

پس جب دونوں میں سے پہلے وعدہ (کا وقت) آیا تو ہم نے تم پر اپنے سخت لڑائی والے بندے

شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ⑤

شَدِيْدٍ	فَجَاسُوْا	خِلٰلَ + الدِّيَارِ	وَ	كَانَ	وَعْدًا	مَّفْعُوْلًا
سخت	تو وہ گھس پڑے	شہروں کے اندر	اور	تھا	ایک وعدہ	پورا ہونے والا

بھیجے، وہ شہروں کے اندر گھس گئے (پھیل گئے) اور یہ ایک وعدہ تھا پورا ہو کر رہنے والا۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ

ثُمَّ	رَدَدْنَا	لَكُمُ	الْكَرَّةَ	عَلَيْهِمْ	وَاَمْدَدْنٰكُمْ	بِاَمْوَالٍ
پھر	ہم نے پھیر دی	تمہارے لئے	باری	ان پر	اور ہم نے تمہیں مدد دی	مالوں سے

پھر ہم نے ان پر تمہاری باری پھیر دی (تمہیں غلبہ دے دیا) اور مالوں سے اور بیٹوں سے ہم نے

وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ⑥

وَّبَنِيْنَ	وَجَعَلْنٰكُمْ	اَكْثَرَ	نَفِيْرًا
اور بیٹے	اور ہم نے تمہیں کر دیا	زیادہ	جتھا (لشکر)

تمہیں مدد دی اور ہم نے تمہیں بڑا جتھا (لشکر) کر دیا۔

⑤ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا اُوْلٰى مَرَّتَيِ الْفَسَادِ
بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ
شَدِيْدٍ اَصْحَابَ قُوَّةٍ فِي الْحَرْبِ وَالْبَطْشِ
فَجَاسُوْا تَرَدَّدُوْا لِطَلَبِكُمْ خِلٰلَ الدِّيَارِ
وَسْطَ دِيَارِكُمْ لِيَقْتُلُوْكُمْ وَيَسْبُوْكُمْ وَكَانَ
وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ○ وَقَدْ اَفْسَدُوا الْاُوْلٰى
بِقَتْلِ زَكَرِيَّا فَبُعِثَ عَلَيْهِمْ جَالُوْتُ وَ
جُنُوْدُهٗ فَقَتَلُوْهُمْ وَسَبَوْا اَوْلَادَهُمْ وَ
خَرَّبُوْا بَيْتَ الْمَقْدِسِ۔
⑥ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ الدَّوْلَةَ وَ

⑤ سو جس وقت پہلے فساد کا وقت آوے گا اور تم فساد کر دگے تو ہم تمہاری سرکوبی کو اپنے بندے قوت والے زور آور لڑائی میں مسلط کریں گے وہ تمہارے گھروں میں گھس کر تمکو تلاش کر کے قتل و قید کریں گے اور یہ وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے اول مرتبہ یہ فساد کیا کہ زکریا پیغمبر کو قتل کیا اس پر جالوت اور اس کے لشکر کو ان پر مسلط کیا سو انہوں نے بنی اسرائیل کو قتل کیا اور انکی اولاد کو قید کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا۔

⑥ پھر ہم نے تم کو ان پر حکومت اور غلبہ دیا سو برس کے بعد کہ

الْغَلْبَۃَ عَلَیْہِمْ بَعْدَ مِائَۃِ سَنَۃٍ بِقَتْلِ جَالُوْتَ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَاَکْثَرَ نَفِیْرًا ۝ عَشِیْرَۃً

جالوت کو قتل کیا اور تمہاری مدد کی مال اور اولاد سے اور تم کو بڑے کنبے والا کیا۔

تشریح

⑤ بنی اسرائیل کا جرم اور اس کی سزا | بنی اسرائیل ایک حامل کتاب امت ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے امامت کے منصب پر فائز کیا تھا۔ یہاں ان کے جرائم میں سے اس پہلے جرم کو بیان کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے آخر بنی اسرائیل کو امامت کے منصب سے الگ ہونا پڑا اور وہ ایک شکست خوردہ .... اور پسماندہ قوم بن کر رہ گئی

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد جب بنی اسرائیل فلسطین میں داخل ہوئے تو یہاں ایسی مختلف قومیں آباد تھیں جن میں بدترین قسم کا شرک پایا جاتا تھا۔ بنی اسرائیل کا یہ فرض تھا کہ وہ فلسطین پر غلبہ حاصل کر کے ان قوموں کی اصلاح کرتے۔ لیکن ان کی اصلاح کرنے اور ان کو ہدایت و تبلیغ کے بجائے بنی اسرائیل کے ہر قبیلے نے اپنی اپنی الگ الگ ریاستیں قائم کر لیں اور اس تفرقہ کی وجہ سے وہ اپنی اصل ذمہ داری کو ادا نہ کر سکے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود بنی اسرائیل کے اندر شرک کے جراثیم داخل ہو گئے اور ان کو ان قبائل کے مقابلے میں پسپا ہونا پڑا یہاں تک کہ خداوند کے عہد کا صندوق تابوتِ سکینہ بھی ان سے چھن گیا۔

آخر بنی اسرائیل نے محسوس کر لیا کہ اس کے سوا چارہ نہیں ہے کہ متحدہ محاذ قائم کیا جائے چنانچہ ان کی درخواست پر حضرت سموئیل نبی نے ۱۰۲۰ء قبل مسیح میں طالوت کو ان کا بادشاہ بنایا۔ اس کی تفصیل سورۂ بقرہ آیت ۲۴۶ تا ۲۵۰ میں آ چکی ہے۔ (ملاحظہ ہو روح القرآن جلد اول صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۷) اس متحدہ سلطنت کی فرمانروائی یکے بعد دیگرے تین لوگوں کے ہاتھوں میں رہی ۱ حضرت طالوت (۱۰۲۰ تا ۱۰۰۴ ق م) ۲ حضرت داؤد علیہ السلام (۱۰۰۴ یا ۹۶۵ ق م) ۳ اور حضرت سلیمان علیہ السلام (۹۶۵ تا ۹۲۶ ق م)۔ ان حضرات نے اس کام کو مکمل کیا جسے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کے بعد ادھورا چھوڑ دیا تھا۔

حضرت سلیمان کے بعد بنی اسرائیل پھر اسی دنیا پرستی میں مبتلا ہو گئے جس کی وجہ سے انکا زوال ہوا تھا آخر اشوریوں کی شکل میں اللہ کا غضب بنی اسرائیل پر نازل ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ ۷۲۱ء ق م میں اشور کے ظالم بادشاہ سارگون نے دولتِ اسرائیل کا خاتمہ کر دیا اسرائیلی تتر بتر ہو گئے اور بچے کھچے لوگ اپنی تہذیب سے بیگانے ہوتے چلے گئے۔ یہ حال تو بنی اسرائیل کی سلطنت سامری کا ہوا۔ دوسری ریاست جو بنی اسرائیل نے یہودیہ کے نام سے قائم کی تھی یہ بھی اپنی بداخلاقی کی بدولت پستی میں گرتی چلی گئی اور اشوریوں کی باجگذار بن گئی۔ آخر ۵۸۷ء قبل مسیح میں بخت نصر نے یہودیہ ریاست کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ یہ تھا وہ پہلا فساد جس سے بنی اسرائیل کو باخبر کیا گیا تھا اور یہ پہلی سزا تھی جو اُن کے جرائم کی وجہ سے انکو دی گئی تھی۔

⑥ بنی اسرائیل کو ایک موقع اور دیا گیا | اوپر بتایا گیا کہ بنی اسرائیل کی دونوں بڑی بڑی ریاستیں سامریہ اور یہودیہ یکے بعد دیگرے تباہ و برباد ہو گئیں۔ سامریہ ریاست کو اشوریوں نے ۷۲۱ء قبل مسیح میں اور یہودیہ کو بخت نصر نے ۵۹۸ء قبل مسیح میں پوری طرح پامال کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل یہودیہ کو ایک بار پھر موقع دیا۔ انکے باشندوں میں ایک ایسا عنصر موجود تھا جو خود بھی خیر پر قائم رہا اور دوسروں کو بھی رجوع الی اللہ کی دعوت دی۔ بابل کی اسیری سے نکلنے کے بعد لوگوں کو کچھ کام کرنے کا موقع ملا اور اللہ کی رحمت انکی طرف متوجہ ہوئی۔ بابل کی سلطنت کا زوال شروع ہو گیا اور ۵۳۹ء قبل مسیح میں ایران کے فاتح خسرو نے بابل کو فتح کرنے کے بعد دوسرے سال احکام جاری کر دئے کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن میں دوبارہ آباد کیا جائے۔ اس حکم نامہ کے جاری ہوتے ہی یہودیوں کے قافلے کے قافلے یہودیہ پہنچنے شروع ہو گئے ان کو ہیکل سلیمانی کی، سائرس نے تعمیر نو کی اجازت بھی دیدی ۴۵۸ء قبل مسیح میں حضرت عُزیرؑ یہودیہ پہنچے اور ایران کے بادشاہ اردشیر نے حضرت عُزیرؑ کو اجازت دی کہ وہ یہودیہ میں شریعتِ موسوی کو جاری کریں چنانچہ حضرت عزیرؑ نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر بڑے پیمانے پر تجدید و اصلاح کا کام کیا۔ حضرت عزیرؑ کی برپا کی ہوئی اصلاحی تحریک بڑی جاندار تھی اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر بنی اسرائیل کو انکی توبہ اور انابت الی اللہ کی وجہ سے غلبہ کا موقع دیا انمیں خوشحالی آئی اور انکی آبادی میں بھی اضافہ ہوا۔

إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ فَإِذَا

إِنْ	أَحْسَنتُمْ	أَحْسَنتُمْ	لِأَنفُسِكُمْ	وَإِنْ	أَسَأْتُمْ	فَلَهَا	فَإِذَا
اگر	تم نے بھلائی کی	تم نے بھلائی کی	اپنی جانوں کیلئے	اور اگر	تم نے برائی کی	تو انکے لئے	پھر جب

اگر تم نے بھلائی کی تو اپنی جانوں کے لئے ، اور اگر تم نے برائی کی تو اُن (اپنی جانوں) کیلئے۔ پھر

جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ

جَاءَ	وَعْدُ	الْآخِرَةِ	لِيَسُوءُوا	وُجُوهَكُمْ	وَلِيَدْخُلُوا	الْمَسْجِدَ
آیا	وعدہ	دوسرا	کہ وہ بگاڑ دیں	تمہارے چہرے	اور وہ گھس جائیں	مسجد

(یاد کرو) جب دوسرے وعدہ (کا وقت) آیا کہ وہ (دشمن) تمہارے چہرے بگاڑ دیں، اور وہ مسجدِ (اقصیٰ) میں گھس جائیں

كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا ۝٧ عَسَىٰ

كَمَا	دَخَلُوهُ	أَوَّلَ	مَرَّةٍ	وَلِيُتَبِّرُوا	مَا عَلَوْا	تَتْبِيرًا	عَسَىٰ
جیسے	وہ گھسے	پہلی	بار	اور برباد کر ڈالیں	جہاں غلبہ پائیں	پوری طرح برباد	امید ہے

جیسے وہ پہلی بار گھسے تھے اور یہ کہ جہاں غلبہ پائیں پوری طرح برباد کر ڈالیں۔ امید ہے (بعید نہیں)

رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ ۚ وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا

رَبُّكُمْ	أَن	يَرْحَمَكُمْ	وَإِنْ	عُدتُّمْ	عُدْنَا	وَجَعَلْنَا
تمہارا رب	کہ	وہ تم پر رحم کرے	اور اگر	تم پھر (وہی) کروگے	ہم وہی کرینگے	اور ہم نے بنایا

کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر وہی کروگے تو ہم (بھی) وہی کریں گے اور ہم نے

جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ۝٨

جَهَنَّمَ	لِلْكَافِرِينَ	حَصِيرًا	
جہنم	کافروں کے لئے	قید خانہ	

جہنم کافروں کے لئے قید خانہ بنایا۔

(٧) وَقُلْنَا إِنْ أَحْسَنتُمْ بِالطَّاعَةِ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ لِأَنَّ ثَوَابَهُ لَهَا وَإِنْ أَسَأْتُمْ بِالْفَسَادِ فَلَهَا إِسَاءَتُكُمْ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْمَرَّةِ الْآخِرَةِ بَعَثْنَاهُمْ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ يُحْزِنُوكُمْ بِالْقَتْلِ وَالسَّبْيِ حُزْنًا يَظْهَرُ فِي وُجُوهِكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَيُخَرِّبُوهُ

(٧) اور ہم نے کہا اگر تم نیکوئی اور بندگی کروگے تو اپنی ہی جانو کے لئے کروگے کیونکہ ثواب اس کا تمہاری جانوں کو ہی پہنچیگا اور اگر بدی کروگے اور فساد پھیلاؤگے تو اپنے ہی لئے برائی کروگے۔ پھر جب آئیگا وعدہ دوسری مرتبہ فساد کا ہم تم پر دشمنوں پر مسلط کریں گے تاکہ وہ تمہاری صورتیں بگاڑیں ساتھ قتل اور قید کے اور تم کو غم میں ڈالیں جسکا اثر تمہارے چہروں پر ظاہر ہو اور وہ بیت المقدس میں گھس کر اسکو خراب کریں

كَمَا دَخَلُوْهُ وَخَرَّبُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا
يُهْلِكُوْا مَا عَلَوْا غَلَبُوْا عَلَيْهِ تَتْبِيْرًا ۝ اِهْلَاكًا
وَقَدْ اَفْسَدُوْا ثَانِيًا بِقَتْلِ يَحْيٰى فَبَعَثَ عَلَيْهِمْ
بُخْتَ نَصَّرَ فَقَتَلَ مِنْهُمْ اُلُوْفًا وَسَبٰى ذُرِّيَّتَهُمْ
وَخَرَّبَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ. وَقُلْنَا فِي الْكِتٰبِ
(۸) عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ج بَعْدَ الْمَرَّةِ
الثَّانِيَةِ اِنْ تُبْتُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ اِلَى الْفَسَادِ
عُدْنَا اِلَى الْعُقُوْبَةِ وَقَدْ عَادُوْا بِتَكْذِيْبِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُلِّطَ عَلَيْهِمْ
بِقَتْلِ قُرَيْظَةَ وَنَفْيِ النَّضِيْرِ وَضَرْبِ الْجِزْيَةِ
عَلَيْهِمْ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝
مَحْبَسًا وَسِجْنًا

جیسا اول مرتبہ اس کو خراب کیا تھا اور تاکہ ہلاک کریں وہ اس کو جس پر غالب ہوں ہلاک کرنا چنانچہ بنی اسرائیل نے دوسری مرتبہ فساد کیا کہ یحییٰ پیغمبر کو قتل کیا جس کے سبب ان پر بخت نصر کو مسلط کیا اس نے انہیں سے ہزاروں لوگوں کو مار ڈالا اور ان کی اولاد کو قید کرلیا اور بیت المقدس کو خراب و ویران کردیا۔ اور ہم نے توراۃ میں کہا:
(۸) کہ اس دوسری مرتبہ کے فساد کے بعد بھی اگر تم توبہ کرو گے تو عنقریب تمہارا رب تم پر مہربان ہوگا اور رحمت فرماویگا اور اگر تم فساد کروگے تو ہم پھر تم کو سزا دینگے چنانچہ انھوں نے پھر فساد کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا حق تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر مسلط کیے اور بنی نظیر کو جلاوطن کیا اور ان پر جزیہ مقرر کیا۔
اور ہم نے کافروں کے لئے دوزخ قید خانہ بنایا۔

تشریح

(۷) جتنا تم نے اچھا کیا تھا اس کا اچھا نتیجہ تمہارے سامنے آیا اب دوبارہ بگڑے ہو تو اس کا نتیجہ بھی بھگتو! | حضرت عزیر کی اصلاحی تحریک کے اثرات جب تک قائم رہے بنی اسرائیل غالب رہے انکی دینداری اور اخلاقی خوبیوں کا فائدہ ان کو پہنچا۔ لیکن یہ اصلاحی تحریک جس کو مکابی تحریک کہتے ہیں آہستہ آہستہ اس کی حقیقی روح فنا ہوتی گئی اور ایک بے جان ظاہری دینداری باقی رہ گئی۔ آخر رومی فاتح "پومپی" نے بیت المقدس پر حملہ کرکے یہودیوں کی آزادی کو فنا کردیا۔ غلامی نے اس قوم کا حال یہ کردیا تھا کہ انکی آنکھوں کے سامنے حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسے پاکیزہ سیرت انسان کو قتل کیا گیا تو اس ظلم کے خلاف ایک آواز بلند نہ ہوسکی۔ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی تنقیدوں سے تنگ آکر پوری قوم کے مذہبی پیشواؤں نے سوائے چند راست باز لوگوں کے حضرت مسیح علیہ السلام کی موت کا مطالبہ کیا۔

طریقہ یہ تھا کہ عید کے دن سزائے موت کے مستحق مجرموں میں سے ایک کو رہا کیا جا سکتا تھا، موت کی سزا کے لئے "برابا" نامی ڈاکو بھی جیل میں تھا اور حضرت مسیح بھی۔ پوچھا گیا کہ دونوں میں سے کس کو رہا کیا جائے؟ تو یہودی مجمع کا جواب تھا: برابا کو۔ بس یہ آخری حد تھی جہاں تک یہ قوم گر سکتی تھی۔

رومی سلطنت نے سنہ ۷۰ء میں یہودیوں کی بغاوت کو کچل کر یروشلم کو فتح کرلیا قتل عام میں ایک لاکھ تینتیس ۳۳ ہزار آدمی مارے گئے۔ سرسٹھ ۶۷ ہزار غلام بنائے گئے۔ تمام لڑکیاں فاتحین کو دیدی گئیں۔ یروشلم کے شہر اور ہیکل کو مسمار کرکے پیوند خاک کردیا گیا۔ فلسطین سے یہودی اقتدار اور اثرات کا نام ونشان ایسا مٹا کہ دو ہزار برس تک کسی کو سر اٹھانے کا موقعہ نہ ملا۔ یہ تھی وہ سزا جو دوسرے فساد پر بنی اسرائیل کو ملی۔

(۸) اپنی روش نہ بدلی تو پھر یہی ہوتا رہے گا | اللہ تعالیٰ کا ایک مقررہ قانون ہے کہ اس کی بنائی اس زمین پر شر و فساد کو ایک حد سے آگے بڑھنے نہیں دیا جاتا۔ اگر ایسا ہونے لگے تو ساری زمین فساد سے بھر جائے گی اور بھلے لوگوں کا جینا دوبھر ہوجائے گا۔ بنی اسرائیل نے شرارت کی ذلیل و خوار ہوئے۔ کوئی اور قوم پھر اسی طرح اللہ کے اخلاقی قوانین کو توڑے گی اور ظلم کریگی تو اس کو بھی سزا ملے گی۔ یہاں کے علاوہ آخرت میں بھی جہنم کا قید خانہ تیار ہے۔ البتہ اپنی روش ٹھیک کرو گے حق کی طرف لوٹ آؤ گے تو اللہ تعالیٰ بھی تم پر رحم فرمائیں گے۔ پچھلی خطائیں معاف فرمادیں گے۔

إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ

إِنَّ	هٰذَا	الْقُرْاٰنَ	يَهْدِيْ	لِلَّتِيْ	هِيَ	اَقْوَمُ	وَيُبَشِّرُ	الْمُؤْمِنِيْنَ	الَّذِيْنَ
بیشک	یہ	قرآن	رہنمائی کرتا ہے	اسکے لئے جو	وہ	سب سے سیدھی	اور بشارت دیتا ہے	مومن (جمع)	وہ لوگ جو

بیشک یہ قرآن اس راہ کی رہنمائی کرتا ہے جو سب سے سیدھی ہے، اور ان مومنوں کو بشارت دیتا ہے جو

يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا

يَعْمَلُوْنَ	الصّٰلِحٰتِ	اَنَّ	لَهُمْ	اَجْرًا كَبِيْرًا	وَّاَنَّ	الَّذِيْنَ	لَا
عمل کرتے ہیں	اچھے	کہ	انکے لئے	بڑا اجر	اور یہ کہ	جو لوگ	نہیں

اچھے عمل کرتے ہیں کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے۔ اور یہ کہ جو لوگ آخرت پر ایمان

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ وَيَدْعُ ع

يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	اَعْتَدْنَا	لَهُمْ	عَذَابًا	اَلِيْمًا	وَيَدْعُ
ایمان لاتے	آخرت پر	ہم نے تیار کیا	انکے لئے	عذاب	دردناک	اور دعا کرتا ہے

نہیں لاتے، ہم نے ان کے لئے تیار کیا ہے عذاب دردناک اور انسان برائی

الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾

الْاِنْسَانُ	بِالشَّرِّ	دُعَآءَهٗ	بِالْخَيْرِ	وَكَانَ	الْاِنْسَانُ	عَجُوْلًا
انسان	برائی کی	اسکی دعا	بھلائی	اور ہے	انسان	جلد باز

کی دعا کرتا ہے، جیسے وہ بھلائی کی دعا کرتا ہے، اور انسان جلد باز ہے۔

(۹) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ
اَيْ لِلطَّرِيْقَةِ الَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ
اَعْدَلُ وَاَصْوَبُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ
لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ○ وَّيُخْبِرُ
(۱۰) اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا اَعْدَدْنَا
لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ مُؤْلِمًا هُوَ النَّارُ
(۱۱) وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ عَلٰى نَفْسِهٖ

(۹) بیشک یہ قرآن اس راہ پر لاتا ہے جو سیدھی اور درست ہے۔
اور اہل ایمان کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس کی بشارت
سناتا ہے کہ بالضرور ان کے واسطے بڑا اجر ہے

اور اس امر کی خبر دیتا ہے کہ
(۱۰) بے شبہ ہم نے سخت عذاب دردناک اور دوزخ تیار کر رکھی ہے
ان لوگوں کے لئے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

(۱۱) وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا

وَاَهْلِهٖ اِذَا ضُجِرَ دُعَآءَهٗ اَیْ کَدُعَائِهٖ لَهٗ بِالْخَیْرِ وَکَانَ الْاِنْسَانُ الْجِنْسُ عَجُوْلًا ○ بِالدُّعَاءِ عَلٰی نَفْسِهٖ وَعَدَمِ التَّظَرِ فِیْ عَاقِبَتِهٖ

اور آدمی جب تنگ ہوتا ہے اپنے اور اپنے گھر والوں کیلئے برائی مانگتا ہے اور بد دعا کرتا ہے ایسی طرح جیسے بھلائی کی دعا کرے اور بیشک آدمی بہت جلدی کرنے والا ہے اپنی جان پر بد دعا کرنے میں اور انجام میں نظر نہ کرنے میں۔

تشریح

(۹) قرآن سارے عالم انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے | اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ سے پہلے جو نبی مقرر فرمائے ان کا تعلق خاص قوموں اور خاص علاقوں سے تھا۔ ان پر جو کتابیں نازل کیں وہ بھی ایک محدود وقت کے لئے تھیں۔ جیسا کہ توریت کے بارے میں ارشاد ہوا کہ هُدًى لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (تورات بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے تھی) حضرت محمدؐ پیغمبر عالم ہیں اور آپؐ پر اللہ نے جو کتاب قرآن مجید نازل کی وہ سارے عالم انسانیت کی رہنمائی کے لئے ہے۔ یہ قرآن بالکل سیدھا سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ لیکن یہ رہبری ان ہی کے لئے ہے جو اسکو اللہ کی کتاب مانیں اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جو لوگ اس کو مانکر اس پر عمل کریں گے ان کو اجر عظیم کی بشارت سنائی گئی ہے۔

(۱۰) آخرت پر ایمان کی اہمیت | شروع سے اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتابیں لوگوں کو توحید رسالت اور آخرت کی دعوت دیتی رہی ہیں۔ اگر کوئی شخص آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور یہ نہیں مانتا کہ مرنے کے بعد اس کو دوبارہ زندہ ہونا ہے اور دنیا میں اپنے کئے ہوئے کاموں کا اللہ کے سامنے حساب دینا ہے تو نہ وہ پیغمبروں کی دعوت سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں کی تعلیم اس کے لئے مفید ہوسکتی ہے۔ آخرت کے نہ ماننے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ جب انسان کو آخرت کی جوابدہی کی فکر نہیں ہوتی تو دنیا میں بھی انسان آزاد رہتا ہے اور جو جی میں آتا ہے کرتا ہے اس طرح اس کی دنیا بھی برباد ہوجاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو بنی اسرائیل کے حالات سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ فکر آخرت چھوڑ کر جب وہ دنیا کی لذتوں میں گم ہوئے تو دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوکر رہ گئے۔

(۱۱) ناعاقبت اندیش انسان خیر کے بجائے شر مانگتا ہے | یہ انسان بھی کیسا ناعاقبت اندیش ہے جلد بازی اس کی فطرت میں شامل ہے یہ قرآن لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتا ہے، ان کی دنیا اور آخرت سنوارنے کی کوشش کرتا ہے مگر انسان اس کی تعلیم کو ٹھکرا کر بجائے خیر حاصل کرنے کے کہتا ہے کہ لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (خداوندا! اگر پیغمبر اپنے دعوی میں سچے ہیں تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دیجئے یا کوئی سخت عذاب نازل کیجئے۔)

بعض اوقات اہل اسلام بھی مخالفین کی سختیوں سے گھبرا کر کہنے لگتے تھے کہ ان ظالموں پر اللہ تعالیٰ اپنا عذاب کیوں نازل نہیں کرتے۔ یہ انسان کی بے صبری فطرت ہے کہ جلد بازی میں آدمی ایسی بات کہہ جاتا ہے۔ کتنے ہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ان میں سے جو اپنے وقت پر مخالف تھے توفیق عطا فرمائی اور اسلام میں بڑے کار آمد ثابت ہوئے۔ غرض معاملہ عمل کا ہو یا اللہ کے عذاب کا انسان کی جلد بازفطرت اس کو اکساتی ہے۔ انسان کو صبر سے اور تحمل سے کام لینا چاہئے۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ

وَجَعَلْنَا	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ	اٰيَتَيْنِ	فَمَحَوْنَآ	اٰيَةَ	الَّيْلِ	وَجَعَلْنَآ
اور ہم نے بنایا	رات	اور دن	دو نشانیاں	پھر ہم نے مٹا دیا	نشانی	رات	اور ہم نے بنایا

اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا، پھر ہم نے رات کی نشانی کو مٹا دیا (ماند کر دیا) اور ہم نے

اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا

اٰيَةَ + النَّهَارِ	مُبْصِرَةً	لِتَبْتَغُوْا	فَضْلًا	مِّنْ + رَّبِّكُمْ	وَلِتَعْلَمُوْا
دن کی نشانی	دکھانے والی	تاکہ تم تلاش کرو	فضل	اپنے رب سے (کا)	اور تاکہ تم معلوم کرو

دن کی نشانی کو دکھانے والی بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ اور تاکہ برسوں کی

عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ⑫

عَدَدَ	السِّنِيْنَ	وَالْحِسَابَ	وَكُلَّ	شَيْءٍ	فَصَّلْنٰهُ	تَفْصِيْلًا
گنتی	برس (جمع)	اور حساب	اور ہر	چیز	ہم نے بیان کیا ہے	تفصیل کے ساتھ

گنتی اور حساب معلوم کرو۔ اور ہر چیز کو ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ

وَكُلَّ	اِنْسَانٍ	اَلْزَمْنٰهُ	طٰٓئِرَهٗ	فِيْ + عُنُقِهٖ	وَنُخْرِجُ	لَهٗ
اور ہر	انسان	اسکو لگادی (لٹکادی)	اسکی قسمت	اس کی گردن سے	اور ہم نکالیں گے	اسکے لئے

اور ہم نے ہر انسان کی قسمت اس کی گردن میں لٹکا دی۔ اور ہم اس کے لئے نکالینگے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ⑬

يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	كِتٰبًا	يَّلْقٰىهُ	مَنْشُوْرًا	
روز	قیامت	ایک نوشتہ	اور اُسے پائیگا	کھلا ہوا	

روزِ قیامت ایک نوشتہ وہ اُسے کھلا ہوا پائے گا۔

⑫ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ دَالَّتَيْنِ عَلٰى قُدْرَتِنَا فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ طَمَسْنَا نُوْرَهَا بِالظَّلَامِ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالْاِضَافَةُ لِلْبَيَانِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً اَيْ مُبْصَرًا

⑫ اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں اپنی قدرت کی بنائیں سو رات کی نشانی کو ہم نے مٹا دیا کہ ان کی روشنی کو مٹا کر اس میں اندھیرا رکھ دیا تاکہ اس میں آرام حاصل کرو (آیۃ اللیل میں اضافت بیانیہ ہے) اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن کیا تاکہ اس میں سب چیزیں نظر آویں۔ اور تم اس میں

فِيهَا بِالضَّوْءِ لِتَبْتَغُوا فِيهِ فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ بِالْكَسْبِ وَلِتَعْلَمُوا بِهِمَا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ لِلْأَوْقَاتِ وَكُلَّ شَيْءٍ يُحْتَاجُ إِلَيْهِ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝ اَیْ بَیَّنَّاہُ تَبْیِیْنًا

بذریعہ معاش اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور تاکہ دن اور رات کے سبب تم برسوں کی شمار اور وقتوں کا حساب جانو. اور ہم نے ہر ضروری چیز کو جس کی حاجت پڑے بالتفصیل بیان کردیا۔

(۱۳) وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ عَمَلَهُ يَحْمِلُهُ فِي عُنُقِهِ خَصَّ بِالذِّكْرِ لِأَنَّ اللُّزُوْمَ فِيْهِ اَشَدُّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ اِلَّا وَفِيْ عُنُقِهٖ وَرَقَةٌ مَكْتُوْبٌ فِيْهَا شَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا مَكْتُوْبًا فِيْهِ عَمَلُهُ يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ صِفَتَانِ لِكِتَابًا

(۱۳) اور ہم نے ہر ایک انسان پر اس کا برا بھلا عمل لازم کردیا کہ اسکو اپنی گردن میں اٹھا دے گا گردن کو خاص طور پر ذکر کیا کہ اسمیں لازم ہونا سخت تر ہے اور مجاہد نے کہا کہ نہیں ہے کوئی بچہ مگر اس کی گردن میں ایک کاغذ ہوتا ہے کہ اس میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ بدبخت ہے یا نیک بخت۔

اور ہم اس کے لئے قیامت میں اس کا عمل نامہ جس میں اسکے تمام کام لکھے ہوئے ہوں گے نکالیں گے کہ جس کو وہ دیکھے گا کھلا ہوا۔

تشریح

(۱۲) یکسانی اور یک رنگی کے لئے بے چین نہ ہو | نیکی اور بدی کا وجود اللہ کی حکمت پر مبنی ہے۔ اس پوری کائنات کا نظام ہی دو مختلف قسم کی چیزوں پر قائم ہے۔ دیکھو رات اور دن دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ رات بے نور ہے۔ اللہ تعالیٰ اندھیرے کی چادر پھیلا کر انسان کے لئے سکون و راحت کا سامان کرتے ہیں۔ دن روشن ہے تاکہ انسان روزی روٹی کے لئے جدوجہد کرسکے اور سورج کے طلوع و غروب سے مہینوں کا اور سالوں کا حساب رکھ سکے اسی طرح ہر چیز میں اختلاف اللہ کی نشانی ہے اور اس کی حکمت ہے۔ اسی طرح انسانی مزاجوں میں اختلاف ان سب میں اللہ کی مصلحت ہے اسی طرح خیر و شر کا وجود اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتا ہے اس لئے یہ سمجھنا کہ سب کے سب ایک رنگ میں رنگ جائیں اور سب میں یکسانیت پیدا ہوجائے اللہ کی مصلحت کے خلاف ہے۔ اچھائی برائی کے ٹکراؤ سے انسانی قوتیں بیدار ہوتی ہیں انسان اپنی صلاحیت سے کام لیکر شر کا مقابلہ کرتا ہے اور اس کو اپنی قوت کے آزمانے کا موقع ملتا ہے ——— اس لئے جلدبازی نہ کرنا چاہئے اور انتظار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر کام اپنے وقت پر پورا فرماتے ہیں۔

(۱۳) خوش نصیبی اور بدبختی کے اسباب خود انسان کے اندر ہیں | اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوت تمیز عطا کی ہے اپنی قوت فیصلہ سے وہ خود ہی اپنے آپ کو سعادت یا شقاوت کا مستحق بناتا ہے۔ اس کی بدبختی یا بدنصیبی کوئی باہر سے نہیں آتی بلکہ اس کے اندر ہی سے آتی ہے اگر وہ صحیح فیصلہ کرتا ہے تو سعادت کا مستحق بن جاتا ہے۔ غلط فیصلہ کرتا ہے تو بدبختی اس کے سامنے آکر کھڑی ہوجاتی ہے۔ قیامت کے دن یہی اعمال جو اس کی قوت و فیصلہ کے نتیجے میں صادر ہوئے ہیں کھلی کتاب کی طرح اس کے سامنے آئیں گے۔

اِقْرَاْ کِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ۭ مَنِ اهْتَدٰى

اِقْرَاْ	کِتٰبَكَ	كَفٰى	بِنَفْسِكَ	الْيَوْمَ	عَلَيْكَ	حَسِيْبًا	مَنِ	اهْتَدٰى
پڑھ لے	اپنی کتاب (نامۂ اعمال)	کافی ہے	تو خود	آج	اپنے اوپر	حساب لینے والا	جس	ہدایت پائی

اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے، آج تو خود اپنے اوپر کافی ہے حساب لینے والا (محتسب) جس نے ہدایت پائی

فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ

فَاِنَّمَا	يَهْتَدِيْ	لِنَفْسِهٖ	وَمَنْ	ضَلَّ	فَاِنَّمَا	يَضِلُّ	عَلَيْهَا	وَلَا تَزِرُ
تو صرف	اس نے ہدایت پائی	اپنے لئے	اور جو	گمراہ ہوا	تو صرف	گمراہ ہوا	اپنے اوپر (اپنے برے کو)	اور بوجھ نہیں اٹھاتا

اس نے صرف اپنے لئے ہدایت پائی، اور جو کوئی گمراہ ہوا تو وہ گمراہ ہوا صرف اپنے برُے کو، اور کوئی بوجھ اٹھانے

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ

وَازِرَةٌ	وِّزْرَ	اُخْرٰى	وَمَا كُنَّا	مُعَذِّبِيْنَ	حَتّٰى	نَبْعَثَ
کوئی اٹھانیوالا	بوجھ	دوسرا	اور ہم نہیں	عذاب دینے والے	جب تک	ہم (نہ) بھیجیں

والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا، اور جب تک ہم کوئی رسول نہ بھیجیں ہم عذاب دینے والے نہیں۔

رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا

رَسُوْلًا	وَاِذَآ	اَرَدْنَآ	اَنْ نُّهْلِكَ	قَرْيَةً	اَمَرْنَا	مُتْرَفِيْهَا
کوئی رسول	اور جب	ہم نے چاہا	کہ ہم ہلاک کریں	کوئی بستی	ہم نے حکم بھیجا	اس کے خوشحال لوگ

اور جب ہم نے کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہا تو ہم نے اس کے خوش حال لوگوں کو حکم بھیجا

فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾

فَفَسَقُوْا	فِيْهَا	فَحَقَّ	عَلَيْهَا	الْقَوْلُ	فَدَمَّرْنٰهَا	تَدْمِيْرًا
توانہوں نے نافرمانی کی	اسمیں	پھر پوری ہوگئی	ان پر	بات	پھر ہم نے انہیں ہلاک کیا	پوری طرح ہلاک۔

توانہوں نے اسمیں نافرمانی کی، پھر ان پر پوری ہوگئی بات (حکم ثابت ہوگیا) پھر ہم نے انہیں بُری طرح ہلاک کردیا۔

۱۴ وَيُقَالُ لَهٗ اِقْرَاْ كِتَابَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ○ مُحَاسِبًا

۱۴ اور اس کو کہا جاویگا کہ پڑھ تو اپنا اعمال نامہ تو خود اپنا حساب لینے کو کافی ہے۔

۱۵ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ لِاَنَّ ثَوَابَ اِهْتِدَائِهٖ لَهٗ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا لِاَنَّ

۱۵ جس نے راہ پایا اس نے اپنے نفع کے لیے ہی راہ پایا کہ ثواب اسکی راہ یابی کا اسی کو ہے اور جو بہکا وہ اپنی جان پر بہکا کیوں وبال اُس کا اسی پر ہے۔

اِثْمُهٗ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ نَفْسٌ وَّازِرَةٌ اِثْمَهٗ اَیْ لَا تَحْمِلُ وِزْرَ نَفْسٍ اُخْرٰى وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ اَحَدًا حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ○ يُبَيِّنُ لَهٗ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ

اور کوئی جان گنہ گار دوسری جان کا گناہ نہیں اٹھاتی اور ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ہم بھیجیں پیغمبر کہ جو ان پر ظاہر کردے جو کچھ ان پر واجب ہے۔

(۱۶) وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا مُنَعَّمِيْهَا بِمَعْنٰى رُؤَسَائِهَا بِالطَّاعَةِ عَلٰى لِسَانِ رُسُلِنَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا خَرَجُوْا عَنْ اَمْرِنَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ بِالْعَذَابِ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ○ اَهْلَكْنَاهَا بِاِهْلَاكِ اَهْلِهَا وَتَخْرِيْبِهَا.

(۱۶) اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کریں کسی گاؤں کو تو اس شہر کے رئیسوں امیروں کو بندگی کا حکم کرتے ہیں رسولوں کی معرفت۔ سو وہ ان شہروں میں ہمارے حکم کا خلاف کرتے ہیں۔ بس لازم ہوجاتا ہے ان پر وعدہ عذاب کا بس ہلاک کرڈالتے ہیں ہم انکو ہلاک کرنا اور ان شہروں کو ویران کردیتے ہیں۔

تشریح

(۱۴) پڑھو اپنا اعمال نامہ | یہی کھلی کتاب اور نامۂ اعمال اس کے سامنے رکھ دیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ تو خود ہی اپنا نامۂ اعمال پڑھ لو تمہارے حساب کے لئے یہی نامۂ اعمال کافی ہے۔ عمر بھر جو کام کئے انیں کوئی کمی بیشی تو نہیں۔ ہر آدمی اس وقت یقین کریگا کہ ہر چھوٹا بڑا اچھا برا ہر عمل اس میں موجود ہے۔ شب و روز کے حساب کے بعد قیامت کے حساب کا ذکر فرمایا جو اسی لیل و نہار کے اعمال پر بطور نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔

(۱۵) ہر شخص اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے | ہدایت و گمراہی کا تعلق خود انسان کے ساتھ ہے جو ہدایت اختیار کرتا ہے وہ اپنا ہی فائدہ کرتا ہے اور جو گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اللہ اور رسول اور سچائی کا راستہ بتانے والے لوگ انسانوں کی خیر خواہی اور بھلائی کے لئے کوشش کرتے ہیں کہ انسان اچھائی کا راستہ اختیار کرے ان کی اپنی کوئی غرض نہیں ہوتی سمجھداری کی بات یہ ہے کہ جب سچائی سامنے آجائے تو آدمی اس کو اختیار کرلے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اپنے اعمال کا ذمہ دار بنایا ہے۔ وہ اپنی شخصی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے اس کی ذاتی ذمے داری میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں جزا یا سزا ہر ایک کو اپنے اعمال کے مطابق ملیگی

یہ بات بھی واضح کردی گئی ہے کہ اللہ کی طرف سے حجت پوری ہونے کے بعد ہی کوئی فیصلہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو بھیجتے ہیں ان کو اپنی ہدایت سے نوازتے ہیں جو شخص ان کے پیغام کو قبول کرلیتا ہے اس کو بہترین جزا ملے گی اور جو سچائی سے منہ موڑتا ہے اس کا بدلہ اس کو مل کر رہے گا۔ جب سے دنیا آباد ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کا دستور رہا ہے کہ حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لئے اپنے پیغمبروں کو مقرر کرتا رہا ہے۔

(۱۶) جب اصلاح کی کوئی تدبیر باقی نہیں رہتی تب اللہ کی طرف سے عذاب کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ | اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ لوگوں کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو درست کرلیں، پیغمبروں کو بھیجا جاتا ہے وہ لوگوں کو سمجھاتے ہیں اور اصلاح کی امکانی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ معاشرے کے فساد کو پسند نہیں کرتے اگر ظلم و فساد عام ہوجائے تو اچھے لوگوں کا جینا دوبھر ہوجائے گا اس لئے پہلے تو اللہ تعالیٰ موقع دیتے ہیں لیکن جب دیکھتے ہیں کہ اصلاح کے تمام دروازے بند ہوچکے ہیں اور سماج کا با اثر طبقہ اپنے آپ کو بدلنے کے لئے تیار نہیں ہے تو اتمام حجت کے بعد عذاب الٰہی کا فیصلہ ہوتا ہے اور اس بستی کو تباہ و برباد کردیا جاتا ہے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

وَكَمْ	اَهْلَكْنَا	مِنَ	الْقُرُوْنِ	مِنْ بَعْدِ	نُوْحٍ	وَكَفٰى	بِرَبِّكَ
اور کتنی	ہم نے ہلاک کردیں	سے	بستیاں	بعد	نوح ع	اور کافی	تیرا رب

اور ہم نے نوح کے بعد کتنی ہی بستیاں ہلاک کردیں۔ اور تیرا رب کافی ہے

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ

بِذُنُوْبِ	عِبَادِهٖ	خَبِيْرًا	بَصِيْرًا	مَنْ	كَانَ - يُرِيْدُ
گناہوں کو	اپنے بندے	خبر رکھنے والا	دیکھنے والا	جو کوئی	چاہتا ہے

اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے والا دیکھنے والا ہے۔ جو کوئی جلدی (دنیا میں) چاہتا

الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ

الْعَاجِلَةَ	عَجَّلْنَا	لَهٗ - فِيْهَا	مَا نَشَاۗءُ	لِمَنْ	نُّرِيْدُ	ثُمَّ	جَعَلْنَا	لَهٗ
جلدی	ہم جلد دیدیتے	اس کو اس (دنیا) میں	جتنا ہم چاہیں	جس کو	ہم چاہیں	پھر	ہم نے بنادیا	اسکے لئے

ہے ہم اس کو جتنا چاہیں جلدی (دنیا میں) دیدیں گے، پھر ہم نے اس کے لئے جہنم

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى

جَهَنَّمَ	يَصْلٰىهَا	مَذْمُوْمًا	مَّدْحُوْرًا	وَمَنْ	اَرَادَ	الْاٰخِرَةَ	وَسَعٰى
جہنم	وہ داخل ہوگا اس میں	مذمت کیا ہوا	دور کیا ہوا (دھکیلا ہوا)	اور جو	چاہے	آخرت	اور کوشش کی اس

بنادیا ہے وہ اس میں داخل ہوگا مذمت کیا ہوا دھکیلا ہوا۔ اور جو کوئی آخرت چاہے اور اس کے لئے

لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾

لَهَا	سَعْيَهَا	وَهُوَ	مُؤْمِنٌ	فَاُولٰۗىِٕكَ	كَانَ	سَعْيُهُمْ	مَّشْكُوْرًا
اسکے لئے	اسکی سی کوشش	اور بشرطیکہ وہ	مومن	پس یہی لوگ	ہے ہوئی	ان کی کوشش	قدر کی ہوئی (مقبول)

اسکی سی کوشش کرے، بشرطیکہ وہ مومن ہو، پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش مقبول ہوئی۔

﴿۱۷﴾ وَكَمْ اَيْ كَثِيْرًا اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ
الْاُمَمِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ وَكَفٰى بِرَبِّكَ
بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝ عَالِمًا
بِبَوَاطِنِهَا وَظَوَاهِرِهَا وَبِهٖ يَتَعَلَّقُ بِذُنُوْبِ
﴿۱۸﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ بِعَمَلِهِ الْعَاجِلَةَ

﴿۱۷﴾ اور ہم نے ہلاک کیا بہت امتوں کو نوح کے بعد اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب واقف ہے ظاہر و پوشیدہ گناہوں کو جانتا اور دیکھتا ہے

﴿۱۸﴾ جو کوئی اپنے عمل سے دنیا چاہے تو ہم جس کو

أَيِ الدُّنْيَا عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُّرِيدُ التَّعْجِيلَ لَهُ بَدَلٌ مِنْ لَهُ بِإِعَادَةِ الْجَارِ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا يَدْخُلُهَا مَذْمُومًا مَلُومًا مَّدْحُورًا ۝ مَطْرُودًا عَنِ الرَّحْمَةِ۔

دنیا چاہتے ہیں اس کو جو چاہیں دنیا میں دیتے ہیں پھر آخرت میں اس کے واسطے دوزخ تیار کرتے ہیں کہ جس میں وہ داخل ہو گا اس طرح سے کہ اس پر ہر طرف سے ملامت برسے گی۔ اور رحمت الٰہی سے دور ہو گا۔

(۱۹) وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا عَمِلَ عَمَلَهَا اللَّائِقَ بِهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ حَالٌ فَأُولٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُورًا ۝ عِنْدَ اللّٰهِ أَيْ مَقْبُولًا مُثَابًا عَلَيْهِ

(۱۹) اور جو کوئی آخرت کا ارادہ کرتا ہے اور اس کے موافق اس کے لئے سعی کرتا ہے یعنی وہ عمل کرتا ہے جو وہاں کے لائق ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ مسلمان ہے تو یہی لوگ ہیں جن کی کوشش عند اللہ مقبول ہے ان کو ان پر ثواب حاصل ہو گا۔

تشریح

(۱۷) حضرت نوح کی قوم اور اس کے بعد کتنی ہی قومیں اسی طرح ہلاکت میں مبتلا ہوئیں۔ | تاریخ اٹھا کر دیکھو تو قوم نوح کی عام تباہی کے بعد کتنی ہی قومیں اور نسلیں اسی طرح تباہی سے دوچار ہوتی رہیں۔ قوم عاد، قوم ثمود یہ وہ قومیں تھیں جو اپنے اپنے وقت میں نہایت طاقتور مہذب اور ممتاز بھی جاتی تھیں مگر جب انھوں نے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کی اور اللہ کی دی ہوئی قوتوں کا غلط استعمال کر کے کمزوروں پر ظلم کرنا شروع کیا تو پھر انکو بھی ایسا ہلاک کر دیا گیا کہ آج ان کی تہذیب کے نشانات عبرت کا نشان بنے ہوئے ہیں۔ اس دنیا کو چلانے والا پروردگار بے خبر نہیں ہے وہ بندوں کے گناہوں سے پوری طرح باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ نہ کسی کو بے قصور پکڑتا ہے اور نہ غیر مناسب سزا دیتا ہے۔

(۱۸) دنیا کے طلبگار کو دنیا اور آخرت کے طالب کو آخرت ملے گی | دنیا میں دو قسم کے انسان پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو دنیا پرست ہیں دنیا کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُسے اس کی طلب کے مطابق متاعِ دنیا اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق دے دیتے ہیں تاکہ اس کی جدوجہد اور جو اس نے دنیا کے لئے اچھے کام کئے ہیں ان کا بدلہ یہیں دنیا میں مل جائے اور اس کو ڈھیل اور موقع بھی دیتے ہیں فوراً پکڑ نہیں کرتے البتہ دنیا کا طلبگار آخرت کی نعمتوں سے محروم رہتا ہے بلکہ آخرت کی جوابدہی سے اس کی لاپرواہی عذابِ آخرت کا مستحق بنا دیتی ہے۔

(۱۹) وہ مومن جو آخرت کے طلبگار ہیں | وہ صاحب ایمان لوگ جو سچے دل سے ایمان لائے ہیں نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کے لئے اور آخرت کے اجر و ثواب کے لئے نیک عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے کام کی قدر دانی کرتے ہیں اور ان کی کوشش کے مطابق ان کو آخرت میں ان کے عمل کا پھل یقیناً ملے گا، ان کی کوشش ضائع نہ ہو گی بلکہ بارگاہِ الٰہی میں حُسنِ قبول سے سرفراز ہوں گے۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَ

كُلًّا	نُّمِدُّ	هٰٓؤُلَآءِ	وَ هٰٓؤُلَآءِ	مِنْ	عَطَآءِ	رَبِّكَ	وَ
ہر ایک	ہم دیتے ہیں	اِن کو بھی	اور اُن کو بھی	سے	بخشش	تیرا رب	اور

ہم تیرے رب کی بخشش سے اِن کو بھی اور اُن کو بھی ہر ایک کو دیتے ہیں، اور

مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ⑳ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا

مَا كَانَ	عَطَآءُ	رَبِّكَ	مَحْظُوْرًا	اُنْظُرْ	كَيْفَ	فَضَّلْنَا
نہیں ہے	بخشش	تیرا رب	روکی جانے والی	دیکھو	کس طرح	ہم نے فضیلت دی

تیرے رب کی بخشش (کسی پر) روکی جانے والی نہیں ۔ دیکھو ! ہم نے کس طرح اُن کے ایک کو

بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ

بَعْضَهُمْ	عَلٰى	بَعْضٍ	وَ لَلْاٰخِرَةُ	اَكْبَرُ + دَرَجٰتٍ	وَّ
انکے بعض (ایک)	پر	بعض (دوسرا)	اور البتہ آخرت	سب سے بڑے درجے	اور

دوسرے پر فضیلت دی اور البتہ آخرت کے درجے سب سے بڑے اور

اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ㉑ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

اَكْبَرُ	تَفْضِيْلًا	لَا تَجْعَلْ	مَعَ + اللّٰهِ	اِلٰهًا + اٰخَرَ
سب سے برتر	فضیلت میں	نہ ٹھہرا	اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود

فضیلت میں سب سے برتر ہیں۔ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہرا

ع ۲ / ۱۲ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ㉒ ع

فَتَقْعُدَ	مَذْمُوْمًا	مَّخْذُوْلًا	
پس تو بیٹھ رہیگا	مذمت کیا ہوا	بے بس ہوکر	

پس تو بیٹھ رہے گا مذمت کیا ہوا، بے بس ہو کر۔

⑳ كُلًّا مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ نُمِدُّ نُعْطِيْ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ بَدَلٌ مِنْ مُتَعَلِّقٌ بِنُمِدُّ عَطَآءِ رَبِّكَ فِي الدُّنْيَا وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ فِيْهَا مَحْظُوْرًا ○ مَمْنُوْعًا

⑳ دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک کو یعنی اِن کو اور اُن کو ہم تیرے رب کی عطا سے حصہ دیتے ہیں دنیا میں اور دنیا میں تیرے رب کی عطا کسی سے روکی گئی نہیں۔

عَنْ اَحَدٍ

(۲۱) اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝
(۲۱) تو دیکھ کہ ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر بڑائی دی روزی اور مرتبہ میں اور بے شبہ آخرت بڑی ہے باعتبار درجات کے اور دنیا پر اس کو بہت زیادہ فضیلت ہے سو اسی کی طرف توجہ اور قصد چاہیئے۔ نہ کہ دنیا کی طرف۔

فی الرزق والجاہ — اعظم — من الدنیا فینبغی الاعتناء بہا دونہا

(۲۲) لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝
(۲۲) اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود شریک نہ بنا اگر ایسا کریگا تو کوئی تیرا مددگار اور ساتھی نہ رہیگا اور سب تیری مذمت اور ہجو کریں گے۔

لاناصر لک

تشریح

(۲۰) دنیا میں سامانِ زندگی سب کو دیا جارہا ہے | اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا وبخشش کا خزانہ کھلا ہوا ہے۔ دنیا پرستوں کو دنیا مل رہی ہے اور آخرت کے طلبگاروں کو آخرت کا حصہ ملے گا۔ لیکن جہاں تک سامانِ زندگی کا تعلق ہے وہ دونوں کو ملتا ہے دنیا پرست ہوں یا آخرت کے طلبگار، سامانِ زیست سب کے لئے ہے اس میں نیک وبد کی کوئی شرط نہیں ہے اللہ کی عطا کو کوئی روکنے والا نہیں ہے، نہ دنیا والوں میں یہ طاقت ہے کہ وہ آخرت کے طلبگاروں کو اللہ کے رزق سے محروم کردیں اور نہ آخرت کے طلب گار دنیا والوں کو اللہ کی نعمتوں سے محروم کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رضا اور چیز ہے اور دنیا کی خوشحالی اور ہے۔ دنیا میں خوشحالی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آخرت میں بھی اللہ کی رضا حاصل ہے آخرت میں اللہ کی رضا اسی کو حاصل ہے جو واقعی آخرت کا طلب گار ہے۔

(۲۱) دنیا کی طرح آخرت میں بھی فضیلت کے مراتب ہوں گے | دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگوں کو اللہ تعالےٰ دنیا کے سامان خوب عطا کردیتے ہیں دنیا کی زندگی میں ان کے پاس مال ودولت ہے عزت وحکومت ہے، اولاد ہے۔ کچھ لوگ ان سب چیزوں سے محروم ہیں۔ کسی کے پاس کوئی ایک چیز ہے تو دوسری نہیں ہے، کسی کو اللہ نے اولاد دی ہے تو اس کے ساتھ غربت ہے، کسی کے پاس مال ودولت ہے تو اولاد نہیں ہے۔ غرض دنیا میں مختلف قسم کے لوگ اپنے مراتب وغیرہ کے اعتبار سے پائے جاتے ہیں۔

ٹھیک اسی طرح آخرت میں اعمال کے اعتبار سے فرقِ مراتب ہوگا جس نے دنیا میں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو ٹھیک ٹھیک استعمال کیا حلال راستے سے کمایا حلال راستے سے خرچ کیا اجرِ آخرت کا طلبگار رہا اللہ تعالیٰ اس کو آخرت کے اعلیٰ مراتب عطا فرمائیں گے۔ آخرت کے اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے کن راہوں پر چل کر انسان آخرت کے بلند مراتب حاصل کرسکتا ہے اس کی نشاندہی آنے والی آیتوں میں کی جارہی ہے۔

(۲۲) آخرت کی کامیابی کی پہلی شرط توحید پر ایمان | آخرت کی کامیابی کے لئے سب سے پہلی اور بنیادی شرط یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی دوسری ہستی کو کسی طرح سے بھی شریک کیا جائے اسکا ساجھی نہ بنایا جائے اسلامی زندگی کی پوری بنیاد وحدتِ الٰہ پر قائم ہے کہ اللہ ہی ہمارا معبود ہے وہی ہمارا مقصود ہے اسکی ذات وصفات میں کوئی دوسرا شریک اور ساجھے دار نہیں ہے وہ اپنی عظمت اپنی رفعت اور اپنی ذات وصفات اور کبریائی ہر اعتبار سے یکتا اور بےمثال ہے انسان کسی کو بھی اسکے ساتھ کسی طرح سے اسکی خدائی میں شریک کرے صرف اسی کو مطاعِ حقیقی مانے اسکی فرمانبرداری اور اطاعت کرتا رہے ورنہ بے یار ومددگار رہ جائیگا اور کوئی نیک عمل اسکے کام نہ آئیگا۔ اسلامی زندگی کی عمارت کی یہ بنیادی اینٹ ہے۔

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

وَقَضٰی	رَبُّكَ	اَلَّا + تَعْبُدُوْٓا	اِلَّآ + اِیَّاهُ	وَبِالْوَالِدَیْنِ	اِحْسَانًا
اور حکم فرمادیا	تیرا رب	کہ نہ عبادت کرو	اس کے سوا	اور ماں باپ سے	حسن سلوک

اور تیرے رب نے حکم فرمادیا کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے حسن سلوک کرو

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا

اِمَّا + یَبْلُغَنَّ	عِنْدَكَ	الْكِبَرَ	اَحَدُهُمَآ	اَوْ	كِلٰهُمَا
اگر وہ پہنچ جائیں	تیرے سامنے	بڑھاپا	انہیں سے ایک	یا	وہ دونوں

اور ان میں سے ایک یا وہ دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا

فَلَا تَقُلْ	لَّهُمَآ	اُفٍّ	وَّلَا تَنْهَرْهُمَا	وَقُلْ	لَّهُمَا	قَوْلًا
تو نہ کہہ	انہیں	اُف	اور نہ جھڑکو انہیں	اور کہو	ان سے	بات

نہ کہو اُف (بھی) اور انہیں نہ جھڑکو، اور ان سے ادب کے ساتھ بات

كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

كَرِیْمًا	وَاخْفِضْ	لَهُمَا	جَنَاحَ	الذُّلِّ	مِنَ	الرَّحْمَةِ
ادب کے ساتھ	اور جھکادے	انکے لئے	بازو	عاجزی	سے	مہربانی

کہو (کرو) اور ان کے لئے عاجزی کے (ساتھ) بازو جھکا دو مہربانی سے

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴿۲۴﴾

وَقُلْ	رَّبِّ	ارْحَمْهُمَا	كَمَا	رَبَّیٰنِیْ	صَغِیْرًا	
اور کہو	اے میرے رب	ان دونوں پر رحم فرما	جیسے	انہوں نے میری پرورش کی	بچپن	

اور کہو اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔

﴿۲۳﴾ وَقَضٰی اَمَرَ رَبُّكَ اَنْ اَیْ
بِاَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ
وَاَنْ تُحْسِنُوْا بِالْوَالِدَیْنِ
اِحْسَانًا بِاَنْ تَبَرُّوْهُمَا
اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ

﴿۲۳﴾ وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

اور تیرے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک انکی اطاعت کرو۔

اگر انہیں سے ایک دونوں تیرے سامنے بوڑھے ہو جادیں تو

أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا
(لی قراءۃ يَبْلُغَانِ فَاحَدُهُمَا
بدل من أَلِفِهِ فَلَا تَقُلْ
لَهُمَا أُفٍّ بِفَتْحِ الْفَاءِ وَكَسْرِهَا
مُنَوَّنًا وَغَيْرَ مُنَوَّنٍ مَصْدَرٌ
بِمَعْنَى تَبًّا وَقُبْحًا وَّلَا تَنْهَرْ
هُمَا تَزْجُرْهُمَا وَقُلْ
لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۞
جَمِيلًا لَيِّنًا

اُن کو اُف بھی نہ کہہ اور بد دعا اور برائی انکی نہ کر اور دونوں کو برا نہ کہہ اور نہ جھڑک اور ان کے سامنے نرمی اور عاجزی کی بات کر

(۲۴) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ
أَلِنْ لَهُمَا جَانِبَكَ الذَّلِيلَ
مِنَ الرَّحْمَةِ أَيْ لِرِقَّتِكَ
عَلَيْهِمَا وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا
كَمَا رَحِمَانِي حِينَ رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۞

(۲۴) اور ان کے سامنے ذلیل ہو جا نرم ہو کر اور نظر محبت والفت سے ان کو دیکھ اور کہہ کہ میرے رب ان پر مہربانی فرما جیسے انھوں نے مجھ پر مہربانی کی جبکہ مجھ کو پالا اور پرورش کیا چھوٹی عمر میں۔

تشریح

(۲۳) اسلامی زندگی کا دوسرا اصول عبادت واطاعت صرف اللہ کی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک | اسلامی زندگی کی پہلی بنیاد توحید کو بنایا گیا ہے۔ اسلامی زندگی کا دوسرا اصول یہ ہے کہ عبادت اور اطاعت صرف اللہ کی، نہ اس کی اطاعت میں کوئی شریک ہو اور نہ اس کی اطاعت سے کوئی دوسری اطاعت ٹکرائے۔ انسان کا سر صرف اللہ کی چوکھٹ پر جھکے اور بے چون وچرا انسان صرف اللہ کی اطاعت کرے اللہ ہی کے قانون کو قانون مانے اور اس کے اقتدار اعلیٰ پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی عمارت کھڑی کرے۔

اسلامی زندگی کی تیسری بنیاد والدین کے ساتھ حسن سلوک ہے کیونکہ انسانی رشتوں میں یہ وہ رشتہ ہے کہ اللہ کے احسان کے بعد والدین کا احسان اپنی اولاد پر سب سے زیادہ ہے اسلئے اللہ کی شکر گزاری کے ساتھ بندوں میں سب سے اہمیت والدین کی اطاعت انکے ساتھ حسن سلوک ان کا احترام اور ان کے جذبات کا لحاظ و پاس ہے اگر وہ دونوں یا دونوں میں سے ایک بوڑھے ہوجائیں اور بڑھاپے میں مزاج میں تبدیلی آجاتی ہے کچھ تلخی بھی پیدا ہوجاتی ہے تو حکم یہ ہے کہ انہیں اُف تک نہ کہو نہیں جھڑک کر جواب نہ دو۔

(۲۴) والدین کی پوری تعظیم کرو | والدین کے ساتھ احترام کے ساتھ پیش آؤ رحمدلی اور نرمی کے ساتھ ان کے سامنے جھک جاؤ اور ان کے لئے دعا کیا کرو کہ پروردگار میں اپنے والدین کی خدمت وتعظیم کا پورا حق ادا نہیں کرسکتا۔ آپ میرے والدین پر رحم فرمائیں جسطرح انہوں نے بچپن میں میرے ساتھ رحمت وشفقت کا سلوک کیا ہے آپ بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں حدیث میں ہے نبیؐ نے فرمایا کہ وہ شخص خاک میں مل گیا جس نے اپنے والدین کو پایا اور ان کی خدمت کرکے جنت حاصل نہ کی والدین کا اولاد پر یہ بھی حق ہے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کی مغفرت کی دعا کرتا رہے اور ان کے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ

رَبُّكُمْ	اَعْلَمُ	بِمَا	فِیْ نُفُوْسِكُمْ	اِنْ	تَكُوْنُوْا	صٰلِحِیْنَ	فَاِنَّهٗ	كَانَ	لِلْاَوَّابِیْنَ
تمہارا رب	خوب جانتا ہے	جو	تمہارے دلوں میں	اگر	تم ہوگے	نیک (جمع)	تو بیشک وہ	ہے	رجوع کرنیوالوں کیلئے

تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے، اگر تم نیک ہو گے تو بیشک وہ رجوع کرنے والوں کو

غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ

غَفُوْرًا	وَاٰتِ	ذَا الْقُرْبٰی	حَقَّهٗ	وَالْمِسْكِیْنَ	وَابْنَ السَّبِیْلِ
بخشنے والا	اور دو	قرابت دار	اسکا حق	اور مسکین	اور مسافر

بخشنے والا ہے۔ اور دو قرابت دار کو اس کا حق اور مسکین اور مسافر کو،

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ

وَلَا تُبَذِّرْ	تَبْذِیْرًا	اِنَّ	الْمُبَذِّرِیْنَ	كَانُوْٓا	اِخْوَانَ
اور نہ فضول خرچی کرو	اندھا دھند	بیشک	فضول خرچ (جمع)	ہیں	بھائی (جمع)

اور اندھا دھند فضول خرچی نہ کرو بیشک فضول خرچ شیطانوں کے بھائی

الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾

الشَّیٰطِیْنِ	وَكَانَ	الشَّیْطٰنُ	لِرَبِّهٖ	كَفُوْرًا	
شیطان (جمع)	اور ہے	شیطان	اپنے رب کا	ناشکرا	

ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

۲۵ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ
مِنْ اِضْمَارِ الْبِرِّ وَالْعُقُوْقِ
اِنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِیْنَ طَائِعِیْنَ
لِلّٰهِ تَعَالٰی فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ
الرَّجَّاعِیْنَ اِلٰی طَاعَتِهٖ غَفُوْرًا ○
لِمَا صَدَرَ مِنْهُمْ فِیْ حَقِّ الْوَالِدَیْنِ
مِنْ بَادِرَةٍ وَهُمْ لَا یُضْمِرُوْنَ
۲۶ وَاٰتِ اَعْطِ ذَا الْقُرْبٰی الْقَرَابَةِ حَقَّهٗ
مِنَ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْمِسْكِیْنَ
وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ○

۲۵ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں پوشیدہ ہے ماں باپ کی فرماں برداری یا نافرمانی
اگر تم نیک رہو گے اللہ کے فرماں بردار تو بے شبہ وہ ان لوگوں کو بخشنے والا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسکے فرماں بردار ہیں یعنی جو کچھ ان سے ماں باپ کے حق میں گستاخی اور زیادتی سرزد ہوگئی بھول اور غصہ میں اور انکے دل میں نافرمانی والدین کی نہیں تو ہم ان کا یہ گناہ بخشدینگے۔
۲۶ اور رشتہ دار کو اس کا حق دے یعنی جیسا اس کے ساتھ معاملہ چاہیئے وہ کر اور اس کی خبر لے اور کچھ دینا ہو اور مسکین اور مسافر کو ان کا حق دے اور بیجا خرچ نہ کر۔

بِالْاِنْفَاقِ فِیْ غَیْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی
(۲۷) اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ اَیْ عَلٰی طَرِیْقَتِهِمْ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ شَدِیْدَ الْكُفْرِ لِنِعَمِهٖ فَكَذٰلِكَ اَخُوْهُ الْمُبَذِّرُ

یعنی جس جگہ حکم الٰہی خرچ کرنے کا نہیں وہاں کچھ نہ دے۔
(۲۷) بیشک فضول خرچ شیطانوں کے طریق پر ہیں اور شیطان اپنے رب کی نعمتوں کا بہت ناشکرا ہے تو جو اس کے طریق پر وہ بھی ایسا ہی ہے۔

تشریح

(۲۵) **والدین کی تعظیم اخلاصِ نیت سے ہونی چاہیئے** | والدین کے ساتھ حسن سلوک ان کی عزت اور ان کا احترام یہ سب دل کی گہرائی ے اخلاص اور لگن کے ساتھ ہونا چاہیئے کیونکہ ہمارا رب ہمارے دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔ اگر ہم واقعی نیک بن کر رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز فرما دیں گے اور اگر ہم اپنی کوتاہیوں پر نظر کر کے بندگی کے رویئے کی طرف پلٹ آئیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی درگزر کرنے والے ہیں۔

(۲۶) **اسلامی زندگی کا تیسرا اور چوتھا اصول رشتے داروں کے حقوق اور فضول خرچی سے ممانعت** | اسلامی زندگی کا تیسرا اصول یہ ہے کہ رشتے داروں کو ان کا حق دیا جائے۔ صلۂ رحمی کی جائے اپنے ضرورت مند رشتہ داروں کی ضرورتوں کا خیال رکھا جائے اسی طرح مسکین و غریب جو معاشرے کے کمزور لوگ ہیں ان کی مدد کی جائے تاکہ وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ زندگی کی دوڑ میں برابر شامل ہوسکیں، اسلامی معاشرے میں مسافر کا بھی حق ہے۔ سفر میں کوئی ایسی صورت حال پیش آجاتی ہے کہ آدمی مدد کا محتاج ہوتا ہے اس صورت میں آگے بڑھ کر اسکی مدد کی جائے تاکہ وہ دیار غیر میں اپنے آپ کو بے سہارا محسوس نہ کرے۔ یہ انسانی ہمدردی کا تقاضہ ہے۔ اسلامی زندگی کا چوتھا اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال کو فضول نہ اڑایا جائے مال و دولت بھی جو حلال راستے سے کمایا جائے اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا کہ حق حلال کی کمائی کو لغویات میں اڑایا جائے۔

(۲۷) **فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں** | کیونکہ مال جو حلال راستے سے آئے اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور اس نعمت پر نعمت دینے والے کا شکر گزار ہونا لازم ہے۔ شکر گزاری یہ ہے کہ مال کو ضرورت کے مطابق صحیح جگہ پر خرچ کیا جائے۔ مال سے عبادت میں دلجمعی پیدا ہوتی ہے لیکن مال کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اپنے ہی لئے مخصوص نہ ہو بلکہ دوسروں کے بھی کام آئے اور جہاں ضرورت ہے وہیں مناسب طور پر خرچ ہو فضول خرچی قوموں کو برباد کر دیتی ہے اور اس سے اقتصادی توازن بگڑ جاتا ہے۔ افراد ہوں یا قومیں انہیں اللہ کی دی ہوئی دولت تخریب کے بجائے تعمیری راستے پر لگانی چاہیئے اور تعمیر بھی وہ جس کی قوموں کے بنانے کے لئے ضرورت ہے مثلاً بڑی بڑی عمارتیں اور مقبرے بنانے کے بجائے اور بے ہودہ رسموں میں نام و نمود کے لئے دولت کو خرچ کرنے کے بجائے قوم کی تعلیم اور ان کی مالی حالت کو سنوارنے میں لگایا جائے۔

فضول مال خرچ کرنے کو قرآن مجید میں اسراف اور تبذیر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسراف کا مطلب یہ ہے کہ حلال مال کو حلال جگہ پر خرچ کیا مگر بے ضرورت کیا اسکے لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (اللہ تعالیٰ مسرفین کو یعنی بے ضرورت خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے) تبذیر کا مطلب یہ ہے کہ مال حلال کو حرام راستے پر خرچ کیا جائے۔ اس کو قرآن نے شیطان کی حرکت کہا ہے فرمایا۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ (یعنی فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں) اور شیطان کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ مالِ حلال کو حرام راستے پر لگانا یہی رب کی ناشکری ہے

وَاِمَّا تُعۡرِضَنَّ عَنۡهُمُ ابۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ تَرۡجُوۡهَا فَقُلۡ

وَاِمَّا	تُعۡرِضَنَّ	عَنۡهُمُ	ابۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ	مِّنۡ	رَّبِّكَ	تَرۡجُوۡهَا	فَقُلۡ
اور اگر	تو منہ پھیر لے	ان سے	انتظار میں رحمت	سے	اپنا رب	تو اسکی امید رکھتا ہے	تو کہہ

اور اگر تو اپنے رب کی رحمت (فراخ دستی) کے انتظار میں جسکی تو امید رکھتا ہے ان سے منہ پھیر لے تو ان سے کہہ

لَهُمۡ قَوۡلًا مَّيۡسُوۡرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ مَغۡلُوۡلَةً

لَهُمۡ	قَوۡلًا	مَّيۡسُوۡرًا	وَلَا تَجۡعَلۡ	يَدَكَ	مَغۡلُوۡلَةً
ان سے	بات	نرمی	اور نہ رکھ	اپنا ہاتھ	بندھا ہوا

دیا کر نرمی کی بات۔ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن تک بندھا ہوا نہ رکھ (کنجوس

اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبۡسُطۡهَا كُلَّ الۡبَسۡطِ فَتَقۡعُدَ مَلُوۡمًا

اِلٰى	عُنُقِكَ	وَلَا	تَبۡسُطۡهَا	كُلَّ ۔ الۡبَسۡطِ	فَتَقۡعُدَ	مَلُوۡمًا
تک سے	اپنی گردن	اور نہ	اسے کھول	پوری طرح کھولنا	پھر تو بیٹھا رہ جائے	ملامت زدہ

نہ ہو جا) اور نہ اُسے کھول پوری طرح (بالکل ہی) کہ پھر تو ملامت زدہ تھکا ہارا

مَّحۡسُوۡرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَ

مَّحۡسُوۡرًا	اِنَّ	رَبَّكَ	يَبۡسُطُ	الرِّزۡقَ	لِمَنۡ يَّشَآءُ	وَ
تھکا ہوا	بیشک	تیرا رب	فراخ کردیتا ہے	روزی	جس کی وہ چاہتا ہے	اور

بیٹھا رہ جائے بیشک تیرا رب جس کی چاہتا ہے روزی فراخ کردیتا ہے اور (جسکی چاہتا ہے)

ع ۳ ۲ يَقۡدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرًا ۢ بَصِيۡرًا ﴿۳۰﴾ ع

يَقۡدِرُ	اِنَّهٗ	كَانَ	بِعِبَادِهٖ	خَبِيۡرًا	بَصِيۡرًا	
تنگ کردیتا ہے	بیشک وہ	ہے	اپنے بندوں سے	خبر رکھنے والا	دیکھنے والا۔	

تنگ کردیتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا دیکھنے والا ہے

﴿۲۸﴾ وَاِمَّا تُعۡرِضَنَّ عَنۡهُمُ اَيِ
الۡمَذۡكُوۡرِيۡنَ مِنۡ ذِى الۡقُرۡبٰى
وَمَا بَعۡدَهٗ ۰ فَلَمۡ تُعۡطِهِمۡ
اَبۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ
تَرۡجُوۡهَا اَىۡ لِطَلَبِ رِزۡقٍ

﴿۲۸﴾ اور اگر تو ان سے منہ پھیرے یعنی رشتہ داروں وغیرہ سے
جن کا ذکر اوپر ہوا کہ ان کو کچھ نہ دے اس امید پر کہ اللہ اپنی
رحمت سے کچھ بھیجدیوے تو اسمیں سے انکو کچھ دیوے یعنی
کسی جگہ سے کچھ آمدنی کی امید ہے اور تجھ کو یہ خیال ہے
کہ اگر اللہ وہاں سے کچھ بھیجدیوے تو اُن کو دوں ایسی

تَنْتَظِرُهٗ یَاْتِیْكَ فَتُعْطِیْهِمْ مِنْهُ فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ○ لَیِّنًا سَهْلًا بِاَنْ تَعِدُهُمْ بِالْاِعْطَاءِ عِنْدَ مَجِیْءِ الرِّزْقِ

صورت میں چاہیئے کہ ان سے نرم سہولت سے بات کرے۔ سخت جواب نہ دے یعنی ان سے یہ وعدہ کرلے کہ جس وقت کچھ آجائے گا میں تم کو دوں گا۔

(۲۹) وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ اَیْ لَا تُمْسِكْهَا عَنِ الْاِنْفَاقِ كُلَّ الْمَسْكِ وَلَا تَبْسُطْهَا فِی الْاِنْفَاقِ كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا رَاجِعٌ لِلْاَوَّلِ مَّحْسُوْرًا ○ مُنْقَطِعًا لَا شَیْءَ عِنْدَكَ رَاجِعٌ لِلثَّانِیْ۔

(۲۹) اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا نہ رکھ یعنی ہاتھ کو بالکل نہ روک اور بخیل نہ بن اور نہ بالکل ہاتھ کو خرچ کرنے میں کشادہ کر کہ بخل کی صورت میں سب تجھ کو ملامت کریں گے اور برا کہیں گے اور کل مال لٹا دینے کی حالت میں تو محتاج رہ جاوے گا کہ تیرے پاس کچھ باقی نہ رہے گا۔

(۳۰) اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ یُوَسِّعُهٗ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ط یُضَیِّقُهٗ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ○ عَالِمًا بِبَوَاطِنِهِمْ وَظَوَاهِرِهِمْ فَرَزَقَهُمْ عَلٰی حَسْبِ مَصَالِحِهِمْ

(۳۰) بیشک تیرا رب روزی فراخ کرتا ہے جس پر چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے بیشک وہ اپنے بندوں کے ظاہر و باطن کو دیکھتا جانتا ہے۔ موافق حکمت اور مصلحت کے ان کو رزق دیتا ہے۔

تشریح

(۲۸) سوال کرنے والے کا سوال پورا کرنے کی گنجائش نہ ہو تو نرمی سے جواب دے دو

سخاوت کے جذبے کے باوجود بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کا ہاتھ تنگ ہوتا ہے اور خرچ کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی اسلامی زندگی کا پانچواں اصول یہ ہے کہ سائل کے ساتھ سختی اور بداخلاقی سے پیش مت آؤ اس کو نرمی کے ساتھ اور میٹھے انداز میں معذرت کرتے ہوئے جواب دیدو کہ اللہ ہمیں دے گا تو ضرور ہم آپ کی خدمت کریں گے۔ اس ہدایت کا منشا یہ ہے کہ انسانوں کے درمیان باہمی ہمدردی اور مودت کے رشتے بدستور قائم رہیں اور ایسی اخلاقی فضا بنی رہے جس میں فیاضی، ہمدردی اور تعاون کی روح

جاری و ساری رہے چنانچہ انہی بنیادوں پر اسلامی معاشرے میں صدقاتِ واجبہ، زکوٰۃ فطرہ وغیرہ اور صدقاتِ نافلہ کے احکام دیئے گئے جس میں باقاعدہ خرچ کی مدیں متعین کی گئیں جس میں غریب، مسکین مسافر اور اسی طرح معاشرے کے مختلف طبقات کو شامل کیا گیا۔

(۲۹) خرچ میں اعتدال اوپر کی آیات میں فضول خرچی سے روکا گیا تاکہ معاشی طاقت فضول خرچی میں ضائع نہ ہو۔ اسلامی زندگی کے اس چھوٹے اصول میں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ نہ تو اتنے کنجوس بن جاؤ کہ ضرورت پر بھی خرچ نہ کرو، اور نہ خرچ کرنے میں اتنے آگے بڑھو کہ اپنی طاقت سے زیادہ خرچ کرنے لگو بلکہ خرچ میں میانہ روی اور اعتدال ہونا چاہیئے۔ ایسی سخاوت بھی نہ ہو کہ آمدنی سے زیادہ خرچ کر کے ضرورت پڑنے پر دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے پڑیں اور پچھتاوا ہو کہ ہم نے ایسے وقت کے لئے بچا کر کیوں نہ رکھا۔ الفاظ کی تعبیر بڑی خوبصورت ہے کہ نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ کر رکھو یعنی کنجوس مکھی چوس بن کر رہ جاؤ اور نہ خرچ کرنے کے لئے اتنا ہاتھ پھیلاؤ کہ کچھ بھی باقی نہ رہے۔ اِسی بات کو حدیث نبویؐ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:۔

"عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَۃِ نِصْفُ الْمَعِیْشَۃِ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ، مطبوعہ نور محمد ص۴۳۳)

(حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو میانہ روی کے ساتھ خرچ کرنا آگیا اس کو عمدہ زندگی بسر کرنے کا نصف طریقہ ہاتھ آگیا۔)

نبیؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ" مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ " (جس نے میانہ روی اختیار کی محتاج نہیں ہوا)

خرچ میں میانہ روی دراصل خوشحالی کا راز ہے۔ آمد و خرچ میں توازن نہ ہو آمدنی کم ہو خرچ زیادہ ہو تو اس کا نتیجہ زیرباری کے سوا کیا ہوگا ــــــ انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی میں، فرد کے معاملے میں ہو یا ملک و قوم کے ــ فرد کا بجٹ ہو یا ایک ریاست کا، آمدنی اور خرچ کا عدم توازن ایک نہ ایک دن لے ڈوبتا ہے۔

(۳۰) اسلام نے معاشی فرق کو اس طرح قائم رکھا ہے کہ وہ بے انصافی کے بجائے اخلاقی فائدوں کا ذریعہ بن جائے اللہ کی بنائی ہوئی اس دنیا میں امیر بھی ہیں غریب بھی ہیں۔ انسان اگر بخل کرے تو اس کی کنجوسی اسے مالدار نہیں بنا سکتی اور نہ دینے سے دوسرا فقیر نہیں ہو جاتا۔ انسان اگر سخاوت کرے تو فقیر مالدار نہیں بن جاتا اور سخاوت کرنے والا فقیر نہیں ہو جاتا اصل میں یہ معاشی فرق اللہ کی بنائی ہوئی حکمت اور مصلحت کے تحت ہے۔ اسلام نے اس فطری فرق کو اپنی جگہ باقی رکھتے ہوئے سوسائٹی میں ایسی قدروں کو فروغ دیا کہ یہ معاشی فرق دو طبقوں کے درمیان یعنی امیر و غریب کے مابین ظلم و بے انصافی کے بجائے ان سے اخلاقی، روحانی اور تمدنی فائدے حاصل کئے جائیں اور خیال کیجئے کہ اگر سب لوگ معاشی اعتبار سے برابر ہوں تو سوسائٹی کو کام کرنے والے مختلف قسم کے لوگ کہاں سے ملیں گے مزدور کہاں سے حاصل ہوں گے اور اس طرح تمدن کی گاڑی کس طرح چل سکے گی۔ اسلام نے اس فرق کو باقی رکھتے ہوئے امیر کو حکم دیا کہ وہ اپنی دولت میں غریبوں کا حق سمجھے اور غریب کو سکھایا کہ وہ دولت ہی کو زندگی کا مقصد نہ بنائے تنگدستی میں بھی اچھا انسان بن سکتا ہے۔ سوسائٹی کی تعمیر اس طرح کی کہ امیری غریبی کسی فخر اور ذلت کا سبب نہ رہے بلکہ اصل چیز جو قابل عزت ہو وہ دولت نہیں بلکہ انسان کا کردار اس کے اخلاق اور اعمال بن جائیں بیشک اس نے جدوجہد کی ترغیب دی لیکن رزق کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے رکھ کر یہ بھی بتا دیا کہ ہر ایک کو اس کا حصہ اسکی تقدیر کے مطابق پہنچے گا۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ

وَ	نَرْزُقُهُمْ	نَحْنُ	اِمْلَاقٍ	خَشْيَةَ	اَوْلَادَكُمْ	وَلَا تَقْتُلُوْٓا
اور	ہم رزق دیتے ہیں انہیں	ہم	مفلسی	ڈر	اپنی اولاد	اور نہ قتل کرو

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم ہی انہیں رزق دیتے ہیں اور

اِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (۳۱)

	كَبِيْرًا	خِطْاً	كَانَ	قَتْلَهُمْ	اِنَّ	اِيَّاكُمْ
	بڑا	گناہ	ہے	ان کا قتل	بیشک	تم کو

تم کو (بھی) بیشک ان کا قتل بڑا گناہ ہے۔

(۳۱) وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ بِالْوَادِ
خَشْيَةَ مَخَافَةَ اِمْلَاقٍ
فقر نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ
وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ
كَانَ خِطْاً اِثمًا
كَبِيْرًا ○ عظیمًا

(۳۱) وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا الخ اور تم اپنے بچوں کو افلاس کے خوف سے زندہ زمین میں دفن کرکے نہ مارو تمکو اور انکو ہم روزی پہنچاتے ہیں بیشک ان کو مار ڈالنا بڑا گناہ ہے۔

تشریح

(۳۱) غربت کے خوف سے اولاد کا قتل مت کرو۔ اسلامی زندگی کا ساتواں اصول یہ ہے کہ رزق کی تنگی کے خوف سے قتلِ اولاد کا گھناؤنا کام انسانیت کے لئے باعثِ شرم ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ رزق دینے والا اللہ ہے وہ تمھیں بھی کھانے پینے کا سامان دے گا اور آنے والوں کو بھی۔ تنگ دستی کے اندیشے سے نسلِ انسانی پر روک لگانا قانونِ فطرت کے خلاف ہے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر انسان کو کھانے کے لئے ایک منھ دیا ہے تو کام کرنے کے لئے دو ہاتھ دیئے ہیں۔ اللہ کے رزق کے خزانوں میں سے وہ اپنے دونوں ہاتھ سے اپنا حصہ خود حاصل کرے گا۔ البتہ معاشی نظام ایسا ہونا چاہیئے کہ ہر شخص کو اپنی محنت اور صلاحیت کو بروئے کار لانے کا موقع ملے اور آزادی کے ساتھ وہ اپنی روزی کما سکے

کوئی طبقہ معاشی استحصال کرنے والا نہ ہو۔ اور اسی لئے اس نے سود پر پابندی لگائی۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا

وَلَا تَقْرَبُوا	الزِّنٰٓى	اِنَّهٗ	كَانَ	فَاحِشَةً	وَسَآءَ	سَبِيْلًا	وَ	لَا تَقْتُلُوا
اور نہ قریب جا	زنا	بیشک یہ	ہے	بے حیائی	اور برا	راستہ	اور	نہ قتل کرو

اور زنا کے قریب نہ جا بیشک یہ بے حیائی ہے اور بُرا راستہ اور اس جان کو قتل نہ کرو

النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا

النَّفْسَ	الَّتِىْ	حَرَّمَ اللّٰهُ	اِلَّا	بِالْحَقِّ	وَمَنْ	قُتِلَ	مَظْلُوْمًا	فَقَدْ جَعَلْنَا
جان	وہ جو کہ	اللہ نے حرام کیا	مگر	حق پر	اور جو	مارا گیا	مظلوم	تو تحقیق ہم نے کر دیا

جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق پر، اور جو مظلوم مارا گیا تو تحقیق ہم نے اس کے

لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ

لِوَلِيِّهٖ	سُلْطٰنًا	فَلَا يُسْرِفْ	فِى الْقَتْلِ	اِنَّهٗ	كَانَ	مَنْصُوْرًا	وَلَا تَقْرَبُوْا	مَالَ
اسکے وارث کیلئے	ایک اختیار	پس حد سے نہ بڑھ	قتل میں	بیشک وہ	ہے	مدد دیا گیا	اور پاس نہ جاؤ	مال

وارث کے لئے ایک اختیار (قصاص) دیا ہے پس حد سے نہ بڑھو قتل میں بیشک وہ مدد دیا گیا ہے اور یتیم کے مال کے پاس نہ

الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ

الْيَتِيْمِ	اِلَّا	بِالَّتِىْ	هِىَ	اَحْسَنُ	حَتّٰى	يَبْلُغَ	اَشُدَّهٗ	وَاَوْفُوْا	بِالْعَهْدِ
یتیم	مگر	اس طریقے سے	وہ	سب سے بہتر	یہانتک کہ	وہ پہنچ جائے	اپنی جوانی	اور پورا کرو	عہد کو

جاؤ (تصرف نہ کرو) مگر اس طریقے سے جو سب سے بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہونچ جائے اور عہد کو پورا کرو

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾

اِنَّ	الْعَهْدَ	كَانَ	مَسْـُٔوْلًا
بیشک	عہد	ہے	پرسش کیا جانے والا

بیشک عہد ہے پرسش کیا جانے والا (ضرور پرسش ہوگی)۔

﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اَبْلَغُ مِنْ لَا تَاْتُوْهُ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۚ قَبِيْحًا وَسَآءَ بِئْسَ سَبِيْلًا ۝ طَرِيْقًا هُوَ

﴿۳۲﴾ اور زنا کے پاس نہ جاؤ بیشک یہ بدکاری ہے اور بری راہ ہے۔

﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ لِوَارِثِهٖ سُلْطٰنًا تَسَلُّطًا عَلَى الْقَاتِلِ فَلَا يُسْرِفْ يَتَجَاوَزِ الْحَدَّ فِى الْقَتْلِ ؕ بِاَنْ يَّقْتُلَ غَيْرَ قَاتِلِهٖ اَوْ بِغَيْرِ مَا

﴿۳۳﴾ اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا اس کو نہ مارو مگر حق پر اور جو کوئی ظلماً مارا جائے ہم نے اسکے وارث کو قاتل پر اختیار دیا سو اسکو چاہیئے کہ قتل کرنے میں حد سے نہ بڑھے یعنی قاتل کے سوا کسی دوسرے کو نہ مار ڈالے اور جس چیز سے اسنے مارا تھا اس کے سوا کسی چیز۔

تَنْلَ بِهٖ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝
(۳۴) وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِذَا عَاهَدْتُمُ اللّٰهَ اَوِ النَّاسَ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ عَنْهُ

تمہارے بیشک اکی مدد خداتعالیٰ کی طرف سے کی جاوےگی ۔
(۳۴) اور تم یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ اسمیں کوئی تصرف نہ کرو مگر عمدہ طور سے یہاں تک کہ وہ اپنی قوت کو پہنچ جاوے یعنی بالغ ہو جاوے اور جب کسی آدمی سے یا اللہ سے کوئی عہد کرو اس کو پورا کرو ۔ بیشک عہد کا سوال ہوگا ۔

تشریح

(۳۲) زنا کے پاس بھی مت پھٹکو | اسلامی زندگی کا آٹھواں اصول یہ ہے کہ عورت اور مرد ناجائز تعلقات اور جنسی بے راہ روی سے پرہیز کریں کیونکہ زنا بہت ہی بُرا فعل اور بڑا بُرا راستہ ہے ۔ اگر یہ راہ نکل پڑی تو ایک شخص دوسرے کی عورت پر نظر کریگا اور کوئی دوسرا اس کی عورت پر بُری نظر کرے گا اسطرح ناجائز تعلقات کا یہ رشتہ انسانی نسب کو بکھیر کر رکھ دیگا اور اس سے جھگڑوں کی بنیاد پڑیگی ایک شخص نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے زنا کی اجازت دیدیں ۔ لوگ اسکو بُرا بھلا کہنے لگے کہ تم آنحضرت ؐ کے سامنے ایسی بات کہتے ہو ۔ آپ نے شفقت کے ساتھ اس کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری بہن یا بیٹی کے ساتھ ایسا ہو ؟ عرض کیا نہیں ! فرمایا پھر جس سے تم یہ فعل کروگے وہ بھی کسی کی بیٹی یا بہن ہوگی ۔ اس نے توبہ کی اور عہد کیا کہ آئندہ وہ ایسا خیال نگا نہیں کریگا ——— آیت میں یہ فرماکر کہ زنا کے پاس بھی مت پھٹکو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ چیزیں جو بدکاری کی طرف لیجانوالی ہیں جو زنا کا مقدمہ اور اس کا محرک بنتی ہیں اس سے بھی بچا جائے ۔ عورت مرد کا آزادانہ میل جول ، مخلوط تعلیم (Co-Education) اسی طرح بے حیائی اور بے پردگی یہ وہ چیزیں ہیں جو بسا اوقات ناجائز تعلقات کا پیش خیمہ بن جاتی ہیں ۔ اور اس کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ اخلاقی خرابیوں کے علاوہ ایڈز جیسی مہلک بیماری کی وجہ ایک یہ بھی ہوتی ہے ۔ جس کی بنیاد پر مستقل فوجداری قانون زنا کی سخت سزائی صورت میں بنایا گیا ۔ نکاح کو آسان کیا گیا ، فواحشات کو روکا گیا تاکہ ایک پاکیزہ باعصمت معاشرہ قائم ہوسکے ۔

(۳۳) انسانی جان کی حرمت | اسلامی زندگی کا نواں اصول انسانی جان کی حرمت ہے انسانی جان اپنی ہو یا دوسرے کی ہر لحاظ سے قابل احترام ہے اسلام قتلِ ناحق پر سخت پابندی لگاتا ہے اور یہ ہدایت دیتا ہے کہ خون ناحق ایک انسان کا بھی دراصل پوری انسانیت کا قتل ہے البتہ انسان کی جان حق کے ساتھ لینے کی اجازت ہے ۔ کسی نے کسی کو جان بوجھ کر قتل کیا تو قصاص میں اس کا قتل کرنا یہ حق کے ساتھ قتل کرنا ہے ۔ اسی طرح ایک شادی شدہ شخص اسلام کے پاکیزہ ماحول میں زنا کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کا قتل کرنا حق کے ساتھ قتل کرنا ہے اسی طرح مرتد کی سزا بھی قتلِ حق میں شامل ہے ۔ اگر کسی کو مظلومانہ قتل کیا گیا ہو تو مقتول کے اولیا کو قتل کے مطالبے کا حق ہے لیکن قاتل کے قتل میں حد سے گزرنے کی اپنے ہاتھوں میں قانون لینے کی اجازت نہیں ہے ۔ یہ بھی اجازت نہیں ہے کہ مقتول کے ولی خون بہا لے لیں اور پھر بھی قاتل کو قتل کریں بے شک مقتول کی مدد کی جائیگی اور قانون کے مطابق اسکو سزا دی جائے گی ۔

(۳۴) یتیم کا مال بے جا طور پر نہ کھاؤ اپنے وعدے پورے کرو | اسلامی زندگی کا دسواں اصول یہ ہے کہ وہ یتیم بچے جن کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا ہے اور وہ ہماری سوسائٹی کا کمزور حصہ ہیں اگر ان کے ماں باپ کچھ مال چھوڑ کر گئے ہیں تو بچوں کے رشتے داران کا مال اڑانے کی کوشش نہ کریں اگر ضرورت سمجھیں تو اس کو مناسب طریقے پر خرچ کریں اور ان کے مال کی حفاظت کریں جب تک وہ خود اپنے پیروں پر کھڑے نہ ہو جائیں اور اپنے اچھے بُرے کو نہ سمجھنے لگیں ۔

اسلامی زندگی کا گیارہواں اصول یہ ہے کہ جو وعدہ کیا جائے اسکو پورا کیا جائے ۔ وعدے کے بارے میں اللہ کے یہاں جوابدہی ہوگی اسلامی زندگی کی اس دفعہ کے مطابق داخلی اور خارجی معاہدوں کی پابندی کا قانون بنایا گیا اور خارجہ پالیسی کا یہ سنگِ بنیاد بنی کہ دوسرے ملکوں سے جو معاہدے کئے جائیں انکی دیانتداری کے ساتھ پوری پابندی کی جائے ۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ

وَاَوْفُوا	الْكَيْلَ	اِذَا + كِلْتُمْ	وَزِنُوْا	بِالْقِسْطَاسِ	الْمُسْتَقِيْمِ
اور پورا کرو	پیمانہ	جب تم ماپ کرو	اور وزن کرو	ترازو کے ساتھ	سیدھی

اور جب تم ماپ کرو تو پیمانہ پورا کرو اور وزن کرو سیدھی ترازو کے ساتھ

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ

ذٰلِكَ	خَيْرٌ	وَّ اَحْسَنُ	تَاْوِيْلًا	وَلَا تَقْفُ	مَا لَيْسَ
یہ	بہتر	اور سب سے اچھا	انجام کے اعتبار سے	اور پیچھے نہ پڑ	جس کا نہیں

یہ بہتر ہے اور سب سے اچھا ہے انجام کے اعتبار سے اور اس کے پیچھے نہ پڑ جس کا

لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ

لَكَ	بِهٖ	عِلْمٌ	اِنَّ	السَّمْعَ	وَالْبَصَرَ	وَالْفُؤَادَ	كُلُّ	اُولٰٓئِكَ
تیرے لئے / تجھے	اس کا	علم	بیشک	کان	اور آنکھ	اور دل	ہر ایک	یہ

تجھے علم نہیں، بیشک کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک

كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿٣٦﴾ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ

كَانَ	عَنْهُ	مَسْئُوْلًا	وَلَا تَمْشِ	فِى	الْاَرْضِ	مَرَحًا	اِنَّكَ
ہے	اس سے	پرسش کیا جانے والا	اور نہ چل	میں	زمین	اکڑ کر (اتراتا ہوا)	بیشک تو

پرسش کیا جانے والا ہے (ہر ایک کی پرسش ہوگی) اور زمین میں اِتراتا ہوا نہ چل بیشک تو

لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾

لَنْ + تَخْرِقَ	الْاَرْضَ	وَلَنْ	تَبْلُغَ	الْجِبَالَ	طُوْلًا
ہرگز نہ چیر ڈالے گا	زمین	اور ہرگز نہ	پہونچیگا	پہاڑ	بلندی

زمین کو ہرگز نہ چیر ڈالے گا اور نہ پہاڑ کی بلندی کو پہونچے گا۔

﴿٣٥﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا
كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ
الْمُسْتَقِيْمِ ٥ الْمِيْزَانِ السَّوِىِّ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○
مَآلًا

﴿٣٥﴾ اور جب ناپو، پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تولو، یہ بہتر ہے
اور اس کا انجام عمدہ ہے

﴿٣٦﴾ وَلَا تَقْفُ تَتَّبِعْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ

﴿٣٦﴾ اور جس بات کی تجھے خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ بیشک

عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَ
الْفُؤَادَ اَلْقَلْبَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ
عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝
صَاحِبُهٗ مَاذَا فَعَلَ بِهٖ

کان اور آنکھ اور دل ان سب کا آدمی سے سوال ہوگا۔
کہ ان کے ساتھ کیا کیا۔

(۳۷) وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اَىْ ذَا
مَرَحٍ بِالْكِبْرِ وَالْخُيَلَاءِ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ
الْاَرْضَ تَثْقُبَهَا حَتّٰى تَبْلُغَ اٰخِرَهَا بِكِبْرِكَ
وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ الْمَعْنٰى اِنَّكَ
لَا تَبْلُغُ هٰذَا الْمَبْلَغَ فَكَيْفَ تَخْتَالُ

(۳۷) اور زمین میں اترا کر متکبرانہ نہ چل کہ تو اپنے تکبر کے سبب
کسی طرح زمین کو چیر نہیں سکتا کہ اس کے انتہا کو پہنچا دے
اور تو پہاڑ کے برابر اونچا اور دراز نہیں ہو سکتا۔ حاصل یہ ہے
کہ جب تو اس مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا تو پھر کس وجہ سے تکبر کرتا ہے

تشریح

(۳۵) ناپ تول میں کمی مت کرو | تجارت اور معاشی معاملات میں بے ایمانی اور حق تلفی کرنا ناپ تول میں کمی کرنا باہمی اعتماد کو مجروح کرتا ہے اور انجام کے اعتبار سے اس سے کاروبار بھی متاثر ہوتا ہے اس کے علاوہ آخرت کا بھی نقصان ہے کہ آخرت کی فلاح کا مدار ایمان اور خدا ترسی پر ہے اسلئے اسلامی زندگی کا یہ بارہواں اصول تجارتی اعتبار سے اور باہمی تعلقات اعتماد کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ترازو بالکل صحیح ہونی چاہیئے ناپ تول میں کمی نہ ہو۔ قوم شعیب پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا اور ان کو ہلاک کر دیا گیا تھا، اسکی وجہ انکی یہی دغا بازیاں تھیں کہ وہ کاروبار میں بے ایمانی کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمانے کے بعد ایک آزاد منڈی قائم کی اس کی خصوصیت یہ تھی کہ آپ بنفسِ نفیس نگرانی فرماتے تھے کہ کسی طرح کی کوئی حق تلفی نہ ہونے پائے کسی قوم کی خوشحالی کا راز کاروباری ترقی ہے اور کاروباری ترقی کیلئے ایمانداری صرف بطور پالیسی کے ہی نہیں بلکہ اللہ کے سامنے جوابدہی کے عقیدے کے ساتھ وابستہ ہے۔ کاروبار میں دیانت داری ایک قوم کے اخلاق کا پیمانہ بھی ہے۔

(۳۶) ہر معاملے میں حقیقت تک رسائی کی کوشش کرو | اسلامی زندگی کا تیرہواں اصول یہ ہے کہ ہر معاملے میں حقیقت تک رسائی کی کوشش کرو کسی سنی سنائی بات کو بغیر جانچے تولے تسلیم مت کرو بے تحقیق کوئی بات زبان سے مت نکالو۔ افواہوں کے اوپر مت چلو۔ بے دلیل بات کی اندھا دھند پیروی مت کرو۔ کان آنکھ اور دل و دماغ کی تمام صلاحیتوں کو کام میں لا کر بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرو بے سوچے سمجھے کسی کے متعلق کوئی بات مت کہو کیونکہ جو بات تم زبان سے نکالو گے یا جو کوئی جھوٹی بات سن کر عمل کرو گے یا بلا تحقیق کسی بات پر یقین کرو گے تو ان سب باتوں کے لئے تمہیں اللہ کے سامنے جواب دینا پڑے گا۔

(۳۷) اکڑ اور تکبر سے بچو | اسلامی زندگی کا چودہواں اصول یہ ہے کہ انسان کی چال ڈھال اور طرزِ عمل میں تکبر اور اکڑ نہ ہو۔ متکبرانہ روش چاہے انفرادی زندگی میں ہو یا قومی رویئے میں اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اسلئے ارشاد ہوا کہ متکبروں کی چال چلنا انسان کو زیبا نہیں دیتا نہ تو زور سے پاؤں زمین پر مارنے سے انسان زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ گردن اونچی کر کے سینہ تاننے سے پہاڑوں کے برابر ہو سکتا ہے انسان کو اپنے ضعف اور کمزوری پر نظر رکھتے ہوئے عاجزانہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے اسلئے اسلامی معاشرے میں عام برتاؤ میں انکساری تواضع ہمیشہ پسندیدہ رہی ہے۔ حدیث میں ہے کہ ۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ (جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کریگا اللہ تعالیٰ اسکو بلندی عطا فرمائیں گے) تکبر اور اکڑ ہی وہ برائی ہے جس نے شیطان کو ذلیل کیا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بہ زندانِ لعنت گرفتار کرد

(تکبر نے شیطان کو ذلیل کر دیا اور ہمیشہ کے لئے وہ لعنت میں مبتلا ہوگیا)

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ

كُلُّ	ذٰلِكَ	كَانَ	سَيِّئُهٗ	عِنْدَ	رَبِّكَ	مَكْرُوْهًا	ذٰلِكَ	مِمَّآ
تمام	یہ	ہے	اس کی برائی	نزدیک	تیرا رب	ناپسندید	یہ	اس سے جو

یہ تمام برائیاں تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔ یہ حکمت کی (ان باتوں)

اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ

اَوْحٰٓى	اِلَيْكَ	رَبُّكَ	مِنَ الْحِكْمَةِ	وَلَا تَجْعَلْ	مَعَ	اللّٰهِ
وحی کی	تیری طرف	تیرا رب	حکمت سے	اور نہ بنا	ساتھ	اللہ

میں سے جو تیرے رب نے تیری طرف وحی کی ہے۔ اور نہ بنا اللہ کے ساتھ

اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾

اِلٰهًا	اٰخَرَ	فَتُلْقٰى	فِىْ	جَهَنَّمَ	مَلُوْمًا	مَدْحُوْرًا	
معبود	کوئی اور	پھر تو ڈالدیا جائے	میں	جہنم	ملامت زدہ	دھکیلا ہوا	،

کوئی اور معبود کہ پھر تو جہنم میں ڈال دیا جائے ملامت زدہ دھکیلا ہوا۔

(۳۸) كُلُّ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرُ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ○

(۳۸) ان تمام چیزوں کی برائی اللہ کو ناپسند ہے۔

(۳۹) ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ط اَلْمَوْعِظَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ مَطْرُوْدًا عَنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ

(۳۹) یہ وہ ہے جو اے محمد تیری طرف تیرے رب نے وحی بھیج کر حکمت کی باتیں سکھلائی اور نصیحت فرمائی اور تو اللہ کا ساتھی کوئی معبود نہ بنا اگر ایسا کریگا تو اللہ کی رحمت سے دور ہوکر دوزخ میں ڈالا جائیگا اور سب تجھکو ملامت کرینگے۔

تشریح

(۳۸) اوپر بیان کردہ احکام کی پابندی کی جائے | مذکورہ بالا آیات میں جو جو دہ احکام اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائے ہیں ان میں جن چیزوں کے کرنے سے منع کیا ہے ان کا کرنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کے نہ کرنے میں اللہ کی ناپسندیدگی ہے یعنی جو احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں ان کی پوری پوری پابندی کی جائے اور ان سے بال برابر ادھر ادھر نہ ہٹا جائے۔

(۳۹) یہ سب حکیمانہ باتیں ہیں اور دیکھو کہیں اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ بنا لینا | اوپر جو نصیحتیں کی گئی ہیں اور جو بطور وحی بلا واسطہ نبی ؐ کو اور نبی ؐ کے واسطے سے امت کو بتائی گئی ہیں یہ بڑی پُرمغز علم و حکمت اور تہذیب اخلاق کی وہ باتیں ہیں جن کو عقل سلیم قبول کرتی ہے۔ کوئی بات ایسی نہیں ہے جو عقل و فہم کے مطابق نہ ہو اور جس میں انسانوں کا دنیا اور آخرت میں بھلا نہ ہو۔ یہ سب باتیں تمہارے رب کی طرف سے ہیں اسکے علاوہ کسی اور کو اپنا معبود اور مقصود نہ بنا لینا ورنہ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم ہر بھلائی سے محروم ہوکر قابلِ ملامت بن جاؤگے ان نصیحتوں کا آغاز بھی توحید سے ہوا تھا اور کلام کا خاتمہ بھی توحید پر ہو رہا ہے کیونکہ تمام نیکیوں کا آغاز اور انجام توحید خالص پر ہے اس کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں ہے۔

أَفَأَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ إِنَاثًا

أَفَأَصْفٰكُمْ	رَبُّكُمْ	بِالْبَنِينَ	وَاتَّخَذَ	مِنَ	الْمَلٰٓئِكَةِ	إِنَاثًا
کیا تمہیں چن لیا	تمہارا رب	بیٹوں کیلئے	اور بنا لیا	سے۔ کو	فرشتے	بیٹیاں

کیا تمہیں چن لیا تمہارے رب نے بیٹوں کے لئے؟ اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا

۴ ع۱۰ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ﴿۴۰﴾ ع وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي

إِنَّكُمْ	لَتَقُولُونَ	قَوْلًا	عَظِيمًا	وَلَقَدْ ۔ صَرَّفْنَا	فِي
بیشک تم	البتہ کہتے ہو (بولتے ہو)	بول	بڑا	اور البتہ ہم نے طرح طرح سے بیان کیا	میں

بیشک تم بڑا بول بولتے ہو۔ اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان

هٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا ۖ وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿۴۱﴾

هٰذَا	الْقُرْآنِ	لِيَذَّكَّرُوا	وَمَا يَزِيدُهُمْ	إِلَّا	نُفُورًا
اس	قرآن	تاکہ وہ نصیحت پکڑیں	اور نہیں بڑھتی ان کو	مگر	نفرت

کیا ہے۔ تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور (اس سے) انہیں نہیں بڑھتی مگر نفرت

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ

قُلْ	لَوْ كَانَ	مَعَهُ	آلِهَةٌ	كَمَا	يَقُولُونَ	إِذًا	لَابْتَغَوْا	إِلَىٰ
کہدیں	اگر ہوتے	اس کے ساتھ	اور معبود	جیسا کہ	وہ کہتے ہیں	اس صورت میں	وہ ضرور ڈھونڈتے	طرف

کہدیں، اگر جیسے وہ کہتے ہیں اس کے ساتھ اور معبود ہوتے تو اس صورت میں وہ عرش کے مالک

ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿۴۲﴾

ذِي ۔ الْعَرْشِ	سَبِيلًا
عرش کا مالک	کوئی راستہ

کی طرف ضرور ڈھونڈتے کوئی راستہ

﴿۴۰﴾ أَفَأَصْفٰكُمْ أَخْلَصَكُمْ يَا أَهْلَ مَكَّةَ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ إِنَاثًا بَنَاتًا لِنَفْسِهِ بِزَعْمِكُمْ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ بِذٰلِكَ قَوْلًا عَظِيمًا ○

﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا بَيَّنَّا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ مِنَ الْأَمْثَالِ وَالْوَعْدِ وَالْوَعِيدِ لِيَذَّكَّرُوا

﴿۴۰﴾ کیا اے مکہ والو تمکو تمہارے رب نے بیٹوں کے واسطے خاص کیا اور تمہارے گمان فاسد کے مطابق خود فرشتوں میں سے بیٹیاں بنائیں بیشک تم یہ بات بڑی کہتے ہو۔

﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا الخ اور بالتحقیق ہم نے اس قرآن میں مثالیں اور وعدہ و

يَتَّعِظُوْا وَمَا يَزِيْدُهُمْ ذٰلِكَ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ عَنِ الْحَقِّ

وعید بیان کیے تاکہ لوگوں کو نصیحت ہو اور ان کو اس سے کچھ نفع نہوا بلکہ حق سے نفرت بڑھ گئی ۔

(۴۲) قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝ ای اللّٰہ طلبوا طریقا لیقاتلوا

(۴۲) ان سے کہدو اگر اللہ کے شریک اور معبود ہوتے جیسے وہ کہتے ہیں تو اس صورت میں وہ معبود صاحب عرش یعنی اللہ سے مقابلہ کرتے اور لڑائی کا طریق ڈھونڈتے ۔

تشریح

(۴۰) کیسی گستاخی ہے اللہ کے لئے اولاد اور وہ بھی بیٹیاں | اس کائنات کی ایک ایک چیز اور ان میں باقاعدگی اس بات کی کھلی گواہی ہے کہ اللہ ہے اور ایک ہے وہ ہر کمزوری اور ہر عیب سے پاک ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کے کوئی اولاد ہے ۔ کائنات کی اس کھلی گواہی کے باوجود شرک میں مبتلا ہونا اللہ کے لئے اولاد تجویز کرنا اللہ کے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دینا کتنا بڑا ستم ہے کیسی گستاخی ہے کتنا بڑا جھوٹ ہے جو زبانوں سے نکالنے میں کوئی باک نہیں ہوتا ۔ خود اپنے لئے بیٹیوں کو حقیر سمجھتے ہیں بیٹی پیدا ہو جائے تو شرماتے ہیں بیٹی کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرنے میں کوئی شرم نہیں آتی ۔ توحید خالص یہ ہے کہ اللہ کو اس طرح مانا جائے جس طرح ماننے کا حق ہے اس کے ساتھ کسی طرح کی کوئی شرکت اس کی ذات میں اسکی صفات میں اس کے احکام میں اس کی عظمت وکبریائی میں اسکے ساتھ محبت اور تعلق میں نہ ہو ۔ خالص توحید کے بغیر عمل کی کوئی بنیاد قائم نہیں ہوتی اس لئے جیسا بتایا گیا کلام کا آغاز بھی توحید سے ہوا تھا اور اس کا اختتام بھی توحید پر ہو رہا ہے ۔

(۴۱) قرآن مختلف انداز میں حقیقت کو پیش کرتا ہے | اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر مقرر کرنے کے ساتھ ان پر اپنی کتابیں بھی نازل کی ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے پیغمبر آخر الزماں بنایا اور ان پر اپنی کتاب قرآن مجید نازل کی جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابوں کی جامع ہے یہ کتاب قرآن کریم مختلف عنوانات سے طرح طرح کی مثالوں اور دلیلوں سے حقیقت کو سمجھاتا ہے اور بتلاتا ہے کہ اس پوری کائنات کے نظام میں ایک سے زیادہ معبود کی گنجائش ہی نہیں ہے مگر نہ ماننے والوں کا حال یہ ہے کہ سمجھنے کے بجائے حق سے اور دور ہی بھاگے جارہے ہیں ۔

(۴۲) اللہ کے ایک ہونے کی عقلی دلیل | اللہ تعالے کے ایک ہونے کی ایک بہت مضبوط عقلی دلیل پیش کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ اگر واقعی اس کائنات کے کئی خدا ہوتے اور وہ سب اپنی اپنی جگہ با اختیار ہوتے تو وہ کسی ایک کے محکوم رہنا کیوں پسند کرتے اور سب مل کر اللہ کے تخت سلطنت کو الٹ کر خود فرماں روائی کے تخت پر بیٹھ جاتے اور یہ کئی خدا عاجز ہیں کچھ کر نہیں سکتے تو عاجز مخلوق کو معبود ماننا کون سی عقل کی بات ہے ۔

اگر اس کائنات کے نظام پر غور کیا جائے تو گھاس کا ایک تنکہ بھی اس وقت تک پیدا نہیں ہوتا جب تک کائنات کی ساری قوتیں مل کر کام نہ کریں ۔ اگر کئی خود مختار یا نیم خود مختار خدا مل کر اس کائنات کے نظام کو چلا رہے ہوتے تو کیا ان سب میں اتنی ہم آہنگی ممکن ہے کہ کبھی بھی کائنات کے نظام میں کوئی خلل واقع نہ ہو اس نظام کی ہم آہنگی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس پوری کائنات کو بنانے والا بھی ایک ہے اور چلانے والا بھی ایک ہے وحدہٗ لاشریک لہٗ وہ یکتا اور بے مثال ہے کوئی ذرا بھی اس کا ساجھی نہیں ۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ

سُبْحٰنَهٗ	وَتَعٰلٰى	عَمَّا	يَقُوْلُوْنَ	عُلُوًّا	كَبِيْرًا	تُسَبِّحُ
وہ پاک ہے	اور برتر	اس سے جو	وہ کہتے ہیں	برتر	بہت بڑا (بے نہایت)	پاکیزگی بیان کرتے ہیں

وہ اس سے بے نہایت پاک ہے اور برتر جو وہ کہتے ہیں۔ اس کی پاکیزگی بیان

لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ

لَهٗ	السَّمٰوٰتُ	السَّبْعُ	وَالْاَرْضُ	وَمَنْ	فِيْهِنَّ	وَاِنْ
اسکی	آسمان (جمع)	سات	اور زمین	اور جو	ان میں	اور نہیں

کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین، اور جو اُن میں ہے۔ کوئی چیز

مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ

مِّنْ ۔ شَیْءٍ	اِلَّا	يُسَبِّحُ	بِحَمْدِهٖ	وَلٰكِنْ	لَّا	تَفْقَهُوْنَ
کوئی چیز	مگر	پاکیزگی بیان کرتی ہے	اسکی حمد کیساتھ	اور لیکن	نہیں	تم سمجھتے

نہیں مگر (ہر شے) پاکیزگی بیان کرتی ہے اس کی حمد کے ساتھ لیکن تم ان کی تسبیح

تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ

تَسْبِيْحَهُمْ	اِنَّهٗ	كَانَ	حَلِيْمًا	غَفُوْرًا	وَاِذَا	قَرَاْتَ
ان کی تسبیح	بیشک وہ	ہے	بُردبار	بخشنے والا	اور جب	تم پڑھتے ہو

نہیں سمجھتے، بیشک وہ بُردبار، بخشنے والا ہے۔ اور جب تم قرآن

الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

الْقُرْاٰنَ	جَعَلْنَا	بَيْنَكَ	وَ	بَيْنَ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ
قرآن	ہم کردیتے ہیں	تمہارے درمیان	اور	درمیان	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے

پڑھتے ہو ہم تمہارے اور ان کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے کردیتے (ڈال دیتے) ہیں

بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾

بِالْاٰخِرَةِ	حِجَابًا	مَّسْتُوْرًا
آخرت پر	ایک پردہ	چھپا ہوا

ایک چھپا ہوا (دبیز) پردہ۔

(۴۳) سُبْحَانَهٗ تَنْزِيْهًا لَّهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ مِنَ الشُّرَكَاۗءِ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝

(۴۳) وہ پاک ہے اور بہت بلند ان شریکوں سے جن کو یہ لوگ اللہ کا ساجھی بتلاتے ہیں ۔

(۴۴) تُسَبِّحُ لَهُ تُنَزِّهُهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مَّا مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْمَخْلُوْقَاتِ اِلَّا يُسَبِّحُ مُتَلَبِّسًا بِحَمْدِهٖ اَيْ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَفْهَمُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ لِاَنَّهٗ لَيْسَ بِلُغَتِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ حَيْثُ لَمْ يُعَاجِلْكُمْ بِالْعُقُوْبَةِ ۔

(۴۴) ساتوں آسمان اور زمین اس کی پاکی اور حمد کرتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں سبحان اللہ وبحمدہ، ولیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے کہ وہ تمہاری زبان میں نہیں بیشک اللہ بردبار بہت بخشنے والا ہے کہ تم پر عذاب بھیجنے میں جلدی نہیں فرماتا ۔

(۴۵) وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝ اَيْ سَاتِرًا لَّكَ عَنْهُمْ فَلَا يَرَوْنَكَ وَنَزَلَ فِيْمَنْ اَرَادَ الْفَتْكَ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(۴۵) اور جب تو اے محمد قرآن پڑھتا ہے ہم تیرے اور ان لوگوں کے بیچ میں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پردہ ڈال دیتے ہیں جو تجھ کو ان سے چھپا لیتا ہے وہ تجھ کو دیکھ نہیں سکتے اور اس شخص کے بارے میں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ سے ناگاہ مار ڈالنا چاہا تھا یہ آیت نازل ہوئی ۔

تشریح

(۴۳) کائنات کی ہر شے اپنے مکمل وجود سے حقیقت کی گواہ ہے | کائنات کی ایک ایک شے اپنی بناوٹ اور اپنے مکمل وجود کے ساتھ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس کو پیدا کرنے والا اور اس کی نگہبانی کرنے والا ہر عیب سے پاک ایک پروردگار ہے جو تمام کمزوریوں سے بلند و بالا ہے ۔

(۴۴) کائنات کی ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ کے کمالات کا اظہار کر رہی ہے | ساتوں آسمان اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے تمام چیزیں اپنے پیدا کرنے والے کے کمالات کا اظہار کر رہی ہیں ایک ایک چیز کے وجود پر نظر ڈالو تو وہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میرا بنانے والا اور میرا منتظم وہ ہے جس پر سارے کمالات ختم ہو گئے ۔ کائنات کی معنویت خود کہہ رہی ہے کہ اس کا بنانے والا ایک لامحدود ذہن ہے ۔

اس حقیقت کے باوجود اس کو نہ ماننے والے نہ صرف یہ کہ اس کو مانتے نہیں بلکہ اس کی جناب میں گستاخیاں کرتے ہیں اور طرح طرح کی بہتان تراشیاں کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے مگر وہ ایسا بردبار ہے کہ درگذر کیے جاتا ہے نہ روزی کے دروازے بند کرتا ہے نہ اپنی نعمتوں سے محروم کرتا ہے بڑے سے بڑے مجرم کو سنبھلنے کا موقع دیتا ہے اور ایسا درگذر کرنے والا ہے کہ کوئی اپنی غلطی کو محسوس کر کے راستے پر آجائے تو ساری خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے ۔

(۴۵) ایمان نہ لانے والوں پر معنوی پردہ پڑ جاتا ہے | سچائی سامنے ہو دلائل موجود ہوں قرآن پڑھا جا رہا ہو اور قرآن سنانے والے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں لیکن جب آخرت پر ایمان نہ لانے کا ارادہ ہی نہ ہو تو سامنے ایک فکری اور معنوی پردہ سا پڑ جاتا ہے اور اسے آنحضرت ﷺ کے حالات اور آپ کی باتوں پر غور کرنے کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی ۔

وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ

وَجَعَلْنَا	عَلٰى	قُلُوْبِهِمْ	اَكِنَّةً	اَنْ	يَّفْقَهُوْهُ	وَ	فِيْٓ	اٰذَانِهِمْ	وَقْرًا	وَاِذَا	ذَكَرْتَ
اور ہم نے ڈالدیے	پر	انکے دل	پردے	کہ	وہ نہ سمجھیں اسے	اور	میں	انکے کان	گرانی	اور جب	تم ذکر کرتے ہو

اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے کہ وہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی ہے۔ اور جب تم قرآن میں

رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ

رَبَّكَ	فِي	الْقُرْاٰنِ	وَحْدَهٗ	وَلَّوْا	عَلٰٓي	اَدْبَارِهِمْ	نُفُوْرًا	نَحْنُ	اَعْلَمُ
اپنا رب	میں	قرآن	یکتا	وہ بھاگتے ہیں	پر	اپنی پیٹھ (جمع)	نفرت کرتے ہوئے	ہم	خوب جانتے ہیں

اپنے یکتا رب کا ذکر کرتے ہو تو وہ پیٹھ پھیر کر نفرت کرتے ہوئے بھاگ جاتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں

بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ

بِمَا	يَسْتَمِعُوْنَ	بِهٖٓ	اِذْ	يَسْتَمِعُوْنَ	اِلَيْكَ	وَاِذْ هُمْ	نَجْوٰٓى	اِذْ يَقُوْلُ
جس غرض سے	وہ سنتے ہیں	اس کو	جب	وہ کان لگاتے ہیں	تیری طرف	اور جب وہ	سرگوشی کرتے ہیں	جب کہتے ہیں

کہ وہ اس کو کس غرض سے سنتے ہیں جب وہ تمہاری طرف کان لگاتے ہیں اور جب وہ سرگوشی کرتے ہیں (یعنی) جب کہتے ہیں

الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾

الظّٰلِمُوْنَ	اِنْ	تَتَّبِعُوْنَ	اِلَّا	رَجُلًا	مَّسْحُوْرًا
ظالم (جمع)	نہیں	تم پیروی کرتے	مگر	ایک آدمی	سحر زدہ

ظالم کہ تم پیروی نہیں کرتے مگر ایک سحر زدہ آدمی کی۔

(۴۶) وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً
اَغْطِيَةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ مِنْ اَنْ
يَّفْهَمُوا الْقُرْاٰنَ اَيْ فَلَا يَفْهَمُوْنَهٗ
وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ثِقَلًا فَلَا
يَسْمَعُوْنَهٗ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ
فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي
اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ○ عَنْهُ
(۴۷) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ
بِهٖ بِسَبَبِهٖ مِنَ الْهُزْءِ
اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ قِرَاءَتَكَ

(۴۶) وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ الخ اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈالدیے کہ وہ قرآن کو سمجھ نہیں سکتے اور ان کے کانوں میں بوجھ ڈالدیا یعنی انکو بہرہ کردیا کہ وہ قرآن کو سُن نہیں سکتے۔
اور جس وقت تو اپنے رب اکیلے کا ذِکر قرآن میں پڑھتا ہے کافر اس سے نفرت کرکے پشت پھیر کر بھاگ گئے ہیں۔

(۴۷) ہم خوب جانتے ہیں جس نیت سے وہ قرآن کو سنتے ہیں کہ غرض انکی ٹھٹھہ کرنا ہوتا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں جب وہ تیرے پڑھنے پر کان لگاتے ہیں اور جب وہ

وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ○

یَتَنَاجُوْنَ بَیْنَھُمْ اَیْ یَتَحَدَّثُوْنَ اِذْ بَدَلٌ مِّنْ اِذْ قَبْلَهٗ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ تَنَاجِیْھِمْ اِنْ مَا تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ○ مَخْدُوْعًا مَغْلُوْبًا عَلٰی عَقْلِهٖ -

باہم مشورہ اور باتیں کرتے ہیں

جب یہ ظالم اپنے مشورہ میں کہتے ہیں کہ تم ایک جادوگر مسلوب العقل کی پیروی کرتے ہو۔

تشریح

(۴۶) قرآن کی قوت تاثیر کے باوجود نہ ماننے والوں پر اثر کیوں نہیں | اوپر بیان ہوا تھا کہ پیغمبرؐ کے سامنے ہوتے ہوئے بھی ان کی صداقت کو کیوں سمجھ نہیں پاتے اور اب بتایا جارہا ہے کہ قرآن کی قوتِ تاثیر کے باوجود ان کے دلوں پر کیوں اثر نہیں ہوتا قرآن کا اثر اسلئے نہیں ہوتا کہ قرآن کی دعوت یہ ہے کہ اس زندگی کو سامنے رکھو جو مرنے کے بعد آنے والی ہے دنیا کی زندگی کے ظاہری پہلو سے دھوکہ کھا کر یہ مت سمجھو کہ کوئی تمہیں پوچھنے والا اور حساب لینے والا نہیں ہے۔ یہ مت سمجھو کہ حساب طلبی اور جواب دہی اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا ایک اٹل اخلاقی قانون ہے جو مرنے کے بعد دوسری زندگی میں سامنے آئے گا اور جیسا کیا ہے ویسا بھرنا پڑے گا اس عارضی زندگی پر فریفتہ مت ہو اللہ کے قانون کے مطابق موت کے بعد کی زندگی میں قطعی اور آخری فیصلے ہونگے۔ لیکن جن کا اعتماد ہی اس دنیا کے ظاہر پر ہے وہ قرآن کی اس دعوت کو نہیں سمجھ سکتے قرآن کی آواز ان کے کانوں سے ٹکرا کر واپس آئے گی اور دل کی گہرائی تک نہ پہونچ سکے گی جیسے کسی نے دل پر غلاف چڑھا دیا ہو ان کو قرآن سننے سے گرانی محسوس ہوگی اور وہ قرآن میں ایک ہی رب کا ذکر سن کر نفرت سے منہ موڑتے نظر آئیں گے اللہ واحد کے ذکر سے بدکتے ہوئے پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگیں گے جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (زمر آیت ۴۵ پ ۲۴) جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اُٹھتے ہیں۔ آخرت کے انجام سے بے فکر رہنے والوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ وہ بڑے فخر سے یہ بات کرتے ہیں کہ: وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ (حٰم السجدہ آیت ۵ پارہ ۲۴) کہتے ہیں جس چیز کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے اس کے لئے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں ہمارے اور تیرے درمیان ایک حجاب حائل ہو گیا ہے تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کئے جائیں گے۔

اگر سورج پوری تابانی کے ساتھ چمک رہا ہو مگر کوئی شخص کمرے کے سارے دروازے بند کر کے کالے پردے ڈال کر اندر بیٹھا رہے تو قصور سورج کی روشنی کا نہیں ہے کمی اس میں ہے جو سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا۔

(۴۷) قرآن کو فائدہ اٹھانے کیلئے نہیں سنتے اور تمہیں بہکی بہکی باتیں کرنے والا بتاتے ہیں | نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی مخالفت کرنے والے اب اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ جب وہ قرآن اور رسول کی باتیں سنتے ہیں تو اسلئے نہیں سنتے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ کی باتوں کا مذاق اڑائیں اور جب آپس میں سرگوشیاں ہوتی ہیں یا دیکھتے ہیں کہ کوئی آپکی باتوں سے متاثر ہو رہا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بہکی بہکی باتیں کرنے والا سحرزدہ سا آدمی ہے اس کی باتوں میں کیا آنا گویا قرآن اور رسول کی دعوت جو انسان کیلئے دونوں جہان کی فلاح کا ذریعہ ہے اور جو انسانی مسائل کی گتھیاں سلجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے سنہری اصول بتاتی ہیں وہ انکی نظر میں بہکی بہکی باتیں کرنے والے سحرزدہ آدمی کی کچھ لا یعنی سی باتیں ہیں جن پر سنجیدگی سے توجہ کرنیکی ضرورت نہیں

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَ

اُنْظُرْ	كَيْفَ • ضَرَبُوْا	لَكَ	الْاَمْثَالَ	فَضَلُّوْا	فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	سَبِيْلًا	وَ
دیکھو	کیسی انہوں نے چسپاں کیں	تمہارے لئے	مثالیں	سو وہ گمراہ ہوگئے	پس وہ نہیں پاتے	کوئی راہ	اور

دیکھو! انہوں نے تم پر کیسی مثالیں چسپاں کیں سو وہ گمراہ ہوئے، پس وہ کوئی اور راہ نہیں پاتے، اور

قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾

قَالُوْٓا	ءَاِذَا	كُنَّا	عِظَامًا	وَّرُفَاتًا	ءَاِنَّا	لَمَبْعُوْثُوْنَ	خَلْقًا	جَدِيْدًا
وہ کہتے ہیں	کیا جب	ہم ہوگئے	ہڈیاں	اور ریزہ ریزہ	کیا ہم	پھر جی اٹھیں گے	پیدائش	نئی

وہ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہوگئے، کیا ہم پھر نئی پیدائش (از سرِ نو) جی اٹھیں گے؟

﴿۴۸﴾ قَالَ تَعَالٰى اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ بِالْمَسْحُوْرِ وَالْكَاهِنِ وَالشَّاعِرِ فَضَلُّوْا بِذٰلِكَ عَنِ الْهُدٰى فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا طَرِيْقًا اِلَيْهِ

﴿۴۸﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے محمد دیکھو وہ تمہارے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں کبھی جادوگر بتلاتے ہیں کبھی نجومی کبھی شاعر سو اس وجہ سے وہ راہ سے بے راہ ہوئے پس وہ اس طرف چلنے کی طاقت نہیں رکھتے

﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا مُنْكِرِيْنَ لِلْبَعْثِ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا

﴿۴۹﴾ اور کافروں نے قیامت کے انکار میں کہا، کیا جبکہ ہم پرانی ہڈیاں اور بوسیدہ ہو جاویں گے اس وقت نئے سرے سے پیدا ہوں گے۔

تشریح

﴿۴۸﴾ حقیقت میں یہ خود بہکے ہوئے ہیں | آپکی مخالفت میں طرح طرح کے الزام لگانے والے یہ لوگ خود ہی بہکے ہوئے ہیں کبھی آپ کو جادوگر کہتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ آپ پر کسی نے جادو کر دیا ہے آپ سحر زدہ ہیں اسلئے بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں کبھی آپکو شاعر کہتے ہیں کبھی مجنون بتاتے ہیں کبھی کاہن کہتے ہیں انکی یہ بہکی بہکی متضاد باتیں بتا رہی ہیں کہ وہ خود ہی اپنی کسی ایک بات پر مطمئن نہیں ہیں۔ ایک الزام لگاتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ تو چسپاں نہیں ہو رہا ہے تو پھر دوسرا الزام لگا دیتے ہیں۔ غرض ان کی بات میں صداقت نہیں عداوت ہے۔

﴿۴۹﴾ موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر حیرانی | جو پیغمبر یہ بتاتا ہو کہ انسان جب مرجاتا ہے اور اس کی ہڈیاں چورا چورا ہو کر مٹی میں مل جاتی ہیں اور قبر میں اس کا سارا بدن خاک در خاک ہو جاتا ہے تو پھر وہ دوبارہ جی اٹھتا ہے۔ بھلا کیا ہم نئے سرے سے پیدا کرکے اٹھائے جائینگے اس طرح کی باتیں کرنے والے کو کیا یہ کہا جائے گا کہ اسکی دماغی صحت ٹھیک ہے ـــ یہ تھی وہ دلیل جو پیغمبر کو مجنون اور بہکی بہکی باتیں کرنے والا ثابت کرنے کے لئے پیش کی جاتی تھیں۔

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ

قُلْ	كُوْنُوْا	حِجَارَةً	اَوْ	حَدِيْدًا	اَوْ	خَلْقًا	مِّمَّا	يَكْبُرُ
کہدیں	تم ہوجاؤ	پتھر	یا	لوہا	یا	اور مخلوق	اس سے جو	بڑی ہو

کہہ دیں تم پتھر، یا لوہا ہو جاؤ یا کوئی اور مخلوق جو تمہارے خیالوں میں

فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ

فِيْ	صُدُوْرِكُمْ	فَسَيَقُوْلُوْنَ	مَنْ	يُّعِيْدُنَا	قُلِ	الَّذِيْ
میں	تمہارے سینے (خیال)	پھر اب کہیں گے	کون	ہمیں لوٹائیگا	فرمادیں	وہ جس نے

اس سے بھی بڑی ہو پھر اب کہیں گے ہمیں کون لوٹائے گا ؟ فرمادیں وہ جس نے تمہیں

فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ

فَطَرَكُمْ	اَوَّلَ	مَرَّةٍ	فَسَيُنْغِضُوْنَ	اِلَيْكَ	رُءُوْسَهُمْ	وَ
تمہیں پیدا کیا	پہلی	بار	تو وہ ہلائیں گے (مٹکائینگے)	تمہاری طرف	اپنے سر	اور

پیدا کیا پہلی بار تو وہ تمہاری طرف اپنے سر مٹکائیں گے اور

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ

يَقُوْلُوْنَ	مَتٰى	هُوَ	قُلْ	عَسٰٓى	اَنْ	يَّكُوْنَ	قَرِيْبًا	يَوْمَ
کہیں گے	کب	وہ۔یہ	فرمادیں	شاید	کہ	وہ ہو	نزدیک	جس دن

کہیں گے یہ کب ہوگا۔ (قیامت کب آئیگی؟) آپ فرمادیں شاید کہ نزدیک ہی ہو جس دن وہ

يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا

يَدْعُوْكُمْ	فَتَسْتَجِيْبُوْنَ	بِحَمْدِهٖ	وَتَظُنُّوْنَ	اِنْ	لَّبِثْتُمْ	اِلَّا
وہ پکاریگا تمہیں	تو تم جواب دوگے (تعمیل کروگے)	اسکی تعریف کیساتھ	اور تم خیال کروگے	کہ	تم رہے	صرف

تمہیں پکارے گا تو تم اس کی تعریف کے ساتھ تعمیل کروگے (قبروں سے نکل آؤگے) اور تم خیال کروگے کہ تم (دنیا میں) رہے ہو

قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ ع وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ ۵ ع ۱۲ ۵

قَلِيْلًا	وَقُلْ	لِّعِبَادِيْ	يَقُوْلُوا	الَّتِيْ	هِيَ	اَحْسَنُ	اِنَّ
تھوڑی دیر	اور فرمادیں	میرے بندوں کو	وہ کہیں	وہ جو	وہ	سب سے اچھی	بیشک

صرف تھوڑی دیر اور میرے بندوں کو فرمادیں کہ (بات) وہ کہیں جو سب سے اچھی ہو۔ بے شک

الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾

الشَّيْطٰنَ	يَنْزَغُ	بَيْنَهُمْ	اِنَّ	الشَّيْطٰنَ	كَانَ	لِلْاِنْسَانِ	عَدُوًّا	مُّبِيْنًا
شیطان	فساد ڈالتا ہے	ان کے درمیان	بیشک	شیطان	ہے	انسان کا	دشمن	کھلا

شیطان ان کے درمیان فساد ڈال دیتا ہے بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے

(۵۰) قُلْ لهم كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝
(۵۱) اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ
يعظم عن قبول الحيوة
فضلا عن العظام
والرفات فلا بد من
ايجاد الروح فيكم
فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا
الى الحيوة قُلِ الَّذِيْ
فَطَرَكُمْ خلقكم اَوَّلَ مَرَّةٍ
ولم تكونوا شيئا لان
القادر على البدء قادر على
الاعادة بل هي اهون
فَسَيُنْغِضُوْنَ يحركون
اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ تعجبا و
يقولون استهزاء مَتٰى
هُوَ ۭ اي البعث قُلْ عَسٰٓى
اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝
(۵۲) يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ ينادیكم من القبور على لسان
اسرافيل فَتَسْتَجِيْبُوْنَ فتجيبون من
القبور بِحَمْدِهٖ بامره وقيل وله الحمد
وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ في الدنيا اِلَّا
قَلِيْلًا ۝ لهول ما ترون
(۵۳) وَقُلْ لِّعِبَادِيْ المؤمنين يَقُوْلُوا للكفار
الكلمة الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

(۵۰) ان سے کہدو کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا
(۵۱) اور کوئی مخلوق جو تمہارے نزدیک زیادہ سخت ہو حیات
کو قبول نہ کرنے کے ہڈیوں اور بوسیدہ چیزوں کی ان کے
سامنے کیا حقیقت ہے پس بالضرور تم میں دوبارہ روح
ڈالی جائے گی۔

سو عنقریب کافر کہیں گے کہ ہم کو کون دوبارہ زندہ کریگا
کہدو وہ جس نے تم کو اول دفعہ پیدا کیا جبکہ تم کوئی
چیز نہ تھے کیونکہ جو اول مرتبہ پیدا کرنے پر قدرت
رکھتا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قدرت رکھیگا بلکہ
دوبارہ پیدا کرنا سہل تر ہے۔

پس عنقریب کافر تیرے سامنے اپنے سر ہلا دیں گے تعجب
سے اور ازراہ استہزاء کہیں گے قیامت کب ہے۔

ان سے کہدو کہ وہ نزدیک آنے والی ہے۔

(۵۲) جس دن کہ اللہ تم کو زبانی اسرافیل کے قبروں سے بلاویگا
سو تم اللہ کے حکم سے قبروں سے نکلو گے یا یہ کہتے ہوئے
نکلو گے کہ تمام تعریفیں اللہ کو ہیں
اور تم گمان کروگے کہ دنیا میں بہت کم ٹھہرے قیامت کی
دہشت سے یہ حال ہوجائیگا
(۵۳) وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ
بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ اور اے محمد
میرے بندوں ایمان والوں سے کہدو کہ وہ کافروں سے وہ بات کہیں

يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۗ إِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ بین العداوۃ

جو اچھی ہے بیشک شیطان ان کے درمیان فساد ڈالتا ہے
بلاشبہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

تشریح

(۵۰) مٹی ہی کیوں پتھر یا لوہا بن کر دیکھ لو | اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر ان کی الٹی سیدھی دلیلوں کا جواب انکو یہ دو کہ تمہیں دوبارہ زندہ ہونے پر اسلئے حیرانی ہے کہ تمہارا بدن جس میں مٹی شامل ہے مرنے کے بعد مٹی میں ملکر مٹی ہوگیا اور اب اسمیں دوبارہ زندگی کہاں سے آجائیگی۔ یہ ریزہ اور چورا تو بہرحال انسانی بدن کا ہے جس میں کبھی زندگی رہ چکی ہے اور مٹی کے ذروں میں بھی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں اے پیغمبر ان سے کہو کہ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ ہڈیوں کا چورا نہیں ممکن ہو تو پتھر یا لوہا بن جاؤ جو زندگی کے آثار قبول کرنے سے قطعی محروم نظر آتے ہیں۔

(۵۱) جس نے پہلی بار پیدا کیا وہی دوبارہ زندگی دیگا | اللہ تعالےٰ نے انسان کو عقل دی ہے فہم اور شعور دیا ہے انسان اپنی عقل سے غور کرے کہ پیدا کرنیوالے نے جب اسکو پہلی بار پیدا کیا تو کیسے پیدا کیا ناپاک پانی کا ایک قطرہ جو رحم مادر میں منتقل ہوگیا وہاں وہ جما ہوا خون بنا، گوشت کا لوتھڑا بنا، اسکے بدن کے حصے تیار ہوئے پھر پروردگار نے اسمیں جان ڈالی اسکے باہر آنے کا راستہ ملا اسکی پرورش ہوئی اور وہ ایک مکمل انسان کی صورت میں اس زمین پر چلنے پھرنے لگا۔ یہ ہے اس کی زندگی کا آغاز جس نے اسکو ایک قطرہ سے جیتا جاگتا انسان بنا دیا، کیا وہ خاک کے ذروں سے اس کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے؟

پتھر اور لوہا کیا اس سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز جو تمہارے ذہن میں ایسی ہو جو زندگی کو قبول نہ کرتی ہو وہ بن کر دیکھ لو اس کے باوجود بھی تم ضرور دوبارہ اٹھ کر رہو گے۔

وہ پوچھیں گے، کیوں صاحب ہمیں کون دوبارہ زندہ کرے گا؟

کہو وہی، جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا ——— پھر وہ سر مٹکا مٹکا کر کہیں گے، اچھا اچھا تو یہ ہوگا۔

اچھا صاحب یہ سب کب ہوگا، کب بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑے گی، کب قبروں سے حساب کتاب کے لئے اٹھائے جائینگے۔؟

آپ کہیں قیامت کا صحیح وقت تو اللہ نے کسی کو نہیں بتایا مگر کیا عجب وہ وقت قریب ہی آلگا ہو۔

(۵۲) موت اور نئی زندگی کے درمیان فاصلہ بہت کم محسوس ہوگا | دنیا میں مرنے کے وقت سے لے کر قیامت میں اٹھنے کے وقت تک کی مدت چند گھنٹوں سے زیادہ محسوس نہ ہوگی اسوقت ایسا لگے گا کہ ذرا سوئے پڑے تھے کہ شور محشر نے جگا دیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا (سورہ یٰسین آیت ۵۲ پارہ ۲۳) "کس نے ہماری خوابگاہ سے ہمیں اٹھا کھڑا کیا۔" بس ایک آواز لگے گی اور سب زمین سے نکل نکل کر اللہ کی تعریف کرتے ہوئے حشر کے میدان میں جمع ہوجائیں گے پہلی زندگی میں جن لوگوں کو اللہ پر اعتقاد اور یقین تھا وہ اس لئے اللہ کی حمد و ثنا کریں گے کہ زندگی میں انکا وظیفہ ہی یہ تھا۔ اور جنکو پہلی زندگی میں اللہ پر یقین اور اعتقاد نہیں تھا وہ اس لئے اللہ کی حمد و ثنا کریں گے کہ انکی فطرت یہی تھی اور اصل فطرت کے مطابق بلا ارادہ حمد و ثنا انکی زبان پر جاری ہوجائے گی مگر یہ حمد و ثنا کیونکہ پہلی زندگی میں انکے عقیدے میں شامل نہ تھی اس لئے انکی نجات کیلئے مفید نہ ہوگی۔

(۵۳) مخالفین کی دل آزاری کے جواب میں تحمل سے کام لیں | مخالفین کی جاہلانہ اور مذاق اڑانے والی باتوں کو سنکر ممکن ہے کہ کسی کو غصہ آجائے اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ نصیحت کی جارہی ہے کہ ناگوار سے ناگوار بات سنکر بھی آپے سے باہر نہ ہو اور مخالفین کی گفتگو کے جواب میں تیز کلامی نہ کریں کوئی بات خلافِ حق زبان سے نہ نکلنی چاہئیے ان کی ہر بات جچی تلی برحق اور ان کی دعوت کے وقار کے مطابق ہونی چاہئیے۔ اصل میں شیطان غصہ کی آگ بھڑکا کر باہم فساد پیدا کرنا چاہتا ہے تاکہ لوگ اصلاح کا کام چھوڑ کر باہمی جھگڑوں میں الجھ کر رہ جائیں کیونکہ شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے جھگڑے میں بڑی خرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ مخاطب کے اندر ضد اور عداوت قائم ہوجاتی ہے اور پھر وہ ٹھیک بات کو سمجھنے سے رک جاتا ہے اور یہی شیطان کا منشا ہے اسلئے ایک مصلح اور داعی کو بڑے تحمل سے کام لینا چاہئیے اور بڑے سے بڑے مخالف کے سامنے تنگدلی کا پہلو اختیار نہیں کرنا چاہئیے۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۚ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَآ

رَبُّكُمْ	اَعْلَمُ	بِكُمْ	اِنْ	يَّشَاْ	يَرْحَمْكُمْ	اَوْ	اِنْ	يَّشَاْ	يُعَذِّبْكُمْ	وَمَآ
تمہارا رب	خوب جانتا ہے	تمہیں	اگر	وہ چاہے	تم پر رحم کرے	یا	اگر	وہ چاہے	تمہیں عذاب دے	اور نہیں

تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تو تم پر رحم کرے، یا اگر وہ چاہے تو تمہیں عذاب دے اور ہم نے

اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اَرْسَلْنٰكَ	عَلَيْهِمْ	وَكِيْلًا	وَرَبُّكَ	اَعْلَمُ	بِمَنْ	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ
ہم نے تمہیں بھیجا	ان پر	داروغہ	اور تمہارا رب	خوب جانتا ہے	جو کوئی	میں	آسمان (جمع)	اور زمین

تمہیں ان پر داروغہ (بنا کر) نہیں بھیجا اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾

وَلَقَدْ + فَضَّلْنَا	بَعْضَ	النَّبِيّٖنَ	عَلٰى + بَعْضٍ	وَّاٰتَيْنَا	دَاوٗدَ	زَبُوْرًا
اور تحقیق ہم نے فضیلت دی	بعض	نبی (جمع)	بعض پر	اور ہم نے دی	داؤدؑ	زبور

اور تحقیق ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی۔ اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ

قُلِ	ادْعُوا	الَّذِيْنَ	زَعَمْتُمْ	مِّنْ + دُوْنِهٖ	فَلَا يَمْلِكُوْنَ
کہہ دیں	پکارو	وہ جن کو	تم گمان کرتے ہو	اس کے سوا	پس وہ اختیار نہیں رکھتے

کہہ دیں پکارو انہیں جن کو تم اس کے سوا (معبود) گمان کرتے ہو۔ پس وہ اختیار نہیں رکھتے

كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾

كَشْفَ	الضُّرِّ	عَنْكُمْ	وَ	لَا	تَحْوِيْلًا
دور کرنا	تکلیف	تم سے	اور	نہ	بدلنا

تم سے تکلیف دور کرنے کا، اور نہ بدلنے کا۔

﴿۵۴﴾ وَالْكَلِمَةُ الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ هِيَ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۚ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ بِالتَّوْبَةِ وَالْاِيْمَانِ اَوْ اِنْ يَّشَاْ تُعَذِّبْكُمْ يُعَذِّبْكُمْ بِالْمَوْتِ عَلَى الْكُفْرِ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ○ فَتَجْبُرُهُمْ عَلَى الْاِيْمَانِ. وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ

﴿۵۴﴾ اور وہ بات جو اچھی ہے یہ ہے رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ الخ تمہارا رب تم کو خوب جانتا ہے اگر وہ چاہیگا تم پر رحمت کرے گا توبہ اور ایمان کی توفیق عطا فرمائیگا اگر چاہے گا عذاب دیوے گا اس طرح کہ تم کو کفر پر ماریگا۔
اور ہم نے تم کو اے محمدؐ ان کا ذمہ دار نہیں کیا کہ تم ان کو زبردستی مسلمان کرو یہ حکم امر قتال سے پہلا ہے۔

(۵۵) وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْأَرْضِ ۚ فَيَخُصُّهُمْ بِمَا شَاءَ عَلَىٰ قَدْرِ
أَحْوَالِهِمْ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ
عَلَىٰ بَعْضٍ بِتَخْصِيصِ كُلٍّ مِنْهُمْ
بِفَضِيلَةٍ كَمُوسَىٰ بِالْكَلَامِ وَإِبْرَاهِيمَ
بِالْخُلَّةِ وَمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمَا السَّلَامُ
بِالْإِسْرَاءِ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝
(۵۶) قُلِ لَهُمْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ
آلِهَةٌ مِنْ دُونِهِ كَالْمَلَائِكَةِ وَعِيسَىٰ
وَعُزَيْرٍ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ
وَلَا تَحْوِيلًا ۝ لَهُ إِلَىٰ غَيْرِكُمْ

(۵۵) اور تیرا رب آسمان اور زمین والوں کو خوب جانتا ہے یعنی ان کے حال کے جس کو جو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے دوسرے کو نہیں دیتا اور بیشک ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر بزرگی دی یعنی ہر ایک پیغمبر کو ایک خاص بزرگی عطا فرمائی جو دوسرے کو نہیں دی جیسے موسیٰ ؑ کو کلام کے ساتھ مخصوص کیا، اور ابراہیم ؑ کو مقام خلت عطا فرمایا اور محمد علیہ السلام کو معراج عطا فرمائی اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔

(۵۶) کافروں سے کہہ دو کہ ان کو پکارو جنکو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو جیسے فرشتے، عیسیٰ اور عزیر۔ سو یہ معبود اتنا اختیار نہیں رکھتے کہ تم سے نقصان دور کر سکیں یا دوسری جگہ اس کو بدل سکیں۔

تشریح

(۵۴) آخری فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے | اللہ تعالیٰ ہر ایک کے اندر کے حال کا پورا پورا علم رکھتے ہیں کوئی چیز ان سے ڈھکی چھپی نہیں ہے آخری فیصلہ بھی اللہ کے اختیار میں ہے جسکے ساتھ چاہیں رحم کا معاملہ فرمائیں جسکو چاہیں سزا عطا فرمائیں کسی کو حق نہیں۔ ہے کہ اپنے یا دوسرے کے بارے میں جنتی یا دوزخی ہونے کا فیصلہ سنائے اس چیز کا فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے وہی سب انسانوں کے ظاہر و باطن اور ان کے حال اور مستقبل کو جانتا ہے انسان اصولی حیثیت سے یہ تو کہہ سکتا ہے کہ اللہ کی کتاب کے مطابق کسطرح کے انسان رحمت کے مستحق ہیں اور کس قسم کے لوگ عذاب کے قابل ہیں مگر کسی انسان کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ فلاں کو عذاب دیا جائیگا اور فلاں کو بخشا جائیگا مستقبل کے بارے میں کون جانتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ ایک پیغمبر کی ذمہ داری بھی یہ ہے کہ وہ دین کی دعوت دیتا رہے سمجھاتا بجھاتا رہے کس کو ہدایت نصیب ہوتی ہے کس کو نہیں یہ اسکی ذمہ داری نہیں ہے۔

(۵۵) پیغمبروں کے مراتب کی بلندی | اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی ہر چیز کا علم رکھتے ہیں کس کو کیا مرتبہ دینا ہے کیا چیز کس کے لئے مناسب ہے ان سب باتوں کا اللہ کو علم ہے اور وہ حکمت کے ساتھ تمام فیصلے فرماتے ہیں کیونکہ وہ کائنات کی سلطنت کے بادشاہ ہیں ان کا ہر حکم آخری ہوتا ہے اور ہر فیصلہ نہایت مناسب۔ اس نے اپنے پیغمبروں کو طرح طرح کے مراتب اور فضیلتوں سے نوازا ہے۔ حضرت داؤد ایک پیغمبر ایک سلطنت کے بادشاہ بھی تھے اور صاحب کتاب بھی ان کو اللہ نے اپنی کتاب زبور عطا کی اس طرح وہ اپنے شاہی فرائض بھی ادا کرتے تھے اور پیغمبرانہ ذمہ داری کو بھی نبھاتے تھے کسی پیغمبر کا گھر بار والا ہونا اسکے لئے پیغمبرانہ فرائض میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتا بلکہ دنیاوی کام اس کے دعوتی کام کے لئے ایک اچھا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ مثلاً پیغمبر کہتا ہے امانت دار بنو معاملات میں سچائی اور دیانت داری اختیار کرو۔ اور وہ لوگوں کے ساتھ معاملہ کرکے اپنی دیانت داری اور صداقت کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ پیغمبر کہتا ہے اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کرو اور وہ خود بیوی بچوں والا ہو کر ان کے حقوق ادا کرکے دکھاتا ہے۔ اصل میں پیغمبر دنیا سے کٹا ہوا کوئی الگ تھلگ انسان نہیں ہوتا بلکہ وہ اسی دنیا کے انسانوں میں سے ایک انسان ہوتا ہے اور اس کی زندگی انسانوں کے لئے عملی نمونہ ہوتی ہے۔

(۵۶) معبود وہی ہے جو کامل قدرت والا ہو | حقیقت میں معبود تو وہ ہے جس کا علم لامحدود ہو اور اس کی قدرت کامل ہو جس پر چاہے مہربانی فرمائے جس کو چاہے فضیلت اور انعامات سے نوازے جس کی چاہے کارسازی کرے جس کی چاہے حاجت روائی کرے۔ اب ذرا اپنے ان جھوٹے معبودوں کو دیکھو کیا ان میں سے کوئی بھی ایسا مستقل اختیار رکھتا ہے کہ تمہاری تکلیف کو دور کر سکے کسی بری حالت کو اچھی حالت سے بدل دے کسی ضعیف اور عاجز مخلوق کو اپنا معبود بنا لینا کہاں تک روا ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ

الْوَسِيلَةَ	رَبِّهِمُ	إِلَىٰ	يَبْتَغُونَ	يَدْعُونَ	الَّذِينَ	أُولَٰئِكَ
وسیلہ	اپنا رب	طرف	ڈھونڈتے ہیں	وہ پکارتے ہیں	جنہیں	وہ لوگ

وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ (خود) ڈھونڈتے ہیں اپنے رب کی طرف وسیلہ

أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ

إِنَّ	عَذَابَهُ	وَيَخَافُونَ	رَحْمَتَهُ	وَيَرْجُونَ	أَقْرَبُ	أَيُّهُمْ
بیشک	اس کا عذاب	اور وہ ڈرتے ہیں	اس کی رحمت	اور وہ امید رکھتے ہیں	زیادہ قریب	انمیں سے کون

کہ ان سے کون زیادہ قریب ہے اور وہ امید رکھتے ہیں اس کی رحمت کی اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک

عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿۵۷﴾

مَحْذُورًا	كَانَ	رَبِّكَ	عَذَابَ
ڈر کی بات	ہے	تیرا رب	عذاب

تیرے رب کا عذاب ڈر (ہی) کی بات ہے۔

﴿۵۷﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ هُمْ
آلِهَةً يَبْتَغُونَ يَطْلُبُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ
الْوَسِيلَةَ الْقُرْبَةَ بِالطَّاعَةِ أَيُّهُمْ
بَدَلٌ مِنْ وَاوِ يَبْتَغُونَ أَيْ
يَبْتَغِيهَا الَّذِي هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ
فَكَيْفَ بِغَيْرِهِ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ
وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ كَغَيْرِهِمْ
فَكَيْفَ يَدْعُونَهُمْ آلِهَةً إِنَّ
عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ
مَحْذُورًا ۝

﴿۵۷﴾ جن کو یہ کافر پکارتے ہیں یعنی ان کے معبود، ان کا حال یہ ہے کہ اللہ کی بندگی کرکے اس کی نزدیکی چاہتے ہیں جو انمیں سے زیادہ مقرب وہ زیادہ نزدیکی ڈھونڈھتا ہے تو دوسرے کا کیا حال ہوگا اور وہ امیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے جیسے اور مخلوق میں یہ باتیں ہیں ان میں بھی ہیں سو ان کو کیونکر معبود سمجھتے ہیں بیشک تیرے رب کا عذاب بڑے ڈر کی چیز ہے۔

تشریح

﴿۵۷﴾ تمہارے خیالی معبود خود اپنے رب سے حاجت روائی کے طالب ہیں تمہارے وہ معبود جن کو تم نے اپنے خیال میں معبود بنا رکھا ہے چاہے وہ جنات میں سے ہوں، فرشتے ہوں انبیاء و اولیاء ہوں وہ خود اپنی حاجت روائی کے لئے اللہ کے محتاج ہیں اس کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرنے کے وسائل تلاش کررہے ہیں، اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے سہمے ہوئے ہیں اور اللہ کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے قابل۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ

وَ اِنْ	مِّنْ	قَرْيَةٍ	اِلَّا	نَحْنُ	مُهْلِكُوْهَا	قَبْلَ
اور نہیں	کوئی	بستی	مگر	ہم	اسے ہلاک کرنے والے	پہلے

اور کوئی (نافرمان) بستی نہیں مگر ہم اسے ہلاک کرنے والے ہیں قیامت

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ

يَوْمِ	الْقِيٰمَةِ	اَوْ	مُعَذِّبُوْهَا	عَذَابًا	شَدِيْدًا
دن	قیامت	یا	اُسے عذاب دینے والے	عذاب	سخت

کے دن سے پہلے یا اُسے سخت عذاب دینے والے ہیں

كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۵۸

كَانَ	ذٰلِكَ	فِى	الْكِتٰبِ	مَسْطُوْرًا
ہے	یہ	میں	کتاب	لکھا ہوا

یہ کتاب میں ہے لکھا ہوا۔

۵۸ وَاِنْ مَا مِّنْ قَرْيَةٍ اُرِيْدَ اَهْلُهَا اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ بِالْمَوْتِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا بِالْقَتْلِ وَغَيْرِهٖ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ مَسْطُوْرًا ۝ مَكْتُوْبًا

۵۸ اور قیامت سے پہلے ہم تمام بستی والوں کو ہلاک کر دیں گے کسی پر موت بھیجیں گے اور کسی کو عذاب سے ماریں گے۔

یہ امر لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

تشریح

۵۸ اللہ کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہے گی بقائے دوام اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے ہر چیز فنا ہونے والی ہے ہر قریہ ہر بستی یا تو طبعی اور فطری طور پر ختم ہو جائے گی یا گنہگار ہیں تو خدا کے عذاب سے ہلاک کر دئے جائیں گے نہ کوئی انسان ہمیشہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مخلوق ہمیشہ زندہ رہے گی یہ اللہ تعالیٰ کا اٹل قانون ہے جو نوشتہ الٰہی میں لکھا ہوا ہے۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ

وَمَا مَنَعَنَآ	اَنْ	نُّرْسِلَ	بِالْاٰيٰتِ	اِلَّآ	اَنْ	كَذَّبَ	بِهَا	الْاَوَّلُوْنَ
اور نہیں ہمیں روکا	کہ	ہم بھیجیں	نشانیاں	مگر	یہ کہ	جھٹلایا	انکو	اگلے لوگ (جمع)

اور ہمیں نشانیاں بھیجنے سے نہیں روکا، مگر (اس بات نے) کہ ان کو اگلوں نے جھٹلایا

وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ

وَاٰتَيْنَا	ثَمُوْدَ	النَّاقَةَ	مُبْصِرَةً	فَظَلَمُوْا ۔ بِهَا	وَمَا نُرْسِلُ
اور ہم نے دی	ثمود	اونٹنی	دکھانے کو (ذریعۂ بصیرت)	انہوں نے اس پر ظلم کیا	اور ہم نہیں بھیجتے

اور ہم نے ثمود کو اونٹنی دی ذریعۂ بصیرت و عبرت، انہوں نے اس پر ظلم کیا، اور ہم نشانیاں نہیں

بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿٥٩﴾ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ

بِالْاٰيٰتِ	اِلَّا	تَخْوِيْفًا	وَاِذْ	قُلْنَا	لَكَ	اِنَّ	رَبَّكَ	اَحَاطَ
نشانیاں مگر	مگر	ڈرانے کو	اور جب	ہم نے کہا	تم سے	بیشک	تمہارا رب	احاطہ کئے ہوئے

بھیجتے مگر (صرف) ڈرانے کو اور جب ہم نے تم سے کہا کہ بیشک تمہارا رب لوگوں کو (احاطہ)

بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً

بِالنَّاسِ	وَمَا جَعَلْنَا	الرُّءْيَا	الَّتِيْٓ	اَرَيْنٰكَ	اِلَّا	فِتْنَةً
لوگوں کو	اور ہم نے نہیں کیا	دکھاوا	وہ جو کہ	ہم نے تمہیں دکھایا	مگر	آزمائش

قابو کئے ہوئے ہے۔ اور جو دکھاوا ہم نے تمہیں دکھایا وہ ہم نے نہیں کیا مگر لوگوں کی آزمائش

لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ

لِّلنَّاسِ	وَالشَّجَرَةَ	الْمَلْعُوْنَةَ	فِي	الْقُرْاٰنِ	وَنُخَوِّفُهُمْ
لوگوں کیلئے	اور (تھوہر کا) درخت	جس پر لعنت کی گئی	میں	قرآن	اور ہم ڈراتے ہیں انہیں

کے لئے، اور تھوہر کا درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں

ع ۶ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿٦٠﴾ ع

فَمَا	يَزِيْدُهُمْ	اِلَّا	طُغْيَانًا	كَبِيْرًا
تو نہیں	بڑھتی انہیں	مگر (صرف)	سرکشی	بڑی

تو انہیں بڑھتی ہے صرف بڑی سرکشی۔

(۵۹) وَمَا مَنَعْنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيٰتِ
الَّتِي اقْتَرَحَهَا أَهْلُ مَكَّةَ
إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُوْنَ
لَمَّا أَرْسَلْنَاهَا فَأَهْلَكْنَاهُمْ
وَلَوْ أَرْسَلْنَاهَا إِلَى هٰؤُلَاءِ
لَكَذَّبُوْا بِهَا وَاسْتَحَقُّوا
الْإِهْلَاكَ وَقَدْ حَكَمْنَا بِإِمْهَالِهِمْ
لِإِتْمَامِ أَمْرِ مُحَمَّدٍ وَآتَيْنَا
ثَمُوْدَ النَّاقَةَ آيَةً مُبْصِرَةً
بَيِّنَةً وَاضِحَةً فَظَلَمُوْا كَفَرُوْا
بِهَا فَأُهْلِكُوْا وَمَا نُرْسِلُ
بِالْآيٰتِ الْمُعْجِزَاتِ إِلَّا
تَخْوِيْفًا ○ لِلْعِبَادِ لِيُؤْمِنُوْا
(۶۰) وَاذْكُرْ إِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ
أَحَاطَ بِالنَّاسِ عِلْمًا وَقُدْرَةً
فَهُمْ فِيْ قَبْضَتِهِ فَبَلِّغْهُمْ وَلَا
تَخَفْ أَحَدًا فَهُوَ يَعْصِمُكَ مِنْهُمْ
وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ
عِيَانًا لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ إِلَّا فِتْنَةً
لِلنَّاسِ أَهْلِ مَكَّةَ إِذْ كَذَّبُوْا
بِهَا وَارْتَدَّ بَعْضُهُمْ لَمَّا أَخْبَرَهُمْ
بِهَا وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي
الْقُرْاٰنِ وَهِيَ الزَّقُّوْمُ الَّتِيْ
تَنْبُتُ فِيْ أَصْلِ الْجَحِيْمِ جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً
لَهُمْ إِذْ قَالُوا النَّارُ تُحْرِقُ الشَّجَرَ فَكَيْفَ
تُنْبِتُهُ وَنُخَوِّفُهُمْ بِهَا فَمَا يَزِيْدُهُمْ
تَخْوِيْفُنَا إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ○

(۵۹) اور مکہ والوں نے جو نشانیاں طلب کیں وہ ہم نے اسلئے نہیں بھیجیں کہ پہلے لوگوں نے ان نشانیوں کو جو ہم نے ان کے پاس بھیجیں جھٹلایا اور اس پر ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا تو اگر ان کے پاس بھی نشانیاں آتیں تو یہ ضرور انکو جھٹلاتے اور مستحق ہلاک کر ڈالنے کے ہو جاتے حالانکہ ہم نے بالتحقیق ان کو مہلت دی ہے ابھی ان پر عذاب نہ بھیجیں گے تاکہ دین محمد پورا ہو جائے۔
اور ہم نے ثمود کی طرف ناقہ کو بھیجا جو ظاہر نشانی تھی سو انہوں نے اس کا انکار کیا پس وہ ہلاک کئے گئے

اور ہم معجزے اور نشانیاں بندوں کے ڈرانے کو بھیجتے ہیں تاکہ وہ ایمان لادیں۔

(۶۰) اور یاد کر جبکہ ہم نے تجھ کو کہا کہ بیشک تیرے رب کا علم اور قدرت سب آدمیوں کو گھیرے ہوئے ہے سو وہ سب اللہ کی مٹھی میں ہیں تو ان کو احکام الٰہی پہنچا اور کسی سے خوف نہ کر کہ اللہ تجھ کو ان کے شر سے بچا دے گا اور جو کچھ ہم نے تجھ کو معراج کی رات میں ظاہر آنکھ سے دکھلایا وہ اہل مکہ کے لئے آزمائش اور فتنہ تھا کیونکہ انہوں نے ان باتوں کی تکذیب کی اور ان میں بعض اسلام سے پھر گئے جس وقت آپ نے انکو خبر ان امور کی پہنچائی

اور درخت زقوم کو جس پر قرآن میں لعنت ہوئی ہم نے ان کی آزمائش کے لئے بنایا کیونکہ وہ دوزخ کے نیچے اوگتا ہے تو کافروں نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ آگ درخت کو جلاتی ہے تو اس میں درخت کس طرح اُوگ سکتا ہے۔
اور ہم ان چیزوں سے لوگوں کو ڈراتے ہیں سو ہمارا ڈرانا ان کی سرکشی کو ہی بڑھاتا ہے۔

تشریح

(۵۹) معجزے دکھانے کی فرمائش پوری کیوں نہیں کی گئی | معجزہ اللہ کی ایسی نشانی ہے جو پیغمبر کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے معجزہ ایک ایسی علامت ہے، جسکو دیکھکر نبی اور رسول کی نبوت اور رسالت کا آسانی سے یقین حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ نبی اپنی دعوت میں اُس عالم کو ماننے کی دعوت دیتا ہے جو عام نظروں سے محسوس نہیں ہوتا، وہ یہ بتاتا ہے کہ اس عالم کے سوا دوسرا عالم بھی ہے جو اس عالم سے کہیں زیادہ وسیع پائدار اور عجائبات سے بھرا ہوا ہے وہ یہ

بھی بتاتا ہے کہ یہ سارے عالم ایسی ہستی کی مخلوق ہیں جو ان سارے جہانوں سے ماورٰی ہے اور اس کے قبضے میں سارے عالموں کا ذرہ ذرہ ہے ان سارے عالموں کا وجود اور ان کا عدم ان کا ہونا نہ ہونا سب کچھ اس کے قبضے میں ہے وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ اسی عظیم ہستی کی طرف سے اسکے پیغمبر ہیں اور دونوں جہان کی فوز و فلاح صرف انکی پیروی میں ہے۔ کیونکہ انسان عام طور پر اسی بات کا یقین کرتا ہے جسکو وہ آنکھوں سے دیکھ لے یا تجربہ کرلے اسلئے پیغمبروں کی ان غائبانہ باتوں پر یقین کرنے کے لئے اسے کسی سائنٹیفک طریقہ کی تلاش ہوتی ہے۔ معجزہ دراصل اسی سائنٹیفک اور جدید طریقۂ استدلال کا نام ہے جو عالم غیب پر ایمان لانے کے لئے انسان کو مطمئن کرسکے جب انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے کہ چیزوں کی خاصیت اور تاثیر کا وہ اصول جس سے وہ مانوس تھا اس کے سامنے ٹوٹ پھوٹ گیا ہے تو اب اس میں ایسی بالاتر طاقت کے مان لینے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے جو خود تمام خاصیتوں کا بھی خالق ہو اور جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ ان عجائبات کا رشتہ انبیا علیہم السلام کے ساتھ جڑا ہوا ہے تو اس کے لئے انکی رسالت کے دعوے کو ماننے اور غیب کے ترجمان ہونے میں بھی کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔

پچھلی قوموں نے اللہ کے نبیوں سے معجزوں کی فرمائش کی انکی فرمائش مان لی گئی لیکن جب فرمائش کے مطابق معجزہ دکھایا گیا تب بھی انہوں نے نہیں مانا۔ قوم ثمود نے اللہ کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام سے فرمائش کی کہ سامنے جو چٹان ہے اس سے اونٹنی پیدا کرکے دکھاؤ تو ہم اللہ کی طاقت کو اور تمہارے پیغمبر ہونے کو مانیں گے۔ اللہ نے علانیہ ثمود کو اونٹنی لاکر دی، چٹان پھٹی اور اس میں سے اونٹنی برآمد ہو گئی۔ قوم ثمود نے اونٹنی پر ظلم کیا۔ ایسا معجزہ دیکھ لینے کے بعد جب لوگ اس کو جھٹلاتے ہیں تو پھر ان پر اللہ کا عذاب آتا ہے۔ اسلئے یہ اللہ کی رحمت ہے کہ وہ تمہاری الٹی سیدھی فرمائشوں پر معجزے نہیں بھیج رہا ہے اور تمہیں سنبھلنے اور سمجھنے کی مہلت دے رہا ہے کیا تم معجزوں کا مطالبہ کرکے یہ چاہتے ہو کہ تمہارا انجام بھی قوم ثمود جیسا ہو؟ معجزے دکھانے کا مقصود تماشہ گری نہیں ہوتا معجزوں کا مقصود تو یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کو دیکھ کر سمجھ لیں کہ پیغمبر کی پشت پر وہ طاقت ہے جو قدرت کاملہ رکھتی ہے۔

جہاں تک ہدایت کا تعلق ہے اس کے لئے فرمائشی نشانیوں کی ضرورت نہیں ہے کہ صفا پہاڑ کو سونے کا بنادو پہاڑوں کو ہٹا کر زمینوں کو ہموار کردو وغیرہ۔ ہدایت کے لئے اللہ کی نشانیاں چپے چپے پر موجود ہیں انسان کے اندر بھی اور باہر بھی۔

(٦٠) اللہ کے فیصلے نافذ ہوکر رہیں گے | ممکن ہے اے محمدؐ آپ کو خیال ہو کہ جن معجزوں اور نشانیوں کی آپ کے مخالف فرمائشیں کررہے تھے ان کے نہ دکھلانے پر آپ کے مخالفوں کو یہ کہنے کا موقع ملیگا کہ جی اگر سچے ہوتے تو ہمارے کہنے کے مطابق نشانیاں دکھاتے، تو اے پیغمبرؐ آپ مطمئن رہیں اور یاد کریں کہ ہم نے آپ سے شروع میں ہی کہہ دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے ان کی لاکھ مخالفتوں کے باوجود نافذ ہوکر رہیں گے اللہ کے علم اور قدرت نے ان کو گھیر رکھا ہے آپکی دعوت اللہ کی حفاظت میں ہے اور معراج میں جو کچھ آپؐ نے اپنی آنکھ سے نظارہ دیکھا وہ بھی لوگوں کیلئے ایک آزمائش تھی کہ وہ سچا جان کر آپکی تصدیق کرتے ہیں یا جھٹلاتے ہیں۔

اور قرآن میں جس درخت زقوم کے بارے میں خبر دی گئی ہے کہ وہ دوزخ کی تہ میں پیدا ہوگا اور دوزخ کے لوگ اسے کھائیں گے جیسا کہ سورۂ دخان آیت ۴۳ تا ۴۶ میں ارشاد ہوا ہے اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝ (زقوم کا درخت گنہگار کا کھاجا ہوگا تیل کی تلچھٹ جیسا پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائیگا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے)۔ اس درخت کے بارے میں جو کہ اللہ کی لعنت کی نشانی اور ملعون لوگوں کا کھانا ہے آپ کے مخالفین کا مذاق اڑانا کہ لیجئے صاحب دوزخ کی آگ میں ہرا درخت پیدا ہوگا۔

ان دونوں مثالوں سے اندازہ کریں کہ جنکے دل خدا کے خوف سے خالی ہوں انہیں تنبیہ پر تنبیہ کیجارہی ہو مگر ہر تنبیہ انکی سرکشی میں اضافہ کرتی ہو ان سے کیا امید کی جاسکتی ہے کہ وہ فرمائشی نشان دیکھنے پر بھی حق کو قبول کرلیں گے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ

وَاِذْ	قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ	فَسَجَدُوْٓا	اِلَّآ	اِبْلِيْسَ	قَالَ
اور جب	ہمنے کہا	فرشتوں سے	تم سجدہ کرو	آدم کو	تو انہوں نے سجدہ کیا	سوائے	ابلیس	اس نے کہا

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا ان سب نے سجدہ کیا۔ اس نے کہا

ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ

ءَاَسْجُدُ	لِمَنْ	خَلَقْتَ	طِيْنًا	قَالَ	اَرَءَيْتَكَ	هٰذَا	الَّذِىْ
کیا میں سجدہ کروں	اسکو جسے	تونے پیدا کیا	مٹی سے	اس نے کہا	بھلا تو دیکھ	یہ	وہ جسے

کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تونے مٹی سے پیدا کیا۔ اس نے کہا بھلا دیکھ تو یہ ہے وہ؟ جسے تونے

كَرَّمْتَ عَلَىَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ

كَرَّمْتَ	عَلَىَّ	لَئِنْ	اَخَّرْتَنِ	اِلٰى	يَوْمِ	الْقِيٰمَةِ	لَاَحْتَنِكَنَّ	ذُرِّيَّتَهٗٓ
تونے عزت دی	مجھ پر	البتہ اگر	تو مجھے ڈھیل دے	تک	روز	قیامت	جڑسے اکھاڑ دونگا	اسکی اولاد

مجھ پر عزت دی ہے۔ البتہ اگر تو مجھے روزِ قیامت تک ڈھیل دے تو میں چند ایک کے سوا اسکی

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ

اِلَّا	قَلِيْلًا	قَالَ	اذْهَبْ	فَمَنْ	تَبِعَكَ	مِنْهُمْ	فَاِنَّ	جَهَنَّمَ
سوائے	چند ایک	اسنے فرمایا	جا	پس جس	تیری پیروی کی	انہیں سے	تو بیشک	جہنم

اولاد کو جڑسے اکھاڑ دونگا۔ اس نے فرمایا جا پس ان میں سے جس نے تیری پیروی کی تو بے شک جہنم

جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾

جَزَآؤُكُمْ	جَزَآءً	مَّوْفُوْرًا
تمہاری سزا	سزا	بھرپور

تمہاری سزا ہے سزا بھی بھرپور

﴿۶۱﴾ وَ اذْكُرْ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ سُجُوْدَ تَحِيَّةٍ بِالْاِنْحِنَاءِ
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ
ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝
نَصْبٌ بِنَزْعِ الْخَافِضِ اَىْ مِنْ طِيْنٍ

﴿۶۱﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ الخ اور یاد کر جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے سامنے جھک کر سلام کرو سو سب نے سجدہ کیا سوا شیطان کے وہ بولا کیا میں جھکوں اس کے سامنے جس کو تو نے مٹی سے بنایا۔

۶۲ قَالَ أَرَأَيْتَكَ أَيْ أَخْبِرْنِي هٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ فَضَّلْتَ عَلَيَّ بِالْأَمْرِ بِالسُّجُوْدِ وَأَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ لَئِنْ لَامُ قَسَمٍ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ لَأَسْتَأْصِلَنَّ ذُرِّيَّتَهُ بِالْإِغْوَاءِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ مِّنْهُمْ مِمَّنْ عَصَمْتَهُ

۶۲ کہنے لگا مجھکو بتلا یہ ہے وہ جس کو تو نے مجھ پر بڑائی دی کہ مجھکو اس کے سامنے جھکنے کا حکم کیا حالانکہ میں اس سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے۔ بخدا اگر تو مجھ کو قیامت تک مہلت دیدے تو میں آدم کی اولاد کو گمراہ کرکے تباہ اور ان کی بیخ کنی کر دوں گا سوا چند آدمیوں کے انمیں سے جنکو تو بچاویگا۔

۶۳ قَالَ تَعَالٰى لَهُ اذْهَبْ مُنْظَرًا إِلَىٰ وَقْتِ النَّفْخَةِ الْأُوْلٰى فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ أَنْتَ وَهُمْ جَزَاءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَافِرًا كَامِلًا

۶۳ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا تجھ کو مہلت ہے نفخۂ اولیٰ کے وقت تک سو جو کوئی انمیں سے تیری پیروی کریگا پس دوزخ بالضرور تیرا اور ان کا پورا بدلہ ہے۔

تشریح

۶۱ **مخالفین کا ماننے سے انکار ایسا ہی ہے جیسے ابلیس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔** آج لوگ تمہیں جھٹلا رہے ہیں پیغمبر کا مذاق اڑا رہے ہیں اور اس کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں ان کا یہ انکار ابلیس کے سجدہ کرنے سے انکار کی طرح ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم کو پیدا کیا اور ان کو زمین کی خلافت عطا کی، اور فرشتوں سے کہا کہ تم سب آدم کے سامنے جھک جاؤ تو سب فرشتوں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی مگر ابلیس نے اللہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور دلیل یہ دی کہ آپ نے آدم کو مٹی سے بنایا ہے اور مجھے آگ سے پیدا کیا ہے آگ مٹی سے افضل ہے اسلئے میں آدم کو سجدہ نہیں کروں گا فرشتوں نے بے چون و چرا اللہ کا حکم مانا اور شیطان نے انکار کرکے لعنت مول لے لی آج ان مخالفین کا انکار اور کج روی انسان کے ازلی دشمن شیطان کی پیروی ہے۔

(آدم و ابلیس کے واقعے کی تفصیل مندرجہ ذیل آیات میں آچکی ہے۔ ○ سورۃ بقرہ آیت ۳۰ تا ۳۹ ○ النسا آیت ۱۱۷ تا ۱۲۱ ○ الاعراف آیت ۱۱ تا ۲۵ ○ الحجر آیت ۲۶، ۴۲ ○ الابراہیم آیت ۲۲)

۶۲ **ابلیس کا تکبر اور چیلنج** آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے ہوئے ابلیس نے بڑے تکبر سے کہا تھا ذرا دیکھ تو یہی کیا اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی اگر آپ مجھے قیامت تک مہلت دیدیں تو تھوڑے سے لوگوں کو چھوڑ کر سب کو ایسا قابو میں کروں گا جیسے گھوڑے کو لگام دیکر قابو میں کیا جاتا ہے۔ یہ میرے سامنے اتنا کمزور ہے کہ اسکو جڑ سے اکھاڑ پھینکونگا اور پھر دیکھوں گا کہ خلافت کا جو مقام اس کو ملا ہے اسپر کسطرح قائم رہتا ہے۔

۶۳ **اللہ کی طرف سے ابلیس کو مہلت** اللہ تعالیٰ نے تا قیامت ابلیس کو مہلت دی اور فرمایا جا جتنا زور لگا سکتا ہے لگا لے تیرے لئے اور تیرے پیروکاروں کے لئے جہنم کی بھرپور جزا ہے جو تیرا ساتھ دینگے تیرے بہکاوے میں آکر میری اطاعت سے روگردانی کریں گے اور اپنے اصل مقام کو بھول کر تیرے ساتھ لگیں گے ان سب کے لئے جیل خانہ تیار ہے۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ

عَلَيْهِمْ	وَاَجْلِبْ	بِصَوْتِكَ	مِنْهُمْ	اسْتَطَعْتَ	مَنِ	وَاسْتَفْزِزْ
ان پر	اور چڑھالا	اپنی آوازسے	انہیں سے	تیرا بس چلے	جو جس	اور پھسلالے

اور پھسلالے جس پر ان میں سے اپنی آوازسے، تیرابس چلے، اور ان پر اپنے سوار اور

بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ

وَعِدْهُمْ	وَالْاَوْلَادِ	الْاَمْوَالِ	فِي	وَشَارِكْهُمْ	وَرَجِلِكَ	بِخَيْلِكَ
اور وعدہ کر اُن سے	اور اولاد	مال (جمع)	میں	اور ان سے ساجھا کرلے	اور پیادے	اپنے سوار

پیادے چڑھالا اور ان سے ساجھا کرلے مال اور اولاد میں اور ان سے وعدہ کر

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾

	غُرُوْرًا	اِلَّا	الشَّيْطٰنُ	يَعِدُهُمُ	وَمَا
	دھوکا	مگر (صرف)	شیطان	ان سے وعدہ کرتا	اور نہیں

اور ان سے شیطان کا وعدہ کرنا صرف دھوکا ہے۔

(۶۴) وَاسْتَفْزِزْ اِسْتَخِفَّ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ بِدُعَائِكَ بِالْغِنَاءِ وَالْمَزَامِيْرِ وَكُلِّ دَاعٍ اِلَى الْمَعْصِيَةِ وَاَجْلِبْ صِحْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَهُمُ الرُّكَّابُ وَالْمُشَاةُ فِي الْمَعَاصِيْ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ الْمُحَرَّمَةِ كَالرِّبٰوا وَالْغَصْبِ وَالْاَوْلَادِ مِنَ الزِّنَا وَعِدْهُمْ بِاَنْ لَا بَعْثَ وَلَا جَزَاءَ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ بِذٰلِكَ اِلَّا غُرُوْرًا ○ بَاطِلًا

(۶۴) اور بہکا اور لغزش دے جسکو انہیں سے بہکا سکے اپنی آواز سے یعنی راگ اور باجے اور ہر سامانِ گناہ سے جو معصیت کیطرف بلاوے۔ آدمیوں کو گمراہ کر اور اپنے سواروں اور پیادوں سے انکو گناہوں کی طرف کھینچ اور ان کے مالوں میں جو طریقِ حرام سے انہوں نے کمایا جیسے سود اور غصب اور اولاد میں جو حرام کاری سے پیدا ہوئے شریک ہو اور ان سے وعدہ کر کہ نہ قیامت ہوگی نہ جزا و سزا حالانکہ شیطان کا یہ وعدہ ان سے کرنا محض دھوکہ اور غلط ہے۔

تشریح

(۶۴) شیطانی جال اور اسکے سبز باغ | شیطان اپنے جال میں پھنسانے کیلئے کیسے کیسے حربے استعمال کرتا ہے کسی کو دلکش اور خوبصورت آواز کے ذریعے تو کسی کو اپنی ظاہر فریب دعوت کے ذریعے پھسلاتا ہے، کہیں ایسے مختلف حرام کاموں میں لوگوں کو مبتلا کرتا ہے، جیسے کوئی ڈاکوؤں کا سردار اپنے لشکر کے ذریعہ غارت گری کیا کرتا ہے، کہیں لوگوں سے غلط کام لیکر ان کے مال اور اولاد میں حصہ دار بن جاتا ہے، کہیں ان کو غلط امیدیں دلا کر جھوٹی توقعات کے سبز باغ دکھاتا ہے حالانکہ شیطان کے وعدے دھوکے کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ شیطان خود اس کا اقرار کریگا کہ میں نے تم سے جھوٹے وعدے کئے تھے (وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ (سورۃ الابراہیم آیت ۲۲ پارہ ۱۳)
اور جب فیصلہ چکا دیا جائیگا تو شیطان کہے گا حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کئے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کئے ان میں سے کوئی وعدہ بھی پورا نہیں کیا۔

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۚ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿٦٥﴾

إِنَّ	عِبَادِي	لَيْسَ	لَكَ	عَلَيْهِمْ	سُلْطٰنٌ	وَكَفٰى	بِرَبِّكَ	وَكِيلًا
بیشک	میرے بندے	نہیں	تیرا	ان پر	زور۔ غلبہ	اور کافی	تیرا رب	کارساز

بیشک میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں۔ اور تیرا رب کافی ہے کارساز

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ

رَبُّكُمُ	الَّذِي	يُزْجِي	لَكُمُ	الْفُلْكَ	فِي الْبَحْرِ	لِتَبْتَغُوا	مِنْ
تمہارا رب	وہ جو کہ	چلاتا ہے	تمہارے لئے	کشتی	دریا میں	تاکہ تم تلاش کرو	سے

تمہارا رب ہے جو کہ تمہارے لئے دریا میں کشتی چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل (روٹی)

فَضْلِهٖ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ

فَضْلِهٖ	إِنَّهٗ	كَانَ	بِكُمْ	رَحِيمًا	وَإِذَا	مَسَّكُمُ	الضُّرُّ
اس کا فضل	بیشک وہ	ہے	تم پر	نہایت مہربان	اور جب	تمہیں چھوتی (پہنچتی) ہے	تکلیف

تلاش کرو، بیشک وہ تم پر نہایت مہربان ہے اور جب تمہیں دریا میں تکلیف پہنچتی ہے۔

فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰكُمْ إِلَى الْبَرِّ

فِي الْبَحْرِ	ضَلَّ	مَنْ	تَدْعُونَ	إِلَّا + إِيَّاهُ	فَلَمَّا	نَجّٰكُمْ	إِلَى الْبَرِّ
دریا میں	گم ہو جاتے ہیں	جو	تم پکارتے تھے	اس کے سوا	پھر جب	وہ تمہیں بچا لایا	خشکی کی طرف

گم ہو جاتے ہیں (بھول جاتے ہیں) جنہیں اس کے سوا تم پکارتے تھے۔ پھر جب وہ تمہیں بچا لایا خشکی کی طرف

أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾

أَعْرَضْتُمْ	وَكَانَ	الْإِنْسَانُ	كَفُورًا	
تم پھر جاتے ہو	اور ہے	انسان	بڑا ناشکرا	

تو تم پھر جاتے ہو اور انسان بڑا ناشکرا ہے۔

٦٥ إِنَّ عِبَادِيَ الْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ
لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ تَسَلُّطٌ وَقُوَّةٌ
وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيلًا ○ حَافِظًا
لَهُمْ مِنْكَ۔

٦٦ رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي يُجْرِي لَكُمُ

٦٥ بیشک میرے بندے مسلمان تجھ کو ان پر غلبہ اور قدرت نہیں اور تیرا رب ان کا نگہبان کافی ہے بہ نسبت تیرے یعنی تیری حفاظت کی ضرورت نہیں۔ حق تعالیٰ کی حفاظت کافی ہے۔

٦٦ تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے

الْفُلْكَ السُّفُنَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ تَعَالٰى بِالتِّجَارَةِ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○ فِيْ تَسْخِيْرِهَا لَكُمْ

(۶۷) وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ الشِّدَّةُ فِي الْبَحْرِ خَوْفَ الْغَرَقِ ضَلَّ غَابَ عَنْكُمْ مَنْ تَدْعُوْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنَ الْاٰلِهَةِ فَلَا تَدْعُوْنَهٗ اِلَّآ اِيَّاهُ تَعَالٰى فَاِنَّكُمْ تَدْعُوْنَهٗ وَحْدَهٗ لِاَنَّكُمْ فِيْ شِدَّةٍ لَا يَكْشِفُهَا اِلَّا هُوَ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ مِنَ الْغَرَقِ وَاَوْصَلَكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ عَنِ التَّوْحِيْدِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ○ جَحُوْدًا لِلنِّعَمِ

تاکہ تم تجارت کرکے اللہ کا فضل طلب کرو، بے شک وہ تم پر بہت مہربان ہے، کہ دریا و کشتیوں کو تمہارے تابع کیا۔

(۶۷) اور جس وقت تم کو دریا میں کوئی سختی پیش آتی ہے یعنی خوف ڈوبنے کا تو اس وقت تم سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں وہ معبود جن کو تم پوجتے ہو یعنی اس وقت ان کو نہیں پکارتے بلکہ اللہ اکیلے ہی کو پکارتے ہو کیونکہ تم ایسی مصیبت میں ہوتے ہو کہ اس کو وہی دور کرسکتا ہے پھر جب تم کو اللہ نجات دیتا ہے ڈوبنے سے اور تم کو خشکی کی طرف پہنچاتا ہے تو تم اس کی توحید سے منہ پھیرتے ہو اور آدمی بڑا ناشکرا نعمتوں کا انکار کرنے والا ہے۔

تشریح

(۶۵) مخلص بندے شیطان کے قابو میں نہ آئینگے | شیطان بہکا سکتا ہے پھسلا سکتا ہے، غلط مشورے دے سکتا ہے اور جھوٹے وعدے کرسکتا ہے مگر شیطان کا بندوں پر ایسا قابو نہیں ہے کہ وہ ان پر زبردستی کرسکے، اور جو اللہ کے مخلص بندے ہیں اس کے بہکاوے میں بھی نہیں آئینگے، کمزور ارادے کے لوگ دھوکا کھا سکتے ہیں لیکن نیکی پر چلنے کا پختہ ارادہ کرنے والے ثابت قدم رہینگے اور جن کا اللہ پر اعتماد ہے ان کے لئے اللہ کی دستگیری کافی ہے۔

(۶۶) سمندر کے سینے پر دوڑتی ہوئی کشتیاں اللہ کی کارسازی کا نمونہ ہیں | ہر انسان کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ کیسے کیسے وزنی جہاز اور کشتیاں دریاؤں اور سمندروں پر تیرتے ہوئے دوڑے چلے جاتے ہیں جن سے انسان اِدھر سے اُدھر کا سفر کرتا ہے اور اللہ کے فضل سے روزی حاصل کرتا ہے۔ کیا اللہ کی کارسازی کا یہ ایسا نمونہ نہیں ہے کہ سارے کمزور اور عارضی سہاروں کو چھوڑ کر اللہ کے حقیقی سہارے کو تھاما جائے؟ کیا اللہ کی کارسازی میں کسی اور ہستی کی ساجھے داری کی کوئی گنجائش نظر آتی ہے؟ اس راہ راست کو چھوڑ کر انسان جو راستہ بھی اختیار کریگا شیطان کے پھندے سے بچ نہ سکے گا شیطان روز اول سے اولاد آدم کے پیچھے لگا ہوا ہے تاکہ اسکو جھوٹی آرزوؤں اور تمناؤں کے جال میں پھنسا کر راہ راست سے ہٹادے اور یہ ثابت کردے کہ وہ اس مقام خلافت کا مستحق نہیں ہے جو اُسے عطا کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالٰے انسان کے حال پر بڑا مہربان ہے کہ اس نے انسان کو ہدایت کا راستہ دکھایا ہے، انسان کی اصل منزل مقصود آخرت ہے اور دنیا کی خوشحالی اسکو بطور فضل وزیادتی کے ملتی ہے۔

(۶۷) مصیبت کے وقت انسان کی فطرت بے نقاب ہو جاتی ہے | انسان اپنی حقیقی فطرت اور بناوٹ کے اعتبار سے اللہ کی ربوبیت کا اقرار اسکی فطرت میں گوندھا ہوا ہے۔ انسان کے دل کی گہرائیوں میں یہ شعور موجود ہے کہ نفع نقصان کا حقیقی اختیار صرف ایک ہی ہستی کو ہے جو ہمارا پروردگار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی مصیبت یا پریشانی کا وقت آتا ہے تو انسان سب کو بھول کر صرف اسی رب حقیقی کو پکارتا ہے۔ سمندر میں سفر کرتے ہوئے طوفان میں گھرے ہوئے انسان کو صرف اللہ یاد آتا ہے اور وہ اسی کو پکارتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ جب وہ اس کو بچا کر خشکی میں لے آتا ہے تو انسان پھر اس کو بھول جاتا ہے۔ یہ اس کا ناشکرا پن ہے۔

أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

أَفَأَمِنتُمْ	أَنْ	يَخْسِفَ	بِكُمْ	جَانِبَ	الْبَرِّ	أَوْ	يُرْسِلَ	عَلَيْكُمْ
سو کیا تم نڈر ہو گئے ہو	کہ	دھنسا دے	تمہیں	طرف	خشکی	یا	بھیجے	تم پر

سو کیا تم نڈر ہو گئے ہو کہ وہ زمین میں دھنسا دے تمہیں خشکی کی طرف (لیجا کر) یا تم پر پتھر

حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنتُمْ

حَاصِبًا	ثُمَّ	لَا تَجِدُوا	لَكُمْ	وَكِيلًا	أَمْ	أَمِنتُمْ
پتھر برسانے والی ہوا	پھر	تم نہ پاؤ	اپنے لئے	کوئی کارساز	یا	تم بے فکر ہو گئے ہو

برسانے والی ہوا بھیجے پھر تم اپنے لئے کوئی کارساز نہ پاؤ۔ یا تم بے فکر ہو گئے ہو

أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

أَنْ	يُعِيدَكُمْ	فِيهِ	تَارَةً + أُخْرَىٰ	فَيُرْسِلَ	عَلَيْكُمْ
کہ	وہ تمہیں لے جائے	اس میں	دوبارہ	پھر بھیجدے	تم پر

کہ وہ تمہیں دوبارہ اس (دریا) میں لے جائے پھر تم پر ہوا کا سخت جھونکا

قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ

قَاصِفًا	مِّنَ	الرِّيحِ	فَيُغْرِقَكُم	بِمَا	كَفَرْتُمْ
سخت جھونکا	سے۔کا	ہوا	پھر تمہیں غرق کر دے	بدلہ میں	تم نے ناشکری کی

(طوفان) بھیج دے پھر تمہیں ناشکری کے بدلے میں غرق کر دے

ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ

ثُمَّ	لَا تَجِدُوا	لَكُمْ	عَلَيْنَا	بِهِ	تَبِيعًا	وَلَقَدْ
پھر	تم نہ پاؤ	اپنے لئے	ہم پر (ہمارا)	اس پر	پیچھا کرنیوالا	اور تحقیق

پھر تم اپنے لئے اس پر ہمارا کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ اور تحقیق

كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَ

كَرَّمْنَا	بَنِي	آدَمَ	وَ	حَمَلْنَاهُمْ	فِي + الْبَرِّ	وَ
ہم نے عزت بخشی	اولادِ	آدمؑ	اور	ہم نے انہیں سواری دی	خشکی میں	اور

ہم نے اولادِ آدمؑ کو عزت بخشی اور ہم نے انہیں خشکی اور دریا میں سواری

الْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى

الْبَحْرِ	وَرَزَقْنٰهُمْ	مِّنَ	الطَّيِّبٰتِ	وَ	فَضَّلْنٰهُمْ	عَلٰى
دریا	اور ہم نے انہیں رزق دیا	سے	پاکیزہ چیزیں	اور	ہم نے انہیں فضیلت دی	پر

دی اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور ہم نے انہیں اپنی بہت سی

كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ ع

ع ۱۰

كَثِيْرٍ	مِّمَّنْ	خَلَقْنَا	تَفْضِيْلًا
بہت سی	اس سے جو	ہم نے پیدا کیا (اپنی مخلوق)	بڑائی دیکر

مخلوق پر بڑائی دے کر فضیلت دی

﴿۶۸﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ
جَانِبَ الْبَرِّ أَيِ الْأَرْضِ كَقَارُوْنَ
أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا أَيْ
يَرْمِيْكُمْ بِالْحَصْبَاءِ كَقَوْمِ لُوْطٍ
ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ○
حَافِظًا مِّنْهُ

﴿۶۸﴾ سو کیا تم بے خوف ہوئے اس سے کہ اللہ تم کو زمین میں دھنسا دے جیسے قارون کو، یا تم پر پتھر کنکریاں برسا دے جیسے قوم لوط پر پھر تم کوئی بچانے والا اس کے عذاب سے نہ پاؤ گے۔

﴿۶۹﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُّعِيْدَكُمْ
فِيْهِ أَيِ الْبَحْرِ تَارَةً مَرَّةً
أُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا
مِّنَ الرِّيْحِ أَيْ رِيْحًا شَدِيْدَةً
لَا تَمُرُّ بِشَيْءٍ إِلَّا قَصَفَتْهُ فَتَكْسِرُ
فُلْكَكُمْ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ
بِكُفْرِكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ
عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ○ نَصِيْرًا أَوْ
تَابِعًا يُطَالِبُنَا بِمَا فَعَلْنَا بِكُمْ

﴿۶۹﴾ یا تم بے خوف ہوئے اس سے کہ پھر دوبارہ تم کو دریا میں لے جاوے اور تم پر سخت ہوا بھیجے جو ہر چیز کو توڑ دے جس سے تمہاری کشتیاں ٹوٹ جاویں پھر تم کو دریا میں غرق کر دے بسبب تمہارے کفر کے پھر تم کوئی اپنا مددگار ہمارے مقابلہ میں نہ پاؤ گے جو ہم سے ہمارے فعل پر مطالبہ کرے۔

﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا فَضَّلْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ
بِالْعِلْمِ وَالنُّطْقِ وَاعْتِدَالِ الْخَلْقِ
وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَمِنْهُ طَهَارَتُهُمْ بَعْدَ
الْمَوْتِ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ

﴿۷۰﴾ اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو بزرگی دی ساتھ علم اور گویائی اور معتدل پیدائش کے اور اس کے سوا اور بزرگیاں دیں۔ انہیں میں سے ہے یہ کہ مرنے کے بعد انکو پاک صاف رکھا اور انکو خشکی

عَلَى الدَّوَابِّ وَالْبَحْرِ عَلَى السُّفُنِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا كَالْبَهَائِمِ وَالْوُحُوشِ تَفْضِيلًا ○ فَمَنْ بِمَعْنَى مَا أَوْ عَلَى بَابِهَا وَتَشْمَلُ الْمَلٰئِكَةَ وَالْمُرَادُ تَفْضِيلُ الْجِنْسِ وَلَا يَلْزَمُ تَفْضِيلُ أَفْرَادِهِ إِذْ هُمْ أَفْضَلُ مِنَ الْبَشَرِ غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ

میں چہار پایوں اور دریا میں کشتیوں پر سوار کیا اور پاک ستھری چیزیں انکو کھانے کو دیں اور ان کو بہت سی اپنی مخلوق پر بزرگی دی جیسے چہار پایوں اور وحشی جانوروں پر بزرگی دینا۔ پس من کا لفظ بمعنے مَا کے ہے یا اپنے اصلی معنی پر ہے اس صورت میں فرشتے بھی اس میں داخل ہونگے اور مراد بزرگی دینا جنس بشر کو جنس ملائکہ پر ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر ایک آدمی کو فرشتہ پر بزرگی ہو کیونکہ فرشتے پیغمبروں کے سوا سب آدمیوں سے افضل ہیں۔

تشریح

(۶۸) کیا خشکی پر خدا نہیں ہے؟ سمندر کے طوفان میں گھرا ہوا انسان جب حفاظت کے ساتھ ساحل پر پہنچ جاتا ہے اور بھول جاتا ہے کہ اسکو طوفانوں سے بچا کر لانے والا کون ہے ـــ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ خشکی پر خدا نہیں ہے؟ کیا سمندر جیسی کوئی آفت زمین پر نہیں آسکتی؟ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ زمین پھٹے اور انسان اسمیں دھنس جائے؟ کیا زمین پر آندھی اور طوفان نہیں آسکتے؟ یہاں تمہیں بچانے والا کون ہے؟ یہاں بھی تمہیں بچانے والا اللہ ہی ہے جو سمندروں میں تمہاری حفاظت کرتا ہے۔

(۶۹) کیا پھر تم دوبارہ سمندروں میں نہیں گھر سکتے؟ سمندر کے جس طوفان سے بچ کر انسان زمین پر آیا یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ اسے پھر دوبارہ سمندر کا سفر کرنا پڑے اور وہ طوفان میں گھر کر غرق ہوجائے اور کسی کو اس کے انجام کا پتہ بھی نہ لگے کس کی مجال ہے کہ پوچھے کہ کس کا کیا بنا؟ ـــ حقیقت یہ ہے کہ بر و بحر میں ہر جگہ انسان خطرے سے دوچار ہے۔ اس کے نفع و نقصان کا مالک بس وہی ایک ہے اسی کی جناب میں سرنگوں رہے اسی کا شکر گزار رہے۔

(۷۰) اولادِ آدم کا مقام فضیلت اللہ تعالیٰ نے انسان کو حسن صورت عطا کیا عقل و فہم شعور و تدبیر عطا کی لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔ ہم نے انسان کو بہترین انداز سے پر پیدا کیا۔ اللہ نے انسان کو عقل و حواس دیئے، اچھے برے نفع نقصان کی تمیز دی اس کے لئے ہر طرف ترقی کے راستے کھلے ہوئے ہیں، اللہ نے اس کو تصرف کا اختیار دیا کہ دوسری مخلوقات کو قابو میں کرکے اس سے کام لیتا ہے خشکی کے جانور اس کی بار برداری اور سواری کے کام آتے ہیں سمندروں اور دریاؤں کا سینہ چیرتے ہوئے اس کے جہاز اور کشتیاں دوڑتی ہیں ـــ طرح طرح کے کھانوں، کپڑوں اور مکانوں سے لطف اندوز ہوتا ہے آرام حاصل کرتا ہے۔ انہیں انسانوں میں سے سب سے پہلے انسان حضرت آدمؑ کو اللہ نے مسجود ملائکہ بنایا اور پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات کی سرداری دی۔ غرض نوع انسانی کو اللہ نے عزت عطا فرما کر اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے۔ یہ وہی انسان ہے جس کے بارے ابلیس نے کہا تھا کہ

" هٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ "

(یہی ہے جس کو آپنے مجھ پر فضیلت دی ہے۔) انسان اپنے مقام فضیلت کو سمجھے اور اس فضیلت کے دینے والے کا شکر گزار بن کر رہے۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ

يَوْمَ	نَدْعُوا	كُلَّ + أُنَاسٍ	بِإِمَامِهِمْ	فَمَنْ	أُوتِيَ	كِتَابَهُ	بِيَمِينِهِ
جس دن	ہم بلائیں گے	تمام لوگ	انکے پیشواؤں کیساتھ	پس جو	دیا گیا	اسکی کتاب	اسکے دائیں ہاتھ میں

جس دن ہم تمام لوگوں کو بلائیں گے انکے پیشواؤں کے ساتھ، پس جس کو اسکی کتاب (اعمالنامہ) دائیں ہاتھ میں دی گئی

فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾

فَأُولَٰئِكَ	يَقْرَءُونَ	كِتَابَهُمْ	وَلَا يُظْلَمُونَ	فَتِيلًا
تو وہ لوگ	پڑھیں گے	اپنا اعمالنامہ	اور نہ وہ ظلم کئے جائیں گے	ایک دھاگے برابر

تو وہ لوگ اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے ایک دھاگے کے برابر (بھی)

(۷۱) اُذْكُرْ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ نَبِيِّهِمْ فَيُقَالُ يَا أُمَّةَ فُلَانٍ أَوْ بِكِتَابِ أَعْمَالِهِمْ فَيُقَالُ يَا صَاحِبَ الْخَيْرِ وَيَا صَاحِبَ الشَّرِّ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ فَمَنْ أُوتِيَ مِنْهُمْ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ وَهُمُ السُّعَدَاءُ أُولُو الْبَصَائِرِ فِي الدُّنْيَا فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ يُنْقَصُونَ مِنْ أَعْمَالِهِمْ فَتِيلًا ○ قَدْرَ قِشْرَةِ النَّوَاةِ

(۷۱) يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ الخ یاد کرو اس دن کو کہ ہم تمام آدمیوں کو ان کے پیغمبروں کے ساتھ پکاریں گے اس طرح کہیں گے اے امت فلاں پیغمبر کی۔ یا مراد ان کا اعمالنامہ ہے یہ کہہ کر پکارا جائے گا اے صاحب خیر اور اے صاحب شر۔ اور وہ قیامت کا دن ہوگا۔ سو جسکو اس کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا مراد ان سے نیک لوگ ہیں جو دنیا میں صاحب عقل اور ہوشیار تھے سو یہی لوگ ہیں کہ پڑھیں گے اپنے اعمالنامے کو اور ان پر بالکل ظلم نہ کیا جائے گا یعنی مقدار چھلکے گٹھلی کھجور کے بھی ان کے عمل کم نہ کیے جاویں گے۔

تشریح

(۷۱) اپنے مقام فضیلت کا پاس رکھنے والے قیامت میں بھی سُرخ رو ہونگے اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر انسان کو فضیلت اور بڑائی کا جو مقام عطا کیا ہے اور جو عزّ و شرف اسکو دیا ہے جس نے اس کا پاس و لحاظ رکھا پروردگار کا شکر گذار اور فرمانبردار بنکر زندگی گزاری وہ روز حشر بھی جب تمام انسان ایک جگہ اکٹھے کئے جائیں گے سُرخ رو ہوگا۔ ہر گروہ اپنے اپنے پیشوا کے ہمراہ میدان قیامت میں آئیگا وہاں جو لوگ اللہ کے نبیوں اور سچے لوگوں کے تابعدار ہوں گے انکی سرفرازی اور مقبول بارگاہ ہونے کی جبتی علامت یہ ہوگی کہ ان کا اعمال نامہ ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا یہ وہ لوگ ہونگے جنھوں نے حق کو قبول کر کے اپنی فطری شرافت اور انسانی کرامت کو قائم رکھا اس دن وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے اور اپنا اعمالنامہ مسرت کے ساتھ دوسروں کو دکھاتے پھریں گے اور کہیں گے هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ (سورۃ الحاقہ آیت ۱۹ پارہ ۲۹)۔ سورۃ انشقاق میں ہے، وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا (آیت ۹ پارہ ۳۰) اور وہ اپنے لوگوں کیطرف خوش خوش پلٹے گا۔ ان لوگوں کو انکے اعمال کی پوری پوری جزا ملے گی انکی محنت کا پورا بلکہ زیادہ ہی پھل ملیگا اور ایک دھاگے کے برابر بھی ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہوگی۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

وَمَنْ	كَانَ	فِيْ + هٰذِهٖ	اَعْمٰى	فَهُوَ	فِيْ	الْاٰخِرَةِ
اور جو	رہا	اس (دنیا) میں	اندھا	پس وہ	میں	آخرت

اور جو اس دنیا میں اندھا رہا پس وہ آخرت میں (بھی) اندھا

اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ

اَعْمٰى	وَاَضَلُّ	سَبِيْلًا	وَاِنْ	كَادُوْا	لَيَفْتِنُوْنَكَ
اندھا	اور بہت بھٹکا ہوا	راستے سے	اور تحقیق	وہ قریب تھا	کہ تمہیں بچلا دیں

اُٹھے گا اور راستہ سے بہت بھٹکا ہوا۔ اور اس وحی سے جو ہم نے تمہاری طرف کی ہے قریب تھا کہ وہ تمہیں

عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ

عَنِ	الَّذِيْ	اَوْحَيْنَا	اِلَيْكَ	لِتَفْتَرِيَ	عَلَيْنَا	غَيْرَهٗ
سے	وہ لوگ جو	ہم نے وحی کی	تمہاری طرف	تاکہ تم جھوٹ باندھو	ہم پر	اسکے سوا

اس سے بچلا دیں (پھسلا دیں) تاکہ ہم پر اس (وحی) کے سوا تم جھوٹ باندھو۔

وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ

وَاِذًا	لَّاتَّخَذُوْكَ	خَلِيْلًا	وَلَوْلَا	اَنْ	ثَبَّتْنٰكَ	لَقَدْ
اور اس صورت میں	البتہ وہ تمہیں بنا لیتے	دوست	اور اگر نہ	یہ کہ	ہم تمہیں ثابت قدم رکھتے	البتہ

اور اس صورت میں البتہ وہ تمہیں دوست بنا لیتے۔ اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو البتہ

كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿٧٤﴾

كِدْتَ + تَرْكَنُ	اِلَيْهِمْ	شَيْئًا	قَلِيْلًا
تم جھکنے لگتے	ان کی طرف	کچھ	تھوڑا

تم ان کی طرف جھکنے لگتے کچھ تھوڑا سا۔

(۷۲) وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَيِ الدُّنْيَا اَعْمٰى عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى عَنْ طَرِيْقِ النَّجَاةِ وَقِرَاءَةِ الْكِتَابِ وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ○ اَبْعَدُ

(۷۲) اور جو شخص اس دنیا میں حق سے اندھا رہا وہ آخرت میں بھی طریق نجات اور پڑھنے اعمال نامہ سے اندھا رہیگا۔ اور اس سے بھی زیادہ بے راہ ہوگا۔

طَرِيْقًا عَنْهُ وَنَزَلَ فِیْ ثَقِيْفٍ وَقَدْ سَأَلُوْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُحَرِّمَ وَادِيَهُمْ وَ اَلَحُّوْا عَلَيْهِ

اور بنی ثقیف کے بارے میں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا کہ ہمارے جنگل کو حرم بنا دو اور اس پر اصرار کیا یہ آیت نازل ہوئی۔

۷۳ وَاِنْ مُخَفَّفَةٌ كَادُوْا مُقَارِبُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ يَسْتَزِلُّوْنَكَ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَوْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ○

۷۳ اور بیشک کافر قریب تھے کہ تجھکو پھسلا دیں اس سے جو ہم نے تیری طرف وحی کی تاکہ تو ہم پر جھوٹ باندھے غیر وحی کو ہماری طرف نسبت کرے اور تم اگر ایسے کرتے تو بیشک وہ تم کو دوست خالص بنا لیتے۔

۷۴ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ عَلَى الْحَقِّ بِالْعِصْمَةِ لَقَدْ كِدْتَّ قَارَبْتَ تَرْكَنُ تَمِيْلُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا رُكُوْنًا قَلِيْلًا ○ لِشِدَّةِ احْتِيَالِهِمْ وَاِلْحَاحِهِمْ وَهُوَ صَرِيْحٌ فِیْ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْكَنْ وَلَا قَارَبَ

۷۴ اور اگر ہم تجھ کو حق پر ثابت قدم نہ رکھتے اور نہ بچاتے تو نزدیک تھا کہ تو انکی طرف کسی قدر مائل ہو جاتا ان کے زیادہ حیلہ جوئی اور اصرار کی وجہ سے (اور یہ آیت بالتصریح اس پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ انکی طرف مائل ہوئے نہ اس کے نزدیک ہوئے۔

تشریح

۷۲ جیسے یہاں نظر نہیں آیا اسے وہاں بھی راہ نہ سوجھے گی | اس دنیا میں چپے چپے پر اللہ کی نشانیاں اور ہدایت کا سامان موجود ہے جو اس دنیا کی زندگی میں آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اندھا ہے اور اسکو ہدایت کی راہ نظر نہیں آتی مرنیکے بعد آخرت میں جاکر بھی اسے جنت کا راستہ نہ ملیگا بلکہ راستہ پانے میں اندھے سے بھی زیادہ ناکام رہیگا کیونکہ یہاں تو تلافی کا موقع ہے وہاں جاکر تلافی کا امکان بھی باقی نہیں رہیگا اور وہ اندھوں کی طرح ٹھوکریں کھاتا پھریگا۔

۷۳ خود تو اندھے ہیں ہی دوسروں کو بھی بھٹکانا چاہتے ہیں | دنیا اور آخرت کے اندھوں میں بعض ایسے شرارتی اور چالاک ہیں کہ خود تو راہ پر آتے نہیں دوسروں کو بھی راستے سے بھٹکانا چاہتے ہیں جسارت دیکھیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ ذرا کچھ نرمی برتیے اللہ کے احکام اور وحی میں آپ اتنی سختی نہ کریں کہ مصالحت کی کوئی گنجائش ہی نہ رہے کچھ ہمارا بھی تو خیال کیجیے آپ کچھ نرم پڑیں اور ذرا لچک دکھائیں تو ہمیں بھی کچھ کہنے سننے کا موقع ملیگا۔ اگر آپ کہیں ایسا کر لیتے تو وہ آپکو اپنا دوست بنا لیتے، لیکن ہر پیشکش کے جواب میں آپکا جواب یہ تھا کہ اگر تم میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی لاکر رکھدو تب بھی میں اپنی دعوت کے کام سے بال برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہونگا اور جس کام پر مجھے اللہ نے مقرر کیا ہے اُسے بے کم و کاست جوں کا توں پیش کرتا رہوں گا۔

آج بھی اہل باطل کی طرف سے بڑی معصومانہ پیشکش ہے کہ آپ ذرا رواداری برتیں اتنا سخت موقف اختیار نہ کریں اور دین کو صرف انفرادی زندگی تک محدود رکھیں اجتماعی زندگی کے ساتھ اسے جوڑنے کی کوشش نہ کریں اور یہ نہ کہیں کہ یہ دین ایک مکمل نظام حیات ہے جو گود سے لیکر گور تک انسان کی پوری زندگی کو اپنے رنگ میں رنگ کر ایک خاص نصب العین کیطرف لے جانا چاہتا ہے، تو سمجھوتے کی بہت کچھ گنجائش موجود ہے۔

۷۴ اللہ کی توفیق اور مدد نے انکی فریب بازیوں سے بچائے رکھا | کیونکہ اللہ کے پیغمبروں کی طرف اللہ کی خاص عنایت متوجہ رہتی ہے جو اُن کو اللہ کی حکم برداری پر مستعد رکھتی ہے اور اس سے ذرا سا بھی ادھر ادھر ہونے سے دور رکھتی ہے اس لئے ان چالاک شریروں کی فریب بازیوں سے آپ محفوظ رہے ورنہ ہوسکتا تھا کہ ذرا ادنیٰ سا جھکاؤ ان کی طرف ہو جاتا مگر اللہ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور آپ کی حفاظت کی کہ اس کا خیال تک آپ کے پاس تک نہیں پھٹکا کہ انکی بات مان کر اپنے رد یے اور موقف میں ذرا سی بھی تبدیلی لائیں۔

اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ

اِذًا	لَّاَذَقْنٰكَ	ضِعْفَ	الْحَيٰوةِ	وَضِعْفَ	الْمَمَاتِ	ثُمَّ	لَا تَجِدُ
اس صورت میں	ہم تمہیں چکھاتے	دوگنی	زندگی	اور دوگنی	موت	پھر	تم نہ پاتے

اس صورت میں ہم تمہیں زندگی میں دوگنی (سزا) چکھاتے اور دوگنی موت (کے بعد) پھر تم اپنے لئے نہ

لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾

لَكَ	عَلَيْنَا	نَصِيْرًا
اپنے لئے	ہم پر (ہمارے مقابلہ میں)	کوئی مددگار

پاتے ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار

﴿۷۵﴾ اِذًا لَّوْ رَكَنْتَ لَاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ عَذَابِ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ عَذَابِ الْمَمَاتِ اَیْ مِثْلَیْ مَا یُعَذَّبُ غَیْرُکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ○ مَانِعًا مِنْهُ

﴿۷۵﴾ اگر تم انکی طرف مائل ہوجاتے تو ہم تمکو دونا عذاب زندگی کا اور دونا عذاب مرنے کا چکھاتے یعنی جیسا تمہارے سوا اور کو دنیا اور آخرت میں عذاب ہو اس کا دونا تم کو عذاب پہنچاتے پھر کوئی منع کرنے والا عذاب کا اپنے لئے نہ پاتے۔

تشریح

﴿۷۵﴾ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عزم وشرف کہ آپ نصرت الٰہی سے پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے

ایک طرف مخالفین کی یہ ریشہ دوانیاں تھیں خوبصورت چالیں تھیں کہ آپ ذرا تھوڑی سی لچک رکھیں ہم توحید منکر نہیں اللہ کو تو ہم بھی مانتے ہیں مگر یہ ہمارے بزرگ انکے لئے گنجائش رکھیں۔ اسکے باوجود اللہ پر پورا بھروسہ رکھتے ہوئے نصرت الٰہی سے آپؐ کی ثابت قدمی کہ آپؐ اپنی دعوت کے صحیح موقف پر پوری طرح ڈٹے رہے اگر کہیں آپؐ کا معمولی سا جھکاؤ بھی ہوجاتا تو اللہ کے دوہرے عذاب سے آپؐ بچ نہ پاتے لیکن آپ کا مقام بلند اس سے ظاہر ہے کہ اللہ کی مدد اس کی توفیق سے کوئی سیلاب بلا آپ کو بال برابر جگہ سے نہ ہٹا سکا۔

جن کے مقام اونچے ہوتے ہیں انکی ذراسی کوتاہی پہ عتاب بھی زیادہ ہوتا ہے جیسے امہات المومنین کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ (سورۂ احزاب آیت ۳۰ پارہ ۲۱) (نبیؐ کی بیویو، تم میں سے جو کسی صریح فحش کا ارتکاب کرے گی، اسے دوہرا عذاب دیا جائیگا) یعنی تمہارا مقام جس قدر بلند ہے اس کے لحاظ سے تمہاری ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں۔

آیتِ مذکورہ بالا میں ایک لطیف انداز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل وشرف کا اظہار ہے کہ باوجود فریب ولالچ اور دھمکیوں کے آپ پوری طرح جمے رہے اگر سمجھوتے کے انداز میں آپ کا کچھ جھکاؤ ہوجاتا تو ممکن ہے بگڑی قوم آپ سے خوش ہوجاتی، لیکن اللہ کا غضب بھڑک اٹھتا اور اللہ کے مقابلے میں کوئی مددگار میسر نہ آتا اسلئے نبی ؐ سے یہ دعا منقول ہے جو آپؐ نے خود بھی اللہ سے مانگی ہے اور امت کو تعلیم دی ہے کہ یوں اللہ سے دعا کیا کرو:۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

(اے اللہ چشم زدن برابر (ذراسی دیر کیلئے) بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کیجئو) آپ مجھے ہمیشہ اپنی حفاظت اور کفالت میں رکھیو۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ

وَاِنْ	كَادُوْا	لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ	مِنَ	الْاَرْضِ	لِيُخْرِجُوْكَ
اور تحقیق	قریب تھا	کہ تمہیں پھسلا ہی دیں	سے	زمین (مکہ)	تاکہ وہ تمہیں نکال دیں

اور تحقیق قریب تھا کہ وہ تمہیں سرزمین مکہ سے پھسلا ہی دیں تاکہ وہ تمہیں یہاں سے نکال دیں

مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا (٧٦) سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا

مِنْهَا	وَاِذًا	لَّا يَلْبَثُوْنَ	خِلٰفَكَ	اِلَّا	قَلِيْلًا	سُنَّةَ	مَنْ	قَدْ اَرْسَلْنَا
یہاں سے	اور اس صورت میں	وہ نہ ٹھہر پاتے	تمہارے پیچھے	مگر	تھوڑا	سنت	جو	ہم نے بھیجا

اور اس میں وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہر پاتے مگر تھوڑا (عرصہ) آپ سے پہلے جو رسول ہم نے

قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا (٧٧)

قَبْلَكَ	مِنْ	رُّسُلِنَا	وَلَا تَجِدُ	لِسُنَّتِنَا	تَحْوِيْلًا
آپ سے پہلے	سے	اپنے رسول (جمع)	اور تم نہ پاؤ گے	ہماری سنت میں	کوئی تبدیلی

بھیجے (یہی) سنت (چلی آرہی) ہے اور تم ہماری سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

(٧٦) وَنَزَلَ لَمَّا قَالَ لَهُ الْيَهُوْدُ اِنْ كُنْتَ نَبِيًّا فَالْحَقْ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا اَرْضُ الْاَنْبِيَاءِ وَ اِنْ مُخَفَّفَةٌ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ اَرْضِ الْمَدِيْنَةِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّوْ اَخْرَجُوْكَ لَا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا ○ ثُمَّ يُهْلَكُوْنَ

(٧٧) سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَیْ كَسُنَّتِنَا فِيْهِمْ مِنْ اِهْلَاكِ مَنْ اَخْرَجَهُمْ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ○ تَبْدِيْلًا

(٧٦) اور جب یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر تو سچا پیغمبر ہے تو ملک شام میں جا رہ کیونکہ وہ پیغمبروں کے رہنے کی جگہ ہے۔ اور بیشک کافر نزدیک تھے تم کو مدینے میں نہ جمنے دیں اور تم کو وہاں سے نکالیں اور اگر وہ تم کو نکالتے تو تمہارے بعد وہ بھی مدینہ میں نہ رہ سکتے۔ مگر تھوڑے دنوں تک پھر ہلاک کئے جاتے۔

(٧٧) یہ ہی طریق گذرا ہمارا پیغمبروں میں جنکو ہم نے تم سے پہلے بھیجا کہ جس نے انکو نکالا وہ ہلاک کئے گئے اور ہمارے طریق کو تم بدلا ہوا نہ پاؤ گے۔

تشریح

(٧٦) اگر یہ آپکو نکالیں گے تو خود بھی زیادہ دیر تک نہ پائیں گے | اللہ پر آپکے توکل آپکی ثابت قدمی اور آپکے پختہ عزم کیساتھ اللہ کی مدد کہ آپکے مخالفین زچ ہو کر رہ جاتے اور کچھ نہ کر پاتے آخر ایسے حالات پیدا ہو گئے جس نے آپکو وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا مگر آپکا ترک وطن دراصل اسلام کی فتح کا عنوان تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد میدان بدر میں اہل ایمان غازی بنکر ابھرے، بڑے بڑے نامور سردار بدر کے میدان میں ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے اور چند سال کے بعد ہی آپ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔ وہی سرزمین مکہ جو اپنی وسعت کے باوجود اللہ کے نبی پر تنگ ہو گئی تھی آج فاتح مکہ کا والہانہ استقبال کر رہی تھی فتح مکہ کے دو سال کے اندر اندر پورا جزیرۃ العرب اسلام کے سامنے سرنگوں ہو چکا تھا کوئی مخالف ٹک نہ سکا۔

(٧٧) اللہ کی سنت ۔ جس بستی میں پیغمبر کو نہ رہنے دیا بستی والے خود نہ رہے | اللہ کی سنت یہی ہے اور اس کا دستور یہ رہا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی تمام نبیوں اور رسولوں کے بارے میں ہوا ہے کہ جب کسی قوم نے نبی کو قتل کیا یا اسکو جلا وطن کیا تو وہ قوم خود بھی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی یا تو اللہ نے عذاب دیکر اس قوم کو ہلاک کر دیا یا کسی دوسری دشمن قوم کو اس کے اوپر مسلط کر دیا یا پھر نبی کے ماننے والوں نے اس قوم یا بستی کو فتح کر لیا۔ اللہ کے اس مستقل طریقۂ کار میں تم کبھی کوئی تغیر نہ پاؤ گے۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ

اَقِمِ	الصَّلٰوةَ	لِدُلُوْكِ	الشَّمْسِ	اِلٰى	غَسَقِ	الَّيْلِ	وَقُرْاٰنَ
قائم کریں	نماز	ڈھلنے سے	سورج	تک	اندھیرا	رات	اور قرآن

سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز قائم کریں۔ اور صبح کا

الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ

الْفَجْرِ	اِنَّ	قُرْاٰنَ + الْفَجْرِ	كَانَ	مَشْهُوْدًا	وَمِنَ	الَّيْلِ	فَتَهَجَّدْ
صبح	بیشک	صبح کا قرآن	ہے	حاضر کیا گیا (فرشتوں کو)	اور کچھ حصہ	رات	سو بیدار رہیں

قرآن بیشک صبح کا قرآن (پڑھنے میں فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور رات کا کچھ حصہ قرآن کی تلاوت کے ساتھ

بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

بِهٖ	نَافِلَةً	لَّكَ	عَسٰٓى	اَنْ	يَّبْعَثَكَ	رَبُّكَ	مَقَامًا	مَّحْمُوْدًا
اس (قرآن) کے ساتھ	زائد	تمہارے لئے	قریب	کہ	تمہیں کھڑا کرے	تمہارا رب	مقام	محمود

بیدار رہیں، یہ تمہارے لئے زائد ہے۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود میں کھڑا کردے

﴿۷۸﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اَیْ مِنْ
وَقْتِ زَوَالِهَا اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ اِقْبَالِ ظُلْمَتِهٖ
اَیِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءِ وَ
قُرْاٰنَ الْفَجْرِ صَلٰوةَ الصُّبْحِ اِنَّ قُرْاٰنَ
الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ○ تَشْهَدُهٗ مَلَائِكَةُ
الَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ

﴿۷۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ فَصَلِّ بِهٖ
بِالْقُرْاٰنِ نَافِلَةً لَّكَ فَرِيْضَةً زَائِدَةً
لَكَ دُوْنَ اُمَّتِكَ اَوْ فَضِيْلَةً عَلَى الصَّلَوَاتِ
الْمَفْرُوْضَةِ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ يُقِيْمَكَ
رَبُّكَ فِی الْاٰخِرَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○
يَحْمَدُكَ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ
وَهُوَ مَقَامُ الشَّفَاعَةِ فِیْ فَصْلِ
الْقَضَاءِ۔

﴿۷۸﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ الخ
اے محمدؐ نماز پڑھ سورج کے ڈھلنے سے اندھیرے کے آنے تک یعنی
ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء۔ اور پڑھ نماز صبح کی بیشک صبح کا قرآن
پڑھنا وقت حاضر ہونے فرشتوں کا ہے کہ رات اور دن کے فرشتے
اس وقت موجود ہوتے ہیں۔

﴿۷۹﴾ اور رات سے نماز تہجد میں قرآن پڑھ یہ نماز خاص تم پر زائد
فرض کی گئی ہے تمہاری امت پر فرض نہیں۔ یا مراد نافلۃً
لک سے یہ ہے کہ نماز تہجد ایک فضیلت ہے اور نمازوں سے
زائد ہے عنقریب آخرت میں تیرا رب تجھکو مقام محمود میں کھڑا
کریگا کہ جس جگہ پہلے اور پچھلے سب تیری حمد اور صفت کرینگے
اور مراد مقام محمود سے مقام شفاعت ہے بروز قیامت کے جو
دن ہے فیصلہ اور قضاء کا۔

تشریح

(۷۸) مشکلات زندگی میں نماز سے مدد | اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔ سورۂ بقرہ آیت ۴۵ پارہ ۱ (صبر اور نماز سے مدد لو) یعنی نیکی کے راستے پر چلنے میں تمہیں دو چیزوں سے مدد ملے گی، صبر اور نماز، مشکلات و مصائب کے ذکر کے بعد نماز قائم کرنے کا حکم دیکر اشارہ فرمایا کہ وہ ثابت قدمی، مشکلات کے طوفانوں میں جس کی ضرورت ہے وہ نماز قائم کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

○ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ (سورج کا ڈھلنا یا اس کا زوال) اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ (رات کے اندھیرے تک) اس میں ظہر کی نماز سے لیکر عشار کی نماز تک چار نمازوں کے اوقات کا اجمالی بیان آگیا۔

○ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ (اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو) اس میں فجر کی نماز آگئی۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (کیونکہ قرآنِ فجر مشہود ہوتا ہے) اشارہ ہے کہ نماز فجر میں قرآن مجید کی قرأت ذرا طویل کرو تو بہتر ہے کیونکہ اللہ کے فرشتے اسمیں خصوصیت سے گواہ بنتے ہیں اور صبح کے وقت فضا کے سکون میں قرآن مجید کی تلاوت دل کو بڑی بھاتی ہے۔

○ پانچ وقت کی نمازیں جو معراج کے موقعہ پر فرض کی گئی تھیں ان کی طرف قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں اشارہ کردیا گیا ——— اس حکم کی تشریح کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ جنھوں نے نماز کے ٹھیک ٹھیک اوقات کی تعلیم دیکر قرآن مجید کے اجمالی حکم کی وضاحت فرمادی

عَنْ ابن عباس قال ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امّنی جبریل عند البیت مرتین فصلیٰ بی الظہر حین زالت الشمس وکانت قدر الشراك وصلیٰ بی العصر حین صار ظل کل شئ مثله وصلیٰ بی المغرب حین افطر الصّائم وصلیٰ بی العشاء حین غاب الشفق وصلی بی الفجر حین حُرّم الطعام والشراب علی الصّائم ۔ فلما کان الغد صلیٰ بی الظہر حین کان ظله مثله وصلی بی العصر حین کان ظله مثلیه وصلی بی المغرب حین افطر الصائم وصلی بی العشاءُ الی ثلث اللیل وصلیٰ بی الفجر فاسفر ثم التفت اِلیّ فقال یا محمد ھذا وقت الانبیاء من قبلك والوقت ما بین ھذین الوقتین ۔ رواہ ابوداؤد والترمذی (مشکوٰۃ باب المواقیت الفصل الثانی صفحہ ۵۹ مطبوعہ نور محمد)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بیت اللہ کے قریب لے جاکر دو مرتبہ نماز پڑھائی ۔ پہلے دن ظہر کی نماز سورج ڈھلتے ہی پڑھائی جبکہ جوتی کے تسمے کے برابر ہی ہوا تھا ——— عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اسکی اپنی لمبائی کے برابر تھا (یعنی ایک مثل) مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جس وقت روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے (یعنی سورج ڈوبتے ہی) ——— عشار کی نماز شفق ڈوبتے ہی پڑھادی۔ فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جس وقت روزہ دار کو کھانا پینا حرام ہوجاتا ہے (یعنی صبح صادق کے فوراً بعد)

دوسرے دن ——— ظہر کی نماز اسوقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اسکی لمبائی کے برابر تھا (یعنی ایک مثل پر جو ظہر کا آخری وقت ہے) ——— عصر کی نماز اسوقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کی لمبائی سے دوگنا تھا (یعنی دو مثل پر) ——— مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے (یعنی سورج ڈوبنے پر) ——— عشار کی نماز ایک تہائی رات گذر جانے پر پڑھائی ——— فجر کی نماز اچھی طرح روشنی ہوجانے پر۔

پھر میری طرف مڑکر کہا کہ اے محمد انبیار کے نماز پڑھنے کے آپ سے پہلے بھی یہی اوقات ہیں اور نمازوں کے صحیح اوقات ان دو دنوں کے وقتوں کے درمیان ہیں (یعنی پہلے دن جو نماز پڑھائی وہ اسوقت کے نماز کے وقت کی ابتدار ہے اور دوسرے دن وقت نماز کی انتہا ہے)

(۷۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز تہجد کا حکم اور مقام محمود کی بشارت | پانچ وقت کی فرض نمازوں کے بعد جو کہ ہر مسلمان پر فرض ہیں چھٹی نفل نماز نماز تہجد کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید کی گئی کہ آپ کچھ دیر سونے کے بعد اٹھ کر نماز تہجد میں قرآن کی تلاوت کیا کریں یہ تمہارے اوپر فرض نمازوں کے زائد چھٹی نماز ہے یہ حکم اسلئے تجویز کیا ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ ایک بڑا مرتبہ مقام عطا کرنا چاہتے ہیں تاکہ تم دنیا اور آخرت میں ایک قابل تعریف ہستی بنکر رہو۔ دنیا کی فضا تمہاری مدح و ستائش سے گونج اٹھے، اور آخرت میں بھی مقامِ شفاعت پر کھڑے ہوکر تمہاری شان کا پورا پورا ظہور ہو۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ

وَقُلْ	رَّبِّ	اَدْخِلْنِىْ	مُدْخَلَ	صِدْقٍ	وَّ اَخْرِجْنِىْ	مُخْرَجَ	صِدْقٍ	وَّ
اور کہیں	اے میرے رب	مجھے داخل کر	داخل کرنا	سچا	اور مجھے نکال	نکالنا	سچا	اور

اور کہیں اے میرے رب! مجھے داخل کر سچا داخل کرنا اور مجھے نکال سچا نکالنا (اچھی طرح) اور

اجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾

اجْعَلْ	لِّىْ	مِنْ . لَّدُنْكَ	سُلْطٰنًا	نَّصِيْرًا
عطا کر	میرے لئے	اپنی طرف سے	غلبہ	مدد دینے والا

اپنی طرف سے میرے لئے عطا کر غلبہ، مدد دینے والا۔

﴿۸۰﴾ وَنَزَلَ لَمَّا اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ الْمَدِيْنَةَ مُدْخَلَ صِدْقٍ اَىْ اِدْخَالًا مَّرْضِيًّا لَّا اَرٰى فِيْهِ مَا اَكْرَهُ وَّ اَخْرِجْنِىْ مِنْ مَكَّةَ مُخْرَجَ صِدْقٍ اِخْرَاجًا لَّا اَلْتَفِتُ بِقَلْبِىْ اِلَيْهَا وَّ اجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ○ قُوَّةً تَنْصُرُنِىْ بِهَا عَلٰى اَعْدَائِكَ۔

﴿۸۰﴾ اور جب وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا یہ آیت نازل ہوئی وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ الخ اور کہہ تو کہ اے میرے رب مجھ کو مدینہ میں داخل فرما داخل کرنا پسندیدہ کہ وہاں مجھ کو کوئی برائی پیش نہ آئے اور نکال مجھکو کے ایسی طرح کہ میرا دل اس طرف متوجہ نہ رہے اور مجھے ایک قوت دے اپنی طرف کہ جسکے سبب میں تیرے دشمنوں پر غلبہ پاؤں۔

تشریح

﴿۸۰﴾ عزت و غلبۂ حق کی دُعا | اللہ تعالےٰ نے آپکو ایک خاص دعا کی تلقین کی کہ آپ یہ دعا کیا کریں کہ اے پروردگار مجھے توجہاں بھی لیجائے عزت وآبرو کے ساتھ لیجا کہ صداقت کا دامن چھوٹنے نہ پائے اور جہاں سے بھی آپ مجھے نکالیں میرا نکلنا آبرو اور خوش اسلوبی کے ساتھ ہو کہ سچائی کا ساتھ چھوٹنے نہ پائے۔ اور مجھے غلبہ اور تسلط عنایت فرما تاکہ حق کا بول بالا رہے۔ قانونِ عدل جاری کرنے کیلئے حکومت کی مدد بھی ضروری ہے بغیر قوت وطاقت کے صرف اخلاق کے ذریعہ قانون کا نفاذ ممکن نہیں۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (سورۂ حدید آیت ۲۵)
ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کے لئے منافع ہیں۔

یعنی اللہ کے رسول اپنے ساتھ جو چیزیں لے کر آتے ہیں پہلی چیز بینات یعنی وہ کھلی کھلی نشانیاں جو اُن کی رسالت کی دلیل ہوتی ہیں، دوسرے کتاب جس میں انسان کی ہدایت کے لئے ساری تعلیمات ہوتی ہیں۔ تیسرے میزان جو حق و باطل کو ٹھیک ٹھیک تول کر بتادے۔ ان تین چیزوں کے ساتھ ان کے آنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس نظامِ زندگی کو عملاً نافذ کرنے کی کوشش کی جائے جس کے لئے طاقت وقوت کی ضرورت ہے۔ ” عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ ” اِنَّ اللّٰهَ لَيَزَعُ بِالسُّلْطَانِ مَا لَا يَزَعُ بِالْقُرْاٰنِ “ اللہ تعالیٰ حکومت کی طاقت کے ذریعے ان بہت سی چیزوں کو ختم فرما دیتے ہیں جن کا ختم کرنا صرف قرآن سے ممکن نہیں ہوتا۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

وَقُلْ	جَآءَ	الْحَقُّ	وَزَهَقَ	الْبَاطِلُ	اِنَّ	الْبَاطِلَ	كَانَ	زَهُوْقًا
اور کہدیں	آیا	حق	اور نابود ہو گیا	باطل	بیشک	باطل	ہے ہی	مٹنے والا

اور کہہ دیں حق آیا اور باطل نابود ہو گیا ۔ بیشک باطل ہے ہی مٹنے والا (نیست و نابود ہونے والا)

۸۱ وَقُلْ عِنْدَ دُخُوْلِكَ مَكَّةَ جَآءَ الْحَقُّ اَلْاِسْلَامُ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ، بَطَلَ الْكُفْرُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ مُضْمَحِلًّا زَائِلًا. وَقَدْ دَخَلَهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّوْنَ صَنَمًا فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ الخ حَتّٰى سَقَطَتْ رَوَاهُ الشَّيْخَانُ

۸۱ اور جس وقت مکہ میں داخل ہو یہ کہہ اسلام آیا اور کفر جاتا رہا بیشک کفر جانے والا اور گم ہونے والا ہے

اور بالتحقیق داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اور اس وقت خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بُت تھے ۔

آپ کے ہاتھ میں لکڑی تھی سو آپ اس سے ہر ایک بُت کو چھوتے تھے اور یہ فرماتے تھے :۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الخ یہانتک کہ سب بُت گر گئے روایت کیا اس کو بخاری اور مُسلم نے ۔

تشریح

۸۱ غلبۂ حق کی بشارت | یہ بشارت کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو مٹنے ہی والا ہے ، آپؐ کی زبان مبارک پر اس وقت جاری ہوئی جب بظاہر حالات انتہائی ناموافق تھے اور غلبۂ حق کے آثار کہیں دور دور تک نظر نہ آتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ کی اس پیشنگوئی میں پیغمبرانہ اعتماد صاف صاف نظر آتا ہے کہ پیغمبر کو اپنی دعوت کے حق ہونے کا اتنا یقین ہوتا ہے کہ وہ ظلمتِ شب میں صبح کے آثار دیکھنے لگتا ہے اس کا دل مطمئن ہوتا ہے کہ قرآن کی دعوت حق ہے اور باطل اسکے سامنے ٹِک نہیں سکے گا چنانچہ نو برس ہی گذرے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ میں ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور آپ نے خانہ کعبہ میں جا کر تین سو ساٹھ بتوں کی صورت میں سجے ہوئے باطل کو اوندھے مُنہ گرا دیا حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ جس دن مکہ فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے اور آپ کی زبان اقدس پر یہ الفاظ جاری تھے :۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اور بت اوندھے منہ گر جاتا تھا ۔ قرآن کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی ۔ اور دوسری بشارت سنادی گئی کہ :۔ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ حق غالب آچکا ہے اور اب کبھی باطل لوٹ کر یہاں واپس نہ آئیگا ۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ

وَ	لِلْمُؤْمِنِيْنَ	وَّرَحْمَةٌ	هُوَ شِفَآءٌ	مَا	الْقُرْاٰنِ	مِنَ	وَ نُنَزِّلُ
اور	مومنوں کے لئے	اور رحمت	وہ شفا	جو	قرآن	سے	اور ہم نازل کرتے ہیں

اور قرآن نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور

لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

خَسَارًا	اِلَّا	الظّٰلِمِيْنَ	لَا يَزِيْدُ
گھاٹا	سوائے	ظالم (جمع)	نہیں زیادہ ہوتا

ظالموں کے لئے زیادہ نہیں ہوتا گھاٹے کے سوا

(۸۲) وَنُنَزِّلُ مِنَ لِلْبَيَانِ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ مِنَ الضَّلَالَةِ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ بِهٖ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ بِكُفْرِهِمْ بِهٖ

(۸۲) اور ہم قرآن میں ایسے حکم اتارتے ہیں جو شفاء ہیں گمراہی سے اور جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے رحمت ہے اور کافروں میں اس سے ٹوٹا ہی بڑھتا ہے کیونکہ وہ اس کا انکار کرتے ہیں

تشریح

(۸۲) قرآن مجید کی رہنمائی شفاء اور رحمت ہے | جس طرح دن کی روشنی سے اندھیرا دور ہوتا ہے حق کے آنے سے باطل ختم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کی رہنمائی سے ہر طرح کی اخلاقی، نفسیاتی، بیماریاں دور ہوکر روحانی اور قلبی شفاء حاصل ہوتی ہے غلط عقیدے برے اخلاق شکوک وشبہات کے روگ مٹ کر باطنی صحت حاصل ہوتی ہے ماننے والوں کے لئے یہ اللہ کی رحمت ہے وہ ظالم جو اس کی رہنمائی سے منہ موڑتے ہیں انکے لئے خسارہ پر خسارہ نقصان پر نقصان ہے قرآن کے نازل ہونے سے پہلے کہا جاسکتا تھا کہ جہالت ہے لاعلمی ہے حقیقت کا پتہ نہیں ہے مگر جب قرآن نے نازل ہوکر حق اور باطل کا فرق سامنے رکھ دیا تو اب حق کو نہ ماننا جہالت نہیں شرارت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ یہ قرآن یا تو قیامت میں تمہارے لئے حجت اور دلیل بنکر آئے گا کہ تم نے اس سے رہنمائی حاصل کی یا پھر تمہارے خلاف حجت بنے گا کہ تم نے اس کی ہدایت سے منہ موڑا۔

جو لوگ ایمان لاکر اس نسخہ شفاء سے فائدہ اٹھائیں گے وہ قلبی اور روحانی بیماریوں سے نجات پاکر اللہ کی خصوصی رحمت اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے سرفراز ہونگے جو لوگ اس سے منہ موڑیں گے ان کے دل کی بیماریاں انکے روحانی روگ بڑھتے ہی چلے جائیں گے یہ قرآن کا نہیں خود ان کا اپنا ہی قصور ہوگا وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (سورہ توبہ آیت ۱۲۵ پارہ ۱۱)

جن کے دلوں کو روگ لگا ہوا تھا ان کی سابق نجاست پر ایک اور نجاست کا اضافہ کردیا اور وہ مرتے دم تک حق کے منکر ہی رہے۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ

وَاِذَآ	اَنْعَمْنَا	عَلَى	الْاِنْسَانِ	اَعْرَضَ	وَنَاٰ + بِجَانِبِهٖ	وَاِذَا	مَسَّهُ
اور جب	ہم نعمت بخشتے ہیں	پر کو	انسان	وہ روگردان ہوجاتا ہے	اور پہلو پھیر لیتا ہے	اور جب	اسے پہنچتی ہے

اور جب ہم انسان کو نعمت بخشتے ہیں وہ روگردان ہوجاتا ہے، اور پہلو پھیر لیتا ہے اور جب اُسے برائی پہنچتی

الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ

الشَّرُّ	كَانَ	يَئُوْسًا	قُلْ	كُلٌّ	يَّعْمَلُ	عَلٰى	شَاكِلَتِهٖ	فَرَبُّكُمْ
برائی	وہ ہوجاتا ہے	مایوس	کہدیں	ہر ایک	کام کرتا ہے	پر	اپنا طریقہ	سو تمہارا پروردگار

ہے تو وہ مایوس ہوجاتا ہے۔ کہدیں ہر ایک اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے، سو تمہارا پروردگار

۹ ع ۹

اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾

اَعْلَمُ	بِمَنْ + هُوَ	اَهْدٰى	سَبِيْلًا	
خوب جانتا ہے	کہ وہ کون	زیادہ صحیح	راستہ	

خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ صحیح راستہ پر ہے

﴿۸۳﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ الْكَافِرِ اَعْرَضَ عَنِ الشُّكْرِ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ثَنٰى عِطْفَهٗ مُتَبَخْتِرًا وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ الْفَقْرُ وَالشِّدَّةُ كَانَ يَئُوْسًا ○ قَنُوْطًا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ

﴿۸۳﴾ اور ہم جس وقت کافر پر انعام کرتے ہیں وہ شکر سے منہ پھیرتا ہے اور تکبر کرکے پشت پھیرتا ہے اور اترا کر چلتا ہے اور جب اسکو افلاس اور سختی پیش آتی ہے اس وقت اللہ کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے۔

﴿۸۴﴾ قُلْ كُلٌّ مِّنَّا وَمِنْكُمْ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ طَرِيْقَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ○ طَرِيْقًا فَيُثِيْبُهٗ

﴿۸۴﴾ کہدو کہ ہر ایک ہم میں سے اور تم میں سے اپنے طریق پر کام کرتا ہے سو تمہارا رب خوب جانتا ہے اس کو جو ٹھیک راہ پر ہے۔ پس اس کو جزائے نیک دیوے گا۔

تشریح

﴿۸۳﴾ غفلت و مایوسی انسان کی عجیب خصلتیں ہیں | انسان کا بھی بڑا عجیب حال ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نوازتے ہیں نعمتیں عطا کرتے ہیں تو بجائے اس کا شکر ادا کرنے کے منعم حقیقی سے غافل ہوجاتا ہے اور جب کوئی برا وقت آتا ہے کسی مصیبت سے دوچار ہونے لگتا ہے تو مایوس ہوکر بیٹھ جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت عطا کی تو اس نعمت پر شکر کرنے اور اس کی قدر کرنے کی بجائے اس کی تعلیم سے منہ موڑ لیا اور جب اس ناشکری اور اعراض کا نتیجہ سامنے آئیگا تو مایوس ہوکر بیٹھ جاویگا۔

﴿۸۴﴾ ہر ایک اپنے رنگ ڈھنگ میں سیدھی راہ کا علم اللہ کو ہے | ہر شخص اپنے اپنے طریقے اپنے اپنے انداز اور اپنے اپنے مذہب میں مگن ہے انمیں سے کون سیدھی راہ پر ہے کس میں کتنی کج روی ہے اس کا صحیح علم اللہ کو ہے اللہ تعالیٰ اسی کے مطابق اس کے ساتھ برتاؤ کریگا۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَ

وَ	يَسْئَلُوْنَكَ	عَنِ	الرُّوْحِ	قُلِ	الرُّوْحُ	مِنْ	اَمْرِ	رَبِّىْ	وَ
اور	آپ سے پوچھتے ہیں	سے متعلق	روح	کہدیں	روح	سے	حکم	میرا رب	اور

اور آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں، آپ کہدیں روح میرے رب کے حکم سے ہے اور

مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾

مَآ اُوْتِيْتُمْ	مِنَ	الْعِلْمِ	اِلَّا	قَلِيْلًا
تمہیں دیا گیا	سے	علم	مگر	تھوڑا سا

تمہیں علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا سا۔

(۸۵) وَيَسْئَلُوْنَكَ اَىِ الْيَهُوْدُ عَنِ الرُّوْحِ الَّذِىْ يُحْيٰى بِهِ الْبَدَنُ قُلْ لَهُمُ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ اَىْ عِلْمِهٖ لَا تَعْلَمُوْنَهٗ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى عِلْمِهٖ تَعَالٰى

(۸۵) وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ اور یہودی تم سے اس روح کا حال پوچھتے ہیں جس سے بدن کی حیاۃ ہے ان سے کہدو کہ روح کا علم اللہ تعالےٰ کو ہے تم اس کو نہیں جانتے اور جو کچھ تم کو علم دیا گیا ہے وہ بہ نسبت اللہ کے علم کے بہت تھوڑا ہے۔

تشریح

(۸۵) قرآنی وحی کی روح سے باطنی زندگی حاصل کرنی چاہیئے | قرآنی وحی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچنے کا ذریعہ کیا ہے؟ روح الامین حضرت جبرئیلؑ وحی کس طرح لاتے ہیں، وہ قلب محمدیؐ پر کس طرح القا ہوتی ہے، وحی کیا چیز ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟ — یہ سوالات جو انسانی فہم سے بلند بھی ہیں اور غیر ضروری بھی، ان میں الجھنے کی بجائے قرآن کے اصل پیغام پر غور کرنا چاہیئے۔ انسانی ساخت کے کلام اور وحی ربانی کے فرق کو سمجھنا چاہیئے، وحی قرآنی کی روح سے باطنی زندگی حاصل کرنی چاہیئے اور اس نسخۂ شفا سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

○ جہاں تک وحی کا تعلق ہے، وحی انسان کے لئے وہ اعلیٰ ترین اور مستند ترین ذریعہ علم ہے جو اس کی زندگی سے متعلق ان سوالات کے جوابات مہیا کرتا ہے جو عقل اور حواس کے ذریعہ حل کرنا ممکن نہیں ہے لیکن ان کا معلوم کرنا انسان کے لئے ضروری ہے — کیونکہ وحی اللہ اور رسول کے درمیان ایک مقدس علمی رابطہ ہے۔ ہمارے لئے اس کا ٹھیک ادراک ممکن نہیں ہے۔

روح بمعنی وحی قرآن مجید میں متعدد جگہ آیا ہے۔ سورۂ شوریٰ میں ہے:-

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ

(آیت ۵۲ پارہ ۲۵) اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمہاری طرف وحی کی ہے تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے

اور ایمان کیا ہوتا ہے" ــــــ سورۂ نحل میں ارشاد ہے :-

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (آیت ۲ پارہ ۱۴)

(وہ اس روح کو اپنے جس بندے پر چاہتا ہے اپنے حکم سے ملائکہ کے ذریعہ نازل فرما دیتا ہے۔)

سورۂ مومن میں فرمایا :- يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ - آیت ۱۵ پ ۲۴

(وہ اپنے حکم سے اپنے جس بندے پر چاہتا ہے روح نازل کرتا ہے تاکہ وہ لوگوں کے اکھٹے ہونے کے دن سے آگاہ کردے)

○ روح بمعنی جان اور روحِ حیات۔ اس کی حقیقت تک پہنچنا انسان کے لئے آسان نہیں ہے کیونکہ روح مادے سے بھی زیادہ لطیف اور خفی شے ہے۔ اتنا جاننا کافی ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں داخل ہوئی وہ جی اٹھا اور جب وہ چیز نکل گئی تو وہ مرگیا ــــــ قرآنی آیات سے روح کے متعلق اتنا معلوم ہوتا ہے کہ انسان میں اس مادی جسم کے علاوہ کوئی اور چیز موجود ہے جسے روح کہتے ہیں۔ وہ عالمِ "امر" کی چیز ہے اور خدا کے حکم سے انسانی بدن میں فائض ہوتی ہے۔ سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے

خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آیت ۵۹ پارہ ۳)

(اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا)۔ سورۃ المومنون میں ہے :- ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ (آیت ۱۴ پ ۱۸) (پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا)

سورۃ النحل میں ہے :- اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَىْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آیت ۴۰ پارہ ۱۴)

(ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لئے اس سے زیادہ کچھ کرنا نہیں ہوتا کہ اسے حکم دیں ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے)

روح میں صفتِ علم بھی ہے اور شعور بھی ہے اور یہ علم اور شعور آہستہ آہستہ اعمالِ صالحہ کے ذریعہ کمال کو پہنچتے ہیں۔ روح میں کمال حاصل کرنے کے اعتبار سے مراتب کا بھی فرق ہے یہاں تک کہ ایک روح اللہ کی تربیت سے ایسے اعلیٰ مقام تک پہنچ جاتی ہے جہاں دوسری روحوں کی رسائی نہیں ہو سکتی جیسے روحِ محمدؐ کہ اس کے اعلیٰ مرتبے تک پہنچنا کسی دوسری روح کے لئے ممکن نہیں ہے ــ تیسری بات قرآن کے اشارے سے معلوم ہوتی ہے کہ روح کے کمالات ذاتی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ہیں اور یہ کمالات لامحدود نہیں ہیں محدود ہیں۔ اس لئے روح انسانی اپنے علم اور شفافیت کے اعتبار سے کتنی ہی ترقی کر جائے پھر بھی اس کی صفات محدود رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کی طرح روح کی صفات لامحدود نہیں ہو سکتیں۔

○ قرآن مجید کی مذکورہ آیت " قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ " میں لفظ "امر" کو "خلق" کے مقابلے پر رکھ کر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خلق اور امر میں فرق ہے۔ سورۂ اعراف میں ارشاد ہوا ہے :- اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ آیت ۵۴ پارہ ۸ (خبردار رہو اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے)۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے خلق کو امر کے مقابلے میں رکھا ہے۔ خلق اور امر میں کیا فرق ہے ــــــ سورۂ اعراف میں ارشاد ہوا ہے :- " اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ " آیت ۵۴ پارہ ۸ (درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا)۔ اس کے بعد فرمایا :- يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ۔ آیت ۵۴ پارہ ۸ (جو رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کئے، سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔) یعنی ان مخلوقات کو ایک معین اور محکم نظام پر چلاتے رہنا امر ہے۔

سورۂ الطلاق میں ارشاد ہے :- اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ آیت ۱۲ پارہ ۲۸ (اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی ان ہی کے مانند ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے)

گویا دنیا کو ایک بڑے کارخانے کی طرح سمجھو جس میں مختلف قسم کی مشینیں لگی ہوئی ہیں۔ کوئی مشین کپڑا بُن رہی ہے، کسی مشین میں آٹا پس رہا ہے کسی مشین میں کتابیں چھپ رہی ہیں، کسی مشین سے شہر میں روشنی پہنچ رہی ہے کہیں بلب جل رہے ہیں اور پنکھے چل رہے ہیں ـــــ ساری مشینوں کے پُرزے جوڑ کر مشینوں کو فٹ کیا جاتا ہے جب ساری مشینیں فٹ ہو گئیں تو ان میں بجلی کا کرنٹ چھوڑ دیا گیا، ہر مشین اپنی بناوٹ کے مطابق گھومنے لگی، بلب میں اس کی بناوٹ کے مطابق روشنی پہنچی پنکھے میں اس کی ساخت کے مطابق حرکت ہونے لگی بس یوں سمجھو کہ اللہ تعالے نے اول آسمان و زمین کی تمام مشینیں بنائیں جس کو خلق کہتے ہیں۔ ہر چھوٹا بڑا پُرزہ ٹھیک اندازے کے مطابق فٹ کیا جس کو "تقدیر" کہتے ہیں۔ پھر سب پُرزوں کو جوڑ کر مشین کو فٹ کیا جس کو تصویر کہتے ہیں۔ آخر اس مشین کو چلانے کے لئے امر الٰہی کی بجلی چھوڑ دی گئی جس کو روح کہتے ہیں اور سارا کارخانہ حرکت میں آ گیا۔ اِدھر حکم ہوا "چل" فوراً چلنے لگی۔ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (سورۂ یٰسٓ آیت ۸۲ پارہ ۲۳) (وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ "ہوجا" اور وہ ہو جاتی ہے۔)

○ یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام جو لفظ "کُن" سے ظاہر ہو رہا ہے یہ لفظ نورانی یا لطیف جسم کی شکل میں جس کو روح کہتے ہیں کیسے منتقل ہو سکتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے خواب کی مثال کو سامنے رکھا جائے کہ بعض اوقات ہم اپنے خیالات کو جب خواب میں دیکھتے ہیں تو وہ ہمارے خیالات دریا پہاڑ وغیرہ مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں اور بعض اوقات جاگنے کے بعد بھی ان کا اثر ختم نہیں ہوتا۔ تو غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب آدمی کے تصور کی قوت میں اتنی طاقت ہے کہ غیر مجسم خیالات جسمانی سانچے میں ڈھل جائیں اور ان میں وہی آثار پیدا ہو جائیں جو جاگنے کی حالت میں ہے اور جاگنے کے بعد بھی ان کا ذہنی وجود اسی طرح قائم رہے۔

تو کیا اس مثال اور نمونے کو سامنے رکھ کر ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ قادر مطلق کا ایک لفظ "کن" متعدد صورتوں میں جلوہ گر ہوا اور ان صورتوں کو ہم روح کے نام سے یا فرشتوں کے نام سے یا کسی اور نام سے پکاریں وہ روح اور فرشتے حادث و فانی ہوں اور امر الٰہی اسی طرح قدیم اور لافانی رہے۔ اسی طرح روحِ انسانی امرِ ربی کی مظہر ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس پر اس ذاتِ لافانی کے سارے احکام جاری و ساری ہوں۔

○ یہ روح جو اپنا مستقل وجود رکھتی ہے مادی بدن سے جُدا بھی ہو جاتی ہے مثلاً سونے کی حالت میں روح بدن سے نکل جاتی ہے مگر سورج کی طرح اس کی کرنیں بدنی زندگی کو قائم رکھتی ہیں جیسا کہ ارشاد ہے:- اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (سورۃ الزمر آیت ۴۲ پارہ ۲۴) (وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے! اور جو ابھی نہیں مرا اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اُسے روک لیتا ہے اور دوسروں کی روحیں ایک وقتِ مقررہ کے لئے واپس بھیج دیتا ہے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرنے والے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ لفظ "کُن" کی مخاطب ہر چیز میں روحِ حیات پائی جاتی ہے مگر وہ ہر مخلوق کی استعداد کے مطابق ہے جس کام کے لئے جو چیز پیدا کی گئی ہے اس کا ڈھانچہ تیار کر کے اس کو حکم دینا "کُن" اس کام میں لگ جا یہی اس کی روحِ حیات ہے۔ جب تک یہ اپنی تخلیق کی غرض کو پورا کرے گی اس وقت تک زندہ سمجھی جائے گی۔ اور جب مقصدِ تخلیق سے دور ہو کر معطل ہو جائے گی تو وہ موت سے نزدیک اور مردہ کہلائے گی۔

(خلاصہ افادات حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح)

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿٨٦﴾

وَلَئِنْ	شِئْنَا	لَنَذْهَبَنَّ	بِالَّذِيْٓ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	ثُمَّ لَا تَجِدُ	لَكَ	بِهٖ	عَلَيْنَا	وَكِيْلًا
اور اگر	ہم چاہیں	تو البتہ ہم لے جائیں	وہ جو کہ	ہم نے وحی کی	تمہاری طرف	پھر تم نہ پاؤ	اپنے واسطے	اسکے لئے	ہمارے مقابلہ پر	کوئی مددگار

اور اگر ہم چاہیں تو البتہ ہم لے جائیں (سلب کرلیں) جو وحی ہم نے تمہاری طرف کی ہے، پھر تم اسکے لئے اپنے واسطے نہ پاؤ ہمارے مقابلہ پر

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿٨٧﴾

اِلَّا	رَحْمَةً	مِّنْ - رَّبِّكَ	اِنَّ	فَضْلَهٗ	كَانَ	عَلَيْكَ	كَبِيْرًا
مگر	رحمت	تمہارے رب سے	بیشک	اس کا فضل	ہے	تم پر	بڑا

کوئی مددگار، مگر تمہارے رب کی رحمت ہے (کہ ایسا نہیں ہوتا) بیشک تم پر اس کا بڑا فضل ہے۔

(٨٦) وَلَئِنْ لَامُ قَسَمٍ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ
بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَيِ الْقُرْاٰنِ
بِاَنْ نَمْحُوَهٗ مِنَ الصُّدُوْرِ وَالْمَصَاحِفِ
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ○

(٨٦) اور البتہ اگر ہم چاہتے تو قرآن سینوں اور اوراق سے مٹا دیتے اور نکال لیتے پھر تو کسی کو اس کا ذمہ دار نہ پاتا جو ہم سے اس کا مطالبہ کرے

(٨٧) اِلَّا لٰكِنْ اَبْقَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ
اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ○
عَظِيْمًا حَيْثُ اَنْزَلَهٗ عَلَيْكَ وَاَعْطَاكَ
الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ الْفَضَائِلِ

(٨٧) لیکن ہم نے اس کو اپنی رحمت سے باقی رکھا اور سینوں وغیرہ سے نہ نکالا بیشک اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے کہ قرآن تجھ پر اُتارا اور مقام محمود تجھ کو عطا کیا اور اس کے سوا بہت بزرگیاں دیں۔

تشریح

(٨٦) کسی مخلوق کے کمالات ذاتی نہیں عطیہ خداوندی ہیں | اللہ تعالٰی نے جس مخلوق میں بھی کوئی خوبی اور کمال دیا ہے وہ اسکا ذاتی کمال نہیں ہے اللہ کا عطیہ ہے کیسی ہی کامل روح ہو اس میں جو کمالات ہیں وہ خالق کامل کے دیئے ہوئے ہیں وہ اسکے اپنے نہیں ہیں۔ یہ قرآن جو ہم نے نازل کیا ہے اور وحی کے ذریعے بھیجا ہے اگر ہم چاہیں تو اسکو واپس بھی لے سکتے ہیں یہ نعمتِ عظمیٰ جو انسانوں کے لئے باعثِ رحمت ہے چھینی بھی جا سکتی ہے اور اسوقت تمہیں کوئی ایسا حامی بھی نہیں ملے گا جو دوبارہ اُسے واپس لا سکے۔ اس لئے انسان کو یہ خیال رہنا چاہیئے کہ اس کی کوئی ظاہری اور باطنی خوبی ایسی نہیں ہے جو اس کی اپنی ہو۔

(٨٧) قرآن پیغمبر کا گھڑا ہوا کلام نہیں ہے یہ ہم نے عطا کیا ہے | قرآن جو تمہیں اللہ کی رحمت سے ملا ہے یہ اس کا بہت بڑا فضل ہے یہ پیغمبر کا گھڑا ہوا یا کسی اور کا بنایا ہوا کلام نہیں ہے یہ ہم نے نازل کیا ہے۔ کس کی طاقت ہے کہ وہ ایسا کلام تصنیف کرکے لا سکے، نہ کسی میں یہ طاقت ہے کہ وہ پیغمبر کو ایسا معجزانہ کلام پیش کرنے کے قابل بنا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اور اس کی رحمت ہے کہ اس نے آپکو یہ کتاب عظیم عطا کی۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى

عَلٰٓى	الْجِنُّ	وَ	الْاِنْسُ	اجْتَمَعَتِ	لَّئِنِ	قُلْ
پر	جن	اور	تمام انسان	جمع ہو جائیں	اگر	کہہ دیں

آپ کہہ دیں اگر تمام انسان اور جن (اس بات پر) جمع ہو جائیں کہ وہ اس

اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ

لَا يَاْتُوْنَ	الْقُرْاٰنِ	هٰذَا	بِمِثْلِ	يَّاْتُوْا	اَنْ
نہ لا سکیں گے	قرآن	اس	مانند	وہ لائیں	کہ

قرآن کے مانند لے آئیں تو وہ اس کے مانند نہ لا سکیں

بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

ظَهِيْرًا	لِبَعْضٍ	بَعْضُهُمْ	وَلَوْ كَانَ	بِمِثْلِهٖ
مددگار	بعض کے لئے	ان کے بعض	اور اگرچہ ہو جائیں	اس کے مانند

گے اگرچہ ان کے بعض بعض کیلئے (وہ ایک دوسرے کے) مددگار ہو جائیں۔

﴿۸۸﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ فِى الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○ مُعِيْنًا نَزَلَ رَدًّا لِقَوْلِهِمْ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا ۚ

﴿۸۸﴾ کہدے اگر تمام آدمی اور جن اس امر پر اکٹھے ہوں کہ اس قرآن کی مثل فصاحت اور بلاغت میں لاویں تو وہ اس کی مثل نہ لا سکیں اگرچہ وہ باہم ایک دوسرے کی مدد کریں۔

یہ آیت کافروں کے قول کے رد کرنے کو نازل ہوئی کہ وہ کہتے تھے اگر ہم چاہیں تو قرآن کی مثل کہہ لیں۔

تشریح

﴿۸۸﴾ **قرآن کا چیلنج، تمام جن وانس مل کر بھی قرآن جیسی کتاب نہیں بنا سکتے** قرآن کے ایک طالب علم کو جو بات سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے وہ قرآن کا یہ چیلنج ہے جو قرآن کے نازل ہونے سے لے کر آج تک دنیا کے سامنے ہے مگر دنیا میں آج تک تمام مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود اس کا جواب آج تک نہیں دیا جا سکا۔ قرآن نے بار بار یہ چیلنج کیا کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن اللہ کے سوا کسی انسان کی تصنیف ہے وہ ایسی کتاب بنا کر پیش کریں۔

سورۂ بقرہ میں ہے:۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (پارہ ۱ آیت ۲۳)

"اپنے بندے پر جو کلام ہم نے اُتارا ہے اگر اس کے کلامِ الٰہی ہونے کے بارے میں تمہیں شبہ ہے تو اس کے جیسی ایک سورۃ لکھ کر لے آؤ اور خدا کے سوا اپنے تمام ہمنواؤں کو بھی بلا لو اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو۔"

سورۂ یونس میں ہے:۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (آیت ۳۸ پارہ ۱۱)

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود تصنیف کر لیا ہے کہو اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو ایک سورت اس جیسی تصنیف کر لاؤ اور ایک خدا کو چھوڑ کر جسکو مدد کے لئے بلا سکتے ہو بلا لو۔"

سورۂ ہود میں ہے:۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (آیت ۱۳ پارہ ۱۲)

"کیا یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ کتاب خود گھڑ لی ہے کہو 'اچھا یہ بات ہے تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا تمہارے جو معبود ہیں ان کو مدد کے لئے بلا سکتے ہو' بلا لو، اگر تم انہیں معبود سمجھنے میں سچے ہو۔"

انسانی تاریخ کا یہ حیرت انگیز دعویٰ ہے۔ ہر انسانی تصنیف کے مقابلے میں دوسری تصنیف تیار کی جا سکتی ہے جو پہلی تصنیف کے مقابلے میں کہیں زیادہ بہتر ہو۔ لیکن اس چیلنج کا جواب دینے پر قادر نہ ہونا قطعی طور پر ثابت کر دیتا ہے کہ یہ ایک غیر انسانی کلام ہے۔

قرآن نے اپنے کلامِ الٰہی ہونے کے لئے تین ٹھوس اور مضبوط دلیلیں دی ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید اپنی زبان اور اسلوب کے اعتبار سے اپنے طرزِ استدلال اپنے مضامین اپنے مباحث اور تعلیمات غیب کی خبروں اور پیشنگوئیوں کے حساب سے ایک معجزہ ہے جس کی نظیر اور مثال پیش کرنا انسان کی قدرت سے باہر ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اچانک کہیں سے آکر تمہارے درمیان نہیں رہنے لگے ہیں بلکہ قرآن کے نازل ہونے سے چالیس سال پہلے تمہارے درمیان رہتے سہتے چلے آرہے ہیں کیا قرآن کے نازل ہونے سے پہلے کبھی ان کی زبان سے تم نے اس طرح کا کلام سُنا ہے کیا یہ ممکن ہے کہ اچانک کسی شخص کی زبان، خیالات اور طرزِ بیان میں راتوں رات اتنی بڑی تبدیلی ہو جائے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص جس نے کبھی چالیس سال میں کوئی ایک بات بھی زبان سے غلط نہ نکالی ہو اتنا بڑا جھوٹ گھڑ لے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور مجھ پر اس کا کلام نازل ہوا ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ان کی باتیں اور ان کی تقریریں بھی سنتے ہو اور انہیں کی زبان سے قرآن بھی سنتے ہو کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص ایک ہی وقت میں دو طرح کے اندازِ بیان اختیار کر سکے قرآن کے اسلوب اور حدیثِ رسول ؐ کے اسلوب میں نمایاں فرق اس وقت بھی تھا اور آج بھی کوئی شخص حدیث اور قرآن کی زبان میں یہ کھلا فرق صاف سمجھ سکتا ہے۔

ان ٹھوس اور مضبوط دلائل کی بنیاد پر قرآن کا یہ چیلنج آج بھی آواز دے رہا ہے کہ جن و انس سب مل کر قرآن جیسی کتاب بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے۔ قرآن رسول کا نمائندہ بھی ہے اور رسول کے برحق ہونے کی دلیل بھی ـــــ اور کیونکہ قرآن تا قیامت باقی رہے گا اس لئے رسالتِ محمدی ؐ بھی باقی رہے گی۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا	لِلنَّاسِ	فِيْ	هٰذَا الْقُرْاٰنِ	مِنْ	كُلِّ مَثَلٍ	فَاَبٰٓى	اَكْثَرُ
اور ہم نے طرح طرح سے بیان کیا	لوگوں کیلئے	میں	اس قرآن	سے	ہر مثال	پس قبول نہ کیا	اکثر

اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کر دی ہے ہر مثال ، پس اکثر لوگوں نے

النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى

النَّاسِ	اِلَّا	كُفُوْرًا	وَقَالُوْا	لَنْ نُّؤْمِنَ	لَكَ	حَتّٰى
لوگ	سوائے	ناشکری	اور وہ بولے	ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے	تجھ پر	یہاں تک کہ

ناشکری کے سوا قبول نہ کیا اور وہ بولے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے ، یہاں تک کہ

تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾

تَفْجُرَ	لَنَا	مِنَ	الْاَرْضِ	يَنْۢبُوْعًا
تو رواں کر دے	ہمارے لئے	سے	زمین	کوئی چشمہ

تو ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ رواں کر دے ۔

(۸۹) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا بَيَّنَّا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ صِفَةٌ لِمَحْذُوْفٍ اَيْ مَثَلًا
مِنْ جِنْسِ كُلِّ مَثَلٍ لِيَتَّعِظُوْا فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ
اَيْ اَهْلُ مَكَّةَ اِلَّا كُفُوْرًا ○ جُحُوْدًا لِلْحَقِّ
(۹۰) وَقَالُوْا عَطْفٌ عَلٰى اَبٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى
تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ○ عَيْنًا
يَنْبَعُ مِنْهَا الْمَاءُ

(۸۹) اور بے شک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کی مثال بیان کی تاکہ ان کو نصیحت ہو سو مکہ والوں نے حق کا انکار ہی کیا۔

(۹۰) اور یہ کہا کہ ہم ہرگز تیری بات کا یقین نہ کریں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ جاری کرے جس میں سے پانی

تشریح ـ نکات

(۸۹) قرآن مختلف پیرائے میں صداقت پیش کرتا ہے | اللہ تبارک و تعالیٰ کیونکہ اپنے بندوں کے خیر خواہ ہیں، رحیم و شفیق ہیں اور قرآن اللہ کا کلام ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں انداز بدل بدل کر مختلف پیرائے میں طرح طرح کی مثالوں سے اور واقعات کے ذریعے سمجھاتے ہوئے حق دصداقت کو اپنے بندوں کے سامنے رکھا ہے قرآن میں مضامین کے تکرار کی وجہ بھی یہی ہے کہ کبھی کسی طریقہ سے کبھی کسی طریقے سے بات کو سمجھانے کی دماغوں میں اتارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ کے اس احسان پر بندوں کو شکر گزار ہونا چاہیئے تھا اب یہ بات اور ہے کہ اکثر احمق لوگ شکر گزار ہونے کی بجائے ناشکری اور انکار پر تلے ہوئے ہیں۔

(۹۰) احمقانہ مطالبے | اس وقت بھی جب قرآن نازل ہو رہا تھا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی دعوت پیش کر رہے تھے۔ جن لوگوں کو ماننا نہیں تھا وہ ایسی عجیب فرمائشیں کرتے تھے جنکو حماقت کے سوا کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ کہتے تھے کہ ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائینگے جب تک آپ یہ نہ دکھا دیں کہ زمین پھٹے اور ہمارے سامنے اس میں سے پانی کا چشمہ جاری ہو جائے۔

أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهٰرَ

أَوْ تَكُونَ	لَكَ	جَنَّةٌ	مِّنْ	نَّخِيلٍ	وَعِنَبٍ	فَتُفَجِّرَ	الْأَنْهٰرَ
یا ہوجائے	تیرے لئے	ایک باغ	سے۔کا	کھجور (جمع)	اور انگور	پس تو رواں کردے	نہریں

یا تیرے لئے کھجوروں اور انگور کا ایک باغ ہو پس تو اس کے درمیان بہتی نہریں

خِلٰلَهَا تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا

خِلٰلَهَا	تَفْجِيرًا	أَوْ	تُسْقِطَ	السَّمَاءَ	كَمَا - زَعَمْتَ	عَلَيْنَا	كِسَفًا
اس کے درمیان	بہتی ہوئی	یا	تو گرادے	آسمان	جیسا کہ تو کہا کرتا ہے	ہم پر	ٹکڑے

رواں کردے ، یا جیسے تو کہا کرتا ہے ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرادے

أَوْ تَأْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾

أَوْ	تَأْتِيَ	بِاللّٰهِ	وَالْمَلٰٓئِكَةِ	قَبِيلًا	
یا	لے آوے	اللہ کو	اور فرشتے	رو برو	

یا اللہ کو اور فرشتوں کو روبرو لے آ۔

(۹۱) أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ بُستانٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهٰرَ خِلٰلَهَا وَسْطَهَا تَفْجِيرًا ○

(۹۱) یا تیرے پاس ایک باغ کھجور اور انگور کا ہو کہ اس میں تو پانی کی نہریں جاری کرے۔

(۹۲) أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا قِطَعًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيلًا ○ مُقَابَلَةً وَعِيَانًا فَنَرَاهُمْ

(۹۲) یا ہمارے اوپر آسمان کو گرادے ٹکڑے کر کے جیسا کہ تو کہتا ہے۔ یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے ظاہر کردے کہ ہم ان کو دیکھیں۔

تشریح

(۹۱) کھجوروں کے باغ میں نہریں بہتی دکھائی دیں۔ یہ بھی مطالبہ تھا | ایسا ہی ایک مطالبہ یہ بھی سامنے رکھا جاتا تھا کہ آپ کے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور آپ اسمیں نہریں پیدا کر کے دکھائیں۔

(۹۲) آسمان ہمارے اوپر گر پڑے۔ اللہ تعالے اور فرشتے ہمارے سامنے آکر کھڑے ہو جائیں | حق و صداقت کا انکار کرنیوالوں کی باتیں بھی بڑی عجیب عجیب قسم کی تھیں۔ قرآن مجید کی سورۃ السبا میں ہے اِنْ نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ (آیت ۹ پارہ ۲۲) "ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسادیں یا آسمان کے کچھ ٹکڑے ان پر گرادیں، درحقیقت اس میں ایک نشانی ہے اس بندے کیلئے جو خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔"

یعنی جو واقعی ہدایت کی طلب رکھتا ہو اس کے لئے زمین و آسمان کے اس نظام کو دیکھ کر سبق حاصل کرنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ ایک بڑی طاقت اس پورے نظام کو تھامے ہوئے ہے وہ چاہے زمین کو پھاڑ کر سب کو اسمیں دھنسا دے وہ چاہے تو آسمان کے کچھ ٹکڑے ان پر گرادے اس کی طاقت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اس چیز سے سبق حاصل کرنے کے بجائے وہ پیغمبر سے فرمائشیں کر رہے ہیں کہ انگلی اٹھاؤ اور تمہارے اشارے سے تمہارے جھٹلانے والوں پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر جائے، ایک آواز دو اور ہمارے سامنے خدا اور اس کے فرشتے آکر کھڑے ہوں اور بتائیں کہ ہم نے ہی اس شخص کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ

فِی السَّمَآءِ	تَرْقٰی	اَوْ	زُخْرُفٍ	مِّنْ	بَیْتٌ	لَکَ	یَکُوْنَ	اَوْ
آسمانوں میں	تو چڑھ جائے	یا	سونا	سے۔ کا	ایک گھر	تیرے لئے	ہو	یا

یا تیرے لئے سونے کا ایک گھر ہو، یا تو آسمان میں چڑھ جائے۔

وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ

قُلْ	نَّقْرَؤُهٗ	کِتٰبًا	عَلَیْنَا	تُنَزِّلَ	حَتّٰی	لِرُقِیِّکَ	وَلَنْ نُّؤْمِنَ
آپ کہہ دیں	ہم پڑھ لیں جسے	ایک کتاب	ہم پر	تو اُتارے	یہانتک کہ	تیرا چڑھنا	اور ہم ہرگز نہ مانیں گے

اور ہم ہرگز تیرا چڑھنا نہ مانیں گے جب تک تو ہم پر ایک کتاب نہ اُتارے جسے ہم پڑھ لیں۔ آپ کہہ دیں

ع ۱۰

سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾

رَّسُوْلًا	بَشَرًا	اِلَّا	هَلْ + کُنْتُ	رَبِّیْ	سُبْحَانَ
رسول	ایک آدمی	مگر صرف	نہیں ہوں میں	میرا رب	پاک ہے

پاک ہے میرا رب، میں صرف ایک آدمی ہوں (اللہ کا) رسول۔

﴿۹۳﴾ اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ ذَهَبٍ اَوْ تَرْقٰی تَصْعَدُ فِی السَّمَآءِ بِسُلَّمٍ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ لَوْ رَقِیْتَ فِیْهَا حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا مِنْهَا کِتٰبًا فِیْهِ تَصْدِیْقُکَ نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ لَّهُمْ سُبْحَانَ رَبِّیْ تَعَجُّبٌ هَلْ مَا کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ کَسَائِرِ الرُّسُلِ وَلَمْ یَکُوْنُوْا یَاْتُوْا بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

﴿۹۳﴾ یا تیرے پاس سونے کا گھر ہو، یا آسمان میں سیڑھی لگا کر چڑھے اور ہم ہرگز تیرے چڑھنے کا یقین نہ کریں گے یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایک کتاب لادے جسکو ہم پڑھیں کہ وہ تیری تصدیق کرے۔ ان سے کہہ دے تعجب کی راہ سے کہ میرا رب پاک ہے میں صرف ایک آدمی اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جیسے اور پیغمبر گذرے اور وہ کوئی نشانی نہ لاتے تھے مگر حکم الٰہی سے۔

تشریح

﴿۹۳﴾ کیا کیا فرمائشیں - میں اللہ کا پیغام لانیوالا انسان ہوں | نہ ماننے والوں کی طرف سے اسی قسم کی الٹی سیدھی فرمائشیں ہوتی تھیں۔ مثلاً ہم جب مانیں گے کہ تمہارے لئے سونے کا ایک گھر بنجائے، یا تم آسمان پر چڑھ کر دکھاؤ۔ ہم چڑھنے کا بھی یقین نہ کرینگے جب تک ہمارے سامنے اوپر نہ چڑھو اور ایسی تحریر اتار کر نہ لاؤ جسے ہم خود پڑھیں اور سمجھیں —— ان لمبے چوڑے مطالبات کا ایک جملہ میں جواب دیا گیا کہ اے پیغمبر آپ ان سے یہ کہیں کہ میرا پروردگار پاک ہے کیا میں ایک پیغام لانیوالے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں۔

یعنی میں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں تم میری صداقت کو جانچو میرے اخلاق میری زندگی میرے کام کو دیکھو اس پیغام کی صداقت اور معقولیت کو پرکھو جو میں پیش کر رہا ہوں۔ اسکو چھوڑ کر یہ کیا فرمائشیں ہیں کہ زمین پھاڑ کے دکھاؤ، آسمان گرا کر دکھاؤ۔ اس سے پہلے بھی فرمائشی معجزے اور نشانات دکھائے جا چکے ہیں جنکو نہیں ماننا تھا وہ انکو بھی دیکھ کر نہیں مانے جیسا کہ اسی سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۵۹ میں گذر چکا ہے، ”وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا۔“

”اور ہم کو نشانیاں بھیجنے سے نہیں روکا مگر اس بات نے کہ ان سے پہلے کے لوگ ان کو جھٹلا چکے ہیں چنانچہ دیکھ لو ثمود کو ہم نے کھلا اونٹنی لا کر دی اور انھوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم نشانیاں اسی لئے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر ڈریں۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ

وَمَا	مَنَعَ	النَّاسَ	اَنْ - يُّؤْمِنُوْٓا	اِذْ	جَآءَهُمُ	الْهُدٰى	اِلَّآ	اَنْ
اور نہیں	روکا	لوگ (جمع)	کہ وہ ایمان لائیں	جب	انکے پاس آگئی	ہدایت	مگر	یہ کہ

اور لوگوں کو (کسی بات نے) نہیں روکا کہ وہ ایمان لائیں جب ان کے پاس ہدایت آگئی۔ مگر یہ کہ

قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾

قَالُوْٓا	اَبَعَثَ	اللّٰهُ	بَشَرًا	رَّسُوْلًا
انہوں نے کہا	کیا بھیجا	اللہ	ایک آدمی	رسول

انہوں نے کہا کیا اللہ نے ایک آدمی کو رسول (بناکر) بھیجا ہے۔

(۹۴) وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۞ وَلَمْ يَبْعَثْ مَلَكًا

(۹۴) وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ الخ اور لوگوں کے پاس جس وقت حق تعالیٰ کی طرف سے ہدایت آئی وہ اس وجہ سے ایمان سے رُکے کہ انہوں نے ازراہِ انکار یہ کہا کہ کیا اللہ نے آدمی کو پیغمبر بناکر بھیجا اور فرشتہ کو نہ بھیجا۔

تشریح

(۹۴) بشر ہونا رسول کا ایک کمال ہے | رسول انسان ہوتا ہے اور عام انسانوں پر اس کی برتری سمجھنے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ اللہ کا فرستادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین اور شہنشاہ کائنات ہے بادشاہ اور اس کے سفیر کے درمیان نوازش و کرم کے علاوہ اور کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

عالم کی ابتداء میں اولادِ آدم کو بنیادی طور پر جن باتوں کی تعلیم دی گئی تھی ان میں رسولوں کے انسان ہونے کا عقیدہ بھی شامل تھا جیسا کہ ارشاد ہے:- يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورۂ اعراف آیت ۲ پارہ ۸)

("اے اولادِ آدم اگر تمہارے پاس تم ہی میں کے رسول آئیں جو تمہارے سامنے ہماری آیات پڑھ پڑھ کر سنائیں تو جو تقویٰ کی راہ اختیار کرے اور نیک رہے تو ان پر نہ کوئی خوف و ہراس اور نہ کوئی غم")

اس کے باوجود جاہل لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ ایک بشر کبھی پیغمبر نہیں ہو سکتا اور انہوں نے کہا کہ یہ تو کھاتا پیتا ہے بیوی بچے رکھتا ہے گوشت پوست کا بنا ہوا ہے یہ پیغمبر نہیں ہو سکتا کیونکہ بشر ہے۔ اور جب وہ گذر گیا تو عقیدت مندوں میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جو کہنے لگے وہ بشر نہیں تھا کیونکہ پیغمبر تھا، گویا بشریت اور پیغمبریت کا ایک جگہ جمع ہونا ممکن نہیں ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ

قُلْ	لَوْ كَانَ	فِى	الْاَرْضِ	مَلٰٓئِكَةٌ	يَمْشُوْنَ	مُطْمَئِنِّيْنَ
کہدیں	اگر ہوتے	میں	زمین	فرشتے	چلتے پھرتے	اطمینان سے رہتے

آپ کہدیں، اگر ہوتے زمین میں فرشتے، چلتے پھرتے اطمینان سے رہتے،

لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾

لَنَزَّلْنَا	عَلَيْهِمْ	مِّنَ	السَّمَآءِ	مَلَكًا	رَّسُوْلًا	
ہم ضرور اتارتے	ان پر	سے	آسمان	فرشتہ	رسول	

تو ہم ضرور ان پر آسمانوں سے فرشتے رسول (بناکر) اتارتے

(۹۵) قُلْ لَهُمْ لَوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ بَدَلَ الْبَشَرِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ اِذْ لَا يُرْسَلُ اِلٰى قَوْمٍ رَسُوْلٌ اِلَّا مِنْ جِنْسِهِمْ لِيُمْكِنَهُمْ مُخَاطَبَتُهٗ وَالْفَهْمُ عَنْهُمْ

(۹۵) ان سے کہدو اگر زمین میں آدمیوں کے بدلے فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم ان کے پاس پیغمبر بھی آسمان سے فرشتے اتارتے کیونکہ ہر ایک قوم کے پاس پیغمبر انہیں کا ہم جنس بھیجا جاتا ہے تاکہ وہ اس سے خطاب کرسکیں اور اس کی بات سمجھ سکیں۔

تشریح

(۹۵) **رسول کو بشر ہی ہونا چاہئے** رسول، اللہ کی طرف سے لوگوں کی اصلاح کے منصب پر فائز ہوتا ہے۔ اصلاح کے لئے صرف علم کافی نہیں، احساس کی بھی ضرورت ہے۔ جو غم نہیں کھا سکتا وہ ایک غمزدہ کی پوری تسلی بھی نہیں کرسکتا جو بھوک سے آزاد ہے وہ ایک بھوکے کیساتھ دلسوزی کرنا بھی نہیں جانتا۔ جو انسانی فطرت کی کمزوریوں سے آشنا نہیں وہ ان کمزوریوں پر چشم پوشی بھی نہیں کرسکتا اس لئے رسول کا انسان ہونا ضروری ہی نہیں بلکہ اللہ کا ایک انعام ہے۔ رسالت کا جو سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہوکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا اس میں کوئی رسول ایسا نہ تھا جو انسان نہ ہو۔ ایک حضرت عیسٰی علیہ السلام کا معاملہ نصاریٰ کی نظروں میں کچھ مشتبہ تھا اس کو ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ کہہ کر صاف کردیا گیا۔ جیساکہ ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ (آل عمران ۳۳ پارہ ۳) "اللہ تعالٰی نے پسند کیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور خاندانِ ابراہیمؑ اور خاندانِ عمران کو تمام جہان پر جو ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔" یعنی جب وہ بھی انسانوں کی ہی اولاد تھے تو یقیناً ان کو بھی انسان ہونا چاہئے۔ نسل انسانی پر یہ بدنما داغ ہوتا کہ اشرف المخلوقات کا مصلح و مربی کسی اور نوع میں پیدا کیا جائے۔ پیغمبر کا کام صرف پیغام سنانا ہی نہیں ہے بلکہ عمل کرکے دکھانا بھی ہے۔ انسانوں میں رہ کر انسانوں کی طرح کام کرنا انسان ہی کا کام ہے اسلئے ارشاد ہوا ہے کہ اگر زمین میں فرشتے انسانوں کی طرح چلتے پھرتے، رہتے سہتے تو ہم کسی فرشتے کو ان کے لئے پیغمبر بناکر بھیجتے۔

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ

قُلْ	كَفَىٰ	بِاللّٰهِ	شَهِيدًا	بَيْنِي	وَبَيْنَكُمْ	إِنَّهُ	كَانَ
کہدیں	کافی ہے	اللہ	گواہ	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	بیشک وہ	ہے

آپ کہدیں میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ کافی ہے ، بے شک وہ اپنے

بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٩٦﴾ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ

بِعِبَادِهِ	خَبِيرًا	بَصِيرًا	وَ	مَنْ	يَهْدِ	اللّٰهُ	فَهُوَ
اپنے بندوں کا	خبر رکھنے والا	دیکھنے والا	اور	جسے	ہدایت دے	اللہ	پس وہی

بندوں کا خبر رکھنے والا ، دیکھنے والا ہے۔ اور جسے اللہ ہدایت دے پس وہی

الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِن

الْمُهْتَدِ	وَمَنْ	يُضْلِلْ	فَلَنْ تَجِدَ	لَهُمْ	أَوْلِيَاءَ	مِنْ
ہدایت پانے والا	اور جسے	گمراہ کرے	پس تو ہرگز نہ پائے گا	انکے لئے	مددگار	اس

ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے پس تو انکے لئے اس کے سوا ہرگز کوئی مددگار

دُونِهِ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ

دُونِهِ	وَ	نَحْشُرُهُمْ	يَوْمَ الْقِيَامَةِ	عَلَىٰ	وُجُوهِهِمْ
کے سوا	اور	ہم اٹھائیں گے انہیں	قیامت کے دن	پر۔ بل	ان کے چہرے

نہ پائے گا۔ اور ہم قیامت کے دن انہیں ان کے چہروں کے بل اٹھائیں گے

عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا

عُمْيًا	وَبُكْمًا	وَصُمًّا	مَأْوَاهُمْ	جَهَنَّمُ	كُلَّمَا
اندھے	اور گونگے	اور بہرے	ان کا ٹھکانا	جہنم	جب کبھی

اندھے اور گونگے اور بہرے۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جب کبھی

خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾

خَبَتْ	زِدْنَاهُمْ	سَعِيرًا
بجھنے لگے گی	ہم انکے لئے زیادہ کردینگے	بھڑکانا

جہنم کی آگ بجھنے لگے گی ہم انکے لئے اور بھڑکا دیں گے ۔

(۹۶) قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ عالما ببواطنهم وظواهرهم۔

(۹۶) کہدو اللہ میرے اور تمہارے بیچ میں میرے سچے ہونے کا گواہ کافی ہے بیشک وہ اپنے بندوں کے ظاہر اور باطن حالات کو جانتا ہے اور دیکھتا ہے۔

(۹۷) وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَاشِيْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ سكن لهبها زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ تلهبا واشتعالا

(۹۷) اور جس کو اللہ نے راہ بتلایا وہی راہ پر رہا اور جس کو اس نے گمراہ کیا ان کے لئے تو کوئی مددگار اللہ کے سوا نہ پائے گا جو اُن کو راہ پر لادے۔ اور ہم کافروں کو قیامت کے دن اندھا اور گونگا اور بہرہ کرکے اٹھاویں گے کہ وہ اپنے چہروں کے بل چلتے ہونگے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے کہ جب اس کا شعلہ بجھے گا ہم اس کو اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔

تشریح

(۹۶) رسالتِ محمدیؐ پر فعلی شہادت | نہ ماننے والوں کی فرمائش یہ تھی کہ اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۹۲ پارہ ۱۵) یا خدا اور فرشتوں کو رُو در رُو ہمارے سامنے لے آ۔ یعنی اللہ ہمارے سامنے آکر خود کہیں کہ ہم نے اس کو اپنا پیغمبر مقرر کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فعل سے میری صداقت کی شہادت دے رہے ہیں وہ میرے نبوت کے دعوے کو بھی دیکھ رہے ہیں میرے ظاہر و باطن سے بھی باخبر ہیں میرے ذریعے وہ اپنی نشانیاں بھی ظاہر فرما رہا ہے اس کا جاننا اور دیکھنا میرے لئے فعلی شہادت ہے۔ اور یہی کافی ہے۔

(۹۷) جو خود ہدایت چاہتا ہے اسی سعادتمند کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازتے ہیں | اللہ تعالیٰ نے انسان کو کچھ محدود اختیارات کے ساتھ امتحان و آزمائش کیلئے اس دنیا میں بھیجا ہے۔ ہدایت و گمراہی کے راستے اسکو بتا دئے ہیں اب انسان کا اپنا ارادہ اور اختیار رہے کہ وہ جس راہ پر چلنا چاہئے چلے انسان جس راہ پر قدم رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کی توفیق اور دستگیری فرمادیتے ہیں۔ اور جس نے اپنے اوپر ہدایت کے دروازے بند کر دئے تو اس کے ہدایت نہ چاہنے کیوجہ سے جدھر وہ جانا چاہتا تھا اللہ نے بھی اُسے اُدھر کو ہی دھکیل دیا۔ تو اب کون ہے جو اُسے راہِ راست پر لا سکے۔ جس طرح انہوں نے دنیا میں حق کو دیکھ کر بھی نہ دیکھا، حق سنکر بھی نہ سنا، حق بات ان کی زبان سے نہ نکلی اندھے بہرے اور گونگے بنے رہے وہ قیامت میں بھی اسی حال میں اٹھائے جائیں گے اور انکو منھ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں پھینک دیا جائیگا ارشاد ہے: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ (آیت ۴۸ پارہ نمبر ۲۷) "جس روز یہ منھ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے"۔ دوزخ میں ان کا مقررہ عذاب کبھی کم نہ ہوگا جب کبھی اس کی آگ دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے بدن کی کھال جل جائیگی تو اس پر پھر نئی کھال چڑھادی جائے گی تاکہ تکلیف میں کمی نہ ہو۔ ارشاد ہے كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ (آیت ۵۶ پارہ ۵ سورۃ النساء) اور جب انکے بدن کی کھال جل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کردیں گے تاکہ وہ خوب عذاب کا مزہ چکھیں۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا

ذٰلِكَ	جَزَآؤُهُمْ	بِاَنَّهُمْ	كَفَرُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَقَالُوْٓا
یہ	ان کی سزا	کیونکہ وہ	انہوں نے انکار کیا	ہماری آیتوں کا	اور انہوں نے کہا

یہ ان کی سزا ہے کیونکہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور انہوں نے کہا

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا

ءَاِذَا	كُنَّا	عِظَامًا	وَّرُفَاتًا	ءَاِنَّا	لَمَبْعُوْثُوْنَ	خَلْقًا
کیا جب	ہو جائینگے ہم	ہڈیاں	اور ریزہ ریزہ	کیا ہم	ضرور اٹھائے جائیں گے	پیدا کرکے

کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، کیا ہم از سرِ نو پیدا کرکے ضرور

جَدِيْدًا ﴿٩٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ

جَدِيْدًا	اَوَ	لَمْ يَرَوْا	اَنَّ	اللّٰهَ	الَّذِيْ	خَلَقَ
از سرِ نو	کیا	انہوں نے نہیں دیکھا	کہ	اللہ	جس نے	پیدا کیا

اٹھائے جائیں گے؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	قَادِرٌ	عَلٰٓى	اَنْ يَّخْلُقَ
آسمان (جمع)	اور زمین	قادر	پر	کہ وہ پیدا کرے

زمین کو پیدا کیا ہے اس پر قادر ہے کہ ان جیسے پیدا

مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى

مِثْلَهُمْ	وَجَعَلَ	لَهُمْ	اَجَلًا	لَّا رَيْبَ	فِيْهِ	فَاَبَى
اُن جیسے	اور اس نے مقرر کیا	ان کے لئے	ایک وقت	نہیں شک	اس میں	تو قبول نہ کیا

کرے، اور اس نے ان کے لئے مقرر کیا ایک وقت اس میں کوئی شک نہیں، ظالموں نے

الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٩٩﴾

الظّٰلِمُوْنَ	اِلَّا	كُفُوْرًا
ظالم (جمع)	سوائے	ناشکری

ناشکری کے سوا قبول نہ کیا

(۹۸) ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝

(۹۸) یہ ان کا بدلہ ہے بسبب اس کے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور قیامت کا انکار کرکے کہا، کیا جس وقت کہ ہم ہڈیاں اور بوسیدہ ہوجاویں گے اس وقت از سر نو پیدا کرکے اٹھائے جائیں گے۔

(۹۹) اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مَعَ عِظَمِهِمَا قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ اَيِ الْاَنَاسِيِّ فِي الصِّغَرِ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لِلْمَوْتِ وَالْبَعْثِ لَّا رَيْبَ فِيْهِ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ جُحُوْدًا لَهٗ

(۹۹) کیا وہ یہ بات نہیں جانتے کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو باوجود اس قدر بڑے ہونے کے بنایا اس کو یہ قدرت ہے کہ آدمیوں جیسی چھوٹی چیز کو بنا دے

اور اللہ نے آدمیوں کے مرنے اور زندہ ہو کر اٹھنے کیلئے ایک مدت مقرر کر دی ہے کہ جس میں کچھ شک نہیں پس ظالموں نے نہ مانا اور انکار ہی کیا۔

تشریح

(۹۸) یہ سزا ہے موت کے بعد جی اٹھنے سے انکار کی | اس کائنات کا مزاج اور اس کی بناوٹ یہ تقاضہ کرتی ہے کہ انسان جیسی عقل و اختیار والی مخلوق کے تعلق سے اس کا اخلاقی حساب ضرور کیا جائے اور اس کے اعمال کی جزا اسکو دی جائے اس تقاضے کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ ایک دن حساب کا مقرر ہو، انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو اور پوری نوع انسانی کو اکٹھا کرکے ان کا محاسبہ کیا جائے اس قادر مطلق کی قدرت پر یہ شک کرنا کہ وہ انسان کو ایک مرتبہ پیدا کرنیکے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر کیسے قادر ہوگا پرلے درجے کی جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی ساری نشانیوں کو دیکھ کر پھر یہ سوال اٹھانا کہ کیا جب ہم صرف ہڈیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہمیں نئے سرے سے پیدا کرکے کھڑا کر دیا جائیگا یہ کھلی حقیقت کا انکار ہے۔ دنیا میں اس بات کو دلیل سے نہیں مانا تو آنکھوں سے دیکھ لوگے کہ کسطرح جل جل کر از سر نو تیار کئے جا رہے ہو۔

(۹۹) موت کے بعد زندگی کا انکار اللہ کی قدرت کا انکار ہے | اللہ تعالیٰ جس نے زمین و آسمان جیسی بڑی بڑی چیزیں اپنی قدرت سے بنائی ہیں کیا اس کے لئے انسان جیسی چھوٹی سی چیز کا دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل ہے؟ ارشاد ہوا ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۂ مومن ۵۷ پارہ ۲۴) "آسمان اور زمین کا پیدا کرنا انسان کو پیدا کرنے کی بہ نسبت یقیناً زیادہ بڑا کام ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔" لیکن سب کے لئے دوبارہ زندہ کرنے اور قبروں سے اٹھانے کا ایک وقت مقرر ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ (سورۂ ہود آیت ۱۰۴ پارہ ۱۲) "ہم اس کے لانے میں کچھ بہت زیادہ تاخیر نہیں کر رہے ہیں بس ایک گنی چنی مدت اس کے لئے مقرر ہے۔" مگر ان کھلی دلیلوں کے باوجود ظالموں کو اصرار ہے کہ وہ انکار ہی کریں گے اور ان کی ناشکری بڑھتی ہی رہے گی۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ

قُلْ	لَّوْ	اَنْتُمْ	تَمْلِكُوْنَ	خَزَآئِنَ	رَحْمَةِ	رَبِّيْٓ	اِذًا	لَّاَمْسَكْتُمْ
آپ کہدیں	اگر	تم	مالک ہوتے	خزانے	رحمت	میرا رب	جب	تم ضرور بند رکھتے

آپ کہدیں اگر تم مالک ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو تم خرچ ہوجانے

خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۱۰۰ ع ۱۱

خَشْيَةَ	الْاِنْفَاقِ	وَ	كَانَ	الْاِنْسَانُ	قَتُوْرًا	
ڈرسے	خرچ ہوجانا	اور	ہے	انسان	تنگ دل	

کے ڈرسے ضرور بند رکھتے، اور انسان بہت تنگ دل ہے۔

(۱۰۰) قُلْ لَهُمْ لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةَ رَبِّيْٓ مِنَ الرِّزْقِ وَالْمَطَرِ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ بَخِلْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ خَوْفَ نَفَادِهَا بِالْاِنْفَاقِ فَتَفْتَقِرُوْا وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝ بَخِيْلًا

(۱۰۰) ان سے کہدو اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہو یعنی روزی اور بارش کے خزانے تمہارے اختیار میں ہوں تو تم بخل کرو اس خوف سے کہ اگر خرچ کریں گے تو یہ تمام ہوجاویں گے اور ہم محتاج رہ جاویں گے اور آدمی اول سے ہی بخیل ہے۔

تشریح

(۱۰۰) اللہ کے خزانے کھلے ہیں اس نے قرآن جیسی نعمت اور بندے کو اپنی رحمت سے نوازا | قرآن مجید عالم انسانیت کے لئے ایک عظیم الشان نعمت ہے جس نے ہدایت کے ٹھیک ٹھیک راستے کی نشاندہی کرکے انسانوں کو گمراہی سے بچایا ہے۔ اس کتاب کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ہے اگر جن و انس سب مل کر بھی اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو ایک دوسرے کی مدد کے باوجود اس جیسی کتاب نہیں لاسکیں گے۔
قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (بنی اسرائیل آیت ۸۸) اور یہ اللہ کی خاص رحمت ہے جس نے اپنے بندے کو اس بے نظیر دولت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا (بنی اسرائیل ۸۷) یہ اسی کی شان ہوسکتی ہے جس کے پاس رحمت کے نہ ختم ہونے والے خزانے ہوں اور کسی مستحق کو زیادہ دینے میں اپنے خالی ہوجانے کا خوف نہ ہو نہ اس بات کا ڈر ہو کہ دوسرا ہم سے لیکر ہمارے مقابلہ میں کھڑا نہ ہوجائے۔ کہیں تم جیسے تنگدل لوگوں کے ہاتھ میں رحمت کے یہ خزانے ہوتے تو تم تو خرچ ہوجانے کے خوف سے ان کو روک کر رکھ لیتے۔ تمہاری بخیلی کا حال تو یہ ہے کہ کسی کے واقعی مرتبے کا اقرار اور اعتراف کرتے ہوئے بھی تمہارا دل دکھتا ہے تم کسی کے واقعی شرف کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہو اگر اللہ کی رحمت کے خزانے کی کنجیاں تمہارے قبضے میں ہوتیں تو تم کسی کو کچھ بھی نہ دیتے۔ انسان بڑا ہی تنگ دل واقع ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فیض ہے کہ جس میں جیسی صلاحیت دیکھی اس کے مناسب کمالات اس کو عطا کردئے۔ تمہاری تنگ دلی سے اللہ کا فضل رُکنے والا نہیں ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ

وَلَقَدْ + اٰتَيْنَا	مُوْسٰى	تِسْعَ	اٰيٰتٍ + بَيِّنٰتٍ	فَسْئَلْ	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اِذْ
اور ہم نے دیں	موسیٰ	نو	کھلی نشانیاں	پس پوچھ	بنی اسرائیل	جب

اور ہم نے موسیٰؑ کو نو کھلی نشانیاں دیں ، پس بنی اسرائیل سے پوچھ جب وہ

جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا (۱۰۱)

جَآءَهُمْ	فَقَالَ	لَهٗ	فِرْعَوْنُ	اِنِّيْ	لَاَظُنُّكَ	يٰمُوْسٰى	مَسْحُوْرًا
انکے پاس آیا	تو کہا	اسکو	فرعون	بیشک میں	تجھ پر گمان کرتا ہوں	اے موسیٰ	جادو کیا گیا

(موسیٰؑ) انکے پاس آیا تو فرعون نے اس کو کہا بیشک میں گمان کرتا ہوں تم پر جادو کیا گیا ہے (سحر زدہ ہو)

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

قَالَ	لَقَدْ + عَلِمْتَ	مَآ اَنْزَلَ	هٰٓؤُلَآءِ	اِلَّا	رَبُّ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ
اس نے کہا	البتہ تونے جان لیا	نہیں نازل کیا	اس کو	مگر	پروردگار	آسمانوں	اور زمین

اس نے کہا البتہ تو جان چکا ہے اس کو نازل نہیں کیا مگر زمین اور آسمان کے پروردگار نے بصیرت (سمجھ بوجھ

بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا (۱۰۲)

بَصَآئِرَ	وَاِنِّيْ	لَاَظُنُّكَ	يٰفِرْعَوْنُ	مَثْبُوْرًا	
(جمع) بصیرت	اور بیشک میں	تجھ پر گمان کرتا ہوں	اے فرعون	ہلاک شدہ	

کی باتیں) اور اے فرعون ! بیشک میں تجھے گمان کرتا ہوں ہلاک شدہ (ہلاک ہوا چاہتا ہے)

(۱۰۱) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ
بَيِّنٰتٍ وَاِضِعَاتٍ وَهِيَ الْيَدُ وَالْعَصَا
وَالطُّوْفَانُ وَالْجَرَادُ وَالْقُمَّلُ وَ
الضَّفَادِعُ وَالدَّمُ وَالطَّمْسُ وَ
السِّنِيْنُ وَنَقْصٌ مِنَ الثَّمَرَاتِ
فَاسْئَلْ يَا مُحَمَّدُ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ
عَنْهُ سُوَالَ تَقْرِيْرٍ لِلْمُشْرِكِيْنَ
عَلٰى صِدْقِكَ اَوْ فَقُلْنَا لَهٗ اِسْئَلْ
وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِلَفْظِ الْمَاضِيْ اِذْ

(۱۰۱) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ الخ اور بے شبہ
ہم نے موسیٰ کو نوؑ نشانیاں ظاہر دیں یدبیضاؑ اور عصاؑ اور
طوفانؑ اور ٹڈیاںؑ اور چیچڑیؑ اور مینڈکؑ اور خونؑ اور بالوںؑ
کا مٹانا اور قحطؑ کے برس اور پھلوںؑ کا کم ہونا

سوائے محمدؐ پوچھو بنی اسرائیل سے تاکہ مشرکین تمہارے سچے
ہونے کا اقرار کریں ۔ یا خطاب فسئل میں موسیٰؑ کو ہے یعنی ہم
نے موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل سے پوچھ ۔ ایک قرأۃ میں فَسَئَلَ
بلفظ ماضی ہے یعنی موسیٰ نے بنی اسرائیل سے پوچھا جبکہ

جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ۝ مَخْدُوعًا مَغْلُوْبًا عَلٰی عَقْلِكَ

وہ ان کے پاس پیغمبر ہو کر آیا سو فرعون نے اس سے کہا اے موسیٰ میرے خیال میں کسی نے تم پر جادو کر دیا ہے جس سے تمہاری عقل خبط ہو گئی ہے

(۱۰۲) قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ الْاٰیٰتِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ عِبَرًا وَّلٰكِنَّكَ تُعَانِدُ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِضَمِّ التَّاءِ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ هَالِكًا اَوْ مَصْرُوْفًا عَنِ الْخَیْرِ

(۱۰۲) موسیٰ ؑ نے کہا اے فرعون تو خوب جانتا ہے کہ ان آیتوں میں جو نشانیاں اور موجب عبرت ہیں آسمانوں اور زمین کے رب نے ہی اتارا ہے لیکن از راہ عناد انکار کرتا ہے (ایک قرأۃ میں لقد علمت ساتھ ضم تاء کے ہے) اور بیشک میں تجھ کو اے فرعون گمان کرتا ہوں ہلاک ہونے والا یا بھلائی سے دُور۔

تشریح

(۱۰۱) حضرت محمدؐ کی طرح اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کو بھی اپنی نشانیوں سے نواز چکے ہیں۔ | جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مہربانیاں فرمائیں اور آپ کو اپنے فضل و رحمت سے قرآن جیسی نعمت سے نوازا، اسی طرح حضرت موسیٰ ؑ کو ان کی صداقت کے نو نشانات اور معجزے دے چکے ہیں۔ سورۂ اعراف میں ان نو نشانوں کا ذکر آ چکا ہے۔ ۱۔ عصا، جو اژدہا کی صورت اختیار کر لیتا تھا۔ ۲۔ ید بیضا، جو بغل سے نکل کر سورج کی طرح چمکنے لگتا تھا۔ ۳۔ جادوگروں کو شکست دینا۔ ۴۔ سارے ملک میں قحط برپا ہونا۔ ۵۔ یکے بعد دیگرے طوفان آنا ۶۔ ٹڈی دل۔ ۷۔ سرسریوں کا پیدا ہونا۔ ۸۔ مینڈکوں کی مصیبت۔ ۹۔ خون کا نازل ہونا۔

ان واضح نشانیوں کے باوجود فرعونیوں کو نہیں ماننا تھا نہ مانے اس لئے جو لوگ آج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کی فرمائش کر رہے ہیں ان کی فرمائش کے مطابق معجزے دکھا بھی دئے گئے تو جن کو نہیں ماننا ہے وہ نہیں مانیں گے اگر چاہو تو بنی اسرائیل کے باخبر انصاف پسند علماء سے پوچھ لو کہ یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے کہ ــــ ان واضح نشانیوں کے باوجود جو ہم نے اپنے پیغمبر موسیٰ ؑ کو عطا کی تھیں جب وہ فرعون کے سامنے آئے تو فرعون نے ایمان لانے کے بجائے یہ کہا تھا کہ اے موسیٰ میں سمجھتا ہوں کہ تم ایک سحرزدہ آدمی ہو۔ بعینہٖ یہ الزام سحرزدہ ہونے کا حضرت محمدؐ پر بھی لگایا جا رہا ہے۔

(۱۰۲) جادو نہیں اللہ کی نشانیاں | فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ مجھے تم سحرزدہ آدمی لگتے ہو۔ حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ تو زبان سے انکار کرتا ہے مگر تو دل سے جانتا ہے کہ یہ بصیرت افروز نشانیاں اللہ کی نازل کی ہوئی ہیں۔ سورۃ النمل میں ارشاد ہے:۔ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ (آیت ۱۴ پارہ ۱۹) "انہوں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالانکہ دل ان کے قائل ہو چکے تھے"

حضرت موسیٰ ؑ کے اعلان کے مطابق کوئی بلائے عام مصر پر نازل ہوتی تھی تو فرعون حضرت موسیٰ ؑ سے کہتا تھا کہ تم اللہ سے کہہ کر اس بلا کو ٹلوا دو پھر جو کچھ تم کہتے ہو وہ ہم مان لیں گے مگر جب وہ بلا ٹل جاتی تھی تو پھر ہٹ دھرمی پر تُل جاتا تھا۔ یہ ایسے کھلے ہوئے معجزے تھے جن کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ نے کہا کہ میں تو سحرزدہ نہیں ہوں البتہ تو شامت زدہ ہے کہ پے در پے نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی مان کر نہیں دیتا۔ سب کچھ جانتے ہوئے بھی نہ ماننا اس کی دلیل ہے کہ اب تیری تباہی کا وقت قریب آ چکا ہے۔

فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ

وَمَنْ	فَاَغْرَقْنٰهُ	الْاَرْضِ	مِّنَ	يَّسْتَفِزَّهُمْ	اَنْ	فَاَرَادَ
اور جو	تو ہم نے اسے غرق کر دیا	زمین	سے	انہیں نکال دے	کہ	پس اس نے ارادہ کیا

پس اس نے ارادہ کیا کہ انہیں سرزمین (مصر) سے نکال دے تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ تھے

مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	مِنْ بَعْدِهٖ	وَّقُلْنَا	جَمِيْعًا	مَّعَهٗ
بنی اسرائیل کو	اس کے بعد	اور ہم نے کہا	سب	اس کے ساتھ

سب کو غرق کر دیا۔ اور ہم نے کہا اس کے بعد بنی اسرائیل کو

اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ

بِكُمْ	جِئْنَا	الْاٰخِرَةِ	وَعْدُ	جَآءَ	فَاِذَا	الْاَرْضَ	اسْكُنُوا
تم کو	ہم لے آئینگے	آخرت	وعدہ	آئیگا	پھر جب	زمین (ملک)	تم رہو

تم اس ملک میں رہو پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا ہم تم سب کو لے آئینگے

لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ

وَمَآ	نَزَلَ	وَبِالْحَقِّ	اَنْزَلْنٰهُ	وَبِالْحَقِّ	لَفِيْفًا
اور نہیں	نازل ہوا	اور سچائی کیساتھ	ہم نے اسے نازل کیا	اور حق کے ساتھ	جمع کر کے

جمع کر کے (سمیٹ کر) اور ہم نے اسے (قرآن کو) حق کے ساتھ نازل کیا اور وہ سچائی کے ساتھ نازل ہوا، اور ہم نے آپکو

اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾

وَّنَذِيْرًا	مُبَشِّرًا	اِلَّا	اَرْسَلْنٰكَ
اور ڈر سنانے والا	خوشخبری دینے والا	مگر	ہم نے تمہیں بھیجا

نہیں بھیجا مگر خوش خبری دینے والا، ڈر سنانے والا۔

نصف القرآن

﴿۱۰۳﴾ فَاَرَادَ فِرْعَوْنُ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ يُخْرِجَ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ مِّنَ الْاَرْضِ اَرْضِ مِصْرَ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ○

﴿۱۰۳﴾ فرعون نے ارادہ کیا کہ موسیٰ ؑ اور اس کی قوم کو زمین مصر سے نکالے پس ہم نے اسکو اور ان سب کو جو اس کے ساتھ تھے دریا میں ڈوبا دیا۔

﴿۱۰۴﴾ وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ

﴿۱۰۴﴾ اور اس کے ڈوبنے کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس

إِسْرَآءِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ أَيِ السَّاعَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ۝ جَمِيعًا أَنْتُمْ وَهُمْ.

زمین میں رہو سو جب وعدہ قیامت کا آوے گا ہم تم سب کو اکٹھا کر لیں گے۔

(۱۰۵) وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنٰهُ أَيِ الْقُرْآنَ وَبِالْحَقِّ الْمُشْتَمِلِ عَلَيْهِ نَزَلَ كَمَا أُنْزِلَ لَمْ يَعْتَرِهِ تَبْدِيلٌ وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ يَا مُحَمَّدُ إِلَّا مُبَشِّرًا مَنْ آمَنَ بِالْجَنَّةِ وَّنَذِيرًا ۝ مَنْ كَفَرَ بِالنَّارِ

(۱۰۵) اور ہم نے قرآن کو ساتھ حق کے اُتارا اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا جس طرح اُتارا گیا تھا کوئی تغیر و تبدل اس میں نہیں ہوا۔ اور ہم نے تجھ کو اے محمدؐ ایمان والوں کو جنت کی خوش خبری اور کافروں کو عذاب دوزخ سے ڈرانے کو بھیجا۔

تشریح

(۱۰۳) فرعون کا انجام اپنے ساتھیوں سمیت سمندر میں غرق ہو گیا | حضرت موسیٰ ع کے یہ معجزے اور نشانیاں دیکھ کر فرعون کو اندازہ ہوا کہ حضرت موسیٰ کی دعوت کا اثر بڑھتا جارہا ہے اس نے ارادہ کیا کہ موسیٰ اور بنی اسرائیل کو جڑ سے ختم کر دیا جائے۔ اور ان کو یہاں چین سے نہ رہنے دیا جائے۔ ہم نے اس کو چین سے رہنے نہیں دیا اور فرعون کو اپنے ساتھیوں سمیت سمندر میں ڈبو دیا۔ فرعون حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کی جڑ کاٹنا چاہتا تھا، ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کی جڑ کاٹ دی۔

(۱۰۴) ہر فرعونے را موسیٰ | ہر دور میں اللہ تعالےٰ اپنی زمین کو ظالم کے ظلم سے پاک کرنے کے لئے ایک کو دوسرے کے لئے ختم کرتے رہے ہیں۔ فرعون بنی اسرائیل کو مٹانا چاہتا تھا اللہ تعالےٰ نے اس کو مٹا کر دکھا دیا کہ ہر زمانے کے فرعون کے لئے ایک موسیٰ بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ ظالم و مظلوم کا پورا پورا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو ایک جگہ جمع کر کے عدل و انصاف فرمائیں گے۔ لیکن اس دارالعمل میں بھی اللہ تعالیٰ ایک مدت تک ظالم کو ڈھیل دیتے ہیں اس کی رسّی دراز کرتے ہیں اس کو سدھرنے اور سنبھلنے کا موقع دیتے ہیں۔ آخر پاپ کا گھڑا بھر جاتا ہے تو ڈوب جاتا ہے۔ فرعون کے خاتمے کے بعد اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو موقع دیا کہ وہ اللہ کی زمین میں امن و امان کے ساتھ رہیں بسیں۔ فرعون کی غلامی سے ان کو نجات دیکر موقع دیا کہ وہ اللہ کے غلام بن کر رہیں اس کی اطاعت و فرماں برداری کریں۔

ارشاد ہوا کہ جب آخرت کے وعدے کا وقت آئے گا تو پھر ایک مرتبہ تمہیں اور تمہارے تباہ شدہ دشمنوں کو اکٹھا کر کے اعمال کا آخری فیصلہ کر دیا جائے گا۔

(۱۰۵) معجزاتِ موسوی اپنی جگہ سب سے بڑا علمی معجزہ یہ قرآن ہے | حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نشانیاں اور معجزے دئے گئے وہ اس وقت کے لحاظ سے بجا تھے لیکن اس وقت سب سے بڑا علمی معجزہ جو تا قیامت باقی رہنے والا ہے یہ قرآن ہے جو عین حکمت کے مطابق اعلیٰ درجے کی صداقت پر اُتارا ہے اور ٹھیک ٹھیک سچائی کے ساتھ آپ تک پہنچا ہے۔ اس میں کسی طرح کا کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا۔

فَاعْلَمُوٓا أَنَّمَآ أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَأَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۂ ہود - ۱۴ - پارہ ۱۲)

"تو جان لو کہ یہ کتاب اللہ کے علم سے نازل ہوئی ہے اور اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے"

اب آپ کا کام یہ ہے کہ آپ لوگوں کے سامنے حق بات پیش کریں اور صاف صاف بتا دیں کہ جو اسے مانے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو نہ مانے گا وہ بڑے انجام سے دوچار ہوگا۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ

وَقُرْاٰنًا	فَرَقْنٰهُ	لِتَقْرَاَهٗ	عَلٰى	النَّاسِ	عَلٰى + مُكْثٍ	وَنَزَّلْنٰهُ
اور قرآن	ہم نے جدا جدا کیا	تاکہ تم اسے پڑھو	پر	لوگ	ٹھہر ٹھہر کر	اور ہم نے اسے نازل کیا

اور قرآن ہم نے جدا جدا کرکے (تھوڑا تھوڑا) نازل کیا تاکہ تم لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، اور ہم نے اسے آہستہ آہستہ (بتدریج)

تَنْزِيْلًا ﴿١٠٦﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

تَنْزِيْلًا	قُلْ	اٰمِنُوْا	بِهٖ	اَوْ	لَا تُؤْمِنُوْا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اُوْتُوا + الْعِلْمَ
آہستہ آہستہ	آپ کہدیں	تم ایمان لاؤ	اس پر	یا	تم ایمان نہ لاؤ	بیشک	وہ لوگ جنہیں	علم دیا گیا

نازل کیا۔ آپ کہدیں تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بیشک جنہیں اس سے قبل علم دیا گیا

مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ

مِنْ قَبْلِهٖ	اِذَا	يُتْلٰى	عَلَيْهِمْ	يَخِرُّوْنَ	لِلْاَذْقَانِ	سُجَّدًا	وَيَقُوْلُوْنَ
اس سے قبل	جب	وہ پڑھا جاتا ہے	انکے سامنے	وہ گر پڑتے ہیں	ٹھوڑیوں کے بل	سجدہ کرتے ہوئے	اور وہ کہتے ہیں

سے جب وہ انکے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ کرتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور وہ کہتے ہیں

سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿١٠٨﴾

سُبْحٰنَ	رَبِّنَآ	اِنْ	كَانَ	وَعْدُ	رَبِّنَا	لَمَفْعُوْلًا
پاک ہے	ہمارا رب	بیشک	ہے	وعدہ	ہمارا رب	ضرور پورا ہو کر رہنے والا

ہمارا رب پاک ہے بیشک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہنے والا ہے۔

(١٠٦) وَقُرْاٰنًا مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ يُفَسِّرُهٗ فَرَقْنَاهُ
نَزَّلْنَاهُ مُفَرَّقًا فِىْ عِشْرِيْنَ سَنَةً اَوْ
وَثَلَاثٍ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ
مُهْلٍ وَتُؤَدَةٍ لِيَفْهَمُوْهُ وَنَزَّلْنٰهُ
تَنْزِيْلًا ۝ شَيْئًا بَعْدَ شَىْءٍ عَلٰى
(١٠٧) حَسْبِ الْمَصَالِحِ قُلْ لِكُفَّارِ مَكَّةَ
اٰمِنُوْا بِهٖ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا تَهْدِيْدٌ
لَهُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
مِنْ قَبْلِهٖ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ وَهُمْ
مُؤْمِنُوْا اَهْلِ الْكِتَابِ اِذَا يُتْلٰى

(١٠٦) اور قرآن کو مدت تیئس سال میں بتفریق اسلئے اتارا کہ تو اس کو مہلت اور آہستگی سے لوگوں کو سنا دے تاکہ وہ وہ اس کو سمجھیں۔ اور ہم نے اسے مصالح کے لحاظ سے تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا ہے۔

(١٠٧) آپ کفار مکہ سے کہدیں چاہے تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (یہ بطور دھمکی کے کہا ہے) بیشک جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے اس کے اترنے سے پہلے مراد ان سے مومنین اہل کتاب ہیں ان کا حال یہ ہے کہ جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے وہ ٹھوڑی کے بل سجدے میں گرتے ہیں۔

عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝

(۱۰۸) وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝

تنزیہا لہ عن خلف الوعد ان مخففۃ کان وعد ربنا بنزولہ وبعث النبی لمفعولا

(۱۰۸) اور کہتے ہیں ہمارا رب خلافِ وعدہ کرنے سے پاک ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ قرآن کے اترنے اور پیغمبر آخرالزماں کے بھیجنے کا بے ضرور پورے ہونے والا ہے۔

تشریح

(۱۰۶) ذہن نشین کرانے کے لئے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کرکے اُتارا گیا ہے | کیونکہ قرآن مجید کے نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے الفاظ اس کے معنیٰ، مطالب ذہن نشین ہوں اور اس کی دعوت حالات کے مطابق بروقت رہنمائی کرسکے اس لئے اس کو یک وقت نازل کرنے کے بجائے تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا گیا ہے اور اس کو سورتوں اور آیتوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ آسانی کے ساتھ الفاظ و معانی بھی ذہن نشین ہوجائیں اور بروقت مناسب ہدایات بھی حاصل ہوجائیں تاکہ وہ لوگ جنہیں دنیا کی رہنمائی کرنی ہے ہر آیت کے موقع محل کو سمجھ کر یاد کرسکیں اور وہ ساری چیزیں آنے والی نسلوں کو سکھا سکیں جیسا کہ ارشاد ہے کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورہ ص - ۲۹ - پ۲۳)

"یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو اے نبی ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اسکی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں"۔ قرآن مجید کے حروف اس کے الفاظ سبھی بابرکت، اس انسان کے لئے یہ نہایت مفید کتاب ہے اور اس کی زندگی کو درست رکھنے کیلئے بہترین ہدایات دیتی ہے اس کی پیروی میں انسان کا نفع ہی نفع ہے۔

(۱۰۷) آسمانی کتابوں کو جاننے والے قرآن کو سُنکر اس کے سامنے جھک جاتے ہیں | اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے جب اس زمین پر سب سے پہلے انسان آدمؑ کو بھیجا تو ان کو اپنا دین سکھا کر بھیجا اور ان کو پیغام بر بنایا تاکہ وہ یہ دین اپنی اولاد کو سکھائیں یہ سلسلہ آگے بڑھا مختلف زمانوں میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر مقرر کرتے رہے اور آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سلسلہ تمام کردیا گیا۔ برگزیدہ انسانوں کا یہ گروہ الگ الگ شخصیت ہونے کی وجہ سے مختلف ناموں سے جانا جاتا ہے مگر ان سب کا ایک ہی مقصد اور ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہونے کی وجہ سے ان کا نام "الرسول" ہے ان پر جو کتابیں مختلف زمانوں میں نازل کی گئیں الگ الگ کتابیں ہونے کی وجہ سے اگرچہ انکا نام زبور، تورات، انجیل قرآن وغیرہ ہے مگر یہ سب کتابیں بنیادی طور پر ایک ہی پیغام کا سلسلہ ہیں اور ان کا سرچشمہ اللہ تبارکؐ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہے اسلئے ان کا عنوان "الکتاب" ہے۔ یہ سب رسول اور یہ سب کتابیں ایک ہی چراغ کی روشنی ہیں اسلئے وہ لوگ جو پچھلی آسمانی کتابوں کی تعلیمات سے واقف ہیں اور ان کے انداز کلام کو پہچانتے ہیں وہ جب قرآن سنتے ہیں تو وہ منھ کے بل سجدہ میں گر جاتے ہیں کہ یہ قرآن اسی چراغ کی روشنی ہے جس سے زبور، تورات و انجیل کو روشنی ملی تھی۔ جاننے والوں کا رویہ تو یہی ہے، نہ جاننے والے اس کو مانیں یا نہ مانیں۔

(۱۰۸) وعدہ الٰہی کی تکمیل پر جھوم اٹھتے ہیں | قرآن کو سنکر وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ پچھلے انبیاء کے صحیفوں اور تورات کی کتاب استثناء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے جو وعدہ کیا گیا تھا کہ "اے بنی اسرائیل میں تمہارے بھائیوں (یعنی بنی اسمٰعیل) میں سے ایک نبی اٹھاؤں گا جس کے منھ میں اپنا کلام ڈالوں گا"۔ تو وہ سمجھ جاتے ہیں کہ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آگیا ہے اور قرآن وہی کلام ہے جس کی بشارت دی گئی تھی۔

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا (۱۰۹) السجدۃ

وَيَخِرُّوْنَ	لِلْاَذْقَانِ	يَبْكُوْنَ	وَ	يَزِيْدُهُمْ	خُشُوْعًا
اور وہ گر پڑتے ہیں	ٹھوڑیوں کے بل	روتے ہوئے	اور	انہیں زیادہ کرتا ہے	عاجزی

اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور یہ (قرآن) انہیں عاجزی اور زیادہ کرتا ہے

(۱۰۹) وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ عطفٌ بزيادةِ صفةٍ وَيَزِيْدُهُمْ اَلْقُرْاٰنُ خُشُوْعًا تواضعًا لِلّٰهِ

(۱۰۹) اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے (يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ معطوف ہے ماقبل پر ساتھ زیادتی صفت کے) اور قرآن سے ان کی تواضع اور اللہ کے سامنے زیادہ ہوتی ہے۔

تشریح

(۱۰۹) صالحین اہل کتاب کا رویہ اہل کتاب میں سے جو لوگ منصف مزاج صالح اور نیک لوگ ہیں وہ جب قرآن کو سنتے تھے تو ان کے اوپر رقت طاری ہوجاتی تھی، عاجزی بڑھ جاتی تھی، اور اللہ کے سامنے روتے ہوئے سجدہ ریز ہوجاتے تھے جیسا کہ ارشاد ہے:۔

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ (سورۂ آل عمران آیت ۱۱۳ پارہ ۴) ”ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو راہ راست پر قائم ہیں راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے: وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ۔ (سورۂ آل عمران ۱۹۹ پارہ ۴) ”اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی اللہ کے آگے جھکے ہوتے ہیں۔“

مزید ارشاد ہے، وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (سورۂ مائدہ آیت ۸۳ پارہ ۷) ”جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول اللہ پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے انکی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوجاتی ہیں اور وہ بول اٹھتے ہیں کہ پروردگار ہم ایمان لائے ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لیجیئے۔“

اہل ایمان کو حکم ہے کہ وہ اس آیت کو تلاوت کرنے اور سننے پر اللہ تعالےٰ کے سامنے سجدہ کریں، تاکہ دل کے خشوع کے ساتھ عملی طور پر بھی اللہ کے سامنے جھکنے کا اظہار ہو۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ

قُلِ	ادْعُوا	اللّٰهَ	اَوِ	ادْعُوا	الرَّحْمٰنَ	اَيًّا مَّا	تَدْعُوْا	فَلَهُ
آپ کہدیں	تم پکارو	اللہ	یا	تم پکارو	رحمٰن	جو کچھ بھی	تم پکاروگے	سو اسی کیلئے

آپ کہدیں تم پکارو اللہ (کہہ کر) یا پکارو رحمٰن (کہہ کر) جو کچھ بھی پکاروگے اسی کے لئے ہیں

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

الْاَسْمَآءُ + الْحُسْنٰى	وَلَا تَجْهَرْ	بِصَلَاتِكَ	وَلَا - تُخَافِتْ	بِهَا
سب سے اچھے نام	اور نہ بلند کرو	اپنی نماز میں	اور نہ بالکل پست کرو	اسمیں

سب سے اچھے نام اور نہ اپنی نماز میں (آواز بہت) بلند کرو اور نہ اس میں بالکل پست کرو

وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (۱۱۰)

وَابْتَغِ	بَيْنَ + ذٰلِكَ	سَبِيْلًا	
اور ڈھونڈ	اس کے درمیان	راستہ	

(بلکہ) اس کے درمیان کا راستہ ڈھونڈو۔

(۱۱۰) وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ
فَقَالُوْا اِنَّهٗ يَنْهَانَا اَنْ نَعْبُدَ اِلٰهَيْنِ وَهُوَ يَدْعُوْا
اِلٰهًا اٰخَرَ مَعَهٗ نَزَلَ قُلِ لَهُمُ ادْعُوا اللّٰهَ
اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَىْ سَمُّوْهُ بِاَيِّهِمَا اَوْ
نَادُوْهُ بِاَنْ تَقُوْلُوْا يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ اَيًّا
شَرْطِيَةٌ مَّا زَائِدَةٌ اَىْ اَىَّ شَىْءٍ مِنْ
هٰذَيْنِ تَدْعُوْا فَهُوَ حَسَنٌ دَلَّ عَلٰى هٰذَا
فَلَهُ اَىْ لِمُسَمَّاهُمَا الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ
وَهٰذَانِ مِنْهَا فَاِنَّهَا كَمَا فِى الْحَدِيْثِ اَللّٰهُ
الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَلْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ
الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ
اَلْغَفَّارُ اَلْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ
اَلْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ
اَلْمُعِزُّ اَلْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ
الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ

(۱۱۰) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ یہ کہا کرتے
تھے 'یا اللہ یا رحمٰن' اس پر کافروں نے کہا کہ محمدؐ ہم کو تو دو معبودوں
کی پرستش سے منع کرتا ہے اور خود اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارتا
ہے' اس پر یہ آیت نازل ہوئی اے محمدؐ آپ کہدو اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو
یعنی اس کا جو چاہو نام لو یا جس نام سے چاہو پکارو یعنی کہو یا اللہ
یا رحمٰن انہیں سے جس نام سے پکارو عمدہ ہے کہ ان ناموں کے
مسمّٰی یعنی ذات باری تعالیٰ کے اچھے نام ہیں اور یہ دونوں نام
بھی انہیں میں سے ہیں کیونکہ وہ نام یہ ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد
ہے اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں رحمٰن رحیم یعنی بہت رحمت
والا مہربان ملک یعنی بادشاہ قدوس پاکی والا سلام سلامتی والا،
مؤمن امن دینے والا مہیمن نگہبان عزیز غالب جبار کمی کا پورا
کرنے والا متکبر بڑائی والا خالق باری پیدا کرنے والا مصور صورت
بنانے والا غفار بخشنے والا قہار غالب وہاب عطا کرنے والا رزاق
روزی دینے والا فتاح کھولنے والا علیم بہت جاننے والا قابض
بند کرنیوالا باسط کھولنے والا خافض پست کرنیوالا رافع اٹھانیوالا
معز عزت دینے والا مذل ذلت دینے والا سمیع سننے والا بصیر دیکھنے والا
حکم حکم کرنیوالا عدل انصاف کرنیوالا لطیف لطف والا خبیر خبردار حلیم بردبار عظیم

الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ
الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ
الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ
الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِي
الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِي الْمُمِيْتُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ
الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ
الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ
الْوَالِيْ الْمُتَعَالُ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ
الرَّؤُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ
الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِيُّ الْمَانِعُ الضَّارُّ
النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِيْ الْبَدِيْعُ
الْبَاقِيْ الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ تَعَالٰى وَلَا تَجْهَرْ
بِصَلَاتِكَ بِقِرَاءَتِكَ فِيْهَا فَيَسْمَعُكَ الْمُشْرِكُوْنَ
فَيَسُبُّوْكَ وَيَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَلَا
تُخَافِتْ تُسِرَّ بِهَا لِيَنْتَفِعَ اَصْحَابُكَ وَابْتَغِ
اقْصُدْ بَيْنَ ذٰلِكَ الْجَهْرِ وَالْمُخَافَتَةِ سَبِيْلًا ۝
طَرِيْقًا وَسَطًا

عظمت والا غفور[۳۵] بخشنے والا شکور[۳۶] شکر قبول کرنیوالا علی[۳۷] بلند کبیر[۳۸] بڑا حفیظ[۳۹] نگہبان مقیت[۴۰] روزی پیدا کرنیوالا حسیب[۴۱] کافی جلیل[۴۲] بزرگ کریم[۴۳] کرم والا رقیب[۴۴] محافظ مجیب[۴۵] قبول کرنیوالا واسع[۴۶] کھولنے والا حکیم[۴۷] حکمت والا ودود[۴۸] دوست رکھنے والا مجید[۴۹] بزرگی والا باعث[۵۰] اٹھانے والا شہید[۵۱] گواہ حق[۵۲] حق وکیل[۵۳] مددگار قوی[۵۴] طاقت والا متین[۵۵] زمی والا ولی[۵۶] سہارا حمید[۵۷] تعریف کے لائق محصی[۵۸] احاطہ کرنیوالا مبدی[۵۹] ایجاد کرنے والا معید[۶۰] دوبارہ پیدا کرنیوالا محی[۶۱] زندہ کرنیوالا ممیت[۶۲] مارنے والا حی[۶۳] زندہ قیوم[۶۴] قائم رکھنے والا واجد[۶۵] پانیوالا ماجد[۶۶] بزرگی والا واحد[۶۷] جس کے سپرد سب کام ہیں صمد[۶۸] بے پرواہ قادر[۶۹] مقتدر[۷۰] قدرت والا مقدم[۷۱] موخر[۷۲] اول[۷۳] آخر[۷۴] ظاہر[۷۵] باطن[۷۶] والی[۷۷] متعالی[۷۸] بر[۷۹] احسان کرنے والا تواب[۸۰] توبہ قبول کرنیوالا منتقم[۸۱] بدلہ لینے والا عفو[۸۲] معاف کرنیوالا رؤف[۸۳] مہربان مالک الملک[۸۴] کائنات کا مالک ذوالجلال[۸۵] والاکرام عظمت و بزرگی والا مقسط[۸۶] انصاف والا جامع[۸۷] غنی[۸۸] مغنی[۸۹] مانع[۹۰] ضار[۹۱] نافع[۹۲] نور[۹۳] ہادی[۹۴] بدیع[۹۵] باقی[۹۶] وارث[۹۷] رشید[۹۸] صبور[۹۹] روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اور اے محمدؐ نماز میں قرآن بہت پکار کر نہ پڑھ کہ مشرکین سنکر تجھ کو اور قرآن کو اور قرآن کے اُتارنیوالے کو بُرا کہیں اور نہ بہت آہستہ پڑھ تاکہ تیرے اصحاب سنیں اور نفع اٹھاویں جہر اور آہستگی کے بیچ میں پڑھ طریق متوسط اختیار کر۔

تشریح

(۱۱۰) مقصود ذاتِ باری ہو کسی بھی نام سے پکارو | ذات باری کے ذاتی اوصفاتی بہت سے پیارے پیارے نام ہیں اس کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر مقصود وہی خالق حقیقی ہونا چاہیے جب خشوع و خضوع کے ساتھ اسکے سامنے جھکو تو اس کو کسی نام سے بھی یاد کرو مقصود تو وہی ہوگا۔ نماز میں جب اس کا ذکر کرو تو جن نمازوں میں زور سے اس کا کلام پڑھا جاتا ہے تو نہ تو بہت چلا چلا کر پڑھو اور نہ بہت آہستہ پڑھو کہ دوسرے کو سنائی بھی نہ دے درمیانی آواز سے پڑھو گے تو دل پر اثر پڑیگا۔ مکہ کے لوگ خالق کے لئے اللہ کے لفظ سے مانوس تھے جبکہ یہود کے یہاں خالق کے لئے رحمٰن کا نام زیادہ بولا جاتا تھا۔ عبرانی میں بھی اللہ کے لئے رحمٰن کا لفظ عربی کی طرح مستعمل تھا یہاں بتادیا گیا کہ نام کئی ہونے سے الگ الگ ذات مراد نہیں ہوتی۔ منبع کمالات اور خالقِ حقیقی وہی ایک ذات ہے اس کو چاہے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر بلاؤ مقصود وہی ایک ہے۔

اور جب اس کو پکارو تو بہت زیادہ چلانے کی ضرورت نہیں وہ سب سُنتا ہے۔ نماز میں دوسروں کو سنانا ہو تو درمیانی آواز بہتر ہے جس میں سبک پن، تأثر اور وقار پایا جاتا ہے۔

یہ بھی ہوتا تھا کہ بلند آواز سے قرآن پڑھنے میں مخالف ہنگامہ کرتے تھے اور قرآن کی آواز کو دبانے کے لئے شور مچاتے تھے۔ جب بہت آہستہ پڑھتے تھے تو ساتھیوں کو سننا بہت مشکل ہوتا تھا۔ اس لئے بھی یہ ہدایت دی گئی کہ اوسط درجے کے لہجے میں قرآن مجید کی تلاوت بہتر ہے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا

وَقُلِ	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	الَّذِیْ	لَمْ یَتَّخِذْ	وَلَدًا
اور کہدیں	تمام تعریفیں	اللہ کے لئے	وہ جس نے	نہیں بنائی	کوئی اولاد

اور آپ کہہ دیں تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، وہ جس نے کوئی اولاد نہیں بنائی

وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ

وَلَمْ	یَكُنْ	لَّهٗ	شَرِیْكٌ	فِی	الْمُلْكِ	
اور نہیں	ہے	اس کیلئے	کوئی شریک	میں	سلطنت	

اور سلطنت میں اس کا کوئی شریک نہیں

وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا (۱۱۱) ع ۱۲ ۱۱ ۱۲

وَلَمْ یَكُنْ	لَّهٗ	وَلِیٌّ	مِّنَ	الذُّلِّ	وَكَبِّرْهُ	تَكْبِیْرًا	
اور نہیں ہے	اسکا	کوئی مددگار	سے سبب	ناتوانی	اور اس کی بڑائی کرو	خوب بڑائی	

اور نہ اس کا کوئی مددگار رہے ناتوانی کے سبب اور خوب اس کی بڑائی (بیان) کرو

(۱۱۱) وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ
لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ
الْاُلُوْهِیَّةِ وَلَمْ یَكُنْ
لَّهٗ وَلِیٌّ یَنْصُرُهٗ مِنْ
اَجْلِ الذُّلِّ اَیْ لَمْ
یَذِلَّ فَیَحْتَاجُ اِلٰی نَاصِرٍ
وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ○ عَظِّمْهُ
عَظَمَةً تَامَّةً عَنِ اتِّخَاذِ
الْوَلَدِ وَالشَّرِیْكِ وَالذُّلِّ
وَكُلِّ مَا لَا یَلِیْقُ بِهٖ

(۱۱۱) اور کہہ کہ جمیع حمد اللہ کے لئے ہے جو اولاد سے پاک ہے اور اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

اور اس کے لئے کوئی مددگار نہیں کہ اس کو ذلت سے بچاوے یعنی وہ ذلیل نہیں ہوا جو اس کو مددگار کی حاجت ہو

اور اے محمد ﷺ اس کی بڑائی بیان کر پوری طرح یعنی یہ کہہ کہ وہ اولاد سے اور شریک سے اور ذلیل ہونے سے اور جو امور اس کی ذات کے مناسب نہیں ان سے پاک ہے۔

وَتَرْتِيْبُ الْحَمْدِ عَلٰى ذٰلِكَ
لِلدَّلَالَةِ عَلٰى اَنَّهُ الْمُسْتَحِقُّ
لِجَمِيْعِ الْمَحَامِدِ لِكَمَالِ
ذَاتِهٖ وَتَفَرُّدِهٖ فِيْ صِفَاتِهٖ
رَوَى الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ
مُسْنَدِهٖ عَنْ مَعَاذِ الْجُهَنِيْ
عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اٰيَةُ الْعِزِّ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ
وَلَدًا اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ وَ
اللّٰهُ اَعْلَمُ۔

قَالَ مُؤَلِّفُهٗ هٰذَا اٰخِرُ
مَا كَمَّلْتُ بِهٖ تَفْسِيْرَ
الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ
اَلَّفَهُ الْاِمَامُ الْعَلَّامَةُ
الْمُحَقِّقُ جَلَالُ الدِّيْنِ
الْمَحَلِّيُّ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ اَفْرَغْتُ فِيْهِ
جُهْدِيْ وَبَذَلْتُ فِيْهِ فِكْرِيْ
فِيْ نَفَائِسَ اَرَاهَا اِنْ
شَاءَ اللّٰهُ تَجْدِيْ وَاَلَّفْتُهُ
فِيْ مُدَّةٍ قَدْرِ مِيْعَادِ
الْكَلِيْمِ وَجَعَلْتُهُ وَسِيْلَةً
لِلْفَوْزِ بِجَنَّاتِ النَّعِيْمِ
وَهُوَ فِي الْحَقِيْقَةِ مُسْتَفَادٌ
مِنَ الْكِتَابِ الْمُكَمَّلِ وَ
عَلَيْهِ فِي الْاٰيِ الْمُتَشَابِهَةِ
الْاِعْتِمَادُ وَالْمُعَوَّلُ فَرَحِمَ
اللّٰهُ امْرَءًا نَظَرَ بِعَيْنِ
الْاِنْصَافِ اِلَيْهِ وَوَقَفَ
فِيْهِ عَلٰى خَطَاءٍ فَاَطْلَعَنِيْ

اور حمد کو ان امور پر مرتب کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ تمام تعریفوں کا استحقاق اسی کو ہے بوجہ کامل ہونے اس کی ذات کے اور یکتا ہونے کے صفات میں اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ امام احمد نے اپنی مسند میں معاذ جہنی سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے یہ آیت عزت کی ہے الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدًا آخر سورت تک اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے فقط۔ والحمد للہ وحدہٗ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیمًا کثیرًا حسبنا اللہ ونعم الوکیل

تمام ہوئی تفسیر جلال الدین سیوطی کی اور سورۂ کہف سے تفسیر جلال الدین محلی شافعی کی شروع ہوتی ہے۔

عَلَيْهِ. وَقَدْ قُلْتُ شِعْرًا ؎
حَمِدْتُ اللهَ رَبِّيْ إِذْ هَدَانِيْ
لِمَا أَبْدَيْتُ مَعَ عَجْزِيْ وَضُعْفِيْ
فَمَنْ لِيْ بِالْخَطَا فَأَرُدُّ عَنْهُ
وَمَنْ لِيْ بِالْقُبُوْلِ وَلَوْ بِحَرْفِ
هٰذَا وَلَمْ يَكُنْ قَطُّ فِيْ خَلَدِيْ
أَنْ أَتَعَرَّضَ لِذٰلِكَ لِعِلْمِيْ
بِالْعِجْزِ عَنِ الْخَوْضِ فِيْ
هٰذِهِ الْمَسَالِكِ وَعَسَى اللهُ
أَنْ يَنْفَعَ بِهِ نَفْعًا جَمًّا وَ
يُفْتَحُ بِهِ قُلُوْبًا غُلْفًا وَ
أَعْيُنًا عُمْيًا وَاٰذَانًا صُمًّا وَ
كَأَنِّيْ بِمَنِ اعْتَادَ بِالْمُطَوَّلَاتِ
وَقَدْ أَضْرَبَ عَنْ هٰذِهِ
التَّكْمِلَةِ وَأَصْلِهَا حَسْمًا
وَعَدَلَ إِلٰى صَرِيْحِ الْعِنَادِ وَ
لَمْ يُوَجِّهْ إِلٰى دَقَائِقِهِمَا
فَهْمًا وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖ
أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ
أَعْمٰى رَزَقَنَا اللهُ بِهِ
هِدَايَةً إِلٰى سَبِيْلِ الْحَقِّ
وَتَوْفِيْقًا وَاطِّلَاعًا عَلٰى دَقَائِقِ
كَلِمَاتِهٖ وَتَحْقِيْقًا وَجَعَلَنَا بِهٖ
مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللهُ
عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَ
الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَ
الصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ
رَفِيْقًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَ
صَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا
وَحَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

قَالَ مُؤَلِّفُهٗ عَامَلَهُ اللّٰهُ بِلُطْفِهٖ
فَرَغْتُ مِنْ تَالِيْفِهٖ يَوْمَ الْاَحَدِ
عَاشِرَ شَهْرِ شَوَّالٍ سَنَةَ سَبْعِيْنَ
وَثَمَانِ مِائَةٍ وَكَانَ الْاِبْتِدَاءُ
فِيْهِ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ مُسْتَهَلَّ
رَمَضَانَ مِنَ السَّنَةِ الْمَذْكُوْرَةِ
وَفَرَغَ مِنْ تَبْيِيْضِهٖ يَوْمَ
الْاَرْبِعَاءِ سَادِسَ صَفَرٍ
سَنَةَ اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ
وَثَمَانِمِائَةٍ

تشریح

(۱۱۱) توحید خالص کو مضبوطی سے تھام لو | اللہ تعالیٰ ساری خوبیوں اور تعریفوں کے مستحق ہیں وہ اپنی تمام صفات اور کمالات میں یکتا اور بے مثال ہے، ان میں کوئی کمزوری اور نقص نہیں ہے کہ جس کے لئے دوسرے سے مدد لینے کی ضرورت پڑے۔ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا اس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا کہ باپ کی طرح بیٹے سے مدد لینی پڑے۔ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ، اس کی بادشاہی میں اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے کہ شریک کی طرح شریک سے مدد لینے کی ضرورت ہو وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ، اور نہ وہ عاجز ہے کہ اس کا کوئی پشتیبان ہو کہ کمزور کی طرح ذلت و مصیبت کے وقت اپنے سے بڑے کی مدد لینی پڑے۔ اس کی عظمت و کبریائی جو کمال درجہ کی ہے اسی کا ذکر کرو اسی کو پکارو، وہی اکیلا تمہارا مددگار اور حاجت روا ہے وہی خالق و معبود ہے وہی مقصود و محبوب۔

۱۸

اَلْکَھْف

○ ترتیب تلاوت ۱۸	○ ترتیب نزول ۶۹
○ مکی / مدنی مکی	○ تعداد رکوعات ۱۲
○ تعداد آیات ۱۱۰	○ تعداد الفاظ ۱۶۰۸
○ تعداد حروف ۶۶۲۰	

تعارف

اس سورۃ کا نام "اَلْکَھْف" اسی سورۃ کی آیت ۹، ۱۰ سے لیا گیا ہے۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ (آیت ۹) "کیا تم سمجھتے ہو کہ غار والے" — اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ اِلَی الْکَھْفِ (آیت ۱۰) "وہ چند نوجوان غار میں پناہ گزین ہوئے۔"

○ یہ سورت مکہ کے اس دور نازل ہوئی ہے جب اسلامی دعوت کے مخالفین نے اہل اسلام پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا اور کش مکش نے شدت اختیار کر لی تھی۔ اہل ایمان کو اصحاب کہف کا واقعہ سنا کر ان کو حوصلہ دیا گیا تاکہ انہیں معلوم ہو کہ اہل حق سچائی کی راہ میں اس سے پہلے بھی بہت کچھ جھیل چکے ہیں۔

○ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے مشورے سے مکہ کے ان لوگوں نے جو اسلام کے مخالف تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین سوالات رکھے۔ یہ سوالات بنیادی طور پر یہود و نصاریٰ کی تاریخ سے تعلق رکھتے تھے۔ حجاز کے لوگ ان واقعات سے ناواقف تھے۔ یہود و نصاریٰ ان سوالات کے ذریعے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دعویٰ کی قلعی کھولنا

چاہتے تھے کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اللہ کی طرف سے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف یہ کہ ان کے سوالات کے جوابات بتا دیئے بلکہ ان واقعات کو موجودہ حالات پر چسپاں کر کے ان کی زبانیں بھی بند کر دیں۔

- پہلا سوال اصحاب کہف کے متعلق تھا کہ یہ کون لوگ تھے؟ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اس قصہ سے ثابت کر دیا کہ موت کے بعد بھی زندگی ہے جس کو تم جھٹلاتے ہو۔ اور اہل ایمان کو اس واقعے سے یہ سبق ملا کہ باطل کے ساتھ کشمکش کی صورت میں حق کو باطل کے سامنے جھکنا نہیں چاہیئے۔
- دوسرا سوال حضرت خضر سے متعلق تھا۔ حضرت موسیٰ خضرت خضر کا واقعہ بتا کر یہ سکھایا گیا کہ اللہ کا کارخانہ جن مصلحتوں پر چل رہا ہے وہ تمہاری نگاہوں سے چھپی ہوئی ہیں اور بظاہر جن چیزوں میں خرابی نظر آتی ہے ان میں بھی کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو ہوتا ہے۔
- تیسرا سوال ذوالقرنین سے متعلق تھا اس کا واقعہ بتا کر یہ سبق دیا گیا کہ ذوالقرنین اپنی فرمانروائی اور فاتحانہ صلاحیتوں کے باوجود یہ نہیں بھولا تھا کہ وہ اللہ کا ایک عاجز بندہ ہے اور ہمیشہ اپنے خالق کے آگے سر تسلیم خم رکھتا تھا۔

خلاصۂ مضامین

- سورت کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سمجھ سے باہر ہو۔ یہ کتاب اللہ کے فرمانبرداروں کو اچھے بدلے کی خوشخبری دیتی ہے اور نافرمانوں کو ان کے انجام سے باخبر کرتی ہے۔
- اصحاب کہف کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ ہدایت یافتہ لوگ تھے اور مضبوط ارادے کے مالک تھے۔ یہ واقعہ لوگوں کو اسلئے بتایا گیا تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ اللہ نے جو وعدہ کیا ہے وہ بالکل سچا ہے ان کی تعداد وغیرہ کے جھگڑے میں پڑنے کے بجائے اصل واقعہ کے نتیجہ پر نگاہ رکھنی چاہیئے۔
- یہ نصیحت کی گئی کہ جب کسی کام کے بارے میں ارادہ کرو کہ میں اسے کل کروں گا تو اس کے ساتھ انشاءاللہ کہا کرو کیونکہ اللہ کی مشیت اور اس کے چاہے بغیر کوئی کام پورا نہیں ہوسکتا۔
- اس سورت میں ان دو آدمیوں کا بیان کیا گیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے نوازا۔ ایک نے اللہ کی ناشکری کی اور دوسرا اس کا شکر گذار ہو کر رہا اور دونوں کا انجام کیا ہوا۔
- بتایا گیا کہ قیامت کے دن سب انسانوں کو اللہ کے سامنے پیش ہونا ہوگا، دنیا میں کئے ہوئے کاموں کا پورا پورا احساب لیا جائیگا۔
- حضرت موسیٰ حضرت خضر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں اور حکمتوں کے بہت سے پہلو اجاگر کئے گئے ہیں۔
- ذوالقرنین کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اس کے عدل وانصاف اس کی سلطنت کے غیر معمولی اسباب وسائل اور یاجوج ماجوج کا ذکر کیا گیا ہے۔
- سورت کے آخر میں دوہرایا گیا ہے کہ توحید و آخرت سراسر حق ہیں۔ دنیا اور آخرت میں انسان کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ ان باتوں کو مان کر اپنی زندگی کا سفر طے کرے۔

اٰیاتُھَا ۱۱۰	۱۸ سُوْرَۃُ الْکَھْفِ مَکِّیَّۃٌ ۶۹	رُکُوْعَاتُھَا ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ	الَّذِیْ	اَنْزَلَ	عَلٰی	عَبْدِهِ	الْکِتٰبَ	وَلَمْ یَجْعَلْ	لَّهٗ
تمام تعریفیں	اللہ کیلئے	وہ جس نے	نازل کی	پر	اپنا بندہ	کتاب (قرآن)	اور نہ رکھی	اسمیں

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندہ پر (یہ) کتاب نازل کی، اور اس میں کوئی کجی نہ رکھی

عِوَجًا ۜ ﴿۱﴾ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

عِوَجًا	قَیِّمًا	لِیُنْذِرَ	بَاْسًا	شَدِیْدًا	مِّنْ لَّدُنْهُ	وَیُبَشِّرَ	الْمُؤْمِنِیْنَ
کوئی کجی	ٹھیک سیدھی	تاکہ ڈرسنادے	عذاب	سخت	اس کی طرف سے	اور خوشخبری دے	مومنوں

ٹھیک سیدھی تاکہ ڈرسناوے اس کی طرف سے سخت عذاب سے، اور مومنوں کو خوشخبری دے

الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مّٰکِثِیْنَ فِیْهِ

الَّذِیْنَ	یَعْمَلُوْنَ	الصّٰلِحٰتِ	اَنَّ + لَهُمْ	اَجْرًا حَسَنًا	مّٰکِثِیْنَ	فِیْهِ
وہ جو	عمل کرتے ہیں	اچھے	کہ ان کے لئے	اچھا اجر	وہ رہیں گے	اس میں

جو اچھے عمل کرتے ہیں کہ ان کے لئے اچھا اجر ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں

اَبَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾

اَبَدًا	وَّیُنْذِرَ	الَّذِیْنَ + قَالُوا	اتَّخَذَ + اللّٰهُ	وَلَدًا	
ہمیشہ	اور وہ ڈرائے	وہ جن لوگوں نے کہا	اللہ نے بنالیا ہے	بیٹا	

گے۔ اور وہ ان لوگوں کو ڈرائے جنہوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔

سُوْرَۃُ الْکَھْفِ مَکِّیَّۃٌ اِلَّا وَاصْبِرْ نَفْسَکَ اَلْاٰیَۃَ مِائَۃٌ وَّعَشْرُ اٰیَاتٍ اَوْ خَمْسَ عَشْرَۃَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ هُوَ الْوَصْفُ بِالْجَمِیْلِ ثَابِتٌ لِلّٰهِ

سورۂ کہف مکی ہے اسمیں ایک سو دس آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا

وَهَلِ الْمُرَادُ الْاِعْلَامُ بِذٰلِكَ لِلْاِيْمَانِ بِهٖ اَوِ الثَّنَاءُ بِهٖ اَوْ هُمَا اِحْتِمَالَاتٌ اَفْيَدُهَا الثَّالِثُ اَلَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهٖ مُحَمَّدٍ الْكِتٰبَ الْقُرْاٰنَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ اَىْ فِيْهِ عِوَجًا ۝ اِخْتِلَافًا وَتَنَاقُضًا وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مِنَ الْكِتَابِ

جمیع تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے واسطے جس نے اپنے بندہ محمد پر قرآن اتارا اور اس میں اختلاف اور تناقض نہیں کیا (حمد کے معنی تعریف کرنا عمدہ اوصاف سے) جملہ الحمد للہ میں چند احتمالات ہیں یا یہ جملہ معنی خبر دینے کے لئے یعنی اللہ نے یہ خبر دی ہے تاکہ بندہ اس پر ایمان لاوے یا اس جملہ سے ثنا کرنا مقصود ہے یا دونوں باتوں کو شامل ہے زیادہ مفید ان احتما[illegible]

[illegible] یعنی [illegible] جملہ سے خبر دینا ہے اور ثنا [illegible] اور [illegible] (جمالین)

(۲) قَيِّمًا مُّسْتَقِيْمًا حَالٌ ثَانِيَةٌ مُّؤَكِّدَةٌ لِّيُنْذِرَ يُخَوِّفَ بِالْكِتَابِ الْكَافِرِيْنَ بَاْسًا عَذَابًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝

(۲) درآنحالیکہ وہ قرآن سیدھا راہ بتانے والا ہے۔ قرآن کو اسلئے اتارا تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے مضامین سے کافروں کو سخت عذاب سے ڈرادیں جو اللہ کی طرف سے آنے والا ہے اور خوشخبری سنادیں مسلمانوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی کہ ان کے واسطے اچھا بدلہ ہے یعنی جنت

(۳) مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝ هُوَ الْجَنَّةُ

(۳) وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے

(۴) وَّيُنْذِرَ مِنْ جُمْلَةِ الْكَافِرِيْنَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝

(۴) اور ڈرادیں کافروں میں سے ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے۔

تشریح

(۱) قرآن مجید خط مستقیم کی طرح ہے | زیادہ سے زیادہ تعریف اور شکر گزاری کا مستحق وہ پروردگار ہے جس نے اپنے محبوب بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کتاب قرآن مجید نازل کی اور اہل دنیا کو اپنی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اس کتاب میں کوئی اینچ پیچ کی بات نہیں ہے کوئی بات حق و صداقت سے ہٹی ہوئی نہیں ہے۔ یہ کتاب ایک خطِ مستقیم کی طرح ہے بالکل سیدھی سیدھی بات تعلیم نہایت معتدل، بات نہایت متوازن جو عقل سلیم کے بالکل مطابق اور ہر زمانے اور ہر طبیعت کے مناسب جس کے ماننے میں کسی راستی پسند انسان کو کوئی تامل نہیں ہوسکتا۔

(۲) ماننے والوں کے لئے بشارت دینے والی نہ ماننے والوں کو خبردار کرنے والی | اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی یہ آخری کتاب قرآن مجید جو اس نے اپنے آخری پیغمبر پر نازل کی ہے یہ تمام سابقہ کتابوں کا نچوڑ ہے، ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کتابوں کی اصولی تعلیمات کو رہتی دنیا تک قائم رکھنے والی ہے یہ کتاب دنیا اور آخرت کی رہنما ہے۔ اس کتاب کی تعلیمات میں بال برابر بھی کوئی کمی نہیں ملے گی جو حق و صداقت کو ماننے والے ہیں اور نیکیوں پر چلنے والے ہیں ان کو یہ بہترین اجر کی بشارت دیتی ہے اور سچائی کا انکار کرنے والوں خبردار کرتی ہے۔

(۳) آخرت کا اجر کبھی ختم نہ ہوگا | جو لوگ حق و صداقت کے سامنے سر جھکائیں گے اور اسی بنیاد پر اپنی زندگی کی تعمیر کریں گے وہ اپنی دنیا تو بنا ہی لیں گے اسلئے کہ اس بنیاد پر جو نظام قائم ہوگا وہ سب کے لئے عافیت کا باعث بنے گا ایسے لوگوں کو جو آخرت کا اجر و ثواب ملے گا جنت کی نعمتیں حاصل ہونگی وہ دائمی ہوں گی ابدی راحت ملے گی یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

(۴) اللہ کے لئے اولاد تجویز کرنے والوں کو خبردار کر دو | جو لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں چاہے وہ عیسائی ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بناتے ہیں۔ یا یہودیوں کے وہ فرقے ہوں جو حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں یا عرب کے وہ مشرک جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں ان سب کو خبردار کر دو کہ اللہ کی طرف یہ غلط باتیں منسوب کریں اللہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اللہ کے کوئی اولاد ہے۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ

مَا	لَهُمْ بِهٖ	مِنْ عِلْمٍ	وَّلَا	لِاٰبَآئِهِمْ	كَبُرَتْ	كَلِمَةً	تَخْرُجُ
نہیں	انکو اس کا	کوئی علم	اور نہ	انکے باپ دادا کو	بڑی ہے	بات	نکلتی ہے

اس کا نہ انہیں کوئی علم ہے ، نہ ان کے باپ دادا کو تھا ۔ بڑی ہے بات (جو) ان کے

مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵

مِنْ	اَفْوَاهِهِمْ	اِنْ	يَّقُوْلُوْنَ	اِلَّا	كَذِبًا
سے	ان کے منھ (جمع)	نہیں	وہ کہتے ہیں	مگر	جھوٹ

منھ سے نکلتی ہے ۔ وہ نہیں کہتے مگر جھوٹ ۔

۵ مَا لَهُمْ بِهٖ بِهٰذَا الْقَوْلِ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْقَائِلِيْنَ لَهٗ كَبُرَتْ عَظُمَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ كَلِمَةً تَمْيِيْزٌ مُفَسِّرَةٌ لِلضَّمِيْرِ الْمُبْهَمِ وَالْمَخْصُوْصُ بِالذَّمِّ مَحْذُوْفٌ اَيْ مَقَالَتُهُمُ الْمَذْكُوْرَةُ اِنْ مَا يَقُوْلُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ اِلَّا مَقُوْلًا كَذِبًا ۝

۵ ان کو اور ان کے باپ دادوں کو جو ان سے پہلے یہ بات کہہ چکے ہیں حقیقت الامر کی خبر نہیں یہ بات جو ان کے منھ سے نکلے بہت بڑی ہے اس بارے میں جو کچھ وہ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے ۔

تشریح

۵ شرک کی بنیاد علم پر نہیں ہے | کسی بات کو ماننے کے لئے جاننا بھی ضروری ہوتا ہے اور اس کے علمی اور تحقیقی اصولوں کی روشنی میں دلائل سے بات ثابت کی جاتی ہے اللہ کے ساتھ شرک کرنے میں کہ فلاں خدا کا بیٹا ہے یا فلاں کو خدا نے بیٹا بنا لیا ہے اس کی بنیاد کسی علم و تحقیق پر نہیں ہے بلکہ عقیدت مندی کے غلو میں ایک من مانا حکم لگا رہے ہیں ۔ صحیح بات کا پتہ نہ ان کو ہے نہ ان کے باپ دادا کو تھا بس اندھی تقلید میں ایسی سخت بات زبان سے نکال رہے ہیں انکو کچھ احساس نہیں ہے کہ وہ کیسی سخت گمراہی کی بات کہہ رہے ہیں اور اللہ کی شانِ قدوسیت میں کیسی گستاخی کر رہے ہیں ۔ ایسی افترا پردازی اللہ رب العزت کی جناب میں یہ لوگ جو کر رہے ہیں جب ان سے ثبوت مانگا جاتا ہے تو بس ایک بات کہہ دیتے ہیں کہ یہ ایک مذہب کا راز ہے جس تک انسانی فہم کی رسائی نہیں ہے ۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ⑥

فَلَعَلَّكَ	بَاخِعٌ	نَفْسَكَ	عَلٰٓى	اٰثَارِهِمْ	اِنْ	لَّمْ يُؤْمِنُوْا	بِهٰذَا	الْحَدِيْثِ	اَسَفًا
تو شاید آپ	ہلاک کرنیوالا	اپنی جان	پر	انکے پیچھے	اگر	وہ ایمان نہ لائے	اس	بات	غم کے مارے

تو شاید آپ ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک کرنے والے ہیں ، اگر وہ ایمان نہ لائے ، اس بات پر غم کے مارے

⑥ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ مُهْلِكٌ نَفْسَكَ عَلٰٓى
اٰثَارِهِمْ اَىْ بَعْدَ تَوَلِّيْهِمْ عَنْكَ اِنْ لَّمْ
يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَلْقُرْاٰنِ
اَسَفًا ○ غَيْظًا وَحُزْنًا مِنْكَ
لِحِرْصِكَ عَلٰى اِيْمَانِهِمْ وَنَصْبُهٗ
عَلَى الْمَفْعُوْلِ لَهٗ

⑥ پس اگر وہ اس قرآن پر ایمان نہ لاویں تو شاید تو اے محمد اس غم اور غصہ میں اپنی جان کو ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہلاک کرلے گا کہ تجھ کو ان کے ایمان لانے کی بہت حرص ہے ۔(اسفًا منصوب ہے بوجہ مفعول لہٗ ہونے کے)

تشریح

⑥ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نتیجے کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے | رب العٰلمین نے بندوں پر اپنی شفقت کیوجہ سے یہ انتظام فرمایا ہے کہ میرے بندے ہدایت کا راستہ اختیار کر کے میری نعمتوں سے سرفراز ہوں اپنے بندوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے اس نے ہر دور میں اپنے پیغمبر بھیجے اپنی کتابیں نازل کیں ۔ ان پیغمبروں نے پوری دردمندی کے ساتھ اللہ کے پیغام کو اللہ کے بندوں تک پہونچایا سب سے آخر میں رب العٰلمین نے خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بندوں کی ہدایت کے لئے مقرر فرمایا ۔ پوری لگن کے ساتھ آپ کی کوشش یہ رہی کہ اللہ کے بندوں کو گمراہی اور اخلاقی پستی سے نکال کر انسانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچائیں مگر قوم تھی کہ کچھ لوگوں کو چھوڑ کر گمراہی پر ڈٹی ہوئی تھی اور کسی طرح اس پستی سے اوپر اٹھنے کے لئے تیار نہیں تھی ۔ آپ کو اپنی تکلیفوں کا غم نہ تھا آپکو ان آلام کی پرواہ نہیں تھی جو اس راہ میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اٹھانے پڑ رہے تھے بلکہ آپ اپنی شفقت و مرحمت کی وجہ سے قوم کو عذاب الٰہی سے بچانا چاہتے تھے اور اس کے لئے آپ نے دن رات ایک کر رکھے تھے اور تبلیغ و دعوت کا فرض ادا فرما رہے تھے مگر جب آپ دیکھتے تھے کہ میری کاوشوں کے خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آرہے ہیں تو آپ دل دل میں گھٹتے تھے اور اندر اندر گھلتے رہتے تھے آپ کی اس جاں گسل کیفیت کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے جو بخاری و مسلم میں آپکے ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے کہ " میری اور تم سب لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے روشنی کے لئے آگ لگائی مگر پروانے اس آگ میں جلنے کے لئے ٹوٹے پڑتے ہیں وہ کوشش کرتا ہے کہ انکو آگ سے بچائے ، ایسا ہی حال میرا ہے کہ میں تمہیں پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں کودے پڑتے ہو "

اللہ تعالےٰ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے حبیب آپ ان کے غم میں اپنے آپ کو بالکل نہ گھلائیے ہمدردی اور شفقت کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا جو کام آپ کر رہے ہیں وہ آپ کرتے رہیے ۔ رہا اس کا نتیجہ کہ کون ایمان لاتا ہے کون نہیں لاتا یہ آپ کے اختیار میں نہیں ہے بس آپ اپنا فریضہ ادا کرتے جائیں ۔ کوئی بدبخت نہیں مانتا نہ ملنے اس کا نتیجہ وہ خود ہی بھگتے گا ۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ

إِنَّا	جَعَلْنَا	مَا	عَلَى الْأَرْضِ	زِينَةً	لَّهَا	لِنَبْلُوَهُمْ	أَيُّهُمْ	
بیشک ہم	ہم نے بنایا	جو	زمین پر	زینت	اسکے لئے	تاکہ ہم انہیں آزمائیں	کون ان میں سے	

بیشک ہم نے اسے اسکے لئے جو کچھ زمین میں ہے، زینت بنایا ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کون ہے

أَحْسَنُ عَمَلًا ⑦ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ⑧

أَحْسَنُ	عَمَلًا	وَإِنَّا	لَجَاعِلُونَ	مَا عَلَيْهَا	صَعِيدًا	جُرُزًا
بہتر	عمل میں	اور بیشک ہم	البتہ کرنیوالے	جو اس پر	صاف میدان	بنجر (چٹیل)

عمل میں بہتر اور جو کچھ اس (زمین) پر ہے بیشک ہم اسے (نابود کرکے) صاف چٹیل میدان کرنے والے ہیں۔

⑦ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْحَيَوَانِ وَالنَّبَاتِ وَالشَّجَرِ وَالْأَنْهَارِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ لِنَخْتَبِرَ النَّاسَ نَاظِرِينَ إِلَى ذٰلِكَ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ فِيهِ أَيْ أَزْهَدُ لَهُ

⑧ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا فُتَاتًا جُرُزًا ۝ يَابِسًا لَا يُنْبِتُ

⑦ بیشک جو کچھ زمین پر حیوانات اور نباتات اور درخت اور نہریں وغیرہ ہیں ہم نے ان اشیاء کو زمین کی زینت بنائی تاکہ لوگوں کو آزما دیں اور دیکھیں کون انمیں سے باعتبار عمل کے اچھا ہے یعنی دنیا میں زہد اور بے رغبتی سے بسر کرتا ہے۔

⑧ اور بیشک کردینگے ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں ٹکڑے ٹکڑے کہ سوکھ جائے اور نہ جے۔

تشریح

⑦ دنیا سامانِ عیش نہیں دارالامتحان ہے | روئے زمین پر طرح طرح کے سامان دیکھ کر انسان اس غلط فہمی میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ یہ تمام چیزیں عیش وعشرت کے لئے ہیں اور ان میں کھو کر اپنے اصل مقصد کو بھول جاتا ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ دل بُھلانے کے یہ سامان مزے لوٹنے کے لئے نہیں بلکہ آزمائش کے لئے ہیں۔ انسان کا اصل مقام اپنے رب کی بندگی اس کی اطاعت وفرماں برداری اور اچھے عمل کرکے اس کی رضا حاصل کرنا ہے نہ کہ ان سروسامان میں کھو جانا۔ سمجھانے والا تمہیں سمجھا رہا ہے مگر تم اس رونقِ دنیا پر اتنے فریفتہ ہو کہ اس کی بات پر کان نہیں دھرتے اور بھول جاتے ہو کہ اصل ٹھکانا یہ دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے۔

⑧ یہ دنیا چٹیل میدان ہوجائیگی | یہ دنیا کی رونقیں یہاں کی لذتیں ہمیشہ رہنے والی نہیں ہیں قیامت آئے گی بساط الٹ دی جائیگی اور امتحان کا دور ختم ہوتے ہی یہ زمین ایک چٹیل میدان کے سوا اور کچھ نہ رہے گی۔

دنیا کے بارے میں صحیح طرزِ فکر یہ ہے کہ اس دنیا کو اور یہاں کی ترقیات کو آخرت کی ترقیات کا ذریعہ بنایا جائے اور دنیا کی چیزوں کو اللہ کی ہدایت کی روشنی میں ٹھیک ڈھنگ سے استعمال کیا جائے ابدی فلاح اور حقیقی اطمینان کا راستہ یہی ہے اپنے رب کی رضا کے لئے ہر فانی خوشی کو قربان کردینا راہِ حق پر چلنے کے لئے کسی مشکل سے نہ گھبرانا، یہی وہ راستہ ہے جو کٹھن ضرور ہے مگر منزل تک لیجانے والا ہے آگے آنے والا اصحاب کہف کا واقعہ اسی حقیقت کی نقاب کشائی کر رہا ہے۔

اصحابِ کہف کے واقعہ پر ایک نظر

اَصحابِ کہف ۔ غار والے سات نوجوانوں کا واقعہ روم کے ایک شہر سے متعلق ہے جس شہر کا نام "افسس" (EPHESUS) تھا۔ یہ شہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے گیارہ سو سال پہلے تعمیر ہوا تھا، یہ شہر بُت پرستی کا مرکز تھا یہاں چاند دیوی ڈائنا (DIANA) کی پوجا ہوتی تھی، ڈائنا کا عظیم الشان مندر آج بھی زمانۂ قدیم کے عجائباتِ عالم میں شمار کیا جاتا ہے۔ ایشیائے کوچک کے لوگ ڈائنا کی پرستش کرتے تھے اور رومی سلطنت نے بھی اس کو اپنے معبودوں میں شامل کر لیا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جب مسیحی دعوت روم کی سلطنت کے مختلف علاقوں میں پھیلنے لگی تو شہر "افسوس" کے سات نوجوان خدائے واحد پر ایمان لے آئے۔ روم کے بادشاہ قیصر ڈیسیس (DEEIUS) کی حکومت کا زمانہ سن ۲۴۹ عیسوی سے ۲۵۱ عیسوی تک ہے۔ اس کو ان نوجوانوں کی تبدیلِ مذہب کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے انکو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور ان سے پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے۔ ان نوجوانوں کو معلوم تھا کہ بادشاہ عیسائیوں کے خون کا پیاسا ہے مگر انہوں نے بغیر کسی خوف و خطر کے صاف صاف کہہ دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے زمین و آسمان بنائے ہیں۔ ان کی ایمانی جرأت اور ثابت قدمی نے سب کو حیران کر دیا۔ بادشاہ پہلے تو سخت غضبناک ہوا اور کہا کہ اپنی زبان بند کرو، ورنہ میں تمہیں بھی قتل کرا دوں گا۔ پھر کچھ ٹھنڈا ہوا اور کہا کہ ابھی تم بچے ہو، میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں اگر تم باز نہ آئے تو تمہاری گردن ماردی جائے گی۔

اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر یہ صاحب ایمان ساتوں نوجوان شہر سے بھاگ نکلے اور پہاڑوں کی راہ لی تاکہ کسی غار میں جا کر چھپ جائیں۔ راستہ میں ایک کتا ان کے ساتھ لگ گیا، انہوں نے اس کو بھگانے کی کوشش کی مگر وہ ان کے ساتھ ہی لگا رہا۔ شیخ سعدی نے اپنی کتاب گلستاں میں اس کتے کا ذکر اس طرح کیا ہے:۔

سگِ اصحاب کہف روزے چند ٭ پئے نیکاں گرفت مردم شد

اصحاب کہف کے کتے نے چند دن نیکوں کی صحبت اختیار کی، آدمی بن گیا۔

آخر ایک بڑے غار کو اچھی جائے پناہ دیکھ کر وہ اس میں چھپ گئے اور کتا اس کے دہانے پر بیٹھ گیا۔ تھکے ماندے تھے، نیند آ گئی۔ یہ واقعہ ۲۵۰ء کا ہے ایک سو ستانوے برس تک یہ لوگ سوتے رہے۔ سرکاری آدمیوں نے ان کو تلاش کیا جب یہ لوگ نہ ملے تو ان کے نام ایک سیسہ کی تختی پر لکھ کر خزانے میں رکھ دئے تاکہ آنے والی نسلیں اس بات کو یاد رکھیں۔

قیصر ڈیسیس کے بعد قیصر تھیوڈوسیس ثانی (THEODOSIUS) کا زمانہ ۴۰۸ء سے ۴۵۰ء کا ہے۔ اس کی سلطنت کے اڑتیسویں سال میں یہ سات نوجوان بیدار ہوئے۔ اس وقت تک رومی سلطنت مسیحیت اختیار کر چکی تھی اور شہر افسس کے باشندے بھی بت پرستی چھوڑ چکے تھے۔

اس زمانے میں رومی باشندوں کے درمیان زندگی بعد موت اور حشر و نشر کے معاملے میں بڑی بحثیں چل رہی تھیں اور قیصر چاہتا تھا کہ کوئی ایسی نشانی سامنے آ جائے جس کو دیکھ کر لوگ آخرت پر یقین کر لیں۔ اتفاق کی بات کہ اسی زمانہ میں یہ نوجوان نیند سے بیدار ہوئے۔ بیدار ہو کر انہوں نے آپس میں پوچھا کہ ہم کتنی دیر سوئے ہونگے۔ کسی نے کہا دن بھر کسی نے کہا دن کا کچھ حصہ۔ پھر یہ کہہ کر سب خاموش ہو گئے کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

اس کے بعد انھوں نے اپنے ایک ساتھی کو جس کا نام "جین" (GEEN) تھا چاندی کے چند سکے دیکر کھانا لانے کے لئے شہر بھیجا، اور اس سے کہا ذرا احتیاط سے کام لینا، کہیں لوگ تمہیں پہچان نہ جائیں انھیں ڈر تھا کہ اگر لوگوں کو ہمارا پتہ چل گیا تو وہ ہمیں پکڑ کر لے جائیں گے اور ڈائنا کی پرستش پر مجبور کریں گے۔

مگر جین جب شہر پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہاں تو دنیا ہی بدلی ہوئی ہے ایک دکان پر پہونچ کر اس نے کچھ روٹیاں خریدیں اور دوکاندار کو چاندی کا ایک سکہ دیا جس پر قیصر ڈیسیس کی تصویر تھی دوکاندار نے یہ سکہ دیکھ کر حیرانی سے پوچھا یہ سکہ تمہیں کہاں سے ملا ہے۔ جین نے کہا یہ میرا اپنا مال ہے۔ دونوں میں تکرار ہونے لگی جس پر بہت سے لوگ جمع ہو گئے معاملہ کوتوال شہر تک پہنچ گیا۔ کوتوال شہر نے کہا کہ مجھے وہ دفینہ بتاؤ جہاں سے تم یہ سکہ لائے ہو۔ جین نے جواب دیا کہ میں کسی دفینہ کو نہیں جانتا۔ کوتوال نے کہا کہ تمہاری یہ بات ماننے کے قابل نہیں ہے یہ صدیوں پرانا سکہ ہے تم تو ابھی جوان لڑکے ہو ہمارے بڑے بوڑھوں نے بھی یہ سکہ نہیں دیکھا، یہ ضرور کوئی راز ہے۔

جین نے جب یہ سنا کہ قیصر ڈیسیس کو مرے ہوئے زمانہ دراز گزر چکا ہے تو وہ دنگ رہ گیا اور کچھ دیر تک بالکل دم بخود رہا پھر آہستہ سے بولا کل ہی تو میں اور میرے چھ ساتھی شہر سے بھاگ کر گئے تھے اور ہم نے ایک غار میں پناہ لی تھی تاکہ ڈیسیس کے ظلم سے بچے رہیں

جین کی یہ بات سنکر کوتوال بھی حیران ہو گیا اور اس کو لیکر اس غار کی طرف چلا جہاں اس کے بیان کے مطابق یہ لوگ چھپے ہوئے تھے، لوگوں کا ایک بڑا مجمع ان کے ساتھ تھا وہاں پہونچ کر اس بات کی پوری تحقیق ہو گئی کہ یہ واقعی قیصر ڈیسیس کے زمانے کے لوگ ہیں

قیصر تھیوڈوسیس کو اس کی اطلاع دی گئی، وہ خود آکر ان سے ملا اور ان سے برکت لی، اس کے بعد یہ ساتوں آدمی غار میں جا کر لیٹے اور وفات پا گئے۔ اس کھلی نشانی کو دیکھ کر لوگ مان گئے کہ واقعی موت کے بعد زندگی برحق ہے پھر قیصر کے حکم سے اس غار پر ایک زیارت گاہ تعمیر کر دی گئی۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا

أَمْ حَسِبْتَ	أَنَّ	أَصْحٰبَ الْكَهْفِ	وَ الرَّقِيْمِ	كَانُوْا
کیا تم نے گمان کیا؟	کہ	اصحاب کہف (غار والے)	اور رقیم	تھے

کیا تم نے گمان کیا؟ کہ کہف (غار) اور رقیم والے ہماری نشانیوں

مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ⑨ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ

مِنْ	اٰيٰتِنَا + عَجَبًا	إِذْ	أَوٰى	الْفِتْيَةُ	إِلٰى	الْكَهْفِ
سے	ہماری نشانیاں عجیب	جب	پناہ لی	جوان (جمع)	طرف - میں	غار

سے عجیب تھے جب ان جوانوں نے غار میں پناہ لی

فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ

فَقَالُوْا	رَبَّنَآ	اٰتِنَا	مِنْ لَّدُنْكَ	رَحْمَةً	وَّهَيِّئْ
تو انہوں نے کہا	اے ہمارے رب	ہمیں دے	اپنی طرف سے	رحمت	اور مہیا کر

تو انہوں نے کہا، اے ہمارے رب! ہمیں اپنی طرف سے رحمت دے اور ہمارے کام

لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ⑩ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي

لَنَا	مِنْ + أَمْرِنَا	رَشَدًا	فَضَرَبْنَا	عَلٰٓى	اٰذَانِهِمْ	فِي
ہمارے لئے	ہمارے کام میں	درستی	پس ہم نے مارا (پردہ ڈالا)	پر	ان کے کان (جمع)	میں

میں درستی مہیا کر، پس ہم نے پردہ ڈالا ان کے کانوں پر (سلایا)

الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ⑪

الْكَهْفِ	سِنِيْنَ + عَدَدًا	
غار	کئی سال	

غار میں کئی سال۔

⑨ أَمْ حَسِبْتَ أَيْ أَظَنَنْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ الْغَارِ فِي الْجَبَلِ وَالرَّقِيْمِ اللَّوْحِ الْمَكْتُوْبِ فِيْهِ أَسْمَاؤُهُمْ وَأَنْسَابُهُمْ وَقَدْ سُئِلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قِصَّتِهِمْ

⑨ کیا اے محمدؐ تونے خیال کیا کہ اصحاب کہف اور رقیم کا قصہ ہماری نشانیوں میں سے زیادہ عجیب قصہ ہے یعنی اور نشانیاں ایسی عجیب نہیں صرف یہی قصہ عجیب ہے یہ بات نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی نشانیاں تمام عجیب ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے قصہ کا حال پوچھا گیا تھا اس پر یہ آیتیں نازل

كَانُوْا فِيْ قِصَّتِهِمْ مِنْ
جُمْلَةِ اٰيَاتِنَا عَجَبًا ○
خَبَرُ كَانَ وَمَا قَبْلَهُ
حَالٌ اَيْ كَانُوْا عَجَبًا
دُوْنَ بَاقِي الْاٰيَاتِ اَوْ
اَعْجَبُهَا لَيْسَ الْاَمْرُ
كَذٰلِكَ

ہوئیں

عجبًا خبر کانوا کے متعلق ہے اور اس کا پہلا
جملہ من آیاتنا ترکیب میں حال ہے کہ کیا یہی قصہ
عجیب ہے باقی نشانیوں میں سے؟ ایسا نہیں ہے

(۱۰) اُذْكُرْ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ
اِلَى الْكَهْفِ جَمْعُ فَتًى وَ
هُوَ الشَّابُّ الْكَامِلُ خَائِفِيْنَ
عَلٰى اِيْمَانِهِمْ مِنْ قَوْمِهِمُ
الْكُفَّارِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا
مِنْ لَّدُنْكَ مِنْ قِبَلِكَ
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ اَصْلِحْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا
رَشَدًا ○ هِدَايَةً

(۱۰) اے محمدؐ ان سے بتاؤ کہ قوم کافر سے ڈر کر ایمان کی حفاظت
کے سبب سے چند جوانوں نے غار میں پناہ پکڑی (فتیۃ
جمع فتیٰ کی ہے اور فتیٰ پورے جوان کو کہتے ہیں)

وہ جوان کہنے لگے کہ اے ہمارے رب ہمکو اپنے پاس
سے رحمت عطا فرما اور ہم کو راہ راست پر رکھ۔ اور ہمارا
کام درست فرما۔

(۱۱) فَضَرَبْنَا عَلٰى اٰذَانِهِمْ اَيْ اَنَمْنَاهُمْ
فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ○ مَعْدُوْدَةً

(۱۱) سو ہم نے انکو غار میں سُلایا چند برس تک۔

تشریح

(۹) اللہ کی قدرت کا ایک چھوٹا سا نمونہ اصحاب کہف کا واقعہ بھی ہے | یہود کے مشورے پر قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سوال کئے تھے ان میں سے ایک سوال روح کے بارے میں تھا، اور دوسرا سوال اصحاب کہف سے متعلق تھا۔ اصحاب کہف کے قصے کو عجیب ہونے کی وجہ سے وہ بڑا اہم سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ واقعہ اتنا عجیب اور اللہ کے لئے کوئی بڑا مشکل کام نہیں ہے جتنا تم اسکو سمجھتے ہو یہ کوئی بڑے اچنبھے کی بات نہیں ہے جسے حد سے زیادہ عجیب سمجھا جائے۔ اگر تم زمین آسمان، سورج چاند کی تخلیق پر غور کرو اور یہ دیکھو کہ کس طرح ان کا ایک محکم نظام قائم ہے تو تمہیں ان چیزوں کے مقابلے میں اصحاب کہف کا واقعہ کچھ بھی عجیب معلوم نہ ہوگا۔

(۱۰) اصحاب کہف اللہ کی رحمت کے امیدوار چند نوجوان تھے | یہ چند نوجوان تھے جو غار میں آکر پناہ گزیں ہوگئے اور انہوں نے اللہ سے دُعا کی کہ اے پروردگار ہمیں اپنی رحمتِ خاص سے نواز دیجئے اور ہمارے معاملے کو درست کر دیجئے ہم جس پریشانی اور مصیبت سے گھبرا کر اپنے گھر بار چھوڑ کر نکلے ہیں اس سے ہمیں نجات دے دیجئے، ہمیں ان لوگوں کے ظلم و ستم سے بچا لیجئے جو ہمیں راہ حق سے بھٹکانا چاہتے ہیں۔

(۱۱) اللہ نے انکو تھپک کر غار میں سلا دیا | اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور پہاڑ کے غار میں پہنچ کر جو لیٹے ہیں تو ایسے سوئے کہ گہری نیند میں صدیاں بیت گئیں باہر کی کوئی خبر ان کے کانوں میں نہیں پہنچتی تھی۔ ایسے بے خبر سو رہے تھے جیسے ماں اپنے بچے کو تھپک تھپک کر سلا دیتی ہے۔

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا

لَبِثُوْٓا - لِمَا	اَحْصٰی	الْحِزْبَیْنِ	اَیُّ	لِنَعْلَمَ	بَعَثْنٰهُمْ	ثُمَّ
کتنی دیر رہے	خوب یاد رکھا	دونوں گروہ	کون کس	تاکہ ہم دیکھیں	ہم نے انہیں اٹھایا	پھر

پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ ہم دیکھیں دونوں گروہوں میں سے کس نے خوب یاد رکھا ہے کہ وہ کتنی

ع ۱۲ ۱۴ اَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ

اِنَّهُمْ	بِالْحَقِّ	نَبَاَهُمْ	عَلَیْكَ	نَقُصُّ	نَحْنُ	اَمَدًا
بیشک وہ	ٹھیک ٹھیک	ان کا حال	تجھ سے	بیان کرتے ہیں	ہم	مدت

مدت (غار میں) رہا، ہم تجھ سے ٹھیک ٹھیک ان کا حال بیان کرتے ہیں۔ وہ چند

فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًی ﴿۱۳﴾ قف

وَزِدْنٰهُمْ - هُدًی	بِرَبِّهِمْ	اٰمَنُوْا	فِتْیَةٌ
اور ہم نے اور زیادہ دی انہیں ہدایت	اپنے رب پر	وہ ایمان لائے	چند نوجوان

نوجوان تھے، وہ ایمان لائے اپنے رب پر، اور ہم نے انھیں ہدایت اور زیادہ دی۔

﴿۱۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ اَیْ اَیْقَظْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ عِلْمَ مُشَاهَدَةٍ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ الْفَرِیْقَیْنِ الْمُخْتَلِفَیْنِ فِیْ مُدَّةِ لُبْثِهِمْ اَحْصٰی فِعْلٌ بِمَعْنٰی ضَبَطَ لِمَا لَبِثُوْٓا لِلُبْثِهِمْ مُتَعَلِّقٌ بِمَا بَعْدَهٗ اَمَدًا ○ غَایَةً

﴿۱۲﴾ پھر انکو بیدار کیا تاکہ ہم دیکھیں کہ دونوں جماعتوں میں جو اُن کی مدتِ قیام غار میں مختلف ہیں کون زیادہ یاد رکھنے والی ہے ان کی مدت قیام کو۔

﴿۱۳﴾ نَحْنُ نَقُصُّ نَقْرَاُ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ بِالصِّدْقِ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًی ○

﴿۱۳﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًی وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ الخ تم

تشریح

﴿۱۲﴾ **نیند کی مدت کتنی تھی** | غار والے یہ نوجوان کتنی مدت غار میں سوتے رہے جب اللہ نے ان کو جگایا تو انہیں آپس میں بھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہم کتنی دیر سوتے رہے ہیں اور باہر بھی چہ میگوئیاں تھیں کہ کتنی مدت گذر گئی ہے۔ ہر آدمی اپنا اپنا حساب لگا رہا تھا ہم انکو جگا کر دیکھنا چاہتے تھے کہ کون گروہ مدتِ قیام کا ٹھیک ٹھیک شمار کرتا ہے اور اس سچائی تک پہنچتا ہے کہ موت کے بعد زندہ ہونا اسیطرح برحق ہے جس طرح سونے کے بعد جاگنا۔

﴿۱۳﴾ **اصحاب کہف کا اصل واقعہ اور انکی ثابت قدمی** | یہود کے کہنے پر اے پیغمبر اہل قریش نے آپ سے اصحاب کہف کے بارہ میں جو سوال کیا ہے اسکا اصل قصہ ہم آپکو سناتے ہیں یہ چند نوجوان تھے جو سچے دل سے اپنے رب پر ایمان لائے تھے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے ایمان میں مخلص تھے اسلئے ان کا ایمان اس درجہ پر پہنچ گیا کہ انہوں نے ہر خطرے کو گوارا کیا مگر باطل کے آگے نہ جھکے اور حق و صداقت پر قائم رہے۔

وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَ رَبَطْنَا	عَلٰى	قُلُوْبِهِمْ	اِذْ + قَامُوْا	فَقَالُوْا	رَبُّنَا	رَبُّ	السَّمٰوٰتِ	وَ الْاَرْضِ
اورہم نے گرہ لگادی	پر	انکے دل	جب وہ کھڑے ہوئے	توانہوں نے کہا	ہمارا رب	پروردگار	آسمانوں	اور زمین

اور ہم نے ان کے دلوں پر گرہ لگادی (دل پختہ کردیئے) جب وہ کھڑے ہوئے توانہوں نے کہا ہمارا رب پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا

لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ⑭

لَنْ نَدْعُوَاْ	مِنْ دُوْنِهٖۤ	اِلٰهًا	لَقَدْ قُلْنَاۤ	اِذًا	شَطَطًا
ہم ہرگز نہ پکاریں گے	اس کے علاوہ	کوئی معبود	البتہ ہم نے کہی	اسوقت	بے جا بات

ہم اس کے سوا کسی کو معبود نہ پکاریں گے (ورنہ) البتہ اس وقت ہم نے بیجا بات کہی۔

⑭ وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ قَوَّیْنَاهَا عَلٰی قَوْلِ الْحَقِّ اِذْ قَامُوْا بَیْنَ یَدَیْ مَلِکِهِمْ وَقَدْ اَمَرَهُمْ بِالسُّجُوْدِ لِلْاَصْنَامِ فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَیْ غَیْرِهٖ اِلٰهًا لَقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ○ اَیْ قَوْلًا ذَا شَطَطٍ اَیْ اِفْرَاطٍ فِی الْکُفْرِ اِنْ دَعَوْنَا اِلٰهًا غَیْرَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَرْضًا

⑭ ے ان کا واقعی حال بیان کرتے ہیں بیشک وہ چند جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے انکی ہدایت زیادہ کی اور ان کے دلوں کو سچی بات کہنے میں قوی کیا جبکہ وہ اپنے زمانہ کے بادشاہ کے روبرو کھڑے ہوئے اور حال یہ کہ ان کے بادشاہ نے انکو بتوں کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کیا تھا وہ بولے اے ہمارے رب جو رب ہے آسمانوں اور زمینوں کا جس کے سوا ہم کسی کو معبود نہیں سمجھتے اگر ہم بالفرض اس کے سوا کسی کو معبود سمجھیں تو ہم نے ان سے بڑھ کر بات کہی اور کفر میں بڑھے

تشریح

⑭ غار والے نوجوانوں نے اللہ پر توکل کیا اصحابِ کہف کی استقامت نے ان کے دلوں کو مضبوط کردیا اور انہوں نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے روم کے ظالم بادشاہ ڈیسس (دقیانوس) کے دربار میں صاف اعلان کردیا کہ ہمارا رب تو وہی ہے جو زمین و آسمان کا خالق اور رب ہے ہم اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا معبود نہیں بنائیں گے۔

یہ بالکل ایسا ہی منظر تھا جیسے نمرود کے دربار میں اعلانِ حق کرتے ہوئے حضرتِ ابراہیم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرا رب وہ ہے جو موت و حیات کا مالک ہے اور جب نمرود نے کہا تھا کہ موت اور زندگی میرے اختیار میں ہے تو حضرت ابراہیم نے فرمایا تھا کہ میرا رب ہر روز سورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ اگر تو اپنے آپ کو رب کی طرح بااختیار سمجھتا ہے تو سورج کو مغرب سے نکال کے دکھا اور نمرود اپنا منہ تکتا لاجواب ہوکر رہ گیا۔

آج دینِ ابراہیمی پر چلنے والے یہ نوجوان سنت ابراہیمی کو زندہ کرتے ہوئے صاف صاف کہہ رہے تھے کہ اگر ہم اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو معبود بنائیں گے تو یہ بالکل بیجا اور خلافِ حق بات ہوگی۔ سچائی یہ ہے کہ رب بھی وہی ہے اور الٰہ بھی وہی ہے۔

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ

هٰٓؤُلَآءِ	قَوْمُنَا	اتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِهٖٓ	اٰلِهَةً	لَوْلَا	يَاْتُوْنَ	عَلَيْهِمْ
یہ ہے	ہماری قوم	انہوں نے بنالئے	اس کے سوا	اور معبود	کیوں نہیں	وہ لاتے	ان پر

یہ ہے ہماری قوم انہوں نے بنالئے اس کے سوا اور معبود وہ ان پر کوئی واضح دلیل

بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۱۵

سُلْطٰنٍ	بَيِّنٍ	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى	اللّٰهِ	كَذِبًا
کوئی دلیل	واضح	پس کون	بڑا ظالم	اس سے جو	افترا کرے	پر	اللہ	جھوٹ

کیوں نہیں لاتے؟ پس کون ہے اس سے بڑا ظالم جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے۔

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ

وَاِذِ	اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ	وَمَا يَعْبُدُوْنَ	اِلَّا اللّٰهَ	فَاْوٗٓا	اِلَى	الْكَهْفِ
اور جب	تم نے ان سے کنارہ کرلیا	اور جو وہ پوجتے ہیں	اللہ کے سوا	تو پناہ لو	طرف میں	غار

اور جب تم نے ان سے اور جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان سے کنارہ کر لیا ہے تو غار میں پناہ لو

يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝۱۶

يَنْشُرْ لَكُمْ	رَبُّكُمْ	مِّنْ	رَّحْمَتِهٖ	وَيُهَيِّئْ	لَكُمْ	مِّنْ	اَمْرِكُمْ	مِّرْفَقًا
وہ پھیلا دیگا تمہیں	تمہارا رب	سے	اپنی رحمت	مہیا کریگا	تمہارے لئے	سے	تمہارا کام	سہولت

تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں تمہارے لئے سہولت مہیا کرے گا۔

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ

وَتَرَى	الشَّمْسَ	اِذَا	طَلَعَتْ	تَّزٰوَرُ	عَنْ	كَهْفِهِمْ	ذَاتَ الْيَمِيْنِ	وَ
اور تم دیکھوگے	سورج (دھوپ)	جب	وہ نکلتی ہے	بچ کر جاتی ہے	سے	ان کا غار	دائیں طرف	اور

اور تم دیکھوگے جب دھوپ نکلتی ہے وہ ان کے غار سے دائیں طرف بچ کر جاتی ہے۔ اور

اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ

اِذَا	غَرَبَتْ	تَّقْرِضُهُمْ	ذَاتَ الشِّمَالِ	وَهُمْ	فِيْ	فَجْوَةٍ	مِّنْهُ	ذٰلِكَ
جب	وہ ڈھل جاتی ہے	ان سے کترا جاتی ہے	بائیں طرف	اور وہ	میں	کھلی جگہ	اس (غار) کی	یہ

جب وہ ڈھلتی ہے تو ان سے بائیں طرف کو کترا جاتی ہے اور وہ غار کی کھلی جگہ میں ہیں۔ یہ

مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلْ

مِنْ	اٰیٰتِ + اللّٰهِ	مَنْ	یَّهْدِ	اللّٰهُ	فَهُوَ الْمُهْتَدِ	وَ مَنْ	یُّضْلِلْ
سے	اللہ کی نشانیاں	جو۔ جسے	ہدایت دے	اللہ	پس وہ ہدایت یافتہ	اور جو جس	وہ گمراہ کرے

اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جسے ہدایت دے اللہ سو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ کرے

ع ۵ ۲ ۱۴

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ ع

فَلَنْ + تَجِدَ	لَهٗ	وَلِیًّا	مُّرْشِدًا	
پس تو ہرگز نہ پائیگا	اسکے لئے	کوئی رفیق	سیدھی راہ دکھانیوالا	

تو اس کے لئے ہرگز کوئی رفیق سیدھی راہ دکھانے والا نہ پائے گا۔

﴿۱۵﴾ هٰٓؤُلَآءِ مُبْتَدَأٌ قَوْمُنَا عَطْفُ
بَیَانٍ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ
اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا هَلَّا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ
عَلٰی عِبَادَتِهِمْ بِسُلْطٰنٍ بَیِّنٍ
بِحُجَّةٍ ظَاهِرَةٍ فَمَنْ اَظْلَمُ اَیْ لَا
اَحَدٌ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ
كَذِبًا ۝ بِنِسْبَةِ الشَّرِیْكِ اِلَیْهِ تَعَالٰی۔

﴿۱۵﴾ یہ ہماری قوم اللہ کے سوا اوروں کو پوجتے ہیں یہ لوگ ان کی پرستش پر کوئی دلیل ظاہر کیوں نہیں لاتے۔

سو اس سے زیادہ کوئی نا انصاف نہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھے اس کا ساجھی دوسروں کو بنا دے۔

﴿۱۶﴾ قَالَ بَعْضُ الْفِتْیَةِ لِبَعْضٍ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ
وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَی الْكَهْفِ
یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ
یُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝ بِكَسْرِ
الْمِیْمِ وَفَتْحِ الْفَاءِ وَبِالْعَكْسِ مَا تَرْتَفِقُوْنَ
بِهٖ مِنْ غَدَاءٍ وَعَشَاءٍ۔

﴿۱۶﴾ بعض جوانوں میں سے بعض سے کہنے لگا یعنی آپسمیں ایک دوسرے سے کہا۔ اور جب تم نے ان کافروں کو اور ان کے معبودوں کو چھوڑا سوا اللہ کے تو اَب تم چھپ جاؤ غار میں تمہارا رب اپنی رحمت تم پر فراخ کر دیگا اور تمہارے لئے سامانِ راحت تیار کر دیگا (مِرفقًا ساتھ کسرہ میم اور فتح فار کے ہے اور برعکس مراد اس سے وہ جو سامان نفع اٹھانے کا یعنی صبح شام کا کھا

﴿۱۷﴾ وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزٰوَرُ
بِالتَّشْدِیْدِ وَالتَّخْفِیْفِ تَمِیْلُ عَنْ
كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ نَاحِیَتِهٖ
وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ
تَتْرُكُهُمْ وَتَتَجَاوَزُ عَنْهُمْ فَلَا تُصِیْبُهُمْ
اَلْبَتَّةَ وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ مُتَّسِعٍ
مِنَ الْكَهْفِ یَنَالُهُمْ بَرْدُ الرِّیْحِ وَ

﴿۱۷﴾ اور جب سورج نکلتا ہے تو اس کو دیکھ کہ وہ ان کے غار سے داہنی طرف کو جھک کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے کتراجاتا ہے بائیں طرف یعنی ان کو چھوڑتا ہے اور متجاوز ہو جاتا ہے جس کے سبب ان پر دھوپ نہیں آتی اور وہ اس فراخ غار میں خوش و خرم ہیں ٹھنڈی خوش گوار ہوا انکو پہنچتی ہے۔

وَتَرَى الشَّمْسَ ... ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝

یہ جو مذکور ہوا اللہ کی قدرت کی نشانیوں سے ہے۔ جس کو اللہ راہ بتلادے وہی راہ پانے والا ہے اور جس کو وہ گمراہ کرے تو اس کے لئے کوئی دوست مددگار، راہنما نہ پاوے گا۔

تشریح

(۱۵) **شرک کی آخر دلیل کیا ہے** یہ نوجوان آپس میں کہنے لگے کہ ہماری قوم رب کائنات کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں کو اپنا معبود بنا بیٹھی ہے۔ توحید الٰہی کی واضح دلیل سامنے ہے کہ جس نے اس کائنات کو اور ساری مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور وہ سب کا پالنہار ہے وہی تنہا بلاشرکت غیر سب کا معبود بھی ہے جو خالق ہے وہی رب ہے، جو رب ہے وہی معبود ہے۔ جب پیدا کرنے میں کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے تو عبادت میں کوئی ساجھی اور شریک کیسے ہوسکتا ہے اگر یہ شرک کرنے والے اپنے دعوی میں سچے ہیں تو یہ واضح دلیل کیوں نہیں لاتے۔ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے تہمت لگائے، بے بنیاد الزام لگائے کہ اس کے ساتھ معبود ہونے میں دوسرے بھی کسی نہ کسی درجہ میں اس کے ساتھ ہیں۔

(۱۶) **شرک داوہام پرستی کے اس ماحول میں ہمارا گزر نہ ہوگا** یہ نوجوان آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ جب ہماری قوم کے عقیدے ہم سے الگ ہیں تو شرک اور وہم پرستی کے اس ماحول میں ہمارا گذر کیسے ہوگا۔ اب تو بادشاہ نے ہمیں کچھ دن کی مہلت دیدی ہے اگر ہم ان کے قابو میں آگئے تو یہ ہمیں اپنے عقیدے منوانے پر مجبور کرینگے یا ہمیں سنگسار کردیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ شہر چھوڑ کر چلیں اور فلاں غار میں جاکر پناہ لیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی راہ ہمارے لئے نکال دیں گے ہمیں اپنی رحمت سے محروم نہ فرمائینگے اور کوئی نہ کوئی ذریعہ ایسا نکلیگا کہ ہم اللہ کے دین پر آزادی کے ساتھ عمل پیرا ہوسکیں گے۔

(۱۷) **وہ غار جس میں جوانوں نے پناہ لی** آپس کے مشورے کے مطابق یہ نوجوان بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لئے پہاڑوں کے درمیان غار میں چھپنے کے لئے چلے۔

کہف اور غار دونوں عربی کے لفظ ہیں۔ عربی میں کہف ایسے غار کو کہتے ہیں جو کشادہ ہو اور غار کا لفظ تنگ کھوہ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے مگر اردو میں یہ فرق ملحوظ نہیں ہوتا۔ یہ نوجوان جس غار میں پناہ لینے کے لئے چلے وہ بھی ایسی جگہ تھی جو کشادہ بھی تھی اور ہوادار بھی اس کا دہانہ شمال کی طرف تھا جس میں بقدر ضرورت سورج کی روشنی بھی پہنچتی تھی لیکن باہر سے گذرنے والے کو اندر کا حصہ نظر نہیں آتا تھا سورج نکلتا تھا تو غار کو چھوڑ کر دائیں جانب چڑھ جاتا تھا اور جب غروب ہوتا تھا تو بچ کر بائیں جانب اتر جاتا تھا۔ لوگوں کی نگاہوں سے، بلکہ وہ غار کے اندر کھلی جگہ میں آرام سے لیٹے رہے۔ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی رہنمائی عطا فرماتا ہے۔

جب دنیا گمراہی میں تھی تو اصحاب کہف کو راہ ہدایت پر قائم رکھا اور ایسے غار کی طرف رہنمائی کی جہاں وہ حفاظت اور آرام سے رہے۔

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُودٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ

وَتَحْسَبُهُمْ	أَيْقَاظًا	وَّهُمْ	رُقُودٌ	وَّنُقَلِّبُهُمْ	ذَاتَ + الْيَمِينِ	وَذَاتَ
اور تو انہیں سمجھے	بیدار	حالانکہ وہ	سوئے ہوئے	اور ہم بدلواتے ہیں انہیں	دائیں طرف	اور بائیں

اور تو انہیں بیدار سمجھے حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور ہم انہیں دائیں طرف اور بائیں طرف (کروٹ)

الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ

الشِّمَالِ	وَكَلْبُهُمْ	بَاسِطٌ	ذِرَاعَيْهِ	بِالْوَصِيدِ	لَوِ اطَّلَعْتَ	عَلَيْهِمْ
طرف	اور ان کا کتا	پھیلائے ہوئے	دونوں ہاتھ	دہلیز پر	اگر تو جھانکتا	ان پر

بدلواتے ہیں اور ان کا کتا دونوں ہاتھ (پنجے) پھیلائے ہوئے ہے دہلیز پر، اگر تو جھانکتا تو اُن سے

لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَكَذَٰلِكَ

لَوَلَّيْتَ	مِنْهُمْ	فِرَارًا	وَّلَمُلِئْتَ	مِنْهُمْ	رُعْبًا	وَكَذَٰلِكَ
تو پیٹھ پھیرتا	ان سے	بھاگتا ہوا	اور تو بھر جاتا	ان سے	دہشت میں	اور اسی طرح

پیٹھ پھیر کر بھاگتا اور ان سے دہشت میں بھر جاتا اور ہم نے اسی طرح

بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ

بَعَثْنَاهُمْ	لِيَتَسَاءَلُوا	بَيْنَهُمْ	قَالَ	قَائِلٌ	مِّنْهُمْ	كَمْ +
ہم نے انہیں اٹھایا	تاکہ وہ ایک دوسرے سے سوال کریں	آپس میں	کہا	ایک کہنے والا	ان میں سے	تم کتنی

انہیں اٹھایا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں۔ انہیں سے ایک کہنے والے نے کہا تم (یہاں) کتنی دیر

لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا

لَبِثْتُمْ	قَالُوا	لَبِثْنَا	يَوْمًا	أَوْ	بَعْضَ + يَوْمٍ	قَالُوا	رَبُّكُمْ	أَعْلَمُ	بِمَا
دیر رہے	انہوں نے کہا	ہم رہے	ایک دن	یا	ایک دن کا کچھ حصہ	انہوں نے کہا	تمہارا رب	خوب جانتا ہے	جتنی

رہے؟ انہوں نے کہا ہم رہے ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ۔ انہوں نے کہا تمہارا رب خوب جانتا ہے تم

لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا

لَبِثْتُمْ	فَابْعَثُوا	أَحَدَكُمْ	بِوَرِقِكُمْ	هَٰذِهِ	إِلَى	الْمَدِينَةِ	فَلْيَنظُرْ	أَيُّهَا
مدت تم رہے	پس بھیجو	اپنے میں سے ایک	اپنا روپیہ دیکر	یہ	طرف	شہر	پس وہ دیکھے	کونسا

کتنی مدت رہے ہو۔ پس اپنے میں سے ایک کو اپنا یہ روپیہ دیکر بھیجو شہر کی طرف پس وہ دیکھے کون سا

أَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ

أَزْكٰى	طَعَامًا	فَلْيَأْتِكُمْ	بِرِزْقٍ	مِّنْهُ	وَلْيَتَلَطَّفْ
پاکیزہ تر	کھانا	تو وہ تمہارے لئے لے آئے	کھانا	اس سے	اور نرمی کرے

کھانا پاکیزہ تر ہے، تو وہ اس سے تمہارے لئے لے آئے اور نرمی کرے

وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ⑲

وَلَا يُشْعِرَنَّ	بِكُمْ	أَحَدًا
اور وہ خبر نہ دے بیٹھے	تمہاری	کسی کو

اور کسی کو تمہاری خبر نہ دے بیٹھے

⑱ وَتَحْسَبُهُمْ لَوْ رَأَيْتَهُمْ أَيْقَاظًا
أَيْ مُنْتَبِهِيْنَ لِأَنَّ أَعْيُنَهُمْ مُفَتَّحَةٌ
جَمْعُ يَقِظٍ بِكَسْرِ الْقَافِ وَّهُمْ
رُقُوْدٌ نِيَامٌ جَمْعُ رَاقِدٍ وَّنُقَلِّبُهُمْ
ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ لِئَلَّا
تَأْكُلَ الْأَرْضُ لُحُوْمَهُمْ وَكَلْبُهُمْ
بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ يَدَيْهِ بِالْوَصِيْدِ
بِفِنَاءِ الْكَهْفِ وَكَانُوْا إِذَا انْقَلَبُوْا انْقَلَبَ
وَهُوَ مِثْلُهُمْ فِي النَّوْمِ وَالْيَقْظَةِ
لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ
فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ
مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ بِسُكُوْنِ الْعَيْنِ وَضَمِّهَا
مَنَعَهُمُ اللّٰهُ بِالرُّعْبِ مِنْ دُخُوْلِ أَحَدٍ
⑲ عَلَيْهِمْ وَكَذٰلِكَ كَمَا فَعَلْنَا بِهِمْ مَا ذَكَرْنَا
بَعَثْنَاهُمْ أَيْقَظْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوْا بَيْنَهُمْ
عَنْ حَالِهِمْ وَمُدَّةِ لُبْثِهِمْ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ
كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ
لِأَنَّهُمْ دَخَلُوا الْكَهْفَ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ
بُعِثُوْا عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَظَنُّوْا أَنَّهُ غُرُوْبُ يَوْمِ
الدُّخُوْلِ ثُمَّ قَالُوْا مُتَوَقِّفِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ رَبُّكُمْ

⑱ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ
الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ الخ اور اگر تو ان کو دیکھے تو بیدار
سمجھے کیونکہ انکی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں (ایقاظًا جمع یقظ کی ہے
بکسر قاف) حالانکہ وہ سونے والے ہیں۔ اور ہم ان کو دائیں
طرف اور بائیں طرف کروٹ دیتے رہتے ہیں تاکہ زمین انکے
گوشت کو نہ کھالے اور ان کا کتا اپنے دونوں ہاتھ غار
کے صحن یا دروازہ پر پھیلائے ہوئے ہے اور جس وقت
وہ کروٹ لیتے ہیں کتا بھی ان کے ساتھ کروٹ لیتا ہے
سو وہ انکی مانند سونے اور جاگنے میں ہے۔ اگر تو ان
پر جھانکے تو پشت پھیر کر بھاگے اور تیرے دل میں خوف
اور رعب ان کا بھر جاوے وہاں ٹھیر نہ سکے۔ اللہ نے
رعب کے سبب انکو لوگوں کے جانے سے بچایا کوئی وہاں
جا نہیں سکتا۔
⑲ اور جیسا ہم نے یہ کیا جو ذکر کیا گیا اسی طرح ہم نے انکو جگایا
تاکہ وہ آپسمیں ایک دوسرے کا حال پوچھیں اور غار میں ٹھہرنے
کی مدت دریافت کریں انمیں ایک کہنے والے نے کہا تم
اس غار میں کسقدر مدت ٹھہرے ہو انہوں نے جواب دیا کہ
ہم ایکدن یا ایک دن سے بھی کم ٹھیرے ہیں کیونکہ وہ سورج نکلنے
کے وقت غار میں داخل ہوئے تھے اور جس وقت بیدار ہوئے
غروب کا وقت تھا اسلئے گمان کیا کہ یہ وہی دن ہے جسمیں ہم داخل

فیصل

اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۖ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝

ہوئے تھے پھر آپس میں کچھ تامل اور توقف کر کے کہا، تمہارا رب زیادہ جانتا ہے کہ تم کس قدر ٹھہرے۔ سو اب تم میں سے ایک کو یہ سکہ چاندی دیکر جو تمہارے پاس ہے شہر میں۔ کہتے ہیں کہ وہ شہر وہ ہے جسکو اب طرطوس کہتے ہیں ساتھ فتح را کے، سو چاہیے کہ وہاں جا کر دیکھے کہ کس کے پاس حلال اور پاک کھانا ہے پس جو کوئی کھانا لینے جاوے اس میں سے لاوے "ولیتلطف" الخ اور چاہیئے کہ اپنے حال کو خوب چھپاوے اور تمہارے حال کی کسی کو خبر نہ ہو۔

تشریح

(۱۸) غار کا منظر | غار کے اندر یہ نوجوان سو رہے تھے لیکن کوئی اگر ان کو دیکھتا تو وہ سوتے ہوئے معلوم نہ ہوتے تھے آنکھیں کھلی ہوئی تھیں کروٹ بدلتے رہتے تھے، غار کے دہانے پر کتا ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا، مجموعی طور پر ایک ایسا منظر تھا جس سے ہیبت وجلال اور دہشت معلوم ہوتی تھی جس سے کوئی اندر جا نہیں سکتا تھا اور ان کے آرام میں کوئی خلل نہیں آسکتا تھا۔

سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کے بارے میں ارشاد نبوی ہے کہ۔

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،۔ جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

دجال کا فتنہ بھی اسی قسم کا ہوگا جیسا ان نوجوانوں کو پیش آیا۔ اس لئے جس کے سامنے اصحاب کہف کی تمثال ہوگی اور وہ ان آیتوں کو یاد کر کے دل و دماغ میں بٹھالے گا وہ دجال کے فتنے سے متاثر نہیں ہوگا۔

(۱۹) اصحاب کہف جب نیند سے بیدار ہوئے | اصحاب کہف کا اتنی طویل مدت تک سوتے رہنا جس طرح قدرت کا کرشمہ تھا اسی طرح اتنی طویل مدت کے بعد ان کا جاگنا بھی قدرت کا عجیب و غریب کرشمہ تھا، وہ جاگے تو آپس میں کہنے لگے ہم کتنی دیر سوتے رہے، دوسرے نے کہا شاید دن بھر سوئے ہونگے یا اس سے بھی کچھ کم، دوسرے صاحب نے کہا کہ چھوڑو اس بات کو اس بحث سے کیا فائدہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم کتنی دیر نیند کی حالت میں رہے، اب تو بھوک لگی ہے، ایسا کرو کسی کو چاندی کا یہ سکہ دیکر شہر بھیجتے ہیں اور وہ یہ دیکھے سب سے اچھا حلال و پاکیزہ کھانا کہاں ملتا ہے وہاں سے وہ کھانا لیکر آئے اور دیکھو جانے والا بڑی ہوشیاری سے اپنا کام کرے ایسا نہ ہو کسی کو ہمارے یہاں ہونے کی سن گن مل جائے۔

اتنی لمبی مدت سو کر جاگنے کے بعد ان کو وقت گذرنے کا احساس نہیں ہوا، یہ دنیا کی زندگی جو بظاہر بڑی طویل معلوم ہوتی ہے اور پھر برزخ کا قیام جو قیامت کے آنے تک بڑی طویل مدت ہوگی دوبارہ زندہ ہونے پر اس طویل مدت کا اسی طرح احساس نہ ہوگا جسطرح اصحاب کہف کو اتنی لمبی مدت تک سونے کا احساس نہیں ہوا۔ سورۃ المومنون میں ہے،

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ۔ (آیت ۱۱۲، ۱۱۳ پارہ ۱۸)

"اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا بتاؤ زمین میں تم کتنے سال رہے، وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ ہم وہاں ٹھہرے ہیں شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجئے۔"

إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي

انہم	ان + یظہروا	علیکم	یرجموکم	او	یعیدوکم	فی
بیشک وہ	اگر خبر پالیں گے	تمہاری	تمہیں سنگسار کردینگے	یا	تمہیں لوٹا لیں گے	میں

بیشک اگر وہ تمہاری خبر پالیں گے تو تمہیں سنگسار کردیں گے یا تمہیں لوٹا لیں گے اپنی

مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوٓا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوٓا

ملتہم	ولن + تفلحوا	اذا	ابدا	وکذلک	اعثرنا	علیہم	لیعلموا
اپنی ملت	اور تم ہرگز فلاح نہ پاؤ گے	اس صورت میں	کبھی	اور اسی طرح	ہم نے خبردار کردیا	ان پر	تاکہ وہ جان لیں

ملت میں، اور اس صورت میں تم ہرگز کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔ اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر خبردار کیا تاکہ وہ جان لیں

أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ

ان	وعد + اللہ	حق	وان	الساعۃ	لاریب	فیہا	اذ	یتنازعون
کہ	اللہ کا وعدہ	سچا	اور یہ کہ	قیامت	کوئی شک نہیں	اس میں	جب	وہ جھگڑتے تھے

کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں (یاد کرو) جب وہ ان کے معاملے میں آپس میں

بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ

بینہم	امرہم	فقالوا	ابنوا	علیہم	بنیانا	ربہم	اعلم بہم	قال	الذین
آپس میں	ان کا معاملہ	تو انہوں نے کہا	بناؤ	ان پر	ایک عمارت	ان کا رب	خوب جانتا انہیں	کہا	وہ لوگ

جھگڑتے تھے تو انہوں نے کہا ان پر ایک عمارت بناؤ، ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے۔ جو لوگ اپنے

غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ﴿٢١﴾

غلبوا	علی	امرہم	لنتخذن	علیہم	مسجدا
جو غالب تھے	پر	اپنے کام	ہم ضرور بنائینگے	ان پر	ایک مسجد

کام پر غالب تھے انہوں نے کہا ہم ضرور بنائیں گے ایک مسجد (عبادت گاہ)

(۲۰) إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا وَ اِيَطَّلِعُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ
يَقْتُلُوكُمْ بِالرَّجْمِ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ
تُفْلِحُوٓا إِذًا أَيْ إِنْ عُدْتُمْ فِي مِلَّتِهِمْ أَبَدًا ﴿٢٠﴾

(۲۱) وَكَذٰلِكَ كَمَا بَعَثْنَاهُمْ أَعْثَرْنَا اَطْلَعْنَا عَلَيْهِمْ
قَوْمَهُمْ وَالْمُؤْمِنِينَ لِيَعْلَمُوٓا أَيْ قَوْمُهُمْ أَنَّ
وَعْدَ اللَّهِ بِالْبَعْثِ حَقٌّ بِطَرِيقِ أَنَّ الْقَادِرَ
عَلٰى إِنَامَتِهِمُ الْمُدَّةَ الطَّوِيْلَةَ وَإِبْقَائِهِمْ عَلٰى حَالِهِمْ

(۲۰) کیونکہ وہ کافرین اگر تمہارے حال پر مطلع ہوجاوینگے تو تم کو سنگسار کردیں
گے یا تم کو اپنے مذہب میں لوٹا لیں گے اور اگر تم نے ان کا مذہب
اختیار کیا تو کبھی نجات نہ پاؤ گے۔

(۲۱) اور ہم نے انکو جس طرح جگایا اسی طرح انکے حال کی انکی قوم کو اور
ایمان والوں کو خبر کردی تاکہ انکی قوم جانے کہ بیشک اللہ کا وعدہ
قیامت کا سچا ہے کیونکہ جو قادر ہے مدت دراز تک انکو قائم
رکھنے اور بلا غذا باقی رکھنے پر وہ بے شبہ قادر ہے مُردوں کو

بِلَاغِذَاءٍ قَادِرٌ عَلٰی اَحْيَاءِ الْمَوْتٰی وَاَنَّ السَّاعَةَ لَارَيْبَ شَكَّ فِيْهَا اِذْ مَعْمُوْلٌ لِاَعْثَرْنَا يَتَنَازَعُوْنَ اَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْكُفَّارُ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ اَمْرَ الْفِتْيَةِ فِي الْبِنَاءِ حَوْلَهُمْ فَقَالُوْا اَيِ الْكُفَّارُ ابْنُوْا عَلَيْهِمْ اَيْ حَوْلَهُمْ بُنْيَانًا يَسْتُرُهُمْ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ اَمْرِ الْفِتْيَةِ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ حَوْلَهُمْ مَّسْجِدًا ۝ يُصَلّٰى فِيْهِ وَفُعِلَ ذٰلِكَ عَلٰى بَابِ الْكَهْفِ۔

زندہ کرنے پر۔ اور یہ بات بھی جان لیں کہ قیامت ضرور آنیوالی ہے اسمیں کچھ تردد نہیں۔ جس وقت اصحاب کہف کا حال لوگوں پر ظاہر ہوگیا تو مسلمان اور کافر آپس میں انکے بارے میں جھگڑتے تھے کہ ان کے گرد مکان بنایا جائے۔ کافروں نے کہا کہ انکے گرد مکان بنا دو جو اُن کو چھپا لے۔ ان کا رب زیادہ جانتا ہے ان کے حال کو۔ ان لوگوں نے کہا جو اصحاب کہف کے بارہ میں غالب ہوئے مراد ان سے مسلمان ہیں کہ بیشک ہم ان کے پاس مسجد بنا دیں گے کہ اس میں نماز ہوا کرے چنانچہ دروازہ غار پر مسجد بنائی گئی۔

تشریح

(۲۰) کسی کو ہماری سُن گُن نہ لگنے | بازار جانے والا اس طرح چھپ کر جائے کہ کسی کو ہمارا پتہ لگنے نہ پائے اگر کہیں کسی کو ہماری سُن گُن بھی لگ گئی تو ہم پکڑے جائیں گے پھر یا تو وہ ہمیں سنگسار کر دیں گے یا زبردستی اپنے میں شامل کرنے کی کوشش کرینگے ایسا ہوا تو جو اعلیٰ کامیابی اور فلاح ہم چاہتے ہیں وہ کبھی حاصل نہ ہو سکے گی اسی لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

(۲۱) اصحاب کہف کے واقعے سے آخرت کی صداقت سامنے آگئی | مشورہ کے مطابق ان نوجوانوں میں سے ایک کچھ سکے لیکر احتیاط کے ساتھ شہر میں داخل ہوا، شہر کی ہر چیز اس کو اوپری اوپری سی لگی۔ زبان، تہذیب، لباس اور تمدن میں بڑا فرق ہو چکا تھا دو سو برس پہلے کا یہ آدمی اپنے انداز و لباس سے تماشہ سا بن گیا اور جب اس نے قیصر ڈیسیس کے زمانے کا سکہ کھانا لینے کے لئے دوکاندار کو دیا تو وہ یہ سکہ دیکھ کر حیران ہوگیا اور اسے شبہ ہوا کہ اس کے کوئی دفینہ ہاتھ لگ گیا ہے۔ آس پاس سے لوگ جمع ہو گئے معاملہ حکام تک پہنچ گیا۔ پتہ لگا کہ یہ تو ان پیروانِ مسیح میں سے ہے جو دو سو برس پہلے اپنا ایمان بچانے کے لئے شہر سے نکل گئے تھے۔ آناً فاناً یہ خبر پوری آبادی میں پھیل گئی اور حکام کے ساتھ لوگوں کا ایک بڑا ہجوم ساتھ چلتے ہوئے غار تک پہنچ گیا۔

یہ ٹھیک وہ وقت تھا جب قیامت اور آخرت کے تعلق سے آپس میں زور کی بحثیں چھڑی ہوئی تھیں۔ اگرچہ روم کی سلطنت مسیحیت قبول کر چکی تھی اور اس کے اثر سے بہت سے لوگ عیسائی ہوگئے تھے مگر پھر بھی یونانی فلسفے کے اثرات موجود تھے اور بنیادی عقیدوں میں سے آخرت کے عقیدے پر بحث و مباحثے ہوتے رہتے تھے۔ عین اس وقت میں اصحاب کہف کا یہ واقعہ سامنے آیا اور اس واقعہ نے ثابت کر دیا کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ناممکن نہیں ہے، اس واقعہ نے حقیقت سے پردہ اٹھا دیا اور لوگوں نے جان لیا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت بے شک آکر رہے گی۔

یہ تھے اصحاب کہف جو دو سو سال کے بعد بیدار ہوئے۔ اس وقت جبکہ سوچنے کی بات یہ تھی کہ انسان موت کے بعد دوبارہ زندہ ہوگا اور اس کو اپنے اعمال کا اپنے رب کے سامنے حساب کتاب دینا ہوگا۔ اس وقت یہ لوگ آپس میں اس بات پر جھگڑ رہے تھے کہ ان نوجوانوں کے ساتھ کیا کیا جائے۔

کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ ان کے غار کے پاس کوئی مکان بطور یادگار تعمیر کر دیا جائے۔ ان کا حال انکا رب ہی بہتر جانتا ہے کچھ با رسوخ لوگوں کی رائے یہ تھی کہ غار کے پاس عبادتگاہ بنا دی جائے ——— اس واقعہ کا بنیادی نکتہ فکر بعث بعد الموت، موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنا ہے جسکو اس واقعہ نے پوری طرح نکھار کر مشاہدہ کے طور پر پیش کر دیا ہے۔ باقی باتیں سب اٹکل پچو ہیں۔

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ

سَيَقُوْلُوْنَ	ثَلٰثَةٌ	رَّابِعُهُمْ	كَلْبُهُمْ	وَ	يَقُوْلُوْنَ	خَمْسَةٌ
اب وہ کہیں گے	تین	ان کا چوتھا	ان کا کتا	اور	وہ کہیں گے	پانچ

اب (کچھ) کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے ۔ اور (کچھ) کہیں گے وہ پانچ ہیں

سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ

سَادِسُهُمْ	كَلْبُهُمْ	رَجْمًۢا	بِالْغَيْبِ	وَيَقُوْلُوْنَ	سَبْعَةٌ
ان کا چھٹا	انکا کتا	بات پھینکنا	بن دیکھے	اور کہیں گے	سات

اور ان کا چھٹا ہے ان کا کتا ۔ بن دیکھے بات پھینکتے ہیں (اٹکل کے تکے چلا رہے ہیں) کچھ کہیں گے وہ سات ہیں

وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ

وَّثَامِنُهُمْ	كَلْبُهُمْ	قُلْ	رَّبِّيْٓ	اَعْلَمُ	بِعِدَّتِهِمْ	مَّا يَعْلَمُهُمْ
اور ان کا آٹھواں	ان کا کتا	کہدیں	میرا رب	خوب جانتا ہے	انکی گنتی (تعداد)	انہیں نہیں جانتے ہیں

اور آٹھواں ان کا کتا ہے ۔ آپ کہہ دیں میرا رب خوب جانتا ہے ان کی تعداد ، انہیں صرف تھوڑے

اِلَّا قَلِيْلٌ ۫ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّلَا

اِلَّا	قَلِيْلٌ	فَلَا تُمَارِ	فِيْهِمْ	اِلَّا	مِرَآءً	ظَاهِرًا	وَّلَا
مگر	تھوڑے	پس نہ جھگڑو	ان میں	سوائے	بحث	ظاہری (سرسری)	اور نہ

جانتے ہیں ۔ پس سرسری بحث کے سوا ان کے (بارے میں) نہ جھگڑو اور نہ

ع ۵ ۱۵ تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ

تَسْتَفْتِ	فِيْهِمْ	مِّنْهُمْ	اَحَدًا	وَ لَا تَقُوْلَنَّ	لِشَايْءٍ
پوچھ	انکے (بارہ) میں	ان میں سے	کسی	اور ہرگز نہ کہنا	کسی کام کو

پوچھو ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے اور ہرگز کسی کام کو نہ کہنا

اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾

اِنِّيْ	فَاعِلٌ	ذٰلِكَ	غَدًا
کہ میں	کرنیوالا ہوں	یہ	کل

کہ میں کل کرنے والا ہوں (کل کردوں گا)

(۲۲) سَيَقُوْلُوْنَ أَيِ الْمُتَنَازِعُوْنَ فِيْ عَدَدِ الْفِتْيَةِ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ هُمْ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ أَيْ بَعْضُهُمْ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ وَالْقَوْلَانِ لِنَصَارٰى نَجْرَانَ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ أَيْ ظَنًّا فِي الْغَيْبَةِ عَنْهُمْ وَهُوَ رَاجِعٌ إِلَى الْقَوْلَيْنِ مَعًا وَنَصْبُهُ عَلَى الْمَفْعُوْلِ لَهُ أَيْ لِظَنِّهِمْ ذٰلِكَ وَيَقُوْلُوْنَ أَيِ الْمُؤْمِنُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ الْجُمْلَةُ مِنْ مُبْتَدَإٍ وَخَبَرٍ صِفَةُ سَبْعَةٍ بِزِيَادَةِ الْوَاوِ وَقِيْلَ تَاكِيْدٌ أَوْ دَلَالَةٌ عَلٰى لُصُوْقِ الصِّفَةِ بِالْمَوْصُوْفِ وَوَصْفُ الْأَوَّلَيْنِ بِالرَّجْمِ دُوْنَ الثَّالِثِ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ مَرْضِيٌّ وَصَحِيْحٌ قُلْ رَّبِّيْ أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيْلٌ ۵ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَا مِنَ الْقَلِيْلِ وَذَكَرَهُمْ سَبْعَةً

(۲۲) عنقریب کہیں گے وہ لوگ جو اصحاب کہف کی گنتی میں زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جھگڑتے تھے یعنی بعض لوگ انہیں سے کہیں گے کہ وہ تین ہیں اور چوتھا انہیں کا انکا کتا ہے اور بعض کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں چھٹا انہیں کا ان کا کتا، یہ دونوں قول نجران کے نصرانیوں کے ہیں

رَجْمًا بِالْغَیْبِ۔ یعنی یہ بات ان دونوں گروہ کے غیب کا گمان اور اٹکل کی بات ہے۔ رجما کو نصب ہے بوجہ مفعول لہ ہونے کے۔

اور ایمان والے کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں انکا کتا۔ جملہ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ صفت سبعہ کی ہے ساتھ زیادتی واؤ کے۔

اور بعض نے کہا تاکید ہے یا اسلئے کہ دلالت کرے صفت کے اتصال پر ساتھ موصوف کے۔ اور اول دونوں باتوں کو رجما بالغیب یعنی اٹکل کی بات فرمانا اور تیسری بات کو نہ فرمانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ تیسرا قول یعنی اصحاب کہف کا سات ہونا اور آٹھواں ان کا کتا صحیح ہے اور پسندیدۂ حق تعالیٰ ہے۔ اے محمدؐ کہدو میرا رب زیادہ جانتا ہے انکے شمار کو، نہیں جانتے انکی گنتی کو مگر تھوڑے آدمی۔
ابن عباس نے فرمایا کہ میں ان تھوڑوں میں سے ہوں جو جانتے ہیں اور کہا وہ سات ہیں۔

فَلَا تُمَارِ تُجَادِلْ فِيْهِمْ إِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْكَ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ تَطْلُبِ الْفُتْيَا مِنْهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْيَهُوْدِ أَحَدًا ۝

سو نہ جھگڑ تو انکے بارہ میں مگر جو کچھ انکے بارے میں تجھ پر ظاہر اتارا گیا ہے یعنی اسی قدر بیان کردے۔ اور نہ پوچھ ان کا حال اہل کتاب یعنی یہود میں سے کسی سے۔

(۲۳) وَسَاَلَہٗ اَھْلُ مَکَّۃَ عَنْ خَبَرِ اَھْلِ الْکَہْفِ فَقَالَ اُخْبِرُکُمْ بِہٖ غَدًا وَلَمْ یَقُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَنَزَلَ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اَیْ لِاَجْلِ شَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ○ اَیْ فِیْمَا یُسْتَقْبَلُ مِنَ الزَّمَانِ

(۲۳) وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل مکہ نے اصحاب کہف کا حال پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ کل کو میں تجھ سے ان کا حال بیان کروں گا اور آپ نے ان شاء اللہ نہ کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور نہ کہو تو کسی چیز کی نسبت یہ کہ بیشک میں اسکو کل آئندہ میں کروں گا (مراد مطلق زمانہ آئندہ ہے)

تشریح

(۲۲) اصحاب کہف کی گنتی کتنی تھی | اس واقعہ کو سن کر لوگ اندازے لگائیں گے، کچھ لوگ کہیں گے کہ اصحاب کہف تین تھے چوتھا ان کا کتا تھا، کچھ دوسرے لوگ کہیں گے کہ نہیں پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا۔ یہ سب اٹکل پچو کے تیر ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سات تھے آٹھواں ان کا کتا تھا۔ اس واقعے کے تعلق سے مختلف کہانیاں لوگوں میں پھیلی ہوئی تھیں البتہ تیسرے قول کی کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا اللہ تعالیٰ نے تردید نہیں فرمائی ہے۔ اور پھر ثَامِنُھُمْ کَلْبُھُمْ سے پہلے عطف کا واؤ بھی لائے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہی تعداد صحیح ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت بھی یہی ہے۔ عدد کے متعلق معلوم ہونے سے کیونکہ کوئی مقصد متعلق نہیں ہے۔ اس لئے اس کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں ہے البتہ جو چیز اس واقعے کے ذریعہ بتائی ہے اصل چیز وہ سبق ہے جو اس واقعے سے ملتا ہے اس واقعے سے سبق ملتا ہے کہ

① سچے مومن کو حق پر ڈٹے رہنا چاہیئے اور باطل کے آگے جھکنا نہیں چاہیئے۔

② مومن کا بھروسہ اسباب پر نہیں مسبب الاسباب پر ہونا چاہیئے اسلئے کہ اسباب کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔

③ اس واقعے سے ایک بہت اہم چیز سامنے آتی ہے کہ عادتِ جاریہ قانونِ فطرت نہیں ہے مثلاً ماں اور باپ دونوں سے مل کر بچہ پیدا ہوتا ہے یہ عادت جاریہ عام عادت ہے کوئی فطرت کا قانون نہیں ہے کہ اس کے خلاف دنیا میں کچھ نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ اس قانون کے پابند نہیں ہیں۔ جب اور جہاں چاہیں اس عادت کو بدل کر کوئی کام کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس عادت کو بدل کر بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کر دیا۔ ماں اور باپ دونوں کے بغیر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ وہ جب چاہے کسی کو چند گھنٹے سلا دے اور جب چاہے دو سو برس تک سلا دے اور سُلا کر اٹھا کر بٹھا دے اور اس کی عمر شکل و صورت پر صدیوں کے گزرنے کا کوئی اثر نہ ہو۔

④ اس واقعے سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ تمام اگلے پچھلے انسانوں کو بیک وقت زندہ کر کے اٹھا دینا اللہ کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں ہے۔

ان بنیادی چیزوں سے صرف نظر کر کے اس کھوج میں لگ جانا کہ اصحاب کہف کتنے تھے انکے کیا نام تھے انکے کتے کا رنگ کیسا تھا اس طرح کی باتیں ان لوگوں کا کام ہے جن کی نگاہ مغز کی بجائے چھلکوں پر رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود انکی صحیح تعداد بیان نہیں فرمائی تاکہ فضول باتوں کا شوق رکھنے والوں کی حوصلہ افزائی نہ ہو۔

(۲۳) بندہ اپنے افعال میں خود مختار نہیں ہے | بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت و حکمت کے تحت ایک محدود دائرے میں انسان کو آزمائش کے لئے کچھ اختیار دئے ہیں مگر اس کو ایسا مختار کل نہیں بنایا کہ وہ جو چاہے کر سکے اسلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ کسی بھی کام کے بارے یہ دعویٰ نہ کرے کہ میں فلاں کام کل کر دونگا۔ کیا پتہ تم وہ کام کر سکو گے یا نہیں کیونکہ آنے والے کل کا تمہیں کچھ علم نہیں۔

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ

اِلَّآ	اَنْ	يَّشَآءَ	اللّٰهُ	وَاذْكُرْ	رَّبَّكَ	اِذَا	نَسِيْتَ	وَقُلْ
مگر	یہ کہ	چاہے	اللہ	اور یاد کر	اپنا رب	جب	تو بھول جائے	اور کہہ

مگر "یہ کہ اللہ چاہے" (انشاء اللہ) اور جب تو بھول جائے تو اپنے رب کو یاد کر اور کہو

عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾

عَسٰٓى	اَنْ	يَّهْدِيَنِ	رَبِّيْ	لِاَقْرَبَ	مِنْ + هٰذَا	رَشَدًا
امید ہے	کہ	مجھے ہدایت دے	میرا رب	زیادہ قریب کی	اس سے	بھلائی

امید ہے کہ میرا رب مجھے ہدایت دے اس سے زیادہ قریب کی بھلائی کی

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ

وَلَبِثُوْا	فِيْ	كَهْفِهِمْ	ثَلٰثَ	مِائَةٍ	سِنِيْنَ
اور وہ رہے	میں	اپنا غار	تین	سو	سال

اور وہ اس غار میں تین سو (۳۰۰) سال رہے

وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾

وَ	ازْدَادُوْا	تِسْعًا	
اور	ان کے اوپر	نو ۹	

اور ان کے اوپر نو (۳۰۹ سال)۔

﴿۲۴﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اَىْ اِلَّا
مُتَلَبِّسًا بِمَشِيَّةِ اللّٰهِ بِاَنْ
تَقُوْلَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اَىْ مَشِيَّتَهٗ
مُعَلِّقًا بِهَا اِذَا نَسِيْتَ
التَّعْلِيْقَ بِهَا وَيَكُوْنُ
ذِكْرُهَا بَعْدَ النِّسْيَانِ
كَذِكْرِهَا مَعَ الْقَوْلِ
قَالَ الْحَسَنُ وَغَيْرُهٗ مَادَامَ
فِى الْمَجْلِسِ وَقُلْ عَسٰٓى

﴿۲۴﴾ مگر اللہ کی مشیت پر حوالہ کرکے یعنی یہ کہہ کہ انشاء اللہ یہ کام کروں گا۔

اور اللہ کو یاد کر یعنی اسکی مشیت پر معلق کر، نہ بھول جاؤ تو اس کی مشیت پر معلق کرنے کو۔ اور انشاء اللہ کہنا بھولنے کے بعد ایسا ہے جیسے متصل کلام کے کہے حسن بصری وغیرہ نے فرمایا کہ جب تک اسی مجلس میں ہو۔

وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِىْ رَبِّىْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا

أَنْ يَّهْدِيَنِيْ رَبِّيْ لِأَقْرَبَ مِنْ هٰذَا مِنْ
خَبَرِ أَهْلِ الْكَهْفِ فِي الدَّلَالَةِ عَلٰى نُبُوَّتِيْ
رَشَدًا ۝ هِدَايَةً وَقَدْ فَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى
(۲۵) ذٰلِكَ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ
بِالتَّنْوِيْنِ سِنِيْنَ عَطْفُ بَيَانٍ لِثَلَاثِ
مِائَةٍ وَهٰذِهِ السِّنُوْنَ الثَّلَاثُمِائَةٍ
عِنْدَ أَهْلِ الْكِتَابِ شَمْسِيَّةٌ وَتَزِيْدُ الْقَمَرِيَّةُ
عَلَيْهَا عِنْدَ الْعَرَبِ تِسْعَ سِنِيْنَ
وَقَدْ ذُكِرَتْ فِيْ قَوْلِهِ وَازْدَادُوْا
تِسْعًا ۝ أَيْ تِسْعَ سِنِيْنَ فَالثَّلَاثُ
مِائَةٍ الشَّمْسِيَّةُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَتِسْعٌ
قَمَرِيَّةٌ

اور مجھے [illegible] قریب تر مجھو
راہ ہدایت دکھا دے یعنی اصحاب کہف کے قصے سے زیادہ دلالت
کرنے والا میری نبوت پر مجھو [illegible] بیشک یہ قصہ بھی ہدایت پایا ہو۔
(۲۵) اور اصحاب کہف اپنے غار میں تین سو برس شمسی رہے ان سے
شمسی سال ہیں جو اہل کتاب کا حساب ہے اور قمری حساب سے
جو اہل عرب کے نزدیک معتبر ہے نو برس زیادہ ہوتے ہیں۔

تشریح

(۲۴) ہر کام میں انشاء اللہ کہا کرو | انشاء اللہ کا مطلب ہے اگر اللہ نے چاہا اس جملہ کا تعلق دراصل اس عقیدے اور فکر سے ہے کہ ہمارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب اللہ چاہیں گے تبھی یہ کام ہوگا اور نہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ہم جس کام کے کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں اس میں کوئی خیر ہے یا نہیں اسلئے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ کہا کرو کہ امید ہے میرا پروردگار صحیح طرز عمل کی طرف میری رہنمائی فرمائیگا اور انشاء اللہ کہہ کر اس کام کے ہونے یا نہ ہونے کو اللہ کی طرف منسوب کیا کرو۔

موضح القرآن میں ہے کہ جب یہود کے سکھانے پر مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اس خیال سے کہ جبرئیل آئیں گے تو دریافت کر کے جواب دوں گا وعدہ کر لیا کہ کل بتادونگا جبرئیل پندرہ دن تک نہ آئے۔ آخر پندرہ دن کے بعد حضرت جبرئیل تشریف لائے اصحاب کہف کا واقعہ بھی بتایا اور یہ بھی نصیحت کی کہ آئندہ جب کوئی وعدہ کریں یا کسی کام کا ارادہ کریں تو ان شاء اللہ کہہ لیا کریں۔ اگر ایک وقت بھول جائیں تو پھر یاد کرلیں۔ امید رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے رتبے کو بلند فرمائیں گے اور آپ کو کامیاب کریں گے۔

(۲۵) اصحاب کہف کی نیند کی ٹھیک ٹھیک مدت کا معلوم ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا | اصحاب کہف کے واقعے میں بنیادی بات جو بتانی ہے وہ یہ ہے کہ اصحاب کہف غیر معمولی طور پر ایک لمبی مدت تک سوتے رہے جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تم اسی طرح موت کے بعد دوبارہ انسان کو زندہ کریں گے جس طرح اصحاب کہف پر لمبی مدت تک نیند طاری رہی اور وہ سو کر اٹھے تو یہی سمجھتے رہے کہ ہم ابھی سوئے تھے اس پورے واقعہ میں اصل نکتۂ فکر یہی ہے۔ اب رہی ان کی نیند کی ٹھیک ٹھیک مدت جسطرح ان کی تعداد کے بارے میں تخمینے اور اندازے ہیں، کچھ لوگ کہیں گے تین تھے چوتھا ان کا کتا تھا، کچھ کہیں گے پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا۔ اسی طرح ان کی نیند کی مدت کے بارے میں بھی اٹکل پچو باتیں ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ غار میں تین سو سال رہے۔ اور کچھ لوگ قمری حساب سے نو سال بڑھا کر کہتے ہیں کہ نہیں تین سو نو سال رہے۔

قُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثُوۡا ۚ لَهٗ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

قُلِ	اللّٰهُ	اَعۡلَمُ	بِمَا لَبِثُوۡا	لَهٗ	غَيۡبُ	السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضِ
کہدیں	اللہ	خوب جانتا ہے	کتنی مدت وہ ٹھہرے	اسی کو	غیب	آسمانوں	اور زمین

آپ کہدیں اللہ خوب جانتا ہے وہ کتنی مدت ٹھہرے ، اسی کو ہے آسمانوں اور زمین کا غیب

اَبۡصِرۡ بِهٖ وَاَسۡمِعۡ ؕ مَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا

اَبۡصِرۡ - بِهٖ	وَاَسۡمِعۡ	مَا لَهُمۡ	مِّنۡ - دُوۡنِهٖ		مِنۡ - وَّلِىٍّ	وَّلَا
کیا وہ دیکھتا ہے	اور کیا وہ سنتا ہے	انکے لئے نہیں	اس کے سوا		کوئی مددگار	اور نہیں

کیا (خوب) وہ دیکھتا ہے اور کیا (خوب) وہ سنتا ہے! اُن کے لئے اس کے سوا کوئی مددگار نہیں ۔ وہ اپنے

يُشۡرِكُ فِىۡ حُكۡمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ

يُشۡرِكُ	فِىۡ - حُكۡمِهٖۤ	اَحَدًا	وَاتۡلُ	مَاۤ - اُوۡحِىَ	اِلَيۡكَ
وہ شریک کرتا	اپنے حکم میں	کسی کو	اور آپ پڑھیں	جو وحی کی گئی	آپ کی طرف

حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اور آپ پڑھیں جو آپ کی طرف آپ کے

مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِـكَلِمٰتِهٖ ۚ قف وَ

مِنۡ	كِتَابِ	رَبِّكَ	لَا مُبَدِّلَ	لِـكَلِمٰتِهٖ	وَ
سے	کتاب	آپ کا رب	نہیں کوئی بدلنے والا	اس کی باتیں	اور

رب کی کتاب وحی کی گئی ہے ۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ۔ اور تم

لَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مُلۡتَحَدًا ﴿۲۷﴾

لَنۡ + تَجِدَ	مِنۡ + دُوۡنِهٖ	مُلۡتَحَدًا	
تم ہرگز نہ پاؤ گے	اس کے سوا	کوئی پناہ گاہ	

ہرگز نہ پاؤ گے اس کے سوا کوئی پناہ گاہ

(۲۶) قُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثُوۡا
مِمَّنِ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ وَهُوَ مَا
تَقَدَّمَ ذِكۡرُهٗ لَهٗ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ ۔ اَىۡ عِلۡمُهٗ اَبۡصِرۡ
بِهٖ اَىۡ بِاللّٰهِ هِىَ صِيۡغَةُ

(۲۶) کہدو کہ اللہ زیادہ جانتا ہے جس قدر وہ ٹھیرے جو لوگ
اس میں اختلاف کرتے ہیں جس کا ذکر پہلے گزرا ان کو
خبر نہیں۔ اللہ کو آسمانوں اور زمینوں کے چھپی باتوں
کی خبر ہے۔
وہ بہت دیکھنے والا اور سننے والا ہے

تَعَجُّبٍ وَأَسْمِعْ ط بِهِ كَذٰلِكَ بِمَعْنَى مَا أَبْصَرَهُ وَمَا أَسْمَعَهُ وَهُمَا عَلٰى جِهَةِ الْمَجَازِ وَالْمُرَادُ أَنَّهُ تَعَالٰى لَا يَغِيبُ عَنْ بَصَرِهِ وَسَمْعِهِ شَيْءٌ

اور حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سمع و بصر سے کوئی چیز غائب نہیں۔

مَا لَهُمْ لِأَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ نَاصِرٍ

آسمان والوں اور زمین والوں کا کوئی مددگار اس کے سوا نہیں۔

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝ لِأَنَّهُ غَنِيٌّ عَنِ الشَّرِيكِ۔

اور اس کے حکم میں کوئی اس کا ساجھی نہیں کیونکہ وہ شریک سے بے پرواہ ہے۔

(۲۶) وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ج وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝ مَلْجَأً

(۲۶) اور پڑھ جو کچھ تیری طرف وحی بھیجی گئی تیرے رب کی کتاب سے۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور تو اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہ پائے گا۔

تشریح

(۲۶) اصحاب کہف کے سونے کی صحیح مدت کا علم اللہ کو ہے | اللہ تعالیٰ غیب کا حال جانتے ہیں زمین و آسمان کے تمام پوشیدہ حالات اس کو معلوم ہیں، کوئی راز اس کی آنکھ سے اوجھل نہیں ہے وہ ہر چیز کا دیکھنے والا اور ہر بات کا سننے والا ہے۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کی خبرگیری کرنے والا اس کے سوا کوئی نہیں ہے اس کی قدرت و اختیار میں کوئی شریک نہیں ہے اس لئے یہ بات کہ اصحاب کہف ٹھیک ٹھیک کتنی مدت تک غار میں سوتے رہے، اللہ ہی کو معلوم ہے۔ باقی تو لوگوں کی اپنی اپنی باتیں ہیں۔ اگر ٹھیک مدت کا معلوم ہونا ضروری ہوتا تو اللہ تعالےٰ اس کو ضرور ظاہر فرما دیتے۔ تین سو یا تین سو نو سال کی مدت لوگوں کا کہنا ہے۔ بقول حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ۔ اللہ کا قول ہوتا تو یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ اللہ ان کے قیام کی مدت زیادہ جانتے ہیں۔

(۲۷) آپ کے پاس کتاب محکم ہے اسکی تعلیمات کو پیش کرتے رہیئے | اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر بنایا اور آپ کو ایسی محکم جامع و مانع شافی و کافی کتاب قرآن مجید عطا فرمائی جس میں کسی تبدیلی کی کبھی کوئی ضرورت نہ ہوگی، کسی میں طاقت نہیں ہے کہ اس کی کسی ایک بات کو بھی غلط ثابت کر سکے اس لئے بیکار اور غیر ضروری بحثوں میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے جیسا اسی سورۃ الکہف میں ارشاد ہوا ہے فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِّنْهُمْ أَحَدًا (آیت ۲۲) آپ اپنے فرضِ منصبی کو ادا کرتے رہیئے۔ اپنے وفاداروں کو پناہ دینے کے لئے اس کی رحمت کا دامن تنگ نہیں ہے۔ دیکھو اصحاب کہف کو جو حق پر جمے رہے، اللہ نے ان کی کیسی حفاظت فرمائی۔ اور کیسا مقام ان کو عطا ہوا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ

وَاصْبِرْ	نَفْسَكَ	مَعَ	الَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	رَبَّهُمْ	بِالْغَدٰوةِ	وَ
اور روکے رکھو	اپنا نفس (اپنا آپ)	ساتھ	وہ لوگ جو	پکارتے ہیں	اپنا رب	صبح	اور

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے (لگائے) رکھو جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور

الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ

الْعَشِيِّ	يُرِيْدُوْنَ	وَجْهَهٗ	وَلَا تَعْدُ	عَيْنٰكَ	عَنْهُمْ	تُرِيْدُ
شام	وہ چاہتے ہیں	اس کا چہرہ (رضا)	اور نہ دوڑیں (نہ پھریں)	تمہاری آنکھیں	ان سے	تم طلبگار ہو جاؤ

شام، وہ اس کی رضا چاہتے ہیں، اور تمہاری آنکھیں ان سے نہ پھریں کہ تم دنیا کی

زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ

زِيْنَةَ	الْحَيٰوةِ	الدُّنْيَا	وَلَا تُطِعْ	مَنْ	اَغْفَلْنَا	قَلْبَهٗ	عَنْ
آرائش	زندگی	دنیا	اور کہا نہ مانو	جو جس	ہم نے غافل کر دیا	اس کا دل	سے

زندگی کی آرائش کے طلبگار ہو جاؤ اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل

ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾

ذِكْرِنَا	وَاتَّبَعَ	هَوٰىهُ	وَكَانَ	اَمْرُهٗ	فُرُطًا
اپنا ذکر	اور پیچھے پڑ گیا	اپنی خواہش	اور ہے	اس کا کام	حد سے بڑھا ہوا

کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑ گیا، اور اس کا کام حد سے بڑھا ہوا ہے

۲۸ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ اِحْبِسْهَا مَعَ
الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ
بِعِبَادَتِهِمْ وَجْهَهٗ تَعَالٰى
لَا شَيْئًا مِّنْ اَعْرَاضِ الدُّنْيَا
وَهُمُ الْفُقَرَآءِ وَلَا تَعْدُ تَنْصَرِفْ
عَيْنٰكَ عَنْهُمْ عَبَّرَ
بِهِمَا عَنْ صَاحِبِهِمَا تُرِيْدُ
زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ
لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا

۲۸ اور اپنے آپ کو روک ان لوگوں کے ساتھ یعنی انکے ساتھ رہ جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں اور اپنی عبادت سے اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور کوئی چیز دنیا کی ان کا مقصد نہیں۔ مراد ان لوگوں سے فقراء ہیں۔

اور تیری آنکھیں ان سے نہ پھریں یعنی چاہیئے کہ تو ان سے جدا نہ ہو درانحالیکہ ارادہ کرے زیبائش زندگانی دنیا کا۔

اور ہرگز نہ بات مان تو ان لوگوں کی جن کے دل

قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (یعنی القرآن) (وَهُوَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ وَاَصْحَابُهٗ) وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ (فِي الشِّرْكِ) وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ (اِسْرَافًا)

کو ہم نے قرآن سے بے خبر کیا ہے اور ان سے عیینہ بن حصین اور اسکے اصحاب ہیں) اور مت تو اطاعت کرو اسکی جس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اس کا کام حد سے بڑھا ہوا ہے۔ یعنی شرک میں گرفتار ہے۔

تشریح

(۲۸) قابل قدر وہ ہے جو پورے خلوص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرے | کسی دعوت اور تحریک کی اصل طاقت ان لوگوں سے ہوتی ہے جو خلوص دل کے ساتھ اس کے اصولوں کو تسلیم کریں اور پوری لگن کے ساتھ اس کے قافلے میں شریک ہو جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول مقرر فرمایا اور جب آپ اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے اٹھے اور لوگوں کو دین کی دعوت دی تو اس دعوت کو قبول کرنے کے لئے آگے بڑھنے والے نہایت مخلص لوگ تھے اس لئے کہ اس مخالفانہ ماحول میں جس کا آغاز دعوت کے شروع ہی سے ہو چکا تھا، اسلام قبول کرنا اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسانا تھا اسلئے جن لوگوں نے بھی اللہ کے اس دین کو قبول کیا وہ یہ سوچ کر قبول کیا کہ " ہرچہ باداباد ماکشتی درآب انداختیم " اب جو بھی کچھ ہو ہم نے کشتی پانی میں ڈال دی ہے، اور ہم ہر طوفان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ مالی اعتبار سے تنگ دست تھے مگر ان کے دل اللہ اور رسولؐ کی محبت سے بھرے ہوئے تھے۔ ان میں حبش کے کالے کلوٹے غلام حضرت بلالؓ بھی تھے جن کی جلد کا رنگ کالا تھا مگر دل نورِ ایمان سے منور تھا۔ روم کے رہنے والے غلام صہیبؓ رومی بھی تھے حضرت عمار ابن یاسر بھی تھے جن کی قربانیوں نے قربانی کی نئی تاریخ رقم کی تھی۔ حضرت خباب ابن الارتؓ بھی تھے جنکی پیٹھ نے دہکتے ہوئے انگاروں کو بجھنے پر مجبور کر دیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار خادم حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بھی تھے جنھوں نے اپنے شب و روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے وقف کر دئے تھے۔ ایک طرف یہ مخلص اہلِ ایمان تھے اللہ ان سے راضی ہو، دوسری طرف مکہ کے بڑے بڑے سردار تھے جن کی گردنیں غرور و تکبر سے تنی ہوئی تھیں دنیوی حیثیت سے مالدار تھے مگر دل حق کے قبول کرنے کے لئے تنگ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے پیغمبر آپ ان بڑے لوگوں کی بڑائیوں کو چھوڑ کر ان لوگوں کی معیت پر مطمئن رہیں جو اپنے رب کی رضا کے طلبگار بن کر خلوص کے ساتھ عبادت میں مشغول رہتے ہیں صبح و شام اس کو پکارتے ہیں دنیا کی دلکشی اور ظاہری سجاوٹ سے صرف نظر کر کے آپ اپنے ان مخلص ساتھیوں کی طرف متوجہ رہیں کسی کے کہنے سننے کی پروا کئے بغیر ایسے مخلصین کو اپنے ساتھ رکھئے اور کسی ایسے شخص کی بات پر دھیان مت دیجئے جس کا دل ہماری یاد سے غافل ہے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا امام بنا لیا ہے اور جو اپنے نفس کا بندہ بن کر بے اعتدالی کے راستے پر چل پڑا ہے اس لئے کہ دین کی عزت اور اسلام کی رونق مادی خوش حالی سے نہیں بلکہ مضبوط ایمان و تقویٰ اور اعلیٰ درجہ کی خوش اخلاقی سے ہے۔ اسلام کی نظر میں اگر خوش اخلاقی نہ ہو تو خوش حالی بے معنیٰ ہے۔

اصحاب کہف کے واقعہ میں دونوں طرح کے انسانوں کا فرق سامنے آ چکا ہے۔ ایک اللہ کے یاد کرنے والے تھے، دوسرے دنیا کے طلب گار تھے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ

وَقُلِ	الْحَقُّ	مِنْ	رَّبِّكُمْ	فَمَنْ	شَآءَ	فَلْيُؤْمِنْ	وَّمَنْ	شَآءَ
اور کہدیں	حق	سے	تمہارا رب	پس جو	چاہے	سو ایمان لائے	اور جو	چاہے

اور آپ کہدیں حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے سو ایمان لائے اور جو چاہے

فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا

فَلْيَكْفُرْ	اِنَّآ	اَعْتَدْنَا	لِلظّٰلِمِيْنَ	نَارًا	اَحَاطَ	بِهِمْ	سُرَادِقُهَا
سو کفر کرے (نہ مانے)	بیشک ہم	ہم نے تیار کیا	ظالموں کے لئے	آگ	گھیر لیں گی	انہیں	اسکی قناتیں

سو نہ مانے ہم نے بیشک تیار کی ہے ظالموں کے لئے آگ اس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گی

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ

وَاِنْ	يَّسْتَغِيْثُوْا	يُغَاثُوْا	بِمَآءٍ	كَالْمُهْلِ	يَشْوِى	الْوُجُوْهَ	بِئْسَ
اور اگر	وہ فریاد کریں گے	وہ دادرسی کئے جائینگے	پانی سے	پگھلے ہوئے تانبے کی مانند	وہ بھون ڈالے گا	منہ (جمع)	برا ہے

اور اگر وہ فریاد کریں گے تو پگھلے ہوئے تانبے کے مانند (کھولتے) پانی سے دادرسی کئے جائیں گے وہ انکے منہ بھون ڈالیگا

الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

الشَّرَابُ	وَسَآءَتْ	مُرْتَفَقًا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا
پینا (مشروب)	اور بری	آرام گاہ	بیشک	جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے

برا ہے ان کا مشروب اور بری ہے (انکی) آرام گاہ (جہنم) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾

الصّٰلِحٰتِ	اِنَّا	لَا نُضِيْعُ	اَجْرَ	مَنْ	اَحْسَنَ	عَمَلًا	
نیک	ہم	ہم ضائع نہیں کرینگے	اجر	جو جس	اچھا کیا	عمل	

نیک یقیناً ہم اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے۔ جس نے اچھا عمل کیا۔

﴿۲۹﴾ وَقُلْ لَهٗ وَلِاَصْحَابِهٖ الْحَقُّ
مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ
فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ
فَلْيَكْفُرْ تَهْدِيْدٌ لَّهُمْ اِنَّآ
اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ اَيِ الْكَافِرِيْنَ

﴿۲۹﴾ اور اس کو اس کے ساتھیوں کو کہدے کہ یہ قرآن سچا ہے تمہارے رب کا بھیجا ہوا سو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر ہو۔ یعنی کافر اپنی سزا کو پہنچے گا بیشک ہم نے کافروں کے واسطے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔

نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا
مَا اَحَاطَ بِهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا
يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ
كَعَكَرِ الزَّيْتِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ
مِنْ حَرِّهٖ اِذَا قُرِّبَ اِلَيْهَا
بِئْسَ الشَّرَابُ ط هُوَ
وَسَاءَتْ اَيِ النَّارُ
مُرْتَفَقًا ○ تَمْيِيْزٌ مَنْقُوْلٌ
مِنَ الْفَاعِلِ اَيْ قَبُحَ
مُرْتَفَقُهَا وَهُوَ مُقَابِلٌ
لِقَوْلِهِ الْاٰتِيْ فِي الْجَنَّةِ
وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا وَاِلَّا فَاَيُّ
اِرْتِفَاقٍ فِي النَّارِ

جو ان کو گھیرے ہوئے ہے۔
اور اگر وہ فریاد چاہیں گے تو ان کی فریادرسی کیجائے گی ایسے پانی سے جو مثل تیل کی تلچھٹ کے ہے جو اس درجہ تیز گرم ہوگا کہ جس وقت اس کے پاس منہ کریں گے وہ ان کو جلا دیگا۔
بری پینے کی چیز ہے یہ اور دوزخ بری آرام گاہ ہے (دوزخ کے لئے مرتفقا لانا بمقابل اگلے کلام کے ہے جو جنت کے بارے میں وارد ہے۔ ورنہ دوزخ میں آرام کی جگہ کہاں۔

(۳۰) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ
مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ○ اَلْجُمْلَةُ
خَبَرُ اِنَّ الَّذِيْنَ وَفِيْهَا
اِقَامَةُ الظَّاهِرِ مَقَامَ الْمُضْمَرِ وَالْمَعْنٰى
اَجْرَهُمْ اَنْ نُّثِيْبَهُمْ بِمَا تَضَمَّنَتْهُ.

(۳۰) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ضرور ہم نیکوکاروں کا بدلہ ضائع نہیں کریں گے۔ جملہ انا لانضیع آخر تک خبر ان الذین کی ہے ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لایا گیا حاصل یہ ہے کہ جو اچھے عمل والے ہیں ان کا بدلہ ہم ضائع نہ کریں گے اور ان کے لئے یہ ثواب تیار ہے جس کا بیان اس سے اگلی آیت میں ہے۔

تشریح

(۲۹) **آپ حق بات کہتے رہیں** | اللہ کا یہ دین حق ہے جن لوگوں نے اسکو حق سمجھ کر قبول کیا اور اس پر قائم رہے ان میں وہ نوجوان بھی تھے جو اصحاب کہف کے نام سے جانے گئے وہ سرخرو اور کامیاب رہے جن لوگوں نے اس دین کی مخالفت کی ان کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ آپ اے پیغمبر صاف صاف کہدیں کہ یہ دین اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے کسی کا گھڑا ہوا نہیں ہے سچا دین ہے جس کا دل چاہے مانے جس کا دل چاہے نہ مانے اس کی مرضی ہے لیکن سچائی سے منہ موڑنے والے اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم نے ایسے ظالموں کے لئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جو انہیں گھیرے میں لے لیگی، وہ اس آگ کی لپیٹ میں آچکے ہیں وہاں ان کو ایسا عذاب ہوگا کہ جب وہ پیاس کی شدت سے گھبرا کر پانی مانگیں گے تو تیل کی تلچھٹ یا پیپ کی طرح کا گرم کھولتے ہوئے پانی سے ان کی تواضع کی جائیگی جو پیاس تو کیا بجھائے گا، الٹا منہ کو بھون کر رکھ دیگا بدترین پینے کی چیز اور بہت برا ٹھکانا۔

(۳۰) **سچائی کو ماننے والے** | سچائی سے منہ موڑنے والے بدنصیبوں کے مقابلے میں وہ حقیقت پسند اہل حق جنھوں نے آگے بڑھ کر اللہ کے دین کو قبول کیا اور اپنی عملی زندگی میں اس کو برت کر دکھایا ایسے نیکوکار لوگوں کا اجر ہم ضائع نہیں کریں گے۔

أُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ

اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	جَنّٰتُ	عَدْنٍ	تَجْرِىْ	مِنْ ۔ تَحْتِهِمُ	الْاَنْهٰرُ
یہی لوگ	انکے لئے	باغات	ہمیشگی	بہتی ہیں	ان کے نیچے	نہریں

یہی لوگ ہیں ان کے لئے ہمیشگی کے باغات ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا

يُحَلَّوْنَ	فِيْهَا	مِنْ	اَسَاوِرَ	مِنْ	ذَهَبٍ	وَّيَلْبَسُوْنَ	ثِيَابًا
پہنائے جائینگے	اسمیں	سے	کنگن	سے	سونا	اور وہ پہنیں گے	کپڑے

اس میں انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ کپڑے پہنیں گے

خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا

خُضْرًا	مِّنْ	سُنْدُسٍ	وَّ	اِسْتَبْرَقٍ	مُّتَّكِـِٕيْنَ	فِيْهَا
سبز رنگ	سے ۔ کے	باریک ریشم	اور	دبیز ریشم	تکیہ لگائے ہوئے	اسمیں

سبز باریک ریشم کے اور دبیز ریشم کے اس میں مسہریوں پر تکیہ لگائے

عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ

عَلَى ۔ الْاَرَآئِكِ	نِعْمَ	الثَّوَابُ	وَ	حَسُنَتْ
تختوں (مسہریوں) پر	اچھا	بدلہ	اور	خوب ہے

ہوئے ہوں گے ، اچھا ہے بدلہ اور خوب ہے

مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا ع ۴ ۹ ۱۶

مُرْتَفَقًا	وَاضْرِبْ	لَهُمْ	مَّثَلًا	رَّجُلَيْنِ	جَعَلْنَا
آرام گاہ	اور بیان کر	انکے لئے	مثال (حال)	دو آدمی	ہم نے بنائے

آرام گاہ ۔ اور ان کے لئے دو آدمیوں کا حال بیان کریں، ہم نے ان میں سے

لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ

لِاَحَدِهِمَا	جَنَّتَيْنِ	مِنْ	اَعْنَابٍ	وَّحَفَفْنٰهُمَا	بِنَخْلٍ
انیں ایک کے لئے	دو باغ	سے ۔ کے	انگور (جمع)	اور ہم نے انہیں گھیر لیا	کھجوروں کے درخت

ایک کے لئے دو باغ بنائے انگوروں کے اور ہم نے انہیں کھجوروں کے درختوں (کی باڑ) سے گھیر لیا۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ

وَجَعَلْنَا	بَيْنَهُمَا	زَرْعًا	كِلْتَا + الْجَنَّتَيْنِ	اٰتَتْ	اُكُلَهَا	وَلَمْ
اور بنادی (رکھی)	انکے درمیان	کھیتی	دونوں باغ	لائے	اپنے پھل	اور نہ

اور ان کے درمیان کھیتی رکھی دونوں باغ اپنے پھل لائے اور اس

تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾

تَظْلِمْ	مِّنْهُ	شَيْئًا	وَّ فَجَّرْنَا	خِلٰلَهُمَا	نَهَرًا	
کم کرتے تھے	اس سے	کچھ	اور ہم نے جاری کردی	دونوں کے درمیان	ایک نہر	

(پیداوار) میں کچھ کمی نہ کرتے تھے اور ہم نے ان دونوں کے درمیان میں ایک نہر جاری کردی

﴿۳۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ اِقَامَةٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ
يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ قِيْلَ مِنْ
زَائِدَةٌ وَقِيْلَ لِلتَّبْعِيْضِ وَهِيَ جَمْعُ
اَسْوِرَةٍ كَاَحْمِرَةٍ جَمْعُ سِوَارٍ مِنْ
ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ
سُنْدُسٍ مَارَقَّ مِنَ الدِّيْبَاجِ وَّ
اِسْتَبْرَقٍ مَا غَلُظَ مِنْهُ وَفِيْ اٰيَةِ
الرَّحْمٰنِ بَطَائِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ
مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ
جَمْعُ اَرِيْكَةٍ وَهِيَ السَّرِيْرُ فِي
الْحَجَلَةِ وَهِيَ بَيْتٌ يُزَيَّنُ
بِالثِّيَابِ وَالسُّتُوْرِ لِلْعَرُوْسِ نِعْمَ
الثَّوَابُ اَلْجَزَاءُ اَلْجَنَّةُ وَحَسُنَتْ
مُرْتَفَقًا ۝

﴿۳۱﴾ وہی لوگ ہیں کہ ان کے رہنے کو ایسے باغ ہیں کہ جنکے نیچے پانی کی نہریں جاری ہیں وہاں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پھر پہنیں گے۔

تخت پر تکیہ لگانے والے ہوں گے (ارائک جمع اریکہ کی ہے اریکہ اس تخت کو کہتے ہیں جو دلہن کے رہنے کی جگہ ہو جو پردوں اور کپڑوں سے سجایا جاتا ہے۔ اچھا بدلہ ہے جنت اور عمدہ آرام گاہ ہے۔

﴿۳۲﴾ وَاضْرِبْ اِجْعَلْ لَهُمْ
لِلْكُفَّارِ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ
مَثَلًا رَّجُلَيْنِ بَدَلٌ وَهُوَ
وَمَا بَعْدَهٗ تَفْسِيْرٌ لِلْمَثَلِ
جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا الْكَافِرِ

﴿۳۲﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ الخ اور کافروں سے بیان کر دو مثال مسلمانوں اور کافروں کی کہ ہم نے کافر کے لئے دو باغ انگور کے پیدا کئے۔

جَنَّتَيْنِ بُسْتَانَيْنِ مِنْ
أَعْنَابٍ وَحَفَفْنٰهُمَا اَحَدْنٰا
هُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا
بَيْنَهُمَا زَرْعًا ○ يُقْتَاتُ
بِهِ

اور ان کے گرداگرد کھجور کے درخت جمائے، اور ان دونوں باغوں کے بیچ میں کھیتی اگائی جس سے قوت حاصل کی جاوے۔

(۳۳) كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ كِلْتَا مُفْرَدٌ
يَدُلُّ عَلَى التَّثْنِيَةِ مُبْتَدَأٌ
آتَتْ خَبَرُهُ أُكُلَهَا ثَمَرَهَا
وَلَمْ تَظْلِمْ تَنْقُصْ مِنْهُ
شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا
نَهَرًا ○ يَجْرِي بَيْنَهُمَا

(۳۳) وہ دونوں باغ اپنا پھل لائے اور خوب پھلے کچھ نقصان اس میں نہ ہوا اور ان دونوں باغوں کے بیچ ہم نے نہر جاری کی۔

تشریح

(۳۱) جنت والوں کے لئے نعمتیں | صداقت کو قبول کرنے والے اور سچائی پر چلنے والوں کے لئے سدا بہار جنتیں ہونگی جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی۔ دنیا میں مردوں کے لئے سونے کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ جنت میں اہلِ جنت بادشاہوں کی طرح سونے کے کنگنوں سے آراستہ ہونگے۔ دنیا میں مردوں کے لئے ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت نہیں وہاں ان کے لئے ریشم اور اطلس و دیبا کے سبز شاہانہ لباس ہونگے، اونچی اونچی مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے بادشاہوں کی سی شان و شوکت بہترین اجر اور اعلےٰ درجے کی جائے قیام۔

(۳۲) باغ والے دو آدمیوں کا قصہ ـــــ ایک دنیوی مال و دولت اور ظاہری شان و شوکت پر اترانے والا ـــــ دوسرا اللہ پر بھروسہ رکھنے والا | اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جس آدمی کے پاس مال و دولت کی کثرت ہوتی ہے دنیا کی ظاہری شان و شوکت ہوتی ہے اور اس میں خوف خدا اور دینداری نہیں ہوتی تو وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور اپنے انجام کو بھول جاتا ہے ـــــ یہاں ایسے دو باغ والے آدمیوں کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے۔ اور اس قصہ کا پس منظر یہ ہے جیسا کہ اسی سورۂ کہف آیت ۲۸ میں گذر چکا ہے کہ مکہ کے متکبر سرداروں نے غریب مسلمانوں کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا انھیں اپنی شان و شوکت پر ناز تھا بڑائی کے نشے میں چور تھے انھیں ان باغ والوں کا قصہ سُنا کر بتایا جا رہا ہے کہ انسان کو اپنے انجام سے بے خبر نہیں رہنا چاہئے ـــ ارشاد ہوا کہ اے پیغمبر آپ ان کے سامنے ایک مثال پیش کریں کہ دو شخص تھے۔ ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ عطا کئے۔ ان باغوں کے گرد کھجور کے درختوں کی باڑھ لگا دی اور بیچ میں کھیتی کی زمین چھوڑی تاکہ پھل بھی ملیں اور غلہ بھی حاصل ہو۔

(۳۳) باغ خوب پھلے پھولے | یہ دونوں باغ خوب پھلے پھولے، اچھی طرح پھل آئے باغوں کے بیچ میں ایک نہر جاری کر دی جس سے منظر بڑا خوب صورت نظر آتا تھا اور بارش نہ ہو تب بھی اس نہر سے باغوں کو پانی ملتا رہے اور خشکی سے باغ خراب نہ ہوں۔

وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا

وَكَانَ	لَهُ	ثَمَرٌ	فَقَالَ	لِصَاحِبِهِ	وَهُوَ	يُحَاوِرُهُ	أَنَا
اور تھا	اسکے لئے	پھل	تو وہ بولا	اپنے ساتھی سے	اور وہ	اس سے باتیں کرتے ہوئے	میں

اور اس کے لئے (بہت) پھل تھا تو وہ اپنے ساتھی سے بولا اس سے باتیں کرتے ہوئے میں

أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ

أَكْثَرُ	مِنْكَ	مَالًا	وَ + أَعَزُّ	نَفَرًا	وَدَخَلَ	جَنَّتَهُ
زیادہ تر	تجھ سے	مال میں	اور زیادہ باعزت	آدمیوں کے لحاظ سے	اور وہ داخل ہوا	اپنا باغ

مال میں تجھ سے زیادہ تر ہوں، اور آدمیوں (جتھے) کے لحاظ سے زیادہ باعزت ہوں اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا

وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ ۚ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ

وَهُوَ	ظَالِمٌ	لِنَفْسِهِ	قَالَ	مَا + أَظُنُّ	أَنْ	تَبِيدَ	هَٰذِهِ
اور وہ	ظلم کررہا تھا	اپنی جان پر	وہ بولا	میں گمان نہیں کرتا	کہ	برباد ہوگا	یہ

(اس حال میں کہ) وہ اپنی جان پر ظلم کررہا تھا وہ بولا میں گمان نہیں کرتا کہ یہ کبھی برباد ہوگا

أَبَدًا ﴿٣٥﴾ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ

أَبَدًا	وَمَا أَظُنُّ	السَّاعَةَ	قَائِمَةً	وَلَئِنْ	رُدِدْتُ
کبھی	اور میں گمان نہیں کرتا	قیامت	قائم (برپا)	اور اگر	میں لوٹایا گیا

اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت برپا ہونے والی ہے اور اگر میں اپنے رب کی طرف

إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ

إِلَىٰ	رَبِّي	لَأَجِدَنَّ	خَيْرًا	مِنْهَا	مُنْقَلَبًا	قَالَ
طرف	اپنا رب	میں ضرور پاؤں گا	بہتر	اس سے	لوٹنے کی جگہ	کہا

لوٹایا گیا تو میں ضرور اس سے بہتر لوٹنے کی جگہ پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے

لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ

لَهُ	صَاحِبُهُ	وَهُوَ	يُحَاوِرُهُ	أَكَفَرْتَ	بِالَّذِي	خَلَقَكَ
اس سے	اس کا ساتھی	اور وہ	اس سے باتیں کررہا تھا	کیا تو کفر کرتا ہے	اسکے ساتھ جس نے	تجھے پیدا کیا

اس سے کہا اور وہ اس سے باتیں کررہا تھا کیا تو کفر کرتا ہے اس کے ساتھ جس نے تجھے

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۞ لٰكِنَّا

مِنْ	تُرَابٍ	ثُمَّ	مِنْ	نُّطْفَةٍ	ثُمَّ	سَوّٰىكَ	رَجُلًا	لٰكِنَّا
سے	مٹی	پھر	سے	نطفہ	پھر	تجھے پورا بنایا	مرد	لیکن میں

مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے ، پھر تجھے بنایا (پورا) مرد لیکن میں (کہتا ہوں)

هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾

هُوَ	اللّٰهُ	رَبِّيْ	وَ	لَآ اُشْرِكُ	بِرَبِّيْٓ	اَحَدًا	
وہ	اللہ	میرا رب	اور	میں شریک نہیں کرتا	اپنے رب کیساتھ	کسی کو	

وہی اللہ میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

﴿۳۴﴾ وَّكَانَ لَهٗ مع الجنتين ثَمَرٌ بفتح
الثاء والميم وضمهما وبضم الأول و
سكون الثاني وهو جمع ثمرة
كشجرة وشجر وخشبة و
خشب وبدنة وبدن فَقَالَ
لِصَاحِبِهٖ المؤمن وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ
يفاخره اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ
مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۞ عشيرة

﴿۳۴﴾ اور اس دونوں باغوں والے کے پاس خوب پھل
ہوا (ثمر ساتھ فتحہ ثا و میم اور نیز دونوں حرف مضموم)
اور اول کو ضمہ اور ثانی ساکن اور ہر سہ صورت میں
یہ لفظ جمع ثمرہ کی ہے صورت اولیٰ کی مثال شَجَرَۃ و شَجَر
اور ثانیہ کی مثال خَشْبَۃ و خُشُب اور ثالث کی مثال بَدَنَۃ
و بُدْن ہے۔ سو اس کافر نے اپنے ساتھی مسلمان سے ازراہِ
فخر اثناءِ گفتگو میں کہا میں تجھ سے مال میں زیادہ
ہوں اور میرا کنبہ اور جماعت زیادہ اور قوی ہے۔

﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ بصاحبه يطوف
به فيها ويريه أثمارها
ولم يقل جنتيه إرادة
للروضة وقيل اكتفى بالواحد
وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ بالكفر
قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ
تنعدم هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۞

﴿۳۵﴾ اور وہ کافر اپنے ساتھی مسلمان کو باغ کی سیر کرانے اور
اس کے پھل اور میوہ دکھلانے کو وہاں لے گیا۔ (دخل
جنته' فرمایا جَنَّتَيْهِ ساتھ صیغہ تثنیہ کا نہیں فرمایا حالانکہ
مراد ہر دو باغ ہیں اس وجہ سے کہ روضہ مراد لیا ہے جو دونوں
کو شامل ہے اور بعض نے کہا کہ ایک کے ذکر کرنے پر کفایت
کی دوسرے سے۔ اور وہ کافر اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا ساتھ کفر
کے کہنے لگا کہ میرا گمان یہ ہے کہ کبھی یہ باغ فنا نہ ہوگا۔

﴿۳۶﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ
اِلٰى رَبِّيْ في الآخرة على زعمك لَاَجِدَنَّ
خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۞ مرجعا

﴿۳۶﴾ اور میرے نزدیک قیامت آنے والی نہیں اور البتہ اگر موافق تیرے
گمان کے میں آخرۃ میں اپنے رب کی طرف لیجایا گیا تو بے شبہ
وہاں اس سے بہتر قیام گاہ پاؤں گا۔

﴿۳۷﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ يجاوبه
اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ لأن

﴿۳۷﴾ اس کو اس کے ساتھ مسلمان نے جواب دیا کہ کیا تو منکر ہے
اس ذات کا جس نے تجھ کو مٹی سے پیدا کیا (یہ اسلئے فرمایا کہ آدم مٹی

اٰدَمَ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ مَنِيٍّ ثُمَّ سَوّٰىكَ عَدَلَكَ وَصَيَّرَكَ رَجُلًا ○

سے پیدا کیے گئے ہیں) پھر بنایا تجھ کو نطفۂ منی سے پھر تجھکو برابر کرکے آدمی بنادیا۔

(۳۸) لٰكِنَّا اَصْلُهٗ لٰكِنْ اَنَا نُقِلَتْ حَرَكَةُ الْهَمْزَةِ اِلَى النُّوْنِ وَحُذِفَتِ الْهَمْزَةُ ثُمَّ اُدْغِمَتِ النُّوْنُ فِيْ مِثْلِهَا هُوَ ضَمِيْرُ الشَّانِ يُفَسِّرُهُ الْجُمْلَةُ بَعْدَهٗ وَالْمَعْنٰى اَنَا اَقُوْلُ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ○

(۳۸) لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ میرا رب اللہ ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں بناتا۔

تشریح

(۳۴) خوب کمائی ہوئی | باغ سے بھی خوب نفع ملا اولاد بھی خوب ہوئی غرض خوب کمائی کی پھلا پھولا، اب مال ودولت کا نشہ چڑھ گیا ایک دن اپنے ہمسائے سے بات کرتے ہوئے کہنے لگا میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور میری نفری طاقت بھی تجھ سے زیادہ ہے یعنی میرے پاس مال ودولت بھی زیادہ ہے اور میرا کنبہ بھی بڑا ہے غرض تیرے مقابلہ میں ہر طرح سے برتر ہوں۔

(۳۵) میری یہ دولت لافانی ہے | اس طرح اپنے ہمسائے سے باتیں کرتا ہوا بڑے غرور وتکبر کے ساتھ اپنے باغ میں داخل ہوا اور کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ میری یہ دولت کبھی فنا ہوگی میں اسی طرح شان وشوکت کے ساتھ زندگی گزارتا رہوں گا۔

(۳۶) میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دوسری زندگی بھی ہے اور اگر ہے تو وہاں بھی ٹھاٹ سے رہوں گا | اور کہنے لگا اول تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے یہ باغات ہی جنت ہیں اور میں ہمیشہ اسی میں رہوں گا۔ اور اگر بالفرض کوئی دوسری زندگی ہے بھی تو میں وہاں اس سے زیادہ ٹھاٹ باٹ سے رہونگا کیونکہ میرا خوشحال ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ میں اللہ کا چہیتا ہوں جبھی تو مجھے اللہ نے نوازا ہے۔ یہ کشادگی یہ فراخی اور دولت یہ سامانِ عیش اس کی دلیل ہیں کہ میرا رب مجھے پسند کرتا ہے اور وہاں بھی وہ مجھے اسی طرح راحت وآرام سے رکھے گا۔

(۳۷) پڑوسی نے کہا کیا تم رب کے اختیارات کے منکر ہو۔ | اس کے پڑوسی نے کہا ذرا اپنے وجود پر تو غور کرو کہ تمہارے رب نے تمہیں کیسے پیدا کیا پروردگار نے انسان کی تخلیق کا آغاز مٹی سے کیا تھا حضرت آدمؑ کو مٹی سے بنایا ان کا جوڑا تیار ہوا اور پھر یہ طریقہ جاری کردیا کہ نطفہ سے آدمی پیدا ہوتا ہے اور اس قطرۂ ناپاک سے ایک پورا آدمی بن کر تیار ہوجاتا ہے۔ وہ آقا اور مالک اور فرماں روا جس نے ساری کائنات کو اور انسان کو بنایا اس کے سامنے تکبر وغرور اور فخر کی مجال ہی کیا ہے وہ چاہے تو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرسکتا ہے اس کو سب کچھ قدرت ہے یہ دولت اور شان وشوکت ہماری قوت اور قابلیت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اللہ کا عطیہ ہے اللہ تعالیٰ کو ان تمام حیثیتوں سے نہ ماننا گویا ایک طرح سے اس کا انکار ہی سمجھا جائیگا۔

(۳۸) میں یقین رکھتا ہوں کہ وہی تنہا ہمارا رب ہے | مجھے اس پر کامل یقین ہے کہ وہی تنہا ہم سب کا رب ہے اس کی خدائی میں کوئی حصہ دار نہیں ہے اس کے حکم واختیار کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا وہ اپنی دی ہوئی نعمتوں کو چھین بھی سکتا ہے وہ تنہا تمام اختیارات کا مالک ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِنْ

وَلَوْلَآ	اِذْ	دَخَلْتَ	جَنَّتَكَ	قُلْتَ	مَاشَآءَ اللّٰهُ	لَاقُوَّةَ	اِلَّا	بِاللّٰهِ	اِنْ
اور کیوں نہ	جب	تو داخل ہوا	اپنا باغ	تونے کہا	جو چاہے اللہ	نہیں قوت	مگر	اللہ کی	اگر

اور کیوں نہ جب تو داخل ہوا اپنے باغ میں، تونے کہا " ماشاء اللہ " (جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے) کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی (دی ہوئی)؛ اگر

تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۸﴾

تَرَنِ	اَنَا	اَقَلَّ	مِنْكَ	مَالًا	وَّ	وَلَدًا
تو مجھے دیکھتا ہے	مجھے	کم	اپنے سے	مال میں	اور	اولاد میں

تو مجھے اپنے سے کم دیکھتا ہے مال میں اور اولاد میں

۳۸ وَلَوْلَآ هَلَّا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ
قُلْتَ عِنْدَ اِعْجَابِكَ بِهَا
هٰذَا مَا شَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ فِي الْحَدِيْثِ مَنْ اُعْطِيَ
خَيْرًا مِنْ اَهْلٍ اَوْ مَالٍ
فَيَقُوْلُ عِنْدَ ذٰلِكَ مَاشَآءَ اللّٰهُ
لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَمْ يَرَ فِيْهِ
مَكْرُوْهًا اِنْ تَرَنِ اَنَا ضَمِيْرُ
فَصْلٍ بَيْنَ الْمَفْعُوْلَيْنِ اَقَلَّ
مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ○

۳۸ اور تو جس وقت اپنے باغ میں گیا اور اس کو دیکھ کر خوش ہوا اسوقت تونے یہ کیوں نہ کہا " ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ " یعنی جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے نہیں ہے قوت مگر ساتھ اللہ کے، حدیث شریف میں وارد ہے جسکو اللہ نے مال اور کنبہ دیا پھر وہ اسوقت کہے ' ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ' تو وہ اپنے مال واولاد میں کوئی مصیبت، اور برائی نہ دیکھے گا۔

تو مجھکو اگر دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے مال اور اولاد میں کم ہوں

تشریح

۳۹ تمہیں باغ میں داخل ہوتے وقت ماشاء اللہ کہنا چاہیئے تھا۔

پڑوسی نے مزید کہا کہ جب تم باغ میں داخل ہو رہے تھے تو بجائے فخر وغرور کے اور یہ کہنے کے کہ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا! (میں نہیں سمجھتا کہ یہ دولت کبھی فنا ہو جائے گی) تمہیں یہ کہنا چاہیئے تھا کہ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (یعنی جو کچھ اللہ چاہے گا وہی ہوگا میرا اور کسی کا کچھ زور نہیں ہے) اس لئے کہ ہمارا اگر کچھ بس چل سکتا ہے تو اللہ ہی کی توفیق اس کی تائید اور مدد سے چل سکتا ہے۔ وہ چاہے تو ایک دم میں سب کچھ ختم کر دے اگر تم مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کمتر پاتے ہو تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ عطا فرماتے ہیں۔ جس کو اللہ نے زیادہ دیا ہے دیکھتے ہیں کہ وہ اللہ کا شکر گذار ہوتا ہے یا نہیں اور جسے کم دیا ہے اس کے صبر کا امتحان ہے۔

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ

فَعَسٰى	رَبِّيْٓ	اَنْ	يُّؤْتِيَنِ	خَيْرًا	مِّنْ	جَنَّتِكَ	وَ
توقریب	میرا رب	کہ	مجھے دے	بہتر	سے	تیرا باغ	اور

توقریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر دے اور (اس تیرے باغ) پر

يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاۗءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا

يُرْسِلَ	عَلَيْهَا	حُسْبَانًا	مِّنَ	السَّمَاۗءِ	فَتُصْبِحَ	صَعِيْدًا
بھیجے	اس پر	آفت	سے	آسمان	پھر وہ ہوکر رہجائے	مٹی کا میدان

آفت بھیجے آسمان سے پھر وہ مٹی کا چٹیل میدان ہوکر رہ

زَلَقًا ۝۴۰ اَوْ يُصْبِحَ مَاۗؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ

زَلَقًا	اَوْ	يُصْبِحَ	مَاۗؤُهَا	غَوْرًا	فَلَنْ + تَسْتَطِيْعَ	لَهٗ
چٹیل	یا	ہوجائے	اس کا پانی	خشک	پھر تو ہرگز نہ کرسکے گا	اس کو

جائے یا اس کا پانی خشک ہوجائے ، اور تو ہرگز نہ کرسکے گا اس کو

طَلَبًا ۝۴۱ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰي

طَلَبًا	وَاُحِيْطَ	بِثَمَرِهٖ	فَاَصْبَحَ	يُقَلِّبُ	كَفَّيْهِ	عَلٰي
طلب (تلاش)	اور گھیر لیا گیا	اسکے پھل	بس وہ رہ گیا	وہ ملنے لگا	اپنے ہاتھ	پر

تلاش اور اس کے پھل (عذاب میں) گھیر لئے گئے اور اس میں جو اس نے خرچ کیا تھا وہ اس پر

مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا

مَآ	اَنْفَقَ	فِيْهَا	وَهِىَ	خَاوِيَةٌ	عَلٰي	عُرُوْشِهَا
جو	اس نے خرچ کیا	اسمیں	اور وہ	گرا ہوا	پر	اپنی چھتریاں

اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی چھتریوں پر گرا ہوا تھا

وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝۴۲

وَيَقُوْلُ	يٰلَيْتَنِيْ	لَمْ اُشْرِكْ	بِرَبِّيْٓ	اَحَدًا
اور وہ کہنے لگا	اے کاش	میں شریک نہ کرتا	اپنے رب کیساتھ	کسی کو

اور وہ کہنے لگا اے کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا۔

(۴۰) فَعَسٰی رَبِّیْۤ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ جوابُ الشرطِ وَیُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا جَمْعُ حُسْبَانَةٍ اَیْ صَوَاعِقَ مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا اَرْضًا مَلْسَاءَ لَا یَثْبُتُ عَلَیْهَا قَدَمٌ

(۴۰) تو نزدیک ہے کہ میرا رب مجھکو تیرے باغوں سے بہتر عطا فرما دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلی بھیجدے جس کے سبب وہ صاف زمین ہو جاوے جس میں قدم پھسلیں۔

(۴۱) اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا بِمَعْنٰی غَائِرًا عَطْفٌ عَلٰی یُرْسِلَ دُوْنَ تُصْبِحَ لِاَنَّ غَوْرَ الْمَاءِ لَا یَتَسَبَّبُ عَنِ الصَّوَاعِقِ فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝ حِیْلَةً تُدْرِکُهُ بِهَا

(۴۱) یا اس باغ کا پانی جو نہروں میں جاری ہے زمین میں اتر جاوے پھر تو کوئی حیلہ اس کے حاصل کرنے کا نہ پاوے

(۴۲) وَاُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ بِاَوْجُهِ الضَّبْطِ السَّابِقَةِ مَعَ جَنَّتِهٖ بِالْهَلَاكِ فَهَلَكَتْ فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ کَفَّیْهِ نَدَمًا وَتَحَسُّرًا عَلٰی مَآ اَنْفَقَ فِیْهَا فِیْ عِمَارَةِ جَنَّتِهٖ وَهِیَ خَاوِیَةٌ سَاقِطَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا دَعَائِمِهَا لِلْکَرْمِ بِاَنْ سَقَطَتْ ثُمَّ سَقَطَ الْکَرْمُ وَیَقُوْلُ یَا لِلتَّنْبِیْهِ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا ۝

(۴۲) سو اس کا پھل مع باغ کے ہلاک کیا گیا۔ بس صبح کی اس کافر نے کہ ملتا تھا دونوں ہاتھ اپنے حیرت اور افسوس میں اس مال کے جو اس باغ کی عمارت میں صرف کیا تھا اور وہ باغ گرنے والا تھا اوپر چھتوں اور ستونوں انگوروں کے اس طرح کہ اول چھت اور ستون انگوروں کے گر گئے پھر وہ انگور کے درخت سے اوپر گر گئے اور اپنے ساتھی مسلمان کی نصیحت کو یاد کر کے کہتا تھا اے کاش میں اپنے رب کا کسی کو شریک نہ بناتا۔

تشریح

(۴۰) اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بھی عطا فرما سکتے ہیں | آج اگر میں خوشحالی میں تم سے کم ہوں تو کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ کو یہ بھی قدرت ہے کہ وہ دنیا یا آخرت میں تمہارے باغوں سے بہتر باغ مجھے عطا فرما دے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آسمان سے کوئی آفت بھیج دے۔ اور تمہارے باغ تباہ ہو کر صاف چٹیل میدان بن کر رہ جائیں۔

(۴۱) تمہارے باغ کی نہر کا پانی خشک بھی ہو سکتا ہے | تمہارے باغ میں جاری یہ نہر کا پانی خشک بھی ہو سکتا ہے۔ زمین میں اس طرح اتر بھی سکتا ہے کہ دوبارہ جاری نہ ہو غرضیکہ کچھ بھی ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اسلئے ہمیں ان چیزوں پر اترانا نہیں چاہیئے۔

(۴۲) سارا باغ تباہ ہو گیا | آخر وہی ہوا جو اس مرد صالح کی زبان سے نکلا تھا رات کو آندھی آئی سارا پھل مارا گیا اور وہ اپنے انگوروں کے باغ کو ٹٹیوں پر الٹا پڑا دیکھ کر اپنی لگائی ہوئی لاگت پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور کہنے لگا، کاش میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا اور مجھے یہ نقصان نہ اٹھانا پڑتا۔ اس کی یہ ندامت خدا کے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے مال کے نقصان کی وجہ سے تھی۔

بہت سے لوگ پُن کے کام رب کی رضا کیلئے نہیں بلکہ دنیاوی نقصان سے بچنے کے لئے کرتے ہیں۔

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾

وَلَمْ تَكُنْ	لَّهٗ	فِئَةٌ	يَّنْصُرُوْنَهٗ	مِنْ	دُوْنِ اللّٰهِ	وَمَا	كَانَ	مُنْتَصِرًا
اور نہ ہوئی	اسکے لئے	کوئی جماعت	اس کی مدد کرتی	سے	اللہ کے سوا	اور نہ	وہ تھا	بدلہ لینے کے قابل

اور اس کے لئے کوئی جماعت نہ ہوئی کہ اللہ کے سوا اس کی مدد کرتی اور وہ بدلہ لینے کے قابل نہ تھا۔

ع ۵ / ۱۷ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾

هُنَالِكَ	الْوَلَايَةُ	لِلّٰهِ	الْحَقِّ	هُوَ	خَيْرٌ	ثَوَابًا	وَّخَيْرٌ	عُقْبًا
یہاں	اختیار	اللہ کیلئے	برحق	وہ	بہتر	ثواب دینے میں	اور بہتر	بدلہ دینے میں

یہاں اختیار اللہ برحق کے لئے ہے۔ وہی بہتر ہے ثواب دینے میں، اور بہتر ہے بدلہ دینے میں

(۴۳) وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ فِئَةٌ جَمَاعَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِنْدَ هَلَاكِهَا وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ عِنْدَ هَلَاكِهَا بِنَفْسِهٖ۔

(۴۳) اور جب اس کا باغ ہلاک ہوا تو کوئی جماعت اس کی مدد نہ کر سکی، اللہ کے سوا۔ اور نہ وہ خود بچ سکا۔

(۴۴) هُنَالِكَ اَيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْوَلَايَةُ بِفَتْحِ الْوَاوِ النُّصْرَةُ وَبِكَسْرِهَا الْمُلْكُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ بِالرَّفْعِ صِفَةُ الْوَلَايَةِ وَبِالْجَرِّ صِفَةُ الْجَلَالَةِ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا مِّنْ ثَوَابِ غَيْرِهٖ لَوْ كَانَ يُثِيْبُ وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ بِضَمِّ الْقَافِ وَسُكُوْنِهَا عَاقِبَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَنَصْبُهُمَا عَلَى التَّمْيِيْزِ۔

(۴۴) قیامت کے دن مدد اور بادشاہت اللہ سچے کی ہے۔

اس کا ثواب بہتر ہے ثواب غیر اس کے سے۔ اگر بالفرض کوئی اور ثواب دیتا۔ اور مسلمانوں کا انجام بہتر ہے۔

تشریح

(۴۳) اس مصیبت میں کوئی اس کے کام نہ آیا | وہ سارا جتھہ وہ اولاد وہ جھوٹے معبود کوئی بھی کام نہ آیا اور نہ خود اسکے اندر اتنی طاقت تھی کہ اس آفت کا مقابلہ کر سکتا نہ اس میں بدلہ کی قوت تھی اور اب پچھتانے سے کچھ حاصل بھی نہیں تھا۔

(۴۴) کارسازی کا اختیار صرف اللہ کا ہے | اس وقت معلوم ہوا کہ کارسازی کا اختیار اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے یہاں دنیا میں بھی اور وہاں آخرت میں بھی ہر جگہ اختیار اسی کا چلتا ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کے فیصلے میں دخل دے سکے۔ انعام وہی بہتر ہے جو وہ عطا کرے اور انجام وہی بخیر ہے جو وہ دکھائے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ

واضرب	لهم	مثل	الحیوۃ ۔ الدنیا	کماء	انزلنه	من
اور بیان کریں	انکے لئے	مثال	دنیا کی زندگی	جیسے ایک پانی	ہم نے اسکو اتارا	سے

اوران کے لئے بیان کریں دنیا کی مثال (وہ ایسے ہے) جیسے ہم نے آسمان سے ایک پانی اتارا

السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ

السماء	فاختلط	به	نبات ۔ الارض	فاصبح	هشیما	تذروه
آسمان	پس مل جل گیا	اس کے ذریعہ	زمین کی نباتات (سبزہ)	پھر ہوگیا	چورا چورا	اڑاتی ہے اسکو

پھر اس کے ذریعہ زمین کا سبزہ مل جل گیا (خوب گھنا اُگا) پھر وہ چورا چورا ہوگیا کہ اسکو ہوائیں

الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾ اَلْمَالُ

الریح	وکان	الله	علی ۔ کل ۔ شیء	مقتدرا	المال
ہوا (جمع)	اور ہے	اللہ	ہر شے پر	قدرت رکھنے والا	مال

اُڑاتی ہیں، اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ مال

وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ

والبنون	زینة	الحیوۃ ۔ الدنیا	والبقیت	الصلحت
اور بیٹے	زینت	دنیا کی زندگی	اور باقی رہنے والی	نیکیاں

اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾

خیر	عند ۔ ربك	ثوابا	وخیر	املا	
بہتر	تیرے رب کے نزدیک	ثواب میں	اور بہتر	آرزو میں	

تیرے رب کے نزدیک بہتر ہیں ثواب میں اور بہتر ہیں آرزو میں

﴿٤٥﴾ وَاضْرِبْ صیغہ لَهُمْ لِقَوْمِكَ مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مفعول اوّل كَمَآءٍ مفعول ثانی اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ تکاثف بسبب
۱۴۹ نزول الماء نَبَاتُ الْاَرْضِ و

﴿٤٥﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ الخ اور بیان کر اپنی قوم سے دنیا کی زندگی کی مثال مانند پانی کے کہ ہم نے اس کو آسمان سے اتارا، سواس پانی کے اترنے سے زمین پر بہت سبزہ جما اور پانی سے ملکر تروتازہ وخوشنما ہوگیا پھر وہ

امْتَزَجَ الْمَاءُ بِالنَّبَاتِ فَرَدَی
وَحَسَنَ فَأَصْبَحَ نَصَارَ
النَّبَاتُ هَشِيمًا يَابِسًا مُتَفَرِّقَةً
أَجْزَاؤُهُ لَا تَذْرُوهُ تُثِيرُهُ وَتُفَرِّقُهُ
الرِّيَاحُ، فَتَذْهَبُ بِهِ الْمَعْنَى شَبَّهَ
الدُّنْيَا بِنَبَاتٍ حَسَنٍ فَيَبِسَ وَتَكَسَّرَ
فَفَرَّقَتْهُ الرِّيَاحُ وَفِي قِرَاءَةِ الرِّيحُ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝
قَادِرًا۔

سبزہ سوکھ کر ٹکڑے ہو گیا کہ ہوائیں اس کو اڑا دیں
اور متفرق کریں اور فنا کر دیں۔
حاصل معنیٰ یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو تشبیہ
دی تر و تازہ گھاس سے کہ جو سوکھ کر ٹکڑے ٹکڑے
ہو جاوے اور ہواؤں میں اُڑ جاوے (ایک قراۃ میں
ریح بجائے ریاح کے ہے)

اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

(۴۶) اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا يُتَجَمَّلُ بِهِمَا فِيْهَا
وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ هِيَ
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا
إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَزَادَ
بَعْضُهُمْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
بِاللّٰهِ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ أَمَلًا ۝
أَيْ مَا يَأْمُلُهُ الْإِنْسَانُ وَيَرْجُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى

(۴۶) مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہے کہ دنیا میں
آدمی ان سے زینت حاصل کرتا ہے اور نیک عمل جن کا
ثواب باقی رہے تیرے رب کے نزدیک بہتر ہیں باعتبار
ثواب اور امید کے۔ یعنی آدمی کو وہ عمل کرنے چاہئیں
جن سے امید اور توقع ثواب اخروی کی عند اللہ ہو مراد
باقیات صالحات سے یہ کلمات ہیں سبحان اللہ والحمد للہ ولا
الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اور بعض نے یہ لفظ زیادہ کئے؛ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ۔

تشریح

(۴۵) دنیا کی زندگی کی شادابی اور زوال | دنیا کی زندگی کو ایسا سمجھو جیسے سوکھی ہوئی مردہ زمین پر بارش برستی ہے اور وہ مردہ زمین جی اٹھتی ہے سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ دیکھنے والوں کو لہلہاتی کھیتیاں، ہرے بھرے درخت، سرسبز و شاداب میدان بھلے لگنے لگتے ہیں مگر چند دن کے بعد وہی کھیتی سوکھنی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر اس کو کاٹ چھانٹ کر برابر کر دیا جاتا ہے اور وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ بس یہی حال اس دنیا کا سمجھو۔ یہاں عروج بھی ہے عیش و خوش حالی بھی ہے، اور پھر زوال بھی ہے۔

وہی پروردگار زندگی بخشتا ہے وہی موت دیتا ہے، اسی کے حکم سے سب کچھ ملتا ہے اور وہی جب چاہے چھین بھی سکتا ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(۴۶) وہ نیکیاں جو باقی رہیں گی | دنیا کی زندگی میں خوش حالی مال و دولت، بیوی بچے یہ سب دنیا کی زندگی کی رونق ہیں جب تک آدمی اس دنیا میں ہے یہ چیزیں اس کے پاس ہیں۔ لیکن یہ سب چیزیں عارضی ہیں ساتھ چھوڑنے والی ہیں ـــــ وہ نیکیاں جو صدقہ جاریہ کے طور پر باقی رہتی ہیں اور مرنے کے بعد بھی ان کا اجر و ثواب ملتا رہتا ہے وہ اعمال حسنہ ہیں جو باقی رہنے والے ہیں۔ علمی کام اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت جو بعد میں بھی والدین کے لئے باعثِ اجر و ثواب بنیں وہ نیک کام جو اللہ کے لئے کر کے جائے وہی نیکیاں ہیں جو باقی رہنے والی ہیں اور انسان کو ان ہی سے امیدیں باندھنی چاہئیں نہ کہ ختم ہونے والی خوش حالی پر۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً لا وَّحَشَرْنٰهُمْ

وَيَوْمَ	نُسَيِّرُ	الْجِبَالَ	وَتَرَى	الْأَرْضَ	بَارِزَةً	وَّحَشَرْنٰهُمْ
اور جس دن	ہم چلائینگے	پہاڑ	اور تو دیکھے گا	زمین	کھلی ہوئی (صاف میدان)	اور ہم انہیں جمع کرینگے

اور جس دن ہم پہاڑ چلائیں گے اور تو زمین کو صاف میدان دیکھے گا۔ اور ہم انہیں جمع کر لیں گے

فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ﴿۴۷﴾

فَلَمْ نُغَادِرْ	مِنْهُمْ	أَحَدًا
پھر نہ چھوڑیں گے ہم	ان سے	کسی کو

پھر ہم ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے۔

(۴۷) وَاذْكُرْ يَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ يُذْهَبُ بِهَا عَنْ وَجْهِ الْأَرْضِ فَتَصِيْرُ هَبَاءً مُّنْبَثًّا وَفِي قِرَاءَةٍ بِالنُّوْنِ وَكَسْرِ الْيَاءِ وَنَصَبِ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ظَاهِرَةً لَيْسَ عَلَيْهَا شَيْءٌ مِّنْ جَبَلٍ وَّلَا غَيْرِهِ وَحَشَرْنٰهُمْ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ فَلَمْ نُغَادِرْ نَتْرُكْ مِنْهُمْ أَحَدًا ○

(۴۷) اور یاد کر جبکہ پہاڑ ذرہ ذرہ ہو کر زمین سے اڑائے جاویں گے (ایک قرأت میں نُسیر الجبال ساتھ ضمہ نون اور کسرہ یاء و نصب الجبالَ کے) اور دیکھے گا تو زمین کو صاف ظاہر کہ اس پر پہاڑ وغیرہ کچھ باقی نہ رہیں گے۔ اور ہم اکٹھا کریں گے سب مسلمانوں اور کافروں کو سو ہم ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے

تشریح

(۴۷) قیامت کا وہ دن | یہ دنیا تو بہرحال فانی ہے ایک دن ختم ہو کر رہے گی اور یہاں کی ساری رونقیں بھی بے رونق ہو جائینگی فکر اس دن کی ہونی چاہیئے جب قیامت کا وہ دن آئے گا کہ پہاڑ جیسی سخت مخلوق بھی اپنی جگہ سے ہل کر زمین کی گرفت ڈھیلی ہو کر بادلوں کی طرح چلنے لگے گی اس کی بڑی بڑی چٹانیں دھنی ہوئی اون کی طرح فضا میں اڑتی ہوئی نظر آئینگی جیسا کہ سورۃ النحل میں ارشاد ہوا ہے وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (آیت ۸۸ پارہ ۱۴)
"تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو اور سمجھتے ہو کہ یہ سخت جمے ہوئے ہیں مگر وہ چلیں گے اس طرح جیسے بادل چلتے ہیں۔"
زمین پر کوئی روئیدگی کوئی ہریالی کوئی اونچ نیچ اور کوئی عمارت باقی نہ رہے گی وہ ایک چٹیل میدان بن جائے گی جیسا کہ اسی سورت سورۃ الکہف کی آیت ۷ اور ۸ میں ارشاد ہوا ہے "إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَإِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا۔" واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ان لوگوں کو آزمائیں ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے آخر کار ان سب کو ہم ایک چٹیل میدان بے آب و گیاہ صحرا بنا دینے والے ہیں۔"
اور ہم اس چٹیل میدان میں تمام انسانوں کو اس طرح گھیر کر جمع کر دیں گے کہ اگلے پچھلوں میں سے ایک شخص بھی جو آدم سے لیکر قیامت کی آخری گھڑی تک پیدا ہوا ہے، خدا کی عدالت سے غیر حاضر نہ رہ سکے گا۔

وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ

خَلَقْنٰكُمْ	كَمَا	لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا	صَفًّا	رَبِّكَ	عَلٰى	وَعُرِضُوْا
ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا	جیسے	البتہ تم ہمارے سامنے آ گئے	صف بستہ	تیرا رب	پر سامنے	اور وہ پیش کئے جائیں گے

اور وہ تیرے رب کے سامنے صف بستہ پیش کئے جائیں گے (آخر) البتہ تم ہمارے سامنے آ گئے جیسے ہم نے تمہیں

اَوَّلَ مَرَّةٍۢ ۡ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾

مَّوْعِدًا	اَلَّنْ + نَّجْعَلَ + لَكُمْ	زَعَمْتُمْ	بَلْ	مَرَّةٍ	اَوَّلَ
کوئی وقت موعود	کہ ہم ہرگز نہ ٹھہرائیں گے تمہارے لئے	تم سمجھتے تھے	بلکہ (جبکہ)	بار	پہلی

پہلی بار پیدا کیا تھا، جبکہ تم سمجھتے تھے کہ ہم تمہارے لئے ہرگز کوئی وقتِ موعود نہ ٹھہرائیں گے

﴿۴۸﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا حَالٌ اَیْ مُصْطَفِّیْنَ كُلُّ اُمَّةٍ صَفًّا وَّیُقَالُ لَهُمْ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَیْ فُرَادٰی حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا وَّیُقَالُ لِمُنْكِرِی الْبَعْثِ بَلْ زَعَمْتُمْ اَنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِیْلَةِ اَیْ اَنَّهٗ لَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝ لِلْبَعْثِ۔

﴿۴۸﴾ اور وہ سب صف بصف پیش کئے جاویں اپنے رب کے سامنے یعنی ہر ایک امت ایک صف ہوگی اور ان سے کہا جاوے گا کہ بیشک تم ہمارے سامنے تنہا تنہا ننگے پیر ننگے بدن غیر مختون آئے جیسا ہم نے تم کو اول دفعہ پیدا کیا تھا اور قیامت کے انکار کرنے والوں سے کہا جائے گا بلکہ تم گمان کرتے تھے کہ ہم نے تمہارے لئے وعدہ گاہ قیامت کو نہیں بنایا۔

تشریح

﴿۴۸﴾ **قیامت کے دن موت کے بعد دوبارہ زندگی سامنے آجائے گی** دنیا کے آغاز سے لے کر دنیا کے خاتمے تک جب تمام انسانوں کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا اور کوئی ایک شخص بھی چاہے اس نے دنیا میں ایک سانس ہی کیوں نہ لیا ہو باقی نہ رہے گا اور سب کے سب صف در صف گروہ در گروہ رب کے حضور میں پیش ہوں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ تم موت کے بعد کی زندگی کو اور قیامت کے دن کو ایک ڈھکوسلہ سمجھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہم نے تمہارے لئے کوئی وعدے کا وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے حالانکہ ہماری کتابیں تمہیں بتاتی رہیں، ہمارے پیغمبر تمہیں سمجھاتے رہے آخر دیکھ لو آج وہ وقت آگیا نا۔ اور تم ہمارے پاس اسی طرح آئے ہو جیسے ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ آخر وہ ساری باتیں سچی ثابت ہوئیں مگر تم اسے ماننے سے انکار کرتے تھے۔ اور یہ سمجھتے تھے کہ موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔

دیکھ لو! اب تم دوبارہ پیدا ہو گئے ہو یا نہیں۔؟!

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ

وَوُضِعَ	الْكِتٰبُ	فَتَرَى	الْمُجْرِمِيْنَ	مُشْفِقِيْنَ
اور رکھی جائیگی	کتاب	سو تم دیکھو گے	مجرم (جمع)	ڈرتے ہوئے

اور رکھی جائے گی کتاب جو اس میں (لکھا ہوگا) سو تم مجرموں کو اس سے ڈرتے ہوئے دیکھو گے

مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا

مِمَّا	فِيْهِ	وَيَقُوْلُوْنَ	يٰوَيْلَتَنَا	مَالِ	هٰذَا	الْكِتٰبِ	لَا
اس سے جو	اسمیں	اور وہ کہیں گے	ہائے ہماری شامت اعمال	کیسی ہے	یہ	کتاب (تحریر)	نہیں

اور وہ کہیں گے ہائے ہماری شامت اعمال ! کیسی ہے یہ تحریر ! یہ نہیں

يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا

يُغَادِرُ	صَغِيْرَةً	وَّ	لَا كَبِيْرَةً	اِلَّآ ۔ اَحْصٰىهَا	وَوَجَدُوْا
چھوڑتی یہ	چھوٹی بات	اور	نہ بڑی بات	مگر اسے گھیرے (قلمبند کیے) ہوئے	اور وہ پالیں گے

چھوڑتی، چھوٹی سی بات اور نہ بڑی بات مگر اسے قلم بند کئے ہوئے ہے اور وہ پالیں گے

مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۴۹ ع وَاِذْ ع۵ ۱۸

مَا عَمِلُوْا	حَاضِرًا	وَلَا يَظْلِمُ	رَبُّكَ	اَحَدًا	وَاِذْ
جو انہوں نے کیا	سامنے	اور ظلم نہیں کریگا	تمہارا رب	کسی پر	اور جب

جو کچھ انہوں نے کیا (اپنے) سامنے اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور (یاد کرو) جب

قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ

قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ	فَسَجَدُوْٓا	اِلَّآ	اِبْلِيْسَ
ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم سجدہ کرو	آدم کو	تو انہوں نے سجدہ کیا	سوائے	ابلیس

فرشتوں سے کہا تم سجدہ کرو آدم کو تو (ان) سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ

كَانَ	مِنَ	الْجِنِّ	فَفَسَقَ	عَنْ	اَمْرِ ۔ رَبِّهٖ	اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
وہ تھا	سے	جن	وہ (باہر) نکل گیا	سے	اپنے رب کا حکم	سو کیا تم اسکو بناتے ہو

وہ (قوم) جن سے تھا اور وہ اپنے رب کے حکم سے باہر نکل گیا سو کیا تم اس کو

وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ

وَذُرِّيَّتَهٗٓ	اَوْلِيَآءَ	مِنْ دُوْنِيْ	وَهُمْ	لَكُمْ	عَدُوٌّ
اور اس کی اولاد	دوست (جمع)	میرے سوا	اور وہ	تمہارے	دشمن

اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو؟ اور وہ تمہارے دشمن ہیں

بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰

بِئْسَ	لِلظّٰلِمِيْنَ	بَدَلًا
بُرا ہے	ظالموں کے لئے	بدلا

بُرا ہے ظالموں کے لئے بدلا۔

(۴۹) وَوُضِعَ الْكِتٰبُ اَیْ كِتَابُ كُلِّ امْرِئٍ فِیْ یَمِیْنِهٖ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَفِیْ شِمَالِهٖ مِنَ الْكَافِرِیْنَ فَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ الْكَافِرِیْنَ مُشْفِقِیْنَ خَائِفِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَیَقُوْلُوْنَ عِنْدَ مُعَایَنَتِهِمْ مَا فِیْهِ مِنَ السَّیِّئَاتِ یَا لِلتَّنْبِیْهِ وَیْلَتَنَا هَلَكَتَنَا وَهُوَ مَصْدَرٌ لَا فِعْلَ لَهٗ مِنْ لَفْظِهٖ مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً مِنْ ذُنُوْبِنَا اِلَّا اَحْصٰهَا عَدَّهَا وَاَثْبَتَهَا تَعَجَّبُوْا مِنْهُ فِیْ ذٰلِكَ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا مُثْبَتًا فِیْ كِتَابِهِمْ وَلَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝ لَا یُعَاقِبُهٗ بِغَیْرِ جُرْمٍ وَلَا یَنْقُصُ مِنْ ثَوَابِ مُؤْمِنٍ

(۴۹) اور اعمالنامے پیش کئے جاویں گے مسلمان کو ان کا عمل نامہ داہنے ہاتھ میں اور کافر کے بائیں ہاتھ میں دیا جاویگا۔

سو تو دیکھے گا کافروں کو ڈرنے والے اس حالت سے جن میں وہ ہیں اور جب اپنے اعمال نامے کے گناہ دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہماری خرابی اس اعمالنامہ کو کیا ہوا کہ ہر ایک گناہ چھوٹا بڑا اس میں ہے کوئی گناہ باقی نہیں رہا جو اس میں ثابت نہ ہو۔ (ازراہِ تعجب وہ ایسا کہیں گے)

اور جو کچھ انہوں نے کیا اس کو اپنے اعمال نامے میں موجود پاویں گے۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا یعنی بغیر گناہ کے کسی کو نہ پکڑے گا اور ایماندار کا ثواب کم نہ کرے گا۔

(۵۰) وَاِذْ مَنْصُوْبٌ بِاُذْكُرْ قُلْنَا
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
سُجُوْدَ اِنْحِنَاءٍ لَا وَضْعَ
جَبْهَةٍ تَحِيَّةً لَهٗ فَسَجَدُوْٓا
اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ
الْجِنِّ قَالَ هُمْ نَوْعٌ مِنَ
الْمَلٰٓئِكَةِ فَالْاِسْتِثْنَاءُ مُتَّصِلٌ
وَقِيْلَ هُوَ مُنْقَطِعٌ وَ
اِبْلِيْسُ اَبُو الْجِنِّ وَلَهٗ
ذُرِّيَّةٌ ذُكِرَتْ مَعَهٗ بَعْدُ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ لَا ذُرِّيَّةَ لَهُمْ
فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ
اَيْ خَرَجَ عَنْ طَاعَتِهٖ
بِتَرْكِ السُّجُوْدِ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَلْخِطَابُ لِاٰدَمَ
وَذُرِّيَّتِهٖ وَالْهَاءُ فِي
الْمَوْضِعَيْنِ لِاِبْلِيْسَ
اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ تُطِيْعُوْنَهُمْ
وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ اَيْ
اَعْدَاءٌ حَالٌ بِئْسَ
لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝
اِبْلِيْسُ وَذُرِّيَّتُهٗ
فِيْ اِطَاعَتِهِمْ بَدَلَ
اِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

(۵۰) وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ: اور یاد کر جبکہ ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو جھک کر بطور سلام کے نہ یہ کہ سر زمین پر رکھ کر سو سب نے سجدہ کیا سوا شیطان کے کہ وہ جن تھا. بعض نے کہا یہ ایک قسم فرشتوں کی ہے اس صورت میں استثناء متصل ہے. اور کہا گیا کہ استثناء منقطع ہے اور ابلیس باپ جنوں کا ہے اس کی ذریت بھی ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے اور فرشتوں کی ذریت نہیں سو چونکہ ابلیس جن تھا

اس لیے اپنے رب کی فرماں برداری نہ کی سجدہ سے انکار کیا سو کیا اے آدم اور اس کی اولاد تم شیطان کو اور اس کی ذریت کو اپنا دوست بناتے ہو. میرے سوا یعنی ان کی فرماں برداری کرتے ہو

حالاں کہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔

ظالموں نے برا عوض اختیار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے عوض شیطان اور اس کی ذریت کی اطاعت کی۔

تشریح

(۴۹) **میدانِ حشر میں مکافاتِ عمل** اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں خیر و شر نیکی اور بدی کا ایک نظام رکھا ہے اور انسان کو آزمائش اور امتحان کے لیے اس دنیا میں بھیجا ہے. جس طرح دنیا میں ہر چیز کی ایک خاصیت ہے اور اس کی تاثیر ہے، زہر کی تاثیر زندگی کا خاتمہ اور تریاق کی تاثیر صحت و شفا ہے اسی طرح نیکی بدی، طاعت اور معصیت اس کی بھی خاصیتیں اور آثار ہیں. جس طرح دنیا میں زہر اور تریاق کا الگ الگ اثر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح آخرت میں نیکی اور بدی کے آثار اعلانیہ ظاہر ہو جائیں گے۔ ہر ایک کا نامۂ اعمال سامنے رکھ دیا

جائے گا مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی دیکھ کر کانپ رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری بدنصیبی جو ہم نے کیا تھا چھوٹی بڑی کوئی حرکت ایسی نہیں جو اس میں درج نہ ہو، اپنا کیا دھرا سب اپنے حاضر پائیں گے تیرے رب کی طرف سے کسی پر کوئی زیادتی نہ ہوگی ایسا نہیں ہوگا کہ کسی نے کوئی جرم کیا نہ ہو اور وہ نامۂ اعمال میں لکھ دیا جائے یا جرم سے بڑھ کر سزا دی جائے یا بے گناہ کو پکڑا جائے ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ بلا کم و کاست پورا پورا ملے گا۔

(۵۰) <u>گمراہ انسان ازلی دشمن ابلیس کے پھندے میں ہیں</u> وہ انسان جو راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور رحیم و شفیق پروردگار عالم اور سچے خیر خواہ اللہ کے پیغمبروں کو چھوڑ کر ازلی دشمن ابلیس کے پھندے میں پھنس رہے ہیں انھیں آدم و ابلیس کے اس واقعہ کو یاد کرنا چاہیئے کہ جب ابلیس نے آدم کو زمین پر اللہ کا خلیفہ ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

ہوا یہ تھا کہ انسانوں سے پہلے اللہ کی بنائی ہوئی اس زمین پر ایک اور مخلوق آباد تھی اور وہ مخلوق جنات تھے جن بھی انسانوں کی طرح ایک ذی اختیار مخلوق ہے جسے فرماں برداری اور ، انی دونوں کی قدرت بخشی گئی ہے انہیں جنوں میں سے ایک جن شیطان تھا جس کا اصل نام عزازیل اور بعد میں ابلیس اور شیطان اس کا لقب پڑ گیا جب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ (اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً) میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ اور نائب بنانے والا ہوں تو مخلوقات میں ہل چل مچ گئی کہ وہ کون ہوگا جس کے سر پر خلافت کا تاج رکھا جائیگا۔ جنوں میں سے عزازیل نام کا یہ جن بڑا عبادت گذار تھا اور اپنی نیکی کی وجہ سے فرشتوں کی جماعت میں شامل رہتا تھا یہ اعلان سنکر کہ پروردگار زمین پر اپنا نائب اور خلیفہ بنانے والے ہیں دل کی پنہائیوں میں چھپی ہوئی ایک تمنا ابھرنے لگی کہ تاج خلافت میرے سر پر کیوں نہ رکھا جائے۔ اُسے اپنی عبادت گذاری پر ناز تھا۔ جنات کی باہمی لڑائیوں میں عزازیل غیر جانبدار رہا تھا اور فساد برپا کرنے کی وجہ سے جنات کو قتل کیا جا رہا تھا اور ان سے زمین خالی کرائی جا رہی تھی تو عزازیل نے ان سب جھگڑوں سے اپنے آپ کو الگ رکھا تھا اُسے امید تھی کہ یہ اعزاز اسے ملے گا۔

اللہ کا فیصلہ کچھ اور ہی تھا اللہ نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور نوع انسان کو زمین کی خلافت عطا کی فرشتوں اور تمام مخلوقات ارضی کو جو کرۂ زمین کی عمل داری میں فرشتوں کے زیر انتظام آباد تھے سب کو حکم دیا کہ وہ آدم کو زمین پر ہمارا خلیفہ اور نائب تسلیم کر کے علامتی طور پر ان کے آگے جھک جائیں تمام فرشتے اور زمین کی مخلوقات آدم کے سامنے جھک گئیں اللہ کے فرمان کے مطابق آدم اور نوعِ آدم کو اللہ کا خلیفہ تسلیم کیا مگر عزازیل نے انکار کر دیا اس مایوسی اور نامرادی میں اس کا زخمی تکبر ایسا برانگیختہ ہو گیا کہ وہ جرم کا ارتکاب کرنے پر تُل گیا اس کی اس کیفیت کی وجہ سے عزازیل کا نام ابلیس اور شیطان پڑ گیا۔ اس نے پروردگار کو چیلنج کیا کہ میں انسانوں کو بھٹکا دوں گا انھیں گمراہ کر کے چھوڑ دوں گا اور یہ ثابت کر دوں گا کہ یہ مخلوق خلافت کی اہل نہیں ہے۔

اب جو لوگ اللہ کی اطاعت سے نکلتے ہیں وہ انسان کے ازلی دشمن ابلیس
اور اس کی ذریت کو اپنا سرپرست بناتے ہیں۔ یہ کیسا ظلم اور کیسا
بُرا بدل ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جو انسان پر رحیم
و مہربان ہے دشمن کو اپنا
سرپرست بنایا
جائے

٭

مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ

مَا	أَشْهَدْتُهُمْ	خَلْقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْأَرْضِ	وَلَا خَلْقَ	أَنْفُسِهِمْ
نہیں	حاضر کیا میں نے انہیں	پیدا کرنا	آسمانوں	اور زمین	اور نہ پیدا کرنا	انکی جانیں (خود وہ)

میں نے انہیں نہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے (کے وقت) حاضر کیا (بلایا) اور نہ خود انہیں پیدا کرتے (وقت)

وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ

وَمَا كُنْتُ	مُتَّخِذَ	الْمُضِلِّينَ	عَضُدًا	وَيَوْمَ يَقُولُ	نَادُوا	شُرَكَائِيَ
اور میں نہیں	بنانے والا	گمراہ کرنے والے	بازو	اور جس دن وہ فرمائیگا	بلاؤ	میرے شریک (جمع)

میں گمراہ کرنے والوں کو (دست و بازو) بنانے والا نہیں ہوں۔ اور جس دن وہ (اللہ) فرمائے گا بلاؤ میرے شریکوں کو

الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا

الَّذِينَ	زَعَمْتُمْ	فَدَعَوْهُمْ	فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا	لَهُمْ	وَجَعَلْنَا
اور وہ جنہیں	تم نے گمان کیا	پس وہ انہیں پکاریں گے	تو وہ جواب نہ دیں گے	انہیں	اور ہم بنادیں گے

جنہیں تم نے (معبود) گمان کیا تھا پس وہ انہیں پکارینگے تو وہ جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ہلاکت

بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ

بَيْنَهُمْ	مَوْبِقًا	وَرَأَى	الْمُجْرِمُونَ	النَّارَ	فَظَنُّوا	أَنَّهُمْ
ان کے درمیان	ہلاکت کی جگہ	اور دیکھیں گے	مجرم (جمع)	آگ	تو وہ سمجھ جائیں گے	کہ وہ

کی جگہ بنادیں گے اور دیکھیں گے مجرم آگ تو وہ سمجھ جائیں گے کہ وہ اس میں

ع ۷ ۱۹

مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾

مُوَاقِعُوهَا	وَلَمْ يَجِدُوا	عَنْهَا	مَصْرِفًا	
گرنے والے ہیں اس میں	اور وہ نہ پائیں گے	اس سے	کوئی راہ	

گرنے والے ہیں اور وہ اس سے (بچ نکلنے کی) کوئی راہ نہ پائیں گے

﴿۵۱﴾ مَا أَشْهَدْتُهُمْ أَيْ إِبْلِيسَ وَذُرِّيَّتَهُ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ أَيْ لَمْ أُحْضِرْ بَعْضَهُمْ خَلْقَ بَعْضٍ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ الشَّيَاطِينَ

﴿۵۱﴾ میں نے ابلیس اور اس کی ذریت کو آسمانوں اور زمینوں اور ان کے پیدا کرنے میں حاضر نہیں کیا کہ وہ اسوقت موجود ہوں اور

اور میں شیاطین کو جو گمراہ کرنے والے ہیں پیدا

عَضُدًا ○ اَعْوَانًا فِي الْخَلْقِ فَكَيْفَ تُطِيْعُوْنَهُمْ

کرنے میں مددگار بنانے والا نہیں ہوں پھر تم کیونکر ان کی اطاعت کرتے ہو۔

(۵۲) وَيَوْمَ مَنْصُوْبٌ بِاذْكُرْ يَقُوْلُ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الْاَوْثَانَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ لِيَشْفَعُوْا لَكُمْ بِزَعْمِكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ لَمْ يُجِيْبُوْهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ بَيْنَ الْاَوْثَانِ وَعَابِدِيْهَا مَّوْبِقًا ○ وَادِيًا مِنْ اَوْدِيَةِ جَهَنَّمَ يَهْلِكُوْنَ فِيْهَا جَمِيْعًا وَهُوَ مِنْ وَبَقَ بِالْفَتْحِ هَلَكَ۔

(۵۲) اور یاد کرو کہ جس دن اللہ تعالیٰ فرمادیگا کہ بتوں کو پکارو جنکو تم میرا شریک گمان کرتے تھے تاکہ موافق تمہارے گمان کے وہ تمہاری سفارش کریں۔ سو وہ ان کو پکارینگے پس وہ ان کو کچھ جواب نہ دیں گے اور ہم بتوں کے اور ان کے پوجنے والوں کے درمیان ایک دوزخ کا گڑھا حائل کر دینگے کہ وہ سب اس میں گر کر ہلاک ہو جاویں گے۔ (موبقا مشتق ہے وبق سے جس کے معنی ہیں ہلاک ہوا۔)

(۵۳) وَرَاَى الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْا اَيْ اَيْقَنُوْا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا اَيْ وَاقِعُوْنَ فِيْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ○ مَعْدِلًا۔

(۵۳) اور گناہگار دوزخ کو دیکھ کر یقین کریں گے کہ بے شبہ وہ اسمیں گرنے والے ہیں اور وہ کوئی جگہ بچنے کی اس سے نہ پاویں گے۔

تشریح

(۵۱) بندگی کا مستحق صرف خالق ہے | جو لوگ خالق کائنات اللہ رب العالمین کو چھوڑ کر شیطان اور اس کی ذریات کو اپنا سرپرست بناتے ہیں وہ یہ بتائیں کہ بندگی کا حقدار خالق ہے یا مخلوق جس نے سب کچھ بنایا اور پیدا کیا اسی کا حکم چلنا چاہیے اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ جس نے پیدا کیا اسی کو حق پہنچتا ہے کہ اس کا حکم چلے اس کی اطاعت اور بندگی کی جائے، کیا یہ شیطان زمین و آسمان کی تخلیق میں شریک رہے ہیں؟ کیا میں نے زمین و آسمان پیدا کرتے وقت انکو مشورے اور مدد کے لئے بلایا تھا، خالق ہونے کی کونسی صفت انمیں ہے یہ تو خود مخلوق ہیں۔ زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت یہ تو موجود بھی نہیں تھے۔ اول تو اللہ کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے اور مان لو کہ اگر مدد لی بھی جاتی، تو کیا ان گمراہ کرنے والوں کی جو خود بھی بھٹکے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۵۲) اللہ کے مقابلے میں دوسروں کی پیروی کرنا بھی شرک ہے | اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو ساجھی اور شریک بنانے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ کی ہدایات کو چھوڑ کر دوسروں کے احکام کی پیروی کرنا اور اللہ کی رہنمائی کے مقابلے میں ان کی رہبری اختیار کرنا قیامت کے روز یہ دوسری ہستیاں اپنے پیروکاروں کو چھوڑ کر الگ ہو جائینگی اور انکی کسی طرح سے مدد نہ کر سکیں گی اللہ کے سامنے جب پیشی ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اب پکارو ان ہستیوں کو جنھیں تم میرا شریک بنائے بیٹھے تھے اور ان کی پیروی کر رہے تھے مگر ان میں سے کوئی ان کی مدد کو نہیں آئے گا ان کے اور ان کے فرضی معبودوں کے درمیان دنیا کی دوستی کے بجائے نفرت وعداوت کی دوریاں ہونگی ان دونوں میں جو چیز مشترک ہوگی وہ ہلاکت کا وہ گڑھا جس میں وہ فرضی معبود بھی گریں گے اور ان کے پیروکار بھی۔

(۵۳) ان سب کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا | دنیا میں ان کی رفاقت اور عقیدت و محبت کچھ بھی کام نہ آئے گی معبودان باطل بھی اور ان کے پیروکار بھی جب اپنے سامنے بھڑکتی ہوئی آگ دیکھیں گے اور سمجھ لیں گے کہ اب ہمیں اس بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینکا جانا ہے۔ اور اس سے بچنے کے لئے کوئی جائے پناہ ان کو نہ مل پائے گی۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ

وَ	لَقَدْ صَرَّفْنَا	فِیْ	هٰذَا	الْقُرْاٰنِ	لِلنَّاسِ	مِنْ
اور	البتہ ہم نے پھیر پھیر کر بیان کیا	میں	اس	قرآن	لوگوں کے لئے	سے

ہم نے البتہ اس قرآن میں لوگوں کے لئے پھیر پھیر کر ہر قسم کی مثالیں

كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾

كُلِّ + مَثَلٍ	وَكَانَ	الْاِنْسَانُ	اَكْثَرَ + شَيْءٍ	جَدَلًا
ہر طرح کی مثالیں	اور ہے	انسان	ہر شئے سے زیادہ	جھگڑالو

بیان کی ہیں اور انسان ہر شئے سے زیادہ جھگڑالو ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى

وَمَا	مَنَعَ	النَّاسَ	اَنْ	يُّؤْمِنُوْٓا	اِذْ	جَاۗءَهُمُ	الْهُدٰى
اور نہیں	روکا	لوگ	کہ	وہ ایمان لائیں	جب	آگئی انکے پاس	ہدایت

اور لوگوں کو کسی بات نے نہیں روکا کہ وہ ایمان لے آئیں جبکہ ان کے پاس ہدایت آگئی

وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ

وَيَسْتَغْفِرُوْا	رَبَّهُمْ	اِلَّآ	اَنْ	تَاْتِيَهُمْ	سُنَّةُ	الْاَوَّلِيْنَ	اَوْ
اور وہ بخشش مانگیں	اپنا رب	بجز	یہ کہ	انکے پاس آئے	روش	پہلوں کی	یا

اور وہ اپنے رب سے بخشش مانگیں، بجز اسکے کہ ان کے پاس پہلوں کی روش آئے یا اُن کے

يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا

يَاْتِيَهُمُ	الْعَذَابُ	قُبُلًا	وَمَا	نُرْسِلُ	الْمُرْسَلِيْنَ	اِلَّا
آئے ان کے پاس	عذاب	سامنے کا	اور نہیں	ہم بھیجتے	رسول (جمع)	مگر

پاس آئے سامنے کا عذاب۔ اور ہم رسول نہیں بھیجتے مگر

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

مُبَشِّرِيْنَ	وَمُنْذِرِيْنَ	وَيُجَادِلُ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا
خوشخبری دینے والا	اور ڈر سنانے والے	اور جھگڑا کرتے ہیں	وہ جنہوں نے کفر کیا (کافر)

خوش خبری دینے والے اور ڈر سنانے والے اور جھگڑا کرتے ہیں کافر،

بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَ

بِالْبَاطِلِ	لِيُدْحِضُوا	بِهِ	الْحَقَّ	وَاتَّخَذُوا	آيَاتِي	وَ
ناحق (کی باتوں) سے	تاکہ وہ پھسلا دیں	اس سے	حق	اور انہوں نے بنایا	میری آیات	اور

ناحق باتوں کے ساتھ تاکہ وہ اس سے ناحق (بات) کو پھسلا دیں اور انہوں نے بنایا میری آیتوں کو اور

مَا أُنْذِرُوا هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ

مَا	أُنْذِرُوا	هُزُوًا	وَمَنْ	أَظْلَمُ	مِمَّنْ	ذُكِّرَ	بِآيَاتِ
جو جس	وہ ڈرائے گئے	مذاق	اور کون	بڑا ظالم	اس سے جو	سمجھایا گیا	آیتوں سے

جس سے وہ ڈرائے گئے' ایک مذاق۔ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیتوں سے سمجھایا

رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا

رَبِّهِ	فَأَعْرَضَ	عَنْهَا	وَنَسِيَ	مَا قَدَّمَتْ	يَدَاهُ	إِنَّا جَعَلْنَا
اس کا رب	تو اس نے منہ موڑ لیا	اس سے	اور وہ بھول گیا	جو آگے بھیجا	اس کے دونوں ہاتھ	بیشک ہم نے ڈال دیے

گیا تو اس نے اس سے منہ پھیر لیا اور وہ بھول گیا جو اس کے دونوں ہاتھوں نے (اس نے) آگے بھیجا' بیشک ہم نے

عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ

عَلَىٰ + قُلُوبِهِمْ	أَكِنَّةً	أَنْ	يَفْقَهُوهُ	وَفِي	آذَانِهِمْ	وَقْرًا	وَإِنْ
ان کے دلوں پر	پردے	کہ	وہ اسے سمجھ سکیں	اور میں	ان کے کان	گرانی	اور اگر

ان کے دلوں پر پردے ڈال دئے ہیں کہ وہ اس قرآن کو سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی ہے (بہرے ہیں) اور اگر

تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٥٧﴾

تَدْعُهُمْ	إِلَى	الْهُدَىٰ	فَلَنْ	يَهْتَدُوا	إِذًا	أَبَدًا	
تم انہیں بلاؤ	طرف	ہدایت	تو وہ ہرگز	نہ پائیں ہدایت	جب بھی	کبھی بھی	

تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ جب بھی ہرگز ہدایت نہ پائیں گے کبھی بھی۔

﴿٥٤﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا بَيَّنَّا فِي
هٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ صِفَةٌ لِمَحْذُوفٍ
أَيْ مَثَلًا مِنْ جِنْسِ كُلِّ مَثَلٍ
لِيَتَّعِظُوا وَكَانَ الْإِنْسَانُ

﴿٥٤﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کی مثال بیان کی۔

اور کافر آدمی اکثر ناحق جھگڑا کرتا ہے یعنی

أي الكافر أكثر شيء جدلا ○ خصومة في الباطل وهو تمييز منقول من اسم كان المعنى وكان جدل الانسان أكثر شيء فيه

۵۵ وما منع الناس أي كفار مكة أن يؤمنوا مفعول ثان إذ جاءهم الهدى أي القرآن ويستغفروا ربهم إلا أن تأتيهم سنة الأولين فاعل أي سنتنا فيهم وهي الاهلاك المقدر عليهم أو يأتيهم العذاب قبلا ○ مقابلة وعيانا وهو القتل يوم بدر وفي قراءة بضمتين جمع قبيل أي أنواعا

۵۶ وما نرسل المرسلين إلا مبشرين للمؤمنين ومنذرين مخوفين للكافرين ويجادل الذين كفروا بالباطل بقولهم أبعث الله بشرا رسولا ونحوه ليدحضوا به ليبطلوا بجدالهم الحق القرآن واتخذوا آياتي القرآن وما أنذروا به من النار هزوا ○ سخرية

۵۷ ومن أظلم ممن ذكر بآيات ربه فأعرض عنها

کافر کا جھگڑا ناحق پر ہی ہوتا ہے۔

۵۵ اور مکہ کے کافروں کو ایمان لانے سے جبکہ ان کے پاس قرآن آیا اور اپنے رب سے بخشش چاہنے سے منع نہیں کیا مگر اس امر نے کہ ان پر ہمارا وہی طریقہ جاری ہو جو پہلوں پر گزرا یعنی ان کا ہلاک کرنا جو ازل سے لکھا گیا یا ان پر ظاہر عذاب آوے مراد اس سے قتل ہونا بدر کے دن ہے۔

(قُبُلاً بضم قاف وبار جمع قبیل کی ہے یعنی انواع عذاب ان پر آوے۔ یہ ایک قرأۃ ہے اور قرأتِ اول قِبَلا بکسر قاف و فتح بار ہے جس کے معنی مقابلہ اور معاینہ کے ہیں)

۵۶ اور ہم پیغمبروں کو اس لئے بھیجتے ہیں کہ ایمان والوں کو خوش خبری سنادیں اور کافروں کو عذاب سے ڈرادیں۔

اور کافرین ناحق کا جھگڑا کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ کیا اللہ نے آدمی کو پیغمبر بنایا اور اس کے سوا اور اقوال کاذبہ اور باطلہ۔ کافرین جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اپنے جھگڑے سے قرآن کو جھوٹا کریں۔

اور کافروں نے میری آیتوں یعنی قرآن کو اور اس آگ کو جس سے وہ ڈرائے گئے ہنسی مذاق بنایا۔

۵۷ اور اس سے زیادہ کون نا انصاف ہے جسکو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی سو اس نے ان سے منہ پھیر اور

وَنَسِیَ مَاقَدَّمَتْ یَدٰہُ اِلٰی مَاعَمِلَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْمَعَاصِیْ فَلَمْ یَتَفَکَّرُ فِیْ عَاقِبَتِہِمَا اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِہِمْ اَکِنَّۃً اَغْطِیَۃً اَنْ یَّفْقَہُوْہُ مِنْ اَنْ یَفْقَہُوْا الْقُرْاٰنَ اَیْ فَلَا یَفْہَمُوْنَہٗ وَفِیْٓ اٰذَانِہِمْ وَقْرًا ثِقْلًا فَلَا یَسْمَعُوْنَہٗ وَاِنْ تَدْعُہُمْ اِلَی الْہُدٰی فَلَنْ یَّہْتَدُوْٓا اِذًا اَیْ بِالْجَعْلِ الْمَذْکُوْرِ اَبَدًا ۝

بھول گیا اس کو جو اس کے ہاتھوں نے آگے بڑھایا یعنی کفر اور گناہ کئے اور ان کے انجام کو نہ سوچا بیشک ہم نے ان کے دلوں پر قرآن کے سمجھنے پر پردے ڈال رکھے یعنی وہ اس کو نہیں سمجھتے۔ اور ان کے کانوں میں بوجھ کر دیا کہ وہ قرآن کو نہیں سنتے۔ اور اگر تو ان کو ہدایت کی طرف بلائے تو بعد اس کے کہ ان کا یہ حال کر دیا گیا وہ کبھی راہ نہ پائیں گے۔

تشریح

(۵۴) انسان بڑا کٹ حجت ہے | جہاں تک سچائی کے سمجھانے کا تعلق ہے ہم نے قرآن میں طرح طرح سے لوگوں کو سمجھایا ہے واقعات اور دلائل کی روشنی میں حق وصداقت کو واضح کیا ہے مگر انسان اپنے مزاج کے اعتبار سے بڑا کٹ حجت اور جھگڑالو قسم کا واقع ہوا ہے۔ جب اسے ماننا نہیں ہوتا تو صاف اور سیدھی بات میں بھی بخیں نکالنے لگتا ہے فرمائشیں شروع کر دیتا ہے کہ فلاں چیز دکھاؤ تو مانوں گا فلاں دلیل لاؤ تو سمجھونگا۔ جب دلیل کا جواب بن نہیں پڑتا تو مہمل اور بیکار باتیں کرنے لگتا ہے۔

(۵۵) حق کے قبول کرنے میں اب کوئی عذر باقی نہیں ہے | جہاں تک دلیل اور حجت سے بات سمجھانے کا تعلق ہے وہ سمجھائی جا چکی ہے قرآن جیسی عظیم الشان ہدایت نے حق واضح کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے نہ ماننے والوں کی ضد اور دشمنی کو دیکھتے ہوئے اب تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ انہیں انتظار ہے کہ جس طرح پچھلی قوموں کے ساتھ ہوا وہی ان کے ساتھ بھی ہو، یا انہیں عذاب الٰہی کا انتظار ہے یا قیامت کا اس کے علاوہ کوئی چیز حق کے قبول کرنے میں مانع نہیں ہے۔

(۵۶) رسول خبردار کرنے کے لئے ہی بھیجے جاتے ہیں | رسول جو صاحب شریعت بھی ہوتا ہے پہلے وہ لوگوں کو خبردار کر دے اور بتا دے کہ اللہ کی فرماں برداری کا نتیجہ ان کے حق میں بہتر ہوگا اور نافرمانی کا برا انجام ان کے سامنے آئے گا لیکن جب لوگ اپنی نادانی اور غفلت کی وجہ سے انکی تنبیہات سے فائدہ اٹھانے کے بجائے ان سے ہی مطالبہ کرنے لگتے ہیں کہ لاؤ دکھاؤ وہ عذاب جس سے تم ڈراتے ہو اور باطل کا ہتھیار لے کر حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ آخری فیصلہ صادر فرما دیتے ہیں۔

حالانکہ رسول کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ جب اس سے مطالبہ کیا جائے وہ عذاب نازل کر دے وہ صرف خبردار کرتا ہے مگر اللہ کی نشانیوں کو اور رسولوں کی تنبیہات کو مذاق کا نشانہ بنا لینا گویا اللہ کی قدرت کو چیلنج کرنا ہے۔

(۵۷) خیرخواہانہ نصیحت نظرانداز کرتے رہنے سے دلوں پر تالے پڑ جاتے ہیں | اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحیم وشفیق ہیں اسلئے وہ اپنی کتابوں کے ذریعہ اور رسولوں کی زبان وعمل سے نصیحت کرتے ہیں اور خیرخواہی کے ساتھ حق کی دعوت دیتے ہیں لیکن جب انسان نصیحت کی بات سنکر نہیں دیتا اور حق کا مقابلہ مکروفریب اور جھوٹ سے کرتا ہے بلکہ اللہ کی نشانیوں کا مذاق اڑاتا ہے تو اس ضد اور دشمنی کی وجہ سے اس کے دل پر تالے پڑ جاتے ہیں کہ وہ اچھی بات کو مانکر نہیں دیتا صدائے حق کے لئے اس کے کان بہرے ہو جاتے ہیں ایسے لوگ نصیحت سننے سے نہیں مانتے بلکہ ہلاکت کے گڑھے میں گرنے کے بعد ہی ان کو پتہ لگتا ہے کہ یہ راستہ جس پر وہ بڑھے چلے جارہے تھے گھاٹے کا راستہ تھا۔

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُ

وَرَبُّكَ	الْغَفُوْرُ	ذُو + الرَّحْمَةِ	لَوْ	يُؤَاخِذُ
اور تمہارا رب	بخشنے والا	رحمت والا	اگر	مواخذہ کرے

اور تمہارا رب بخشنے والا ، رحمت والا ہے اگر ان کے کئے پر

هُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ

هُمْ	بِمَا	كَسَبُوْا	لَعَجَّلَ	لَهُمُ	الْعَذَابَ
ان کا	اس پر	جوانہوں نے کیا	تو وہ جلد بھیجدے	ان کیلئے	عذاب

وہ ان کا مواخذہ کرے تو وہ جلد بھیج دے ان کے لئے عذاب

بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ

بَلْ	لَهُمْ	مَوْعِدٌ	لَنْ + يَجِدُوْا	مِنْ + دُوْنِهٖ
بلکہ	ان کیلئے	ایک وقت مقرر	وہ ہرگز نہ پائیں گے	اس سے ورے

بلکہ ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے وہ ہرگز نہ پائیں گے اس کے ورے

مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰى اَهْلَكْنٰهُمْ

مَوْئِلًا	وَ تِلْكَ	الْقُرٰى	اَهْلَكْنٰهُمْ
پناہ کی جگہ	اور یہ (ان)	بستیاں	ہم نے انہیں ہلاک کردیا

پناہ کی جگہ اور ان بستیوں کو جب انہوں نے ظلم کیا ، ہم نے

لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾

لَمَّا	ظَلَمُوْا	وَجَعَلْنَا	لِمَهْلِكِهِمْ	مَوْعِدًا
جب	انہوں نے ظلم کیا	اور ہم نے مقرر کیا	انکی تباہی کے لئے	ایک مقررہ وقت

ہلاک کردیا ۔ اور ہم نے ان کی تباہی کے لئے ایک وقت مقرر کیا

﴿۵۸﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ
لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ فِي الدُّنْيَا
بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ
الْعَذَابَ فِيهَا بَلْ لَهُمْ

﴿۵۸﴾ اور تیرا رب بہت بخشنے والا صاحب رحمت ہے اگر دنیا میں ان کو ان کے عملوں پر پکڑے تو جلد اُن پر عذاب بھیجے یعنی دنیا ہی میں انکو مبتلائے مصیبت کرے۔

بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ کی جگہ ہے

مَوْعِدٌ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ لَنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ○ مَلْجَاً مِنَ الْعَذَابِ

کہ اس میں وہ عذاب سے بچ نہ سکیں گے وہ دن قیامت کا ہے۔

(۵۹) وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَىْ اَهْلُهَا كَعَادٍ وَثَمُوْدَ وَغَيْرِهِمَا اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا كَفَرُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ لِاِهْلَاكِهِمْ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْمِيْمِ اَىْ لِهَلَاكِهِمْ مَوْعِدًا ○

(۵۹) اور یہ شہر یعنی ان کے رہنے والے جیسے عاد اور ثمود اور ان کے سوا ہم نے ان کو ہلاک کیا جبکہ وہ کافر ہوئے۔

اور ہم نے ان کے ہلاک کرنے کا ایک وقت مقرر کیا۔

تشریح

(۵۸) **اللہ کی طرف سے ڈھیل اس کی رحمت کی وجہ سے ہوتی ہے** آپ کا رب بہت درگزر کرنے والا اور بڑا رحیم وکریم ہے اس لئے اس کی شان رحیمی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ مجرموں کو پکڑنے میں جلد بازی سے کام نہیں لیتا اور ان کو سنبھلنے کا موقع دینے کے لئے ڈھیل دیتا رہتا ہے لیکن سزا میں بھی تاخیر کا ایک وقت مقرر ہے جب وہ مقررہ وقت آجائے گا تو اللہ تعالے اس طرح سے پکڑیں گے کہ مجرموں کو بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔

(۵۹) **یہ اجڑے دیار پکار پکار کر ہلاکت کی کہانیاں سنا رہے ہیں** ذرا ان ہلاک شدہ بستیوں کو دیکھو، یہ قوم سبا، یہ قوم ثمود، یہ مدین یہ قوم لوط کے اجڑے دیار اپنی ہلاکت کی کہانیاں سنا رہے ہیں۔ آتے جاتے جب ان بستیوں پر نظر پڑے تو یاد کر لیا کرو کہ کبھی یہ لوگ بھی بڑے زور آور تھے آج یہ کھنڈرات بتا رہے ہیں کہ عذاب الٰہی کے بعد کوئی جائے پناہ نہیں رہتی۔ جب انہوں نے ظلم کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ہر ایک کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر تھا جب وہ مقررہ وقت آگیا تو جو ہونا تھا ہو کر رہا۔

حضرت موسیٰ و خضر علیہ السلام

کے قصّے پر ایک نظر

اھلِ کتاب کے مشورے سے مکّے کے مشرکین نے نبی ؐ کا امتحان لینے کے لئے جو تین سوال کئے تھے اس میں دوسرا سوال یہ تھا کہ قصۂ خضر کی حقیقت کیا ہے۔ حضرت خضر ؑ کا واقعہ بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی تاریخ سے متعلق تھا اسلئے اہل کتاب نے اس واقعہ کے متعلق سوال کیا تھا تا کہ معلوم ہو جائے کہ نبی ؐ کے پاس علم کا کوئی غیبی ذریعہ ہے یا نہیں۔؟ اللہ تعالےٰ نے اصحاب کہف کے واقعہ کی طرح حضرت خضر ؑ کا واقعہ بھی نبی ؐ کی زبان سے پیش کردیا۔

واقعۂ خضرؑ سنانے سے یہ مقصود بھی ہے کہ ہماری نگاہوں کے سامنے صرف ظاہری حالات ہوتے ہیں ان حالات و واقعات کے پیچھے اللہ کی حکمتیں اور مصلحتیں ہمارے سامنے نہیں ہوتیں۔ حضرت خضر ؑ کا یہ واقعہ بتاتا ہے کہ تشریعی احکام کے علاوہ جن کا بندہ مکلف ہے اور جن کی ادائیگی بندے کی ذمہ داری ہے، اللہ کے تکوینی احکام بھی ہیں جن کی حکمت اور مصلحت تک ظاہر بیں نگاہیں نہیں پہونچ پاتیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کو اپنے کارخانۂ مشیت کا ذرا سا پردہ اٹھا کر یہ بتایا ہے کہ یہاں دنیا میں رات دن جو کچھ ہو رہا ہے ــ اس کے پیچھے کیا مصلحتیں ہیں اور کس طرح حالات کا ظاہر ان کے باطن سے مختلف ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ ؑ کی حضرت خضر ؑ سے کس طرح ملاقات ہوتی ہے اور کیا واقعات پیش آتے ہیں قرآن ان پر روشنی ڈالتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ ؑ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ ہمارے ایک بندے خضر سے ملاقات کریں ملاقات کا طریقہ یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ اپنے ساتھ ایک مچھلی پکا کر لے چلیں اور سمندر کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے دو دریاؤں کے سنگم پر پہونچ جائیں۔ جب آپ دریاؤں کے سنگم پر پہونچ جائیں گے تو یہ مچھلی زندہ ہو کر سمندر میں چلی جائے گی اس کے آس پاس ہی ہمارا بندہ خضر آپ کو ملیگا۔

حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ کے حکم کے مطابق یوشع بن نون کو رفیقِ سفر کے طور پر اپنے ساتھ لیا۔ حضرت یوشع کو تاکید کردی کہ تم بھی مچھلی کا خیال رکھنا۔ میں بہر حال منزلِ مقصود تک یہ سفر جاری رکھوں گا۔

ایک چٹان کے پاس حضرت موسیٰ ؑ آرام کرنے کے لئے لیٹے نیند آگئی اور وہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔ حضرت یوشع نے دیکھا اور سوچا کہ حضرت موسیٰ اٹھیں گے تو ان کو بتا دوں گا مگر جب موسیٰ بیدار ہوئے تو یوشع ان کو یہ بات بتانا بھول گئے اور سفر شروع کردیا۔ آگے چل کر موسیٰ ؑ نے رفیق سفر سے کہا کہ لاؤ ہمارا ناشتہ لاؤ۔ آج کے سفر میں ہم بُری طرح تھک گئے ہیں۔ اب یوشع کو مچھلی کا خیال آیا اور انہوں نے موسیٰ ؑ کو بتایا کہ جب آپ

چٹان کے پاس آرام کر رہے تھے اس وقت مچھلی زندہ ہوکر دریا میں چلی گئی تھی اور شیطان نے مجھے ایسا غافل کر دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کرنا بھول گیا۔ موسیٰ ؑ نے کہا اسی جگہ کی تو ہمیں تلاش تھی یہ دونوں پھر واپس ہوئے اور وہیں آس پاس تلاش کرنے پر حضرت خضر سے ملاقات ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص تکوینی علم عطا کیا تھا۔

حضرت موسیٰ ؑ نے حضرت خضر سے درخواست کی کہ میں آپ کے ساتھ کچھ دیر رہنا چاہتا ہوں تا کہ وہ علم و دانش جو اللہ نے آپکو خاص طور پر عطا کیا ہے اس کا کچھ حصہ حاصل کرسکوں۔

حضرت خضر ؑ نے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کرسکیں گے اور ظاہر ہے کہ جس چیز کی آپ کو خبر نہ ہو اس پر آپ صبر کربھی کیسے سکتے ہیں۔ آپ کو اللہ نے شریعت کے احکام و اسرار کا علم عطا کیا ہے۔ تکوینی علم کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ آپ ایک عمل کے ظاہر کو دیکھیں گے اور اس پر حکم لگائیں گے۔ اس عمل کا باطن اللہ کے اسرار و تکوین سے متعلق ہے اسلئے آپکا اور ہمارا ساتھ نبھ نہیں پائیگا۔

حضرت موسیٰ ؑ نے جواب دیا انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملے میں آپکی مخالفت نہیں کرونگا۔

حضرت خضر نے کہا اچھا آپ اگر میرے ساتھ چلتے ہیں تو اگر کوئی بات آپ کو بظاہر ناحق نظر آئے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھیں جب تک میں خود آپ سے اس کا ذکر نہ کروں۔

اب یہ دونوں روانہ ہوئے اور ایک کشتی میں سوار ہوگئے۔ کشتی والوں نے دونوں بزرگوں کو دیکھ کر بڑی عزت کے ساتھ کشتی میں بٹھالیا اور کوئی اجرت بھی نہیں لی۔ جب کشتی کنارے کے قریب پہنچنے لگی تو حضرت خضر نے کشتی کا تختہ توڑ دیا۔ حضرت موسیٰ کو کشتی والوں کے احسان کے بدلے میں یہ حرکت دیکھ کر بہت تعجب ہوا اور کہا کہ آپ نے کشتی کو توڑ دیا تاکہ سب کشتی والوں کو ڈبو دیں یہ تو آپ نے بڑی سخت حرکت کر ڈالی۔

حضرت خضر نے کہا میں نے تم سے کہا تھا نہ کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کرسکتے۔!

حضرت موسیٰ نے کہا کہ بھول چوک پر آپ میری گرفت نہ کریں یہ جو مجھ سے ہوا اچانک بھولے سے ہوگیا آپ میرے معاملہ میں سختی نہ فرمائیں۔

پھر یہ دونوں آگے چلے ایک بستی کے قریب چند لڑکے کھیل رہے تھے انمیں ایک لڑکا بہت خوبصورت اور ہونہار نظر آرہا تھا خضر نے اسکو اٹھایا اور اتنی زور سے زمین پر پٹخا کہ اس کا دم نکل گیا۔ بعض روایات میں اس لڑکے کا نام جیسور بتایا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ ؑ نے اعتراض کیا کہ آپ نے ایک بے گناہ کی جان لے لی۔ حالانکہ اس نے کسی کا خون نہیں کیا تھا کہ بدلے میں اس کو قتل کیا جائے۔

حضرت خضر نے کہا کہ میں نے آپ سے کہا تھا نہ کہ ایسے واقعات اور حالات دیکھنے میں آئیں گے جن پر آپ خاموشی کے ساتھ صبر نہیں کرسکیں گے اور آخر دیکھئے وہی ہوا ہے کہ آپ کے لئے ان حالات پر کچھ نہ کہنا مشکل ہے۔

کشتی کا توڑنا اور ایک معصوم لڑکے کا قتل یہ دونوں ہی واقعات شریعت کے احکام سے ٹکراتے ہیں شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ کسی کے مال کو یا جان کو نقصان پہنچایا جائے۔ حضرت موسیٰ پیغمبر تھے شرعی احکام کے پابند تھے ان کا سوال کرنا اپنی جگہ پر بالکل درست تھا مگر اللہ تعالیٰ یہ دکھانا چاہتے تھے کہ اس جہان کا ایک تکوینی نظام ہے جو ظاہری نظام سے بالکل مختلف ہے یہاں ایک چیز نامناسب معلوم ہو رہی ہے لیکن اللہ کے تکوینی نظام میں وہ باعثِ خیر ہے۔ ایک چیز بظاہر اچھی معلوم ہو رہی ہے لیکن تکوینی نظام میں وہ باعثِ خیر نہیں ہے۔ عَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ

(آیت ۲۱۶ پارہ ۲ سورۃ البقرہ)

صلح حدیبیہ میں بظاہر شکست نظر آرہی ہے، حضرت عمرؓ تعجب سے پوچھتے ہیں" أَوَفَتْحٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ " اللہ کے رسول کیا یہ فتح ہے؟ جس وقت صلح حدیبیہ کی تکمیل ہوتی ہے اسی روز آیت نازل ہوتی ہے " إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا۔"

حضرت خضر کارگاہِ مشیت کے ایک رکن کی حیثیت سے یہ کام انجام دے رہے ہیں اور بتانا یہی ہے کہ اللہ کی اس کائنات کا نظام اللہ کی مشیت سے اس طرح انجام پاتا ہے کہ اللہ کے ہر حکم میں مصلحت اور حکمت پوشیدہ ہوتی ہے جس کا اظہار بھی وقت سے پہلے کرنا خلافِ مصلحت ہوتا ہے۔

موسیٰ ؑ بیشک ایک پیغمبر ہونے کی حیثیت سے احکام اور اسرارِ شریعت کے سب سے بڑے عالم ہیں لیکن اللہ کے علم کے مقابلے میں ان کا علم ایسا ہی ہے جیسے سمندر کا ایک قطرہ، اسلئے یہ بات اپنی جگہ صحیح ہوتے ہوئے بھی کہ حضرت موسیٰ یہ کہیں کہ اس وقت روئے زمین پر مجھ سے بڑا عالم کوئی اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کو یہ بھی دکھلانا تھا کہ ابھی کتنے ہی علوم ہیں جن سے باخبر انسان بھی بے خبر ہیں۔

حضرتِ موسیٰ کہتے ہیں کہ بس اس مرتبہ ایک موقعہ اور دیں، اگر میں سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں ایسا کرنے میں آپ معذور ہونگے اور میری طرف سے کوئی الزام آپ پر نہ ہوگا۔

اب یہ دونوں آگے چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے۔ عام طریقہ ہے کہ لوگ مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں لیکن اس بستی والوں نے حضرتِ موسیٰ اور حضرت خضر کی مہمانی سے انکار کردیا ایسے روکھے لوگوں کی بے رُخی اور بداخلاقی پر غصہ آنا چاہیے تھا مگر ناراضگی کے بجائے حضرتِ خضر اس بستی کے ایک مکان کی دیوار کو گرتا دیکھ کر بغیر اجرت کے اس کو سیدھا کر دیتے ہیں۔ حضرت موسیٰ ؑ یہ دیکھ کر بول اٹھتے ہیں کہ اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔ جب بستی والوں نے مسافر کا اتنا حق بھی نہ سمجھا کہ مہمانداری کریں تو ان کی دیوار مفت بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ اجرت لے کر یہ کام کرتے تو کھانے پینے کا کام بھی چل جاتا اور ان بداخلاق لوگوں کو تنبیہ بھی ہوتی۔

حضرتِ خضر نے کہا کہ بس ہمارا اور آپ کا ساتھ ختم ہوا وعدے کے مطابق آپ مجھ سے الگ ہوجائیں۔ لیکن جانے سے پہلے میں آپ کو ان باتوں کی حقیقت بتانا چاہتا ہوں جن پر آپ خاموش نہیں رہ سکے۔

○ کشتی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرکے پیٹ پالتے تھے، آگے ایک بادشاہ کا علاقہ تھا جو اچھی کشتی کو دیکھ کر چھین لیتا تھا یا بیگار میں پکڑ لیتا تھا، میں نے چاہا کہ کشتی کو عیب دار کر دوں تاکہ اس ظالم سے کشتی محفوظ رہ جائے۔ اب بظاہر تو یہ کام ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کشتی والوں کے حسنِ سلوک کے جواب میں انکی کشتی کو نقصان پہنچایا جا رہا تھا لیکن اس نقصان میں ان غریب کشتی والوں کا فائدہ چھپا ہوا تھا اسلئے میں نے اللہ کے حکم سے ایسا کیا۔

○ رہا لڑکے کا معاملہ تو اس بچے کے والدین صاحبِ ایمان تھے اگرچہ ہر بچہ معصوم اور فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر غلط ماحول اور برے اثرات سے بگڑ بھی جاتا ہے۔ اللہ کے علم میں تھا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر اپنی سرکشی اور کفر سے اپنے نیک والدین کے لئے اذیت کا باعث ہوگا اسلئے اللہ کی حکمت کا تقاضا یہ ہوا کہ اس بچہ کی بجائے اللہ تعالیٰ اس کے نیک والدین کو صالح اور نیک اولاد عطا کرے جو اس کے والدین کے لئے باعثِ خیر بنے۔

○ اب رہی تیسری بات دیوار کی اس کا معاملہ یہ ہے کہ یہ دیوار دو یتیم بچوں کی ہے جو اسی شہر میں رہتے ہیں ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا اس دیوار کے نیچے اسکی دولت مدفون ہے۔ اللہ کی مرضی یہ تھی کہ جب بچے بڑے ہوجائیں تو انکے باپ کی دولت انکو مل جائے اگر یہ دیوار وقت سے پہلے گر جاتی تو وہ دولت بچوں کے کام نہ آتی اور دوسرے لوگ اسکو ہتھیا لیتے اللہ کی رحمت ان بچوں پر تھی میں نے جو کچھ کیا اللہ کے حکم سے کیا اپنے اختیار سے کچھ نہیں کیا۔ یہ حقیقت ہے ان باتوں کی جن پر آپ خاموش نہیں رہ سکے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ

مَجْمَعَ - الْبَحْرَيْنِ	أَبْلُغَ	حَتَّىٰ	لَا أَبْرَحُ	لِفَتَاهُ	مُوسَىٰ	قَالَ	وَإِذْ
دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ	میں پہنچ جاؤں	یہاں تک	میں نہ ہٹوں گا	اپنے جوان (شاگرد) سے	موسیٰ	کہا	اور جب

اور (یاد کرو) جب موسیٰ ؑ نے اپنے جوان شاگرد سے کہا میں ہٹوں گا نہیں (چلتا رہوں گا) یہاں تک کہ پہنچ جاؤں دو دریاؤں کے ملنے کی

أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾

حُقُبًا	أَمْضِيَ	أَوْ
مدتِ دراز	چلتا رہوں گا	یا

جگہ (سنگم پر) یا مدتِ دراز چلتا رہوں گا۔

(٦٠) وَاذْكُرْ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ هُوَ ابْنُ عِمْرَانَ لِفَتَاهُ يُوشَعُ ابْنِ نُونٍ وَكَانَ يَتْبَعُهُ وَيَخْدِمُهُ وَيَأْخُذُ مِنْهُ الْعِلْمَ لَا أَبْرَحُ لَا أَزَالُ أَسِيرُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ مُلْتَقَى بَحْرِ الرُّوْمِ وَبَحْرِ فَارِسٍ مِمَّا يَلِي الْمَشْرِقَ أَيِ الْمَكَانُ الْجَامِعُ لِذٰلِكَ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿﴾ دَهْرًا طَوِيلًا فِي بُلُوْغِهِ إِنْ بَعُدَ

(٦٠) وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا الخ اور یاد کر جبکہ موسیٰ بن عمران نے اپنے خادم یوشع بن نون سے جو اس کیساتھ رہتا تھا اور اس سے علم سیکھتا تھا کہا کہ میں برابر چلتا رہوں گا یہاں تک کہ پہنچوں مجمع البحرین تک جہاں بحر روم اور بحر فارس ملتے ہیں مشرق کی جانب یا اگر وہ جگہ دُور ہوگی تو زمانہ دراز تک چل کر وہاں پہنچوں گا۔

تشریح

(٦٠) **حضرت موسیٰ کے سفر کا آغاز** اللہ کی طرف حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ تم ہمارے بندے خضر سے ملاقات کے لئے سمندر کے کنارے کنارے سفر کرو یہاں تک کہ دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچ جاؤ۔ حضرت موسیٰ نے اللہ کے حکم کے مطابق سفر کا آغاز کیا اپنے ساتھ ایک خادم یا رفیق سفر کو لیا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام یوشع بن نون تھا جو حضرت موسیٰ ؑ کے خاص خادم تھے پھر بعد میں حضرت موسیٰ کے خلیفہ ہوئے اور پیغمبر بنے۔ حضرت موسیٰ ؑ نے اپنے رفیق سفر سے کہا کہ میں جب تک اپنی منزل مقصود دو دریاؤں کے سنگم تک نہ پہنچ جاؤں سفر ختم نہیں کرونگا اس کے لئے مجھے جب تک بھی سفر کرنا پڑے کرونگا۔ یہ مجمع البحرین دو دریاؤں کا سنگم کونسا ہے قرآن مجید میں اسکی وضاحت نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ یہ وہ مقام ہو جہاں موجودہ شہر خرطوم (سوڈان) کے قریب دریائے نیل کی دو بڑی شاخیں البحرالابیض اور البحرالازرق آکر ملتی ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ دو دریا بحر فارس اور بحر روم ہیں جہاں ان دونوں کا فاصلہ بہت کم رہ جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مجمع البحرین وہ مقام ہے جہاں دجلہ اور فرات خلیج فارس میں گرتے ہیں۔

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ

فَلَمَّا	بَلَغَا	مَجْمَعَ	بَيْنِهِمَا	نَسِيَا	حُوتَهُمَا	فَاتَّخَذَ	سَبِيلَهُ
پھر جب	وہ دونوں پہنچے	ملنے کا مقام	دونوں کے دریا	وہ بھول گئے	اپنی مچھلی	تو اس نے بنا لیا	اپنا راستہ

پھر جب وہ دونوں (دریاؤں کے) سنگم پر پہنچے تو وہ اپنی مچھلی بھول گئے تو اس (مچھلی) نے اپنا راستہ بنا لیا

فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾

فِي	الْبَحْرِ	سَرَبًا
میں	دریا	سرنگ کی طرح

دریا میں سرنگ کی طرح

﴿٦١﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ نَسِيَا حُوتَهُمَا نَسِيَ يُوشَعُ حَمْلَهُ عِنْدَ التَّرْحِيلِ وَنَسِيَ مُوسٰى تَذْكِيرَهُ فَاتَّخَذَ الْحُوتُ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ أَيْ جَعَلَهُ بِجَعْلِ اللّٰهِ سَرَبًا ○ أَيْ مِثْلَ السَّرَبِ وَهُوَ الشَّقُّ الطَّوِيلُ لَا نَفَاذَ بِهِ وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَمْسَكَ عَنِ الْحُوتِ جَرْيَ الْمَاءِ فَانْجَابَ عَنْهُ فَبَقِيَ كَالْكُوَّةِ لَمْ يَلْتَئِمْ وَجَمَدَ مَا تَحْتَهُ مِنْهُ

﴿٦١﴾ سو جب پہنچا موسیٰ مع اپنے خادم کے مجمع البحرین پر بھول گئے وہ دونوں اپنی مچھلی یعنی یوشع اس مچھلی کا اٹھانا چلتے وقت بھول گیا اور موسیٰ کو اس کا یاد دلانا یاد نہ رہا سو مچھلی نے راستہ دریا کا پکڑا اور اللہ کی قدرت سے دریا میں ایک سوراخ کر دیا۔

اور یہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو ہر طرف سے روک لیا جس جگہ مچھلی گئی تھی وہ جگہ کھلی رہ گئی اور ایک سوراخ باقی رہ گیا جو نہ ملا اور جو اس کے نیچے کی طرف پانی تھا وہ جم گیا۔

تشریح

﴿٦١﴾ حضرت خضر سے ملاقات کے لیے جگہ کی علامت | مجمع البحرین کے وسیع علاقے میں حضرت خضر سے ملاقات کی جگہ کیلئے یہ علامت متعین کر دی کہ آپ اپنے ساتھ بھونی ہوئی مچھلی پکا کر لے چلیں مجمع البحرین کے علاقے میں پہنچ کر جس جگہ وہ مچھلی زندہ ہو کر سمندر میں چلی جائے اسکے آس پاس ہی ہمارا بندہ خضر آپکو ملیگا۔ حضرت موسیٰ اور ان کے رفیقِ سفر یوشع بن نون جب مجمع البحرین کے علاقے میں پہونچے تو حضرت موسیٰ ایک بڑے پتھر کے قریب آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے اور آپ کو نیند آ گئی، کہتے ہیں کہ اس پتھر کے نیچے آب حیات کا چشمہ جاری تھا ان دونوں کو مچھلی کا خیال نہ رہا حضرت موسیٰ سو رہے تھے، رفیق سفر جاگ رہے تھے۔ بھنی ہوئی مچھلی اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر زنبیل سے نکلی اور سرنگ سی بناتی ہوئی دریا میں چلی گئی۔ یوشع نے دیکھا اور ارادہ کیا کہ موسیٰؑ جاگیں گے تو ان کو یہ حیرت انگیز بات بتاؤں گا۔

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ

فَلَمَّا	جَاوَزَا	قَالَ	لِفَتٰىهُ	اٰتِنَا	غَدَآءَنَا	لَقَدْ + لَقِيْنَا	مِنْ
پھر جب	وہ آگے چلے	اسنے کہا	اپنا شاگرد	ہمارے پاس لاؤ	ہمارا صبح کا کھانا	البتہ ہم نے پائی	سے

پھر جب وہ آگے چلے تو موسیٰؑ نے اپنے شاگرد سے کہا ہمارے لئے صبح کا کھانا لاؤ البتہ ہم نے اپنے اس

سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى

سَفَرِنَا	هٰذَا	نَصَبًا	قَالَ	اَرَءَيْتَ	اِذْ	اَوَيْنَآ	اِلَى
اپنا سفر	اس	تکلیف	اس نے کہا	کیا آپ نے دیکھا؟	جب	ہم ٹھہرے	طرف۔پاس

سفر سے بہت (تکلیف) تھکان پائی ہے۔ اس نے کہا کیا آپ نے دیکھا؟ جب ہم پتھر کے پاس

الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا

الصَّخْرَةِ	فَاِنِّيْ	نَسِيْتُ	الْحُوْتَ	وَمَآ	اَنْسٰنِيْهُ	اِلَّا
پتھر	تو بیشک میں	بھول گیا	مچھلی	اور نہیں	بھلایا مجھے	مگر

ٹھہرے تو بے شک میں مچھلی بھول گیا اور مجھے نہیں بھلایا مگر

الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾

الشَّيْطٰنُ	اَنْ + اَذْكُرَهٗ	وَاتَّخَذَ	سَبِيْلَهٗ	فِي	الْبَحْرِ	عَجَبًا
شیطان	کہ میں اس کا ذکر کروں	اور اس نے بنا لیا	اپنا راستہ	میں	دریا	عجیب طرح

شیطان نے کہ میں (آپ سے) اس کا ذکر کروں، اور اس نے بنا لیا اپنا راستہ دریا میں عجیب طرح سے

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾

قَالَ	ذٰلِكَ	مَا كُنَّا نَبْغِ	فَارْتَدَّا	عَلٰٓى	اٰثَارِهِمَا	قَصَصًا	
اس نے کہا	یہ	جو ہم چاہتے تھے	پھر وہ دونوں لوٹے	پر	اپنے نشاناتِ قدم	دیکھتے ہوئے	

موسیٰ نے کہا یہی ہے (وہ مقام) جو ہم چاہتے تھے، پھر وہ دونوں لوٹے اپنے نشاناتِ قدم پر دیکھتے ہوئے۔

﴿۶۲﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا ذٰلِكَ الْمَكَانَ
بِالسَّيْرِ اِلٰى وَقْتِ الْغَدَآءِ
مِنْ ثَانِيْ يَوْمٍ قَالَ لِفَتٰىهُ
اٰتِنَا غَدَآءَنَا هُوَ مَا يُؤْكَلُ
اَوَّلَ النَّهَارِ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ

﴿۶۲﴾ سو جب وہ دونوں اس جگہ سے چلے اور چلتے چلتے اگلے دن کی صبح ہو گئی موسیٰ نے اپنے رفیق سے کہا لا ہمارے پاس ہمارا صبح کا کھانا بیشک ہم کو اس ہمارے سفر میں بہت تکان ہوا۔ اور یہ تکان اس وقت حاصل ہوا جب مقصد سے آگے بڑھ گئے۔

سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ○ تَعَبًا
وَحُصُوْلُهٗ بَعْدَ الْمُجَاوَزَةِ

(۶۳) قَالَ اَرَاَيْتَ اَیْ تَنَبَّهْ اِذْ
اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ بِذٰلِكَ
الْمَكَانِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ
وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ
يُبْدَلُ مِنَ الْهَاءِ
اَنْ اَذْكُرَهٗ ج بَدَلُ اِشْتِمَالٍ
اَیْ اَنْسَانِیْ ذِكْرَهٗ وَاتَّخَذَ
الْحُوْتُ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ
عَجَبًا ○ مَفْعُوْلٌ ثَانٍ اَیْ
يَتَعَجَّبُ مِنْهُ مُوْسٰى وَفَتَاهُ
لِمَا تَقَدَّمَ فِیْ بَيَانِهٖ

(۶۳) یوشع نے کہا خبردار ہو کہ جب ہم اس جگہ تھے جہاں پتھر تھا میں وہاں مچھلی بھول آیا اور شیطان نے مجھے بھلایا کہ میں مچھلی بھول آیا اور مطلق یاد نہ آیا۔

اور مچھلی نے دریا کا راستہ لیا۔

موسیٰ اور اس کا رفیق مچھلی کے دریا میں گھسنے اور سوراخ کھلا رہنے سے تعجب کرتے تھے۔

(۶۴) قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ اَیْ فَقْدُنَا
الْحُوْتَ مَا الَّذِیْ كُنَّا نَبْغِ ن
نَطْلُبُهٗ فَاِنَّهٗ عَلَامَةٌ لَنَا عَلٰى
وُجُوْدِ مَنْ نَطْلُبُهٗ فَارْتَدَّا
رَجَعَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا يَقُصَّانِهَا قَصَصًا ○
فَاَتَيَا الصَّخْرَةَ

(۶۴) موسیٰ نے کہا یہ ہمارا گم کرنا مچھلی کو وہ ہے جو ہم چاہتے تھے کہ ہمارے لئے یہ نشانی ہے اس شخص کے ملنے کی جس کو ہم ڈھونڈھتے تھے۔
سو وہ دونوں پیچھے کو واپس ہوئے نشانِ قدم دیکھتے ہوئے۔ پس آئے اس پتھر کے پاس جو مقصود کے ملنے کی جگہ تھی۔

تشریح

(۶۲) حضرت موسیٰ نے خادم سے ناشتہ طلب کیا | حضرت موسیٰ بیدار ہوئے اور اپنے خادم کیساتھ آگے سفر کیلئے روانہ ہوئے چلتے رہے چلتے چلتے کچھ تھکن محسوس ہوئی تو آرام کیلئے بیٹھ گئے اور خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ آج تو ہم سفر میں بُری طرح تھک گئے ہیں۔

(۶۳) ناشتہ طلب کرنے پر خادم کو مچھلی یاد آئی | جب حضرت موسیٰ ع نے اپنے خادم خاص اور رفیقِ سفر یوشع بن نون سے تھکن کا اظہار کرتے ہوئے ناشتہ طلب کیا تو اب انھیں مچھلی کا واقعہ یاد آیا، انھوں نے کہا جب ہم اس چٹان کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے اور آپ کو نیند آگئی تھی اس وقت میں نے یہ حیرت انگیز بات دیکھی کہ مچھلی زندہ ہو کر ایک سرنگ سی بناتی ہوئی دریا میں چلی گئی اس وقت شیطان نے مجھے ایسا غافل کر دیا کہ میں یہ بات آپ سے کہنا ہی بھول گیا۔

(۶۴) ہمیں اسی جگہ کی تلاش تھی | رفیق سفر کی یہ بات سنکر حضرت موسیٰ ع نے کہا ہمیں اسی کی تو تلاش تھی ہمیں اللہ نے یہی علامت بتائی تھی کہ جہاں ناشتہ کی مچھلی غائب ہو جائے وہی مقام اس بندے کی ملاقات کا ہے چنانچہ یہ دونوں اپنے پیروں کے نشانات دیکھتے ہوئے پھر اسی جگہ واپس ہوئے جہاں مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی تھی۔

ملاقات کی جگہ کا اس انداز سے پتہ بتانا اسلئے بھی ہو سکتا ہے کہ علم کی طلب کے لئے سفر کرنا پڑے اور اس میں کچھ زحمت بھی ہو تاکہ علم کی قدر معلوم ہو سکے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ

فَوَجَدَا	عَبْدًا	مِّنْ	عِبَادِنَآ	اٰتَيْنٰهُ	رَحْمَةً	مِّنْ	عِنْدِنَا	وَعَلَّمْنٰهُ
پھر دونوں نے پایا	ایک بندہ	سے	ہمارے بندے	ہم نے دی اسے	رحمت	سے	اپنے پاس	اور ہم نے علم دیا

پھر انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (خضرؑ) کو پایا، اسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور ہم نے اسے

مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ

مِنْ + لَّدُنَّا	عِلْمًا	قَالَ	لَهٗ	مُوْسٰى	هَلْ	اَتَّبِعُكَ	عَلٰٓى	اَنْ
اپنے پاس سے	علم	کہا	اسکو	موسیٰ	کیا	میں تمہارے ساتھ چلوں	پر	کہ

اپنے پاس سے علم دیا۔ موسیٰؑ نے اس سے کہا کیا میں تمہارے ساتھ چلوں؟ اس (بات) پر کہ

تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾

تُعَلِّمَنِ	مِمَّا	عُلِّمْتَ	رُشْدًا
تم سکھادو مجھے	اس سے جو	تمہیں سکھایا گیا ہے	بھلی راہ

تم مجھے سکھادو اس بھلی راہ میں سے جو تمہیں سکھائی گئی ہے

﴿۶۵﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ
هُوَ الْخَضِرُ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً
مِّنْ عِنْدِنَا نُبُوَّةً فِىْ قَوْلٍ وَّوِلَايَةً
فِىْ اٰخَرَ وَعَلَيْهِ اَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ وَ
عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا مِنْ قِبَلِنَا
عِلْمًا ○ مَفْعُوْلٌ ثَانٍ اَىْ مَعْلُوْمًا
مِنَ الْمُغَيَّبَاتِ رَوَى الْبُخَارِىُّ
حَدِيْثَ اَنَّ مُوْسٰى قَامَ خَطِيْبًا فِىْ
بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ اَىُّ النَّاسِ
اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ
اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ فَاَوْحَى
اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنَّ لِىْ عَبْدًا بِمَجْمَعِ
الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ
قَالَ مُوْسٰى يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِىْ
بِهٖ قَالَ تَاْخُذُ مَعَكَ حُوْتًا
فَتَجْعَلُهٗ فِىْ مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلِقَ

﴿۶۵﴾ پس پایا ان دونوں نے ایک بندے کو ہمارے بندوں میں سے یعنی خضر کو جس کو ہم نے اپنی رحمت عطا کی ہے اور رحمت سے ایک روایت میں پیغمبری مراد ہے اور دوسری روایت میں ولایت۔ اور اکثر علماء کا یہی مذہب ہے۔ اور ہم نے اس کو سکھلایا اپنی طرف سے علم چھپی باتوں کا۔ بخاری نے روایت کی یہ حدیث کہ بے شبہ ایک دفعہ موسیٰ نے بنی اسرائیل میں کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اس سے کسی نے پوچھا آدمیوں میں سے کون زیادہ جاننے والا ہے۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ میں! سو اللہ نے اس پر عتاب کیا۔ اس وجہ سے کہ اس نے اسکے علم کو اللہ کے حوالہ نہ کیا۔ پس وحی کی اللہ نے اس کی طرف کہ بیشک میرا ایک بندہ ہے مجمع البحرین میں کہ وہ تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔

موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب میں اس سے کیوں کر ملوں۔ فرمایا تو اپنے ہمراہ ایک مچھلی لے اسکو برتن میں رکھ۔ جہاں وہ مچھلی گم ہو جاوے وہ ہمارا بندہ زیادہ جاننے والا

وَانْطَلَقَ مَعَهُ فَتَاهُ يُوْشَعُ بْنُ
نُوْنٍ حَتّٰى اَتَيَا الصَّخْرَةَ فَوَضَعَا
رُؤُسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ
فِي الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ
فِي الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي
الْبَحْرِ سَرَبًا وَاَمْسَكَ اللّٰهُ عَنِ
الْحُوْتِ جَرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ
مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ
صَاحِبُهٗ اَنْ يُّخْبِرَهٗ بِالْحُوْتِ
فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا
حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ اِذْ قَالَ
مُوْسٰى لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا اِلٰى
قَوْلِهٖ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي
الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ وَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا
وَلِمُوْسٰى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا

اسی جگہ ملے گا پس موسیٰؑ نے مچھلی لی اور اس کو برتن میں رکھ کر چلا اور اس کی ہمراہ ہوا اس کا خادم یوشع بن نون یہاں تک کہ وہ دونوں اس پتھر کے پاس پہنچے جو جگہ ملنے خضر کی تھی سو وہ دونوں وہاں سر رکھ کر سو رہے اور مچھلی نے اس برتن میں حرکت کی اور نکل کر دریا میں جا پڑی سو جس جگہ وہ دریا میں کو چلی وہاں سوراخ رہ گیا اور اللہ نے اس مچھلی کے چلنے کی جگہ کے پانی کو جاری **ہونے سے روک لیا اسلئے وہ جگہ مثل طاق کے کھلی رہ گئی سو جب موسیٰ جاگا اس کا رفیق اس سے مچھلی کا قصہ کہنا بھول گیا۔ پھر چلے وہ دونوں** اس دن اور رات بھر یہاں تک کہ صبح ہوئی موسیٰ نے اپنے رفیق سے صبح کا کھانا مانگا۔ آخر اس قول تک جو اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا کہ یوشع نے موسیٰؑ سے بیان کیا کہ مچھلی دریا میں چلی گئی اور موسیٰ اور اس کا رفیق دونوں کو اس سے تعجب ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مچھلی نے دریا میں راستہ کیا یعنی سوراخ کر دیا اور موسیٰ اور اسکے رفیق کو اس سے تعجب ہوا۔

(۶۶) قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ اَيْ صَوَابًا اُرْشَدُ بِهٖ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِضَمِّ الرَّاءِ وَسُكُوْنِ الشِّيْنِ وَسَاَلَهٗ ذٰلِكَ لِاَنَّ الزِّيَادَةَ فِي الْعِلْمِ مَطْلُوْبٌ۔

(۶۶) قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا الخ موسیٰ نے خضر سے کہا کیا میں تیرے ہمراہ رہوں اس شرط پر کہ تو مجھکو سکھلا دے اس علم سے جو تجھ کو عطا ہوا راہِ صواب رَشَدًا ساتھ فتح را اور شین کے اور ضم اول اور سکون شین کے ہر دو طرح پڑھا گیا ہے۔ موسیٰ نے باوجود عالی مراتب ہونے کے خضر سے یہ سوال کیا اسلئے کہ علم زیادہ طلب کرنا مطلوب ہے۔

تشریح

(۶۵) حضرت خضر سے ملاقات | حضرت موسیٰ تلاش کرتے ہوئے دریا کے کنارے اس جگہ پر پہنچے جہاں مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہی نشانی بتائی تھی کہ جہاں یہ واقعہ پیش آئے اس کے آس پاس ہی ہمارا بندہ ملیگا جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا ہے اور اپنی طرف سے اسے ایک خاص طرح کا علم عطا کیا ہے۔ قرآن میں عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا "بندوں میں سے ایک بندہ" کا لفظ ارشاد ہوا ہے۔ تمام معتبر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بندے حضرت خضر تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اسرارِ کونیہ کے علم سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ حضرتِ خضر کی شخصیت کے بارے میں کوئی واضح بات سامنے نہیں آئی، عام رجحان یہ ہے کہ وہ اللہ کے نبی تھے۔

(۶۶) حضرت موسیٰ کی طرف سے رفاقت کی درخواست | حضرت موسیٰؑ کی حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے درخواست کی کہ میں آپکے ساتھ رہ کر اس علم و دانش سے کچھ حصہ حاصل کرنا چاہتا ہوں جو اللہ نے آپکو عطا کیا ہے۔

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ

قَالَ	اِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيْعَ	مَعِيَ	صَبْرًا	وَكَيْفَ	تَصْبِرُ
اسنے کہا	بیشک تو	ہرگز نہ کرسکے گا	میرے ساتھ	صبر	اور کیسے	تو صبر کرے گا

عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ

عَلٰى	مَا	لَمْ تُحِطْ بِهٖ	خُبْرًا	قَالَ	سَتَجِدُنِيْٓ	اِنْ
اس پر	جو	تونے احاطہ نہیں کیا اُس کا	واقفیت سے	اس نے کہا	تم مجھے پاؤ گے	اگر

شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ

شَآءَ	اللّٰهُ	صَابِرًا	وَّلَآ اَعْصِيْ	لَكَ	اَمْرًا	قَالَ	فَاِنِ	اتَّبَعْتَنِيْ
چاہا	اللہ	صبر کرنے والا	اور میں نافرمانی نہ کرونگا	تمہارے	کسی بات	اسنے کہا	بس اگر	تجھے میرے ساتھ چلنا ہے

ع ۹ ۱۱ ۲۱ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ ع

فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ	عَنْ	شَيْءٍ	حَتّٰٓى	اُحْدِثَ	لَكَ	مِنْهُ	ذِكْرًا
تو مجھ سے نہ پوچھنا	کے متعلق	کسی چیز	یہاں تک کہ	میں بیان کروں	تجھ سے	اس کا	ذکر

(٦٧) قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝

(٦٧) خضر نے جواب دیا کہ بیشک تو میرے ساتھ نہ رہ سکے گا

(٦٨) وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ فِي الْحَدِيْثِ السَّابِقِ عَقَّبَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ يَامُوْسٰى اِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهٗ وَ اَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهٗ وَقَوْلُهٗ خُبْرًا مَصْدَرٌ بِمَعْنٰى لَمْ تُحِطْ اَيْ لَمْ تُخْبَرْ حَقِيْقَتَهٗ

(٦٨) اور تجھ سے کیونکر صبر ہو سکے گا اس امر پر جس کی تجھکو خبر نہیں

حدیث مذکور میں بعد اس آیت کے یہ روایت ہے کہ خضر نے کہا اے موسیٰ بیشک اللہ نے ایک علم اپنے علم میں سے عطا کیا ہے جسکو تو نہیں جانتا اور ایک علم تجھ کو عطا ہوا ہے جو میں نہیں جانتا۔

اور لفظ خُبْرًا مصدر ہے مفعول مطلق واقع ہوا ہے لَمْ تُحِطْ سے کیونکہ یہ لفظ اس کے ہم معنی ہے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ تجھکو اسکی حقیقت کی خبر نہیں ۔

(۶۹) قَالَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ وَغَیْرَ عَاصٍ لَکَ اَمْرًا ○ تَاْمُرُنِیْ بِهٖ وَقَیَّدَ بِالْمَشِیَّةِ لِاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ عَلٰی ثِقَةٍ مِنْ نَفْسِهٖ فِیْمَا الْتَزَمَ وَهٰذِهٖ عَادَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ اَنْ لَا یَثِقُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ طَرْفَةَ عَیْنٍ.

(۶۹) موسیٰؑ نے کہا اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہے تو نزدیک ہے تو مجھ کو صابر پائیگا اور جو تو مجھ کو حکم کریگا میں اس میں تیرا خلاف نہ کرونگا۔ اور موسیٰ نے اپنے کلام میں مشیت خداوندی کی قید لگائی کیونکہ اس کو اپنے نفس پر بھروسہ نہ تھا اس امر میں جو اس نے اپنے ذمہ لازم کیا اور انبیاء اور اولیاء کی ہمیشہ سے یہی عادت رہی کہ وہ ایک لحظہ بھی اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کرتے۔

(۷۰) قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ اللَّامِ وَتَشْدِیْدِ النُّوْنِ عَنْ شَیْءٍ تُنْکِرُهٗ مِنِّیْ فِیْ عِلْمِکَ وَاصْبِرْ حَتّٰٓی اُحْدِثَ لَکَ مِنْهُ ذِکْرًا ○ اَیْ اَذْکُرُهٗ لَکَ بِعِلَّتِهٖ فَقَبِلَ مُوْسٰی شَرْطَهٗ رِعَایَةً لِاَدَبِ الْمُتَعَلِّمِ مَعَ الْعَالِمِ

(۷۰) خضر نے کہا اگر تو میرے ساتھ ہوتا ہے تو جو امر مجھے خلاف دیکھے اور تیری سمجھ میں نہ آوے اس کے بارہ میں مجھ سے کچھ نہ پوچھنا یہاں تک کہ میں خود تجھ سے اس کی وجہ ذکر کروں۔ سو موسیٰ نے ازراہِ ادب جو شاگرد کو استاد سے ہونا چاہئے اس شرط کو قبول کر لیا۔

تشریح

(۶۷) حضرت خضر کا جواب | حضرت خضر نے کہا کہ بیشک اللہ نے آپکو علم شریعت دیا ہے آپکی تربیت فرمائی ہے اور آپ کو اپنا پیغمبر مقرر کیا ہے شریعت کا وہ علم جو اللہ نے آپ کو دیا ہے، اگرچہ اتنا علم جتنا آپ کو ہے اس وقت کسی کے پاس نہیں ہے لیکن علم الٰہی کے مقابلہ میں آپکا علم بھی سمندر کے مقابلے میں قطرے سے زیادہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے خزانے سے مجھے بھی ایک علم عطا کیا ہے جس کا تعلق تکوین کے اسرار سے ہے۔ اللہ کے ایک احکام تشریعی ہیں یعنی شریعت کے وہ حکم جو بندے پر لازم ہیں اور بندہ مختار ہے کہ چاہے ان پر عمل کرے یا نہ کرے۔ شریعت کے اس قانون کو پہنچانے کیلئے اور عمل کر کے سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو مبعوث فرماتے ہیں ــــ اللہ کے دوسرے احکام تکوینی ہیں جن پر بندے کا کوئی اختیار نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے جسطرح چاہتے ہیں کرتے ہیں موت و حیات مختلف حادثات و واقعات جو بھی پیش آتے ہیں وہ سب اللہ کے تکوینی احکام ہیں کیونکہ اللہ نے اپنا ہر حکم اپنی حکمت اور مصلحت کی وجہ سے ایک سبب کے ساتھ جوڑ دیا ہے اسلئے ان تکوینی معاملات کا کچھ علم ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے بارگاہ الٰہی سے مجھے عطا ہوا ہے آپکا علم ظاہر شریعت ہے میرا معاملہ باطنی اور تکوینی ہے اسلئے میری اور آپکی رفاقت زیادہ دیر چل نہیں پائیگی اور میرے ساتھ صبر نہیں کر سکینگے۔

(۶۸) آپ کا خاموش رہنا بھی مشکل ہے | کیونکہ یہ ظاہر سے ہٹ کر تکوینی معاملات ہیں جو آپ کے علم کے دائرے سے باہر کی چیزیں ہیں آپ ظاہر کو دیکھ کر شریعت کا حکم لگائیں گے اور اس کے پیچھے جو اللہ کی حکمت اور مصلحت ہے اس کے بارے میں آپکو علم نہیں ہے تو آپ کا خاموش رہنا اور صبر کرنا ہے بھی مشکل۔

(۶۹) حضرت موسیٰؑ کا وعدہ | حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضر کی یہ بات سنکر وعدہ کیا کہ انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے کسی معاملہ میں کوئی دخل اندازی نہیں کروں گا۔ غالباً حضرت موسیٰؑ کو اس کا پورا اندازہ نہ ہوگا کہ کوئی ایسی صورتِ حال ہوسکتی ہے جو بظاہر احکام شریعت کے خلاف نظر آتی ہو اور پھر اس پر روک ٹوک نہ کی جائے اور خاموش رہنا پڑے اسلئے انھوں نے لفظ ان شاء اللہ کے ساتھ حضرتِ خضر سے وعدہ کر لیا کہ وہ کسی معاملے میں دخل اندازی نہیں کریں گے۔

(۷۰) حضرت خضر کی شرط کہ آپ کوئی باز پرس نہیں کرینگے | حضرت خضر نے شرط لگائی کہ اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو آپ مجھ سے کوئی باز پرس نہیں کریں گے اور جب تک میں خود آپ کو نہ بتاؤں آپ کوئی بات مجھ سے نہیں پوچھیں گے۔ آپ بس دیکھتے رہیں کوئی ضرورت ہوگی تو بتانے والی بات میں خود آپ کو بتا دوں گا۔

فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا

فَانْطَلَقَا	حَتّٰٓى	اِذَا	رَكِبَا	فِي السَّفِيْنَةِ	خَرَقَهَا	قَالَ	اَخَرَقْتَهَا
پھر وہ دونوں چلے	یہاں تک کہ	جب	وہ دونوں سوار ہوئے	کشتی میں	اسنے سوراخ کردیا اسمیں	اسنے کہا	تم نے اسمیں سوراخ کردیا

پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ جب وہ دونوں کشتی میں سوار ہوئے اس (خضرؑ) نے اسمیں سوراخ کردیا، موسیٰ نے کہا تم نے اسمیں

لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا ۝۷۱

لِتُغْرِقَ	اَهْلَهَا	لَقَدْ + جِئْتَ	شَيْئًا	اِمْرًا
کہ تم غرق کردو	اسکے سوار	البتہ تو لایا (تو نے کی)	ایک بات	بھاری

سوراخ کردیا کہ اسکے سواروں کو غرق کردو، البتہ تم نے ایک بھاری (خطرہ کی) بات کی ہے۔

(۷۱) فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ الَّتِيْ مَرَّتْ بِهِمَا خَرَقَهَا الْخَضِرُ بِاَنِ اقْتَلَعَ لَوْحًا اَوْ لَوْحَيْنِ مِنْهَا مِنْ جِهَةِ الْبَحْرِ بِفَاسٍ لَمَّا بَلَغَتِ اللُّجَّ قَالَ لَهُ مُوْسٰى اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ التَّحْتَانِيَّةِ وَالرَّاءِ وَرَفْعِ اَهْلُهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا ۝ اَيْ عَظِيْمًا مُنْكَرًا رُوِيَ اَنَّ الْمَاءَ لَمْ يَدْخُلْهَا

(۷۱) فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا پھر وہ دونوں دریا کے کنارے کنارے چلے یہانتک کہ جب وہ دونوں ایک کشتی میں جو اُن کے پاس کو گذری سوار ہوئے خضر نے اس کو توڑ دیا اس طرح کہ اس کے نیچے کی طرف سے جدہر پانی تھا ایک یا دو تختہ کو کلہاڑی سے توڑ ڈالا ایسی جگہ کہ جہاں پانی زیادہ اور گہرا تھا۔ موسیٰ نے اس سے کہا کیا تو نے کشتی کو توڑ ڈالا اسلئے کہ اس کے سواروں کو دریا میں ڈبا دے بیشک تو نے بڑا نکما کام کیا (روایت ہے کہ پانی اس کشتی کے اندر نہیں آیا)

تشریح

(۷۱) **حضرت خضر نے کشتی توڑ دی** اب حضرت موسیٰ اور حضرت خُضر ساتھ ساتھ سفر پر روانہ ہوئے چلتے چلتے ایک دریا کے کنارے پہنچے سامنے کشتی آرہی تھی کشتی والوں نے ان نیک صورت بزرگوں کو دیکھا اور غالباً حضرت خضر کو پہچان بھی گئے اور بغیر اجرت لئے بڑے احترام کے ساتھ کشتی میں بٹھایا جب کشتی کنارے کے قریب پہنچنے لگی تو حضرت خضر نے ایسی حرکت کی جس کا حضرت موسیٰؑ کو وہم گمان بھی نہ تھا اور وہ یہ کہ کشتی کا ایک تختہ توڑ دیا۔ چونکہ کنارہ قریب تھا لوگ ڈوبنے سے تو بچ گئے مگر کشتی عیب دار ہوگئی۔ حضرت موسیٰ بے اختیار بول اٹھے ارے یہ آپ نے کیا کیا؟ یہ تو آپ نے بڑی غلط بات کی ہے انہوں نے ہمارے ساتھ احسان کا معاملہ کیا ہے اور اس کا جواب یہ کہ انکی کشتی خراب کردی۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا

قَالَ	اَلَمْ اَقُلْ	اِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيْعَ	مَعِيَ	صَبْرًا	قَالَ	لَا
اس نے کہا	کیا میں نے نہیں کہا	بیشک تو	ہرگز نہ کرسکے گا	میرے ساتھ	صبر	اس نے کہا	نہ

خضرؑ نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا ۔ موسیٰؑ نے کہا اس پر میرا

تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾

تُؤَاخِذْنِيْ	بِمَا	نَسِيْتُ	وَلَا تُرْهِقْنِيْ	مِنْ	اَمْرِيْ	عُسْرًا
مواخذہ کر میرا	اس پر جو	میں بھول گیا	اور مجھ پر نہ ڈالیں	سے	میرا معاملہ	مشکل

مواخذہ نہ کریں جو میں بھول گیا اور میرے معاملہ میں مجھ پر مشکل نہ ڈالیں

فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً

فَانْطَلَقَا	حَتّٰى	اِذَا	لَقِيَا	غُلٰمًا	فَقَتَلَهٗ	قَالَ	اَقَتَلْتَ	نَفْسًا	زَكِيَّةً
پھر وہ دونوں چلے	یہاں تک کہ	جب	وہ ملے	ایک لڑکا	تو اس نے اس کو قتل کر دیا	اس نے کہا	کیا تم نے قتل کر دیا	ایک جان	پاک

پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ وہ ایک لڑکے کو ملے تو خضر نے اسے قتل کر دیا ۔ موسیٰؑ نے کہا کیا تم نے ایک پاک جان کو

بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

بِغَيْرِ	نَفْسٍ	لَقَدْ جِئْتَ	شَيْـًٔا	نُّكْرًا	
بغیر	جان	البتہ تم آئے (تم نے کیا)	ایک کام	ناپسندیدہ	

جان (کے بدلہ کے) بغیر قتل کر دیا البتہ تم نے ایک ناپسندیدہ کام کیا ۔

﴿۷۲﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ○

﴿۷۳﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ اَيْ غَفَلْتُ عَنِ التَّسْلِيْمِ لَكَ وَتَرْكِ الْاِنْكَارِ عَلَيْكَ وَلَا تُرْهِقْنِيْ تُكَلِّفْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ○ مَشَقَّةً فِيْ صُحْبَتِيْ اِيَّاكَ اَيْ عَامِلْنِيْ فِيْهَا بِالْعَفْوِ وَالْيُسْرِ

﴿۷۴﴾ فَانْطَلَقَا بَعْدَ خُرُوْجِهِمَا مِنَ السَّفِيْنَةِ يَمْشِيَانِ حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا لَمْ يَبْلُغِ الْحِنْثَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ اَحْسَنُهُمْ وَجْهًا

﴿۷۲﴾ خضر نے کہا کہ میں نے تجھ سے یہ نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ رہ سکے گا ۔

﴿۷۳﴾ موسیٰ نے کہا نہ مواخذہ کر مجھ پر بہ سبب بھول کے یعنی میں اس بات کو بھول گیا کہ مجھے تیری بات کو تسلیم کرنا چاہیے تھا اور انکار مناسب نہ تھا اور مجھ پر سختی نہ کر کہ تیرے ساتھ رہنا دشوار ہو بلکہ معاملہ آسانی اور عفو سے کر

﴿۷۴﴾ پھر چلے وہ دونوں کشتی سے نکل کر یہاں تک کہ جب ایک لڑکے نابالغ سے ملے جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا ان سب میں خوبصورت پس اس کو خضر نے

فَقَتَلَهُ الْخَضِرُ بِاَنْ ذَبَحَهُ بِالسِّكِّيْنِ مُضْطَجِعًا اَوْ اِقْتَلَعَ رَاْسَهُ بِيَدِهٖ اَوْ ضَرَبَ رَاْسَهُ بِالْجِدَارِ اَقْوَالٌ وَ اَتٰى هُنَا بِالْفَاءِ الْعَاطِفَةِ لِاَنَّ الْقَتْلَ عَقِبَ اللِّقَاءِ وَجَوَابُ اِذَا قَالَ لَهُ مُوْسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً اَيْ طَاهِرَةً لَمْ تَبْلُغْ حَدَّ التَّكْلِيْفِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ زَكِيَّةً بِتَشْدِيْدِ الْيَاءِ بِلَا اَلِفٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَيْ لَمْ تَقْتُلْ نَفْسًا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُكْرًا ۝ بِسُكُوْنِ الْكَافِ وَضَمِّهَا اَيْ مُنْكَرًا

مار ڈالا اس طرح کہ اسکو لٹا کر چھری سے ذبح کر دیا یا اس کا سر اپنے ہاتھ سے کچل کر مار دیا یا اس کا سر دیوار سے مارا اس میں چند قول ہیں (اس آیت میں فقتلہ پر فاء عاطفہ لائی گئی جو تعقیب پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ مار ڈالنا ملنے کے بعد ہوا۔ اور جواب اذا کا یہ ہے جو آگے مذکور ہے) موسیٰ نے اس سے کہا کیا تو نے مار ڈالا ایک جان پاک کو جو حد تکلیف کو نہیں پہنچا (ایک قرأت میں بجائے زَاکِیَۃً کے زَکِیَّۃً ساتھ تشدید یاء کے بدون الف کے ہے) بدون اس کے کہ اس نے کسی کو مارا ہو بیشک تو نے امر خلاف شرع کیا۔

تشریح

(۷۲) **حضرت خضر کا جواب** حضرت موسیٰؑ کا یہ اعتراض سنکر حضرت خضر نے جواب دیا دیکھئے میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میری باتوں پر چپ نہ رہ سکیں گے۔

(۷۳) **حضرت موسیٰ کی معذرت** حضرت موسیٰ ؑ نے معذرت کی کہ واقعی میں نے جو وعدہ کیا تھا بھول سے اس کے خلاف ہو گیا آپ میری بھول پر گرفت نہ فرمائیں اور میرے معاملے میں سختی سے کام نہ لیں۔ حضرت موسیٰ ؑ نے اپنی بھول کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت کی۔

(۷۴) **معصوم بچے کا قتل** اس وعدہ وعید کے بعد اب یہ دونوں پھر آگے سفر پر روانہ ہو گئے اور چلتے چلتے ایک بستی کے قریب پہنچے جہاں چند لڑکے کھیل رہے تھے ان میں ایک لڑکا خوش شکل اور ہونہار نظر آیا معصوم بچے ویسے بھی پیارے لگتے ہیں ان بچوں میں یہ بچہ بہت ہی پیارا معلوم ہو رہا تھا۔ حضرت خضر نے اس کو بلایا، گود میں اٹھایا اور اچانک اس کو اتنی زور سے زمین پر دے کر مارا کہ وہ بچہ زمین پر گرا اور اس نے دم توڑ دیا۔ بعض روایات میں اس بچے کا نام "جیسور" آیا ہے قتل، وہ بھی ایک بے گناہ معصوم بچے کا بغیر کسی قصور کے، حضرت موسیٰ کب برداشت کر سکتے تھے، فوراً بول اُٹھے، یہ آپ نے کیا کیا۔؟